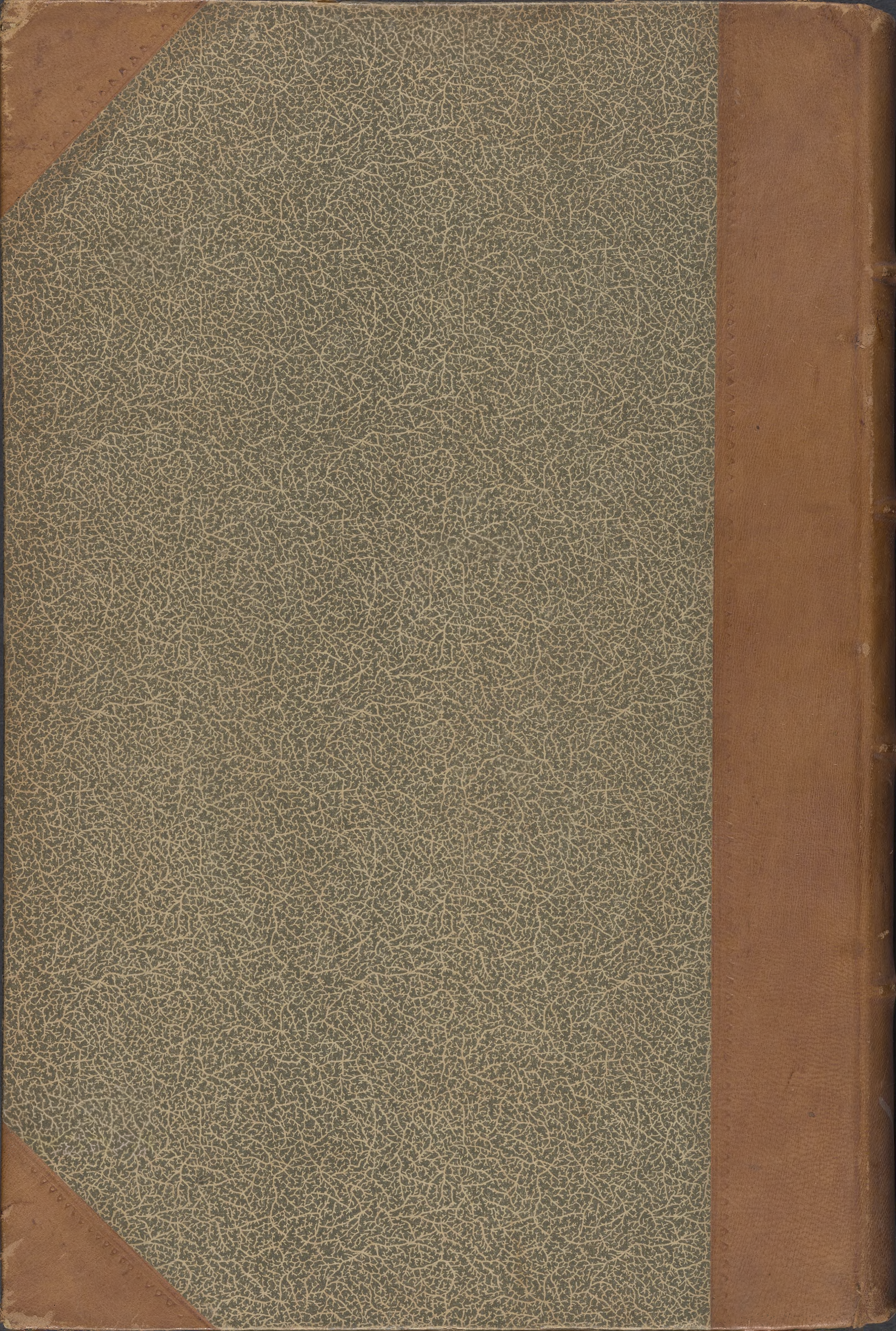




گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلد اول گلستان باختر کے سرورق پر مندرج ہے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے - اب اس جلد دویم مین شاہزادہ رفیع البخت کا مقابلہ سکندر رستم خو سے جنگو عین گرمی جنگ مین پنجہ اوٹھا لیگیا تھا اور دھاوا کرنا سہراب سردار زلزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور اُسوقت پہونچنا رفیع البخت کا - اس عنوان سے جلد کو آغاز کیا ہے - بعد ازان زلزال بن خلخال بن صلصال کا دربار سارق بن بقا مین پہونچنا اور آنا ترکش ناوک انداز و سرہنگ سنگبار و سر فیل سنگبار کا برای بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی - روانگی لشکر اسلام بسمت بہارستان مغرب - پہونچنا سرکش تیر انداز و ترکش ناوک انداز و احجار سنگبار و اصنام سنگبار کا بجمعیت چار لاکھ سپاہ کے اور زخمی ہونا شاہزادہ رفیع البخت و سکندر کا و بربادی قلعہ جبل الحدید اور تباہی دونون شہزادون کی پھر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا ذکر و داستان مصیبت عنوان بربادی بہارستان مغرب کی - اسکی بعد پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین اور سردارونکا مسحور ہونا تعلیم اسم اعظم صاحبقران عالیشان کو اور سلام لانا سکندر ویرہ نشین کا پھر ہامان وزیر سنجاب شاہ مغربی کا بھاگ کر جانا سارقیہ مین اور حالات بیان کرنا سارق ملعون سے - روانہ کرنا سارق کا ایک عیار و عیارہ کو برای گرفتاری سرداران لشکر اسلام - اسکے بعد وہ داستانین نہایت عجیب و رنگین بیان کیگئی ہین جو دیکھنے سے تعلق ہین آخر مین داستان نقاش صورت کش و غلطان در در گوش و طوفان دریا موج اور کوچ کرنا صاحبقران کا طرف طلسم زلزلہ کے اسی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے - چنانچہ فی الحال

جلد دویم

حسب الحکم عالیجناب معلے القاب سرآمد تاجران عالی وقار قدر شناس علم و فن مرجع کاملان سخن جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور وغیرہ از تصنیفات شیخ تصدق حسین داستانگوی بنظیر و تصحیح مولوی محمد اسمعیل ملازم قدیم مطبع زبان اردو مین بعبارت سلیس و نثر نفیس بار اول در ۱۹۱۰ء

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

اطلاع ع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹئٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوںکو آگاہی کا عمدہ تر ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران۔ جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے جس کو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ بسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درbارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہوجاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
(۱) نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول۔	عا ر پ
(۲) 〃 〃 جلد دوم	ہ پ
(۳) ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	للعہ پ
(۴) ہومان نامہ 〃 〃	عا ر ۸ر پ
(۵) کوچک باختر۔ دفتر دوم۔	عا ر پ
(۶) بالا باختر۔ دفتر سوم۔	عا ر پ
(۷) ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم۔	عا ر پ
(۸) 〃 جلد دوم 〃	عا ر پ
(۹) طلسم ہوشربا جلد اول۔ دفتر پنجم۔	عا ر پ
(۱۰) 〃 جلد دوم۔ 〃	ہ پ
(۱۱) 〃 جلد سوم 〃	عا پ
(۱۲) 〃 جلد چہارم 〃	سے ر
(۱۳) جلد پنجم کا حصہ اول۔ دفتر پنجم۔	عا ر ۱۲ر
(۱۴) 〃 حصہ دوم 〃	عا ر ۱۲ر

نام کتاب	قیمت
(۱۵) طلسم ہوشربا جلد ششم دفتر پنجم۔	سے ر ۸ر
(۱۶) 〃 جلد ہفتم	سے ر
(۱۷) بقیہ طلسم ہوشربا۔ جلد اول۔	عہ ر ۱۲ر پ
(۱۸) 〃 حصہ دوم۔	عا ر پ
(۱۹) صندلی نامہ دفتر ششم۔	عا پ
(۲۰) تورجنامہ جلد اول دفتر ہفتم۔	سے پ
(۲۱) 〃 جلد دوم۔	صہ ر پ
(۲۲) لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عا ر ۱۲ر پ
(۲۳) 〃 جلد دوم۔	عا ر ۱۲ر پ
(۲۴) دفتر آفتاب شجاعت جلد اول۔	للعہ پ
(۲۵) 〃 جلد دوم۔	للعہ ۸ر پ
(۲۶) 〃 جلد سوم۔	للعہ ۸ر پ
(۲۷) 〃 جلد چہارم	عہ ر ۸ر پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	سے ر پ
(۲) 〃 جلد دوم۔ 〃	سے ر ۸ر پ
(۳) 〃 جلد سوم	للعہ پ
ایضاً کامل یکمشت ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ ر پ
طلسم ہفت پیکر۔ مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر۔ جلد اول	عہ ر ۸ر پ
(۲) 〃 جلد دوم۔	عہ ر ۱۲ر پ
(۳) 〃 جلد سوم۔	سے ر پ
طلسم خیال سکندری۔ جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر۔	عا ر پ
ایضاً جلد دوم۔ 〃	عا ر ۱۲ر پ
ایضاً جلد سوم۔ 〃	عا ر ۱۲ر پ
پھول والون کی سیر۔ مطبوعہ خیر	۶ر پ

فہرست گلستان باختر جلد دوم

مضمون	صفحہ
حمد و نعت کے بعد تسلسل داستانون کا ذکر کیا گیا ہی جو جلد اول مین ناتمام تھین یعنے بادشاہ اسلام کا قیام ملک روشن بخت مین ہی اس انتظار مین کہ سب شاہزادے یکجا ہو لین تو ملک ایران کا سفر ہو خواجہ خضران جانب بہارستان مغرب روانہ ہوے ہین۔ شاہزادہ سہراب ثانی بارادہ مدد سکندر و ملاقات رفیع البخت گئے ہوے ہین اُنکا حال کچھ معلوم نہین ہوا کہ کہان ہین شاہزادہ سکندر رستم خو سوار قدرت بنے ہوے میدان مین متحیر کھڑے ہوے ہین اور رفیع البخت کو پنجہ اُٹھا لیگیا ہی یہ سب سلسلے بیان کرکے داستان آغاز کی ہی۔	۲ لغایت ۹
ذکر شاہزادہ رفیع البخت کا جنکو عین مقابلہ مین سکندر رستم خو کے پنجہ اُٹھا لیگیا تھا۔	۱۰ لغایت ۱۱
داستان دعا و اکرنا سہراب سردار زلزال کا قلعہ جبل الحدید پا در بروقت پہونچنا رفیع البخت کا مع حالات متعلقہ داستان۔	۱۲ لغایت ۲۹
داستان زلزال بن خلخال بن صلصال کا پہونچنا دربار ساریق بن بقا مین اور مختصر حال دربار ساریق آنا ترکش ناوک انداز اور سرہنگ سنگبار و سرخیل سنگبار کا برائے بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی۔	۳۰ لغایت ۳۲
داستان لشکر اسلام اور روانہ ہونا بسمت بہارستان مغرب ذکر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی	۳۳ لغایت ۴۳
داستان مصیبت عنوان بربادی بہارستان مغربی کی پہونچنا سرکش تیر انداز و ترکش ناوک انداز و احجار	۵۴
سنگبار و اصنام سنگبار کا چار لاکھ کی جمعیت سے اور زخمی ہونا رفیع البخت و سکندر کا۔ بربادی قلعہ جبل الحدید و تباہی دو نون شہزادیون کی احوال سنگ اندازان کا۔	۵۹
داستان پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین اور گرفتار سحر ہونا سرداران اسلام کا۔ اسم اعظم تعلیم ہونا صاحبقران عالیشان کو اور مسلمان ہونا سکندر دیرہ نشین کا مع دیگر حالات متعلقہ۔	۶۸
بہارستان مغرب کا تاراج ہونا قلعہ جبل الحدید کی بربادی سنگ اندازون کے ہاتھ سے۔	۷۷
داستان ہامان وزیر سنجاب شاہ مغربی کی بھاگ کر جانا ہامان کا ساریقیہ مین اور حالات بیان کرنا ساریق ملعون سے روانہ کرنا ساریق کا ایک عیار اور عیارہ بچی کو برائے گرفتاری سرداران لشکر اسلام۔	۸۹
پہونچنا شاہزادون کا بحالت قید دربار ساریق مین اور سخت کلامی کرنا ساریق سے تحمل کرنا ساریق کا اور تشہیر کرانا۔ آخر مین بصلاح بخگان ایک گنبد مین بند کرکے جلا دینا۔ بچنا سب کا مدد حکیم سودائی دانا سے اور لشکر پر شبخون مارنا۔	۹۵
چند کلمے داستان شاہ عیاران عیار خواجہ خضران عالی شان کے بیان ہوتے ہین۔	۱۰۴
حال عیاری خواجہ خضران و ذکر باغ چہار بہشت پہچان لینا مظفر کا اور تعریف کرنا خواجہ کی۔ خواجہ کا اپنے کو معظم شامی سوداگر ظاہر کرنا۔ مظفر کا دھمکانا خواجہ کا قبول نہ لینا اور شہزادیونکو زیور وغیرہ دینا	۱۱۱

مضمون	صفحہ
داستان بادشاہ لشکر اسلام دارائے بن جمشید کو خبر پہونچنا حالات ساریقیہ کی اور آگاہ ہونا بادشاہ کا حالات سکندر وغیرہ سے ۔ اور روانہ ہونا طرف ملک ساریقیہ کے ۔	۱۱۲
چند کلمے داستان گلستان باختر کے بیان ہوتے ہین ۔	۱۱۳
داستان فرقت بیان ملکہ سپہر آرا و مہر آرا و انجم آرا و اختر آرا دختران ساریق بن بقا کی بیان ہوتی ہی ۔	۱۲۱
داستان شوکت نشان بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام ۔	۱۲۴
چند کلمے داستان اژدر سیاہ سر کا پہونچنا شہر سر شاریہ مین اور مقابلہ کرنا سرداران لشکر اسلام کا اژدر کے ہاتھ سے آخر مین پنجہ کا لیجانا اژدر کو ۔	۱۳۰
قلعہ مارگیر مین پہونچنا مود جادو کا نامہ و پیام ہونا صاحبقران سے اور طبل جنگ بجنا ۔	۱۳۸
داستان ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش شہزادی طلسم لالہ زار سلیمانی معشوقہ ایرج نوجوان برباد ہونا طلسم مذکور کا اور تباہ ہونا مہ جبین گل لالہ پوش کا اثناء راہ مین مصیبتون کا پیش آنا اور پیدا ہونا دو شہزادون کا اور پرورش پانا شہر زرینہ مین اور ذکر خروج کفار ۔	۱۵۵
کچھ حال شہر زرینہ کا بیان کیا جاتا ہی ۔	۱۶۱
ذکر خروج سکندر آئینہ پرست کا ۔	۱۶۲
بیان خروج شعشاع بن مشمش کا ۔	۱۷۳
داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ ۔	۱۸۲
کچھ حال ملک ساریقیہ کا بیان کیا جاتا ہی	۱۹۸
داستان خروج لاجورد شاہ برادرزادہ زبرجد شاہ بیان کی جاتی ہی ۔	
چند کلمے داستان اخضر زرد پوش اور خمار جادو کے مرتد ہوجانا اخضر کا اور درپے آزار ہونا طیمور کا ۔	۲۳۹
کچھ حالات شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین	۲۴۶
پھر داستان ملک ساریقیہ کی بیان کیجاتی ہی	۲۴۹
داستان زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو پیکر اژدر کش بیان کیجاتی ہی ۔	۲۷۲
داستان شوکت بیان صاحبقران بحری امیر بن امیر سلطان دریا شکوہ فرزند عادل کیوان شکوہ کے ولادت کی بیان ہوتی ہی ۔	۲۷۴
داستان عادل کیوان شکوہ و یوسف شاہ مکرانی و ساریق بن بقا و محو جادو وغیرہ ۔	۲۷۹
ذکر اُن نامہ جات کا جو ساریق نے طلب مدد مین جا بجا روانہ کیے تھے ۔	۲۸۶
داستان عادل کیوان شکوہ و سہیل بسنتی پوش و ساریق و یوسف مکرانی و فریب جادو حاکم دربند خورشید بسنتی پوش و قطب جنی وغیرہ ۔	۲۸۹
ذکر شاہزادہ طیمور شیر پرور کا ۔	۳۱۵
بیان لیجانے پنجہ کا راندہ درگاہ خدا ساریق بن بقا کو ۔	۳۲۴
داستان ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر پہونچنا قاصد کا اور آگاہ کرنا حال طیمور سے بیتاب ہوکر آنا ملکہ مذکور کے دیدار کو مع حالات متعلقہ داستان مذکور ۔	۳۴۵
بیان لشکر ساریق بن بقا ۔	۳۵۰
داستان ارقم تتاری و فضل تتاری اور بیچہ	

مضمون	صفحہ
خلخال کا حبیب جادو کو برائے مدد ساریق۔	
بیان گرفتاران رشتہ محبت یعنی شہزادہ وحید الملک و ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر۔	۳۵۵
کچھ حال پرستان کا بیان کیا جاتا ہی۔	۳۷۸
چند کلمے داستان لشکر اسلام و لشکر کفار کے۔ بعد نامہ و پیام کے بجنا طبل جنگ کا اور پہونچنا صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا مع حال مقابلہ سکندر دیرہ نشین کے۔	۳۸۲
کچھ حال شہر کافوریہ کا بیان ہوتا ہی۔	۴۲۱
ذکر شاہزادہ طیمور شیر پرور و نہنگ بن طوفان دریا موج و بر ہوت رعد آواز وغیرہ۔	۴۲۵
نامہ لکھنا سنجاب شاہ مغربی کا صاحبقران عالی شان کو یورش صاحبقران آئینہ پرستان کے باب مین اور سہراب بن رستم کا روانہ ہونا جانب بہارستان مغرب کے۔	۴۲۷
داستان بہارستان مغرب اور طبل جنگ بجوانا چوپان چوگان باز کا اور مقابلہ ہونا فرتوت مغربی سے اور شہید ہونا سہیل مغربی و ہلال مغربی کا قلعہ بند ہونا سنجاب شاہ کا مع دیگر حالات متعلقہ۔	۴۲۹
چند کلمے داستان شہر کیوانیہ و شہر حسن آباد و ذکر عشق شاہزادہ طیمور شیر پرور از ملکہ حسینہ پری جمال۔	۴۶۱
داستان سرگشتہ وادی اُلفت شاہزادہ طیمور شیر پرور و شاہور شیر دل عیار و خواجہ اکوآن ظلماتی۔	۴۷۲
شاہور کا طبیب بنکر جانا اور علاج کے بہانے سے ملکہ تک پہونچنا اور شہزادہ کو بھی لیجانا مع کل حالات متعلقہ داستان ہذا۔	

مضمون	صفحہ
کچھ حال بردت کوہی اور دخان تہمتن کا بیان ہوتا ہی۔	۴۸۱
چند کلمے داستان ملک سارقیہ کے۔ نیرنگ سحر ساز جادو خواہرزادہ خلخال کا چاہ بابل سے برائے قصاص خون خلخال جادو آنا اور بگاڑ پڑنا رضوان سحر ساز جادو سے علیحدہ ہوجانا رضوان سحر ساز کا اور آپسمین مقابلہ ہونا۔	۴۸۷
چند کلمے داستان ساریق بن بقا کے اور آنا افغان جادو کا و عیاری خواجہ خفران حکیم گلستان حکمت بنکر بارادۂ ہلاکت ملکہ عبرت سرائے جادو۔ سحر کا خبر دینا ملکہ کا بچ جانا پھر افغان جادو کا حال بیان کیا جاتا ہی۔	۵۰۴
کچھ حال شاہزادہ طیمور شیر پرور و دخان قزاق و حکیم دانشور و ملکہ حسینہ پری جمال و مہران تیز رفتار عیار کا بیان کیا جاتا ہی	۵۲۰
داستان ساریق بن بقا و لشکر اسلام طبل جنگ بجوانا ساریق کا اور مع فوج میدان مین صف آرا ہونا اور بعد مقابلہ ہائے بسیار پہونچنا شدائد خان بن خرائل خان ہندی کا مع فوج فیلان اور پامال ہونا لشکر اسلام کا۔	۵۴۷
کچھ حال شاہزادہ شہنشاہ صف شکن اور صاحبقران اوسط اور وحید الملک اور مظفر غازی کا بیان ہوتا ہی۔	۵۵۰
چند کلمے داستان مقابلہ لشکر اسلام و لشکر کفار کا۔	۵۵۱
حال اُس پنجہ کا جو صاحبقران عالی شان کو اُٹھا لیگیا تھا۔	۵۶۵
داستان کوہ منصوریہ کی بیان کیجاتی ہی	۵۶۹

مضمون	صفحہ
بیان ساریق بن بقا و افلاک دیو سر کا۔	۵۷۶
بیان شاہزادہ طیمور شیر پرور اور طلب کرنا سلیمان صاحبقران کا دیو سنلیس کو بھیجکر شاہزادہ مذکور کو پرستان مین وحال حکیم دانشور وطوفان دریا موج وحامد ہمدانی اور تمکین کجکلاہ اور بروت تہمتن وغیرہ۔	۵۷۷
داستان نصرت نشان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ اور شکست کھاکر پہونچنا ساریق کا شہر افلاکیہ مین۔	۵۸۶
بیان شاہزادہ طیمور شیر پرور وشاہور شیر دل وخورشید زرین کمر وحسین کجکلاہ وغیرہ۔	۶۰۰
چند کلمے داستان زلزال بن خلخال ترک کے بیان کیے جاتے ہین۔	۶۰۶
داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور و حسینہ پری جمال وملکہ بحرین جادوہ وطلسم عجائب سلیمانی وغیرہ۔	۶۱۱
حال شاہزادہ طیمور شیر پرور اولاجورد شاہ اور شیر کش نیستانی و برہوت رعد آواز وحالات شہر ندینہ۔	۶۱۹
داستان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ وکیوان زرین کلاہ وجزیل عاد وعارف بن معروف ومظفر وغیرہ۔	۶۲۱
احوال طوفان دریا موج وسہیل اختر شناس وغیرہ۔	۶۴۶
داستان نقاش صورت کش وغلطان دردرگوش وطوفان دریا موج اور کوچ کرنا صاحبقران کا طرف طلسم زلزلہ کے اسی داستان پر جلد دویم کو ختم کیا ہی اور باقی داستانین جلد سویم مین تحریر کی گئی ہین۔	۶۴۷ لغایت ۶۵۵ خاتمہ کتاب

گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلد اول گلستان باختر کے سرورق پر مندرج ہے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے۔ اب اس جلد دویم مین شاہزادہ رفیع البخت کا مقابلہ سکندر رستم خو سے جنگو عین گرمی جنگ مین پنجہ اوتھا لیگیا تھا اور دھاوا کرنا سہراب سردار زلزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور اُسوقت پہونچنا رفیع البخت کا۔ اس عنوان سے جلد کو آغاز کیا ہے۔ بعدازان زلزال بن خلخال بن صلصال کا دربار ساریق بن بقا مین پہونچنا اور آنا ترکش ناوک انداز و سرہنگ سنگبار و سرفیل سنگبار کا برای بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی۔ روانگی لشکر اسلام بسمت بہارستان مغرب۔ پہنچنا سرکش تیرانداز و ترکش ناوک انداز و احجار سنگبار و اصنام سنگبار کا بجمعیت چار لاکھ سپاہ کے اور زخمی ہونا شاہزادہ رفیع البخت و سکندر کا و بربادی قلعہ جبل الحدید اور تباہی دونون شہزادیون کی پھر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا ذکر و داستان مصیبت عنوان بربادی بہارستان مغرب کی۔ اسکی بعد پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین اور سرداروں کا مسحور سحر ہونا۔ تعلیم اسم اعظم صاحبقران عالیشان کو اور سلام لانا سکندر دیرہ نشین کا پھر ہامان وزیر سنجاب شاہ مغربی کا بھاگ کر جانا ساریقیہ مین اور حالات بیان کرنا ساریق ملعون سے۔ روانہ کرنا ساریق کا ایک عیار و عیارہ کو برای گرفتاری سرداران لشکر اسلام۔ اسکے بعد وہ داستانین نہایت دلچسپ و رنگین بیان کیگئی ہین جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہین آخر مین داستان نقاش صورت کش و غلطان در در گوش و طوفان دریا موج اور کوچ کرنا صاحبقران کا طرف طلسم زلزلہ کے اسی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے۔ چنانچہ فی الحال

جلد دویم

حسب الحکم عالیجناب معلے القاب سرآمد تاجران عالی وقار قدر شناس علم و فن مرجع کاملان سخن جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور وغیرہ از تصنیفات شیخ تصدق حسین داستانگوی بنظر و تصحیح مولوی محمد اسمعیل ملازم قدیم مطبع بزبان اردو مین بعبارت سلیس و نثر نفیس بار اول در ۱۹۰۱ء

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ و منقبت علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا عرض کرتا ہوا ذلیل کونین شیخ تصدق حسین کہ بفضل خداوند عالم و عالمیان حسب الحکم رئیس والاتبار ملک التجار ولی نعمت صاحب جاہ و حشمت جناب منشی نولکشور ابن صاحب دوسری جلد دفتر گلستان باختر کی آغاز ہوئی اب مصنفت تحریران نے یہ روش اختیار کی ہو کہ ایک دفتر کے سلسلہ مین ضخیم جلدین لکھی جائین انکے پہلی جلد مین دیباچہ بسیط ہو اور باقی جلدون مین مختصر اُس ارادہ کی ابتدا ہی جلد دوم سے کی جاتی ہو چونکہ اب مین پیر کہن سال ہو چکا ہون اور طاقتین جواب دے چکی ہین یہ بھی امید نہین کہ جو کتاب شروع کی ہو وہ خاتمہ کو پہونچ سکیگی لہذا ناظرین باتمکین کی خدمت مین ملتمس ہون کہ اس چراغ سحری کی جھلملاتی ہوئی روشنی کو اپنے نور کی نظر سے دیکھین اور شعاعون کی بیدلی کو نظر انداز کرکے اسکا الزام صبح پیری کی ہواے برخلاف کو لگائین اور ہر سہو و نسیان کو دامن عفو سے چھپائین اور نظر انداز فرمائین ॥

ساقی نامہ

ساقی ساقی ادھر نظر کر
پیری کو ہے حسرت جوانی
لذت جو ٹھر سے دہن کو
آدینہ گوشش مہوشان ہو
تحریر کرون جو رزم کا ڈھنگ
نقطے سپرون کی شکل بنجائین
اعراب ہون اس طرح سے تحریر
جو داد ہو گرز گاؤ سر ہو ॥

اک جام پلا دے اور پھر کر
اس وقت مین ہو شراب کا لطف
تازہ کرون قصۂ کہن کو
دلچسپ ہو اسقدر فسانہ
ہو پیش نظر مرقع جنگ
نیزون کی طرح الف قلم ہون
نشتر ہو جیسے بارش تیر
سطرین سیدھی لکھی ہوئی ہون

دل گرم کرے یہ گرم پانی
ہو صبح کو آفتاب کا لطف
تحریر جو ذکر عاشقان ہو
ہو لے ہر نغمۂ کشش ترانہ
بصورت تیغ تیز بن جائین
ہر دائرے مثل قوس خم ہون
جو دال ہو بصورت تبر ہو
جس طرح صفین جمی ہوئی ہون

ہوں فسانہ واقعات خیالی و پرچہ نویسان سوانح بیتابی سلسلہ جنبان مسلسل ناتمام رشتہ ہاے شکستہ جوڑنے کا

ہوتی انصرام کے تحت میں ہے بیان شفیانہ و غیرہم داستانوں کے بازار آ علم بر سر و داستان ۔ ناظرین والا تمکین کی یاد
دہانی کے واسطے پہلے ان سلسلوں کو بیان کیا جاتا ہے جو اختتام جلد اولی میں ناتمام چھوٹے ہیں تاکہ ہر داستان کی اجمال
سمجھنے میں آسانی ہو بادشاہ اسلام کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ ہنوز ملک روشن بخت میں قیام پذیر ہیں اور
ایران جانے کا ارادہ اس انتظار میں ملتوی ہے کہ سب شاہزادے جمع ہوں تو جانب ملک ایران کوچ ہو
عجب نہیں کہ خواجہ خضر ان جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے ہیں اس وقت سے کوئی خبر نہیں آئی ہے بادشاہ
کو تشویش ہے اور شاہزادہ سہراب ثانی جو بارادہ مدد سکندر و ملاقات رفیع البخت بادشاہ کے حکم سے گئے
ہیں ان کا حال ہنوز ظاہر نہیں ہوا ہے کہ کس مقام پر پہونچے اور کیا معاملات پیش آئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو سوار
قدرت نے ہوتے میدان میں تیغ کھڑے ہیں اور رفیع البخت کو نتیجہ لگ گیا ہے اس نتیجہ کا حال تو بعد کو ظاہر
ہوگا اول حال سکندر رستم خو کا سنئے کہ انکو رفیع البخت کے جانے کا نہایت صدمہ ہوا ایک تو حسرت مقابلہ
باقی رہ گئی اور دوسرے یہ تشویش پیدا ہوئی کہ خدا جانے دشمن لگ گیا ہے یا دوست نتیجہ کیا نکلتا ہے یہاں ناموس
رفیع البخت کا بے یار و مددگار ہے اور زلزال بن ملجال ملک کا مالک ہو رہا ہے ہر چند اسے ہی قید میں ہیں
مگر بظاہر رہا نہیں کر سکتے ہیں اسی سوچ میں پریشان ہو کر بیٹھے اور لشکر رفیع البخت کے لوگ اپنے آقا
کے فراق میں پریشان و حیران میدان سے پھر کر داخل ہوئے شہر پناہ کے قلعہ دار نے جلدی سے پل تختہ اٹھوا لیا
خندق پانی سے لبریز کرا دی جا بجا کانٹوا لگا کر کلپرا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑھاؤ سب چیزیں تیار
کر لیں توپیں جلدی جلدی برج پر چڑھا دیں کہ مبادا یہ نقاب دار قلعہ پر دھاوا کرے زلزال ضرور اغوا کریگا
اور ملکہ کی خواہش ظاہر کریگا آخر ملکہ سمن اندام سبز پوش کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادے کو مقابلے
کی حالت میں نتیجہ لگ گیا یہ دھک سے ہو گئی کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے ہے صیاد فکر پا تجان ہے + دو نکلے
میں ہمارا آشیان ہے ۔ ادھر تو انکی فکر ہے ادھر اپنا خیال ہے دلفریب بھی سکوت کے عالم میں ہے وہاں کی تو یہ
حالت ہے اور یہاں سوار قدرت جو میدان سے پھر کر بارگاہ سنجاب میں تشریف لائے ہیں تو دنگل پر چپ
بیٹھے ہیں سنجاب مغربی تخت پر بیٹھا ہے داہنے جانب اسکے ملک طرطوس جبالی بیٹھا ہے بائیں جانب
تیغطار و تشمشیر دونوں وزیر تخت کے دونوں گوشوں پر متمکن ہیں سرداروں سے بارگاہ مملو ہے میں چار سو
سردار سنجاب کے جیسے ہیں ایک ایک دیو صورت اور فیل مست ہے کوئی دو سو سردار ملک طرطوس جبالی
کے ہیں چالیس سردار زلزال کے ہیں یہ سب کے سب بیٹھے اکڑ رہے ہیں اور سوار قدرت کی تعریفیں ہو رہی ہیں
کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو رفیع البخت سے کون مقابلہ کر سکتا تھا اور اگر اسکو نتیجہ نہ لگتا تو گھٹ بڑھ کر رہی
کے چلنے میں معلوم ہو گئی تھی کہ کون کتنا ہے رفیع البخت کے حق میں بہتر ہوا کہ انکو نتیجہ لگ گیا ورنہ آج
گرفتار ہو کے آجاتے جب سلسلۂ تعریف کا ختم ہوا تو زلزال بن ملجال نے کہا کہ اے سوار قدرت آپکو
تو معلوم ہے کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھ ہو چکی ہے اور یہ لوگ در انداز ہیں ملکہ کو میرے قبضہ میں نہیں
آنے دیتے ہیں اور تو کسی کی کیا مجال تھی کہ مجھ سے مقابلہ کر سکتا مگر رفیع البخت سے میں مجبور ہوا
کہ جب لڑا پسپا ہوا اب رفیع البخت قلعہ میں موجود نہیں ہے اور ملکہ قلعہ میں ہے اگر آپ مجھے اجازت دیجیے
کہ کل صبح کو میں قلعہ پر دھاوا کر کے قلعہ کو سر کروں یا آپ اہل قلعہ سے ملکہ کو چھین کے میرے سپرد کیجیے
تو میں اپنی زندگی بھر آپکا ممنون رہونگا سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ اے زلزال میں تو اس ننگ
کو کبھی گوارا نہ کرونگا کہ خلاف کسی کو جا کے لوٹوں جیسے جب قلعہ کا مجبور ہو اسیر ہو جائے گا تو میں ہاں
اگر رفیع البخت یہاں موجود ہوتا تو میں اس سے لڑ کے ملکہ کو چھین لیتا اور تجھے میں منع نہیں کرتا

اگر تیری غیرت اس بات کو قبول کرتی ہی تو دعاوا کر مجھے ان جھگڑون سے کوئی تعلق نہین مین دو کامون پر خداوند
کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہون ایک تو یہ کہ رفیع البخت کو گرفتار کر کے لیجا کر خداوند کے سپرد کر دون دوسرے
یہ کہ اگر ناچیز خداوند سے منحرف ہو تو اسے معزول کر کے ملکہ طرطوس جبالی کو بمبر قدرت بٹھا دون اور
سنجاب شاہ کو بھی مع رفیع البخت اسیر کر کے خداوند کے پاس پہونچا دون زلزال نے کہا کہ بس مجھے اتنا ہی
خیال تھا کہ میرا دعاوا کرنا آپ کے خلاف نہو ورنہ مین خود ملکہ کو اہل قلعہ سے چھین سکتا ہون اور دعاوا
کرنے مین مجھے شرم بھی نہین اسلیے کہ مین اپنی ناموس کے واسطے لڑتا ہون دوسرے کی ناموس پر نہین نظر
ڈالتا ہون اگر اہل قلعہ مجھی کو دیدین تو مین دعاوا ہرگز نکرون اسلیے کہ مجھے ملکہ سے کام ہی قلعہ سے کوئی تعلق
نہین ہی یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی اور
خبر اہل قلعہ کو ہوگئی کہ زلزال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی کل صبح کو وہ دعاوا کرے گا عنقاے
قلعہ دار نے اور اچھی طرح قلعہ کو آراستہ کیا اور ملکہ کے اطمینان کے واسطے کہلا بھیجا کہ حضور کسی طرح
کا اندیشہ نکرین جبتک غلام کے دم مین دم باقی ہی اُس وقت تک کیا مجال ہی کسی کی کہ اندر قلعہ کے قدم
رکھ سکے اور آپ دعا کرین کہ اسوقت آپکو لگی ہوئی ہی جو دعا دل سے ہوتی ہی وہ ضرور قبول ہوتی ہی
کیا عجب ہی کہ کوئی مدد غیبی ہو کہ ایسا آپ لوگون کے واسطے اکثر ہوا ہی ملکہ یہ سن کے چپ ہو رہی ور عنقاے
قلعہ دار سے نہایت خوش ہوئی یہان سوار قدرت یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو کو بہت ناگوار گذرا کہ اس
بے حمیت نے طبل جنگ بجوا دیا ہی خیر صبح کو دیکھا جائیگا کوئی تدبیر اسکی گوشمالی کی سوچ کے نکالی جائیگی لیکن
نہیب مغربی وغیرہ جو میرے قیدیون مین ایسا نہو نکل جائین کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہی تو میری بدنامی ہوگی کہ اگر
قید شدید مین نہوتے تو یہ نوبت نہ پہونچتی یہ خیال کر کے قبل از وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور سنجاب شاہ
مغربی و طرطوس جبالی سے ارشاد کیا کہ مجھکو خداوند نے یاد کیا ہی مین جاتا ہون ذرا قیدیون کا انتظام
کر دون تو خداوند کے پاس جاؤن بالفعل میرا یہان کوئی کام بھی نہین ہی کہ لڑائی موقوف ہی اور اہل قلعہ کے
لیے زلزال کافی ہی علاوہ اسکے مجھے اس جنگ سے کوئی تعلق بھی نہین ہی شاید میرے واپس آنے مین
دیر ہو تو آپ لوگ پریشان نہون یہ فرما کے مع پرندہ قدرت اٹھ کے روانہ ہوئے اور اپنی بارگاہ مین آ کے
سیارہ کوچک سے کہا کہ گھڑی بھر رات رہے سے تم ایک مرکب لیکر صحرا کی طرف چلے جانا اور وہ جو لباس
بردار صاحب یعنی شاہزادہ علم شاہ رومی کا مجھکو ترسے مین ملا ہی وہ بھی لیتے جانا کہ مین نقاب اسپر پوش
بنکے زلزال سے لڑونگا اور گھوڑا وہ لیجا جو آج کل میری سواری مین نہین ہی سیارہ کوچک نے غرض
کی کہ بہت خوب اور کہا کہ آپنے تو ہم عیارون کے بھی کان کاٹے کیا خوب تدبیر نکالی ہی بعد اسکے سوار قدرت
بنے ہوئے اس خیمہ مین آئے اب جہان نہیب مغربی اور صمصام مغربی وغیرہ رفقاے شاہزادہ رفیع البخت
بے نام قید تھے دیکھا کہ یہ لوگ نہایت برہم بیٹھے ہین سوار قدرت نے فرمایا کہ تم سب کیون پریشان ہو اس وقت
سرہست فیل زور نے عرض کی کہ اے نقابدار نامدار آپنے جو برتاؤ اپنے قیدیون سے کیا ہی وہ آج تک
کسی نے نکیا ہوگا کہ تمام سامان راحت ہر وقت وہ مہیا رہتے ہین جو ہر وقت گھر مین بھی نہین ممکن ہین آپکے
یہان قید کاہے کو ہین گویا مہمان ہین اسکا شکریہ جسقدر ادا کیا جاوے کم ہی لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ساری
لڑائی دو شخصون کی وجہ سے ہی ایک ملکہ کیوجہ سے دوسرے شاہزادہ رفیع البخت کے سبب سے اور آپ بھی شاہزادہ
کی گرفتاری کے واسطے آئے ہین ملکہ سے کوئی بحث نہین شاہزادہ یہان موجود ہی اور ہم لوگ آپکے قیدی
ہین اب ملکہ کا معاون کون ہی جسوقت سے سنے خبر طبل جنگ سنی ہی اور یہ معلوم ہوا ہی کہ زلزال دعاوا کرنے کو ہی

تو ہمارا ارادہ ہوا تھا کہ یہاں سے قلعہ کی جانب چلے جائیں لیکن یہ شرم ہے کہ جسنے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا کہ
ہمکو اسیر محل و زنجیر ہونے نہ دیا ہم اسکے حلقۂ اطاعت سے کیونکر قدم باہر نکالیں لہذا یا تو قبل اسکے کہ زلزال قلعہ پر
دھاوا کرے آپ ہمیں قتل کر ڈالیں اور یا اجازت دیں کہ جسوقت زلزال دھاوا کرے اُس وقت ہم جا کر سد
راہ ہوں لقابدا نے فرمایا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھو خداوند کو ظلم نہیں پسند ہے جو لوگ کہ کام پر معین ہوا ہوں وہ ابھی
ختم نہیں ہوا اس سے دوسرے کام میں دخل نہیں دے سکتا لیکن اتنا معلوم ہو گیا کہ غیب سے مدد ہو گی کوئی نہ کوئی
فرشتہ قدرت اسکی گوشمالی کے واسطے پیدا ہو گا اور اگر ایسا نہ ہوا اور زلزال بر لب خندق پہونچ جائے اُس وقت تمکو
اختیار ہے کہ جا کر زلزال سے جس طرح چاہنا پیش آنا لیکن جبتک زلزال دروازۂ قلعہ تک نہ پہونچ لے اسوقت تک
انتظار کرنا سرمست نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ بھی انتظار کر سکتے ہیں لیکن جسوقت زلزال قلعہ سے پھر گیا اسوقت
ضرور اس سے لڑکر قلعہ کو چھین لینگے بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم جو ملکہ تصویر برق جمال کے خیمہ میں تھے
نقاب چہرے سے دور کی اور کہا کہ اے ملکہ آج ہم کچھ رات رہے سے جائینگے اور کل دوپہر تک واپس
آجائینگے تم تشویش نکرنا ملکہ نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ بعد تمہارے یہاں کیا ہوتا ہے زلزال طبل جنگ بجوا چکا ہے تم دوپہر بعد
آنے کو کہتے ہو اور ملکہ کا کوئی مددگار نہیں نہ ظاہر بظاہر تم مدد کر سکتے ہو بھائی اور ملازم اسکے تمہارے قیدی ہیں اور
رفیع البخت مفقود الخبر ہے یہ کیسی عزیز داری ہے کہ کچھ پاس قرابت نہیں پہلے رفیع البخت کے رفیقوں کو
گرفتار کیا پھر انہیں سے مقابلہ بھی کیا اور یہ بھی کہتے ہو کہ وہ رشتے میں میرے چچا ہوتے ہیں اور سن میں بھی بڑے
ہیں اب انکے ناموس پر تباہی آیا چاہتی ہے [illegible] شاہزادہ سکندر رستم نے ہنس کے فرمایا کہ تم ان باتوں کو نہیں جانتی
ہو ہم لوگ آپس میں اسی طرح لڑا کرتے ہیں لیکن جب وقت آجاتا ہے تو ایک دوسرے پر جان فدا کرنے کو موجود
ہو جاتا ہے میں جو کچھ رات رہے سے جاؤنگا تو اسی واسطے کہ لباس و ہیئت تبدیل کر کے زلزال کو اسکے ارادہ
سے باز رکھوں اور ملکہ کی حفاظت کروں یہ سنکے اسکو اطمینان ہوا غرضکہ شاہزادہ نے ملکہ کے ساتھ خاصہ
تناول فرمایا اور آرام کیا کچھ رات تھی کہ سیارہ کوچک نے آکے جگا دیا اور کہا کہ آپ درست ہو کے تشریف
لائیے میں لباس و مرکب لیکر فلاں صحرا کی طرف چلتا ہوں فرمایا بہتر ہے غرضکہ سیارہ کوچک اُدھر روانہ ہوا اور
شاہزادہ سکندر رستم خود بھی اسوقت نارنجی پوش بنکر خیمہ سے نکلے اور پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہو گئے یہاں
صبح ہوئی زلزال ملعون اپنے گینڈے پر سوار ہوا کوئی بارہ سو سوار ساتھ تھے اور طرف قلعہ کے روانہ
ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا اور نظر اہل قلعہ کی پڑی انھوں نے توپیں مارنا شروع کیں اُدھر
زلزال نے گینڈہ بیجھجک مارکے آگے بڑھایا داہنے ہاتھ میں گرز بائیں ہاتھ میں سپر سنبھالی اور قلعہ
کی طرف چلا ساتھ زلزال کے بارہ سو سواروں نے گھوڑے ڈال دیے قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا تو گویا
رعد آواز نوازش میں آیا زمین ہلنے لگی صحرا دھواں دھار ہو گیا اس تاریکی میں گولے مانند تیر شہاب کے برس
رہے تھے کوئی سات سو سوار ہمراہیان زلزال سے اُڑ گئے اور پانچ سو سوار واپس آئے قدم اُنکے
جم نہ سکے لیکن زلزال گولوں کو خالی دیتا ہوا گرز سے روکتا ہوا بر لب خندق جا پہونچا جسوقت اہل قلعہ نے
اپنے خیال کے موافق ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑا دیا تو ہاتھ کو روکا کچھ دیر میں دھواں منتشر ہوا تو دیکھا کہ صحرا
میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں کسیکا ہاتھ اُڑ گیا ہے کسیکی ٹانگ ندارد ہے کسیکا سر اُڑ گیا ہے عجیب عجیب ہیئت
سے لشکر زلزال کے لوگ پڑے ہوئے ہیں لیکن زلزال بر لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے کہ اے
غنقائے قلعہ دار اگر ملکہ کو سوار کر کے بھیج دے تو میں قلعہ میں نہ آؤنگا مجھے قلعہ سے سروکار نہیں میں صرف
ملکہ کو لینے آیا ہوں غنقائے قلعہ دار نے آواز دی کہ او بے ادب اب نام ملکہ کا زبان پر جاری نکرا ہے

کہ اب ملکہ ناموس شاہزادہ رفیع البخت ہو تجھے شرم نہین آتی کہ حاکم قلعہ موجود نہین اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کی
ہو زلزال نے کہا کہ شادی ملکہ کی میرے ساتھ ہو گی اور ناموس رفیع البخت کی بن گئی تو تجھے فریب دیتا ہو
ہنوز سخن اسکا ناتمام تھا اہل قلعہ پریشان تھے نہیب مغربی وغیرہ غصہ کے سبب سے کانپ رہے تھے
اور پرندہ قدرت عیار سے کہہ رہے تھے کہ جس وقت زلزال کا قدم دروازہ قلعہ پر پہونچا اُس وقت ہم
یہان نہ ٹھہینگے کہ یہی وعدہ سوار قدرت سے ہوا تھا پرندہ قدرت کہہ رہا تھا کہ نہ گھبراؤ وہ وقت قریب ہی
کہ یہ اپنی سزا کو پہونچے اُدھر ملکہ بال سر کے کھولے ہوئے دست بدعا تھی کہ خداوندا میری عزت کا تو ہی
نگہبان ہو اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچا ناکہ وارث میرا یہان موجود نہین ہو کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا نمودار ہوا اور آتے آتے شق ہوا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش گھوڑا مارے چلا آتا ہے نقابدار
نے دہن سے نعرہ کیا کہ باش و قرمساق خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار سبز پوش گو لندارم کہ از دست من
زندہ و سلامت بدر روی زلزال نے کہا کہ او نقابدار مغلوک روزگار تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہو جا ہٹ
جا ورنہ مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہو لا حربہ اپنا زلزال نے کہا کہ تیری
قضا تجھکو لے کے آئی ہو نہین جانتا کہ مین کون ہون منم زلزال بن خلخال بن صلصال یہ کہکر نیزہ سینہ
نقابدار سبز پوش پر مارا نقابدار نے ترچھے ہو کے بغل کشادہ کر دی اور نیزے کو بغل مین داب کے توڑ ڈالا
زلزال نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ہنکہ مارا کہ نقابدار او ندھے منھ عیال جر گیا یہ
آرہا نقابدار نے کمر بند کا بند پکڑ کے جو زور کیا زمین سے اُٹھا لیا اور آواز دی کہ اے عنقاء قلعہ دار اس مجرم
رفیع البخت کو لیجا عنقاے قلعہ دار خوشی خوشی قلعہ سے باہر آیا اور زلزال کو قید کر کے لیگیا نقابدار
جانب صحرا روانہ ہو گیا ادہر یہان زلزال نے یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو دی کہ زلزال لب خندق
تک جا پہونچا تھا کہ ایک نقابدار سبز پوش پیدا ہوا اور اُسنے زلزال کو باندھ کے اہل قلعہ کے حوالے
کر دیا یہ سنکر سب حیران ہوے کہ یہ سبز پوش کون ہو اور کہان سے آگیا لیکن بہمن اژدر گیر اک بہر دار
ہو کہ اسنے اژدہے کو مارا تھا اور یہ بھی ہمراہیان زلزال مین سے ہو اسکو جوش آیا اور کہنے لگا کہ آج مین طبل
جنگ بجواؤنگا اور کل صبح کو دھاوا کرونگا مجھے بھی دیکھنا ہو کہ وہ نقابدار سبز پوش کیسا ہو اُدھر طرطوس
شاہ جبالی نے افسوس ظاہر کیا کہ آج سوار قدرت تشریف نہ رکھتے تھے ورنہ اس نقابدار سبز پوش
سے سمجھ لیتے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر تھا کہ سوار قدرت مع پرندہ قدرت آکے پہونچے اور قبل
اسکے کہ کوئی اسیری زلزال کا حال بیان کرے خود ارشاد کیا کہ آج زلزال اسیر ہو گیا مجھسے خداوند نے
بیان کیا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ کل اور ایک شخص اسیر ہوگا جتنے مغرور ہین اُنکا یہی انجام ہو گا یہ سُنکے سب سردار
جنکو اپنے اوپر ناز تھا تھرا گئے اور توبہ توبہ کرنے لگے کہ خداوند کو غرور کسیکا پسند نہین ہو اور اس بات پر
اور بھی تعجب ہوا کہ ملک سار لقیہ کئی روز کے راہ پر ہو سوار قدرت اُس وقت تک سار لقیہ مین تھے
جب زلزال اسیر ہوا ہو اور اسوقت یہان موجود ہین یہ اتنے دنون کی راہ اسقدر جلد کیونکر طے ہوئی گیا طی ارض
ہو گیا یا خداوند نے نقابدار کو وہان سے اُٹھا کر اپنے دست قدرت کو دراز کر کے پہونچا دیا غرضکہ
جو فعل خداوند کا ہو عقل سے بعید ہو وہان عنقاے قلعہ دار نے زلزال کو قید سخت مین مبتلا کیا اور
جا کر تمام کیفیت ملکہ سے بیان کی ملکہ بھی متعجب ہوئی کہ یہ سبز پوش کون شخص ہو ہان سوار قدرت
کی نسبت تو شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا تھا کہ یہ شخص ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہو کسی مصلحت
سے نقاب چہرے پر ڈالے ہوے ہی ورنہ قیدیون کو آرام دینے کی کیا ضرورت تھی خیال اُسکے حریفانہ

نہیں میں غرضکہ کچھ ہو شکر کی جا ہی خدا کرے یہ سبز پوش بھی کوئی عزیز یا رفیق انکا ہو اسکی ہمدردی سے تو یہی
پایا جاتا ہی کہ ضرور عزیز قریب ہی اور عزیز نہیں ہی تو عزیزون سے بڑھکر کہ اسوقت انکی عزت کی حفاظت
کر رہا ہی ای عنقاے قلعہ دار اب اگر نقابدار سبز پوش کو دیکھ لینا تو اسکی دعوت ہماری جانب سے کرنا
اور ذرا دریافت کرنا کہ آپ کون صاحب ہیں جب شام ہوئی تو بہمن اژدر گیر نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر مشتہر
ہوئی کہ کل پھر قلعہ پر دھاوا ہونے والا ہی زلزال کے رفیق نے اپنے آقا کے چھڑانے کا ارادہ کیا ہی
عنقاے قلعہ دار نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا سوار قدرت نے آج پھر وہی انتظام کیا کہ پچھلے سے اٹھ
کے صحرا کو نکل گئے جب صبح ہوئی اور بہمن اژدر گیر نے قلعہ پر دھاوا کیا تو عنقاے قلعہ دار نے زلزال
کو لا کے فصیل قلعہ پر بٹھا دیا اور کہا کہ اپنے باپ کو منع کر کہ ادھر نہ آئے زلزال ہر چند چلاتا ہی مگر آواز زلزل
کی توپون کی گڑگڑاہٹ مین کسے سنائی دیتی ہی بہمن گولون کو روکتا ہوا چلا جاتا ہی جب دیکھا اہل قلعہ نے
کہ بہمن لب خندق پر آ پہونچا ہی انھون نے زلزال کو چانٹے جمانا شروع کیے کہ دیکھ تیرا باپ تیرے منع
کرنے کو بھی نہیں مانتا زلزال نے کہا کہ پھر اسمین میرا کیا قصور ہی اب عنقاے قلعہ دار نے یہ ارادہ
کیا کہ اگر یہ قلعہ کا پھاٹک توڑ کر اندر آنے لگے تو زلزال کو قتل کر ڈالین کہ یکایک صحرا سے وہی بگولہ
گرد کا اڑا اور نقابدار سبز پوش پیدا ہوا بہمن کو ڈانٹا کہ او ملعون کہان جاتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا
کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا آج سنجاب شاہ مغربی اور طرطوس جبالی بھی تماشا دیکھنے آئے تھے
بہمن نے جو نقابدار کو اپنی طرف آتے دیکھا تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے نقابدار پر مارا نقابدار نے
تیر کو تلوار سے قلم کیا اور مثل آفت ناگہانی کے سر پر بہمن کے آ پہونچا بہمن نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا پشت شمشیر سے رد کرکے کوڑا مارا کہ بہمن تڑپ کے گوشۂ زین سے زمین پر گرا نقابدار نے مرکب سے
کود کر مشکیں اسکی باندھ لین اور عنقاے قلعہ دار کو آواز دی عنقاے قلعہ دار قلعہ سے باہر آیا بہمن
کو تو قلعہ مین بھیج دیا اور نقابدار سے عرض کی کہ ہماری ملکہ نے آپ کی دعوت کی ہی اور یہ فرمایا ہی کہ اگر کسی
مصلحت سے آپنے روپوشی اختیار کی ہی تو ہمسے کیا پردہ ہی جب آپ ایسے ہمدرد ہین کہ ہماری طرف سے جانبازیان
کر رہے ہین تو ضرور کوئی عزیز شاہزادہ رفیع البخت کے ہین اگر آپ بزرگ ہین تو میری تسلیم مع دعوت قبول ہو
اگر خرد ہو تو مین دعا دیتی ہون کہ خدا اقبال و جاہ مین ترقی دے فرمایا کہ ای عنقاے قلعہ دار کہدینا کہ مین لایق اسکے
نہیں ہون کہ آپ مجھے تسلیم کہین بلکہ میری تسلیم قبول ہو اور دعوت کا یہ وقت نہیں ہی جسوقت شاہزادہ
رفیع البخت تشریف لائینگے اسوقت دیکھا جائیگا عنقاے قلعہ دار نے عرض کی کہ اتنی دیر توقف فرمائیے
کہ ملکہ سے جواب منگالون ورنہ آپ تو تشریف لیجائیگا مجھپر عتاب آئیگا مہتر سرخچل سے کہا کہ جو کچھ نقابدار
دلاور ارشاد فرماتے ہین یہ کہہ آ سرخچل عیار جانب قلعہ روانہ ہوا اور ملکہ سے عرض کی کہ نقابدار یہ تو نہیں
بتاتے کہ مین عزیز ہون یا دوست لیکن اتنا ارشاد کیا کہ مین قابل سلام نہیں ہون بلکہ میری تسلیم ملکہ سے کہہ دو
ملکہ نے فرمایا کہ معلوم ہو گیا کہ رشتہ مین چھوٹا ہی جو اسنے یہ جواب دیا ضرور یہ کوئی عزیز انکا ہی جا ای سرخچل
کہدینا کہ ملکہ آپنے سر کی قسم دیتی ہین اور فرماتی ہین کہ اندر قلعہ کے آؤ مجھے کچھ کہنا ہی سنجاب شاہ مغربی اور
طرطوس جبالی تو بعد گرفتار ہونے بہمن کے میدان سے پھر گئے تھے نقابدار دروازہ قلعہ پر کھڑے ہوے
عنقاے قلعہ دار سے باتین کر رہے تھے کہ سرخچل نے آکر ملکہ کا پیام دیا نقابدار سبز پوش یعنی سکندر رستم حشم
قسم سے مجبور ہو کر اندر قلعہ کے تشریف لیگئے ملکہ نے نقابدار کو پردے کے پاس بلایا اور فرمایا کہ ای نقابدار
تمھین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو مجھے تمہاری اسی شخص کا شبہہ ہی جو سوار قدرت بن کے

آیا تھا دو روز سے تم دکھائی دیے تو سوار قدرت نہ معلوم ہوا فرمایا کہ بیشک یہی وہی شخص ہون اُس وقت رفیع البخت
موجود نہ تھے اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا تو تمھاری حفاظت کیونکر ہوتی ملکہ نے فرمایا کہ اسقدر تو تمکو رفیع البخت کا بھی
کا پاس ہی لو پھر ظاہر کیا دشمن بنے ہوے ہمدرد دشمن کے شریک ہو یہانتک کہ میرے بھائیون کو گرفتار کر لیئے
خود رفیع البخت سے مقابلہ کیا یہ سنکے سکندر رستم خو ہنسے اور فرمایا کہ ان باتون کو تم نہین سمجھتی ہو یہ جھگڑے
خاندانی ہین مدت سے چلے آتے ہین مگر یہ ممکن نہین ہی کہ ہمارے سامنے دوسرا آزار رسانی کرسکے رفیع البخت
کی عزت ہماری عزت ہی ہماری عزت رفیع البخت کی عزت ہی ملکہ نے کہا کہ ہمارے سر کی قسم اب آپس مین
نہ لڑنا وہ وقت ہی کہ دشمنون کو زک دیجائے پس اب تم بھی یہین رہو سکندر نے کہا کہ ابھی میرا ٹھہرنا مناسب
وقت نہین ہی تمھارے بھائی وغیرہ میری قید مین ہین پھر انکا رہا کرنا دشوار ہوگا ملکہ نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ
طرطوس شاہ کی دختر پر عاشق ہو اور تم بھی اسپر عاشق ہو آج ملکہ کو نہین بھیج دو کہ ذرا ہمارا اور انکا دو دن
کا دل بہلے اور ہم بھی دیکھین کہ تمھاری معشوقہ کیسی ہی سکندر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی شب کو مین بھیج دونگا
غرضکہ بعد اسکے ملکہ نے شاہزادہ کو کھانا کھلا کے رخصت کیا سکندر رستم خو قلعہ سے نکلکر شہر کی طرف روانہ
ہوگئے وہان عیار مرکب و لباس نارنجی لیے ہوے منتظر تھا جس وقت شاہزادہ سکندر رستم خو پہونچے تو سارا
واقعہ سیارہ کو شک سے بیان کیا سیارہ نے عرض کی کہ اے شہریار آپ پردہ فاش کیا جاتا ہی آج کفار
ضرور بدگمان ہوے ہونگے فرمایا کچھ پروا نہین دیکھا جائیگا غرضکہ لباس و مرکب تبدیل کرکے اپنے لشکر مین
آئے اور اپنے بارہ سو سوارونسے کہا کہ آج شب کو جب سیاہی پردہ پوش عالم ہو جاے تو ملکہ کو انکی قیدیون
سمیت قلعہ مین پہونچا دینا اور وہان سے آکر نہیب مغزلی سے ارشاد کیا کہ آج شب کو مین تمھین تمھارے قلعہ
مین بھیج دونگا بلکہ اپنے ناموس کو بھی تمھارے سپرد کرتا ہون ملکہ کو اپنی امن کے پاس پہونچا دینا
اور کل اگر کوئی دغا و مکر ہے تو قلعہ کے باہر نکل کے مقابلہ نکرنا نہ اپنے کو ظاہر کرنا جب حریف قلعہ مین آجائے
اُسوقت اختیار ہی ان باتون پر یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ شخص ضرور کوئی عزیز قریب ہی رفیع البخت کا جسنے
میرے ہاتھ سے نیزہ نکالا ہی تو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ ڈھنگ ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہی اگر دشمن ہوتا
تو ہمین اس راحت سے کیون رکھتا یا ملکہ کی حفاظت سے اسکو کیا بحث تھی ان لوگون نے شکریہ ادا کیا اب
شاہزادہ سکندر ملکہ تصویر برق جمال کے خیمہ مین تشریف لائے ملکہ نے کہا کہ آج تم قلعہ مین بھی گئے تھے
بچی کو بھی دیکھا یا نہین فرمایا کہ جبتک رفیع البخت خود سامنے نکر سکینگے مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین ملکہ کو دیکھون
اور تمکو انھون نے بلایا ہی آج شب کو مین تمھین قلعہ مین بھیج دونگا ملکہ نے کہا جو تمھاری خوشی مجھے اسمین کب
انکار ہو سکتا ہی لیکن جس وقت دربار سنجاب مین تشریف لائے تو ملک طرطوس جبالی نے کہا کہ اے
سوار قدرت آپ دور دور سے تشریف لے جاتے ہین اور یہان نقابدار سبز پوش نے قیامت برپا کر رکھی
ہی آج آپ خداوند کی خدمت مین نہ تشریف لیجائینگے کہ وہ ملک سنجاب سے لوگون کو شک گذرنے لگا
کہ آپ ہی سبز پوش بن کے آتے ہین چونکہ یہ لوگ بد اعتقاد ہو رہے ہین انسے بعید نہین ہی کہ یہ بات
آپکے منہ تک آئے اور علاوہ اسکے یہ بات تو ظاہر ہی کہ اگر آپ ہوتے تو اتنی بھی مجال تھی نقابدار
سبز پوش کی کہ وہ زلزال اور بہمن کو اسیر کر لیجاتا اگر اسنے ان دونون کو اسیر کیا تھا تو خود آپ کے
ہاتھ سے گرفتار ہوتا یہ سُن کے سوار قدرت نے کہا کہ مجھے یہ سب باتین خداوند نے بیان کر دی
تھین اور کہا تھا کہ مین ان بد اعتقاد بد دینون پر اپنا غضب نازل کرونگا اور مین تو خود ہی کل نہ جاتا اگر نقابدار
سبز پوش نہ آیا تو یہان کے لوگ اور بھی یقین کرینگے کہ سوار قدرت ہی سبز پوش بن کے آئے تھے

یہ خیال نکرینگے کہ اب جو ببر پوش نہین آیا تو ہیبت سوار قدرت سے گریزان ہوا یہ سُنکے اہل دربار چھوڑ آگئے اور اپنے خیالات اُنھون نے بدل دیے اور کہا کہ واقع مین ہم لوگون کو ایسے شکوک اپنی بداعتقادی کی وجہ سے گذرے تھے مگر اب توبہ کرتے ہین کہ کبھی ایسا خیال نکرینگے اب سوار قدرت ہمارے قصور کو خداوند سے عفو کرا دیجئے تاکہ اب وہ غضب اتنا نازل نکرین اور ہم سب محفوظ رہین سوار قدرت نے کہا کہ اب تو خدمت خداوند مین نجاؤنگا کہ مجھے حکم نہین رہنے کا ہوا ہی لیکن سفارش تمھاری کر دونگا اور وہ سفارش خداوند تک پہونچ جائیگی لوگون نے اسکو بھی غنیمت جانا جب شام ہوئی تو محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آج مین پھر طبل جنگ بجواتا ہون سوار قدرت نے کہا کہ تمکو اختیار ہی لیکن مین اس معاملہ مین اُس وقت تک دخل ندونگا جبتک رفیع البخت نہ آئینگے مجھے خداوند کا جتنا حکم ہی اُسی قدر بجا لاؤنگا اگر ببر پوش خود مجھے ٹوکیگا یا لشکر پیغمبر قدرت سے مبارز طلب کریگا تو مجھے لڑنے سے عذر و انکار نہوگا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آپکا اس وقت پر موجود رہنا ہی کافی ہی یقین ہی کہ آپ کے رعب سے ببر پوش خود ہی نہ آئیگا اور دل مین محیط روشن ضمیر کے یہ خیال پختہ ہوگیا تھا کہ ببر پوش پہلے بھی یہی آتے ہین اور پردۂ نقاب مین کوئی اسرار ہی یہ قیدیون کو آرام سے رکھنا علت سے خالی نہین ہی غرضکہ محیط روشن ضمیر نے نقارہ رزمی بجوا دیا یہ خبر عنقاے قلعہ دار کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اب تو عنقاے قلعہ دار کو بھی اطمینان ہی کہ ببر پوش امداد کو آئینگے اور شام ہوتے ہی ملازمان سکندر رستم خو نے پوشیدہ طور پر انتظام کیا اور ملکہ تصویر برق جمال کو محافہ مین سوار کرکے مع نہیب مغربی و صمصام مغربی و ہشام مغربی و قمقام مغربی و سرمست فیل زور و قیصر تیغ زن بغیر روشنی ساتھ لیے ہوئے اُسی پردۂ شب مین جا کر قلعہ مین پہونچا آئے عنقاے قلعہ دار نہایت خوش ہوا جب محافہ ملکہ تصویر برق جمال دروازۂ محل پر پہونچا خبر ملکہ سمن اندام کو ہوئی یہ دروازے تک استقبال کو آئی اور ملکہ تصویر برق جمال کو باعزاز تمام لیگئی اور نہایت خوش ہوئی کہ واقع مین عشق نقابدار کا اس عورت سے بیجا نہین ہی اسکو برق جمال جو کہتے ہین تو بہت بجا کہتے ہین کہ چہرہ اسقدر روشن ہی کہ نگاہ قایم نہین ہوتی اور یہ جو اُس عزیز روپوش پر عاشق ہی اسکا حال نہین معلوم کہ کیسا ہی جب نقاب ہٹیگی تو معلوم ہوگا لیکن یقین ہی کہ فیروزہ سے حسین ہوگا اسلیے کہ رفیع البخت ہی کا تو عزیز ہی اور اسنے کمسن بھی ہی بلحاظ ملکہ تصویر نازک خیال و برق جمال کے سمن اندام نے اپنے بھائیون کو ابھی اندر نہین بلایا صرف سُن لیا کہ سب رہا ہوکے آ گئے چونکہ تصویر برق جمال کو سکندر نے کما حقہ اپنے حسب و نسب اور درجہ قرابت سے آگاہ کر دیا تھا کہ رفیع البخت رشتہ مین میرے چچا ہوتے ہین انھی بنا پر ملکہ تصویر برق جمال سمن اندام سبز پوش سے بہت جھک کے ملی سلام مین سبقت کی سمن اندام نے اشفاق بزرگانہ کی شان دکھائی اپنی مسہری کے پاس اسکی مسہری بچھوائی بلکہ دونون ایک ہی جگہ لیٹین جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہو چکا تو ملکہ سمن اندام سبز پوش نے تصویر برق جمال سے پوچھا کہ سچ بتاؤ نام اس شخص کا کیا ہی جو سوار قدرت بنا ہوا ہی تصویر برق جمال نے کہا مجھے معلوم تو سب کچھ ہی مگر اس خوف سے بتا نہین سکتی کہ مبادا اُنکے خلاف مزاج ہو ملکہ سمن اندام نے کہا کہ تمھین انھین کے سر کی قسم بتا دو مین کیا اُنسے کہنے بیٹھون گی اس وقت بپاس قسم تصویر برق جمال نے ڈرتے ڈرتے بیان کیا کہ نام اُنکا سلطان جنگ جو یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو ہی اور رشتے مین رفیع البخت کے بھتیجے ہوتے ہین ایک بھائی کی اولاد وہ ہین ایک کی اولاد یہ ہین باہم چشمک بھی رہتی ہی اور ایک دوسرے کا شیدا بھی ہی یہ سنکے سمن اندام نہایت خوش ہوئی اور تصویر برق جمال کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ

که اب خدا شاہزادہ رفیع البخت کو جلد لائے تو مین آپس مین جنگ نہونے دونگی اب یہ لوگ تو انتظار صبح مین

چند کلمے داستان نصرت نشان زینت تاج و تخت شاہزادہ رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہین کہ اُنکو مقابلہ سکندر رستم خو مین پنجہ لیگیا تھا

پنجہ لے لیجا کے اک صحرا مین اُتار دیا دیکھا رفیع البخت نے کہ اک دیو سر جھاڑ منہ پہاڑ ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہوا ہے فرمایا کہ تو مجھے کیون اُٹھا لایا ہے اسنے عرض کی کہ مین مبتلاے مصیبت ہون آپ سے داد چاہتا ہون مین رہنے والا ملک تمکین کا ہون دیو تمکین میرا نام ہے اور مذہب ابلیس پرستی رکھتا ہون میرے ملک سے سرحد ملک زرین کی ملی ہے بادشاہ وہان کا دیو زرین بال ہے اسنے چڑھائی کی اور مجھسے لڑا مین نے شکست کھائی ملک چھن گیا خود بھاگ کر جان بچائی کوہ و صحرا کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا یہ فکر تھی کہ کون ایسا معین و مددگار اپنا پیدا کرون جو اُس دیو سے میرا ملک مجھکو دلادے جسوقت گذر میرا شہر سنجابیہ مین ہوا تو مین نے دیکھا کہ گرز آپکے اتنے بڑے ہین کہ دیو بھی اتنا بھاری حربہ نہین باندھ سکتے گرز کیا چلے ہین گویا پہاڑ پر پہاڑ گر رہا ہے مجھے خیال ہوا کہ آپ سے زیادہ کون زبردست ہوگا مین آپکو اُٹھا لایا پہلے مین نے تقادار کے لانے کا قصد کیا تھا لیکن اُسے مین نے کچھ بدمزاج سا پایا اس وجہ سے نہین لایا شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مین ایک شرط سے تیرا شریک ہوتا ہون وہ یہ کہ تو دین اسلام قبول کر اور دین ابلیس پرستی کو ترک کر دیو نے کہا کہ جسوقت آپ فتحیاب ہوکر میرا ملک مجھکو دلا دینگے اُسوقت مجھے مذہب اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر و انکار نہوگا یون تو اب مجھے خود ہی نام ابلیس سے نفرت ہوگئی ہے کہ بروقت مقابلہ مین نے ابلیس کو بہت پکارا مگر اُسنے میری مدد نہ کی اور حریف نے میرے ایک مرتبہ بھی نام ابلیس نہین لیا تھا اور پھر وہ مجھپر غالب ہوا تو معلوم ہوا کہ نام ابلیس مین کوئی تاثیر نہین ہے شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ اب دیر نکر مجھکو اُس ملک پر لیچل جہان دیو زرین بال رہتا ہو تاکہ تیرا ملک تجھکو دلا کر پھر یہان سے شہر سنجابیہ کو واپس جاؤن اسلیے کہ وہان ناموس میرا قلعہ مین ہے رفقا اسیر ہو چکے مین ایسا نہو کہ زوال ملعون قلعہ پر دھاوا کرے ہر چند کہ ہر شخص کا حافظ حقیقی خدا ہے لیکن مقتضاے بشریت سے پریشانی ضرور ہوتی ہے یہ سنکر دیو تمکین نے کہا کہ مین اپنے لشکر گریختہ کو جمع کرلون یہ کہکر دیو چلا گیا اور اک پہاڑی پر کھڑے ہوکے چلاتا قریب بارہ سو دیوون کے جمع ہوگئے اب دیو تمکین ان سبکو لیے ہوے خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر ہوا اور ہمراہ اپنے شاہزادے کو لیکر طرف شہر تمکین کے روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا لشکر کو اُتارا اور خیمہ برپا کیا رفیع البخت خیمہ مین تشریف لائے اور دیو تمکین سے کہا کہ ایک نامہ میری جانب سے دیو زرین بال کو لکھ بھیجو مضمون نامہ یہ ہو کہ اے دیو زرین بال آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جسکو دیو کش کہتے ہین میرے خاندان مین جتنے گذرے ہین اور جتنے موجود ہین سب دیو کش ہین تمام قاف کو میرے ہی بزرگون نے اسلام آباد کیا اور سرکشان قاف کو پست کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا نام پسر صاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ رفیع البخت نوجوان ہے چونکہ تو نے بہ جبر ملک دیو تمکین کا چھین لیا ہے اور وہ مجھسے جاکے فریادی ہوا لہذا مین اسلیے آیا ہون کہ ملک اسکا اُس سے دلا دون اگر تو خیریت اپنی چاہتا ہے تو شہر تمکین کو خالی کردے ورنہ آمادہ جنگ ہو بحکم شاہزادہ رفیع البخت دیو تمکین نے اس مضمون کا نامہ دیوون کی زبان مین تحریر کرکے اپنے اک دیو کو دیا کہ لیجاکر دیو زرین بال کو دیدے اور جواب نامہ کا اُس سے لا جسوقت دیو نامہ لیکر شہر تمکین مین پہونچا اور خبر

دیو زرین بال کو ہوئی کہ حاکم سابق اس شہر کا کسیکو مدد کے واسطے لایا ہے اور نامہ تمہارے نام کا آیا ہے دیو زرین بال
ہنسا اور کہا کہ بلاؤ قاصد نے سامنے جاکر نامہ دیو زرین بال کو دیا دیو زرین بال نے نامہ کو پڑھا اور
پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا چونکہ دیو زرین بال کو اپنے وسعت و بازو کے قوت پر بہت کچھ بھروسا تھا
اور نام آدم زاد سنکر اور بھی یہ ہنسا کہ ادھر آدمزاد اور مجھسے مقابلہ کرے قاصد تو اُس طرف روانہ ہوا اور
دیو زرین بال فوج لیکر قلعہ کے باہر آیا خیمہ برپا کیا ساتھ اسکے چالیس ہزار دیو تھے اور دیو تمکین کے ہمراہ
صرف بارہ تیرہ سو دیو تھے دیو زرین بال نے حقارت کی نظروں سے دیو تمکین کی طرف دیکھا اور خیمہ
میں جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زرہی پر چوب لگی آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ
رفیع البخت کو ہوئی پہلے نامہ کا جواب جنگ پہونچا پھر آواز طبل گوشزد ہوئی دونوں لشکروں میں تیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں یہاں بھی دیووں نے نقارے بجانا شروع کیے جب صبح ہوئی تو اُس طرف سے دیو
زرین بال اپنے چالیس ہزار دیووں کو لیکر میدان میں آیا اُدھر دیو تمکین شاہزادہ رفیع البخت
کو لیے ہوے اپنے بارہ سو دیووں سے میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا دیو زرین بال پکارا کہ اے دیو تمکین
جب شامتیں آتی ہیں تو کہکے نہیں آتی ہیں تو جو اس آدمزاد ضعیف البنیاد کو لیکر آیا ہے اسپر سوار اسلیے کہ یہ
لقمہ چرب کسی دیو کے حق کا ہے اور تیرے واسطے ذلت و خواری ہے اس جنگ میں تو بھاگ کے نکل گیا اگر
تجھے بھی گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا دیو تمکین نے کہا کہ بھیج کسی دیو کو یا خود میدان میں آ تو معلوم ہو جاے
کہ لقمہ چرب ہے یا سخت ہے دیو زرین بال نے کہا کہ اس سے لڑنا میری حقارت ہے یہ کہکر دیو سنبل کو میدان
رزم میں بھیجا اور کہا کہ اگر یہ آدمزاد تیرے سامنے آئے تو اسے کھا لینا اور اگر کوئی دیو نکلے تو مقابلہ کرنا
دیو سنبل میدان میں آیا اور اپنا دہن کھولکر جماہی لی اور رفیع البخت سے کہا کہ خداوند ابلیس نے
تیری قبر میرے شکم کو قرار دیا ہے اور تیری قسمت میں زندہ درگور ہونا تھا تم میرے منہ میں کود پڑو دانت بھی
نہ لگاؤنگا یونہیں نگل جاؤنگا شاہزادہ رفیع البخت ایک دیو کی گردن پر سوار ہو کر سامنے دیو سنبل کے آئے
اور فرمایا کہ او ملعون ہوشیار ہو جا میں لقمہ نرم نہیں ہوں بلکہ لقمہ سخت ہوں لا حربہ اپنا دیو سنبل نے کہا کہ تجھ پر حربہ
کیا اٹھاؤنگا اسلیے کہ حکم میرے سردار کا نہیں ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ بازوے رفیع البخت کا پکڑ کے حلق میں
ڈال لوں رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا جو مانند خرطوم فیل کے تھا پکڑ لیا اب دیو اپنی طرف کھینچتا ہے یہ اپنی طرف
کھینچتے ہیں اسی کشاکش میں آخر نہ رفیع البخت نے ذرا سا ہاتھ آگے بڑھا کے جھٹکا جو دیا ہاتھ دیو سنبل کا شانے سے
اُکھڑ کے رفیع البخت کے ہاتھ میں آگیا اور دیو سنبل ایک چیخ مار کر گرا اور تعب سے بیہوش ہو گیا یہ قوت
رفیع البخت کی دیکھکر دیو تھرا گئے اور دیو زرین بال نے گرز اپنا سنبھالا اور پکارا کہ بیشک مقابلہ کرنا تجھسے
ہر دیو کا کام نہیں ہے مجھے معلوم ہوا کہ تو بغیر میری ضرب کے پست نہوگا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ رفیع البخت
کے آیا اور وہی گرز گران سنگ سر پر رفیع البخت کے مارا رفیع البخت نے پینترا کاٹ کے ضرب کو خالی
دیا گرز جو زمین پر گرا خاک اڑی طبقہ ہل گیا ہاتھ تک سب گرز زمین میں دھنس گیا دیو پکارا کہ افسوس گو نشست میرا
رکو گرا ہو گیا کھانے کے کام کا نہ رہا یہاں رفیع البخت نے پہلو بچا کے آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہے میں صحیح و
سالم موجود ہوں یہ کہکر شاخ سر دیو زرین بال کے ہاتھ ڈال دیا دیو نے چاہا کہ اسے شاخ سر اٹھا لیوے
رفیع البخت نے لنگر قایم کیا دیو نے دیکھا کہ شاخ نہیں چھوٹتی ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر رفیع البخت
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی رفیع البخت نے کچھ دیر تو خالیاں دیں دیو کو تھکایا جب دیو بہک
کے آگے ہاتھ رفیع البخت بغل سے نکل کے پشت پر ایک لات جماتے تھے پھر دیو پلٹتا تھا یہاں تک کہ

لاتون کے دیو کو ادھوا کر دیا اب جولات پڑتی ہے تو دیو چیخ اٹھتا ہے مگر رفیع البخت پر قابو نہیں پاتا آخر شاہزادہ رفیع البخت نے ایسا اڑنگا لگایا کہ دیو تو تھک تو چکا ہی تھا گر پڑا رفیع البخت سینے پر دیو کے جا بیٹھے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ دی دیو نے آواز امان دی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے دیو زرین بال نے کہا کہ قبول ہے اور لعنت ہے ابلیس پر تلبیس پر مین نے اپنے دل مین بہت اس ملعون کو یاد کیا مگر اسنے مدد نہ کی شاہزادے نے سینہ دیو سے اتر کر کلمہ تلقین فرمایا دیو از سر صدق مسلمان ہوا رفیع البخت نے دیو تمکین کو بلا کر دیو زرین بال اور دیو تمکین کو گلے ملوایا اور فرمایا کہ آیندہ سے تم دونوں ایک ہو کے رہو اپنے ملک مین سلطنت کرو تم اپنے ملک مین حکومت کرو خبردار آپس مین اب نہ لڑنا دونوں دیوون نے بسر و چشم قبول کیا اول دیو تمکین شاہزادہ رفیع البخت کو اپنے ملک مین لایا اور سیر کرائی بعد اسکے دیو زرین بال منت کر کے شہر زرین مین لیگیا دیکھا رفیع البخت نے کہ دیو اس ملک کے نہایت حسین ہین پہاڑ بہت خوبصورت ہین پہاڑیان سنگ ستارہ کی ہین انھین کی تراش سے قلعہ کی صورت بنایا ہے اور زمین پر جو شعاع آفتاب پڑتی ہے تو ستارے سے چمکتے ہین رفیع البخت نے اس مقام کو نہایت پسند کیا اور ایک روز رہکر جب سیر کی دوسرے روز فرمایا کہ اب مجھے ملک سنجابیہ مین پہونچا دو دیو زرین بال نے اپنی گردن پر سوار کیا اور طرف شہر سنجابیہ کے روانہ ہوا جسوقت صحرائے ملک سنجابیہ مین پہونچ گئے تو شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ اے دیو زرین بال اگر تو ہیئت اصلی سے چلیگا تو آدمزاد تیری صورت دیکھکر ڈر نیکلے لہذا اب تو مرکب بن جا دیو زرین بال مرکب بن گیا رفیع البخت اس مرکب پر بیٹھے ہوئے قلعہ جبل الحدید کی طرف روانہ ہو گئے لیکن

اب چند کلمے داستان دھاوا کرنا سہراب دارز لزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور پہونچنا رفیع البخت کا وباقی حالات متعلق داستان ہذا غزل از نجا زد استان

نکل ہی جائینگے ارمان گو مشکل سے نکلینگے
جو کانٹے ہوئے پیوست وہ مشکل سے نکلینگے
لگاوٹ سے نہین کچھ کم حسینونکی رکاوٹ ہے
قیامت تک نہ یہ قیدی چہ بابل سے نکلینگے
غم دیوانۂ الفت اثر دکھلائیگا جسدن
وہین ہر جیب کے آجائینگے حس منزل سے نکلینگے
فلک برگشتہ قسمت برخلاف اور بدحسینون کو
ابھی ایسے بہت سے کام اس بسمل سے نکلینگے
دیا ہو کام ہر و تو نے جنکو پردہ داری کا
ترے وحشی نشان ڈالینگے حس منزل سے نکلینگے
جناب آرزو نے پاؤن پھیلائے ہین کچھ ایسے

فغان بنکر زبان سے وہ بنکر لب سے نکلینگے
نہ یون اہل حیا اے سوز الفت دل سے نکلینگے
نکلجائین وہ قابو سے نہ لیکن دل سے نکلینگے
بہت آسان ہے شکوہ لگا زبان تک سے جانا
گریبان پھاڑ کر لیلی دا محمل سے نکلینگے
فراق انکا ہمارے حق مین وحشت خیز سامان ہے
جو کام آسان ہین اب وہ بھی بڑی مشکل سے نکلینگے
جہان ہے لطف جلنے کا وہین تک زندگی بھی ہے
بھلا وہ ہاتھ دل لینے کو کیا محمل سے نکلینگے
ادھر ارمان لپٹے ہین ادھر ہے ہاتھ قاتل کا
لگائے جائینگے جب یار کی محفل سے نکلینگے

ترے چھینٹے ہوئے انداز کیا اس لب سے نکلینگے
لگیگی آگ جب لیلی دا محمل سے نکلینگے
ڈبویا دین دلکو عشق نے زلف جبینون کے
ہوئے ارمان اگر یہ بھی تو بھی مشکل سے نکلینگے
یہ مین ہے جنونکے پھر یا سرکار کی گردش
نکلجائینگے صحرا کو جو اس محفل سے نکلینگے
بٹھایا ہے اٹھا کر لاؤ مین آج تو دل نے
جو نکلینگے تو مرکر کوچۂ قاتل سے نکلینگے
یہان کا شہر مین الجھیگا گریبان اس جگہ مین
کشاکش ہین بہت ناوک بڑی مشکل سے نکلینگے
شعر بیا تشنلو اے ہمدم داستان را

کہ بازم آمدم بر سر داستان طبل جنگ بج چکا ہے انتظار صبح ہے آج یہ بھی اطمینان ہے کہ سوار قدرت یہین موجود ہین صبح کو نقابدار سبز پوش انکی ہیبت سے نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو زک پائیگا قلعہ فتح ہو جائیگا جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ مغربی اور طوس شاہ جبالی اور محیط روشن ضمیر اپنی اپنی فوجین لیکر

سامنے قلعہ جبل الحدید کے آئے اور سہراب نے محیط سے اجازت مانگی اور دو ہزار آدمی لیکر جانب قلعہ بند روانہ ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو
سوار قدرت نے پہلے سے موجود تھے یہ اطمینان تھا کہ یہ ملعون قلعہ میں جائیگا تو گرفتار ہو جائیگا مگر جد کرے سے کوئی مدد بھی آجائے تو بہتر
ہو ادھر عنقائے قلعہ دار فیل بند دروازے پر بیٹھا تھا دوربین اسکے ہاتھ میں تھی ہنوز سہراب سنبلی نے دھاوا نہ کیا تھا
کہ جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور آتے ہی شق ہوا دیکھا تو شاہزادہ رفیع البخت اک مرکب زرین دم و
زرین عیال پر سوار چلے آتے ہیں اہل قلعہ نے تو نقارہ شادمانی پر چوب لگائی دروازہ قلعہ کا کھول دیا لشکر قلعہ
کے باہر آیا تو تین پہر دیر سے گزاری گیلن سہراب سنبلی آمد رفیع البخت سے مایوس ہوا کہ اب قلعہ کا سر ہونا
بغیر مدد سوار قدرت کے ناممکن ہے لیکن رفیع البخت نے آتے ہی آواز دی کہ او کمبخت بھاگا ادھر آ کہاں جاتا
ہے سہراب سنبلی نے کہا کہ کیا تو ہی دو روز سے نقابدار سبز پوش بن کے آتا تھا فرمایا کہ میں نقابدار سبز پوش
سے آگاہ نہیں کہ وہ کون تھے آج وہ نہیں آئے تو میں تیری گوشمالی کے واسطے موجود ہوں سہراب سنبلی نے
اژدہ پشت نہنگ کا وار کیا شاہزادہ رفیع البخت نے اُسکو تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ سر کا مارا تو تلوار خود
پر جھلکی تھی راکب ومرکب کو چورنگ کرتی ہوئی شکم توسن سے نکل گئی سہراب سنبلی مارا گیا چونکہ اہل قلعہ بھی آگئے تھے
کسی کی جرأت نہوئی کہ رفیع البخت پر حملہ کرے رفیع البخت نے نقابدار نارنجی پوش کی طرف دیکھ
کے آواز دی کہ اے نقابدار عالی مقدار مجھے معلوم ہو گیا کہ تو بھی لباس بہادر ہے لیکن اسوقت میں مجھے مقابلہ
منظور نہ تھا کہ ابھی چلا آتا ہوں ہاں بعد اس وقت کے طبل جنگ بجیگا تو مجھے کوئی عذر و انکار نہوگا یہ فرما کر شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ میں داخل ہوے تو دیکھا کہ جو سردار اسیر ہو گئے تھے وہ سب موجود ہیں اُن لوگوں نے
جو رفیع البخت کو دیکھا ملازمت حاصل کی شاہزادہ کو تعجب ہوا کہ یہ لوگ میرے استقبال کو کیوں نہ آئے
اور انکی رہائی کس سبب سے ہوئی لیکن کچھ دریافت نہیں کیا نہ انھوں نے بیان کیا تھا کہ شاہزادہ محل میں داخل
ہوا یہاں عجب معرکہ دیکھا کہ پاس آفتاب کے اک ماہتاب اور جلوہ گر ہے شاہزادہ نے ملکہ سمن اندام
سے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ ملکہ کون ہے کیا تمھاری چھوٹی بہن ہے ملکہ نے سنکے کہا کہ ہاں رفیع البخت نے فرمایا کہ میں نے
اس سے پہلے تو نہ سنا تھا نہ دیکھا تھا کہ کوئی اور بہن بھی تمھاری ہے ملکہ نے کہا کہ بہن نہیں بھتیج بہو ہے لو ملکہ
تصویر برق جمال نے ادب سے خوردوں کی طرح سلام کیا شاہزادہ نے دعا تو دی لیکن سمجھ میں نہ آیا کہ
اسنے کیوں سلام کیا اور سمن اندام نے بھتیج بہو کیوں کہا فرمایا کہ اے ملکہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ کون
ہے ملکہ نے فرمایا کہ یہ دختر ہے ملک طرطوس جبالی کی اور معشوقہ ہے نقابدار نارنجی پوش کی جب آپ کو
پنجہ لیگیا ہے تو نقابدار نے پوشیدہ طور پر ہماری مدد کی سبز پوش بن بنکے آیا پہلے زلزال کو اسیر کر کے
عنقائے قلعہ دار کے حوالے کر دیا بعد اُسکے بہمن اژدر گیر کو اسیر کیا اسکے بعد مجھے تسلیم کہلا بھیجی چونکہ
حالات نقابدار کے مجھکو سر چل عیار کی زبانی معلوم ہو چکے تھے میں نے نقابدار سے کہا کہ ملکہ کو آج یہیں
بھیج دو کہ تنہا میرا جی گھبراتا ہے نقابدار نے ملکہ کو بھی بھیج دیا اور ساتھ ملکہ کے میرے بھائیوں اور بہنوں کو
بھی قلعہ میں بھیج دیا لیکن یہ تاکید کر دی تھی کہ یہ راز فاش نہونے پائے تم اپنے کو ابھی ظاہر نکرنا جب
کوئی سرکش اندر قلعہ کے آجائے اور مدد طلبی ہو اس وقت اختیار ہے تو خدا کا شکر ہے کہ یہ راز ابھی تک
فاش نہیں ہوا اور تم آ گئے اگر سہراب سنبلی قلعہ میں آجاتا تو ضرور ظاہر ہو جاتا یہ سنکے رفیع البخت
نے فرمایا کہ مجھکو نقابدار نے ممنون کیا مگر اب تو مجھے نقابدار پر شک ہوتا ہے کہ کوئی عزیز میر لشکر اسلام سے آگیا ہے وہ
مجھ سے کسی مصلحت سے پردہ کیے ہوئے ہے غالباً اس ملکہ کو نام معلوم ہوگا کہ یہ اسکی معشوقہ ہے رفیع البخت
نے ملکہ سے فرمایا کہ بی بی تمھارے عاشق کا کیا نام ہے ملکہ نے تو شرما کے گردن جھکالی مگر سمن اندام سبز پوش نے

کہا کہ کوئی سکندر رستم خو تمہارے عزیزون مین ہی فرمایا ہان وہ رشتہ مین میرے بھتیجے ہوتے ہین ملکہ نے کہا
کہ یہ سوار قدرت وہی حضرت ہین رفیع البخت نہایت خوش ہوے کہ ہم تنہا تھے ایک دوست بازو آگیا
لیکن ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ اب رفیع البخت اسنے ہمکو تمام سردارون کی نظر سے گرا دیا ابھی تک نہ کسی نے
مجھسے مقابلہ کیا اور نہ زیر ہوا اور اسنے آتے ہی سبکو سر میدان باندھ لیا ہی اب یہ سردار اُسکے باندھنے مانینگے
یہ خیال شاہزادہ رفیع البخت کو پیدا ہوگیا ادھر سنجاب شاہ مغربی اور طرطوس شاہ جبالی وغیرہ جو میدان
سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے تو محیط رو تنفضمیر نے سوار قدرت کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ اس معاملے مین دخل ہی
نہین دیتے آج بہر لوش آپ کی ہیبت سے نہین آیا تو خود رفیع البخت آگئے لہذا اتنا تو کیجیے کہ زلزال کو رہا
کر دیجیے فرمایا کہ اس شرط سے کہ پھر زلزال قلعہ پر جانے کا ارادہ نکرے جب یہ ظاہر ہوگیا کہ زلزال رفیع البخت
سے لڑ نہین سکتا تو کیون مقابلہ کرتا ہی مجھے خداوند کا حکم نہین کہ مین ملکہ کو اس سے چھین سکون زلزال کے پیچ پر
کردن زلزال کا لے آنا کچھ دشوار نہین ہی اگر اس وقت مین چلا جاؤن تو میرے خوف سے یقین ہی کہ اسیوقت
رفیع البخت زلزال کو رہا کر دیگا لیکن اگر پھر زلزال نے مقابلہ کیا تو مجھے شرمندگی ہوگی اب تم زلزال کو
لیکر خدمت مین خداوند کے جاؤ اور ایسے عرض حال کرو اگر خداوند کو رحم آئیگا تو وہین بیٹھے بیٹھے ملکہ کو منگا دینگے ابھی کیا
کی بات ہی کہ خداوند نے اپنی محبوبہ ملکہ تصویر برق جمال کو اور تمام قیدیون کو اپنے پاس بلا لیا جب کام آسانی
سے نکلے تو جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ سنکے طرطوس جبالی نے کہا کہ کیا آج نذر میری قبول ہوگئی سوار
قدرت نے کہا کہ بیشک نذر قبول ہوگئی سنجاب شاہ مغربی وغیرہ سبکے سب تعریفین سادلین بن لقا کی
کرنے لگے اور انھون نے بھی رہائی زلزال کے بارہ مین نقابدار سے سعی کی نقابدار مجبور ہوکے جانب قلعہ
جبل الحدید روانہ ہوے وہان خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی کہ نقابدار نارنجی پوش آتے ہین رفیع البخت
واسطے استقبال کے آئے اور اندر قلعہ کے لیگئے جاے عمدہ پر بٹھایا آپ بھی بیٹھے سب سردار جمع ہوے
اور ہر ایک تعریفین نقابدار کی کرنے لگا کہ ہمین یہ راحت دی اور یہ راحت دی قید کیا تھی کہ مہمانی تھی سکندر رستم خو
دل مین مسکرا رہے تھے رفیع البخت برابر ہی تو بیٹھے تھے پس اک مرتبہ نقاب جلدی سے کھینچ لی اور کہا اے
مرد عزیز کیا یہ حرکت تھی کہ یہان آئے بھی تو دشمن کے شریک ہوکر اور ہمسے روپوشی اختیار کی سکندر رستم خو
مسکرانے لگے اور کہا کہ ابھی پردہ میرا فاش نکردین اس زلزال کے تعاقب مین شہر سمرقند سے یہانتک آیا
تو اس صورت سے آنا ہوا کہ اس سے ظاہر بظاہر لڑ نہ سکا جب تمہین نیچا لیگیا تو مین نے نقابدار پوش
بنکے زلزال کو اسیر کیا اور تمہارے قلعہ دار کے سپرد کر دیا رفیع البخت نے سامان دعوت مہیا ہونے کا
حکم دیا سکندر نے کہا کہ ابھی تو اضع کو رہنے دو مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی مین اسلیے آیا ہون
کہ زلزال اور اُسکے سردار کو جو یہان قید ہی رہا کر دین مین نے محیط رو تنفضمیر کو ایسا سمجھا دیا ہی کہ وہ زلزال
کو لیے ہوے یہان سے جانب سارلیقیہ روانہ ہوجائیگا رفیع البخت نے کہا کہ اچھی اور اسیوقت حکم دیا
کہ لاؤ زلزال کو داروغہ زندان زلزال کو لیے ہوے حاضر ہوا نقابدار نارنجی پوش نے زلزال کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ مین نے تجھے اس شرط پر رہا کرا دیا ہی کہ اب زبان سے نام ملکہ کا نہ لینا اور نہ ایک دم ملک
سنجابیہ مین قیام کرنا زلزال نے جانا کہ جان بچی لاکھون پائے ہتھکڑیان بیڑیان کھلتے ہی نقابدار کو سلام کرکے
بھاگا رفیع البخت سکندر کا ہاتھ پکڑے ہوے اندر محل کے لے گئے ملکہ نے لباس نارنجی دیکھکر پہچان لیا کہ
وہی نارنجی پوش ہی سکندر نے ملکہ کو سلام کیا سمن اندام نے دعا دی تصویر برق جمال نے رفیع البخت کو سلام
کیا سب ایک جگہ بیٹھے سمن اندام نے کہا کہ ای سکندر تمہین ہماری جان کی قسم ہی کہ اب آپس مین نہ لڑنا

اگر لڑنا ہی تو ان گنہگار سے ملیے لڑو سکندر نے ہنس کے فرمایا کہ اب ضرورت بھی لڑنے کی نہین ہی میرے انکے زور آزمایش نہین ہوسے تھے اس ملک مین کوئی پہلوان دکھائی دیا کہ ہاتھ پاؤن کا درد برطرف ہوتا اسوجہ سے انھین سے زور کر لیا اگر آپکی خوشی نہین ہی تو آیندہ ایسا نہوگا یہ فرماکر اٹھ کھڑے ہوے ہر چند ملکہ نے روکنا فرمایا کہ اب زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہین ہی چونکہ جنابنقاب درست تھا قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے یہان زلزال پہلے پہونچا اور اسوقت اسنے سامان کوچ کر دیا سنجاب شاہ مغزلی نے کہا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے بھی خدمت خداوند مین لیتے جاؤ یہ کہکر ایک نوشتہ دیا جسکا مضمون دو بالا سابق مین لقا مین معلوم ہوگا اور کہا کہ زبانی بھی سفارش کر دینا زلزال تو اتنی جلدی بھاگا کہ اسنے نقابدار قدرت نے واپس آنے کا بھی انتظار نکیا لیکن جسوقت سوار قدرت مع بہ بندہ قدرت قلعہ سے واپس ہوکر دربار سنجاب شاہ مغزلی مین آئے اور ننگل شوکت پر متمکن ہوے تو ان معاملات سے نسیم مغزلی عیار سنجاب شاہ کو شک پیدا ہوا کہ یہ سوار قدرت بھی ایسے ہی کچھ معلوم ہوتے ہین جیسے فتح آفت ہین آخر دشمن سے ڈلڑنا کیا معنے سنجاب شاہ اس خوف مین کچھ نہین کہتا ہی کہ ایسا نہو یہ مجھکو سفیری سے معزول کر کے طرطوس شاہ جبالی کو سفیر بنادین اور طرطوس شاہ جبالی بھی ڈرتا ہی کہ یہ مقرب خداوند مین مبادا برخلاف ہو جائین ادھر سوار قدرت کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رنگ یہان کا بیڈھب ہی ایسا نہو حال کھلجاے بیعرح کے سنجاب شاہ مغزلی سے کہا کہ مین نے تمام حالات سے خداوند کو اطلاع دی ہی اور ہنوز کوئی حکم جدید نہین نافذ ہوا ہی لہذا مین انتظار کر رہا ہون اور جسوقت مجھے کوئی حکم تازہ ہوگا اسکی تعمیل کی کوشش کرونگا سنجاب شاہ مغزلی نے کہا کہ جو آپ مناسب جانین آپ تو مجھ ناچیز کے حق مین جبرئیل قدرت ہین نقابدار تو اسی وقت مع بہ بندۂ قدرت اپنے بارہ سو سوارون کو لیکر جانب صحرا روانہ ہوگئے اور یہان شب کے وقت نسیم مغزلی ہیئت تبدیل کر کے داخل قلعہ جبل الحدید ہوا اور قلعہ مین پھر کر تمام حالات اسنے دریافت کیے فکر یہ کی تھی کہ اگر قابو پاؤن تو ایک دو کو گرفتار بھی کر کے نکلون مگر قابو نہ پایا اپنی جان بچا کے چلا آیا صبح کو سنجاب شاہ مغزلی سے تخلیہ مین عرض کی کہ یہ سوار قدرت نہ تھا بلکہ مثل فتح آفت کے یہ بھی کوئی شخص اولاد حمزہ اول سے ہی مجھے بعض باتون پر شک تھا وہ قلعہ مین جانے سے رفع ہوگیا ضرور یہ سوار قدرت رفیع البخت کا عزیز ہی اور اس سے بھی زیادہ پہونچنے کا خوف ہی ملکہ طرطوس جبالی کی دختر جو خداوند کے واسطے تجویز کی گئی تھین اور سوار قدرت کی سپردگی مین تھین وہ قلعہ مین آپکی دختر کے ساتھ موجود ہین اور باہم بڑی محبتین ہین اور سرداران رفیع البخت جو آپ سے برگشتہ ہوکر اسکے شریک ہوگئے تھے جنکو سوار قدرت نے گرفتار کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند نے سبکو اپنے پاس بلالیا وہ سب بھی قلعہ مین موجود ہین یہ سنکے سنجاب شاہ مغزلی کے ہوش اڑے اور کہا کہ اگر ممکن ہو تو جاکر رفیع البخت کو مع ملکہ گرفتار کر لا جب مین اپنی آنکھ سے دیکھ لونگا تو یقین آئیگا اسکے بعد سوار قدرت کو بھی گرفتار کرلانا نسیم مغزلی نے کہا کہ اسکا یہان سے چلا جانا ذرا بھی اچھا ہوا ورنہ وہ بہ بندہ قدرت بلاسے بد ہی اسپر ہماری کا چلنا دشواری سے خالی نہ تھا اب صحرا مین وہ جلدی دھوکا کھائیگا غرضکہ جب شام ہوئی تو نسیم مغزلی جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہوا سلسلہ اسکے پہونچنے کا یہ تھا کہ بی بی عنقا سے قلعدار کی نسیم مغزلی کی بہن تھی یہ اسے دیکھنے کو جایا کرتا تھا پہلے ظاہر بظاہر جاتا تھا اور اب پوشیدہ طور پر جاتا تھا اسی ذریعہ سے نسیم مغزلی نے تمام حالات قلعہ کے دریافت کر کے سنجاب شاہ سے بیان کیے تھے آج بھی یہ مکار اپنی بہن کے یہان آیا کچھ دیر یہان قیام کیا اسکے بعد رخصت ہوکے جو مکان سے نکلا تو ہیئت ایک فقیر کی بناکر دروازۂ محل پر پہونچا صدا لگائی ایک کنیز کچھ دینے کے

دسیلے دروازے پر آئی اُس سے کہا کہ مین پیاسا بھی ہون کنیز پانی لینے کی غرض سے اندر گئی نسیم مغربی نے
یہان دام مکر وہ پھیلایا کہ جب وہ کنیز پانی لیتے کئے آئی تو کہا کہتے یہ ٹکڑا روٹی کا تو بھی کھالے فقیر کی دعا سے
کبھی بھوکی نہ رہیگی اُسنے بہ خوشی خوشی لے کے کھالیا جیسے کہ رفیع البخت نے یہان آکر باغ کو سیلرب کیا تھا
اُس وقت سے اعتقاد لوگون کے فقیرون کی طرف سے بہت بڑھ گئے تھے خصوصاً عورتون کے کوئی سایل
کسی دروازے سے خالی نہ پھرتا تھا وہ کنیز ٹکڑا روٹی کا کھاتے ہی بیہوش ہو گئی نسیم مغربی نے اُسے برہنہ
کر کے کسی گوشہ مین چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بن کے اندر محل کے داخل ہوا کام کاج مین مصروف ہوا
قضائے کار واتفاقات روزگار کہ ملکہ سویرے سے آرام کرنے کی عادی تھی اور رفیع البخت رات گئے
دربار برخاست کر کے آتے تھے ملکہ جا کے مسہری پر لیٹ رہی روشنی کم کر دی گئی باری دارین بھی رخصت
ہو گئین صرف ایک عورت رہ گئی اُسکو پیشاب معلوم ہوا اُٹھ کے گئی بس اسکو موقع غنیمت ہاتھ آیا جا کر ملکہ کو
بیہوش کیا اور چادر عیاری مین لپشتارہ باندھ کو کمرے کا دوسرا دروازہ کھول کے لیے نکلا چونکہ یہ ملعون پوشیدہ
راستون سے قلعہ کے خوب آگاہ تھا ملکہ کو لیے ہوئے صاف نکلا چلا گیا جب اُسنے قلعہ کے باہر قدم نکالا تو وہ
راہ ترک کر دی کہ مبادا لوگ آگاہ ہو جائین اور میری تلاش مین آئین تو مجکو نہ پائین یہ خیال کر کے صحرا کی طرف
روانہ ہوا یہان جو شاہزادہ رفیع البخت دربار برخاست کر کے محل مین تشریف لائے تو ملکہ کو مسہری پر نہ پایا
پوچھا کہ ملکہ کہان ہین کہا تصویر برق جمال کے کمرہ مین ہین اتو خواصین پریشان ہوئین غرض کی کہ ملکہ تو آرام
کر رہی تھین بس رفیع البخت پریشان ہو گئے تلاش ہونے لگی خواجہ خضران کو اطلاع ہوئی اُنھون نے
آکر پیتر اعیار کا پہچانا اور رفیع البخت کو آگاہ کیا رفیع البخت اسی وقت لپشت مرکب پر بیٹھ کر بتلاش
عیار نکار روانہ ہوئے اس قلعہ سے تین راستے شہر سنجابیہ کو گئے تھے ایک طرف رفیع البخت روانہ
ہوئے ایک جانب سرمست فیل زور چلا ایک طرف خواجہ خضران اور مہتر سرخیل جل کھڑے
ہوئے لیکن نسیم مغربی نے تو پہلے ہی عاقبت اندیشی کر کے ان راستون کو چھوڑ دیا تھا اور یہ پھیر
کھا کر قلعہ عشرت قزاق کی طرف سے چلا جاتا تھا قضائے کار اُس طرف سے عشرت قزاق
آتا تھا اودھر سے نسیم مغربی لپشتارہ بدوش جاتا تھا نظر جو عشرت قزاق کی پڑی کہ ایک شخص کوئی گٹھری
لیے جاتا ہی سمجھا کہ اسمین کچھ مال ہوگا کہا کہ رکھ دے نسیم مغربی نے جواب دیا کہ او عشرت قزاق مین تجھے خوب
پہچانتا ہون تو بھی مجھے پہچان لے کہ مین کون ہون اور ہمدانزی مکر ورنہ پچھتائیگا بادشاہ نے ہمیشہ تیرے
ساتھ رعایت کی ہے اور یہ جگہ تیرے رہنے کو مرحمت فرمائی ہے مناسب ہی کہ تو بادشاہ کے کام مین دراندازنہو
اس لپشتارے مین مال نہین ہے عشرت قزاق نے بسبب تاریکی ہونے سے نسیم مغربی کو نہ پہچانا
کہا کہ لپشتارہ رکھ دے مین کھول کے دیکھ لون نسیم مغربی نے ہر چند کہا کہ ایسا نہو کوئی اور شخص آجائے
تو نہ لپشتارہ میرے ہاتھ آئیگا نہ تجھکو فائدہ ہوگا لیکن ان باتون پر عشرت قزاق اور مشکوک ہوا ایک
بھی نہ سنی اور لپشتارہ کھول ڈالا ہنوز ملکہ کو نہ دیکھا تھا کہ گرد اُٹھی اور نعرہ ہوا کہ باش ای نابکار
کہان لیے جاتا ہے ملکہ کو کہ مین آپہونچا عیار نے کہا کہ تجھے کیا فائدہ ہوا محنت میری برباد ہوئی یہ کہتا ہوا اپنی
جان بچا کے بہ توجانب سنجابیہ روانہ ہو گیا اور یہان رفیع البخت آپہونچے عشرت قزاق نے کہا کہ تو
کون ہے فرمایا مین اس لپشتارہ کا مالک ہون عشرت قزاق نے کہا کہ مالک اسکا بادشاہ ہے کہ اُسکی دختر
اسمین ہے تو کون ہے فرمایا مین اسکا شوہر ہون عشرت قزاق نے کہا کہ شاید تو اسکو کسی فریب سے لیگیا تھا
ورنہ بادشاہ اپنے عیار سے کیون چھڑا منگاتا مین بھی چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو نامبر سے ایسی گستاخی کرے

یہ کہکے عشرت قزاق نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست پکڑ کے کھینچ لیا اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر بند
کے بند مین ڈالکر جو زور کیا تو زمین سے اُٹھا لیا عشرت قزاق نے آہ اور امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان
اُسنے قبول کیا شاہزادے نے اُسکو آہستہ سے چھوڑ دیا عشرت قزاق از سر صدق کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور
ایک آہ سرد کھینچی فرمایا کہ تیرے آہ کرنے کا کیا سبب ہے عرض کی کہ مین لیلاے چنگ نواز پر عاشق تھا وہ بھی
میری دلدادہ تھی خدا برا کرے دیو قنطاق کا کہ وہ لیلا کو مجھسے چھین لیگیا چونکہ دیو زبردست ہے میرا قابو
نہین چلتا اسوجہ سے مین فراق لیلاے چنگ نواز مین رویا کرتا ہون رفیع البخت کو رحم آیا کہا
مین تیری معشوقہ کو بھی تجھسے ملا دونگا عشرت قزاق نہایت خوش ہوا اور شاہزادے کو قلعہ مین لایا
رفیع البخت نے ملکہ کو ہوشیار کرکے ایک مکان مین بٹھایا اور ساری روداد بیان کی ملکہ سنکر خدا بجا
لائی کہ اگر مین رہا ہو جاتی اور ماں باپ کا سامنا ہوتا تو سوا خودکشی کے کوئی چارہ کار نہ تھا عشرت قزاق نے
خدمت ملکہ کے واسطے اپنی ماں بہنون کو حاضر کیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ ہمراہ عشرت قزاق کے روانہ
ہوا قلعہ سے کوس بھر کے فاصلے پر ایک گنبد تھا کہ وہی مسکن دیو قنطاق کا تھا اور دیو نے لیلاے چنگ نواز
کو بھی لیجاکے اسی جگہ رکھا تھا جس وقت رفیع البخت قریب گنبد پہونچے تو دیکھا کہ لیلاے چنگ نواز
بیرون گنبد ایک چبوترے پر بیٹھی ہوئی چنگ نوازی کر رہی ہے دونون آنکھون سے لیلاے چنگ نواز
کے آنسو جاری ہین نظر جو اسکی عشرت قزاق پر پڑی چنگ نوازی موقوف کی اور پکاری کہ او ناعاقبت اندیش
کیون میرے قریب چلا آتا ہے یہ وقت دیو کے آنے کا ہے اگر وہ آجائیگا تو تجھے کھا جائیگا یہ ذراسی امید بھی جاتی
رہیگی آس ٹوٹ جائیگی ہر چند کہ زندگی مین تجھ سے ملنے کی امید نہین ہے لیکن کبھی کبھی دور ہی سے سہی تجھے دیکھ
تو لیتی ہون عشرت قزاق نے کہا کہ اے محبوب دلفروز اب زمانہ جدائی گذر گیا مین تیرے لینے کو آیا ہون
ہمراہ میرے وہ شخص ہے جو دیوکش ہے لیلاے چنگ نواز نے کہا کہ اپنے ساتھ اور بیگناہ ہونکی جان بھی لے گا
اے کہین انسان بھی دیو پر غالب آسکتا ہے اس شخص کو بھی سمجھا کے پھیر لیجا رفیع البخت نے فرمایا کہ نہ گھبرا
دیکھنا تیرے سامنے مین دیو کی کیا گت کرتا ہون یہی کہ رہے تھے کہ ہواے تند چلی اور ایک لکہ ابر نمودار
ہوا دیکھا کہ دیو اُڑتا چلا آتا ہے نظر دیو کی جو ان دونون آدمیون پر پڑی پکارا کہ او قزاق آج یہ کس شخص کو اپنے
ہمراہ لایا ہے یہ تجھسے زیادہ فربہ ہے گوشت اسکا نہایت بامزہ ہوگا تجھے تو اپنی معشوقہ کے خاطر سے مین نے
چھوڑ دیا ورنہ مدت کا لقمہ کر جاتا لیکن اس شخص کو نچھوڑونگا یہ کہکر زمین پر اترا اور رفیع البخت کی طرف
بڑھا رفیع البخت دیو کی طرف بڑھے دیو نے ہاتھ بڑھا کر قصد کیا کہ رفیع البخت کو اٹھا کر منہ مین ڈال
لون رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ سامنے آرہا دیو نے دیکھا کہ یہ نہایت
زبردست ہے جھپٹ کے چاہا کہ شاخون پر اٹھالون رفیع البخت نے ہاتھ چھوڑ کر شاخین سر دیو کی پکڑ لین زور
ہونے لگے رفیع البخت نے ایسا بل دیا کہ دیو بے قابو ہو کر سامنے رفیع البخت کے چت گرا رفیع البخت نے
دونون پاؤن شانون مین جما کر جو شاخون کو بل دیا تو دیو کی گردن مڑ گئی بس پاؤن جما کے جھٹکا مارا کہ دھڑ سے
سر کھینچ کر سامنے لیلاے چنگ نواز کے ڈالدیا لاش دیو کی پھڑکنے لگی اور تھوڑی دیر مین ٹھنڈا
ہو گیا لیلاے چنگ نواز قدمون پر گر پڑی عشرت قزاق نے ہاتھ چوم لیے اب اندر گنبد کے آئے جو کچھ
مال و اسباب دیو کا تھا وہ قبضہ مین کیا اور وہان سے مع لیلاے چنگ نواز جانب قلعہ روانہ ہوگئے کوئی
پہر دن چڑھا ہوگا کہ قلعہ مین آ پہونچے عشرت قزاق نے لیلاے چنگ نواز کو خدمت ملکہ کے واسطے
متعین کیا ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ اس قلعہ کی معشوقہ ہے اور دیو کے قید سے رہا ہو کے آگئی ہے نہایت

حرمت فرمائی لیکن حال نسیم مغربی کا سنیے کہ یہ جو سر پر پاؤن رکھ کے بھاگا تو جا کر سنجاب شاہ مغربی سے
اطلاع کی کہ مین نے عیاری کرکے ملکہ کو قبضہ مین کیا تھا لیکن عشرت قزاق نے پشتارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
وہ بھی ہنوز پشتارہ لیکے جانے نہ پایا تھا کہ اک سوار پیدا ہوا اور عشرت قزاق سے اسنے چھین لینے کا
قصد کیا دونون مین جنگ ہونے لگی مین نے دور سے دیکھا کہ عشرت قزاق زیر ہو کر مطیع ہوا اور بعد اسکے
دونون عشرت قزاق کے قلعہ مین چلے گئے پہلے مین سمجھا تھا کہ یہ سوار رفیع البخت ہی تلاش ملکہ مین
نکلا ہوگا لیکن اب وہ خیال میرا برطرف ہو گیا اسلیے کہ اگر وہ سوار رفیع البخت ہوتا تو اپنے قلعہ کے
طرف جاتا عشرت قزاق کے قلعہ مین ملکہ کو کیون لیجاتا یہ سن کے سنجاب شاہ مغربی کو نہایت غصہ آیا
کہ اب ہم ایسے ہو گئے کہ ایک قزاق نے سر اٹھایا ہے بس اسیوقت اُسنے تیاری لشکر کا حکم دیا جسوقت
لشکر تیار ہو گیا تو خود سنجاب شاہ مغربی مع لشکر جانب قلعہ روانہ ہوا اُس وقت یہان مہتر سمر جمیل
و مہتر خضران موجود تھے یہ ملکہ کو تلاش کرتے ہوئے یہانتک آ گئے تھے کہ اگر عیار سنجاب
پشتارہ لیکر یہان پہونچ گیا ہو تو ہم بھی عیاری کرین اور پھر ملکہ کو لے جائین جس وقت یہان یہ خبر وحشت اثر سنی
تو پلٹ کر قلعہ جبل الحدید کی طرف چلے کہ اہل قلعہ کو اطلاع دین اور رفیع البخت کو آگاہ کرین راستے مین
سرمست فیل زور کو صحرا کی خاک چھانتے دیکھا خواجہ خضران نے سرمست سے کہا کہ یہان کسیے ڈھونڈھ
رہے ہو اگر ملکہ کی تلاش ہے تو عشرت قزاق کے قلعہ پر حملہ کرو کہ ملکہ وہین ہے راستے مین کسی شخص نے ملکہ کو
عیار سے چھین لیا اب وہ بھی عشرت قزاق کے قلعہ مین ہے بس یہ سننا تھا کہ سرمست فیل زور
نے قلعہ قزاق کی طرف رخ کیا اور چل کھڑا ہوا مہتر سمر جمیل اور خواجہ خضران قلعہ جبل الحدید مین آئے
نہیب مغربی وغیرہ رفقاے رفیع البخت کو بھی اس حال پر ملال سے آگاہ کیا یہ بھی پشت مرکب پر
بیٹھ بیٹھ کے جانب قلعہ قزاق روانہ ہوئے لیکن سب سے پہلے سرمست فیل زور قریب قلعہ پہونچا
نگہبانون نے عشرت قزاق کو اطلاع دی کہ سرمست فیل زور بڑے زور شور سے آتا ہے عشرت
قزاق نے شاہزادہ رفیع البخت کو آگاہ کیا کہ یہ رفقا آپ کے آتے ہین رفیع البخت نے کہا
کہ اے عشرت قزاق انھین آگاہ نکرنا کہ رفیع البخت قلعہ مین موجود ہین مین نقابدار بنکر ان سبکی آزمایش
کرونگا کہ یہ لوگ کیسی قوت و جرات رکھتے ہین تم فصیل قلعہ پر جاکے منع کرو اور کہو کہ پلٹ جاؤ ورنہ نقابدار
اطلس پوش کے ہاتھ سے ذلیل ہوگے اب ملکہ کا نام نہ لو کہ اسکو نقابدار نے پسند کر لیا ہے عشرت قزاق
فصیل قلعہ پر آیا اور رفیع البخت نے جلدی سے لباس اطلسی زیب جسم کر کے مرکب طلب کیا ادھر
سرمست جو پاس قلعہ کے پہونچا آواز دی کہ او قزاق ملکہ کو ہمارے سپرد کر ورنہ ایک دم مین قلعہ
کو برباد کر دونگا نہین جانتا کہ یہ ملکہ کس کا ناموس ہے عشرت قزاق ہنسا اور کہا کیون شامت آئی ہے پلٹ
جاؤ ورنہ نقابدار اطلس پوش کے ہاتھ سے بہت ذلیل ہوگا سرمست نے کہا کہ نقابدار کہان ہے کہدو
ابھی سے کفن پہنے ہاتھون اپنی قضا نہ بلاے اسنے [illegible] اور دروازہ قلعہ کا کھلا اور نقابدار اطلس پوش
[illegible] سرمست سے کہا کہ کیون آیا ہے سرمست نے کہا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ملکہ کو
عیار سے چھین کر اپنے قبضہ مین کیا تو نہین جانتا کہ ملکہ ناموس کس شہریار کی ہے جو صاحبقران ابن صاحبقران
ہے اور بیٹا کہین تیمور [illegible] کا ہے جو قلعہ جبل الحدید مین رہتے ہین اور دختر اس شخص کی ہے جو بارہ لاکھ کی فوج کا
افسر ہے ایک دم مین قلعہ [illegible] ہو جائیگا [illegible] قزاق [illegible] نے گھبرا کر جو [illegible] شریک ہوا اسی [illegible]
حرمت [illegible] ملکہ کو سپرد [illegible] رفیع البخت نقابدار نے کہا کہ تجھے ملکہ کا کیا [illegible] ہے سرمست نے کہا

که مین ملکه کا نوکر ہون اور رفیق ہون رفیع البخت کا نقابدار نے غصہ دلانے کو کہا کہ ابتو ملکہ ہمارے پسند
آگئی تم تو بھی چلا آ کہ مین تیری بھی عزت کرونگا تو بھی رشتہ مین سالا ہوا بس یہ سننا تھا کہ سرمست کی آنکھون
مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی جھپٹ کے تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمربند کا بند
پکڑ کے سرمست کو ایک ہی زور مین اٹھا لیا اور لیے ہوے قلعہ مین چلے گئے جس وقت سرمست
کو ہاتھ سے چھوڑا تو اسنے خودکشی کا قصد کیا رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ کر نقاب چہرہ سے اٹھائی اور کہا
کہ ای سرمست اگر چاہتا ہون تو کسی بغیر کے ہاتھ سے نہین زیر ہوا ہی سرمست نے عرض کی کہ ای شہریار
اس سے کیا حاصل فرمایا کہ تمکو سکندر نے آگے زیر کر لیا تھا اور میری اطاعت تم سب نے بغیر لڑے
بھڑے اختیار کر لی تھی تمکو میرے زور کا حال کیونکر معلوم ہوتا کہ مین کیسا ہون سرمست ہنسنے لگا اور عرض
کی کہ مین پہلے سے آپکو ایسا ہی سمجھے ہوے تھا اتنے مین عشرت قزاق نے آکے عرض کی کہ ای شہریار
ابتو صحرا فوجون سے بھر گیا سنجاب شاہ بھی مع کل لشکر آگیا ہی اور طرطوس شاہ جبالی بھی چار لاکھ
سوارون سے موجود ہی اور ملکہ کے بھائی اور آپکا رفیق قیصر تیغزن یہ سب چلے آتے ہین آپ کس کس سے
لڑینگے فرمایا نہ گھبراؤ مین سبکو اسی قلعہ مین باندھ باندھ کے لیے آتا ہون یہ فرما کر سرمست سے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھے
رہو کہ مین کیونکر ان سب سے تنہا مقابلہ کرتا ہون سرمست بھی چہرہ پر نقاب ڈال کے فصیل قلعہ پر آکے بیٹھا
اور رفیع البخت پھر نقاب کے بند باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک جانب نہیب
مغزلی ایک طرف صمصام مغزلی وغیرہ تمام سالے اور رفیق انکے مع لشکر موجود ہین اور ایک جانب
طرطوس شاہ جبالی مع چار ہزار سوارون کے صف آرا ہی ایک سمت سنجاب شاہ مغزلی اپنے پہلوانان
نامی وگرامی کو لیے ہوے موجود ہی سنجاب شاہ نے چاہا تھا کہ قلعہ پر دھاوا کرون کہ ہامان دانشور نے
منع کیا اور کہا کہ ابھی تو رفیقان رفیع البخت بھی لڑنے کو موجود ہین پہلے انکی جنگ کا تماشا دیکھیے کہ کیا
ہوتا ہی اسکے بعد دیکھا جائیگا سنجاب شاہ تو خاموش ہورہا لیکن نہیب مغزلی نے نہیب دی کہ او
نقابدار تو کہان سے آیا ہی اور کیا ملت و مذہب رکھتا ہی کہ تجھکو پرائے ناموس پر تصرف کرنے مین نہ خوف
خدا ہی نہ شرم دنیا نقابدار نے جواب دیا کہ اب ملکہ ہماری ہی راضی ہی یہ سودا رضامندی کا ہوتا ہی تمکو شرم
نہین آتی کہ اپنے بہنوئی سے لڑنے آئے ہو بس یہ سنتے ہی نہیب مغزلی آگ ہوگیا گرز گرا کر نیزہ بانک کا
لیا اور قصد کیا کہ نیزے سے نقابدار کو اٹھالون نقابدار نے بغل کشادہ کر دی اور نیزہ نہیب مغزلی
کا بغل مین دابکے بازو کا ٹھن دیکر توڑ ڈالا نہیب مغزلی نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور پکارا کہ کاؤ
زوری دکھاتا ہی نقابدار نے بھی گریبان نہیب مغزلی کا پکڑا زور ہونے لگے ہر چند رفیع البخت نے
چاہا کہ اسے اٹھالون ممکن نہوا آخر دونون نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوے رفیع البخت کو
یہ کوشش تھی کہ کسی طرح نہیب مغزلی کو جلد اسیر کر لون اتنا وقت نہ گذرے جو سکندر کے مقابلہ مین
صرف ہوا تھا مگر ممکن نہوا آخر شام ہوگئی اور مقابلہ اول سے بھی کوئی گھڑی بھر زیادہ گذرنے کے بعد
نہیب مغزلی زیر ہوا نقابدار اسے اپنے ہاتھ پر بلند کیے ہوے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ مین چلا گیا
صمصام مغزلی نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا عشرت قزاق نے قلعہ مین بھی کوس حربی
بجوادیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین لیکن رفیع البخت جو نہیب مغزلی کو لیے ہوے قلعہ مین
داخل ہوے تو سامنے ملکہ کے لیجا کے نہیب مغزلی کو چھوڑا اور نقاب چہرہ سے اٹھادی کہ ایسا
نہو یہ بھی خودکشی کا قصد کرے نہیب مغزلی دل مین کہتا ہی کہ یہ کیا آفت ہی کہ جو نقاب چہرہ پر

ڈال لیتا ہو وہ زبردست ہوجاتا ہو یہ آپس مین کچھ اسرار ضرور ہے جب رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اُٹھا دی تو نہیب مغربی نے وہی شکایت کی رفیع البخت نے وہی جواب اسکو بھی دیا جو سرمست کو دیا تھا نہیب مغربی کا موش ہو رہا جب صبح ہوئی تو پھر نقابدار بنکر رفیع البخت قلعہ سے نکلا صمصام مغربی نے آکر سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے صمصام مغربی کے نکال دیا تلوار چلی رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی وہ بھی صمصام مغربی کو زیر کیا پھر قمقام مغربی آیا دو پہر مین وہ بھی زیر ہوا رفیع البخت اپنے دل مین زور سکندری کے قائل ہوئے کہ اسنے دن بھر مین ان تینون بھائیون کو زیر کیا تھا اور مجھسے دن بھر مین وہی زیر ہوئے قلعہ مین جاکر ان دونون پر بھی اپنے کو ظاہر کر دیا دوسرے دن ہشام مغربی نے پھر طبل جنگ بجوا دیا صبح کو نقابدار سے سامنا کیا آج رفیع البخت نے ہشام مغربی اور قیصر مغربی کو اسیر کیا اور میدان سے پھر گیا جب قلعہ جبل الحدید کے سردار اسیر ہوگئے تو سنجاب شاہ مغربی نے طبل جنگ بجوا دیا خبر رفیع البخت کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین کسر و شکر ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ ارزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی لیکن طرطوس شاہ جبالی نے اپنے عیار کو تلاش مین سوار قدرت کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اک نقابدار نے عافیت تنگ کر رکھی ہو آپ جلد تشریف لائیے عیارون نے جاکر ہر چند تلاش کیا مگر سوار قدرت کو نہ پایا اور آکر عرض کی کہ معلوم ہوتا ہو سوار قدرت کو خلقو نے بلا لیا صحرا مین نقابدار سبز پوش البتہ مصروف صید و شکار ہو اور نارنجی پوش کا کہین پتا بھی نہین یہ سن کے طرطوس شاہ جبالی کو یہ سوچ پیدا ہوا کہ ایسا نہو خداوند مجھسے بھی ناراض ہوگئے ہون اور مثل سنجاب شاہ کے مجھپر بھی غضب نازل کرین الغرض جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ مغربی مع لشکر میدان مین آیا طرطوس شاہ بھی ہمراہ تھا دونون فوجین ایک ہوگئی تھین اس طرف دروازہ قلعہ کا کھلا نقابدار اطلس پوش میدان مین آیا سنجاب شاہ نے زرتاش فیل ہیبت کو حکم دیا کہ جاکر باندھ لا اس نقابدار کو زرتاش فیل ہیبت میدان مین آیا اور للکارا کہ او نقابدار بدکردار تو نے شاہون اور شہریارون سے بگڑی اٹھائی اور پیمبر قدرت کی دختر کو زبردستی چھین لیا بہتر ہوگا اگر تو ملکہ کو سوار کرکے بھیجدے ورنہ تیرے مقابلے کو اس وقت سولہ لاکھ کا لشکر موجود ہو جسمین ایک ایک پہلوان رستم وقت و سہراب زمانہ ہو رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو سمجھا دے کہ پلٹ جائے ورنہ مین اکیلا اس سولہ لاکھ کے لشکر کو پامال کر دونگا اور سنجاب شاہ کی سلطنت الٹ دونگا زرتاش نے کہا کہ بس زیادہ دراز دستی نکر زبانی جنگ سے تلوار کی جنگ بہتر ہو جس سے معاملہ یکسو ہو فرمایا کہ مین تیری خدمتگذاری کو موجود ہون لا حربہ اپنا زرتاش نے نیزہ ہلایا رفیع البخت نے نیزہ کو نیزے پر کانٹے طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی قریب چالیس طعنون کے چلی ہونگی کہ رفیع البخت نے نیزہ زرتاش کے ہاتھ سے نکال دیا بس دنیا اسکی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگئی زرتاش پکارا کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے نکال دیا جسکو اس فن مین ید طولے حاصل تھا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راستبازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر زرتاش نے تلوار کھینچ لی اور رفیع البخت پر حملہ کیا رفیع البخت نے وار تلوار کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا زرتاش نے سپر بلند کی تلوار سے سپر قتلے ہوئی زرتاش نے سر تلے کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی گردن مرکب قلم ہوئی مرکب نے مثل مرکب آتشبازی کے چرخ مارا زرتاش کود کر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر نقابدار

کی طرف چلا کہ اسکے مرکب کو بھی قتل کر ڈالون رفیع البخت نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے سے کود پڑے زرتاش تلوار پھینک کر لپٹ پڑا لقابدار بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام لقابدار نے لنگر زرتاش کا توڑا اور باندھنے لیے چلا گیا جسوقت قلعہ مین داخل ہوے نیسب مغربی وغیرہ نے تعریف کی اور کہا کہ یہ سردار نہایت زبردست تھا مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ اتنی جلد اسکو گرفتار کرینگے رفیع البخت نے زرتاش کو سامنے نیسب مغربی وغیرہ کے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ ان سب نے میری اطاعت اختیار کی ہے تو کیا کہتا ہے زرتاش نے دیکھا کہ فرزندان سنجاب اسکے مطیع ہوے اور پھر بھی اسنے سبکو زیر کیا اب اطاعت سے انکار کرنا خلاف انصاف بھی ہے عرض کی کہ جو آپ کے دین مین آئے وہ کیا کیجئے رفیع البخت نے کلمہ تلقین فرمایا زرتاش از سر صدق مسلمان ہوا وہان سنجاب شاہ مغربی نے پھر طبل جنگ بجوا دیا صبح مع لشکر میدان مین آیا رفیع البخت پھر تنہا قلعہ سے نکلے اور منتظر ہوے کہ دیکھئے آج کون نکلتا ہے ادھر سکندر رستم خو نے صحرا مین پہونچتے ہی لباس تبدیل کر دیا تھا لقابدار بہرپوش نے پھر [illegible] پرندہ قدرت لیے سیارہ کوچک کو دریافت حال کے واسطے روانہ فرما دیا تھا کہ اگر کوئی دقت سخت پیش آئے تو پھر رفیع البخت کی مدد کرے ان جب انکو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ کو کسی شخص نے چھین لیا رفیع البخت مفقود الخبر ہین سوا ان رفیع البخت کو اک لقابدار نے اسیر کیا اور سنجاب شاہ سے جنگ ہے تو سکندر سمجھ گئے کہ یہ لقابدار خود رفیع البخت ہے دوسرے کی یہ مجال نہین ہے کہ ان سرداروں کو اس طرح زیر کرے آج انھون نے بھی تہیہ کر لیا کہ چل کر چند سردار اپنے قبضہ مین بھی کرنا چاہیے ورنہ رفیع البخت سبکو زیر کر کے مطیع کریگا الحاصل جب صبح ہوئی تو جانب قلعہ روانہ ہوے یہان سنجاب شاہ مغربی فوج لیکر میدان مین آیا ہے ہنوز رفیع البخت قلعہ سے نہین نکلے ہین کہ الست دیوانہ چوبدست پکڑ کے قلعہ کی طرف چلا اور پکارا کہ او نقابدار آج نہین نکلتا چھپ کے بیٹھ رہا آ ورنہ مین خود آتا ہون رفیع البخت جلدی سے بند نقاب درست کر کے قلعہ کے باہر آئے انھون نے ابھی خندق کے پل کو نہین طے کیا تھا کہ جانب صحرا سے تیغ گرد بلند ہوا اور لقابدار بہرپوش پیدا ہوا لقابدار بہرپوش نے آتے ہی للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہے کہ مین تیری گوشمالی کو آگیا خبردار قلعہ کی طرف قدم نہ بڑھانا الست دیوانہ بہرپوش کی طرف پلٹا اور چوبدست اٹھا کے چلا کہ او بہرپوش اس طرح پہلے تو نے زلزال کو پریشان کیا تھا اب پھر در انداز ہونے کو آیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو زندہ یہانسے پھر کے جاوے یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اور چوبدست ماری لقابدار نے دونون ہاتھ بڑھا کر چوبدست کو پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ چھین لون دیوانے نے چوب کو نہ چھوڑا جھٹکے چلنے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونون نے زمین خالی کی اور دست و گریبان ہوے لقابدار بہرپوش نے دیوانے کو خوب تھکایا پھر کاٹ کاٹ کے زور دیوانے کا توڑا جب دیکھا دیوانے نے کہ لقابدار پر قابو نہین چلتا تو اسنے چکیت ماری کہ زرہ نوچ کر لے گیا لقابدار نے منھ پر دیوانے کے تھپڑ مارا اب جب دیوانہ چکیت لگانے کا قصد کرتا ہے لقابدار تھپڑ اٹھاتے ہین دیوانہ دانت نکوس کے رہجاتا ہے بڑی دیر تک کشتی رہی آخر قریب شام لقابدار نے لنگر دیوانے کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا اور عیار کے حوالے کیا دن تمام ہو گیا تھا سنجاب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا لقابدار بہرپوش صحرا کی طرف چلا گیا اور [illegible] قلعہ مین داخل ہوا لیکن رفیع البخت کو رنج الست کے اسیر ہو جانے کا رنج ہوا کہ سردار اچھا تھا مگر یہ بہرپوش کی قسمت کا تھا میری تقدیر کا نہ تھا ملکہ نے کہا کہ یہ بہرپوش تو وہی معلوم ہوتا ہے جسنے زلزال کے پنجہ سے مجھے چھڑا دیا تھا رفیع البخت نے فرمایا

کہ مجھے بھی اس سبز پوش پر سکندر کا گمان ہوتا ہے اتنے بڑے لشکر کے جو بدست کو قریب کے وقت
ہاتھوں سے گرفت کر لینا آسان امر نہیں ہے غرض کہ پھر طبل بجا اور صبح کو سنجاب شاہ میدان
میں آیا رفیع البخت نقابدار بنکر قلعہ سے نکلے ساتھ ہی صحرا سے گرد اڑی اور نقابدار سبز پوش
پیدا ہوا اسنے بھی آکر فوج کے بہت جوان مارے لیکن صرف ایک ہزار سوار نقابدار کے ساتھ تھے لشکر
سنجاب شاہ سے محراب کمانکش نکلا اور مبارز طلب ہوا ہنوز اطلس پوش ارادہ ہی کر رہا تھا کہ
سبز پوش مرکب کو اڑا کر سامنے آ گیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے
محراب کے نکال دیا محراب نے تلوار ماری نقابدار نے ڈھال پکڑی دو پہر کشتی میں اسکو بھی باندھ
لیا لشکر سنجاب شاہ سے مغفور نکلا نقابدار اطلس پوش نے اس سے مقابلہ کیا اور دو پہر کی کشتی
میں زیر کر لیا شام کو پھر لشکر پلٹ گئے اور صبح کو پھر میدان داری ہوئی آٹھ دن بھر میں باری باری
چند سردار سبز پوش نے گرفتار کیے اور چند اطلس پوش نے یہ معرکہ دیکھکر ہامان و افشور نے کہا
کہ اگر اسی طرح جنگ رہی تو یہ دونوں نقابدار لشکر کا خاتمہ کر دینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ اسوقت آپ
اتنی بڑی جمعیت رکھتے ہیں کسی سردار کو واسطے مقابلہ کے بھیجئے جب وہ زیر یا گرفتار ہو اس وقت یورش
کر دیجئے اور بگیر کر ان معقول نقابداروں کو گرفتار کر لیجئے سنجاب شاہ نے اس رائے کو پسند کیا
لیکن نجم اختر شناس کو اپنے علم کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ یہ نقابدار کون ہے اور انجام کیا ہونے والا
ہے اسنے اپنے فرزند کو منع کر دیا تھا کہ نقابداروں سے مقابلہ نہ کرنا تو کب روشن چشم اپنے قصر
میں خاموش کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھا کرتا تھا اور اسنے قصد مقابلہ نہ کیا لیکن جس وقت نقابدار
اطلس پوش قلعہ کے باہر آیا اور سبز پوش صحرا سے نمودار ہوا تو سنجاب شاہ نے تمغاج زرد پوش
کو سامنے اپنے بلایا اور اس سے کہا کہ اگر نوبت کشتی کی آئے تو نقاب نوچ لینا تاکہ یہ معلوم ہو سکے
کہ یہ نقابدار کون ہے تمغاج نے کہا بہت خوب اور میدان میں آکر مبارز طلب ہوا تمغاج سردار نامی
تھا رفیع البخت کی نظر و نیز چڑھا ہوا تھا جیسے ہی اسنے مبارز طلب کیا رفیع البخت سامنے
تمغاج کے آگئے سکندر نے دل میں کہا کہ اسنے بڑی چالاکی کی خیر ابھی عنتر دلاور بہت بڑا سردار
باقی ہے دیکھا جائیگا یہاں تمغاج نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزہ کو نیزے پر لگا لیا تھا طعنیں چلنے لگیں مرکب
اشاروں پر پھر رہے تھے سنانوں سے سنانیں لڑ رہی تھیں جھٹکے چل رہے تھے کوئی ستر طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزہ کو نیزہ پر مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ حریف کو پیچیدہ کر کے زور دار
کر کے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمغاج کے نکل گیا پس دنیا نگاہوں میں تمغاج کے تیرہ و تار ہو گئی تمغاج
نے دوڑ کر گرز اپنا لیا اور سر پر چرخ دیکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے کمر گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور
جھٹکا مارا کہ تمغاج جھونک میں سامنے آ رہا گرز اسنے چھوڑا غرض لپٹے جھٹکے چلے کہ مرکب لنگڑوں
کی تاب نہ لا سکے چاروں ہاتھ پاؤں پھیلا کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے دامن زرہ گردانے اور مصروف
کشتی ہوئے رفیع البخت تمغاج کے ارادہ سے بے خبر تھے پس تمغاج نے زور کر کے کر کے ہاتھ
بند نقابدار پر ڈال دیا اور کہا کہ کیا خوبصورت ہے جو منہ چھپائے ہوئے ہے یہ کہکر جھٹکا مارا کہ نقاب نوچ لی
نقاب ہٹتے ہی ظاہر ہو گیا کہ یہ شخص رفیع البخت ہے اور اہل قلعہ نے دیکھا حال کھل گیا اب پوشیدہ
رہنا اچھا نہیں ہے پس دروازہ قلعہ کا کھولکر شبیب مغربی صمصام مغربی قمقام مغربی ہیثم مغربی
مہر بست فسل زرد بس قیصر مغربی عنترت قزاق اور تمامہ سلطان رفیع البخت مثل زرتاقونیل مست

مخبر تیغ زن وغیرہ کے سبب نکل نہ آئے اور اب لشکر بھی انکا آکر شریک ہو گیا قلعہ جبل الحدید تک یہ خبر پہونچ گئی وہاں صرف عنقاے قلعہ دار اپنی فوج قلعہ گیر سے تو مقیم رہا کہ یہ محافظ قلعہ ہر بانی تمام سردار مع فوج آکر شریک ہوے بارگاہ بر پا کی پرے پرے کے کھڑے ہوے اتنوں کی لاکھ کا لشکر رفیع البخت کی طرف بھی نظر آنے لگا رفیع البخت اور تمغلج میں کشتی ہو رہی تھی زد و کشمکش کے ہو رہے تھے نقابدار سبز پوش خوش ہو رہے دیکھ رہے تھے تمام دن کشتی رہی رات کو بھی جدا نہوے دونوں جانب سے روشنی آگئی تمام رات بھی کشتی میں بسر ہوئی دوسرا دن ہوا تیسرا بھی ختم ہو گئے غرض کہ تیسرے دن قریب شام رفیع البخت نے تمغلج کا اٹھا اور سر سے بلند کرکے زمین پر دے مارا بیہوش کے ہوگئے مشکیں تیار کرکے حوالے کیا تمغلج کے اسیر ہونے سے سپاہ تمغلج کے جی چھوٹ گئے طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا رفیع البخت اپنی بارگاہ میں آئے نقابدار بھی جانب خود روانہ ہو گئے رفیع البخت تین روز کے تھکے ہوئے تھے خاصہ نوش فرما کے سو رہے لیکن ملک جبالی عیار طوس شاہ نے آکر خبر دی کہ شہزادہ اختر آپ کی قلعہ جبل الحدید میں موجود ہیں بالفعل یہ لوگ یہاں کی کسی کو خبر نہیں تو قلعہ پر حملہ کیجئے عیار طوس شاہ کو یہ سن کے نہایت غصہ آیا پس اسنے عنقاے کوہ پیکر سے کہا کہ تو جا کر قلعہ پر حملہ کر دو اگر رفیع البخت کو معلوم ہو گا تو ہم یہاں سردار ہونگے اور مدد کے واسطے نہ جانے دینگے یہ سنکر عنقاے کوہ پیکر اسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہو گیا سنجاب شاہ غزنی کا ارادہ تھا کہ آج طبل جنگ بجوا دے کہ ادھر عیار طوس شاہ جبالی نے خود ہی نقارہ رزمی بجوا دیا خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی وہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں طرف پھر رہا یاں جنگ کی ہونے لگیں اودھر نقابدار سبز پوش جو صحرا میں ہوئے تھے اپنے قیدیوں کو سامنے طلب کیا اور نقاب اپنے چہرہ سے اٹھادی فرمایا کہ میں نے تمکو زیر کیا المست دیوانہ اور محراب کمان کش نے کہا کہ جس طرح بہادروں کو زیر کرتے تم میں فرمایا کہ تم میری اطاعت میں آؤ اور ہم دونوں نے عرض کیا تا زندہ ہیں ایسے شاہزادہ سکندر نے ان دونوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا المست دیوانہ اور محراب کمان کش نے عرض کی کہ فوج آپ کے پاس بہت کم ہے اگر ہمارا اعتبار ہو تو ہم جا کر لشکر کو بھی اپنے لے آئیں کہ اب رنگ دگرگون ہو گیا ہے یقین ہے کہ جس دن عنتر دیو کش سے سامنا ہوا اور عنتر مارا گیا یا اسیر ہوا تو میدان جنگ مغلوب ہو جائیگی سنیے کہ اب تمغلج زرہ پوش اور عنتر دیو کش پر دار و مدار سلطنت ہے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میں تمکو منع نہیں کرتا لیکن مجھے فوج و سپاہ کا بھروسا نہیں ہے میں اپنے زور بازو اور مدد خدا کو مقدم جانتا ہوں یہ سنکے دونوں سردار جانب لشکر روانہ ہو گئے جب لشکر میں آئے تو اپنی فوج کو لیکر بعد نصف شب جانب صحرا نکل گئے آراستہ ہو کر قلعہ جبل الحدید کی طرف پہونچ گئے یہاں لشکر عنقاے کوہ پیکر کا اترا ہوا تھا اور عنقاے کوہ پیکر نے طبل جنگ بجوا دیا تھا ادھر عنقاے قلعہ دار نے بھی کوس حربی بجوایا تھا یہاں جنگ کی ہو رہی تھی محراب کمان کش حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے لشکر میں عنقاے کوہ پیکر کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ ادھر کس لیے آئے ہیں عنقاے دیو پیکر نے بیان کیا کہ دختر طوس شاہ اس قلعہ میں ہے میں اسکے لینے کو آیا ہوں چونکہ یہ اپنے آقا کو پہچان چکے تھے اور اسکی زبانی مختصر حالات سے واقف ہو گئے تھے محراب کمان کش اور المست دیوانہ دونوں چپ ہو رہے جب تھوڑی رات باقی رہی تو آکر لشکر پر عنقاے دیو پیکر کے شبخون مارا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا غل ہو گیا تو عنقاے دیو پیکر جیسے باہر آیا یہ دونوں تو شبخون مار کر نکلے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے لیکن لشکر عنقاے دیو پیکر میں رات بھر تلوار چلی صبح کو ایک دوسرے نے پہچانا نہایت افسوس کیا چالیس ہزار سوار دن میں سے آدھے رہ گئے

آپس میں لڑ کر آدھے سوار قتل ہو گئے عنقاے دیوپیکر کو نہایت غصہ آیا اور سمجھ گیا کہ یہ فعل انھیں دونوں
کا ہی جو رات کو آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیر ہو کر دشمن کے شریک ہو گئے عنقاے دیوپیکر نے قلعہ پر
دھاوا کر دیا اُدھر المست دیوانہ اور محراب کمانکش جو شبخون مار کر چلے تو خدمت میں نقابدار ببرپوش
کے پہونچ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح کا واقعہ پیش آیا شب کو تو ہم شبخون مار کر چلے آتے لیکن
صبح کو قلعہ پر ضرور دھاوا ہوگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میں جا کر قلعہ کی خبر لیتا ہوں تم لشکر سنجاب کی
طرف جاؤ اور جو پہلوان لشکر سنجاب شاہ مغربی سے براے مقابلہ آئے اس سے مقابلہ کرنا رفیع البخت
کو نہ نکلنے دینا یہ سنکے المست دیوانہ اور محراب کمانکش تو جانب قلعہ قزاق روانہ ہوئے اور خود
سکندر رستم خو جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہو گئے وہاں عنقاے دیوپیکر نے دھاوا کر دیا تھا اور
عنقاے قلعہ دار نے قلعہ کا انتظام کر کے توپیں مارنا شروع کر دی تھیں زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز
رہا تھا تمام صحرا دھواں دھار تھا لیکن عنقاے دیوپیکر برابر گولوں کو روکتا ہوا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ لب
خندق جا پہونچا اور آواز دی کہ اے عنقاے قلعہ دار اب بھی ملکہ کو سوار کر کے بھیجدے تو میں چلا
جاؤں ورنہ قلعہ میں گھس کر تمام قلعہ کو تاراج کر دونگا عنقاے قلعہ دار نے گالیاں دیں کہ او مردود کیا بکتا
ہے ملکہ ناموس میں داخل ہو چکی ہے اُس شخص کے جو رستم وقت ہے بس خبردار اب زبان سے ملکہ کا نام نہ لینا
اُدھر ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ سردار میرے باپ کا میرے لینے کو آیا ہے تو اُسنے بال کھول دیے اور دعا کرنے
لگی یہاں عنقاے دیوپیکر نے مرکب کو اشارہ کیا کہ اڑ کر لب دیوار پر قائم ہوا اہل قلعہ نے ملخ کا متوالا
کر کے کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام حربے دیوار پر سے پھینکے لیکن عنقاے دیوپیکر نے
حربوں کو خالی دیکر قصد کیا تھا کہ گرز مار کر پھاٹک قلعہ کا توڑ دوں کہ جانب صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور دل
گرد سے نقابدار ببرپوش نمود ہوا نقابدار نے آتے ہی للکارا کہ ہاں او گبر کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ میں تیری
خدمتگذاری کو پہونچا عنقاے دیوپیکر نے کہا کہ او ببرپوش مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا یہ کہکر پلٹا
اور سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی قلعہ پر دھاوا کرتے ہوئے کہ مالک قلعہ موجود
نہیں ہے عنقاے دیوپیکر نے کہا کہ الاعبد معذور میں اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہوں جو اُسنے حکم دیا
اُسکی تعمیل پر آمادہ ہو گیا اب تو دراز ہوتا ہے تجھے قتل کر کے قلعہ کا رخ کرونگا یہ کہکر خبردار خبردار کہکر نیزہ
مارا نقابدار ببرپوش نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا عنقاے دیوپیکر نے تلوار کو علم کیا اور نقابدار پر
پڑا نقابدار نے کئی وار اسکے رد کر کے کلائی پکڑ یا جھٹکا دے ڈال دیا اور ہر وار کے ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر
زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں عنقاے
دیوپیکر نے اطاعت اختیار کی شاہزادہ نے عنقا کو آہستہ سے چھوڑ دیا اور کلمہ تلقین فرما کر مسلمان کیا اور ساتھ اپنے
لیکر لشکر سنجاب کی طرف روانہ ہوئے وہاں صبح سے میدان رزم و پیکار گرم تھا فوجیں آراستہ تھیں عنتر دیو نے
اجازت سنجاب شاہ مطرطوس شاہ سے لیکر میدان میں آیا جاتے ہی مبارز طلب ہوا المست دیوانہ اسکے
مقابلہ کو آیا کئی ضرب کی رد و بدل میں المست زخمی ہوا محراب کمانکش نکلا یہ بھی زخمی ہوا رفیع البخت
کے لشکر سے قیصر تیغ زن نکلا یہ بھی زخمی ہوا تھے کہ خود رفیع البخت مقابلے کو آئے نیزہ رفیع البخت
نے عنتر کے ہاتھ سے نکال دیا لیکن جب نوبت شمشیر زنی کی آئی تو مرکب رفیع البخت نے سکندری کھائی
تو دست سے گرا تیغہ سر پر بیٹھا تا وہ اپنے آپ اٹھا رفیع البخت نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکل گیا
سنجاب شاہ نے کہا کہ شاباش تو اسکا عنتر نے جواب دیا کہ یہ شیوہ بہادروں کا نہیں ہے کہ زخمی پر ہاتھ

چلائے

اُٹھا میں لیجاؤ اس زخمی کو لوگ اسے لیکر اور رفیع البخت کو لے گئے عنطر نے پھر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اسکے مقابلہ کو
نکلنے نپایا تھا کہ جانب مغرب سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو لقابدار ہیرلوش لیے ہوے
نمودار ہوے اور آواز دی کہ او عنطر دیوکش میں آپہونچا لیکن طرطوس شاہ نے جو دیکھا کہ ہیرلوش کے
ہمراہ عنقاے دیو پیکر ہے اسنے آواز دی کہ مجھے تو میں نے قاحبہ بیرنگہ کے لینے کو بھیجا تھا تو لقابدار
کے ساتھ کیوں آیا ہے عنقاے دیو پیکر نے کہا کہ اے بادشاہ میں بروقت مقابلہ اس لقابدار عالی وقار
سے زیر ہوا میں نے اطاعت اسکی اختیار کی اور لقابدار سے کہا کہ اب آپ پہلے میرے مقابلہ کا
تماشا دیکھیے لقابدار نے کہا کہ بہتر ہے بہتر نہیں ہے کیا فائدہ کہ قتل اور سرداروں کے تو بھی زخمی ہو پھر یا کر عنقاے
دیو پیکر کو روکا اور آپ مرکب کو جولان کر کے عنطر کے سامنے پہونچے عنطر نے وہی شمشیر خون آلودہ اسکے
سر پر لگائی لقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار اچٹ پڑی لیکن جلدی سے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ تلوار
چھین لوں ممکن نہوا عنطر نے کہا کہ او ہیرلوش تو نے یہ برقع بھائی کا منہ پر ڈال لیا اور اپنے کو رستم وقت سمجھ لیا
تو میرے ہاتھ سے تلوار چھینتا ہے میں وہ شخص ہوں جسنے چار دیوان سرکش کو مار کر دیوکش کا خطاب پایا ہے
انسان ضعیف البنیان کیا طاقت رکھتا ہے کہ مجھسے مقابلہ کر سکے بس یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آگیا فرمایا
کہ تو اگر دیوکش ہے تو میں بھی دیوکش ہوں تو نے معمولی دیووں کو مارا ہوگا میں نے سرکشان قاف کو پست
کیا ہے دیو تہمتن نے میری اطاعت اختیار کی جسکا گرز چوبیس سو من کا ہے یہ فرما کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا
اور فرمایا کہ لاؤ تو گرز دیو تہمتن کا اُسی وقت آرابہ کھینچے ہوے سامنے لاے گرز کو دیکھکر عنطر کے
ہوش اڑ گئے ساتھ ہی شیطان نے بہکایا کہ مبادا گرز خولدار بنا ہوا ہو بھلا انسان میں اتنی قوت کہاں
کہ اُس گرز کو اٹھا سکے چنانچہ اس سے ضرب لگانا عنطر نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوگا ظاہر ہی ہو جائیگا
تو گرز کیا دکھاتا ہے کچھ بازوؤں کی طاقت دکھا سکندر رستم خو نے ایک ہاتھ سے کلائی تھامی دوسرے
ہاتھ کو گردن میں ڈالکر جو کھینچا تو عنطر عیار مرکب پر آرہا بس اسنے بھی سنبھل کر سکندر کو اپنی طرف
کھینچا اسی کشمکش میں مرکب تو چاروں ہاتھ پاؤں پھیلا کے بیٹھ گئے دونوں دیوکش زمین پر کود پڑے
اور مصروف تلاش ہوے زور کشمکش سے ہونے لگے چلنے لگے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام کڑیاں
زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے بکھر گئیں اور پیرہن نچ گئے شام تک کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا شام کو دونوں
جانب سے روشنی آگئی اور ایک کاسہ شیر آب آیا جو دونوں دیووں نے پیا اور پھر سرگرم تلاش ہوے
یہانتک کہ صبح ہوگئی پھر جدا نہوے اور دیکھا تو دونوں اسی طرح مصروف کشتی ہیں نہ انکی سانس پھولی ہے
نہ اُنکا دم آیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہے یہ دن بھی اسی طرح تمام ہوگیا اور مطلب نہ حاصل
ہوا پھر شام ہوگئی چونکہ سرداران سنجاب مغربی اور خود بادشاہ عنطر دیوکش کے زور سے آگاہ تھے
کہ یہ وہ سردار ہے جسنے اکثر سرداران سمارلق بن لقا سے مقابلے کیے ہیں اور تہمتنوں کو زیر کیا ہے کبھی کسی سے
پست نہیں ہوا ہے کچھ دنوں پیشہ قزاقی کرتا رہا آخر سنجاب شاہ نے تسکینیں کرتے کہاتے منت و سماجت کرکے
اسکو ملازم کر لیا اور تمام فوج پر حسب مدعا ہوے افسر کیا یاد اور سردار جنگ اس سردار پر ہے چہار جانب دنگل کے
کرسیاں بچھی ہوئی ہیں سرداران تماشا سے جنگ دیکھ رہے ہیں اس طرف شاہزادہ رفیع البخت نے بھی
پلنگ سے رونق افزا کرکے دنگل پر قیام فرمایا ہے زخم سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے مگر اب زخم مندمل ہوتا جاتا ہے یہ دن بھی
تمام ہوا اور فیصلہ جنگ نہوا جو تھا روز ہوا اب عنطر کی یہ حالت ہے کہ ہر فرصت میں غیرت کرکے زور کرتا ہے
چاہتا ہے کہ لقابدار کو اٹھاؤں لقابدار دم کے سہارے سے پاؤں جمائے کھڑا ہے بلکہ پھر تنگ قائم کر لیتا ہے کبھی

قدم نہیں ہٹتا اور ہم لقا اداد کا قائم ہی لیکن عنطر کی سانس پھولنے لگی ہی کہانتک گذارش کیا جائے کہ جو تمہارا دوز بھی
گذر کر شام قریب ہی کہ عنطر نے جھنجھلا کر نقاب نوچ لی اور کہا کہ تو کون بلا ہی کہ ابتک تیری سانس اسی طرح قائم ہی
آجتک کوئی پہلوان مجھسے چار روز نہیں لڑا نقاب اٹھتے ہی اک آفتاب نمودار ہوا گویا حسن وجمال شاہزادہ سکندر
رستم خو کا دیکھکر وجد کرنے لگے اور رفیع البخت نے کہا کہ اے برادر اب ہمسے پردہ کرنے کی کیا وجہ لیکن سکندر کو جو غصہ
آیا کہ اپنے پردہ کو افشا کر دیا بس دونوں بازو عنطر کے پکڑ کر جو زور کیا یکبارہ قدم دوڑا لے گئے اور جھٹکا
مارا کہ دونوں گھٹنے عنطر کے زمین سے مل گئے بس وہان سے جو زور کیا تو پہلے زور مین تا کمر اور دوسرے
زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین عنطر نے کہا
کہ قبول کیا مین نے ضرور آپکا دین برحق ہی مین نے ہر چند سارلق کو پکارا اور ہر چند پکارا کہ آپ سے زیر
ہون ممکن نہوا سنجاب شاہ تو طبل بازگشت بجوا کر نہایت ملول وغمگین پلٹ گیا اور شاہزادہ رفیع البخت
سکندر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے سرداروں سمیت داخل قلعہ ہوئے سنجاب شاہ نے آج طبل
جنگ بجوایا اور ہامان و دلشور سے مشورت کی کہ اب کیا کرنا چاہیے ہامان و دلشور نے کہا کہ جب
پہلوان پرزور اور مدار کا تھا وہ زیر ہو گیا پھر سلطنت مطیع ہو گیا اب جو سردار ہین وہ ایسے نہین ہین جو مثل عنطر کے ہون اور خداوند مجا
سے مدد انا اتنی جلد ممکن نہین ہی اور رفیع البخت خود ملک سنجاب پر لشکر کشی کریگا لہذا بہتر یہ ہی کہ اب سلسلہ جنگ موقوف رکھیے
جس وقت رفیع البخت لشکر کشی کریگا تو دیکھا جائیگا لیکن سرداران طرطوس شاہ کے دلون مین ابھی ولولے
بھرے ہوئے تھے انھون نے کہا کہ کیا رفیع البخت لوہے کا بنا ہوا ہی تلوار کی دھار کے سامنے
سب برابر ہین کشتی کا تو آخری وقت ہی ابتدا تو نیزہ و شمشیر سے ہوتی ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ وہ وقت
بھی آیا ہی چاہتا ہی چھیڑ کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ تو اپنی حفاظت کے انتظام مین مصروف ہوئے مین لیکن
شاہزادہ رفیع البخت کا حال سنیئے کہ جسوقت یہ قلعہ مین داخل ہوئے تو تمغلاج زرہ پوش کو سامنے
طلب کیا اور فرمایا کہ مین نے تجھے کیونکر زیر کیا تمغلاج زرہ پوش نے کہا کہ جس طرح مردان عالم مردون کو زیر
کرتے ہین فرمایا کہ پھر اطاعت مین کیا عذر ہی تمغلاج نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم غرضکہ تمغلاج مسلمان ہوا اب
شاہزادہ رفیع البخت نے سنجاب شاہ کے فرزندون سے فرمایا کہ تم جا کر اپنے قلعہ مین قیام کرو اسلیے کہ وہان
بجا وجہ ہماری ایلچی ہی ایسا نہو کہ طرطوس شاہ کسی عیار یا سردار کو بھیجے فرزندان سنجاب مع لشکر اسی وقت
اپنے قلعہ مین آ گئے اور صبح کو رفیع البخت بھی مع سکندر رستم خو اور باقی سرداران نامی و گرامی کو لیکر قلعہ
جبل الحدید مین آکر دولتخانہ فروکش ہوئے کئی روز طبل جنگ کا انتظار کیا جب سنجاب شاہ مغربی نے نقارہ
نہ بجوایا تو شاہزادہ رفیع البخت نے اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سنجاب شاہ دیکھا تمنے قدرت
خلاق عالم کو کہ مین تن تنہا کس حال خراب سے تمہارے ملک مین آیا تھا رفتہ رفتہ اسنے مجھے کس مرتبہ
اعلے کو پہونچایا جن سرداروں پر تمہین بھروسا تھا وہ سب زیر ہو ہوکے میرے مطیع ہو گئے حتے کہ
تمہارے فرزندون نے سب سے پہلے اطاعت اختیار کی لہذا تمکو بھی چاہیے کہ پہچانو خالق حقیقی کو کہ جسنے
سبکو پیدا کیا ہی اور جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اور سارلق ایسے بہت سے گمراہ غول بادیہ ضلالت
پیدا بھی ہوئے اور فنا بھی ہو گئے اگر تم دین اسلام کو اختیار کرو تو مین تمہاری طرف سے سینہ سپر ہونے کو موجود
ہون اور سارلق ملعون تمہارا کچھ نہین کر سکتا اور تمہارا ملک و مال تمکو مبارک مین تمہارے ملک و مال کا
خواہان نہین ہون خداوند عالم نے مجھے سبھی کچھ دیا ہی اور اگر محبت سے سارلق بن لقا کے دست بردار
نہوگے تو یہ یاد رکھو کہ ایک روز وہ آنے والا ہی کہ یا تو تم گرفتار ہوکر مثل مجرمون کے میرے سامنے آؤ گے

یا ارادہ فرار اختیار کرنا پڑے گی اور سارق بھی تھے محبت درپیش آئیگا یہ نامہ رفیع البخت نے رکھوا دیا اور فرمایا کہ میرے سرداروں میں سے کوئی جائے اور جواب با ثواب اس نامہ کا سنجاب شاہ سے لائے ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ نہیب مغربلی اپنے دلمین اٹھا اور عرض کی کہ اس خدمت کو میں بہت اچھی طرح بجالاؤنگا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور پانچ سو سوار ساتھ لیکر بارگاہ سنجاب شاہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر سنجاب شاہ مغربلی کو پہونچی کہ انکا لڑکا فرزند [illegible] الٰہی گرمی آتا ہے سنجاب شاہ نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ سے گئے اور استقبال کرکے لے آئے نہیب مغربلی آکر دنگل ہوا پہونچا سنجاب شاہ نے کہا کہ اے فرزند مجھے تیری طرف سے یہ امید نہ تھی سنجاب کا یہ کلام سنکر نہیب مغربلی نے کہا کہ جو حد اطاعت کی تھی وہ ہو چکے ختم کردی کہ میری بہن کی شادی اس شخص کے ساتھ کی کہ کوئی رضامند نہ تھا لیکن میں نے سرتابی کی جب قدرت ربانی ظاہر ہوگیا تو پھر میں بھی دور اندیش ہوا لہذا سمجھا میں نے دین اسلام کو مذہب برحق سمجھکر اختیار کیا پھر کیونکر رفیع البخت کا ساتھ نہ دیتا اور اپنی بہن کو اک کافر کے حوالے کردیتا اور میں آپ کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ اسی دین کو اختیار کیجیے اور محبت سارق کو دل سے دور کیجیے کہ انجام بخیر ہو ورنہ جس طرح ایک دن مسلمانوں کے ہاتھ سے [illegible] کو بھاگتے پناہ نہ ملتی تھی وہی دن سارق کے واسطے بھی آنے والا ہے اگر سعادت آپ اطاعت رفیع البخت کی اختیار کرینگے تو وہ ہمیشہ آپ سے سرنگون رہینگے اور آپ کے ملک و مال سے آنکو کچھ سروکار نہیں ہے اور اگر لڑیے گا تو ملک و مال سب چھن جائیگا دیکھا آپ نے کہ جن سرداران پر آپ کو بھروسا تھا انھیں کس آن بان سے زیر کیا اور مطیع اپنا بنایا سنجاب گردن جھکائے باتیں فرزند کی سنا کیا جب سلسلۂ کلام قطع ہوا تو سنجاب شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور نامہ طلب کیا نہیب مغربلی نے وہ نامہ اوسکے آگے نامہ دیا سنجاب شاہ نے پڑھا مضمون نامہ سنکر تمام سرداران کفار برہم ہوگئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ اگر تو نے دین قدیم سے اپنی روگردانی کرکے اطاعت اس خداپرست کی اختیار کی تو ہمکو اپنا خادم تصور نکرنا اور طرطوس شاہ خیالی نے بھی کہا کہ اگر تمکو اس خداپرست کا مطیع ہونا ہے تو سلطنت سنجابیہ اور [illegible] سے ہاتھ اٹھاؤ میں خداپرستوں سے لڑونگا جب سنجاب نے دیکھا کہ سب مجھسے برخلاف ہوئے جاتے ہیں تو اسنے پشت نامہ پر جواب میں لفظ جنگ تحریر کردیا نہیب مغربلی کو نہایت ملال ہوا اور کہا کہ خیر اسکا نتیجہ جیسا کچھ ہوگا ظہور میں آہی جائیگا یہ کہکر جواب نامہ کا لیکر رخصت ہوا اور شاہزادہ رفیع البخت سے تمام کیفیت بیان کی شاہزادے کو عیاروں کے ذریعہ سے تمام حالات پیشتر ہی معلوم ہوچکے تھے انہیں زمین پر آفرین کی وہاں طرطوس شاہ خیالی نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی انھوں نے پیش خیمہ اپنا طرف ملک سنجابیہ کے روانہ کیا اور خود بھی مع لشکر کوچ کرکے قریب ملک سنجابیہ کے بہت شان و شوکت سے آکر خیمہ زن ہوئے اور انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی لشکر و درستی میدان لشکر طرطوس شاہ خیالی سے ابرہہ خرس پیشانی میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے آواز دی کہ جسکو دعوائے مردی و مردانگی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے ہنوز سخن دردہان تھا کہ تمغاج زرہ پوش نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے رفیع البخت کے آکر اجازت طلب کی رفیع البخت نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے تمغاج بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے ابرہہ خرس پیشانی کے آیا اور کہا کہ تجھے میدان میں نکلتے ہوئے شرم نہیں نہ آئی کیا تو ہم لوگوں سے زیادہ زبردست ہے جو نکلا ہے ابرہہ نے کہا کہ اسی غرور نے تمھارے تمکو ذلیل کیا کہ یا تو پیغمبر قدرت کے سپہ سالار تھے یا لشکر خداپرستان میں زیر ہوکے شامل ہوئے تمغاج

زرہ پوش نے کہا کہ ابتو تو بغیر قدرت کی طرف سے لڑنے آیا ہی اور انکساری ظاہر کرتا ہی دیکھوں تجھے کیا سرفرازی حاصل ہوتی ہی لا حربہ اپنا یہ سنتے ہی ابرہہ نے ساطور مارا تمغاج زرہ پوش نے وار اسکا سپر پر روکا سپر قلم ہوئی ساطور گردن مرکب پر گرا مرکب تمغاج کا مارا گیا تمغاج نے زین خالی کیا اور دوڑ کر مرکب ابرہہ کو بھی ذبح کر دیا ابرہہ نے پھر ساطور مارا تمغاج دستہ ساطور سے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی دوپہر میں تمغاج نے لنگر ابرہہ کا توڑ کر سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھ کر آواز دی کہ کیا کہتا ہی مذہب سچا بارہ میں اسنے کہا کہ ہزار جانیں ہوں تو نام پر خداوند ساریق کے نثار ہیں بس یہ سننا تھا کہ تمغاج نے دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا اور میدان سے آکر رکاب سعادت انتساب کو شاہزادہ رفیع البخت کی بوسہ دیا بعد ابرہہ کے لشکر سنجاب شاہ سے ہیران ببر پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے عنتر دلکش سکندر سے اجازت لیکر اسکے مقابلہ کو گیا ہیران نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا عنتر نے ارہ کو اسکے تلوار سے قلم کیا ہیران نے گرز اٹھا کر کھینچ مارا عنتر نے خالی دیا اور تلوار ماری ہیران نے سپر بلند کی لیکن سپر قلم ہوئی ہیران نے سر کھینچ کر کھینچا تلوار گردن مرکب پر آئی مرکب ہیران کا مارا گیا ہیران جست کر کے پشت مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر مرکب عنتر کی طرف چلا تھا کہ عنتر بھی گھوڑے سے کود پڑا ہیران نے آتے ہی تلوار ماری عنتر دلکش نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے اپنے دوپہر میں ہیران کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ہدایت دین اسلام کی ہیران نے قبول نہ کیا عنتر نے ہیران کو چیر کے پھینک دیا تمام کفار تھرا گئے اور عنتر نے آکر بلائیں شاہزادہ سکندر رستم خو کی حاصل کی شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ آئے اور پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہنچے اور صفیں آراستہ ہو چکیں تو آج پھر لشکر طرطوس شاہ خیالی سے ازرنگ فولاد بدن میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلہ کو قیصر مغربی نکلا خوب تلوار چلی آخر ازرنگ ہاتھ سے قیصر کے مارا گیا پھر رنگ آہن کلاہ نکلا اسکو نہیب مغربی نے تہ تیغ کیا آج دن بھر کی میدان داری میں بائیس سرداران لشکر کفار مارے گئے اب تیسرا روز ہی آج طرطوس شاہ خیالی نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر سنجاب شاہ سے کہا کہ میں خالی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں نے ان سرداروں کو زیر کر کے مطیع کیا تھا اب آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے سنجاب شاہ نے کہا کہ آپکو اختیار ہی جائیے خداوند ساریق آپکا بھی حافظ و نگہبان ہی طرطوس شاہ خیالی میدان میں آیا اور پکارا کہ ای سکندر رستم خو و رفیع البخت جن سرداروں کو تمنے زیر کیا ہی انکو زیر کرنا پڑے کمال کی بات نہیں ہی جس طرح عنتر نے چار روز میں تمنے زیر کیا ہی اسی طرح میں نے بھی زیر کیا تھا اگر دعوا ے مردانگی ہی تو خود میرے مقابلہ کو نکلو کسی سردار کو نہ بھیجو نہیب مغربی نے چاہا تھا کہ اجازت طلب کروں کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے طرطوس شاہ خیالی کے آکر آواز دی کہ اگر تمنے عنتر کو زیر کیا ہوگا تو پانچ روز سے کم میں نہ زیر کیا ہوگا لا حربہ اپنا کہ میں بھی مشتاق ہوں طرطوس شاہ خیالی نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر سکندر کے وار کیا سکندر رستم خو نے نیزے کو نیزے پر لگا ٹھہرا رد و بدل ہونے لگی طرطوس شاہ خیالی بھی زبردستان روزگار سے تھا کئی جھٹکے سنبھال لیگیا بس ایک مقام پر سکندر رستم خو نے سنان کو سنان سے الجھا کر جو جھٹکا مارا تو تین جگہ سے ڈانڈ نیزے کی ٹوٹ گئی طرطوس شاہ نے نیزہ کو ہاتھ سے پھینک کے تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا دیر تک رد و بدل رہی آخر مرکب طرطوس شاہ کا مارا گیا طرطوس شاہ مرکب سکندر کو ذبح کرنے کی غرض سے چلا تھا کہ سکندر نے بھی زین خالی کیا طرطوس شاہ تلوار پھینک دست و گریبان ہو گیا کشتی ہونے لگی پانچ شبانہ روز کشتی رہی آخر

پانچویں دن سکندر نے لنگر اسکا توڑ کر سر سے بلند کیا تھا کہ سنجاب شاہ نے لشکر کو اشارہ کر دیا کہ مارو اس خدا پرست کو غضب کیا اسنے طرطوس شاہ کو زیر کر لیا چودہ لاکھ سوار و پیدل دوڑ پڑے ادھر رفیع البخت مع فوج آ پڑے تلوار چلنے لگی سکندر نے ایک ہاتھ پر تو طرطوس شاہ کو بجائے سپر لیا اور دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچی جنگ مغلوبہ ہوگئی رفیع البخت و سکندر کی فوج ملا کر کوئی ڈھائی لاکھ کا مجمع تھا اور سنجاب شاہ کے ساتھ مع فوج طرطوس شاہ چودہ لاکھ تھی سنجاب شاہ لکار رہا تھا کہ تم اتنے ہو کہ اگر ایک مٹھی گرد تو یہ سب پامال ہو جائیں آج فیصلہ جنگ کر لو کہ معاملہ یکسو ہو جائے سرداران لشکر کفار چلا رہے تھے ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے اپنے رفقا کو آواز دی کہ آج ہم بھی بغیر اس قضیہ کو فیصل کیے ہوئے ہر گز قدم پیچھے نہ ہٹائینگے اگر علم ہمارا ملک سنجابیہ میں نصب نہوگا اب سرداران لشکر اسلام نے بھی قدم جما دیے اور لڑنا شروع کر دیا اور شاہزادہ رفیع البخت نے تخت سنجاب شاہ کا رخ کیا اور اس دریائے لشکر کو چیرتے ہوئے چلے سکندر رستم خو پانچ روز کے تھکے ہوئے تھے مگر ایک ہاتھ پر طرطوس شاہ جبالی کو اٹھائے ہوئے تھے اور دوسرے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے تھے جو اسپر حملہ کرتا تھا یہ طرطوس شاہ کو سامنے کر دیتے تھے اسی طرح لڑتے چلے جاتے تھے سرداران لشکر اسلام سرداران کفار کو ٹک ٹک کے قتل کر رہے تھے عین گرمی جنگ میں آصف شاہ مغربی اور گستہم جبالی سے سامنا ہوا گستہم نے تلوار ماری نہیب مغربی نے وار اسکا پشت شمشیر سے رد کر کے اپنا وار کیا کہ گستہم کے دو ٹکڑے ہوگئے سرمست فیل زور سے اور عقاب بلند کمان سے سامنا ہوا سرخاب نے تیر مارا سرمست نے ناوک کو شمشیر سے قلم کر کے مرکب کو جولان کیا اور نیزے پر سرخاب کو اٹھا لیا الست دیوانہ سے اور ہلال بلند بالا سے مقابلہ ہوا ہلال نے چوبدست ماری الست دیوانہ نے چوب اسکی اپنی چوب پر روک کے جو وار چوبدست گران کا کیا تو ہلال پراٹھا ہو کے رہ گیا قیصر تیغ زن سے اور فرہاد تیر زن سے سامنا ہوا فرہاد نے تیر مارا قیصر نے تیر کو قلم کیا اور تلوار کمر گاہ پر ماری کہ فرہاد کے دو ٹکڑے ہوئے طمغاج زرہ پوش سے سیلاب دریا دل سے سامنا ہوا سیلاب نے تلوار ماری طمغاج نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سیلاب کے مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے عنقائے کوہ پیکر نے وار اسکا گرز پر روک کر جو گرز مارا تو سر زمین سے ملا دیا عنتر دیو تمثیل کو دو سرداروں نے آکر گھیر لیا ایک نے داہنی جانب سے تلوار ماری ایک نے بائیں جانب سے عنتر نے دونوں ہاتھ بلند کر کے کلائیاں دونوں کی مروڑ کر تلواریں چھین کے پھینک دیں اور گریبان پکڑ کے دونوں کو ٹکرا دیا کہ مغز سر پاش پاش ہوگئے تمام دن تلوار چلا کی اور اس قدر لوگ طرفین کے مارے گئے کہ زمین صحرا کی لالہ گون ہوگئی سبزے نے رنگ لالہ کوہی کا پیدا کیا کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے کوتل گھوڑے سواروں کے دوڑتے پھرتے تھے اسلحہ زمین پر پھیلا ہوا تھا اسی حالت میں رفیع البخت لڑتے ہوئے قریب علمدار لشکر طرطوس شاہ کے پہونچے علم کو قلم کیا اور علمدار کو مارا ادھر سکندر رستم خو نے دوڑ کر علم لشکر سنجاب شاہ کا قلم کر دیا اور تخت سنجاب شاہ کی طرف بڑھے مگر یہ کسیقدر فاصلے پر تھے اور رفیع البخت قریب تھے بس سامنے تخت سنجاب کے پہونچکر آواز دی کہ اے سنجاب شاہ اس وقت کی کیا خبر نہ تھی سنجاب شاہ نے اٹھکر کہ تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پکڑی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے سنجاب شاہ کو اٹھا لیا مگر قضا سے کمر زنجیر کمر ٹوٹی اور سنجاب شاہ گر کے بھاگا تمام لشکر کفار کے قدم اکھڑ گئے رفیع البخت کے پاس اتنی فوج نہ تھی کہ اس فوج گریختہ کا محاصرہ کر سکے کچھ دور تعاقب کیا آخر پلٹ آئے رفیع البخت نے شہر سنجابیہ پر قبضہ کر لیا نشان اپنا ایوان شاہی پر نصب کیا سکندر نے طرطوس شاہ جبالی [illegible]

کو ہاتھ سے زمین پر چھوڑا اور فرمایا کہ اے طرطوس شاہ مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ مین ہی سوار قدرت بنکر آیا تھا اور دختر تمہاری میرے ناموس مین داخل ہو چکی قلعہ مین موجود ہے اور مین نے تمکو سر میدان زیر بھی کیا اور جتنی دیر جنگ قائم رہی ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوئے مقابلہ کرتا رہا اب تمکو میری اطاعت مین کیا عذر ہے طرطوس شاہ نے کہا اے بہادر تو رستم وقت ہے تیری غلامی مین بادشاہی سے زیادہ لطف ہے سکندر رستم خو نے کلمہ تلقین فرمایا اور طرطوس شاہ کو مسلمان کیا سکندر رستم خو طرطوس شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے قلعہ جبل الحدید مین آئے اور ملکہ کو اسکے باپ کے سامنے کیا ملکہ نے سلام کیا طرطوس شاہ نے دختر کا سر سینے سے لگایا اب سکندر تو قلعہ مین مقیم مین اور رفیع البخت شہر سنجابیہ کے بتخانہ گروا کر تعمیر مساجد مین مصروف ہین اور سنجاب شاہ بھاگ کر قلعہ بہاڑ مین مقیم ہوا ہے انکو اس حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان زلزال بن خلخال بن صلصال کا پہونچنا دربار ساریق بن بقا مین اور کچھ مختصر حالات دربار ساریق بن بقا اور آنا ترکش ناوک انداز اور سرہنگ سنگ بار اور سر فیل سنگ بار کا برائے بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی و باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ مخمس بر آغاز داستان

اس گلی کے آگے بتخانہ برہمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ بلبل نشیمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
کوے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل ہی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیون شکل دشمن چھوڑ دے
کس طرح سر لیتے پائے تیغ افگن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
خود نمائی کی جو لہرائے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش ہر برہمن چھوڑ دے

کچھ ہمین پرواے مال و دولت عالم نہین
یادگار اسکا بھی اس رشک پری سے کم نہین
کرتے ہین خواہان نقد جان سے بھی لب ہا ہمین
خاتم جم ہو جو اپنے پاس لے لے غم نہین
پریشانی کا جو چھلا ہے سو رہزن چھوڑ دے

دھیان رہتے ہین تجھے زلف پریشان کے عبث
پیش چشم اندھیر ہین گردون گردان کے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق روے جانان کے عبث
ظلم سہنا ہے شب تاریک ہجران کے عبث
بس دل نادان خیال روے روشن چھوڑ دے

مدتون سے کشمکش مین ہون کر اب خوف خدا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجکو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتہ ہو جائے سب گلشن آسے بیت الحزن
ہو بجا سنے ہمصفیرون کے ابھی سب انجمن

خار ہو جائین نظر مین کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ مین اُس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغ چمن
ہے یقین ای باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اُسکے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اثر نے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت ابھی گھر دیکھ لے
گردن ایسی اُس بت میکش کی ہے گر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہے کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش مین ہے
کوئی مثل پانون مثل سر کوئی گردش مین ہے
شبکو کوشش مین کوئی دن بھر کوئی گردش مین ہے
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش مین ہے
پائے آسایش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آورون سے بیجا تون سے جو ہو
کام تیرون سے نہ لیگے ان کمانون سے جو ہو
نامور ہو جائین اسمین بے نشانون سے جو ہو
پہلوانون سے نہو ہم ناتوانون سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اُسکی نرگسی آنکھون پر آجائے نہ پیار
صاف دکھلاتی ہے یہ نرگس کے غنچون کی بہار
اونچی ہوتی ہی نہین نظرین سکے کوئی ہزار
اُس پری کی شرمگین آنکھین ہین کیونکر ہون دوچار
دیکھنے مجھکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلائے ہین کیا کیا گنبد دوار نے
کیا ستایا ہے کسیکے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہے مجھکو اس دل بیمار نے
اندنون چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح روان اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہے پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
قصد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی مانند نظر
راست بازی آگئی حصہ مین اسکے سر بسر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ہے روانی مین ہماری اشکباری کا اثر
بیقراری مین ہے دل کی بیقراری کا اثر
چال مین گلگون کے ہے باد بہاری کا اثر
ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو صبر کی بات ہو کب مانتے ہین عقلمند
ہے بہت نازک کہین دلکو نہ پہونچے کچھ گزند
گھٹ کے یون رہنا نہ اسکا آئیگا مجکو پسند
میرے سینے کے نہ سب ناسور گر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

کیون انھین کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند
رہ نہین سکتے ہین دم بھر ایسے در جراح بند
زخمہ پڑ جائیگا یہ ہو سکے اگر جراح بند
میرے سینہ کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا پہلے کچھ وحشی سے دم بھرنے لگا
دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
غیظ مین کر کر کے سر کو پانون پر دھرنے لگا
جب مین چاک اپنے گریبان کی طرح کرنے لگا
قیس چلا یا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ مینا کار کو
اک غضب آزاری آئی اس غریب آزار کو

دیکھنا اِس انقلاب عالمِ غدار کو ہٗ رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجھکو زخم گر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

یاس نے موزون کیے سروِ قد بالا کے وصف وصفِ نرگس کے ہین چشمِ شوخ دلبر دا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہین گلزار رُخ زیبا کے وصف یک قلم لکھے ہین ناسخ اُس گُلِ رعنا کے وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

ے یہ بزم سخن طوطی خوش نوا ہٗ بدین زمزمہ شد ترنم سنج ہٗ کہ جب زلزال کو قید سے رہائی حاصل ہوئی اور یہ بھاگ کر طرف ملک سار لقیہ کے روانہ ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل جب قریب شہر پہونچا تو ہرکارون نے ساریق بن لقا سے اطلاع کی کہ یا خداوند زلزال بن صلصال کا جسکو آپنے نامہ لکھکر طرف بہارستان مغرب کے روانہ کیا تھا وہ ہاتھ سے خدا پرستون کے زحمت اُٹھاتے ہوے آپ کی طرف آتا ہی ساریق نے اپنے اہل دربار سے پوچھا کہ یہ کس عزت کا شخص ہی اسکے باپ دادا کو میرے خداوند لقا نے بے بقعانے توقیر دی تھی جو لوگ پُرانے تھے اُنھون نے بیان کیا کہ دادا اسکا بادشاہ ترکستان تھا اور خان اعظم کے لقب سے ملقب تھا اُسکی بہت بڑی عزت ہی ساریق بن لقا نے نہنگ خون آشام اور پلنگ اخون آشام گوزن گاو سوار ہند کش علقین کامران جوشن پوش وغیرہ کو براے استقبال روانہ کیا یہ تمام سرداران زبردست گئے اور زلزال بن صلصال کو لیکر خدمت مین ساریق بن لقا کے حاضر ہوے زلزال نے سلام تو کیا مگر سجدہ نہ کیا اُس وقت ساریق نے کہا کہ اس بندہ نے ابھی ہماری قدرت کا تماشا نہین دیکھا ہی اسے لیجاؤ اور گلستان محوبیت کی سیر کراؤ اُس وقت یہ خود ہی سجدہ کریگا اور ہماری قدرت وجلالت کا قائل ہو جائیگا یہ سنکر سنجگان بن سنجگان اپنے مقام سے اُٹھا اور زلزال کو ساتھ لیکر چلا جسوقت گلستان محوبیت مین پہونچا تو دیکھا زلزال نے کہ اک باغ بہشت آئین ہی کہ درخت زمرد کے نصب ہین گلہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین جو غنچہ چٹکتا ہی وہ آواز یا خداوند ساریق کی دیتا ہی طائر ہمزبان بے زبانی نام ساریق بن لقا کا لیتے ہین یہ سامان دیکھکر زلزال کا دل برگشتہ ہوا اور اُسنے ساریق کو سجدہ کیا لیکن یہ تمام سامان اک ساحر نے درست کیا ہی کہ نام اسکا محو جادو ہی یہ سب کارخانہ اسی کے سحر کا ہی جسوقت سنجگان ان مقامات کی سیر کرا کے زلزال کو واپس لایا تو اُسنے ساریق کی نہایت حمد وثنا کی اور سجدہ بھی کیا اُس وقت دربار ساریق کا پہلوانان گرامی سے مملو تھا ایک طرف نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو کامران جوشن پوش حیران گردن کش ببران دراز دست ہندیہ ہر دم در وغیرہ قریب سات آٹھ سو سرداران کے بیٹھے تھے اور دوسری صف مین سہمان تیر انداز قہر رومن شگاف ہیبت فیل پیکر مہران مہر طلعت گوزن گاو سوار لہراسپ گرد وار جاسپ گرد گردان گردن کش اخرس بن خرس رو کمین تن اصنام سنگ انداز اعجاز سنگ انداز اعور زرہ پوش مغرور مردم در مقہور مردم وغیرہ قریب نو سو سرداران زبردست کے اپنے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جھوم رہے تھے زلزال کی آنکھیں کھل گئین ساریق نے کہا کہ اے زلزال تونے غرور کیا کہ مین ایسا شخص ہون جسکو خداوند نے عہدہ پیمبری بے طلب عنایت کیا اور اپنے پیمبر پر مثل غضب کے مجھکو بھیجا یہ بات تیری ہمین ناگوار ہوئی اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ تو شکست کھا کر آخر ہمارے ہی دامن مین پناہ لینے کو آیا اب جو کچھ تکلیف گزری اُسے بیان کر زلزال نے کہا کہ وہ شخص جو فقیر بنکر آیا تھا وہ تو بڑا سرکش ہی اور صاحبقران ثالث کا فرزند ہی پہلی مرتبہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا دوبارہ اُسنے مجکو قاش زمین سے اُٹھا کر اُچھال دیا اگر حمید جادو نجہ بنکر مجھے نہ اُٹھا لاتے

تو قیامت برپا ہوتی بالاے ہوا مین ہاتھ سے رفیع البخت کے جو رنگ ہوجاتا رفیع البخت سنجاب کی دختر کو لیگیا حالانکہ سنجاب شاہ نے شادی اُسکی میرے ساتھ کردی تھی فرزندان سنجاب شاہ اُسکے شریک ہوگئے ساریق نے سخن قطع کرکے کہا کہ ہمنے بادشاہ شہر خیالی کو تمھاری مدد کے واسطے روانہ کیا تھا اُسسے ہمنے نہایت زبردست پیدا کیا ہو وہ شاید تمھارے سامنے بہارستان مغرب مین نہین ہونچا ورنہ رفیع البخت اُسکے ہاتھ سے ضرور شکست ہوتا زلزال نے کہا کہ وہ میرے سامنے ہونچ گیا تھا بلکہ اُسکے ساتھ ایک نقابدار نارنجی پوش تھا وہ کہتا تھا کہ مین سوار قدرت ہون اُسنے بڑے بڑے کام کیے رفیع البخت سے مقابلہ کیا اُس مقابلہ مین رفیع البخت کو نیچا لیگیا بعد رفیع البخت کے گم ہوجانے کے مین نے قلعہ پر دھاوا کیا کہ ایک نقابدار ببر پوش آیا اُسنے مجھے اسیر کرکے قلعہ مین قید کر دیا جبتک رفیع البخت نہ آیا اُس وقت تک ببر پوش اُسکی طرف سے لڑتا رہا جب رفیع البخت آیا تو سنجاب شاہ کے کہنے سے اُسی سوار قدرت نے مجھکو رہا کرایا سوار قدرت کا ایسا خوف تھا کہ رفیع البخت بھی اُسکا کہنا مانتا تھا لیکن اُس سوار قدرت نے میری معشوقہ مجھے نہ دلوائی بلکہ بادشاہ شہر خیالی نے اپنی دختر سوار قدرت کے سپرد کی کہ یہ تحفہ ہمارا خداوند کی خدمت مین بھیج دو سوار قدرت نے کہا کہ ملکہ کو خداوند نے منگا لیا فرشتگان مقرب آکر لے گئے یہ سنکے ساریق کے کان کھڑے ہوے کہا کہ مین نے سوار قدرت کو ہرگز نہین بھیجا تھا نہ ملکہ مجھ تک آئی اسمین بھی کچھ فریب معلوم ہوتا ہی آخر مین زلزال نے عرضی سنجاب شاہ مغربی کی بیٹی کی ساریق نے اُس عرضی کو پڑھا مضمون عرضی یہ تھا کہ یا خداوند مجھپر عتاب نازل ہونے کا کیا سبب ہی مین نے تو اس وقت تک کوئی قصور نہین کیا ہی میرے حالات آپ کو زبانی زلزال خان بن خلخال کے معلوم ہوجائینگے مین نے فرزند و دختر سب سے ہاتھ اُٹھایا آپ اُنکا دشمن ہوا سبکو اپنا دشمن بنایا لیکن آپکی محبت سے اس وقت تک ہاتھ نہین اُٹھایا اب مجھپر وقت تنگ ہی لہذا از راہ کرم خداوندی میرے قصور فرضی کو عفو کرکے کسی کو بڑے مدد روانہ فرمایئے یہ مضمون دیکھکر عرضی ساریق نے پھاڑ ڈالی اور کہا کہ اب یہ پیمبری کے لایق تو کیا بادشاہی کے لایق بھی نہین رہا جب ہمنے اُسکو دختر حسینہ جمیلہ عنایت کی تھی تو کیا اسلیے دی تھی کہ یہ ہمارے سرکش بندون کے حوالے کردے کیون نہ اُسکو ہماری نذر کیا اور پھر لکھتا ہی کہ قصور فرضی کو معاف کیجیے کیا در اصل یہ بیخطا ہی اور ہم عادل نہین ہین بلکہ اُسکے نزدیک ظالم ہین لہذا اے ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور اعجاز سنگ انداز تم جاؤ اور بہارستان مغرب کو تاراج کرکے سنجاب شاہ کو گرفتار کرلاؤ اگر وہ کچھ عذر و معذرت کرے تو ندیر انکرنا اور باندھکے لے آنا اور پسر بدیع الملک سے ملکہ کو بھی چھین کے لیتے آنا کہ اُسے خداوند نے اپنے واسطے پیدا کیا تھا ہم اُسکے شکم مین خود نور قدرت اُتارینگے اور اُسکے بطن سے اپنا پیمبر پیدا کرکے اُسکو ملک سنجابیہ مین بھیجینگے یہ حکم پاکر سرکش و ترکش و اصنام و اعجاز ایک ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمے داستان لشکر اسلام کے تحریر ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جب انتظار مین رفیع البخت اور سہراب اور سکندر کے بادشاہ کو کئی مہینے کا عرصہ گذرا تو ظل اللہ نے صاحبقران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اب اس مقام پر بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہی میری راے مین بہارستان مغرب کی طرف کوچ کرنا چاہیے سُنتا ہی کہ کفار کا بہت کچھ جوش و خروش ہی صرف تین شاہزادے گئے ہوے ہین اور وہ بھی نہایت بے سامانی کے ساتھ ایسا نہو کہ وہ کسی بلا مین گرفتار ہوگئے ہون تو کوئی

کہا کرنے والا بھی نہیں ہے اگرچہ خضران بن عمر ثانی چند عیارون کو لیکر روانہ ہو گئے ہین لیکن کچھ ایسا ہی سبب ہے کہ اسوقت تک واپس نہ آسکے صاحبقران حق شدہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ اے ظل اللہ کی صاحب ہے ضرور تشریف لے چلئے مین نے سنا ہے کہ ساریق نے بھی مثل لقا کے سامان خداوندی فراہم کیا ہے اور جس وقت اُسکے پیمبر سے جنگ شروع ہو گئی تو ساریق کی جانب سے بھی ہر قسم کی تو مدد ہو گی بس یہ رائے قرار پاتے ہی حکم کوچ ہوا لشکر تیار ہونے لگے اور معدول بن عدیل عادی آتالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہو گئے بعد اُسکے تمام سردار یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوئے آخر مین سواری بادشاہ اسلام کی مع صاحبقران بہارستان مغرب کی طرف روانہ ہو گئی انکو بھی راہ مین چھوڑیے

اور اب چند کلمے داستان شوکت بیان زیب اورنگ جہان بانی و کشورستانی شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ بھی بعد روانہ ہونے شاہزادہ سکندر رستم خو کے برائے مدد سکندر اور تبلاش شاہزادہ رفیع البخت روانہ ہوئے تھے پہلے شہر سمرقند مین پہونچے افغان بن طول سمرقندی نے انکو بھی مہمان کیا اور بعد دعوت و مدارات حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان کیا سہراب بھی کوچ کر کے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے چونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکندر رستم خو نے کسیکو برائے راہبری بھی ہمراہ نہ لیا تھا لہذا انھون نے بھی تکیہ ذات پروردگار پر کیا اور جانب بہارستان مغرب چل کھڑے ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل یہ بھی اُسی سہ راہے پر پہونچے جہان سکندر پہونچے تھے یہان سے ایک راہ سیدھی بہارستان مغرب کو گئی تھی اور ایک راہ شہر خیال کو اور ایک راہ شہر عرفانیہ کو گئی تھی عرفان بخیر کلاہ بیان کا بادشاہ ہے اور یہ بھی ساریق پرست ہے سہراب سہ راہے پر پہونچ کے پریشان ہوئے کہ کس طرف جاؤن آیندہ روند کے انتظار مین دیر ہوتی تھی یہ بھی ایک راستے پر چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر چند آہو نظر آئے سہراب نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے تمام آہو متفرق ہو گئے ایک آہو باقی رہگیا اب آگے آگے تو آہو ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے سہراب گھوڑا مارے چلا جاتا ہے یہانتک کہ لشکر بہت دور رہگیا آپ یکہ و تنہا تعاقب مین آہو کے اتنی دور آئے کہ دن تھوڑا سا باقی رہگیا یکایک ایک چار دیواری نظر آئی آہو جست کر کے اندر اُس چار دیواری کے گرا ساتھ ہی اُنھون نے بھی گھوڑے کو مع مرکب بھی اڑ کر دیوار کو پھاندا اور اندر باغ کے پہونچا آہو سنبھلنے نہ پایا تھا کہ سہراب نے حلقۂ کمند مار کر آہو کو پکڑ لیا اور اُسی مقام پر ذبح کر ڈالا یہ باغ ملکہ لعلان سرخ پوش کا تھا ملکہ اپنی سہیلیون کو ساتھ لیے ہوئے ٹہل رہی تھی کہ یکایک پہلے آہو آکے گرا ساتھ ہی ایک شخص مرکب پر سوار تعاقب مین آکے پہونچا اور اُسنے آہو کو ذبح کر ڈالا ملکہ کو یہ فعل نہایت ناگوار گذرا اسنے غصہ مین حبشنون اور ترکسوارون کو حکم دیا کہ گرفتار کرو اس شخص گستاخ کو کہ یہ میرے باغ مین دیوار پھاند کے آیا اور کس بیدردی سے اُسنے آہو کو ذبح کیا یہ حکم پاتے ہی حبشنین اور ترک سوارنیان تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑین سہراب نے جوان عورتون کو اپنی طرف آتے دیکھا گھوڑا سنبھالا جسنے تلوار ماری سہراب نے وار اُسکا رد کر کے کوڑا مارا بس ہر کوڑا پڑا بیادہ تڑپنے لگی کوئی ادھر بھڑک رہی تھی اور کوئی ادھر تڑپ رہی تھی اب وہ عورتین بھاگین ملکہ تو شعلہ مزاج ہی اسکو نہایت غصہ آیا کہا کہ تیری قضا نہین آگئی ہین تو میرے ہی ہاتھ سے اس گستاخی کی سزا پائیگا یہ کہکے تلوار کھینچکر سہراب پر چلی نظر جو سہراب کی لعلان سرخ پوش پر پڑی تاب و توان مین فرق

آگیا آواز دی کہ او ظالم تلوار سے پہلے تو تو نے شمشیر غضب سے ہلاک کر ڈالا یہ خبر صحیح ہوئی تو یہ بیان جگر کو فگار کر گئین اشتیاق سے قتل کر ڈال تیرے ہاتھو سے قتل ہونا زندہ رہنے سے بہتر ہی یہ کہکر گردن جھکا دی پہلوان یا تو غصہ مین چلی تھی یا اس حرکت پر سہراب کے ٹھہر گئی کہ جو گردن جھکائے دیتا ہو اسپر تلوار کیا لگاؤن کہا کہ کیا خوب اتنوں نے تم لایا مجھے تو بڑا فدایا معلوم ہوتا ہی لے ٹھنڈا ٹھنڈا میرے باغ سے چلا جا کیا تجھے بدنام کریگا سہراب نے کہا کہ اب کیا بغیر تمکو لیے ہوئے یہان سے جاؤنگا ملکہ نے کہا کہ یہ عزم اچھی مجھکو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہی خیریت اسی مین ہی کہ چلا جا ورنہ سوا جان جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا مین ایسی ویسی نہیں ہون اُس شخص کی دختر ہون جسکا نام عرفان کج کلاہ ہی خود بھی زبردست ہی اور بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی اسکے ملازم ہین ایسے ویسے لوگون کے لیے تو مجھ ایسی عورتین کافی ہین مجھکو نازک اندام نہ سمجھ مین وہ بلا ہون کہ دو پہری ہو جاتی ہون اور پھر ایسا کس ہی کہ جب چھوڑ دیا تو زخم کا اثر بھی جسم مین نہ رہا سہراب نے کہا کہ سپاہی مزاج ایسی ہی عورت کو پسند کرتے ہین کہ اگر وقت پڑے تو وہ اپنی عزت تو دشمن کے ہاتھ سے بچالے اب اتنی گفتگو مین ملکہ کی نظر بھی چہرہ پر سہراب بن رستم کے پڑی اتنو یہ بھی دل مین پشیمان ہوئی کہ اگر یہ قتل ہو جاتا تو خود مجھے بھی افسوس رہتا خیر غنیمت ہوا کہ بچ گیا کہا اے شخص اگر تو کہین دور سے آیا ہی تو خیر آج تو میرا مہمان ہی کل چلا جانا تو جا کر اپنے شہر مین بدنام کریگا کہ ایسے کے گھر پہونچے تھے جہان ایک رات مہمان بھی نکر سکا ہی اگر مرد ہوتی تو اچھی طرح تیری عزت کرتی اور جبتک تو میرے شہر مین رہتا اُس وقت تک تمام ملک کی سیر کراتی مگر کیا کرون کہ عورت ہون ظاہر بظاہر تیرے مہمان کرنے مین میری بدنامی ہی لوگ کہینگے کہ ملکہ بدکار ہو گئی ہی سہراب نے یہی غنیمت جانا کہ ایک رات تو اسکے مہمان رہکر دیکھا جائیگا غرض کہ ملکہ وہان سے پھری ایوان مین آئی انھون نے گھوڑے کو دانہ گھاس کے چھوڑ دیا وہ تو چرنے لگا یہ ہمراہ ملکہ کے ایوان ملکہ مین تشریف لائے جہان ملکہ بیٹھی اُسی کے برابر یہ بھی بیٹھ گئے اور عورتون نے جو انکو غور سے دیکھا دل مین ہنس گئین کہ اگر ملکہ نے اسکی طرف رغبت نہ کی تو ہم اظہار عشق کرینگے شاید یہ ظالم قبول کرے سہراب آتے ہی ملکہ کے پہلو مین بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کیون صاحب یہ بے تکلفی مین دیکھتی ہون کچھ تمہارے دماغ مین خلل بھی ہو گیا یا نہین اسکے خلل بھی پیدا ہو گیا یعنے تمہاری محبت نے مجنون کر دیا اب سہیلیان انکی حرکتون پر مسکرا رہی ہین ملکہ اپنی کنیزون پر خفا ہو کر بات کو ٹال رہی ہی مگر دل اسکا بھی سہراب کی طرف مائل کیے ہوئے ہی عورت ہونے کے سبب اظہار عشق نہین کر سکتی جب الغرض ملکہ بعد ازان سر خوش سامان دعوت مہیا ہوا آہو کے کباب رکابی لے گئے اور لاکے رکھے گئے دسترخوان چنا گیا ملکہ نے سہراب سے کہا کہ ناؤ نمک قبول کیجیے فرمایا کہ مین بغیر تمہارے ہرگز نکھاؤنگا ملکہ نے کہا کہ مجھے ابھی بھوک نہین ہی فرمایا کہ بہتر یہ کہکے ایک نوالہ بنایا اور کہا کہ ہمارے سر کی قسم کھالو یہ کہکے منھ سے لگا دیا ملکہ نے کہا اے شخص تو بہت پریشان کرتا ہی مین تیرے ساتھ کھانا کھائے لیتی ہون مجھے پریشان نکر یہ کہکے نوالہ کھالیا اور دسترخوان پر آ بیٹھی ساتھ کھانے لگی جب کھانے سے فراغت ہوئی تو گانیین حاضر ہوئین گانا ہونے لگا۔

غزل

ہمارے دل کی تڑپ کا جو امتحان ہوگا	نہ پھر زمین ہی ہوگی نہ آسمان ہوگا	ذقن مین دلکو پھنسائیگا سبزۂ رخ یار
کوئی گرے ہی گا غش ہو کے جب کہان ہوگا	یقین ہی ضد سے اسے باغبان اجاڑیگا	جو باغ مین کہین بلبل کا آشیان ہوگا
یہ ہم سے کہتی ہی عمر قلیل بڑھ بڑھ کے	تمھارا نام بھی اگلو رہے نشان ہوگا	دل و جگر تو کیے ابرو و مژہ نے فگار
تمھین بتاؤ کہ اب کسکا امتحان ہوگا	چمن مین سنبل تر جسکو لوگ کہتے ہین	وہ آہ بلبل ناشاد کا رضوان ہوگا
ادا مین قتل کریگی جلائیگی ٹھوکر	قیامت آئیگی وہ شوخ جب جوان ہوگا	تباہ دست یار کہ جلوہ کہان رہیگا ترا

مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا
ہمیں ہے اُنسے محبت تو اُنکو بھی ہوگی
یہ خاکسار نہیں گرد کاروان ہوگا

ملے گا چین سے سونا نہ بعد مردن بھی
اثر یقین ہے برابر یہان وہان ہوگا
وہ آئیگا مرے گھر بھی تو غیر کے ہمراہ

ہر اعزاز اگر زیر آسمان ہوگا
عدم کو لوگ چلین ہین بھی چلنے والا ہون
مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا

کرینگی قتل ہمین اُسکی جو ادا ہوگی
نہ اُسکے شعر مین الیطا نہ شائگان ہوگا

جو کھینچ کے تیغ تو جھک کر دو بہت کمان ہو

کلام درس کا ہر عیب سے مبرا ہے

دوپہر تک گانے بجانے کی صحبت رہی بعد دوپہر کے صحبت برخاست ہوئی ملکہ نے آرام فرمایا شاہزادہ بھی سو رہا صبح کو منھ ہاتھ دھونے سے فراغ حاصل ہوا اور کھانا بھی کھا چکے تو ملکہ نے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہے اور نام کیا ہے کس خاندان سے ہین فرمایا کہ مجھکو سہراب بن رستم ثانی کہتے ہین اولاد صاحبقران سے ہون جنھون نے چارون سمت مین اسلام کا ڈنکا بجایا سیکڑون کافرون کی خداوندیان بگاڑدین ملکہ نے کہا کہ ای ہے تم خدا پرست ہو فرمایا تمھارا کیا مذہب ہے ملکہ نے کہا کہ باپ اُس شخص کا نام ہمیرہ ہے سار لیق بن لیقا کا یہان سب سارلیق پرست ہین تم خدا کے لیے یہان سے جاؤ مجھے معلوم ہوا کہ طبیعت مین تمھارے جھگڑا اور فساد ہے تم مار ڈالے جاؤ گے اور ہمارا تمھارا ساتھ ہو نہین سکتا اسلیے کہ مذہب ہمارا اور ہے اور تمھارا اور ہے اس اختلاف مذہب مین لڑائی ہوگی میرے باپ کے یہان بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی ہین تم اب جلد یہان سے چلے جاؤ سہراب نے دل مین کہا کہ اب چلے ہی جانا مناسب ہے اگر اسے بھی کچھ محبت ہے تو حال کھل جائیگا فرمایا کہ اچھا ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر اُٹھے اور مرکب پر اپنے سوار ہو کر چلے تھے کہ ملکہ بیتاب ہو کے آگے بڑھی اور فرمایا کہ ای مہمان تیرا پھر بھی کبھی اس طرف آنا ہوگا سہراب نے کہا دیکھا جائیگا ملکہ نے قسم دی کہ بہت جلد آنا سہراب مرکب کو اُڑا کر روانہ ہوگئے یہان ملکہ کا دل سن سے ہو گیا آکر مسہری پر درد سر کا بہانہ کر کے لیٹ رہی دل مین کہتی تھی کہ مین نے کیون ایسی بے اعتنائی کی کہ وہ چلا گیا خود کردہ را علاجے نیست اب زندگی بھر کھتانا ہوگا ای خدا سے نادیدہ اگر تو برحق ہے تو مجھے پھر اُس شہریار سے ملا دے مین تیری پرستش اختیار کرونگی ملکہ تو یہ نیت کر کے بستر پر پڑی اسکا حال پھر بیان ہوگا لیکن اول حال شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا سنیے کہ جس وقت یہ باغ سے نکلکر چلے تو یہ خیال ہوا کہ ذرا دربار عرفان شاہ کی سیر کرنا چاہیے کہ کیسے کیسے پہلوان اسکے یہان ہین یہ سوچکر شہر کے طرف چلے دیکھا کہ کچھ سامان شکار روانہ ہو رہا ہے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ یہ سامان کسکا ہے اُنھون نے بیان کیا کہ عرفان کج کلاہ بادشاہ شہر عرفانیہ واسطے صید و شکار کے جانے والا ہے سہراب نے دل مین کہا کہ یہ خوب ہوا اب شکار ہی پر کوئی صورت ملاقات کی نکل آئیگی اتنے مین سواری عرفان کج کلاہ کی نمودار ہوئی دیکھا عرفان کج کلاہ نے کہ ایک شخص سپاہی وضع سامنے کھڑا ہے پوچھا تو کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ نام میرا کرم تیغزن ہے کچھ زمانے تک مین نے پیشہ قزاقی کیا جب اسکو برا سمجھا تو مین نے ترک کر دیا اور سپہگری کو ذریعہ معاش کر دانا تلاش روزگار مین اس طرف بھی چلا آیا عرفان کج کلاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کرو گے سہراب نے کہا کہ مین مرد کی نوکری کرتا ہون اگر تم مرد ہو تو مجھے نوکر رکھو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ مردی و نامردی کا حال کیونکر معلوم ہو سہراب نے کہا کہ بہت سے موقع ایسے آپڑتے ہین جنمین امتحان ہو جاتا ہے عرفان کج کلاہ کے ساتھیون نے کہا کہ کچھ اس شخص کو سنک سی معلوم ہوتی ہے عرفان کج کلاہ نے کہا کہ یہ تو صحیح ہے مگر تیور اسکے کڑے ہین آدمی سخت معلوم ہوتا ہے سہراب نے کہا کہ یہ لوگ جو اپکے ساتھ ہین کچھ انمین مادہ جرأت و بہادری کا ہے عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سب میرے رفیقان جان نثار ہین سہراب نے کہا کہ زبانی یا در اصل یہ سنکے انمین سے ایک شخص آگے بڑھا اور بولا کہ تو کچھ دیوانہ تو

نہین ہو گیا ہو اپنے سامنے کسیکو موجود ہی نہین جانتا ہے مین موجود ہون سہراب نے کہا کہ حملہ کر تو ہمزاد یکھ کہ کیا
ہوتا ہو اسنے تلوار ماری سہراب نے بندوست پکڑ کے سامنے کھینچ لیا اور کمربند پکڑ کے اوٹھا لیا اور پھر چھوڑ
دیا وہ نہایت خفیف ہوا لیکن عرفان شاہ نے کہا کہ بیٹے تم اوسکو لیا بیشک تم بہادر ہو غرضکہ سہراب
عرفان کج کلاہ کے ساتھ ہوے اور جانب صحرا روانہ ہوے راستے مین سہراب نے کہا کہ یہان
کوئی مسکن شیرون کا بھی ہو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اکثر شیر ادھر نکل آتے ہین یہی باتین کر رہے تھے
کہ ایک غول آہوون کا نظر آیا عرفان کج کلاہ نے تیر مارا ایک آہو گرا باقی آہوون کے پیچھے گھوڑا ڈالا سب
رفیق بھی ساتھ تھے سہراب بھی ہمراہ تھے عرفان نے دوسرا تیر مارا کہ اور ایک آہو گرا عرفان کج کلاہ
مرکب سے کودا اور آہو کو ذبح کرنے لگا قضاے کار برابر جھاڑی مین شیر سو رہا تھا اوٹھ کے جھاڑی سے
نکل کے عرفان کج کلاہ کو دبا لیا جتنے رفیق تھے تھر تھر کانپنے لگے سہراب نے ڈانٹا کہ او کتے
کیا کرتا ہو ادھر آ اور مجھسے سامنا کر شیر کو غصہ آیا عرفان کج کلاہ کو چھوڑ کر سہراب پر آ پڑا اور طمانچہ مارا
سہراب نے کلائی اسکی پکڑ لی شیر نے دوسرے ہاتھ سے طمانچہ مارنے کا قصد کیا سہراب نے دوسری
کلائی پکڑ لی شیر نے منھ مارنے کا قصد کیا سہراب نے جھٹکا دیا کہ تڑاق سے دونون کلائیان شیر کی
ٹوٹ گئین سہراب نے ہاتھ سے جھٹک دیا عرفان کج کلاہ نے جو یہ جرأت سہراب کی دیکھی جانبخش
کا خطاب دیا اور وہان سے پلٹ کے اپنے شہر مین آیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک شخص نووارد نے بادشاہ
کو پنجہ شیر سے بچایا اور کلائیان مروڑ کر شیر کو مار ڈالا یہان بادشاہ نے انکے رہنے کے واسطے مکان
عمدہ عنایت کیا اسباب راحت فراہم ہوا شاہزادہ کو یاد ملکہ لعلان سرخپوش کی بیچین کیے ہوے
تھی ایک روز یہ دربار مین عرفان کج کلاہ کے بیٹھے ہوے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہر
اسلوبیہ سے سلیب کشتی گیر آیا ہو اور امیدوار باریابی ہو عرفان شاہ نے بلا لیا اور ایک دنگل سلیب
کشتی گیر کے واسطے بھجوا دیا سلیب کشتی گیر آکے دنگل پر بیٹھا اور خط منشور اسنے عرفان شاہ کے
ہاتھ مین دیا اور کہا کہ یا تو کسی پہلوان کو مجھسے لڑوائیے یا اس فرمان پر مہر کر دیجیے کہ ہمارے یہان کوئی پہلوان
لائق تیرے مقابلہ کے نہین ہو عرفان شاہ کو یہ بھی لکھتے ہوے شرم آئی کہ میرے یہان کوئی
پہلوان لائق نہین اور اگر خیال کیا تو کوئی کشتی گیر ایسا نہ پایا جسکو سلیب کشتی گیر سے لڑواتا یہ اسی فکر و
تردد مین تھا کہ فرزند عرفان شاہ معروف کج کلاہ آیا باپ کو سلام کر کے بیٹھ گیا بادشاہ کو متردد پا کر عرض کی
کہ حضور کو اس وقت کیا فکر ہو عرفان شاہ نے وہ فرمان اپنے فرزند کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ای فرزند
یہ پہلوان شہر اسلوبیہ سے آیا ہو اور کشتی مانگتا ہو تمکو ذرا کشتی وغیرہ کا زیادہ ذوق ہو اگر کوئی پہلوان
تمھاری نظر مین ہو تو اس سے لڑوا کر تماشا دیکھو معروف کج کلاہ نے کہا کہ میرا استاد گرد رشید ضمیم
کشتی گیر موجود ہو وہ اس سے لڑیگا بادشاہ نے سلیب کشتی گیر سے کہدیا کہ آج ہی کے روز
دنگل ہوگا تم بھی اکھاڑا بناؤ اور زور کیا کرو مین شہر مین ڈھنڈورا پٹواتا ہون تا کہ خلق اللہ جمع ہو کر کشتی کا
تماشا دیکھے سلیب کشتی گیر رخصت ہوا بادشاہ کی طرف سے اوسکے رہنے کو مکان ملا اسکی خوراک
کے واسطے پچاس روپیہ روزانہ معین ہوے ادھر معروف کج کلاہ نے اپنے اکھاڑے کے پٹھون کو جمع
کیا اور ضمیم کشتی گیر نے سبکو زور دلوا دلوا کر ضمیم کو تیار کرنا شروع کیا بادشاہ نے باہر شہر مین ایک مقام
تجویز کر کے اکھاڑا بنوایا شہر مین منادی نے ندا کی کہ فلان روز بادشاہ کے پہلوان سے اور شہر اسلوبیہ کے
پہلوان سے کشتی ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جو لوگ کشتی کے شوقین تھے انکے دل مین کھلبلی

پیدا ہوئی کہ کسی طرح روز معین آئے تو چلکر تماشا کشتی کا دیکھیں چنانچہ جب وہ روز آیا تو خلقت آکے جمع ہوئی سواری بادشاہ کی بھی آئی چونکہ ملکہ کو بھی ان باتوں سے زیادہ دلچسپی تھی یہ اپنے باغ میں عورتوں کو لڑوایا کرتی تھی اور تماشا دیکھا کرتی تھی بادشاہ نے اپنی دختر کے واسطے بھی سامان کیا اور دختر پاس کہلا بھیجا کہ اگر تماشہ کشتی کا دیکھنا ہو تو آؤ میں نے سامان تمہارے بیٹھنے کا درست کرا دیا ہے ہر چند کہ ملکہ لعلان سرخپوش اپنے حال میں تھی اسکا دل نہ چاہتا تھا کہ باغ سے کہیں جاؤں آنکھیں شاہزادہ سہراب ثانی کو ڈھونڈھ رہی تھیں مگر اپنے باپ کے خیال سے جانا قبول کیا سواری ملکہ کی بھی آئی اور اکھاڑے کے ایک جانب جہاں چلمنیں وغیرہ پڑی تھیں ملکہ محافہ سے اتر کے بیٹھی اب سلیب کشتی گیر اپنے شاگردوں کو لیے ہوے آیا اور ایک جانب بیٹھا ایسے خوبصورت اسکے ہاتھ پاؤں تھے کہ لوگوں کی نظر پڑتی تھی ساتھ ہی معروف کج کلاہ ضیغم کشتی گیر کو لیے ہوے اکھاڑے پر پہونچا ملکہ چلمنوں سے سب تماشا دیکھ رہی ہے اب وہ وقت آیا کہ سلیب کشتی گیر دنگل میں اترا اور خم مار کر اسنے آواز دی کہ اے بادشاہ جسکو آپنے میرے مقابلے کے واسطے تجویز کیا ہو بھیجیے بادشاہ نے معروف کی طرف دیکھا معروف شاہ کج کلاہ نے اپنے شاگرد کی طرف اشارہ کیا وہ سلام کر کے دوپٹہ پھینک کر اکھاڑے میں اترا نظر سہراب کی جو سلیب کشتی گیر اور ضیغم کشتی گیر پر پڑی بے تکلف کہہ بیٹھے یہ کیا لڑ سکیگا اس طرح کہا کہ یہ آواز سب نے سنی معروف کج کلاہ سمجھا کہ یہ اشارہ سلیب کشتی گیر کی طرف ہے کہ وہ ضیغم سے کیا لڑ سکیگا اور سلیب کشتی گیر یہ سمجھا کہ ضیغم کو کہا ہے بات ٹل گئی لیکن ملکہ کے کان میں جو یہ آواز پہونچی اسنے کان کھڑے کیے کہ یہ تو اسی ظالم کی آواز معلوم ہوتی ہے چلمن سے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا تو اک دنگل پر آپ تنے ہوے بیٹھے ہیں یہ دیکھکر ملکہ شکر خدا بجا لائی اور دل میں قائل ہوئی کہ خدائے نادیدہ بیشک برحق ہے کہ اسنے بہت جلد یہ صورت پھر دکھائی یہ ظالم بھلا کیونکر پہونچ گیا اب یہ تو چلمن سے ٹکٹکی باندھے ہوے سہراب کی طرف دیکھ رہی ہے اور وہاں سلیب کشتی گیر اور ضیغم کشتی گیر سے ہاتھ ملا پہر پہر تک زور ہوتے رہے جو پہر بھر تک ضیغم کشتی گیر کا دم پھولنے لگا اور اپنے کو بچا بچا کے لڑنے لگا دوپہر کے اندر سلیب کشتی گیر نے لنگر ضیغم کا توڑ لیا اور سر سے بلند کر کے اکھاڑے میں چت لٹا دیا ادھر تو ضیغم کشتی گیر زیر ہوا ادھر سہراب نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا بس یہ کلمہ معروف کج کلاہ کے خلاف گذرا ایک تو اسکو اسکے شاگرد کے زیر ہو جانے کا ملال تھا طرہ اسپر یہ ہوا کہ سہراب نے بھی مذمت کی بس معروف کج کلاہ نے کہا کہ ایسی بات اسکو کہنا چاہیے جو اپنے بازوؤں میں بھی طاقت رکھتا ہو تم اس سے لڑو گے فرمایا کہ ہاں میں لڑونگا سلیب کشتی گیر نے کہا کہ آؤ پھر دیر کیا ہے فرمایا آج اگر تو زیر ہوا تو یہ عذر کریگا کہ میں ایک سے لڑ کر تھک چکا تھا کل تجھسے لڑنا سلیب نے کہا بہتر وہ تو اپنے شاگردوں سمیت چلا گیا دنگل برخاست ہوا ملکہ سوار ہو کر باغ کی جانب روانہ ہوئی دل میں کہتی تھی کہ دیکھیے اسکے وہ لوگ کیا کرتے ہیں نہیں معلوم کس طرح میرے باپ کے دربار میں پہونچ گیا تھا اب یہ سوجھی کہ پہلوان سے لڑوں وہ اتنا زبردست پہلوان افسوس کہ یہ اپنے کو ذلیل کرائیگا اور دربار سے نکالا جائیگا بھائی سے میرے الجھ بیٹھا ادھر معروف کج کلاہ نے سمجھایا کہ تم مرد سپاہی پیشہ ہو پہلوانوں سے کیوں الجھتے ہو یہ کام دوسرا ہے سہراب نے کہا کہ سپاہی وہی ہے جو کسی بات میں عاجز نہو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے میں موجود ہوں اور سلطنت کا نام بدنام ہو کہ کوئی پہلوان اسکے مقابلہ کا نہ نکلا یہ ننگ و عار کبھی مجھسے گوارا نہوگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو پھر پہلے دن کی طرح لوگ جمع ہوے

اکھاڑا اکھڑ گیا آج تو ملکہ بیٹھا ہے کے دعائین مانگتی ہوئی آئی ہی کہ خدا اس جاہل کو اس پہلوان پر فتحیاب کرے
یہ بھی کس سے اچھے بیٹھا معروف کج کلاہ بھی اپنے شاگردون سمیت آیا بادشاہ کی سواری بھی آئی آخر مین سلیب کشتی گیر
سو سوا سو پٹھون کو ساتھ لیے ہوے اکھاڑے مین آیا اور بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین
اُترا اور خم مار کر آواز دی کہ اے بیکرم تیغزن یہ تیغزنی نہو یہ کشتی ہو آؤ دیکھون تو کہ تم کیسے پہلوان ہو سہراب
پہلے سے چپٹ لنگوٹ کسے بیٹھے تھے جلسے ہی دوپٹہ آب روان کا دور کیا اور اکھاڑے مین آ اترے
دیکھنے والے دست و پا کی خوبصورتی دیکھکر پھڑک گئے کہ کتنا حسین پہلوان ہی ادھر ملکہ تو دلدادہ بھی
ہو چکی تھی اور بلک بلک کے دعائین مانگنے لگی سہراب نے سلیب کشتی گیر سے ہاتھ ملایا داؤن پیچ
ہونے لگے دستیان زبردستیون کے ساتھ بندھنے لگین دیکھنے والے وجد کر رہے تھے کہ دونون پہلوان
زبردست ہین تمام دن کشتی ہوتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوے روشنی آگئی ملکہ بھی چلمن سے دیکھتی ہی
تھی رات بھی اسی طرح بسر ہوئی دوسرے دن دوپہر گزر کر سہراب نے لنگر سلیب کشتی گیر کا توڑا
اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا سلیب کا زیر ہونا تھا کہ اک غل ہوا کہ
واہ واہ کس پہلوان کو زیر کیا ہی ملکہ نے دل مین شکر کیا اور انعام کے نام سے بازوبند اپنا چلمن کے
باہر پھینکا دل مین یہ خیال کیا کہ کوئی نشانی تو ہماری اس ظالم پاس بطور یادگار کے رہے ایسا ہو یہ وحشت کی
لے اور یہان سے پھر کہین چل دے عرفان شاہ نے خلعت منگا کے دیا لیکن معروف کج کلاہ کو
جوش آیا اسنے کہا کہ مجھسے بھی لڑوگے سہراب نے کہا کہ عالم مین جسکا جی چاہے مجھسے لڑے تم کیا موقوف
ہی مجھے رستم سے بھی انکار نہین ہی بادشاہ نے فرزند کو منع کیا کہ کوئی بھی اپنے ملازم سے لڑتا ہی معروف
کج کلاہ نے کہا کہ ملازم جبتک رہیگا نہین مانیگا کیونکر آپ دیکھیگا لوگون نے سہراب سے تقاضا
کیا کہ تم انکار کرو شاہزادے سے نہ لڑو فرمایا کہ مین مرد کی نوکری کرتا ہون نامرد کی نوکری نہین کرتا ہون
اتنے مین اہل شہر مین اک غوغا ہو گیا کہ شاہزادہ سے اور اس شخص نووارد سے کشتی ہوگی پھر اکھاڑے
کی درستی ہوئی ملکہ جو آج اپنے باغ مین گئی تو نہایت پریشان تھی اسکی عیار بچی نے کہا کہ اے ملکہ عالم
دشمن آپ کے اسقدر پریشان کیون ہین ملکہ نے فرمایا کہ تجھسے پردہ کس بات کا ہی تو نے اس شخص کو پہچان
تو لیا ہوگا جس سے کشتی ہوئی تھی فتانہ نے کہا کہ یہ وہی ہی جو آپ کے باغ مین آیا تھا ملکہ نے فرمایا کہ ہان وہی
ہی تو اتنا کر کہ میری طرف سے جا کے اسکو سمجھا دے کہ او ظالم کیون میرے بھائی سے لڑتا ہی اگر وہ تجھسے
زیر ہی ہوگیا اور اسسے کد آپڑی تو مروا ڈالیگا اسوقت باپ اسکا چار لاکھ سوارون کا حاکم ہی کیسے کیسے سرداران
تیغزن اسکے محکوم ہین اس جہالت سے کیا فائدہ ہی فتانہ اسی وقت روانہ ہوئی اور صورت فقیرنی کی بنکر مکان
پر سہراب کے آئی سوال کیا سہراب نے اسکو بلا لیا اور کہا کہ تو کسکے نام پر مانگتی ہی اسنے کہا کہ خداوند
سارق کے نام پر فرمایا کہ خداے برحق کے نام پر مانگ کہ سارق کیا مسخرہ ہی ملازمین نے کچھ خیال نہین کیا اسلیے
کہ ڈرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ شخص جنونی ہی فقیرنی نے کہا کہ خداے برحق کے نام پر مانگنے پر بہت کچھ ملتا ہی فرمایا
کہ ہان اسنے کہا کہ پھر علیحدہ چلیے تو بتاؤن شاہزادہ سہراب اسکے ساتھ ہوے اسنے علیحدہ جاکر رقعہ شوقیہ
و نصیحت آمیز ملکہ کا دیا اور زبانی پیام بھی کہدیا سہراب نے جواب مین تحریر کر دیا کہ مجھے تو تمہارے باپ کے یہان
کوئی بھی اتنا معلوم نہین ہوتا کہ مجھسے اٹک سکے اکوان نیزہ باز جو سپہ سالار ہی یہ کچھ معلوم ہوتا ہی اسکے بعد
اسے بھی دیکھ بھال لونگا تم تماشا دیکھے جاؤ ان معاملات مین دخل نہ دو فتانہ جواب لیکر رخصت ہوئی
اور ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ یہ ظالم ماننے والا نہین ہی خیر دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی یہان جب صبح ہوئی

تو پھر اکھاڑے پر اسی طرح کا مجمع ہوا عالم عالم جمع ہوا سواری بادشاہ کی آئی ملکہ بھی آکے چلمن کی آڑ میں بیٹھی معروف
کجکلاہ اکھاڑے میں آتا اور سہراب کی طرف دیکھکر کہا اسلیب کشتی گیر نے کہا کہ اسکی حقیقت کیا ہے
یہ کیا آپ سے لڑیگا سہراب نے کہا کہ تم تماشا دیکھو کہ ہوتا کیا ہے غرضکہ یہ بھی اکھاڑے میں اترے ہاتھ
ملتے ہی زور ہونے لگے تمام دن کشتی رہی رات کو تب جدا ہوئے دوسرا دن ہوا پھر دیکھا کہ اسی طرح لڑ رہے
ہیں بادشاہ نے کہا کہ دونوں بہادر برابر ہی کے معلوم ہوتے ہیں اب لڑنا بیکار ہے سہراب نے کہا کہ جب لڑے
تو زیر و زبر ہو جانے دیجیے آج میں انھیں بھی نیچا دکھا دونگا معروف نے کہا کہ تو مجھے کیا نیچا دکھائیگا میں تین
روز تک دم نہیں لیتا ہوں فرمایا کہ تین روز ہر دو دن سے لڑتے ہوگئے کسی زندہ سے سامنا نہ پڑا ہوگا
جب تین پھر دن تمام ہوا تو عرفان کجکلاہ نے کہا کہ اتنا تو معلوم ہوگیا کہ اسکی کشتی میں وقت زیادہ صرف
ہوا اگر میرا فرزند بھی پہلوان اسلوب سے لڑتا تو زیر کرلیتا سہراب نے آواز دی کہ میں رعایت بھی کر رہا
ہوں معروف نے کہا کہ تم رعایت نکرو اب سہراب نے قوت کے ساتھ پیچ باندھنا شروع کیے
کہ معروف کجکلاہ کو توڑ کرنا دشوار ہوگیا قریب شام سہراب نے لنگر توڑ اسر سے بلند کرکے
زمین پر آہستہ سے چھوڑ دیا چت نہیں کیا اس حرکت پر بادشاہ بھی خوش ہوا اور معروف کجکلاہ
نے بھی سر خم کیا اور ممنون ہوا کہ اسنے ذلیل نہیں کیا ورنہ جب زیر کرلیا تو چت کرنا کیا دشوار تھا اب تو معروف
بھی شاگرد ہوا اور سلیب کشتی گیر تو پہلے سے مطیع ہوچکا تھا اب روز اکھاڑے پر مجمع رہتا ہے زور ہوا
کرتے ہیں بادشاہ نہایت خوش ہے کہ ایک ایسا شخص میرے ملک میں آیا ہے کہ اسکی وجہ سے سلطنت کو زور
ہوگیا اب کوئی سرکش جلدی حوصلہ نکریگا ایک روز معروف کجکلاہ اکوان نیزہ باز کی صحبت میں
بیٹھا تھا کچھ ذکر اس کشتی کا نکلا اکوان نے کہا کہ بابا کشتی کا تو آخری درجہ ہے سلطنت کی قوت ہم لوگوں
سے ہے جو تلوار کی دھار سے سامنا کرتے ہیں جی داری کا حال تلوار کی جنگ میں کھلتا ہے معروف خاموش
ہو رہا لیکن یہ کلام اکوان کا معروف کے خلاف گذرا جب یہ سہراب کی صحبت میں آیا تو کہا کہ آج ہمارے
استاد اول سے اور ہم سے آپکی بابت بحث ہوگئی وہ کہتے ہیں سپہ گری اور شے ہے کشتی اور شے ہے فرمایا کہ میں
سپہ گری کو کشتی سے زیادہ جانتا ہوں تم جاکر بادشاہ سے کہو میرے اور اکوان کے مقابلہ ہو جائے معروف
شاہ نے عرفان کجکلاہ سے بیان کیا عرفان کجکلاہ نے کہا کہ اس سے کیا فائدہ کہ دو میں سے ایک
رہجائے اکوان سالار لشکر ہے اور یہ شخص بھی بہادر اور زبردست ہے جو مارا جائیگا مجھے صدمہ ہوگا معروف
شاہ نے عرض کی کہ یہ تو صحیح ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں رہتی ہیں زیر و زبر ہوجانے
دیجیے ایک حاکم ایک محکوم ہوجائیگا غرضکہ معروف کجکلاہ نے اکوان سے پیام دیا کہ ملکرم تیغ زن
آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہیں کل صبح ڈھنڈھورا پٹا اور میدان تیار ہوا عرفان شاہ سہراب کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے آیا اور اکوان چند سواروں کو ساتھ لیکر آیا زیر دیوار باغ پر مقابلہ قرار پایا وہاں ملکہ کو
معلوم ہوا کہ اب وہ ظالم سپہ سالار سے الجھا ہے آج زیر دیوار باغ تلوار چلیگی ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اسکو یقین ہوگیا کہ آج اس شخص نے اپنی جان دی اکوان وہ شخص ہے جو چار لاکھ سواروں پر حاکم ہے
سلطنت کی محافظت کا ذمہ دار ہے یہاں اکوان نے کہا اے ملکرم تیغ زن آؤ انھوں نے کہا کہ میں موجود
ہوں یہ بھی نیزہ پکڑ کے سامنے اکوان کے پہونچے اکوان نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر وار کیا
سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں نیزوں کو اس طرح گردش تھی کہ ایک ہالہ
بندھ گیا تھا ملکہ بھی بالاخانہ سے تماشا دیکھ رہی تھی قریب شام اتنی طعنوں کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مرتبہ

سہراب نے نیزہ اکوان کے ہاتھ سے نکال دیا اکوان نہایت شرمندہ ہوا اُسکو اپنی نیزہ بازی پر بہت گھمنڈ
تھا اب اکوان نے تلوار کھینچ لی اور بادشاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا اب مین
اس بدنامی کو مٹاؤنگا کوئی رعایت نکرونگا اگر یہ میرے ہاتھ سے مارا جاے تو شکایت نہو سہراب نے کہا کہ مرنا
برحق ہی جو پیدا ہوا ہو وہ ناپید ضرور ہوگا لیکن یہ کسی کے اختیار مین نہین جو تجھسے ہو سکے قصور نکر اکوان برس
پڑا سہراب نے وار رد کرنا شروع کیے لڑتے لڑتے ایسی تھپکی ماری کہ تلوار اکوان کی قبضہ سے نکلکر
دور جا پڑی اور ہاتھ مین جھٹکا نہ آیا بس اکوان نے گھوڑے سے کود کے رکاب چوم لی اور کہا کہ اے بہادر
واقعی مین تیرا مثل ونظیر نہین ہی بیشک تو قوت سلطنت ہی عرفان شاہ نہایت خوش ہوا اور اپنے ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آیا اکوان نے فنون سپہگری مین شاگردی اختیار کی ایک روز سہراب بارگاہ مین
بیٹھا ہی کہ عرفان شاہ نے سہراب کی طرف دیکھکر ایک ٹھنڈی سانس بھری سہراب نے کہا کہ
اس وقت دم سرد بھرنے کا کیا سبب ہی عرفان شاہ نے کہا کہ یہ بات کہنے کے قابل نہین ہی فرمایا مین ایسے
شخص کی نوکری نہین کرتا جو اپنا راز دل چھپاے بادشاہ نے کہا کہ مین تمسے بیان کرکے کیا کرون اگر تمکو
بھی ہاتھ سے کھودون تو بیان کرون سہراب نے کہا کہ نہ بیان کیجیے گا تو مین تب بھی چلا جاؤنگا اس سے بہتر ہی
کہدیجیے عرفان شاہ نے کہا کہ ایک سردار میرا نہایت بھلا تھا تمھاری دلیری دیکھکر اس وقت اسکی صورت
میری نظرون کے سامنے پھر گئی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو اس وقت میرے دو بازو ہوتے ایک تم کے پہلے وہ ہوتے
سہراب نے کہا کہ وہ کیا ہوا اور نام اسکا کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ میرے شہر سے جنوب کی جانب
ایک تالاب ہی آٹھوین روز اسمین کشتیان نمودار ہوتی ہین رات بھر تک صحبت رقص وسرود گرم رہتی ہی صبح کو
کشتیان غرق ہوجاتی ہین میرے سردار نے یہ تماشہ دیکھا اُس صحبت مین جانے کا قصد کیا وہان سے
ایک زنگی آیا اور اُس سردار کو باندھے لیے چلا گیا تھا کے اور بہت سے پہلوانون نے جاکر اُس زنگی
سے مقابلہ کیا سب اسیر پنجہ تقدیر ہوگئے آخر اُس زنگی نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتے
ہو تو اپنے ان افواج کو منع کردو کہ میری طرف آنے کا قصد نکرین ورنہ سلطنت اُلٹ دونگا کبھی تمک تو چشمہ
آکر دراندازہوا چاہا اُسکو مین نے گرفتار کرلیا آیندہ یہ ہوگا کہ مین تمھاری عافیت تنگ کردونگا اس روز سے
مینے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی اُس تالاب کی طرف نجاے نام اُس سردار کا شغاد شیردل تھا یہ سنکر
سہراب نے کہا کہ خدا حافظ مین تو جاتا ہون مین نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ نامرد کی نوکری کرتا ہون آپ اُس زنگی
سے ڈر کے بیٹھ رہے ہین یقین ہی کہ مجھے بھی جانے کو منع کیجیے گا اور مین جاؤنگا ضرور لہذا آپ اُس سے کہلا بھیجیگا
کہ مینے اپنے یہان سے بکمال عزت اُن کو چھوڑا دیا تاکہ شاید مین اسیر ہوجاؤن تو آپ پر آنچ نہ آے عرفان بجلا
نے کہا کہ اے مکرم تعزیت اگر تم بھی اسیر ہوے تو مین بھی خودکشی کردونگا یا تو تالاب تک مین نے کھدوا کے
پھنکوا دیا ہوتا یا خود بھی اسیر ہوا ہوتا کہ سلطنت کرنے سے تو مرجانا بہتر ہی سہراب نے کہا کہ مین اُس
زنگی سے ضرور لڑونگا یہ بتائیے کہ وہ محفل کس روز آراستہ ہوتی ہی عرفان شاہ نے کہا کہ کل شام کو
کشتیان تالاب مین نمودار ہونگی سہراب نے کہا کہ کل ہم چلینگے جب دوسرا دن ہوا تو شاہزادہ سہراب تنہا
سوار ہوکر تالاب کی طرف روانہ ہوے یہ خبر ملکہ کو پہنچی کہ اب اُس جاہل نے تالاب پر جانے کا قصد کیا ہی
اپنے پانون سے ڈوبنے کو جاتا ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی کہ اب اسکا زندہ پلٹنا نہایت دشوار ہی اسکا
تو ہر ہون کے مارے عجیب حال ہوا جاتا ہی لیکن حال شاہزادہ سہراب ابن رستم کا سنیے کہ یہ جو قریب تالاب کے
پہونچے شام ہوچکی تھی چاندنی دھوپ کی طرح کھلی ہوئی تھی دیکھا کہ کشتیان پانی پر اُبھرنا شروع ہوئین ہر کشتی پر

مجمع حسینان و مہ جبینان ہی شاہزادہ سہراب نے یہین سے آواز دی کہ ہم آتے ہین جسکو پردہ کرنا ہو وہ پردہ کرلے
اس حرکت پر جو لوگ ہمراہ گئے تھے وہ ہنس پڑے کہ لو اور سنو چلے ہین تو پردہ پکارتے ہوے جاتے ہین
اُدھر اُن پریزادون نے جو دیکھا آواز دی کہ آج پھر کوئی دراندازہونے کو آیا ہی اور ہماری محفل برہم کیا چاہتا
ہی پس یہ کہنا تھا کہ اُسی تالاب مین سے اک زنگی سیہ فام نمودار ہوا آلات حرب ضرب سے آراستہ تھا آتے ہی للکارا
کہ تجھے کسنے بھیجا ہی فریاد خدا نے زنگی نے کہا خدانے نہین شیطانے تجھے بھیجا ہی یہ کہکر زنگی قریب آیا اور تلوار
ماری سہراب نے وار اُسکا روکے اپنا وار کیا زنگی نے ضرب انکی اپنے سپر پر روکی تلوار نے اثر کبھی نکیا
زنگی نے کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا زمین سے اُٹھا لیا اور لیے ہوے تالاب مین چلا گیا
جو لوگ ساتھ آئے تھے اُنھون نے جاکر عرفان شاہ سے یہ ماجرا بیان کیا عرفان شاہ کو نہایت افسوس
ہوا معروف تیغ کلاہ نے کہا لشکر ہمارا تیار ہو یا تو ہمنے اس تالاب ہی کو مٹا دیا یا اپنی بھی جان دی آج کے
تیسرے روز ہم بھی جائینگے لشکر تیار ہونے لگا اور معروف تیغ کلاہ اپنی بہن سے ملنے کو باغ مین گیا اور سارا
ماجرا اسیری کا بکرم تیغزن کا بیان کر کے کہا کہ الساعۃ ہم بکرم تیغزن کے گرفتار ہونے کا ہی کہ یا تو مین نے
اُس تالاب ہی کو مٹا دیا یا خود ہی اسیر ہوا یہ سُنکے ملکہ کے بین ہاتھ ڈالکر رونے لگی جتنی دل کی بھڑاس تھی
بھائی کو رخصت کر کے نکال لی دعا کرتی تھی کہ خداوندا تو اُنکو کسی صورت سے اُس قید سے رہا کر نہین
معلوم وہ زنگی ہوا کون ہی جسپر نہ تلوار اثر کرتی ہی نہ سپر مجھی یقین ہی کہ بھی اسیر ہوجائیگا ملکہ کا کھانا پینا ترک
ہوگیا ہی ہر وقت منھ لپیٹے پڑی رہتی ہی لیکن حال شاہزادہ سہراب ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی کہ جس وقت
زنگی انکو لیے ہوے اپنے مقام پر پہونچا تو قید کر دیا جب صبح ہوئی اور صحبت برخاست ہوئی دلربا پری قصر مین
آکے بیٹھی گبران جادو سامنے دلربا پری کے آیا اور کہا کہ ای دلربا تیری خاطر سے مین نے تین دنون تک
صبر کیا اب وصل میرا قبول کر مین نے پرستان سے لاکر تجھکو اس مقام پر رکھا اور تیری ہی دلجمعی کے
واسطے جان اپنی معرض خطر مین ڈالی کہ آٹھوین دن کی صحبت تالاب پر معین کی بادشاہ شہر عرفانیہ سے
عداوت مول لی اُسکے سردارون کو لا لا کر قید کیا یہ سنکر دلربا پری نے کہا کہ اسکا جواب مین تجھے آج کے
تیسرے دن دونگی لیکن جس قدر قیدی تیرے یہان ہین اُن سبکو میرے پاس بھجوا دے کہ مین اُن سے
کچھ باتین کرون گبران جادو نے کہا کہ اسکا مضایقہ نہین قیدیون کو تو اسنے دلربا پری کے پاس بھجوا
دیا اور آپ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوگیا واضح رہے ناظرین پر کہ یہ زنگی دراصل ساحر ہی نام اسکا
گبران جادو ہی یہ پردہ قاف کی سیر کو گیا تھا وہان اسنے دلربا پری کو دیکھا عاشق ہو کے بزور سحر گرفتار کر لایا
اور اس مقام پر اندر تالاب کے کچھ مکانات تعمیر کرا کے راستہ پر اُن مکانون کے تالاب سحر قایم کیا کہ اگر کوئی آنے کا
قصد کرے تو آنہ سکے دلربا پری سے جس وقت طالب وصل ہوا تو دلربا پری نے چالیس دن کی مہلت طلب کی
اور دعا مین مصروف ہوئی ایک روز خواب مین دیکھا کہ اک بزرگ فرماتے ہین کہ ایک شخص اولاد صاحبقران
سے آئیگا وہی باعث رہائی تیرا ہوگا دلربا پری نے اُسی خواب کے موافق خواہش کی کہ آٹھوین روز ہوون تالاب
جلسہ رقص و سرود ہوا کرے کہ میرا دل بہلے گبران جادو نے قبول کیا اور اپنی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ اک
تیغہ قتل اپنا تیار کیا کہ اگر وہ تیغہ دستیاب نہو تو مین مر نہ سکون اور اُس تیغہ کا محافظ اک شخص کو قرار دیا
کہ نام اُسکا سرشار جادو ہی کہ وہ ابیض پر سرشار جادو قیام پذیر ہی سرشار جادو بہن پر گبران جادو
کی عاشق ہی نام اسکی بہن کا صہباے ساغر چشم ہی آج جب گبران جادو نے پھر خواہش وصل ظاہر
کی تو دلربا پری نے قیدیون کو اسی غرض سے اپنے سامنے طلب کیا کہ انکے حالات دریافت کرون

شاید انمین وہ شخص بھی قید ہوکے آیا ہو تو اسکی رہائی کی کوئی سبیل نکالون جسوقت تمام قیدی سامنے دلربا پری کے آئے تو اسنے صورت دیکھتے ہی زلفین چلیپا اور خال و خط ابراہیمی سے پہچان لیا اسلیے کہ دلربا پری نے پردہ قافین اولاد امیر کو دیکھا تھا اور اچھی طرح ان نشانیون سے واقف تھی سب قیدیون کو تو اسنے پھر زندان مین بھجوا دیا اور سہراب کو رہنے دیا تخلیہ کرکے کہا کہ ای شہریار آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے مین دوست ہون دشمن نہین ہون فرمایا کہ مجھے سہراب بن رستم کہتے ہین دلربا پری نے اپنا خواب بیان کیا اور عرض کی کہ مین آپکی رہائی کی فکر کرتی ہون آپ میری رہائی کی کوشش کیجیے گا ورنہ میری جان و آبرو دونو گئی جاتی ہیگی یہ باتین گبران جادو سحر غایب کیے ہوئے سن رہا تھا بس یہ ملعون اندر آیا اور بولا کہ ای دلربا مجھے معلوم ہوا کہ تو میری کشتہ خون ہی اور مجھے جس شخص کا خوف تھا وہ ساحری و جمشید کے صدقے سے میرے قابو مین آگیا اگر اسے مین نے قتل کر ڈالا تو پھر مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اب مین پہلے اسکے قتل سے فراغت کرکے اپنا اطمینان کرلون اسکے بعد تجھسے بھی سمجھ لونگا مین چاہتا تھا کہ تو بخوشی مجھے قبول کرے اگر نہین مانتی ہی تو جبر سے ہوگا یہ کہکر دوسرے روز سہراب کو لیکر تالاب کے باہر آیا اور زیر تیغ بٹھلایا یہ وہ دن تھا کہ معروف کجکلاہ مع لشکر یورش کرکے آرہا تھا دیکھا معروف نے کہ مکرم تیغزن کو زنگی تہ تیغ کیا چاہتا ہی بس یہ بیتاب ہوگیا اور زنگی کو برا بھلا کہنا شروع کیا زنگی نے برائے قتل ہاتھ بلند ہی کیا تھا کہ پنجہ گرا اور سہراب کو اٹھا لگیا زنگی تو متحیر ہوکے رہگیا اور معروف کجکلاہ نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ جسکے چھڑانے کو ہم جاتے تھے وہ رہا ہوگیا اب کیا ضرورت ہی لیکن زنگی نے آواز دی کہ عرفان کجکلاہ سے کہدینا کہ مین چاہتا تھا کہ تجھسے چھیڑ چھاڑ نہو اسلیے کہ مین تمھارے ملک مین رہتا ہون مگر معلوم ہوا کہ تم مجھے آرام سے بیٹھنے نہ دوگے اب یا مین اس ملک مین رہونگا یا تمھین رہوگے مین کل آؤنگا ہوشیار رہنا یہ کہکر گبران جادو پلٹ گیا اور اسنے چالیس ہزار ساحر تیار کیے اور فوج رات بھر مین تیار کی اور صبح کو تالاب سے نکلکر جانب شہر عرفانیہ روانہ ہوا یہ خبر عرفان کجکلاہ کو ہوئی کہ زنگی چالیس ہزار سوار ساتھ لیے ہوے مقابلہ کو آیا ہی عرفان کجکلاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا یہان سے بھی سرداران لشکر فوج کو لیکر بیرون شہر آئے بارگاہ برپا کی ادھر زنگی نے خیمہ برپا کرایا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور تیاری جنگ ہونے لگی لیکن ہیبت گبران زنگی کی چھائی ہوئی تھی کہ افسران فوج تھرا رہے تھے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی نہ اس ملعون پر حربہ کارگر ہوتا ہی علاوہ روئین تن ہونے کے مشہور بھی ایسا ہی کہ مکرم تیغزن سے زبردست کو اٹھا لے چلا گیا یہان تو عجب کھلبلی ہی اور وہان ملکہ کو پہلے تو یہ مژدہ جانفزا ملا کہ مکرم تیغزن یعنے سہراب کو زنگی بارادہ قتل لایا تھا لیکن انھین پنجہ لیگیا ملکہ نے سجدہ شکر کیا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ زنگی نے میرے باپ کے ملک پر فوج کشی کی ہی تو پھر یہ پریشان ہوئی اور دعا کرنے لگی لیکن حال شاہزادہ سہراب ثانی کا سنیے کہ جس وقت انکی آنکھ کھلی تو اپنے کو کوہ پر پایا سامنے اپنے جندک بن تندک دیو کو دیکھا اور اک شخص ساحر وضع کو سامنے کھڑے دیکھا دونون نے سلام کیا سہراب نے جندک کو تو پہچان لیا اور فرمایا کہ ای جندک تونے بڑا کام کیا لیکن اس ساحر کو پوچھا کہ یہ کون شخص ہی جندک نے عرض کی کہ یہ ساحر ہی نام اسکا سر شار جادو ہی یہ بیچارہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کاش مین ساحر ہوتا اور غلامان صاحبقران سے ہوتا تو مطلب دلی میرا بر آتا یہ سنکر مین اسکے پاس آیا اور مین نے پوچھا کہ مطلب تیرا کیا ہی اسنے بیان کیا کہ مین بہن پر گبران جادو کے عاشق ہون گبران جادو ساحر زبردست ہی اور وہ خود بھی اپنی بہن پر فریفتہ ہی میرے ساتھ اسکی شادی کیون کرنے لگا میرے پاس تیغہ قتل گبران موجود ہی مگر یہ تیغہ

میرے ہاتھ سے کام نہ دیگا یہ اُس شخص کے ہاتھ سے کام دیگا جو اولاد صاحبقران زمان سے ہو یہ بات سنکر مین نے اُس سے کہا کہ اگر مطلب دل بر آئے تو تو غلامی اولاد صاحبقران کی اختیار کریگا اسنے قبول کیا مین اسی تلاش مین چلا تھا کہ آپکو تیغ دیکھا اُٹھا لایا فرمایا کہ لاؤ وہ تیغہ کہان ہے سرشار جادو نے تیغہ حاضر کیا شاہزادے نے چندک سے کہا کہ کہین سے مرکب لا چندک نے عرض کی کہ مین مرکب بنتا ہون یہ کہکر غلطک ماری اور صورت اپنی مرکب کی بنائی شاہزادے نے شب مین بسر کی تھی صبح کو تیغ کمر سے لگایا اور پشت مرکب پر بیٹھکر بتلاش گبران جادو روانہ ہوئے جسوقت قریب شہر عرفانیہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک طرف عرفان کجکلاہ کی فوج آراستہ ہے دوسری جانب گبران زنگی چالیس ہزار زنگیون سے آمادہ نبرد ہے پس انھون نے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کیا کہ باش او زنگی بچہ مین آپہونچا گبران ہنسا اور کہا کہ تو تو رہا ہوگیا تھا مگر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہی ہاتھ سے ہے جو پھر تجھے گھیر کے لائی اُدھر معروف کجکلاہ اور اکوان نیزہ باز اور سلیب کشتی گیر وغیرہ نے جو ان کو آتے ہوئے دیکھا نہایت خوش ہوئے معروف کجکلاہ نے کہا کہ ای برادر اب ہماری جنگ کا تماشا دیکھو سہراب نے کہا کہ تمھارے پاس اسکی قضا کا سامان نہین ہے مین اسکی جان کا ملک الموت بن کے آیا ہون یہ فرما کر سامنے گبران کے پہونچے گبران نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا اسی شمشیر کی تیغ پر روکا اور اپنا وار کیا گبران نے حسب عادت سر سامنے کر دیا تلوار سر پر پڑتے ہی زمین پر پہونچ گئی مع مرکب گبران کے چار ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ قیامت کبرے برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی آنے لگین آتشباری و برف باری ہونے لگی جب لاش گبران کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من گبران جادو بود حیف مردم و جان دادم و مطلب خود نرسیدم جب تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش گبران کی زمین پر پڑی ہوئی ہے اور وہ فوج جو گبران کے ساتھ تھی وہ کاغذ کے پتلے بنے ہوئے ہوا سے اُڑتے پھرتے ہین معروف کجکلاہ اور اکوان نیزہ باز وغیرہ نے آکر ہاتھ چوم لیا اور کہا کہ پہلے کیا تھا جو تم اسیر ہوگئے فرمایا کہ دھوکا کھا گئے اب فرمایا کہ تالاب کی طرف چلو معروف کجکلاہ اور چند سرداران مخصوص مثل سلیب کشتی گیر وغیرہ کے ساتھ ہوئے جس مقام پر تالاب تھا وہان آ کے دیکھا تو تالاب کا نشان بھی نہین ہے ہان کچھ مکان بنے ہوئے ہین سہراب اندر اُس مکان کے داخل ہوئے دلربا پری سے اشارہ کیا کہ تم جاؤ پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی یہ فتح تمھارے ٹھہرنے کا نتیجہ ہے دلربا تو دعائین دیتی ہوئی اُڑ کر جانب قاف روانہ ہوئی سہراب نے جا کر قیدیون کو رہا کیا ان قیدیون مین کئی سردار عرفان کجکلاہ کے تھے وہ اپنے شاہزادے سے ملے خوش ہوئے چند نازنین جنکو مثل دلربا پری کے گبران نے لاکر رکھا تھا وہ بھی تھین انکو سرداران سہراب نے حصہ بانٹ کر لیا اب سرشار جادو رہا سہراب نے صہبائے سلخ چشم کو اُسکے سپرد کیا اور وہان سے پھرے دیو چندک نے اک مرکب ڈھونڈھ کے شاہزادے کی سواری کے واسطے لا دیا اور یہ بھی جانب پردہ قاف روانہ ہوگیا سہراب بن رستم ثانی خوشی خوشی سبکو ساتھ لیے ہوئے شہر عرفانیہ مین تشریف لائے عرفان کجکلاہ کو نہایت خوشی ہوئی شغاد شیر دل نے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی بادشاہ نے احسانات مکرم تیغزن کے شغاد شیر دل سے بھی بیان کیے اور کہا کہ یہ شخص زور سلطنت ہے اسنے ملکو بھی رہا کیا چونکہ شغاد بھی منجملہ ہے سہراب کے دونون کا عاشق ہوگیا وہان ملکہ کو خبر ہوئی کہ شاہزادہ سہراب نے آکر گبران جادو کو مارا اور تمام سرداران بادشاہ کو جو اسکی قید مین تھے رہا کیا ملکہ نے قتالہ سے کہا کوئی ایسی تدبیر نکال کہ صورت اُس ظالم کی دیکھنے مین آئے قتالہ نے کہا کہ اب

اگر ان کے مرنے کا جلسۂ خوشی منعقد کر کے بادشاہ کی مع افسران فوج دعوت کیجیے تو یقین ہی کہ وہ بھی بادشاہ کے ہمراہ ضرور آئینگے ملکہ نے یہ راے پسند کی اور اُسی وقت اک عرضی اپنے باپ کو لکھی کہ مین نے جلسہ کیا ہی حضور تشریف لائین اور دعوت کنیز کی قبول فرمائین اگرچہ یہ بھی آپ ہی کا ہی لیکن اس کنیز کی خوشی ہوجائیگی جس وقت یہ عرضی ملکہ کی عرفان کجکلاہ کو پہونچی نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ہم ضرور آئینگے یہان ملکہ نے جشن کا سامان کیا باغ سے لیکر شہر عرفانیہ تک دو رویہ کھاتھر روشنی کے لگائے گئے باغ مین ہر درخت مین قندیلین آویزان کی گئین درختون کے تنہ تمامی سے منڈھے گئے قصر کی تیاری تو بیان سے باہر ہی جب شام ہوئی تو عرفان کجکلاہ اپنے سرداران نامی کو ساتھ لیکر روانہ ہوا معروف کجکلاہ ملکہ کے بھائی نے تمام انتظام کیا تھا جس وقت سواری بادشاہ کی باغ مین اُتری تو پہلے ملکہ بادشاہ کے استقبال کو دروازے تک آئی بعد اسکے پردہ ہوا اور بزم آراستہ کی گئی سب سردار بھی داخل باغ ہوے صدر مین بادشاہ بیٹھا پس پردہ ملکہ بیٹھی داہنی جانب سرداران لشکر بیٹھے بائین جانب اولاد و عزیز بادشاہ کے بیٹھے معروف کجکلاہ نے اپنی صف مین سہراب کو جگہ دی ملکہ پردہ سے دیکھ رہی تھی جب وقت خاصہ کا آیا تو دسترخوان بچھا سبنے کھانا کھایا کھانے پینے سے فراغ حاصل ہونے کے بعد طائفے حاضر ہوے اور مجرا کرنے لگے ایک پری جمال نے بصد خوش الحانی یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل جبسے محو زلف گرہ گیر ہوگیا
کوچہ مین یار کے مین زمین گیر ہوگیا
مکتوب یار کا خط تقدیر ہوگیا
یہ طوق ہوگیا تو وہ زنجیر ہوگیا
ترچھی نظر سے مار اُتار تری ایسے
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہوگیا
جوہر کھانے نیے جو پیری کے ضعف نے
آخر کو خود مٹی ہوئی تقدیر ہوگیا
قاتل نے میری لاش پھرائی گلی گلی
پامال گردش فلک پیر ہوگیا
ایسا بٹھا دیا اسے اشکون کے جوش نے
آخر کو خود مین یار کی تصویر ہوگیا
وحشت کی اپنی آپ تخالف تو دیکھیے
خود میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہوگیا
سیدھی کسطرح نہین ہوتی نگاہ یار
تجھسے بلندی فلک پیر ہوگیا
حسن رخ کا ہرہ گیا سبزہ کی وجہ سے
برہم مزاج عاشق دلگیر ہوگیا
حاسد تمام ننگے ہوے پردے بزم مین
یہ شہر لکھنؤ مجھے کشمیر ہوگیا

دیوانہ تھا کہ بستۂ زنجیر ہوگیا
یہ محو دید زلف گرہ گیر ہوگیا
سمجھے امسٹ ادھر سے جو تحریر ہوگیا
مجھکو دیے فلک نے جوانی مین ایسے رنج
بیوجہ خون عاشق دلگیر ہوگیا
اس ترک چشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
جھک جھک کے قد زخم شمشیر ہوگیا
باغ جہان سے ایسی گئی کچھ شگفتگی
مرنے پہ بھی مین شہر مین تشہیر ہوگیا
مین جسکو دیکھتا ہون وہ عاشق ہی یار کا
پہلو مین دل گری ہوئی تقصیر ہوگیا
ایسا جنون نے مجھکو کیا زار و ناتوان
اک تار زلف پاؤن کی زنجیر ہوگیا
مرنے کے بعد ہوگئی مٹی مری عزیز
برگشتہ ہوکے وہ مری تقدیر ہوگیا
رتبہ لاشہید کا بسمل بھی ہم ہوے
خط مصحف جمال کی تفسیر ہوگیا
قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ
روشن جو میرا شعلۂ تقریر ہوگیا
گھبرا دہ جلد اب تجھے ہوجائیگی شفا

اس طرح ضعف پاؤن کی زنجیر ہوگیا
آنکھون کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہوگیا
برسون سے عشق ہی خم ابروے زلف کا
پیری نہ آنے پائی کہ مین پیر ہوگیا
خاموش مجھکو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
سرمہ کا خط کھنچا تو وہ شمشیر ہوگیا
ایسا ملایا مجھکو تصور نے خاک مین
پہلو مین دل بھی غنچۂ تصویر ہوگیا
نیرنگ سا یہ دکھائے مقدر کے پھیر نے
عالم فریب حسن جہانگیر ہوگیا
نازک وہ تھا تو مجھکو کیا تم نے ناتوان
مجنون کی اک مٹی ہوئی تصویر ہوگیا
دیکھا تھا شبکو وصل سحر کو وہ آ ملے
رہنا کسی کے کوچہ مین اکسیر ہوگیا
میرے دل ضعیف مین جو آبلہ پڑا
ہوتا تھا جو وہ بس دم تکبیر ہوگیا
تو نے جو اپنے پاس بٹھایا رقیب کو
گردون کے پار نالۂ شبگیر ہوگیا
اسدرچنہ سیر و سپہری محبوب بڑھ گئی
اے یاس فضل حضرت تبلیغ ہوگیا

تمام رات جلسۂ رقص و سرود گرم رہا صبح کو بھی ملکہ نے ہٹ کی اور کسیکو جانے نہ دیا اور سامان دعوت مہیا کیا

جسنے کھانا کھایا اب پھر ناچ شروع ہونے کو ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شہر اسلوبیہ سے اہرمن دیوپیکر سردار چالیس ہزار سوار سے کٹارہ بر شہرا باندھے ہوئے بادشاہ شہر اسلوبیہ اسلوب شاہ شیرچشم کی طرف سے آیا ہی عرفان شاہ نے اکوان نیزہ باز کو بڑے استقبال بھیجا اور اہرمن کو اسی جلسہ طرب مین بلا لیا کیونکہ عرفان شاہ اسلوب شاہ کو خراج دیتا تھا اور شادی ملکہ کی بہت دنون سے محبوب شاہ ابن اسلوب شاہ کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جسوقت اہرمن سامنے آیا بادشاہ نے نہایت عزت کے ساتھ اسکو بٹھایا اور خیریت پوچھی اہرمن نے فرمان اسلوب شاہ شیرچشم کا ہاتھون مین عرفان شاہ کے دیا اور کٹار سہرا بندھی ہوئی کے سامنے رکھدی عرفان شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا کہ ای برادر اب وہ زمانہ آیا کہ باغ امید مین بہار آئی کشت تمنا سرسبز ہوئی یعنی فرزند میرا محبوب شیرچشم جوان ہوا اور یہ یقین ہی کہ تمھاری دختر بھی اب قابل شادی کے ہوگئی ہوگی اور زمانہ کچھ انقلاب دکھانے والا ہی سے یک ساعت بیک لحظہ بیک دم + دگرگون شود احوال عالم + خداوند سارینق کا فرمان آیا ہی کہ یہان سے بہارستان مغرب کی طرف جاؤ ہمارا ہمیر کلان کچھ ہمسے برگشتہ و بداعتقاد ہوگیا ہی اسے اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجدو ہمنے تمکو اسکا قائم مقام معین کیا اور یہ ظاہر ہی کہ مین ساٹھ لاکھ کی فوج رکھتا ہون اور رنجاب شاہ بارہ لاکھ کی فوج پر حکمران ہی نہین معلوم جنگ کا کیا نتیجہ ہو لہذا مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہی کہ گھر کو آباد کردین کہ بعد ہمارے چراغ سلطنت روشن رہے یہ کٹار اپنے فرزند کی مین بھیجتا ہون اسکے ساتھ ملکہ کو دولھن بنا کے ہمراہ اہرمن دیوپیکر کے ہمارے پاس روانہ کردو بعد اسکے ہم ملک رنجابیہ پر جانے کی تیاری کرین سلطنت یہان کی اپنے فرزند کے سپرد کردین یہ مضمون جو عرفان شاہ نے پکار کے پڑھا سہراب کے دل پر تیر لگا کہ ہمارے سامنے اور خواہش ملکہ کی بس وہ فرمان اسلوب شاہ کا عرفان شاہ کے ہاتھ سے جھپٹ کر چاک کرڈالا اور اہرمن دیوپیکر کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمھارے بادشاہ کو ذرا بھی تمیز و تہذیب نہین یہ کونسا طریقہ ہی کہ نہ برات نہ نوشاہ ایک آدمی کو بھیج دیا کہ جا کے ملکہ کو لے آ وکیلو عرفان شاہ کج کلاہ دولادے رہے ہین جو اس بیعزتی کو گوارا کرین یا محتاج ہین اور جہیز نہین دے سکتے ہین جو اس طرح ملکہ کو رخصت کردین اس حرکت پر سہراب کی عرفان شاہ خوش بھی ہوا اور ڈرا بھی کہ غضب کیا اپنے ایسا نہو کچھ اہرمن سے جھگڑا ہوجائے تو اس دیوپیکر سے کون لڑ سکیگا ادھر ملکہ پردے مین بیٹھی ہوئی سب کرشمے دیکھ رہی تھی اسکا تو دل دھڑ دھڑ کرنے لگا اور اہرمن کی آنکھین غصے سے سرخ ہوگئین عرفان شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ملازمین کو شاہون کے معاملات مین کیا دخل ہی معلوم ہوا کہ آپکا رعب آپکے ملازمین پر بالکل نہین ہی جو ایسی گستاخیان کرتے ہین عرفان شاہ کچھ عذر کرکے بلطائف الحیل ٹالنے والا تھا کہ اتنے مین سہراب نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی تمھارے یہان نمکحرام بھرے ہوئے ہین جو مالک کی ذلت گوارا کرجاتے ہین ہم کبھی اپنے بادشاہ کی رکاکت گوارا نکرینگے اہرمن نے کہا کہ کچھ تیری شامتین تو نہین آئی ہین دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا سہراب اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا جیسے ہی اہرمن دیوپیکر قریب آیا اور اسنے ہاتھ سہراب کی طرف بڑھایا کہ گردن پکڑ کے دبادون سہراب نے اسکا ہاتھ بائین ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور داہنا ہاتھ گردن پر اہرمن کے رکھکر دبایا کہ اہرمن سامنے جھک گیا بس سہراب نے دونون ہاتھون سے سر اسکا پکڑ لیا اور دونون پاؤن شانون مین لگا کر جو ہکا مارا دھڑ پر سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش پھڑکنے لگی عرفان شاہ کا چہرہ فق ہوگیا کہ غضب کیا اسنے اب اسلوب شاہ سے ضرور جنگ ہوگی لیکن معروف کج کلاہ نے آکر ہاتھ چوم لیے اور کہا استاد سبحان اللہ اتنے بڑے جوان کی یہ حالت کردینا آپ ہی کا کام تھا ملازمین سے کہا کہ لاش

اسکی باہر باغ کے پھینک دو اور اسکے ہمراہیون سے کہدینا کہ اُٹھا لیجاؤ اسکو اسی وقت ملازمین نے لاش اہرمن دیو پیکر کی باہر باغ کے پھینک دی اور ہمراہیان اہرمن سے کہدیا کہ اسنے گستاخی کی تھی اُسکی یہ سزا اسکو دی گئی ہے اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ ایسے بے ادبون کو کبھی کسی شاہ شہریار کے دربار مین نہ بھیجنا ورنہ یہی انجام ہوگا وہ لوگ لاش اہرمن کی اُٹھا کر روتے پیٹتے ہوے شہر اسلوبیہ کی جانب روانہ ہوے جسوقت شہر مین پہونچے تو لاش کو لیجا کے سامنے بادشاہ کے رکھدیا اسلوب شاہ نے کہا کہ ارے یہ اسکی حالت کس نے بنائی اُن لوگون نے بیان کیا کہ کوئی مرد سپاہی بنا ہوا شہر عرفانیہ مین آیا ہوا ہے اُسنے کئی کار نمایان کیے ہین سلیب کشتی گیر آپ کے ملک کا پہلوان حفاظت شہر کرانے گیا تھا پہلے اُسیکو زیر کر کے مطیع بنایا پھر کیران جادو کو مارا عرفان شاہ کے سپہ سالار کو فن سپہگری مین زیر کیا آج یہ حرکت کی کہ آپ کے پہلوان کو مارا اسلوب شاہ شیر چشم نے کہا کہ کس بات پر تکرار ہوئی لوگون نے سب حال بیان کیا پس اسلوب شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اسی وقت لشکر ہمارا تیار ہو عرفان شاہ کے یہان کوئی سردار زبردست تو تھا نہین ایک پہلوان جو منچلا آ گیا تو اب وہ اپنی حقیقت کو بھول گیا کہ ملکہ کو یون بھیجتے اُسے شرم آئی کیا وہ میرے برابر کا تھا کہ مین اُسکے یہان برات لیکر جاتا اک باجگزار کو اپنے برابر کا بناتا دیکھو تو کس ذلت سے اُسکی دختر کو لاتا ہون اور کیا حال کرتا ہون عرفان شاہ کا اور محبوب شیر چشم کا بسبب غصہ کے سرخ ہو گیا غرضکہ سات لاکھ فوج اُسی روز تیار ہو گئی اسلوب شاہ مع محبوب شیر چشم اور جملہ سرداران نامی و گرامی کو ساتھ لیکر سات لاکھ کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا یہ خبر ہرکارون نے عرفان شاہ کجکلاہ کو دی کہ بادشاہ شہر اسلوبیہ بارادہ رزم و پیکار آتا ہے یہ سنکر عرفان شاہ نہایت پریشان ہوا اور اپنے فرزند سے کہا کہ یہ شخص منچلا بہت ہے اور اُسی کی ذات کی ساری لڑائی ہے اگر اسلوب شاہ اسکو پا گیا تو بوٹیان اُڑا ڈالیگا اور زندہ نچھوڑیگا کہ اُسکی وجہ سے بہت بڑی توہین اُسکی ہوئی ہے کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اسکو یہان سے ٹال دو پھر ہم اسلوب شاہ سے کسی نہ کسی طرح صلح کر لینگے یا جنگ ہی ہوگی تو کچھ پروا نہین ہے ہمارے یہان بھی بہت سے سردار اور چار لاکھ جان نثار موجود ہین کہانتک اسلوب شاہ لڑے گا یہ اتنی موجودگی مین کسیکو مقابلہ نہ کرنے دیگا مفت اسکی جان جائیگی یہ سُنکے معروف کجکلاہ نے کہا کہ مین پہلے تو سمجھاتا ہون اگر اسنے مانا فہو المراد ورنہ اسے بیہوش کر کے چھپا ڈالینگے اور اسلوب شاہ سے کہدینگے کہ اک بیرونی شخص یہان آ گیا تھا اُسنے یہ حرکت کی معاف کیجیے یہ فعل ہمارا نہ تھا یقین ہے کہ اسلوب شاہ کے دل سے یہ ملال دور ہو جائیگا اسلیے کہ اسکو اک رشتہ بھی تو قایم کرنا ہے بادشاہ نے اس رائے کو فرزند کے پسند کیا معروف کجکلاہ خدمت مین شاہزادہ سہراب ثانی کے آیا اور عرض کی کہ اے برادر آپکو ہم اپنا اُستاد بنا چکے آپکی عزت اور حفاظت ہمپر واجب ہوئی سنا ہے کہ اسلوب شاہ نے لشکر کشی کی ہے اور یہ جنگ گویا آپ ہی کی ذات کی ہے فوج اُس بادشاہ کے ساتھ بہت ہے اور اُسکے یہان سردار بھی بڑے بڑے نامی و گرامی ہین لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اب ٹل جائیے ہم اسلوب شاہ سے سمجھ لینگے یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا کہ مین کثرت لشکر سے خوف نہین کرتا تم اُسے آنے تو دو مجھے بھی دیکھنا ہے کہ اُسکے ساتھ کیسے کیسے پہلوان ہین یہ جو سردار اُسنے بھیجا تھا یہ تو کچھ نتھا معروف کجکلاہ نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہین ہین اسنے اپنے عیار سے کہدیا کہ آج دن کو کھانے مین بیہوشی دیکر قید کر لینا اور چھپا ڈالنا اور مشہور یہ کر دینا کہ مکرم تیغ زن نے نوکری چھوڑ دی اپنے وطن کو چلا گیا چنانچہ جب کھانے کا وقت آیا تو عیار بکار معروف کجکلاہ مہتر دُرد روندہ نے

اُنکو بیہوشی آمیز کھانا کھلا کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے قلعہ عرفانیہ کے اک برج مین قید کر دیا اب
معروف کج کلاہ نے فوج کو شہر کے باہر نکالکر سرحد پر قائم کیا بارگاہ برپا کر دی دوسرے روز صبح کو یہ خیمہ
سے نکلکر ٹہل رہا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سپہر گرد بر آسمان رسیدہ
دیباے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوتا تھا دیکھا کہ آتے آتے ہوا نے مار گرد کو گرد نے مارا
ہوا کو دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم سیاہ و زنگاری نشانہ ساخت لاکھ سوار کا پیدا ہوے
پھریرے نیزہ لہنگے تولیف سارلیق بن لقا کے بعد صفت مہتاب شاہ معزلی کی اور آسکے بعد نام اسلوب شاہ
شیر چشم کا تحریر تھا اور معرکہ شیر کا مع شمشیر بنا ہوا تھا اسلوب شاہ نے مع لشکر آکر سامنے لشکر عرفان شاہ کے
بارگاہ برپا کی اور نقارہ زرمی بجوا دیا اُدھر عرفان شاہ نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاریان
جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال درستی میدان جنگ لشکر اسلوب شاہ سے تہمتن شیر شکار میدان مین آیا اور بعد
سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور قدم کو استوار کر کے لکارا اے پہلوانان شہر عرفانیہ جسکو دعواے مردی و
مردانگی ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو اُدھر عرفان شاہ نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا فرزین شیر لب اپنے
صف سے نکلا یہ بھی بتیس ہزار جوانون کا افسر اور پہلوان زبردست تھا ہو سامنے تخت عرفان شاہ کے آکر اجازت
حرب لی اور مقابلہ کو تہمتن شیر شکار کے آیا تہمتن نے نیزہ مارا فرزین نے نیزے کو نیزے پر لگا اٹھا
طعنین چلنے لگین چند ہی طعنین چلی ہونگی کہ تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے فرزین کے نکالا فرزین نے تلوار ماری
تہمتن نے وار اُسکا رد کر کے جو تلوار ماری فرزین زخمی ہو الگ رستے لے گئے بعد اسکے ضیغم کشتی گیر
نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اسلیب کشتی گیر بھی زخمی ہوا اب اکوان نیزہ باز عرفان شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اکوان ایک تو یہ ہی فن نیزہ بازی کو خوب جانتا تھا دوسرے
سہراب کی تعلیم نے اُسکو اور بھی مشتاق کر دیا تھا چند ہی طعن مین اکوان نے نیزہ ہاتھ سے تہمتن شیر شکار کے
نکال دیا لشکر عرفان شاہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور تہمتن کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اسنے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سر اکوان نیزہ باز کے وار کیا اکوان نے وار تہمتن کا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار
کا مارا تہمتن کو زخمی کیا لوگ اُسکو بھی میدان سے پھیر لے گئے اب لشکر اسلوب شاہ سے کیوان زرین علم
نکلا پہلے نیزہ بازی ہوئی اکوان نے نیزہ کیوان کے ہاتھ سے بھی نکال دیا لیکن تلوار کی جنگ مین ہاتھ سے
کیوان کے زخمی ہوا جب سالار لشکر عرفان شاہ زخمی ہوا تو معروف شاہ کجکلاہ نے رخ میدان کارزار کا
کیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی معروف کجکلاہ نے بھی نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکال دیا نوبت
شمشیر زنی کی پہنچی کیوان ہاتھ سے معروف کجکلاہ کے زخمی ہوا بعد اسکے گرگین زحل پیشانی مقابلے
کو آیا یہ ہاتھ سے معروف کجکلاہ کے مارا گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجکر دونون لشکر میدان
سے پھرے اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے عرفان شاہ نے دیکھا کہ رنگ لڑائی کا بے طور ہے اگر میرا فرزند
بھی زخمی ہو گیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گا بس اسنے قلعہ دار شہر عرفانیہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم قلعہ کا انتظام درست
رکھنا مبادا کوئی افتاد پیش آئے تو ہمین پناہ لینے کی جگہ تو ملے یہان جب دوسرا دن ہوا تو پھر فوجین میدان
مین صف آرا ہوئین لشکر اسلوب شاہ سے صرصر جوشن پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا یہان سے معین
تیغ زن نکلا دونون مین دیر تک رد و بدل ہوئی آخر معین تیغ زن ہاتھ سے صرصر کے مارا گیا مردر
بلند کمان نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسی طرح دوپہر کی میدان داری مین سات سردار عرفان شاہ کے مارے گئے

اور چار زخمی ہوے پھر معروف کج کلاہ نے باپ سے اپنے اجازت لی اور میدان مین آکر صرصر جوشن پوش کو زخمی کیا بعد اسکے سہیم بلند ترکیب نکلا یہ بھی ہاتھ سے معروف کے مارا گیا سہام بلند بالا نکلا یہ بھی مارا گیا پھر بھری میدانداری مین معروف نے بھی کئی سردار زخمی کیے اور کئی کو جان سے مارا آخر محبوب شیر چشم کو غصہ آیا اور اسنے اپنا مرکب نکالا سامنے تخت اسلوب شاہ کے آکر عرض کی کہ اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہے مجھے اجازت دیجیے تو جا کر معاملہ یکسو کرون اسلوب شاہ نے اجازت دی محبوب شیر چشم میدان مین آیا اور کہا کہ ای معروف کج کلاہ تو اکیلا کہانتک لڑیگا اول تو میرے ہی ہاتھ سے تیرا سالم پلٹنا دشوار ہے علاوہ اسکے اتنی فوج فراوان تیرے پاس کہان کہ تو تاب مقابلہ لا سکے معروف کج کلاہ نے کہا کہ ای محبوب شیر چشم فرض کر لو کہ مین مارا بھی جاؤنگا تو اس دباؤ کی زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ مین مثل فقیرون کے ملکہ کو سوار کر کے بھیج دیتا محبوب شیر چشم نے کہا کہ تم ملکہ کو اس طرح نہ بھیجو ابتو مین آگیا ہون جس طرح تم کہوگے اسی طرح بیاہ کے لیجاؤنگا لیکن اس شخص کو باندھ کے ہمارے حوالے کر دو جسنے ناحق بادشاہ کو چاک کیا تھا ہم اسی طرح اسکا جگر چاک کرینگے یہ سنکے معروف کج کلاہ نے کہا کہ وہ اک پردیسی شخص تھا اس طرف بھی آنکلا تھا چند روز یہان رہا اسکے بعد نہین معلوم کہان چلا گیا اگر تمکو اس سے خصومت ہے تو ڈھونڈھ لو اور ہمارے یہان اگر وہ موجود بھی ہوتا تو ہرگز نہ دیتے یہ کونسا انصاف ہے کہ وہ تو ہماری طرف سے جانبازی کرے اور ہم اسکے ساتھ یہ سلوک کرین کہ اسکو باندھ کے دشمن کے حوالے کر دین اور نہ اب ملکہ کی شادی تمھارے ساتھ کرینگے اسلیے کہ ہمارے تمھارے اب وہ صفائی نہین رہی یہ سُن کے محبوب شیر چشم کو غصہ آیا کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم جان سے بیزار ہو خیر لاؤ حربہ اپنا اور دیکھو تماشا اس سرکشی کا کہ کیا ہوتا ہے معروف کج کلاہ نے کہا کہ یہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ حریف پر پیشدستی نہ کیا کرو محبوب شیر چشم نے کہا کہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ جہانتک ہو سکے پہلے اپنا وار کر لو کہ دل کی دل مین نہ رہجاے معروف شاہ نے کہا کہ پھر دیر کیا ہے محبوب شیر چشم نے نیزہ مارا معروف کج کلاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور بند باندھا محبوب شیر چشم نے اس بند کو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھا معروف نے اس بند کو بھی آسانی سے کھول لیا چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی کی تعلیم نے اسکو برق کر دیا ہے چند ہی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ معروف نے نیزہ ہاتھ سے محبوب شیر چشم کے نکال دیا محبوب شیر چشم نے تلوار ماری معروف نے سپر بلند کی تلوار لنگردار تھی سپر کٹی جلدی سے معروف نے سر نیچے کھینچا تلوار سپر کو قلم کر کے گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوئی اور مرکب نے چرخ مارا معروف جلدی سے مرکب پر سے کود کر علحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر چلا کہ اسکے گھوڑے کو بھی پے کر ڈالون محبوب شیر چشم بھی گھوڑے سے کود پڑا اور معروف کی طرف چلا معروف نے تلوار ماری محبوب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے دوپہر کی کشتی مین آدھا دن وہ بھی تمام ہو گیا شام قریب آگئی عرفان شاہ خوش تھا کہ میرا فرزند کشتی مین کم نہین ہے اگر اسنے فرزند اسلوب شاہ کو زیر کر لیا تو گویا جنگ سر کر لی لیکن قضاے کار دو اتفاقات روزگار کہ پاؤن معروف کا موشخانہ مین جا کر پھنسا اوپر سے محبوب شیر چشم نے زور کیا معروف سنبھل نہ سکا پاؤن چٹنی پر سے اکھڑ گیا پس چہرہ معروف کا زرد ہو گیا بدن مین تھرتھری پڑ گئی محبوب شیر چشم نے کہا یہ کیا حالت ہے معروف نے کہا کہ پاؤن سکر ٹوٹ گیا پس محبوب شیر چشم معروف کو چھوڑ کے علحدہ ہو گیا اور کہا کہ اب اپنا علاج کر لو پھر لڑنا لوگ آکر معروف کج کلاہ کو پالکی مین ڈالکر اٹھا لے گئے اور محبوب شیر چشم طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا عرفان شاہ نے دیکھا کہ سرداران نامی زخمی ہین اب کوئی میدان داری کے لائق نہین ہے بس بڑی آفت ہے

مع لشکر گریز کر کے قلعہ عرفانیہ مین مقیم ہوا دارا سے قلعہ دار نے پہلے سے انتظام قلعہ کا کر رکھا تھا خندق پر از
آب کردی اور پل تختہ ڈلوا دیا تھا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تھا توپین بھر ابر چڑھی ہوئی تیار تھین گولہ انداز توپون
پر مسلط تھے ہاتھی کا ہتوالا کر لاک کا پولا بارود کی ہانڈی جبل کا کڑاہ سب چیزین درست تھین یہان جو صبح ہوئی
تو اسلوب شاہ کو خبر ہوئی کہ عرفان کجکلاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہی بس اسنے اپنے فرزند سے کہا کہ اب
مہلت نہ دو ایسا نہو کہ کوئی دوسرا فرمان خداوندی عتاب آمیز نازل ہو کہ تم ابتک بہارستان مغرب کی طرف
نہین گئے محبوب شیر چشم نے کہا کہ یہ فعل شان مردانگی کے خلاف ہی اسلیے کہ معروف کجکلاہ زخمی ہی
اگر وہ اچھا ہونے کے بعد ابھی مقابلہ نکرے اُس وقت دھاوا کرنا غیر مناسب نہوگا اس وقت تو کچھ اچھا
نہین اسلوب شاہ نے کہا کہ اگر تمکو حجاب آتا ہی تو مین کسی اور سردار کو حکم دیتا ہون اب قلعہ کا لے لینا
کوئی زیادہ دشوار بات نہین ہی جواب دیا کہ آپ اپنے فعل کے مختار ہین مین تو دھاوا نکرونگا اسلوب شاہ
مع لشکر کوچ کر کے قریب قلعہ آیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی دارا سے قلعہ دار نے بھی
کوس حربی بجوا دیا لیکن معروف کجکلاہ نہایت پریشان ہوا اور عرفان کجکلاہ بھی متردد ہوا کہ اب کیا کرنا
چاہیے معروف نے کہا کہ مین محبوب شیر چشم کو نامہ لکھکر مہلت طلب کرتا ہون یقین ہی کہ وہ مہلت دینے
مین دریغ نکریگا عرفان شاہ نے کہا کہ ای فرزند اگر اُسکو اپنی آن بان کا خیال ہوتا تو نقارۂ جنگ ہی
کیون بجواتا معروف نے کہا کہ خیر حجت تو تمام کر دینا چاہیے ممکن ہی کہ یہ فعل کسی اور سردار کا ہو عرفان شاہ
خاموش ہو رہا معروف نے نامہ تحریر کیا اور اک قاصد کے ہاتھ طرف لشکر اسلوب شاہ کے روانہ کیا جسوقت
قاصد دروازہ بارگاہ پر پہونچا اطلاع کرائی اسلوب شاہ نے بلا لیا قاصد نے نامہ پیش کیا اسلوب شاہ نے
نامہ پڑھا اور جواب مین تحریر کیا کہ ہمکو بہارستان مغرب پر جانا ہی اتنی فرصت نہین کہ تمکو مہلت دین اگر
تم لڑنے کے قابل نہین ہو تو ملک کو ہمارے سپرد کر دو ہم چلے جائین یہ جواب نامہ کا جو معروف کو پہونچا تو یہ نہایت
رنجیدہ ہوا اور باپ سے اپنے کہا کہ مکرم تیغزن کو اب محبوس رکھنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ وہ بھی لڑ کر اپنا حوصلہ
تو پورا کر لیگا اور اگر اسلوب شاہ قلعہ پر قبضہ پا گیا تو مکرم تیغزن کو قید کی حالت مین پائیگا چونکہ کوفت
اُٹھائے ہوئے ہی اور دشمن ہو رہا ہی یقیناً بدسلوکی کریگا دوستی اُسکے حق مین دشمنی ہو جائیگی اور وہ ایسا حلوا
بھی نہین ہی کہ کوئی اُسکو کھا لیگا بس معروف کجکلاہ سوار ہو کر اُس حجرہ کے پاس آیا جہان سہراب قید
تھے معروف نے وہ حجرہ کھلوایا جس وقت سہراب نے معروف کو دیکھا کہا ای معروف کجکلاہ تمہارے
یہان جانبازیون کا یہی صلہ ہوتا ہی جو میرے ساتھ کیا گیا ہی مین نے کونسی بُرائی کی تھی جسکے عوض مین تمنے
مجھکو قید کیا ہی معروف کجکلاہ نے کہا کہ ای برادر بعضی نیکی بدی معلوم ہوتی ہی ہمنے تمہاری جان بچانے کی غرض
سے تمکو قید کر لیا تھا کہ اگر تم اپنے اختیار مین ہوگے تو مقابلہ حریف کو ضرور جاؤ گے باز نہ آؤ گے لیکن بد اقبالی
نے منہ دکھایا کہ بہت سے سردار مقابلہ اسلوب شاہ مین مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے چنانچہ
مین بھی فرزند اسلوب شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اب وہ مہلت نہین دیتا طبل جنگ بجوا چکا ہی صبح کو قلعہ پر دھاوا
ہو جائیگا آج مجھکو یہ خیال ہوا کہ اگر تمکو اس طرح قید رکھا گیا اور اسلوب شاہ کی فتح ہوئی تو تمہاری دل
کی دل ہی مین رہجائیگی اور وہ تمہارا دشمن جانی ہی زندہ ہرگز تو نچھوڑیگا اس سے جب مرنا ٹھہرا تو ہاتھ پاؤن
چلا کے مرنا قید ہو کے بے بسی کی موت سے بہتر ہی یہ سنکے سہراب نے کہا کہ افسوس تمنے بڑی جہالت کی کوئی
ایسی بھی حرکت کرتا ہی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو مین شکار کے بہانے یہان سے نکل جاتا اور وقت جنگ آ پہنچتا
ہوتا خیر گذشتہ را صلوٰۃ اب بھی کچھ نہین گیا ہی کیا حقیقت ہی اُسکی کہ میری موجودگی مین کوئی قلعہ کے اندر قدم

رکھ سکے معروف شاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو سہراب نے کہا کہ آہنگرون کی کیا ضرورت ہے یہ قید ایسی نہین ہے جسے مین توڑ نہ سکون صرف وقت کا منتظر تھا یہ فرما کر ہاتھ کی ہتکڑیون کو بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینک دیا اور ساتھ معروف شاہ کے پاس عرفان کجکلاہ کے آئے اور فرمایا کہ آپنے غضب کیا کہ مجھے ایسے وقت مین قید کرکے مجبور کردیا سپاہی اسی دن کے واسطے نوکر رکھے جاتے ہین آپکو یاد نہین کہ مین نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ مین مرد ہون اور مرد کی نوکری کرتا ہون آپنے اپنی مردانگی تو دکھائی کہ زبردست حریف سے مقابلہ کیا لیکن میری جرأت و مردانگی کو برباد کردیا خیر ہرچہ گذشت گذشت آیندہ خیال رکھیگا خرقان شاہ نے کہا کہ بیشک غلطی ہوئی بعد اسکے سہراب شفاخانہ مین آئے سب زخمیون کی حالت دیکھی استفسار مزاج کیا اور ہر ایک سے شکایت کی کہ اگر بادشاہ کی عقل پر پتھر پڑ گئے تھے تو تم لوگون کو کیا ہوا تھا کہ تمنے بھی مجھے رہا نکردیا ہر ایک نے کہا کہ ہم مجبور تھے کہ خلاف بادشاہ ہو علاوہ اسکے یہ خیال تھا کہ ستارۂ اقبال بادشاہ کا بدی پر ہے فرمایا کہ جسکی تیغ اُسکی دیگ سارا اقبال فوج کی قوت ہے یہ تو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ حریف کے ساتھ زبردست سردار ہین یہ تو یہان انتظار صبح مین بیٹھے ہین لیکن محبوب شیر چشم نے یہ خیال کیا کہ اگر مین لشکر مین موجود رہا تو میری جرأت و سپہگری مین داغ لگ جائیگا یہ سوچکر بہانہ شکار یہ تو رات ہی کو صحرا کی طرف روانہ ہوگیا اور اپنے ملازمین سے کہدیا کہ اگر والاجاہ مجھے پوچھین تو کہدینا کہ وہ شکار کو گئے ہین شام تک آجائینگے الغرض جب صبح ہوئی تو اسلوب شاہ نے اپنے سردارون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم مین سے ایسا کون ہے کہ قلعہ خرقانیہ پر جاوے یہ سنتے دریدہردم در اُٹھ کھڑا ہوا اور بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ خرقانیہ کے روانہ ہوا یہان صبح ہوتے ہی سہراب نے سلحہ تن پر آراستہ کیے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مین آکر خیمہ زن ہوے ایک لاکھ سوار بھی قلعہ کے باہر آگئے اور چند قدم آگے بڑھ کر صفین جماکر کھڑے ہوگئے جسوقت دریدہردم در سامنے قلعہ کے آیا تو دیکھا اُسنے کہ ایک جوان حسین لاکھ جوانون سے آگے قلعہ کے صف آرا ہے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے توپین گرادی گئی ہین سرداران زخمی فصیل قلعہ پر بیٹھے ہوے ہین پس اسنے اک سوار کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قلعہ سے ایک شخص لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے باہر آیا ہے اور سر میدان مقابلہ کرنے کو موجود ہے لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ وہی شخص ہے جسنے اہرمن دیو پیکر کو مارا ہے مین مقابلہ کرتا ہون لیکن جنگ دو سردار دو آپ بھی لشکر کو لیکر آجایے جسوقت سوار نے جاکر اسلوب شاہ کو آگاہ کیا تو یہ بھی [illegible] سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا یہان دریدہردم در میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ اے جوان آ اور مجھسے سامنا کر تیرے بڑے دور دور شہرے ہین مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسا بہادر ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا اور درید کی طرف چلے دریدنے بھی سپر سنبھالی اور بارادہ تگاورزنی چلا وسط میدان مین آکر تگاور چلی سپر سے سپر لڑی چنگاریان سپرون سے اُڑین پانچ قدم مرکب درید کا پسپا ہوا اور مرکب سہراب اُسی جگہ قائم رہا دیکھنے والون نے دیکھ لیا اور اندازہ کرلیا کہ دونون مین کتنا فرق ہے دریدنے نیزہ مارا سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا اور تیسری طعن مین نیزہ ہاتھ سے درید کے نکال دیا اکوان نیزہ باز اُچھل پڑا معروف کج کلاہ نے بھی تعریف کی درید نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس فن کو تو خوب جانتا ہے یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور سہراب پر سہراب کے وار کیا سہراب نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع رکاب مرکب چار ٹکڑے ہوے قلعہ سے صدا واہ واہ کی بلند ہوئی اسلوب شاہ بھی مع لشکر آپہونچا تھا اتنے

بڑے جوان کو اس طرح دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھرّا گیا کہ اتنا بڑا کاٹ اسکی تلوار میں ہے اسنے پھر اپنے لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ کون ہے جو اس سرکش سے انتقام لے یہ سُنکے ترید تیرزن مقابلہ کو آیا اور تیر کا وار کیا سہراب نے
تبر کی شاخ حیات کو قلم کر کے ہاتھ تیغ آبدار کا فرق پر مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے خلاصہ یہ کہ دوپہر کی میدانداری
میں بیس سرداروں کو جان سے مارا اور کئی کو زخمی کیا جب یہ حالت اسلوب شاہ نے دیکھی تو اپنے لشکر کو آواز دی
کہ یہ آدمی نہیں کوئی بلا ہے ایک ایک کر کے تو یہ لشکر کا خاتمہ کر دیگا اسے گھیر کے مار دو بس یہ سننا تھا کہ سات لاکھ سوار
یورش کر کے چلے ادھر سے اسکے ایک لاکھ جوان آ پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی اہل قلعہ نے جو یہ
حالت دیکھی جن سرداروں کے زخم اندمال پر آ چلے تھے سب کے سب پٹیاں باندھ کے گھوڑوں پر سوار ہو
گئے اور فوج لیکر قلعہ سے نکل پڑے اور شریک جنگ ہوے خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور تلوار
چلنے لگی ہر طرف سے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی ناگاہ ایک صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آیا
ہے کہ یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شغاد شیر دل چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا دیکھا اسنے
کہ لشکر بادشاہ سے اور لشکر حریف سے جنگ ہو رہی ہے یہ بھی آکر شریک جنگ ہوا یہ جسوقت قید سے
رہا ہوا ہے تو عرفان شاہ سے اجازت لیکر اپنے مکان چلا گیا تھا وہاں اسنے خبر پائی کہ بادشاہ پر غنیم کی
چڑھائی ہے اور تمام سردار مع ولیعہد زخمی ہو چکے ہیں تو یہ چالیس ہزار سوار سے آکر شریک جنگ ہوا اُدھر
محبوب شیر چشم جو بہانہ شکار ٹل گیا تھا اسکو معلوم ہوا کہ قلعہ سے ایک شخص نے نکلکر بہت سے
پہلوانان شہر اسلوبیہ کو مارا ہے وہی شخص ہے جسنے اسرق کو مارا تھا پس محبوب شیر چشم بھی چل کھڑا ہوا اُس
طرف سے لشکر شاہزادہ سہراب بن رستم کا اپنے آقا کی تلاش میں چلا آتا تھا جس وقت شہر عرفانیہ
میں پہونچا تو یہاں ہنگامہ جدال گرم دیکھا اور آواز نعرۂ سہراب کی سُنی یہ سب بھی آ پڑے اور شریک جنگ ہو
ساکنان شہر عرفانیہ حیران تھے کہ چالیس ہزار سر خوش کہاں سے آئے اور کسکی وجہ سے شریک جنگ ہوے
ہیں لیکن شاہزادہ سہراب اپنے لشکر کے آ جانے سے نہایت خوش ہوے کوئی پہر بھر کامل ایسی تلوار چلی
کہ سم مرکبوں کے غرق خون ہو گئے اور کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار نظر آنے لگے ہر طرف کشتوں کے
تڑپنے کا تماشا تھا قضا دامن پھیلائے ہوے متاع جان لوٹتی پھرتی تھی کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بادل
سپروں کے چھائے ہوے تھے بارش خون کی ہو رہی تھی اولے سروں کے برس رہے تھے اسقدر خون اُڑا
تھا کہ دامن شہر پروں کے رنگین ہو گئے تھے اسی اثنا میں جانب صحرا سے گرد اُڑی اور محبوب شیر
چشم چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور لشکر عرفان بکلاہ پر گرا دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین لڑتا
ہوا تخت اسلوب شاہ کے قریب پہونچ گیا ہے بس اسنے وہیں سے نعرہ کیا کہ اے مرد میدان ابھی تخت
بادشاہ کی طرف نہ جا کہ میں صحیح و سالم موجود ہوں آ مجھسے سامنا کر کہ مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا
اگر میں یہ جانتا کہ تو قلعہ کے باہر نکلکر مقابلہ کریگا تو میں ہرگز کہیں نہ جاتا میں تو اپنے کو بدنامی سے بچانے کے
واسطے ٹل گیا تھا سہراب نے کہا کہ میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہوں یہ فرما کر باگ موڑی اور طرف
محبوب شیر چشم کے چلے اس طرف سے یہ دریائے لشکر کو چیرتے چلے جاتے ہیں اور اُس طرف سے
محبوب شیر چشم کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگاتا چلا آتا ہے راستے میں سامنا ہوا محبوب شیر چشم نے
کہا لا ضرب بہادری کی فرمایا پیشدستی ہمارا شیوہ نہیں ہے محبوب شیر چشم نے خشم آلودہ ہو کر تلوار ماری سہراب نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا ہر چند
محبوب شیر چشم نے تڑپ تڑپ کے لنگر مارے کچھ نہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے کہاں پھینکوں

محبوب شیر چشم نے کہا کہ اپنے قدموں کے سوا دور نہ پھینکیگا میں بہادر کا غلام ہوں قابو پرستی میرا شیوہ نہیں سہراب
نے مسکرا کے آہستہ سے پشت مرکب پر بٹھا دیا اسلوب شاہ فرزند کے زیر ہوتے ہی بد دل ہو گیا تھا جیسے ہی سہراب
نے اُسکو چھوڑ دیا جلدی سے اسلوب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوے اور اپنی اپنی
فرودگاہ کی طرف چلے لیکن محبوب شیر چشم ہمراہ رکاب ہوا سہراب نے کہا کہ تو اپنے لشکر میں کیوں نہیں جاتا اسنے
کہا کہ اب میں آپ کو چھوڑ کے کہاں جاؤنگا فرمایا کہ میں تو تیرے باپ کا ملازم ہوں عرفان تجکلاہ تیرے باپ
باپ کا خراج گزار ہی اور میں اسکا سپہ سالار ہوں محبوب شیر چشم نے کہا کہ آپ میرے مالک کے مالک ہیں ملازم آپکو
کون کہ سکتا ہی بڑے بیوقوف ہیں شہر عرفانیہ والے کہ انھوں نے آپکو ابتک نہ پہچانا صاحبقران کو سنا تھا
اور آپکو دیکھا ہمارے صاحبقران آپ ہی ہیں یہ کہتا ہوا دامن سے لپٹا ہوا ہوا چلا عرفان تجکلاہ سہراب
پر سے زر نثار کرتا ہوا لایا اتنے چالیس ہزار سرخپوشوں نے آکر سہراب کو گھیر لیا اور سیارۂ ثانی نے آکر
رکاب کو بوسہ دیا گو مغفر میں تمام لیا یہ دیکھکر عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سرخپوش کہاں سے آئے ہیں اور کسکے
ملازم ہیں سہراب نے تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن اُن سب نے کہا کہ یہ آقا ہمارے ہیں راستے میں آہو
کے تعاقب میں جاکر ہم سے جدا ہو گئے تھے یہاں آکر ہمنے انکو پایا یہ سُن کے عرفان شاہ کے کان کھڑے
ہوے اور اب یہ سمجھا کہ یہ شخص تو خود شاہ و شہریار معلوم ہوتا ہی اب دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس مقام کا
فرمانروا ہی اور نام اسکا کیا ہی غرضکہ جسوقت عرفان شاہ تجکلاہ اپنی بارگاہ میں پہونچا تو تخت پر بیٹھا چتر گردش
میں آیا تمام سردار ڈنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوے شاہزادہ سہراب ثانی اپنے ڈنگل پر بیٹھے اور برابر اپنے
ایک ڈنگل پر محبوب شیر چشم کو جگہ دی اُس وقت عرفان شاہ نے کہا کہ ای مکرم تیغزن اب آپ اپنا
نام اصلی ظاہر فرمایئے کہ آپ گل کس بوستان کے ہیں چراغ کس شبستان کے ہیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ خود
فرمانروا ہیں ادھر راستہ بھول کر آنکلے آپنے جان بچائی سلطنت بچائی بات رکھی ہم آپکے ممنون
احسان ہوے لیکن اس وقت تک نام اصلی تک معلوم نہیں یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی نے ارشاد فرمایا کہ
ای عرفان شاہ آگاہ ہو کہ نام اصلی میرا سہراب بن رستم ثانی ہی میں پوتا ایرج نوجوان کا اور پڑپوتا شاہزادہ خاور
سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ہوں جسنے لقا کی فوج بے پایان پر اٹھائیس شبخون مارے
اور دختر لقا سے عقد کیا جسکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوے اور میں بھی انشاء اللہ لشکر ساریق بن لقا
کا وہی حال کرونگا جو قاسم نے کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ آپتو ہر طرح لائق پرستش ہیں کہ سلسلہ قرابت بڑے
خداوندوں سے رکھتے ہیں سہراب نے کہا ای عرفان شاہ اُس حرنا شخص کو خداوند کہتے ہو خداوندی کی بھی یہ شان ہی
کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرے آخرکار صاحبقران اول نے گرفتار کر کے لقا کو قتل بھی کر ڈالا اگر خداوند
ہوتا تو قتل ہوتا لقا ایک بادشاہ تھا ایسی زور حکومت سے خداوند بن بیٹھا تھا ساحروں نے عجائبات سحر سے لوگوں
کو برگشتہ کر کے لقا کا مطیع بنا دیا تھا تم ساریق کے پیرہن کے بیٹے ہو تمھارا بھی وہی حال ہوگا جو مطیعان لقا
کا ہوا تھا یہ سنتے ہی تمام اہل دربار مع عرفان شاہ لقا و ساریق کی طرف سے بد اعتقاد ہو کر برگشتہ ہو گئے اور کہا
کہ بیشک آپ سچ کہتے ہیں خدا وہی ہی جسے آپ خدا کہتے ہیں ساریق بھی مثل ہمارے انسان ہی جو آپ کے
دین میں آئے وہ بچ گئے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے محبوب
شیر چشم بھی مسلمان ہوا اور اسنے عرض کی کہ ای شہریار میں جاتا ہوں اور اپنے باپ کو بھی مسلمان کرتا ہوں فرمایا
جاؤ مگر ایسا نہو کہ اس نیکی کا عوض بدی پاؤ باپ تمھارا تمکو قید نکرے عرض کی کہ راہ اسلام میں قید ہونے میں بھی
فخر حاصل ہوتا ہی یہ کہکے رخصت ہوا خبر اسلوب شاہ کو ہوئی کہ فرزند آتا ہی اسنے سرداروں کو استقبال کے

لیے روانہ کیا جب محبوب شیر چشم ساشہ اپنے باپ کے پہونچا شاہزادہ سہراب ثانی کی بیحد ثنا و صفت کی اور
عرض کی کہ مین نے تو دین مبین اسلام کو قبول کیا اگر آپ انجام بخیر ہونا چاہتے ہین تو آپ بھی اسی دین
مبین کو اختیار کیجیے یہ سنکر اسلوب شاہ نے کہا کہ اے فرزند حقیقت مین سارلیق بھی مثل لقا کے گدہا معلوم
ہوتا ہو آپ ہی سنجاب شاہ کو اپنا پیمبر بنایا اور آپ ہی اب اُسکے مٹانے کے واسطے فوجین بھیج رہا ہی
اگر یہ خداوند ہوتا تو موت زیست کا مالک ہوتا وہین سے روح سنجاب قبض کر لیتا ہزارون کا خون
کراتا ایک شخص کے لیے یہ تو عاجزی کا فعل ہی مین نے لعنت کی سارلیق پر تجھے خدمت مین
اُس شہریار کے لیچلو مین تو اُس وقت سے اُسکا بندہ بے دلم ہوگیا ہون جب اُسنے تجھے زیر کرکے
چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا جسکے ساتھ اسقدر دشمنی کی جاے وہ ایسی رعایت کرے مین خدمت مین اُس
شہریار عالی وقار کے چلتا ہون یہ کہکر مع سرداران سالم و زخمی خدمت مین شاہزادہ سہراب بن رستم
کے روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ کو پہونچی کہ اسلوب شاہ آتا ہی شاہزادہ نے تمام سردارون کو واسطے
استقبال کے بھیجا اور عرفان کجکلاہ سے کہا کہ تمھین بھی پیشوائی کے واسطے جانا چاہیے اسلیے کہ تم اُسکے
ماتحت تھے عرفان شاہ کجکلاہ اُسی وقت روانہ ہوا اور بعزت تمام اسلوب شاہ کو لیکر بارگاہ مین آیا
تخت پر جگہ دینا چاہی اسلوب شاہ نے کہا کہ ابھی تو مین اس شہریار کا مجرم ہون لایق تخت پر بیٹھنے کے
نہین ہون میرے قصور کو عفو فرمایے مین نہ جانتا تھا کہ آپ نور نگاہ رستم ثانی اور نبیرۂ رستم اول ہین یہ
لطف و کرم دشمنون پر سوا آپ کے خاندان کے دوسرے مین نہین ہی مین بدل مذہب آپ کا قبول
کرتا ہون اور لعنت ہی مین نے سارلیق بن لقا ملعون پر مجھکو کلمۂ طیبہ تلقین فرمایے شاہزادہ نے اسلوب شاہ
کو بھی اسکے سردارون سمیت مسلمان کیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا تخت پر بٹھایا دونون بادشاہ
گلے ملے اور دونون طرف کے سردار بھی آپس مین بغلگیر ہوے کئی روز جشن خوشی رہا روز آخر
محبوب شیر چشم نے عرض کی کہ مین نے تو آج سے مالکہ کو اپنی پیر و مرشد سمجھ لیا اور جس طرح ایک بھائی
اُسکا معروف کجکلاہ ہی اسی طرح دوسرا بھائی مین ہون اب حضور کو اختیار ہی کہ چاہے اپنے ساتھ مالکہ کا عقد
کرین چاہے کسی دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین مجھے کوئی سروکار نہین ہی فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا اے
محبوب شیر چشم اگر تم مالکہ کو بہن نہ کہہ بیٹھتے تو مین تمھارے ساتھ عقد کر دیتا مگر تم نے گالی چڑھا کر مجبور
کر دیا غرضکہ جب یہان کے انتظام سے فراغت ہوئی بتخانے تڑوا کر مسجدین بنوائین اور سکہ نام پر بادشاہ
اسلام کے جاری کرا لیا تب کوچ کرکے شہر اسلوبیہ مین آکے اُس شہر کو بھی اسلام آباد کیا اور یہان سے
کوچ کرکے دونون بادشاہون سمیت جانب گلستان باختر روانہ ہوے وزراے سلطنت کو
انتظام کے لیے چھوڑا چار لاکھ کی فوج شہر اسلوبیہ سے ساتھ کی اور دو لاکھ شہر عرقابیہ سے باقی فوج
انتظام مالک کے واسطے چھوڑ دی اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت بربادی بہارستان مغرب کے پہونچنا سرکش تیر انداز
اور سرکش ناوک انداز اور اجار سنگ بار اور اصنام سنگ بار کا چار لاکھ کی جمعیت سے
زخمی ہونا رفیع البخت و سکندر کا برباد ہونا قلعہ جبل الحدید کا اوستاہ ہونا دونون شاہزادون
کا اور باقی حالات متعلق داستان نہا مخمس

ہم جو وحشت میں ذلیل و خوار ہیں
اے گریبان حیف تیرے تار ہیں
دشت میں کہ جانب کہسار ہیں
کب بیابان دست جنوں بیکار ہیں
اپنے ہاتھوں درپئے آزار ہیں

عشق میں اس ابروے خمدار کے
مر گیا گر ہجر میں اس یار کے
ہوں قرین میں منزل دشوار کے
درد و غم رنج و الم بیزار کے
بس یہی دو چار ماتم دار ہیں

گو نہیں راحت مکان دہر میں
سمجھتے ہیں ہم بتان دہر میں
گل ہیں لیکن بوستان دہر میں
آبرو ہے عاشقان دہر میں
آپ کے آگے ذلیل و خوار ہیں

ہیں گلوں کے باغ میں روشن چراغ
چرخ پر ہے یہ کا پہونچا اب دماغ
جلتے ہیں لالے کے دل کے سارے داغ
کون شعلہ رو چلا ہے سوے باغ
جو مثال شمع روشن خار ہیں

آہ آتشبار کی سوزش یہ ہے
ہاں دل بیمار کی سوزش یہ ہے
عشق کے آزار کی سوزش یہ ہے
داغ ہجر یار کی سوزش یہ ہے
شمع سے جلتے کفن کے تار ہیں

ہر جگہ دست طلب پھیلا نہیں
اور میخانہ کبھی دیکھا نہیں
صاف کہدیتے ہیں کچھ پروا نہیں
ہمکو اے ساقی تری پروا نہیں
ہم ہیں الفت سے یہاں سرشار ہیں

عشق ابرو کا نہ منہ سے نام لو
اک اشارے میں جگر پر پہونچی جو
ہاں نہ ان تیغوں کا ہرگز دم بھرو
کیوں دل عاشق نہ ٹکڑے ٹکڑے ہو
تیغے یہ ابروے خمدار ہیں

کیوں نہ میرے نام کا مالا جپیں
ساتھ میرا کیوں نہ یہ وحشت میں دیں
کیوں نہ میرا منہ سے ہر دم نام لیں
قیس و فرہاد حزیں اس عشق میں
دل سے میرے غاشیہ بردار ہیں

ہے ہمارا کونسا صحرا نہ پوچھ
ہمکو ہے کیا آج کل سودا نہ پوچھ
کس قدر ہے حال وحشت کا نہ پوچھ
اے جنوں کچھ حال دست و پا نہ پوچھ
مست ہیں در کار خود ہشیار ہیں

ایک ہیں پیش قضا شاہ و گدا
ہے جرس کی رات دن آتی صدا
اس سرا میں اب نہیں مسکن روا
غافلو اٹھو چلو بیٹھے ہو کیا
رہرو ملک عدم تیار ہیں

موسم گل آرزوے یار ہیں
عالم گلشن ہے کوے یار میں
چشم نرگس جستجوے یار میں
انتظار گفتگوے یار میں
بلبلیں کھولے ہیں لب منقار ہیں

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا — پھر لبوں کی یاد نے چپ کر دیا
دل میں ہے درد اب مزہ کے عشق کا — اے مسیحا پوچھتا ہے حال کیا
تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں
اسکو اندیشہ نہیں ہے پرویز کچھ — مرنے سے ڈرتا نہیں ہے پرویز کچھ
یا مل کو دھڑکا نہیں پرویز کچھ — خوف برزخ کا نہیں پرویز کچھ
قسم غلام حیدر کرار ہیں

سے پیا لشنو اے ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ سنجاب شاہ مغربی بھاگ کر قلعہ بہار میں پناہ گزین ہوا ہے اور شاہزادہ رفیع البخت انتظام شہر سنجابیہ میں مصروف ہیں شاہزادہ سکندر رستم جو قلعہ جبل الحدید میں تشریف فرما ہیں جسوقت رفیع البخت انتظام شہر سے فارغ ہو چکے تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ بہار کے روانہ ہوے یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ رفیع البخت قلعہ کی طرف آتے ہیں سنجاب شاہ نے قلعہ کی درستی کا حکم دیا اور فصیل قلعہ پر آکے دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑتی اور شاہزادہ رفیع البخت چالیس ہزار سوار سے سامنے قلعہ کے پہونچکر خیمہ زن ہوئے اور نقارہ رزمی بجوا دیا قلعہ پر بھی نقارہ بجا تمام رات تیاری جنگ ہوا کی سپیدہ سحری نمودار ہوا تو شاہزادہ نے اُٹھکر فریضہ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کر تن تنہا قلعہ کی طرف چلے لوگوں نے ساتھ چلنے کا قصد کیا رفیع البخت نے منع کیا ہمراہیان رفیع البخت تو وہیں کھڑے رہے اور خود شاہزادہ گھوڑہ ہاتھ میں لیکر دامن زرہ گردان کر مرکب پر سوار ہوا اور جانب قلعہ روانہ ہوا ادھر بہار قلعہ دار ایک فصیل بلند دروازے پر بیٹھا دوربین لگا کر دیکھنے لگا دیکھا کہ رفیع البخت تنہا آتا ہے پس اسنے گولہ اندازوں کو حکم فیر کا دیا اور آگاہ کر دیا کہ یہ سوار آتا ہے نشانہ باندھ کے گولے مارنا شروع کر دو کوئی گولہ تو قضا کا ٹک ہی جائیگا گولہ اندازوں نے شصت باندھ کے گولے مارنا شروع کیے اس طرح گولہ اندازوں نے تاک تاک کے گولہ باری کی کہ لاکھوں ایک سے ایک رفیع البخت گولوں کو روکتے ہوئے چلے جو داہنے جانب آیا اسکو گرز سے رد کیا جو بائیں جانب آیا اسے سپر پر روکا یہانتک کہ جب گولہ اندازوں نے یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے خاک کا ذرہ ذرہ اُڑا دیا اسوقت ہاتھ کو اپنے روکا دھواں ہوا سے منتشر ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ رفیع البخت زیر دیوار قلعہ کھڑے ہوئے نعرے کرتے ہیں کہ اے قلعہ دار اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو سنجاب شاہ کو بھیج دے ورنہ اندر قلعہ کے آکر تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کر دونگا اس وقت قلعہ پر سے مارنے کا معمولا کر کے کا پلا تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی سب چیزیں پھینکی گئیں مگر کسی چیز نے اثر نکیا رفیع البخت نے ان سب چیزوں کو رد کر کے خندق پھاندنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے ننق گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار ظاہر ہوے رفیع البخت نے خیال کیا کہ اس گرد کا انتظار کر لینا چاہیے ادھر آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو ناوک انداز پیدا ہوے لمحے آگے آگے انکے دو سرکش پہلوان زبردست ترکمان پیہ ہوے سروں پر علم ان کے تعریف سارق من ملقا کی تحریر تھی نمودار ہوے کہ ان ناوک اندازوں کو معلوم ہوا کہ وہ شخص یہی ہے جو سرفتنہ بہار مغرب ہے اور سنجاب شاہ اسکے خوف سے قلعہ بند ہوا ہے پس ان دونوں نے کمانیں دوش سے لیں اور ترکشوں سے تیر کھینچے تیر انکے نیزوں کے برابر تھے اور مثل دیوان سرکش تھے انھوں نے رفیع البخت کو تاک کر برابر سے تیر سر کیے ساتھ ہی انکے

دولاکھ کمانین کڑکین اور اس کثرت سے تیر آئے کہ زمین پر سایہ ہوگیا رفیع البخت نے تیر بہت سے قلم کیے
لیکن کئی تیر لگ ہی گئے دونون پاؤن اور ہاتھ زخمی ہوئے رفیع البخت نے مرکب کو رانون مین مسلا اور
اتنی مہلت نہ دی کہ دوبارہ یہ تیرون کو سر کرسکتے تلوار کھینچی اور جا پڑے اور ناوک اندازون کو قتل کرنا شروع کیا
یہ دیکھا سنجاب شاہ نہایت خوش ہوا کہ خداوند نے کیا وقت پر کمک بھیجی ہے لشکر رفیع البخت کے چالیس ہزار
سوار گھوڑے دوڑا کر چلے کہ شہریاب جنگ ہون مالک دولاکھ مین گھرا ہوا ہے ناوک اندازون نے
اپنے بھی باڑھ تیرون کی ماری بیس ہزار کے قریب گر گئے تیس ہزار آکر ناوک اندازون پر گرے تلوار چلنے
لگی یہ خبر لاہور تیز گام نے جاکر سرداران رفیع البخت کو دی کہ ملک ساریقہ سے دولاکھ ناوک انداز آئے
ہین شاہزادہ زخمی ہے اور لشکر مین گھرا ہوا ہے یہ سنتے ہی نہیب مغربی قمقام مغربی صمصام مغربی ہشام مغربی
قیصر تیغ زن سرمست فیل زور یہ سب کے سب مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کے روانہ ہوئے اور تعاقب مین انکے
فوج بھی چل کھڑی ہوئی ادھر مہتر سرخیل نے جاکر قلعہ جبل الحدید مین شاہزادہ سکندر رستم خو سے اطلاع
کی کہ اے شہریار غضب ہوا جلد تشریف لے چلیے ناوک اندازون نے شاہزادہ رفیع البخت کو گھیر لیا ہے دولاکھ
کا یورش ہے اور شاہزادہ کے ساتھ چالیس ہزار سوار تھے جسمین سے اب بارہ تیرہ ہزار باقی رہ گئے ہونگے
باقی سب قتل ہوگئے یہ سنتے ہی شاہزادہ جنگجو رستم خو جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئے بعد انکے
جانے کے انکے سردار مثل عنطر دیوکش اور عنقائے کوہ پیکر اور مہراب کمان کش کے جلدی جلدی
مرکبون پر سوار ہو ہوکے روانہ ہوئے لیکن المست دیوانہ اور تمغاج زرہ پوش شکار کو گئے ہوئے تھے
یہ اس حالت سے بیخبر تھے باقی کل سردار چل کھڑے ہوئے ادھر سنجاب مغربی بھی مع لشکر قلعہ بہار سے
نکلا اور ناوک اندازون کا شریک ہوا باقی ماندہ فوج بھی رفیع البخت کی کام آگئی اب اپنے حلقہاے کمند
پڑنے لگے یہ برابر حلقون کو کمند کے تلوار سے کاٹتے جاتے ہین اور لڑتے جاتے ہین کہ اک مرتبہ شہر سنجابیہ کی
جانب سے گرد اڑی اور سات آٹھ سرداران نامی رفیع البخت کے نمودار ہوئے پشت پر انکے ایک لاکھ
سوار تھے جیسے ہی ناوک اندازون نے دیکھا کہ کمک اس خداپرست کی آئی ہے پچاس ہزار کا غول بڑے
جماکر کھڑا ہوا اور باڑھ ماری پچیس ہزار سوار پھر کام آگئے زمین پر گرکے تڑپنے لگے اور سرداران رفیع البخت
بھی پہونچنے نپائے تھے کہ زخمی ہوگئے لیکن اسی حالت زخمداری مین پچھتر ہزار سوار سے آکر گرے اور جنگ
کرنے لگے جس طرف شاہزادہ رفیع البخت غرق خون لڑ رہے تھے یہ بھی اسی طرف حملہ کرکے پہونچ گئے اور
شاہزادہ کو حلقے مین سے لیا پھر جنگ اچھی طرح ہونے لگی اب گیارہ بارہ لاکھ کا یورش ہے اور ادھر صرف پچھتر
ہین یا چند سرداران تھوڑے ہی عرصہ مین اور پچیس ہزار کام آگئے اگرچہ فوج رفیع البخت اور سکندر
کی بھی قریب سات لاکھ کے ہوگئی تھی لیکن سب متفرق تھی جو لوگ خبر پاتے جاتے ہین وہ آتے جاتے ہین
لیکن قریب پہونچنے بھی نہین پاتے ہین کہ آدھے رہجاتے ہین عرصہ خداپرستون پر تنگ ہے کہ اک مرتبہ پھر گرد
اڑی اور نعرہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا دیکھا سکندر نے کہ رفیع البخت نرغہ مین گھرے ہوئے
لڑ رہے ہین پس یہین سے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بیحیا مین آپہونچا نعرہ کی آواز سنتے ہی ناوک انداز ادھر
پلٹ پڑے اور تیر برسانا شروع کیے سکندر نے گھوڑے کو سرپٹ ڈالدیا سینے کو سپر سے بچایا اور تیرون
کو قلم کرنا شروع کیا ہمراہیان رفیع البخت کو وقت غنیمت ملا یہ بھی یورش کرکے چلے کہ ناوک انداز سکندر
کی طرف متوجہ تھے ہمراہیان سکندر سے بارہ ہزار سوار کام آگئے اور سرداران سکندر بھی زخمی
ہوئے لیکن یہ سب کے سب آگے جو گرتے ہین تو ایسی تلوار برسائی کہ ناوک اندازون سے کر

جی چھوڑ دا دیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اب دلاکھ آدمیون کے قریب اہل اسلام سے
ہین اور تیرہ لاکھ کفار ہین خوب تلوار چل رہی ہی لیکن سکندر اور ہمراہیان سکندر نے آتے ہی ناوک اندازونکا
کا ستھراؤ کر دیا کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے قریب بیس ہزار کے ناوک اندازون مین سے
بھی کام آچکے ہین کہ یکایک پھر گرد اُڑی اور احجار سنگ انداز او اصنام سنگ انداز دولاکھ سنگ اندازونکا
سے نمودار ہوے اور انکو معلوم ہوا کہ جنگ ہو رہی ہی بس یہ لشکر سکندر رستم خو کے عقب سے آئے اور
اُنھون نے باڑھ پتھرون کی ماری سناٹے کی صدا پیدا ہوئی اور پتھر برسنے لگے کسیکا شانہ ٹوٹا کسیکا سر
پھٹا جسپر ایک پتھر بھی پڑ گیا وہ بیکار ہو گیا اب شاہزادہ سکندر نے سنگ اندازون کی طرف رخ کیا
اور گھوڑے کو اڑا کے ان کے غول پر آ پڑے ناوک اندازون نے مہلت پائی اُنھون نے تیر برسانا
شروع کیے اب لشکر سکندر کا بیچ مین سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے آگیا ادھر پلٹتے ہین تو ادھر
سے پتھر برستے ہین اودھر پلٹتے ہین تو تیر برستے ہین کسی طرف امان نہین ہی اس وقت افسران فوج نے داہنی
اور بائین جانب رخ کیا اور دونون لشکرون کے پیچھے ہو کر نکلے اس اثنا مین آفتاب غروب ہو گیا
لشکر سنجاب شاہ مین رن مہتابین روشن ہوگئین یہ لشکر بے سر و سامان بھی تھا شام ہوتے ہی جسکا جدھر
منھ اٹھا نکلا ہوا چلا گیا سکندر اور رفیع البخت اسقدر زخمی ہوے کہ بیہوش ہو گئے گھوڑے انکو
لے نکلے کفار نے نقارہ فتح بجایا اور خیمہ برپا کیا رات آرام سے گزاری جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ کی
بارگاہ مین سب جمع ہوے چونکہ ابھی یہ چارون سردار تازہ وارد تھے آتے ہی آتے بڑی مہم سر کی سنجاب شاہ
خوف کے مارے ہر قسم کی خاطر و مدارات مین مصروف ہی ابھی کسی نے کچھ نکہا تھا کہ یہ پوچھا کہ اور دشمن کہان
ہین اور وہ دونون شاہزادیان کس مقام پر ہین سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ قلعہ جبل الحدید مین ہین
احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز
سے کہا کہ تم یہان کا انتظام کرو اور ہم بربادی قلعہ کے واسطے جاتے ہین اور شاہزادیون کو گرفتار کرکے
لاتے ہین یہ کہکر یہ دونون تو اپنی فوج کو ساتھ لیکر طرف قلعہ جبل الحدید کے روانہ ہوے اور یہان
ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز نے پہلے تو کشتون مین سکندر ور فیع البخت کو تلاش
کیا جب نہ پایا تو کہا خیر دیکھا جائیگا اب انکی زندگی موت سے بدتر ہی اسلیے کہ بیدست و پا ہین فوج تباہ
ہو گئی خود زخمی ہوکر خدا جانے کہان روان دوان ہو گئے جتنے دنون مین وہ اچھے ہونگے اُتنے دنون مین
سنجاب شاہ اور دونون شہزادیون کو لیکر خدمت خداوند مین پہونچ جائینگے غرضکہ جب کشتون کے
دفن سے فراغ حاصل ہوا تو ترکش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو پیام ساریق کا دیا اور کہا کہ آپکے
بارے مین یہ حکم خداوند ساریق کا ہی کہ گرفتار کرکے لانا عزت سے نہ لانا اور جسکو لائق انتظام دیکھنا
اُسکو حاکم کرکے چلے آنا ہم جسکو مناسب جانینگے اپنا ہمیر بناکر بھیج دینگے یہ سنکے سنجاب شاہ نہایت
پریشان ہوا کہا کہ میرا کیا قصور ہی تم لوگون نے دیکھا کہ مین خود اس خدا پرست کے ہاتھ سے کیسا تباہ ہوا لیکن
اطاعت اُسکی اختیار نہین کی اور خداوند کی پرستش سے منھ نہین موڑا ترکش ناوک انداز نے
کہا کہ یہ عذر خداوند کے سامنے پیش کر لیجیے گا وہ چاہیگا معاف کریگا چاہیگا نہ بخشیگا ہم جتنا حکم پاکر آئے
ہین اُسکی تعمیل ضرور کرینگے سنجاب شاہ نے ہراسان ہوکر نجم اختر شناس کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا
کہ اگر مین ایسا جانتا تو رفیع البخت کی اطاعت اور پرستش خداے برحق کی اختیار کر لیتا افسوس کہ دنیا
اور عقبیٰ دونون خراب ہوئین نجم اختر شناس نے بھی اشارے مین سمجھایا کہ آپ نظر پروردگار حقیقی پر

رکھنے وہ یاد کرنیوالا ہی لیکن عہد برا نہ ثابت ہیگا ترکش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیا اور ہمسر ترکش ناوک انداز سے کہا کہ مین تو اسے لیکر خداوند کی طرف جاتا ہون سنگ اندازشاہزادیون کے لینے کو قلعہ کی طرف گئے ہوئے ہین تم ملک سنجابیہ کا انتظام کرو وزراے سلطنت کو انتظام ملک سپرد کرکے ہمراہ سنگ اندازون کے آنا یہ کہکر ترکش تیرانداز تو جانب ملک سار لقیہ مع قید سنجاب شاہ مغرلی روانہ ہوا اور ترکش تیرانداز نے نجم اختر شناس اور ہامان دانشور کو اُنکے عہدے پر رہنے دیا اور بادشاہ کی جگہ تصویر سار لیق کی نصب کردی اور اب یہ بھی نیبع الیخت اور سکندر کی فکر کرنے لگا کہ جہان کہین پتہ لگتے تو اُنکو بھی اسیر کرکے خدمت مین خداوند کے روانہ کیا جاے ہرکارے اُسکے ہرجانب تلاش کرتے پھرتے ہین لیکن +

اب چند کلمے داستان سنگ اندازون کے سنیے

کہ جسوقت اجپار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز سامنے قلعہ جبل الحدید کے پہونچے تو انھون نے خیمہ برپا کیا ان ظالمون کو دیکھتے ہی عنقاے قلعہ دار نے جلدی سے قلعہ کا انتظام درست کیا خندق پانی سے بھروادی پل تختہ اٹھوالیا توپین حصار پر چڑھا دئین اور گولہ اندازون توپون پر مسلط ہوگئے یہان اصنام سنگ انداز اور اجپار سنگ انداز نے ایک نامہ تحریر کرکے عنقاے قلعہ دار کو بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے عنقاے قلعہ دار تو نے خداوند کو بھول گیا اور اطاعت ایک ملچھ خداپرست کی تو نے اختیار کی یہ نہ سمجھا کہ ایسا نہو غضب خداوند نازل ہوا آخر وہ وقت آگیا جن لوگون سے بہارستان مغرب بھر رہا تھا ہم چار آدمیون نے آتے ہی اُنکو کیسا تباہ کردیا کہ پتا بھی نہین معلوم ہوتا کہ وہ خود کیا ہوے اور رفیق اُنکے کہان گئے یہ سوا قدرت خداوند کے اور کیا ہی لہذا تجھکو لائق و لازم یہ ہی کہ دونون شاہزادیون کو لیکر حاضر ہو اور اس دین جدید کو ترک کرکے توبہ کر تو شاید خداوند خطا تیری عفو کردین ورنہ ہم قلعہ مین گھس کے شاہزادیون کو بھی لیجائینگے اور قلعہ کو اس طرح تاخت و تاراج کردینگے کہ پتا بھی تو نہ معلوم ہوگا کہ کبھی قلعہ اس پہاڑ پر تھا بھی یا نہین جسوقت نامہ دار سنگ اندازون کا سامنے قلعہ کے پہونچا تو اسنے نامہ تیر مین باندھ کر قلعہ مین پھینکا عنقاے قلعہ دار نے نامہ کو پڑھا نامہ لیے ہوے خدمت مین ملکہ سمن اندام سبز پوش کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے ملکہ عالم اب وہ وقت آگیا کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوا چاہتا ہی آپ کو اگر اپنی جان و آبرو بچانا ہی تو نقابین چہرون پر ڈالکر قلعہ سے نکل جائیے اور شاہزادون کو تلاش کیجیے یا کسی سے پتا پوچھکر ملک روشن بخت کی راہ لیجیے کہ وہان اُنکے تمام عزیز مع بادشاہ لشکر اسلام اور صاحبقران زمان موجود ہین یہان کی تباہی کا حال بیان کیجیے گا وہ لوگ آپ کو عزت و حرمت سے رکھینگے اور یقین ہی کہ یہان آکر آپکا کامل انتظام کرینگے قلعہ کے چور دروازے سے مین اس طرح آپ کو نکال دونگا کہ کسی پر ظاہر نہوگا یہ ایک راہ مخفی ایسی ہی جس سے سوا میرے کوئی آگاہ نہین ہی اب سوا اسکے کوئی چارہ کار نہین معلوم ہوتا ہی یہ سنکے ملکہ رونے لگی اور فلک کو دیکھا عنقاے قلعہ دار بھی رو دیا کہ افسوس یہ پروردہ ناز و نعمت اور یہ تباہی ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ بہن کیون روتی ہو یہ وقت استقلال کا ہی سنا ہی کہ خاصان خدا ہی پر مصیبت بھی زیادہ نازل ہوتی ہی جب وہ وقت نہین رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا زندہ تو ہمین کوئی کیا پا سکتا ہی اگر پاسے گا تو مردہ پائیگا عالم مین نام رہجائےگا اور انجام بھی درست ہوگا جلد دو مرکب منگواؤ اور تبدیل لباس کرو نقابین منہ کے اندر کا حال کون جانسکتا ہی کہ عورتین ہین یا مرد

ہین غرضکہ اُسی وقت دو مرکب آئے دونون شاہزادیون نے مردانے لباس پہنے چہرون پر نقابین ڈالین اور گھوڑون پر سوار ہوکر چور دروازے سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہان عنقا نے قلعہ دار نے جواب تحریر کیا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ ساریق لقا سے بھی زیادہ ظالم ہے اسکا دوست ہمیشہ خراب دشمن ہمیشہ شاد سنجاب شاہ نے اُسکی اطاعت کا دم بھر کے کیا پھل پایا جو اور کوئی امید کرے اگر بادشاہ ہمارا خدا پرست ہوجاتا تو آج اس طرح گرفتار ہوکے کبھی نہ جاسکتا تمام اہل اسلام جانین دیتے مگر سنجاب شاہ کو ضرور رہا کرتے مین جنت کا راستہ چھوڑکر جہنم کی طرف کبھی نہ جاؤنگا مرنا ایک دن ضرور ہے اگر قضا آگئی تو بچ نہین سکتے اور اگر وقت قضا کا ابھی نہین ہے تو روئے زمین کا کوئی بھی بال نہین کرسکتا شاہزادیون کو تیرے سپرد کرکے نمکحرام اپنے کو مشہور کرین دنیا کی بھی لعنتی اُٹھائین اور عاقبت بھی بگاڑین یہ ننگ و عار کوئی سپاہی ہمیشہ کبھی گوارا نکریگا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر جبتک ہماری دم مین دم باقی ہے تجھے قلعہ مین قدم بھی تو نہ رکھنے دینگے اور جب ہم نہو نگے کوئی اور مددگار پیدا ہو جائیگا تم لوگ شاہزادیون کو پا نہین سکتے اب یہ خدا پرست ہوئین اور اُنھون نے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا اب خالق اُنکا نگہبان ہے یہ جواب تحریر کرکے اور نامہ تیر مین باندھکر پھینک دیا نامہ دار جواب نامہ کا لیے ہوئے اصنام سنگ انداز اور احجار سنگ انداز کے پاس آیا جب ان دونون نے نامہ پڑھا تو بہت غیظ آیا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر عنقا سے قلعہ دار کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا اب یہ تو انتظام صبح مین مصروف انتظام جنگ ہوئے ہین جب صبح ہوگی تو دیکھا جائیگا کہ کیا ہوا لیکن اول حال ملکہ سمن اندام اور تصویر برق جمال کا سنیے کہ یہ دونون جو قلعہ سے نکلکر چلی ہین تو اُنھون نے ایک سمت کو گھوڑے اُٹھا دیے نہ تو راستے سے واقف نہ راہبر ساتھ شب تاریک جنگل کا سناٹا اگرچہ تصویر برق جمال شیر دل عورت تھی لیکن پھر بھی بسبب ناتجربہ کاری اور عورت ہونے کے سناٹا صحرا کا دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوتے تھے اور سمن اندام سبز پوش کا تو چلو رون خون خوف سے خشک ہوا جاتا تھا وہ ہوا کا سناٹا پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہیبت ناک آوازین دل دہلائے دیتی تھین کیا تقدیر کی گردش اور زمانہ کا انقلاب پیش آیا تھا جان و آبرو کا خوف اُس صحرا مین لیے جاتا تھا جاتے جاتے صبح ہوگئی تو سامنے اک قلعہ دکھائی دیا اگرچہ سمن اندام یہ جانتی تھی کہ ابھی سرحد ہزار داستان مغرب کی باقی ہے اور یہ کوئی ملازم میرے باپ ہی کا اک قلعہ کا حاکم ہوگا زمانے کے انقلاب اور برگشتگی تقدیر سے یہ امید نہ تھی کہ اپنا نوکر بھی آشتی پیش آئیگا کیونکہ یہ خبر مشہور ہوگئی تھی کہ سنجاب شاہ گرفتار ہوگیا ہے ایک صوبہ دار قلعہ دار اپنے اپنے مقام پر خود مختار بن بیٹھا تھا اب ان شاہزادیون پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہے اور آنکھون مین نیند کا خمار بھی ہے گھوڑے سے رات بھر کی رہ روی سے تھک چکی ہین یہ پریشان ہین کہ کیا کرین اور کہان جائین اک درخت کے نیچے دونون نے گھوڑون کو روکا ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ بہن زین پوش بچھا کے بیٹھو گھوڑون کو چھوڑ دو کہ یہ بھی چر لین ہم تم بھی ذرا دم لے لین اسکے بعد دیکھا جائیگا یہان سے کسی اور شہر مین چلکر سرا وغیرہ مین قیام کرینگے کہ تھکان مٹ لے تو پتا ملکہ روشن بخت کا دریافت کرکے عملداری ساریق سے باہر قدم نکالین دونون شاہزادیان گھوڑون سے اُتر پڑین اور زین پوش بچھا کے بیٹھ گئین گھوڑون کو چھوڑ دیا کہ چرنے لگے ملکہ سمن اندام کو تو گھوڑے سے اُترتے ہی رات بھر کی زحمت سے بخار آگیا لیکن تصویر برق جمال بسبب عادی ہونے کے زیادہ پریشان نہ تھی لیکن سمن اندام کی حالت

اس قابل نہ رہی تھی کہ گھوڑے کی سواری مین سفر کر سکتی یہ حال دیکھکر تصویر برق جمال نہایت مضطر ہوئی اور رونے لگی نہ تو یہ ہو سکتا تھا کہ ملکہ کو چھوڑ کے قلعہ مین جاکر سواری کا بندوبست کرتی نہ یہان کوئی حفاظت کرنے والا تھا نہ جاتے بنتا تھا اور نہ ٹھہرتے بنتا تھا یہ اسی پریشانی کے عالم مین تھی اور سمن اندام شدت تپ سے بیہوش پڑی ہوئی تھی اول حال کچھ اس قلعہ کا بھی سن لیجیے کہ یہ قلعہ بہمن زہرمار خونخوار کا ہی سنجاب شاہ مغربی کی طرف سے بہمن اس مقام کا حاکم اور محافظ سرحد ہی یہ قلعہ پر ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا دو نقابدار آکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہین اور ملک سنجابیہ کی طرف سے چلے آئے ہین اسنے اپنے عیار کو بلا کے اس سے کہا کہ جاکے ان دونون نقابدارون سے دریافت کر کہ تم کہان سے آئے ہو اگر یہ شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہون تو انکو بلا لانا یا حال ملک سنجابیہ کا دریافت کرنا مین نے سنا ہی کہ وہان کوئی خدا پرست فقیر کہین سے آیا ہوا ہی اور اسنے ایسا عروج پکڑا ہی کہ ہمہ قدرت اسکے ہاتھ سے عاجز ہی بلکہ کچھ ایسی بد اقبالی آئی ہوئی ہی کہ خداوندگار ناراض ہوگئے ہین اور انھون نے ناوک اندازون اور سنگ اندازون کو تباہی شہر سنجابیہ کے واسطے بھیجا ہی عیار اسکا پیغام لیکر قلعہ سے نکلکر پاس ان شاہزادیون کے آیا اور اسنے پوچھا کہ ای نقابدار تم کہان سے آئے ہو اگر شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہو تو ہمسے بیان کر دیا قلعہ مین چلو کہ حاکم قلعہ کو کچھ حال شہر سنجابیہ کا تمسے دریافت کرنا ہی یہ سنکے ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ ہم واقع مین شہر سنجابیہ ہی سے آئے ہین اور ملک سمار لقیہ کو جائینگے اور تجھسے کیا بیان کرین چل تیرے مالک ہی کے سامنے کہدینگے ہمین ایک دن اور ایک رات قیام کرنا بھی منظور ہی کہ دوسرا نقابدار بیمار ہوگیا ہی ہر چند ملکہ نے آواز بنا کے بات کی مگر عورت کی آواز مرد سے کہان مشابہ ہوسکتی ہی عیار سمجھ گیا کہ اس حجاب مین کچھ اسرار ضرور ہی یہ مرد نہین بلکہ عورتین ہین اور عورتین بھی خاندان شاہی کی معلوم ہوتی ہین عیار نے کہا کہ مین جاکر نقابدار بیمار کے واسطے سواری لاتا ہون آپ نہ گھبرائین علاج نقابدار کا اچھی طرح کرلین جس وقت صحت ہولے اس وقت کوچ کیجیے گا یہ سنکے ان دونون شاہزادیون کو گونہ تسلی ہوئی اور پیغام لیکر خدمت مین بہمن زہرمار خونخوار کی آیا اور کہا کہ ای شہریار یہ دونون نقابدار مجھے عورت معلوم ہوتے ہین سواری میرے ساتھ بھیجیے تو ایک نقابدار بیمار ہی اسے سوار کرکے قلعہ مین لے آؤن قرینہ سے یہ پایا جاتا ہی کہ شہر سنجابیہ تباہ ہوگیا یہ عورتین خاندان شاہی کی تباہی کی حالت مین روپوشی کرکے نکلی ہین اسکا پتا بھی اچھی طرح معلوم ہوجائیگا اور اگر پسند آئین تو انھین بھی اپنے تصرف مین لائیے اسلیے کہ سنجاب شاہ کا اب خوف نہین رہا کہ وہ عتاب خداوندی مین گرفتار ہی اور کوئی اسکا کیا کر سکتا ہی اور کسکو معلوم ہی کہ کون تباہ ہوکے کدھر گیا چونکہ بہمن زہرمار خونخوار آدمی شوقین ہی اسنے باشتیاق دید ازوصال اسی وقت سواری منگاکر ساتھ کی عیار پالکی لیکر خدمت مین نقابدار کے آیا اور عرض کی کہ یہ پالکی حاضر ہی سمن اندام اس وقت تک بے حال ہو رہی تھی عیار نے اٹھانے کا قصد کیا کہ پالکی مین سوار کردون نقابدار دیگر یعنے ملکہ تصویر برق جمال نے منع کیا غرض یہ بھی نامحرم کا ہاتھ نہ لگے عیار نے سبب پوچھا نقابدار نے کہا کہ یہ شخص بدمزاج بہت ہی مین اسے سوار کیے دیتا ہون یہ کہکر سمن اندام کو اٹھاکر پالکی مین ڈالا آپ گھوڑے پر سوار ہوئی عیار نے دوسرے گھوڑے کو لیا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی جسوقت قلعہ مین پہونچی تو بہمن زہرمار خونخوار نے کہا کہ ای نقابدار آپ قلعہ کے برج مین رہنا پسند کرتے ہین یا شہر کے اندر کوئی مکان آپ کے رہنے کو دیا جائے تصویر برق جمال نے خیال کیا کہ شہر مین رہنا برا ہی ایسا نہو کہ راز فاش ہو کہا کہ ہمین برج مین رہنا پسند ہی کیونکہ یہ بلند مقام ہی ہوا بھی یہان کی اچھی ہوگی علاوہ اسکے ہوائے صحرا مریض کے لیے بہت مفید ہی بہمن نے قلعہ

کے برج شمالی مین انکو جگہ دی سامان راحت مہیا کر دیا اسی عیار کو خدمت کے لیے معین کیا کہ اگر یہ عورتین ہین اور حسین ہین تو معلوم ہو جائیگا ملکہ تصویر برق جمال نے دل مین شکر خدا کیا کہ وہ پریشانی تو دفع ہوئی اب یہان ایک یہی خوف ہی کہ راز نہ افشا ہو ذرا طبیعت سمن اندام کی سنبھل جاے تو کسی دوسری سواری کا بندوبست کرکے یہان سے بھی کوچ کرین دو ایک دن کی احتیاط زیادہ دشوار نہین ہی اور مقام بھی تنہائی کا ہی جب یہ آرام سے بیٹھ چکین تو عیار نے کھانا لا کے رکھا اور کہا کہ منہ ہاتھ دھو کے کچھ نوش کیجیے ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ تم چلے جاؤ تو ہم منہ دھوین اسلیے کہ اگر ہمکو صورت دکھانا ہوتی تو نقاب چہرہ پر کیون ڈالتے عیار وہان سے ہٹ گیا لیکن اسکو فکر یہی کہ کسی طرح انکو بیحجاب دیکھنا چاہیے لیکن آج اسنے قابو نہ پایا مگر قرینے سے خیال اسکا پختہ ہوتا جاتا ہی کہ یہ مرد نہین عورتین ہین یہان تخلیہ کرنے کے بعد دونون شہزادیون نے باری باری منہ ہاتھ دھویا کھانے پینے سے فراغ حاصل کیا اب سمن اندام سے تصویر برق جمال نے کہا کہ تم زیادہ پریشان ہو ذرا سو رہو تو بہتر ہی سمن اندام نے کہا کہ جس حال مین ہین ہون اسی حال مین تم ہو تمھین کب راحت نصیب ہوئی تم بھی سوؤ تو مین بھی سوؤن تصویر برق جمال نے جواب دیا کہ یہ کبھی نکرنا ایسا نہو کہ سونے کی حالت مین کوئی نقاب ہٹا کے صورت دیکھ لے اور راز فاش ہونے سے دوسری مصیبت پیش آئے مردون کی نیتین خراب ہوتی ہین جسپر آبرو کی حفاظت کو یہ جفائین اور صعوبتین گوارا کی ہین پھر اسکی حفاظت دشوار ہو جائیگی یہان تو کوئی اپنا نظر ہی نہین آتا اور یہ عیار جو موا آیا کرتا ہی یہ پردہ دری کی فکر ہی مین ہی یہ سنکے سمن اندام کا دل اور بھی دھڑکنے لگا لیٹی تو مگر خوف کے مارے نیند نہ آئی بعد کچھ دیر کے اٹھ بیٹھی اور کہا کہ ہان اب تم سو رہو تصویر برق جمال دوسری احتیاط یہ کی کہ اندر سے سب دروازون کی کنجیان لگا دین اور سو رہی قریب شام آنکھ کھلی دونون نے نمازین پڑھین اب کچھ کسل برطرف ہوا کہ شام کو پھر عیار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ دونون صاحب خاصہ سے فراغت کر رکھین کہ حاکم قلعہ آنے والا ہی اسسے حالات شہر سنجابیہ کے دریافت کرنا ہی یہ کہکے عیار چلا گیا ان دونون نے فریضۂ مغرب و عشا کو پہلے ادا کیا اور کھانا کھا پی کے بیٹھ رہے اتنے مین بہمن زہرمار خوار آیا اور قریب تقلیب بلادن کے بیٹھ گیا ملکہ تصویر برق جمال شنجرفی لباس پہنے تھی اور ملکہ سمن اندام آسمانی لباس زیب جسم کیے تھی بہمن نے شنجرفی پوش کی طرف خطاب کرکے کہا کہ ہان اب حالات شہر سنجابیہ کے بیان کیجیے شنجرفی پوش نے تمام واقعات بیان کیے بہمن زہرمار خوار نے کہا کہ دختر بادشاہ کہان ہی شنجرفی پوش نے کہا کہ وہ رفیع البخت کے قلعہ مین تھی جسوقت ہم شہر سنجابیہ سے نکلے ہین اسوقت تک تو وہ وہین تھی اب نہین معلوم کہ کیا حالت گذری بہمن زہرمار خوار نے کہا کہ بادشاہ شہر جبال کی دختر کو بھی تو کوئی خدا پرست سوار قدرت بن کے لے گیا تھا وہ کہان گئی مین نے سنا ہی کہ وہ ایسی حسین تھی کہ اسکے باپ نے اسے نذر خداوند کے واسطے رکھا تھا اور شادی اسکی نہین کی تھی یہ سنکے دل ملکہ کا تھرایا کہ بات پتے کی تھی اور خود ہی جوڑ دیتا تھا کہا کہ وہ بھی اسی قلعہ مین تھی جو ایک ملکہ برگزیدہ ہوگی وہی دوسری برگزیدہ ہوگی اور اے بہمن زہرمار خوار وہ اس شخص کی دختر ہی جو علاوہ بادشاہ ہونے کے پہلوان زبردست ہی اور ملکہ خود بھی سپہگری کے فن مین طاق و مشتاق ہی اسپر کوئی قابو نہین پا سکتا جبتک وہ خود نہ مطیع ہو یہ ہوا قدرت ہی مین طاقت تھی کہ ملکہ کو زیر کر لیا تھا اور ننھے اسکی خوبصورتی کے ذکر سے کیا کام گو اس وقت زمانہ ان لوگون سے ناموافق ہو رہا ہی مگر پھر بھی اس تباہی کی حالت مین بھی اگر انکو معلوم ہو جائے کہ قلعہ دار زہرمار خوار اس خیال کا آدمی ہی تو سرداران سنجاب شاہ اور سرداران ملک طرطوس جبالی

اور یہ فتح البخت اور سکندر اور اُنکے تمام عزیز تجھے قلعہ مین رہنا دشوار کردین اور تجھے دختر سنجاب کا نام لیتے شرم نہین آتی کہ وہ تیری آقازادی ہی تو وہی ہی کہ اُسکے باپ کا ادنے ملازم ہی بہمن نے کہا کہ ای نقابدار سنجاب شاہ اسیر ہو گیا اور معتوب درگاہ خداوندی ہوا اب وہ اک غلام سے بھی بدتر ہی اور مین اُسی طرح حکومت کر رہا ہون اب اگر سنجاب شاہ کی دختر میرے تصرف مین آئے تو سنجاب شاہ کے لیے جائے فخر ہی کہ وہ اب بادشاہ نہین رہا لیکن دختر اسکی بادشاہ کی بی بی کہلائیگی یہ باتین سُنکے ملکہ سمن اندام تو عرق عرق ہو گئی اور اسنے فلک کو دیکھا کہ کیا تیری گردش ہی کہ اک ادنے ملازم ہمارا ہماری نسبت یہ کہہ رہا ہی اور ملکہ تصویر برق جمال کو ایسا غصہ آیا کہ اسکا جی چاہا کہ تلوار مار بیٹھون مگر ضبط سے کام لیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب ایک دم اس قلعہ مین ٹھہرنا نہ چاہیے کہ جان و آبرو کا خطرہ ہی جس وقت بہمن اُٹھ کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو اسنے عیار سے اسنے کہا کہ یہ دونون نقابدار ضرور عورت ہین اور اپنی جان بچا کر ملک سنجابیہ سے بھاگی ہین کیونکہ انکی آواز بتاتی ہی کہ یہ مرد نہین اور تسخیر فی نوتس کا برا ماننا بھی اُس بات پر دلالت کرتا ہی کہ یہی دونون وہ شہزادیان ہین جنکو مین نے پوچھا تھا اج جس طرح ممکن ہو اس بات کو دریافت کر کے مجھسے کہہ تو کل مین نقابین انکے چہرون کی بجبر دور کر دون عیار نے کہا کہ صبح کو مین آپ سے کہدونگا یہ کہہ عیار وہان سے پلٹا اور صورت فقیرنی کی بنا کر آیا یہان بعد جانے بہمن زہر مار خوار کے سمن اندام نے کہا کہ بہن خدا کے واسطے اب یہان سے نکلو کہ یہ راز فاش ہوا چاہتا ہی تصویر برق جمال نے کہا کہ صبح ہوتے دو مرکب طلب کر کے شکار کے بہانے سے نکلینگے اور چلے جاینگے اتنے مین اک فقیرنی نے آکر سوال کیا سمن اندام نے جو کچھ کھانا بچا رکھا تھا اسکو دیدیا فقیرنی نے ہزارون دعائین دین اور عرض کی کہ مجھے سوجھتا کم ہی اگر حکم ہو تو رات بھر کے لیے یہین پڑ رہون یہ تو عورت کی صورت کو ترس گئی تھین کہا کیا مضائقہ ہی ذرا دل ہی بہلیگا فقیرنی مسہری کے پاس آکے فرش پر لیٹ رہی دونون شاہزادیان دروازے بند کر کے لیٹ کے سو رہین جب نفیر خواب بلند ہوئی تو پرندہ بے پر اپنے مقام سے اُٹھا اور تھوڑی تھوڑی بیہوشی سنگھا کر اسنے بند نقاب کھولے تو دیکھا کہ دو آفتاب محشر جلوہ گر ہین عیار کو سکتہ ہو گیا اور دیر تک محویت کے عالم مین دیکھا کیا چونکہ دروازہ صحرا کی طرف کا کھلا ہوا تھا کہ اس طرف سے کسیکے آنے کا خوف نہ تھا اور ہوا فراٹے سے ساتھ آرہی تھی تھوڑی ہی دیر مین اثر بیہوشی کا برطرف ہو گیا عیار یہ افسوس کر رہا تھا کہ اگر زمین سے ایک سینہ تجھے ملجاتی تو زندگی کا لطف حاصل ہو جاتا مگر بہمن زہر مار خوار کا اسکو دینا پسند کر لیگا یہ اسی سوچ مین تھا کہ تصویر برق جمال کو چھینک آئی بس جلدی سے پرندہ بے پر پھر لیٹ رہا وہان ملکہ نے منہ پر جو ہاتھ پھیرا تو بند نقاب کے کھلے ہوئے پائے بس یہ سمجھ گئی کہ راز فاش ہوا اور یہ کام سوا اُس فقیرنی کے دوسرے کا نہین ہی اب جو غور کیا دیکھا کہ سمن اندام کی نقاب کے بند بھی کھلے ہوئے ہین بس یہ تڑپ کے اپنی جگہ سے اُٹھی دیکھا کہ فقیرنی زمین پہ پڑی خراٹے لے رہی ہی تصویر برق جمال نے اک لات ماری اور کہا کہ او بلا سچ بتا تو کون ہی پرندہ بے پر لات کھا کے تڑپ گیا اور اُٹھ بیٹھا ملکہ نے ایک لات اور ماری اسنے اُٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا چونکہ تصویر برق جمال نہایت شہزور ہی ہرچند عیار نے ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا اور ملکہ نے خنجر گلو پر رکھ لیا اور کہا کہ جلد بتا تو کون ہی اور تو نے کیون بند نقاب کھولے جب دیکھا عیار نے کہ نہ بتاؤنگا تو یہ مار ہی ڈالیگی اُس وقت بولا کہ مین عیار ہون اور حکم بہمن سے مین نے یہ گستاخی کی بس تصویر برق جمال نے کہا کہ اے سمن اندام اُٹھو اور چلنے کی تیاری کرو ورنہ قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائیگا سمن اندام اُٹھ بیٹھی دونون نے بند نقاب درست کیے آلات حرب تن پر آراستہ کر کے عیار سے کہا کہ چلکر ہمارے گھوڑے ہمکو

وے ورنہ تیر تو خاتمہ ہو جائیگا بعد تو جو کچھ ہو سو ہوگئے جوکان عیار کے زور سے پکڑے یہ تو توبہ کرنے لگا اور عرض کی کہ
ابھی مین گھوڑے آپکے اصطبل سے کھلوائے دیتا ہون ملکہ نے ہاتھ اسکا مضبوط پکڑا اور کہا کہ چل عیار وہان
سے چلا آ اصطبل مین آیا دونون شاہزادیون نے گھوڑون پر ساز بھی اسی عیار سے کسوایا اور قلعہ کے دروازے
کی طرف چلین عیار کی جان نچھوڑی کہ ایسا نہو جاکر حاکم قلعہ سے کہدے جسوقت دونون نقابدار دروازہ قلعہ پر
پہونچے نگہبانون نے کہا کہ یہ کونسا وقت نادرست باہر جانے کا ہے تصویر برق جمال نے عیار کے کان مروڑے
اور کہا جلد سے نکلنے کی سبیل کر عیار نے نگہبانون سے کہا کہ یہ مسافر ہین انکا حرج ہوگا جانے دو آج کل رات کا سفر
مسافر کے واسطے اچھا ہے کہ گرمی کی شدت ہے نگہبانون نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا دونون شاہزادیان قلعہ
سے نکلکر ایک جانب چل کھڑی ہوئین اور وہ دروازے آکر عیار کی جان چھوڑی عیار سر بپاؤن رکھ کے بھاگا دل مین
کہتا تھا کہ کیا مرد مار عورت ہے جلدی سے قلعہ مین آتے ہی خوابگاہ مین بہمن زہر مار خوار کی گیا اور جگاکر کہا کہ غضب
ہوا مین نے عیاری کرکے بند نقاب کھول کے دیکھا وہ دونون نقابدار دو عورتین ہین کہ جنکا حسن مین مثل و نظیر نہین ہے
مین ایسا محو ہوا کہ وہ ہوشیار ہو گئین اور مجھکو دیکھ لیا مین نے بھاگنا چاہا جان نچھوڑی آخر اصطبل سے گھوڑے
لیے اور قلعہ سے نکل گئین لیکن وہ ایسی اختیار کی ہے کہ دریا ملیگا جلد چلیے بس یہ سنتے ہی زہر مار خوار جلدی
سے پشت مرکب پر بیٹھکے قلعہ سے نکلا اور بجانب صحرا اسی پتہ پر روانہ ہوا جو عیار نے بیان کیا تھا بعد اسکے عیار
اور چند سوارون کو ساتھ لیا کہ ہوا کوئی ضرورت پیش آئے آگے آگے دونون شاہزادیان گھوڑون پر سوار چلی جاتی
تھین پیچھے پیچھے بہمن گھوڑا مارے چلا آتا تھا کہ راستے مین دریا حائل ہوا یہ دونون شاہزادیان ٹھہر گئین اور
دیکھنے لگین کہ اگر کوئی پل ہو تو اسپر سے ہوکے نکل چلین یا کوئی بجرا کشتی وغیرہ ہو تو دریا عبور کرین یہ
اسی تردد مین تھین اور صبح ہو چکی تھی کہ گرد اڑی اور بہمن زہر مار خوار نمودار ہوا نقابدارون کو دیکھکر آواز
دی کہ تم مجھسے بچ کے جا نہین سکتی ہو اسلیے کہ خداوند سارنگ نے یہ نعمت میرے لیے گھر بیٹھے بھیجی
معلوم ہوا کہ تم میری ہی قسمت کی ہو اب یہی نکاح ہے جب چند دن ساتھ ہوگا اور رسم دنیا ادا ہوگی تو دل ملجائیگا
بس یہ سنتا تھا کہ ملکہ تصویر برق جمال کو غصہ آگیا کہا او ظالم کیا تو نے مجبور سمجھ لیا ہے ارے مین وہ عورت
ہون کہ فنون سپہگری سے بخوبی آگاہ ہون اور خدا نے میرے بازوون مین قوت بھی عنایت کی ہے
اور یہ شوق بھی اسی سبب سے ہوا تھا کہ اگر کوئی وقت آپڑے تو اپنی عزت کی نگہبانی کر سکون اور آبرو بچا
سکون ہان یہ نازنین ایسی نہین ہے تو جس وقت تک میرے دم مین دم ہے تو اسکی طرف بھی نظر اٹھا کے نہین
دیکھ سکتا ہے بہمن زہر مار خوار یہ سنکے ہنسا اور پکارا کہ جان من معشوقون کی صفت قتال ہی ہوتی ہے مین کیا
خوش نصیب ہون کہ دو دو معشوق ملے ایک قتال اور ایک نازک اندام بس اگر عزت سے چلنا ہے تو میرے
ساتھ چلو ورنہ باندھ کے لیجاؤنگا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور ملکہ تلوار
کھینچے کھڑی تھی کہ بہمن زہر مار خوار کبھی منت کرتا تھا کبھی دھمکیان دیتا تھا کہ اس طرف سے شہزادہ سہراب
بن رستم ثانی کا چلا آتا تھا شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا لشکر سے آگے بڑھ آیا تھا ایک آہو کے تعاقب مین
گھوڑا اڑاتا تھا آہو اس مقام پر آکر ان سوارون کو دیکھکر جھجکا بس رکنا تھا کہ سناٹا پیدا ہوا اور دم پر تیر لگا
کہ سینے کو دل سمیت توڑتا ہوا نکلا چلا گیا آہو اچھل کے گرا ساتھ ہی سہراب بھی قضا کی طرح پہونچا اور
مرکب سے کود کر آہو کو ذبح کیا ذبح کے وقت تکبیر بآواز بلند آواز سے کہی یہ آواز ملکہ سمن اندام نے
سنی سمجھ گئی کہ یہ کوئی مرد مسلمان ضرور ہے ادھر بہمن زہر مار خوار نے دیکھا کہ ایک شخص غیر آگیا ہے ایسا نہو
یہ حصہ بٹائے اور ایک نازنین کو لیلینے کا قصد کرے آدمی منچلا اور سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے بس

اسنے آنکھ بچا کر حلقہ اسے کمند ملکہ پر پھینکا کہ گرفتار کرکے لیجاؤن تصویر برق جمال نے تلوار سے ایک حلقہ کو کاٹا اور
باقی حلقون کو خالی دیکر بہمن پر تلوار ماری بہمن نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لون ممکن نہوا دختر ملکہ نے
ہاتھ چھڑانا چاہا بہمن بھی زبردست تھا ہاتھ نچھوٹا اب جھٹکے چلنے لگے یہانتک کہ انھین جھٹکون مین بند
نقاب کے ٹوٹے اور ہوا سے نقاب الٹ گئی نظر جو بہمن کے چہرہ پر ملکہ کی پڑی بیخود ہوگیا کہا کہ اب مین تجھے
کب چھوڑتا ہون دہان سہراب نے جو آہو فتح کرکے فرصت پائی اور دیکھا کہ ایک نقابدار سے لڑائی ہو رہی
ہی آگے بڑھ آئے کہ تماشا دیکھے کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا ہی جنگ کس بات کی ہی جو حق پر ہو
اسکی نصرت کیجیے یہان دیکھا تو نقاب کا بند ٹوٹا ہوا ہی چہرہ عورت کا نظر آرہا ہی ملکہ کہہ رہی ہی کہ او نمک حرام دیکھ تجھ
پر بجلی نہ گرے گی اگر تو میرا ہاتھ پکڑے ہوے ہی مین ناموس ہون اس شخص کی جو صاحبقران اوسط کہلاتا ہی اگرچہ
تو میرا کچھ بنا نہین سکتا لیکن یہ کیا کم ہی کہ گردش تقدیر سے مین تیرے سامنے بے پردہ ہون جس وقت مین
اپنے شوہر کے سامنے جاؤنگی اور وہ سرگذشت میری پوچھیگا تو یہ حال سن کے اسکے قلب پر کیا گذریگی اور مجھسے
کیونکر بیان ہوسکیگا خدا پرستون نے خداوندیان انکا ڈھا دی ہین تو کیا چیز ہی قلعہ کا نشان بھی تو باقی نہ رہیگا
بہمن نے کہا کہ خدا پرستون نے بہتون کی عورتون پر قبضہ کیا ہی آج ہی تو اسکے عوض کا موقع ملا ہی ملکہ نے کہا
کہ خدا پرستون نے کسی کے ناموس پر کبھی نظر نہین ڈالی ان شوہر دار کو بدنظر سے بھی نہین دیکھا تیری آنکھین
پھوٹ جائینگی یہ باتین جو سہراب نے سنین اور نام صاحبقران اوسط کا آیا کان انکے کھڑے ہوے تاب
ضبط نہو سکی قریب آئے اور بہمن کو ڈانٹا کہ چھوڑ دے ہاتھ اس عورت کا تجھے عورت سے مقابلہ کرتے
شرم نہین آتی اور پھر کچھ بنا بھی نہین سکتا مین دیر سے دیکھ رہا ہون کہ زور ہو رہے ہین جتنا تو اسکو کھینچتا
ہی اتنا ہی وہ عورت تجھے کھینچ لیجاتی ہی اور وہ اپنے کو ناموس غیر بتا رہی ہی اور تو اس سے اظہار محبت
کر رہا ہی جا دور ہو میرے سامنے سے ورنہ اتنے کوڑے مارونگا کہ کھال گرا دونگا بہمن اپنے غرور مین تھا بولا کیا
بکتا ہی تجھے شاہون کے معاملات مین کیا بحث جب ہمین پسند آگئی تو ہماری معشوقہ ہی کسی کا ناموس کیسا بس
یہ سننا تھا کہ سہراب نے کوڑا مارا کوڑا کھاتے ہی بہمن بلبلا گیا جلدی سے ہاتھ ملکہ کا چھوڑ دیا ملکہ نے تلوار
مارنے کا قصد کیا تھا کہ سہراب نے منع کیا اور کہا کہ مین اسکو سزاے معقول دیتا ہون بہمن نے سہراب
کی طرف پلٹ کے تلوار ماری سہراب نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ
کے زین سے اٹھا لیا اور زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا سہراب نے کمند سے مشکین اسکی باندھ کے
درخت سے باندھ دیا اور کوڑا لے کے کھڑا ہوگیا اتنے کوڑے مارے کہ بہمن بیہوش ہوگیا جو دو ایک سوار
ساتھ بہمن رہبر یا رہوار کے آئے ہوے تھے وہ قلعہ کی طرف بھاگے ہوے گئے اور بہرام بن بہمن سے
اطلاع کی کہ باپ کو تمھارے ایک سرحوش نے درخت سے باندھ دیا ہی اور کوڑے مار رہا ہی بہرام چونکہ
سلیم الطبع اور نیک طبیعت تھا بہمن کے حرکات سے نفرت کرتا تھا اسنے کہا کہ یہ نتیجہ کجراہی اور بدافعالی کا تھا
مگر حقوق پدری کا خیال کرکے فوج کو ساتھ لیکر بغرض رہائی بہمن قلعہ سے نکلا ادھر یہان سہراب نے ملکہ
سے کہا کہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور یہانتک کیونکر آئین اور صاحبقران اوسط کون شخص ہی
ملکہ نے کہا کہ اے شخص تو ہمارا محسن ہی بس اتنا احسان اور کر کہ ہمین راستہ ملک روشن بخت کا بتا دے
ہم نے سنا ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام وہان رونق افروز ہین تو بھی مسلمان ہی اس سے اپنی حاجت بھی بیان کی
ورنہ یہ بھی نہ پوچھتے اتنی رازپوشی کر یہ تو رسوائی ہو چکی اب گر تجھے اپنے حالات مفصل بیان کرنا ہو تو کہین بھی
مثل بہمن کے بدرگ عزت نہو وہ لعین ایسا تھا کہ میرا کچھ بنا نہین سکتا تھا تو بلاشک اسیر کرے گا سہراب نے

کہا کہ بادشاہ اسلام پاس کس غرض سے جاؤگی ملکہ نے کہا کہ اب ہمارا گھر تو اُجڑ گیا سو وہان کے ہمارا اور کہان
ٹھکانا ہی اگر خدا بچھڑے ہوؤن سے کبھی ملائیگا تو خیر ورنہ زندگی تو موت سے بدتر ہو ہی چکی ہی سمن اندام
سے ضبط نہو سکا کہا ای شخص تو نے آہو کو ذبح کرتے وقت تکبیر کہی اس سے مجھے معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہی تجھے
قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ ہمارے ساتھ دغا نکرنا للہ ہم بیان کیے دیتے ہین نام میرا سیمین اندام سبز پوش
ہی مین دختر ہون سیحاب شاہ مغربی کی اور یہ نازک اندام شیر دل مرد خصال عورت دختر ملک طرطوس
جبالی کی ہی اور ناموس ہی سکندر رستم خو کی اور میری جان آبرو کا مالک صاحبقران بن صاحبقران
رفیع البخت نوجوان ہی یہ سنکے سہراب نے کہا کہ پھر یہ تباہی کیونکر آگئی ملکہ نے سب حال مفصل بیان کیا اتنے
مین لشکر بھی سہراب کا آگیا شاہزادہ نے جلدی سے خیمہ برپا کرائے دونون شاہزادیون سے کہا کہ اب
اس خیمہ مین بیٹھو اگر تم سکندر و رفیع البخت کی منظور نظر ہو تو ہماری بھی کوئی ہو کبھی تم نے ان دونون کی
زبانی نام سہراب کا بھی سنا تھا یہ نام سنکے دونون شاہزادیون کو اطمینان ہوا اور خیمہ مین داخل ہوئین
سہراب نے اپنی خیمہ مین اپنی معشوقہ ملکہ لعلان سرخ پوش کو بھی بھیج دیا لشکر کو خیمہ کی حفاظت کے واسطے
معین کیا اور بہمن کو قید کر لیا اتنے مین گرد اڑی اور ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام بن بہمن اپنے
باپ کو رہا کرنے کی غرض سے آتا ہی فرمایا آنے دو کچھ پروا نہین ہی اور مرکب کو چھیڑ کر آگے بڑھ گئے اتنے مین
سامنے سے بہرام نمودار ہوا سہراب نے نقاب سرخ چہرہ پر ڈال لی ہی جب نظر بہرام کی نقابدار یاقوت
پوش یعنے سہراب بن رستم پر پڑی تو پکارا کہ ای سرخ پوش اگر تو عورت ہی تو مین تجھسے مقابلہ کرنا نہین چاہتا
بہتر یہ کہتا ہون کہ میرے باپ کو رہا کر دے جیسی حرکت اسنے کی تھی اسکی سزا پائی آیندہ سے مین ذمہ دار
ہون اور اگر مرد ہی تو آ مجھ سے سامنا کر یہ سنکر سہراب کو تعجب ہوا کہ ایسے بدسرشت کا پسر اور ایسا نیک طینت
فرمایا کہ ای بہرام ایسے باپ سے کنارہ کشی بہتر تجھے اسکی رہائی کے واسطے آتے ہوئے شرم بھی نہ آئی اور مین
مرد ہون تو مجھ سے سامنا کر اگر غالب آئیگا تو اپنے باپ کو رہا کر لیجانا اور اگر مغلوب ہوا تو جبتک تو دین
اسلام نہ قبول کریگا رہا نہ کرونگا بلکہ زندہ نچھوڑونگا یہ سنکے بہرام نے کہا کہ اگر میرے بازوون مین خداوند
سامری نے طاقت دی ہی تو غالب آؤنگا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر بہرام نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر
سہراب کے وار کیا سہراب بن رستم نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکال دیا
بہرام نے تعریف کی اور تلوار کمر سے کھینچی سہراب نے بھی تلوار کھینچی وار چلنے لگے دو تین ضربون کی رد و بدل مین
مرکب بہرام کا مارا گیا بہرام مرکب سہراب کی طرف چلا کہ اسے بھی پی کر دون ممکن نہوا اسلیے کہ شاہزادہ نے
بھی یہ خالی کیا بہرام نے لپٹ کے تلوار ماری سہراب نے کلائی پکڑ لی اسنے تلوار چھوڑ کے گریبان مین
ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کی کشتی مین سہراب نے لنگ بہرام کا توڑا اور سر سے بلند کر کے آواز دی
کہ کہو کیا کہتا ہی بہرام نے کہا کہ ای نقابدار تیرا مثل نہین ہی تا زندہ ہم بندہ ہم شاہزادہ نے آہستہ سے چھوڑ دیا
بہرام نے عرض کی کہ ای شہریار مین وعدہ وفائی کو موجود ہون مجھے کلمہ تلقین فرمائیے سہراب نے کلمہ پڑھایا
بہرام از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ اس دین مبین کو اختیار
کرے ورنہ جہان چاہے چلا جائے سبنے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپکا دین وہ ہمارا دین اب سہراب
نے بہمن کو طلب کیا جسوقت بہمن سامنے آیا اور فرزند کو اپنے دیکھا کہا کہ معلوم ہوتا ہی تو بھی زیر ہوا
بہرام نے کہا کہ بیشک بہمن نے کہا کہ افسوس کہان اس ظالم نے آ کے دراندازی کی ہی سہراب نے کہا
کہ ابھی دماغ کا تیرے خلل برطرف نہین ہوا ہی بہمن نے کہا کہ عشق کا ناسور ایسا نہین ہوتا جو بھر جائے

بہرام نے کہا کہ آپکو شرم نہیں آتی کہ زیر ہوے کوڑے کھائے اور پھر یہی باتیں آپ کرتے ہیں اس شہریار نے عہد توڑا
بصورت کو کام دیا دوسرا ہوتا تو قتل کر ڈالتا اب بہتر یہ ہے کہ اپنے افعال سے توبہ کیجیے اور دین خدا پرستی اختیار
کیجیے بہمن نے دیکھا کہ اب بیٹا بھی دشمن ہوا چاہتا ہے اور بغیر مسلمان ہوے یہاں نہیں بچتی ہے مجبوراً کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
سہراب نے بہمن کو خلعت دیکے رخصت کیا یہ تو جانب قلعہ روانہ ہوا لیکن بہرام نے عرض کی کہ ای شہریار
گو یہ میرا باپ ہے مگر مجھے اسکے اسلام لانے کا اعتبار نہیں اسلیے کہ میں اسکی حرکات سے خوب واقف ہوں دیکھا
کہ خیر دیکھا جائیگا وہاں ملکہ لعلان سرخ پوش نے جو دونا زنینیں اور دیکھیں اسکو بدگمانی ہوئی غصہ سے سرخ
ہو گئی اور آتش رشک مشتعل ہوئی مگر ضبط سے کام لیا جب شاہزادہ سہراب ثانی دربار برخاست
کر چکے تو خیمہ میں تشریف لائے پہلے کہدیا کہ میں آتا ہوں یہ دونوں آگاہ ہو چکی تھیں کہ یہ سہراب بن رستم ربیع البخت
کا بھتیجا اور سکندر کا بھائی ہے اس سے پردہ کیسا شاہزادہ نے آتے ہی پوچھا کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہے ان
دونوں نے جواب دیا کہ ہم بہت راحت سے ہیں سہراب نے سنانے کی غرض سے کہا کہ میں جو کہتا تھا وہ نہیں ہوں
اگر یہ بہانہ نکرتا تو تم میرے دام میں کیونکر پھنستیں جسوقت بند نقاب تمہارا مقابلے کی حالت میں ٹوٹا ہے تو میں
صورت دیکھکر عاشق ہو گیا اور اب دیکھو تمکو قبضہ میں کیا یہ سنکے سمن اندام تو تھر تھر کانپنے لگی اور
تصویر برق جمال نے کہا کہ جو ملتا ہے وہ دشمن آبرو ملتا ہے کیا تقدیر ہے اگر جسوقت سکندر روز ربیع البخت
کو معلوم ہوگا تو جو حال تمنے بہمن کا کیا ہے یہی حال تمہارا ہوگا سہراب مسکرا رہا ہے اور یہ دونوں شاہزادیاں
پریشان ہو رہی ہیں نام سکندر روز ربیع البخت کا سنکے لعلان سرخپوش کے خیالات بر طرف ہوے
اب اسنے بھی چھیڑا کہ پہلے تو خوشی خوشی چلی آئیں اب ایک ہمچشم کو جو دیکھا تو پاک دامن بنے لگیں تصویر
برق جمال کو غصہ آیا اور کہا کہ جس طرح تم اسکے پاس آئی ہو اسی طرح سبکو جانتی ہو ۵ ہمہ را بر زبان بستہ
بمہر دہر و + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + ملکہ لعلان سرخپوش نے آخر کو اطمینان دلایا کہ سب سے نسبت ہنسنے
کا ہے اس وجہ سے یہ ہنستے ہیں اور ستاتے ہیں سہراب بن رستم یہی ہیں اب تم اطمینان رکھو بعد اسکے شاہزادہ
سہراب بن رستم دوسرے روز کوچ کرکے طرف ملک پنجابیہ کے روانہ ہوے اور شام کو پھر مقام کیا وہاں
بہمن زہر مار خوار جو قلعہ میں گیا اپنے پرندہ بے پر عیار سے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکال کہ وہ قتال عالم
جو مجھسے لڑی تھی وہ میرے قبضہ میں آجائے پرندہ بے پر نے کہا میں جاکر کوشش کرتا ہوں اگر ملتی
ہے تو بیہوش کرکے لیے آتا ہوں یہ کہکر پرندہ بے پر جامہ عیاری تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا اور
بہمن سے کہدیا کہ رات کو آپ بھی تھوڑی سی فوج لیکر آجائیگا کہ ملکہ کے لانے میں دشواری نہو بہمن بکمال
رات کو پوشیدہ طور پر چند سواروں کو ساتھ لیکر تعاقب میں لشکر سہراب کے روانہ ہوا یہ خبر بہرام کو ہوئی
کہ آج تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر والد آپ کے کہیں گئے ہیں کچھ باتیں عیار سے ہوئی تھیں یہ سنکے بہرام
سمجھ گیا کہ یہ ملکہ کی فکر میں گئے ہیں پس یہ بھی قلعہ سے تنہا نکلکر روانہ ہوا جس مقام پر شاہزادہ سہراب نے
قیام فرمایا تھا وہ جگہ بافضا تھی خیمہ ملکہ کے قریب چند درخت لگے ہوے تھے پرندہ بے پر عیار وہاں چھپکے
بیٹھ رہا جب نصف شب گذر گئی اور سب محو خواب ہوئے تو یہ عیار پشت خیمہ چاک کرکے اندر خیمہ کے آیا
اور ملکہ تصویر برق جمال کو بیہوش کرکے لے نکلا اس طرف سے یہ پشتارہ بدوش جاتا تھا اور ادھر
سے بہرام آتا تھا بہرام نے ڈانٹا کہ کون ہے عیار نے اپنے مالک کا فرزند جانکر راز بیان کر دیا بہرام نے
کہا کہ کیا تو نے دین اسلام نہیں اختیار کیا پرندہ نے کہا کہ حسب مصلحت وقت کے موافق جان بچانے کی غرض
سے آپکے والد ماجد نے کلمہ پڑھ لیا تھا اسی طرح میں نے بھی اسلام اختیار کیا تھا نہ وہ دراصل مسلمان

ہوے ہیں نہ میں مسلمان ہوا ہوں یہ سنکے بہرام نے کہا کہ دے اشتارہ مجھے بدنام کرائیگا غضب کیا تونے کہ ملکہ کو پھر لے آیا اتنے میں بہمن بھی آپہونچا فرزند کو برا بھلا کہنے لگا بہرام نے کہا کہ کافر باپ کی اطاعت واجب نہیں بہمن نے کہا کہ مجھے تو کافر کہتا ہے ایسی نالائق اولاد کا زندہ رہنا اچھا نہیں جو باپ کے عیش میں خلل انداز ہو یہ کہکر تلوار بہرام کو ماری بہرام نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو بہمن کو قلم کر کے تلوار جلدگاہ اتر آئی پرندہ بے پر اشتارہ بھیانک کے بھاگنے پر تھا کہ بہرام نے تیر بالشت پر مارا کہ سینہ توڑ کے پار ہو گیا اب بہرام حیران تھا کہ ملکہ کو کیونکر ہوشیار کر اسکے بھجوا دوں کہاں سے اثر بیہوشی برطرف ہوا اور ملکہ ہوشیار ہوئی تو اپنے کو صحرا میں پایا قریب اپنے اک لاش پڑی دیکھی اور ایک شخص کو سرہانے کھڑے دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے کہیں میں خواب پریشان تو نہیں دیکھ رہی ہوں یہ سوچ کے آنکھیں بند کر لیں وہاں بارہ دری جو ہوشیار ہوئیں اور ملکہ کو نہ پایا قنات چاک دیکھی شور کرنے لگیں کہ ملکہ کو کوئی لے گیا جلدی سے محافظوں نے جاکر شاہزادہ سہراب بن رستم کو اطلاع دی کہ ملکہ کو کوئی لیگیا بس یہ سن کے شاہزادہ پریشان ہوا سیارہ ثانی سے کہا کہ تو نے یہ کیسی حفاظت کی جہاں سے بنے ملکہ کو پیدا کرو ورنہ میں سکندر کو کیا منہ دکھاؤنگا سیارہ آیا اور پتہ پہچان کر نشان قدم دیکھتا ہوا چلا اور شاہزادہ سہراب کی گھوڑے پر سوار ہوکے چل کھڑے ہوے کبھی گھوڑا دوڑا کے ادھر نکل گئے کبھی ادھر دیکھا کہ اک مقام پر کوئی سوار کھڑا ہے آواز دی کہ کون بہرام نے آواز پہچانی اور عرض کی کہ ای شہریار آپکا گنہگار جلد ادھر تشریف لایئے سہراب نے اس پریشانی میں آواز نہیں پہچانی قریب آئے تو بہرام کو دیکھا اور ملکہ تصویر حیرت جمال کو پہچانا پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے بہرام نے لاش اپنے باپ کی اور اسکے خیانت کی دکھائی اور سارا ماجرا بیان کیا شاہزادہ سہراب بن رستم نے آفرین کی ملکہ کو خیمہ میں بھجوا دیا اور آپ پلٹ کے پھر قلعہ میں آئے اور بہرام کو تخت نشین اور خراج معاف کر کے وہاں سے کوچ کر کے طرف گلستان باختر کے ہنسی خوشی روانہ ہوئے

چند کلمے داستان شوکت بیان زیب و رنگ جہانبانی گوہر تاج کشورستانی سلطان عالی مقام یعنی بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران ذی احتشام کے بیان کیے جاتے ہیں اس طرح کہ پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ میں اور گرفتار سحر ہونا سرداران اسلام کا تعلیم اسم اعظم ہونا صاحبقران عالی شان کو مسلمان ہونا سکندریہ نشین کا باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس بر آغاز داستان

نگاہ آنکھ سے ای یار ماہرو نکلے ۔ کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے
تری تلاش میں جو جا سے چار سو نکلے ۔ ہجوم شوق میں جب دل کی آرزو نکلے
کہ یہ وہ کعبہ کا ستون دہان بھی تو نکلے

سنا ہے لوگوں سے سودے کی سرنوشت کو ۔ خود اپنی آنکھ سے دیکھینگے اسکے صورت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو ۔ وہ آتے ہیں مرے گھر امتحان وحشت کو
خدا نکرہ وہ کہیں جیب میں رفو نکلے

تجھی کو دیکھوں دم نزع آنکھ بھرتے وقت تو ہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت میں بھی اُترتے وقت یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتے وقت
تڑاپ تڑاپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہے کہ رہو ترا مرے رو پر جبین جبین پہ ہو ابرو ہو یار ابرو پر
کہاں نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر مچل کے سیر تو کبھی کہ دے میرے زانو پر
کہ کچھ تو اس تڑپنے بیکس کی آرزو نکلے

ذرا کمک سحری اے خالق صمد کرنا کوئی عدو ہوا گر راہ میں تو رد کرنا
کچھ اسکے ساتھ ہی اے آہ تو بھی کد کرنا چلا ہوں اُس طرف اے جذب دل مدد کرنا
کہ مجھسے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے غصہ مرا اپنے قلب مضطر پر یہ لایا چاہتا ہے مفت کی بلا سر پر
کہیں یہ راز نہ کھلجائے میرے دلبر پر خدا ہے حور کی خواہش ہے یار کے در پر
ستم ہی ہوا گر اسدم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیگا کون بت آکر دلوں کو کردیا بسمل سبھوں کے تڑپا کر
اذان سے پردے میں کرتے ہیں نالے آکر حرم میں کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو زہاد بے وضو نکلے

فراق دوست میں جی کھونے والوں کو دینا غم و ملال میں خوش ہونے والوں کو دینا
ضرور اشکوں سے منھ دھونے والوں کو دینا ذرا ذرا سا سبھی رونے والوں کو دینا
جو میری آنکھ سے دل کا کبھی لہو نکلے

زہے کھل گئے حضرت کے سب خدائی پر غرور تھا بس اسی زہد کی کمائی پر
ہنسے تھے یاس کی تم طاعت دوپائی پر تمہیں تو ناز تھا نواب پارسائی پر
تمہارے گھر سے تو مے کے کئی سبو نکلے

ہے بزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شکر نوا سرا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام نے مہینہ
بھر سے زیادہ انتظار کیا مگر نہ رفیع البخت پلٹ کے آئے نہ کوئی خبر ملی بلکہ جو برا سے مدد یا دریافت
حال کو گیا وہ بھی واپس نہ آیا ظل اللہ نہایت پریشان ہوئے صاحبقران سے ارشاد فرمایا کہ اگر
آپ کی رائے ہو تو چلکے بہارستان مغرب ہی کی سیر دیکھئے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کفار نے
بھتروت پکڑی ہے صاحبقران نے بھی بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا اور کوچ کر کے روانہ ہوئے
اور جاتے جاتے اک مقام پر پہونچ کے قیام کیا کہ نام اس مقام کا بیابان سکندریہ ہے حاکم یہاں کا
سکندر دیرہ نشین ہے یہ شخص نہایت مغرور اور ساحر زبردست ہے لوگ اس مقام کے سکندر دیرہ نشین
کو پیشوائے دین اپنا سمجھتے ہیں جسقدر کفار ہیں سب اسکو مانتے ہیں جب یہ خبر سکندر دیرہ نشین کو
ہوئی کہ بادشاہ لشکر اسلام تشریف لائے ہیں اور ہراول لشکر معدول بن عدیل بن پہلوان عادی
پیش خیمہ لیکر آگیا ہے اور سنا گیا ہے کہ اس مقام پر بادشاہ اسلام تین چار روز قیام بھی فرمائینگے کہ بہار
اس صحرا کی دلچسپ ہے یہ سن کے سکندر دیرہ نشین اپنے دیرہ سے نکلا مگر تماشا آمد سرداران اسلام کا
دیکھنے کو اک پہاڑی پر آیا اور اپنے چیلوں کو لیکر مقیم ہوا کہ یکایک ازپرہ کہ بیابان گرد سے برخاست

مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا اسقدر گرد اڑی تھی کہ ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ ایکایک ہوا نے بار اگرد کو گرد نے مارا ہوا اسکو دل گرد سے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی علم بردار ہاتھوں پر لیے ہوئے تھے بارہ سو فیل جنگی جھومتے ہوئے نمودار ہوئے تمام صحرا انھیں سے معلوم ہوتا تھا عقب میں ان فیلان جنگی کے بارہ لاکھ سوار و پیدل تھے سکندر دیرہ نشین سمجھا کہ کل لشکر اسلام ایک ہی مرتبہ آگیا بعد اس لشکر کے گذر جانے کے سواری دارائے ہند طلحہ بن لندھور کی نمودار ہوئی سکندر سمجھا کہ صاحبقران یہی ہیں لیکن ہرکاروں نے آکر بیان کیا کہ یہ شخص سالار لشکر میمنہ طلحہ بن لندھور ہے یہ خاص اسکی فوج ہے ابھی فوج صاحبقران نہیں آئی ہے اس وقت سکندر کی آنکھیں کھل گئیں دل میں کہا کہ اللہ اکبر کل فوج کتنی ہوگی جب ایک سردار کی فوج اتنی بڑی ہے یہ لوگ اپنے خیمے برپا کر رہے تھے کہ پھر گرد اڑی اور اسی ہزار نیزہ بازوں سے مملوک بن مالک پہونچے سکندر نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ میسرہ فوج کا سردار ہے گو فوج جاہ و حشم اسکے ساتھ کم ہے لیکن مرتبہ میں طلحہ کا ہم پلہ ہے اسکے بعد پھر گرد اڑی اور گرد میں بہرام جنی بیٹا بہرام گرد بن خاقان چین کا کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور جانب دست راست خیمہ زن ہوا ہرکاروں نے آکر بیان کیا کہ یہ شخص پسر خواندہ صاحبقران اول ہے سب لوگ اسکا ادب اولاد صاحبقران کی طرح کرتے ہیں بعد اسکے ہمزرنگ بن مرزبان خراسانی بھی اسی جاہ و حشم سے آکر جانب دست چپ خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قران فیل زور رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اسکے بعد بہلول شیر دل رفیق شاہزادہ بدیع الملک مالک قلعہ اسکندریہ نہایت جاہ و تجمل سے آکر خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور تہمتن گرد رفیق شاہزادہ فتح البخت آنکے فوج قران کی سمت ٹھیرے اس لشکر کی آمد میں شام ہوگئی جو سردار آتا تھا سکندر دیرہ نشین جانتا تھا کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں جب آمد لشکر موقوف ہوئی اور شام ہوگئی تو سکندر دیرہ نشین اپنے مقام پر آیا لیکن ہوش پرواز کر گئے تھے کہ بھلا ان لوگوں سے کون لڑ سکتا ہے جنکے ساتھ اتنی بڑی جمعیت ہے اور ہر سردار رستم وقت و اسفندیار زمان ہے رات بھر اسکو نیند نہیں آئی جب دوسرا دن ہوا تو پھر سکندر دیرہ نشین اشتیاق میں آکر اسی پہاڑی پر بیٹھا جس طرف سے فوج اسلام آرہی تھی دیکھا سکندر نے کہ ایک گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین و آسمان کو ایک کر دیا یہ سمجھا کہ اب صاحبقران کی سواری آتی ہے لیکن جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ علمہائے سرخ کے پھریرے اڑتے ہوئے ہر ایک پر کلمۂ طیبہ تحریر ہے فوج کے جوان بھی سرخ پوش ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرا میں لالہ کھلا ہوا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ فوج صاحبقران اوسط شاہزادہ سکندر رستم خو کی ہے مظہر پریزاد سالار سکندر کا اس فوج دریا موج کا سپہ سالار ہے اسنے آتے ہی بارگاہ یاقوت نگار برپا کی لشکر اترنے لگا دوپہر کامل سکندر کا لشکر آیا کیا کوئی سردار ایک لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ سے آکر پہونچا کوئی ایسا نہ تھا جسکے ساتھ چالیس ہزار سے کم کی فوج ہو دوپہر بعد جو گرد اڑی تو فوج شاہزادہ سہراب ثانی کی آنا شروع ہوئی اسکے بعد محتشم بن ہاشم تیغ زن کی سواری نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ آئی آج ان تین سرداروں کے لشکروں کی آمد میں دن تمام ہوگیا جب تیسرا دن ہوا تو پھر فوجیں آنے لگیں شاہزادہ جمہور تا کئی لاکھ سوار پیدل کی جمعیت سے پہونچے انکے بعد شاہزادہ بہارستان مغرب فریبرز بن فرامرز

عاد مغربی سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچے انکے بعد شاہزادۂ بلقیس بن قمهور دلیر ور آئے
بعد انکے شاہزادۂ داراب ثانی بہت بڑی فوج سے پہونچے پھر گرد اڑی اور مظفر بن غضنفر پہونچے
بعد انکے شاہزادہ وحید الملک آئے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے جب چوتھا دن ہوا تو پہر دن چڑھے
تک توقف آیا یعنی انکے بعد لشکر شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کا آنا شروع ہوا عادیون کے لشکر
کو دیکھکر ہر ایک کے زہرے آب ہوتے تھے بہرام عاد سپہ سالار تھا جالوس عاد اور سالوس عاد وغیرہ کئی لاکھ
عادیون سے پہونچے سیلاب شاہ بادشاہ لشکر تھا اسکے بعد زنگیون کی فوج آنے لگی تین پہر کامل انکی
فوج آیا کی آخر مین سواری شہنشاہ صف شکن کی آئی کہانتک بیان کیا جائے آٹھ روز تک برابر فوجین
آیا کین تمام بیابان اسکندریہ فوجون سے مملو ہو گیا سکندر دیرہ نشین کے ہوش اڑے ہوئے تھے
کیا جاہ و حشم بادشاہ لشکر اسلام کا ہے اگر دوسرا شخص انکے مقام پر ہوتا تو خدا کو بھولکر خود خداوند بنجاتا ایک
عالم مطیع و منقاد ہو رہا ہے روز نہم تمام سردار برائے پیشوائی روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام اور
صاحبقران عالی مقام کی نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ نمودار ہوئی آصف طلعت اور شہنشاہ
گوہر کلاہ پایہ تخت بادشاہ کو پکڑے ہوئے تھے اور آگے آگے تخت کے ڈنکا بجتا ہوا نقیب بولتا
ہوا چتر سر پر گردش کرتا ہوا نظر سکندر دیرہ نشین کی جو صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ
پر پڑی اسنے دریافت کیا کہ یہ نوجوان کون ہے لوگون نے کہا کہ صاحبقران ربع یہی ہین سکندر کو تعجب ہوا
کہ اس سن مین یہ صاحبقران ہوئے ہین بادشاہ اسلام آتے ہی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سکندر
دیرے مین آیا رات کو تو سو رہا جب صبح ہوئی تو اسنے ایک نامہ لکھا کہ اے پشت و پناہ دین اسلام نے
اس مقام پر کسکی اجازت سے قیام فرمایا ہے کیا اس مقام کے حاکم بھی آپ ہی تھے اور کبتک قیام فرمانے
کا قصد ہے قاصد یہ نامہ سکندر دیرہ نشین کا لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوا اور نامہ پیش کیا
بادشاہ اسلام نے اس نامہ کو پڑھا اور صاحبقران کو دیدیا صاحبقران جو مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے تو نہایت غصہ آیا صمصام ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ جواب اسکا تحریر کرو کہ ہمکو خداوند عالم
نے اسلیے پیدا کیا ہے کہ ہر زمین کو خار و خس سے پاک کر کے گل دریاچین بوتے پھرین ہم خدا کے حکم سے
ربع مسکون کے حاکم ہین اور خطاب صاحبقرانی سے مخاطب ہین ہم اور کسی سے اجازت مانگین خبردار
آئندہ ایسی بے ادبانہ باتین نکرنا ورنہ سزا پائیگا یہ جواب جسوقت صمصام ذوالیدین نے تحریر
کیا تو اول دربار پر غضب صاحبقران طاری ہوا البعض نے اپنے اپنے مقام پہ کہا کہ یہ خاندانی غصہ اور
جلالت ہے مگر متانت کے ساتھ قاصد کو خلعت رخصت ہوا جسوقت ایلچی سکندر دیرہ نشین کا جواب لیکر
پہونچا تو سکندر نے پوچھا کہ تجھسے صاحبقران کس طرح پیش آئے اسنے بہت تعریف کی اور خلعت
دکھایا سکندر دیرہ نشین نے کبھی ایسا خلعت کاہیکو دیکھا تھا متحیر ہوا اور اسکو دربار مین حاضر ہونے
کا شوق پیدا ہوا زبانی کہلا بھیجا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو مین بھی حاضر دربار ہون فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم
شوق سے آؤ سکندر جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوا جب یہ خبر صاحبقران حق پژوہ کو ہوئی کہ سکندر
آتا ہے صاحبقران نے لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور سکندر کو استقبال
کر کے لائے جسوقت سکندر نے دربار مین قدم رکھا تو اسپر ایسا رعب طاری ہوا کہ ہاتھ پاؤن
کانپنے لگے جس بارگاہ مین کئی ہزار سردار بیٹھے ہون اسکے عز و وقار کا کیا پوچھنا ہے جو مقام سکندر کے لیے
تجویز ہوا تھا وہان بیٹھنے کی اجازت ہوئی سکندر سلام کر کے بیٹھ گیا صاحبقران عالی شان

نے جام عنایت فرمایا سکندر نے جام لیا اور سلام کیا جب شراب الصالحین اسکی حلق سے اُتری تو اسکو
تعجب ہوا کہ شراب تو تلخ ہوتی ہے یہ کیسی خوش مزہ شراب ہے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین مین نے سُنا ہے کہ تمکو یہان کے لوگ اپنا پیشوا جانتے ہین عرض کی کہ حضور نے سچ
سُنا ہے ایسا ہی ہے فرمایا کہ کچھ صفت تو اس دین کی بیان کر جسکا تو پابند ہے سکندر نے عرض کی کہ اصل بیان کرون
یا ظاہری معاملات پر خیال کر کے عرض کرون فرمایا باطن و ظاہر دونون بیان کر سکندر نے عرض کی
کہ ظاہر مین تو مین بت پرست ہون بلکہ لوگ دو سو خداوندون کا ماننے والا اور عالم اس دین و مذہب
کا ہون بلکہ لوگ مجھکو بھی مثل اُنھین خداوندون کے شمار مین لاتے ہین لیکن اصل یہ ہے کہ مین لا مذہب
ہون کوئی دین میرا نہین ہے مین نے اسوقت تک کسی دین کو برحق نہ پایا جن لوگون کو خداوند مشہور کیا
ہے وہ سب فانی تھے فنا ہو گئے یہ کیسی خداوندی کہ خود ہی مٹ گئے لیکن یہ فکر مجھے ضرور ہے کہ جو مذہب
حق ہو اُسے اختیار کرون فرمایا کہ جوینده یابنده اگر تجھے تلاش دین برحق ہے تو راہ پر ال ہی جائیگا سکندر
دیرہ نشین نے کہا کہ مین ظاہری دلیلون کو تسلیم نہین کرتا میرے پاس ہر سوال کا جواب عقلی موجود
ہے اگر کوئی بات خلاف عقل ظہور مین آئے تو اُسے تسلیم کرونگا بشرطیکہ سحر سے نہو علم سحر کو مین بھی
خوب جانتا ہون فرمایا کہ اس وقت بھی تجھے کوئی اسم سحر یاد ہے سکندر دیرہ نشین نے جو خیال کیا تو
کوئی اسم یاد نہ تھا کہا بیشک اس وقت مجھے کوئی سحر یاد نہین آتا یہ صفت مین نے آپکی بارگاہ کی سنی تھی
جسطرح طلسم کی لوح تیار کی جاتی ہے اسی طرح یہ بارگاہ بھی تیار کی گئی ہوگی فرمایا کہ یہ برکت اسماء الٰہی
کی ہے کہ اسماء سحر تاثیر نہین کرتے سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ اسماے سحر مین یہ ہوتا ہے کہ کسی اسم
مین زیادہ تاثیر کسی مین کم ہوتی ہے ممکن ہے کہ اسماء سحر سے زیادہ ان اسماء مین تاثیر ہو جنھین آپ اسماء
الٰہی کہتے ہین مین اسے بھی ایک قسم سحر کی کہونگا ہان اگر آپ دو شرطین میری پوری کردین تو مین ایمان
لاتا ہون پہلی شرط یہ ہے کہ یہان اک درخت صنوبر ہے اُسپر ایک فاختہ آکر بیٹھا کرتی ہے جو شخص اُسے
شکار کرنا چاہتا ہے اور تیر لگاتا ہے تو فاختہ دم بھرتی ہے اگر تیر پڑ گیا تو فاختہ زمین پر گر کے جلنے لگتی ہے
اور اسقدر دھوان پیدا ہوتا ہے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو جاتا ہے جب روشنی ہوتی ہے تو تیر لگانے والا غائب
ہو جاتا ہے فاختہ پھر اپنے مقام پر آکے بیٹھ جاتی ہے اور اگر تیر خطا کرتا ہے تو دہن سے فاختہ کے شعلہ نکل کے
اُس شخص پر گرتا ہے دونون دھوان بن کے اُڑ جاتے ہین اور نظرون سے غائب ہو جاتے ہین اگر یہ
راز مجھپر فاش ہو جاے تو مین دوسری شرط بیان کرون جسوقت دونون شرطین میری پوری ہو جائینگی
اُس وقت ایمان لاؤنگا فرمایا کہ مین چلونگا اور اُس فاختہ کو ضرور نشانہ کرونگا سکندر دیرہ نشین نے
عرض کی کہ مین کل صبح کو حاضر ہونگا اور آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا یہ کہکر رخصت ہوا اوسیح رہے ناظرین
باتمکین ہو کہ یہ کرشمہ اسی سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہے اور یہ دوستی کے پردہ مین دشمنی پر آمادہ ہوا ہے
جب دوسرا دن ہوا تو سکندر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ تشریف لے چلیے صاحبقران سکندر
کے ساتھ ہوے اور چلے تمام سرداران اسلام بھی ہمراہ تھے سکندر سبکو اپنے ہمراہ لیے ہوے
اُس مقام پر آیا جہان وہ درخت صنوبر لگا ہوا تھا دیکھا کہ اسپر ایک فاختہ پھولی ہوئی بیٹھی ہے سکندر نے
کہا کہ وہ فاختہ یہی ہے یہ سنکے صاحبقران چاہتے تھے کہ کمان شانے سے اوتاریں کہ تہم قبیل بن
مقبول بن مقبل وفادار نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو مین اسکو گرا دون حضور کیون تکلیف
فرمائین تا کہ سکندر کو بھی معلوم ہو کہ غلامان صاحبقران بھی کیسے کیسے ہین صاحبقران نے

نے فرمایا کہ بہتر اُس وقت قبیل بن مقبل و فادار نے تیر ترکش سے کھینچکر چلہ کمان میں پیوستہ کر کے آواز دی کہ ای سکندر
دیرہ نشین بتاؤ تیر فاختہ کے کس مقام پر پڑے سکندر نے کہا کہ تیر کا پڑ جانا ہی دشوار ہی اور اگر تم بڑے قادر
انداز ہو تو فاختہ کی منقار پر تیر پڑے قبیل نے کہا کہ پہلو کی طرف سے یا سامنے سے سکندر نے کہا کہ سامنے
سے اس طرح کہ زبان فاختہ کی چھید جاے قبیل نے نشانہ باندھ کے تیر کو سر کیا دیکھا سب نے کہ تیر کا پیکان منقار پر پڑا
فاختہ نے دم بھر تیر حلق کو توڑ کے پار نکل گیا فاختہ گری اور دھواں بنکر قبیل پر آئی قبیل دھوئیں میں چھپ
گئے پھر جو دھواں ہوا سے منتشر ہوا تو قبیل کو نہ پایا اُس وقت گردن بہرام کو غصہ آیا اُنھوں نے اس
فاختہ کو تیر مارا انکی بھی وہی حالت ہوئی ہر تیر میں فاختہ گر جاتی ہی اور دھواں بنکے اپنے صیاد کو غائب کر دیتی ہی
اور پھر شاخ درخت پر آ بیٹھتی ہی خلاصہ یہ کہ اسی طرح سے سرداران اسلام سے غائب ہو گئے صاحبقران نے منع فرمایا
کہ اب کوئی تیر نہ لگائے ہم خود اس فاختہ کو شکار کرینگے یہ کہکر چاہتے تھے کہ کمان کو دوش سے اور تیر کو ترکش
سے لیکر فاختہ کو نشانہ بنائیں ادھر سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ آپ صاحبقران زمانہ ہیں اگر یہ مشکل حل
ہوگی تو آپ ہی سے ہوگی کہ آپ صاحب اسم اعظم بھی ہونگے یہ ارادہ جو عیار نے دیکھا آکر عرض کی کہ ای
شہریار ابھی تک آپ کو اسم اعظم کسی ذریعہ سے نہیں پہونچا ہی بدیع الملک نے آپ کے ساتھ اتنی کمی کی
کہ اسم اعظم تعلیم نہیں فرمایا یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی آپ آج اپنے خاندانی طریقہ کے موافق دعا کیجیے اور غیب
سے مدد طلب کیجیے کل کے دن دیکھا جائیگا یقین ہی کہ پروردگار عالم آپ کی مدد کریگا اسوقت فاختہ کو تیر
لگانا سراسر خلاف عقل ہی جو حالت اور سرداروں کی ہوئی ہی یہی حال آپکا بھی ہوگا یہ سُنکے صاحبقران نے
راے اپنے عیار کی پسند فرمائی اور سکندر کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو تم پھر آنا کل میں اس
فاختہ کو نشانہ تیر قضا کرونگا سکندر نے عرض کی کہ بہتر سکندر تو دل میں خوش اپنے دیرہ کیطرف روانہ ہوا کہ کل
صاحبقران کو اسیر کیا اور گویا چراغ اسلام کو گل کیا لیکن صاحبقران اپنے رفقا کے غم میں نہایت پریشان
واپس آئے بارگاہ کی برپا کرائی اور وضو کر کے پہلے فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر
مصروف دعا ہوے تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہوئی عالم رویا میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ ای عادل کیوان شکوہ یہ سارا کرشمہ سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہی اسنے خود اس قمری کو درخت
صنوبر پر بٹھایا ہی اور اسکو سحر بند کیا ہی جو پیکان قضا اس قمری کا ہی جبتک وہ دستیاب نہوگا اس وقت
تک قمری کا مرنا غیر ممکن ہی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر وہ پیکان کیونکر دستیاب ہو اُن مرد بزرگ نے
ارشاد فرمایا کہ یہاں سے قریب جانب شمال ایک درہ کوہ ہی اندر درہ کے پیکان لٹکا ہوا ہی اور محافظ درہ کوہ کے
چند بطلیں ہیں اگر کوئی شخص اندر درہ کوہ کے جانے کا قصد کرتا ہی تو بطلیں آسکے پیٹ جاتی ہیں اور اسے نوچ نوچ
کے کھا جاتی ہیں اور اگر بطلوں کو کوئی مار ڈالے تو بطلوں کی حیات کا ایک گلدستہ سکندر نے اپنے پاس رکھ چھوڑا
ہی فوراً سکندر کو خبر ہو جائیگی کہ کوئی شخص پیکان لینے کو درہ میں گیا ہی اگر وہ پیکان دستیاب ہو تو فاختہ مر سکتی ہی بغیر اسکے
ناممکن ہی یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظروں سے پوشیدہ ہو گئے نصف شب گذرنے کے بعد عادل کیوان شکوہ
کی آنکھ کھل گئی عبادت خانے سے باہر تشریف لائے عیاروں کا مہتر طیفور بادیہ گرد پہلے سے حفاظت صاحبقران اپنے
عیاروں کو لیے ہوے موجود تھا جیسے خواجہ خضر ان بہارستان مغرب کی طرف گئے تھے اُس وقت سے تمام
عیار مہتر طیفور کے ماتحت تھے عیار نے جا اپنے آقا کو خوش دیکھا عرض کی کہ کیا بشارت ہوئی صاحبقران نے
خواب اپنا بیان فرمایا اور مرکب طلب کیا طیفور نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کام آپکا نہیں ہی اگر آپ بطلوں
کو ہلاک کرینگے تو سکندر کو خبر ہو جائیگی اور یوں جاسے گا تو بطلیں سدراہ ہونگی آپ تشریف رکھیے میں

جاتا ہون اور جدا نے چاہا تو وہ پیکان لاتا ہون فرمایا تو کیونکر لائیگا عرض کی کہ آپکو اس سے کیا بحث ہے مین کسیطرح
لاؤنگا ضرور لاؤنگا لیکن جسوقت تک مین واپس نہ آؤن اُس وقت تک آپ کہین تشریف نہ لیجائیگا
اگر صبح کو سکندر آجائے اور مین نہ پہونچون تو آپ توقف فرمائیگا صاحبقران تو یہ سنکے خوابگاہ مین
جاکر سو رہے اور طیفور بادیہ گرد نے ایک پتلا آدمی کے برابر کاغذ کا تیار کیا دونون پاؤن مین پتلے
کے پہیے لگائے اور ایک بکری کو ذبح کرکے خون اسکا جھلی کے پھکنون مین بھر بھر کے اندر پتلے کے رکھدیا
اور کلیجی وغیرہ بھی پتلے کے سینے مین رکھدی بھیجا دماغ مین رکھدیا اور پتلے کو لیکر طرف درۂ کوہ کے روانہ
ہوا وہان قریب صبح پہونچا کچھ تاریکی باقی تھی طیفور نے اُس پتلے کی آڑ پکڑی اور طرف درۂ کوہ کے
بڑھا پہیون کی کھڑکھڑاہٹ جو سنی بطین منقار کھول کھول کے دوڑین اور آکر پتلے سے لپٹ گئین طیفور
پتلے کو تو اُسی جگہ پٹک دیا اور آپ اندر درۂ کوہ کے داخل ہوا مگر بسبب تاریکی کے پریشان تھا کہ پیکان
کیونکر ڈھونڈھون دیکھا کہ ایک مقام پر ایک ستارہ سا چمک رہا ہے طیفور اُس ستارے کے قریب آیا
اور ہاتھ سے دیکھا تو وہی پیکان تھا بس اپنے پیکان کو اٹھا کر قبضہ مین کیا اور درہ سے نکلکر جانب لشکر
روانہ ہوا وہان بطون نے مصنوعی آدمی کو خوب نوچ نوچ کے کھایا اور مطمئن ہوکر درہ مین بیٹھ رہین یہان
جو صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام آکر بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سرداران اسلام آآکر کرسیون اور دنگلون پر
متمکن ہوئے لیکن ابھی تک صاحبقران عالیشان تشریف نہین لائے ہین بادشاہ اسلام نے
بعد انتظار ارادہ کیا تھا کہ کسیکو دریافت خیریت مزاج کے واسطے روانہ کرین کہ اتنے مین چوبدار نے
آکر عرض کی کہ سکندر روپرہ نشین حاضر ہے فرمایا بلاؤ سکندر حاضر ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ اسلام
نے بیٹھنے کو اشارہ کیا سکندر سلام کرکے بیٹھ گیا لیکن دنگل جہ صاحبقران عالیشان کا خالی پایا متعجب
ہوکر پوچھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تشریف لاتے ہونگے صاحبقران نے پہلے تو اپنے عیار
کے آنے کا انتظار کیا جب دیر ہوئی تو سوار ہوکر خدمت بادشاہ اسلام مین تشریف لائے بادشاہ
نے مزاج پرسی کی صاحبقران نے عرض کی کہ شب کو جاگنے کا زیادہ اتفاق ہوا اس وجہ سے
بعد نماز صبح پھر میری آنکھ لگ گئی تھی سکندر روپرہ نشین نے عرض کی کہ پھر اب دیر کیا ہے تشریف لیچلئے
اور اگر کچھ تامل ہو تو جانے دیجئے فرمایا کہ مجھے کوئی تامل نہین ہے یہ فرما کے تکیہ ذات پروردگار پر کرکے
اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ آج مین بھی چلونگا غرضکہ صاحبقران اور
بادشاہ اور تمام سرداران لشکر اسی درخت صنوبر کی جانب روانہ ہوئے اگرچہ امیر ربیع یہ جانتے تھے
کہ قضا فاختہ کی سوا اس تیر کے نہین ہے جسکی تلاش مین عیار گیا ہوا ہے اگر دوسرا تیر مارونگا تو مین بھی اسیر
پنجۂ تقدیر ہو جاؤنگا لیکن پابندی قول کے موافق چلے آئے جسوقت قریب درخت صنوبر پہونچے
تو سکندر نے تعریفین کرنا شروع کین کہ سردار ایسے ہی ہوتے ہین کہ ملازمون کو بچاتے ہین اور غیرون
کی حاجت روائی کے واسطے اپنی جان کو جان نہین سمجھتے ہین ہنوز سلسلہ تقریر ناتمام تھا کہ دیکھا
صاحبقران نے کہ صحرا کی طرف سے طیفور بادیہ گرد دوڑتا چلا آتا ہے یہ دیکھکر صاحبقران نہایت
مسرور ہوئے اور وقت گزارنے کے لیے خود بھی تقریر کا سلسلہ قطع نہونے دیا کہ طیفور مجھ تک پہونچ جائے
تاکہ اتنا تو معلوم ہو جائے کہ پیکان دستیاب ہوا یا نہین جب طیفور قریب آیا سلام کیا صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ اے طیفور کل تمنے دیکھا تھا کہ کتنے سردار مفقود الخبر ہو گئے اور آج ہماری
باری تھی آج تو تمکو ہمارے ساتھ سے دم بھر جدا ہونا چاہیے تھا کہ بچپن سے ساتھ کھیل کر پڑے

ہوئے چند نفس حیات کے جو باقی تھے ہم تمکو دیکھ لیتے تم ہمکو طیفور نے کہا کہ مسافروں کی دوستی اچھی نہیں بقول حسین سے مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت + اگر آپ ہمسے رخصت ہوتے ہیں تو ہم پہلے ہی آپ سے علیحدہ ہوگئے یہ باتیں کرتے کرتے چپکے سے پیکان ہاتھ میں صاحبقران عالی شان کے دیدیا اسیر با تدبیر عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے یار وفادار مجھے اسکی کبھی شکایت نہیں اگر تو اسوقت میں پہلے سے روگردانی کرتا ہے تو خیر اپنا اپنا دل ہے خدا حافظ یہ فرما کر شانے سے کمان لی ترکش سے تیر کھینچا تیر کا پیکان اصلی اُتار کر وہ پیکان نصب کیا اور سکندر سے کہا کہ دیکھو اس قادر اندازی کو کہ میں اسکی دم پر تیر مارتا ہوں تیر میرا منقار سے مثل زبان کے باہر آئیگا سکندر نے کہا کہ یہ اندازہ عقل بشری سے باہر ہے وہی کیا کم تھا جو آپ کے رفیق اول قبیل ناوک انداز نے دکھایا تھا کہ تیر منقار پر مارا تھا نہ کہ دم پر مارنا اور منقار سے پیکان کا باہر آنا سراسر خلاف عقل ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا دیکھو کہکے تیر کو چلہ کمان میں جوڑ کے نشانہ باندھا بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے حسرت سے صاحبقران کی طرف دیکھا کہ تیر سر ہوا اور صاحبقران سے مفارقت نصیب ہوئی صاحبقران نے جو تیر سر کیا تو وہی ہوا کہ دم پر پڑا فاختہ نے منقار کھولی پیکان تیر کا زبان فاختہ کی لیے ہوئے مانند تیر قضا کے نکل گیا اور فاختہ تڑپ کے درخت کے نیچے گری اور تڑپنے لگی صدائیں ہولناک پیدا ہوئیں آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی تاریکی چھا گئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دمساز جادو بود حیف مردم و جاندیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ بجاے فاختہ لاش ایک ساحرہ سیہ فام کی زمین پر پڑی ہوئی ہے سکندر دیرہ نشین حیران ہوا اور عرض کی کہ کیا اسم اعظم آپ کو یاد ہے میرے علم کے موافق تو ابھی آپ صاحب اسم اعظم نہیں ہیں صاحبقران ثالث نے آپکو اسم اعظم کی تعلیم نہیں فرمایا ہے اور قضا اس فاختہ کی جس پیکان سے ہونا چاہیے تھی وہ پیکان کسیکو دستیاب ہونا غیر ممکن تھا سوا میرے کوئی اس راز سے آگاہ نہیں پھر بھی انتظام یہ تھا کہ اگر کوئی محافظان پیکان کو مار کر پیکان لینا چاہتا تو بھی مجھے خبر ہو جاتی صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ اے سکندر ہر وقت مشکل میں ہم اپنے خداے حقیقی سے رجوع کرتے ہیں وہ ہماری مدد کرتا ہے شبکو میں نے عبادت خانہ برپا کیا اور مصروف عبادت الٰہی ہوا ایک مرد بزرگ نے اس پیکان کے حالات سے مطلع کیا میں پریشان تھا کہ پیکان دستیاب کیونکر ہو عیار میسر آگیا اور پیکان لا کے اسنے مجھکو دیا یہ فطرت اسکی ہے کہ تمکو خبر نہ ہونے پائی اور پیکان قبضہ میں آگیا سکندر دیرہ نشین نے عیار سے کہا کہ بہتر جی اللہ تعالی کی مدد سے تم دشمن پر غالب آچکے اتنا تو بتاؤ کہ تم کس طرح وہاں پہونچے طیفور نے ہنسکے کہا کہ میں نے انسان کے برابر ایک پتلا کاغذ کا بنایا اور اسکی آڑ میں اندر درہ کے چلا گیا بطین اُس پتلے کو نوچنے لگیں میں پیکان لے کے چلدیا یہ سنکے سکندر دیرہ نشین اسکی عقل و دانائی کو مان گیا اور بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ تیری اس عیاری سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد خضران کے عمرو کا قائمقام سوا تیرے کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور خلعت عنایت فرمایا سبکے سب بارگاہ سلیمانی میں آئے اب صاحبقران سے سکندر نے عرض کی کہ ایک شرط تو میری حضور نے پوری کردی اور میں بھی آدھا مسلمان تو ہو چکا لیکن اگر دوسری شرط بھی پوری کر دیجیے تو پھر میں پورا مسلمان ہو جاؤں فرمایا وہ بھی بیان کر اُسنے عرض کی کہ میں ساحر زبردست ہوں اگر چاہتا تو مثل سامری و جمشید کے میں بھی خداوند بن بیٹھتا اور ایک عالم میری خداوندی کو تسلیم کرتا لیکن میں اپنی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں کہ ایک قطرہ نجس سے پیدا ہوا محنت و مشقت سے اس مرتبے کو پہونچا اگر سحر نہ جانتا ہوتا تو میری

کچھ بھی حقیقت نہ تھی مگر اپنے خالق حقیقی کو پہچاننا چاہتا ہون اول تو یہ کہ آپ اگر صاحبقران ہین تو صاحب
اسم اعظم ہونا آپ کے واسطے ضرور ہی مین نے ایک ابر سحر تیار کیا ہی کہ اگر مین اُس ابر کو حکم دون تو تمام عالم
کو گھیر لے اور ابر سے بارش پیکان ہونا شروع ہو تو کوئی اس سحر سے بچ نہین سکتا ہی لہذا آپ میرے سحر کو
رد کر دین تو مین مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ای سکندر تجھے اسم اعظم ابھی نہین تعلیم ہوا
ہی شاید اسکا سبب یہ ہو کہ وقت اسکی ضرورت کا نہ آیا تھا اگر صاحبقرانی میری منجانب پروردگار ہی تو اُس سحر
کا بھی کوئی سامان پیدا ہی ہو جائیگا کل صبح کو تم آنا آج پھر مین اپنے پروردگار سے التجا کرونگا سکندر رخصت
ہو کر دیرہ کی طرف روانہ ہوا یہان شام کو صاحبقران نے پھر عبادتخانہ برپا کرایا اور مصروف عبادت
ہوے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح آنکھ لگ گئی پھر ایک مرد بزرگ خواب مین تشریف لائے
اور ارشاد کیا کہ آج تکمیل صاحبقرانی ہوتی ہی اس وقت تک تم صاحبقران ظاہر تھے وصف باطنی تم مین
نہ تھا اور بدیع الملک نے تمکو اسم اعظم اس وجہ سے تعلیم نہین کیا کہ اُنکو یہ خیال تھا کہ صاحبقرانی میری
اولاد مین رہیگی اب اگر اولاد علمشاہ مین صاحبقرانی خدا کی جانب سے گئی ہی تو اسم اعظم بھی کسی نہ کسی ذریعہ
سے پہونچ جائیگا لہذا مین تمکو اسم اعظم تعلیم کرتا ہون یہ فرما کر اسم مطہر کہ تعلیم فرمایا صاحبقران نے اسم اعظم
یاد کیا بعد اُسکے اُن مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ سکندر دیرہ نشین مسلمان ہوگا اور اسکی وجہ سے بہت سے
لوگ راہ راست پر آئینگے اور ایمان لائینگے اور تمکو چاہیے کہ کل ہی یہان کے جھگڑے سے فرصت کر کے
بہارستان مغرب کی راہ لو کہ وہان سکندر روز رفیع البخت پر وقت تنگ ہی اور کفار کا زور شور ہی اب
ارادہ ایران جانے کا ملتوی کرو اور ساریق بن بقا کے سامان خداوندی کو مٹاؤ کہ وہ ایمان بندگان خدا
کے برگشتہ کر رہا ہی اور اپنے خداے حقیقی کو بھول گیا ہی یہ باتین ارشاد فرما کر وہ بزرگ تو نظروں سے پوشیدہ
ہو گئے صاحبقران کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے خادم کو پکارا اور وضو کر کے فریضۂ سحر کو
ادا کر کے سجدۂ شکر بجالاے حسب وقت وظائف پڑھ کے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور طیفور نے صورت
صاحبقران کی دیکھی تو مسکرایا فرمایا تو کیا ہنسا طیفور نے عرض کی کہ آج آپ کے چہرہ پر ایسا رعب اور
نور ہی کہ کبھی نہ تھا صاحبقران نے اپنا خواب بیان کیا طیفور خوش ہو کر گرد پھرا دست بوس ہوا صاحبقران
خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے بھی صاحبقران کی
صورت دیکھکر تعجب کیا صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہوے اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض
کی کہ کل شب کو مجھے ایک بزرگ نے اسم اعظم تعلیم فرمایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہی سبب ہی کہ آج
آپ کے چہرہ کی رونق اور ہی کچھ ہو گئی ہی تمام سردار اُٹھ اُٹھ کر دست بوس ہوے ہیبت صاحبقران کی
سب کے دلون پر طاری ہوئی اتنے مین سکندر دیرہ نشین حاضر ہوا اُسنے بھی جو صورت صاحبقران کی دیکھی
دل پر ہیبت طاری ہوئی آکر بیٹھا لیکن جرات نہوئی کہ کچھ عرض کرے صاحبقران نے خود ارشاد فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین وہ ابر سحر تمھارا کہان ہی سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران وہ سحر میرا زندگی بھر کا ریاض ہی
سحر بھی برباد ہوگا اور جبتک آپ اُسے مٹائین مٹائین لاکھون بندگان خدا ضائع ہو جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ
مین اور کوئی سحر کرتا ہون صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس سے سروکار نہین ہی کہ سحر مٹیگا یا رہیگا
جب تم اسلام لانے کو کہتے ہو تو سحر تمھارے کس کام آئیگا سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ ایک وقت ایسا
آنیوالا ہی کہ اس ابر سے کام نکلینگے جسوقت آپ ملک ساریقیہ مین پہونچینگے تو بڑے بڑے ساحرون
سے مقابلے پڑینگے بعض موقعون پر آپ بھی مجبور ہو جائینگے اُس وقت ممکن ہی کہ اسی خادم کی اعانت سے دشمن

دفع ہوں چونکہ اس وقت نشست بارگاہ انجم حصار مین تھی سکندر دیرہ نشین کو سحر یاد تھا اسنے کچھ اسم پڑھکر پھونکا کہ ہواے تیز چلی اور تمام بارگاہ کو زلزلہ ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر حصار باندھا وہ حالت برطرف ہوگئی سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے اسم اعظم آپکو تعلیم کیا گیا بس اب مین مطیع اسلام ہوتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر مطیع اسلام کیون ہوتا ہے کلمہ پڑھکر مسلمان ہی کیون نہین ہوجاتا ہے سکندر نے عرض کی کہ تمام سحر میرے مٹجائینگے فرمایا کہ اب ان سحرون سے ہاتھ اٹھا اگر اسی حالت مین مرگیا تو انجام خراب ہوگا اور زندگی کا اعتبار نہین ہے بہتر یہی ہے کہ اب زندگی کو عبادت خدا مین بسر کر مین تیری مدد کا محتاج نہین بلکہ اپنے خدا کا محتاج ہوں یہ سنکے سکندر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ خوف خدا مین رونے اور بہت صاحبقران پر دعا کرنے لگا اور اسی وقت کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا بعد اسکے صاحبقران سے رخصت ہوکر دیرہ مین آیا اور اپنے مریدون کو جمع کرکے کہا کہ ایہا الناس مین نے تو دین اسلام کو دین برحق سمجھکے اختیار کیا اور پرستش بتون کی ترک کی جسکو انجام کی فکر ہو وہ اس دین مبین کو اختیار کرے کہ دنیا چندروزہ ہے غرضکہ جسقدر مطیع سکندر کے تھے وہ سب مسلمان ہوے صاحبقران نے سکندر کو تاج وتخت بخشا اور سکندر اورنگ نشین کا خطاب مرحمت فرمایا بعد اسکے استحکام صاحبقرانی کا مختصر سا جلسہ ہوا اس جلسہ مین شغل رقص وسرود نہ ہوا بلکہ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی اور آیات کلام مجید کی ہوئی اور تمام رات سبنے عبادت وشکر مین بسر کی بعد اسکے صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ جس مرد بزرگ نے مجکو اسم اعظم تعلیم فرمایا تھا انھون نے یہ بشارت بھی دی تھی کہ تم بہارستان مغرب مین جاکر رفیع البخت وسکندر کی مدد کرو کہ انپر وقت تنگ ہے اور اسکے بعد ملک باختر مین اشاعت دین اسلام کرو اسلیے کہ وہان کفر پھیلتا جاتا ہے لہذا مین بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہوں حضور بھی مع لشکر اسی طرف تشریف لائین بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ مناسب ہے صاحبقران نے چند سردارون کو بادشاہ اسلام کے ساتھ چھوڑا اور باقی سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوے بعد روانہ ہونے صاحبقران کے بادشاہ اسلام بھی کل فوج کو لیکر نہایت جلد کوچ کرکے روانہ ہوے دیکھیے کبتک پہونچتے ہین

اب اول کچھ حال بہارستان مغرب کا تاراج ہونا قلعہ جبل الحدید کا سنگ اندازون کے ہاتھ سے اور باقی حالات متعلق داستان تحریر ہوتے ہین — غزل بر آغاز داستان حیرت بیان

کھینچتا کوئی شبیہ روے پر تنویر کیا
انکی آسایش کو ہم ہے خانۂ زنجیر کیا
دل مین حاسد کے کھٹکتی ہے مری تقریر کیا
کر دیا ہے کاتب قسمت نے یہ تحریر کیا
یہ مثل سچ ہے کہ ہوجاتا ہے صحبت کا اثر
کیا ہوس کی حقیقت صاحب اکسیر کیا
[illegible] کس کس کی دیکھون [illegible]
آج میری آہ کی جاتی رہی تاثیر کیا
جسنے دیکھا جسکو عاشق ہوگیا پا یار سے
قیدیون کو چمن سے رکھتی ہے یہ زنجیر کیا

مانی وبہزاد سے کھنچتی تری تصویر کیا
پھر گیا ہے یار بھی اسکی کرون تدبیر کیا
ہین مری تیغ زبان مین جوہر شمشیر کیا
یار نے صورت دکھانے کی بھی کھائی قسم ہے
عقل مجازی ہے سرک لوانے کی زنجیر کیا
طوطیا ہے چشم خوبان گر کہون تو ہے بجا
دیکھیے مجکو دکھاتی ہے مری تقدیر کیا
نور سے تیرے سانچے مین ہے ہر عضو تن ڈھالا ہوا
لوٹ لیگا خلق کو وہ حسن عالمگیر کیا
اتنے عاشق ہوگئے کر زلف دراز یار سے

زلف کے سودائیون کو چاہیے تعمیر کیا
آج کل برگشتہ ہے مجھسے مری تقدیر کیا
درد وغم رنج والم مجھ زار کی تقدیر مین
یا الٰہی اب کرون مین حل کی تدبیر کیا
ساتھ سونے کا تمھارے ہمکو نسخہ مل گیا
خاک پاے یار سے آگے بھلا اکسیر کیا
شام سے مین نالے کرتا ہون وہ سنتے ہی نہین
صانع قدرت نے کھینچی ہے تری تصویر کیا
دل الجھ کر زلف سے تیرے نکلتے ہی نہین
پھنس گیا دل اسکے چھٹنے کی کرین تدبیر کیا

دل کی بیتابی میں ای قاصد لکھا ہی مین نے خط
جو حقیقت مین ہو سچ اسمین بھلا تقریر کیا
لوگ کہتے ہین یہ مجھ وحشی کی ہر سو کھینچ کر
رنگ کھلائی ہو اوقاتل تری شمشیر کیا
دلِ عاشق کے اشارے مین پہونچ جاتا ہی تو
کہدیا بسمل نے قاتل سے نہ تو شمشیر کیا
صدمۂ فرقت جو دیکھا وصل دلبر ہو گیا
موت کے آگے بھلا طفل و جوان و پیر کیا
تیغ کھینچے ہاتھ مین کیا سوچتا ہی ہمدمو
عالم ایجاد بھی ہی عالم تصویر کیا
یاس کو رخصت پہ اپنے جلد ملوا دیجیے

یہ نہین معلوم مجھکو اسمین ہی تحریر کیا
وہ چلے آتے تڑپتے بے بلائے ہر سحر
صفحۂ ہستی پہ مجنون کی کھنچی تصویر کیا
دم نہ مارا جا لگا تیغ زبان کا جسم زار
خنجر ابرو کے نہ آگے تیزی شمشیر کیا
زلف کے آگے شب دیجور کی کیا اصل ہی
مل گئی ہی مجھکو بھی اس خواب کی تعبیر کیا
رحم آجاتا ہی قاتل کو کہ ہوتا ہون قتل
آج میرے قتل مین قاتل کو ہوتا دیر کیا
قدردانی یہ فقط احباب کی ای یار کی
دیر ہی اسکے لیے یا حضرت شبیر کیا

تیری یکتائی پہ کیون لڑتے مین شیخ و برہمن
آج میری آہ نے دکھلائی ہی تاثیر کیا
خون عاشق سے بنا یا سارے میدان کو چمن
صاحب جوہر کے آگے جوہر شمشیر کیا
منفعل ہی ظلم سے اپنے جو بعد قتل ہی
نور رخ کے سامنے خورشید کی تنویر کیا
مین تڑپتا ہون پڑا اسکو خبر مطلق نہین
دیکھیے یان آج ہوتا ہی دم تکبیر کیا
کوئی بنتا ہی کوئی مٹتا ہی یان ہر صبح و شام
کیا سخن مجھ سے زبان کا اور ہی تقریر کیا
سو بیان شیفتہ ای ہمدم داستان

گویا ازدہام بر سر داستان ؎ یہ داستان یہانتک تحریر ہو چکی تھی کہ احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہی عنقائے قلعہ دار نے پریشان ہو کر دونون شاہزادیون کو خدا کی ضمانت مین دیکر چور دروازے سے نکال دیا ہی اور خود اہتمام جنگ مین مصروف ہی لیکن عجب طرح کا تہلکہ ہی عنقائے قلعہ دار سر فروشی پر تو آمادہ ہی لیکن اسکو امید فتح نہین ہی اسلیے کہ یہ خوب آگاہ ہی کہ جس قلعہ کو تاراج کرانا ہوتا ہی اسی قلعہ پر یہ سنگ انداز بھیجے جاتے ہین سارق بن ابقا نے جوان لوگون کو بہارستان مغرب پر بھیجا ہی تو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ اسکو منظور ہی کہ یہان کی بہار خزان سے مبدل ہو جائے لیکن حتی الامکان لڑینگے اور جانون کو خدا راہ مین نثار کرینگے اسلیے کہ دیا چند روزہ ہی تمام اہل قلعہ نے غسل کیے ہین کفن پہنے ہین ایک نے دوسرے کو اپنے اسلام کا شاہد کیا ہی وصیت نامے تحریر کر کے اپنے اپنے بستروں مین رکھدیے ہین کہ شاید بعد ہمارے پھر دورہ اہل اسلام کا ہو اور یہ وصیت نامے انکے ہاتھ آئین تو عاقبت بخیر ہوگی فاتحہ خیر سے تو فراموش نفرمائین گے اسی حالت مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخسارۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان بزبان بے زبانی مصروف حمد سبحانی ہوئے اہل قلعہ نے فریضۂ سحری کو ادا کیا ادھر کافران بیحیا نے اپنے مذہب کے موافق رسم عبادت کو ادا کر کے رخ میدان کا کیا آگے آگے احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز جھولیون مین پتھر بھرے ہوے ہاتھون مین گوپے پشت پر دولاکھ سنگ انداز پتھر ہشت پہل اور مثلث اور مخمس مسدس پہلون کے ترشے ہوے ایسے پتھرون سے بھرے ہوے سات سات دس دس بیس بیس من کے پتھر اور چار ایسے احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز کے ساتھ تھے انمین سو سو من کے پتھر بھرے ہوے اور ہر پتھر مین جا بجا پیکان آہنی نصب اس سامان سے یہ سنگ انداز سامنے قلعہ کے پہونچے ادھر قلعہ پر گولہ انداز توپون پر مسلط تھے عنقائے قلعہ دار فیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ سنگ انداز قلعہ کی طرف بڑھے چلے آتے ہین تو فیر کا حکم دیا گولہ اندازون نے قلعہ پر سے گولے مارنا شروع کیے ادھر سنگ اندازون نے بارہ پتھرون کی ماری دولاکھ پتھر جاکر قلعہ پر پڑنے تمام قلعہ ہلگیا دوسری بارہ مین برجون کے کنگرے ٹوٹ ٹوٹ کے گر گئے اور دیوارین گرج گئین احجار و اصنام کے پتھر جس دیوار پر پڑتے تھے ایک مرتبہ مین دیوار گرج جاتی تھی اور دو بار گر جاتی تھی

اگرچہ گولہ اندازون نے بہت سے سنگ اندازون کو اڑا دیا لیکن سنگ اندازون نے اسقدر پتھر برسائے
کہ برج شکستہ ہوے بعض بعض دیوارین ٹوٹ ٹوٹ کے گرین بہت سے لوگ دب کر ہلاک ہوگئے پتھر برابر
برس رہے ہین پتھر پھینکن ملتی ہاہر جسقدر آڑ کی دیوارین تھین سب منہدم ہوگئین اب جو پتھر آتا ہی خالی نہین
جاتا ہی عنقاے قلعہ دار برابر قدم جمائے ہوے اپنے لوگون کو بھی لڑوا رہا ہی کہ اک مرتبہ اصنام سنگ
انداز نے ایک پتھر مارا کہ سر پر عنقاے قلعہ دار کے پڑا یہ مرد مومن خلعت شہادت سے سرفراز ہوا
اب تو سنگ انداز دھاوا کرکے قلعہ مین گھس پڑے اور اہل قلعہ کو قتل کرنا شروع کیا فوج عنقاے قلعہ دار
بھی خوب لڑی بعض تو قلعہ سے نکل گئے باقی سب لڑ کے مر گئے سنگ اندازون نے مال و اسباب لوٹ کر
اپنے قبضہ مین کیا لیکن شاہزادیون کا کہین پتا نہ ملا اب ان سنگدلون نے عیارون کو روانہ کیا کہ جہان جہان
اہل اسلام کا پتہ ملے انکو قتل کرین عیار چہار جانب روانہ ہوے سنگ اندازون نے جلسہ خوشی کیا لیکن
جس وقت یہ خبر نجم اختر شناس کو پہونچی تو بیٹون کے آنسو رو دیا اور پوشیدہ طور پر اپنے فرزند سے کہا کہ
تم کسی کو کام نہ دو نہ کسی سے جنگ کرو نہ بگاڑو ورنہ جو حال سنجاب شاہ مغزلی اور اُسکے فرزندون کا ہوا ہی
وہی حال تمہارا ابھی ہوگا تم بھی جاکر شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرو اگر وہ ملین تو اُن سے عرض کرنا کہ سنجاب شاہ
اسیر ہوگیا ہی سرکش تیر انداز قید باد شاہ مغرب کی لیکر ساریقیہ کی طرف جاتا ہی اگر آپ اب سنجاب کو
دشمن کے ہاتھ سے بچا لینگے تو یقین ہی کہ سنجاب شاہ مغزلی ہمیشہ کے واسطے مطیع ہوجائیگا اور مجھے اپنے
علم کے ذریعے سے معلوم ہوچکا ہی کہ یہ سنگ انداز زندہ پلٹ کے بہارستان مغرب سے نہ جائینگے جو ستارہ سخت
خدا پرستون پر آگیا تھا وہ بہت جلد دفع ہوا چاہتا ہی کوکب روشن چشم تو تلاش مین شاہزادہ رفیع البخت کے
روانہ ہوا لیکن حال سکندر رستم خو کا سنیے کہ انکو جو حالت زخمداری مین گھوڑا لیکے نکل گیا تھا تو جاتے
جاتے اس طرف سے ہو کر گذرا جہان عنبر دلوکش الکا سردار مصروف شکار تھا گھوڑے نے اپنے لشکر کے
لوگون کو پہچانا اور جاکے کھڑا ہوگیا لوگون نے جو دیکھا کہ اک گھوڑا کسی سوار زخمی کو لیکر آیا ہی تو وہ قریب
آئے دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو زخمون مین چور لپشت فرس پر بیہوش ہین لوگون نے جاکر عنبر سے
بیان کیا کہ شاہزادہ اس حالت سے آیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی افتاد پیش آئی عنبر نے آکے جو حالت
سکندر رستم خو کی دیکھی جلدی سے خیمہ مین لیگیا زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی چڑھائی بعد بہت
دیر کے سکندر رستم خو کو ہوش آیا تو سامنے عنبر کو پایا فرمایا اے عنبر مین کہان ہون عنبر نے عرض کی
کہ غلام کے خیمہ مین گھوڑا آپکا آپکو لیکر یہانتک پہونچ گیا تھا سکندر نے سارا ماجرا بیان کیا عنبر دلوکش
نے کہا کہ اب حضور کو صحت ہولے تو دیکھا جائیگا سکندر نے فرمایا کہ مین تیر اندازون سے جنگ کر رہا تھا پشت
پر سے آکر سنگ اندازون نے حملہ کیا اس دھوکے مین مین زخمی ہوا اور ساتھ میرے اور سردار بھی زخمی
ہوے تھے خدا جانے انپر کیا گذری یہان تو علاج شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہو رہا ہی یہ لوگ اک پہاڑ
کی گھاٹی مین مقیم ہین اب حال سرداران رفیع البخت کا سنیے کہ کوئی کسی طرف نکل گیا کوئی کسی طرف
نکل گیا جو لوگ زخمی تھے انھون نے جا جا کر مختلف مقامات پر پناہ لی اور مصروف چارہ سازی ہوے
اور فوج برباد کو فراہم کرنا شروع کیا نہیب مغزلی زیادہ زخمی تھا یہ اور شاہزادہ رفیع البخت دونون ساتھ
نکلے تھے جاتے جاتے اک مقام پر دونون گھوڑے تھم گئے یہان اک سوداگر اترا ہوا تھا کہ نام اسکا اعظم
کوفی تھا اسنے جو دیکھا کہ دو مرکب دو زخمی سوارون کو لیے ہوے کھڑے ہین چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اسنے اپنے ملازمون
سے کہا کہ ان دونون زخمیون کا علاج کرو اور مرکبون کو اصطبل مین بند کرو دونون یہ عالی خاندان معلوم ہوتے

ہین چہرون سے انکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہین ملازمان اعظم کوفی نے گھوڑون کو چارون طرف سے گھیر کے
پکڑ لیا اور رفیع البخت و نہیب مغربی کو اک خیمہ مین لائے یہ دونون بیہوش تھے جراحون کو بلا کر زخمون مین
ٹانکے دلوانا شروع کیے پٹیان مرہم کی چڑھوائین جب انکو ہوش آیا تو اپنے کو اک نئے مقام پر پایا نئے
لوگون کو خدمت مین دیکھا شکر خدا بجا لائے اور پوچھا ان لوگون سے کہ تم کون ہو انھون نے بیان کیا کہ ہم سب
اعظم کوفی سوداگر کے ملازم ہین اور مسلمان ہین آقا ہمارا آپکا غمخوار ہی فرمایا بلاؤ اعظم کوفی حاضر ہوا سلام کیا
اور عرض کی کہ اتنا تو مین خوب جانتا ہون کہ آپ اولاد حضرت صاحبقران سے ہین لیکن اسم مبارک سے آگاہ
نہین اسلیے کہ بہت زمانہ ہوا جو مین لشکر مین گیا تھا تو سنا تھا کہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ گئے اور صاحبقران
ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک طلسم نہ طاق پر جانے والے ہین یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
اپنے حسب و نسب سے آگاہ فرمایا اور حالت اپنے زخمی ہو کر نکلنے کی بیان کی اور نہیب مغربی کے حالات سے
بھی آگاہ کیا اعظم کوفی نے اپنے ملازمون کو تاکید کر دی کہ خبردار کوئی شخص اندر قافلے کے آنے نپائے
دشمن انکے انکی تلاش مین ہونگے ایسا نہو کوئی عیار ادھر نکلے اور خبر لیجا کے قصد کرے یا دشمنون کو
آگاہ کرے کہ صاحبقران بن صاحبقران فلان مقام پر ہین اور یہ ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا تھا
انکا علاج تو اسی مقام پر ہو رہا ہی لیکن اب کچھ حال صمصام مغربی و ضرغام مغربی و ہشام مغربی و سرمست
فیل زور و قیصر مغرب وغیرہ کا سنیے کہ یہ جسوقت سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے انبوہ سے
نکلے ہین تو سرمست فیل زور کچھ دور جا کر بیہوش ہوگیا کہ یہ بہت زخمی تھا آگے آگے گھوڑا سرمست
کا تھا پیچھے پیچھے اور سردار تھے گھوڑے ایک دوسرے کے لگاؤ مین ایک ہی طرف چلے جاتے تھے یہانتک
کہ جاتے جاتے اس مقام پر پہونچے جہان لشکر تمغاج زرہ پوش کا اترا ہوا تھا تمغاج زرہ پوش کو آج اتفاق
سے شکار بہت دستیاب ہوا تھا اسنے ارادہ کیا تھا کہ کچھ آہو وغیرہ شاہزادہ رفیع البخت اور اسکے
سردارون کے واسطے روانہ کرے یہ اسی اہتمام مین مصروف تھا کہ آواز گھوڑون کے ٹاپون کی اسکے
کان مین آئی دیکھا اسنے کہ ایک جانب سے بہت سے سوار سرپٹ گھوڑے دوڑائے اسی طرف چلے آتے
ہین یہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی جو مرکب آگے تھا وہ قریب آکر اک خیمہ کی طناب مین الجھا اور سوار پشت مرکب
سے زمین پر آیا گھوڑا تھم گیا اسکے تھمتے ہی تمام مرکب جو آگے پیچھے چلے آتے تھے وہ بھی تھم گئے صمصام مغربی نے
جو دیکھا سرمست گھوڑے سے گر گیا ہی تو یہ اپنے مرکب سے اترا اور قریب سرمست کے آیا وہ بیہوش تھا تمغاج
زرہ پوش بھی آگے بڑھ کر دیکھنے لگا اب تمغاج زرہ پوش نے ان شاہزادون کو اور شاہزادون نے بھی تمغاج
کو پہچانا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ سب کے سب زخمی ہین پوچھا کہ آپ کہان سے چلے آتے ہین کیا کیفیت گذری
شاہزادہ رفیع البخت کہان ہین صمصام مغربی نے حال بربادی ملک سنجابیہ اور آنا سنگ اندازون اور
ناوک اندازون کا ملک سارلیقہ سے بیان کیا اور کہا کہ نہین معلوم شاہزادہ رفیع البخت پر کیا گذری وہ بھی
بہت زخمی تھے اور تمام لشکر تباہ ہو گیا یہ سنکے تمغاج زرہ پوش نے ان سبکو لیجا کے خیمہ مین بٹھایا سرمست
فیل زور کو اک مسہری پر ڈالدیا جراحون کو بلا کر چارہ سازی مین مصروف ہوا اپنے لشکر کے سوارون
کو روانہ کیا کہ جا کر دیکھو جہان جہان فوج تباہ ہے سبکو لا کر فراہم کرو سوار ہر جانب روانہ ہوئے اور جہان
جہان اہل لشکر کو تباہ دیکھا سبکو اطمینان دلایا اور ساتھ لے آئے لشکر جمع کرنا شروع کیا اور عنبر دلریش
نے بھی یہی انتظام کیا تھا یہ بھی فوج جمع کر رہا تھا کہ شاہزادہ ستمگر سنکر خود کو تحت ہوئے تو جلکر سنگ اندازون
اور ناوک اندازون سے انتقام لین ادھر کی یہ کیفیت ہے ادھر کا سنیے دشمن جو تلاش مین تھا شاہزادہ رفیع البخت کے

نکلا تھا جابجا اسکو بھی فوج تباہ ملی اسنے فوج کو اپنے ساتھ لیا چہرہ پر نقاب ڈال لی کہ کوئی پہچان نہ جائے یہ بھی فوج کو فراہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے عیارون کی حالت سنیے کہ صورتین تبدیل کیے ہوئے حیران و پریشان وڈتے پھرتے ہین کوئی شاہزادیون کی تلاش مین ہے کوئی رفیع البخت کو ڈھونڈھتا چلا جاتا ہے کسیکو سکندر رستم خو کی جستجو ہے جابجا جو فوج کے لوگ تباہی کی حالت مین ملتے ہین انکو جمع کرتے جاتے ہین ادھر عیاران لشکر کفار بھی رفیع البخت اور سکندر رستم خو کی فکر مین گئے ہوئے ہین نجم اختر شناس دربردہ خدا پرستون کی بہبودی کی فکر کر رہا ہے اور بظاہر کافرون سے ملا ہوا ہے اور ہامان و دانشور کی توہین پڑی ہے کہ یہ بجائے سنجاب شاہ گویا حاکم بنا بیٹھا ہے سنگ اندازون اور ناوک اندازون کی اسقدر خاطر کر رہا ہے کہ جسکی حد نہین چاہتا ہے کہ مین ہی بادشاہ کر دیا جاؤن کہ ناہمبر ساریق بن لقا کا بن جاؤن لیکن اول حال کوکب روشن چشم پسر نجم اختر شناس کا سنیے کہ حسب اتفاق یہ اس طرف جا نکلا جدھر قافلہ اعظم کوفی سوداگر کا اترا ہوا تھا آج وہ دن تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت نے غسل صحت کیا تھا عجب طرح کی خوشی تھی بالائے کوہ یہ لوگ مقیم تھے دیکھا صحرا سے ایک نقاب دار خنجر پوش چلا آتا ہے تمام لباس مین اسکے ستارے جڑے ہوئے ہین کبھی حیران ہو کر کوہ کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کسی طرف نظر کرتا ہے اب اسنے کوہ پر جو کچھ لوگون کو دیکھا تو اس طرف کا رخ کیا اعظم کوفی نے شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ ایسا نہو یہ نقابدار کوئی مخبر ہو فرمایا کیا پروا ہے اتنے مین اچھا ہون مجھے بھی دشمنون سے قصاص لینا ضرور ہے بلالو اسکو شاید اس سے کچھ حال معلوم ہو نقابدار تو خود ہی کوہ کی طرف آرہا تھا جس وقت قریب پہونچا تو اسنے شاہزادہ رفیع البخت کو دیکھا بس نقاب چہرہ سے اٹھا دی اور سلام کیا شاہزادہ رفیع البخت نے حیران ہو کر کوکب روشن چشم کی طرف دیکھا کہ یہ تو دربار سنجاب شاہ کا بیٹھنے والا ہے یہ مجھسے اس طرح کیون پیش آیا کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ حضور مجھکو کیا سمجھتے ہین مین کافر نہین ہون مسلمان ہون اور والد میرے دین اسلام رکھتے ہین بمصلحت اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے ہین مین نے اکثر ان سے اجازت چاہی کہ جا کر اہل اسلام کا شریک ہو جاؤن اور غلامی آپکی اختیار کرون لیکن انھون نے فرمایا کہ ابھی وہ وقت نہین ہے مین خاموش ہو رہا اس تباہی کے زمانے مین اگر مین آپکا شریک پہلے سے ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا مین نے بیس ہزار آدمی آپکی فوج کے فراہم کیے ہین انسبکو ایک باغ مین ٹھہرا آیا ہون اور حضور کو تلاش کرتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی حاصل ہوئی رفیع البخت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای کوکب روشن چشم سنجابیہ کی کیا حالت ہے کوکب نے آہ سرد کھینچی اور تباہی قلعہ جبل الحدید کا حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ آفاق کا پتا نہین کہ کہان گئین اور کس حال مین ہین ہرکارون کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے کہ فوجین آپکی اور سرداران زخمی مختلف مقامات پر ہین بادشاہ کو ناوک اندازون نے گرفتار کر لیا اور قید سنجاب شاہ مغربی کی لیکر سرکش ناوک انداز ساریقیہ کی طرف روانہ ہو گیا اب تیر کش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور احجار سنگ انداز سنجابیہ مین مقیم اور مصروف عیش و عشرت ہین انکے ہرکارے بھی آپکی تلاش مین دوڑ رہے ہین رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو کیون قید کر لیا عرض کی ساریق کا حکم یہی تھا جب سنجاب شاہ اسیر ہوا اس وقت اسنے بہت افسوس کیا کہ اگر مین ایسا جانتا تو رفیع البخت کا دین اختیار کر لیتا معلوم ہو گیا کہ ساریق بادشاہ ظالم ہے خداوندی اور ہی شی ہے یہ سنکے شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرو تا کہ وہ بہت جلد خبر لائین کس راستے سے جا رہا ہے اور جو فوج تمنے باغ مین جمع کی ہے اسکو کمر بندی کا حکم دو مین سنجاب شاہ کو چھڑانے جاؤنگا کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ بہت خوب ہرکارے تو برائے دریافت احوال روانہ ہوئے اور کوکب

روشن چشم نے باغ مین جاکر نظربندی کا حکم دیا یہان شاہزادہ رفیع البخت نے سوداگر سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر قیام پذیر رہو مین جاتا ہون اور سنجاب شاہ کو چھڑا کے لاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوئے اور مع نیب مغزلی باغ مین آئے جہان لشکر کو لیے ہوے کوکب روشن چشم مقیم تھا پس ان سبکو ساتھ لیکر تعاقب مین سرکش ناوک انداز کے روانہ ہوے وہان سرکش ناوک انداز قلعہ قہرمانیہ مین مقیم تھا قہرمان مغزلی جو قلعہ دار اور سنجاب شاہ کی طرف سے اس مقام کا حاکم تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ سرکش ناوک انداز قید سنجاب شاہ مغزلی کیے ہوے سارلقیہ کی طرف جا رہا ہے تو قلعہ سے باہر آیا اور سرکش ناوک انداز کو مہمان کیا سرکش نے یہان سے نامہ اپنے ہمراہیون کو لکھا تھا کہ ہم قلعہ مین مقیم ہین تین روز بعد روانہ ہونگے قہرمان مغزلی نے بڑی دھوم سے دعوت سرکش ناوک انداز کی کی تھی اور اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سنجاب شاہ مغزلی کو رہا کرون مگر خوف کھاتا تھا کہ ایسا نہو کہ میری بھی عافیت تنگ ہو جائے تین روز کے بدلے قہرمان مغزلی نے پانچ چھ روز سرکش کو روکا مگر کوئی تدبیر نہ بڑی یہی سوچتا تھا کہ اگر مین نے کسی طرح بادشاہ کو اس سے لے بھی لیا تو بعد اسکے اور جو لوگ یہان آئینگے تو مین اُن سے کس طرح اپنی جان بچاؤنگا وہ لوگ قلعہ کا نشان تو باقی نہ رکھینگے پانچوین روز سرکش قلعہ سے نکلکر چلا ہی تھا اور قہرمان اس فکر مین تھا کہ اب یہ جس مقام پر منزل کرے وہان پہونچکر شبخون مار دون کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سرکش ناوک انداز سمجھا کہ میرے ہمراہیون مین سے کوئی آتا ہے یہ ٹھہر گیا اور انتظار کرنے لگا قلعہ سے چند ہی قدم کے فاصلے پر ایک باغ تھا چار دیواری اُسکی نہایت بلند تھی دیکھا کہ گرد اُس باغ کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے یہ فوج شاہزادہ رفیع البخت کی تھی انکو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ سرکش قلعہ قہرمانیہ مین مقیم ہے اور قریب قلعہ ایک باغ ہے یہ سوچے کہ جاکر باغ مین قیام کرنا چاہیے اور جس وقت سرکش قلعہ سے نکلکر چلے اس وقت حملہ کرکے سنجاب کو چھڑانا چاہیے ورنہ اگر ناوک اندازون نے فاصلہ پاکر تیر و شمشیر رکھ لیا تو بے زخمی ہوے قریب پہونچنا دشوار ہوگا اس خیال سے یہ باغ مین آئے تھے یہان دیکھا کہ سرکش قلعہ سے نکل چکا ہے اور جایا چاہتا ہے راستہ باغ کی دیوار ہی کے نیچے سے ہے ایک طرف باغ ہے اور دوسری جانب نہر ہے بیچ مین راستہ ہے بس کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ مین دو ہزار سوارون کو لیکر سامنے سے جاتا ہون جب ناوک انداز میری طرف متوجہ ہون آپ پہلو پر سے حملہ کیجیے گا رفیع البخت نے اس رائے کو پسند کیا سرکش نے جب دیکھا کہ فوج باغ کی طرف سے ہو کر دوسری طرف چلی گئی تو یہ بھی اپنی جگہ سے آگے بڑھا کہ اگر ساتھ والے ہون تو آگے بڑھ کر اُنسے ملجاؤن اور اگر دشمن ہون تو مقابلہ کرون یہ سوچ کر سرکش ناوک انداز آگے بڑھا بیچ مین قید سنجاب شاہ مغزلی کی تھی چہار طرف لشکر تھا جس وقت زیر دیوار باغ پہونچا تو سامنے سے کوکب روشن چشم دو ہزار سوارون کو ساتھ لیے ہوے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او سرکش خبردار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا سرکش نے کہا تو کون ہے اور آیا ہے تو کیا کریگا کوکب نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون اور اپنے بادشاہ کو چھڑانے آیا ہون سرکش ہنسا اور یہ خیال کیا کہ یہ دو ہزار سوار ہمراہ لایا ہے کیا کر لینگے اور یہ بھی اس قابل نہین ہے کہ مقابلہ کر سکے اسکو زندہ اسیر کرکے لے چلنا چاہیے یہ سوچکر سرکش نے نیزہ سنبھالا اور کوکب مرکب کو اڑا کر آگے بڑھا تلوار چلنے لگی سرکش سمجھا تھا کہ یہ مجھسے مقابلہ نہ کریگا کوکب روشن چشم نے آتے ہی اُسکے لشکر پر حملہ کیا اُدھر رفیع البخت نے باغ سے نکلکر نعرہ کیا کہ او سرکش ادھر آ کہ مین بھی پہونچا دیکھ سنجاب شاہ کو مین رہا کرنے کے لیے جاتا ہون یہ فرماکر مع نیب مغزلی اور اٹھارہ ہزار سوار کے

پہلو پر سے جو گرے تو ناوک اندازون کو کمان و ترکش سے لینے تک کی مہلت نہ دی اور تلوار برسانا شروع کی یہ رنگ
دیکھکر قہرمان مغزلی بھی قلعہ سے نکلا مع فوج پشت پر سے آکے گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور عرض کی کہ یا
شاہزادہ رفیع البخت مجھے بھی اپنے غلامون مین سمجھیے گا شاہزادہ رفیع البخت لڑتے ہوے قریب قید
سنجاب شاہ مغزلی کے پہونچ گئے اور نگہبانون کو مار کر شیب مغزلی سے ارشاد فرمایا کہ تم تو اپنے
باپ کو لیکر اسی باغ مین چلے جاؤ مین سرکش ناوک انداز کو قتل کر کے آتا ہون یہ فرما کر آوازدی کہ او سرکش
ملعون مین آپہونچا اودھر سرکش اور کوکب سے مقابلہ ہو رہا تھا مرکب کوکب کا مارا گیا لوگ کوکب
کے درمیان تیغ آگئے کوکب نے ناوک انداز کو مار کر اسکے گھوڑے کو قبضہ مین کیا سوار ہو کے
پھر لڑنے لگا اب ایک طرف سے تو فوج کوکب کی لڑتی چلی آتی ہے پشت پر سے قہرمان قلعہ دار دبایا
چلا آتا ہے بیچ بیچ میں رفیع البخت تلوار برسا رہے ہین شیب مغزلی باطمینان تمام قید سنجاب شاہ مغزلی
کی لیکر نکل گیا باغ مین پہونچکر اسنے قید کاٹی اور کہا کہ دیکھا آپ نے تمھارے ہی کی اطاعت کا یہ پھل
ملا اور شاہزادہ نے باوجود دشمنی کے اتنے خیال پر آپ کو رہا کیا کہ آپ بھی آپ حق کو پہچانیے اور دین اسلام
قبول کیجیے سنجاب شاہ نے کہا کہ اے فرزند دل مین نے اطاعت رفیع البخت کی اختیار کی وہان سرکش
ناوک انداز سے اور شاہزادہ رفیع البخت سے کچھ فاصلہ تھا کہ سرکش نے تیر سر کیا ادھر شاہزادہ
نے تلوار سے تیر کو قلم کیا اور مرکب کو اڑا کر سامنے پہونچ گئے سرکش نے تلوار ماری رفیع البخت نے
قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور کھینچ لیا مگر زنجیر کا بندھا کر کے جو زور کیا تو قاش زین سے بلند کر کے اچھال دیا
گرتے وقت تلوار ایسی ماری کہ چورنگ ہوگیا چار ٹکڑے سرکش کی لاش کے زمین پر گرے اب
ناوک اندازون قریب پچھتر ہزار کے باقی رہگئے تھے اور پچیس ہزار کے قریب مارے گئے تھے انھون
نے جو دیکھا کہ سردار مارا گیا اور کوئی صورت مفر نظر نہین آتی الامان کی آواز بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان
ہے ان سب نے قبول کیا شاہزادہ نے ہاتھ روکا لیکن بہت سے لوگ فرار ہوگئے تھے وہ یہان سے
سنجابیہ کی طرف روانہ ہوے کہ چلکر ترکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز وغیرہ سے اطلاع
کرین یہان قہرمان قلعہ دار نے ملازمت رفیع البخت کی حاصل کی اور سنجاب شاہ مغزلی نے اپنے
افعال سے توبہ کی کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا اب یہ سب تو قلعہ قہرمانیہ مین مقیم ہوتے ہین لیکن وہ
لوگ جو یہان سے گریزان ہوے تھے ترکش ناوک انداز کے پاس پہونچے اور بیان کیا کہ سنجاب شاہ
کو رفیع البخت نے رہا کر لیا افسر ہمارا مارا گیا بس یہ سننا تھا کہ یہ دونون سنگ انداز اور ترکش
ناوک انداز نہایت برہم ہوے اسی وقت تیاری لشکر کا حکم دیا تین لاکھ سنگ انداز ناوک انداز تھے اور
قریب چار لاکھ کے بہارستان مغرب کی فوج تھی جسکو انھون نے بعد اسیر کرلینے سنجاب شاہ کے
اپنا مطیع کر لیا تھا کل سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت اپنے ساتھ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوے
انکا جانا تھا کہ یہ خبر پھیل گئی سیارہ کو جب یہ دریافت حال آیا تھا اسنے جاکر شاہزادہ سکندر رستم خو
کو اطلاع کی شاہزادہ سکندر رستم خو بھی اچھے ہوچکے تھے اور سرداران زخمی بھی انکے صحت پاچکے تھے
اور فوج بھی فراہم ہوگئی تھی قریب ایک لاکھ سوار کے سکندر نے بھی ہمراہ لیے اور یہ بھی قلعہ قہرمانیہ
کی جانب روانہ ہوگئے ادھر ہمتر حیل نے جاکر صمصام مغزلی وغیرہ سے تمام حالات بیان کیے کہ ایک
والا جاہ جو سرکش ناوک انداز اسیر کر کے گلستان باختر کی طرف لیجاتا تھا شاہزادہ رفیع البخت
نے سرکش ناوک انداز کو مار کر بادشاہ مغرب کو چھڑا لیا اب دونون سنگ انداز اور ایک

ناوک انداز سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے مقابلہ رفیع البخت روانہ ہوگئے ہین بس یہ سنتے ہی سرمست فیل زور اور تمتاج زرہ پوش اور قیصر تیغ زن اور صمصام مغربی وغیرہ تمام سردار قریب پچاس ہزار سوار کے جو یہان موجود تھے انکو اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوئے دیکھیے کون کس وقت پہونچتا ہی اور لوگ بھی ملازمان رفیع البخت سے جہان جہان تھے جسنے خبر پائی وہ چل کھڑا ہوا لیکن اول حال سنگ اندازون اور ناوک اندازون کا سنیے کہ جس وقت یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب قلعہ قہرمانیہ کے پہونچے ہین اور یہ خبر ہرکارون کے ذریعہ سے شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ سنگ انداز و ناوک انداز برائے انتقام آئے ہین فرمایا کچھ پروا نہین آنے دو اُس وقت کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ اے شہریار یہ لوگ غضب سارنیق کے نام سے موسوم ہین افسوس کہ آپنے ابھی حالت قلعہ جبل الحدید کی ملاحظہ نہین فرمائی ہی اس قلعہ کی کیا حقیقت ہی اگر انھون نے آتے ہی سنگ اندازی شروع کر دی تو قلعہ سے نکلنا بھی دشوار ہو جائیگا یہ سنکے رفیع البخت نے کہا کہ کیا مین قلعہ بند ہو کر لڑونگا جو تجھے اندیشہ ہوا آنے دو کچھ پروا نہین ہی اور کہہ دو کہ خیمہ بیرون قلعہ برپا ہو جس وقت طبل جنگ بجیگا اُس وقت دیکھا جائیگا اُسی وقت حسب الحکم شاہزادہ رفیع البخت خیمہ قلعہ کے باہر نصب ہوا اور رفیع البخت قلعہ سے نکلکر خیمہ مین تشریف لے جانے ہی کو تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا گھوڑون کی ٹاپون سے زمین تھرانے لگی گرد اسقدر اُڑی کہ زمین کا سلسلہ آسمان سے ملا دیا اُس وقت قہرمان قلعہ دار نے عرض کی کہ یہ تو سات آٹھ لاکھ سوار کی فوج آتی معلوم ہوتی ہی یہانتک کہ ہوا نے مار کر دکو گرد نے مارا ہوا کو دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم سیاہ زرنگاری نشان سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف سارنیق بن لقا ملعون کی تحریر تھی تمام فوج سامنے آکر خیمہ زن ہوئی چونکہ ایک دم کے سے یہ لوگ یہانتک آئے تھے اور کسی جگہ قیام نہین کیا تھا اس وجہ سے آغاز جنگ نہ کیا لیکن بارگاہین برپا ہوتی ہی اصنام سنگ انداز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ سنگ اندازون نے نقارہ رزمی بجوایا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور تیاریان جنگ کی ہونے لگین شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ اے نہیب مغربی تم سنجاب شاہ کو لیکر باغ مین چلے جاؤ اور اسطرح جاؤ کہ ان کافرون کو یہ حال معلوم نہونے پاوے نہیب مغربی نے عرض کی کہ اے شہریار یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائین فرمایا کہ اس وقت اسی کا موقع ہی اسلیے کہ فوج دشمن کی بہت ہی اور لڑائی کا انکا حال سن چکے ہین اگر انھون نے ایک باڑہ پتھرون کی قلعہ پر لگا دی تو پھر قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائیگا ہم تم تو لڑ بھڑ کر سب کچھ کر سکتے ہین بادشاہ لڑنے بھڑنے کے لایق نہین ہی اور ہمارا خدا بردگار ہی تم اندیشہ نکرو نہیب مغربی حکم شاہزادہ عالی وقار سے مجبور ہو کر سنجاب شاہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے ایسا کچھ ارشاد فرماتے ہین سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ اے فرزند عورتون کی طرح جینے سے مرجانا بہتر ہی تم شاہزادہ رفیع البخت سے کہدو کہ مین آپ کے ساتھ ہون نہیب مغربی نے آکر عرض کی کہ وہ نہین جاتے اُس وقت شاہزادہ رفیع البخت بنفس نفیس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ آپکو میرے سر کی قسم آپ باغ مین تشریف لیجائیے اس وقت اُن لوگون کا اس مقام پر رہنا مناسب ہی جو لڑنے والے ہین سنجاب شاہ مغربی نے قسم سے مجبور ہو کر جانا قبول کیا نہیب مغربی دس ہزار سوار سے

پوشیدہ طور سے پھیر کھا کر باغ مین چلا گیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ رفیع البخت نے فریضہ سحری کو ادا کر کے مرکب
پر سوار ہوے اور عزم میدان کارزار کا کیا ادھر اصنام سنگ انداز اور احجار سنگ انداز اور ترکش
تیر انداز ساٹھ لاکھ کی فوج سے آکر میدان مین صف آرا ہوے سامنے صف سنگ اندازون کی تھی اور میمنہ
و میسرہ پر ناوک انداز تھے کہ اگر شاید رفیع البخت آ پڑے تو ناوک انداز تیرون پر رکھ لین یہ سوچکر
ان مکارون نے یہ انتظام کیا تھا یہان شاہزادہ رفیع البخت اس انتظار مین کھڑے تھے کہ شاید کوئی
میدان مین نکلکر مبارز طلب ہو وہان سنگ اندازون کی لڑائی کا ڈھنگ ہی اور تھا جب دونون طرف
صف بندیان ہوچکین اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو اک مرتبہ سنگ اندازون نے پتھر
منجنیق مین رکھکر گردش دینا شروع کی بس رفیع البخت نے ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور دوسرے
ہاتھ مین گرز لیا اور جسطرح قلعہ پر جاتے ہین اس طرح دھاوا کر دیا ہنوز قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ پتھر
جھولیون سے نکلکر فنا کی صدا دیتے ہوے چلے جو پتھر سامنے آیا رفیع البخت نے گرز مارکر اسکو رد کر دیا
اور جو پتھر بائین جانب آیا اُسے سپر پر روکا ساتھ انکے کوکب روشن چشم اور قہرمان قلعہ دار اور رعب مین
آ نکلے فوج قریب ایک لاکھ کے تھی یہ سب کے سب گھوڑے دوڑاتے ہوے چلے لیکن پتھرون
کے پہلے ہی وار مین دس ہزار آدمی لشکر رفیع البخت کے مارے گئے آخر رفیع البخت اور دونون
سردار لڑتے ہوے قریب پہونچ گئے اور سنگ اندازون پر گرے جسکو گرز مار دیا وہ پیوند زمین ہو گیا
فوج بھی آپڑی اور تلوار چلنے لگی سنگ اندازون نے راہ دیدی یہ سپاہ کے سب فوج مین دھنس گئے
اُس وقت دونون پہلوون کی طرف تیر برسنے لگے یہ ایک لاکھ سوار ساٹھ لاکھ کے انبوہ مین گھر گئے
ناوک اور پتھر ہر طرف سے برس رہے تھے لیکن یہ لوگ جانون پر کھیلے ہوے بڑھتے چلے جاتے تھے
ناوک انداز اور سنگ انداز برابر واہ کر رہے تھے اور پکار پکار کے کہہ رہے تھے کہ مارو ان سرکشون کو
یہ جانے نپاوین بڑا غضب کیا ان لوگون نے کہ خداوند کے قیدی کو چھین لیا اور ایک ہمراہی کو ہمارے
جان سے مارا فوج اسکی تباہ کر دی کہ اک مرتبہ صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور تمغاج زرہ پوش
مع فوج فراوان پیدا ہو کر شریک جنگ ہونے کی غرض سے چلا تھا کہ اک مرتبہ ناوک اندازون نے
تیر برسانا شروع کیے تمغاج نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ بہادرو جنگ سے منہ نہ موڑنا آج سے
بڑھکر روز نام و ننگ نہوگا جا پڑو ان نامردون پر اور انکو تیر کمان مین جوڑنے کی مہلت نہ دو یہ کہکر گھوڑا
ڈالدیا ساتھ ہی اسکے تمام سردار سرمست وغیرہ کی تلوارین کھینچ کھینچ کر تیرون کو قلم کرتے ہوے
آکر فوج کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ناوک اندازون نے انکو بھی راستہ دیدیا تمغاج زرہ پوش
بغرض وہ دو شاہزادہ رفیع البخت دریاے لشکر کو تیرتا ہوا چلا جب دیکھا ناوک اندازون نے
کہ اب یہ سب بیچ مین آگئے ہین تو پھر انھون نے تیرون پر رکھ لیا انکے ساتھ کے بھی کوئی بارہ ہزار جوان
پہلے ہی حملہ مین تمام آگئے باقی ماندہ آکر فوج پر گرے اور تلوار برسانے لگے مگر یہ سب گھرے ہوے
لڑ رہے ہین چہار جانب سے نرغہ کفار ہی بیچ مین یہ لوگ ہین خوب تلوار چل رہی ہی ہر طرف سپرون کی
سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہی کوندا برق شمشیر کا دمبدم لپک رہا ہی ناوک انداز اور سنگ انداز اسطرح
گھیرے ہوے ہین کہ نکلنے کی راہ نہین وہ یہ کہ اک مرتبہ پھر گرد اُٹھی اور دل گردہ سے شاہزادہ اسکندر
رستم خو پیدا ہوے اور نعرہ کر کے چلے سنگ انداز اور ناوک انداز عجب انداز سے لڑ رہے تھے
کہ بیچ مین تو انھون نے بہارستان مغرب کی فوج کو گھیر لیا تھا اور چہار جانب سنگ انداز اور ناوک انداز

صفین باندھے ہوئے سنگ اندازی کر رہے تھے جو مددگار آتا تھا پہلے اسپر بارش سنگ کرتے تھے جب کہ بڑتا تھا
تو راہ دیدیتے تھے کہ ہماری جمعیت مین کمی ہو اگر قتل ہون تو سنجابیہ ہی کے لوگ قتل ہون چونکہ اب سنجاب شاہ
بھی مسلمان ہو چکا تھا تو انکو یہ خیال تھا کہ مین فوج بہارستان مغرب ہمارے خلاف ہوکر اپنے بادشاہ کی
شریک نہو جائے اور جب یہ لوگ گھرے رہینگے تو چار و ناچار لڑینگے اور اگر پہلو تہی کرینگے تو نشانہ سنگ حوادث
ہونگے یہی حالت سکندر رستم خو اور عنقائے کوہ پیکر اور عنتر دیو کش و بحیرہ کی بھی ہوئی کہ پہلے حملہ کو
روکر گئے آپڑے انکی فوج کے بھی کوئی نو ہزار آدمی پہلے ہی حملہ مین کام آئے جو بچے وہ لشکر پر آ تھمے گرے
تلوار برسانے لگے اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہر طرف صدائین بگیر و بزن کی بلند تھین کہ اکمرتبہ
پھر گرد اڑی اور لشکر عظیم نمودار ہوا شاہزادہ سہراب بن رستم سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت
سے چلے آتے تھے انکو معلوم ہوا کہ یہ جنگ شاہزادہ رفیع البخت سے ہو رہی ہے بس انھون نے
بھی دو لاکھ سواران منتخب اپنے ساتھ لیے اور نعرہ کر کے چلے ادھر سنگ اندازون نے انپر بھی پتھر برسانا
شروع کیے سہراب بھی بلائے بد آفت روزگار ہی نعرہ کر کے جو گرتا ہے فوج کو تہ و بالا کر دیا پہلے حملہ مین کوئی
پندرہ سوار گر گئے اب تو انھون نے بھی آکر سبکو تلوار کے نیچے رکھ لیا رفیع البخت نعرہ سہراب و سکندر
کی آواز سنکے اور بھی جم کے لڑنے لگے سنگ انداز حیران تھے کہ مددگار رفیع البخت کے زمین و آسمان سے
پیدا ہوا ہے ہین لیکن سنگ انداز اس گھات سے لڑ رہے ہین کہ ابھی تک انپر خوف و ہراس طاری نہین
ہوا ہے نہ لوگ انکے کام آئے ہین سات لاکھ مین سے شاید دس بیس ہزار مارے گئے ہون باقی الگ ہی الگ سے
پتھر برسا رہے ہین یہ رنگ دیکھکر شاہزادہ رفیع البخت نے اعجاز سنگ انداز کیطرف رخ کیا اور مرکب
کو اسکی جانب پھیر کر لڑتے ہوئے چلے ادھر سنگ اندازون نے پتھر مارنا شروع کر دیے رفیع البخت
بہ سبب اکبر دو پتھرون کو رو کرتے ہوئے اور خالی دیتے ہوئے چلے جاتے ہین ادھر سکندر رستم خو
اصنام سنگ انداز کی طرف چلے اور سہراب نے ترکش تیر انداز کو ڈانٹا کہ او ملعون آگاہ ہو کہ
مین آ پہونچا لیکن انمین سے کوئی بھی قریب نہین پہونچ سکتا یہ تینون سردار عجب گھات سے لڑ رہے ہین
کہ اکمرتبہ پھر گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ باش ای کافران بیحیا خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آ پہونچا منم
سلطان حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع یہ نعرہ کر کے کئی ہزار سوار و پیدل کی
جمعیت سے آکر ٹکر گرے آواز نعرہ صاحبقران سے صحرا گونج اٹھا سنگ اندازون کے اندام مین رعشہ
پڑگیا ہمراہ صاحبقران کے فوج کی حیثیت مین وہ لوگ ہین جو لاکھون پر بھاری ہین ایک جانب طلیحہ بن
لندھور ایک سمت ملک بن مالک ایک طرف مختشم بن ہاشم تیغزن ایک سمت فرزنگ بن مرزبان
خراسانی ایک طرف گردین بہرام ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ بڑے بھائی رفیع البخت کے
اسی طرح تین ہزار کئی سو لوگ لیے آتے ہی تلوار برسانے لگے رفیع البخت نے جو آواز نعرہ صاحبقران
کی سنی حیران ہوا کہ انکو کیونکر خبر ملی گئی جو یہ یہان آگئے لیکن صاحبقران نے رنگ لڑائی کا
دیکھکر آواز دی کہ انھین گھیر کے لڑو جس طرح یہ سب کے سب اہل اسلام کو گھیرے ہوئے ہین
اسی طرح انھین گھیر کے مارو یہ سنکر تمام سرداران اسلام پھیل گئے انمین ایک ایک رستم وقت و
اسفندیار زمانہ تھا ہر ایک کے ہاتھ مین گرز و سپر تھی پتھرون کو روکی کرتے جاتے تھے اور لڑتے بھی جاتے
تھے عین گرمی جنگ مین شاہزادہ رفیع البخت قریب اعجاز سنگ انداز کے پہونچ گئے اور نعرہ کیا
کہ او ملعون لا ضرب بہادری کی کہ اب وقت تیرا آخر ہے دل کی ہوس پوری کر لے دیکھا اعجاز نے

گرا تو مثل قضائے مبرم کے سر ہی پر آ پہونچا بس جلدی سے تلوار کمر سے کھینچ لی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو بجائے زین کے مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے ادھر شاہزادہ سہراب قریب ترکش ناوک انداز کے پہونچ گئے ترکش ناوک انداز نے دیکھا کہ اب تیر کی زد باقی نہین رہی ہے اسنے نیزہ سینے پر سہراب کے مارا سہراب نے نیزہ اُسکا چھین لیا اور وہی اسکے سینہ پر مارا کہ توڑ کر پار گزر گیا بس سہراب نے ترکش ناوک انداز کو نیزے پر بلند کر کے آواز دی کہ اے ناوک اندازو دیکھ لو کہ سردار کو تمھارے مین نے کس ذلت و خواری سے مارا ہے یہ فرما کر سر پر چرخ دیکر جو زمین پر مارا تو استخوان اُسکے پارہ پارہ ہو گئے بس مرنا تھا ترکش ناوک انداز کا کہ تمام تیر اندازون کے ہوش اُڑ گئے اصنام سنگ انداز نے جو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو میرے ہی طرف چلے آتے ہین پس اصنام نے ہوائی پتھر مارنا شروع کیے سکندر پا سب سپر و گرز پتھرون کو روکتے ہوئے قریب پہونچ لیے تھے کہ اصنام سنگ انداز نے پھر ایک پتھر کھینچ ہی مارا سکندر نے اُس پتھر پر گرز مار کے پلٹا دیا پتھر پلٹ کے سر پر اصنام کے پڑا کہ منھ بگڑ گیا کاسۂ سر چور ہو گیا بس مرنا تھا ان سردارون کا کہ ہر طرف سے صدائے امان بلند ہوئی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے جسے دین مبین اسلام اختیار کرنا ہو وہ ہمسے امید نیکی رکھے ورنہ آج ایک متنفس کا بچنا بھی دشوار ہے یہ سُن کے تمام کفار نے کہا کہ ہمین بدل منظور رہی ہمنے لعنت کی سماریق بن بقا ملعون پر اُس وقت اہل اسلام نے ہاتھ روکا دونون گروہ علحدہ ہوئے سبنے ملازمت صاحبقران حق پژوہ کی حاصل کی آج صاحبقران کا رعب اور ہی کچھ تھا چہرہ سے جلالت پیدا تھی رفیع البخت اور سکندر رستم خو اور سہراب وغیرہ سب اپنے عزیزون سے ملے انکے تازہ رفقا نے بھی قدمبوسی حاصل کی تہرمان قلعہ دار سامان دعوت کیا ایک شب سبنے اسی مقام پر قیام کیا اور دوسرے روز صبح کو مع مستجاب شاہ مغربی سب کے سب کوچ کر کے طرف شہر مستجابیہ کے روانہ ہوئے سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے افسرون کے سر کٹوا کر ساتھ لے لیے تھے جس وقت یہ خبر شہر مستجابیہ مین پہونچی کہ سنگ انداز اور ناوک انداز مارے گئے بعضے شکست کھا کر بھاگ گئے باقی مسلمان ہو گئے شاہزادہ رفیع البخت با فتح و فیروزی تشریف لاتے ہین یہ سنکے ہامان دانشور تو خوف زدہ ہو کر یہان سے بھاگ کے طرف گلستان کے روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع سماریق بن بقا سے کی جائے لیکن نجم اختر شناس ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے مین سب کی ملازمت حاصل کی شاہزادہ رفیع البخت شہر مستجابیہ مین داخل ہوئے صاحبقران نے سر سنگ اندازون کے بلند عماریون پر نصب کرا دیے اور لاشین پا کے فیل مین بندھوا کر تشہیر کرائین تا کہ لوگون کو عبرت ہو بعد اسکے قلعہ جبل الحدید کی حالت پر بہت افسوس کیا اور اسکی تعمیر کا حکم دیا اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ اسلام تشریف لاتے ہین صاحبقران تمام سردارون کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور ظل اللہ کو پیشوائی کر کے لائے مستجاب شاہ مغربی نے جلسہ خوشی منعقد کیا بتخانے گرا دیے جابجا مسجدین تعمیر ہونے لگین لیکن شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خو دونون شاہزادیون کے مفقود الخبر ہونے سے نہایت پریشان تھے ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوئے تھے اسپنی ب شاہ مغربی نے اپنے ملک کے اسلام آباد ہونے کی خوشی مین جلسہ تو منعقد کیا تھا مگر یہ بھی دختر کے غم مین مبتلا تھا شاہزادہ سہراب بن رستم خیمہ مین رفیع البخت کے آئے دیکھا کہ سکندر اور رفیع البخت کچھ باتین کر رہے ہین سہراب کو دیکھکر دونون خاموش ہو گئے اُس وقت سہراب کو رفیع البخت کی طرف سے ملال گذرا

اور دل مین خیال کیا کہ ہمنے اپنے بزرگون کے چلن کو چھوڑ کر یہ کوفت کھائی یہ لوگ اسی قابل ہین جیسا کہ بادلیغ الزن
ہے قاسم پیش آیا کیے پس یہ لوگ اسی کے عادی ہین خیر سمجھا جائیگا مین اس احسان مین جھکا ہوا تھا کہ
ثریا سے سمیتن کو رفیع البخت نے مجھ سے ملا دیا تھا میرے غم کو برطرف کیا تھا اسکے بعد سے مین نے
اسی کا ساتھ دیا اپنے برادر سکندر کا ساتھ نہ دیا مگر اسنے لوٹ محبت نہ کی یہ خیال انکے دماغ مین جم گیا
اور وہین سے ملٹنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے کہا کہ کیا آئے کیا چلے سہراب نے کہا کہ تم مجھے دیکھکے
خاموش ہوگئے مین سمجھا کہ کچھ راز کی باتین ہونگی تو کیون مخل صحبت ہون رفیع البخت نے کہا کہ کوئی راز
تم سے پوشیدہ کرنے کی ضرورت نہین ہے سلسلہ کلام کا ختم ہوگیا تہا درمیان سے نہین قطع ہوا ہے آؤ بیٹھو سہراب
آکے بیٹھ گیا اور اسکو وہ وقت یاد آیا جب رفیع البخت نے کہا تھا کہ مجھے ایسا عمل آتا ہے کہ اگر چاہون تو تمھاری
معشوقہ ملجائے اور ان دونون کی پریشانی کو بھی سہراب سمجھ گئے کہ دونون شاہزادیون کے واسطے
یہ پریشان ہین اسلیے کہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ دونون ان دونون کی معشوقین ہین سہراب نے کہا کہ اے
رفیع البخت جیسا عمل تمکو یاد تھا ویسا ہی عمل مین نے بھی یاد کیا ہے بلکہ ایک بات زائد ہے وہ یہ کہ مین
ٹھکا حال بتا دیتا ہون رفیع البخت نے مسکرا کے کہا کہ بیان کرو سہراب نے کہا کہ یہ مسکرانا تمھارا رونے
اور بسورنے کے برابر ہے دل تو غمگین ہو رہا ہے ہونٹھون پر ہنسی آئی تو کیا آئی رفیع البخت نے کہا کہ مجھے
تو کوئی بھی رنج نہین بلکہ نہایت خوش ہون کہ مین نے آکر بہارستان مغرب کو فتح کیا یہ کلمہ اور بھی سہراب
کو ناگوار گذرا کہ یہ مجبیر طعن ہے جواب دیا کہ اگر تم نے بہارستان مغرب کو فتح کیا تو اکیلے نہین فتح کیا بلکہ
صاحبقران اوسط کی اعانت سے اور آخر مین مین بھی شریک ہوگیا اور خود صاحبقران اور تمام سرداران
اسلام آگئے تھے فخر میرا بجا ہے کہ مین نے اکیلے جاکر دو ملک زیر نگین کیے شہر عرفانیہ اور شہر اسلوبیہ کو
فتح کیا ان دونون شہرون سے سات لاکھ کی فوج اور دو سردار دستیاب ہوے اور اے رفیع البخت
اب اپنے دل کا حال سنو کہ تمکو کسی معشوق کی فراق کا صدمہ ہے اور ہمارے چھوٹے بھائی صاحب سکندر
رستم خو بھی اسی غم مین مبتلا ہین اس وقت بھی باتین ہو رہی تھین یہ سن کے رفیع البخت نے کہا کہ ظالم کیا تو
چھپا ہوا سن رہا تھا سہراب نے کہا کہ تم بڑے بدباطن ہو اگر مین تمھاری معشوق کو یہین بیٹھے بیٹھے بلا دون
اس وقت تو قائل ہوگے رفیع البخت نے کہا کہ کہین ایسا نہو جیسا ہمنے عمل پڑھا تھا سہراب نے کہا ابھی
معلوم ہوا جاتا ہے مین عمل شروع کرون رفیع البخت بولے بسم اللہ سہراب نے اپنے عیار مہتر سیارہ ثانی
کو اشارہ کیا کہ دونون شاہزادیون کو سوار کرکے صحرا مین فلان درخت کی آڑ مین بٹھا آؤ ہم آتے ہین ویسا ہی کیا صحرا
مین لیگیا ہر ایک کو ایک ایک درخت کے نیچے بٹھا کے چلا آیا یہان سہراب نے سبحہ گردانی شروع
کی اور آنکھین بند کرلین سکندر اور رفیع البخت ہنسا کیے تھوڑی دیر کے بعد سہراب نے آنکھین
کھولکر کہا کہ لے آؤ تمھاری مراد دلی بر آئی دونون شاہزادیان صحرا مین تباہ پھر رہی تھین میرے عمل کی
کشش سے فلان مقام تک آگئی ہین اب اگر مین زیادہ زور دیتا تو یہین آجاتین مگر اسمین تمھاری رسوائی
ہوگی چلو اور انکو لے آؤ یہ کہکر سہراب بارگاہ سے نکلا ملازمان رفیع البخت سے کہا کہ جلد دو پالکیان
لے کے چلو سکندر اور رفیع البخت بھی ہنستے ہوے ساتھ ہوے رفیع البخت نے کہا کہ عمل
جلالی تھا بگڑ گیا سہراب نے کہا کہ میرا عمل نہین بگڑا یہ وہی تمھارا عمل الٹا ہے جسوقت صحرا مین پہنچے تو دیکھا
کہ دونون نقابدار دو درختون کے نیچے کھڑی ہین سہراب نے کہا کہ جاکر اپنی اپنی چیز پہچان لو رفیع البخت
ابھی تک سمجھ رہے ہین کہ سہراب دلگی کر رہا ہے جواب دیا کہ ایسا نہو ہمارا ہاتھ لگانا موکلون کے خلاف

گذرے تمہین نقابین اُٹھاؤ سہراب نے کہا کہ مین نامحرم ہون تمہین شرم نہین آتی کہ مجھسے کہتے ہو رفیع البخت نے کہا کہ تمسے کیا پردہ ہے کیا تم کوئی غیر ہو یہ آواز جو سمن اندام اور تصویر عبرق جمال نے سنی دونون نے نقابین چہرون سے دور کردین اور ہنسنے لگین اور کہا کہ اگر یہ عزیز نہ پہنچ جاتا تو شاید ہم دونون کا خاتمہ ہوجاتا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے پالکیان آگئین رفیع البخت نے دونون کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین آئے مہتر لنیسم مغربی اس وقت موجود تھا شاہزادہ رفیع البخت نے سنجاب شاہ سے کہلا بھیجا کہ اب آپ پریشان نہو ملکہ کا پتہ مل گیا یہ سنکر سنجاب شاہ مغربی بھی نہایت خوش ہوا اور طرطوس شاہ جبالی بھی شاد ہوا یہ دونون بادشاہ اپنی اپنی دخترون کو دیکھنے آئے اب ان سبکو تو مصروف جشن رکھا جاتا ہے

لیکن چند کلمے داستان ہامان دانشور وزیر سنجاب شاہ مغربی سے بھاگ کر جانا ہامان کا ساریقیہ مین اور حالات بیان کرنا ساریق ملعون سے روانہ کرنا ساریق کا ایک عیار کو اور ایک عیارچی کو برائے گرفتاری سرداران لشکر اسلام و باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل

حضرت ناصح ذرا نظارۂ جانان کرین
پھر کہان جاکر تمہاری وصل کا سامان کرین
کیون نہ ہر دم حضرت عیسی سے شکوہ جا کرین
مین انہین مہمان کرون یا وہ مجھے مہمان کرین
مجھکو خود مرنا ہے جائین اور کا درمان کرین
ہو اگر طاقت تو درد دل کو یون پنہان کرین
کاٹ لین وہ سر تو ہم بھی جان کو قربان کرین
آرزو جنکی مجھے ہے وہ مرا ارمان کرین
حضرت واعظ نہ اُس کافر سے توبہ کیجیے
جنکا ارمان ہے مجھے وہ غیر کا ارمان کرین
موت ہے کا بدگمانی سے یقین جنکو نہو
کیون وہ عالم بھر کو میرے ہاتھ سے بریان کرین
زندہ در گور اُنکو اسوقت کر دینا ہمین
اب بھی یوسف ہون تو انکو داخل زندان کرین
مختصر ہے گنہگارون کی پھر پرسش نہو
اپنے ہاتھون سے جو چندن اور زندان کو
حضرت عیسی کو میرے درد سے کیا واسطہ
آئینہ دیکھین تو ہم انکو ابھی حیران کرین

گر نہ وحشت ہو تو مجھکو داخل زندان کرین
انکو تسکین دیتے جائین دل کا سامان کرین
سب سے اچھے ہین تیرے بیمار کیا درمان کرین
تو یہی دینا اگر مجھکو نہ وہ گریان کرین
کسلیے عیسی سے مجھے شرمندہ احسان کرین
وہ مسیحا ہین اگر میرے تو یہ احسان کرین
انکا ہم احسان اٹھا رہین وہ اگر احسان کرین
ہمکو فرصت بیقراری سے نہو گی کوئی دم
جب مین جانون آپ سے شرمندہ احسان کرین
قتل سے پہلے جھکے سر مجھسے لاغر کی طرح
وہ مریض عشق کا کسواسطے درمان کرین
وہ ہماری آنکھین ہین منتظر ہم کیون ہین
جبکہ ہم قبضہ مین اپنے کوچہ جانان کرین
سنگ طفلان کی کہان تک جستجو خشت مین ہم
روز محشر ہم اگر ذکر شب ہجران کرین
تا قیامت پھر کسی ہی جا کے ٹھہر سکتی نہین
موت ہے اسدن کو کہ جسدن وہ عزم ریان آتش
رشک تو سبکو اگر زخم جگر دکھلا دین ہمین

ہم اگر جوش جنون مین اپنا گھر ویران کرین
تمہین آتا ہے بسر ہم یون شب ہجران کرین
ہو سکے احباب سے میرے تو یہ احسان کرین
وار پھر بر باخدا معلوم کیا طوفان کرین
ہاتھ دونو لی رکھ لین سینے پر خود جان کرین
رنج کو راحت بنائین درد کو درمان کرین
گر مجھے ناپید کرنا ایفلک منظور ہے
دل مین جو مہمان ہین سب انکو وہ مہمان کرین
چرخ کا یہ مدعا ہے بخت کی یہ آرزو
جو کوئی احسان نا ٹھین ہم پر آپ احسان کرین
یا جنون کھوئین مرا یا قید ہی کر دین مجھے
وہ ہمارے دل مین ہے ہم اسکا کیون ارمان کرین
تیرے جلوے کے مقابل کسکا جلتا ہے چراغ
کاٹ لین سر کو اگر میرے تو وہ احسان کرین
سیکڑون دیوانے ہو جائین ابھی سر کے لیے
زندگی بھر رو دین وہ مجھکو اگر گریان کرین
انکو دعوا ہے کسیکے دل مین ہم آتے نہین
ہم پھر بھر تم سے خیال جنبش مژگان کرین

آرزو ہی وصل مین ہوتی ہے اسکی چھیڑ چھاڑ
موت کی ہے آرزو کیونکر شب ہجران کرین
سوتے کے سوتے ہی ہجائین چونکین حشر تک

ان آنکھین حیران کرون در زدہ مجھے حیران کرو
کس قیامت کی ہین آنکھین کشش غضب کی نگاہ
ہم میان خواب اگر نظارۂ جانان کرین
آئینہ کیا گذرے اگر نظارۂ جانان کرین

بدگمانی سے گمان اس بت کو ہوگا خواب کا
آپ ہی بیمار ڈالین آپ ہی درمان کرین
جو کہ شوق دید ہی مین بیخبر ہین اے کلیم

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ ہامان دانشور وزیر سنجاب شاہ مغربی جو بہارستان مغرب سے بھاگا تھا اسنے گلستان باختر کا رخ کیا جب سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کہ بھاگ کر صحرا مین تباہ ہوئے تھے وہ سب ہامان کے ساتھ ہوئے اور صورت فریادیون کی بنا کر چلے داخل شہر ساریقیہ ہوئے جب خبر ساریق بن لقا کو ہوئی کہ ہامان وزیر سنجاب فریادیون کی شکل بنائے ہوئے آتا ہے تو ساریق نے کہا معلوم ہوتا ہے ہمنے جو غضب اپنا بہارستان مغرب پر نازل کیا تھا اسکا اثر اس وزیر پر بھی پڑا خبر آنے دو ہامان اسی صورت سے زیر قیطول پہونچا دیکھا ہامان نے کہ کئی کروڑ کی فوج زیر قیطول خیمہ زن ہے اور ساریق ملعون بالائے قیطول بیٹھا ہوا ہے آواز اس گبر کی بہت بڑی ہے جسوقت یہ قیطول پر سے چلاتا ہے تو کوسون آواز اسکی پہونچتی ہے ہامان نے زیر قیطول پہونچ کے فریاد کی کہ اے خداوند یہ تونے غضب پر غضب نازل کیا پہلے تو ناوک اندازون اور سنگ اندازون نے بہارستان مغرب کو خزان سے بدل کر دیا قلعہ کو تاراج کیا جسمین خداپرست مقیم تھے تمام خداپرست تباہ و برباد ہوگئے آخر مین اپنے ہمیر کو گرفتار کروا کے منگوایا پھر خداپرستون کی حمایت کی کہ سنجاب شاہ رہا ہو کر مسلمان ہوا اور خداپرستون نے آکر سنگ اندازون اور ناوک اندازون کو مارا سر انکے بلند عماریون پر نصب کیے گئے لاشین پائے فیل مین بندھوا کر تشہیر کرائی گئین تمام بہارستان مغرب خداپرستون کا ہوگیا مین تیری ذات کے ساتھ خلوص رکھتا تھا تو بھاگ کر اس مقام پر آیا یہ سنکے ساریق ملعون نے دریچہ سے سر نکالا اور کہا کہ اس بندۂ مغضوب کو لے آؤ تاکہ ہم اسپر رحمت فرمائین اور یہ حال سبکو سنوائین اگرچہ ہم سب کچھ جانتے ہین لیکن بندون کا حال بندون ہی انھین کی زبان سے ظاہر کرانا چاہتے ہین یہ سن کے لوگ آئے اور ہامان کو لیکر حجاب کے قریب پہونچے دیکھا کہ باہر حجاب کے دربار آراستہ ہے تین ہزار سرداران زبردست دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین کہ ایک ایک انمین کا دیو پیکر اور اہرمن خصال ہے اور سامان آرایش دربار دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے ہامان نے جاتے ہی سجدہ کیا ساریق نے کہا کہ حال شہر سنجابیہ کا بیان کر ہامان نے اہل دربار کے سامنے مفصل بیان کیا سب حیران تھے کہ یہ خداوند نے کونسی حماقت آمیز قدرت کی لیکن بختگان نے کہا کہ یا خداوند ہم دیکھتے ہین کہ آپنے بھی مثل بڑے خداوند لقا کے بے لقا الٹی سیدھی تقدیرین کرنا شروع کردین یہ سنکر ساریق نے کہا کہ تو ہماری قدرت کے راز کو کیا سمجھ سکتا ہے اسکو ہمارے خاص بندے سمجھتے ہین کیون حکیم سودائی دانا تم کیا نہ سمجھتے ہو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند مین تیرے زور و قدرت کو خوب سمجھتا ہون یہ مسخرا کیا جان سکتا ہے ساریق نے کہا کہ اسے بھی آگاہ کردو یہ حکیم مرد مسلمان ہین اور اپنے مذہب کو چھپائے ہوے ہین اور اپنے کو مسخرہ مین ڈال دیا ہے ساریق کو بیوقوف بنا رکھا ہے چونکہ یہ حکیم ہین انکی دانائی کے آگے کسیکی فطرت چلنے نہین پاتی ساریق انسے نہایت خوش ہے بلکہ اکثر اوقات یہ ساریق کے منہ پر اسکو برا بھلا کہہ جاتے ہین ساریق سنکے چپ ہو رہتا ہے دو ایک مرتبہ لوگون نے چغلی کھائی اور کہا کہ یا خداوند یہ شخص خداپرست ہے اور لائق قتل ہے ساریق نے جواب دیا کہ اگر اسکے مثل مین نے کوئی اور بندہ پیدا کیا ہوتا تو اسے قتل کر ڈالتا یہ بندہ کچھ ایسا پیدا ہوگیا ہے کہ اب خداوند نے بہت کوشش کی کہ ایسا

اور بندہ پیدا کرے مگر نہو سکا ہین جتنے اچھے اور باکمال بندے پیدا کرتا ہون وہ سب مجھ سے برگشتگی کرجاتے ہین
اسلیے کہ وہ ناز کرتے ہین کہ ہم بھی ایسے ہین غرضکہ حکیم سودائی دانا نے کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند کو
اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کے لوگ نہایت دانا ہین ایسا نہو کہ بھی
مثل خداپرستون کے سر اٹھائین اس خیال سے خداوند نے اپنا غضب آمیز نازل کیا اور وہ تباہ و برباد ہو گئے تب
بعد اسکے سنگ انداز و ناوک انداز حکم خداوند سے زیادہ ظلم کرنے لگے یہ بات خداوند کے خلاف
گذری خداوند نے تقدیر ہین سے پلٹ دی کہ پھر مرے ہوے خداپرستون نے زندہ ہو کر تمام سنگ اندازون
اور ناوک اندازون کو نشانہ تیر قضا کر دیا بس یہ سنکر ساریق بہت ہنسا اور الہام قدرت کا خطاب
حکیم سودائی دانا کو عنایت کیا بختگان بہت جلا اور کہا کہ واہ حکیم صاحب آپ بھی معجون طرفہ ہین کیا خداوند کو
نسخہ پلایا ہی کہ جو کہدیا وہی خداوند کے بھی دل مین آگیا ہم دیکھتے ہین کہ بہت جلد آپکے ہاتھون وہ وقت
آیا چاہتا ہی جو خداوند لقا کے واسطے آیا تھا یہ سنکر ساریق نے کہا کہ مارو اس شیطان کو کہ یہ شان مین
خداوند کے کلمات بدشگونی نکالتا ہی پہلے دھول حکیم صاحب نے رسید کی بختگان نے کہا کہ جو سچ
کہے وہ جوتیان کھاوے کیا عدالت ہی خداوند کی لیکن سرداران لشکر جو موجود تھے اُنمین سے اکثر نے
عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو ہم جا کر بہارستان مغرب کا طبقہ اُلٹ دین ساریق نے کہا کہ
کیا مین چاہون تو یہان بیٹھے بیٹھے طبقہ نہین پلٹ سکتا ہون مگر مجھکو یہ منظور نہین ہی کہ مین بندون کے مقابلہ مین دخل
دون کیون حکیم الہام قدرت کیا کہتے ہو تم خداوند کے مسئلون کو خوب سمجھتے ہو بیان کرو حکیم سودائی
دانا نے کہا کہ اگر آپ اسی طرح ذرا ذرا سی بات پر بندون سے ناراض ہو کر غضب نازل کرتے تو آج کو
دنیا کاہی کو باقی رہتی سب فنا نہ ہوجاتے آپ اس باب مین اپنی قدرت پوشیدہ کو دخل نہ دین ہان سردارون
اور پہلوانون کو بھیج دیجیے ساریق نے کہا کہ یہی قدرت مین نے ابھی سے ہزار برس پیشتر کی تھی اُسی وقت
مہتر آفات نیرنگ ساز عیار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپ کے چار سردار مارے گئے ہین مین بھی چار
سردارون کو اکیلا گرفتار کرکے لا سکتا ہون ساریق نے کہا کہ جا تونے انصاف کو دل مین راہ دی خداوند
تجھ سے نہایت خوش ہوے مگر چار سردارون سے زیادہ کو اسیر کرکے نہ لانا ورنہ ظلم ہو جائیگا اور عدالت
جاتی رہیگی خبر ایسا نہو کہ خداوند تیرے اوپر بھی مثل سنگ اندازون کے غضب نازل کردین آفات
نیرنگ ساز نے عرض کی کہ کیا مجال یہ کہکر آفات نے فتانہ عیارہ بچی اور چار سو عیارون کو ساتھ لیا جو اسکے
شاگرد اور ماتحت تھے سبکو ساتھ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا ساریق نے ہامان
کو بھی ایک پایہ تخت پر جگہ دی اور وزیر چہارم معین کیا اور خلعت وزارت عنایت کیا ہامان نہایت خوش
ہوا ایک وزیر ساریق کے حکیم سودائی دانا ہین کہ یہ وزیر درجہ اول ہین اور سختگان وزیر درجہ دوم اور مندیل
عاقل وزیر درجہ سوم ہی ہامان چوتھا وزیر معین ہوا اب منفصل حالات یہان کے بعد کو تحریر ہونگے اول
حال مہتر آفات اور فتانہ فتنہ پرور عیارہ بچی کا سنیے کہ جسوقت یہ قریب بہارستان مغرب
کے پہونچے تو اُنھون نے آیندرروند سے حالات دریافت کیے اُنھون نے بیان کیا کہ بہارستان مغرب
مین بہار اسلام آئی ہی مسلمانون کا دور دورہ ہی جلسہ خوشی ہو رہا ہی شہنشاہ شاہ مغرفی نے صاحبقران
اور بادشاہ اسلام کی دعوت کی ہی بس یہ سنکر مہتر آفات نے مکر تجویز لیا فتانہ کو طوالف بنایا اور آپ
اسکا باپ بنا سازندون کو ساتھ لیکر اپنے عیارون کے غول سے علیحدہ ہوا اور سب سے کہدیا کہ تم صحرا
مین قیام کرو مین لشکر مین جاتا ہون ادھر پڑتا ہی تو سرداران اسلام کو اسیر کرکے لاتا ہون یہ سنکر

اُسکے ہمراہیون نے اک جگہ اپنے قیام کی بتلادی اور وہان اک جھنڈا نصب کردیا لیکن اب کچھ حال اس جلسہ کا سنیے
کہ جو سنجاب شاہ نے منعقد کیا تھا آٹھ روز تک یہ جشن رہا آٹھوین روز خواجہ خضران نے بادشاہ اسلام
اور صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ اسی جلسہ مین مناسب ہو تو شادی شاہزادہ رفیع البخت
کی ملکہ سمن اندام دختر سنجاب شاہ سے کردیجیے اور شاہزادہ سکندر رستم خو کا ملکہ گلنو برق جمال کے
ساتھ بادشاہ اسلام نے کہا کہ نہایت مناسب ہے غرضکہ دوسرے ہی دن کی تاریخ اچھی تھی صحبت عقد
منعقد ہوئی سنجاب شاہ نے اس شادی کو طول دینا چاہا تھا مگر بادشاہ اسلام نے منع فرمایا اور ارشاد کیا
کہ مجھکو یہان سے گلستان باختر کی طرف جانا ضرور ہے کہ اژرنگ بن زمرد و ختر نگ بن زمرد وہان
ہین اور سارق ملعون نے بھی بہت سر اُٹھایا ہے اگر تم اس شادی کو طول دوگے تو دیر بھی ہوگی اور
زیر بار بھی ہوگے اور ابھی تمہارا انتظام سلطنت بھی بعد اس انقلاب عظیم کے درست ہونے نہین پایا ہے
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرض کو ادا کردو اور طرطوس شاہ جبالی اور عرفان شاہ نے
بھی طول دینے کے ارادہ کو ملتوی کیا مختصر سامان فرض ادا کرنے بھر کا کرکے تیار ہوگئے اسی شب
آفات نیرنگ ساز عیار داخل شہر سنجابیہ ہوا اور اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جشن تو ختم ہوگیا
لیکن شاہزادون کا عقد ابھی نہین ہوا ہے یقین ہے کہ کل شب کو عقد دختر سنجاب کا رفیع البخت کے ساتھ
اور دختر طرطوس شاہ جبالی کا نکاح سکندر کے ساتھ اور دختر عرفان شاہ کی کتخدائی سہراب
بن رستم کے ساتھ ہوگی یہ سنکے آفات نیرنگ ساز نے ساتھ والون کو تو سرا مین چھوڑا اور آپ تلاش
مین خواجہ خضران کے روانہ ہوا یہان خواجہ خضران انتظام مین مصروف تھے کہ آفات نے آکے سلام
کیا خواجہ نے پوچھا تو کون ہے کہان سے آیا ہے عرض کی کہ غلام کو دلنواز نے باز کہتے ہین دختر اس شخص
کی نہایت حسین ہے اور طوائف پیشہ ہے صاحبقران کا نام سُن کے ہم بڑی دور سے آئے تھے یہان آکر
سُنا کہ جلسہ تمام ہوگیا ہمین اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا تھا کہ بعد کو یہ خبر بھی سننے مین آئی کہ آج یہان شاہزادان
کے عقد ہونگے مگر صحبت ناچ رنگ کی نہوگی لہذا حضور ہماری جانب سے سفارش کردین کیونکہ حضور کا
کہنا سُننا بہت کچھ ہے آپکی زبان ہلا دینے مین ہمارا پیٹ بھر جائیگا خواجہ نے فرمایا کہ اب کچھ
نہین ہوسکتا صاحبقران کو گلستان باختر پر جانے کی جلدی ہے اسوجہ سے جلسہ ملتوی کیا گیا ہے
اگر صحبت ہوتی تو اچھی طرح ہوتی ایک طائفہ کے واسطے صحبت نہین قرار پاسکتی ہے یہ سُن کے اُسنے عرض کی
کہ غلام اپنی اوقات کے موافق حضور کی خدمتگذاری سے باہر نہین ہے فرمایا کہ تمہاری کیا اوقات ہے عرض کی
کہ آئی تو روزی نہین تو روزہ جیسا کچھ ہمین ملیگا اُسی کے موافق ہم بھی حاضر کرینگے اور اگر دولتمند ہوتے
تو یہ پیشہ کیون اختیار کرتے خواجہ نے فرمایا کہ مین چھ آنے روپیہ سے کم نہ دونگا اُسنے عرض کی کہ مجھے
قبول ہے حضور کو تو دین دیکھئے گا کہ سرکار لوگ کیسے خوش ہوتے ہین اور کسقدر انعام پاتا ہے یہ سُن کے خواجہ
کو طمع دامنگیر ہوئی فرمایا کہ تم کس مقام پر ٹھیرے ہوے ہو عرض کی کہ بیچ والی سرا مین ٹھیرا ہوا ہون خواجہ
نے فرمایا کہ وہان سے تو فاصلہ بہت ہے تم یہین چلے آؤ ہم تمہارے ٹھیرنے کے واسطے جگہ دینگے اور
ضرور تمہاری دختر کا مجرا کرادینگے نام اُسکا کیا ہے دلنواز نے عرض کی کہ اختر بالی کہتے ہین یہ سُن کے
خواجہ نے ایک خیمہ قریب نصب کرادیا اتنے مین آفات نیرنگ ساز فتانہ کو طوائف بنا کے
ہوے حاضر ہوا اور خواجہ نے اسکو اسی خیمہ مین اُترنے کا حکم دیا اور آپ خدمت مین بادشاہ اسلام
کے حاضر ہوے اور عرض کی کہ ظل اللہ کے حکم کی متابعت تو ہر ایک پر واجب ہے لیکن یہ جو نوجوان

شاہزادے ہین انکو جلسہ ہونے سے اک افسردگی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ پھر اب اس تھوڑے سے وقت مین کیا ہو سکتا ہی خواجہ نے عرض کی کہ حضور کے ارشاد کی دیر ہی سب کچھ سامان مہیا ہو سکتا ہی اور زیادہ طول کی ضرورت بھی نہین ہی صرف چند طائفون کی اجازت ہو جائے اگرچہ ارباب نشاط کے بہت سے لوگ جو پردیسی آئے ہوئے تھے وہ تو چلے گئے لیکن شہر سنجابیہ کے لوگ کیا کم ہین فرمایا کہ بہتر مگر یہ انتظام تمھارے ہی حوالے رہا خواجہ نے کہا کہ مجھے قبول ہی مین بسر و چشم بجا لاؤنگا یہ اذن لیکر خواجہ اختر بائی کے خیمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ آج شب کو تمھارا مجرا ہوگا دلنواز دعائین دینے لگا خواجہ نے بارگاہ انجم حصار صاحبقران سے لیکر استادہ کرائی اور اسکو آراستہ کر کے وقت کے منتظر رہے شام ہوتے ہی سرداران اسلام آ گئے جمع ہونے لگے تمام بارگاہ سرداروں سے مملو ہو گئی بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام بھی تشریف لائے تینون شاہزادون کی طرف سے بادشاہ اسلام ولی تھے انحضرت نے اجازت لیکر ناچ شروع کرا دیا پہلے چند طائفے شہر سنجابیہ کے آ کر مجرا کر گئے بعد اسکے خواجہ نے اختر بائی کو طلب کیا یہ بلا کی عیار تھی ہر طائفے مین کے آئی ہی شوخیان اور لطیفے اسکے قیامت کے ہین اور سن بھی ابھی کم ہی صورت بھی اچھی اسپر سے رنگ و روغن عیاری کا روپ جسنے دیکھا محو ہو گیا اسنے پہلے تو ناچ دکھایا بعد اسکے ملتمس ہوئے یہ غزل گنگنا کے شروع کی

غزل

جان تو لی موت نے بدنام قاتل ہو گیا
جسنے مجھ بسمل کو دیکھا خود وہ بسمل ہو گیا
جب کسی محفل مین وہ بت زیب محفل ہو گیا
تھا جو پہلے سہل اب مجھکو وہ مشکل ہو گیا
مر کے ہر منکر تری رحمت کا قائل ہو گیا
حلق پر تلوار رکھکر خود مین بسمل ہو گیا
بدگمانی سے وہ میری آنکھ جھپکی صبح تک
آب پیکان زینت آغوش ساحل ہو گیا
جوش کیا اس نازنین کی بدگمانی نے مجھے
قتل پر میرے جب آمادہ وہ قاتل ہو گیا
دیکھکر میرا جنون نیند آئی اسکو وصل مین
کچھ نہ سمجھا ہی گیا جب اس سے سائل ہو گیا
وقت آخر کیون نہ بیٹھے وہ بالین سے مرے
آسمان در پر ترے کشکول سائل ہو گیا
سیکڑون آنکھین ہین فرش راہ دیرہ نشین
کاروان انکا ہے سنجہ یکدل ہو گیا
جھانک کر سینہ ترے سینہ کو لے پوری کی خبر
آنکھ جس غنچہ پر اسنے ڈالدی دل ہو گیا
محو نظارہ وہ اس سے بڑھکے کیا ہوتا کلیم

ایک شوا دل کے اسے کیا مجھ سے غافل ہو گیا
کوچہ جانان مین جانا مجھکو مشکل ہو گیا
پھیر اک ایسی مین ایک نگاہ قاتل لگ گیا
جو حسین اٹھا ادا پر تیری مائل ہو گیا
تھام آغوش لحد آغوش ساحل ہو گیا
شام ہجر ابھی اڑالی اسکے دیوانے نے خاک
نیند مین ایسا وہ شام وصل غافل ہو گیا
سنگ طفلان میری آنکھون سے جو نمین گر گئے
اتنی مدت تک رہا دل مین کہ خود دل ہو گیا
ہلکے پاسے ترے کیونکر نہین آنکھین ملین
پایا جب غافل مجھے تو وہ بھی غافل ہو گیا
آج مجھکو مار ڈالا دشمنون کے قتل نے
کیا علاج اسکا ہو جو مرنے کے قابل ہو گیا
انتظار مرگ مین خنجر گلے پر رکھ لیا
آج میرے گھر سے جانا تجھکو مشکل ہو گیا
بیخودی مین بھی نہین بھولا تغافل کو ترے
اسکے نزدیک اب مین سر سے نون تک ... ہو گیا
اب تو رحم آنے لگا ظالم تجھے ہر ایک پر
ہوش اپنے گم کیے ایسا وہ غافل ہو گیا

قتل ہو کر مین زمانے بھر کا قائل ہو گیا
ضعف سے ایک ایک قدم ایک ایک منزل ہو گیا
واہ ری قسمت غضب دشمن وہ قاتل ہو گیا
باندھی جسنے کمر سے تیغ قاتل ہو گیا
غیر کو چپکے سے کچھ لکھکر جب اسنے تیغ دی
ای جنون ذرہ سے بدتر ماہ کامل ہو گیا
درمیان پردہ ہاے چشم جانان ہی نگاہ +
رنج سہتے سہتے سخت ایسا مرا دل ہو گیا
اف ری ناکامی اسیوقت آئی مجکو موت بھی
ذرہ ذرہ تیرے در کا ماہ کامل ہو گیا
گر نہین بوسہ یا ظالم نے فقرہ تو دیا
وار کرتے کرتے شل بازو سے قاتل ہو گیا
اس طرح کا تو ستمگر اور ستم ایجاد ہے
ہجر قاتل مین مین اپنا آپ قاتل ہو گیا
باعث جمعیت خاطر ہی زنار بتان
مین نہین غافل ہون تو ہی مجھ سے غافل ہو گیا
واہ کیا تیر نگاہ یار افسون ساز ہی
ظلم تجھی ہی جو میرا سا عزادل ہو گیا

کہ تمام اہل محفل کو محو کر دیا بعد اسکے خواجہ زادے طلب ہوئے اور دو قصیدے پڑھے گئے بعد اسکے اور چند غزلین گائین محفل برخاست ہوئی

ہر نوشاہ اپنی اپنی عروس کے وصل سے کامیاب ہوا انہیون شاہزادیان حاملہ ہوئین بطن سے انکے لڑکے پیدا ہونگے اور ذکر انکا آگے بڑھ کر آئیگا لیکن اس طائفہ کا گانا سرداران اسلام کو اس قدر پسند آیا کہ خواجہ خضران سے کہا اختر بانی کو ابھی رخصت نکرنا بادشاہ اسلام کے یہان سے تو بہت کچھ انعام و اکرام کے ساتھ یہ رخصت کردی گئی لیکن سرداران نے باری باری تخلیہ کی صحبت معین کی اب اختر بانی ہر روز ایک جگہ سے رخصت ہوتی ہی دوسری جگہ روک لی جاتی ہی جب آفات نیرنگ ساز نے دیکھا کہ اب یہ لوگ مصروف عیش و عشرت ہین تو اسنے رات کو جاکر سکندر رستم خو کے خیمہ مین قنات چاک کی اور پروانے بیہوشی سے شمع پر مارے پروانے جلے اور دود بیہوشی ہوا سے منتشر ہوا جو ایک دو باری دار اونگہ رہا تھا وہ بھی بالکل غافل ہوگیا بس آفات نیرنگ ساز اندر آیا اور کفچہ عیاری مین بیہوشی رکھ کر دماغ مین سکندر کے پھونک دی سکندر چھینک مار کر بیہوش ہو گئے آفات نے چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور سکندر کو لے نکلا جاکر اپنے شاگردون کے سپرد کردیا اور وہان سے پھر شل باد صرصر کے آیا اور اسی طرح مظفر بن غضنفر کو لیا بعد اسکے شاہزادہ وحید الملک کا پشتارہ پہونچایا آخر مین شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کا پشتارہ لیگیا اسکے بعد صبح ہوگئی پشتارے تو اسنے لیجاکر اپنے شاگردون کے حوالے کردیے اور کہا کہ تم انکو لیکر خداوند کی طرف چلو مین آج رات کو آؤنگا وہ لوگ پشتارے لیکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے یہان صبح جو ہوتی ہی جس شاہزادہ کے ملازم خیمہ مین آئے اپنے اپنے آقا کو نہ پایا نہایت پریشان ہوے تمام لشکر اسلام مین ہلڑ ہوگیا کہ چار شاہزادے بستر خواب سے گم ہوگئے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی عیارون نے پتہ پہچانا اور کہا کہ یہ کسی عیار کا کام ہی بس اسی وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران کو طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ تلاش کرو یہ کیا معرکہ ہی خضران نے عیارون کو ہر طرف روانہ کیا آفات کے عیار روانہ ہوچکے تھے کہین پتا نہ لگا آفات نیرنگ ساز دلنواز لی باز بنا ہوا موجود تھا جب شام ہوئی تو اسنے ایک پرچہ لکھکر ڈال دیا مضمون یہ تھا کہ او دزد مکار مغرور ثالث دیکھا تو نے کہ کس طرح مین نے چار سردار گرفتار کرلیے کہ تجھکو خبر بھی نہوئی عیاری اسکا نام ہی اب یہ سردار خداوند کی خدمت مین جاتے ہین انھون نے خداوند کے سردارون کو مارا تھا اسکا انتقام انکا لیا جائیگا منم مہتر آفات نیرنگ ساز یہ پرچہ پھینک یہ تو چلدیا یہان خواجہ خضران جو اسکے خیمہ مین آئے تو خیمہ خالی پڑا دیکھا اور ایک پرچہ پایا اٹھا کر پڑھا پرچہ لیے ہوے خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور پرچہ دکھایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای خضران یہ جو کچھ ہوا تمھاری غفلت کے سبب سے ہوا تجس نے آکر اسکی ستی کی ناچ کرایا اپنے جونی روپیہ کے لالچ مین یہ کیا اگر یہ شہزادے قتل ہوگئے تو مین تاج و تخت کو چھوڑ کر فقیری کا اختیار کرونگا یہ سنکے خضران نے عرض کی کہ غلام ابھی سارلقیہ کی طرف جاتا ہی اگر کسی شاہزادہ کا رونگٹا بھی میلا ہوا اگر ساریق کو سر دربار نہ مارون تو اپنا نام خضران نہ پاؤن ابھی حضور تاج و تخت سے دست بردار ہون یہ کہکر خضران تن تنہا جانب سارلقیہ روانہ ہوے بعد روانہ ہونے خضران کے صاحبقران حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کیا اگر مناسب ہو تو حضور بھی تشریف لے چلین اسلیے کہ مین نے سنا ہی چار ہزار پہلوانان صف شکن دربار مین ساریق کے بیٹھتے ہین یہ چار شاہزادے گئے ہین اگرچہ حیات انکی باقی ہی تو خداوند عالم حفاظت کریگا اور ہاتھ سے ان ظالمون کے بچائیگا اس وقت مین کمک انکی ضرور ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مین ضرور چلونگا اسی وقت سے تیاری سفر شروع ہوئی

اب چند کلمے داستان پہونچنا شاہزادون کا بحالت قید دربار ساریق مین

اور سخت کلامی کرنا ساریق سے تحمل کرنا ساریق کا اور تشہیر کرانا آخر مین بصلاح بختگان آگ گنبد مین بند کرا کے جلا دینا بچنا سبکا مدد حکیم سودائی دانا سے اور لشکر پر شبخون مارنا باقی حالات متعلق داستان ہذا

آج سودا ہے مجھے آج تو ہم مجھکو
ادر رہتا ہون جب آتا ہے تبسم مجھکو
بیخودی ہے نہ جنون ہے نہ توہم مجھکو
شام ظاہر کرے اور صبح کرے گم مجھکو
دل کو سمجھاتا ہون ہردم کہ وہ آئینگے ضرور
جام کی طرح نظر آنے لگے خم مجھکو
بیخودی مین بھی مری شاید ترا لٹ ہے
غرق کردیگا ترے عشق کا قلزم مجھکو
قبر مجھ رند کی تر ہو سے رہیگی برفت
غسل کے بدلے دیا جائے تیمم مجھکو
جوش مین آئیگی رحمت تری ہوگی نجات
آپ کہتے ہو کبھی اور کبھی تم مجھکو
واعظا اسلیے وحشت مین ہوا ہون حاضر
انکی آنکھون سے یہ ہوتا ہے توہم مجھکو
بات کرنی تو کوئی بات نہین انسے کلیم

کون ہو مین یہ نہین جانتے ہو تم مجھکو
شکل آئینہ مین دیکھون تمھین اور تم مجھکو
ڈھونڈھتا ہون مین اُسے جسنے کیا گم مجھکو
جسقدر چاہو مٹا دو مہربان تم مجھکو
اور پھر آپ ہی ہوتا ہے توہم مجھکو
دن ہین وہ رات ہون مین مہر ہین وہ ماہ ہون مین
نہین بھولے سے کبھی آتا ہے تبسم مجھکو
دل نے آج آنکھ لڑانے کا نتیجہ پایا
کہدو ساقی سے کرے دفن تہ خم مجھکو
راہ الفت بھی ہے کمبخت عجب ٹیڑھی راہ
ڈوبنے دیگا نہ دریا کا تلاطم مجھکو
ڈر گیا ہون کہین رندون نے نہ کی ہو توبہ
آج اڑاتی ہے تری خاک تیمم مجھکو
دل بھی زخمی ہے مرا اور جگر بھی زخمی
دیدہ مین اُسکی ہے الفت تکلم مجھکو

کسی صورت سے نہین بھولتے ہو تم مجھکو
صورت عکس نہین تاب تکلم مجھکو
ہمہ تن داغ ہو صورت انجم مجھکو
تم تو آتے ہو نظر لاکھ کرو گم مجھکو
نشہ نے عرش معلے پہ مجھے پہونچایا
انکو گم پاتا ہون مین پاتے ہین وہ گم مجھکو
دم نکلجائیگا اگر دن مرا روتے روتے
دیکھتے ہین نگہ یاس سے مردم مجھکو
خاک مین صرف ملا دو کہ بہت ہون زخمی
تم بھی ای خضر نظر آنے لگے گم مجھکو
بات کہتے مین بدلتا ہے زمانے کا رنگ
دی ہے ساقی نے شراب آج کہی خم مجھکو
میری نظرون کو گمان ہے کہ گردہ کے جاتے ہین کہین
ابھی سینے سے لگا لو بہت تم مجھکو

راوی بیان کرتا ہے کہ ساریق ملعون نہایت بیوقوف ہے لوگون نے اُسکو تو نبار رکھا ہے جو لوگ مسلمانون سے کینہ رکھتے ہین وہ یہان جمع ہوتے ہین اور اُسکی قوت بڑھا رہے ہین جو جو ساحر اور پہلوان مسلمانون کے ہاتھ سے زک اُٹھاکر بھاگے ہین سب اُسکے سایہ لقیہ مین جمع ہوے ہین اور خود ساریق کی سلطنت مین بھی بہت سے ساحران زبردست رہتے ہین اور پہلوانان سرکش جمع ہین اب اتنی قوت اسکی ہوگئی ہے کہ خروج کرنے کا قصد ہے چند مسلمانون نے یہ دیکھکر اخفاے مذہب کیا ہے اور ساریق کی سلطنت کے رکن اعظم بنے بیٹھے ہین کہ شاید کوئی وقت آئے اور مسلمانون سے جنگ ہو تو اُس وقت مدد دینگے اور لڑینگے خلاصہ یہ کہ ساریق بالاے قیطول بیٹھا ہوا ہامان دالشور سے حالات سنجابیہ کے دریافت کر رہا ہے ہامان خدا پرستون کے زور و جرات کی کیفیت بیان کر رہا ہے کہ اس طرح ربیع البخت تن تنہا فقیر بنا ہوا آیا تھا رفتہ رفتہ پورے بہارستان نخرج کو قبضہ مین کر لیا اور یقین ہے کہ اب وہ خدا پرست ادھر کا رخ بھی کرینگے یہی ذکر تھا کہ آفات نیرنگ ساز عیار مع فتانہ فتنہ پرور پہونچا اور زیر قیطول سے آواز دی کہ یا خداوند مین چار سردارون کو لایا ہون یہ وہ لوگ ہین جو رکن دین اسلام اور قوت صاحبقرانی کہلاتے ہین ساریق یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ لاؤ اُن بندگان دانا کو ہمارے سامنے وہ اپنے خداوند کو پہچان لینگے یہ سُن کے آفات نیرنگ ساز چار شاہزادون کو مسلسل و مطوق لیے ہوئے بالاے قیطول آیا یہان دربار آراستہ تھا تخت پر ساریق

ملعون بیٹھا تھا چارون کونون تخت کے چارون وزیر اسکے متمکن تھے اور دونون پہلو ون مین نیزہ نگہ و خنجر نگ
بیٹھے ہوے تھے اور رو در رویہ سرداران زبردست مثل نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام
و ہژبر خون آشام و ببر خون آشام قریب چالیس سردارون کے فوج خون آشام سے کہ اسکے عزیز
بھی ہوتے ہین بیٹھے ہین بعد انکے گومان گاؤسوار خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو تہمتن پہلتن مردان
جوشن پوش حران گردن کش پیلان پیلتن ہژبر مردم در خرس روئین تن ارجاسپ گرد لہراسپ
گرد مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر بہجان تیر انداز پیکان تیر انداز آہر روئین شگاف
منہوبر مردم در مغرور مردم در اسو دین سوا ورنگی اور سنو ورنگی سر جیل خشت انداز زرجیل
خشت انداز فولاد سنگ بار جلاد سنگ بار خضرائے اخضر چشم طہماسپ پیلتن قرنا کوک
رعد آواز قشمنا کوک رعد آواز یہ قریب چار ہزار دنگل کشتیون کے بیٹھے ہوے اکڑ رہے تھے اور سب سے
بالا دست زلازل بن زلزال دیو پیر ورا اژدر کش اور اسکے مقابل مین نہنگ بن طوفان دریا موج
کوہ شگاف اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہوے جھوم رہے تھے دو دو ہزار پہلوانان صف شکن انکے
ماتحت مین زلزال بن زلازل سولہ سو من کی چوبدست باندھتا ہی جسوقت یہ ضرب لگاتا ہی تو طبقہ زمین کا
ہل جاتا ہی اسی وجہ سے اسکا نام زلازل مشہور ہوا ہی اور نہنگ بن طوفان دریا موج کوہ شگاف ساطور
گران باندھتا ہی کہ اسکی ضرب سے سنگ گران چور ہو جاتا ہی اور ہر ہوت رعد آواز ان دونون سے بھی زبردست
ہی اور لقب قدرت کہلاتا ہی یہ سب کے سب موجود ہین سامنے انکے یہ چارون شیردل یعنے سکندر رستم خو
اور وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور مظفر بن غضنفر مسلسل و مطوق پہونچے اور دربار کو سارلیق
کے کافرون سے مملو دیکھا آواز دی کہ اسلام ہو اس شخص پر جو خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جانتا ہو اور محمد
اسکے رسول کو پیمبر برحق مانتا ہو یہ سنکر سارلیق نے کہا کہ ای بندگان گستاخ یہ اپنے خداوند کے سامنے گستاخی
کرتے ہو کہ خدائے نادیدہ کا نام لیتے ہو جس خداوند کو دیکھا اُسے نہین پہچانتے اور اُس سے روگردانی کرتے پھر آمادہ
ہو یہ سُن کے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او سارلیق تو بڑا بزدل ہی کہ تو نے مجکو عیار کے ذریعہ
سے گرفتار کرایا کیا کوئی سردار تیرے یہان اس قابل نہ تھا کہ مجھسے مقابلہ کرسکتا اب بھی قید ہماری
دور کرا کے دیکھ لے کہ تیری بارگاہ خون سے لال ہو جاتی ہی یا نہین یہ سُن کے زلازل بن زلزال اژدرکش
نے سارلیق سے کہا کہ یا خداوند انکو رہا کرکے تماشا میری جنگ کا دیکھئے مین انکو سر میدان اسیر کرلونگا
اُس وقت یہ بخوشی میری اطاعت کرینگے سارلیق ہنسا اور کہا کہ اے بندۂ خاص الخاص اگر خداوند بھی
مثل بندون کے ذرا ذرا سی بات پر بندون سے بگڑا کرین تو اُنکا ٹھکانا کہان لگے اور پھر ہم مین اور بندون مین
فرق ہی کیا رہجائے گا بڑے بڑے خداوند بھی جفائین ان لوگون کی اُٹھایا کیے مگر اُنپر غضب اپنا نازل نہین کیا ہمنے جو
اُنکو زبردست پیدا کیا تو یہ ناز کرتے ہین تو معاملات خداوندی کو نہین سمجھتا ہی اسمین دخل نہ دے زلازل
بن زلزال تو خاموش ہو رہا اور سارلیق نے کہا کہ ان بندگان سرکش کو لیجا کر باغ محویت کی سیر کرا و اُسکے
بعد ہمارے پاس لانا یہ حکم پا کر محافظون نے قیدیون کو ساتھ لیا اور جانب باغ محویت روانہ ہوے
زلزال بن ہمجال نے عرض کی کہ یا خداوند پہلے مین بھی تیری قدرت کا دل سے قائل نہ تھا لیکن باغ
محویت کی سیر نے بالکل تیری قدرت کا یقین دلادیا یقین ہی کہ یہ بھی اب جو پلٹ کے آئینگے تو وہین سے
سجدے کرتے ہوے آئینگے بختگان نے کہا کہ یہ ایسے بیوقوف نہین ہین کہ سجدے کرینگے سارلیق
نے کہا کہ او فیسطان ابن فیسطان اپنے خداوند کو پہچان کر سجدہ کرنا بیوقوفی ہی بختگان نے عرض کی کہ مین نے

اس نقشا سے کہا کہ انکو معلوم ہی کہ ہم خداوند سے جھکینگے تو خداوند ہمسے اتنا خوش نہونگے جتنا ناز کرنے سے
خوش ہونگے اس بنا پر مین نے کہا کہ بیوقوف نہین ہین جو سجدہ کرکے خداوندی کو اپنی طرف سے کم کرادین خداوند
کو گنہگارون کا خیال بیگناہون سے زیادہ رہتا ہی سارلیق نے کہا کہ ہان یہ عادت تو میری ضرور ہی نیک اعمال
بندے تو بخشے ہی جائینگے بداعمالون پر جبتک ہم نظر رحمت نکرینگے انکا کوئی سہارا ہی نہین ہی مگر مین قسم
کھاتا ہون اپنے ہی دست قدرت کی کہ اب مین انپر رحم نکرونگا اسلیے کہ انھون نے خداوند کے ساتھ بہت
گستاخی کی ہی اگر باغ محویت کو دیکھکر بھی یہ ایمان نہ لائے تو انکو ضرور عذاب مین گرفتار کرونگا بختگان تو دشمن
قدیم ہی ابھار رہا تھا کہ یہ کسی طرح قتل ہوجائین ورنہ کوئی نہ کوئی صورت رہائی پیدا ہی ہوجائیگی انکے مددگار
زمین و آسمان سے پیدا ہوجاتے ہین پس اسنے غصہ دلانے کو سارلیق سے کہا کہ آپ ہزار انپر عذاب نازل
کرین وہ آپکی جان کا عذاب ہوتے جائینگے بڑے خداوند نے اپنے زمانے مین حمزہ اور سرداران حمزہ کے ساتھ
کیا کچھ نہین کیا دوزخ مین پھنکوایا راستے سے انکو نیچہ لگگیا اور چھوٹتے ہی انھون نے شبخون اور دوزخون
مارنا شروع کردیے اور خداوند لقا کی فوج کو تباہ و برباد کردیا سارلیق نے کہا کہ مین انکے بارے مین جو
قدرت کرونگا اُسے ہرگز نہ پاوینگا بختگان نے کہا کہ دیکھا چاہیے غرضکہ اپنے علم و یقین پر اسنے سارلیق
کو پورے طور سے آمادہ قتل کردیا حکیم سودائی دانا اسکی باتین سنکے مطلب بختگان کا سمجھے فرمایا کہ ای
شیطان تو خداوند کو بہکانا چاہتا ہی تو منحوس مصلحت خداوندی کو کیا سمجھتا ہی اکثر موقعون پر مصلحت بدل جاتی ہی
جو خداوند مناسب جانینگے وہ کرینگے بختگان نے کہا کہ یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے ہین اور ہوتا وہی ہی جو آپ چاہینگے
مگر ہمنے بھی انجام سمجھا دیا اب جو ہوگا دیکھا جائیگا یہان تو یہ باتین ہوا کین اور وہان مہتر آفات ان شاہزادون
کو لیے ہوے اور مقامات کی سیر کراتا ہوا باغ محویت مین لایا دیکھا انھون نے کہ دروازہ باغ کا یاقوت زرد کا
ہی اور چوکھٹ بازو نیلے یاقوت کے ہین اور کہین یاقوت سرخ کے نصب ہین اور زنجیر زمرد کی ہی کنڈا الماس کا
دروازے پر جو نگہبان بیٹھے ہین وہ نہایت حسین لڑکے ہین جسوقت اندر باغ کے داخل ہوے تو دیکھا کہ
جسقدر درخت ہین سب زمرد سبز کے ہین پھول انمین یاقوت سرخ و زرد کے کھلے ہوے ہین جو غنچہ چٹکتا ہی
یا خداوند سارلیق کی آواز دیتا ہی طائر عجب عجب طرح کے ہین کہ کسیکے پر یاقوت کے پانون زمرد کے جسم الماس
کا کوئی اسکے خلاف ہی کوئی طائر یک رنگ سبز کوئی یک رنگ سرخ کوئی زرد اسی طرح سب مختلف الالوان
ہین اور جسم انکے جواہر کے ہین کہ روشن و منور ہین اور بزبان بزبانی تعریف سارلیق بن لقا کا دم بھرتے
ہین اور جابجا غول کے غول نازنینون کے جنمین ایک ایک حور جمال اور پری خصال ہی پوشاکین نفیس
پہنے ہوے آپس مین چہلین کررہی ہین سن و سال بارہ سے لیکر پندرہ تک کا ہی ایک ایک ان قیدیون کے
پاس آتی ہی ہزار ناز و کرشمے دکھاتی ہی اور کہتی ہی کہ اگر تم خداوند سارلیق کو سجدہ کرو تو ہم تمھاری کنیزی مین
حاضر ہین ہمیشہ اس بہشت مین رہو اور عیش کرو یہ حق نشناس اس فریب مین کب آتے ہین سارلیق کو
برا بھلا کہتے ہین وہ نازنینین خفا ہوکے چلی جاتی ہین جب تمام مقامات کی انکو سیر کراچکے تو پھر سامنے سارلیق
بن لقا کے لائے اور کہا کہ خداوندا انکو بہشت کی بھی سیر کرادی مگر یہ ایسے سیہ دل بندے ہین کہ ابتک آپکی
قدرت کے قائل نہین ہوے اور کہتے ہین کہ یہ سب کرشمہ سحر کا ہی سارلیق نے کہا کہ اچھا انکو لیجاؤ اور قید
کرو تاکہ یہ اپنے نیک و بد پر غور کرین بختگان نے کہا کہ یا خداوند انکو مہلت دینا اچھا نہین ہی یہ سنتے ہی حکیم
سودائی دانا نے کہا کہ جلدی کا کام شیطان کا ہوا کرتا ہی خداوندی کی ذات مین رحم شامل ہی اور یا خداوند
میری تو یہ رائے ہی کہ تمام عالم انکی دید کا مشتاق تھا انکو تشہیر کرا دیجیے تاکہ سب پہچان لین کہ وہ یہی ہین

جو خداوندی پر ناز کرتے ہین سارق نے کہ مین نے دس ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی کہ یہ بندے تسخیر کیے جائین تاکہ سب دیکھ لین کہ ان بندون کو ہمنے کیسا حسین اور زبردست پیدا کیا ہی اور پھر انکو بے حقیقت عیار کے ہاتھ سے گرفتار کرا دیا جو پہلوانون سے بھی نہین زیر ہو سکتے تھے تختگان نے کہا کہ جو حکیم صاحب کہینگے ہونا وہی ہی لیکن یا خداوند زنانے مکانات کی طرف سے انکا گذرنا اچھا نہین ہی اسکی ممانعت کر دیجیے کہ یہ شاہزادہ عام رہ سے گذرین ورنہ مجھے خوف ہی کہ بادا خداوندزادیان انکو دیکھکر بے پردہ ہو پڑے خداوند کی دخترون کی بے اعتباری کرین حکیم سودائی دانا نے کہا کہ بس چپ رہ او ملعون تو خداوندزادیون کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہی ایسا نہو تجھپر بجلی گرے یا زمین شق ہو اور تو اسمین تو سما جاے ارے خداوندزادیون کی طرف کوئی نظر بد سے دیکھ ہی سکتا ہی اور خداوندزادیان نہو تین بندون کی دخترین ہو گئین تو وہ بھی جو پاکدامن ہوتی ہین وہ کسی کی طرف نظر رغبت سے نہین دیکھتی ہین چہ جائیکہ خداوندزادیان سارق نے کہا کہ اے حکیم الہام قدرت تم کہدو کہ ان قیدیون کو خاص باغ چہار بہشت سے لیکر گذرین جہان چارون میری نور دیدہ رہتی ہین تاکہ اس شیطان کی بھی پاکدامنی کا حال ظاہر ہو جاے یہ سنکے تختگان نے کہا کہ واہ اے حکیم ایسی تخم پاشی ہی کہ اب موت سے تو یہ بال بال بچ گئے اور ایسے ایسے نخل اس تخم پاشی سے پیدا ہونگے جو اُٹھکر بار لاینگے اب بہار بھی چندروزہ نظر آتی ہی یہ تو بکتا ہی رہگیا لوگ قیدیون کو تسخیر کرنے کی غرض سے باغ چہار بہشت کی طرف سے لیکے چلے سارق نے دربار برخاست کیا اور آپ خلوت گاہ مین گیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا اور حکیم سودائی دانا جو وہان سے اُٹھے تو قبل اسکے کہ قیدی باغ مین پہونچے حکیم صاحب پہنچ گئے چونکہ یہ معہود آتالیقی پر بھی مامور ہین شاہزادیان انکی بہت عزت کرتی ہین پیشوائی کو آئین اور کہا کہ آج آپ خلاف وقت کہان آ نکلے حکیم سودائی دانا نے کہا کہ جن لوگون کی تصویرین تمہارے باپ نے منگائی تھین انہین کا ایک شخص اور تین شاہزادے قید ہو کر آئے ہین قیدی تمہارے باغ سے ہو کر گذرنیوالے ہین یہ تماشا بھی قابل دید ہی ان چارون نے کہا کہ آپتو ہمیشہ منع کیا کرتے تھے کہ غیر مرد کی صورت دیکھنا نہ چاہیے آج خود ہی ترغیب دلاتے ہین حکیم صاحب نے کہا کہ مین کوئی بات بغیر رضاے خداوند کے اپنی طرف سے کہتا نہین ہون اس وقت خداوند کا یہی حکم تھا اور اب یہ ہی ورنہ وہ ان قیدیون کو تمہارے باغ مین کیون بھیجتے بلکہ شاید اسکی مصلحت یہ ہو کہ یہ تمہارے دیکھنے کے قابل ہین انکو دیکھو چاہو تم بھی ہو چاہو تو تمام لشکر اسلام سے منتخب کر کے منگا یا بھی ہی ظاہر بظاہر تو خداوند کہہ نہین سکتے باطناً یہی مطلب ہی کہ ایک کو پسند کر لو کہ ہمنے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین جنکو اپنا ہمسر بنایا ہی اگر انھین ایسا نہ پیدا کرتے تو تمہارا جوڑا کہان سے آتا داماد اپنے سے بہتر ہونا چاہیے ہمنے انکو اپنے سے بہتر پیدا کیا ہی یہ سنکے چارون خاموش ہو رہین اور ایک ہی مقام پر آ کے منتظر ہوئین حکیم صاحب نے یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر خداوند کی بلا مرضی کوئی نظر بد سے تمکو دیکھیگا تو وہ فوراً جل جائیگا اس بات پر انکو اور بھی اطمینان ہو گیا کہ حکیم سچ کہتا ہی بھلا بے مرضی خداوند کوئی خداوندزادیون کو نظر بد سے دیکھ سکتا ہی انہین چارون تحفہ البطن ہین سن و سال قریب قریب ہین ایک کا نام ملکہ سپہر آرا اور دوسری کا نام مہر آرا تیسری کا نام انجم آرا چوتھی کا نام اختر آرا ہی یہ چارون حسن و جمال مین ایک دوسرے کی نظیر ہین سارق انکو نور دیدہ قدرت کہتا ہی اور ادعا اسکا یہ ہی کہ شادیان انکی اپنے لڑکون سے کر دون اسلیے کہ خداوندزادیون کا سوا خداوندزادون کے کون شوہر ہو سکتا ہی الغرض یہ چارون ایک ہی مقام پر آ کے ٹھہرین حکیم صاحب تو علیحدہ چھپ گئے تاکہ وہ گون پر ظاہر ہو کہ مین بھی یہان موجود ہون لیکن کنیزین

مصاحبین ملکہ کے قریب ہی قریب تھین کہ اگر تبہ سامنے سے ارابے نمودار ہوے ایک ایک آرابے پر ایک ایک
جوان بیٹھا تھا یہ معلوم ہوا کہ چار آفتاب طلوع ہوے ہر ایک زنجیرون مین اس طرح جکڑا ہوا تھا جیسے آفتاب
خطوط شعاع مین اودھر نظر اُن چارون کی ان نازنینون پر پڑی کہ چار چاند نکلے ہوے ہین گویا زمین کو
چار چاند لگے ہین آرابے قریب آئے آگے آگے آرابہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا تھا پس انھون نے
لنگر مارا کہ پہیے غرق زمین ہو گئے آرابہ دھنس گیا اب آگے نہین بڑھ سکتا منظفر بن غضنفر نے آواز
دی کہ زمین دھنستی ہے یہ اچھی بات نہین سکندر نے کہا کہ زمین دھنستی نہین ہے ملکہ دبتی ہے اور جگہ دیتی ہے
اب لوگ زور کر رہے ہین اور آرابہ کو نکالنا چاہتے ہین یہ لنگر جمائے ہوے ہین بھلا کسکی مجال ہے کہ ارابے
کو نکال لے اب لطف نظارہ بازی کے واسطے اچھی طرح فرصت ملگئی آگے آرابہ سکندر رستم خو کا تھا
نظر اُنکی ملکہ سپہر آرا سے دوچار ہوئی اور نظر شہنشاہ صف شکن کی مہر آرا سے لڑی اور وحید الملک انجم آرا
کو دیکھنے لگے منظفر نے اختر آرا کو دیکھکر آواز دی کہ ہمین تو ان چاندون سے یہ ستارہ اچھا معلوم ہوتا ہے
کہ اسکی چمک مین شوخی ہے اختر آرا ان سب سے چھوٹی اور شوخ و شنگ ہے اسنے بھی جواب دیا کہ
تو خداوندزادی کو نظر بد سے دیکھتا ہے ایسا نہو تجھپر آسمان سے ستارہ ٹوٹ کے گرے منظفر نے کہا کہ
کیا تم ساریق کی دختر ہو یہ سنکے کنیزون نے کہا کہ او قیدی ارے تو خداوند کا نام لیتا ہے ایسا نہو تیری زبان
جلجاے اور اگر دختر خداوند کی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو تجھپر آسمان سے بجلی گریگی منہ جل جائیگا اندھا
ہو جائیگا منظفر نے کہا کہ میرے قریب آئے تو مین لپٹا کے پیار کرلون جب بھی کچھ نہوگا خالی دیکھنے سے کیا
ہوتا ہے کنیزین تو یہ تو بہ کر رہی ہین اور منظفر لگاوٹ کی باتین کیے جاتا ہے اودھر شاہزادہ وحید الملک
سے اور انجم آرا سے نگاہ چار ہوئی وحید الملک کی نگاہین بھی انجم آرا کے چہرہ پر جم گئین ملکہ بھی چھپی
چھپی نظرون سے دیکھتی ہے اور آنکھ نیچی کرلیتی ہے دل مین کہتی ہے کہ خداوند نے اس شخص کو ایسا حسین کیون پیدا کیا
کہ اسکو دیکھکر غیرتون کی نیت ڈانوان ڈول ہوتی ہے کنیزون نے کہا کہ تو منہ نہین پھیرتا اے کسان ملکہ کی طرف دیکھے
جاتا ہے نہین جانتا کہ یہ کون ہے یہ خاص نور قدرت ہے وحید الملک نے ہنس کے فرمایا کہ نور قدرت کو دیکھنا کیا گناہ
ہے آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین اودھر شہنشاہ صف شکن اور مہر آرا سے نظارہ بازی ہوئی انھون نے بھی
لنگر مارا کہ آرابہ چرچرا گیا پہیے دھنس گئے مہر آرا نے سراپا کو دیکھا اور کنیزون سے کہا کہ خداوند نے صورت
طاقت جرأت تو ایسی دی مگر معرفت نہ دی کہ یہ اطاعت کرتا اور دشمن نہوتا شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ تمھارا
دشمن نہین ہون جتنا تمھارے باپ کا دشمن ہون اتنا ہی تمھارا دوست ہون ملکہ نے فرمایا کہ جب تو خداوند کا
دشمن ہے تو میری دوستی سے کیا فائدہ اٹھائیگا اودھر شاہزادہ سکندر رستم خو سپہر آرا کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک
کنیز سامنے دوپٹہ کی آڑ کر کے کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ ملکہ کو کیون گھورتا ہے اپنی طرف دیکھ کہ تو کس حال مین
ہے فرمایا کہ اس قید کی تو کوئی حقیقت نہین ہے ہان ملکہ کی زنجیر زلف مین جو دل اسیر ہو گیا ہے وہ البتہ بڑی سخت
قید ہے کنیز نے کہا کہ دیکھ زبان جل جائیگی کیا کہتا ہے سکندر نے فرمایا کہ کچھ بھی نہین ہوگا اگر ملکہ کو قریب بھیج
دے تو لپٹا بھی لون ساریق مسخرا ہے خداے حقیقی اور ہی ہے جسنے عالم کو خلق کیا ہے نہ وہ کسیکا بیٹا ہے نہ جورو
صاحب اولاد ہے چند دنون مین یہ حال ظاہر ہو جائیگا اودھر عیارون نے ان آرابون کو تو چھوڑ دیا اور آرابے لا کے
ان قیدیون کو سوار کیا اور لیکر روانہ ہوے جہان پھرانے کا حکم تھا وہان وہان پھرا کر ساریق سے اطلاع
کی ساریق نے کہا کہ اے مہتران تدبیر ان قیدیون کے بارے مین خداوند کیا سزا تجویز کرتے ہین کسی نے
کہا کہ قتل کر ڈالیے کسی نے کہا جہنم مین پھنکوا دیجیے کسی نے کہا کہ زندہ دیوار مین چنوا دیجیے کسی نے

سنگسار کرنے کی راے دی بختگان نے عرض کی کہ یا خداوند ان لوگون کو مرنے کی عادت نہین ہی انکے واسطے سخت انتظام ہونا چاہیے آپکے ۸الہ کے بڑے بھائی خداوند لقا نے قاسم و بدیع الزمان کو جہنم مین پھنکوایا تھا راستے سے نیچ نکل گیا میرے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اک گنبد تعمیر کیا جاے اُس گنبد مین انکو بند کرکے دروازے چنوا دیے جائین اُسکے بعد انبار ہیزم کرکے آگ دے دی جاے اس صورت مین یہ رہا نہین ہوسکینگے ضرور جل کے مر جائینگے سارلق بہت خوش ہوا اور یہ راے پسند کی لیکن حکیم سودائی دانا یہ سُن کے نہایت پریشان ہوے کہ اس ملعون نے پورا انتظام کردیا کہ اب یہ کسی صورت سے رہا نہین ہوسکتے خیر دیکھا جائیگا سارلق نے سبکو زندانخانے مین بھجوا دیا اور بارہ سو عیارون کا پہرہ مقرر کردیا اور گنبد کی تیاری کا حکم دیا گنبد بننے لگا حکیم سودائی دانا جو اپنے مقام پر آئے تو جابیس زنگی جو انکے مطیع اور غلام قدیم تھے اور نیز سب کے سب انھین کیطرح ہمیشہ سے مسلمان تھے مگر مذہب کو اپنے دل کفار سے پوشیدہ کیے ہوے تھے اُن سے کہا کہ دیکھو یہی وقت حمایت دین اسلام کا ہی یہ چارون شاہزادے جو اسیر ہوگئے ہین انمین ایک تو یادگار رستم دستان علم شاہ نوجوان صاحبقران اوسط ہی اور دو فرزند صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے ہین اور ایک شاہزادہ نشانی کرب دلاور اسد و غضنفر کی ہی بختگان ملعون نے اُنکے جلا دینے کی تدبیر بتائی ہی کہ گنبد مین بند کرکے چارون طرف سے آگ دیدیگا اگر کوئی رہا کرنے کی غرض سے آئے بھی تو مایوس ہو جاے اور یہان انکا رہا ہی کرنے والا کون ہی لہذا اسی مکان سے اک سُرنگ ایسی لگاؤ کہ سرا اُسکا اُسی گنبد مین پہونچے جسوقت ہیزم مین آگ دیجاے اُسوقت اُن چارون شاہزادون کو رہا کرکے نکال لاؤ اسکا نتیجہ دنیا و آخرت دونون مین اچھا ہی یہ سُنکے اُن زنگیون نے عرض کی ہم بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائینگے اور اُسیوقت سے اُنھون نے رخ تجویز کرکے نقب لگانا شروع کردی اُدھر تو گنبد تیار ہوتا جاتا ہی اور ادھر نقب لگتی جاتی ہی پندرھوین روز گنبد بھی بن کے تیار ہوگیا اور نقب بھی گنبد تک پہونچ گئی لوگون نے آکر سارلق سے عرض کی کہ گنبد تیار ہوگیا سارلق نے حکم دیا کہ تم جاؤ قیدیون کو اور گنبد مین بند کرکے دیوارین چنا دو کہ نہ وہ نکل سکین اور نہ کوئی اُن تک جا سکے اُسی وقت محافظ زندان چارون شاہزادون کو لیکر جانب گنبد روانہ ہوے یہ خبر عام ہوگئی کہ وہ جو قیدی آئے تھے اُنکے واسطے تازہ جہنم بنایا گیا وہ اس جہنم مین جلانے کو جائینگے خلقت کا سرے سے ہجوم ہی تماشائی جمع ہین لوگون کے درمیان سے قیدی جا رہے ہین جو رحم دل ہین یا خدا پرست ہین اور خوف جان سے اظہار غم نہین کرسکتے وہ افسوس کر رہے ہین کہ یہ نوجوان مہروش اور ماہرو اس قابل ہین کہ انکو آنکھو پر بٹھایے نہ کہ آتش سوزان مین جلاے اور جو دشمن نام اسلام کے ہین وہ خوش ہو رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ یہ لوگ اس سے زیادہ سزاے سخت کے قابل ہین کہ انھون نے بڑے خداوند سے بڑی بڑی گستاخیان کی ہین اور اس خداوند سے بھی پرخاش رکھتے ہین مگر یہ چارون شاہزادے خوش و بشاش ہین کوئی فکر انکو جلنے مرنے کی نہین ہی اُدھر یہ خبر وحشت اثر اُن چارون شاہزادیون کو پہونچی کہ آج وہ چارون اسیر گنبد مین بند کرکے جلا دیے جائینگے یہ تو تیر عشق کھا چکی تھین یہ خبر سنکے نہایت مضطر ہوئین اور سب اپنے اپنے مقام پر رونے لگی ایک انیس جلیس نے چھپ کے روتے دیکھا تو سبب دریافت کیا ہر چند کہ اُنھون نے چھپایا مگر جو ہوشیار تھین وہ سمجھ گئین کہ رونا اور پریشانی اُنھین قیدیون کے واسطے ہی اسلیے کہ ہر روز چار پانچ مرتبہ تو قیدیون کا ذکر آجاتا ہوگا اُنھون نے کہا کہ اب آپ نے اپنا ملال ظاہر کیا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو کوئی تدبیر رہائی کی نکالی جاتی مگر اب کیا ہوسکتا ہی اسلیے کہ قیدی

اُس مقام تک پہونچ گئے ہونگے جہاں سے زندہ نہین نکل سکتے ہین یہان تو یہ تلاطم برپا ہی اور وہان ان شاہزادون کو لیے ہوے ملازمان سارلیق اُس گنبد مین پہونچے چونکہ سبکے سب سلسلہ بمطوق تھے انکو ایک جگہ بٹھا کے نکل آئے اور دروازے بند کرکے باہر سے چنوا دیے گئے اب بسبب تیرگی کے دم انکے گھٹنے لگے سکندر نے کہا کہ زندگی مین سپاہی قبر کا سامنا ہو گیا اُدھر لوگون نے انکو بند کرتے ہی انبار لکڑیون کا چارون طرف گنبد کے لگا دیا سارلیق نے کہا کہ آگ لگا دو حکم پاتے ہی اُن دوزخیون نے آگ روشن کردی اور شعلے بھڑکنے لگے یہانتک کہ اب اندر گنبد کے بھی کچھ حرارت محسوس ہونے لگی اور روشندانون مین سے دھوان بھرنا شروع ہوا اُسوقت شہنشاہ صف شکن نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ ای کس بیکسان واے یاور غریبان ہرچند کہ ہم سراپا عصیان مین اگر اس سے زیادہ سخت سزا ابھی ہمکو دنیا ہی مین مل جائے تو بہتر ہی مگر تو آتش دوزخ کی حرارت سے محفوظ رکھنا بلکہ بواسطہ محمد و آل محمد اس بلا کو ہمپر سے رفع کر جس طرح تو نے جناب ابراہیم پر آتش نمرود کو گلزار کردیا تھا اسی طرح ہم گنہگارون پر بھی آگ کو سرد کردے یہ تو دعا کر رہے تھے اور سب سردار آمین کہہ رہے تھے کہ اک مرتبہ پاؤن مین شہنشاہ صف شکن کے کوئی چیز سی چبھی اُنھون نے پاؤن اپنا ہٹایا بس اُسی مقام پر طبقہ ٹوٹا اور اک زنگی نمودار ہوا سلام کیا سب متحیر ہوے پوچھا کہ تو کون ہی اور کسنے تجھے بھیجا ہی یہانتک کس طرح آیا اُسنے عرض کی کہ یہ پوچھنا پیچھے گا جلد نکل چلیے ورنہ جل جائیے گا آگ کے شعلے اب نہایت بلند ہو رہے ہین یہ سن کے چارون شاہزادون نے قیدین توڑین اور اُس زنگی کے ساتھ ہی اُس دہنہ نقب سے نکل کر روانہ ہوے زنگی سر نقب کا بند کرتا ہوا پلٹا جسوقت یہ لوگ حکیم سودائی دانا کے گھر مین پہونچ گئے تو زنگیون نے نقب کو بالکل بند کر دیا نشان تک باقی نہ رہا وہان آگ دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ لکڑیان جلنے لگین شعلے اسقدر بلند ہوے کہ گرد گنبد کے اک گنبد آتش کا قائم ہو گیا اور سر شعلہ زبانہ نکالکر اُس گنبد کا کلس بن گیا جو لوگ رحم دل تھے وہ اُس بیکسی سے جلنے پر افسوس کر رہے تھے کفار خوش ہو رہے تھے کہ ایسا وقت بھی آجتک خدا پرستون پر نہ آیا تھا کہ اس طرح جلے ہون اُدھر شاہزادیون کو خبر پہونچی کہ وہ چارون حسین قیدی گنبد مین بند کرکے جلا دیے گئے یہ سن کے ان چارون کو نہایت قلق ہوا قریب تھا کہ جنون ہو جائے یہ چارون شاہزادیان تپ غم مین مبتلا ہو گئین وہان سکندر وغیرہ جو مکان مین حکیم سودائی دانا کے پہونچے تو دیکھا کہ مکان ہوا دار نہایت نفیس بنا ہوا ہی بیچ مین کئی درجون کا قصر ہی چار طرف چمن لگے ہوے ہین چار کمرے نہایت سجے ہوے ہین چالیس غلامان زنگی کمربستہ خدمت کو حاضر ہین اور سوا اک خانہ کا پتا نہین سکندر نے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اور صاحب خانہ کہان ہی زنگیون نے عرض کی کہ یہ مکان حکیم سودائی دانا وزیر سارلیق بن لقا کا ہی اور ہم سب غلام اُنکے ہین حکیم صاحب دربار مین گئے ہوے ہین فرمایا کہ مجھے تم لوگون نے کس کے حکم سے قید سے رہا کیا اُنھون نے حکیم صاحب کا نام بتایا اور عرض کی کہ آپ تعجب نکرین اسلیے کہ حکیم صاحب مرد مسلمان ہین اور ان کافرون کے خوف سے کافر بنے ہوے ہین اور یہی حالت ہم سبکی ابھی ہی اب جسوقت تک حکیم صاحب نہ آئین اُس وقت تک آپ چارون صاحب یہین مقیم رہین تو بہتر ہی وہان حکیم صاحب کو نہایت پریشانی تھی کہ چارون شاہزادے ابھی گئے یا نہین سارلیق نے اس خوشی مین جشن منعقد کیا اور حکم جشن عام کا دیدیا ہر طرف غل ہوا کہ خداوند نے اپنے بندگان گنہگار کو عذاب مین گرفتار کرکے جشن خوشی منعقد کیا ہی جو اس خوشی مین شریک

نہو وہ بندہ خداوند کا نہین ہی یہ خبر جو سنتے ہا گئی تھی ہر گلی کوچے مین ناچ رنگ کی صحبت تھی شادیانے
امرا کی ڈیوڑھیون پر بج رہے تھے لیکن چارون لڑکون کے لیے قیامت تھی نوبت کی صدا نے دل مین
دھڑکن پیدا کردی تھی الحاصل حکیم صاحب کوئی بہانہ کرکے ساریق سے رخصت ہوے اور اپنے
مکان مین آئے چارون شاہزادون کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ غلام نے اسی دن کے لیے یہان کی
سکونت اور اس گبر نابکار کی اطاعت اختیار کی تھی مجھے اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ وہ زمانہ بہت
قریب ہی کہ اولاد صاحبقران اسیر ہوکے یہان آئیگی اور ان کافرون کے ہاتھون اذیت اٹھائیگی یہ سنکے
ان چارون شاہزادون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ دربار ساریق مین کیا ہورہا ہی حکیم
صاحب نے عرض کی کہ حضور کے دشمنون کے قتل کی خوشی مین جشن ہورہا ہی لیکن نہنگ دریا ہو جو
جو پہلوان زبردست ہی اور منصف مزاج ہی اسکو اس حرکت پر ساریق سے نہایت ملال ہوا ہی وہ تل
گیا ہی فرمایا کہ وہ مرد بہادر معلوم ہوتا ہی اگر وقت مقابلہ زیر ہوگیا تو ضرور ایمان لائیگا خیر دیکھا جائیگا دن بھر
حکیم سودائی دانا انکی خدمت مین حاضر رہا جب شام ہوئی تو دربار ساریق مین جانے کا قصد کیا اسوقت
شاہزادہ سکندر نے کہا کہ ای حکیم سودائی دانا ہم یہان بند کبتک بیٹھے رہین حکیم نے عرض کی کہ
مین نے حضور کی دلبستگی کا انتظام تو کیا ہی مگر ابھی وقت اسکا آیا نہین ہی یہ میری ہی رائے تھی کہ قیدیون کو
شاہزادیون کے باغ کی جانب نہ بھیجا جائے مین نے سنا ہی کہ چارون شاہزادیان نہایت پریشان ہین انکو
یہ تو معلوم نہین کہ آپ میرے گھر مین رونق افروز ہین وہ سمجھتی ہین کہ دشمن جل گئے خدا نے چاہا تو ایسی تدبیر
کرونگا کہ خداوند آپکو خود ہی شاہزادیون کے باغ مین بھیج دیگا فرمایا کہ اگر تمہارے خلاف مصلحت نہو
تو ایک ایک مرکب اور اسلحہ ہمین منگا دو اور رات کے شبخون کا تماشا دیکھو حکیم سودائی دانا نے عرض
کی کہ چار مرکب کیا چار سو ممکن ہین اور اسلحہ بھی موجود ہین یہ کہکے اپنے غلامون سے کہا کہ جو چیز یہ شاہزادے
طلب کرین وہ لا دینا حکیم تو سوار ہوکے جانب دربار ساریق بن لقا روانہ ہوے اور یہان چارون
شاہزادے اصطبل مین آئے مرکبون پر سوار ہوے اسلحہ جسم پر آراستہ کیا اور جانب صحرا روانہ ہوگئے
چونکہ مکان حکیم سودائی کا آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر ہی یہ بھی خوف نہ تھا کہ کوئی دیکھیگا اور پہچان لیگا
جب پہر رات آئی تھی اُس وقت ان چارون نے گھوڑے اُٹھائے اور آکر لشکر ساریق پر گرے
قتل کرنا شروع کیا اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ زمانے مین رواج دین برحق کام
ہی میرا لقب صاحبقران ہی اور سکندر نام ہی میرا + اُدھر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا
کہ مین ہون جہان مین سائف وسیاف وتیغ زن + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن + اُدھر شاہزادہ
وحید الملک نے نعرہ کیا کہ مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہین وحید الملک شاہ
قلعہ گیر اُدھر مظفر بن غضنفر نے نعرہ کیا کہ شیرون کا جو ہا ہون شیر وہ ضیغم شکار ہون + مشہور ہین
مظفر عالی وقار ہون + یہ نعرہ کرکرکے جو لشکر پر گرتے ہین ایک تلاطم مچ گیا لوگ حیران ہین کہ یہ تو جلا
دیے گئے تھے اب کہان سے آگئے لشکر مین غوغا ہوا ان چارون جوانون نے وہ تلوار برسائی
کہ خون کے دریا بہا دیے کئی کرور کی فوج کو ایک طرف سے پامال کرتے ہوے جو چلے تو دوسری
جانب نکلے چلے گئے اور راہ صحرا اختیار کی یہان کافرون مین رات بھر تلوار چلی صبح کو جو دیکھا تو ایک
لاکھ آدمی مارا گیا ہی کوئی بھائی کے واسطے رو رہا ہی کوئی بیٹے کے غم مین سر خم کیے تھا کوئی باپ
کے واسطے رو رہا تھا ساریق نے کہا کہ ارے یہ شور کیسا ہی تم لوگ کیون رو رہے ہو اہل لشکر نے

غل مچایا کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی قدرت کی کہ جن لوگون کو اپنی آتش غضب سے جلا دیا تھا وہ نعرے کر کر کے گرے اور ایک لاکھ بندے تیرے ہلاک ہوئے سارلیق حیران ہوا اور حکیم سودائی دانا کی طرف دیکھا اور بولا اے حکیم قدرت تمھین ہمارے اسرار قدرت جانتے ہو سخنگان تو درود پڑھنے لگا تمام اہل دربار حیران تھے کہ یہ تو جلا دیے گئے تھے پھر کہان سے پیدا ہو گئے اُس وقت حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند کچھ تیری قدرت کے کرشمے ہمین خوب سمجھتے ہین سارلیق نے کہا کہ تم سمجھے کے جب سورت کا وقت نہین ہے سبکو آگاہ کرو اُس وقت حکیم سودائی دانا نے کہا کہ جو لوگ مر لیے ہین اُنکا کریہ کرم درود فاتحہ ہوتا ہے تو وہ نہین آتے ہین ورنہ آ سکتے ہین خداوند نے اُنکو جلا دیا اور پھر کوئی خبر نہ لی اسی باعث سے وہ آئے اور سبکو پریشان کیا وہان شاہزادیون کو خبر پہونچی کہ جن لوگون کو خداوند نے جلوا دیا تھا وہ تو پھر زندہ ہو گئے اور انھون نے آکر پندرہ کرور کی فوج کو تہ و بالا کر دیا ایک لاکھ آدمی لشکر خداوندی کے کچھ آپس مین لڑکے مارے گئے اور بہتون کو انھون نے بھی قتل کیا اور بہت جا صحرا روانہ ہو گئے یہ سنکے یہ شاہزادیان نہایت خوش ہوئین اور کہا کہ اگر ایسا ہے تو بیشک خوشی کی بات ہے ہمین اُنکے جلنے کا حال سُن سُنکے نہایت رنج ہوا تھا وہان حکیم سودائی دانا جو پلٹ کے پہونچے تو دیکھا کہ چارون شاہزادے خوش و خرم بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین حکیم سودائی نے نہایت ہی درجہ تعریف کی کہ سوا آپ لوگون کے یہ جرأت دوسرون کی نہین ہے کہ اس فوج دریا موج پر اس طرح شبخون مار سکے کیا کہنا فرمایا کہ ابھی تو پہلا دن تھا آج دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر جا کے شبخون مارا چار آدمی چار طرف سے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور نعرے کر کر کے جو گرتے ہین تو لشکر کو تہ و بالا کر دیا جو مشرق کی طرف سے آیا تھا وہ مغرب کی طرف چلا جو مغرب کی جانب سے آیا تھا اُسنے مشرق کی راہ لی یہی حالت جنوب و شمال کی بھی ہوئی بیچ مین پہونچ کے چارون یکجا ہوئے اور بسبب ہجوم کے چارون ملکر تلوار برساتے ہوئے ایک طرف سے نکلے چلے گئے یہ تو آدھی رات رہے سے مکان پر پہونچ گئے اور لباس رزم اُتار کر محو خواب ہوئے یہان سر تمام رات آپس مین تلوار چلا کی صبح کو جو دیکھا تو پونے دو لاکھ آدمی کا رن پڑا لوگون نے لاشین اُٹھائین اور زیر فیطول آکے صداے فریاد بلند کی سارلیق دل مین حیران تھا کہ یہ کیا امر ہے اور سخنگان کہتا تھا کہ سب وہی حالتین ہین جو بڑے خداوند کے زمانے مین پیش آئی تھین اسی طرح اُس وقت بھی بدیع الزمان اور قاسم نے شبخون مار مار کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا سارلیق نے کہا کہ او شیطان تو خداوند کی مصلحتون کو کیا سمجھ سکتا ہے سخنگان نے کہا کہ آپ مصلحتون کو بیٹھے مہیا کرینگے اور یہی چار شخص تمام لشکر کو تباہ کر دینگے اُنکی فکر کیجیے اُدھر ملکاؤن کو خبر ملی کہ آج پھر انھون نے شبخون مار کر لشکر سارلیق مین لٹھا کو تباہ کر دیا آج کل سے زیادہ لوگ مارے گئے اُنھون نے حکیم سودائی دانا کو بلوا بھیجا جسوقت حکیم صاحب آئے اُنھون نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ یہ سب کرشمے ہین خداوند کے اُنھون نے کہا کہ کچھ تو ہمپر بھی ظاہر ہو کہ یہ اسرار کیا ہے کیا یہ مرے نہین ہین حکیم صاحب نے کہا کہ مر تو گئے ہین مگر خداوند مین زندہ کر دینے کی قدرت بھی ہے اگر وہ چاہین تو مردہ صد سالہ کو زندہ کر دین پس یہ سنکے اُنھون نے کہا کہ دیکھیے آپ ہمارے اتالیق ہین ہمسے اُس راز کو نہ چھپایئے سارلیق جیسا خداوند ہے ظاہر ہے وہ اپنے کو تو زندہ نہین رکھ سکتا دوسرون کو کیا زندہ کریگا ہم سے سچ سچ بیان کیجیے اور ہم بھی اپنے دل کا حال صاف صاف آپ سے بیان کر دینگے یہ سُن کے حکیم سودائی دانا نے فرمایا کہ نہ گھبراؤ وہ سب زندہ ہین اور بہت جلد تمسے ملینگے یہ سنکے چارون ملکاؤن کو گونہ اطمینان ہوا حکیم صاحب

نے پھر مفصل نہین بیان کیا اور چلے آئے

لیکن اب چند کلمے داستان شاہ عیاران خواجہ خضران عالی شان کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہی کہ یہ جو بہارستان مغرب سے گلستان باختر کی طرف چلے تھے تو نہایت پریشان تھے دو دو دن کی راہ ایک ایک دن مین طے کرتے چلے آتے تھے کہ جلد پہونچ کر شاہزادون کی رہائی کرنے کی تدبیر کرون جس روز شہر سارلیقیہ مین پہونچے ہین اُس دن شہر مین عجب رنگ تھا لوگ کپڑے پُر تکلف پہنے ہوے آپس مین بغلگیر ہو رہے تھے خضران نے صورت اپنی تبدیل کر کے دریافت کیا کہ آج یہان کون سی عید ہی اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ای شخص تو نووارد ہی اور مسافر ہی آج سے زیادہ کون سی عید ہوگی کہ خداوند سارلیق نے چار گنہگارون کو زندہ دردو زخ کر دیا خضران نے پوچھا کہ وہ قیدی کہان سے آئے تھے کہا کہ بہارستان مغرب سے آئے تھے اور اولاد صاحبقران سے تھے بس یہ سُن کے نہایت پریشان ہوے اور دل مین کہا ای خضران آج اگر سر دربار سارلیق کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا یہ سوچ کے چلے اسوقت پہونچے کہ لشکر پر شاہزادون نے نعرے کر کر کے شبخون مارا تھا یہ کیفیت دیکھکر خضران نے شکر خدا کیا اور اپنے ارادہ کو ملتوی کیا جس وقت یہ شبخون مار کے نکل گئے تو خضران نے دریافت حال کی غرض سے تعاقب کیا مگر فاصلہ بہت تھا رہگئے دوسرے شبخون مین معلوم ہوا کہ یہ فلان طرف سے آتے ہین آج اُنھون نے بھی شبخون کی تیاری کی چنانچہ جسوقت شب ہوئی تو دیکھا کہ آج کفار نے خوب انتظام کیا ہی طلایہ پر کئی ہزار سوار معین ہین ہر طرف آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہین اُدھر چارون شاہزادے مرکبون پر سوار ہو کے چلے دیکھا اُنھون نے کہ آج بہت سے لوگ طلایہ پھر رہے ہین اور تمام لشکر ہوشیار ہی بسبب خوف کے لوگون کی نیند اُڑ گئی ہی مظفر نے کہا کہ کیا رائے ہی شاہزادہ وحید الملک نے فرمایا کہ زیر قیطول جو اک باغ ہی جسکی دیوار دور تک چلی گئی ہی اُسکی پشت پر سے آ کے حملہ کرنا چاہیے تا کہ یہ کفار آگاہ ہونے پائین یہ رائے کر کے یہ دونون تو مرکب کو اُڑا کر اُس طرف روانہ ہوے یہان شہنشاہ صف شکن نے سکندر رستم خو سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہی سکندر نے کہا کہ مین تو ارادہ اپنا ظاہر کیے دیتا ہون آپ اپنے فعل کے مختار ہین جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا یہ فرما کے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کر کے اُنھین طلایہ کے سوارون پر جا پڑے شہنشاہ صف شکن نے بھی تلوار کھینچی اور شریک جنگ ہوے غل ہوا کہ وہ سرکش آ گئے ارے مار لو انکو جانے نپائین کفار نے ہجوم کیا یہ دونون صف شکن ان دو چار ہزار کو کیا سمجھتے تھے لشکر پر جا ہی تو پڑے کسی خیمہ کو طنابین کاٹ کے گرا دیا اور کسی مین آگ لگا دی طلایہ والے باہر ہی رہگئے یہ لشکر مین دھنس گئے اور لڑنے لگے جو لوگ آرام سے بیٹھے تھے اُنھون نے جلدی جلدی اسلحہ آراستہ کیے اور مرکبون پر سوار ہو کر شور کرتے ہوے چلے کہ ارے مار لو انکو جانے نپائین یہ شیر دل بھلا کب رُکتے ہین ابھی یہان نظر آئے ابھی وہان لڑنے لگے استنے عرصہ مین مظفر اور وحید الملک دوسری جانب پہونچ گئے تمام فوج اس طرف متوجہ تھی اُنھون نے عقب سے حملہ کیا اور تلوار برسانا شروع کر دی اب تو اُدھر بھی ہلڑ ہو گیا کہ ارے یہ ظالم کہان سے آ گئے کچھ فوج ادھر بھی متوجہ ہو گئی استنے مین ایک سمت سے نعرہ ہوا کہ منم ملک الموت قدرت دیکھا کہ اک شخص طویل القامت لوگون کے سرون پر اُچکتا ہوا خنجر چمکاتا چلا آتا ہی جسکو خنجر مارا وہ تڑپنے لگا ملک الموت

کی آواز سُنکے تو سکندر و شہنشاہ و وحید الملک و منظفر سبھی حیران تھے کہ یہ ملک الموت کون صاحب
ہین اور کہان سے آ گئے ملک الموت نے آواز دی کہ اے بہادر و چارون اکیلا ہو کے لڑو کہ مجھے روح
قبض کرنے کیلیے چار طرف دوڑنا پڑتا ہی اس اشارہ کو ان لوگون نے اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہی دشمن
نہین ہی در واقع مین کہ اگر آج یکدل ہو کے نہ لڑینگے تو گرفتار ہو جائینگے فوج سے نکلنا بھی دشوار ہو جائیگا
اب یہ سب لڑتے ہوے ایک ہی طرف چلے آج لشکر مین ہر طرف رال مہتابین روشن تھین رات کا
دن ہو گیا تھا چار طرف سے کمندین پڑ رہی تھین لیکن یہ شیر دل کمندون کو کاٹتے ہوے چلے جاتے
تھے آج اسقدر شور و غل ہوا کہ ساریق کو خبر ہو گئی اپنے گنبد فلک نما سے سر نکالا دیکھا کہ چارون
ضیغم شکار کئی کرور مین گھرے ہوے ہین مگر جسطرف کا رخ کرتے ہین فوج اس طرح متفرق ہوتی ہی
جیسے بادل پھٹتا ہی اور ایک شخص منم ملک الموت پکارتا ہوا لوگون کے سرون پر اُچکتا چلا جاتا ہے
ساریق نہایت حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی دیکھا خواجہ خضران نے کہ اب تمام لشکر ہوشیار ہو گیا ہی انکا
اس انبوہ سے نکلنا غیر ممکن ہی بس آواز دی کہ ان لوگون کو قتل نکرو کیونکہ قبض روح کا حکم نہین
ہی اب آگے مین چلتا ہون پیچھے تم آؤ یہ کہکر جست و خیز کرتے ہوے چارون جوانون کے آگے ہو گئے
اور حقہاے آتشبازی مارنا شروع کیے جہان ایک حقہ داغ کے پھینک دیا وہان چھیٹر ہو گئی ان
شاہزادون نے گھوڑون کو دبایا اسی طرح خضران ان سبکو لیے ہوے پورے لشکر کو طے کر کے نکلا
چلا گیا یہ چارون شیر دل ملک الموت کے ممنون ہوے اور سوچے کہ اسکو جانے نہ دینگے اپنے ساتھ لیجائینگے ادھر ملک
لشکر سے نکلتے ہی غائب ہو گئے اب یہ اور حیران ہوے کہ کیا واقع مین ملک الموت تھے پہلے ادھر ادھر
دیکھا آخر ایک طرف روانہ ہو گئے خضران پہلے تو گلیم اوڑہ کے غائب ہو گئے تھے جب دیکھا کہ یہ لوگ
اپنے مکان کو جاتے ہین تو پیچھے پیچھے انکے چلے یہ چارون شاہزادے تو باغ حکیم سودائی مین داخل
ہو گئے اور خواجہ خضران وہان سے پلٹ آئے کہ ابھی اُسے ملنا نہ چاہیے ساریق نے پریشان
ہو کے حکیم سودائی دانا کو بلوا بھیجا اور کہا کہ تو نے کہا تھا کہ یہ روحین جبتک اپنی نذر نہ لینگی آرام
سے نہ بیٹھینگی واقع مین کیا انھون نے آ کے ہزارون کو کھا لیا حکیم سودائی نے کہا کہ بس علاج انکا
یہی ہی انکو بلا کر دریافت کیجیے کہ تم کیا چاہتے ہو جو وہ کہین اُسے منظور کیجیے ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ اب
وہ دنیا مین تو ہین نہین کہ آپ کے محکوم ہون اب تو وہ روحون کے خداوند ہین جو روان کے خداوند وہ ہین
جو دنیا سے چلے گئے ہین روحین انکی ماتحت ہین ساریق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن میرے بلانے
سے روحین کاہیکو آئینگی حکیم سودائی دانا نے کہا کہ مجھے اک عمل ایسا معلوم ہی کہ جس وقت
حکم ہو اُسیوقت روحین حاضر ہون اور اپنے جسم قدیم مین نظر آئین ساریق نے کہا کہ پھر اُنکے بلانے کی
کوشش کرو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ کل اک صحبت نخلیہ کی ہو کہ وہان سوا آپکے یا جسے آپ کہین
کہون اور کوئی بھی نہو اور بہت حسین عورتین وہان بلائی جائین اور گانا بجانا ہو کیونکہ روحین جوانون کی نہایت
رغبت سے چلی آئینگی اگرچہ اب وہ کسی کام کی تو ہین نہین مگر حسینون کو دیکھنا سبھی پسند کرتے ہین اور
خداوندزادیان بھی اس صحبت کا تماشا دیکھنے ضرور آئینگی تاکہ روحین انکو پہچان لین اور دھوکے مین انکو آزار
نہ پہونچائین یہ سنکے سنجگان نے کہا کہ سبحان اللہ کیا انشا ہی اپنی اچھی بیٹی خداوندزادی کو بڑھا لی بس اب
بہت جلد فرصت ہو جائیگی حکیم صاحب نے فرمایا کہ ننگ زادہ نہی سمجھتے اتنی عقل کہان کہ ان باتون
کو سمجھے اب کچھ دنون تماشا خداوندی کا دیکھو پھر جو چاہنا کرنا ساریق نے کہا کہ ابھی کے

داداکی عقل نے بڑے خداوند کو تباہ و برباد کیا و در در کی ٹھوکرین کھلوائین آخر سوا بہشت مین چلے جانے کے
انکو کچھ بن نہ پڑی اب حکیم سودائی دانا تم اس صحبت کا انتظام کرو اور ان روحون کو بلاؤ حکیم صاحب نے
کہا کہ حضور انتظام ہی کیا ہی مین جا کے ان لوگون کو بلا لاتا ہون جنکے عمل نے روحون کو تسخیر کیا ہی
ادھر انھون نے گانا شروع کیا ادھر روحین آکے موجود ہو گئین یہ کہکے حکیم سودائی دربار ساریق سے
اٹھ کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے یہان ساریق نے تخلیہ گاہ کو آراستہ کرایا خوشبوات سے
ہر چیز کو بسایا بخور روشن کر دیا گیا اور حکیم سودائی دانا جو مکان مین اپنے آئے تو دیکھا کہ شاہزادے پھر
شبخون کی تیاری کر رہے ہین حکیم سودائی دانا نے دست بستہ ہو کے عرض کی کہ حضور بالفعل
اس سامان کو موقوف کیجیے اور دو باتین میری سن لیجیے فرمایا بیان کرو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ چلیے
آج آپکو خلاصہ ساریق پاس لے چلین فرمایا کہ ہمین چلنے مین کوئی عذر نہین ہی گو ہم چار آدمی ہین اور
اسکے دربار مین چار ہزار صرف سوا ذان نامی و گرامی بیٹھتے ہین لیکن اگر خدا ہمارا شریک ہی تو کوئی کچھ نہین
کر سکتا ہی حکیم سودائی نے عرض کی کہ مین حضور کا دشمن نہین ہون ایسے مقام پر اگر خود بھی جائیے گا تو منع کرونگا
جہان خوف و نقصان جان و آبرو ہو پہلے سن تو لیجیے کہ حضور کو کس طرح چلنا ہوگا اور کیا باتین کرنا ہونگی
فرمایا بیان کرو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ ساریق متعجب تھا کہ انکو یہین سے جلوا دیا تھا پھر یہ لوگ
کہان سے آگئے مگر چونکہ ساریق بالکل گدھا ہی عقل سے اسکو بہرہ نہین وہ ایسا ہی خداوند ہی جیسے کالکا
اور چند آدمیون نے اپنے نفع کی غرض سے اسکو خداوند بنا دیا ہی اور آسمان پر چڑھا رکھا ہی مین چونکہ
سلطان تھا مجھے کچھ اور بن نہ پڑی مین نے اپنے کو تمسخر مین ڈال دیا لہذا مین نے یہ بات اسکو
سمجھائی ہی کہ جبتک انکی روحون کو بلا کے رضامند نہ کیجیے گا اس وقت تک یہ روحین پیچھا نہ چھوڑینگی
اور در اصل یہ وہ نہین ہین وہ جل بھی گئے یہ روحین انکی ہین چونکہ انکا فاتحہ نہین ہوا ہی اس سے
یہ روحین آ آکے پریشان کرتی ہین لہذا آپ سب صاحب میرے جانے کے کچھ دیر بعد فلان مقام پر
تشریف لائیے گا میرا کوئی خادم جسکے سے آپکو جگہ بتا کے چلا آئیگا آپ بے تکلف آکے بیٹھ جائیے گا
اور جس بات کو ساریق کہے آپ منظور کیجیے گا اور جو شرط پیش کرنا ہو اُسے بیان کر دیجیے گا مین نے
شاہزادیون کو بھی اس صحبت مین بلوایا ہی ایک بات ضرور کہیے گا کہ ہم باغ چہار بہشت مین رہنا چاہتے ہین
یہ سنکے چارون شاہزادے بہت ہنسے اور کہا کہ تم جاؤ ہم آئینگے مظفر نے کہا کہ آپ لوگ خاموش بیٹھے
رہیے گا مین ان ملعونون سے باتین کرونگا حکیم سودائی دانا نے اپنے زنگیون کو بلا کے انسے کہا کہ آج
جا کر دربار ساریق کے سامنے اپنی زبان مین کچھ اسطرح گاؤ کہ ساریق کے سمجھ مین نہ آئے اور خوب سر ہلانا
یہ سمجھا بجھا کے زنگیون کو اپنے ساتھ لیا اور دربار ساریق مین آئے ساریق نے شاہزادیون پاس
بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج فلان مقام پر ہمنے اک تخلیہ کی صحبت منعقد کی ہی وہان ہم اپنے گنہگارون کی
روحون کو بلائینگے اگر تماشہ دیکھنا ہو تو تم بھی آؤ بلکہ ضرور آؤ تاکہ روحین ہمکو پہچان لین اور بندون کے
دل مین بھی آزار نہ پہونچائین یہ خبر جو ان چارون شاہزادیون کو پہونچی نہایت خوش ہوئین اور چارون
سوار ہو کے روانہ ہوئین یہان ساریق دربار کو برخاست کر کے اسی تخلیہ گاہ مین آیا حکیم سودائی
دانا نے زنگیون کو بلا کے بٹھایا اور ساریق سے کہا کہ کسیقدر روحانیات کا عمل مین نے انہین زنگیون
سے کرایا ہی زنگیون نے کچھ باجے سے ساتھ لے لیے تھے وہ بھی کچھ عجیب و غریب وضع کے تھے اتنے مین
سواریان شاہزادیون کی آئین چارون آکر ساریق کے پہلوون مین بیٹھ گئین اور بھی چند لوگ اس

صحبت مین تھے جو حکیم صاحب کے ہم مذاق تھے یعنے دراصل مسلمان اور اہل اسلام کے ہمدرد تھے اب ساریق نے
کہا کہ ہان لے عمل اپنا شروع کر دو حکیم سودائی دانا نے کہا زنگیون سے کہا کہ ساز چھیڑ کر حورون کو بلاؤ بس زنگیون نے
ملکر ساز بجا بجا کے گانا شروع کیا ۔ اچھی رو چین پیاری رو چین آئین آئین پیاری رو چین * یہ اس طرح جھوم
جھوم کے گانا اور سر ہلانا شروع کیا کہ ساریق حیرت سے دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرشمہ ہی اتنے مین سلام علیک
کی آواز پیدا ہوئی اور دیکھا کہ چارون شخص چلے آتے ہین اور آکے بیٹھ گئے دیکھا تو چارون نازنینین بھی ہی
ہین ادھر تو ان ملکاؤن نے دیکھا آج تو یہ سب نہائے دھوئے لباس نفیس پہنے تھے اُس روز بحالت قید مین
آلودہ گرد و غبار تھے چارون شاہزادیان بیخود ہو گئین اور ٹکٹکی باندھ کے دیکھنے لگین مظفر نے کہا کہ ہمین
کسنے بلایا ہی ساریق نے کہا مین نے تمکو بلوایا ہی مظفر نے ڈانٹ کے کہا کہ کیون بلوایا ساریق ڈر گیا
کہا اس واسطے بلوایا ہی کہ تم سے کچھ حالات وہان کے دریافت کرین مظفر نے کہا کہ وہان کے حالات
کا اگر اشتیاق ہو تو ہمارے ساتھ تم بھی چلے چلو اپنی آنکھ سے دیکھ لو تو کیا معلوم کہ جو ہم بیان کرین
وہ صحیح ہو یا غلط ہو ساریق نے کہا کہ ابھی خداوند کو دنیا ہی کے انتظام سے فرصت نہین ہی وہان کس طرح
جائین اور دل مین ڈرا کہ ایسا نہو یہ مجھے بھی مار ڈالین ساریق نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ وہان کس حال مین
ہو جواب دیا کہ نہ تو کھانے کو ملتا ہی نہ پینے کو ساریق نے کہا کہ مین منگوا دون مظفر نے کہا کیا منگاؤ گے
ساریق نے کہا کہ کھانا اور پانی مظفر نے کہا کہ اب خوراک ہماری بدل گئی ہی اب ہم جگر کا گوشت کھاتے
ہین اور خون بجائے آب پیتے ہین ساریق دل مین تھرا گیا کہا کہ تمنے میرے لشکر کو کیون مسمار کر رکھا
ہی جواب دیا کہ او بے مروت خداوند بن کے بیٹھا ہی اور نہ تو ہماری فاتحہ دلاتا ہی نہ ہمارے نام پر لنگر
جاری کرتا ہی ہم تجھسے ناخوش ہین اسی سبب تیرے لشکر کو تباہ کر دیا اور ابھی اور تباہ کرینگے بلکہ جس دن
یہ دشمن سوار ہوئی اُسی دن تجھے بھی پکڑے ہوے لیے چلے جاینگے ساریق نے کہا کہ تم نے
پھر وہی باتین کین یہ بتاؤ کہ تم کس بات پر راضی ہوگے وہ سامان کر دیا جاے ہنوز سخن کا سلسلہ
قطع نہین ہوا تھا کہ دیکھا اک شخص عجیب الخلقت مہیب صورت سامنے سے نمودار ہوا اور آتے نعرہ
کیا کہ منم ملک الموت ساریق نے جو صورت ملک الموت کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا جامہ
خراب ہو گیا ملک الموت کے آنے سے خود حکیم صاحب اور شاہزادے بھی متعجب تھے کہ یہ کون
حضرت ہین لیکن ملک الموت بے تکلف آکے بیٹھ گئے ساریق نے کہا کہ تم کسکے تابع فرمان ہو اور
کیا کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ ہمارا کام سوا قبض روح کے اور کیا ہی ہم کسیکے تابع نہین ہین اور سب کے
تابع ہین جو ہمین خوش رکھے ہم اُسیکے تابع ہین ساریق نے کہا کہ تم کس چیز سے خوش رہتے ہو جواب
دیا کہ دنیا مین دولت سے بڑھ کے بھی خوش رکھنے والی کوئی چیز ہوتی ہی بقول شاعر اے زر تو خدا نۂ ولیکن
بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی * بس ساریق نے اُسی وقت حکم دیا کہ لاؤ کشتیان زر و جواہر
کی ملک الموت کے واسطے سوختگان بھی اس صحبت مین شریک تھا اور چل رہا تھا زر دینیکا نام سنتے ہی
یہ سمجھ گیا کہ ملک الموت تو خواجہ سلامت مین کہا سبحان اللہ آپ بیشک ملک الموت ہین مگر ذرا
مجھے معاف رکھیے گا اسلیے کہ مین تو آپ کے ماننے والون مین ہون میرے بزرگ آپ کے بزرگون کو مانا کیے
ہین مین آپ کو مانتا ہون اور اُسسے زیادہ مانتا ہون خواجہ نے آنکھ دکھائی اور فرمایا کہ آیا تو تھا تیرے ہی
قبض روح کو مگر تیرے گڑگڑانے پہ چھوڑے دیتا ہون لیکن اس احسان کا معاوضہ ہونا چاہیے
سوختگان نے عرض کی کہ بسر و چشم مین حاضر ہون اب ملک الموت مخاطب ہوے ساریق بن

لقا کی طرف اور فرمایا کہ ای خداوند شرک آپ کیا کہتے ہین ساریق نے کہا کہ تمھین کچھ حال بڑے خداوند
لقا کا بھی معلوم ہی ملک الموت نے کہا کہ جی ہان سب خداوندون کا حال خوب معلوم ہی کوئی خداوند
تو مر کر گدھے کی شکل بن گئے ہین کوئی خوک بنگئے ہین کوئی بوم کی صورت اڑتے پھرتے ہین جس درخت پر
بیٹھ گئے وہ خشک ہوگیا جس مکان پر قیام فرمایا وہ چاردہ زمین خراب ہوگیا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ملک الموت
نے کہا کہ مرنے کے بعد یہی ہوتا ہی زندگی مین جس جانور سے جسکو زیادہ کراہت و نفرت ہوتی ہی مرے پر وہ اسیکی
شکل بنجاتا ہی خداوند حشرات سخنگو مکڑے سے بہت ڈرتے تھے مرے پر مکڑے بنے ہوئے دیوارون پر
دوڑتے پھرتے ہین اور خداوند دوم خبیثہ چھپکلی بنی ہوئی پھرا کرتی ہین ساریق نے پوچھا کہ بڑے
خداوند لقا کے بیلقا کس حال مین ہین جواب دیا کہ وہ بہت اچھے ہین جو لوگ انکے ساتھ دنیا سے گئے
تھے وہی اب بھی ساتھ ہین لیکن خداوند معرف بعث ہین روپیہ پاس نہین وہان لاکھا روپیہ کے قرضدار
ہوگئے ہین مجھکو تمھارے پاس بھیجا ہی کہ باون کرور روپیہ ملک الموت کے ہاتھ بھیج دو اور یہ بھی کہہ دیا
ہی کہ اگر ساریق دینے مین تامل کرے تو اسے بھی یہین کھینچے لانا یہ سنکے ساریق گھبرایا کہا کہ مجھکو
بیجانے کا قصد نکرنا بڑے خداوند تو کچھ عقل کے گول تھے بیشتر سے مین بھلا وہان جاکے مین کیا کرونگا
روپیہ جسقدر کہو مین منگائے دیتا ہون اور علاوہ اس روپیہ کے تمھاری دعوت بھی مین اچھی طرح کرونگا
چاہے دعوت کا روپیہ نقد دے لو ملک الموت نے کہا کہ ہان مجھے نقد ہی دلوا دیجے اگر مین خود سامان کرونگا
تو اور بھی بہت سے فرشتے میرے ساتھ شریک ہونگے ساریق نے اسی وقت پرچہ باون کرور کا لکھکر
ملک الموت کے حوالے کردیا اور کہا کہ خزانہ سے لے لینا اور ملک الموت کی دعوت کا بھی تین کرور
روپیہ عنایت کیا انکی صورت دیکھکر شاہزادیون کے چہرے متغیر ہوئے جاتے تھے حکیم سودالی دانا بھی
پریشان تھے کہ یہ کون حضرت ہین اور کہان سے آئے ہین جب روپیہ کی سند دے چکے تو حکیم سودالی دانا
سمجھ گئے کہ یہ کوئی طماع شخص ہی کہا کہ اے ملک الموت برائے خدا اب جاؤ خداوندزادیان تمھاری
صورت دیکھ دیکھکر پریشان ہوئی جاتی ہین یہ پردہ نشین عصمت آگین ان باتون کو کیا جانین ملک الموت
نے کہا کہ ہو بھی کچھ دن مین تمھین لو انکے باپ کو خود بڑے خداوند کے لیجانے ہونگے انھون نے جلدی جلدی اپنا زیور
اتار اتار کے سامنے ملک الموت پھینکنا شروع کردیا انھون نے اٹھا اٹھا کر سب جیب مین رکھ لیا
ساریق حیران ہی کہ جو چیز جیب مین گئی وہ غائب ہوگئی چار شاہزادیون کا سارا زیور اٹھا کے جیب مین
رکھ لیا اور جیب سوت بھر بھی بلند نہوئی آپ شاہزادیون کی تعریف بھی کرتے جاتے ہین اور زیور بھی
اٹھا اٹھا کے رکھتے جاتے ہین جب زیور لے چکے تو سخنگان کی طرف مخاطب ہوئے کہ تو کیا کہتا ہی اسنے
جلدی سے سند وقبہ وزارت کی طرف اشارہ کیا آپنے قریب آکر سند وقبہ بھی اٹھا کے قبضہ مین کیا اور
ساریق سے کہ اگر خزانے اون نے روپیہ کے دینے مین تامل کیا تو سارا خزانہ لوٹ لونگا میرے
ماتحت کئی کرور فرشتے ہین سارا خزانہ آنکا لٹ جائیگا ساریق نے کہا کہ پرچہ لاؤ مین حکم تاکیدی لکھ دون
ملک الموت نے کہا کہ لیجیے نہ مین ایسا ہوشیار ہوتا نہ آپ سے روپیہ لیتا آپنے خالی ہی فقرہ دیا تھا
یہ لکھ پرچہ دیا ساریق نے پرچہ پر تحریر کردیا کہ ای خزانہ دار خبردار ملک الموت کو روپیہ دینے
مین کوئی عذر و حیلہ نکرنا نہ عرصہ لگانا ورنہ تیرے عتاب خداوندی نازل ہوگا یہ لکھ کے پھر پرچہ دے دیا
ملک الموت نے ایک دھول مار کر رقیعہ بھی سخنگان کا لیا اور نظرون سے غائب ہوگئے شاہزادیان
جیسے سہمی بیٹھی تھین کبھی انھون نے ایسی مہیب صورت کاہے کو دیکھی تھی جب یہ نگاہون سے غائب

ہوئے تو جان مین جان آئی کہا یا خداوند کیا ملک الموت کو آپنے پیدا نہین کیا ہی جو یہ حکم آپ کا
نہین مانتے ہین سارلیق نے کہا کہ اگر حکم نہ مانتے ہوتے تو چلے کیونکر جاتے نہین ہی کہ نیکی اچھی ایسی
جاتے ہین جن بندون کو ہمنے عزت دی ہی وہ ہمسے بھی ناز کرتے ہین ملک الموت یہان سے جو
روانہ ہوئے تو سیدھے خزانہ کی طرف چل کھڑے ہوئے یہان سارلیق دل ہی دل مین پریشان تھا
کہ یہ کیا آفت ہی مین ان روحون سے پریشان تھا ملک الموت کہان سے آ گئے سکندر دل مین
کہتے تھے کہ یہ کمبخت میری معشوقہ کا تمام زیور لیگیا اب اگر کہین ملا تو اسکو دو لی قیمت دیکے لونگا کہ ملکہ کو
رنج نہو عورتین زیور کو بہت دوست رکھتی ہین ادھر شہنشاہ صف شکن کو اپنی معشوقہ کا خیال تھا اسی طرح
وحید الملک اور مظفر کو اپنی معشوقہ کا دھیان تھا یہ شاہزادیان سوگ نشینون کی طرح اجڑی بچھڑی
بیٹھی ہین اب سارلیق بن برقا ان شاہزادون کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اے روحون تم کیا
چاہتی ہو اگر تمکو زندہ رہنا منظور ہو تو مین بروز نوروز زندہ کر دون اور اگر یہی عالم پسند ہو تو جس سامان کی
ضرورت ہو وہ تمھارے واسطے فراہم کر دیا جائے مظفر نے کہا کہ اے خداوند ما قدر شناس تو نہین
جانتا کہ جیسی روح ویسے فرشتے ہم اسی قابل تھے کہ تمام دنیا مین تباہ پھرا کرین اور پریشان ہون ہمیشہ
سے یہ قاعدہ چلا آتا ہی کہ اچھی روحین بہشت مین داخل کی جاتی ہین حورین انکی خدمتگاری کو حاضر رہتی ہین
بری روحین دوزخ مین ڈال دی جاتی ہین ہمارے واسطے تو نے کچھ بھی سامان نہ کیا سارلیق نے کہا
کہ ان روحون کو میری بہشتون کی سیر کراؤ جس بہشت مین رہنا پسند کرین انکو اسی بہشت مین داخل
کر دو یہ سنکے مظفر نے کہا کہ ہمین باغ چہار بہشت کی بہار نہایت پسند ہی ہم وہین رہینگے اور یہ چارون
نازنینین جو تمھارے پاس بیٹھی ہین یہ ہمین اچھی معلوم ہوتی ہین انکو دیکھا کئے سارلیق نے حکیم
سودائی دانا کی طرف دیکھا حکیم سودائی نے کہا کہ کیا قباحت ہی آپ جانتے ہین کہ روحین اور
کسی کام کی تو ہوتی نہین ہین صرف دیکھنے کی گنہگار ہوتی ہین اور ایسی ملکہ حورونے یقین ہی کہ شاہزادیان
خوف بھی نکرینگی چاہیے پوچھ کے دیکھ لیجیے سارلیق نے اپنی بیٹیون کی طرف دیکھکر پوچھا کہ تمھین
روحون سے خوف تو نہین معلوم ہوتا ہی انھون نے بیان کیا کہ ہمین کچھ ان روحون سے ڈر نہین معلوم
ہوتا سنگدلان دل مین کہتا ہی کہ سبحان اللہ اچھا حکیم نے الو بنایا ہی اب بنا قائم ہو گئی حکیم صاحب
نے کہا کہ کبھی دعوت بھی ان روحون کی ضرور ہی سارلیق نے کشتیان زر و جواہر کی منگا کر سامنے
رکھ دین اور کہا کہ اے روحون یہ تو بتاؤ کہ اگر لشکر اسلام اس طرف آ نکلے تو اس سے مقابلہ کرو گی یا نہین
مظفر نے کہا کہ ضرور لڑینگے ہمارا کام ہی لڑنا کیا ہی جبتک زندہ رہے لڑا بھڑا کیے اب تو خالی جی گھبرایا کرتا ہی
سارلیق نے کہا کہ لے جاؤ ان روحون کو اور باغ چار بہشت مین پہونچا دو اسی وقت حکیم سودائی دانا
نے اک جاننے والے سے کہا کہ جاؤ ان پاک روحون کو داخل بہشت کرو اور ان چارون شاہزادون
سے اشارہ کیا کہ اب آپ تشریف لیجائین آگے آگے وہ شخص راہبر ہوا اور پیچھے پیچھے اسکے چارون شاہزادے
چلے جسوقت باغ چہار بہشت مین پہونچے تو متفرق ہو گئے شاہزادہ سکندر رستم جو بہشت کے اس قصر
کی طرف متوجہ ہوئے جو ملکہ سپہر آرا کے رہنے کا تھا اور شہنشاہ صف شکن چہر آرا کے قصر مین آکر
اور وحید الملک انجم آرا کے قصر مین داخل ہوئے مظفر بن غضنفر قصر مین ملکہ اختر آرا کے آئے دیکھا
کہ قصر یاقوت زرد کا ہی تمام آرایش یہان کی شیشہ آلات وغیرہ سب زرد ہین فرش بھی زرد ہی مسہری لگی ہوئی ہی
کنیزین چودہ پندرہ برس کے سن کی حاضر ہین مظفر تو بے تکلف اپنے گھر کی طرح مسہری پر جاکے لیٹ رہے

وحید الملک قصر زمرد نگار مین جاکر مسند پر جلوہ افروز ہوے شہنشاہ صدف شکن قصر زبرجد نگار مین رہنے لگے اور انکو انتظار ہی کہ کسیطرح ملکہ تشریف لائین اور شاہزادہ سکندر رستم خو قصر یاقوت نگار مین مصروف انتظام ہین کوڑا ہاتھ مین ہی اور جو کنیزین کھڑی ہین انسے کام لے رہے ہین ادھر کا گلدستہ اٹھوا کے ادھر رکھوا دیا کہ یہ اس مقام پر بدزیب معلوم ہوتا ہی اسے فلان مقام پر ہونا چاہیے کنیزین حیران ہین کہ یہ مردوا آج کہان سے آگیا ایک ایک مین سرگوشی ہو رہی ہی کوئی تو کہتی ہی کہ یہ خداوند کے داماد معلوم ہوتے ہین جو اس حکومت سے کام لے رہے ہین کسی نے کہا کہ یہ تو وہی معلوم ہوتا ہی جو اس دن ایک پیر زنجیر دن مین بندھا ہوا ادھر سے گیا تھا اور اسنے ایسا ہمکو مارا تھا کہ ارا ہو دفعلس گیا تھا مارے ڈر کے سب کی سب دوڑ دوڑ کے کام کر رہی تھین وہان شاہزادیون نے ساریق سے پوچھا کہ کیا ہم باغ مین جائین ساریق کہا کہ جاؤ اور کوئی بات ایسی نکرنا جو اُن روحون کے خلاف ہو اگر روحین بگڑ بیٹھینگی تو مجھے آکے ستائینگی شاہزادیون نے کہا کہ ہم آپکے حکم کے تابع ہین جو حکم ہوگا اُسے بسر و چشم بجا لائینگے سخنگان دل مین کہتا ہی کہ کیا خوش اقبال یہ لوگ ہین کس ذلت و خواری مین گرفتار تھے اب کیا سامان مہیا ہو گیا کہ مانہین پہلو مین بہشت رہنے کو واہ واہ واہ یہ خاندانی بااقبال ہین قاسم و بدیع الزمان کا حالت لقا کے یہان کی تھی وہ حالت انھون نے یہان کی ہی اور یہ چوکریان بھی کتنی ہنستا ہین کہ خود ساریق سے کہلا لیا کہ عدول حکمی نکرنا جو یہ لوگ کہین اسے منظور کرنا اب اگر کسی وقت ظاہر بھی ہوا تو یہ جرم سے بری ہین کوئی الزام ہی نہین رکھ سکتا ساریق تو اٹھ کے وہان سے قسطول پہ چلا آیا حکیم صاحب رخصت ہو کے اپنے مکان مین گئے اور چارون شاہزادیان یہان سے سوار ہو کر باغ مین پہونچین اور سواریون سے اتر کر داخل باغ ہوئین دل مین خوش ہین سپہر آرا نے مہر آرا سے کہا کہ بہن مین نے تو خدا سے نادیدہ سے دعا کی تھی کہ اگر تو برحق ہی تو لے اِن بندون کو اس ظلم و ستم سے بچالے تو مین تجھپر ایمان لاؤنگی مہر آرا نے کہا کہ کیا کہون باپ کو برا کہنا نہ چاہیے مگر یہ خداوند کیونکر ہو گیا جبتک سلطنت کمزور تھی اور ساحر وغیرہ اسکے مطیع کم تھے اُس وقت تک یہ بادشاہ کہلاتا تھا جب دیون نے بہکا دیا کہ آپ خداوند ہین یہ خداوند بن بیٹھے اصل یہ ہی کہ خدا کوئی اور ہی ہی جسکو مارنے اور پیدا کر دینے کا اختیار ہی یہ کیسا خداوند کہ جس سے ناراض ہوا ہی اُسکو حکم قتل دیتا ہی اور روحین اسکو آ آکے ستاتی ہین تو انکا کچھ کر نہین سکتا انجم آرا نے کہا کہ بہن روحین کیسی آجتک یہ کبھی نہین سنا تھا کہ روحین آ آ کے ستاتی ہین یہ زندہ ہین انکو روحین نہ سمجھو یہ کرشمے حکیم صاحب کے ہین وہ طبیعت ہم لوگون کی پہچانتے ہین اُنھون نے کسی صورت سے اُنکو بچا لیا اور اس بہانے سے ہمارے باغ مین پہونچا دیا منظفر کی معشوقہ اختر آرا نہایت ہوشیار اور تیز ہی یہ چپکے چپکے مسکرایا کی اور سبکی باتین سنا کی چونکہ یہ سب سے چھوٹی ہی سپہر آرا نے کہا کہ تو کیا ہنستی ہی اختر آرا نے کہا کہ ہو بڑی مگر عقل مین چھوٹی ہو ویسے ہی جاہل کو لب بندی کیا ہی ہم مدت سے جانتے ہین کہ خلاق عالم اور ہی ہی غرضکہ ان چارون نے آکر وسط باغ مین جو چبوترہ ہی اُسپر قیام کیا سپہر آرا نے کہا کہ چلو اپنے اپنے قصر کی طرف دیکھو تو وہ چارون علیحدہ ہین یا ایک ہی مقام پر ہین یہ کہکر وہ اپنے قصر یاقوت نگار کی طرف بڑھی مہر آرا اپنے قصر کی طرف چلی انجم آرا نے اختر آرا کی طرف دیکھا تو یہ پھر مسکرا رہی ہی کہا کہ ارے تو کیا ہنستی ہی کہا جانے دو انکو اپنی قسمت یہ خود کھوتی ہین ہمتو اُس وقت تک نہ جائینگے جبتک ہمارا خواہشمند خود آکے ہمکو نہ لیجائیگا انجم آرا نے دل مین کہا کہ بات دانائی کی کہتی ہی کہا میرا بھی ارادہ نہین کہ مین اپنے قصر مین جاؤن اگر وہ مردوا وہان ہوا تو ناز

کہیگا کہ ہم ایسے ہین کہ ایسی نازنین ہمارے پاس خود آئی یہ دونون جو کھڑی رہین تو پلٹ کے سپہر آرا اور مہر آرا
نے دیکھا دل مین کہا کہ انہین کچھ بعید ضرور ہے یہ بڑی ہوشیار ہین یہی پلٹ آئین اور آتے ہی چبوترہ پر ٹھہر
گئین اختر آرا نے شوخی سے پوچھا کہ کیون کیا گئین اور کیا فورا پلٹ آئین سپہر آرا نے کہا کہ وہان
تو اک مردوا ٹہل رہا ہے مجھے اسکے سامنے جاتے حیا آئی اس سے پلٹ آئی مہر آرا نے کہا کہ تم سب تو یہین
بیٹھی رہین اکیلی جاکے کیا کرو گی کنیزون کی نظر جو اپنی اپنی شاہزادیون پر پڑی وہان سے دوڑین اور ایک
ایک نے عرض کی کہ ایک آپکے قصر مین اک مردوا آیا ہے اور اس طرح حکومت کر رہا ہے جیسے کوئی اپنے
گھر مین حکومت کرتا ہے یہ سن کے چارون ہنسین سب کی کنیزون نے یہی بیان کیا وہان شاہزادون نے
جو دیکھا کہ کنیزین بھاگی چلی جاتی ہین یہ بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھ کے ادھر متوجہ ہوئے کہ کہان جاتی
ہین دیکھا تو چارون شاہزادیان چبوترہ پر کھڑی ہین گرد کنیزون کا ہجوم ہے یہ بھی اسی طرف چلے کہ اپنی اپنی
معشوقہ کے دولت دیدار لوٹین جس وقت قریب پہونچے تو مظفر نے یہ مصرع پڑھا ع طاقت مہمان نداشت
خانہ بمہمان گذاشت + اختر آرا نے کہا کہ مہمان تم خداوند کے ہو ہم سے کیا مطلب خداوند ہی نے تمکو یہان
بھیجا ہے مظفر نے کہا کہ تمکو ہماری خدمت کے لیے معین کیا ہے جلد قصر کا سامان درست کرو یہ کہکر ہاتھ
اختر آرا کا پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اختر آرا کو سوا ساتھ چلنے کے کچھ نہ بن پڑا ادھر وحید الملک نے
انجم آرا کا ہاتھ پکڑا الغرض ہر شاہزادے نے اپنی اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئے

لیکن اب دو کلمے داستان خواجہ خضران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو رقعہ سارلق لیکر روانہ ہوئے تو سیدھے حاکم خزانہ کے پاس پہونچے نوشتہ پیش کیا مالک خزانہ نے
نوشتہ پڑھا اور انکی صورت دیکھی کہ اسقدر روپیہ خداوند نے آجتک کسیکو نہین دلوایا تھا اگر ایسی ہی فیاضی
رہیگی تو چند دن مین خزانہ خالی ہوجائیگا مگر حکم قطعی تھا مجبور ہو کے روپیہ دیدیا اب یہ حیران تھا کہ یہ اکیلا
شخص اتنا روپیہ کس طرح لیجائیگا آپنے توڑے اٹھا اٹھا کے جو زنبیل مین ڈالنا شروع کیے کل روپیہ
نذر زنبیل کر لیا اور وہان سے روانہ ہوئے مالک خزانہ نے سارلق کو عرضی لکھی کہ اس طرح کا ایک
شخص آیا اتنا روپیہ آپکی تحریر کے موافق لیگیا سارلق نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تو رموز قدرت کو
نہین جانتا ہے خواجہ روپیہ لیکر باغ چہار بہشت مین تشریف لائے یہان وہ وقت تھا کہ چارون شاہزادے
اور شاہزادیان ایکہی مقام پر بیٹھے تھے اپنی صورت آپنے اک سوداگر کی بنائی اور کہلا بھیجا کہ میرے پاس
کچھ زیور لایق شاہون اور شہریارون کے ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہون مین مرد نہین ہون بلکہ مخنث ہون مجھسے پردہ
بیکار ہے یہ سنکے ان شاہزادون نے بلا لیا آپ مرد مخنث بنے ہوئے سامنے پہونچے سلام کیا اور زیور
پیش کیا ان شاہزادیون نے اپنا اپنا زیور پہچانا پوچھا کہ تمنے یہ زیور کس سے مول لیا سوداگر نے کہا
کہ مین نے بنوایا ہے اس وقت مظفر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا ملک الموت
بنے ہین یہ کام سوا آپ کے دوسرے کا نہین ہے سوداگر نے کہا کہ خواجہ میرا نام آپ کو کیسے ظاہر ہوا
میرا نام تو معظم شاہی سوداگر ہے سکندر نے کہا کہ اگر یہ اپنے کو ظاہر نہین کرتے تو سب زیور وغیرہ
چھین لو ایک حبہ قیمت نہ دینا اتنے مین خواجہ گھبرائے کہا کہ بابا لوٹ لو مین بادشاہ اسلام سے اسکی دونی
قیمت وصول کرونگا مجبور آخضران نے اپنے کو ظاہر کیا اس وقت شاہزادیون نے خوش ہو ہو کے
اپنا اپنا زیور پہچانا اور پہنا خواجہ کو دو چند وسہ چند قیمت عنایت کی اب انکو تو یہان مصروف عیش و راحت

کردیا اب دیکھین اُسے کیونکر سمجھاتی ہو ایک آدہ اُنمین سے بولی کہ عجب جادو کی عورت ہو ایسی ہی
کٹنیان شاہزادیون کو گمراہ کردیتی ہین - غرضکہ یہ سب تو یہ باتین کیا کین اُدہر لاہوت جادو نے اُس عورت
کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تو بوا مین کیسی معلوم ہوتی ہون - اُسنے سر سے پانک بلائین لین اور دونون
اُنگلیان اپنی چٹکائین اور خاک وہانکی اُٹھاکر منقل آتشی مین ڈال دی اور کہا کہ چشم بد دور آپ
تو پری معلوم ہوتی ہین اور یہ کہکر چلی کہ مین آنکھون سے اس کام کو بجالاؤنگی اور قریب طلحہ بن
لندھور کے آئی اور اُنسے کہا کہ اے خدا پرست مین نے تیری جان بخشی کی فکر ایسی کی ہو کہ دولت بھی اور
مال بھی اور نازنین بھی سیر باغ بھی تجھے حاصل ہو آ میرے ساتھ کہ مین چلکر تجھے اُس نعمت کو دکھا
لاؤن اور تو میرے کہنے کو قبول کر - طلحہ نے سُنکر کہا کہ وہ کونسی نعمت ہو اسنے کہا کہ میرے ساتھ آؤ یہ
کہکر اسنے انکو اُٹھایا اور لیکر سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے طلحہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ طلحہ بن لندھور بیٹھے اور
کہا کہ تیرا کیا مطلب ہو اسنے کہا کہ اس زن پاکیزہ نے تجھسے جو کچھ کہا ہو اگر اُسکو منظور کریگا دنیا کی
راحت پائیگا - طلحہ اس کلام کو سُنکر ہنسے اور کہا کہ او لکاتہ ابھی تو یہ سوگ نشینی تھی اور ابھی ایک
زن بیباک کے کہنے سے تو نے صحبت بزم آراستہ کی ہو کیسکو تیرے قول اور فعل کا کیا یقین ہو
اور تو جانتی نہین کہ مین رفیق شاہزادہ بدیع الملک ہون ہمارے یہان ساحرہ سے وصل
حرام ہو اگر تجھے تمنائے قتل ہو تو قتل کرا اور دل سے اس حسرت کو بھلادے کیونکہ یہ امر دشوار اور ناممکن
ہو بلکہ اسکو خواب پریشان تصور کر - یہ سُنکر یہ رونے لگی اور کہا کہ بہن تم نے دیکھا کہ یہ خدا پرست کیا
کہتا ہو اسنے یہ سُنکر کہا کہ تجھکو شرم چاہیے - شعر - تجھکو دیوانے ذرا شرم نہین آتی ہو + خواب مین
بھی کہین انسان کے پری آتی ہو + یہ شعر سُنکر اُسنے کہا کہ او لکاتہ یہ تیرا ہی تو فساد ہو ملکہ لاہوت
جادو نے کہا کہ اسکو زندان خانہ مین لیجاؤ - یہ تو زندان خانہ مین داخل ہوئے اور اسنے عازم صف شکن
کو بلایا اور ساری روداد اُس سے بیان کی لاہوت جادو جب کہہ چکی تو عازم صف شکن نے کہا کہ
بہت بجا وہ کہہ گئے ہم بھی اس شادی کو حرام جانتے ہین اُسوقت لاہوت جادو نے کہا کہ مین نے
ہمشیرہ قمیص کشتی گیر سے تیرے عقد کی تیاری کی تھی اور اپنا عقد ساتھ طلحہ بن لندھور کے تجویز
کیا تھا اسنے کہا کہ تو نے جھک مارا اور گو کھایا بس بدمزہ ہوکر اسنے زندان خانہ مین اسکو بھی داخل
کیا اور بعد اسکے چیخین مارکے رونے لگی کہ افسوس ہماری تقدیر مین عیش کا سامان نظر نہین آتا
ہائے ہماری سو برس کی عمر ہوئی ہمکو سوائے فراق معشوق کے وصل میسر نہوا - اس عورت نے کہا
کہ بہن کیون گھبراتی ہو تسلا چاہتا ہو تو مین زخمین قدمون پر آپکے گرا دونگی اگر یہ بھی مین نے
نہ کیا تو پھر کیا کمال کیا وہ جو عورتین اسکے گرد کھڑی تھین کہنے لگین سچ ہو جس سے چاہے وہ جو
گرا دے ایک دم مین اسنے ملکہ کے دل کو پلٹ دیا اور کہا یہ بلا کی عورت ہو ملکہ لاہوت جادو نے
کہا کہ بوی آپ نہ رو ئین - یہ بیشک سمجھا کر لے آئیگی - یہ عورت رخصت ہوکر زندان خانہ کی جانب
کو چلی اور داخل زندان خانہ ہوئی اور وہان تخلیہ کرکے اسنے عازم صف شکن سے کہا کہ پہچانا
تو مجھکو مین کون ہون - مین ہون حضرت عمرو یہ بندہ بشکل تبالکا کر مین یہان آیا ہون اور تم دونون کو
مین نے یہان پایا تم دونون رضامند ہوجاؤ تو مین اس ساحرہ کو بیہوش کرکے قتل کردون اور
تمکو لیجاؤن - یہ کلام سُنکر عازم صف شکن نہایت خوش ہوا اور کہا کہ حضرت جی سبحان اللہ کیا کام
کیا ہو اب تم بسر و چشم قبول کرینگے - طلحہ نے بھی تعریف کی اور کہا کہ اسوقت عیاری حضرات کا حرج

گلستان باختر مین چارون شاہزادون پر کیا گذری ایک روز دربار آراستہ تھا سب سردار بیٹھے تھے عیار حاضر تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سلیمان خاوری سوداگر حاضر ہی فرمایا بلا لو شاید یہ ملک باختر کی طرف سے آیا ہو تو اس سے کچھ حالات شہر باختر کے دریافت ہو جائینگے سلیمان خاوری نہایت مرد مسن ہی اور دین اسلام رکھتا ہی اسنے آکے سلام کیا نذر گذرانی چونکہ اسکو بھی قدامت حاصل ہی نذر قبول ہوئی اور خلعت مرحمت ہوا قبل اسکے کہ سلیمان خاوری اشیاء تجارتی پیش کرے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ ای سلیمان خاوری یہ تو بتاؤ کہ تمکو گھر چھوڑے ہوے کتنا زمانہ گذرا اور کس کس مقام کی سیر کی سلیمان خاوری نے عرض کی کہ قریب ایک سال کے ہوا کہ مین حالت سفر ہی مین ہون ہنوز مکان واپس جانے کا موقع نہین ہاتھ آیا اس سال نفع کم ہوا مال کم بکا جس طرف جاتا ہوا وہان ایک نہ ایک پریشانی دیکھی کسی ملک مین قحط پڑا تھا کہین بادشاہ کی غفلت شعاری اور عیش پسندی سے رعایا تنگ تھی کسی جگہ انقلاب کی حالت تھی ایک کے ملک پر دوسرے نے قبضہ کر لیا تھا کہین آغاز جنگ ہو رہا تھا کہین اہل اسلام کو پریشانی کی حالت مین دیکھا کفار کا یورش پایا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ کچھ حال گلستان باختر کا بھی معلوم ہی سلیمان خاوری نے عرض کی کہ باختر کے حال سے تو مین خوب واقف ہون اسلیے کہ ابھی وہین سے چلا آتا ہون سب واقعات تازہ نظر سے گذرے ہوے ہین ای شہریار عالی وقار کفار کا دور دورا ہی ساڑھے چار ہزار سردار دنگل نشین ہر وقت دربار مین ساریق کے حاضر رہتے ہین ساحرون کا ذکر نہین یون سمجھ لیجیے کہ تمام عالم کے کفار آکر وہین جمع ہوے ہین لیکن ای شہریار یہ چار شاہزادے تو عمر کون سے ہین جو گرفتار ہو کر سو چکے ہین اور کس طرح دست سے گرفتار ہوے ہین یہان بھی چار دنگلون پر شیشے پڑے ہوے ہین فرمایا ان شاہزادون پر کیا گذری مجھے انھین کی فکر ہی اسلیے باختر کا حال تجھسے پوچھتا ہون سلیمان خاوری نے بیان کیا کہ حضور اطمینان رکھین اولاد صاحبقران صاحب اقبال ہی وہ وہان عیش کر رہے ہین خواجہ خضر ان ہی انکے ہمراہ ہین ساریق نے بصلاح خفتگان انکے جلوا دینے کا حکم دیا تھا لیکن حکیم سوداگی دانا وزیر ساریق نے اپنے ملازمون سے نقب دلوا کر انکو رہا کر لیا بعد اسکے انھون نے لشکر پر خوب خوب شبخون مارے حکیم سوداگی دانا نے کہا کہ یہ زندہ نہین ہین بلکہ روحین آکر پریشان کرتی ہین زندہ ہوتے تو اتنے بڑے لشکر سے صحیح سالم نکل کے نہ جا سکتے کم سے کم زخمی تو ہوتے ایسی باتین کہین کہ ساریق کو یقین آگیا ساریق نے انکو خلوت مین بلایا اور رضامند کر کے اپنے باغ مین بھیج دیا اب وہان دختران ساریق کے ساتھ وہ مصروف عیش و عشرت ہین یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوے جسقدر مال سوداگر کا تھا سب خرید لیا اور صاحبقران رابع سے ارشاد کیا کہ اگر آپکی بھی رائے ہو تو کوچ کر کے جلد پہونچے کہ وہان وہ چارون ہین اور دشمنون کا ہجوم ہی صاحبقران نے عرض کی کہ ظل اللہ کی رائے سب سے بہتر ہی غرضکہ اسی وقت حکم کوچ ملا اور لشکر تیار ہونے لگا تیسرے روز پیش خیمہ روانہ ہوا اور فوجین یکے بعد دیگرے طرف گلستان باختر کے جانے لگین انکو تو راہ مین ابھی حال پر چھوڑا جاتا ہی اب کچھ حال گلستان باختر کا بخدمت ناظرین عرض کیا جاتا ہی

اب چند کلمے داستان گلستان باختر کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم ہم داستان * کہ باز آدم بر سر داستان * راوی بیان کرتا ہی کہ ایک روز ساریق

دربار مین بیٹھا ہی اور تمام پہلوانان نامی وگرامی کا مجمع ہی ازرنگ بن زہرہ جترنگ بن زہرہ سب حاضر ہین سارلیق بیٹھا ہوا قدرتین تکبھار رہا ہی کہ ازرنگ نے کہا کہ دادا صاحب کے یہان شیطان بھی تھا لیکن آپ کے کارخانہ قدرت مین شیطان نہین ہی جس سے دل بہلے سنا ہی کہ دادا صاحب کے یہان تختیارک بہت ہنساتا تھا سارلیق نے کہا کہ شیطان بندون کو بہکائیگا سنختگان نے چپکے سے جترنگ کے کان مین کہا کہ کسی طرح مجھکو شیطان بنوا دو تاکہ ہر بات کے کہنے سننے کا موقع ملے یونہو تبخیال گستاخی مین کچھ کہہ نہین سکتا اور خداوند تو بالکل گدھے ہین گلستان باختر کا خاتمہ سمجھیے یہ روحون کا کرشمہ حکیم صاحب نے ایسا دکھایا کہ اس خداوندی کو بھی مٹایا بلیاد خراب کی اسلام کی تخم پاشی ہو گئی اور یہ حکیم مسلمان ہی ظاہر مین دوست بنا ہوا ہی باطن مین دشمن ہی یہ باتین سنکر جترنگ نے سارلیق سے کہا کہ یا خداوندا یہ سنختگان خاندانی شیطان ہی اسکے گلے مین طوق لعنت ڈال دیجیے پھر دیکھیے کہ یہ کیسے کیسے راز قدرت بیان کرتا ہی شیطان بندون کو اُس وقت بہکاتا ہی جب چھوڑ دیا جاتا ہی اور جب خدمت خداوند مین حاضر رہیگا تو کسیکو نہین بہکائیگا بلکہ بہکے ہودون کو راہ پر لائیگا سارلیق نے کہا کہ اگر تمہاری یہی خوشی ہی تو بہتر اسی وقت حکم دیا کہ طوق لعنت حاضر کیا جائے اک بہت بھاری طوق طلائی آیا اُسپر لفظ لعنت کندہ کیا گیا اور سنختگان کے گلے مین ڈال دیا گیا بس طوق پہنتے ہی سنختگان اُٹھ کے ناچنے لگا سارلیق بہت ہنسا بلکہ تمام اہل دربار ہنس پڑے جو لوگ مہذب تھے اُنھون نے اُسکی طرف سے منھ پھیر کر لاحول پڑھا سنختگان نے کہا یا خداوند عجب تاثیر تھی اس طوق مین کہ تمام راز قدرت مجھپر ظاہر ہو گئے جہان کا حال کیسے بیان کرنا شروع کرودن سارلیق نے کہا کہ یہان کی روحین کیا کر رہی ہین سنختگان نے کہا باغ مین مزے کر رہی ہین اور بلیاد خداوند بگاڑنے کی فکر مین ہین سارلیق نے کہا یہ کیا سنختگان نے کہا کہ او گدھے خداوند یہ بھی تجھ مین خاندانی اثر ہی لقا اول درجہ کا گدھا تھا تو کچھ اُس سے بھی بڑھ گیا سارلیق غصہ سے سرخ ہو گیا کہ تو گستاخی کرتا ہی سنختگان نے کہا کہ شیطان گستاخ نہین ہوتا تو کیا مہذب ہوتا ہی مین تو سچ کہتا ہون اور حکیم سودائی نے آپکو پورا پورا الّو بنا رکھا ہی یا خداوند تخفیہ کیجیے اس وقت جو مین کہتا ہون اُسے غور سے سنیے حکیم سودائی مسلمان ہی اسنے نقیب دلوا کر ان چار دن کو رہا کیا اور اسکے مکان سے گروہ شبخون مارتے تھے اب اسنے آپ کے باغ مین شاہزادیون کے پاس پہونچوا دیا آپ سے باتین کرائین اور آپ کی سمجھ مین نہ آیا کہ کہین روحین بھی آتی ہین آجتک کسی کی روحین نہ آئین سرداران اسلام بھی کیسے کیسے مارے گئے قاسم علمشاہ بدیع الزمان حمزہ اول شیرویہ وغیرہ لیکن کسیکی روحین نہ آئین اب وہ آپ کی بیٹیون کے ساتھ باغ مین مزے کر رہے ہین انکو بھی مسلمان کر لیا ہوگا یہ سنکے سارلیق عرق شرم مین غرق ہو گیا کہا او شیطان اگر خداوندزادیون کو چھوئین تو جل کے خاک ہو جائین مین نے ان روحون کو لشکر اسلام سے لڑوانے کے واسطے اپنا مطیع بنایا ہی سنختگان نے کہا کہ یہ لشکر اسلام سے تو نہین لڑینگے آپ ہی کا تخت اُلٹ دینگے اگر آپکو یقین نہین ہی تو حکیم کو قید کر کے دیکھ لیجیے کہ کیا ہوتا ہی اگر آج ہی سار لقیہ مین قیامت نہ برپا ہو جائے تو مجھے قتل کرا ڈالیے گا یہ سُن کے سنختگان سے سارلیق نے کہا کہ اگر اسکے خلاف ہوا تو ہرگز رعایت نکرونگا اسلیے کہ تو نے خداوندزادیون پر تہمت لگائی ہی سنختگان نے کہا کہ اگر سچ ہوا تو کچھ انعام بھی دیجیے گا سارلیق نے کہا کہ تجکو حکیم سودائی کی جگہ وزیر اول کرونگا سنختگان نے سلام کیا اور بیٹھ گیا سارلیق نے عیار سے حکم دیا کہ جا کر دیکھ کہ حکیم سودائی کہان ہی اور روحین باغ مین کیا کر رہی ہین یہ سنکر مہتر آفات نیرنگ ساز طرف مکان سودائی دانا کے روانہ ہوا حکیم کو مکان پر نہ پایا اب یہ وہان سے پلٹ کے صورت زن حسینہ

کی بنا اور داخل باغ چہار بہشت ہوا یہان آج جلسہ تھا چارون شاہزادے اور شاہزادیان ایک ہی
مقام پر بیٹھے تھے حکیم سودائی بھی حاضر تھے باتین ہو رہی تھین آفات نیرنگ ساز نے ایک دورہ
کرکے تماشہ دیکھا اور چلا آیا اسلیے کہ اُسنے دیکھا تھا کہ خضران موجود ہے اُسکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی
ایسا نہو مین خود گرفتار ہو جاؤن یہ سوچکر باغ سے باہر آیا اور تمام کیفیت چہار بہشت کی ساریق
سے بیان کی ساریق نے کہا کہ جسوقت حکیم باغ سے باہر آئے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوا اُسوقت اُسے بلا لانا جب یہان آئیگا تو گرفتار کرکے بھیج دیا جائیگا چنانچہ جسوقت جلسہ برخاست
ہوا اور حکیم سودائی دانا شاہزادون سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر گیا تو آفات نیرنگ ساز
پہونچا اور کہا کہ خداوند نے یاد کیا ہے حکیم اُسی وقت درباری لباس پہنکر جانب قیطول روانہ
ہوا یہان آفات نیرنگ ساز نے پہلے ہی حکیم کے آنے کی خبر پہونچا دی تھی ساریق نے آہنگرون
کو بلا رکھا تھا جیسے ہی حکیم سودائی نے سامنے پہونچکر سلام کیا اور اپنی جگہ بیٹھنے کا قصد کیا ساریق
نے بہرام خون آشام سے اشارہ کیا بہرام نے اُٹھکر حکیم سودائی کی مشکین باندھ لین حکیم
سودائی دانا حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے دیکھا تو سختگان مسکرا رہا ہے بس حکیم سودائی دانا سمجھ گئے
کہ اُسی کی آتش افروزی کا نتیجہ ہے خاموش رہے لب نہ ہلاے کہ معذرت فضول ہوگی ساریق نے
اُسی وقت حکیم سودائی کو مقید کرا کے حکم قتل دیا سختگان نے کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہین ابھی
بارگاہ خون سے لال ہو جائیگی وہ چارون لشکر لیکر آکر قیامت برپا کر دینگے آج ہی آپ کو تقدیر گریز
کرنا پڑیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے وقت کسی ملک کی طرف بھیج دیجیے اور حاکم کو وہان کے لکھ
بھیجیے کہ جس وقت یہ قیدی تمہارے پاس پہونچے اُسی وقت اُسکو قتل کر ڈالنا ساریق نے کہا
کہ یہی تقدیر کی مین نے اُسی وقت بہرام خون آشام کو بارہ ہزار سوار سے طرف ملک سہ ستارہ کے
روانہ کر دیا بہرام خون آشام تو اُس طرف روانہ ہوا یہان جب دوسرا روز ہوا اور اپنے معمول کے
موافق حکیم سودائی باغ چہار بہشت مین نہ پہونچے تو شاہزادون کو تردد ہوا کہ آج حکیم صاحب
کیون نہین آئے خواجہ خضران سے کہا کہ ذرا آپ جا کر خبر تو لائیے حکیم صاحب کس رنگ
مین ہین جو آج نہین آئے خضران وہان سے مکان پر حکیم سودائی دانا کے آیا دیکھا کہ تمام ملازم
رو رہے ہین پوچھا خضران نے کہ خیریت تو ہے اُنھون نے کہا کہ خیریت کہان ساریق سرکار از
حکیم دانا کا لگا گیا سختگان نے اُسکو ہشیار کیا ساریق نے حکیم صاحب کو گرفتار کرکے کہین
بھیج دیا ہے یہ نہین معلوم کہ وہ کہان گئے بس یہ سنکر خواجہ نہایت پریشان ہوے اُلٹے پاؤن پھرے
اور سارا حال شاہزادون کے سامنے بیان کیا یہ سنکر شاہزادے بھی نہایت پریشان ہوئے اور
اور کہا کہ خواجہ اب یہ آپ ہی کا کام ہے کہ دریافت کیجیے ساریق نے قید حکیم سودائی دانا کی کس طرف روانہ
کی ہے خواجہ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ روانہ ہوئے یہان جس وقت دربار ساریق
نے برخاست کیا اور سختگان اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو راستے مین اُسکو خیال فیروزہ چنگ نواز
کا آیا یہ عورت حسن و جمال مین عدیم المثال ہے فن چنگ نوازی کو خوب جانتی ہے سختگان ایک مدت
سے اسیر عاشق ہے اکثر اُسنے پیام بھیجے مگر فیروزہ چنگ نواز نے بہانے کر کے ٹال دیا کیونکہ یہ عورت
نہایت متین ہے سختگان کے مسخرے پن سے اُسکو سخت تنفر ہے خیال یہ ہے کہ جس وقت کوئی امیر و رئیس
ایسا میری خواہش کریگا جو میرے لیے پسند ہوگا تو اُسکے ساتھ عقد کر کے بیٹھ رہونگی آج پھر

سختگان نے اپنے خدمتگار سے کہا کہ جاکر جس طرح سے فیروزہ جنگ نواز کو بلا لا اگر نہ آئے تو اسکا ہر طرح اطمینان کر دینا کہ ملک جی نے کسی اور بات کے واسطے نہیں بلایا ہی صرف تمہاری جنگ نوازی کے مشتاق ہین یہ سنکر خدمتگار وہان سے جانب مکان فیروزہ جنگ نواز روانہ ہوا راستے مین اسنے دیکھا کہ اک گنڈیری والا ٹوکرے مین گنڈیریان لیے بیٹھا ہی خوشبو سے تمام گلی مہک رہی ہی یا تو یہ ٹھہرایا ہوا جا رہا تھا یا تھم گیا کہا کہ اک پیسے کی گنڈیریان دیدے گنڈیری والے نے صورت اسکی غور سے دیکھی اور گنڈیریان تول کے دیدین اسنے ایک گنڈیری وہین کھڑے کھڑے کھائی اور کہا کہ کیا اچھی گنڈیریان ہین اگر ملک جی یہ گنڈیریان کھاتے تو نہایت خوش ہوتے گنڈیری والے نے پوچھا کہ ملک جی کون کہا سختگان بن سختگان جنکو آج وزیر اعظم کا عہدہ دربار خداوندی مین عنایت ہوا ہی سنا ہی کہ انھین کی کارگذاری سے وزیر اعظم اول معزول ہوا اور یہ اسکے قائم مقام ہوے یہ سنکر گنڈیری والے کے کان کھڑے ہوے کہا کہ پھر اپنے مالک کے واسطے بھی لیتے جاؤ خدمتگار نے کہا کہ مین اس وقت فیروزہ جنگ نواز کو لینے جاتا ہون رات زیادہ آگئی ہی ایسا نہو اسکے مکان کا دروازہ بند ہو جائے تو پھر کچھ نہو سکیگا اسلیے کہ وہ ملک جی سے نفرت کرتی ہی اور یہ آسیر ہرتے مین تم گنڈیریان لیے اسی مقام پر ٹھہرو مین فیروزہ جنگ نواز کو ساتھ لیے آؤن تو اسکے ساتھ لیے چلونگا پوچھا کتنی دیر مین آپ پلٹینگے کہا ایک گھنٹے مین گنڈیری والے نے جواب دیا کہ گنڈیریان تھوڑی سی باقی رہگئی ہین مین دوڑکر اور لے آؤن کچھ بیعانہ دیتے جائیے خدمتگار نے ایک روپیہ نکال کے دیدیا کہا بس اب ٹکا ہو گیا خدمتگار تو آگے روانہ ہوا اسنے ٹوکرے کو تو اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور دوسرے راستے سے جلدی جلدی مکان پر فیروزہ جنگ نواز کے جا پہونچے کنجی ہلائی اک عورت دروازے پر آئی پوچھا کون کہا مہمان ہون اک پیغام لایا ہون نفع کی بات ہی کہا آئیے خواجہ خضر ان ہیئت بدلے ہوے اندر مکان کے داخل ہوے فیروزہ جنگنواز سے کہا کہ ذرا آپ علیحدہ آئیے مجھے کچھ کہنا ہی آپ کے فائدہ کی بات ہی فیروزہ جنگ نواز سمجھی کہ کسی رئیس کا پیام لایا ہوگا اٹھکر علیحدہ آئی کان قریب لائی آپ نے جاذی سونگھا دی فیروزہ تڑپکر گری بیہوش ہوئی اسکو تو کسی گوشہ مین ڈال دیا لباس اسکا اتار کر آپ پہنا اپنی صورت فیروزہ جنگ نواز کی بنائی اور اندر مکان کے آئی نوکرون سے کہا کہ کوئی فریبی سا معلوم ہوتا تھا خدا جانے یہ کہان سے آیا تھا اتنے مین سختگان کا خدمتگار پہونچا انکو معلوم ہی تھا کہ یہ آتا ہوگا پوچھا کیون خیر تو ہی آج پھر کچھ ملک جی کو وحشت ہوئی خدمتگار نے کہا اور کوئی بات نہین انھون نے فرمایا ہی کہ تم فقط اپنا جنگ سنا دو ہم تمہاری جنگ نوازی کے مفتون ہین اس سے زیادہ ہوس نہین ہی جواب دیا کہ اس سے زیادہ ہوس ہونے کے لیے زیادہ ہمت بھی چاہیے مجھے انکار کیا ہی یہ سنکے خدمتگار نہایت خوش ہوا کہ آج تو رضامند معلوم ہوتی ہی ملک جی بہت کچھ انعام دینگے کہا جلد چلیے فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ مین پوشاک تو بدل لون یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارا کل زیور لے آؤ اور سب کپڑے عورتین حیران تھین کہ کیا آج بی بی پاگل ہوگئی ہین ایک آدبولی کہ ہمین کیا انکا مال ہی صندوق پوشاک کا اور قطعی زیور کی سامنے لاکے رکھدی آپنے بہت بھاری جوڑا نکال کے پہنا اور سب زیور پہنکر ڈالا دلیا اور وہان سے خدمتگار کے ساتھ دوشالے کا جھمٹ مار کے روانہ ہوئی خدمتگار نے کہا کہ اسوقت سواری ملنا دشوار ہی اور مکان بھی کچھ ایسا دور نہین ہی ٹہلتی ہوئی چلی چلیے فیروزہ نے کہا کیا قباحت ہی خدمتگار ساتھ لیے ہوے مکان مین سختگان کے پہونچا سختگان نے جو فیروزہ

جنگ نواز کو دیکھا بس گیا کہ مدت سے دل دادہ تھا تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا فیروزہ نے کہ تم جورو کو بھی والدہ سمجھنے ہو گئے بھلا میری تعظیم کا کیا موقع تھا سخنگان نے کہا کہ ای فیروزہ جنگ نواز تمنے بڑا صدمہ دے رکھا ہی ہر وقت تمھاری تصویر سامنے کھڑی رہتی ہی فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ ملک جی میری تو تمپر خود جان جاتی ہی مین تمھاری محبت کا امتحان لیتی تھی کہ تمکو میرا کس قدر خیال ہی یہ سنکے ملک جی قابو سے باہر ہو گئے کہنے لگے ؎ ہماری جان گئی آپ کی ہنسی ٹھہری + فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ پھر یہ تو ہوا ہی کرتا ہی مرنے والے مرتے نہیں ہین شاعرون کے مقولوں سے اس بارہ مین دفتر بھرے ہوے ہین کوئی کہتا ہی ؎ کیا عشق جہان مین اجل آتی نہین یارب + مرتا ہی جو انپر کبھی مرتا ہی نہین ہی + کسیکا قول ہی ؎ ہجر مین زیست کو سمت کی بدی جانتے ہین + عشق مین موت حیات ابدی جانتے ہین + علاوہ اسکے ؎ جو مزہ انتظار مین دیکھا + نہ کبھی وصل یار مین دیکھا + مجھے کسی طرح کا عذر نہین ہی آپ سا مرد مجھ سی عورت کو نصیب ہو اور اس طرح منت کرے بجاجت کرے خوشا نصیب میرے مگر یہ سب اسی وقت تک ہی جبتک اشتیاق ہی ادھر اطمینان ہوا اور یہ لطف جاتا رہا ملک جی نے کہا کہ زندگی بھر تلوے دھو دھو کے پیونگا فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ خیر جو آپ کی خوشی مگر اتنی امید وار ہون کہ میری رسوائی کا خیال رہے کسی پر یہ حال ظاہر نہونے پائے حکم دیجیے کہ یہان کوئی نہ آنے پائے تخلیہ تمام ہوجائے اس وقت سخنگان نے پکار کر اپنے ملازمون سے کہدیا کہ خبردار کوئی اندر نہ آئے ہم پکارین بھی تو کوئی نہ آئے ورنہ سزا پائے سخت پائیگا ملازمین نے جو یہ سنا سمجھ گئے کہ آج کچھ رنگ ملک جی کا جم گیا معشوق وصل پر راضی ہو گئی کیا ہمین ضرورت ہی جو آئینگے اب تو منع ہی کر دیا ہی پکارینگے بھی تو نہ جائینگے کام سے نہ کیجے وہان جسوقت تخلیہ ہو گیا تو سخنگان نے لنگی باندھی مسہری پر گیا فیروزہ جنگ نواز بھی ہزار ناز و انداز دکھاتی ہوئی مسہری پر آ کے بیٹھی ملک جی نے دست درازی کا قصد کیا فیروزہ نے ہاتھ سخنگان کا پکڑ کر ایسی شے ہاتھ مین دیدی کہ سارا نشہ سخنگان کا ہرن ہو گیا اور پریشان ہوا کہ یہ عورت کے برقع مین مرد کہان سے آگیا اور کون شخص ہی غور سے چہرہ کو فیروزہ جنگ نواز کے دیکھا بس اب تو قریب تھا کہ مارے خوف کے سخنگان کا پیشاب خطا ہو جائے پہچان گیا کہ یہ خواجہ خضران ہین جلدی سے الگ ہٹ کے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو گیا عرض کی کہ پیر و مرشد آپ اس ہیئت سے کیون تشریف لائے کہ غلام سے یہ گستاخی سرزد ہوئی خواجہ خضران نے کہا کہ او ملعون یون نہ آتا تو میری رسائی تجھ تک کس طرح ہوتی سخنگان نے عرض کی کہ یون تو یہ کفش خانہ آپکا ہی لیکن سبب تشریف آوری کیا ہوا خضران نے کہا کہ او حرامزادے سبب کیا پوچھتا ہی یہ بتا کہ تو نے قید حکیم سودائی دانا کی کہان بھجوائی ہی سخنگان گھبرایا کہ اگر بتائے دیتا ہون تو ابھی یہ ساربان زادہ جا کر ان چارون سے اطلاع کریگا اور وہ راستے ہی سے حکیم کو چھین لینگے یہ گڑگڑانے لگا کہ مجھے نہین معلوم کہ قید حکیم صاحب کی کہان گئی اور کس خطا پر حکیم صاحب کو یہ سزا دیگئی کیا نیک آدمی تھے خضران نے کہا کہ او ملعون مجھسے باتین بناتا ہی مین تیری مکاریان خوب جانتا سمجھتا ہون یہ سب فساد تیرے ہی برپا کیے ہوے ہین سارتق جیسا گدھا ہی مین نے اسکو سمجھ لیا دوسرے کی یہ جرأت نہ تھی کہ حکیم کے بارے مین سارتق سے کچھ کہہ سکتا جلد بتا ورنہ ابھی مار ڈالونگا سخنگان نہایت پریشان ہی ساری خوشی تردد سے بدل گئی عشق کا جن سر سے اتر گیا نشہ ہرن ہو گیا خضران سے جان بچانا دشوار ہو گیا ہر چند حیلے حوالے کرتا ہی خضران ایک ساعت نہین کرتے سنے شور کیا کہ لوگ دوڑو میری جان جاتی ہی خدمتگار وغیرہ یہ سمجھے کہ ملک جی مزے مین آکر چیخ رہے

ہین بولے مزے کیے جاؤ انکو تو وہی خیال ہے کہ ملکہ جی نے منع کر دیا ہے کہ ہم پکارین کبھی تو خبردار کوئی اندر
نہ آئے یہ کیا معلوم کہ وہان ملک الموت پہونچ گئے ہین خضر ان نے لٹھا نکالکر تو مدہوش کر دی اور
تھوڑی سی چھچھوندی دی کہ جلد بتا ورنہ ابھی مار ڈالونگا اس وقت سختگان تھوتلا اور کہا کہ شہر سرشاریہ کی
طرف قید حکیم سودائی دانا کی گئی ہے بہرام خون آشام خالو قدرت ساریق کا بارہ ہزار سوار ساتھ
لیکر گیا ہے یہ سنکے خضر ان نے کہا کہ خیر او حرامزادے اس وقت تو تجھے قتل نکرونگا لیکن اگر حکیم
مار ڈالا گیا تو وہان سے آکر جسطرح تیرے باپ کو تیرے دادا کا لہو پکا کے دادا صاحب نے کھلا دیا تھا
اگر اسی طرح تیرا لہو پکا کے تیری اولاد کو نہ کھلایا تو نام اپنا خضر ان نہ رکھا یہ کہکر جانبہ بیہوشی مارا کہ سختگان
بیہوش ہوا آپ سختگان کی صورت بنے اور سختگان کو برہنہ کرکے ڈال دیا اور مال و اسباب اٹھاکر
نذر زنبیل کیا اور خیمہ سے باہر آئے کہا لاؤ ہمارا ٹانگن لوگون نے کہا کہ اس وقت حضور کہان جائینگے
جواب دیا کہ تمھین کیا بتائین خبردار کوئی خیمہ مین نہ جائے کہ وہان ملکہ فیروزہ چنگ نواز آرام کر رہی ہے
وہ بدمزاج ہو گی ٹانگن حاضر ہو آپ سوار ہو کر چلے لوگ حسب معمول ساتھ ہوے ملکہ جی نے
پلٹ کے منع کیا اور کہا کہ خبردار کوئی ہمارے ساتھ نہ آئے وہ لوگ پلٹ گئے دل مین کہتے تھے کہ کیا
یہ بٹری ہو گئے ہین کیا وحشت سمائی ہے کہ تن تنہا صحرا کی طرف چلے جاتے ہین یہ تو اس خیال مین ہین
اور خواجہ ٹانگن دوڑا کے روانہ ہو گئے صحرا مین پہونچکر ٹانگن کو بھی اٹھا کے داخل زنبیل کر لیا
اور آپ ہیئت اصلی بنا کر جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوئے وہان شاہزادے پریشان بیٹھے
تھے کہ خواجہ کو بھی آئے بہت عرصہ ہوا نہ معلوم کیا مصیبت پیش آئی کہین کسی آفت مین مبتلا ہو گئے ہون کہ
ایک مرتبہ خضر ان پہونچے اور ساری کیفیت بیان کی بس اسی وقت ان چارون شاہزادون نے
مرکب طلب کیے شاہزادیان پریشان ہوئین کہ ہمین کسپر چھوڑے جاتے ہو اب یہ راز فاش ہو گیا انھون
نے جواب دیا کہ وہی خدائے برحق جو سبکا خالق ہے وہی جان و آبرو کا محافظ بھی ہے تمھارے واسطے کچھ
نہو گا اسلیے کہ تم خطاوار نہین ہوسکتین تمنے تو اپنے باپ ہی کے حکم سے ہماری اطاعت کی اور یہان ہمکو
رہنے کے لیے جگہ دی یہ فرما کر چارون شاہزادے سوار ہو کر جانب شہر سرشاریہ روانہ ہوے
لیکن اول کچھ حال قید حکیم سودائی دانا کا سنیے کہ بہرام خون آشام جسوقت قید لیے ہوے قریب
شہر سرشاریہ کے پہونچا خبر سرشار شاہ کو ہوئی یہ بڑے استقبال آیا اور بہرام خون آشام سے
ملاقات کی بہرام نے فرمان خداوندی دیا سرشار شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص
یہ بدذات ہمارے سے کینہ رکھتا تھا اور اس سے بے ادبی ہوئی لہذا اسکو ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین مجرد
پہونچنے قید کے اسکو قتل کر ڈالنا ایسا ہو کہ کوئی آکر اسے رہا کر لے جائے کہ اسکے حمایتی نہایت
زبردست ہین یہ دیکھکر سرشار شاہ نے اسی وقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا سامنے قلعہ کے
دارین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے چبوترہ نحوست پر بوریاے فلاکت بچھا کے حکیم سودائی
دانا کو بٹھایا جو لوگ قریب قریب رہتے تھے وہ بارے تماشا آئے یہان سرشار نے حکم قتل دیا
جلاد تیغ بکف سر پر آیا آنکھون پر پٹی باندھی کولا اٹھا کر گردن پر خط کھینچا اور پکارا کہ ای شخص جو کہنا ہو
کہہ لے جو کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے کہ وقت تیرا آخر ہے حکیم سودائی دانا نے جانب پروردگار
نظر کی اور جلاد کو جواب دیا کہ تو اپنا کام کر ہمین کوئی تمنا نہین ہے اتنا ہم جانتے ہین کہ بعد ہمارے آٹھ روز
بھی شہر سرشاریہ مین امن نہین رہ سکتا ہمارے آقا ولی نعمت طبقہ یہان کا الٹ دینگے جو لوگ

ہمارے خون مین شریک ہین وہ بہت جلد اپنے خون مین لوٹینگے جلاد نے سرشار شاہ کی طرف دیکھا
کہ کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے دوسرا حکم دیا جلاد نے کہا سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا
کام ہی جلانا میرا کام نہین ہی مبادا بعد کو آپ پچھتائین سرشار نے تیسرا حکم بھی دیا اور کہا کہ جلد قتل کر دیر نہ لگا
یہ سنکر جلاد نے ہاتھ بلند کیا اور چاہتا ہی کہ تلوار مارکر کام تمام کرون اسی مجمع سے ایک پتھر آکے جلاد کے
ہاتھ پر پڑا کہ گٹہ ٹوٹ گیا خنجر ہاتھ سے چھوٹ کے دور گرا ساتھ ہی دوسرا پتھر سر پر پڑا کہ سر پھٹا اور جلاد گر کے
مر گیا سرشار شاہ نے کہا کہ اور جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد آیا چاہتا ہی پیشتر ابدل کے ہاتھ ماردن کہ ایک پتھر اسکی
کنپٹی پر بھی پڑا یہ بھی تڑپ کے مر گیا چار یا پانچ جلاد مارے گئے اب تو جلادون نے بھی انکار کیا کہ اتنے بھائی
ہمارے مارے گئے اب دو آدمی اور باقی رہگئے ہین اگر یہ بھی مرے خاندان مٹ گیا پھر شہر سرشار یہ
مین کوئی جلاد باقی نہ رہیگا یہ سنکے سرشار شاہ پریشان ہوا اپنے عیار کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ کون شخص
ہی دریافت کر عیار نے کہا کہ آپ کسیکو قتل کے لیے بھیجیے ابکی پتھر آنے دیجیے مین سمجھ لونگا سرشار شاہ نے
ایک فوج کے سپاہی کو حکم دیا کہ تو قتل کر جیسے ہی وہ آگے بڑھا ایک پتھر اسکے بھی سینے پر پڑا کہ پھڑک کے
تمام ہوگیا ہشیار سرشاری عیار نے دیکھا کہ فلان شخص نے پتھر مارا تھا بس یہ بیچ کھینچ کے آ پڑا اور
نعرہ کیا کہ منم مہتر ہشیار سرشاری خواجہ نے دیکھا کہ راز فاش ہوگیا انھون نے بھی پنجہ عیاری کھینچی
اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے خواجہ خضران نے جست کی اور گرتے وقت سر پر تیشہ مارا کہ ہشیار
مارا گیا اب تو اہل لشکر نے پہچان لیا آ پڑے خواجہ جست کرکے کسی کے دوش پر ہوتے پہنچے اور خنجر مار کر اسے
ہلاک کیا کہین بیٹھ کر پانٹ کا ہاتھ مارا کہ پاؤن قلم کر دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہین
ایک بجلی سی لگا ہوت ہین کوندرہی ہی کہ کبھی یہان اور کبھی وہان لیکن ہر چہار طرف سے یورش ہی نعرہ
خضران کی آواز حکیم سودائی دانا کے کان مین بھی پہنچ گئی ہی یہ بھی مصروف دعا ہین کہ خداوندا
خواجہ کی مدد کر کہ یہ تنہا اسقدر فوج مین گھرے ہوئے ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تق تق کی آواز بلند
ہوا اور بوقون کی صدا کان مین آئی دیکھا کہ ایک جوان حسین مرکب پر سوار بجلی سے بھی بڑھ کے بال
ہوا سے اڑتے ہوے ہاتھ مین بوق پشت پر بارہ ہزار قزاق بوقون کو دم دیتے چلے آتے ہین
آتے ہی لشکر پر گرے اور لڑنے لگے خضران کی آنکھون مین نقشہ اسد غازی کا پھرنے لگا ادھر وہ
جوان عجب آن بان سے لڑ رہا ہی لیکن صرف بارہ سو قزاق ساتھ ہین قزاقون کی یہ حالت ہی کہ جس سوار
کے پاس پہنچے بوق کو دم دیا اسکا گھوڑا بھڑکا سوار مرکب کو سنبھالنے لگا اتنی فرصت کو غنیمت جان کر
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے یہ رنگ دیکھکر سرشار شاہ نے اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ اسے گھیر کر
مار ڈالنے پاے یہ سنکے چالیس ہزار سوار اور آ پڑے یہ بارہ سو قزاق تھے سینے چہار جانب سے
گھیر لیا تلوار چلنے لگی خضران کو بھی وقفہ ملا انھون نے حقہاے آتشبازی مارنا شروع کیے جہان دیکھا کہ قزاقون
پر یورش ہی دو چار حقے آتشبازی کے مار دیے مجمع منتشر ہوگیا خوب شور و شور سے تلوار چل رہی ہی کہ یکایک
جانب صحرا سے چار بگولے گرد کے نمودار ہوے ایک سے نعرہ کی صدا آئی کہ ع زمانے مین رواج
دین برحق کام ہی میرا + لقب صاحبقران ہی اور سکندر نام ہی میرا + دوسرے بگولے سے یہ آواز
پیدا ہوئی ع مین ہون جہان مین سائف و سیاف تیغزن + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن +
تیسری آواز آئی ع مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہین وحید الملک شاہ قلعہ گیر +
چوتھی آواز یہ پیدا ہوئی ع شیر ان کا جو ہی تیمور صیغم شکار ہون + مشہور ہین مظفر عالی وقار ہون +

ساتھ ہی چار بگولون سے یہ چارون شیر بیشہ صاحبقرانی پیدا ہوے اور آکر لشکر کفار پر گرے ہلچل پڑ گئی سرشار شاہ نے فوج کو للکارا کہ یہ چار جوان نہایت منچلے معلوم ہوتے ہین تم لتنے ہو یہ چار کس ہین انھین گھیر کے مارو سکندر رستم خو نے تو آتے ہی علمدار لشکر کو مارا اور گھوڑا ڈال دیا صفون کو توڑتا پرون کو مسمار کرتا ہوا سرشار شاہ کی طرف چلا ادھر شہنشاہ صف شکن نے چبوترہ پیک برج حکیم سودائی دانا کو اٹھیے دیکھا پس صفون کو توڑتے ہوے چلے کہ اصل مقصود یہی ہے کہ حکیم کو رہا کیجیے وحید الملک نے بہرام خون آشام کو للکارا اور بہرام کی طرف چلے مظفر بن غضنفر نے بہمن سرشاری سپہ سالار لشکر سرشار شاہ کی طرف رخ کیا اور بہمن سے للکارا کہ او ملعون اتنے تن و توش پر فوج کو لڑوا رہا ہے خود مردان عالم سے سامنا نہین کرتا بہمن نے کہا کہ مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون یہ کہکر گرز کو چھیڑا اور مظفر کی طرف چلا ادھر سے مظفر صفون کو توڑتا پرون کو بچھاتا قریب بہمن کے پہونچا بہمن سرشاری نے تلوار ماری مظفر نے خالی دیکر وار کمر کا کیا کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوے ادھر وحید الملک سے اور بہرام خون آشام سے سامنا ہوا بہرام خون آشام نے تلوار ماری وحید الملک نے وار سپر پر لگا لیا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جوزور کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور بجاے سپر بلند کرکے لڑتے ہوے چلے ہمراہیان بہرام جب تلوار مارنے کا قصد کرتے ہین وحید الملک بہرام کو سامنے کر دیتے ہین وہ رک جاتے ہین جبپر یہ ہاتھ مارتے ہین اسکے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین ادھر شہنشاہ صف شکن قریب حکیم سودائی کے پہونچ گئے محافظان قید کو مار کر حکیم سودائی کو رہا کرکے اپنے ساتھ لیا اپنی بھی حفاظت کرتے جاتے ہین اور حکیم سودائی دانا کو بھی بچاتے جاتے ہین اتنے مین خضران قریب آپہونچا اور حکیم کو جلدی سے زنبیل مین ڈالکے نکلا اور دور جاکے آواز دی کہ اے شہریار آپ اطمینان رکھین مین حکیم سودائی کو لے آیا ہون شہنشاہ صف شکن جب مطمئن ہوگئے تو مصروف جنگ ہوے ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو لڑتے ہوے قریب تخت سرشار شاہ کے پہونچ گئے سرشار شاہ نے تلوار ماری سکندر نے بند دست پکڑ کے جوزور کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ چور نگ کرون سرشار شاہ نے آواز امان بلند کی سکندر نے فرمایا امان بشرط ایمان سرشار شاہ نے کہا کہ لعنت کی مین نے سارلیق بن لقا پر اتنا اسکو پکارا لیکن کچھ نہوا معلوم ہوا کہ آپکا دین برحق ہے اور سارلیق بن لقا خر نا مشخص ہے سکندر نے چپکے سے سرشار شاہ کو چھوڑ دیا سرشار شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور جسکو میرا ساتھ نہ دینا ہو وہ شہر سرشاریہ کو خالی کر دے سب نے کہا کہ ہمین آپکی اطاعت سے کام ہے جو آپکا دین وہ ہمارا دین دونون لشکر علیحدہ ہوے اور وہ جوان حسین جو بارہ سو قزاقون سے آکر شریک جنگ ہوا تھا اسنے جانے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے آواز دی کہ اے جوان تجھکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ ہم سے ملتا جا یہ سُن کے وہ مجبور ہوا اور قریب آیا مظفر نے کہا کہ نام تمھارا کیا ہے اور کس خاندان سے ہو اس جوان نے کہا کہ کیا مین ننگ خاندان اپنا نام کیا بیان کرون بزرگ سب نامی و نامور گذرے مظفر نے کہا کہ تمھارا طریقہ ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہے صورت بھی دادا صاحب سے مشابہ ہے خاندان تو ہمارا طلسم نہ طاق مین جاکر برباد ہو گیا کوئی باقی نہ رہا یہ سنکے اس جوان کو مظفر پر بھی اپنے عزیز ہونے کا گمان ہوا چھپانا مصلحت وقت نہ جانا مگر عرض کی کہ غلام ہون مین معروف بن اسعد کا نام میر عارف ہے یہ سنکے مظفر گلے سے اس

جوان

جوان یعنے عارف بن معروف کے لپٹ گئے اور رونے لگے عارف بن معروف بھی مظفر سے لپٹ گیا دیر تک دونون بھائی لپٹے ہوے رویا کیے مظفر نے بھی بیان کیا کہ مین غضنفر غازی کا بیٹا ہون سب آپس مین ملے وحید الملک نے بہرام خون آشام کو تلقین بدین اسلام کیا بہرام خون آشام بھی مسلمان ہوا اب سب ایک ہوے قلعہ سرشاریہ مین آئے بتخانے منہدم کرا دیے اور مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام بر بادشاہ اسلام کے جاری کیا جسوقت سب کے سب مطمئن ہو کے بیٹھے تو عارف بن معروف نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ مین فلان مقام پر پیدا ہوا جب مین بارہ برس کا ہوا تو اپنے عزیزون سے ملنے کے واسطے گھر سے چھپ کے بھاگا راستے مین اک سوداگر کو فریادی دیکھا اسکی حالت پوچھی اسنے بیان کیا کہ قافلہ میرا اک قزاق نے لوٹ لیا مین فقیر ہو گیا کہین کا نرہا یہ سنکے مین اس سوداگر کے ساتھ ہو لیا اور مین نے کہا کہ تو پتہ اس قزاق کا مجھے بتا مین تیرا مال تجھے دلا دونگا سوداگر نے کہا کہ اسنے میرے ساتھ کے بہت سے لوگ مار ڈالے اب اگر جاؤنگا تو قزاق مجھے بھی مار ڈالیگا ایک مرتبہ اسنے زندہ چھوڑ دیا اب نہ چھوڑیگا مین نے اس سے کہا کہ تو مجھے دور سے مسکن قزاق کا بتا دے سوداگر نے مجھے پتا بتا دیا چونکہ مین تنہا تھا اس فکر مین چلا کہ تنہا ہون اگر نسیم قزاق بھی تنہا ملجائے تو تو آسانی سے یہ مرحلہ طے ہو جائے مین اسی فکر مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا مین نے نسیم قزاق اپنے بارہ سو قزاقون کو لیے ہوے چلا آتا ہے مین نے خدا پر بھروسہ کر کے ڈکا قزاق ہنسا کہ او طفل تو منچلا معلوم ہوتا ہے آ میرے ساتھ پیشۂ قزاقی اختیار کر مین تجھکو مثل فرزندون کے سمجھونگا مین نے اسے سخت سست کہا نسیم قزاق نے مجھ سے تنہا مقابلہ کیا میرے ہاتھ سے مارا گیا اسکے ہمراہیون نے اطاعت میری قبول کی مال سوداگر کا اسکو دلا دیا اور مال نسیم قزاق کا بہت کچھ ہاتھ آیا راستے مین مین نے یہ خبر پائی کہ کوئی مسلمان شہر سرشاریہ مین قتل ہونے کو ہے مین اس طرف آکر شریک جنگ ہوا الحاصل یہ سب تو یہان مقیم ہوے ہین لیکن یہان سے

چند کلمے داستان فرقت بیان و مصیبت نشان ملکہ سپہر آرا و مہر آرا و انجم آرا و اختر آرا دختران ساریق بن بقا کے بیان ہوتے ہین غزل برآغاز داستان

ہوا سے یار مین کیا دل کو اضطراب رہا
کہ ضعف سے صفت موجۂ سراب رہا
ہوئی تھی جس سے چکاچوند چشم موسی کو
بلا کی طرح سے سر پر مرے سحاب رہا
نہ مستفیض ہوے آب تیغ قاتل سے
برنگ خواب پریشان مرا شباب رہا
ملائی خاک مین کیون دل کی منزلت تو نے
چمن مین پھول رہا بحر مین حباب رہا

چکور چاند کی خاطر بہت خراب رہا
ہمیشہ کوشش دنیا مین اضطراب رہا
ہماری آنکھ کا تارا وہ آفتاب رہا
ہم اپنے حال پہ روتے ہین اب غضنفر بھی
ہمیشہ باڑھ پہ دریاے اضطراب رہا
وہ بادہ نوش تھے پیری مین بھی تو یہ مستی
یہ وہ مکان ہے جو عرش کا جواب رہا
خط آگیا نہ رہا حسن مصحف رخ یار

تپ فراق مین یہ حال اضطراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا
نہ بزم گل مین جبتک شراب پلوائی
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا
رہا دماغ مین گیسوے یار کا سودا
شراب خم مین رہی شیشہ مین خضاب رہا
ہر اک مقام پہ نشو و نما رہی دل کی
نہ وہ کتاب رہی اور نہ وہ حساب رہا

ہمیشہ قلزم ہستی مین صورتین بدلین
نہ ایک حال پہ دو روز ماہتاب رہا
عجیب طرح کے حوادث ہین بحر ہستی مین
جہان ذرا سر اُٹھاتے ہوئے حباب رہا

کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا
خوشی وہ کونسی دی جسکے بعد غم نہ دیا
ہر اک کا حال یہان مثل نقش آب رہا
برنگ موج ہوا ہی چھپا ہوئے تھے خلق

یہ وہ فلک ہے کہ جسکے سبب سے عالم مین
ہمیشہ سر پہ فلک پر سر حباب رہا
کمند لیکے وہین موج ہو گئی موجود
رہے جہان مین جبتک دم تک اضطراب رہا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ بعد جانے خواجہ خضران کے تمام رات سختگان اپنے خیمہ مین بیہوش پڑا رہا خدا جانے کتنی بیہوشی دماغ مین پھونک دی تھی کہ جب نسیم سحری چلی چراغ و شمع کی حیات ختم ہوئی تو سختگان بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا اپنے اوپر جو نظر کرتا ہے تو چیتھڑا بھی جسم پر نہین ہے برہنہ پڑا ہوا ہون سختگان نے شکر کیا کہ جان تو بچ گئی اب جو خیال کرتا ہے تو سارا گھر لٹا پڑا ہے نہ فرش ہے نہ سامان راحت جیسے کسی نے جھاڑو پھیر دی کوئی شے باقی نہین رہی سختگان نے کہا کہ خیر جان بچی لاکھون پائے ہم زندہ ہین تو مال بہت ملرہیگا تامل یہی تھا کہ جاگ اب اسنے خدمتگارون کو پکارا وہ حیران ہوئے کہ ملک جی تو کچھ رات باقی تھی اسی وقت سوار ہوکے کہین گئے تھے یہ اندر سے مکان کے کون پکار رہا ہے ایک آدمی نے کہا کہ یہان فیروزہ جنگ نواز کو وہ چھوڑ گئے تھے وہی ہوگی دوسرے نے جواب دیا کہ کہان عورت کی آواز کہان مرد کی یہ ملک جی ہی کی آواز معلوم ہوتی ہے سختگان نے پھر پکارا کہ نکمو اموگھر لٹوا دیا ہماری جان تو بچ گئی یہی غنیمت ہے اب بھی کوئی نہین آتا سبکو نکال دونگا یہ تو سب دوڑے ہوئے سامنے سختگان کے پہونچے تو عجب تماشہ دیکھا کہ ملک جی ننگے کھڑے ہین کوئی تو منہ پھیر کر ہنسنے لگا سختگان نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو بدن ڈھانکنے کے لیے کوئی شے دو ایک نے جلدی سے چادر کھول کے دیدیا سختگان نے مثل لنگی کے لپیٹ لیا اور کپڑے منگا کے پہنے لوگ حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے ایک آدمی نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا سختگان نے کہا کہ وہی ساربان زادہ آیا تھا فیروزہ جنگ نواز بنکر مجکو فریب دیا سب گھر میرا لوٹ لیگیا لاؤ میرا ٹانگن کہ جا کے خداوندنعمت سے اطلاع کرون آج ہی حکیم سودائی رہا ہو جائیگا خضران نے سارا حال مجھ سے دریافت کر لیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی آدمیون نے کہا کہ وہ تو آپ کی شکل بنکر مکان سے نکلے تھے ٹانگن پر سوار ہوکے چلے گئے سختگان نے کہا کہ خیر دوسرا ٹانگن لاؤ اسی وقت سواری آئی سختگان سوار ہوکر جانب قیطول ساریق بن لقار روانہ ہوا جسوقت دربار مین ساریق کے پہونچا تو فریاد کی کہ یا خداوند مین لٹ گیا کہین کا نرہا ساریق نے کہا خیر تو ہے کچھ بیان کر سختگان نے کہا کہ کیونکر وہ حالت آپ کو دکھاؤن جو میری گت بنی ہے ساریق نے کہا کہ خداوند پر سب روشن ہے بندون کے سامنے خود بیان کر سختگان نے جلدی جلدی کپڑے اُتار کر پھینک دیے اور برہنہ ہوکر بولا کہ یہ قطع میری خضران بن عمر ثانی نے بنائی فیروزہ جنگ نواز بنکر آیا تھا اور میری یہ قطع بنا کے چلا گیا لوگ ہنسنے لگے اور ساریق کو نہایت غصہ آیا کہا جلد کپڑے پہن خداوند کے سامنے یہ گستاخی سختگان نے کہا کہ خداوند پر جو چیزین پوشیدہ رہتی ہین وہ بھی ظاہر ہین آپ سے پردہ کس بات کا یہ کہکر پوشاک پہن لی اور کہا کہ حکیم سودائی چھوٹ جائیگا ساریق نے کہا کہ کیونکر چھوٹ جائیگا وہ جاتے ہی قتل ہو جائیگا سختگان نے کہا کہ جاتے ہی اسکے بچ گئے ہونگے اس وقت سر شار یہ مین نہین معلوم کیا قیامت برپا ہوگی کیسے کیسے بندے آپ کے قتل ہوتے ہونگے ساریق نے کہا کہ سچ ہے کچھ بیان تو کر سختگان نے کہا کہ خضران اسی واسطے آیا تھا مجکو فیروزہ جنگ نواز بنکر دھوکا دیا

بیان

مین نے ہرچند اپنے آدمیون کو پکارا کوئی نہ آیا اُن لوگون کو یہ خیال تھا کہ تخلیہ ہی وہان خضران نے
میرے پیٹ پر خنجر رکھ دیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی مین نے سب حال اسیری حکیم دانا کا بیان کر دیا
خضران نے جا کر ضرور اطلاع دی ہوگی اور وہ چارون خدا پرست جو رہین سپنے ہوے تھے باغ
چہار بہشت مین موجود تھے ضرور رہائی حکیم دانا کی فکر مین گئے ہونگے سماریق نے کہا کہ جائینگے تو
کیا کر لینگے خاتو قدرت قید حکیم کی بیکر گئے ہوے ہین سختگان نے کہا کہ خاتو قدرت بھی یا تو
اُنکے شریک ہو جائینگے یا اُنکی تلاش آئی ہوگی سماریق نے کہا کہ مین اور کسیکو بھیجتا ہون سختگان نے
کہا جو جائیگا مارا جائیگا یا اُلٹا عدو ہو کر آئیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ شاہزادیون کی حفاظت کیجے ورنہ
وہ پلٹ کے آئینگے تو پھر باغ چہار بہشت کو آباد کرینگے سماریق نے کہا کہ کسی عیار کو بھیج دو کہ جا کر
شاہزادیون کو سوار کرلائے یہ سنکر مہتر آفات نیرنگ ساز جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوا لیکن
کچھ حال اُن کشتگان خنجر مفارقت کا بیان کیا جاتا ہی کہ شاہزادے تو سوار ہو کر جانب شہر
سرشار یہ روانہ ہو گئے اور یہان اُنھون نے ایک ہی جگہ بیٹھکر رات گزاری تمام شب کسیکو چین نہ آیا
فکر مین بسر ہوئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اتنے مین مہتر آفات نیرنگ ساز پہونچا سلام کیا اور عرض کی
کہ آپ کو خداوند نے یاد کیا ہی بس یہ سنتے ہی انکے چہرون کے رنگ اُڑ گئے ایک نے دوسرے
کی طرف دیکھا آفات نیرنگ ساز نے کہا کہ اگر دیر ہوگی تو خداوند ناخوش ہونگے اختر آرا بولی کہ
چلتے چلتے چلینگے موے آیا تو رعب دکھاتا ہوا آیا جادور ہو چونکہ یہ نہایت شوخ ہی اور ذرا خوف
نہین کرتی ہی کوڑا لیکر اُٹھی آفات نیرنگ ساز بھاگا اور آکر سماریق سے بیان کیا سماریق
نے کہا کہ ہم خود جاتے ہین یہ کہکر اُٹھا اور باغ مین آیا یہ خبر ان شاہزادیون کو ہوئی کہ سماریق آتا ہی
آپس مین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اختر آرا نے کہا کہ پریشان ہونا بیکار ہی ہمنے نہ چوری کی ہی نہ وہ
بات جو عورتون کو شایان نہین ہوتی جو حکم خداوند کا تھا وہ بجا لائے اتنے مین سماریق آیا دیکھا
کہ چارون شاہزادیان غنچہ کیے ہوے ایک ہی مقام پر بیٹھی ہین سماریق نے غصہ مین آکے کہا کہ تمنے
بلایا تو تمنے آفات نیرنگ ساز کو مارا اور عدول حکمی کی اختر آرا نے کہا کہ یا خداوند اب آپکے
بندے نہایت گستاخ ہو گئے ہین وہ موا آیا اور حکومت جتانے لگا آپکی بھی یہ حقیقت ہی کہ خداوندزادیون
پر جبر کرے سماریق نے کہا کہ اگر اُسنے ایسی گستاخی کی تھی تو تم نے اچھا کیا کہ جو اسے
مارا لیکن یہ تو بتاؤ کہ مین نے تمھاری نسبت ایسی خبرین سنی ہین کہ تم قابل قتل ہو اختر آرا نے
کہا کہ اگر ہم ایسی ہی تھے تو آپنے ہمین پیدا کیون کیا کیا آپ اس سے واقف نہ تھے سماریق نے
کہا کہ مین نے تمکو ایسا پیدا ہی نہین کیا تھا کہ تم مجھ سے برگشتہ ہو جاؤ اختر آرا نے کہا کہ ہم برگشتہ
ہو جاتے تو چلے جاتے یہان کیون بیٹھے رہتے سماریق نے کہا سچ بتاؤ تمھاری عصمت باقی ہی یا نہین
اختر آرا نے کہا کہ خداوند خوب جانتے ہین جسقدر ہمکو خداوند نے حکم دیا تھا اُتنی ہی ہمنے تعمیل کی اسکے
خلاف ہمسے کوئی امر سرزد نہین ہوا ہی آپ نے رو حون کو کیون ہمارے باغ مین رہنے کا حکم دیا
سماریق نے کہا ہمنے جو کچھ کیا اچھا کیا تمنے خلاف حکم کیون کیا اختر آرا نے کہا کہ ہمنے خلاف حکم کچھ بھی
نہین کیا جس طرح چاہین خداوند اپنا اطمینان کر لین بھلا آپکے خدائی خیال فرمادین کہ کسی بندے کی مجال
ہی جو نظر بد سے خداوندزادیون کو دیکھ سکے آنکھین پھوٹ جائین اور اگر ہاتھ لگائے تو جل جائے
سماریق نے سختگان کو لکھا کہ اُسکی راے اُنکے بارے مین صحیح ہوگی اُسی وقت چوبدار

گیا اور سنجتگان کو بلالایا جس وقت سنجتگان حاضر ہوا تو سساریق نے سنجتگان سے دریافت کیا کہ یہ سب نذر کرلی ہین تیری کیا رائے ہی سنجتگان نے کہا کہ انکے با عصمت ہونے ہین کوئی شک نہین ان لوگون کا دستور یہ ہی کہ جب اپنے مذہب کے موافق عقد کرلیتے ہین تو عورت پر تصرف کرتے ہین ابھی تک تو ضرور با عصمت ہونگی لیکن اب انکی ایسی حفاظت کیجیے کہ کوئی انھین پانہ سکے یہ سنکے سساریق نے حکم دیا کہ انکو سوار کرکے بہشت مخفی مین پہونچادو اُسی وقت سواریان تیار ہوئین اور چارون شاہزادیون کو سوار کرکے جانب بہشت مخفی روانہ کردیا یہ تو مفارقت شاہزادگان مین افسردہ ہوکر بیٹھی ہین لیکن سساریق جو باغ چہار بہشت سے واپس آیا اور بارگاہ مین پہونچا تو سنجتگان نے کہا کہ یا خداوند کسیکو شہر سرشاریہ کی طرف بھی روانہ کیجیے ذرا وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی اسلیے کہ مجھے یقین ہی کہ خالق قدرت یا قتل ہوکر اپنے بڑے بھائی کے پاس پہونچگئے ہونگے یا مجبور اطاعت گوارا کرلی ہوگی اور سرشار شاہ تو یقیناً مطیع ہوگیا ہوگا یہ وہ لوگ ہین کہ بڑے خداوند کو بھی انھون نے بہت پریشان کیا تھا اور جس عیار نے مجکو برہنہ کیا تھا اُسی کے برتبے دادا خداوند کے ساتھ یہ بے ادبی کی تھی کہ انکی داڑھی پیشاب سے مونڈھی تھی سساریق نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ بک بک مین ابھی ایسے شخص کو بھیجے دیتا ہون جو میرے بندگان خاص سے ہی اور وہ جاتے ہی سبکو باندھ لائیگا یہ سنکے سنجتگان خاموش ہو رہا اور سساریق اژدر سیاہ سر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای پہلوان قدرت جا اور بندگان گنہگار کو سزا معقول دے کہ انھون نے بہت سر اُٹھایا ہی اژدر سیہ سر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لشکر مین آکر ایک لاکھ سوار کو ساتھ لیکر طرف شہر سرشاریہ کے روانہ ہوگیا اسکو تو رہ ہی مین چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کے بیان کیے جاتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم راستان کہ باز آمدم بر سر داستان یہان تک بیان ہوچکا ہی کہ بادشاہ اسلام نے سلیمان خاوری کی زبانی حال گلستان باختر کا سن کے کوچ کیا تھا طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے ایک منزل پر پہونچے تھے کہ سکندر ویرہ نشین آگے پہونچا اسلام کیا فرمایا ای سکندر تم کہان آگئے سکندر ویرہ نشین نے عرض کی کہ ای شہریار مجھے معلوم ہوا کہ آپ بہار مغرب کو سر کرکے اب گلستان باختر کی طرف تشریف لیے جاتے ہین چونکہ حضور راستون سے ناواقف ہین اور کوئی راہبر ساتھ نہین ہی اور یہ غلام خوب آگاہ ہی لہذا اپنا حاضر ہونا ضروری سمجھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمنے نہایت مناسب کیا سکندر نے رات بھی قیام کیا جب صبح ہوئی تو پھر کوچ کیا کئی روز کے بعد ایک مقام پر پہونچے کہ وہان ایک دوراہہ تھا اور تیسری جانب دریا حائل تھا بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام سے سکندر ویرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران ان دونون راستون مین سے یہ جو راہ داہنے جانب ہوکے گئی ہی یہ تو صاف ہی بہت آسانی سے وہان آپ پہونچ جائینگے اور یہ جو دوسری راہ ہے یہ نہایت پرخطر ہی آگے بڑھکر یہ راستہ درہ کوہ سے ہوکر گذرا ہی بالاے کوہ قلعہ ہی مالک اُسکا مارگیر جادو ہی اور درہ کوہ مین ہزارہا ماران سیاہ رہتے ہین مارگیر جادو کی طرف سے انکے واسطے دودھ معین ہی جو لشکر اس طرف سے گذرتا ہی وہ سانپ اڑ اڑ کے کاٹتے ہین اور ہلاک کردیتے ہین سانپ ایسے

زہر ملے ہین کہ جسکو کاٹ لیتے ہین اسکی چندیا چٹک جاتی ہے اور فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اور ایک راستہ جو دریا سے ہوکے گیا ہے یہ قریب منزل مقصد کے جاکر خوفناک ہوگیا ہے مربان آبی ساریق کی طرف سے معین ہین کہ جہازات کو غرق کردیتے ہین کوئی جہاز یا کشتی ساحل تک پہونچ نہین سکتی یہ سنکے صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمکو خداوند عالم نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ ہم راہزنون سے ہر راستہ کو پاک کرین اور ستائین اے سکندر دیرہ نشین یہ بتاؤ کہ ان ہر دونون مخدوش راستون مین سے زیادہ خوفناک کونسا راستہ ہے سکندر نے عرض کی کہ یہی راستہ زیادہ خوفناک ہے جس طرف سانپ رہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین اسی طرف سے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اگر یہی قصد حضور کا ہے تو بہتر ہے لیکن تدبیر کے ساتھ چلئے تو مناسب ہوگا آپ لشکر کو لیکے چلیے اور مین چند سردارون کو اپنے ساتھ لیکر جاتا ہون اگر بن پڑتا ہے تو مارگیر جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ جو سردار ساتھ جانے پر رضامند ہون انکو اپنے ساتھ لے لو سرداران اسلام نے عرض کی کہ کسیکو بھی جانے مین عذر نہین ہے سب جان نثار ہین اور سرفروشی کو حاضر ہین اُس وقت سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ اولاد صاحبقران مین سے کسیکا ہمراہ جانا اچھا نہین ہے اسلیے کہ نشانیان اولاد صاحبقران کی سب پہچانتے ہین خال و خط ابراہیمی اور زلفین چلیپی سب پہچانتے ہین یہ سنکر رفقا اٹھ کھڑے ہوے کہ ہم موجود ہین سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ رفقاے تازہ مین سے تین شخص میرے ساتھ چلین جنسے ابھی اہل عالم آگاہ نہ ہونے پاے ہون کہ یہ مسلمان ہین کیونکہ مین ان کفار سے ملتا جلتا رہتا تھا چاہ بابل پر اکثر مارگیر جادو سے ملاقات ہوا کرتی تھی مین بہ بہانہ ملاقات جاؤنگا اور مارگیر جادو کو گرفتار کرنے کی فکر کرونگا مارگیر جادو کا اک دوست ہے کہ نام اُسکا سہیل روشن دل ہے وہ ایسا منجم ہے کہ سیکڑون برس پیشتر سے جو حکم لگا دیتا ہے وہی ہوتا ہے ساریق نے اپنا وزیر مقرر کرنا چاہا لیکن سہیل روشن دل کو مارگیر جادو سے ایسی محبت ہے کہ اُس نے خداوند باختر کے وزارت کو بمقابل اسکی دوستی کے قبول نہین کیا اور ہر وقت اسی کے پاس رہتا ہے اگر سہیل روشن دل نے مارگیر جادو کو آگاہ کردیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی لہذا مین ایک درخت یہان لگائے جاتا ہون کہ اگر مین وہان گرفتار ہوجاؤنگا تو درخت پژمردہ ہوجائیگا اور اگر قتل ہوجاؤنگا تو درخت مین آگ لگ جائیگی یہ کہکے سکندر نے اک ناندا چاندی کا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے لگا دیا اور اُسمین کوئی تخم بو کر پانی مین خون اپنا شریک کرکے تھالے مین ڈال دیا اُسی وقت اُگا پھوٹا اور درخت بالشت بھر کا تیار ہوگیا اب سکندر نے مسلمانان بہادر مغرب مین سے تین سردارون کو ساتھ لیا جنمین ایک ہر مست فیل زور تھا دوسرا قیصر شغزن اور تیسرا محراب کمانکش تھا اور انکو سمجھا دیا کہ مذہب قدیم اپنا ظاہر کرنا اپنے کو مسلمان نہ بتانا اور کہنا کہ آپ کے اشتیاق ملاقات مین ہم آئے ہین اور جب مین اشارہ کرون اُسوقت مارگیر جادو کو گرفتار کرلینا یہ سمجھا کر اک تخت پر ان تینون سردارون کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھکر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوا اُدھر صاحبقران کوچ کرکے طرف قلعہ کے چلے ہنوز تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ مہتر طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران نے سامنے آکر سلام رخصت کیا اور عرض کی کہ اب خدا نے حضور کو صاحبقران گردانا آپ کا کام یہ ہے کہ پر خطر راہون کو صاف کیجیے میرے پاس مثل عمرو کے تحایف نہین ہین آپکا ساتھ دیکون آپ صاحب اسم اعظم وارث زور صاحبقرانی ہین آپکا ساتھ وہی دیسکتا ہے جو زنبیل اور گلیم ایسے تحفے پاس رکھتا ہو لہذا مجھے آزادی عنایت ہو مین بھیک مانگ کھاؤنگا جان ہے تو جہان ہے اگر آپ کے ساتھ رہونگا تو کہین نہ کہین جان پر آ بنیگی پہلا

مرحلہ تو سانپون ہی کا درپیش ہی انھین سے جان بچانا دشوار ہی یہ سُنکر صاحبقران بہت متعجب ہوئے حیرت سے صورت طیفور بادیہ گرد کی دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تجھسے یہ امید نہ تھی خیر مین یہ نہین چاہتا کہ میرے ساتھ تو بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے مگر چونکہ تو نے ساتھ بہت دیا ہی اُسکے عوض مین چاہتا ہون کہ جو طلب کرو تجھے دون طیفور نے کہا مجھے کچھ بھی نہ چاہیے جہان جاؤنگا میرے واسطے کمی نہین اگر چاہون تو شہر کے شہر لوٹون بادشاہونکے خزانے اپنے اندر خالی کرکے غائب کر دون اور کسیکو خبر نہو یہ کہکر سلام کیا اور جانب صحرا روانہ ہوا اُسکے شاگردون مین سے قریب چالیس عیارونکے اور اُٹھکر ساتھ ہولیے کہ ہمین آپ سے سروکار ہی ہمارے مالک اور صاحبقران آپ ہین صاحبقران کو نہایت ملال ہوا کہ یہ حرکت اس سے کیسی ظہور مین آئی مگر خاموش ہو رہے اب حال سکندر دیرہ نشین کا سنیے کہ یہ تخت اُڑاتا ہوا اور سیر کرتا ہوا اُسکی سرحد مین پہونچا جہان سانپ پلے ہوے تھے چونکہ یہ بلند بلند جا رہا تھا سانپ اذیت نہ پہونچا سکتے تھے مگر یہ لوگ سانپون کو دیکھتے چلے جاتے تھے کہ ہزارہا سانپ تمام صحرا مین زبانین نکالے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین جسوقت تخت سکندر دیرہ نشین کا قلعہ مین پہونچا اور نظر مارگیر جادو کی سکندر پر پڑی بڑے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ اے برادر اس وقت کہان تشریف لائے آپسے اور ہمسے چاہ بابل پر اکثر ملاقات ہوتی رہی ہی لیکن کبھی آپنے سرفراز نہ فرمایا تھا آج ایسا کونسا سبب قوی ہوا جو تشریف لائے اور یہ تینون صاحب کون ہین سکندر نے کہا کہ یہ میرے دوست ہین اور آپ کے اشتیاق ملاقات مین آئے ہین غرضکہ مارگیر جادو نے نہایت عزت کے ساتھ سکندر دیرہ نشین کو بٹھایا اور کہا کہ افسوس ایسے پُر آشوب زمانے مین آپ تشریف لائے ہین کہ اس مقام ہولناک کی سیر بھی نہ کر سکے خیر یار زندہ صحبت باقی اب سکندر نے ان سردارون سے بھی شناسائی کرائی اور کہا کہ یہ سردار بہار مغرب کے رہنے والے ہین مارگیر جادو نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ بہار مغرب کو خداپرستون نے فتح کر لیا سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ یہ سچ ہی ان سردارون نے میرے پاس آکر پناہ لی پہلے خوب خوب لڑے زخمی ہوے سرداران اسلام کو زخمی کیا آخر مجبور ہو کر ساحرون سے مدد کے خواستگار ہوے ہین انکو لیکر تمہارے پاس آیا ہون مارگیر جادو نے کہا کہ کیا مین آپ سے بہتر ہون آپ وہ شخص ہین کہ نام سامری و جمشید آپ سے زندہ ہی سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ مین تو اپنے کو سب سے کمتر جانتا ہون مگر اصل بات یہ ہی کہ وہ کام اچھا ہوتا ہی جسمین اور بھی چار کی راے شریک ہوجائے ہی مثل مشہور ہی ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را یہی برادر کوئی راہ سوچ لو اُسکے بعد ہم تم شریک ہوکر استیصال خداپرستان کی فکر کرین مارگیر جادو نے کہا کہ وہ ایک بزرگ جنکا نام سہیل روشندل ہی مجکو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتے ہین اُنھون نے پیشین گوئی کی ہی کہ ایک وقت مین خداپرست اسی راستہ سے ہو کر سار لقیہ کو جائینگے اور بہار مغرب کو فتح کر کے اس طرف آئینگے تو بہار مغرب کا فتح ہو جانا تمھاری زبانی معلوم ہو گیا اب خداپرستون کا اس طرف آنا بھی قریب ہی سمجھو ہمین خداپرستون سے لڑینگے کہین جانے کی کیا ضرورت ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک ساحر نے آکر عرض کی کہ آمد لشکر کے آثار معلوم ہوتے ہین مارگیر جادو مع سکندر دیرہ نشین فصیل قلعہ پر آیا اور دیکھنے لگا یکایک دامنہ کوہ شگفتہ ہوا اور دل گرو سے لاکھون علمہاے سبز و سرخ و سپید نمودار ہوئے پھریرون پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی پشت پر فوج جرار غول کے غول پیدل کے نیچے دستے کے دستے پرے کے پرے جمائے صفین باندھے ہوے آکر سامنے قلعہ کے اترنے لگے خیمہ خرگاہ مین

بارگاہین راؤٹیان چھولداریان استادہ ہونے لگین دوکانین آراستہ کی جانے لگین تھوڑے عرصہ مین سب
خیمے استادہ ہو گئے اب آمد سرداران اسلام کی شروع ہوئی دیکھا مارگیر جادو نے کہ جو جوان آتا ہے وہ
صاحبقران وقت رستم زمانہ معلوم ہوتا ہے آخر مین سواری بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی آئی مارگیر
جادو دل مین بہت ساجلا کہ ساری صفتین ان خداپرستون ہی مین جمع ہو گئی ہین کہ مال بھی جمال بھی زور بھی
زر بھی سکندر سے کہا کہ اگر انپر فتح پائی تو بڑا مال ہاتھ آئیگا یہ وہ لوگ ہین جنھون نے تمام عالم کو لوٹا ہے
اُدھر تو بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے اُدھر مارگیر جادو اپنے
مقام پر آیا ہنوز بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ سہیل روشن دل گھبرایا ہوا آیا مارگیر جادو نے عرض کی کہ آپ
اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین سہیل روشن دل نے غور سے سکندر دیرہ نشین اور ہمراہیان
سکندر کو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ علیحدہ آؤ تو بیان کرون مارگیر جادو علیحدہ گیا سہیل روشن دل
نے کہا کہ مین اسوقت تیری قسمت کا زائچہ بنائے ہوئے خانہ حیات کو دیکھ رہا تھا مجھے یہ ثابت ہوا کہ قاتل
سر پر آگیا ہے یہ جو تیرے پاس چار شخص آئے ہین انکو دوست نہ سمجھ یہ دشمن ہین اور فکر گرفتاری مین
آئے ہین انکو کسی تدبیر سے گرفتار کرلے حالانکہ ساعتین تیری حیات کی کم نظر آتی ہین لیکن انسان
کو تدبیر سے غافل رہنا نہ چاہیے اسوقت تو زمین و آسمان دشمن معلوم ہوتے ہین لیکن دشمنان ظاہر کو
کیون چھوڑتا ہے مارگیر جادو نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ اگر آپ خبر نہ لیتے تو بیشک مین فریب
مین آجاتا لیکن یہ تو بتایئے کہ یہ لشکر جو آیا ہے اس سے کیسے بنیگی سہیل نے کہا پہلے تو انکو قتل کر بعد
اُسکے دیکھا جائیگا قاتل تیرا اور ہی شخص ہے لیکن یہ بھی ذریعہ قتل ہوسکتے ہین ممکن ہے کہ قید کرکے قاتل
تک پہونچاوین مارگیر جادو نے کہا کہ آج ہی مین انکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا یہ کہکر اپنے ملازمون سے
کہا کہ کھانا ہمارے مہمانون کے واسطے نہایت پُر تکلف پکاؤ جب کھانا تیار ہو جائے تو پہلے ہمین اطلاع کر دینا اسکے
بعد دسترخوان بچھانا یہ کہکر سکندر دیرہ نشین کے پاس چلا آیا اور اسی طرح خندہ پیشانی ہو کر باتین کرنے لگا
کہ سکندر کو مطلق کسی طرح کا شک پیدا نہوا جب شام ہوئی تو خادم نے چپکے سے آکر کہا کہ خاصہ تیار ہے بس
مارگیر جادو نے کئی مثقال بیہوشی کی پڑیا اُسکو دی اور کہا کہ جو کھانا ان لوگون کے سامنے لگانا اسمین یہ بیہوشی
ملا دینا خادم نے جاکر بیہوشی کھانے مین ملائی اور آکے اجازت لیکر دسترخوان بچھایا کھانا سامنے لگایا سبنے بے اندیشہ
کھانا کھایا پانی پیا منہ دھوئے جب تھوڑی دیر گزری تو سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ ای برادر معلوم ہوتا ہے کہ ہم
بہت بھاری غذا کے عادی ہین بس کھانے کی گرمی کو برداشت نہین کرسکتا یہ کہکر اُٹھنا اُٹھنا تھا کہ فوراً چھینک
مارکر گرا ہمراہیان سکندر سنبھالنے اُٹھے یہ بھی چھینکین لے لیکر بیہوش ہوئے بس مارگیر جادو نے ان سبکو
اسیر غل و زنجیر کرکے زندان مین بھجوا دیا اور جاکر سہیل روشن دل سے بیان کیا کہ مین نے اُن مکارون کو دام
تدبیر مین پھنسا لیا اب کیا رائے ہے سہیل نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ جہانتک جلد ہوسکے انکو قتل
کر ڈالو مارگیر جادو نے کہا کہ آپنے ٹھنڈی سانس کیون لی سہیل روشن دل نے کہا کہ
کہ جب مین تمھین سمجھا کر آیا تو مین نے ان لوگون کے خانہ قسمت پر بھی نظر ڈالی انکی حیاتین طولانی معلوم
ہوتی ہین مارگیر جادو نے کہا کہ جب قبضہ مین آگئے تو انکا مار ڈالنا کیا دشوار ہے آپ شک نکرین حساب مین
غلطی ہو گئی ہوگی سہیل روشن دل نے کہا کہ میرے حساب مین غلطی نہین ہے تیری تقدیر کے پھیر نے مجھے بھی
چکر مین ڈالے ہوئے ہین خیر جو تجھسے ہوسکے وہ کر آگاہ کر دینا میرا کام ہے اور یہ تیری محبت مین اسوقت
تک مین نے خداوند باختر کی وزارت قبول نہ کی مگر اب تقدیر اُس گوشہ سے ہٹائے دیتی ہے ہر چند مین

توڑ کرتا ہون لیکن کوئی پہلو ایسا سمجھ مین نہین آتا جو مفر کا ہو اور ظاہر ا دشمن کا زیر کرنا کچھ دشوار نہین معلوم ہوتا مارگیر جادو نے اسیوقت حکم دیا کہ داڑین فصیل قلعہ پر استادہ ہون جس طرح ان خدا پرستون نے مجکو زک دینا چاہی مین بھی اُنکے سامنے اُنکے خیر خواہون کو قتل کرونگا حسب الحکم مارگیر جادو کے داڑین فصیل قلعہ استادہ کی گئین مارگیر جادو جا کے تخت پر سو رہا لیکن سہیل روشن دل کو تو رات بھر نیند نہ آئی چونکہ اسکو اپنے علم و عمل سے معلوم ہو چکا تھا کہ جتنی رات باقی ہے اُتنی ہی مارگیر جادو کی حیات باقی ہے صبح ہوتے ہی کوہ پر آفت آئیگی جان مارگیر جادو کی جائیگی بس رات ہی کو سہیل روشن دل نے کوہ سے علیحدہ صحرا مین جا کر قیام کیا اور شمع حیات مارگیر جادو روشن کرکے اپنے سامنے رکھ لی کہ اگر مارگیر جادو قتل ہو جائے تو مجھے معلوم ہو جائے یہان جب صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام نے اُٹھتے ہی اُس درخت پر نظر کی جو ہر وقت تخت کے سامنے لگا رہتا تھا دیکھا کہ پتیان مرجھائی ہوئی ہین ڈالیان جھومی ہوئی ہین پھول کملا گئے ہین بس یہ دیکھتے ہی بادشاہ پریشان ہوے اور صاحبقران کو طلب کیا جب صاحبقران حق پژوہ سامنے آ کے مجرا بجالائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یا امیر سکندر پر وقت تنگ معلوم ہوتا ہے وہ جو گلدستۂ حیات اپنا سکندر رکھ گیا تھا اُسپر پژمردگی پیدا ہو گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر اسیر ہو گیا ایسا نہو کہ قتل ہو جائے بس یہ سنتے ہی صاحبقران نے عرض کی کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو مین ابھی جا کر سکندر کو رہا کرتا ہون بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ قصد نفرماءین کسی اور کو بھیجین صاحبقران نے فرمایا کہ کون اپنے پانون سے موت کے منہ مین جائیگا مین دیکھ چکا ہون کہ سانپ تمام صحرا مین پھیلے ہوے ہین علاوہ اسکے خدا نے مجکو صاحب اسم اعظم کیا ہے اگر یہ سانپ سحر کے ہین تو میرا کچھ نہین کر سکتے اگر اور کوئی جائیگا تو ہلاک ہو گا اور اگر اصلی سانپ ہین تو بھی حافظ حقیقی بچانے والا ہے جب ہم تلوار سے نہین ڈرتے تو سانپون سے کیا خوف کرین اور سرداران اسلام بھی آ گئے تھے اُنھون نے عرض کی کہ ہم جاتے ہین لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ مین جاؤنگا یا تو آج ہی یہ مرحلہ سر کر لیا اور یا سانپون نے ہمین کو کھا لیا یہ فرما کے مرکب طلب کیا اُسیوقت تبرکات زیب جسم فرما کر پشت مرکب پر سوار ہو کر قلعہ کی راہ لی اور سرداران نامجو بھی سوار ہو کر چلے صاحبقران نے پلٹ کے فرمایا کہ جب مین قلعہ پر دھاوا کرون اُسوقت کوئی صاحب میرے ہمراہ تشریف نہ لائین یہ سُنکے سب مجبور ہوے اب صاحبقران سامنے قلعہ کے پہونچے بادشاہ اسلام بھی سوار ہو کے آ گئے سرداران اسلام ہین جسکو خبر ملتی گئی وہ آتا گیا یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصے مین تمام سردار آ کے جمع ہو گئے وہان قلعہ پر قیدیون کو لا کر بٹھایا اور مارگیر جادو تیغ بکف آیا اور فصیل قلعہ پر کھڑے ہو کے آواز دی کہ کیون خدا پرستو اب تمنے یہ شیوا اختیار کیا کہ مکر و فریب کرکے دشمن پر غلبہ حاصل کرنا شروع کیا مگر میرے خداوند نے مجکو بچایا اور انھین مکارون کو پھنسایا اب مین اُنکو قتل کرتا ہون جسے دعوے ہو آ کے چھڑا لے مارگیر جادو اس خیال مین تھا کہ صاحبقران کے کھا لینے کو مار ان اصلی کافی ہین اور لوگون کو ماران سحر کھا لینگے یہ لوگ بھلا مجھ تک کیا پہونچ سکینگے جبوقت سخن اُسکا تمام ہوا تو صاحبقران نے جواب دیا کہ او مارگیر جادو میری خواہش یہ تھی کہ مین تجکو بحیلہ گرفتار کرکے قتل کر ڈالون لیکن چونکہ سکندر میرا خیر اندیش ہے اگر اسکو تو نے قتل کیا تو ابھی قلعہ کو درہم و برہم کر دونگا اور تو اگر بھاگ کے زمین کے ساتوین طبقہ مین چھپیگا تو وہین پہونچ کے تجکو مار ڈالونگا لے مین آتا ہون یہ فرما کر گھوڑے کی باگ لی چند قدم امیر نے راہ طے کی ہوگی کہ ایک مرتبہ دھماکا ہوا اور طبقہ زمین کا مع دروازہ کوہ اُڑ کر بلند ہوا اور زمین سے اتنا بڑا شعلہ نکلا کہ حرارت اُسکی صاحبقران کو

محسوس ہوئی اسلحہ جلنے لگا امیر نے باگ روک لی کہ یہ کیا آفت آئی دیکھا کہ زمین مین ایک تالاب سا ہو گیا
جہانتک مسکن سانپون کا تھا اُتنا طبقہ اُڑ گیا اور جنگل مین آگ لگ گئی دھڑ دھڑ کر کے جلنے لگا سانپ
رسیون کے ٹکڑون کی طرح جلے ہوے زمین پر گرے اور پتھر ڈھیلے برسنے لگے جس مقام پر نشیب
ہو گیا تھا وہ پھر پٹ گیا اُدھر مار گیر جادو حیران تھا کہ یہ کونسی آفت ارضی پیدا ہوئی جسنے طبقہ اُڑا دیا
سانپون کو جلا دیا اب جو دیکھا تو صحرا کے پہلو سے مہتر طیفور بادیہ گرد بیس تیس عیارون کو ساتھ لیے
ہوے منجنیق کو گردش دیتا چلا آتا ہی صاحبقران کو دیکھکر پکارا کہ اے شہریار راستہ صاف ہو گیا اب تامل
کا ہے کا ہی بس امیر نے گھوڑا اُٹھا دیا اور قلعہ کی جانب چلے مار گیر جادو نے یہ دیکھکر اہل قلعہ سے کہا کہ اب
اُنکے قتل سے باز آؤ پہلے اس آفت کو رد کرو یہ کہکر گو نے ترنج تارنج مارنا شروع کیے طیفور نے آواز
دی کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اور عیار تو جر بہاے سحر سے
ڈر کے بھاگ گئے طیفور پشت پر صاحبقران کے آ گیا اور پکارتا جاتا تھا کہ اسم اعظم پڑھے جائیے گا اب سوا
سحر کے اور کوئی کھٹکا نہین ہی امیر اسم اعظم برابر پڑھتے چلے جاتے تھے ساحرون نے آگ برسائی دریاے
سحر بہاے سنگ باری کی آتشباری کی مگر کسی سحر نے بہ برکت اسم اعظم صاحبقران پر تاثیر نہ کی اور
طیفور بھی صاحبقران کی آڑ مین ہر بلا سے بچتا چلا ہی جاتا ہی یہانتک کہ امیر بہ لب خندق جا پہونچے دیکھا
مار گیر جادو نے کہ یہ ظالم یہانتک آ گیا بس یہ صورت اژدہا کی بنکر اُڑا اور چاہا کہ امیر کو کاٹ کر سے
ہلاک کرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے دو ٹکڑے ہوے اور زمین پر
آ کے انسان کی لاش بنکر پڑ رہے لگے شور گیر و دار برپا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد
کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مار گیر جادو بود حیف مردیم و جا ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اُدھر
تو یہان مار گیر جادو کا کام تمام ہوا اُدھر شمع حیات پر اک بڑا سا پروانہ آ کر گرا کہ پروانہ بھی جل گیا اور شمع بھی گل
ہو گئی یا سبیل روشن دل نے افسوس کیا اور اُسیوقت جانب سار لقیہ روانہ ہو گیا یہان جس وقت علامات
سحر برطرف ہوے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نعش مار گیر جادو کی زمین پر پڑی ہی اہل قلعہ تھرا گئے
دروازہ قلعہ کا کھولدیا رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوے صاحبقران داخل قلعہ ہونکو تھے کہ اور
سردار بھی آ گئے بادشاہ اسلام بھی قلعہ مین تشریف لائے اُسیوقت بتخانے منہدم کرا دیے گئے مسجدین
کی بنا پڑی تمام اہل قلعہ مسلمان ہوے صاحبقران نے طیفور کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جسوقت تو مجھسے جدا
ہوا ہی تو مجھے حیرت ہوئی تھی طیفور نے عرض کی کہ اگر ایسا نکرتا تو ان سانپون کو کس طرح مٹاتا آپنے تو اپنے کو
بخوف و خطر وبال اجل مین دیدیا تھا لیکن خدا نے اپنا فضل کیا کہ قبل حضور کے پہونچنے کے نقب اُڑ گئی
صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیفور اتنی بڑی نقب اسقدر جلد تیار کرنا اور اُسکے واسطے اتنی بارود اس صحرا مین
فراہم کرنا تیرا ہی کام تھا طیفور نے اسی وقت خندق نقب زن اپنے شاگرد رشید کو بلایا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ یہ اسکا کام تھا کہ اتنی جلد اسنے اتنی بڑی نقب تیار کی اور بارود کا فراہم کرنا میرا کام تھا افسوس
کہ مہتر قران حبشی زندہ نہین ہین کہ اس نقب زنی کی داد دیتے سُنا ہی کہ شاگردان جد امجد مین نقب زنی
مہتر قران کا حصہ تھا صاحبقران نے فرمایا یہ کام تو نے ایسا کیا ہی کہ تو وارث گلیم و زنبیل ہوا چاہتا ہی
اور اصل یہ ہی کہ عمر ثانی اور خضر ان کی قسمت کے یہ تبرکات تھے جو مل گئے ورنہ قابل جانشینی عمر اول
کے سوا شاپور کے لشکر اسلام مین دوسرا عیار نہ تھا یہ کہکر طیفور کو خلعت سے سرفراز کیا اور خندق
نقب زن کو مہتر قران حبشی کا قائمقام گردانا اب ان سبکو تو یہان مصروف انتظام چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان اژدر سیاہ سر کے پہونچنا شہر سرشاریہ مین اور مقابلہ کرنا سرداران لشکر اسلام سے زخمی ہونا سرداران اسلام کا اژدر کے ہاتھ سے آخر مین پنجہ کا لیجانا اژدر کو بیان ہوتے ہین باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل برآغاز کلام

صلح ہو روز نہ کسو اسطے لڑنے کے لیے
پانون پڑتی ہے زمین پانون پکڑنے کیلیے
اپنے کوچے سے مری خاک اُڑانی ہو گر
سو تمھی جائینگے وہ کچھ اور اُڑنے کے لیے
جسجگہ پر نہین ہم تم وہ جگہ ہے بیکار
کہتے ہین وہ مجھے زلفو مین جکڑنے کے لیے
سینے سے یار نے داغ کے بہت زور کیا
دلکو آباد وہ کرتے نہین اُجڑنے کے لیے
یاد کرنے مین بھی ظالم کے ستم بیحد ہین
مجھسے پھر گئے ملے ہین وہ بچھڑنے کے لیے

ہین منانے کے لیے ہون وہ بگڑنے کیلیے
خوب دنیا سے نشان ہیں مٹنا یا اُسنے
دو جگہ تھوڑی سی لاشہ مرا گڑنے کے لیے
بدگمان مجھ سے ہے تو مین ہون زمانے بھر
منتو بسنے کے لیے ہے نہ اُجڑنے کے لیے
جسم ہی دیتے ادا وصل مین وہی مجھکو سے
بخیہ زخم جگر ہے مرا اُدھڑنے کے لیے
تیرے بیمار کی حالت نہین دیکھی جاتی
ہچکیان آنے لگین سانس اُکھڑنے کیلیے
کیون نہ ہر وقت ستائے ہمین باتین وہ کہ ہم

کیون جھپٹے پڑیان فرقتین پر گڑنے کے لیے
اب نہ ٹلنے کے لیے ہون نہ بگڑنے کیلیے
زار کر دیگا رقیبو کو اگر عشق ترا
جھوٹے سچے مری سب آتے ہین جڑنے کیلیے
اب نہین کبھی ہو نہین دیوانہ تو دیوانہ ہون
ہاتھ کانون پر دھرے کان پکڑنے کیلیے
لامکان سکو بتاتے ہین جہان تھے ہین
سب عالم لگتے ہین ہم سے اُکھڑنے کیلیے
جان لینگے مری شاید کہ کرینگے مجھے قتل
جھڑ اگر تم ہین ہمین لڑنے جھگڑنے کیلیے

صف بزم سخن طوطی خوشنوا ✤ بدین زمزمہ شد ترنم سرا ✤ راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت اژدر سیاہ سر طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب قلعہ سرشاریہ کے پہونچا تو اسنے لشکر اپنا اُتارا ہر کارون نے خبر سرشار شاہ کو پہونچائی کہ خداوند باختر کی جانب سے اژدر سیاہ سر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا ہے سرشار شاہ نے سکندر رستم خو سے غرض کی فرمایا لشکر کو قلعہ کے باہر نکالو جس وقت وہ طبل جنگ بجوائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا یہ سنکے سرشار شاہ نے قلعہ کے باہر بارگاہ برپا کرائی فوج کو لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا اُدھر اژدر سیاہ سر نے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سرشار شاہ اگر تو نے دباؤ لحاظ کے دین قدیم کو تبدیل کیا ہو تو ان لوگون سے علیحدہ ہو جا اور اگر تو نے علیحدہ نہوا تو مین سمجھونگا کہ بدل تو اُنکا مطیع ہو گیا ہے یہ نامہ تحریر کرکے ایک سوار کو دیا اور طرف سرشار شاہ کے روانہ کیا جسوقت ایلچی اژدر سیاہ سر کا سرشار شاہ کے پاس پہونچا اور سرشار شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای اژدر سیاہ سر مین نے بدل اسلام قبول کیا ہے اگر دین ساریق پرستی برحق ہوتا تو مین جان دینا قبول کرتا مگر اطاعت خدا پرستون کی مگر تا توجس ارادے سے آیا ہے وہ پورا کر جس وقت یہ جواب اژدر سیاہ سر کو پہونچا تو نہایت طیش مین آیا اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو وغیرہ کو ہوئی اُنھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اژدر سیہ سر اپنی فوج کو لیکر میدان مین آیا اسطرف سے شاہزادہ سکندر رستم خو شہنشاہ صف شکن وحید الملک مظفر بن غضنفر عارف بن معروف بن اسد مع بہرام خون آشام و سرشار شاہ میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال کیلیے ابر برق رفتار نکلا اور پستی و بلندی زمین کو ہموار کرکے پلٹ گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلایا جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب بہادرون کے

دوست نامردون کے رقیب ترغیب جنگ دلا کر ہٹ گئے تو اژدر سیہ مسر نے باگ اپنے کرگدن مست کی لی اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی بیتیرے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت خوب غرق عرق ہوگیا پھر نیزے کو زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش ای گروہ خداپرستان وفرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو کہ مجھے خداوند ساریق نے تم سبکا ملک الموت بنا کے بھیجا ہی یہ سُنکے عارف بن معروف نے یودا باگ کا لیا اور سامنے اژدر سیہ مسر کے پہونچ کے نعرہ کیا کہ او ملعون کیا بکتا ہی تو شیطان ہو کر ملک ہونے کا دعوی کرتا ہی یہ نیزہ میرا تیرے واسطے تیر شہاب سے کم نہین ہی لا ضرب بہادری کی اژدر سیہ مسر نے کہا کہ او طفل تو مجھ سے کیا مقابلہ کریگا کسی جوان کو بھیج کہ اس سے دو چار ہاتھ چلین تو تو ضرب کے تلے مین دب جائیگا عارف بن معروف نے کہا کہ بس زیادہ یادہ گوئی نہ کر دیکھ ابھی حال کھلا جاتا ہی یہ سُنکے اژدر سیہ مسر نے نیزہ مارا عارف بن معروف نے نیزے کو حریف کے اپنے نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین بڑی دیر تک نیزہ بازی ہی مگر کام نہ نکلا آخر عارف نے نیزے پر نیزہ اس زور سے مارا کہ دونون نیزے کی ڈانڈین ٹوٹ کے گر گئین اژدر ہنسا اور کہا کہ جب نیزہ نکل نہ سکا تو یہ حرکت کی کہ اپنا نیزہ بھی بیکار کر دیا اور میرا نیزہ بھی خراب کیا عارف نے تلوار کھینچ لی اور آواز دی کہ یہ سب کھیل تماشے کی باتین ہین تلوار کمر سے کھینچ کہ سپہ گری کے جوہر کھلین اژدر سیہ مسر نے بھی تلوار کمر سے کھینچ لی رد و بدل ہونے لگی عارف نے پھرتی سے اس طرح ہاتھ تلوار کا مارا کہ گردن مرکب اژدر کی اڑ گئی کرگدن نے چرخ مارا اژدر نے زین خالی کیا اور دوسرا مرکب طلب کیا عارف بن معروف باگ کو دے ٹھہرا رہا جب دوسرا مرکب آگیا اور اژدر سیہ مسر پھر سوار ہو لیا تب عارف بن معروف نے حملہ کیا فیصلے کار رد و بدل مین پانون مرکب عارف کا موشخانہ مین جا رہا گھوڑا اوندھے منھ گرا یہ جھونک مین سامنے آرہا خود سر سے گرا تلوار اژدر سیہ مسر کی عارف کے سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی عارف نے دستانہ مارا تیغہ سر سے دور ہوا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی یہ رنگ دیکھ کر مظفر نے گھوڑا دوڑا دیا اور عارف کو لشکر کی طرف پھیرا آپ سامنا کیا دیر تک تلوار چلی آخر کار مظفر بھی زخمی ہوا بعد مظفر کے وحید الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ بہرام خون آشام نے کہا مین جاتا ہون اور اسکو سرکشی کا مزا چکھاتا ہون یہ کہکر باگ گھوڑے کی اُٹھائی اور سامنے اژدر سیہ مسر کے آکر آواز دی کہ او بیوقوف کیون عاقبت اپنی خراب کرتا ہی ساریق مسخرا ہی سلطنت کے زور پر خداوند بن بیٹھا ہی خداے حقیقی کو بھولا ہوا ہی ایک دن اسکے واسطے بھی وہی آنے والا ہی جو لقا کے لیے چکا ہی یہ سنکے اژدر سیہ مسر نے کہا کہ ای بہرام خون آشام تم سے عجب ہی جو ایسی باتین کرو اسلیے کہ تم عزیز لقا خداوند سے ہو خانوے قدرت کہلانے ہو تمھارے اور بختیرزون کے خداوند اول کا کیسا کیسا ساتھ دیا اور کسقدر اطاعت لقا کی کی اور تم ذراسی بات مین برگشتہ ہو گئے بہرام نے کہا کہ مین تو ساریق کی حالت سے کماحقہ آگاہ ہو مگر تھوڑے ہی اسکو خداوند جانونگا وہ جتنا ہی بس اُسے اتنا ہی مانونگا یہ سنکے اژدر سیہ مسر نے کہا کہ مین جس کام کے لیے آیا ہون اُسے انجام دونگا اگر ساریق خداوند نہین تو بادشاہ ہونے مین اسکے کیا شک ہی مین نے ساریق کا نمک کھایا ہی مین کس طرح اُس سے روگردانی کر سکتا ہون بہرام نے کہا کہ تو اپنے فعل کا مختار ہی مین اپنے فعل کا مختار ہون مجھے تیرے کردار سے کوئی کام نہین اسلیے کہ اپنی اپنی گور ہی اور اپنی اپنی منزل تو مجھ سے مقابلہ مین دریغ نکر تلوار کمر سے کھینچ یہ سنکے اژدر سیہ مسر نے وہی تیغہ خون آلودہ بہرام خون آشام پر مارا بہرام نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا اور وار اژدر کا

رد کر کے ابتدا وار کیا بہرام خون آشام کا وار اژدر نے رد کیا دیر تک رد و بدل ہوتی رہی آخر کار ستارۂ
اژدر سیہ سر کا غالب آیا اور بہرام خون آشام ہاتھ سے اژدر کے زخمی ہوا بعد اسکے زخمی ہونے کے
شاہزادہ وحید الملک کو تاب نہ رہی مرکب کو جھپکا کر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اور فرمایا لا ضرب
بہادروں کی اژدر سیہ سر نے کہا کہ لے تو بھی لے یہ کہکر تلوار ماری وحید الملک نے وار اُسکا
انشست شمشیر سپر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر قلم ہوگئی اژدر نے سر پیچھے کھینچا تلوار سر مرکب پر آئی
گردن مرکب کی قلم ہوئی اژدر نے جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب وحید الملک
کو بے گردن کہ وحید الملک تلوار پھینک کر اژدر سیہ سر سے لپٹ پڑے سحر اژدر سیہ سر بھی
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی افسران لشکر قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اژدر
سیہ سر بڑے تن و توش کا جوان ہی لپٹا ہی رہا اُدھر شاہزادہ وحید الملک بھی جس مقام پر قایم
ہو جاتے تھے مجال نہ تھی اژدر سیہ سر کی کہ لنگر اکھاڑ دیتا شام تک کشتی رہی رات کو بھی علیحدہ
نہوئے دونوں جانب سے روشنی آگئی ان دونوں کو لڑنے کے سوا دوسرا کام نہ تھا غرضکہ خوب جنگ ہوئی کہ
قضاے کار از اتفاقات روزگار اُس طرف سے نمود جادو اپنا تخت سحر اُڑاے ہوے چلی جاتی تھی
یہ ساحرہ شاگرد ہے مارگیر جادو حاکم قلعہ مارگہ ان کی اُسنے خبر سنی تھی کہ اہل اسلام اُستاد کے قلعہ کی طرف
آتے ہیں تو یہ بارادہ مدد مارگیر جادو چلی جاتی تھی اور اک مدت سے اژدر سیہ سر پر عاشق تھی مگر اژدر
نے چونکہ اُسکو اُسکی ہیئت اصلی پر دیکھ لیا تھا اس وجہ سے وہ وصل سے انکار کرتا تھا یہ ساریق کے
خوف سے اژدر جادو پر جبر نکر سکتی تھی اُسنے جو دیکھا میدان میں روشنی ہے اور دو جوان لڑ رہے
ہیں اُسنے فتیلہ سحر روشن کر کے دیکھا تو اژدر سیہ سر کو پہچانا بس یہ پنجہ نگار گرایا اور اژدر سیہ سر
کو لیے ہوے چلی گئی وحید الملک جانب آسمان دیکھکر رہگئے لشکر اژدر سیہ سر کا اپنے مقام پر
پھر اُدھر شاہزادہ وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور سکندر رستم خو میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوے مقتول مجروحوں کو شفاخانہ میں بھیج دیا لیکن لول حال اژدر سیہ سر اور نمود جادو
کا سنیے کہ نمود جادو اژدر سیہ سر کو لیے ہوے اک دامنہ کوہ میں پہونچی اژدر سیہ سر
تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا نمود جادو نے خیمہ سحر کو آراستہ کیا اسباب آسایش مہیا کر کے
سر اژدر سیہ سر کا اپنے زانو پر لیا اور خوب آراستہ ہو کر بیٹھی پری کی صورت بنی ہوئی تھی جسوقت
آنکھ اژدر سیہ سر کی کھلی تو سر اپنا اک نازنین کے زانو پر دیکھا نہایت خوش ہوا نازنین نے کہا او ظالم تو تو خوب
کشتی لڑ رہا تھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ پھر تم مجکو کیوں اُٹھا لائیں اب مجھے پھر سے محنت کرنا پڑیگی ایک
دن لڑ چکا تھا پھر دو پہر میں اور حریف کو زیر کر لیتا نمود جادو نے کہا کہ لڑنا بھڑنا اچھا یا معشوق کو بغل میں لیکے
سونا اچھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ بظاہر تو یہی اچھا ہے لیکن انجام خراب ہے کہ قوت زائل ہو جاتی ہے نمود جادو
نے کہا کہ قوت بھی تو کس کام آئی اگر میں اُٹھا نہ لاتی تو کوئی دم میں تم گرفتار ہو جاتے اژدر سیہ سر نے کہا کہ
اگر یوں گرفتار بھی ہو جاتے تو عذاب خداوند ساریق میں تو نہ گرفتار ہوتے کہ اُسکا حکم یہ تھا کہ جا کر شہر بدر شاریہ
کو تاخت و تاراج کر دو اور ان سرکشوں کو جا کے گرفتار کر لاؤ یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ میرا
مطلب دل بر لاؤ تمہارا مطلب بھی حاصل ہو جائیگا اژدر سیہ سر یہ سنکے نہایت خوش ہوا مگر اُسنے اسوقت
نمود جادو کو پہچانا نہیں یہ دھوکے میں ور سکے نمود جادو سے ہم بستر ہوا صبح کو نمود جادو نے اپنی صورت
اصلی دکھائی اور کہا کہ تو بہت مجھ سے بچتا تھا دیکھا تو نے کہ میں نے کیونکر تجھے اپنے دام تذویر میں

پھنسا لیا اژدر جادو نہایت شرمندہ ہوا کہ اگر مین ایسا جانتا تو حیل ایکا کبھی قبول نکرتا مگر اب تو جو ہونا تھا ہو ہی چکا تھا نمود جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب وہ انکار تو جاتا رہا مجھنے تجھسے کبھی عذر و انکار نہوگا لیکن کسی طرح ان لوگون کو گرفتار کر دے کہ مین لیجا کر خداوند سارلق کے سپرد کر دون یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ تو اپنے لشکر کی طرف چل اور طبل جنگ بجوا صبح کو مین نقابدار سیہ پوش بنکے آؤنگی اور سبکو گرفتار کرکے لے آؤنگی اژدر سیہ سر یہ سنکے رخصت ہوا اور اپنے لشکر کی طرف چلا راستے مین کچھ لوگ اسکے لشکر کے اسکو ملے کہ وہ تلاش مین اسکی چلے جاتے تھے اژدر سیہ سر ان سبکے ساتھ اپنے لشکر مین آیا اہل لشکر نے نقارہ خوشی بجایا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ذرا خبر تو لاؤ ہرکارے گئے بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ اژدر سیہ سر اپنے لشکر مین آیا ہے اس خوشی مین اہل لشکر نے نقارہ شادمانی بجایا ہے ادھر اژدر سیہ سر نے شام تک تو آرام لیا شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ان شاہزادون کو پہنچی کہ اژدر سیہ سر نے نقارہ رزمی بجوایا ہے انھون نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نیب دیکھ رہے تھے ہنوز کوئی میدان مین نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا اور ایک نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا سب متحیر تھے کہ یہ نقابدار کون ہے نقابدار نے میدان مین آکر آواز دی کہ ہم غضب خداوند سارلق ای خدا پرستو جسکو جان پیاری ہو وہ بھاگ جائے اور جسکو اپنے تئین عذاب مین پھنسانا اور گرفتار کرانا ہو وہ میرے سامنے آئے ہم نقابدار سیہ پوش یہ سنکے سرداران اسلام نے سارلق کو برا بھلا کہا اور شاہزادہ سکندر رستم خو کو نہایت غصہ آیا وحید المناقب ارادہ ہی کرتے رہگئے کہ سکندر مرکب کو جھکا کر سامنے نقابدار کے آیا انکا دو جلی مرکب برابر سے لیا ہوے نقابدار نے نام پوچھا سکندر نے نام مع لقب صاحبقرانی بتایا نقابدار ہنسا اور کہا کہ تجکو کہا زیر کیا گویا صاحبقران کو زیر کیا سکندر نے فرمایا کہ مجکو زیر کیا تو گویا لشکر اسلام کا بازو توڑ دیا مجھ مین اور صاحبقران مین اگر ہوگا تو تھوڑا ہی سا فرق ہوگا نقابدار نے کہا کہ لاضرب اپنی دیکھون تو تو کیسا صاحبقران ہے سکندر نے فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہین ہے نقابدار نے یہ سنکر نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام نہ نکلا دیکھا سکندر نے کہ نیزہ بازی کے فن سے تو نقابدار چندان واقف نہین ہے مگر زبردست مرد ہے کہ جھٹکے کھاتا ہے اور نیزہ ہاتھ سے نہین چھوڑتا ہے بس سکندر نے ایک بند باندھ کے جو جھٹکا مارا تو سنان نیزے کی نکلگئی لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی نقابدار نے بھی تعریف کی مگر نیزہ کو پھینک کر تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون ممکن نہوا کشمکش ہونے لگی گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے سکندر بھی گھوڑے سے کود پڑے اور نقابدار بھی کودا دونون مین کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام نقابدار نے سکندر کو اٹھا لیا اور یونہین ہاتھ پر بلند کیے ہوے جانب صحرا روانہ ہوگیا سرداران اسلام کو سکتہ ہوگیا کہ سکندر وہ شخص ہے جو ثانی علمشاہ رومی ہے اور صاحبقران اوسط کا خطاب اپنے پایا ہے سابق روز مین صاحبقران ثالث سے زیر ہوا تھا نقابدار کا اسکو دن بھر مین زیر کر لینا بھید سے خالی نہین ہے غرضکہ سب نہایت رنجیدہ اور کمال غمگین واپس ہوے وہان اژدر سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین وہان نقابدار سیہ پوش بنکے وہی ملکہ نمود جادو جو سکندر کو لیے ہوے

پہونچی تو ملازمین کے حوالے کر دیا کہ اسے لیجا کے قید کرو آپ لباس نہم پہنا آراستہ ہو کے بیٹھے اور سکندر
کو طلب کیا ملازموں نے آسکے کہا کہ وہ تازہ قیدی سر پھوڑے ڈالتا ہی ثمود جادو نے کہا اسکے
میرے پاس لاؤ لوگ سکندر کو لیکر سامنے ثمود جادو کے آئے ثمود جادو سکندر کی طرف مخاطب
ہوئی کہ ای جوان رعنا تو کیوں سر پھوڑتا ہی اگر تجھکو اپنی اسیری کا غم ہی تو یہ خیال فضول ہی تجھے میں نے ہی
نازنین نے تو زیر کیا ہی کسی اور نے تو نہیں زیر کیا ہی معشوق سے کبھی زیر ہوئے میں سکندر نے خیال کیا
کہ صورت تو اچھی ہی مگر یہ ساحرہ ضرور ہی ورنہ اکیلا عورت مجھے کیا زیر کر سکتی علاوہ اسکے یہ بیحجابی اور
بیحیائی اس سن میں ہو نہیں سکتی جو انہیں ہی یہ تو کوئی بڑی بیغیرتی ہی یہ خیال کرکے ثمود جادو سے
کہا کہ یہ اور بھی شرم کی بات ہی کہ میں عورت سے زیر ہو جاؤں ثمود جادو نے کہا کہ جان جہان یہ تو
سوچ کہ میں کیسی عورت ہوں ارے میں ساحرہ ہوں سحر سے زور نہیں چل سکتا اگر تو وصل میرا قبول کر
تو میں تجھکو خداوند بنادوں قبطول خداوندی پر بٹھادوں لقا سا رفیق میں لقا کا ہمسر بنادوں یہ سنکے سکندر
نے کہا کیا جواب بارتی ہی میں کبھی وصل ساحرہ کا قبول نکرونگا خداوند باطل بننے سے خداوند حقیقی کی عبودیت
ہزار درجہ بہتر ہی یہ سنکے ثمود جادو کو بڑا معلوم ہوا اسنے پھر سکندر کو زندان میں بھجوا دیا اور آپ
سو رہی تھی مگر نیند نہ آتی تھی جب صبح قریب ہوئی تو یہ کچھ رات رہے سے اٹھکر نقابدار بنی اور دہانہ
کوہ سے نکلکر طرف قلعہ سرشار یہ کے روانہ ہوئی وہاں طبل جنگی بجتے بجتے زمانہ شب کا ہر طرف ہوا
اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخہائے درخت پر
مصروف زمزمہ سرائی ہوئے فوجوں نے رخ میدان کارزار کا کیا دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف
میں آکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتل وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے ہی تھے کہ جانب صحرا
بگولہ گرد کا اڑا اور نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا آج نقابدار سیہ پوش نے آتے ہی شاہزادہ
شہنشاہ صف شکن کو ٹوکا اور آواز دی کہ میں نے سنا ہی تجھے بھی اپنے زور و طاقت پر ناز ہی دیکھوں تو
کہ تو کیسا ہی خضر ان نے آکر منع کیا کہ ای شاہزادہ اسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہیں ہی دیکھا آپنے کہ کل سکندر
کی کیا حالت ہوئی اس پردہ نقاب میں کچھ اسرار معلوم ہوتا ہی شہنشاہ صف شکن نے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ سچ ہی مگر وہ مجھے ٹوک رہا ہی اگر نہ نکلونگا تو مردان عالم طعنہ زن ہونگے اس سے
تو کشتہ ہو جانا اور مرجانا بہتر ہی یہ فرما کر مرکب کو چھیڑا اور سامنے نقابدار سیہ پوش کے آئے نقابدار
نے نیزہ مارا آنحضرت نے نیزہ کو نیزہ پر کا ٹالا دیر تک نیزہ بازی رہی انھوں نے بھی نیزہ نقابدار کا
بیچ سے توڑ دیا نقابدار نے کہا کہ تم تو کون کا تو نہیں بھی چلتا ہی لو بھی اپنی سی کر جاتے ہو یہ کہکر تیغ کمر سے
کھینچ لیا اور سر پر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کے وار کیا شہنشاہ صف شکن نے وار نقابدار کا رد کر کے
اپنا وار کیا نقابدار نے بھی وار شہنشاہ صف شکن کو رد کیا الغرض ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر مرکب نقابدار کا
مارا گیا نقابدار گھوڑے سے کود کر ڈرا کہ مرکب حریف کو بھی زیر کر ڈالوں شہنشاہ صف شکن بھی گھوڑے
سے کود پڑے نقابدار تلوار پھینک کے لپٹ پڑا شہنشاہ صف شکن بھی دست و گریبان ہوئے
کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند
کرکے ہاتھ پر اٹھائے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا خضر ان نے جو یہ ماجرا دیکھا نہایت پریشان
ہوئے اسکو یقین ہو گیا کہ اسمیں کچھ اسرار ضرور ہی تعاقب میں نقابدار کے چلا کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا نقابدار
نے یہ چلا ہی آتا ہی پلٹ کے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہاں آتا ہی پلٹ جا ورنہ پچھتائیگا یہ سنکے

خضران آلٹے پاؤن پھر نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کو بھی لیجا کے قید کردیا رات کو پھر نقارہ
زدی بجا اور صبح کو لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے لیکن آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب
دیا ہٹے تھے کہ پھر صحرا سے نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا اور آج وحید الملک اسکے مقابلے کو نکلے
چونکہ وحید الملک سمجھ گئے تھے اور خضران نے بھی سمجھا دیا کہ جب نقابدار نے دن دن بھر مین شہنشاہ
صف شکن اور سکندر رستم کو زیر کرلیا تو تم بھی اسکے ہاتھ سے بچ نہین سکتے لہذا جہانتک ہوسکے
نقابدار کی لڑائی لڑنا کشتی کی نوبت نہ آنے دینا وحید الملک نے کئی وار کیے سپر قلم ہوئی خود
کٹا مگر نقابدار کے بدن پر زخم نہ آیا انجام کار نوبت کشتی کی آگئی اور آج نقابدار وحید الملک
کو بھی باندھ لیے چلا گیا وحید الملک کی گرفتاری کے بعد سرشار شاہ اور مظفر اور عارف
تن معروف نہایت پریشان ہوے وہان نقابدار نے وحید الملک کو بھی قید کیا اور اژدرسیہ پیکر
سے کہا کہ ابھی کل ایکہی روز مین جنگ کا خاتمہ کردونگی طبل جنگ بجوا اور زندانخانہ قیدیون
سے بھرے اژدرسیہ پیکر نے اسی وقت طبل بجوا دیا ادھر اہل اسلام نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم
دیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین آج لشکر مین عجیب طرح کا انتشار اور ہنگامہ تھا کہ دیکھیے کل
کیا ہوتا ہے یہ نقابدار خدا جانے کونسی بلا ہے کہ اسنے ایسے شہزورونکو اس طرح زیر کرلیا جیسے کوئی
پہلوان بچون کو پکڑے جائے وہان تمو وجادو جو اپنے مقام پر پہونچی تو اسنے وحید الملک سے
بھی سوال وصل کا کیا انھون نے بھی انکار کیا اور اسکو برا بھلا کہا اسنے وحید الملک کو زندانخانے
بھیجکر شہنشاہ صف شکن کو طلب کیا انھون نے بھی انکار کیا اُس وقت یہ غصے مین پڑ رہی
کہ ہمارا مطلب دل کسی مسلمان سے پورا ہوتا نہین ممکن ہے یہ کام ہوگا تو پھر اُسی اژدرسیہ پیکر سے ہوگا
جب صبح ہوئی تو اسنے پھر نقاب سیہ چہرہ پر ڈالی اور لباس سیاہ پہنکر جانب قلعہ سرشاریہ روانہ
ہوئی یہان نقارہ بجتے صبح ہوئی ہنوز دونون لشکر میدان مین پہونچکر صف آرا نہونے پاے
تھے کہ نقابدار پہونچ گیا لیکن خضران نے سرشار شاہ کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر سب سردار
گرفتار ہوجائین تو تم یہ کہہ کرلینا کہ مین نے مسلمانون کے دباؤ سے اسلام اختیار کرلیا تھا مین
اپنے دین قدیم ہی پر ہون تاکہ نقابدار سلطنت سرشاریہ کو تباہ نکرے ورنہ تمام ملک تاراج ہوجائیگا
سرشار شاہ یہ سنکے رونے لگا خضران نے سمجھایا کہ تم کیون روتے ہو جب تم یہ عذر پیش
کروگے تو تمھاری جان بھی بچیگی اور سلطنت بھی محفوظ رہیگی سرشار شاہ نے کہا کہ مین اس لیے
نہین روتا ہون بلکہ یہ خیال کرتا ہون کہ ابھی کل کس شدومد سے ان شاہزادون نے آکر حکیم دانا
کو رہا کیا اس ملک کو اسلام آباد کیا آج وہ کس مجبوری کی حالت سے قید ہوکر پھر دربار ساحر یہ لوگ
مین جلتے ہین ساریق اب انھین کاہیکو زندہ چھوڑیگا خضران نے کہا کہ یہ اندیشہ نکرو یہ لوگ
صاحب اقبال ہین انکو کوئی قتل نہین کرسکتا جبتک موت نہ آئے یہ اسی طرح سیکڑون بار اسیر
ہوئے ہین اور پھر رہا ہوے ہین انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر ہوگا کافرون کے لیے چار دن کی
چاندنی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ ہمارا مغرب سے کس طرح گرفتار ہوکے آئے تھے اور یہان ساریق
نے اپنے نزدیک جلوا دیا تھا مگر خدا نے پہلے سے حکیم دانا کو انکی حفاظت کے واسطے پیدا کر رکھا تھا
کہ صحیح وسالم نکل آئے بال بھی بیکا نہوا سرشار شاہ نے کہا کہ بہتر ہے مگر یہ مین آپکی فہمایش سے
کرتا ہون اسکا کوئی الزام مجھپر نہ آئے مجھے اپنی جان اور سلطنت عزیز نہین ہے خضران نے کہا

الزام کا مین ذمہ دار ہوتا ہون اور تم اگر ایسا نکرو گے تو ایک تمھارے ساتھ سارے ملک پر تباہی آجائیگی بہت سے
بندگان خدا کی جانین تلف و برباد ہونگی اول تو مین آج جان پر کھیل کے عیاری کرونگا جس طرح ہوگا اس
نقابدار کو مار کے اپنے شاہزادون کو رہا کرونگا اور بالفرض اگر مین نے قابو نہ پایا اور خود بھی اسیر پنجہ تقدیر
ہوا تو خدائے حقیقی کوئی اور صورت رہائی پیدا کردیگا یہ سنکے سرشار شاہ تو خاموش ہو رہا اور خضران اسیوقت
لشکر سے علحدہ ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان نقابدار سیہ پوش میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
شاہزادہ مظفر بن غضنفر غازی اسکے مقابلہ کو نکلے غضنفر نے گھوڑا نقابدار کا پے کردیا اور کئی
ہاتھ ایسے ایسے کہ پورے پڑے لیکن جسم پر نقابدار کے کوئی اثر نہوا آخر نقابدار لپٹ پڑا اور
پہر بھر کی کشتی مین غضنفر کو باندھ کر عیاران اژدر سیہ سر کے سپرد کیا کہ اسے لیجا کے قید کرو عارف
بن معروف نے جو دیکھا کہ بھائی میرا اسیر ہوگیا ہے یہ بھی آپڑا اور مارے تلوارون کے نقابدار کو
دم لینا دشوار کردیا آخرکار ہاتھ سے نقابدار سیہ پوش کے یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد بہرام خون آشام
نے مقابلہ کیا یہ بھی گرفتار ہوا کچھ دن باقی تھا کہ نقابدار سیہ پوش نے سرشار کی طرف دیکھ کر آواز دی
کہ بس اے کمین لوگون کی حمایت پر تو نے اطاعت سارلیق سے روگردانی کی تھی سرشار شاہ نے کہا کہ
اے نقابدار اگر مین اطاعت نکرتا تو کیا کرتا مین نے اپنی جان بچائی ورنہ یہ لوگ مجھے کاہیکو زندہ چھوڑتے اژدر
سیہ سر نے کہا کہ جب مین نے نامہ لکھا ہے تو تو نے جواب مین تحریر کیا تھا کہ مین نے خوشی سے دین اسلام
اختیار کیا ہے اب یہ قول تیرا صحیح سمجھا جائے یا وہ قول سرشار شاہ نے کہا کہ اگر تو مجھسے تنہائی مین پوچھتا
تو مین بیان کرسکتا تھا تو نے علانیہ نامہ بھیجا اگر مین یہ ظاہر کرتا کہ مین بخوف جان مسلمان ہوا ہون تو قبل
تیرے یہ لوگ میرا ہی خاتمہ کردیتے بقول شخصے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود
کا مصداق ہوجاتا اژدر نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے مگر اے نقابدار جو بنیاد فساد ہے وہ ابھی باقی ہے یعنی حکیم سودائی
دانا ابھی گرفتار نہین ہوا ہے یہ سنکر نقابدار نے سرشار شاہ سے حکیم کو طلب کیا اب سرشار شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اک بیگناہ کو گرفتار کرکے کافر کے حوالے کردون یہ اسی فکر مین تھا
کہ حکیم سودائی دانا نے کہا مین موجود ہون اور اسی وقت لشکر سے سرشار شاہ کے علحدہ ہوکر چلا
آیا اب نقابدار حکیم سودائی کو ساتھ لیے ہوئے جانب کوہ روانہ ہوا اور اژدر سیہ سر سے کہا کہ
تو بھی اپنے لشکر سمیت اور ان قیدیون کو لیے ہوئے دامنہ کوہ مین آ آج کی رات مین جشن کرونگی اور
کل پہلے قلعہ ماری گیر پہ جاؤنگی اسکے بعد خدمت خداوند مین چلونگی اور انکے علاوہ اور جو سرداران
اسلام گرفتار ہونگے انکو بھی لیتی جاؤنگی سنا ہے کہ استاد کے قلعہ پر بھی خداپرستون نے یورش کیا ہے یہ کہکر
مع حکیم دانا کے جانب کوہ روانہ ہوئی حکیم سودائی دانا کو خیال تھا کہ شاید خواجہ خضران یا اور
کوئی ہماری رہائی کے واسطے آنے کا قصد کرے تو راستہ آسانی سے ملجائے یہ تصور کرکے رومال
پھاڑ کے اسکی چٹین جابجا پھینکتے ہوئے چلے گئے جب نمود جادو دامنہ کوہ مین پہونچی تو حکیم سودائی دانا
کو بھی زندان مین بھجوادیا اور آپ جشن کی تیاری کی ادھر اژدر سیہ سر بھی مظفر بن غضنفر اور عارف
بن معروف اور بہرام خون آشام وغیرہ کی قید لیے ہوئے مع لشکر پہونچا اور گرد لشکر اتارا کر صحبت
مین نمود جادو کے پہونچا وہان تو سب مصروف جشن ہین اور یہان خواجہ خضران نے صورت زنی
گوسے کی بنائی ہین ہاتھ مین لی اور تلاش مین چلے دیکھا انھون نے کہ چٹین کپڑے کی جابجا پھیلی ہوئی
ہین خواجہ بھی دانائی مین فرد ہین انھین چٹون کی رہبری سے تابہ دامنہ کوہ پہونچ گئے دیکھا کہ گرد لشکر

اور بیچ مین ایک بارگاہ بپا ہی آواز ساز آرہی ہی یہ بھی تھیلا باندھے ہوے بین کاندھے پر رکھے داخل لشکر ہوے
اہل لشکر سے پوچھا کہ یہان پر کیسا جلسہ ہی اُن لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ نمود جادو نے جلسہ کیا ہی خضر ان
نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم ہی مین ملک مغرب سے آرہا ہون اور سارلیقیہ کو جاتا ہون راستہ مین یہان کا حال
معلوم ہوا مجھے خیال آیا کہ اس طرف بھی ہوتا چلون تاکہ شریک جلسہ ہون لوگ اسکو تا بہ بارگاہ پہونچا گیے
اور ملکہ نمود جادو سے اطلاع کی کہ ایک بینا گویا آپکے اقبال سے آگیا ہی اگر اجازت ہو تو اُسے بلا لیا جاے
یہ سُنکے نمود جادو نے کہا کہ بلا لو خواجہ خضر ان بارگاہ مین داخل ہوے دیکھا کہ نمود جادو مسند پر
بیٹھی ہی پہلو مین اسکے اژدرسیہ سر بیٹھا ہی خضر ان نے سلام کیا اور سامنے بیٹھ گیا نمود جادو نے
پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اور رہنے والے کہان کے ہو خضر ان نے نام اپنا آہنگ بین کار بتایا اور کہا کہ
مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون خدا برا کرے ان خدا پرستون کا کہ جبسے اُنکے قدم آئے اُسوقت
سے بہارستان مغرب پر خزان آگئی اور سنجاب شاہ مغربی مسلمان ہوگیا جن لوگون کو اپنا دین قدیم پیارا
تھا اُنھون نے کنارہ کشی کی بہت سے بندگان خدا اوند سارلیق شہر سے کنارہ کش ہوگیے مین نے بھی
سارلیقیہ جانے کا قصد کیا تھا راستے مین تم لوگون نے مال و اسباب لوٹ لیا مین بیدست و پا ہوگیا یہان سنا
کہ کچھ خدا پرستون کو آپنے اسیر کر لیا ہی مین اس شوق مین یہان آیا کہ آپکی قدمبوسی حاصل کرون اور
آپہی کے ساتھ ملک سارلیقیہ تک پہونچ جاؤن یہ سُنکے نمود جادو خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا آج
روز جشن ہی تم اچھے وقت آگئے اگر تم مجھے خوش کر دوگے تو مین بھی خوش کر دونگی یہ سُنکے خواجہ نے
بین اُٹھائی اور سر دے اُسکے درست کرکے بجانا شروع کی نمود جادو محو ہوگئی اژدرسیہ سر نے
کہا کہ یہ تو باجا تھا کچھ گلے سے بھی کہو کہ لطف حاصل ہو اب خواجہ نے یہ غزل گنگنا کے شروع کی غزل

میان زیست ری کس لیے فغان میری
بہت خوشی سے وہ سُنتا ہی داستان میری
ہر ایک لب پہ ہی کمبخت داستان میری
جو ناگوار تمھین ہوتی ہو فغان میری
کرونگا ضعف کا اُس بدگمان سے شکوہ
جنون ہوا مجھے اس گل کی جامہ زیبی سے
تو ہی بتا ہو کیون اسلیے ضعف سے نفرت
خدا کرے نہ کبھی اُنکے کان تک پہونچے
اگر اشارون ہی مین بات کرنی ہو مقصود
نہ غیر حال ہو کسطرح حال کا میرے
اُسی کے نام کی رٹ اور اُسیکا ہر دم ذکر
مرے سے کے نہ کمبخت کچھ ہوئی آگاہ
عیان ہی وصل کا اقرار بوسہ بازی سے
جو دیکھے آئینہ مین زلف و رخ غبار آلود
نجانے کس سے وہ ذکر کرتا ہو ظالم
کسے جہان مین ہی دشمن سے دوستی کی امید

قضا سے پہلے ہوئی بند کیون زبان میری
پسند کرتا ہی ظالم برا بیان میری
زمانے بھر کی زبان بنگئی زبان میری
تو بوسہ لے کے کبھی کاٹ لو زبان میری
خدا کرے کہین لکنت کرے زبان میری
اڑائین جیب و گریبان نے دھجیان میری
چلے تو ذکر ترا اور رکے زبان میری
بھری ہی درد سے کمبخت داستان میری
کہو تو لب نہ ہلائے کبھی زبان میری
کہین کہین سے وہ سنتا ہی داستان میری
نہ جانے کیا تجھے سنوائیگی زبان میری
دہن مین رکھنے کے قابل نہین زبان میری
زبان اُنکی مین لیتا ہون وہ زبان میری
کبھی نہ خاک اُڑائے وہ بدگمان میری
کچھ اور یاد دلاتی ہین ہچکیان میری
نکالے آرزوئین کیونکر آسمان میری

کچھ ایسا ہین رہ الفت مین تیز جاتا ہون — کہ خاک بھی نہین پاتے ہین کاروان میری
زمین مل گئی مٹی مین اُس جگہ کی سب — جہان یہ خاک اُڑاتا ہی آسمان میری
نہین کبھی گرتی ہی تو برق گر پڑے گی ضرور — نہ رکھے دل مین کبھی الفت آشیان میری
تمھارا نام دہن مین رہے قیامت تک — دم اخیر اگر بند ہو زبان میری
مرے کلام کے آگے کلیم کیا ہین عدو — چلے تو لاکھ مین رُکتی نہین زبان میری

خواجہ خضران اس طرح گانے کہ تمام محفل جھومنے لگی اور سب محو ہوگئے اک مرتبہ مین روک کر خواجہ خضران خاموش ہوگئے نمود جادو نے کہا کہ جمے ہوے رنگ کو کیون مٹاتا ہی کچھ اور گا خواجہ نے کہا کہ کیا گاؤن ادب کے خلاف ہی ورنہ کچھ عرض کرتا ملکہ نے کہا بیان کر خضران نے کہا کہ حضور کے یہان کچھ پینے پلانے کا چرچا نہین اور غلام اسکا عادی ہی اب آواز کام نہین دیتی نمود جادو نے کہا کہ مین بھی بہت عادی ہون لیکن تیرے گانے نے ایسا محو کردیا کہ کچھ ہوش ہی نرہا لے مین منگاتی ہون مگر افسوس کہ اسوقت کوئی ساقی گری کا جاننے والا نہین ہی خضران نے کہا کہ غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہی حضور کشتیان منگائین اور رانباد وسٹھ عنایت کرین نمود جادو نے پورا جوڑا پیازرتار منگا دیا اب خواجہ نے وہ لباس زیب جسم کیا اور سامنے آئے اتنے عرصے مین یہان بھی کشتیان لاکے رکھی گئین خضران نے گانا شروع کیا اور جام وصراحی ہاتھ مین لیکر اشعار رندانہ پڑھتے ہوے اور ناچتے ہوے جام لبریز کر کے سامنے اژدرسیہ سحر کے لائے اژدر نے ملکہ کی طرف اشارہ کیا نمود جادو کو اسوقت خیال آیا کہ سرحد مین دشمن کے جشن کرنا اور غیر آدمی کے ہاتھ سے شراب پینا احتیاط کے خلاف ضرور ہی مبادا یہ کوئی عیار ہو یہ سوچ کے اسنے اک ڈبیا نکالی اور اسمین سے اک پتلی نکال کے اس سے پوچھا کہ مین اسکے ہاتھ سے شراب پیون پتلی نے کہا کہ یہ جام شراب زہر سے کم نہین ہی شراب بیہوشی آمیز ہی اور ساقی عیار ہی آپکی گرفتاری کا ارادہ کرکے آیا ہی بس یہ سنتے ہی نمود جادو نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اوز آہ ازدی کہ او مکار یہ فریب اب کہان جائیگا پکڑ لیجیے خضران نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ نمود جادو نے گھیر کے آوازدی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہر چند خضران نے نالہ و فریاد کی مگر نمود جادو نے نہ مانا اور انکو بھی تہ خانے مین بھجوا دیا اور اژدر سیہ سحر سے کہا کہ اب مین یہان ٹھہرنا مناسب نہین سمجھتی ہون صبح قریب ہی تم تو لشکر کو لیکر قلعہ مارگیر کی طرف بڑھو اور مین ابر سحر مین پوشیدہ ہوکر آتی ہون بعد اپنے استاد سے ملنے کے خدمت مین خداوند کے چلونگی اژدرسیہ سحر نے کہا کہ ایسا نہو یہ بات خداوند کے خلاف ہو نمود جادو نے کہا کہ جب انھین کے دشمنون سے لڑتے اور انکو گرفتار کرتے جاتے ہین تو یہ انکے خوش ہونے کی بات ہی خلاف ہونا کیا معنے اژدرسیہ سحر خاموش ہورہا غرضکہ جب صبح ہوئی تو اژدرسیہ سحر مع لشکر کوچ کر کے طرف قلعہ مارگیر کے روانہ ہوا اور نمود جادو نے اپنے قیدیون کو لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہوکر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوئے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان قلعہ مارگیر مین پہونچنا نمود جادو کا نامہ پیام ہونا صاحبقران سے اور طبل جنگ بجنا باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین۔ غزل بر آغاز داستان

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
پاس سے کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
کوئی مدت سے ہی وابستہ کوئی تازہ اسیر
نیک آغاز کہین ہی تو بد انجام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہی تو یہ اسلام کہین
جیسے انکے رخ و گیسو کا ہوا ہی سودا
عرش کہتے ہین کہین یار ترا بام کہین
بخشئے قاصد مین کہے دیتا ہون لینگے نہ وہ خط
وان سے کچھ گالیان ہو جائین انعام کہین
اڑگیا رنگ جو چہرے سے گلو نکلے ہی پاس

خلش خار کہین ہی کشش دام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
یار کی زلف ہی زنجیر کہین دام کہین
باغ و صحرا مین ہی جنبش کے ہین نام جدا
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
باغ و صحرا مین کسی طرح نہین جی لگتا
لوگ پاتے ہین مجھے صبح کہین شام کہین
کسطرح آئین رہے پاس ہی اک کے سبب
پہلے لینا نہ خبر دار مرا نام کہین
ہمتو ہین دور کھڑے بیٹھے ہین پاس انکے رقیب
سیر کو باغ مین آیا تھا وہ گلفام کہین

میری تحقیر کہین ہوتی ہی اکرام کہین
غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
شادی وصل کہین ہی تو کہین رنج فراق
کہین نرگس کہین آہو گل بادام کہین
آپکے عشق نے بدنام جہا نمین کئے
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین
ہر جگہ اوج ملے دل کو ہمارے نہ کیا
اٹھکے جاتے نہین وہ گھر سے دو گام کہین
بوسۂ لب جو طلب کرتا ہی اُنسے امرد ل
ہی یہ انصاف کی جا خاص کہین عام کہین
اماسے بیان شنوائی ہمدم راستان

که باز آمدم بر سر داستان + راوی بیان کرتا ہی کہ بعد مارے جانے مارگیر جادو کے صاحبقران حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ نے اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب یہان کے انتظام سے فراغت پائی تو آگے چلنے کا قصد کیا تھا فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ اکبارگی جانب شمال سے ایک لکہ ابر زنگاری رنگ نمودار ہوا اور وہ ابر اسی طرف بڑھنے لگا یہانتک کہ آتے آتے سامنے قلعۂ مارگیر کے نیچا ہونا شروع ہوا قریب زمین پہونچکے وہ ابر شق ہوا اور اُس ابر سے اک ساحرہ سیہ فام تخت پر سوار نمودار ہوئی ساتھ اسکے کچھ فوج ساحران بھی تھی اسنے زمین پر خیمۂ سحر برپا کیا لشکر کو اُتارا ہرکارے لشکر اسلام کے روانہ ہوے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ نمود جادو کوئی ساحرہ ہی کہ واسطے مدد مارگیر جادو کے آئی تھی یہان اہل اسلام کا قبضہ دیکھکر اُسنے لشکر کو اپنے صحرا مین اُتارا ہی عجب نہین ہی کہ قصد مقابلہ کرے صاحبقران نے یہ سنکر عزم اپنا فسخ کیا کہ دیکھا چاہیے اس سے کیا ٹھہرتی ہی وہان نمود جادو نے لشکر کو اُتارا طائران سحر اسکو خبر دے چکے تھے کہ مارگیر جادو مارا گیا اور مسلمان قلعہ پر قابض ہین بس اسنے اک نامہ تحریر کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھا اور طائر کو اڑا دیا یہان دربار اندر قلعہ کے آراستہ تھا سب سردار بیٹھے تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ اک طائر نے آکر نامہ کو بادشاہ اسلام کے روبرو ڈال دیا اور اُڑکر روانہ ہو گیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو دیکھا لکھا تھا کہ مین نے سنا ہی کہ آپ لوگون نے مارگیر جادو میرے استاد کو مارا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اگر چاہون تو اس سے زیادہ سخت بدلا لے سکتی ہون کیونکہ بہت سردار تمھارے جو بعض عزیز ہین اور بعض غیر میرے قبضہ مین ہین اگر چاہون تو اُس ایک خون کے بدلے ان سبکو قتل کر ڈالون مگر چونکہ مین صلح پسند ہون مین نے انکو قتل نہین کیا ہی اگر آپ اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے اور جہان چاہیے چلے جائیے تو آپ کے حق مین بہتر ہوگا اور اگر یہ منظور نہو تو آمادہ جنگ ہو جیے مین طبل جنگ بجواتی ہون یا تو آپ رات بھر مین قلعہ کو خالی کر دیجیے یا برسر مقابلہ آئیے یہ مضمون دیکھکر بادشاہ اسلام نے نامہ صاحبقران عالی مقام کے ہاتھ مین دیدیا صاحبقران نے بھی نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے تمام سرداران اسلام کو آگاہ کیا سب پریشان ہوے کہ کون سے سردار اسکے قبضہ مین ہین طیفور نے عرض کی کہ اور سب سردار تو یہان موجود ہین ہون نہون وہی لوگ ہونگے جو ملک باختر مین گئے ہوے تھے کل انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا اتنے مین طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی یہان بھی کوہ حربی نوازش مین آیا دونون

لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین جوانان اسلام درستی اسلحہ و آلات حرب مین مصروف ہوے اور ساحران
لشکر کفار نے سحر جگانا شروع کیے ہر طرف انگیاریان روشن تھین بخور گگل رائی مہرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو
رہا تھا آوازین یا ساحری و یا جمشید کی بلند تھین اور نمو دجادو نے اسم خوانی مین تمام رات بسر کی صبح
کو زندان مین آئی اور راگ آئینہ سحر تیار کرکے لیتی آئی اور سب سرداروں کو باری باری وہ آئینہ دکھا کر
سبکو قید سے رہا کر دیا یہ سب لوگ بیخود ہو کر نمو دجادو کا دم بھرنے لگے قلب انکے پھر گئے نمو دجادو
سے کہا کہ اے ملکہ آفاق ہم آپ کے تابع فرمان ہین جو حکم دیجیے اسے بجا لائین یہ سنکے نمو دجادو نے
کہا کہ مین نے طبل جنگ بجوایا ہی کل صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ ہی ان لوگون نے کہا کہ ہمارے ہوتے
آپ کیون مقابلہ کرتی ہین اسلیے کہ امیر صاحب اسم اعظم مین سحر انکا کچھ کر نہین سکتا اور علاوہ امیر کے
جتنے سردار لشکر اسلام مین ہین انکو ہم اسیر کرلینگے امیر کو بھی ہمسے مقابلہ کرنے مین پسینے آجائینگے صبح
کو تماشا دیکھیے گا نمو دجادو نے کہا کہ اسی واسطے مین نے تم لوگون کو رہا کیا ہی یہ کہکر اپنے ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو اسلحہ اور آلات حرب و ضرب دیے مرکب منگوائے اس انتظام مین
وہ وقت آگیا کہ نظم ستارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + موذن اذان
سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللّٰہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھے لوگ لیلے کے
انگڑائیان + جب بعد نماز صبح سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی اور صاحبقران عالی مقام بھی مع سرداران
با احتشام میدان مین آکر صف آرا ہوے تو دیکھا کہ تخت پر نمو دجادو سوار ہی پشت پر بارہ ہزار
ساحرین ہمراہ تخت کے شاہزادہ سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور وحید الملک
اور مظفر بن غضنفر اور ایک لڑکا ہی مظفر سے مشابہ چونکہ اس وقت تک اہل اسلام نے عارف بن
معروف اور بہرام خون آشام اور حکیم سودائی دانا کو نہین دیکھا تھا اس وجہ سے نہین پہچانا کہ یہ کون لوگ
ہین لیکن ان لوگون کا اس طرح پر مسلح ہو کر میدان مین آنا دیکھکر سرداران اسلام نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا
معاملہ ہی جسوقت صفین لشکر کی آراستہ ہو چکین اور میدان درست ہو گیا تو سب سے اول شاہزادہ سکندر رستم خو
نمو دجادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور آواز دی کہ اے اہل اسلام تمنے بندگان خدا کو بہت
تکالیف پہونچائی ہی مجھے بھی اپنے ساتھ بہکا رکھا تھا مگر ملکہ نمو دجادو کی بدولت وہ خیالات میرے
برطرف ہوئے اور اب مین نے یہ مذہب اختیار کیا کہ کسی کو ایذا نہ پہونچانا چاہیے نہ کسی کے دین و مذہب
سے تعرض کرنا چاہیے یہ سنکے سہراب بن رستم نے آواز دی کہ اے برادر تم صاحبقران جانشین رستم زمان
علم شاہ نوجوان ہو کر ایسی باتین کرتے ہو تمکو اس لکاتہ نے بہکا دیا ہی تم گرفتار سحر ہو سکندر نے کہا
کہ مین تو آزاد ہون گرفتار ہوتا تو میدان مین کیونکر آتا ملکہ نے مجھے قید سے رہا کر دیا تھا مین نے خود ملکہ کے
دامن دولت کو چھوڑنا پسند نہین کیا سکندر کی اس مجنونانہ تقریر پر تمام سردار متحیر تھے اور افسوس کرتے
تھے لیکن عاقلون نے سمجھ لیا تھا کہ سکندر مسحور ہی سکندر رستم خو نے کچھ دیر تو انتظار کیا جب کوئی مقابلہ
کے واسطے نہ نکلا تو آواز دی اے عادل کیوان شکوہ معلوم ہوا کہ ہمین لوگون سے قوت صاحبقرانی
تھی ہمارے علیحدہ ہو جانے سے اب کوئی اس قابل نہ رہا کہ واسطے مقابلہ کے نکلے یہ طعنہ سنکر سرداران
اسلام نہایت رنجیدہ ہوئے اور شاہزادہ هراب ثانی نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کس سے لڑوگے وہ کون غیر ہی تم کون
ہو هراب نے عرض کی کہ یہ بجا ارشاد ہوتا ہی لیکن حضور سن رہے ہین کہ سکندر کس طرح کی باتین کرتا ہی

بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بجا کہا ہے بعد صاحبقران کے سکندر ہی صاحبقران ہے یہ وہ سکندر ہے جسنے بارہ برس کے سن مین پردۂ قاف مین جاکر سرکشان قاف کو مارا اور پست کیا تمام قاف کو بلبیس پرستون سے پاک کیا دیو تہمتن ایسے شخص نے اسکی فرمانبرداری قبول کی جو چوبیس سومن کا گرز باندھتا تھا اور اس وقت وہ سحر مین مبہوت ہو رہا ہے اگر ایک دو کلمات نامناسب اسکی زبان سے نکلے تو برداشت کرنا لازم تھے داراب نے عرض کی کہ ابتو مین نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو لوگ کیا کہینگے بادشاہ اسلام نے مجبور ہوکر اجازت دی اس وقت بار دیگر داراب ثانی مرکب پر سوار ہوئے اور سامنے شاہزادہ سکندر رستم خو کے آئے بعد گفتگوے بسیار نوبت نیزہ بازی کی آئی کوئی سو اسو طعن چلی ہوگی کہ سکندر نے سنان نیزہ داراب کی نکال دی داراب نے دوڑ کر چھڑ پر چھڑ ماری کہ دونوں چھڑین ٹوٹ کر زمین پر گرین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ جان بچانے کے پہلو بہت سے تمکو یاد ہین خیر اب اور جس حربہ پر تمکو ناز ہو وہ اٹھاؤ داراب نے دیکھا کہ اگر گرز اٹھاتا ہون تو سکندر کا کیا کر لونگا بس تلوار نیام سے کھینچ لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے جھکائی دی کہ تلوار ہٹ پڑی سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لون مگر داراب بھی ایسا تھوڑی ہے جسکو یہ آناً فاناً مین بہت ہی جلد زیر کر سکین تلوار داراب کے ہاتھ سے نہ چھوٹی لیکن دو ہاتھ سکندر نے اپنے سامنے داراب کو کھینچ لیا داراب نے بھی جو سنبھل کے زور کیا تو یہ بھی ہاتھ بھر سے زیادہ سکندر کو کھینچ لاسکے اس کشاکش مین مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے دانت نکال نکال کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں شیر بیشۂ شجاعت مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تھوڑی ہی دیر مین زرہین پارہ پارہ ہوکے گر گئین سرداران اسلام قریب آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے پانچ شبانہ روز داراب اور سکندر مین کشتی ہوئی پانچوین دن قریب شام داراب کی یہ حالت ہوئی کہ سانس پھول گئی دم چڑھنے لگا اور سکندر کی ایسی حالت نہ تھی اس وقت سرداران اسلام نے دعا کی کہ خدا داراب کی عزت رکھے کہ یہ رشتے مین سکندر سے بڑے ہین اگر زیر ہوگئے تو کسیکو منہہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے قضا سے کارد اتفاقات روزگار پاؤن داراب کا موش خانہ مین جا رہا سکندر داراب کو لپٹائے ہوئے چلا آتا تھا کہ پاؤن داراب کا موشخانہ مین پہنچکے ٹوٹ گیا دفعتہً داراب کی یہ حالت ہوئی کہ دست و پا مین لرزہ پیدا ہوگیا رنگ زرد ہوگیا سکندر نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے داراب نے بیان کیا کہ پاؤن میرا موشخانہ مین جا رہا تھا ٹوٹ گیا سکندر نے داراب کو چھوڑ دیا اور طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا اہل اسلام داراب کو قفس مین ڈالکر اپنے مقام پر لائے علاج ہونے لگا وہان ہمو دجادو نے سکندر کی بڑی تعریف کی شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ اے ملکہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ ہمو دجادو نے پھر طبل جنگ بجوایا خبر اہل اسلام کو ہوئی کہ آج شہنشاہ صف شکن نے فرمائش کرکے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہے سرداران اسلام کو افسوس ہوا کہ دیکھیے کیا زمانہ کی گردش ہے کہ جو اپنے خون جگر سے تھے وہی تشنہ خون ہوگئے ہین یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو پھر دونوں لشکر دعویٰ گاہ مصافت مین ہوکر صف آرا ہوئے آج شہنشاہ صف شکن ہمو دجادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور مبارز طلب ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا کہ مین جاتا ہون اور شہنشاہ صف شکن کو سمجھاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسا ارادہ

نہ کیجیے یہ لوگ نشۂ سحر مین چور ہو رہے ہین انپر نصیحت کارگر نہوگی اسیر ہاتو پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے سمجھانے
مین رہے لیکن رفیع البخت نے مرکب اپنا بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان
چاہی بادشاہ اسلام نے مجبوراً انکو بھی اجازت دی رفیع البخت سامنے شہنشاہ صف شکن کے
آئے نگاور چلی کہ طبقہ زمین کا ہل گیا سنبھل سنبھل کے نیزے ہاتھون مین لیے اور مصروف نیزہ بازی ہوئے
دیر تک نیزہ بازی رہی ایسے جھٹکون پر جھٹکے چلے کہ نیزون کی سنانین ہنانین تشریف لیگئین چھپڑ پر چھپڑ
پڑنے لگی چھپڑین بھی ٹوٹ ٹوٹ کے مانند مسواک کے رہ گئین اب سنبھل سنبھل کے گرز اٹھائے
پہلے ضرب رفیع البخت نے لگائی کہ مرکب شہنشاہ صف شکن کا مارا گیا شہنشاہ صف شکن نے
دوسرا مرکب طلب کیا اور اپنا وار کیا رفیع البخت کا مرکب بھی مارا گیا آخر نوبت کشتی کی آئی دونون
مین چھ روز کشتی رہی آخر رفیع البخت کا بھی کولا اتر گیا اسوقت تک شہنشاہ صف شکن کے
زور کا حال نہ کھلا تھا آج سبکو معلوم ہوا کہ یہ بھی کچھ ہین لوگ رفیع البخت کو لے گئے اور شفا خانہ مین
داخل کیا وہان نمود جادو میدان سے پھر گئی دل مین کہتی تھی کہ اگر مین سحر سے ان لوگون کو گرفتار
نکرلاتی تو اژدرسیہ سر ایسے کیا مقابلہ کرسکتا ضرور گرفتار ہوجاتا یا مارا جاتا آج وحید الملک نے لیے
نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہان خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر صبح کو میدان
مصاف مین آکر صف آرا ہوے وحید الملک نمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے مبارز طلب
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سوچا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہی اولاد کے برابر ہی میرا کہنا ضرور مانیگا بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر سامنے وحید الملک کے آئے وحید الملک نے کہا کہ بھائی صاحب کیا قصد ہی شہنشاہ
گوہر کلاہ نے فرمایا کہ اے وحید الملک تم چھوٹے بھائی ہو فرزند کے مقام پر ہو میری نصیحت کو قبول
کرو اس ساحرہ نے تمکو بہکا دیا ہی اپنے عزیزون سے نہ لڑو ورنہ انجام مین پچھتاؤ گے جسوقت ساحرہ
ماری جائیگی اور تمپر سے اثر سحر برطرف ہوگا اس وقت سوا پچھتانے کے کچھ نہ بن پڑیگی یہ سنکے وحید الملک
نے کہا کہ اگر ملکہ عالم کی شان مین کوئی لفظ بُرا کہیے گا تو مین کچھ بھی خیال نکرونگا کہ آپ کون ہین اور مین
کون ہون کسکی مجال ہی کہ ہمارے ہوتے ملکہ آفاق کے دشمنون کو قتل کرسکے آپ اگر بارادۂ پیکار
آئے ہین تو تلوار کھینچیے ورنہ تلوار رکھ کے پلٹ جائیے یہ سُنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کو غصہ آیا فرمایا کہ
او بے ادب ہم سے زیادہ تجکو اس لکاتہ کا خیال ہی اور مجھ سے کہتا ہی کہ مین تیرے سامنے ہتھیار رکھدون
وحید الملک نے نیزہ اٹھایا اور کہا کہ بس زیادہ سخت کلامی اچھی نہین ہی ورنہ مین بھی سخت کلامی
کرنے مین ذرا بھی تامل نکرونگا یہ کہتے ہوے بڑھے اور نیزہ سینے پر شہنشاہ گوہر کلاہ کے مارا شہنشاہ
گوہر کلاہ نے ترچھے ہوکر خالی دیا اور اپنا بھالا سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی
کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی گھوڑے نے شہنشاہ گوہر کلاہ کے سکندری کھائی تیغہ سر پر
بیٹھا تا دوابرو اتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ ہاتھ سے وحید الملک کے زخمی ہوے لوگ آکر انکو
لے گئے وحید الملک نے پھر مبارز طلب کیا شاہزادہ جمہور آئے یہ بھی زخمی ہوے کئی سردارون
کو وحید الملک نے زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گئے چوتھے روز عارف
بن معروف نے میدان مین آکر اپنا حسب ونسب بیان کیا کہ مین پوتا اسد غازی کا ہون اس وقت
اہل اسلام عارف بن معروف سے آگاہ ہوے معدول بن عدیل نے کہا مین جلکے سمجھتا ہون
اور اپنی قرابت جتاتا ہون جس وقت معدول بن عدیل بن عادی سامنے عارف بن معروف

کے آئے تو کہا کہ اے لڑکے تو مجھے بھی جانتا اور پہچانتا ہے ہم تم ایک دادا کی اولاد ہین اور مین رشتہ مین تیرا دادا
ہوتا ہون اسد غازی میرا چچازاد بھائی تھا عارف نے کہا مین ان باتون کو نہین جانتا اگر تم مسلمان
کے شریک ہو تو مجھے اپنا تشنہ خون سمجھو مجھپر کوئی نصیحت تمھاری کارگر نہوگی یہ کہکر تلوار ماری معدل
بن عدیل ہاتھ سے عارف بن معروف کے زخمی ہوے اسیطرح چار پانچ سردارون کو عارف بن
معروف نے زخمی کیا دوپہر اسنے میدان داری کی بعد عارف کے مظفر بن غضنفر نے میدان مین نکلکر
مبارز طلب کیا مظفر کے ہاتھ سے بھی کئی سرداران اسلام زخمی ہوے یہ لوگ رعایت کرتے تھے
کہ انکی قتل مین بدنامی ہے کہ بیخود و بیہوش مین اگر یون گرفتار ہوسکین تو انکو گرفتار کرلین اور مظفر کہین
چوکتا نہ تھا بلکہ دو چار دیگر سردارون کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے واپس
ہوئے آج صاحبقران نے ممانعت کردی کہ خبردار کل کوئی سرداران لوگون کے مقابلہ کو نہ نکلے مین خود انکے
مقابلہ کرونگا جس وقت پھر طبل جنگ بجنے کی پہونچی تو صاحبقران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور خدا سے
دعا کی کہ تو مدد کر کل ان لوگون سے سامنا ہے جو مجھسے کسیطرح کم نہین ہین خصوصاً سکندر روشن شاہ صف شکن
جب رات گزر کر صبح ہوئی تو حسب معمول دونون طرف کی فوجین میدان مین آ آکر صف آرا ہوئین بعد اراستگی
صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دیکر ہٹتے ہین تو صاحبقران نے اپنے عیار سے ارشاد فرمایا
کہ میدان کو فرق کر طیفور نے کلاہ اپنی اچھالی علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا معلوم ہوا کہ صاحبقران
خود مقابلہ کے واسطے تیار ہین کوئی اور شخص قصد مقابلہ نکرے ادھر جو سرداران اسلام نے دیکھا
کہ آج صاحبقران سے سامنا ہے تو بہرام خون آشام مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت نمرود جادو
کے اور آیا اجازت میدان مانگی نمرود جادو نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا حافظ و نگہبان ہے بہرام خون آشام
میدان مین آیا اور لاف زنی کرنے لگا چونکہ امیر باتوقیر میدان کو فرق کرا چکے تھے صف سے علیحدہ ہوے
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوے بادشاہ اسلام نے تخت
رکھوا دیا اور صاحبقران سے ملکر اجازت میدان دی امیر باتوقیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان مین آئے بہرام خون آشام سے فرمایا کہ تو کون ہے بہرام خون آشام نے کہا کہ مین خداوند
باختر کا خالو اور شاہزادہ وحید الملک کا غلام ہون مجکو شاہزادے نے ایک ہی زد مین زیر کیا تھا
فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہرام نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
بہرام کے چھوٹ گیا بہرام نے غصہ مین آکر تلوار ماری صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور اپنے عیار کے سپرد کردیا یہ دیکھکر وحید الملک کو غصہ آیا
کہ میرے سردار کو صاحبقران نے گرفتار کرلیا اسپ مرکب کو جھکا کر سامنے صاحبقران کے آئے
اور آواز دی کہ آپنے کیا کمال کیا جو میرے سردار کو اسیر کرلیا اسیطرح ایک زد مین مین نے بھی
اسکو گرفتار کیا تھا معلوم ہوا کہ میری اور آپ کی قوت برابر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے وحید الملک
اگر یہ نشہ تمھارے سر مین ہے کہ مین ہمسر صاحبقران ہون تو آزمایش کرلو کہ یہی گو ہے یہی میدان
وحید الملک نے یہ سنکے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ اگر آپ صاحبقران ہین تو مین صاحبقران
بن صاحبقران ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا طعنین چلنے لگین دیکھا عادل
کیوان شکوہ نے کہ باوجود کم سن ہونے کے وحید الملک کہین چوکتا نہین ہے پس آواز دی
کہ اے وحید الملک تمنے اپنے سن سے زیادہ فن سپہگری کو حاصل کیا ہے مگر اس بند کو تو کھولو دیکھو

ہمارا تمہارا فرق بتانے والے یہی بند ہین یہ فرما کر کوئی ایسا بند باندھا کہ وحید الملک کی سمجھ مین نہ آیا اور دہان
نیزہ نکل گیا بس لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی وحید الملک نے خفیف ہو کر گرز اپنا سنبھالا
اور سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے بھی گرز سام بن نریمان کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران نے گرد سے نکل کر
بہت تعریف کی لیکن اپنی ضرب وحید الملک پر نہین لگائی اس وقت وحید الملک نے صاحبقران
کو قسم دی اور کہا کہ آپ بھی مجہپر ضرب لگائیے کہ مجھے بھی تو فرق معلوم ہو صاحبقران نے بایدستی ضرب
وحید الملک پر لگائی اس ضرب سے مرکب وحید الملک کا مارا گیا وحید الملک نے قصد کیا کہ مرکب
امیر کو بھی بے کر دون صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے اور فرمایا کہ اے وحید الملک جانور کا
کیا قصور ہے وحید الملک نے امیر ربیع پر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے
لگے سرداران قریب آکر تماشا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علاحدہ نہوے دونون جانب سے
بد شبی آگئی خلاصہ یہ کہ پانچوین روز صاحبقران نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر گرایا اور اسیر کر کے لے آئے چونکہ دماغ وحید الملک کا اثر سحر سے خراب ہو رہا تھا فہمائش کا اثر نہوا
مجبوراً زندان مین بھجوا دیا ثمود جادو کو اسیری وحید الملک کا نہایت ملال ہوا کہ طبیعت اسکی
وحید الملک پر مائل تھی اور اسنے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان صاحبقران نے بھی نقارہ رزمی بجوایا
تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین
آکر ہنر بامیدان کا دکھایا بہتر سے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری بجائے نیزہ زمین پر گاڑا اور دم گورنہ
کرکے آواز دی اے عادل کیوان شکوہ وہ وقت دوسرا تھا کہ مین نے تم سے مقابلہ نکیا اب تمہارا
دوسرا طریقہ ہے مین اور راستے پر ہون آج لطف مقابلہ اُٹھیگا اور تمکو معلوم ہوگا کہ سکندر صاحبقران
ہے یا مین صاحبقران ہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر یہ حال تو طلسم اسرار باطنی مین جب مین
تجہ یکہ ہی قیدخانہ مین تھے ظاہر ہو گیا تھا کہ تمھاری ضرب سے تا گلو فیل زمین مین غرق ہوا تھا اور میری
ضرب سے پورا فیل غرق ہو گیا تھا سکندر نے کہا کہ اگر پہلی ضرب تمنے لگائی ہوتی اور دوسری ضرب
مین نے لگائی ہوتی تو بھی یہی انجام ہوتا کیونکہ میری ضرب سے زمین اتنی نرم ہوئی کہ فیل گلے تک غرق
زمین ہو گیا اور تمھاری ضرب سے صرف سر فیل غرق زمین ہوا جو بقیہ تہا ہین وہ اسی سے فرق سمجھ لینگے
کہ کسکی ضرب کا اثر زیادہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر اس وقت تک میرے تمہارے
خالص مقابلہ نہین ہوا تھا یہ راز پوشیدہ تھا اور لوگ شک کر سکتے تھے لیکن اب تم اپنے ہاتھون
سامنے مردان عالم کے اُس فرق کو ظاہر کیا چاہتے ہو مین تم سے مقابلہ مین عاجز نہین ہون مین نے
سنا ہے کہ تم سات روز مین شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث سے زیر ہوئے تھے مین نے
نوروز مقابلہ کیا تھا اور نوین دن مجہکو نیچا دکھایا تھا یہ فرق تو ایسا تھا کہ عالم عالم دیکھ رہا تھا بس یہ سُنکے
سکندر طیش مین آیا اور کہا کہ پھر ان باتون سے کیا حاصل ہے گو ہے یہی میدان آج میرے تمہارے
فیصلہ کیون ہوجائے صاحبقران نے فرمایا مجھے کچھ عذر نہین ہے اور مرکب کو جھکا کر سامنے سکندر
رستم خو کے آئے سکندر نے سپر سنبھالی اور اڑ کر کودا باگ کا لیا ادہر صاحبقران عادل
کیوان شکوہ نے بھی دیکھا کہ یہ قصد لگا دینے آتا ہے تو سپر سنبھالی درمیان میدان مین لگا ورچلی یہ معلوم

ہوا کہ زمین ہل گئی سپر سے سپر جو لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑنے چنگاریاں اڑیں مرکب سکندر
کا تین قدم اور مرکب صاحبقران حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا یہ اتنا فرق تھا جسکا اندازہ عام نظرین
ہونا مشکل تھا مگر دیکھنے والوں نے دیکھ لیا سکندر نے برچھا سنبھالا اور سینۂ صاحبقران عالیشان
پر وار کیا صاحبقران نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین
نکال کے گتھ گئے ہین سرداران اسلام دیکھ رہے تھے اور وجد کر رہے تھے ہر مقام پر سکندر چاہتا تھا
کہ نیزہ صاحبقران کا توڑ دوں یا سنان نیزہ نکال دوں مگر ممکن نہوتا تھا پس ایک مقام پر صاحبقران
نے نیزہ کو اپنے بیرخ دکھایا سکندر ترچھے ہو کر نیزہ کو اڑا لے چلا صاحبقران نے زین سے رخ
بدل کے جو جھٹکا مارا تو قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل جائے لیکن سکندر بھی ایسا تھا
جسنے کہ نیزے کو سنبھال لیا مگر سنان نیزہ مانند تیر ارے کے اڑ کر بلند ہوئی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی مملوک بن مالک نے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ بات آپ ہی کے واسطے ہے ادھر سکندر
نے شرمندہ ہو کر چھڑ پر چھڑ ماری کہ دونوں نیزے ٹوٹ گئے پس ڈانڈوں کو ہاتھ سے
پھینک کر اپنا گرز آرابے پر سے لیا یہ وہی دیو تہمتن والا گرز ہے جسکا وزن چوبیس سو من کا ہے ایک
پرچہ کوہ ہے ادھر صاحبقران نے وہی گرز سام بن نریمان اٹھارہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا سکندر نے گرز کو اپنے سر پر چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر دودستی ضرب سر صاحبقران پر
لگائی صاحبقران نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب کی ٹوٹی سکندر نے نعرہ کیا کہ ادھم دپست کردم عیار صاحبقران
دوڑا ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں
ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین طیفور نے آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہے صاحبقران سمجھ چکے تھے کہ مرکب نہ بچا ہوگا اتر کر مرکب سے دوسرا مرکب طلب کیا
یہ مرکب مرکب گلی ہو چکا تھا طیفور نے دوسرا مرکب حاضر کیا صاحبقران نے فرمایا اے طیفور اگر یہ تن
نہوتا تو سوا سکندر کے لائق صاحبقرانی کوئی نہ تھا وہ ضرب لگائی ہے کہ ضرب بدیع الملک کا
مزا آگیا جب صاحبقران اپنے مرکب پر سوار ہوئے تو سکندر نے آواز دی کہ اے عادل کیوان شکوہ
تمکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تم بھی دودستی ضرب لگانا اور کوتاہی نکرنا آفرین قسمت عادل کیوان
شکوہ نے بھی نعرہ مارا اور گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو
سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر نے اپنی گرز دیو تہمتن پر وار صاحبقران کا روکا لیکن
گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا آتش گیر دہ بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب تنگ تنگ غرق زمین ہو گیا ہاتھ تو قائم رہے مگر سکندر پر بیہوشی سی طاری ہو گئی بدن مین
سستی سی پیدا ہو گئی صاحبقران ضرب لگا کر ہٹے اور آواز دی کہ لو خبر اسکی خضران دوڑا ہوا آیا گرد
گرد کی چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا سکندر بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو سر مو سے پسینا
بہ رہا ہے لیکن ہاتھ دونوں اسیطرح مانند ستون فولادی کے قائم ہین انمین فرق نہین ہے آواز دی کہ اے
صاحبقران اوسط ہوشیار ہو جیے یہ کہکے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا سکندر کو ہوش آیا دیکھا سکندر نے
کہ مرکب مر چکا ہے خضران سے کہا کہ واللہ ضرب بدیع الملک سے جو حالت میری ہوئی تھی وہی
اس ضرب سے بھی ہوئی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب کو عادل کے پے کردوں

عادل کیوان شکوہ گھوڑے سے علیحدہ ہوئے اور کہا ای یار عزیز جانور کا کیا قصور ہی سکندر نے
تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور گریبان مین ہاتھ ڈال دیا صاحبقران بھی دست و گریبان ہوگئے دونون
طرف کے سردار قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام سردار نگاہ غور سے دیکھ رہے تھے کہ آج
صاحبقران اوسط اور صاحبقران رابع مین مقابلہ ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہان تمام دن کشتی رہی
تمام رات کشتی رہی صبح کو بھی علیحدہ نہوئے کہانتک بیان کیا جائے سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھوین
روز عادل کیوان شکوہ نے زور مین سکندر کو زیر کیا مگر سینہ تک لاکے چھوڑ دیا سر سے بلند
نہ کیا تاکہ اور لوگون مین اور سکندر مین فرق باقی رہے اور طبل بازگشت بجوا کو صبح کی جانب پھیرے نمود جادو
تو تصویر حیرت بنی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ ایسے بھی مقابلے ہوتے ہین کہ سات سات آٹھ آٹھ
روز تک لڑتے ہین اور کوئی تھکتا نہین یہان صاحبقران سکندر کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے
دنگل پر متمکن ہوئے اور فرمایا کہ ای سکندر ای صاحبقران اوسط کیا ارادے ہین سکندر نے مگر کے
جواب دیا کہ اب آپ مجھکو صاحبقران کہکر مضحکہ کرتے ہین مین ہرگز صاحبقران نہین ہون اگر
صاحبقران ہوتا تو آپکو زیر نہ کو لیتا فرمایا کہ اسکا ملال نکرو تم دوسرے درجے کے صاحبقران ہو
مین کبھی تمکو سر سے بلند نکر سکا سکندر نے کہا یہ آپنے رعایت کی عادل نے قسم کھائی کہ مین نے تمہ
رعایت نہین کی تم مین اور مجھ مین جو فرق ہی وہ خداوند حقیقی نے تمام عالم کے سامنے ظاہر کر دیا بعد
میرے تمہین صاحبقران ہو سکندر نے کہا یہ باتین اسیوقت تک زیبا تھین جبتک مین اور آپ
ایک مذہب رکھتا تھا اب مین صالح کل کا مذہب رکھتا ہون اور آپ خداپرست ہین بہتر یہی ہی کہ
مجھے زندانخانہ مین بھجوا دیجیے یا قتل کر ڈالیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر ہم تم ایک
دادا کے پوتے ایک خون ہین کیونکہ ہو سکتا ہی کہ مین تمھارے ساتھ یہ بدسلوکی کرون سکندر
نے کہا مین نے آپکے ساتھ کونسا سلوک نیک کیا تھا مین اگر باندھ لیجاتا تو بغیر دین خداپرستی چھڑوائے
باز نہ آتا یا قتل کرتا یا قید رکھتا عادل نے کہا کہ تم اپنے ہوش مین نہین ہو قلب تمھارا سحر نمود جادو
نے برگشتہ کر دیا ہی یہ فرماکر پانی طلب کیا اور اسم اعظم اُس پانی پر دم کر کے سکندر کو ملایا اسوقت
سکندر اپنے ہوش مین آیا اور شرماکے گردن نیچی کر لی اور عادل کیوان شکوہ سے شکایت
کی کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ نسبت سحر مین چور ہی تو پہلے ہی کوئی تدارک کیون نہ کیا آپکو میرا ذلیل کرنا
منظور تھا خیر کچھ قباحت نہین ہر دو عالم نے دیکھ لیا کہ صاحبقران کون ہی عادل نے سکندر
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای برادر اگر مین اُس وقت قابو پاتا تو پہلے ہی تمکو ہوشیار کر دیتا بعد اسکے
صاحبقران نے وحید الملک اور بہرام خون آشام کو بھی پانی پلایا برکت اسم اعظم سے یہ لوگ
بھی ہوش مین آئے وہان نمود جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا ادھر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات تیاریان جنگ کی ہوتی رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آگئے بعد آراستگی
صفوف قتال وحید القلب نہیب دیکھتے تھے کہ شاہزادہ صف شکن میدان مین آگئے
دیکھا کہ سکندر اور وحید المذہب لشکر اسلام کے ساتھ میدان مین آگئے ہین شہنشاہ صف شکن
نے سکندر کو طعنہ دیا کہ ای سکندر تمنے بھی قابو پرستی اختیار کر لی زیر ہو کر صاحبقران کے مطیع
ہوگئے خیر کچھ پروا نہین مین اُس شخص کا پوتا ہون جو ثانی صاحبقران تھا اور اُسنے کبھی دعوائے
صاحبقرانی نہین کیا مین نے بھی وہی روش اختیار کی تھی مگر اب مین بھی مجبور ہون آج صاحبقران کو

معلوم ہوگیا یہ کہکر آواز دی کہ اے عادل کیوان شکوہ تم رشتے مین میرے پوتے ہو لیرج نوجوان میرے بھائی اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم میرے چچا ہوتے تھے مین تم سے ہرگز مقابلہ نکرتا مگر اب مجبور ہون کہ تم مسلمان ہو اور مین یہ مذہب نہین رکھتا بکراہت تجھ سے مقابلہ کرتا ہون لیکن ذرا سوچ سمجھ کے میرے مقابلہ پر آنا یہ سُنکے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہرچند آپ رشتے مین مجھسے بڑے ہین لیکن سن مین زیادہ بڑے نہونگے اور آپ ہی مجھے ٹوک رہے ہین ورنہ مین خود آپ سے لڑنا نہ پسند کرتا یہ فرما کر میدان مین تشریف لائے ابتدا نیزہ بازی سے ہوئی سترہ یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نیزے بیکار ہوگئے ایسے جھٹکے چلے کہ سنانین بنانین نکل گئین اور ڈانڈ ون کے بھی پُرزے ہوگئے نیزون کو بیکار سمجھ کے پھینک دیا اور گرز بلند ہوئے ایسی ضربین چلین کہ طبقے ہل ہل گئے مرکب مارے گئے ہر ضرب مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ حریف پیوند خاک ہوا یہانتک کہ نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز کشتی رہی اُس وقت شہنشاہ صف شکن نے پانی طلب کیا صاحبقران نے اپنے عیار سے کہہ رکھا تھا کہ پانی اسم اعظم دم کرکے مین تجھے دیے دیتا ہون پلا دینا تیرا کام ہے بس اُدھر تو شہنشاہ صف شکن نے پانی مانگا اُدھر طیفور نے دوڑ کر پانی دیا چونکہ طیفور خضران کی صورت بنا کھڑا تھا شہنشاہ صف شکن نے بےتامل پانی پی لیا پانی پیتے ہی پھریری سی آئی اور جیسے آنکھین کھل گئین کہا ہائین یہ مین ایسے کیون لڑ رہا ہون عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپ گرفتار سحر تھے شہنشاہ صف شکن نے لاحول پڑھا اور کہا کہ اب مین آپسے نہ لڑونگا خدا نے آپ کو صاحب اسم اعظم اور صاحبقران وقت کیا ہے اُدھر خضران نے دیکھا کہ یہ دوسرا خضران کہان سے آگیا جسنے شہنشاہ صف شکن کو پانی پلایا صاحبقران تو شہنشاہ صف شکن کو اپنے ساتھ لیے ہوے پلٹ آئے نقارہ خوشی بجا شہنشاہ صف شکن کی زور و طاقت کی امیر نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ لائق صاحبقرانی آپ ہین شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ بابا صاحبقران وہی ہے جسے خدا صاحبقران بنائے مجھے اگر قوت صاحبقرانی دی ہے تو تمھین صاحب اسم اعظم کیا ہے لوازم صاحبقرانی تمھین مین جمع ہین اگر مین اپنے ہوش مین ہوتا تو ہرگز تم سے مقابلہ نکرتا اور یہ بھی تمھارا کام تھا کہ میرے ٹوکنے پر بھی تمکو غصہ نہ آیا اور حلم سے کام کیا لائق اس عہدے کے تمھین ہو مجھے یہی روش پسند ہے جو میرے جد نامدار عمرو بن حمزہ یونانی کی تھی آج یہ پورے طور سے قائم مقام عمرو بن حمزہ کے اور سکندر قائم مقام علمشاہ کے ہوگئے اور انھون نے لباس بھی اپنا بدل دیا سرخ پوشی ترک کر کے سپید پوشی اختیار کی اور حالت نقابداری مین یہ نمد پوش اور سکندر ببر پوش اور رحید الملک پلنگینہ پوش بنگئے اُدھر صاحبقران نے اپنے عیار سے فرمایا کہ اے طیفور کسی طرح خضران کو ہوشیار کرو ورنہ ساری محنت خاک ہوجائیگی جن لوگون کو ہمنے سات سات روز مین اپنا کیا ہے انکو خضران دم بھر مین پھر وہین پہونچا دیگا مین کہانتک مقابلے کیا کرونگا طیفور نے کہا کہ آپ خیال کر سکتے ہین کہ خضران عمرو ثالث ہین اور شاہ عیاران ہین اُنپر میری عیاری چل سکیگی فرمایا کہ کیا عمرو نے کسی عیار سے دھوکا نہین کھایا طیفور نے کہا وہ اتفاقی فعل تھا مگر خیر تعمیل ارشاد مین مجھے عذر نہین ہے آپ تھوڑا سا پانی مجھے پڑھ دیجیے یہ کہکر ایک قلم شیشے کی نکال کے صاحبقران کو دی امیر نے اسم اعظم پڑھ دیا طیفور یہان سے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر مل کے جانب لشکر ساحران روانہ ہوا جس وقت لشکر ساحران مین پہونچا تو دیکھا کہ بازار کھلا ہوا ہے لوگ سودا خرید رہے ہین اور خواجہ خضران دوکاندارون سے روز ہی تحصیل کرتے پھرتے ہین

طیفور خضران سے آگے بڑھ گیا لشکر کے سرے پر اک کلال کی دوکان تھی اتفاق سے اُسکو پیشاب معلوم ہوا وہ دوکان سے اُتر کر پیشاب کرنے لگا طیفور نے پشت کی جانب سے ناک مل دی یہ تو وہین ڈھیر ہوا طیفور اُسکی شکل بن کے دوکان پر آ بیٹھا خواجہ خضران دوکاندارون سے تحصیلتے ہوا اُس کلوار کی دوکان پر بھی پہونچے کلوار نے وہی قلم نکال کے پیش کی خضران نے اس نئی حرکت پر کلوار کو غور سے دیکھا اور کہا کہ تو عیار ہے مجھے فریب دینا چاہتا ہے کلوار نے کہا کہ خواجہ ہمنے تو آپ کی بڑی تعریف سنی تھی مگر معلوم ہوا کہ آپ بہت جلد بجوان ہو جاتے ہین اگر آپ یہ سمجھتے ہین کہ اسمین بیہوشی ملی ہوئی ہے تو لیجیے آدھی قلم مین پیے لیتا ہون یہ کہکر آدھی قلم حلق مین اُنڈیل لی خضران نے کہا کہ کل کا واقعہ یہ ہے کہ صاحبقران نے اپنے عیار کو اسم اعظم پڑھ کے پانی دیدیا تھا اُسنے شہنشاہ صفت شکن کو پانی پلا دیا وہ ثمود جادو سے برگشتہ ہو گیا اگر تجھے یہ خیال ہے کہ ایسا تو وہی صورت میرے ساتھ بھی ہو تو ساتھ اس ملکہ عالم کا چھوٹ جائے طیفور ہنسا اور کہا کہ بھلا آپ کی عقل کہان ہے اب اہل اسلام نے شراب پینا ترک کر دی ہے وہ اسکو نجس جانتے ہین بھلا نجس چیز پر اسم اعظم پڑھا جا سکتا ہے یہ بات خضران کے ذہن نشین ہو گئی کہ کلوار سچ کہتا ہے مگر پوچھا کہ تجھے یہ باتین کیونکر معلوم ہوئین کلوار نے کہا کہ پہلے میری دوکان لشکر اسلام ہی مین تھی جب اُن لوگون نے شرابخواری ترک کی تو مین کافرون کے ساتھ رہنے لگا خضران نے کہا تو مسلمان ہو کے پھر کافر ہو گیا کلوار نے کہا مین نہ مسلمان ہون نہ کافر ہون تو شکم پرست ہون جہان کھانے کو ملے یہ کہکر قلم اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی کہ اگر آپ کو نہین لینا منظور ہے اور کچھ شک ہے تو جانے دیجیے خضران نے کہا کہ اب شک میرا رفع ہو گیا لاؤ دیدو مدت کے بعد آج شراب پینے کو جی چاہتا ہے اب مین دین اسلام مین نہین ہون جو شراب سے پرہیز کرون طیفور نے جب لاکر دیا تو قلم دی خضران نے وہین کھڑے کھڑے قلم حلق مین اونڈیل لی قلم مین شراب کے بدلے آب انار تھا خضران کی آنکھین کھل گئین اثر سحر برطرف ہوا قلم ہاتھ سے پھینک دی اور کلوار پر آنکھین نکالین کہ تو نے غضب کیا ایسا مجھے بہکایا کہ مین نے شراب پی لی دیکھیے اس گناہ کبیرہ کی کیونکر بخشش ہوتی ہے طیفور نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ یہ شراب نتھی آب انار تھا مجھے آپ نے پہچانا خضران نے طیفور کو گلے لگا لیا اور کہا کہ اے طیفور معلوم ہوا کہ بعد میرے گلیم اور زنبیل کا سوا تیرے کوئی مالک نہوگا طیفور نے کہا کہ خیر یہ تو خدا کو معلوم ہے اب کیا کرنا چاہیے خضران نے کہا کہ چلو عیاری کر کے سرداران اسلام کو رہا کر لے چلین طیفور نے کہا چلیے خضران نے کہا کہ ابھی میرے حال سے کوئی واقف نہین ہے کہ مین اسیر سحر ہون یا اپنے ہوش مین آگیا ہون لیکن تم سے لوگ کھٹکینگے طیفور نے کہا کہ مین کبابی بن کے آتا ہون آپ آگے چلیے خضران نے اس رائے کو پسند کیا خضران تو طیفور سے علیحدہ ہوا اور خیمہ مین منظفر بن غضنفر کے آیا یہان عارف بن معروف اور حکیم سوداوی دانا بھی موجود تھے یہی باتین ہو رہی تھین کہ آج تو طبل جنگ بجا نہین ہے لیکن کل ضرور نقارہ رزمی بجیگا ہم اگر لڑے بھی تو صاحبقران سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے پھر کیا کرنا چاہیے خضران نے کہا کہ اگر کہیے تو مین جا کر بیہوش کر کے اُٹھا لاؤن منظفر نے کہا کہ اسمین بدنامی ہے علاوہ اسکے تم کس کسکو گرفتار کروگے ہر چند کہ تم شاہ عیاران ہو لیکن وہان ایک لاکھ اسی ہزار پیک بچہ ہے جو تمھارے ہی ماتحت رہے تھے اُنکی حفاظت مین سے سرداران کا لانا کوئی آسان بات نہین ہے ملکہ ثمود جادو خود کوئی انتظام کریگی اتنے مین کبابی نے

آواز لگائی خضران نے بارگاہ سے نکلکر کبابی کو بلا لیا مظفر نے کہا کہ خواجہ ہمارے واسطے بھی کباب
لے لو خضران نے پلٹون مین کباب لیکر تینون آدمیون کے سامنے رکھدیے جسنے کباب کھائے
وہ حیران ہوا کہ ہم اک کافرہ کے شریک کیون ہوے اور صاحبقران سے کیون برسر مقابلہ آئے چل کر
امیر سے عذر کرنا چاہیے مظفر نے کہا کہ خواجہ تجھ سے عجب ہی کہ تم نے رفاقت امیر سے منہ موڑا
حکیم سودائی دانا نے بھی یہی کلمہ کہا عارف بن معروف نے کہا کہ بھائی صاحب پھر ان باتون سے تو کچھ
حاصل نہین یہان سے جلد نکل چلیے ورنہ پھر گرفتار ہو جاپئے گا طیفور نے لڑکا بولون کا اٹھا کر چلتا ہوا خضران
ان سبکو ساتھ لیکر لشکر سے نکلا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لشکر کفار کے لوگ نہ سمجھے کہ یہ لوگ
کہان جاتے ہین اور کیون جاتے ہین سب سے پہلے طیفور خدمت صاحبقران مین پہونچا اور سلام
کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیفور کیا کیا طیفور نے عرض کی کہ حضور بھلا شاہ
عیاران پر عیاری کرنا آسان کام نہین ہی خود گرفتار ہو گیا ہوتا بمشکل اپنی ہی جان بچائی صاحبقران
نے گردن نیچی کر لی اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ خواجہ خضران مع عارف بن معروف
اور مظفر بن غضنفر اور حکیم سودائی دانا آتے ہین صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے استقبال
کے بھیجا لیکن یہ خیال گذرا کہ شاید کوئی پیام لاتے ہین جسوقت خضران سامنے آیا تو مودب ہو کے سلام
کیا اور عرض کی کہ صاحبقران مجکو شاہزادہ بدیع الملک اسواسطے چھوڑ گئے تھے کہ آپ کا
عیار نا تجربہ کار ہی لیکن اب میری ضرورت نہین معلوم ہوتی ہی یہ کہکر طیفور کی نہایت تعریف کی کہ مین
ہوشیار ہو گیا تھا مگر اسنے ایسا دھوکا دیا کہ مین اسکے فریب مین آگیا مین نے اور عیارون سے بھی دھوکا
کھایا ہی لیکن ہوشیار ہوجانے کے بعد کبھی دھوکا نہین کھایا ہی صاحبقران نہایت خوش ہوے سب
سردار نے نقارۂ شادمانی پر چوب لگی اب خضران نے حکیم سودائی دانا کا حال اور ملک باختر کی کیفیت
بیان کی صاحبقران نے اپنے عیار کو بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور ایک خلعت حکیم سودائی کو عطا
کو دیا کہ انھون نے بھی باختر مین بڑی خیرخواہی کی تھی طیفور کو جسقدر روپیہ اور خلعت ملا تھے سب خضران
کو دیدیا اور کہا کہ میرے پاس ایسی چیزون کے رکھنے کا ٹھکانا نہین ہی خواجہ بہت خوش ہوے اور فرمایا
کہ یہ سب امانت رہیگا اسلیے کہ مین خوب جان چکا ہون کہ بانہا ہے عیاری کا وارث سوا تمہارے کوئی نہین
ہی لیکن خبر اس طبل شادمانی کی نمود جادو کو ہوئی کہ جو سردار اور عیار باقی تھے وہ بھی جاکر امیر کے
شریک ہو گئے نمود جادو نے طائران سحر سے پوچھا کہ یہ کیونکر جاکے شریک ہو گئے سحر کو میرے
کسنے باطل کیا طائران سحر نے کہا کہ عیار امیر کا آیا تھا اُسنے خضران کو شربت پلایا اور سردارون کو
کباب کھلائے اُسکے پینے سے اثر سحر زائل ہو گیا اس سے زیادہ ہم نہین جانتے یہ سنکر نمود جادو سمجھ
گئی کہ یہ فعل سوا اسم اعظم کے دوسری چیز کا نہین ہی بس اسنے غصہ مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارہ کر زمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی امیر نے بھی کوس
حربی بجوایا خضران نے کہا کہ آج آپ بارگاہ سلیمانی مین قیام رکھیے اسلیے کہ صبح کو ساحرہ سے سامنا
ہی ایسا نہو وہ اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرے نمود جادو نے تمام رات کوشش کی مگر قابو نہ پایا
کہ اسم اعظم بند کر لی جب صبح ہوئی تو صاحبقران خیمہ سے برآمد ہوے نماز صبح سے فراغ
حاصل کر کے اسلحہ جنگ سے آراستہ کیلو آلات حرب و ضرب لگا کر مرکب پر سوار ہوے اور راہ میدان
کا ندا لی اُدھر نمود جادو تخت سحر اڑا کر میدان مین آئی پشت پر فوج ساحران جانوران سحر

سوار ساتھ تھے جسوقت طرفین مین تیاری رزم ہو چکی تو صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور آنکھ نے دامنہ گرد شگافتہ ہو
دیکھا کہ اژدر سیہ سر ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چلا آتا ہے سکندر رستم خو نے اسکے حالات
سے صاحبقران کو مطلع کیا ادہر نمود جادو نے ساحرون کو اسکے استقبال کے واسطے بھیجا لوگ گئے
اور اژدر سیہ سر کو استقبال کر کے لائے اسنے پوچھا کہ کیا حالت ہے نمود جادو نے سب کیفیت بیان
کی اور کہا کہ اچھا ہوا جو تم آ گئے اب مین تمہارے ہی ہاتھ سے ان خدا پرستون کو زک دلواؤنگی یہ کہکر طبل
بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر گئی ادہر اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ اب یہ کوئی کرشمہ سحر کا بنائیگی سکندر رستم خو نے کہا کہ ملک سرشاریہ مین بھی اسنے یہی
کیا تھا کہ نقاب دار سیہ پوش بنکے آئی تھی اور سبکو اسیر کرنے گئی تھی ہم سب اسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے
تھے فرمایا خیر دیکھا جائیگا وہان نمود جادو نے ایک بازو بند تیار کیا اور اژدر سیہ سر کو دیا کہ اسے
تو اپنے بازو پہ باندھ لے کوئی حربہ تجھپر اثر نکریگا اور اب مین اسم اعظم تمہر دراہیع کا بند کرنے جاتی ہون
یہ کہکر وہان سے قمری بن کے اڑی اور متصل بارگاہ صاحبقران کے ایک درخت پر جاکے بیٹھ رہی
وہان اژدر سیہ سر نے طبل جنگ بجوادیا ادہر لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری
جنگ رہی خضر ان نے صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی سے نکلنے نہ دیا جب صبح کو امیر با توقیر سوار
ہونے کے واسطے بارگاہ سے باہر آئے تو طیفور نے کہا کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے چلیے
امیر نے جیسے ہی اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا ایک طائر قیلتا ہوا آیا اور تین چکر سر صاحبقران سے
لگا کر اڑتا ہوا چلا گیا اب جو امیر خیال کرتے ہین تو اسم اعظم یاد نہین نہایت پریشان ہوئے طیفور
تو اسی وقت سے غائب ہو گیا امیر با توقیر مع لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اژدر
سیہ سر میدان مین آیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو اژدر سیہ سر
نکلا اور بعد سلح شوری مبارز طلب ہوا شاہزادہ ملقیس بن قمبود نے مرکب اپنا نکالا اور بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے بعد گفتگوے بسیار اژدر سیہ سر نے نیزہ
مارا ملقیس نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا طعنین چلنے لگین چند طعن مین ملقیس نے ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے
نیزہ ہوائی کیا اژدر سیہ سر نے تلوار کھینچ لی اور وار کیا ملقیس نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا غرضکہ
کئی ضرب کی رد و بدل مین شاہزادہ ملقیس ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے زخمی ہوے بعد اسکے
تہمتن گرد سردار سکندر رستم خو نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا غنفاے کوہ پیکر نکلا یہ بھی زخمی
ہوا شام تک اژدر سیہ سر نے چند سردار زخمی کیے اور چند سردارون کو جان سے مارا شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے دوسرے روز پھر اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے کئی سردار
زخمی ہوئے اسی طرح تین چار روز کی میدان داری مین اژدر سیہ سر نے چالیس سردارون کو
زخمی کیا اور بارہ سردار شہید ہوئے پانچوین روز پھر صف بندی ہوئی دونو جانب سے اژدر سیہ سر نکلا ہے اور ہر ایک
یہ خیال کرتا ہے کہ اس سے لڑکر سوا زخمی ہونے کے اور کیا حاصل ہوگا اور اژدر سیہ سر برابر سب کو مار رہا ہے کہ ناگہ
غضنفر خداوند باختر کا ایک مرتبہ لشکر شاہزادہ آصف انجم طلعت کے علم جلوہ گری پر آئے اور انھون
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر گھوڑے سے اتر مجرا بجا لائے اجازت
میدان چاہی فرمایا کہ اب تو آپ نکل چکے جائیے خدا نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت
کر کے بازہ دیگر مرکب پر سوار ہوئے اور سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نکا در زن ہوا

شاہزادہ آصف انجم طلعت نے سنبھل کے تگا وری ماری کہ پانچ قدم مرکب اژدر سیہ سر کا دور گیا اور حسب عادت دو قدم مرکب آصف انجم طلعت کا پیچھے ہٹا کہ باگ پھیر پھر اژدر سیہ سر سامنے آیا اور تلوار کمر سے کھینچکر آصف انجم طلعت پر وار کیا آصف انجم طلعت نے دھار دو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرا ہاتھ بند کمر کی طرف بڑھایا اژدر سیہ سر بھی دست و گریبان ہوا مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے غرض کشمکش کسے ہونے لگے دونوں طرف کے سردار قریب آ گئے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوئے دونوں جانب سے روشنی آگئی بادشاہ اسلام فرمارہے ہیں کہ آصف انجم طلعت نے بڑی ہوشیاری کی ہے اب کشتی میں اسکو باندہ لائینگے غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن آصف انجم طلعت نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑا اور سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ زمین پر ماروں کہ دفعتہ بجلی کڑکی اور نمود جادو پنجہ بنکر ہی اور اژدر سیہ سر کو اٹھا لے گئی چونکہ شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں لشکر میدان سے پھرے بادشاہ اسلام آصف انجم طلعت پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہاں نمود جادو اژدر سیہ سر کو ہم گھاٹے گئی تو صحرا میں آتری اور کہا کہ آج طبل جنگ نہ بجوانا میں یہ انتظام کئے دیتی ہوں کہ بزور بھی کوئی تجکو زیر نہ کر سکے یہ کہکر اسنے صحرا میں چوکہ دیکر رات بھر اسم خوانی کی اور ایک ہیکل تیار کر کے رکھی اژدر سیہ سر اپنے لشکر میں آیا رات بسر کی صبح کو نمود جادو آئی اور اژدر سیہ سر کو ہیکل دے کے کہہ گئی کہ اب کوئی اندیشہ نہیں رہا نہ تو حربہ اثر کر سکتا ہے نہ زور چل سکتا ہے ایک روز تو کل سرداروں کو اسیر اور قتل کر اور ایک روز نقابدار بنکر میں میداندار کرونگی بس چند ہی روز میں ان خدا پرستوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہ کہکر چلی گئی یہاں اژدر سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں تو پھر اژدر سیہ سر میدان میں آیا اور لکارا کہ ای آصف انجم طلعت کل میرے تمہارے فیصلہ نہونے پایا تھا کہ تجکو بچا لیگیا تھا اب آج میں بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہ ہٹونگا یہ سنکر آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے میں ہر وقت تیری سر کوبی کو موجود ہوں یہ فرما کر مرکب کو چھیڑا اور سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نے کہا کہ صرف زور کی آزمائش میرے تمہارے باقی رہگئی تھی وہی ہونا چاہیے نیزہ و شمشیر کی لڑائی تو خوب ہو چکی ہے اس میں شک نہیں کہ فن نیزہ بازی کو تم لوگوں سے بڑھکر کوئی نہیں جانتا ہے یہ کہکر مرکب سے اتر کر کشتی پر آمادہ ہوا آصف انجم طلعت بھی گھوڑے سے کودے دونوں بالکل نہتے ہوئے ہتھیار رکھ دیے اور دست و گریبان ہوکر زور کرنے لگے تین پہر کامل کشتی رہی یا تو شام کو آصف انجم طلعت نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑ لیا تھا اژدر سیہ سر نے تین پہر میں آصف انجم طلعت کو باندھ لیا بس یہ دیکھکر برجیس بن اکوان کو تاب ضبط نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آیا اژدر سیہ سر نے آصف کو تو زندان میں بھجوا دیا اور برجیس بن اکوان سے کہا کہ او طفل تو مجھ سے کیا مقابلہ کریگا برجیس نے کہا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں کہ جب تو نے دارا ماجد کو اسیر کر لیا تو میں تیرا کیا کر سکتا ہوں مگر مجکو تو اسکے پاس پہونچنا منظور ہے کہ جس حال میں وہ ہوں اسی حال میں میں ہوں یہ سنکر اژدر سیہ سر نے کہا کہ ای برجیس تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اکوان تاجدار خداوند خلاق کا فرزند ہو کر اس خدا پرست سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اسے اپنا باپ کہتا ہے برجیس نے کہا کہ لعنت خداوندی اکوان تاجدار کی کہاں گئی اگر خداوند تھا تو بندوں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا چونکہ باپ میرا حق پر نہ تھا اس وجہ سے میں نے اسکی روش اختیار نہ کی اور یہ بزرگ جنکو میں والد اپنا

کہتا ہون خود باپ میرا اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیگیا ہی اور اُنکی بدولت مین نے راہ راست پائی ہی انھین کی تربیت
و تعلیم اُٹھائی باپ سے زیادہ اپنے حال پر شفیق پایا اگر مین یہ کہتا ہون تو کیا بیجا کہتا ہون یہ سُن کے اژدر
سیہ سر نے کہا کہ آصف انجم طلعت نے جو تیری مان کے عشق مین اپنے کو آگ مین گرا دیا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ تو نطفہ سے بھی آصف ہی کے ہی ورنہ ایسی باتین نکرتا بس یہ سنکر چہرہ غصہ سے برجیس کا
سُرخ ہو گیا لیکن ضبط کرکے آواز دی کہ او ملعون مین حلالی ہون حرامی نہین ہون مین پیدا ہو چکا تھا
جب طلسم نہ طاق فتح ہوا ہی اور اُسکے قبل کسی نے بھی خدا پرستون مین سے میری مان کو دیکھا نتھا
مجھکو فرزند آصف ہونے سے کبھی انکار نہوتا بشرطیکہ ایسا در اصل بھی ہوتا اسلیے کہ آصف انجم
طلعت کو مین انکو ان تاجدار سے بہتر جانتا ہون اسی سے اُنکے دین کو اختیار کیا اور اپنے
باپ کے آئین سے روگردانی کی خدا پرست کبھی زن شوہردار کو اپنے اوپر جائز نہین سمجھتے ہین ورنہ مین
غرض دم بھرنے کے آصف اور اپنی مان دونون کا تشنہ خون ہو جاتا اور اس طرح اطاعت نکرتا یہ سُنکے
اژدر سیہ سر نے کہا کہ اگر تو یہ نہ کہیگا تو کیا یہ کہیگا کہ اُس شخص کی مان سے اور آصف سے تعلق تھا
بس یہ سُنکے برجیس سے ضبط نہو سکا اور اژدر سیہ سر کو نیزہ مارا اژدر سیہ سر نے نیزہ کو پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے برجیس کے نیزہ نکل گیا برجیس نے تلوار ماری اژدر سیہ سر نے سر آگے بڑھا دیا
تلوار سر پر پڑتے ہی اسطرح اُچٹ گئی گویا سنگ پر پڑی بس اژدر سیہ سر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور اپنی طرف کھینچا کہ برجیس سامنے اژدر سیہ سر کے آرہا اژدر سیہ سر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو برجیس کو اُٹھا لیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام کو سخت
تعجب ہوا اور تمام لشکر اسلام مین چرچا تھا کہ اتنی کسی کی مجال نہین کہ آصف کو اس طرح زیر کرے بادشاہ
اسلام اور امیر عالی مقام بھی نہایت پریشان میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے وہان اژدر
سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوا دیا جب صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے
ہنوز اژدر سیہ سر نے قدم آگے نہ بڑھایا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور ایک نقابدار آئینہ پوش
پیدا ہوا میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ آرزو
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سُنتے ہی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار آئینہ پوش نے کہا کہ بڑھو نگر بس جیسے ہی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے آئینون پر نظر ڈالی بیخودی طاری ہوئی خیالات پلٹ گئے نقابدار آئینہ پوش سے کہا کہ اب مین
آج سے تیرا مطیع ہون نقابدار نے کہا اچھا میری طرف چلے آؤ آصف انجم طلعت کو تو اژدر سیہ سر نے اُٹھا
کے اسیر کیا تھا یہ بے لڑے نقابدار کے شریک ہو کر اُسکے لشکر مین چلے گئے نقابدار نے پھر
مبارز طلب کیا آپ کی اس صف سے قران فیل سوار مقابلہ کو گیا اُسکی بھی وہی حالت ہوئی جو شہنشاہ
گوہر کلاہ کی ہوئی تھی یہانتک کہ شام تک مین شہنشاہ گوہر کلاہ اور تمام اُنکے سردار اس طرف سے
جاکر نقابدار کے شریک ہو گئے نقابدار سبکو ساتھ لیے ہوے جانب صحرا روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران
حیران و پریشان داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اُدھر اژدر سیہ سر اپنی فوج کو لیے ہوے واپس ہوا
خلاصہ یہ کہ تین چار روز کی میدانداری مین چار پانچ سو سردار لشکر اسلام کے اسیر ہوے ایک میدانداری
نقابدار آئینہ پوش کرتا ہی ایک میدانداری اژدر سیہ سر کرتا ہی نقابدار کے ساتھ کوئی نہین ہی
جو سرداران اسلام اسکے مقابلہ کو گئے تھے اور نقابدار کے شریک ہو گئے تھے وہی سب ہمراہ نقابدار

کے آتے ہین اور جو سردار اژدر سیہ سحر نے اسیر کیے ہین وہ سب اژدر سیہ سحر کے یہان قید ہین اور نقابدار
یہ کہے گیا ہی کہ جسوقت دو حصے سردار میرے اختیار مین آجائینگے اور ایک حصہ باقی رہجائیگا اُس وقت
اُنھین لوگون کو لشکر اسلام سے لڑواؤنگا آج صاحبقران نے عیارون پر تاکید فرمائی ہی کہ اس نقابدار
کا پتا لگاؤ کہ یہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی اسم اعظم بھی صاحبقران کا بند ہی وہان اژدر سیہ سحر
برابر نقارہ رزمی بجواسکے جاتا ہی دم نہین لیتا ہی عیار رہا سے تلاش جاتے ہین اور پھر واپس آتے ہین
لیکن حال طیفور بادیہ گرد کا عرض کیا جاتا ہی کہ آج جو نقابدار سرداران اسلام کو مطیع بنا کر واپس ہوا
طیفور بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا دیکھا کہ جاتے جاتے نقابدار اک باغ مین پہونچکر دروازہ باغ پر
ٹھہر گیا جو نگہبان کھڑے تھے اُنھین سمجھا دیا کہ فلان فلان کے سوا اگر کوئی اندر آئے تو اسکو
آنے نہ دینا یہ کہکر نقابدار داخل باغ ہوا سب سردار بھی داخل باغ ہوے طیفور بادیہ گرد سہراب
بن رستم کے گھوڑے کا سائیس بنا ہوا ساتھ تھا اُسوجہ سے یہ بھی داخل باغ ہوگیا اندر باغ
کے دیکھا کہ اک قصر رفیع الشان بنا ہوا ہی قصر کے ہزارہا درجے ہین سب سردار ایک ایک درجہ
مین داخل ہوے پھر بھی بہت سے درجے خالی رہگئے اب نقابدار نے قصر کے سامنے چبوترے پر
آکے قیام کیا سب سردار آکر جمع ہوے بزم آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب ارغوانی گردش مین آیا یہ رنگ دیکھکر طیفور فکر
کرنے لگا کیونکر حال اس نقابدار کا معلوم ہو کہ یہ کون ہی کہ اکثر تہ صحبت برخاست ہوئی سب سردار اپنی اپنی خوابگاہ مین جاکر محو خواب
ہوے اور نقابدار آئینہ پوش بھی ایک درجہ مین گیا لباس اُتارا مسہری پر لیٹ رہا طیفور اسی فکر
مین ٹہل رہا تھا کہ کیونکر حال نقابدار کا دریافت کرون کہ دیکھا اک پہریدار باری برخاست کرکے اری
سوسن اری سوسن پکارتی ہوئی کمرے سے باہر آئی سوسن حاضر حاضر کہتی ہوئی دوڑی سنبل
نے کہا کہ اری سوسن ملکہ آفاق نے ارشاد کیا ہی کہ آج کی رات کوئی چور آئیگا اور سرمایۂ زندگی ہمارا
چرا لے جائیگا بہت ہوشیار رہنا وہ جو صندوقچہ ملکہ کے سرہانے رکھا ہی اُسمین سب کچھ ہی شاید
ملکہ کی آنکھ لگ جائے سوسن نے کہا کہ اُسمین کیا ہی سنبل نے کہا کہ ایسی ننھی ننھی باتین کرتی ہی
جیسے تو ناواقف ہی اور کچھ جانتی ہی نہین ارے وہی آئینہ اور شیشہ ہی شیشے مین اسم اعظم حمزہ کا بند
ہی اور آئینہ کرامات سحر ملکہ کی ہی جو دیکھتا ہی وہ مطیع ہو جاتا ہی یہ سُن کے سوسن نے کہا کہ اچھا میری
بہن ذرا تو ٹھہر جا تو مین جاکر اپنی کٹھری بھی سینت سنبھال آؤن ایسا نہو کہ چور میری کٹھری لیجائے
تو مین کہین کی نہ رہونگی سنبل اُسی جگہ ٹھہری رہی اور سوسن بھاگی ہوئی گئی یہ سب باتین طیفور
سن رہا تھا بس جیسے ہی سوسن پلٹ کے آئی سنبل تو اپنی طرف روانہ ہوئی اور سوسن اپنے
کمرے کے طرف چلی طیفور نے پشت پر سے آکر آواز دی کہ بہن سوسن ذرا میری بھی سُنتی جاؤ
سوسن نے کہا کون طیفور اک عورت کی شکل بنا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ ہمارے واسطے بھی ملکہ سے
سفارش کرنا شاید وہ ہمین نوکر رکھ لین اور لو یہ نشانی ہماری اپنے پاس رہنے دو سوسن نے سر سے
پاؤن تک دیکھکر کہا کہ تم کون ہو کہا مین سنبل کی خالہ زاد بہن ہون ملکہ کا قاعدہ یہ ہی کہ وہ ایک گھر کے
دو آدمی نوکر نہین رکھتین ہین ورنہ میری بہن خود سعی کر دیتی تم اس بات کا اظہار نہ کرنا کہ یہ سنبل کی بہن
ہی پوچھا نام تمھارا کیا ہی کہا مجکو گلسترن کہتے ہین یہ کہکر گلسترن نقلی نے اک ڈبیا دی اور کہا کہ نشانی
میری یہی ہی اسمین اک ایسی چیز ہی کہ دیکھو گی تو بہت خوش ہوگی سوسن نے اُس ڈبیا کو کھولا کھولتے ہی
بقچۂ بیہوشی اُڑا اور سوسن چھینک مار کر بیہوش ہوئی طیفور نے جلدی سے سوسن کو تو اُٹھا کر کسی

گوشۂ باغ مین ڈال دیا اور آپ سوسن کی شکل بنکر اندر کمرے کے داخل ہوا تو دیکھا کہ نمود جادو مسہری
پر لیٹی ہوئی ہی کہا اے سوسن تو نے بڑی دیر کی سوسن نے کہا کہ کیا کہون شغل کی باتون مین اُلجھ گئی تھی
کہا خیر آج کی رات کھٹکے کی ہی اور مجھپر نیند کا غلبہ ہی ذرا اس صندوقچہ سے ہوشیار رہنا سوسن نے کہا
کہ اسکی کنجی تو آپکے پاس ہی نہ کہا ہان میرے کمر بند مین بندھی ہوئی ہی سوسن نے کہا کہ آپ آرام سے سوئیے اطمینان رکھیے کیا مجال
ہی کسیکی کہ صندوقچہ کی طرف نظر اٹھاکے بھی دیکھ سکے یہ کہکر پاؤن دبانا شروع کیے نمود جادو پر تو خواب مرگ طاری ہوا تھوڑے ہی
عرصہ مین نفیر خواب بلند ہوئی پس طیفور نے اپنی جگہ سے اُٹھکے بغل سے کسوت عیاری نکالی اور اُسمین
سے اک آئینہ اور اک شیشہ نکالا اور کفچۂ عیاری مین بیہوشی رکھکر دماغ مین نمود جادو کے پھونک
دی نمود جادو بالکل بیہوش ہوگئی اب طیفور نے کنجی ازاربند سے کھولی اور صندوقچہ سے شیشہ اسم
اعظم اور آئینہ نکالکر اپنے قبضہ مین کیا اور ویسا ہی آئینہ اور شیشہ صندوقچہ مین رکھکر کمرے سے نکلا
اور سائیس بنکر اصطبل مین آیا گھوڑے لانے لگا کیونکہ صبح قریب تھی وہان سوسن کو جو ہوش آیا تو اپنے
اپنے کو گوشۂ باغ مین پایا جلدی سے اُٹھی اور کمرے مین نمود جادو کے آئی اسکو یہ ڈر لگا تھا کہ
بی بی خفا ہون کہ تو اتنی دیر کہان رہی اور نمود جادو تو سوسن نقلی کو دیکھ ہی کے سوئی تھی جب
نسیم سحری چلی تو نمود جادو کو ہوش آیا دیکھا سوسن جاگ رہی ہی نمود جادو نے شائستگی دی
اور لباس جنگ زیب جسم کرکے نقاب درست کرکے احتیاطاً صندوقچہ کو کھولکر دیکھا تو اُسمین شیشہ
اور آئینہ موجود پایا پس حسب معمول سب سرداران کو ساتھ لیکر باغ سے نکلی اور جانب حربگاہ
روانہ ہوئی طیفور سائیس بنا ہوا ساتھ ان سبکے نکل آیا وہان صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہو ہی چکے تھے گرد اُڑی اور نقابدار آئینہ پوش بھی پہونچا لیکن آج اژدر سیہ سر کی میدانداری
کا روز تھا اژدر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز اس طرف سے کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ طیفور پہونچا اور صاحبقران کے کان مین کچھ کہا بس اُسی وقت صاحبقران نے
اشارہ کیا طیفور نے میدان قرق کیا صاحبقران مرکب کو بڑھاکر سامنے تخت بادشاہ کے آئے
علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا بادشاہ اسلام نے تخت اپنا رکھوا دیا اور صاحبقران کا سر سینے سے
لگاکر ارشاد فرمایا کہ آپنے یہ کیا غضب کیا کہ مقابلہ کو اس مکار کے نکلے اسم اعظم آپکو فراموش
ہی آپ کے تشریف لیجانے سے فوج بے سالار ہو جائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر آدھا
رہگیا اب اگر مین اس وقت مین بھی نہ نکلونگا تو عالم مجھکو کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے بمشکل اجازت دی
اس وقت صاحبقران عالی شان مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کو اژدر سیہ سر کے گئے اُدھر طیفور نے
چپکے سے وہ شیشہ توڑ ڈالا جسمین اسم اعظم صاحبقران بند تھا وہان اژدر سیہ سر نے نعرہ کیا کہ اے
صاحبقران زمان کسی سردار سے آپ سے سامنا نہ پڑا تھا ورنہ آپ اسقدر ترقی نہ کرسکتے دیکھا
آپنے کہ مین نے کس طرح سرداران اسلام کو زیر کیا ہی جس سردار کو آپ نے تین روز مین زیر کیا تھا اُسے
مین نے ایک روز مین اسیر کرلیا اسی سے اپنی اور میری قوت کا فرق سمجھ لیجیے صاحبقران نے فرمایا
کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ ایک ساحرہ کے بل پر تو اپنے کو سپاہی کہتا ہی لا ضرب بہادری
کی ابھی معلوم ہو جائے کہ مین کتنا ہون اور تو کتنا ہی یہ سُنکے اژدر سیہ سر نے نیزہ مارا بس صاحبقران
نے چند طعن مین نیزہ اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے نکال دیا اژدر سیہ سر نے بل کھاکر تلوار کمر سے
کھینچ لی صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی ردو بدل ہونے لگی صاحبقران نے اثناء شمشیر زنی مین

ہاتھ کلائی پر اژدر سیہ سر کی ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لون ممکن نہوا بس چپکے چپکے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ظیفور نے بھی بات چپکے سے کہی تھی کہ مین نے شیشہ اسم اعظم توڑ ڈالا ہے اور اژدر سیہ سر مین قوت سحر ہے آپ مقابلہ کے وقت اسم اعظم پڑھتے رہیے گا بس اسم اعظم پڑھتے ہی قوت سحر سلب ہوگئی اصلی قوت اژدر سیہ سر کی باقی رہگئی اسی وقت امیر ربیع نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند مضبوط پکڑ کے جو زور کیا تو اژدر سیہ سر کو اٹھا لیا اور اچھال دیا گرتے وقت تلوار ستے چور نکال لی گیا نعش اژدر سیہ سر کی زمین پر گری یہ دیکھکر نمود جادو یعنی نقابدار آئینہ پوش کو حیرت ہوئی غصہ مین مرکب کو جھکاکر سامنے صاحبقران کے آئی اور پکاری کہ مجھ سے تو سامنا کر وہ آئینہ نقلی پیشانی پر اسکے نصب تھا صاحبقران پر کوئی اثر نہوا فرمایا تلوار کمر سے کھینچکر مجھ سے مقابلہ کر یہ تیری شعبدہ بازی نچھپ نہ چلیگی نمود جادو نے شمشیر سحر کمر سے کھینچکر صاحبقران پر وار کیا امیر ربیع چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے رہے وار نمود جادو کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا مارا تو نمود جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے بس مرتے ہی نمود جادو کے قیامت برپا ہوئی جو سردار اسیر سحر تھے وہ بیہوش ہوگئے ہمراہیان اژدر سیہ سر لاش اپنے سردار کی لیکر سار لقیہ کی طرف بھاگے یہان جبتک لاش نمود جادو کی تڑپتی رہی اس وقت تک ایک قیامت برپا رہی آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام نمود جادو و لود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو سرداران اسلام بھی ہوش مین آئے اور ملازمان نمود جادو رومال سے ہاتھ باندہ کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہمین آپ کی اطاعت منظور ہے صاحبقران نے سبکو کلمہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے جو قیدی انکے تحت مین تھے ان سبکو بھی رہا کرکے لے آئے صاحبقران نے سبکو نوکر رکھ لیا سحر سے توبہ کرائی اور لاش نمود جادو کی مزبلہ پر پھنکوا دی بعد اسکے جشن کرکے تیاری سفر کا حکم دیا اب ان سبکو تو تیاری سفر مین مصروف رکھا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ حسین گل لالہ پوش شاہزادی طلسم لالہ زار سلیمانی معشوقہ ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین تباہی آنا طلسم لالہ زار پر تباہ ہونا حسین گل لالہ پوش کا راستے مین مصیبتین پیش آنا اور پیدا ہونا دو شاہزادون کا اور پرورش پانا شہر زرینہ مین اور ذکر خروج کفار و باقی حالات متعلق

داستان ہذا مخمس

جبتلک اسکی لڑی مین یہ دشمن پوشاک تھا — آستین و جیب و دامان و گریبان چاک تھا
آگئی جب موت دم مین سار لقیہ پاک تھا — سوز دل سے نالۂ پرسوز آتشناک تھا
بجھ گئی جب آگ پھر کچھ بھی نتھا لیا خاک تھا

اس سے پہلے تو نہین ایسا مین حسرتناک تھا — دل کے جاتے ہی جو دیکھا لاکھ کا گھر خاک تھا
واہ کیا جادو تھا اے واہ کیا چالاک تھا — لیگیا دل چھین کر ایسا کوئی سفاک تھا
طرہ طرار تھا یا غمزہ بیباک تھا

کوئی دامن چاک تھا کوئی گریباں چاک تھا
خاک میں اپنے ملے سب جسکو دیکھا خاک تھا
کوئی تھا پُر آرزو اور کوئی حسرتناک تھا
داغ خواہ ہوں میں جو وار داغ دہ سفاک تھا
اک نگاہ تیز کے پھرتے ہی قصہ پاک تھا

وصل جسکے عیش و عشرت کو ہوا اک بار گراں
سرمئی جسکی زینت کو ہوا اک بار گراں
دیدۂ عاشق جسکی صورت کو ہوا اک بار گراں
رنگ بھی جسکی نزاکت کو ہوا اک بار گراں
پیرہن گل کا کب سکے قابل پوشاک تھا

شام وصلت جا چکی اور آگئی بس صبح فراق
جب ذرا نہ چل سکا کچھ دسترس صبح فراق
آہ بنکے منہ سے نکلا ہر نفس صبح فراق
دست وحشت بن گیا دست ہوس صبح فراق
اُسکا دامن چاک تھا میرا گریباں چاک تھا

ہو گیا سارے زمانے کی وہ داد دریا سے گُہر
بحر رحمت کی دکھاتا ہے ادا دریا سے گُہر
ہے دوا کیا بلکہ ہے آب بقا دریا سے گُہر
فیض پیر میکدہ سے بہ گیا دریا سے گُہر
کیوں نہ پیتے پارسا بھی آب دریا پاک تھا

خون ہو کر آنکھ سے ہر دم بہے یوں بیدھڑک
کیا نڈر ہے وصل کو اُس سے کہے یوں بیدھڑک
کیوں نہیں تڑپوں تپاں ہر دم رہے یوں بیدھڑک
آفتیں جھیلیں ستم اُسنے سہے یوں بیدھڑک
دل ہمارا اِس ستمگر سے بہت بیباک تھا

سارے عالم میں مری شہرت انھیں دونوں نے کی
دقت جب مجھ پر پڑا شہرت انھیں دونوں نے کی
چاہیے عیسی مری خدمت انھیں دونوں کی
میری ہمدردی شب فرقت انھیں دونوں نے کی
یا دل غمناک تھا یا دیدۂ نمناک تھا

کیوں نہ ہر اک جان دیتا اُسکے روئے پاک پر
سیکڑوں بسمل تڑپتے تھے خس و خاشاک پر
ہر گھڑی غصہ دھرا رہتا ہے اُسکی ناک پر
اور تو نخچیر اُسکے لوٹتے تھے خاک پر
اس سے جو آزاد تھا وہ بستۂ فتراک تھا

حسن کر دیتا ہے بسمل عشق ہے خانہ خراب
تو نہ کامل ہے کہ کامل عشق ہے خانہ خراب
پھرتا ہوں منزل بمنزل عشق ہے خانہ خراب
ہم کہے دیتے ہیں اے دل عشق ہے خانہ خراب
اُسنے جب رکھا قدم پھر لامکاں کا گھر خاک تھا

غور میں نے بھی کیا کر غور تو بھی شہسوار
جیسے چاہے کر لے ظلم و جور تو بھی شہسوار
آسماں بھی جا پھرتا ہے بطور تو بھی شہسوار
یہ کماں یہ تیر تیرا اور تو بھی شہسوار
کیا نہیں نخچیر کوئی قابل فتراک تھا

جلوۂ محبوب ہوتا ہے عیاں مانند برق
اب تو آتا ہے نظر سارا جہاں مانند برق
دل جلوں کے لب پہ ہے آہ و فغاں مانند برق
دم تلک آ پہونچا وہاں سے وہ یہاں مانند برق
نامہ بر اُس شوخ کا کیا تیز رو چالاک تھا

دہر میں یکساں کسیکو بھی خوشی رہتی نہیں
بات جو اسوقت ہے وہ پھر کبھی رہتی نہیں
بیکسوں کی بھی جہاں میں بیکسی رہتی نہیں
خوب رد و بدلی تھی حالت ایک سی رہتی نہیں
اب مسیحا اُسکو دیکھا جو کبھی سفاک تھا

کام اگو منحو اور کھتے جز دو کل سیر باغ مین
بادہ نوشون کی خوشی تھی جام و مے سے باغ مین
جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
کیا غرض تھی میکشون کی سیر گل سے باغ مین
تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے ڈھنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر ہو جاؤ گے تم دنگ دیکھو تو سہی
اور انکا میل انکی جنگ دیکھو تو سہی
انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی
لہلہاتا سبزہ ہر جسجا خس و خاشاک تھا

جان لینا ہے تو کرلے امتحان زندہ ہین ہم
ای صنم جسوقت تک ہے تن مین جان زندہ ہین ہم
دیکھے اب تک بہر جور آسمان زندہ ہین ہم
شکل جسمانی کا جبتک ہے نشان زندہ ہین ہم
مانگتی جب خاک مین یہ خاک پھر کیا خاک تھا

جی گیا اور اسنے تھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کردیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
آبلہ ہر ایک پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
خون ہاتک دل کا نچوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

مجھ سے ہے اب اس ستم ایجاد کی الفت کا نام
چاک دامن سے ہے مجھ ناشاد کی وحشت کا نام
مجھ سے ہے ہر دشت جنون آباد کی غربت کا نام
عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام
ورنہ کوہ بیستون بے تول اک کاواک تھا

ہوس کی ہوا اے کلیم اسکو نہ کہنا متقی
ایسا کیون کرنے لگا وحشت کا سودا متقی
متقی کہتے ہین کسکو اور کیسا متقی
گو بظاہر وہ نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی
عاشق صادق تھا آصف عشق سے پاک تھا

اے بیابان نواے ہمدم راستان ✣ کہ بازآ بدم برسر داستان ✣ واضح راے ناظرین والا تمکین ہو کہ جس وقت گرشاسپ زمان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کرکے پھرے تھے تو ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اسکی وزیرزادی دونون حاملہ تھین شاہزادی کو ایرج نوجوان کا حمل تھا اور وزیرزادی کو شاپور شیر دل کا حمل تھا چند زمانہ کے بعد مریخ جادو وزیر بہرام نے آکر بادشاہ طلسم کو اسیر کر لیا اور بعضے کہتے ہین کہ قتل کر ڈالا طلسم پر اپنا قبضہ کیا ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اپنی وزیرزادی کو لیکر نکل گئی طلسم کا رنگ دگرگون ہو گیا خاندان شاہی کے لوگ تباہ و برباد ہو گئے مریخ جادو بادشاہ بن بیٹھا لیکن ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش جو وہان سے بھاگی کچھ زر و جواہر ساتھ لے لیا تھا وزیرزادی اسکے ساتھ تھی دونون پورے دنون پیٹ سے تھین راستہ چلنا سخت دشوار تھا ایک تو شاہزادی کبھی پیدل پھرنے کی کاہے کو عادی تھی علاوہ اسکے حاملہ دونون نے منھ پر خاک ملی صورت اپنی بگاڑی مگر چاند پر خاک ڈالنے سے کہین چھپتی ہے حسن ان دونون کا مثل شمع فانوس کے نمودار تھا ٹھوکرین کھاتی ہوئی اک صحرا مین پہونچین وہان اک قافلہ اترا ہوا تھا اور کنارے دریا کے ناوین لگی ہوئی تھین لوگ سوار ہو رہے تھے وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ آفاق اسی قافلے کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کے نکل چلیے ملکہ نے ارشاد کیا کہ ای وزیرزادی ایسا نہو کسی مرد کی نظر بد ہم پر پڑے کیونکہ اسوقت ہماری عزت کا بچانے والا کوئی نہین ہے کسکے رعب سے یہ لوگ دست اندازی بیجا سے باز رہینگے وزیرزادی نے عرض کی کہ ای ملکہ کیا مجال ہے کسیکی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ سکے

اپنی نیت پاک چاہیئے عورت کا خدا نگہبان ہی اور اگر اس قافلہ کے ساتھ نہ چلیگا تو گرفتار ہو جانے کا بھی خوف ہی علاوہ اسکے ایسا نہو کوئی درندہ گزندہ اذیت پہونچائے ملکہ کے بھی ذہن مین آگیا فرمایا خیر بہتر ہی جو تیری رائے ہو وہ کرو وزیرزادی نے اہل قافلہ سے پوچھا کہ سالار قافلہ کون شخص ہی انھون نے کہا کہ اسعد شامی سوداگر کا یہ قافلہ ہی وہ سامنے سوداگر کرسی پر جلوہ گزین ہی یہ سنکے وزیرزادی سامنے اسعد شامی کے آئی اور فرمایا کہ ہم گردش فلک کے ستائے ہوئے ہین اگر آپکا کوئی ہرج نہو تو ہمین بھی اپنے جہاز پر سوار کر لیجئے جہان جہاز کا لنگر ہوگا وہان ہم بھی اتر جائینگے یہ سنکے اسعد شامی نے سر سے پاؤن تک دیکھا اور اپنے آدمیون سے کہا کہ اس عورت کو بھی جہاز پر بٹھا لینا وزیرزادی نے کہا کہ ایک عورت میرے ساتھ اور بھی ہی اسعد شامی نے کہا اسے بھی بلا لو وزیرزادی نے کہا کہ ابھی انکے بلانے کی کیا ضرورت ہی اسعد شامی خاموش ہو رہا جس وقت تمام قافلہ سوار ہو چکا تو یہ دونون شاہزادی اور وزیرزادی بھی سوار ہوئین لنگر جہاز کا اُٹھا اور جہاز روانہ ہوا اسعد شامی نے جو وضع اور قطع وزیرزادی کی دیکھی تھی تو شیفتہ حسن ہو گیا تھا چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ میرے دام تدبیر مین پھنس جائے چنانچہ اسنے اسی مصلحت سے وزیرزادی کو سوار ہونے کی اجازت دی تھی جب اطمینان ہو گیا کہ جہاز کا لنگر اُٹھ گیا تو اسنے ایک دلالہ سے کہا کہ وہ عورت جو مجھسے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت خواہ ہوئی تھی اسے میرے وصل پر راضی کر دے دلالہ آئی اور یہان اسنے شاہزادی کو دیکھا تو اس سے زیادہ حسین پایا جاکے سوداگر سے بیان کیا دوسری عورت اس سے زیادہ حسین ہی یہ سنکے سوداگر مشتاق ہوا اور جس مقام پر یہ دونون بیٹھی ہوئی تھین آیا اور پلٹ گیا دلالہ سے کہا کہ اگر تو اس عورت کو مجھسے رضامند کر دے گی تو بہت کچھ انعام دونگا اور پھر کوئی امر کرنا بے لطفی سے خالی نہین ہی یہ سنکے دلالہ کو طمع دامنگیر ہوئی کہا کہ مین جاکر ابھی رضامند کئے دیتی ہون یہ کہکر اس مقام پر آئی جہان یہ دونون بیٹھی ہوئی تھین دلالہ نے آکر سلام کیا اور عرض کی کہ کیون بیبیو تم کہان کی رہنے والی ہو اور کہان جانے کا قصد رکھتی ہو یہ سنکے شاہزادی نے فرمایا کہ ای نیکبخت مین شاہزادی ہون طلسم لالہ زار کی زوجہ ہون اس شخص کی جو گرشاسپ زمان ایرج نوجوان ہی لیکن تقدیر کی گردش نے اس تباہی مین ڈالا ہی کہ شوہر میرا اپنے عزیزون کے ساتھ کشورکشائی مین مصروف ہی میرے حال کی اسکو خبر نہین کہ میری دوسری وزیرزادی اور میرے بھائی کی زوجہ و معشوقہ ملکہ نالقہ نام جو مریخ جادو کی دختر ہی مجھسے چھوٹ گئی اور مریخ جادو نمکحرام نے آکر طلسم کو جلایا جو انکا خداپرستون کا استیصال کیا میرے عزیزون کو قتل کرنا شروع کیا مین جان اپنی بچا کر بھاگ نکلی نہ راستے سے واقف ہون نہ کوئی راہبر ساتھ ہی خواہش میری یہ ہی کہ کسی طرح اپنے شوہر تک پہونچ جاؤن یہ سنکے وہ دلالہ ہنسی اور کہا کہ بیوی عقل کے ناخون لو تم ناتجربہ کار اور نادان ہو ان مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی تم بھی کس کے فراق مین پڑی ہو شوہر تمھارا اور شاہزادیون سے مزے کرتا ہوگا تم اسکے لیے ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہو اسے ایسا ہی خیال ہوتا تو تمھین چھوڑ کے کیون جاتا اپنے ساتھ کیون نہ لیتا جاتا مرنے پر مرتے ہین راہ چلتے پہ نہین مرتے ہین ان مردون کا دستور یہی ہی کہ ایک جوتا پانون سے اتارا دوسرا چڑھا لیا خصوصاً یہ خداپرست اور وہ بھی بڑے آدمی کہ جسکو دیکھا اُسی کے گرویدہ ہو گئے جب آبرو بیکار اپنے قبضہ مین کر لیا تو دوسرے باغ کی ہوا کھانے لگے مجھے بھی میرا شوہر بہت جلایا کرتا تھا آخر مین نے تو اسے چھوڑ دیا اور دوسرا کر لیا جب وہ بھی مساوا آئی کرنے لگا تیسرا کر لیا غرضکہ اسی طرح اپنی جوانی عیش سے کاٹ دی رنج کرے ہماری بلا بقول شاعر تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی +

اگر ایک ہی پر بیٹھی رہتی جوانی تو کیسی زندگی خراب ہو جاتی اب اِن خیالات کو دور کرو سوداگر نے جیسے تمہاری شکل دیکھی ہو
جان دیتا ہو مرتا ہو روپیہ پیسا سبھی کچھ تو ہو مرد نوجوان بھی ہو تم بھی اُسکے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گزارو کن
خیالوں میں پڑی ہو سچ کہی ہو کہ حال گیا احوال گیا رنڈی کے در کا خیال نگیا یہ باتیں اُس لکانہ کی سنکر
شاہزادی کو نہایت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا جیسی تو چھنال ہو ویسا ہی ہر ایک کو سمجھتی ہو مرد کا جوہر یہی
ہو کہ ایک پر نہ بیٹھا رہے اور عورت کی صفت یہی ہو کہ ایک کے نام پر زندگی بسر کردے وزیرزادی
نے کہا کہ ملکہ اور ہم دونوں پورے دنوں پیٹ سے ہیں ہم کسی کے کام کی نہیں ہیں اور مصیبت زدہ
ہیں ہمارے ستانے سے کیا فائدہ دلالہ نے جا کر سوداگر سے بیان کیا کہ وہ رضامند تو نہیں ہوتی ہیں اور
عذر کرتی ہیں کہ ہم پیٹ سے ہیں لیکن بھاگینگی کہاں مثل مشہور ہو کہ مرتا کیا نہ کرتا اگر خوشی سے نہ منظور کرینگی
جبر سے باتیں کی سوداگر نے کہا کہ جبر میں لطف نہیں دلالہ نے کہا کہ جبر ایک ہی دفعہ کرنا پڑیگا جب آن
ٹوٹ جائیگی اپنی شرم کو آپ نباہینگی سوداگر نے کہا کہ اگر پیٹ سے ہیں تو ہو لینے دو اُن سے کہو کہ مجھے
یہ بھی منظور ہو میں خدا پرست نہیں ہوں جنکے مذہب میں زن شوہردار بغیر طلاق کے حلال ہی نہیں ہو سکتی
میں سارلیق پرست ہوں جو جاگتی جوت کا خداوند ہو اُسکا حکم یہ ہو کہ ہمنے عورت کو مرد کے واسطے
اور مرد کو عورت کے لیے خلق کیا ہو اور اسلیے نہیں پیدا کیا ہو کہ اپنی زندگی کو خراب کرے کسیکو خالی بیٹھنا
نہ چاہیے اگر تین روز مرد عورت کی خبر نہ لے تو نکاح سے باہر ہو دلالہ نے مذہب سارلیق کی شرع کو
آکر سمجھایا ملکہ کو نہایت غصہ آیا بال سر کے کھول دیے اور یہ دعا کی کہ خداوندا ہم ناموس اُس شخص
کی ہیں جسکو تو نے بہت بڑی عزت عطا کی ہو اب تو ہی اُسکی عزت کا نگہبان ہو یا تو اِس سوداگر سے جان
اور آبرو ہماری بچا لے یا ہمکو دنیا سے اُٹھا لے کہ شاہی سے فقیری کے درجے کو پہونچ گئے اب عصمت میں
بھی داغ لگا چاہتا ہو اس زندگی سے تو موت بہتر ہو کہ اک ادنے ادنے سا سوداگر ہم پر جبر کرنا چاہتا ہو اور
ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بس اسکا رونا تھا کہ زمین تھرا گئی اشک شور جو دریا میں
گرے پانی میں تلاطم پیدا ہوا آہ کی شرکت سے ہوا طوفانی ہوئی دریا میں تلاطم آیا مینڈھے اُچھلنے لگے
جہاز کروٹیں لینے لگا باد مخالف نے لیجا کر اک کوہ سے ٹکرا دیا کہ جہاز پرچے پرچے اُڑ گیا اور تمام مال و اسباب
غرق ہو گیا بہت سے لوگ اُس دلالہ سمیت غرق ہو گئے یہ دونوں ایک تختہ پر بہتی ہوئی چلیں سوداگر نے دعا کی کہ
خداوندا اگر مذہب خدا پرستی برحق ہو تو مجھے بھی اس طوفان سے نجات دے میں عہد کرتا ہوں کہ اب ان
عورتوں پر جبر نکرونگا بلکہ دین اسلام اختیار کرونگا اور خادمانہ طور سے اُنکی خدمت کرونگا اسکی دعا بھی
مستجاب ہوئی کہ یہ بھی اک تختہ پر بہکر کنارے جا لگا مال و اسباب تو پہلے ہی غرق ہو چکا تھا کچھ لوگ جو باقی
تھے ڈوبنے سے بچکر کنارے نکلے کوئی پیر کے نکلا کوئی تختہ پر بہ کے آ گیا سوداگر نے سبکو فراہم
کیا اور وہاں سے پتا شہر سارلقیہ کا دریافت کر کے خشکی کے رستے سے چل نکلا دیکھیے یہ کہاں پہونچتا ہو
اور کیا ہوتا ہی لیکن اول حال ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اُسکی وزیرزادی کا سنیے کہ یہ دونوں جو
ایک تختہ پر بہی تھیں کنارے پر لگیں پہر دن چڑھ چکا تھا دونوں آہستہ آہستہ چلیں جاتی تھیں اک
مقام پر پہونچیں کہ وہاں اک چشمہ پانی کا تھا اور گرد اُسکے چند درخت سبز لگے ہوے تھے یہ دیکھکر اُنکے دم میں دم
آیا دیکھا کہ نہایت نفیس ایک تختہ سنگ مرمر کا کنارے اُسکے نصب ہو یہ دونوں وہاں تک پہونچیں کہ
دفعتہً شاہزادی کو درد زہ عارض ہوا یہ اُسی سنگ مرمر کے تختہ پر لیٹ گئی وزیرزادی نے جو یہ حالت
شاہزادی کی دیکھی پاس آ بیٹھی پیٹ سہلانا شروع کیا اُسی وقت لڑکا پیدا ہوا چشمہ کا پانی تمازت

آفتاب سے کسیقدر گرم ہوگیا تھا وزیرزادی نے بچے کی نال کاٹی اور اُسے پانی سے نہلا دھلا کر لٹا دیا تھا ہی
اسکی بھی وہی حالت ہوئی شاہزادی اسکا پیٹ سہلانے لگی اُسکے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا وزیرزادی بحال
ہوگئی تھی شاہزادی کا مزاج کسیقدر درست ہوچلا تھا اب اُسنے اُٹھ کے بچے کو نہلایا دھلایا پیشواز مین
لپیٹ کے لٹا دیا نال ٹھیکرے سے کاٹی اور بہت روئی کہ جو حالت گنڈے والیون کی ہوتی تھی وہ
ہماری ہوئی خیر اگر خدا عزت بچائے تو ہر حال مین شکر ہے وہ بھی خالق ہے خدا مین ہین ہم بھی اُسیکے مخلوق
ہین یہ بھی اُسکی مہربانی ہے کہ ہمکو شاہ کے گھر مین پیدا کر دیا ہم شہزادی کہلاتے ہین ورنہ وہان سے سب ایک
حالت پر ہین بنی وہ دو گوشت آتے مین وزیرزادی نے کہا کہ اے ملکہ رنج نہ کیجیے مصیبت ذکات زندگی
ہے جب وہ وقت نہ رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا بڑی دیر تک یہ دونون اُسی سنگ مرمر کی چٹان پر لیٹی رہین
جب دن کم رہا تو وزیرزادی نے شاہزادی سے عرض کی کہ اے ملکہ اس جنگل مین ہزار طرح کے خوف
ہین مین جاتی ہون اگر یہان سے کوئی گاؤن قریہ قصبہ وغیرہ قریب ہوا تو وہان کوئی مکان کرایہ کا ٹھہرا کر
آپکو لیچلونگی وہان کچھ تو راحت ملیگی شاہزادی نے فرمایا کہ تیرے جانے سے میرا دل دھڑکتا ہے
اگر یہی ارادہ ہے تو مجھکو بھی لیے چل وزیرزادی نے عرض کی کہ آپ مین اب پیدل چلنے کی حالت نہین ہے مین
سواری بھی لیے آؤنگی اور آپکو سوار کر کے راحت سے لیچلونگی اک ذرا دیر تنہائی کا رنج اُٹھانا پڑیگا
جبتک ان لڑکون سے دل بہلائیے مین ابھی گئی اور ابھی آئی روپیہ پیسا سب کچھ موجود ہے لیکن یہان
بیکار ہے شاہزادی نے بمجبوری گوارا کیا وزیرزادی جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوے چلی کہ کسی طرح
شام سے پہلے پلٹ آؤن سامنے اک گاؤن سا معلوم ہوتا تھا اُسی طرف چلی اب وہ وقت ہے کہ آفتاب
قریب غروب ہے غول کے غول آہوؤن کے چراگاہون سے پلٹے ہوے اپنی اپنی کھوہ کی طرف جا رہے
ہین شیر چیتے تیندوے شکار سے پیٹ بھرے ہوے اپنے مسکن کی طرف چلے جاتے ہین ایک
چیتا بھوکا چلا آتا تھا اسکو شکار نہ ملا تھا نظر اُس چیتے کی وزیرزادی پر پڑی اُسنے بھی آتے آتے دیکھا
گھبرائی ادھر اُدھر جو نظر کی تو نہ کوئی درخت نظر آیا جسکی آڑ پکڑتی نہ کوئی نشیب سوجھا کیونکہ چٹیل میدان
تھا چیتے نے اسکو دیکھتے ہی ڈکار لی اور حملہ کیا اس نازنین عورت کی کیا بساط تھی گر پڑی چیتے نے اُسکو
پھاڑ کھایا جب آفتاب غروب ہونے لگا تو شاہزادی بھی چلی کہ وزیرزادی کو آواز دیکر بلالون کہ اب شام
ہوچلی ہے کہین کسی مقام پر آگ روشن کر کے رات گزار دین صبح کو دیکھا جائیگا اسی خیال سے یہ چند
قدم آگے بڑھ کر پکاری بس اسکی آواز سنتے ہی وہی چیتا پلٹ پڑا اور آکر شاہزادی پر بھی حملہ آور
ہوا اور اسکو بھی پھاڑ ڈالا اور دونون کا تھوڑا تھوڑا گوشت کھا کر صحرا کی طرف راہی ہوا لاشین
بھی ان دونون کی کوئی اُٹھانے والا نہ تھا معاذ اللہ دنیا بھی کیا مقام عبرت ہے ان پروردگان ناز و نعمت
کا کیا انجام ہوا ہے گردش فلک دون نے کیا سلوک کیا کہ کہان سے کہان لا کر کس حالت کو پہنچایا
جو باقی گوشت تھا وہ بھی صحرائی جانورون نے کھا لیا صرف استخوان باقی رہ گئے اُدھر وہ بچے پتھر کی چٹان پر
پڑے رو رہے تھے اُدھر لاشین اُنکی ماؤن کی اس حال خراب سے پڑی ہوئی تھین مگر پروردگار
عالم جو چاہتا ہے کرتا ہے جسطرح شداد کو اُسنے بھیڑیے کے بھٹ مین پلوایا اُسی طرح اُنکی پرورش
کی صورت بھی نکلی کہ ایک شیرنی اُس طرف بھی آنکلی جہان یہ دونون لڑکے پڑے ہوے اپنی
اپنی مان کے واسطے زبان حال سے رو رہے تھے چونکہ شیرنی دردرسیدہ تھی دو بچے اُسکے
پیدا ہوتے ہی مر گئے تھے اُسنے جو ان بچون کو دیکھا چاہنے لگی اور اُٹھا کر اپنے بھٹ مین لیگئی

اور اپنا دودھ پلا پلا کے پالنا شروع کیا یہ تو اس طرح پرورش اس شیرنی کے ذریعہ سے پا رہے ہین —

لیکن اوّل کچھ حال شہر زرینہ کا سنیے

کہ خورشید زرین کمر یہان کا بادشاہ ہی نہایت بہادر اور صاحب اقبال ہی لیکن مذہب نقا
پرستی رکھتا ہی اور ایک وزیر اسکا منجم بے نظیر ہی کہ نام اسکا سہیل اختر شناس ہی بادشاہ اسکے
احکام نجوم پر کاربند رہتا ہی ایک روز سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ ای شہریار اب وہ زمانہ قریب
ہی کہ ستارہ اقبال آپ کا اوج پر آئے اور ابتدا اسکی شکارگاہ سے ہوگی کل کا دن واسطے شکار کے
آپ کے حق مین بہت بہتر معلوم ہوتا ہی خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای وزیر خوش تدبیر ہر چند کہ اب
تک کسی حکم مین تیرے فرق نہین آیا لیکن یہ حکم جو تو نے اکثر لگایا ہی کہ آپکو صحرا سے دو لڑکے
ملینگے اور انسے تمام عالم مین آپکا نام ہوگا یہ میری سمجھ مین نہین آتا جسکا لڑکا ہوتا ہی اسکا نام ہوتا ہی مثل
مشہور ہی کہ ہاتھی پھرے گانوں گانوں جسکا ہاتھی اسکا ناوں سہیل اختر شناس نے عرض کی
کہ یہ بجا ہی لیکن خدا جس صورت سے چاہے ترقی عنایت کرے یہ کوئی اجارے کی بات نہین ہی جسکے باپ
مان کا پتا نہوگا تو جو اسے پرورش کریگا وہی باپ کہلائیگا اولاد کی خواہش اسلیے ہوتی ہی کہ نام چلے
پھر اگر اولاد نالائق ہوئی تو اور نام بدنام ہوا اور اگر اولاد لائق ہوئی تو نام ہوا بادشاہ نے وزیر کے
کہنے کے موافق سامان شکار کے درست ہونے کا حکم دیا اور دوسرے روز قراول بقاول وغیرہ کو ساتھ
لیکر موافق ہدایت منجم ایک جانب روانہ ہوا صید و شکار کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اک مقام پر چند آہو
نظر آئے بادشاہ نے اک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا جاتے جاتے آہو تو درہ کوہ مین جا کر غائب
ہوگیا اور ایک جھاڑی سے انسان کے لڑکون کے رونے کی صدا کان مین آئی بادشاہ ادھر ادھر
دیکھنے لگا اس وقت شیرنی شکار کے واسطے کہین گئی ہوئی تھی بچون نے دیر سے دودھ نہ پایا تھا
تو رو رہے تھے دیکھا بادشاہ نے کہ جھاڑی ہل رہی ہی اتنے مین بادشاہ کے ہمراہی بھی مع وزیر کے
آگئے خورشید زرین کمر نے سہیل اختر شناس سے کہا کہ دیکھو اس جھاڑی سے دو لڑکون
کے رونے کی آواز چلی آتی ہی سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ جلد ان لڑکون کو لے چلیے
بس در مقصد ہاتھ آیا اور شکار پر آنے کا ثمرہ پایا یہی لڑکے ترقی سلطنت کا باعث ہونگے اور جو
آفت آئیگی اسکو دور کرینگے یہ سنکے بادشاہ ملازمون سمیت اندر اس جھاڑی کے آیا تو دیکھا کہ
برس برس دن کے لڑکے چاند کی صورت جھاڑی مین بیٹھے ہین لڑکے ان لوگون کو دیکھکر متوحش
ہوے بادشاہ نے ملازمون سے اشارہ کیا کہ اٹھا لو ایک شخص جو اٹھانے کی غرض سے آگے
بڑھا تو ایرج کے لڑکے نے اسکی ٹانگ پکڑی اور شاپور کے لڑکے نے چپت مار کر
کر بوٹی نوچ لی اس وقت خورشید زرین کمر نے چمکارا اور دست شفقت سر پر پھیرا
یہ لڑکے چپ ہو رہے بادشاہ نے ان دونون کو گود مین لیا پیار کیا اور وہان سے چل کھڑا
ہوا جسوقت کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہولیا تو وہان شیرنی پلٹ کے اپنے
مقام پر آئی لڑکون کو نہ پایا بس بیتاب ہوکے دوڑی ادھر گئی ادھر گئی یہانتک کہ جستجو کرتی ہوئی
دریا کے کنارے بھی اس وقت پہونچی کہ کشتیان بہکر بیچ دریا کو قطع کر چکی تھین دیکھا اسنے
کہ چند انسان ان بچون کو لیے ہوے کشتیون پر سوار چلے جاتے ہین بس یہ بھی دریا مین کود پڑی

اور دھار کاٹتی ہوئی چلی گئی پتون پر سے لوگون نے تیر مارنا شروع کیے یہانتک کہ دو تیر اُسکی دونون آنکھون پر پڑے شیر فی سبر ٹپک ٹپک کے غرق ہوگئی خورشید زرین کمر بچون کو لیے ہوے خوشی خوشی اپنے شہر مین آیا انا مین نوکر ہوئین اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی اُسی سال بادشاہ کی بی بی حاملہ ہوئی اُس ایک لڑکی پیدا ہوئی سہیل اختر شناس سے عرض کی کہ ایک سعادت قران لڑکون کی بہی ظاہر ہوئی کہ آپ لاولد تھے خدا نے آپکو صاحب اولاد کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا چند دن بعد دودھ بڑھائی ہوگئی جب یہ سات سات برس کے ہوے تو انکی تربیت و تعلیم ہونے لگی نو دس برس کے سن مین فارغ التحصیل ہوگئے مگر چونکہ دست و پا انکے نہایت قوی اور پرزور تھے وزیر کی راے سے تعلیم فن سپہگری کی بھی ہونے لگی ایرج کے فرزند کا نام طیمور شیر پرور اور شاپور کے فرزند کا نام لاہور شیر دل رکھا گیا لیکن ان دونون کے حرکات و سکنات مین بہت فرق تھا طیمور پڑھے لکھون کی صحبت مین زیادہ بیٹھتا تھا اور لاہور آوارہ مزاجون کے ساتھ زیادہ پھرا کرتا تھا کبھی کہین چھکے پر بیٹھا ہوا ہی کبھی ڈاکوون اور چورون کے ساتھ پھر رہا ہی ظاہر بظاہر طیمور کے ساتھ فن سپہگری کو بھی حاصل کرتا تھا لیکن پوشیدہ طور پر فن عیاری کو سیکھا کرتا تھا چند زمانے مین دونون ایسے طاق و مشاق ہوگئے کہ اپنے استادون سے بڑھ گئے ایک روز کا ذکر ہی کہ بادشاہ کا فیل مست چھوٹ گیا اور اُسنے رعایا کو پریشان کرنا شروع کیا بادشاہ کو خبر ہوئی چونکہ یہ فیل بادشاہ کا بہت پیارا تھا یہ حکم تھا کہ فیل کو مارو فیل نے ہزارون کو مار ڈالا یہ غوغا سُنکے طیمور شیر پرور نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اُس فیل کو یہین آپ کے سامنے لاکر باندھ دون بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند تو نہ جا طیمور نے عرض کی کہ حضور اندیشہ نکرین جانور کی بھی یہ مجال ہی کہ آدمی پر غالب آسکے بندگان خدا کا ناحق خون ہو رہا ہی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اتنے مین دیکھا تو بانگ رہی ہی اور وہ فیل مست اُدھر کو بھاگا چلا آتا ہی جو آدمی رستے مین ملگیا اُسکی قضا آگئی جسکو سونڈ مین لپیٹ کر مارا پسکر چور ہوگیا بس طیمور نے ڈانٹا کہ کہان جاتا ہی ٹھہر ہاتھی سونڈ اُٹھا کر طیمور کی طرف چلا طیمور شیر پرور یہ کھڑا ہوگیا فیل نے طیمور کو ٹھونسا مارا طیمور نے ہاتھ سے سونڈ پکڑ لی اور اپنی طرف اس زور سے کھینچی کہ ہاتھی چنگھنے لگا بس طیمور جست کرکے فیل کی پشت پر پہونچا اور رانون سے دبانا شروع کیا جب ہاتھی شرارت کا قصد کرتا تھا طیمور لنگر بار کے دبا دیتا تھا بادشاہ بالاخانہ پر سے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا جب طیمور نے ہاتھی کو رام کر لیا تو کان پکڑے ہوے زیر قصر بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا اے فرزند اسے لیجا کے بند کر دو طیمور نے اسکو لیجا کے فیل خانہ مین بند کروا دیا بادشاہ نہایت خوش ہوا فرزند پر سے تصدق اُتارا گلے سے لگایا اب سن طیمور کا چودہ برس کا ہوا اور سن مہ لقا ماہ جبین حور جمال دختر خورشید زرین کمر کا تیرہ برس کا ہوا اور اسکے حسن کا شہرہ ہوا بادشاہ کو عقد کی فکر ہوئی سہیل اختر شناس نے کہا کہ اے شہریار آپ ماہ لقا کے عقد کی فکر نہ کیجیے اسکا اختیار شاہزادہ کو ہووے دیجیے جہان وہ مناسب جانین وہان عقد ماہ لقا کا کردین یہ سُنکر بادشاہ خاموش ہو رہا

لیکن اب کچھ حال خروج سکندر آئینہ پرست کا تحریر کیا جاتا ہی غزل برآغاز کلام

لہو تو آنکھون سے بہ رہا ہی شراب ہم لیکے کیا کرینگے
حرام اگر ہی بغیر دلبر تو ہوش مین ہم رہین نہ کیونکر

جگر تو سینے مین جل گیا ہی کباب ہم لیکے کیا کرینگے
پئینگے جنت مین جام کوثر شراب ہم لیکے کیا کرینگے

ہوئی ہی قاصد کو ایک مدت نہ ابتک آیا ہی سخت وقت
عزے کرین کیون نہ آج شب بھر ابھی نہین آئی صبح محشر
نہ لیکے دل پھیر وقت آخر کہ تو ہی اچھی طرح سے ماہر
خط اسکو قاصد فقط سنا دے وہ ماہر ہرگز نہ لکھنے پائے
نہ کر علاج اور کچھ ہمارا کہ ہمکو نظارے سے غش آیا
ہاتھ طرف تقسیم تیری ساقی کہ اب فقط دردی ہی باقی
کلیم جب ہوگا حشر برپا علی کے دامن کو تھام لونگا

جواب جب وہ چکی بصارت جواب ہم لیکے کیا کرینگے
کچھ اور بوسے دے اے ستمگر حساب ہم لیکے کیا کرینگے
نتیجہ تونے اپنی جان کا پھر عذاب ہم لیکے کیا کرینگے
جواب کے بدلے خود ہی آئے جواب ہم لیکے کیا کرینگے
پسینہ کافی ہے تیرے رخ کا گلاب ہم لیکے کیا کرینگے
بروں کو تونے پلائی اچھی خراب ہم لیکے کیا کرینگے
کہیگا خالق کہ تمنے بخشا حساب ہم لیکے کیا کرینگے

سے ابنزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راوی بیان کرتا ہی کہ رمان شاہ بن لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے شہر رمانیہ مین پرورش پائی اور سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا جب رمان شاہ سن تمیز کو پہونچا تو سکندر آئینہ پرست نے اسکو سمجھایا کہ یہ ممکن ہی کہ مین بھکو بھی مثل تیرے دادا کے خداوند بنا دون مگر اسکا انجام اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تو آئینہ پرستی خود بھی اختیار کر اور اس مذہب کو رواج دے جس وقت تک دنیا مین آئینہ پرستی باقی رہیگی اس وقت تک تیرا نام بھی عالم مین باقی رہیگا تیرے دادا نے دمامہ جادو کے بل پر دعوائے خداوندی کیا جب دمامہ جادو مار ڈالی گئی اس وقت ساری خداوندی بگڑ گئی اور آئینہ پرستی کسی وقت موقوف نہین ہوسکتی نہ اسکی قلعی کھل سکتی ہی اور سکندر آئینہ پرست نے ایک دیو کو اپنا مطیع بنایا ہی کہ نام اسکا عنطاق کوہ پیکر ہی مگر اسنے نام اسکا اپنے عہد مین سوار قدرت مشہور کیا ہی جب کوئی معرکہ پڑتا ہی تو یہ دیو بصورت انسان ہو کر لقابدار سیہ پوش بنکے آتا ہی اور مقابلہ کرتا ہی رفتہ رفتہ سکندر آئینہ پرست نے بہت سے ملک تسخیر کر لیے اور وہان آئینہ پرستی کو رواج دیا ایک روز دربار سکندر آئینہ پرست کا آراستہ ہی رمان شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک سوداگر حاضر ہی سکندر نے کہا بلا لو سوداگر حاضر ہوا ہر ایک ملک کے مشہور اور عمدہ چیزین تھین سکندر نے اور رمان شاہ نے بہت سی اشیا نادرہ خریدکین چونکہ شہر زرینہ نہایت مشہور تھا رمان شاہ نے خود پوچھا کہ کوئی تحفہ شہر زرینہ کا تمھارے پاس نہین ہی سوداگر نے عرض کی کہ شہر زرینہ کا ایسا نادر تحفہ ہی کہ آپ اسکو دیکھکر ان سب تحفات سے زیادہ خوش ہونگے یہ کہکر اک تصویر نکال کے دی یہ تصویر ملکہ ناہید حور جمال کی تھی بس نظر جو رمان شاہ کی جمال عدیم المثال پر ملکہ کے پڑی محو ہوگیا اور سوداگر کو بہت سا انعام دیکر تصویر لے لی سوداگر نے عرض کی کہ آپ تصویر کو دیکھکر کیا شاد ہوے ہین اگر حضور چاہین تو صاحب تصویر بھی آپ کو مل سکتا ہی یہ ملکہ دختر ہی بادشاہ شہر زرینہ کمر کی اب سن اسکا تیرہ برس کا ہی یہ سنکر رمان شاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بادشاہ زرینہ مین نے تصویر تمھاری دختر کی دیکھی مجکو نہایت پسند آئی خوش نصیب تمھارے کہ خداوند زبرجد شاہ کا پوتا تمھاری دختر کا خواستگار ہو لہذا تمکو چاہیے کہ شادی اپنی دختر بلند اختر کی میرے ساتھ کر دو اسمین تمھاری افزونی عزت ہی کہ تم اک خداوندزادے کے خسر کہلاؤگے اور تمھارا نواسا خداوندزادہ مشہور ہوگا یہ نامہ تردستین یاوہ گو کو دیا اور وہ یاوہ گو چالیس ہزار سوار سے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا جس وقت قریب شہر زرینہ کے پہونچا اور خورشید زرین کمر کو معلوم ہوا کہ نامہ دار رمان شاہ آتا ہی اسنے سرداروں کو

واسطے استقبال کے بھیجا لوگ گئے اور زوبین یادہ گو کو استقبال کرکے لائے بادشاہ نے ذنگل
اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا زوبین یادہ گو بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بادشاہ نے نامہ پڑھا اور وزیر کے
ہاتھ میں دیدیا وزیر نے زوبین کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اختیار اس شادی کا ملکہ کے بھائی کو ہے
جسکے ساتھ مناسب جانینگے عقد کر دینگے زوبین طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا کہ آپ کیا کہتے ہیں
طیمور شیر پرور نے فرمایا کہ ایک تو ہمارے اور رمان شاہ کے مذہب میں اختلاف ہے کہ وہ
آئینہ پرست اور ریمان کے لوگ لقا پرست ہیں اگر رمان شاہ بھی لقا پرست ہوتا تو خیر علاوہ
اسکے میں اپنی بہن کی شادی اُس شخص سے کرونگا جو زور و طاقت میں مجھ سے بہتر ہو یا مثل میرے یہ شادی
کسی طرح ہو نہیں سکتی یہ سنکر زوبین یادہ گو نے کہا کہ دیکھیے اپنے نیک و بد کو سمجھ لیجیے ایسا نہو کہ
رمان شاہ کو غصہ آئے اور وہ بہ جبر آپ سے ملکہ کو چھین لے اسلیے کہ بڑے بڑے پہلوانان
نامی و گرامی اُسکے ملازم ہیں سب سے بڑھ کر سوار قدرت ہے جو قہر خداوند آئینہ کے لقب سے مشہور
ہے یہ سنکے طیمور شیر پرور کو غصہ آگیا جواب دیا کہ تو ایلچی ہے یا وکیل ہے جو پیام تجھسے کہا گیا تھا وہ
تو نے کہدیا جو ہمنے جواب دیا ہے وہ اپنے بادشاہ سے کہدینا شاہوں کے امور شاہ جانیں تجھے دخل در معقولات
کا کیا حق حاصل ہے یہ سنکے زوبین یادہ گو خاموش ہو رہا اور جواب تحریری لیکر جانب شہر رمانیہ
روانہ ہو گیا بعد روانہ ہونے زوبین یادہ گو کے خورشید زرین کمر دل میں ڈرا کہ ایسا نہو نوبت
لشکر کشی کی آجائے تو میری فوج رمان شاہ کی فوج سے کیا لڑسکیگی رنگ رو اُسکا متغیر ہو گیا
یہ حالت جو خورشید زرین کمر کی طیمور شیر پرور نے دیکھی فرمایا کہ آپ اسقدر کیوں ترساں ہیں اگر وہ
فوج کشی کریگا تو کیا ہوگا وہاں زوبین یادہ گو جو سامنے رمان شاہ کے پہونچا تو اُسنے ہر بات کو بڑھا کر
کہا اور جواب تحریری بھی دکھایا بس رمان شاہ کو غیظ آیا کہا کہ اجلال دیوتن کو بلاؤ اُسی وقت اجلال
دیوتن حاضر ہوا یہ بہت بڑا سردار زبردست ہے اور ایک لاکھ سوار پر افسر ہے رمان شاہ نے اُس سے
کہا کہ تو اپنی فوج لیکر شہر زرینہ پر جا اور ملکہ کو مع سر خورشید زرین کمر کے لیکر حاضر ہو خبردار بغیر ملکہ کو
لیے واپس نہ آنا اجلال دیوتن اُسی وقت اپنی کرگدن پر سوار ہوا اور جام رخصت پیکر لشکر میں آیا
تیاری کا حکم دیا دوسرے روز کوچ کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہو گیا وہاں خورشید زرین کمر نے
پہلے سے ہرکاروں کو لگا رکھا تھا قبل اسکے کہ اجلال دیوتن پہونچے ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ
اجلال دیوتن ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہے خورشید زرین کمر نے سہیل اختر
شناس سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے سہیل نے عرض کی کہ حضور خوف کیوں کرتے ہیں ابتدا تو
بری ہے لیکن انجام جنگ اچھا معلوم ہوتا ہے خورشید زرین کمر نے بھی لشکر کو قلعہ سے نکالا
اُس وقت شاہزادہ طیمور شیر پرور موجود نہ تھا واسطے صید و شکار کے گیا ہوا تھا یہاں زیر قلعہ
زرین حصار لشکر خورشید زرین کمر کا خیمہ زن تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد سر بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان خاکی نمودار
ہوا ٥ زسم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت لوگوں کی
نگاہیں لڑی ہوئی تھیں کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے
سو علم نشان ایک لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھریرے زرنگاری ہوا سے لہرا رہے ہیں پیچھے پنجہ کے مقام پر
آئینہ نصب تھا و ازیں یا خداوند آئینہ کی بلند تھیں درپے ایک گبر ناہنجار دیو پیکر فیل ہیبت کرگدن ابلق پر سوار

پشت پر فوج جرار سامنے لشکر خورشید زرین کمر کے آکر خیمہ زن ہوا لشکر اُترنے لگا خیمہ خرگاہین بلند ہیان
قنادریان برپا ہونے لگین بازار لشکر کی کھل گئی اجلال دیوتن اپنے خیمہ مین داخل ہوا اور اسنے ایک
نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے فرمانروائے شہر زرنیہ آپ کے وزرائے
سلطنت کیسے ہین جو امور مملکت کے نیک و بد سے آگاہ نہین کرتے برابر واسطے بھی جہانتک
آشتی کام نکلتا ہی بگاڑتے نہین ہین نہ کہ آپ اُس شخص سے اُلجھتے ہین جو اس وقت نائب خداوند
آئینہ کے لقب سے مشہور ہی ہاتھیون سے گنّے کھانا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو میرے ساتھ کردیجئے
تو اب بھی مین زمان شاہ کو سمجھا بجھا کے غصہ اُسکا فرو کردونگا اور اگر لڑیئے گا نتیجہ اسکا دیکھئے گا کہ دختر
تو ہر طرح زمان شاہ کی خدمت مین پہونچیگی آج عزت سے بی بی بنکے پہونچتی ہی کل اسیر غل و زنجیر
مثل کنیزون کے جائیگی آپکو سلطنت تو کیسی جان و آبرو بچانا مشکل ہوجائیگی ایک مین آپکی کل
فوج کے لیے کافی ہون علاوہ میرے سوار قدرت لیئے لقا بد ارسیہ پوش وہ بلائے بیدرمان ہی کہ
اُسکا جواب دینے والا پردہ دنیا پر خداوند آئینہ نے خلق ہی نہین فرمایا یہ سب لکھکر نامہ ایک سوار کے ہاتھ
خورشید زرین کمر کے پاس روانہ کیا جس وقت نامہ خورشید زرین کمر کو پہونچا اور خورشید
مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو دل مین ڈرا اور سہیل اختر شناس سے کہا کہ تمھاری کیا راے ہی سہیل نے
عرض کی کہ مین تو کہہ چکا کہ انجام مین فتح کا سہرا آپ ہی کے سر ہی اور اگر ملکہ کو دیدیجیے گا تو بڑی خرابی
مین پڑ جائیے گا ملکہ زمان شاہ کی قسمت مین نہین ہی اسکا وارث کوئی اور ہی ہی فرزند آپکا اس
حرکت پر آپ سے ناراض ہوجائیگا تباہی مین پڑ جائیے گا خورشید نے بصلاح وزیر جواب جنگ
تحریر کردیا جسوقت یہ جواب صاف اجلال دیوتن کو پہونچا کہ ہم ہرگز دختر کو نہ دینگے تو جس کام کے
واسطے آیا ہی اُسمین تامل نہ کر تو اُسنے نقارہ رزمی بجوا دیا یہ خبر خورشید زرین کمر کو پہونچی اُسنے
بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی گشت کے سوار پھرنے لگے
رات بھر دونون جانب بیدار باش اور ہوشیار باش کی صدائین بلند رہین جب وہ وقت آیا کہ ستارے
جھلا جھلا کر غروب ہونے لگے شمعین سب بے نور ہوئین نسیم سحری نے چراغون کو فضول جانکر گل کردیا
نور سحری ہر طرف پھیل گیا دونون لشکر میدان مصاف مین ہم کر صف آرا ہوے تبرداروں نے نکلکر
جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقّون نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان کو مثل آئینہ کے مصفا کردیا ادھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے پس اجلال دیوتن اپنے کرگدن ابلق کو اُڑا کر میدان مین آیا پھیرا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت غرق آہن ہولیا تو آواز دی کہ اے خورشید زرین کمر
لے اب جسکے بل پر تمنے رشتہ محبت کو قطع کرکے تخم عناد بویا ہی اُسے بھیج میرے مقابلہ کو یہ سُنکے
مہندس پیلتن لشکر سے نکلا اور خورشید سے اجازت لیکر سامنے اجلال دیوتن کے آیا بعد گفتگو
بسیار نیزہ بازی ہوئی اجلال نے چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے مہندس پیلتن کے نکال دیا مہندس
پیلتن نے خفیف ہوکر تیغہ کمر سے کھینچا اور سر اجلال پر وار کیا اجلال نے ضرب اُسکی دستہ ساطور پر
روک کر ہاتھ ساطور گران سنگ کا مارا مہندس نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا یہ سات سو من کی ضرب
بھلا سپر سے کیا رکتی سپر کے دو ٹکڑے کاٹے ہوے ساطور سر پر بیٹھا اجلال نے جھٹکا مارا کہ خود کو کاٹتا
ہوا پھل ساطور کا تا دو ابرو اُتر گیا مہندس نے دستانہ مارا بمشکل ساطور سر سے دفع ہوا اور چار زخمین

گئی یا ہر آئی غشی طاری ہوئی اجلال نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو لوگ آئے اور مہندس ہلیتن کو اٹھا لے
ڈال کے لے گئے اجلال دیوتن نے پھر مبارز طلب کیا حارث شغزان مقابلہ کو گیا یہ بھی ضرب ساطور
سے زخمی ہوا ضارب شغزان نکلا یہ بھی زخمی ہوا مغرور گردن کش نکلا مارا گیا تھوڑا دن باقی تھا
کہ تمام سرداران شہر زرینہ کا خاتمہ ہو گیا بہت سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اب پرا بند ہی اور
کوئی نکلنے والا نہین کہ یہ خبر شکار پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو پہونچی کہ آپکے ملک پر اجلال دیوتن
نے چڑھائی کی ہے بہت سے سردار زخمی ہوئے بہت سے حق نمک سے ادا ہوئے لبس یہ سنتے ہی
طیمور شیر پرور نے وہین سے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کیا اور باگ کو مرکب کی شہر زرینہ کی طرف
پھیرا یہان اجلال دیوتن نعرے مار رہا تھا کہ کسیکو پرا بند تھا کوئی نکلنے والا نہ تھا اجلال کہہ رہا تھا
کہ ای خورشید زرین کمر اب بھی دختر کو سوار کرکے بھیج دے تو تیرا ملک اور جان بچتی ہے ورنہ اب مین
خود آیا چاہتا ہون خورشید سر اکسان تھا سہیل اختر شناس ساعتون کا شمار کر رہا تھا کہ بہت کم عرصہ ساعت
کے گذر جانے مین باقی ہے کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور اس بگولے سے شاہزادہ
طیمور شیر پرور پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے چند سردارون کو قتل اور زخمی کرکے
تو نے سمجھ لیا کہ اب شہر زرینہ مین کوئی لڑنے والا باقی نہین رہا ہم ابھی قوت بازو کے بل پر سلطنت
کرتے ہین اجلال دیوتن کی نظر جو شاہزادہ پر پڑی آواز دی کہ او طفل جا تیرے کھیلنے کے دن ہین تو
مجھ سے کیا مقابلہ کریگا بہتر یہ ہے کہ اپنی بہن کو سوار کرکے میرے ساتھ کردے ورنہ بہت بیعزتی کے
ساتھ گرفتار کرکے لے جاؤنگا بھلا شاہزادے کو اس کلام کے سننے کی کب تاب تھی کوڑا اٹھایا اور آواز دی کہ او ملعون
گلے پھاڑ ڈالونگا اگر ایسے سخنان گستاخ تو نے کہے لا حربہ اپنا دیکھون تو کیسا ہے اجلال کو غصہ آگیا تھا
اسنے نیزہ مارا طیمور شیر پرور نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین ردوبدل ہونے لگی خورشید
زرین کمر نے دل تھام لیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ فرزند اس دیو پیکر سے بھڑا ہے خدا ہی جان اسکی بچائے
ادہر سہیل اختر شناس نے جو دیکھا کہ ساعت سعد آگئی خورشید زرین کمر کی طرف مخاطب ہو نے
عرض کی کہ اب حضور پریشان نہون ساعت فتح آگئی اور معلوم ہوا کہ سہرہ فتح و نصرت کا آپکے
فرزند ہی کے سر کے واسطے ہے وہان سنانون سے سنانین لڑ رہی تھین چھرون پر چھرین پڑ رہی
تھین لڑتے لڑتے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ایک بند اس خوبصورتی اور چالاکی سے
باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے اجلال دیوتن کے چھوٹ کر بلند ہوا لشکر خورشید
سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی اور اجلال دیوتن نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا آواز دی
کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا کہ جو اس وقت رستم زمان
اور اسفندیار دوران کے لقب سے مشہور ہے خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے کہ ضرب ساطور
میری طمانچہ ہے اجل کا یہ کہکر اسنے وہی سات سو من کا ساطور خون آلودہ جس سے تئیس سردارون کو
زخمی اور قتل کر چکا تھا سر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کے لگایا طیمور شیر پرور نے مرکب کو اشارہ کیا
اور زیر بغل ہو نکلکر ہاتھ دستہ ساطور پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کچھ لنگر ضرب کا کچھ قوت طیمور کی ہمت
قریب تھا کہ اجلال دیوتن الٹ کے مرکب کے نیچے آپڑتے لیکن اجلال ہی ایسا پہلوان
زمان تھا کہ اسنے لنگر اپنا سنبھالا اور ساطور ہاتھ سے چھوڑا اب زور ہونے لگے ابھی کشمکش
مین مرکب لنگڑی نکی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون جانب سے روشنی آگئی ہر چند کہ رات کے مقابلہ

کا دستور نتھا لیکن اجلال دیوتن نے یہ خیال کیا کہ اگر اسے بھی اسیر کرلون توکل دھاوا کرکے جنگ کا
خاتمہ ہی کردون ادھر خورشید زرین کمر اپنے فرزند کے لیے پریشان تھا اسنے کہا بھی کہ رات کے مقابلہ
کا دستور نہین ہو لاہور شیر دل نے کہا کہ آپ اسمین دخل نہ دیجیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہے جب
لڑ رہے تو رات کیسی اور دن کیسا سب وقت برابر ہین خورشید خاموش ہو رہا آج طہمورث پہلے پہل
لڑا ہے تو ایسے دیو خصال سے سامنا پڑا ہے اسکے دل کا خدا ہی حافظ ہے مگر طہمورث شیر پرور شیرانہ
حملے کر رہا ہے جب اجلال دیوتن اسے کھینچ کر پکڑتا ہے تو یہ بجلی کی طرح چمک کے صاف نکل جاتا ہے
اور جب طہمورث شیر پرور اجلال کو پکڑتا ہے تو یہ بھی ہاتھ چھڑا کے نکل جاتا ہے داؤن پیچ ہو رہے ہین
جھڑاکا کشتی کا بندھا ہوا ہے دیکھنے والون کی جانین لڑی ہوئی ہین تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ جنگ
نہوا صبح ہوگئی پھر بھی علیحدہ نہوے دونون طرف سے دو کاہنے سے آگئے دونون نے پیے اور پھر
مصروف تلاش ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین سارا بدن پسینہ پسینہ ہوگیا تمام دن کشتی رہی قریب
شام اجلال دیوتن نے کہا او طفل تو بلا سے بدتر ہے کہ اتنا تیری سانس بھی نہین پھولی لے میرا زور
آخر ہے کہ اگر کوہ بھی ہو تو اپنی جگہ سے ہٹ جائے دیکھون تو کہ تو اس سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر
اجلال دیوتن نے دونون بازو طہمورث شیر پرور کے پکڑ کے سینے سے لگا کر جو زور کیا تو سات قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ ایک قطرہ زمین سے اٹھنا چاہا مگر طہمورث نے لنگر قائم کیا اب
اجلال دیوتن نے ہر چند زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا کہ اٹھا لون ممکن نہوا بس طہمورث شیر پرور نے
بھی آواز دی کہ اگر تو نے خاتمہ کا زور کیا تو مین بھی یہ آخری زور کرتا ہون اگر تجھے اس زور مین نہ زیر
کر سکا تو پھر چھوڑونگا یہ فرما کر بازو اجلال کے پکڑے اور سینے سے لگا کر جو زور کیا تو کئی قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ اجلال دیوتن اوندھے منہ سامنے آرہا بس دوسرے ہاتھ سے زنجیر کمر
پکڑ کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور مین تا کمر اٹھا لایا اور دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا کہ اجلال چارون شانے چت گرا تو وہ کے چھاتی پر آئے اور کہا اب کیا کہتا ہے
اجلال دیوتن نے کہا کہ مجھکو تو نے زیر کیا سوا قدرت کا کیا کریگا وہ تجھکو بھی باندھ لیجائیگا
اور تیری بہن کو بھی لیجا کر غائب کر دیگا اور آتش کے سپرد کر دیگا بس یہ سنتے ہی جوش شاہزادہ طہمورث شیر پرور
کو غصہ آیا تو اجلال دیوتن کو ٹانگین چیر کر پھینک دیا اور اسکے ساتھ والون سے کہا کہ اٹھا لیجاؤ
اسکو پھر ایسان اجلال دیوتن تھر آگئے وہ لوگ ٹکڑے لاش کے اٹھا کر جانب شہر رمانیہ روانہ
ہوے خورشید زرین کمر نے طہمورث شیر پرور کو گلے سے لگایا اور فرزند پر سے زر نثار کرتا ہوا
داخل شہر زرینہ ہوا نقارہ شادیانی بجنے لگے ملکہ نے شاہزادہ طہمورث شیر پرور کو محل مین طلب کیا
بلا گردان ہوئی تصدق اتروایا گو کہ ملکہ یہ سمجھتی اور جانتی تھی کہ یہ میرے بطن سے پیدا نہین ہوا
ہے مگر اپنی دختر حقیقی سے کم نہ سمجھتی تھی اور اتنی محبت اور زیادہ ہوگئی اسلیے کہ جان و آبرو و ملک و
مال سب اسی فرزند کے باعث سے بچا دشمن رد ہوا لیکن خورشید زرین کمر کی تشویش اور
زیادہ ہوگئی کہ اگر اسنے جھلا کر سوار قدرت نقابدار سیہ پوش کو بھیج دیا تو بڑا غضب ہو جائیگا
وہ سبکو گرفتار کر کے لیجائیگا اسنے اپنے وزیر باتدبیر سے یہ صلاح کی کہ اس شہر سے مال و خزانہ لیکر
نکل جانا چاہیے یہ فرزند سلامت ہے تو اور کسی مقام کو فتح کر کے وہان سلطنت قائم کر دیجیے گا
جان ہے تو جہان ہے اور اگر یہین رہے تو نقابدار کے ہاتھ سے جان و مال کا بچنا دشوار ہے

سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ اگرچہ ستارے آپ ہی کی فتح بتاتے ہیں مگر عقل نہیں قبول کرتی سوار
قدرت کے نام سے جنکو کچھ دہشت معلوم ہوتی ہے اتنے میں شاہزادہ طیمور شیر پیکر محل سے باہر آیا
جو صلاح ہوتی تھی وہ شاہزادہ کے سامنے بھی بیان کی طیمور شیر پیکر یہ سن کے چین بہ جبین ہوا اور فرمایا
کہ جسکو اپنی جان شیرین پیاری ہو وہ چلا جائے میں ہرگز نہ بھاگونگا اور اس سوار قدرت سے مقابلہ
کرونگا مجھے دیکھنا ہے کہ وہ کیسا ہے اور کتنا ہے یہ سن کے خورشید زرین کمر نے بہت سمجھایا اور کہا
کہ اے فرزند وہ انسان نہیں بلکہ کوئی بلا ہے اسی وجہ سے اسنے سیاہ برقع اختیار کیا ہے طیمور شیر پیکر
نے کہا کہ کچھ ہی کیوں نہو میں ضرور اس سے مقابلہ کرونگا اور اس بلا کو ٹالونگا اگر مجکو منع کیجیے گا
تو خودکشی کرلونگا یہ سنکے خورشید زرین کمر ڈرا اور کہا کہ خیر تمہیں اختیار ہے لیکن اب اس طرف
کا حال سنیے کہ وہاں اماں شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ اجلال دیوتن ملکہ کو لیے ہوے آتا ہوگا
کہ اک مرتبہ دیکھا کہ سامنے سے لوگ سیاہ بیرقیں اٹھائے روتے اور پیٹتے چلے آتے ہیں جب قریب
ہونچے تو پہچانا کہ لشکر اجلال دیوتن کے لوگ ہیں پوچھا ارے کیا ہوا ان لوگوں نے بیان کیا
کہ تمام سرداران لشکر خورشید کو ہمارے سردار نے زخمی کیا مگر ہاتھ سے فرزند خورشید کے اسکی
یہ حالت ہوئی اور لاش کے ٹکڑے سامنے اماں شاہ کے ڈالدیے اماں شاہ نے کہا کہ اسکی
یہ حالت کیونکر ہوئی ان لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شب و روز کامل کشتی رہی قریب شام فرزند
خورشید نے اسکو چیر کے پھینک دیا یہ سنکے اماں شاہ تھرا گیا کہ وہ کون شخص ہے جسنے اس
دیو پیکر کو چیر کے پھینک دیا لیکن اسی غم و غصہ کی حالت میں اسنے سکندر آئینہ پرست سے کہا
کہ اب سوار قدرت کو بھیج کر یہ جنگ فتح کرائیے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ میں تجکو اپنا فرزند
سمجھتا ہوں میرا خود بھی یہی ارادہ ہوا تھا یہ کہکر سکندر نے دیو غنطاق کو طلب کیا جسوقت دیو حاضر ہوا
تو اس سے کہا کہ جا کر شہر زرینہ کو تباہ کردے اور شہر زرینہ کی شاہزادی کو لے آ کہ میرا فرزند اسپر
عاشق ہوا ہے یہ سنکے دیو غنطاق کوہ پیکر نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اسی وقت دیو غنطاق نے
ہیئت اپنی تبدیل کی اور نقابدار سیہ پوش بنکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوا دس ہزار سوار صرف قیدیوں
کے واسطے ساتھ لیے تھے اور سامان اسیری بہت سا ہمراہ تھا ارابے ہتکڑیوں بیڑیوں
سے بھرے ہوے ساتھ تھے جس وقت یہ قریب شہر زرینہ کے پہونچا ہرکاروں نے خبر دی کہ سوار
قدرت یعنی نقابدار سیہ پوش آتا ہے یہ سنکے تمام شہر زرینہ میں تہلکہ پڑ گیا لوگ جلا وطن ہونے لگے کہ اب
شہر پر تباہی آئی یہ نابکار نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے تاراج ہوگا جو یہاں رہے گا وہ تباہی میں پڑے گا
لہذا یہاں سے نکلجانا ہی اچھا ہے اور خورشید زرین کمر کا رنگ و رو بھی متغیر ہوگیا یہ حالت دیکھکر
شاہزادہ طیمور شیر پیکر کو نہایت غصہ آیا کہ لوگ یہاں کے بزدل ہیں بس اسنے بھی دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیے اور خورشید زرین کمر سے کہا کہ میں شکار پر جاتا ہوں شاید نقابدار آ جائے تو اس سے
نامہ و پیام میں ایک دن ٹالی دیجیے گا کل میں آجاؤنگا یہ کہکر دس ہزار سوار سے شہر سے نکلا اور
جس طرف سے نقابدار سیہ پوش کے آنے کی خبر تھی اسی جانب روانہ ہوا یہاں خورشید زرین کمر نے
سہیل اختر شناس سے کہا کہ اب جسکا خوف تھا وہ تو موجود نہیں ہے جہاں تک ہوسکے گا گفتگو سے
آشتی کرنا سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ نقابدار بغیر ملکہ کو لیے راضی نہوگا اور یہ فعل شاہزادہ
کے خلاف کرنا ہوگا پھر اسکے آنے تو دیجیے بروقت دیکھا جائے گا یہاں تو یہ کھچڑیاں پک رہی ہیں

اور وہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا ہی اور اُس طرف سے نقابدار سیہ پوش
چلا آتا ہی شاہزادہ طیمور کو یہ فکر ہی کہ کسی طرح رستے ہی مین اس سے سامنا ہو جائے کہ وہین نقابدار سے
فیصلہ جنگ ہو جائے تو بہتر ہی ایک مقام پہ شاہزادے کو شام ہو گئی لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ
برپا ہونے لگی کہ فوراً جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا شاہزادہ سمجھ گیا کہ یہ آمد نقابدار سیہ پوش ہی جسوقت
دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو نقابدار سیہ پوش دس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا نقابدار نے جو
یہاں لشکر اُترتے دیکھا تو دریافت کرنے سے اسے معلوم ہوا کہ پسر خورشید زرین کمر کا لشکر ہی بس نقابدار
بھی اُتر پڑا کہ اِن سے فیصلہ کر کے آگے بڑھنا چاہیے اسی کے بل پر خورشید زرین کمر اطاعت و شفقت
دختر سے انکار کرتا ہی جسوقت یہ گرفتار ہو کے قبضہ مین آجائیگا تو پھر خورشید کو کچھ عذر و انکار باقی نہ رہیگا
بس نقابدار سیہ پوش نے صحرا مین اُترتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی آپنے
بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریاں جنگ
کی ہونے لگین ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت مین خورشید زرین کمر کے روانہ ہوے اور جا کر عرض
کی کہ آپ یہان کیا بیٹھے ہوئے ہین فلان صحرا مین نقابدار سیہ پوش اور آپکے فرزند سے سامنا ہو گیا
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی بس یہ سنکر خورشید بیتاب ہو گیا وزیر سے کہا کہ دیکھو اپنے
انتشار لوگون کا دیکھکر یہ حرکت کی کہ پوشیدہ طور پر جا کے رستے مین نقابدار کو روک لیا ای سہیل اختر شناس
اب جو خدا دکھائیگا وہ دیکھینگے کہدو کہ لشکر تیار ہو ہم بھی چلینگے اور اپنے فرزند کی لڑائی کا تماشہ دیکھینگے
یہ سنکے سہیل اختر شناس نے تیاری لشکر کا حکم دیا اسی وقت فوج تیار ہوئی خورشید زرین کمر فوج کثیر
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے صبح برآمد
ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کے شاخہاے
درخت پر بیٹھے اور بزبان بیزبانی مصروف حمد سبحانی ہوے دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہونے
لگے اُس طرف نقابدار سیہ پوش اپنے دس ہزار سوارون سے صف آرا ہوا ادھر اسی طرح شاہزادہ
طیمور شیر پرور فوج کو آراستہ کر کے کھڑا ہوا اس نقابدار نے آواز دی کہ ای فرزند خورشید زرین کمر کیا
تو ابتک مجھ سے ناواقف ہی جو تو نے میرے مقابلہ کا قصد کیا اور ابھی تک مانگ کو بھیجکر رفع قصہ نہ کیا شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ارشاد کیا کہ او خون بین تجھ سے اچھی طرح باخبر ہو چکا ہون کہ تو کوئی بلا ہے بد ہی لیکن
مجکو بھی پہچان لے کہ مین بلاکش ہون اگر تو دیو تن ہی تو داہی بدن ہی کہ حربہ تجھپر تاثیر نہین کرتا تو مین تجھے
چیر کر پھینک دونگا مین کسی مقابلہ مین بند نہین ہون نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ مجھے تیرے
حسن اور کمسنی پر رحم آتا ہی تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے اگر مین نے تجھے زیر کر لون اُس وقت تو اطاعت
کریگا فرمایا کہ اگر تو ساحر نہین ہی اور زور بازو سے مجھے زیر کریگا تو مجھے بھی اطاعت مین عذر و انکار
نہوگا یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے مرکب اپنا بڑھایا میدان مین آیا بعد سلیح شوری بسیار نیزہ زمین پر
گاڑ دیا اور رزم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ ای طفل حسین و بہادر آکر آزمایش زور و طاقت
کر لے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے مرکب اپنا بھی بڑھایا اور سامنے نقابدار سیہ پوش
کے آکر مرکب کو روکا نقابدار نے کہا کہ لا حربہ اپنا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ارشاد کیا کہ پیشدستی
کو میری ہمت گوارا نہین کرتی مین حق اپنی طرف کر کے لڑتا ہون اگر مین تیرے ملک پر چڑھنے جاتا تو
سبقت بھی کرتا یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے نیزہ اُٹھایا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ دماغ تیرا خراب ہی

کہ حریف کو خود حملہ کرنے کا موقع دیتا ہے پھر معلوم ہوتا ہے کہ اجل ہی تیری آگئی ہے یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ کو نیزے سے پر کانٹھا طعنیں چلنے لگیں دیر تک رد و بدل رہی آخر شاہزادہ نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا پس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اپنے گرز کو اٹھایا کہ ضرب اسکی ساڑھے چودہ سو من کی ہے کبھی اسکی ضرب سے کوئی نہیں بچا ہے آواز دی کہ او طفل میں نے تو چاہا تھا کہ تجھے زندہ گرفتار کرکے لیجاؤں تجھے حسین کو یہ قتل ہونے دوں لیکن تو نے مجھکو سر میدان ذلیل کیا اب تجھے زندہ نچھوڑونگا ورنہ تو ہمیشہ مجھکو نظر حقارت سے دیکھیگا یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کے وار کیا طیمور نے اپنا گرز اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا پس گرز پر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا شق گرد و غبار بلند ہوا آواز دی نقابدار نے زدم و لیست کردم بو خبر اس طفل حسین کی یہ سنکر لاہور شیر دل جھپٹ کے قریب آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ شاہزادہ بشاش کھڑا ہے دونوں ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں شاہزادہ نے چولاہو کو دیکھا فرمایا کہ ای لاہور واقع میں نقابدار زبردست ہے یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور آواز دی کہ ای تو ضرب نیز دی ضرب مانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + نقابدار سمجھا تھا کہ طیمور میری ضرب سے مارا گیا کھڑا ہوا افسوس کر رہا تھا جس وقت شاہزادے نے گرد سے نکلکر نعرہ کیا نقابدار حیرت میں آیا کہ واقع میں یہ طفل بھی بلائے بد ہے ادھر شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ضرب لگائی ادھر نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو غیاذا بالله عجب حالت ہوئی کہ دونوں گرزوں سے شرارے نکلکر فریاد کرتے ہوئے جانب آسمان روانہ ہوئے تڑاقے کی صدا صحرا میں گونجی مرکب نقابدار کی کمر ٹوٹی جگر زمین ہول سے شق ہوگیا شق گرد و غبار بلند ہوا شاہزادہ نے نعرہ کیا کہ زدم و لیست کردم ادھر سے بھی اک عیار آیا اور پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ نقابدار بھر بھرا رہا ہے ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہے غشی سی طاری ہے لیکن ہاتھ دونوں قائم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا نقابدار چونکا دیکھا مرکب مردہ ہے پس تلوار کھینچکے دوڑا کہ او طفل بلا کی ضرب تو نے لگائی کہ مرکب میرا مارا گیا اب چھوڑتا ہوں تیرے مرکب کو دیکھا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہ یہ بارادہ فاسد آتا ہے جلدی سے گھوڑے سے کود پڑے نقابدار تلوار پھینک کر لپٹ پڑا ادھر شاہزادہ بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر میں زرہ کی کڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کے گرنا شروع ہوگئیں زور کشاکش کے ہو رہے تھے کہ ایکدم جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے خورشید زرین کمر اپنے تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچ گیا اور آتے ہی اسنے چار جانب سے گھیر لیا دیکھا کہ فرزند سے اور نقابدار سے کشتی ہو رہی ہے پس اسنے جلد سے لاہور شیر دل کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میرے فرزند سے کہدے کہ اگر تو ناراض نہو تو آج اس نقابدار کی تکے بوٹیاں اڑوا دوں اسکے ساتھ صرف دس ہزار سوار ہیں میں نے تین لاکھ سے گھیر لیا ہے ورنہ اس نقابدار کا مارا جانا مشکل ہو جائیگا تو اسے ہرگز زندہ نہ کرسکیگا لاہور نے کہا کہ بھائی صاحب اسے کبھی منظور نکرینگے یہ عمل جو آپکے خلاف کرینگا اور آپ انھیں کیا موم کا بنا ہوا سمجھے ہیں اگر آپ قبل سے تشریف لائے ہوتے اور تماشا گرز کی لڑائی کا دیکھا ہوتا تو ایسا نفرماتے ایک ضرب گرز میں نقابدار کو بدحواس کر دیا اور اسکی ضرب نہایت آسانی سے روک لی آپ دیکھیے تو کہ

ہوتا کیا ہی آج اس سعادت قدرت کی قلعی کھلی جاتی ہی خورشید زرین کمر غور سے دیکھ رہا ہی اور رومال لیے
کھڑا ہی جب زیادہ پسینہ بہنے لگتا ہی تو پونچھ دیتا ہی ادھر دونون مصروف تلاش مین یہانتک کہ لڑتے لڑتے
وہ وقت آگیا کہ پرند اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے چرند چراگاہون سے پلٹے قافلون نے منزل پر
پہونچکے مقام کیا عالم مین سیاہی شب پھیلنے لگی آسمان پر ستارون نے بزم آرائی کا قصد کیا اسوقت
نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ای طفل ماہ جبین رات واسطے آسایش کے ہی اور دن برای جنگ و جدال کے
اب شام ہوچکی ہی تو بھی جاکر آرام لے اور مین بھی راحت اٹھاؤن صبح کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیمور
شیر پرور نے کہا کہ ای نقابدار سیہ پوش مین تو بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہین پھرتا جب لڑنے پہ آئے تو رات
کیسی اور دن کیسا دونون برابر ہین یہ سنکے نقابدار سیہ پوش کو غصہ آیا کہا کہ تو نے مجھے کیا عاجز سمجھا ہی اب مین بھی
بغیر معاملہ یکسو کیے ہوے میدان سے نہ پلٹونگا یہ سنکے دونون جانب سے ایک ایک کاسہ شیر آیا نقابدار
تو کاسہ منھ سے لگا کر چڑھا گیا اور طلب کیا کئی خم دودھ کے پی گیا لیکن شاہزادہ نے ایک ہی کاسہ پر اکتفا
کی پھر زور ہونے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سارا دودھ پسینہ بن کے بہ گیا خورشید زرین کمر کی جان
لگی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح کو پھر نقابدار نے کہا کہ ای مرد عزیز
یہ کونسی لڑائی ہی کہ بھوکے پیاسے لڑ رہے ہین جو حالت ہی وہ میرے لیے بھی ہی اور تیرے واسطے بھی ہی
جاکر کچھ کھا پی لے تب آ تو وہ ہولینا تو پھر لڑنا طیمور شیر پرور نے فرمایا کہ ایک مقابلہ حریف سے اور دوسرا
مقابلہ خواہش نفسانی سے یہ پست ہمت ہونے کی دلیل ہی کہ ایک ہی سے مقابلہ کرے اور دوسرے کے
مقابلہ سے باز رہے بقول تیرے جب دونون ایک حال مین ہین پھر کیا تردد ہی یہ سنکے نقابدار کو پھر
غصہ آیا اور لڑنے لگا یہانتک کہ شام ہوگئی خورشید زرین کمر نے کہا ای فرزند نقابدار بھی آرام لینے کو کہتا ہی
اور میرا بھی جی چاہتا ہی کہ تو بھی کچھ دیر آرام اٹھالے اسکے بعد لڑنا طیمور شیر پرور نے کہا کہ آپ اس معاملے مین
دخل نہ دیجیے مین بہت جلد فیصلہ کیے لیتا ہون کہانتک گذارش کیا جاے کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر
چوتھے دن صبح کو نقابدار کی یہ حالت ہوئی کہ پھیپھڑی پھول گئی ہیبت شعار کی دھونکنی بنگیا بس
شاہزادہ نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ
زیر زنخدان رکھا دوسرے ہاتھ گدی کے نیچے لیجاکر آواز دی کہ کیا کہتا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ تا زندہ
ایم بندہ ایم ای شہریار واقع مین تیرا مثل و نظیر نہین ہی اگر تو مجھے چھوڑ دے تو جس طرح مین تیرے
گرفتاری کے واسطے بیڑیان اور ہتکڑیان لیکر آیا تھا اب ان بیڑیون اور ہتکڑیون سے سلطان شاہ
کو باندھکے تیرے سامنے لے آؤن شاہزادہ نے چھوڑ دیا خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای فرزند یہ کیا
غضب کیا کوئی ایسے دشمن قوی کو بھی چھوڑ دیتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ جب وہ مطیع ہوتا ہی تو کس
قصور پر اسکو قتل کرون اگر اطاعت سے انکار کرتا تو دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیتا خورشید زرین کمر
نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے اور پھر آمادہ مقابلہ ہو فرمایا پھر اسی طرح زیر کرلونگا اس وقت تو مین ڈرا نہین
جب اسکے زور کا حال معلوم نہوا تھا اب کیا ڈرونگا یہ سنکے عنطاق کوہ پیکر قدمون پر گر پڑا اور کہا
ای شہریار زادے ارادہ میرا یہی تھا کہ اگر آپ مجھے چھوڑ دینگے تو مین دغا کرونگا جب غافل پاؤنگا اٹھا
لیجاؤنگا اور رکھ لونگا اسلیے کہ مین انسان نہین ہون دیو ہون نام میرا عنطاق کوہ پیکر ہی انسان
بنکر مقابلے کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ آجتک کوئی میسر نہوا اسوا آپکے کسی نے پشت میری زمین کو نہین
لگائی یا حمزہ صاحبقران کو سنا تھا کہ وہ دیوکش تھے یا آپ کو دیکھا فرمایا تو صورت اصلی تو دکھا

دیو غنطاق نے اُسی وقت فلک ماری اب جو دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے کھڑا ہو گیا تو شاہزادہ طیمور شیر پرور
خوش ہوا کہ مین نے اتنے بڑے دیو کو زیر کیا کہ اگر مجھ پر گر پڑتا تو مین پس گیا رہتا اور خورشید زرین کمر
تو اسقدر خائف ہوا کہ کلپنے لگا کہ ایسا نہو یہ کھا لے نہین دیو غنطاق نے عرض کی کہ ای شہریار اب
مین جاتا ہون اور سکندر آئینہ پرست اور رمان شاہ کو بھی لاتا ہون اور آپکا مطیع کرتا ہون فرمایا جا دیو غنطاق
کوہ پیکر اُسی وقت اپنے دس ہزار سوارون کو ساتھ لیے ہوے جانب شہر رمانیہ روانہ ہوا وہان جب
پہونچی کہ سوار قدرت آتا ہے لوگ واسطے پیشوائی کے روانہ کیے گئے دیو غنطاق کو لیکر آئے یہان
رمان شاہ بہت خوش تھا کہ سوار قدرت میری معشوقہ کو ضرور لایا ہوگا جسوقت دیو غنطاق سامنے
پہونچا عرض کی کہ ای سکندر آئینہ پرست کفار مین آج تک کوئی صاحبقران نہین پیدا ہوا تھا الا اب
پیدا ہوا ہے فرزند خورشید زرین کمر کا صاحبقران ہے جو اوصاف حمزہ کے سنتے تھے وہ اس شاہزادہ
مین دیکھے کہ آتے ہی تین روز مین مجکو اس طرح زیر کر لیا کہ دم باقی نہ تھا اگر اطاعت نہ اختیار کرتا تو جان
نہ بچتی اور صاحب ہمت وہ ایسا ہے کہ جب مین نے امان مانگی مجکو چھوڑ دیا یہ سنکے سکندر آئینہ پرست
کو بھی اشتیاق ملاقات پیدا ہوا لیکن رمان شاہ نہایت رنجیدہ ہوا سکندر آئینہ پرست نے کہا
کہ ای فرزند رنجیدہ نہو یہ شخص قسمت سے ہاتھ آیا ہے اُسے بھی اپنا مطیع سمجھ جسوقت مین آئینہ دکھاؤنگا وہ ضرور
آئینہ پرست ہو جائیگا یہ سنکے رمان شاہ خاموش ہو رہا اور سکندر آئینہ پرست نے تیاری کی
اور دوسرے روز کوچ کر کے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا خبر پہونچی خورشید زرین کمر کو کہ سکندر
آئینہ پرست برائے ملاقات شاہزادہ طیمور شیر پرور آتا ہے خورشید مع طیمور برائے استقبال
روانہ ہوا اور نہایت عزت کے ساتھ رمان شاہ اور سکندر آئینہ پرست کو لایا بڑی دھوم سے
دعوت کی تمام شہر مین چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی کئی رات تک جشن ملوکانہ برپا رہا جب دعوت
و ضیافت سے فراغت ہوئی تو سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ ای خورشید زرین کمر تمنے لقاپرستی
کیا سمجھ کے اختیار کی ہے خورشید نے کہا کہ آبائی مذہب سمجھ کے اختیار کر لیا ہے ورنہ دراصل
لقا کو مین قابل پرستش خود بھی نہین جانتا مین افسانے لقا کے سن چکا ہون کہ حمزہ عرب کے ہاتھ
سے تمام زمانے مین بھاگا بھاگا پھرا ساری خداوندی لقا کی حمزہ نے الٹ دی اور آخر مین اُسے بھی گرفتار
کر کے تیرباران کر دیا کیسا خداوند تھا کہ حمزہ کا کچھ نکر سکا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اے
برادر پرستش اُسکی کرنا چاہیے جسمین نشان خداوندی ہو تم میرے آئینہ کو دیکھو اگر قابل پرستش
سمجھو قبول کرو ورنہ اختیار ہے خورشید نے اس رائے کو پسند کیا طیمور شیر پرور بھی یہان موجود
تھا چپکا سن رہا تھا سکندر آئینہ پرست نے آئینہ غلاف سے نکالکر پیش کیا راز اس آئینہ کا
اپنے وقت پر ظاہر ہوگا مختصر یہ کہ خورشید زرین کمر نے آئینہ پرستی کو لقاپرستی سے بہتر جانا اور
آئینہ پرستی اختیار کر لی اب سکندر طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ای فرزند شیر دل
تیرا کیا عقیدہ ہے فرمایا کہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ درحقیقت جو میرا خالق ہے وہی ہے آئینہ بھی ایک بنائی
ہوئی چیز ہے اگر آئینہ نے مجکو پیدا کیا ہے تو یہی خالق سہی مگر مین تو جبتک پہچان نہ لونگا اپنے خالق کو
اُس وقت تک سجدہ نکرونگا بس مین اُسی کی پرستش کرتا ہون جو خالق حقیقی ہے مین ابھی تک
واقف نہین ہون کہ وہ کون ہے جب واقف ہو جاؤنگا تو نام بھی بتاؤنگا اگر آپ لوگ آئینہ پرستی کو اچھا
سمجھتے ہین یہی سہی مین تو اپنے باپ کی اطاعت واجب جانتا ہون یہ سنکے سب خوش ہوے کہ اگر

یہ موافق نہین ہی تو مخالف بھی نہین ہوا اب یہ سب ایک ہوے اور جشن خوشی منعقد ہوا اور تیاری خروج ہونے لگی دیکھیے یہ کب خروج کرتے ہین اور کس طرف جاتے ہین بالفعل انکو تیاری خروج مین رکھا جاتا ہی

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج شعشع بن شمشمش سے بیان کیے جاتے ہین

مخمس

ادائے مطلب دل ہی ہر اک ادا انکی
دعا ہی شرم رکھے ہر جگہ خدا انکی
وفا سے بڑھ کے سمجھتے ہین ہم جفا انکی
سوال وصل پہ نیچی نظر ہی کیا انکی
ہماری آنکھ مین پھرتی ہی وہ حیا انکی

بلاکشون کا سنے درد دکھ بلا انکی
اب اور ہونگی فصدین اس سے بڑھ کے کیا انکی
نرالی سارے زمانے سے ہی حیا انکی
نیاز مند سے کی بنتی التجا انکی
ہوا غرور زیادہ بڑھی جفا انکی

نہ نقاب بھی چھپتی نہین ضیا انکی
خموش ہون تو خموشی بھی ہی صدا انکی
مثال برق رہے ابر مین بلا انکی
نگاہ گرم مین ہی چنچلی ادا انکی
دکھا رہی ہی ہمین شوخیان حیا انکی

تحمل ہی وصل کی شب کتنی بے ادب ہی حیا
عجب ہی شرم خدا رکھے اور عجب ہی حیا
فراق یار کا سب سے بڑا سبب ہی حیا
ستم ہی غمزہ بلا ناز ہی غضب ہی حیا
اور اسپہ ڈھاتی ہی آفت ہر اک ادا انکی

اگر ہو مری جان تم پیالۂ عشاق
سمجھتے ہو دل داغی کو لالۂ عشاق
تو پھر ضرور رہو ہم نوالۂ عشاق
صدائے نغمہ ہی تمکو تو نالۂ عشاق
تجھے ہی حرف گر کہین حسن نہ خدا انکی

بتون کی چال سے ہم اسکو بھی نہ کم جانین
اسے بھی چاہین اور اسکو بھی ہم صنم جانین
اسے بھی قہر کہین اسکو بھی ستم جانین
چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانین
بہت اڑائی ہی اٹکھیلیان صبا انکی

جو دیکھو غور سے تو ہی ہر ایک جسکا جواب
ہر اک پر انہین ہی ایسا نہین ہی جسکا جواب
مثال کسکی نہین ہم نہین ہی کسکا جواب
وہ اسکا مثل جہان مین کہین نہ اسکا جواب
وفا وفا ہی ہماری جفا جفا انکی

بتاؤ بھیس بدلکر وہ کسکے دل مین رہے
ہمارے دل کو مسل کر وہ کسکے دل مین رہے
ہمارے پاس سے اٹھکر وہ کسکے دل مین رہے
ہمارے دل سے نکلکر وہ کسکے دل مین رہے
ہمین تلاش ہی در بدر جا بجا انکی

برائیون سے ہی اب ذکر چار سو میرا
نہ اسکا خون کرین جو بنے لہو میرا
بہت ذلیل ہون کیا پاس آبرو میرا
اسی کی باتین خوشی سے جو ہو عدو میرا
غرض ہی کیا انھین میری سنے بلا انکی

ضیائے حسن رخ یار رنگ لائیگی
ادائے زینت دلدار رنگ لائیگی

کبھی وہ نرگس بیمار رنگ لائیگی　　کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائیگی
کریگی خون مرا ایک دن حنا آنکی

ہزاروں وصل کی لذت سے ہوگئے برباد　　ہزاروں صدمۂ فرقت سے ہوگئے برباد
ہزاروں عشق و محبت سے ہوگئے برباد　　ہزاروں حسن کی شہرت سے ہوگئے برباد
بندھی ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوا آنکی

کہ انتظار سے گہ اشتیاق سے مارا　　جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
اگر نفاق پر آئے نفاق سے مارا　　ادا سے لوٹ لیا دل فراق سے مارا
نہ ابتدا ہے کچھ ابھی نہ انتہا آنکی

نہ آؤ بہر عیادت نہ تم کرو تکلیف　　عزیزو اُس سے کہو اور مجھکو دو تکلیف
ضرور ہوگی مرے بخت میں ہے جو تکلیف　　دل فگار کے زخموں میں کیوں نہو تکلیف
بھری ہے سینۂ مجروح میں ہوا آنکی

یہ طرفہ چین دیا اور طرفہ خواب دیا　　عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا　　پیامبر نے یہ آکر مجھے جواب دیا
پیام سنکے کہا آگئی قضا آنکی

نہ رحم غیروں پہ ہے اور نہ ہے یگانوں پر　　وہ کمسنی میں ستم ڈھالتے ہیں جوانوں پر
اگرچہ آج یہاں بن گئی ہے جانوں پر　　خدا کے سامنے رکھوں گا ہاتھ کانوں پر
برائی میں نہیں سننے کا برملا آنکی

ابھی سے دیتے ہیں ہر بات میں وہ دم اے دل　　ابھی سے دیتے ہیں شہرت کے بدلے ہم اے دل
یہ کیسا قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل　　وہ ابتدا ہی میں کرنے لگے ستم اے دل
پھر اُسکے آگے قیامت ہے انتہا آنکی

جو گھر اُجاڑتے ہیں جو داغ شہر دیتے ہیں　　انھیں کے عشق میں جان اہل درد دیتے ہیں
دکھا کے آنکھ وہی جام بھر دیتے ہیں　　وہی ہیں میرے مسیحا جو زہر دیتے ہیں
انھیں کو لاؤ مجھے پاس ہے دوا آنکی

یہ آرزو ہے کہ کچھ اور انکی شہرت ہو　　جہاں وہ پاؤں دھریں اپنا میری تربت ہو
چلیں جہاں یہ عیاں اُس جگہ قیامت ہو　　نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو
ادا ادا سی ادا ہو ہر اک ادا آنکی

فراق یار سے دل ہوگیا ایاغ فراق　　اور اس ایاغ میں جلنے لگے چراغ فراق
مگر چراغوں سے کیا لطف ہے بباغ فراق　　کہیں ہے زخم محبت کہیں ہے داغ فراق
نشانیاں مرے دل میں ہیں جابجا آنکی

نہ بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل　　ہمیشہ سینہ میں میرے نہ تو اچھل اے دل
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل　　ہر ایک بات پہ ایسا نہ تو مچل اے دل
ستم میں تیرے اٹھاؤنگا یا جفا آنکی

خدا کے واسطے جلدی کہیں بتا قاصد　　مجھے جنون تو نہیں آج ہوگیا قاصد

سڑی ہی ہوش مین ابتک رہا ہی کیا قاصد | حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہی یا آنکی

کلیم خوش ہین قسم بھی جناب آصف سے | ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
زیادہ ہوگا نجم بھی جناب آصف سے | ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہو کیا آنکی

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت ساحر شمش نے انتقال کیا ہی اُس وقت سن شعشاع بن شمش کا بہت کم تھا اور ساحر شمش نے ستارون کی بدی دیکھکر بنظر تحصیل علم سحر او جائے حفاظت اُسکو چاہ بابل مین بھیجدیا تھا وہان شعشاع نے پرورش پائی جب ہوشیار ہوا تو ساحران چاہ بابل نے اسکو خوب علم سحر و ساحری تعلیم کیا اب اسنے چلہ کشی شروع کی بہت سے چلے کھینچے اور سحر تیار کیے بعد اسکے اسکی مان نے ایک کتاب حسب وصیت ساحر شمش اسکو دی اور ایک تصویر ساحر شمش کی دی شعشاع بن شمس نے اُس کتاب کو پڑھا تو آنکھین اسکی کھل گئین اُسمین ساحر شمش کے کائنات کے سحر اور اُنکے طریقے تحریر تھے اُس کتاب کے دیکھنے سے یہ ثانی شمش ہوگیا اور جن ساحرون نے اسے علم سحر تعلیم کیا تھا وہ اُسکے آگے طفل مکتب کے درجہ پر آگئے اب اسنے اُس کتاب کے موافق سحر اپنے درست کیے اور پھر چلے کھینچے کاہن بھی بے نظیر ہوگیا جب سب طرح کے کمالات اُسکو حاصل ہوگئے تو اسنے سکونت چاہ بابل کی ترک کی اور وہان سے نکلکر غار عمیق مین رہنا اختیار کیا اور تمام جانوران صحرائی کو اپنا مطیع کیا کہ وہ اس غار پر پہرہ دیا کرتے تھے ایک طرف غول شیرون کا تھا ایک جانب تیندوے ایک طرف خرس ایک سمت گرگ انمین افسر معین تھے اور انتظام سلطنت قائم تھا شعشاع بن شمش نے مثل اپنے باپ کے تین نقابدار طلسم بند کرکے تیار کیے ایک نقابدار خرس پوش سرکوب تھا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا تھا تیسرا نقابدار ببر پوش سیلی زن تھا صفت پہلے نقابدار کی یہ تھی کہ ادھر اسنے نقاب چہرے سے الٹی اور برمن نگر کی آواز دی بس جسنے صورت نحس اُسکی دیکھی وہ اپنا سر پیٹنے لگا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش ہوگیا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا اسمین یہ وصف تھا کہ ادھر صورت اسکی دیکھی اور محویت طاری ہوئی بیخود ہوگیا اور اطاعت اختیار کرلی تیسرا نقابدار ببر پوش اسکی یہ خاصیت تھی کہ اسنے جسکو طمانچہ مارا وہ بیہوش ہوگیا جب یہ ان نقابدارون کو بھی تیار کرچکا تو اب اسنے ساعت خروج دیکھی اور یہ دیکھا کہ موت میری کسکے ہاتھ سے ہی تو معلوم ہوا کہ امیر ثالث کا عیار خضر الن تیرا قاتل ہی بس اسکو یہ فکر ہوئی کہ جسوقت خضر الن یہان نرہے اور ہمراہ امیر ثالث کے خانہ کعبہ چلا جائے اُس وقت مین غار عمیق سے نکلون مگر اسکے بعد ساعتین اچھی نہ دیکھین اب اسنے انجام پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اگر تو یہان سے نہ نکلیگا تو خضر الن اسی مقام پر آکر تجھے ہلاک کریگا جسطرح عمرو اول نے ساحر شمش کو مارا تھا اُس وقت اسنے یہ خیال کیا کہ جب ہر طرح موت خضر الن کے ہاتھ سے ہی تو یہان بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ باوا جان نے محض حماقت کی کہ دریا مین چھپے بیٹھے رہے اگر نکل کر سحر کرتے تو لاکھون کو مارکے مرتے تیرا بیٹھے رہنا اچھا نہین جب مرنا ہر طرح ہی تو دل کی حسرت دل مین کیون رہے لڑکے مرین یہ سوچکر اپنے غار سے نکلکر چند خادمون کو ساتھ لیا اور کچھ سامان سحر و ساحری اور تینون نقابدارون کو اپنے ساتھ لیکر چلا جسقدر فوج درندون کی تھی اُسکے ساتھ ہوئی شعشاع بن شمش جادو اک شتر دراز قامت پر جوگی کی وضع بنائے ہوئے

سوار ہوا گلے مین اُسکے بڑا سا گھنٹا لٹکتا ہوا پشت پر دس بارہ ساحر ڈھولے ڈبرو بجاتے ہوئے
آگے آگے تینون نقابدار اس شان و شوکت سے سواری شعشاع بن مشمش کی چلی جس وقت یہ قریب
شہر انجم حصار کے پہونچا تو اسنے قیام کیا اور ایک نقابدار کو بادشاہ شہر انجم حصار پاس روانہ
کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ مین تیرے شہر کے قریب اُترا ہوا ہون خوش نصیب تیرے کہ پہلے مین
تیرے ہی ملک کی طرف آیا تجھکو چاہیے کہ اگر اطاعت میری اختیار کر کہ تیرے واسطے باعث
افتخار ہے نقابدار خرس پوش سر کوب داخل شہر انجم حصار ہوا کوکب انجم حصاری کو معلوم
ہوا کہ ایک شخص عجیب الوضع تین نقابدار اُسکے ساتھ کسی غار سے نکل کر آیا ہے اور سلاطین زمانہ کو اپنا
مطیع بنانا چاہتا ہے یہ سُنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ کتنے لوگ اُسکے ساتھ ہین ہرکارون نے
بیان کیا کہ ڈھولے والے تین نقابدار ہین اور خدمتی دس بارہ آدمی ہین اور قریب ایک ہزار کے درندے
اُسکے گرد و پیش رہتے ہین یہ سُنکے کوکب انجم حصاری متعجب ہوا کہا کیا حقیقت ہے اگر دس ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکے جاؤنگا تو سبکو پامال کر کے رکھ دونگا اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی
کہ اک نقابدار خرس پوش آیا ہے اور کہتا ہے کہ مین ایلچی ہون اُس شخص کا جو فرزند خداوند ہے کوکب
انجم حصاری سمجھ گیا کہ یہ اُسی شخص کا ایلچی ہے کہا بلا لو اور دنگل آہنی اُسکے بیٹھنے کو دیا نقابدار نے
کسیکو سلام بھی نہین کیا اور دنگل پر بیٹھ گیا کوکب انجم حصاری نے حسب قاعدہ اک جام شراب
سے ضیافت کی نقابدار نے جام پیا اور کہا کہ اے کوکب شاہ مین پیغام لایا ہون فرزند خداوند مشمش
جادوکا کوکب انجم حصاری نے کہا بیان کر نقابدار نے پیام پہونچایا کوکب انجم حصاری نے
ہنسکے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے خداوند لقا سے بے لقا زرد شاہ باختری کے ماننے
والون مین ہین ہمنے وہ افسانہ سُنا ہے جبکہ خداوند ملک فرعونیہ مین پہونچے اور فرعون شاہ
نے اُنکی عزت و تکریم مین فرق کیا تو خداوند نے ناراض ہو کر خداوندی فرعون کو بھی خداپرستون
کے ہاتھ سے مٹوا دیا اور ساحر مشمش نے بھی یہ ناانصافی کی تھی کہ بڑے خداوند کو نہایت
[illegible] کیا جسکی یہ سزا پائی کہ خداوند لقا نے تقدیر اُنکی پلٹ دی کہ لاکھ وہ بحر قلزم مین جا
چھپے مگر عمرو ملک الموت کی طرح دریا مین گھس کر پہونچا اور ساحر مشمش کو پکڑ کے مار ڈالا
ہم ایسے شخص کو کیونکر خداوند مانینگے اور اُسکے فرزند کی کبھی اطاعت نکرینگے نقابدار خرس پوش
برہم ہوا اور کہا کہ اے کوکب شاہ معلوم ہوا کہ ستارہ قسمت تیرا گردش مین ہے بروقت مقابلہ تجھکو معلوم
ہوگا مین ایک تیری تمام فوج کے لیے کافی ہون کوکب شاہ نے کہا کہ اگر میری فوج ایک ایک مٹھی
خاک اُٹھا کے ڈالیگی تو تو اور تیرا مالک اور اُسکے ہمراہی تپ کے مرجائینگے تو جا کر طبل جنگ بجوا
مین لشکر لیکر آتا ہون نقابدار برہم ہو کے چلا گیا اور سارا ماجرا شعشاع بن مشمش سے بیان کیا
اسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہے مثل مشہور ہے کہ جسکی تیغ اُسکی دیگ جب مقابلہ کرکے زیر پست ہوگا اسوقت
اطاعت اختیار کریگا ابھی نہین مانیگا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص سحر نکرے
اگر مین چاہون تو کھڑے کھڑے تمام شہر انجم حصار کو پھونک دون مگر مجھے ان لوگون کا
مٹانا منظور نہین ہے بلکہ مطیع بنانا منظور ہے سبنے کہا کہ ہمین آپکی اطاعت سے کام ہے اتنے مین کوکب
انجم حصاری اپنی فوج انجم شمار کو لیے ہوئے شہر سے باہر آیا بارگاہ آسمان جاہ برپا ہوئی
بازار لشکر کھل گئے خیمے خرگاہین راوٹیان قلندریان برپا ہوگئین اہل انجم حصار اُن نقابدارون کو

دیکھ دیکھکر ہنستے تھے کہ کہان ان بیچارون کو قضا کھینچ کے لائی ہے اور یا اب انکا کیسا اندھا ہی اور
اشاہت زدہ ہے کہ ہم لوگون کے سمنہ چڑھا ہی کوکب انجم حصاری نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی یہ خبر شعشاع بن شمشش کو ہوئی اسنے
بھی اپنے یہان کے نقارے بجوائے یہ نقارے سیندور کے ٹیکے دیے ہوئے ایک فیل پر
تھے اور ایک چوکی اسپر سوار نقارے پیٹ رہا تھا بیچ مین ایک چھوٹا سا خیمہ تھا اسمین شعشاع
بن شمشش تھا گرد لشکر درندونکا بہر حفاظت تھا تمام رات اُدھر طلایہ کا گشت پھرا کیا ادھر درندے
پھرا دیا کیے یہانتک کہ اسی عالم مین رات گذر کر صبح ہوئی آفتاب تابان جانب مشرق سے نمودار ہوا اور
ماہ شب زندہ دار آرام گاہ مغرب کی طرف روانہ ہوا افواج انجم مین ابتری ہوئی کوکب انجم حصاری
کے لشکر مین یا خداوندا باختر کی صدائین بلند ہوئین اور سب کے سب مسلح ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آکر
صف آرا ہوے اُدھر سے شعشاع بن شمشش چارون نقابدارون کو لیے ہوے میدان مین
پہونچا اُسطرف صف آرائیان ہو رہی تھین ادھر صرف تین نقابدار پرّا جمائے کھڑے تھے اُدھر کوکب
انجم حصاری تخت جواہر نگار پر سوار تاج بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر گردش کر رہا تھا آگے آگے
نقیب بول رہا تھا ادھر شعشاع بن شمشش شتر سوار بہت شانے سے لیکے کہنی تک بندھے
ہوے پیشانی پر قشقہ کھنچا ہوا ایک بھاری دوپٹہ کار چوبی آدھا باندھے آدھا اوڑھے زر لفتی جھولی
گلے مین اسمین اسباب سحر بھرا ہوا پشت پر ایک ہزار درندے جسوقت لشکر انجم حصار مین صف
آرائی ہو چکی تو کوکب انجم حصاری نے ایک صف کی طرف دیکھا افسر اس رسالے کا بہرام انجم حصاری
پہلوان زبردست تھا بس اسنے اشارہ پاتے ہی مرکب کو جولان کیا اور سامنے تخت کوکب انجم حصاری
کے آکر اجازت میدان چاہی کوکب انجم حصاری نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا نگہبان ہے اسنے سلام
رخصت کیا اور میدان مین آکر بعد سلح شوری بسیار آواز دی کہ اے جنگجو آؤ کہ مین تمھاری خدمتگذاری
کو موجود ہون بس یہ سنتے ہی شعشاع بن شمشش نے اُسی نقابدار حرس پوش سر کوب
کو اشارہ کیا نقابدار میدان مین آیا سامنے بہرام انجم حصاری کے پہونچا بہرام سمجھا کہ یہ کوئی حربہ
کریگا نقابدار کے پاس کوئی حربہ نہ تھا نہ اسلحہ بدن پر تھا بہرام نے متعجب ہو کر کہا کہ تو مقابلہ کس شے سے کریگا
نقابدار حرس پوش نے کہا کہ کیفیت میرے مقابلے کی دیکھیگا لے دیکھ اور پہچان یہ کہکر اسنے
نقاب چہرے سے الٹ دی اور پکارا کہ برہمن نگر برہمن نگر شاید زبشتاسی مرا بس اُدھر تو اسنے
نقاب چہرہ سے الٹی اور نظر بہرام انجم حصاری کی چہرہ نحس پر اسکے پڑی اُدھر بہرام کی صورت دیکھتے ہی
عجب حالت طاری ہوئی کہ بہرام نے اپنا سر پیٹنا شروع کیا کوکب انجم حصاری حیران کہ یہ کیا ہوا
اہل لشکر ہنسنے لگے مگر بہرام سر پیٹتے پیٹتے بیحال ہو گیا اور بیہوش ہو کے گرا نقابدار حرس پوش
اُسے اٹھائے ہوے لیے چلا گیا بعد اسکے کیوان انجم حصاری میدان مین آیا ایکی نقابدار
ببر پوش سیلی زن نکلا بعد گفتگوے بسیار کیوان نے حربہ طلب کیا نقابدار ببر پوش نے
تھپڑ مارا کہ کیوان انجم حصاری گر کر بیہوش ہو گیا ببر پوش کیوان انجم حصاری کو اٹھا کے
لیے چلا گیا بعد اسکے برجیس انجم حصاری نکلا اسکے مقابلہ کو نقابدار اطلس پوش حور لقا
آیا جیسے ہی برجیس نے حملہ کرنے کا قصد کیا نقابدار اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے
الٹ دی بس برجیس انجم حصاری پر محویت طاری ہوئی جیسے کوئی کسیکے عشق مین مبہوت

اور دیوانہ ہوجاتا ہی نقابدار نے کہا جا چلا جا میرے لشکر کی طرف برجیس گردن جھکا کے شعشاع کے
پاس چلا آیا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا ناہید انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو
برجیس کی ہوئی تھی اسکے بعد سہیل انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی اتنوا اہل انجم حصار
کے جو اس باختہ ہوے شام تک بائیس سردار اسیر ہوے شام کو طبل بازگشت بجا کوکب
انجم حصاری نہایت ملول کمال غمگین میدان سے پھر کر بارگاہ مین آیا وزیر اسکا نہایت ہوشیار تھا
نام اسکا دبیر انجم حصاری تھا اسنے کوکب انجم حصاری سے کہا کہ انجام جنگ اچھا نہین معلوم
ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ اس سے میل کر لیجیے یہ بہت بڑا شخص ہی اگر وہ چاہتا تو ایک سحر مین سبکا خاتمہ کر دیتا
آپ فتحیاب نہونگے کوکب نے کہا کہ وہ تو ساحر مشتمش کی تصویر کو سجدہ کرانا چاہتا ہی دبیر
انجم حصاری نے کہا کہ آپ کن خیالون مین ہین لقا کیا تھا وہ بھی ایک انسان تھا بلکہ ساحر مشتمش تو
صاحب قوت تھا لقا تو بالکل بیوقوف اور ہیچ کارا تھا یہ پونے دو سو خداوند سب ایسے ہی تھے کوئی
سحر کے زور سے خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سلطنت کے زور پر خداوند دوم نجیبہ کیا چیز تھین اور ثمرات
سخنگو کیا بلا تھے جہان اتنون کو سجدہ کیا وہان ایک تصویر کو اور سجدہ کر لیجیے گا تو مٹتا نہی نہ گھس جائیگی
کوکب نے کہا کہ جیسی تمھاری راے یہ تو مین بھی سمجھ گیا کہ لڑ کر اس سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہی
دبیر نے کہا مین جاتا ہون اور اسی وقت اسنے کشتیان تحائف کی اپنے ساتھ لین کچھ کشتیون مین
جواہر کچھ کشتیون مین میوہ کچھ کشتیون مین اشیا نادرہ چند غلامان زرین کمر وہ کشتیان لیکر ساتھ ہوے
دبیر انجم حصاری جانب خیمہ شعشاع بن مشتمش روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ غول گرگ
صحرائی کے دو رویہ بیٹھے ہین اور ایک گرگ ادھر سے ادھر مثل پہرہ دارون کے ٹہل رہا ہی دبیر انجم حصاری
ڈرا مگر چونکہ عاقل تھا ایک پرچہ کاغذ پر اپنا نام لکھکر اس گرگ کے سامنے ڈال دیا وہ گرگ پرچہ کو منہ مین
دبا کے ہوے روانہ ہوا اور جا کر سامنے شعشاع کے ڈال دیا جسوقت شعشاع نے نام پڑھا تو معلوم
ہوا کہ بادشاہ انجم حصار کا وزیر آیا ہی اپنے نقابدار بیر پوش کو براے استقبال روانہ کیا نقابدار آیا
اور اسکو اپنے ساتھ لیکر چلا اب گرگ ہٹ گئے اور انھون نے راستہ دیدیا بعد اسکے غول شیرون کا ملا یہ
بھی کچھ نہ بولے اسکے بعد دیکھا کہ تیندوے دو رویہ بیٹھے ہین مگر کسی نے حملہ نہ کیا آخر مین خرس تھے جب یہ چارون
چوکیون سے گذر گیا تو دروازہ خیمہ پر پہونچا دو ساحر دروازے پر بیٹھے ہوے تھے وہ بھی کچھ نہ بولے
دبیر خوش تدبیر ہمراہ نقابدار خرس پوش کے داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ دونون نقابدار یعنی خرس پوش
اور اطلس پوش سامنے کھڑے تھے اور شعشاع بن مشتمش زبر دست پلنگ پر چار زانو بیٹھا ہوا تھا
دبیر انجم حصاری نے سلام کیا اور سب کشتیان سامنے چن دین اور دست بستہ ہو کر نہایت معذرت
کی اور کہا کہ کوکب شاہ نے آپ کو پہچانا نہ تھا ورنہ کبھی آغاز جنگ نکرتا اب نہایت نادم ہی اسے کسی طرح
کا عذر آپ کی اطاعت مین نہین ہی یہ سنکے شعشاع بن مشتمش نے کہا کہ ہمین بھی مٹانا اس ملک کا
منظور نہ تھا ورنہ اگر ایک ساحر سے مین اشارہ کر دیتا تو وہ ایک سحر مین سارے شہر کو پھونک دیتا
وہ کشتیان نذر کی قبول کر لین اور تصویر ساحر مشتمش کی نکالکر دبیر انجم حصاری کو دی دبیر انجم حصاری
نے سجدہ کیا اور تصویر لے لی کہ مین کوکب سے بھی اس تصویر کو سجدہ کراؤنگا شعشاع بن مشتمش نے
اسی وقت سب قیدیون کو بلا کر ہوشیار کیا اور دبیر کے سپرد کر دیا اور کہا کہ کل ہم تمھارے یہان
بھی آئینگے دبیر نے کہا کہ ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست ۱۱

یہ کہکر دبیر رخصت ہوا سب سردار ساتھ دبیر خوش تدبیر کے چلے دو نقابدار اپنی سرحد تک آکے پہونچا گئے
وہان کوکب شاہ انجم حصاری کو فکر و تردد مین نیند نہ آتی تھی کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
دبیر خوش تدبیر آتا ہی جتنے سردار آج گرفتار ہو گئے تھے وہ سب ہمراہ ہین یہ سنکے کوکب انجم حصاری
نے اور لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا جسوقت دبیر انجم حصاری آیا سب کیفیت بیان کی اور
تصویر مشمش کی پیش کی کوکب انجم حصاری نے اسکو سجدہ کیا اور اپنے بتخانہ مین سب سے اول درجہ
کی جگہ پر نصب کرایا شعشاع بن مشمش کو سحر کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تصویر مشمش جادو کی
کوکب نے نہایت احترام سے رکھی ہی بہت خوش ہوا غرضکہ شعشاع تو سو رہا لیکن کوکب انجم
حصاری کو جو معلوم ہوا کہ کل صبح کو شعشاع آکر میرا مہمان ہوگا تو اسنے تمام رات جاگ کے بسر کی
اور رات بھر مین ایسا انتظام کیا کہ صبح کو سارا شہر آئین بند تھا فوج دور دور قاعدے سے کھڑی تھی
ہرکارے دمبدم کی خبر دے رہے تھے کہ اب شعشاع جادو سوار ہوا اب فلان مقام تک پہونچا بس
کوکب انجم حصاری کل ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے مین جا کر نہایت ادب
کے ساتھ شعشاع بن مشمش سے ملا اور نہایت احتشام کے ساتھ اسکو اپنے ہمراہ شہر مین لایا سامان
ضیافت مہیا کیا اور جشن چہل روزہ منعقد کیا شعشاع نے کہا کہ مین تمھارے بتخانے کی سیر کرونگا شعشاع
کی اس فرمائش کے قبل ہی سے کوکب انجم حصاری نے بتخانہ کو آراستہ کر رکھا تھا اسی وقت کوکب
اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے بتخانے مین پہونچا آراستگی اس مقام کی احاطۂ تحریر سے باہر ہی اور
جتنے بت رکھے تھے ہر ایک زر و جواہر سے آراستہ تھا کسی کے گلے مین مالا موتیون کا پڑا ہوا تھا جسکا ہر ایک دانہ
نہایت سڈول اور سپید برابر بیضۂ گنجشک کے کسی کے کانون مین منوری الماس کے پڑے ہوے
کسی کے گلے مین ہیکل نورتن کے تو کسی کے نورتن کے بازو پر بندھے ہوے ہر ایک بت ایک درجہ
مین اور درجہ حسب مراتب آراستہ کسی جگہ ثمرات سخنگو کی تصویر نصب کسی مقام پر وہم جبلہ کی شبیہ
کسی جگہ لات کی کسی جگہ منات کہین گوسالہ سامری کسی جگہ آتشکدہ تجند کہین تصویر فرعون
کہین تصویر لقا کسی جگہ تصویر عرث غرضکہ بونے دو سو بتون سے یہ بتخانہ مزین تھا اور صدر
مین اک تخت جواہر نگار پر بت ساحر مشمش کا نصب کیا تھا یہ دیکھکر شعشاع نہایت خوش
ہوا اور کوکب سے کہا کہ مین نے تجکو اپنا پیمبر مقرر کیا تو دین شعشاعی کو رواج دے اور
تصویر مشمش کو لوگون سے سجدہ کرا کوکب نہایت خوش ہوا جسوقت بتخانے سے پھر کر بارگاہ
مین آئے تو بارگاہ آراستہ ہو چکی تھی لوگ قرینے سے مؤدب بیٹھے ہوئے تھے شعشاع کو دیکھکر
سب برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے شعشاع جادو آکر صدر مین بیٹھا ناچ ہونے لگا طائفے
حاضر ہوئے تمام رات ناچ رہا صبح کو جلسہ تھوڑی دیر کے واسطے برخاست ہوا کہ سب نے حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کیا اسکے بعد کھانا کھایا پھر سب آکے شریک جلسہ ہوئے صحبت رقص و سرود
گرم ہوئی دبیر خوش تدبیر وزیر نے کوکب سے کہا کہ اگر آپ مخالف بنتے تو کیا کر لیتے اب موافقت
کا نتیجہ بھی دیکھا لیکن شعشاع جادو نے دبیر سے کہا کہ ای وزیر کوکب یہ بتا کہ صاحبقران ثالث
جو خانہ کعبہ گیے تو انکا عیار خضران بھی انکے ساتھ گیا یا نہین دبیر نے کہا کہ اسکی مجھے خبر نہین کیون
آپنے خضران کو کس سبب سے پوچھا جواب دیا کہ اگر مجھے خوف ہی تو اسیکی ذات سے ہی ہرچند
کہ مین نے انتظام ایسا کیا ہی کہ جس مقام پر مین ہونگا وہان فرشتہ بھی نہین پہونچ سکتا مگر گردش ایام سے

اتنا خوف ہی کہ خضران کہین نہ پہونچ جائے دبیر نے کہا کہ آپکو معلوم ہی کہ خضران سے آپ کو کچھ اذیت پہونچنے والی ہی شعشاع نے کہا کہ فقط خضران کے خوف سے مین نے طلسم زلزلہ تیار کیا ہی اور ہر دربند کی فوج جدا رکھی ہی اور جس دربند کی لوح ہی اُسی دربند مین اسکو محفوظ کیا ہی تاکہ لوح فتاح طلسم کو دستیاب نہو سکے اور خضران مجھ تک نہ پہونچ سکے اگر خضران کا خوف مجھکو نہوتا تو مین طلسم نہ تیار کرتا نہ مجھے اسم اعظم کا خوف ہی نہ کسی ساحر سے اندیشہ تمام عالم کے ساحر ایک طرف ہو جائین تو میرا کچھ نہین کر سکتے ہین دم بھر مین مین سبکو پھونک دون اور برباد کر دون مگر خضران کی دہشت کچھ نہین کرنے دیتی ہی دبیر نے کہا کہ یہ نقابدار آپکے خضران کو نہین گرفتار کر سکتے شعشاع جادو نے کہا کہ یہ نقابدار تو ایسے ہی ہین کہ انسے کوئی عہدہ برآ نہین ہو سکتا مگر خضران وہ بلا سے بد ہی کہ جسطرح خداوند ساحران عالم شمشش جادو کو عمرو کا خوف تھا اسی طرح خضران سے مجکو خوف ہی دبیر خاموش ہو رہا اتنے مین دیکھا تو ایک نقابدار الماس پوش نمودار ہوا اسباب تھا اسکے کچھ سامان شکار تھا اسنے آکر جو نقاب چہرہ سے اُلٹی تو تمام بارگاہ روشن و منور ہو گئی شعشاع بن شمشش تصویر بنگیا پوچھا کوکب سے کہ یہ کون لڑکی ہی کوکب نے کہا کہ یہ دختر ہی میری یہی چراغ سلطنت ہی اور یہی مایۂ زندگی ہی شعشاع اسکو دیکھ کے بہت خوش ہوا قریب اپنے بلایا سر سینے سے لگایا کہا کہ اب یہ ہماری دختر ہی یہ کہکر پاس بٹھالیا سر پر دست شفقت پھیرا اتنے مین دو شوخ و شنگ لڑکیان چنگ ہاتھون مین لیے ہوے اور آئین یہ بھی نہایت حسین تھین پوچھا یہ کون ہین دبیر نے غرض کی کہ یہ کنیزین ملکہ کی ہین کوکب نے کہا کہ یہ انھین کی لڑکیان ہین دونون ملکہ کی پروانہ رہتی ہین اور چنگ نوازی مین انکا مثل و نظیر نہین ہی ایک کا نام حضور چنگ نواز اور دوسری کا نام سرور چنگ نواز ہی شعشاع جادو نے کہا کہ ہم بھی انکا چنگ سنینگے غرضکہ صحبت آراستہ ہوئی اور یہ دونون بیٹھکر چنگ نوازی کرنے لگین کہ شعشاع کو محو کر دیا شعشاع نے کہا کہ انکا اُستاد کیسا ہوگا کوکب نے غرض کی کہ انکا کوئی اُستاد بھی انسے مقابلہ نہین کر سکتا ہی اسلیے کہ یہ ایک سے نہین سیکھی ہین جسکو مین نے کامل دیکھا اُس سے ہزار ہا روپیہ دے کر سکھلوایا انکو خزانہ دار سمجھیے یہ سُن کے شعشاع نہایت خوش ہوا اور ایک ایک ہار منقش کا ان دونون کو دیا اسمین تھوڑا سا جواہر بھی نصب تھا ان دونون نے سلام کر کے پہن لیے شعشاع نے کہا کہ اس ہار کو فقط زینت و آرائش کے لیے نہ سمجھنا بلکہ اسمین بہت سی صفتین ہین ایک تو جسوقت تک یہ ہار تمھارے گلے مین ہوگا اُس وقت تک کسیکا سحر تمپر تاثیر نہ کر سکیگا اور اس ہار کا ایک تار جسپر کھینچ مارو گی برق بنکے گریگا اور کام اسکا تمام کر دیگا اسی طرح ہر آویزہ یاقوت و زمرد و الماس و مروارید کی صفت علحدہ علحدہ بیان کی یہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ مہتاب ہلال ابرو نے کہا کہ جب انمین ایک گاتی ہی اور ایک چنگ نوازی کرتی ہی تو اور زیادہ لطف حاصل ہوتا ہی اور حضور چنگنواز سے کہا کہ تم گاؤ اور سرور چنگ نواز سے فرمایا کہ تم چنگ نوازی کرو حضور چنگنواز نے یہ غزل شروع کی ۔

غزل

ہوش مجھکو آگیا ناز تری تکبیر سے	کان میرے بھر گئے ہین یار کی تقریر سے	سخت جان ہو ہو کے لڑتے ہین تری شمشیر سے
اور بھی مجرم ترے مجرم ہوے تقصیر سے	تھی اسی کو تمنا اُس بت بے پیر سے	غم زمانے مین ہوا پیدا مری تقدیر سے
بیقراری مٹ گئی تسکین ہوئی شمشیر سے	مہربان عشق کو راحت ملی تقدیر سے	جان دیتے ہین سلیقے کو مری تقریر سے
گفتگو معشوق کرتے ہین زبان تیر سے	بنگئے موسی کلیم اللہ تری تقریر سے	ہو گئے یوسف حسین اُس خواب کی تعبیر سے

کسقدر کمبخت الفت نے گھلایا ہجر مین
جان آجاتی ہی لیکن کچھ تری تکبیر سے
اک نظر بھی دیکھ لے مجھکو اگر زخمی کیا
پھر مری تصویر اچھی ہی تری تصویر سے
بیقراری طالب دیدار کی جاتی رہتی
جسنے گفتگو اوی زبان شمع بھی گلگیر سے
بدگمانی ہی مجھے بیشک مصور سے حضور
کم نہین فریاد بھی میری تری تکبیر سے

سب سمجھتے ہین مجھے ہالکا مری تصویر سے
سو رہا ہی بخت بھی اور یار بھی مجھ سے تمہیں
ہو وہان زخم کی زینت زبان تیر سے
ہمنے دیکھا تھا جو روز ازل انجام وصل
دل کو تسکین ہوگئی ظالم نگہ کے تیر سے
جی مین آتا ہی لکھون تمہین بھی لے ایک خط
اپنے کو دیکھیے گر شوق ہی تصویر سے
بات کرنی مجھکو مشکل پڑ گئی ہی اے کلیم

راہ شفا مردہ پڑا رہتا ہون شوق قتل مین
آج دونون کو جگائین نالۂ شبگیر سے
میرے پہلو مین ہی تو اور تیرے پہلو مین ہی غیر
وہ پریشان ہین ہمارے خواب کی تعبیر سے
آسکی بزم عیش مین منہ اپنا کھو کے کیا کوئی
ہوئے ہین ناخوش بہت وہ شوق کی تحریر سے
نام لیکر اسکا چلاتا ہون نہین بھی زاہدا
ہوش آ میرے ہوگئے گم یار کی تقریر سے

اسکے بعد سرور جنگ نواز گانے لگی اور حضور جنگ نواز نے چنگ نوازی شروع کی اسنے اس غزل کو شروع کیا

غزل

وصل کا اسنے کبھی مجھسے نہ اقرار کیا ہائے کیون پیار کیا
کونسا آج ہوا آپکے شیدا سے قصور کچھ بتائین تو حضور
ذبح کرنا ہی تو پھر کھینچ لے ظالم خنجر شوق سے کاٹ گلے
تیغ کیون یار نے باندھی ہی کمر سے یارب نہ کھلا کچھ سبب
جسکو کہتے ہین محبت وہ قضا کا ہی پیام لئے اسکا کوئی نام
مین نہین تھا جو ترے لطف و کرم کا خواہان حسن نے اور دل نے
وصل اتنبک نہوا دیکھ وہ بجتا ہی گجر آگیا وقت سحر
کسطرح اسکی نزاکت پہ نہ دیوانہ ہون کیون نہین مجنون ہون
بیخودی نے تو مری آج بھی رکھا نا کام ایسی غفلت کو سلام
واہ کیا خوب دیا میری وفاؤن کا صلہ مرحبا صل علے
حق تعالے نے تجھے دی ہی عجب طبع سلیم تیر کیا کہنا کلیم

جب بہت مین نے ستمگار سے اصرار کیا صرف انکار کیا
کیون خفا ہوگئے کیون وصل سے انکار کیا کسنے بیزار کیا
حسرت قتل نے ایسا مجھے بیمار کیا جینا دشوار کیا
راز دل اسنے کبھی ہمسے نہ اظہار کیا لاکھ اصرار کیا
نشۂ بادۂ الفت نے جو سرشار کیا پھر نہ ہشیار کیا
کیون مرے دل نے مجھے تیرا گنہگار کیا کیون تجھے پیار کیا
نیند سے مین نے اسی واسطے بیدار کیا تجھکو ہشیار کیا
غش جب آیا تو نہ اسنے مجھے ہشیار کیا خوب دیدار کیا
مین نے کسواسطے سوتے مین تجھے پیار کیا کیون نہ ہشیار کیا
یہ ستم تونے نیا مجھپہ ستمگار کیا ذکر اغیار کیا
تجھکو اقلیم معانی کا ہی سردار کیا بلکہ مختار کیا

اسی طرح باری باری ان دونون نے گا گاکے ایسی چنگ نوازی کی کہ شعشاع جادو نہایت خوش ہوا جس وقت جشن ختم ہوا تو شعشاع نے طرۂ پیمبری کوکب انجم حصاری کو دیا اور کہا کہ تو دین شمس پرستی کو رواج دے اور جسے چاہے اپنا نائب مقرر کرکے خطاب پیمبری اور طرہ اسے دے چند تحفے مین تیری دختر کو دیے جاتا ہون انکی وجہ سے تمام عالم کو اگر تو چاہیگا تو زیر نگین کرلے گا یہ کہکر اسنے اک کشتی منگائی کہ تین پتلے اس کشتی کو اٹھائے ہوئے تھے اور ایک پتلہ اوپر کشتی کے بنا ہوا تھا شعشاع جادو نے وہ کشتی سامنے ملکہ مہتاب ہلال ابرو کے رکھ دی اور کہا کہ صفتین اس کشتی کی یہ ہین کہ جسوقت تم اسے وسیع ہونے کا حکم دوگی تو یہ وسیع ہوجائیگی اور جسقدر چاہو گی اتنی وسیع ہوجائیگی اور جس وقت کم ہونے کا حکم دوگی اس وقت یہ کسی قدر گھٹ بھی سکتی ہی اور جب دوڑنے کا اشارہ کروگی تو یہ بلند ہوگی اور جب زمین پر لانا چاہو گی تو زمین پر آجائیگی اور یہ پتلا جو اوپر کشتی کے بنا ہوا ہی جسوقت چوب اسکے سر پر لگاؤگی تو سر سے اسکے دھوان پیدا ہوکر مثل سائبان کے محیط ہوجائیگا جبتک اس سائبان کے نیچے تم یا تمہارا لشکر ہوگا نہ سحر اثر کرسکیگا نہ عیار آکر عیاری کرسکیگا انتہا یہ ہی کہ اسم اعظم سے بھی یہ نہ مٹیگا بعد اسکے تینون نقابدارون سے کہا کہ آج سے تمکو

مین نے اس ملکہ آفاق کا ماتحت کیا جو یہ حکم کرے اسپر عمل کرنا اور خبردار خلاف حکم اسکے کچھ نکرنا اور ملکہ سے کہا کہ جس ملک پر تمھارا جی چاہے چڑھائی کرنا اور فتح کرنا اور ایک نقابدار آج کے چوتھے دن تمھارے پاس آئیگا اُسے بھی اپنے ساتھ رکھنا ملکہ نے نقابدارون کی صفت مقابلہ پوچھی شعشاع بن شمشمش نے سب نقابدارون کا طریقہ جنگ بیان کیا اور کہا کہ جو نقابدار اب آئیگا وہ زرین پوش برق افگن ہوگا صفت اُسکی یہ ہے کہ جب وہ حریف کے سامنے نقاب اپنے چہرہ سے اُلٹکر قہقہہ لگائیگا تو وہین سے اُسکے برق نکلیگی اور چمک کے حریف پر گرے گی کہ جلا کے خاک کردیگی یہ سُنکے ملکہ تھرا گئی کہ اگر وہ کسی دن میرے سامنے ہنس دے تو مین بھی جل جاؤنگی شعشاع جادو نے کہا کیا مجال ہے اُسکی کہ ایسا کرے وہ تمھاری فرمانبرداری کریگا یہ کہکر شعشاع نے فلک کی طرف دیکھا اور کوکب انجم حصاری سے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور طلسم زلزلہ کا انتظام کرتا ہون اس مقام پر زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہے لیکن اگر تم لوگون کو پتہ خضران کا ملجاے اور یہ معلوم ہوجائے کہ وہ اب یہان نہین ہے بلکہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہوگیا تو مجھے اطلاع دینا یہ کہکر شعشاع بن شمشمش نے نقابدارون کو وہین چھوڑا اور آپ مع چند مصاحبین خاص کے جانب غار عمیق کے روانہ ہوا کہ اندر سے غار کے راستہ طلسم کا تھا بیرون غار وہ خرس وپلنگ وغیرہ پھر حفاظت کرنے لگا یہ تو طلسم زلزلہ مین مقیم ہوتا ہے لیکن یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل برآغاز داستان ا

وہ نہ تھے ناخوش تو ایسی گفتگو کا ہے کو تھی
مرتے دم تک آخر اُسکی جستجو کا ہے کو تھی
وصل ہوتا تو دکھاتا اسے بستر کی بہار
مین یہ سمجھا اُسکے گھر بھی شام فرقت آگئی
کیا وہ قاتل امتحان تیغ پھر لینے کو تھا
خاک اُڑاتا زاہد اُسکی یاد مین میری طرح
شب کو جاگے ہین جو تیرے ساتھ کیا روئینگے خون
مجھکو پہلو مین بٹھایا آپ نے پیش رقیب
خاک مین کیونکر ملا دیتا نہ مجھکو آسمان
تو تو اے قاتل مری آنکھون مین میرے دل مین تھی
خم تھی گردن ضعف سے جب خود ہی مجھ دیوانے کی
سیکڑون زخم اور زخمی دلکو کر دیتے نہ تھے
زندگی سے ہاتھ دھونا فرض تھا زاہد کو بھی
گر زمانہ پھر نہ تھا تیری جفاؤن سے بہ تنگ
کاش قاتل کو بنا لیتا گلے کا ہار مین + +
زندگی کمبخت کا تھا لطف اُسکے دم کے ساتھ

آپ سے تم کس لیے تھی تم سے تو کا ہے کو تھی
جب وہ دل مین تھا پھر اُسکی آرزو کا ہے کو تھی
باغ مین گل کس لیے تھے گل مین بو کا ہے کو تھی
اک بلا کمبخت تھی شکل عدو کا ہے کو تھی
اُسکو فکر مرہم زخم گلو کا ہے کو تھی
تھا جو دیوانہ تو پھر فکر وضو کا ہے کو تھی
دیدۂ اغیار کی سُرخی لہو کا ہے کو تھی
ذلتون کا سامنا تھا آبرو کا ہے کو تھی
تھی یہ حسرت کس لیے یہ آرزو کا ہے کو تھی
زندگی بھر نزع مین جان عدو کا ہے کو تھی
اے جنون پھر حاجت طوق گلو کا ہے کو تھی
بخیہ گر کو پھر یہ تکلیف رفو کا ہے کو تھی
ورنہ پھر اس طرح ترتیب وضو کا ہے کو تھی
ہر جگہ پھر صحبت تیغ و گلو کا ہے کو تھی
آرزوے خون رگہاے گلو کا ہے کو تھی
جب نہ تھا قاتل تو پھر ایجان تو کا ہے کو تھی

جب عدو کو عشق مین سارا جہان اندھیر تھا
شرم کے مارے نہ پھر اُس سے کہا تا زندگی
مین زبان اُس سے لڑاتا ہون دم بوس و کنار
داور محشر اگر دشمن مین مجھ مین فرق تھا
شکل موسے امتحان تیرا نہ تھا گر اے کلیم

پھر تیری نظارگی کی آرزو کاہے کو تھی +
تھا خدا کا قہر مجھ پر آرزو کاہے کو تھی
غیر کا جھگڑا تھا مجھ سے گفتگو کاہے کو تھی
ایک ہی پھر میری اُسکی آرزو کاہے کو تھی
اُسکی تصویر آج تیرے روبرو کاہے کو تھی

سے بیان سنو ای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ صاحبقران حق پژوہ نے نمود جادو و ہومار اہل لشکر نے مع اسکے اسلام اختیار کرکے اطاعت صاحبقران اختیار کی اور لاحش اژدر سیہ سر لیکر ملازمان اژدر سیہ سر جانب ساریقیہ روانہ ہوے صاحبقران نے قلعہ مارگیران کا انتظام کیا اور کسی شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کرکے آپ بصلاح سکندر ویرہ نشین جانب قلعہ آہنی روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت قریب قلعہ آہنی کے پہونچے اور خبر سرمایہ قلعہ دار کو ہوئی کہ صاحبقران چہارم تشریف لائے ہین سواری صاحبقران عالی شان کی تو ابھی دور ہی لیکن اور چند سردار آگئے ہین تو سرمایہ قلعہ دار نے اپنے اہل قلعہ سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اگر لڑتا ہون تو کیا کر یونگا اور نہین لڑتا ہون تو نمکحرامی ہوتی ہی کہ خداوند ساریق نے مجھے اس مقام کا محافظ مقرر کیا ہی اور ہین دشمن خداوند کو راہ دیدون اور نہ روکون مشیران سلطنت نے یہ راے دی کہ مقابلہ تو آپ کر ہی نہین سکتے اور نہ اطاعت کر سکتے ہین اسلیے کہ صاحبقران کے ہمراہ چار ہزار چار سو جوان تلور یے ہین جن مین ایک ایک رستم وقت اور اسفندیار زمانہ ہی صاحبقران جسکو اشارہ کر دینگے وہ دم بھر مین قلعہ خالی کرا لیگا اور دوسری صورت راہ دے دینے کی یہ خوف ہی کہ مبادا غضب خداوند نازل ہو اب کوئی تیسری صورت پیدا کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ جس وقت صاحبقران مع لشکر زیر قلعہ آجائین تو انسے مل کر دعوت کرنا چاہیے یقین ہی کہ اسپر دعوت رد نکرینگے لہذا کھانے مین بیہوشی دیکر سبکو گرفتار لینا چاہیے یہ سنکر سرمایہ قلعہ دار نے کہا کہ اتنے آدمیون کا گرفتار ہونا بھی دقت سے خالی نہین ہی کس طرح ایک وقت مین اتنے لوگ بیہوش ہو سکتے ہین یہ سُنکے اُن لوگون نے یہ راے دی کہ چند سردار جو آئے ہوئے ہین اُنکو دھوکا دیکر اسیر کر لیجیے جب آپ انکے چھڑانے کو اور لوگ آکے دعاوا کرین اُسوقت اُنکو زیر دار بٹھا دیجیے وہ لوگ پلٹ جائینگے اور قلعہ کی طرف نہ آئینگے یہ راے سرمایہ قلعہ دار نے پسند کی اور کچھ تحائف لیکر قلعہ سے نکلا اُس وقت چند سردار آئے ہوے تھے جسمین عزرئیل بن عدیل بن عادی اور عظیم خان بن معظم خان اور ضیغم پنجہ گیر اور خاقان سر برہنہ اور جوشن خان بن زرہ خان اسی طرح قریب بارہ پندرہ سردارون کے تھے اُنکو خبر ملی کہ حاکم قلعہ بغرض آشتی آتا ہی ان لوگون نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ لا کے بٹھالا سرمایہ قلعہ دار نے تحائف پیش کیے اور عرض کی کہ مین بھی آپ کا ہون اور قلعہ بھی آپکا ہی جسکو چاہیے یہان کا حاکم مقرر کیجیے میری مجال نہین کہ صاحبقران زمان سے سرتابی کر سکون یہ سنکے عظیم خان اور جوشن خان اور ضیغم بن اسد وغیرہ نے کہا ای برادر ہمین تمھارے ملک و مال تاج و تخت سلطنت و حکومت سے کچھ سروکار نہین ہی ہم تو ملک ساریقیہ بحکم صاحبقران جاتے ہین تم ہمین راستہ دے دو سرمایہ قلعہ دار نے عرض کی کہ ایک شرط سے وہ یہ کہ دعوت اس خادم کی قبول فرمایئے کہ عزت میری ہمچشمون مین زیادہ ہو یہ سنکر لوگون نے کہا کہ رد دعوت ہمارے مذہب مین جائز نہین ہی ہمین خوشی تمھاری بسر و چشم منظور ہی یہ سُن کے سرمایہ قلعہ دار

نے دوسرا دن دعوت کا قرار دیا اور وہان سے رخصت ہوکر قلعہ مین آیا اور سامان دعوت مین مصروف ہوا یہانتک کہ پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ اٹھوا دیا اور اپنے عیار کیاد کینہ جو کو بلا کر اس سے کہا کہ دعوت مین جتنی چیزین ہون بیہوشی آمیز ہون جسوقت بیہوش ہوجائین اُس وقت سب کو گرفتار کر لینا اور پھاٹک قلعہ کا بند کرا دینا پل تختہ گرا دینا تاکہ شاید کوئی شخص برائے رہائی آئے تو اندر قلعہ کے نہ آسکے یہ سُنکے کیاد کینہ جو نے داروغہ باورچی خانہ کو بلا کر تیاری طعام کا پروانہ دیا اور بہت سی داروے بیہوشی دی کہ اسے کُل طعام مین آمیز کرا دینا جب دوسرا روز ہوا تو سب سرداران لشکر اسلام وقت معین پر آئے سرمایہ قلعہ دار برائے پیشوائی قلعہ سے نکلا اور سبکو اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر قلعہ کے لایا جائے نفیس پر بٹھایا اور نہایت انکسار کے ساتھ پیش آیا جب وقت کھانے کا آیا تو دستر خوان بچھایا گیا کھانا لاکر قرینے سے لگایا گیا سب سرداران اسلام نے بے تکلف ہوکے کھانا کھایا ہاتھ منہ دھو لئے اب سرمایہ قلعہ دار نے سبکو باتون مین لگایا تھوڑی ہی دیر کے بعد جزیل بن عدیل کو گرمی معلوم ہوئی چونکہ یہ لوگ سیر خور ہین کھانا بہت کھا گئے تھے جزیل عادی کو پسینہ آگیا اُٹھ کھڑے ہوے سرمایہ قلعہ دار نے پوچھا کیون مزاج کیسا ہے جزیل نے کہا کہ گرمی بہت معلوم ہوتی ہے سرمایہ قلعہ دار بولا کہ غذا ابجاری تھی مشک و زعفران وغیرہ زیادہ دی گئی تھی فصل سرما کی نہین ہے اس سے یہ حالت ہے ارے کوئی ہے یہ آواز سُنکر سب اپنے اپنے کام سے ہوشیار ہوگئے کہا پانی برف کا لاؤ کیاد کینہ جو نے کہا کہ حاضر لیکن کوئی آتا نہین کہ اکمر تبہ کیاد نے سامنے کا دروازہ کھول دیا ہوا جو آتی ہے تو بیہوشی نے طمانچہ مارا جزیل عادی چھینک مار کر بیہوش ہوے جیسے ہی یہ لڑکھڑا کر گرے لوگ سنبھالنے کو اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا یہانتک کہ دس بارہ سردار سب بیہوش ہوگئے وہان تو پہلے ہی سے انتظام ہو چکا تھا کیاد کینہ جو لوگون کو لے کے دوڑ پڑا اور جلدی جلدی سبکو اسیر غل و زنجیر کر لیا اور لیجا کر زندان مین بند کر دیا اُدھر جلدی جلدی پل تختہ اُٹھوا لیا دروازہ قلعہ کا بند کر دیا توپین پھر پر چڑھ گئین پوری قلعہ مین جنگ کی تیاری ہوگئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو دریافت حال کے لئے آتے ہوئے تھے اُنھون نے جا کر لشکر مین اطلاع کی کہ قلعہ دار نے دھوکا دیا اور سبکو بیہوش کر کے گرفتار کر لیا یہ سُنکر تمام اہل لشکر روتے اور پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے روانہ ہوے صاحبقران ایک منزل کے فاصلہ پر اترے ہوئے تھے کہ یہ لوگ روتے پیٹتے پہونچے فرمایا کیون خیر تو ہے اُنھون نے بیان کیا کہ حاکم قلعہ نے دعوت کر کے سبکو گرفتار کر لیا یہ سُنکر امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا اسی وقت جام کاسہ عفریت لبریز کر کے رکھوایا اور فرمایا کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو جائے اور اُن سردارون کو چھڑا لائے قلعہ کو اپنے قبضہ مین لائے یہ سُنکے شاہزادہ داراب ثانی اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجا لائے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور رخصت کیا داراب ثانی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے لشکر کو آتارا خبر سرمایہ قلعہ دار کو ہوئی اُسنے کہا کچھ پرواہ نہین آنے دو داراب نے طبل جنگ بجوا دیا اہل قلعہ نے بھی کوس حربی بجوایا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ داراب مرکب پر سوار ہوے گرز و سپر کو ہاتھ مین لیا اور ہمراہیون کو وہین چھوڑا تن تنہا بنفس نفیس جانب قلعہ چلے اُدھر سرمایہ قلعہ دار نے داراب کو آتے دیکھا تو یہ خیال کیا کہ یکہ سوار آتا ہے شاید کوئی پیام لاتا ہے لیکن جب شاہزادہ داراب ثانی قریب پہونچے اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ کس خواب خرگوش مین ہو قلعہ گیری کے

ارادہ سے آتا ہون لبس یہ سنکر جلدی جلدی گولندازون نے توپون پر بتی دی گئی سو ضرب توپ کی یکدم چل گئی کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام صحرا دھوان دھار ہوگیا لیکن شاہزادہ داراب ثانی استقلال کے ساتھ برابر گھوڑا اڑائے ہوئے چلے آئے گولون کو خالی دیتے ہوئے اور گرز وسپر سے رد کرتے ہوئے برلب خندق جا پہونچے جب دیکھا سرمایہ قلعہ دار نے کہ کوئی گولہ قضا کا نہ لگا تو اسنے جلدی سے جزیل عادی اور عظیم بن معظم اور ضیغم بن اسد وغیرہ کو لاکے زیر تیغ بٹھا دیا اور داراب کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اگر تم آگے بڑھوگے تو ہم انکو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر شاہزادہ داراب ثانی بہت پریشان ہوے اور سرداران اسلام کو فصیل قلعہ پر زیر تیغ بیٹھے دیکھا مجبور ہوکر پلٹے کہ اگر آگے بڑھتا ہون تو یہ لوگ بیگناہ قتل ہوتے ہین جزیل عادی نے پکار کے کہا کہ اے شہریار آپ ہمارا خیال نکرین ہمکو خواہ اسی دن کے لیے ہاتھ ہوتے ہین جب وقت آگیا تو حق نمک سے ادا ہو جائین آپ قلعہ کو فتح کر لیجیے ہمارا خیال نہ کیجیے داراب نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ تمکو قتل کرا دین یہ فرماتے ہوے پلٹ کے گئے اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے جب رات ہوئی تو سرمایہ قلعہ دار نے کیماد کینہ جو سے جا کے کہا کہ آج رات کو جا کر اسے بھی پکڑ لاؤ قید کر لے یہ سنکے کیماد کینہ جو لباس شہر دیکی تن پر آراستہ کر کے چور دروازے سے نکلا اور جانب لشکر داراب کینہ جو کے واسطے روانہ ہوا جب قریب پہونچا توصورت اپنی ایک مردنا بینا کی بنا کے لٹھیا ٹیکتا ہوا داخل شہر ہوا اور بارگاہ داراب ثانی تک پہونچ گیا لوگون نے دیکھا کہ ایک فقیر نابینا ہے کچھ خیال نہ کیا یہ پشت خیمہ کی طرف جا کے پڑ رہا جب رات زیادہ گئی اور اہل لشکر محو خواب ہوے تو اسنے اپنی جگہ سے اٹھ کر قنات چاک کی اور بیہوشی کے اڑائے پروانے شمع پر گر گر کے جلے اور دھوان انکا منتشر ہوا جو ایک دو بار بیدار بیٹھے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے پس کیماد کینہ جو اندر خیمہ کے آیا کیفیہ عیاری ہاتھ پر چڑھایا ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب دماغ کے لے گیا جیسے داراب نے اوپر کی سانس کھینچی کیماد نے تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی داراب بیہوش ہوگئے پس اسنے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے نکلا اہل لشکر محو خواب تھے طلایہ کے سوارون کی نگاہون سے اپنے تئین بچاتا ہوا اس طرح کہ کہین بیٹھے بیٹھے چلا کہین لیٹ گیا جب دور نکل گیا تو قلعہ کی راہ لی یہان جو صبح کو عیار داراب ثانی کا آیا تو اپنے مالک کو نہ پایا جا کر دیکھا تو بیتیرا عیار کا بہانا کچھ دور تک تو پتہ معلوم ہوا پھر نظر نہ آیا مجبور واپس آیا ان لوگون نے یہان سے جانے کا قصد کیا کہ صاحبقران کو اطلاع دین کہ جانب صحرا سے ستون گرد و غبار بلند ہوا اور صاحبقران مع جملہ سرداران نامی و گرامی تشریف لے آئے انہ ان لوگون نے جا کے عرض حال کیا صاحبقران نے غصہ مین طبل بجوا دیا وہان سرمایہ قلعہ دار نے جو دیکھا کہ صاحبقران عالیشان تشریف لے آئے اور طبل بھی بجوا دیا ہے اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور اپنے عیار سے کہا کہ اگر تو صاحبقران کو پکڑ لائیگا تو استعدر انعام و اکرام دونگا کہ مالامال ہو جائیگا یہ سنکر کیماد کینہ جو نے کہا کہ صاحبقران پر قابو پانا دشوار ہے لیکن جاتا ہون جو چلتا ہے آسے لاتا ہون یہ کہکر قلعہ سے پھر نکلا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صورت اپنی گھسیارے کی بنائی گٹھا گھاس کا سر پر رکھے اُدھر سے اِدھر پھر رہا ہے جو قیمت پوچھتا ہے ڈیوڑھی دونی قیمت بیان کر دیتا ہے یہانتک کہ قریب اصطبل شہنشاہ کے ہرکارہ کے پہونچا اسکے قریب اصطبل بلقیس مین پھورکا تھا ایک سائیس نے پوچھا کہ کتنے کی گھاس ہے اسنے قیمت بتائی اسنے قیمت دیدی

اور کہا کہ جا کر گھوڑے کے سامنے ڈال دے یہ اصطبل مین گیا گھاس گھوڑون کے سامنے ڈال دی اور تھوڑی
گھاس سمیٹ کے اک کونے مین لگا دی اور آپ اُسی گھاس مین پوشیدہ ہو رہا سائیس نے یہ خیال
کیا کہ قیمت تو پا ہی چکا ہے چلا گیا ہوگا جب زیادہ رات آئی سائیس وغیرہ سب سو رہے تو یہ اُس گھاس
سے نکلا اور پشت خیمہ پر پہونچ کے جس طرح دارا ب کو لیگیا تھا اُسی طرح بلقیس کو بھی نکال لیگیا صبح
یہان ہلڑ ہوگیا کہ کوئی شاہزادہ بلقیس کو بھی چرا لے گیا خضر ان نے آکر دیکھا تو کسی نئے عیار کا پیرا
دیکھا کہا خیر دیکھا جائے گا وہان کیبا دکینہ جو نے بلقیس کو بھی زندانخانے مین پہونچا دیا یہان صاحقران
کو اور زیادہ غصہ آگیا تلوار پکڑ کے اُٹھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ طلحہ بن لندھور نے عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجا لائے فرمایا بہتر ہے طلحہ اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کے جانب قلعہ
روانہ ہوئے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے سر قلعہ پر سے گولہ پڑا انے لگا طلحہ گولون کو رد کرتے
ہوئے بر لب خندق جا پہونچے وہان پھر اہل قلعہ نے قید یون کو لا کر زیر تیغ بٹھا دیا طلحہ مجبور ہو کے پلٹ
آج رات کو کیبا دکینہ جو طلحہ بن لندھور کو بھی چرا لیگیا اب جتنے قیدی جمع ہوتے جاتے ہین آپس مین کہتے ہین
کہ یہ کیا آفت ہے عیاران اسلام سے بھی کچھ حفاظت نہین ہو سکتی وہان صاحقران عالی شان نے پھر طبل
جنگ بجوا دیا صبح کو مملوک بن مالک نے دھاوا کیا جب یہ زیر قلعہ پہونچے تو پھر اہل قلعہ نے قیدیون
کو زیر تیغ لا کے بٹھا دیا مملوک بھی دانت پیستے ہوئے پلٹ آئے آج رات کو کیبا دکینہ جو اُنکو بھی
چرا لے گیا اسی طرح پانچ چھ روز مین اور بھی کئی سوار چوری گئے قلعہ کا قید خانہ بھر گیا اب تو بادشاہ اسلام نے
خضر ان کو طلب کیا اور فرمایا کہ بدیع الملک تمکو اس لیے چھوڑ گئے ہین کہ کرسی پر بیٹھے رہو اور سرداران
اسلام چوری جائین تم سے کچھ بند و بست نہو سکے خضر ان نے عرض کی کہ مین تن تنہا کس کسکی حفاظت کرون
ہر سردار کی حفاظت اُسکے عیار کو چاہیے مین حضور اور صاحقران کی حفاظت کرتا ہون اگر حکم ہو تو جا کر قلعہ پر
عیاری کرون فرمایا یہ بھی پوچھنے کی بات ہے خضر ان رخصت ہوا اور طیفور بادیہ گرد سے کہا کہ تم بھی چند
عیارون کو اپنے ساتھ لو طیفور نے کہا کہ خواجہ اعلیحدہ رہان پہونچنے کی فکر کیجیے اور مین جدا جاتا ہون کہ شاید
ایک ناکامیاب رہے تو ایک کامیاب ہو خضر ان نے کہا کہ بہتر خواجہ خضر ان تو مع بیس عیارون
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگئے جب تک کنارے دریا کے پہونچے تو چند کشتیان دریا مین ڈالین اور چند
صندوق اُن کشتیون پر بار کیے اور صورت فقیرون کی ایسی بنائی کشتیان لیکر چلین دریا قلعہ کے نیچے سے
ہو کے بہتا تھا انھین تو ادھر جانے دیجیے اب طیفور بادیہ گرد کی دانائی کا حال سنیے کہ انھون نے صحرا مین
اپنے عیارون کو متفرق کر دیا کہ جو عیار قلعہ سے آتا ہے وہ کس راستہ سے آتا ہے دریافت کرو یہ سب جا بجا
ایک ایک جھنڈی کی آڑ مین بیٹھے تھے جس مقام پر طیفور بیٹھا تھا اُسی کے قریب ایک جھاڑی تھی اُسمین دہنہ
نقب کا کیبا دکینہ جو نے چھوڑا تھا کہ پتا نہ چل سکے طیفور بیٹھا ہوا تھا کہ کیبا دکینہ جو اُس جھاڑی سے باہر
آیا ادھر اُدھر دیکھ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا طیفور نے آکر دیکھا تو دہنہ نقب کا پایا بس نفیر عیاری
بجائی سب عیار آکر جمع ہوئے کہا کہ مین تو اس نقب کے راستے سے اندر قلعہ کے جاتا ہون اور قیدیون
کے رہا کرنے کی فکر کرتا ہون جسوقت کیبا دکینہ جو اس طرف سے جائے تو تعاقب مین آ کے تم بھی چلے آنا
یہ کہکر اندر نقب کے اتر کر روانہ ہوا دوسرا سر نقب کا اندر زندان کے پھوٹا تھا طیفور اُسی مقام پر نکلا
جہان سب قیدی جمع تھے طیفور نے جا کر سلام کیا اور سرداران اسلام سے کہا کہ مین تو پہونچ گیا اگر حکم ہو
تو قید کاٹ دون لیکن کیبا دکینہ جو عیار ابھی لشکر اسلام مین دیکھیے آج کس سردار کو لاتا ہے اگر مناسب ہو

تو اتنا انتظار کیجیے کہ جس وقت کیباد کینہ جو آپ کے اس وقت قید توڑیگا اور عیار کو پکڑ لیجیے گا اور مین ساحل
کی فکر کرتا ہون کہ دریا کے راستے سے خواجہ خضران آتے ہین سرداروں نے انتظار کیا ادہر کیباد
کینہ پرور شاہزادہ عارف بن معروف کو لیا اور چل کھڑا ہوا تعاقب مین اسکے شاگردان طیفور چلے
دہاں کشتیاں خواجہ خضران کی بہتی ہوئی کنارے پر پہونچین نگہبانوں نے آواز دی کہ کون خضران
نے جواب دیا کہ بابا ہم گردونواح مین اپنے بالکوں کے یہان مہمان تھے اب اپنے بستی کو جاتے ہین
یہ چند سپاہی جو ساحل کے محافظ تھے انھون نے یہ صلاح کی کہ فقیر اکثر مالدار ہوتے ہین انکو بلا کے مہمان
کر دوا دو بیہوش کر کے دریا مین غرق کر دو جو کچھ مال و اسباب ہو وہ اپنے قبضہ مین کر لو یہ سوچ کے کہا
کہ بابا لوگ آپ سب رات یہین بسر کرین صبح کو جہان جانا ہے چلے جایئے گا یہ سنتے ہی خضران مع جملہ
سرداروں کے اتر پڑے صندوق بھی اتار اتار کے رکھے گئے اور یہ سب فقیر آکے بیٹھے اب خضران
اس فکر مین کہ کسی طرح قیدیوں کا پتہ لگاؤن کہ ایک مرتبہ طیفور کیباد کینہ جو کی شکل بنا ہوا پہونچا اور کہا
کہ گرو جی ان صندوقوں مین کیا ہے خضران نے کہا کہ بابا اسباب ہے طیفور نے کہا کہ محصول اسکا لیا جائیگا
معلوم ہونا چاہیے کہ کیا اسباب اسمین ہے خضران نے کہا کہ فقیروں کا اسباب جس حیثیت کا ہوتا ہے ویسا ہی
ہے طیفور نے سپاہیوں سے کہا کہ کھول ڈالو ان صندوقوں کو ایک سپاہی نے اٹھ کے جو ایک
صندوق کھولا تو کہا کہ اسمین تو آدمی لیٹا ہوا ہے کہا مار ڈالو اسکو بس یہ سنتے ہی خضران نے نعرہ کیا اور جو
سپاہی صندوق کے پاس تھا اسکو خنجر مارا اور سپاہی دوڑے خضران اور ہمراہیان خضران نے سپاہیوں کو
قتل کرنا شروع کیا کیباد نقلی سپاہیوں کو للکارتا جاتا ہے کہ ارے یہ عیار ہین انکو گرفتار کرو اور آپ صندوق
کھولتا جاتا ہے جو صندوق کھولا اسمین سے عیار نیمچہ بکف نکلا اور لڑنے لگا خضران نے جو یہ رنگ دیکھا کہ
کیباد لڑتا نہین بلکہ عیاروں کو بچارہا ہے صندوق کھول کھول کے رہا کرتا جاتا ہے سمجھ لیا کہ یہ طیفور ہے کہا اے
طیفور کیا کہتا ہے کہو قیدیوں کی کیا خبر ہے طیفور نے کہا معلوم ہوا جاتا ہے آپ انکو تو ختم کر لیجیے جتنے
نگہبان ساحل تھے دم بھر مین عیاروں نے انکو ختم کر دیا اتنے مین کیباد کینہ جو اندر قیدخانے کے
پہونچا جیسے ہی پشتارہ عارف بن معروف کا زمین پر رکھا ساتھ ہی خندق نقب زن بھی شاگردان طیفور
کو لیے ہوئے پہونچ گیا اور نعرہ کر کے کیباد پر حملہ کیا کیباد پشتارہ تو رکھ ہی چکا تھا اسنے بھی نیمچہ کھینچا اور
شور کیا کہ اے اہل قلعہ دوڑو یہان عیاران اسلام آگئے اب سرداران لشکر اسلام رہا ہوا چاہتے ہین نگہبانان
زندان نے اہل لشکر کو خبر کی اور اندر زندان کے آپڑے خندق نقب زن نے کیباد کینہ جو کو
زخمی کر کے گرفتار کر لیا اور سرداران لشکر اسلام نے قیدین توڑین اور نعرے کر کے زندان سے
نکلے ادہر طیفور اور خضران بھی آپڑے عیاران قلعہ سے نیمچہ چلنے لگا سرمایہ قلعہ دار کو معلوم ہوا
کہ قیدی چھوٹ گئے بس یہ جلدی سے چور دروازے سے نکلکر جانب سمارلقیہ روانہ ہوا یہان
سرداران اسلام نے ایسی تلوار برسائی کہ اہل قلعہ نے امان کی صدائین بلند کین انھون نے شرط
ایمان لانے کی پیش کی سبنے قبول کیا طیفور اور خضران نے پھاٹک قلعہ کا کھولا اور پل تختہ رکھوا دیا
یہ خبر امیر با توقیر اور بادشاہ اسلام کو ہوئی صاحبقران تشریف لائے ہین خضران نے طیفور بادیہ گرد
کی بہت تعریف کی بادشاہ اسلام نے دونوں کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بعد انتظام کوچ کر کے
آگے روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے ایک دریا کے پہونچے شام ہو چکی تھی قیام
فرمایا جب صبح ہوئی تو آگے چلنے کا قصد کیا اس وقت حکیم سودائی دانا اور سکندرہ وزیرہ نشین

حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور یہ مقام خوفناک ہے یہاں کا بہمن ماہی نژاد ہے جس وقت کوئی کشتی یا جہاز اس طرف سے جانے لگتا ہے تو بہمن ماہی نژاد جہاز کو توڑ کر غرق کر دیتا ہے اور اگر پل پر سے لشکر گذرنے لگتا ہے تو وہ آکر جوڑ پل کے کھول دیتا ہے لشکر غرق ہو جاتا ہے اور نام اس پل کا سرکشان ہے یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ اس دریا پر ایک پل بنایا جائے اور اسپر سے ہوکر لشکر گذرے حسب الحکم صاحبقران چند معمار کشتیوں پر سوار ہوئے اور زنجیرین لنگر باندہ باندہ کے دریا میں ڈالین کہ پانی کی تھاہ ملے تو پل تیار کیا جائے کہ اکمرتبہ سب کشتیاں مردمان آبی نے آکر الٹ دین تمام معمار غرق ہو گئے بعد کچھ دیر کے لاشیں ابھرین تو گردنین آنکی کٹی ہوئی دیکھیں صاحبقران کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور قصد کیا کہ گھوڑا دریا میں ڈال دوں اس وقت مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو اس خدمت کو یہ غلام بجا لائے فرمایا تم جاؤ مظفر نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا لنگوٹ سب نے باندھے کمر میں خنجر لگائے اور پیرتے ہوئے چلے اس وقت بہمن ماہی نژاد ابھرا اور مظفر بن غضنفر پر حملہ کیا اور ہمراہیان بہمن نے لشکر مظفر پر حملہ کیا صاحبقران کنار دریا کے کھڑے تھے بادشاہ اسلام بھی تمام سرداران عالی مقام کو لیے ہوئے موجود تھے وہاں مظفر نے بہمن کا وار رد کر کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہمن ماہی نژاد بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونوں لڑتے ہوئے تہ آب پر پہونچ گئے مظفر کو پیرنے اور غوطہ لگانے کی بہت مشق تھی بہمن کو پچھاڑا اور خنجر سے سر کاٹ کر پانی پر ابھرے جس وقت سے یہ دونوں لڑتے ہوئے غرق ہو گئے تھے اس وقت سے اہل اسلام نہایت پریشان تھے خصوصاً صاحبقران تو دریا میں کودنے پڑتے پڑتے تھے لیکن عارف بن معروف نے روکا اور عرض کی کہ حضور کچھ دیر اور انتظار کریں یہ اختیار یہ مردمان آبی زور و طاقت میں ایسے نہیں ہیں کہ بھائی صاحب کو زیر کر سکیں ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ مردمان آبی کا مسکن ماوا دریا ہے اور ہم لوگ جسقدر غوطے کا دم رکھتے ہیں اتنے ہی دیر لڑ سکتے ہیں زیادہ ٹھہر کی قوت نہیں مگر بھائی صاحب میں کئی گھنٹوں کا دم ہے میں نے انکو پیرنے کی حالت میں غوطہ لگاتے دیکھا ہے اتنی دیر کا غوطہ لگاتے ہیں کہ کسیکو یقین نہیں ہوتا غرق ہو جانے کا گمان ہوتا ہے عارف نے اتنی دیر باتوں میں صاحبقران کو الجھایا کہ مظفر سر بہمن ماہی نژاد پانی سے لیے ہوئے باہر آیا قدموں پر صاحبقران کے ڈال دیا بعد مظفر کے اور ہمراہیان مظفر بھی سر مردمان آبی کے لیے ہوئے دریا سے باہر آئے اور عرض کی کہ اب راستہ صاف ہے ہمراہیان بہمن کو ہمنے مار لیا اب اگر ایک دو بچ کے بھی چلے گئے ہونگے تو کیا کر سکتے ہیں صاحبقران نے اس کام پر مظفر کی بہت تعریف کی اور خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوئے اور ارشاد کیا کہ تمہارے باپ اور دادا نے بھی بڑے بڑے کام کیے مگر ایسا اتفاق کبھی پیش نہ آیا تھا مظفر نے سر تسلیم خم کیا اب پھر دریا عبور کرنے کا انتظام ہوا چند سوار پل پر پہنچے گئے تھے جیسے ہی وہ سوار نصف پل طے کر چکے ایک تڑاقہ ہوا اور پل شکستہ ہو گیا سوار دریا میں گر پڑے صاحبقران نے فرمایا کہ نیا پل تیار کیا جائے یا متعدد کشتیاں منگائی جائیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پل تیار کرنے میں بہت عرصہ ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ کشتیاں منگائی جائیں لوگ ملاحوں کی تلاش میں روانہ ہوئے جو کشتیاں ساتھ رہتی تھیں وہ دریا میں ڈال دی گئیں اور لوگ سوار ہو ہو کے عبور پار جانے لگے لیکن حال ان مردمان آبی کا سنیے جو یہاں سے بھاگ گئے تھے جا کر انھوں نے نہنگ بچہ

دریانشین سے حال ہمن ماہی نژاد کے مرنے کا بیان کیا نہنگ بچہ دریانشین بھی مردم آبی ہوا اور
اسنے فن عیاری بھی حاصل کیا ہے پس صورت اپنی ملاح کی بنائی اور بہت سی کشتیان ساتھ لیکر اور مردمان آبی
کو پوشیدہ طور پر ہمراہ لیکر روانہ ہوا اس طرف سے نہنگ بچہ دریانشین آتا تھا اور ادھر سے لوگ
ملاحون کی تلاش مین جاتے تھے دیکھا کہ چند ملاح ناوین کھیتے چلے آتے ہین ان لوگون نے آواز دی کہ ای
ملاحون ہمین بہت سی کشتیون کی ضرورت ہے یہ سنکے نہنگ بچہ دریانشین نے کہا کہ ہم بھی خبر سنکے
چلے ہین کہ لوگ بہت سے دریا پار اترینگے ہماری مزدوری ہوگی یہ کہکر ناوین کھیتے ہوئے اس
مقام پر پہونچے جہان لشکر اسلام فروکش تھا اور ناوین کنارے پر لگادین پہلے جزیل عادی
سوار ہوئے اور چلے کہ اس پار جاکے خیمہ برپا کرین انکے ساتھ چالیس عادی کشتیون پر بیٹھے اور
کشتیان بہتی ہوئی چلین نہنگ بچہ جس وقت بیچ دھارے پر پہونچا تو اسنے اپنی زبان مین کچھ کہا
سب ملاحون نے کشتیون کے بیچ کھول دیے کشتیان ٹوٹ ٹوٹ کے غرق ہوگئین ملاح بھی بظاہر
غرق ہوگئے لیکن فی الحقیقت ان مردمان آبی نے سب عادیون کو بیہوش کرکے باندھا اور
اندر اندر پانی کے لیجاکر دور نکلے اور اک قلعہ زمین گیر مین قید کردیا اور پھر کشتیان تیار کرکے دوسری
طرف سے صورتین بدل بدل کر چلے وہان صاحبقران کو جزیل عادی کے غرق ہوجانے کا
نہایت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ بغیر پل بنے ہوئے لشکر کا اس پار اترنا غیر ممکن ہے ان کشتیون کے
جانے مین برسون گزر جائینگے حسب الحکم صاحبقران عالیشان پل بننے کی تیاری ہونے لگی لیکن
جتنا پل روز تیار ہوتا تھا رات کو نہنگ بچہ اپنے ہمراہیون سمیت آکے پل کو کھود کر چلا جاتا تھا یہ حالت
دیکھکر خضران نے کہا کہ ابھی دریا صاف نہین ہوا ہے آج رات کو مین انتظام کرونگا یہ کہکر خواجہ نے
سب پہرے مزدور برخاست کردیے اور آپ تن تنہا اک کشتی مین سوار ہوکر دریا مین ادھر ادھر
پھرنے لگے کشتی ماہی کی صورت کی بنی ہوئی تھی آج خضران نے یہ دیکھ لیا کہ مردمان آبی کس طرف سے
آتے ہین جسوقت نہنگ بچہ اپنے ہمراہیون سمیت آیا تو کشتی کی طرف کچھ خیال نہ کیا دل مین سمجھا
کہ کوئی مچھلی ہوگی جب اسنے پل کو منہدم کرلیا اور پلٹا اتنے عرصہ مین خواجہ نے کمند آصفی باصفا
کا جال تمام دریا مین پھیلا دیا تھا جتنے مردمان آبی تھے سب کے سب آکر جال مین پھنس گئے خواجہ
نے کمند کھینچ لی اور سبکو گرفتار کرکے داخل زنبیل کیا صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکے
اور سبکو زنبیل سے نکال نکال کر پیش کیا کہ یہ انھین سب کی شرارت تھی کہ پل نہ تیار ہوسکتا تھا
اسوقت صاحبقران عالیشان نے ان مردمان آبی سے کچھ پوچھنا چاہا جو کچھ وہ جواب دیتے تھے
سمجھ مین نہ آتا تھا اب صاحبقران عالیشان پریشان ہوئے کہ ہم انکو چھوڑ سکتے ہین نہ قتل کرسکتے ہین
اسی وقت حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ مین زبان مردمان آبی کی سمجھتا ہون یہ لوگ اپنی زبان مین
اطاعت کرنے کو کہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ انسے کہدو کہ ان ملاحون کا پتا لگاؤ جنھون نے
کشتیان توڑ کر ہمارے سرداران کو غرق کیا ہے حکیم سودائی دانا نے انکی زبان مین انکو سمجھایا
انھون نے عرض کی کہ ہمین لوگ ملاح بنکے آگئے تھے اور سرداران کو غرق کرکے گرفتار
کرلے گئے تھے سب ہمارے قلعہ مین زندہ موجود ہین اگر ہمین چھوڑ دیجئے تو سبکو لے آئین صاحبقران
نے فرمایا کہ انمین سے آدھے آدمیون کو رہا کرو وہ جسوقت یہ سب سرداران کو لے آئین اسوقت
سب کو رہا کردینا نصف مردمان آبی اسی وقت رہا کردیے گئے اور نصف کو قید رکھا گیا جبکہ

سوداٗی دانا نے کہا کہ اگر یہ گرم مقام پر رہینگے تو سب مر جاینگے انکو ایسے مقام پر قید کیا جائے کہ اندر زندان
کے بہت سے حوض پانی سے بھرے رہین اور اُنکا پانی دونون وقت بدل دیا جایا کرے تاکہ پانی لطیف
رہے اور کھانے کو اُنکے زندہ مچھلیان دی جائین کہ یہی اُنکی خوراک ہے حسب ہدایت حکیم سوداٗی دانا
زندان کا انتظام کرکے یہ لوگ تو قید کر لیے گئے اور جن لوگون کو رہا کر دیا گیا تھا وہ سب کے سب سنئے اور
جبرئیل عادی کو انکے ہمراہیون سمیت لیکر حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپ نیا پل درست فرمایئے ہم ابھی پل
کو درست کیے دیتے ہین جب سارا لشکر اُس پار اُتر لے اُس وقت ہمین رہا کر دیجیے گا صاحبقران نے
فرمایا کہ اُسے کھول کو درست کرین حکیم سوداٗی دانا سبکو لیے ہوے کنارے دریا کے آئے سب مردمان
آبی دریا مین کود کے دن بھر مین پل کو درست کرکے واپس آئے اور عرض کی کہ اب آپ لشکر کو اُترنے کا حکم
دین اور صاحبقران سے عرض کی کہ اب ہمارے ساتھیون کو رہا کر دیجیے اور بالعوض اُنکے ہمین قید
کر لیجیے اگر تین روز ہمکو خشکی مین گذر جاینگے تو ہم مر جاینگے صاحبقران نے پہلے قیدیون کو رہا کر دیا اور اُنکو
قید کر لیا وہ سب چلے گئے اب یہان لشکر آہستہ پل پر سے کشان کشان اُترنے لگا تیسرے دن وہ مردمان آبی
جو رہا کر دیے گئے تھے پھر آئے اور اپنے قائم مقامون کو رہا کرا دیا آپ اُنکی جگہ قید مین بیٹھے جب کل لشکر
اُس پار اُتر گیا تو صاحبقران نے حکیم سوداٗی دانا سے ارشاد کیا کہ ان مردمان آبی کو حسب وعدہ چھوڑ
دو حکیم سوداٗی دانا نے عرض کی کہ مین نے اِن تینون دنون مین انکو سمجھا بجھا کر دین اسلام کی طرف
راغب کر دیا ہے اب یہ کسی مسلمان کو اذیت نہ پہونچاینگے بلکہ کفار کو اس طرف سے نجانے دینگے صاحبقران
یہ سنکے نہایت خوش ہوے اور سب مردمان آبی کو سامنے اپنے طلب کیا صورتین اُنکی نہایت قبول
تھین بال سر کے بڑے بڑے تھے اور ڈاڑھی مونچھین نہ تھین صاحبقران نے حکم دیا کہ ان سب کو
بُندے پہنا کے چھوڑ دو تاکہ انھین یاد رہے اور یہ صورت اپنی دیکھین تو خوش ہو لین کہ زیور اُنکے منہ پر بھلا
معلوم ہوگا حکیم سوداٗی دانا نے سب کے کان چھیدوا کر بندے پہنا دیے پہلے تو یہ لوگ ناخوش ہوے
کہ صاحبقران نے نیکی کے بدلے ہمارے ساتھ بدی کی جب ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
تو خوب قلقاریان مارین اور خوش ہوے صاحبقران نے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو جو تم مانگو وہ
تمھین دی جاے اُنھون نے عرض کی کہ ہمین کوئی شے سوا اپنی رہائی کے درکار نہین پھر صاحبقران نے
اُن سب کو رہا کر دیا جس وقت یہ سب کے سب اپنے مقام پر پہونچے اور اُنکی عورتون نے اُنکو
دیکھا تو کہا کہ یہ شے جو تم نے کانون مین پہنی ہے ہمین بھی پہنا دو اُنھون نے سب کیفیت بیان کی اُس وقت
اُن عورتون نے کہا کہ ہم بھی خدمت صاحبقران مین چلینگے مجبور ہوکے اُن عورتون کو لیے ہوے ساحل پر
آئے سب عورتین کنارے دریا کے جمع ہوئین عورتین مردون سے زیادہ حسین تھین ایک پرستان کا
کا سماں تھا نہنگ بچہ خدمت صاحبقران مین آیا اور عرض کی کہ یہ جو آپ نے ہمین زیور پہنایا ہے ہماری
عورتین بھی مانگتی ہین صاحبقران نے کہا عورتین تمھاری کہان ہین نہنگ بچہ نے عرض کی کہ سب ساحل پر
جمع ہین صاحبقران نے اُسیوقت زنانہ زیور طلب کیا اور کشتیان اپنے ساتھ لیکر مع حکیم سوداٗی
اور طیفور اور خضران اور مردمان لشکر کنارے آب کے تشریف لائے دیکھا کہ پرستان کا سما
ہے ایسی حسین عورتین صاحبقران نے کبھی نہ دیکھی تھین وہ عورتین صاحبقران کو دیکھکر خوش
ہوئین اور اپنے طریقہ کے موافق تعظیم کی اظہار مسرت کی صاحبقران نے سبکو زیور تقسیم کیا اور
نہنگ بچہ کی بی بی اور دختر کو بہت سا زیور دیا اور حکیم سوداٗی سے کہا کہ اس دریا مین ایک

نشان اسلام نصب کرو اور اسکا محافظ اس نہنگ بچہ کو مقرر کرو حکیم سودائی نے طریقۂ حکمت سے
اک میل دریا مین نصب کیا اور پوست نہنگ کا پھریرا لگا کر اسپر کلمۂ طیبہ تحریر کردیا اور نیچے بنام صاحبقران
اور زیر چوب نہنگ بچہ کا نام لکھدیا کہ یہان نہنگ بچہ کی عملداری ہے کوئی بغیر اسکی اجازت کے ورود یا عبور
نکرے اور طریقۂ حکومت اسکو تعلیم کیا نہنگ بچہ کی دختر نہایت حسین تھی اسنے اکثر صاحبقران کی خدمت
مین پیش کی امیر حمزہ نے اسے بہت پسند کیا مگر فرمایا کہ مجھے اسکی جان لینا منظور نہین ہے یہ خشکی مین کیونکر رہسکتی ہے
حکیم سودائی نے کہا کہ یا صاحبقران یہ ایک شب رہسکتی ہے اس سے مواصلت فرمائیے صاحبقران
نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا کنارے دریا کے برپا ہو اسی وقت خلوت خانہ آراستہ ہوا صاحبقران نے طیفور
کو رنجیدہ دیکھا بلاکر پوچھا طیفور نے عرض کی کہ ایک لڑکی اور تھی وہ مجھے پسند ہے صاحبقران نے کہا
آج سب عورتین پھر جمع ہونگی جسکو تم پسند کرو گے تمھین دلوادیجائیگی جب شام ہوئی تو وہ سب عورتین
پھر ساحل پر آئین آج فرش بچھوادیا گیا تھا محفل آرائی کی وہ لڑکی جسے طیفور نے پسند کیا تھا نکلی طیفور
نے صاحبقران سے فرمایا کہ وہ یہی ہے امیر نے نہنگ بچہ سے فرمایا اسنے جاکر اس لڑکی کے ماں
باپ کو رضامند کردیا غرضکہ عقد امیر کا ملکہ صدف مرا دختر نہنگ بچہ دریا نشین کے ساتھ ہوا
اور عقد طیفور یاور بہ گرد کا دردانہ ماہی نژاد کے ساتھ ہوا بعد عقد کے دو دلہان آبی آب مین چلے
گئے اور یہ دونون اپنے اپنے شوہر کی وصل سے شادکام ہوئین لیکن صبح کو نہایت مضمحل ہوگئین تھین
انکو جزیرۂ آرام کو لیکے گئے دونون اسی شب حاملہ ہوئین بطن سے انکے دو لڑکے پیدا ہونے والے ہین
کہ ذکر انکا محاربۂ بحری مین آئیگا فرزند صاحبقران امیر البحر کے لقب سے ملقب ہوگا اور دریائی
لڑائیان لڑکر جزائر اسلام آباد کریگا اور فرزند طیفور اسکا عیار ہوگا یہ داستانین بالکل نئے
عنوان کی قابل ملاحظہ ناظرین ہونگے جسوقت درخواستین مطبع محاربۂ بحری کی آئینگی اور ناظرین کے
قدردانی کے آثار ظاہر ہونگے اس وقت محاربۂ بحری کے چھپنے کا بھی انتظام کیا جائیگا الحاصل نہنگ بچہ
تو اس مقام پر رہتا ہے اور صاحبقران عالیشان نے حکم کوچ دیا لشکر پھر آگے روانہ ہوا
حکیم سودائی دانا نے کہا کہ ای صاحبقران زمان اب آپکو کوئی مرحلہ سر نہین کرنا ہے صرف بعد
مسافت کی جسقدر زحمت ہو وہی گوارا کرنا ہوگی فرمایا شکر ہے خداوند عالم کا اب تمام لشکر بلا ہوا
جارہا ہے کوچ اور مقام کرتے ہوے ساتوین روز اک مقام پر پہونچے کہ سر راہ اک میل بلند
بنا ہوا تھا چونکہ آگے جارہے تھے وہ ٹھہر گئے اور اس میل کو دیکھنے لگے دیکھا کہ اسپر اک پتھر نصب
ہے اور اسپر چند اشعار ناپائداری دنیا اور مذمت دہر کے کندہ ہین اور آخر مین یہ عبارت تحریر ہے
کہ اگر اس طرف سے گذر صاحبقران زمان کا ہو تو مین انکو قسم دیتا ہون انھین کے دین و مذہب
کی کہ یہان سے داہنے جانب پانچ سو قدم کے فاصلہ پر اک گورستان ہے وہان جاکر داستان
مصیبت نشان مجھ گمگشتۂ غم کی سنین اور میری دادرسی فرمائین یہ مضمون دیکھکر انمین سے ایک سوار
پلٹا اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر عرض کی کہ سر راہ اک میل بلند ہے اور اسپر یہ عبارت تحریر ہے
چونکہ آپ ہر مصیبت زدہ کی دادرسی کرتے ہین لہذا ہمنے اطلاعاً حضور سے عرض کردیا اب آگے حضور کو
اختیار ہے جیسا آپ مناسب جانین ویسا کرین یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ حضور حسب رفتار سے تشریف لیے جاتے ہین ہمین کمی نکرین ورنہ منزل پہ
پہونچنے مین عرصہ ہوگا مین اس میل کو دیکھکے فی الفور حاضر خدمت ہوتا ہون بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ مین بھی چلونگا امیر باتوقیر نے عرض کی کہ ابھی مناسب نہین معلوم ہوتا اگر قابل ملاحظہ سامی ہوگا تو مین حضور سے اطلاع کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر بہتر ہی صاحبقران اسی وقت علیحدہ ہوے اور مرکب کو دوڑاتے ہوے چلے جس وقت قریب میل پہونچے تو دیکھا کہ واقع مین ایک میل بہت بلند زمین پر نصب ہی اور اسپر پتھر کندہ کیا ہوا نصب ہی عبارت اسکی دیکھکر دل پاش پاش ہونے لگا صاحبقران وہان سے پلٹ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کے آگئے اور عرض کی کہ ایسا کچھ اس پتھر پر تحریر ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پھر آپکا کیا قصد ہی امیر عالی مقام نے عرض کی کہ مین ضرور جاؤنگا اور اس داستان مصیبت نشان کو سنونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ آپ دشمن کے ملک مین ہین اور اتنی ہی مسافت طی کرتے ہین کن کن مصیبتون کا سامنا ہوا اس مقام پر کوئی فریب نہو صاحبقران نے عرض کی کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو فریب و مکر سب سے محفوظ رہینگے اگر عبارت اس میل کی حضور ملاحظہ کرینگے تو یقین ہی کہ پھر مجھے منع نکرینگے یہ سنکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہین معلوم کتنے عرصہ مین پلٹنا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے بہت جلد حاضر ہونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ جبتک آپ واپس نہ تشریف لے آئینگے مجھے تشویش رہیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ مین بھی اسی جگہ قیام رکھون یہ فرماکر حکم قیام دیا سوار آگے روانہ ہوے اور جو لوگ پیش رو ہوے تھے انھین روکا اور قیام فرمایا تمام لشکر اسی مقام پر اتر پڑا خیمے ڈیرے بر پا ہوگئے بازار لشکر کی کھل گئی کٹورا کھنکنے لگا جنگل مین منگل نظر آنے لگا کئی کروڑ کا لشکر ایک مقام پر قیام کیے ہوے تھا بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام اس میل کے قریب آئے اور عبارت میل کی ملاحظہ فرمائی ارشاد کیا کہ یا صاحبقران اسمین تو قسم لکھی ہی اب قیام کرنا میرا اور جانا آپکا ضروری ہوا بادشاہ اسلام تو بارگاہ مین واپس آئے اور صاحبقران نے صرف خضران کو ساتھ لیا اور اسی گورستان کی طرف روانہ ہوے جہان کا پتا میل پر تحریر تھا جس وقت صاحبقران حق پژوہ قریب پہونچے تو دیکھا کہ عجیب مقام ہی کہ دیکھکر عبرت طاری ہوتی ہی کہین کہین جو درخت صف لگے ہوے تھے وہ یہ بتا رہے ہین کہ کوئی رنگین مزاج اس مقام کا بانی تھا ٹوٹے ہوے جام گرد آلود صراحیان زنگ آلودہ کشتیان بزم میخواری کی برہمی کا پتا بتا رہی ہین جنگلی درختون مین جو کہین کہین گلہاے بوقلمون اور درختان عمدہ جھلک رہے ہین اُنسے ثابت ہوتا ہی کہ یہ باغ پرفضا تھا جسے خزان نے آکے جنگل بنا دیا اور جا بجا کچھ قبرین بھی ملتی جاتی ہین صاحبقران نہایت حیران و پریشان اس مقام کی سیر کرتے چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی یکایک اک خرابے کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ دیوارین منہدم ہین لیکن ہر دیوار کے دو دو اور تین تین گز کے مسلم ٹکڑے پڑے ہوے ہین سپیدی انکی اور نقش و نگار یہ بتا رہے ہین کہ یہ عمارت بسبب کہنگی کے اس طرح منہدم نہین ہوئی ہی بلکہ گرائی گئی ہی آگے بڑھے تو دیکھا کہ اک کنج مین اک شخص نوجوان گرد مین آلودہ زمین پر پڑا ہوا ہی گلے مین اُسکے اک تختی اشب کی کندہ پڑی ہوئی ہی صاحبقران قریب آ کے تشریف لے گئے خضران سے ارشاد کیا کہ اسے چونکا کر حال اسکا پوچھو خضران نے کہا کہ اے شخص تو خواب مین ہی یا مردہ ہی یہ کہکر شانہ اُسکا ہلایا وہ شخص خواب سے بیدار ہوا دیکھا صاحبقران نے کہ لباس نہایت بوسیدہ ہی مگر رنگین اور زرتار ہی اور ہاتھ مین کنگنے کا یادگار کلاوہ بندھا ہوا موجود ہی جس سے اُسکی نوعروسی کا نشان ملتا ہی یہ دیکھکر صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی آیا وہی ہی جسنے اپنی داستان سنانے کو مجھے قسم دیکر بلایا ہی یا اور کوئی شخص ہی

اُسنے عرض کی کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا کہ ہان لوگ کہتے تو ہین بس وہ شخص مضطر اُٹھکر دست بوس ہوا اور عرض کی کہ اسی غلام نے حضور کو تکلیف دی اب ماجرا میرا سنیے یا امیر بن گشتہ غم و ماتم اپنی مصیبت کیا بیان کرون نام میرا گلگفام تاجدار ہے پادشاہ ہون شہر باغ و بہار کا زمانہ ولی عہدی مین گردش دشت مین ایک دن بہ شکار کے بہانے مجکو اس مقام پر لائی آہو کو صید کیا آہو بھاگ کر اس مقام پر آیا یہ باغ تھا مین بھی شوق صید مین بے محابہ اندر باغ کے چلا آیا یہ باغ ملکہ زمان فرمانروا کا ہے نظر میری ملکہ پر جو پڑی اسکا شیفتہ جمال ہوا اور ملکہ مجھپر مفتون ہوئی چونکہ باپ ملکہ کا مر چکا تھا اور وہ صاحب اختیار تھی شادی اُسکی ہوئی نہ تھی میرے اُسکے یہ عہد ہوا کہ شادی ہو مین اس مقام سے اپنے ملک کو واپس گیا اور والدین سے کہلوایا اُنھون نے بخاطر میرے قبول کیا لیکن در اصل مرضی اُنکی اس سبب سے نہ تھی کہ زیادہ دور جا کے نسبت کرنے مین ہزار آفتون کا خوف ہے مین ناتجربہ کار جوش عشق مین ان باتون کو اُن بزرگون کی نہ سمجھا چونکہ مین ہی ایک فرزند تھا والدین کو ہر طرح خاطر میری منظور ہوئی شادی کا سامان درست ہوا اور برات شہر باغ و بہار سے چلی راستے مین ایک دریاے زخار ملا پوری برات جہاز پر سوار ہوئی جہاز بیچ دریا مین پہونچا تھا کہ طوفان آیا جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا کے پاش پاش ہو گیا جو لوگ اس جلدی مین پھر کر پہاڑی پر چڑھ گئے وہ تو بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے اُس برات مین ایک دوست میرا شعور جنی بھی تھا اُسکی مدد سے جو بچ رہے تھے وہ خشکی تک پہونچے میرے والدین بھی غرق دریا ہو گئے خدا اُنکو غریق رحمت کرے اب مین نہایت بددل ہوا کہ اس تباہی کی حالت مین مکان عروس پر کیا منہ لے کے جاؤن جنگلون مین تباہ پھرتا تھا اس تباہی کی خبر ملکہ فرمان فرمانروا کو ہوئی چونکہ وہ طمع نہ رکھتی تھی خود صاحب حکومت تھی اُسنے مال و اسباب زر و جواہر مجکو بھیجا اور کہا کہ اب تم میرے شہر مین آکر سامان درست کرو اور تباہی مال و اسباب سے پریشان نہو جو لوگ دنیا سے گئے اُنکا غم بھی بیکار ہے اسلیے کہ اب وہ واپس نہین آسکتے مین اُسکی تسلی آمیز باتون سے خوش ہو کر شہر فرمانیہ مین آیا اور سامان درست کر کے ملکہ کو بیاہنے کے لیے اس باغ مین پہونچا ملکہ پر ایک دیو مدت سے عاشق تھا جسوقت اُسکو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہے اور نوشاہ اُسکے باغ سدا بہار مین براتیون سمیت اُترا ہوا ہے عقد ہونے کو ہے دیو قرناس احول چشم یہ سُنکر غصہ مین آیا یہان پہونچکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ باغ مین آگ لگ گئی اُسوقت بھی میرا دوست شعور جنی کام آیا کہ وہ مجھے تو نکال لے گیا باقی سب جل کے مر گئے دیو نے عمارتین تک منہدم کر دین اور ملکہ کے بھی بہت سے لوگون کو نود و کر کے ملکہ کو اُٹھا لیگیا جب مین دوبارا اس مقام پر آیا تو اپنے ساتھیون کو جلا ہوا پایا مین نے اُنکی لاشون کو دفن کرایا اور مجاور بن کے بیٹھا رات دن رویا کرتا ہون کبھی والدین کا خیال آتا ہے کبھی احباب کی فرقت کا دھیان آ پڑتا ہے کبھی ملکہ کی جدائی ستاتی دل کھاتی ہے ایکدن عاجز آکر خودکشی کا قصد کر لیا تھا لیکن شب کو مین نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو ادبار تیری برآئیگی بہت تھوڑے زمانے کے بعد صاحبقران زمان اس طرف تشریف لائینگے وہ تیری بچھڑی ہوئی معشوقہ کو تجھ سے ملا دینگے دنیا بامید قایم ہے مین نے صبح کو خواب اپنا شعور جنی سے بیان کیا شعور جنی نے اُسی روز جا کر سر راہ سبیل تعمیر کیا اور پتھر کندہ کر کے اُسپر لگا دیا کہ اگر صاحبقران ادھر تشریف لائین تو اس مصیبت زدہ کا پتا پائین بعد اسکے شعور جنی نے ملاقات دیو قرناس سے پیدا کی اور اُسکو اتنا راضی کر لیا کہ جسوقت مین اس مقام پر موجود ہون اُس وقت گلفام تاجدار آکر زیر کوہ سے اپنی معشوقہ کو دیکھ جایا کرے مگر اوپر کوہ کے آنے کا قصد نکرے بس یہ اتنا سہارا میری زندگی کا ہے کہ

روز ایک وقت جا کے اپنی بی بی کو دیکھ آتا ہون اب وہ دیو قزناس کے قبضہ مین ہی بس یہی داستان مصیبت عنوان میری ہی اگر آپ خاصان خدا مین سے ہین اور صاحبقران زمانہ ہین تو میری دادرسی کیجیے یہ کہکر رونے لگا خواجہ خضران نے کہا کہ ای گلفام تاجدار اگر تو دین اسلام اختیار کرنے کا وعدہ کرے تو تیری معشوقہ کو صاحبقران تجھ سے ملادین گلفام تاجدار نے کہا کہ شاید آپ عبارت اس سنگ کی بھول گئے اگر مین کافر رہتا تو خدا کا واسطہ کیون دیتا اور مسلمان سے کیون اپنی مصیبت بیان کرتا مین تو مسلمان ہون اور یہ شعورجنی بھی مسلمان ہی اتنے مین شعورجنی بھی آگیا اسنے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا پہچان گیا اسواسطے کہ یہ معلوم تھا کہ اس طرف سوا صاحبقران اور کوئی نہین آئیگا علاوہ اسکے جلالت صاحبقران بھی بتا رہی تھی کہ امیر با توقیر یہی ہین خضران نے دیکھا کہ گلفام تاجدار نڈھال ہو جاتا ہی خضران کو بہت رحم آیا کہا کہ ای گلفام تاجدار یہان کس طرح بسر ہوتی ہی گلفام تاجدار نے کہا کہ شعورجنی کچھ پھل جنگلی توڑ لاتا ہی وہی مین بھی کھاتا ہون اور یہ میرا دوست بھی کھاتا ہی یہ سنکے خضران نے چند دانے انگور کے نکالے اور گلفام تاجدار سے کہا کہ یہ کھاؤ تاکہ قوت آئے اور حواس تمھارے درست ہون یہ سنکے گلفام تاجدار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ مین کیونکر یہ دانہ انگور کھاؤن اسلیے کہ میری معشوقہ کی نہین معلوم کیونکر گزر ہوتی ہی دیو قزناس اسکو سوا جنگلی پھلون کے اور کیا دیتا ہوگا خضران نے کہا کہ یہی انگور مین تمھاری معشوقہ کو بھی کھلاؤنگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ آپ اُسے کیونکر کھلا سکتے ہین اسلیے کہ جس دیو کے اختیار مین وہ ہی وہ دیو بڑا ظالم اور ساحر ہی خواجہ نے کہا کہ تم یہ انگور کھاؤ تو مین تمھارے اسی دوست شعورجنی کے سامنے اُسکو انگور اپنے ہاتھ سے کھلاؤنگا اور آج ہی تمھاری معشوقہ کو تم سے ملادونگا صاحبقران نے گواہی دی کہ خواجہ جو کچھ کہتے ہین یہ کر کے دکھا دینگے اُسوقت گلفام تاجدار نے نصف دانے انگور کے کھائے اور نصف دانے اچھے اچھے ملکہ فرمانروا کے لیے چھوڑ دیے اُسوقت خواجہ نے کہا کہ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر انگور کے دانے اُٹھا لیے اور اُس کنج مین جا کر صورت اپنی ایک پری کی بنائی اور کنج سے نکلکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے آئے شعورجنی اور گلفام تاجدار نے جو دیکھا محو ہو گئے پوچھا خواجہ کیا کر رہے ہین تمھین کس لیے بھیجا ہی شعور جنی نے گلفام تاجدار سے کہا کہ خواجہ سے اسی پری کو کیون نہ لے لو یہ تو تمھاری معشوقہ سے اچھی ہی گلفام تاجدار نے کہا اسمین شک نہین کہ اسکا حسن و جمال عدیم المثال ہی مگر ای شعورجنی شرط وفا یہ نہین ہی کہ مین اس سے زیادہ حسین کو دیکھکر اُسے دل سے بھلا کر مصروف عیش ہون اور وہ دیو کی قید مین پڑی ہوئی بے بسی کی حالت مین رویا کرے شعورجنی نے کہا کہ اگر تمھارا خیال اپنی معشوقہ کی طرف سے نہین ہٹتا ہی تو یہ میرے حصہ کی ہی یا صاحبقران خواجہ سے اس پری کو مجھے دلا دیجیے صاحبقران نے ہنسکے فرمایا کہ یہ خواجہ ہین پری نہ سمجھو ادھر پری نے آواز دی کہ میرے خواہشمند تو مین موجود ہون شعورجنی نے کہا کہ خواجہ عیاری کرے تو آپ کا نام لیکر کرے سبحان اللہ کیا مجال ہی کسی کی کہ آپ کے سامنے عیاری کر سکے عورت بنے تو ایسی بنے کہ ابھی دیکھا تھا اور ابھی نہ پہچان سکے اب تو یقین ہی کہ ملکہ بھی آپکو دیکھیگی تو شیفتہ جمال ہو جائیگی خواجہ نے کہا کہ ای شعورجنی اب اتنا کام کر کہ مجھے الگ تخت پر بٹھا کے تخت کو اُٹھا لے ہوا سے کوہ پر لیچلو اور اُس دیو سے کہو کہ یہ پری مین تمھارے لیے لایا ہون پھر تماشہ دیکھو کہ میرے اور دیو کے کیا باتین ہوتی ہین شعورجنی نے کہا کہ مین ابھی لیے چلتا ہون مگر تخت کہان سے لاؤن خواجہ نے کہا تخت بھی دیتا ہون

۱۹

یہ کہکر زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور تخت نکالکر سامنے شعور جنی کے رکھدیا اور آپ آنکھیں بند کر کے
تخت پر لیٹ گئے شعور جنی نے تخت اُٹھایا اور اُڑتا ہوا جانب کوہ روانہ ہوا وہاں دیو قرناس
کوہ پر بیٹھا ہوا ملکہ سے مصروف اختلاط تھا ملکہ فلک کو دیکھتی تھی اور کہتی تھی کہ خداوندا اگرچہ قسمت
میری ابھی تک داغ نہیں لگا ہے لیکن اس دیو کی باتیں میرے دل کو جیسی اذیت پہونچاتی ہیں اُسے
میں کیا بیان کروں صدقہ اپنے نبی برحق کا کہ اب مجھکو پھندے سے اس دیو کے نکال دے یہ زور و
شور سے دعا کر رہی تھی کہ شعور جنی تخت اُٹھائے ہوئے کوہ پر پہونچا دیو قرناس نے کہا کون شعور جنی
نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ اے دوست صادق آج ہم بھی اپنے دل کا بہلاوا لے آئے دیو نے کہا کیا
شعور جنی نے تخت سامنے دیو کے اُتارا نظر جو دیو قرناس کی پڑی بیخود ہو گیا کہ یہ تو اس سے
زیادہ حسین ہے کہا اے شعور جنی تم بڑے قسمت ور ہو اسکو کہاں سے لے آئے ہوشیار کرو
کہ ذرا کچھ باتیں کریں اُدھر ملکہ اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر دل میں شرمانے لگی اور اپنی پوشاک پر
نظر کی پوشاک اُسکی بوسیدہ ہو گئی تھی اُدھر شعور جنی نے شانہ ہلا کے پری کو ہوشیار کیا پری
انگڑائی لیکے اُٹھی پہلے ہی نظر دیو پر پڑی پری نے جھجھک کے کہا کہ تو کون ہے دیو قرناس نے کہا
کہ مجھکو بھول گئیں پری نے کہا میں تجھے کیا جانوں کہ تو کون بلا ہے شاید تو ہی مجھے اُٹھا لایا ہے دیو نے کہا
ہاں میں لایا ہوں پری نے کہا تیرے یہاں کوئی اور عورت بھی ہے جس سے میں بات کروں تجھ سے تو
بات کرتے ہوئے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے دیو نے ملکہ سے کہا کہ تم اس سے بات کرو ملکہ قریب آئی دل میں
افسوس کرتی تھی کہ میری طرح یہ بھی آ کے پھنسی پری نے جو ملکہ کا چہرہ مضمحل دیکھا پوشاک کی دھجیاں
اُڑی ہوئی پائیں کہا اے نازک اندام تو تو قوم انسان میں سے ہے اُس دیو کے ساتھ کیونکر بسر کرتی ہے
یہ سُن کے ملکہ رونے لگی پری نے وہی دانہ انگور نکال کے ملکہ کو اپنے ہاتھ سے کھلائے ملکہ نے گردن
جھکالی شرما کے آنکھ نیچی کر لی پری نے کہا کہ شرماتی کیوں ہو جب تمہارا وقت آئیگا تو تم ہمارے
ساتھ اسکا عوض کر دینا ملکہ یہ سُن کے پھر رونے لگی کہ اب میرا وقت آ چکا اسیطرح رہونگی کاہیکو اپنی
سلطنت پر قابض ہونگی جو میں تمہارے ساتھ کوئی سلوک نیک کر سکونگی اب پری دیو کی طرف مخاطب
ہوئی اور کہا کہ تو بھی کچھ کھائیگا دیو نے کہا کہ تم مجھے کیا کھلاؤ گی پری نے جیب سے کیلے نکال کے
دیو کو دیے دیو نے کھا لئے اور نہایت خوش ہوا کہا اور جس شے کو تیرا جی چاہتا ہو اُسکی فرمایش
کر دیو نے کہا کہ یہ تو کہاں سے نکالتی ہے میں اونٹ کھاؤنگا پری نے کہا کہ آنکھیں بند کر دیو نے آنکھ
بند کی مگر ذراسی دراز کھلی رہنے دی کہ دیکھوں یہ کہاں سے اونٹ نکالتی ہے پری نے اُٹھ کے
ایک چپت رسید کی اور کہا کہ اچھی طرح آنکھیں بند کر تا دیو نے بالکل آنکھیں میچ لیں پری نے
زنبیل سے ایک اونٹ نکال کے ٹکڑا کر دیا دیو نے جو آنکھیں کھول کے دیکھا اونٹ کو تو نگل گیا
اور پری سے کہا تو تو بڑی صاحب کمال معلوم ہوتی ہے پری نے کہا کہ ابھی تو نے میرے کمال دیکھے
کہاں ہیں جب میں اپنے کمال دکھاؤنگی تو تجھے تعجب ہوگا یہ کہکر زیر بغل ہاتھ بڑھایا اور دو بڑے بڑے
تربوز نکال کے رکھ دیے کہ لے یہ کھا پھر ہاتھ بڑھایا اور سیب و انار نکال کے رکھ دیے دیو کھاتا
جاتا ہے اور خوش ہوتا جاتا ہے کہ یہ پری مجھے مل جائے تو لطف زندگی ہے شعور جنی نے کہا کہ کہو تمہاری
شاہزادی اچھی ہے یا میری پری پری نے کہا کہ تو کون ہے شعور جنی نے کہا میں ہی تو تجھے لایا ہوں
پری نے کہا کہ تو بڑا بیغیرت ہے کہ مجھے دوسرے مرد سے باتیں کرنے دیں اور بے تکلف ہونے دیا

اگر تو پہلے آگاہ کر دیتا تو جو باتیں میں نے اس دیو کے ساتھ کی ہیں وہ تیرے ساتھ کرتی شعور جنی نے کہا اب بھی
پری نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے جسکو دیکھا اُسے دیکھا دیو نے جو دیکھا کہ پری میری ہی طرف متوجہ
ہے اپنے دل میں بہت خوش ہوا اور سمجھنے لگا کہ اگر یہ پری مجھے ملجاتی تو بہت لطف کے ساتھ میری زندگی بسر
ہوتی یہ خیال کر کے شعور جنی سے کہا کہ یہ پری ہمیں کو دے دو ہم اور تلاش اور کر لینا پری نے کہا
چہ خوش میں نے جو ذرا التفات کیا تو میری طرف دوڑا ہیں تجھے کیا قبول کرونگی دیو نے کہا کہ او بے مروت
ابھی تو کیسی باتیں کر رہی تھی ابھی کیسی باتیں کرنے لگی پری نے کہا کہ جبتک تیری جان کے نہیں لگی جاتی ہے
جبتک یہ تیری آن ہے کوئی دوسری عورت تجھے قبول نہ کریگی دیو نے کہا میں اسے کہا تو لگا اُس وقت
تو تو مجھے قبول کریگی پری نے کہا کہ واہ ری تیری محبت کہ ہاتھ اسقدر التفات یا اب کھا لینے کو کہتا ہے
دیو نے کہا کہ اچھا میں اسے نکال دونگا پری نے کہا کہ جب یہ نہوگی تو میں تجھے قبول کرونگی دیو اُٹھا کہ
ملکہ کو کوہ پر سے پھینک دے شعور جنی نے کہا کہ اے دیو عزیز اگر تجھے ملکہ درکار ہے اور تو پری کا خواستگار
ہے تو ملکہ کو مجھے دیدے یہ سنکے دیو نے کہا کہ اچھا لیجا بس شعور جنی نے ملکہ کو لیا خواجہ نے اشارہ کیا کہ لیجا
اور اسکے شوہر پاس اسے پہونچا دو شعور جنی ملکہ کو لیکر روانہ ہوا یہاں خواجہ نے دیو کو شراب کے مٹکے
کے مٹکے نکال کے پلائے لیکن دل میں کہتے تھے کہ کبھی ایسی عیاری بری جسمیں نقصان ہو جب دیو خوب
مست ہوا تو آپ نے سفید مہرہ نکالا اور کہا کہ میں گاتی ہوں تو ناچ دیو نے کہا کہ اچھا اب خواجہ نے سفید
مہرہ بجانا شروع کیا دیو اُٹھ کھڑا ہوا اور ناچنے لگا تمام کوہ پر کودتا پھرتا تھا خواجہ تو اس رنگ میں ہیں
یہاں صاحبقران گلفام جنی کو تسکین دیرہے تھے کہ خواجہ بہت جلد تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دینگے
کہ اتنے میں شعور جنی ملکہ کو لیے ہوئے پہونچا بس یہ دیکھکر گلفام تاجدار قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جا
شعور جنی نے تمام کیفیت عیاری کی بیان کی امیر بہت ہنسے اور فرمایا کہ یہ دوسرے کا کام نہ تھا
کہ اس طرح سے ملکہ کو دیو سے لیتا کہ آپ نے بخوشی ملکہ کو علیحدہ کر دیا اور گلفام تاجدار اپنی معشوقہ
سے ملا صاحبقران سے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے سلام کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ آپ کے
قدم کی برکت تھی کہ مجھے قید سے نجات ملی اور میں اپنے شوہر سے ملی مگر واسطہ ملنے کا وہ پری ہوئی کیا
کہوں کیسی حسین پری ہے مگر خباثت اسکی بہت معلوم ہوتی ہے کہ ایسے خبیث دیو کو اُسنے بخوشی منظور کیا
صاحبقران مسکرائے اور فرمایا کہ وہ شاہ عیاران خواجہ خضران ہیں اگر پری نبکر دیو کو فریب نہ دیتے
تو دیو تجھسے دست بردار نہوتا وہ تمھاری رہائی کے واسطے گئے تھے یہ سنکر ملکہ نہایت متحیر ہوئی کہ ایسے
بھی مرد ہوتے ہیں جو عورت بنکر دھوکا دیجاتے ہیں کہا یا امیر انھوں نے مجھے انگور بھی کھلائے تھے میں نے
اک مدت کے بعد آج انگور کھائے ورنہ سوا جنگلی میووں کے اور کوئی شے کہاں نصیب تھی صاحبقران نے
شعور جنی سے کہا کہ بھئی اب میں بھی جاتا ہوں خضران کو بہت دیر ہوئی شعور جنی نے کہا وہ دیو کو
نچا رہے ہیں گلفام تاجدار نے کہا کہ حضور وہ دیو ساحر بھی ہے اگر آگاہ ہو گیا کہ یہ لوگ دشمن ہیں تو بڑا غضب
ہوگا اور بہت بڑا دیو ہے فرمایا ساحر ہے تو میرا کیا کریگا میں صاحب اسم اعظم ہوں یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے
اور کوہ کی طرف چلے وہاں خواجہ نے دیو سے کہا کہ اب جسقدر مال و اسباب تیرے پاس ہو سب
سپرد کر دو ورنہ اور دیو خبر لیجائینگے دیو نے جتنا مال و اسباب جمع کیا تھا سب لا کے خواجہ کے
سپرد کیا خواجہ نے سارا مال نذر زنبیل کر لیا اب دیو کو کباب لگا کے بیہوشی آمیز کر کے کھلائے دیو ناچتے
ناچتے گرا جسوقت صاحبقران قریب پہونچے تھے تو دیکھا تھا کہ دیو ناچ رہا ہے جب امیر کوہ پر پہونچے

تو خواجہ اُسکو بیہوش کر چکے تھے خواجہ نے جلدی سے دیو کو زنبیل میں ڈال لیا دیو نے تین بت سنگ مرمر
کے لا کر کوہ پر رکھے تھے خواجہ نے اُنکو بھی زنبیل میں ڈال لینے کا قصد کیا تھا پھر خیال آیا کہ اس
کوہ پر ایک مسجد بنوانا چاہیے اور ان تینوں بتوں کو ترشوا کے مسجد کے گنبد بنوا دینا چاہیے اتنے میں امیر توقیر
پہونچ گئے خواجہ نے کہا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی میں نے اُس دیو کو پکڑ لیا مگر یہ بہت
بڑا دیو ہے میں نے پرستان میں بھی دیو دیکھے مگر اتنا بڑا دیو آج تک نہ دیکھا تھا یا امیر اس دیو کی گرفتاری
کا مجھے کیا صلہ عنایت ہوگا فرمایا جو طلب کرو خضران نے کہا بس اتنا چاہتا ہوں کہ لشکر میں جتنے
سنگ تراش ہیں سب کو بلوا کے ایک مسجد اس کوہ پر بنوا دیجیے اور یہ جو تینوں بت سنگ مرمر کے پڑے
ہیں اُنکے گنبد تراش کے نصب کر دیے جائیں امیر نے فرمایا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے غرضکہ خواجہ خضران
اور صاحبقران عالیشان کوہ سے اتر کر پھر اُسی مقام پر آئے جہاں گلفام تاجدار بیٹھا تھا غرض
یہاں دونوں عاشق و معشوق تخلیہ پا کر گلے ملے اور اس قدر روئے کہ بیہوش ہوگئے صاحبقران
نے ان دونوں کو اٹھوا کے اپنے ساتھ لیا ماہرخ کو تو ناموس میں بھجوا دیا اور حکم دیدیا کہ اُسے نہلا کر عمدہ
لباس پہنایا جائے اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے غسل کرایا اور ان دونوں کا عقد
کر کے شہر کا اُنکے انتظام درست کر دیا اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے خواجہ سے ارشاد
کیا کہ اس دیو کو زنبیل سے نکالو خواجہ نے دیو کو نکالا اور سپید مہرہ بجانا شروع کیا دیو نے جو
دیکھا کہ ہزارہا آدمزاد کا مجمع ہے اُسنے چاہا کہ ایک آدھ کو کھا لوں کہ خواجہ نے ڈانٹا دیو نے پلٹ کے جو دیکھا
کہ پری منع کرتی ہے اور آواز سپید مہرے کے گوش زد ہوئی بس ناچنے لگا اس وقت بھی خواجہ نے
صورت اپنی پری کی بنالی تھی دیو تو ناچ رہا تھا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی کے لوٹے جاتے تھے
کہ خواجہ نے بہار کو نچایا ہے خضران نے گلفام تاجدار سے کہا کہ تمھاری شادی کا ایسا ناچ ہوا ہے
کہ کسی شاہ و شہریار کی شادی میں ایسا طائفہ ناچا ہوگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ یہ سب
روشنی آپ کے دم کی ہے واقع میں کہ خدا نے جامہ عیاری آپ ہی کے جسم کے لیے قطع کیا ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ اگر آپ ایسے نہوتے تو شاہ عیاران کیونکر کہلاتے اور مجھکو تو آپ نے زندہ کر لیا امیر با توقیر نے کہا کہ خواجہ
اب تم اپنی اصلی ہیئت پر آؤ تاکہ دیو اپنے ہوش میں آئے اور اسکا فیصلہ کیا جائے یا مطیع ہو کر رہے
یا قید ہو کے خضران نے اُسی وقت زمین پر غلطاک ماری اور دیو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ او ملعون
تو بڑا ظالم ہے کہ تو نے تمام شہر فرمانبر کو تاراج کیا ماہرخ کو لیجا کر کوہ پر رکھا اُسکے متعلقوں کو کھا لیا اب اسکی کیا سزا
تیرے لیے تجویز کی جائے دیو نے گھبرا کر پوچھا میری پری کہاں ہے صاحبقران نے کہا او بے شعور یہ پری
کیسی خواجہ خضران عیار نے پری بنکر تجھے شیشہ میں اُتارا ہے بس یہ سنتا تھا کہ دیو خواجہ کی طرف
بڑھا اور کہا کہ تو نے دغا کے ملکہ کو بھی مجھ سے چھڑایا اور سب مال و اسباب بھی لیا پھر جو میں نے برسوں
میں جمع کیا تھا لے لیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو دیو جو خضران کی طرف بڑھا خواجہ تو بھاگ کے
صاحبقران کے پیچھے چھپے دیو نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو نگل جاؤں صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ دیو جھکٹ پڑا دیو نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر باطل ہوا اور دیو سحر بھولا
مگر بہت بڑا دیو ہے لڑنے لگا امیر نے دونوں شاخیں پکڑ کر لی دیا کہ دیو چاروں کھانے صحن بارگاہ میں
گرا امیر نے چھوڑ دیا دیو اُٹھکر سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی اُسکو ڈھکیل دیا اب یہ شہنشاہ
صف شکن کی طرف آیا کہ اُسکو کھا لوں اُنھوں نے بھی اُٹھا کر پٹکا جب یہ تھک گیا اور گنبد دھڑ کا

ہو گیا تو امیر نے اک شیشہ منگوا کر سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ یا سحر سے توبہ کر اور اسلام اختیار کر یا اس شیشے
مین اُتر امیر کی طرف پھر دیو بڑھا تھا کہ صاحبقران نے اُسکو کچھ ایسے زور سے ٹپکا کہ حواس
دیو کے جاتے رہے بس مارے ڈر کے یہ دھوان بنکر اندر شیشہ کے اُتر آیا امیر نے منہ شیشے کا بند
کر کے خضران کے حوالے کر دیا خضران نے دیو کو زنبیل مین رکھ لیا اور کہا کہ کسی موقع پر پھر اسکو
نکال کے تماشہ دکھاؤنگا امیر نے یہان آتے ہی معمارون اور سنگ تراشون کو بھیج دیا تھا کہ جاکر کوہ پر
مسجد تعمیر کرین نقشہ مسجد کا خود خواجہ خضران نے کھینچ کے دیدیا جتنے زمانے مین صاحبقران نے
شہر فرمانیہ کے انتظام سے فراغت پائی تھی اُتنے عرصہ مین مسجد تعمیر ہوگئی معمارون نے آکر عرض کی کہ
مسجد تیار ہی دوسرا دن جمعہ کا تھا امیر با توقیر نے اعلان کیا کہ کل جمعہ کی نماز ہم خواجہ خضران کی
مسجد مین پڑھینگے یہ سنکر تمام شہر فرمانیہ کے دوکاندار پالا سے کوہ پہونچے اور دوکانین لگائین دھر
لشکر کی دوکانین پہونچ گئین جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام پہونچے دیکھا کہ مسجد
سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کے نہایت خوش نما عمارت ہی دروازہ مسجد پہ پتھر کندہ کیا ہوا لگا ہی کہ بانی
اسکے خواجہ خضران ہین اور فلان زمانے مین یہ مسجد بنائی گئی ہی غرضکہ بڑی دھوم دھام سے نماز ہوئی
میلا مثل عیدگاہ کے میلے کے تھا لوگون نے اسقدر چڑھایا کہ طاق مسجد کا بلکہ پورا محراب زر و جواہر سے
بھر گیا خواجہ خضران نے وہ سب روپیہ بھی مسجد ہی کے متعلق لگا دیا اور ایک نقشہ اور کھینچکر دے دیا
کہ گرد مسجد کے اسطرح کے چمن لگائے جائین اور ایک شخص کو اپنی جانب سے نگران معین کیا اور
روپیہ خزانے مین ملکہ فرمان فرمانروا کے جمع کرا دیا اور کہا کہ انشاء اللہ بعد فتح ملک سارلیقیہ کے
جو پھرینگے تو اس مسجد مین نماز پڑھ کر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائینگے غرضکہ صاحبقران با اقبال سے بھی
گلفام باچراد اور ملکہ فرمان فرمانروا نے وعدہ لیا کہ بعد فتح سارلیقیہ ضرور تشریف لائیے گا
صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے وعدہ کیا ملکہ نے خواجہ کو بہت سا روپیہ اپنی طرف سے دیا الحاصل
صاحبقران ان لوگون سے رخصت ہوکر جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل
قریب ملک سرشاریہ کے پہونچے اور خبر سرشارشاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین مدرا
کے سب دربندون کو فتح کیا بس یہ خبر مسلمان براے استقبال روانہ ہوا اور پیشوائی کرکے امیر توقیر
کو لے آیا اور بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر مین چراغان ہوا صاحبقران عالی شان تو یہان
مصروف دعوت ہوتے ہین

لیکن اب کچھ حال ملک سارلیقیہ کا بیان کیا جاتا ہی

راوی کہتا ہی کہ چند دن کے بعد سارلیق شاہ کو خبر پہونچی کہ اژدر سیہ سحر نے ملک سرشاریہ کو فتح کر لیا
اور کوئی نقابدار سیہ پوش آیا تھا اُسکی مدد سے سرشاریہ فتح ہوا اور اژدر سیہ سحر اُسی نقابدار کے
ساتھ قلعہ مارگیر کی طرف بہ ارادۂ مقابلۂ صاحبقران عالی شان گیا ہی یہ بہت خوش ہوا اور اپنے
اہل دربار سے کہا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا سب لوگون نے سجدہ کیا اور تعریف کی بعد چند روز
گذرنے کے ایک روز سارلیق بالاے قیطول بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا اسنے کچھ لوگ
روتے پیٹتے چلے آتے ہین جس وقت قریب پہونچے تو اُنھون نے فریاد کی کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی
تقدیر کر دی کہ اژدر سیہ سحر ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل ہوگیا سارلیق نے کہا کہ اسنے غرور کیا تھا

اسکا پھل اُسے ملا ہم خدا پرستون کو اور طرح غارت کرینگے اُسے لیجا کر جہنم مین پھینک دو لوگ دل مین گالیان دیتے تھے کہ عجب طرح کا یہ گدھا خداوند ہی کہ جو اُسکی طرف سے لڑا اور مارا گیا اُسکی لاش کو جہنم مین پھنکواتا ہی ہمین تو اگر معلوم ہوتا کہ کوئی اور بھی خداوند منصف ہی تو ہم اُسکی اطاعت کرتے مگر اسکی اطاعت ہرگز نہ کرتے یہ تو عجب مسخرا خداوند ہی غرضکہ حکم سے مجبور تھے لاش اژدر سیہ سر کی لیجا کر اُس تالاب مین پھینکدی جسمین ہر وقت آگ روشن رہا کرتی ہی اور اُسی تالاب کا نام ساریق نے جہنم رکھا ہی اور چند دن گذرنے کے بعد یہ خبر سننے مین آئی کہ قلعہ سرکشان کا مرحلہ بھی خدا پرستون نے آسانی سے سر کر لیا بہمن ماہی نژاد مارا گیا اور نہنگ بچہ نے اطاعت اختیار کی ہی دریا مین جھنڈا اہل اسلام کا نصب ہی پھریرا ہوا مین لہرا رہا ہی یہ سُنکے ساریق نہایت پریشان ہوا کہ ایسے سخت سخت مراحل ان خدا پرستون نے اتنی جلدی کیونکر سر کر لیے اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اُنکے پاس فوج بے پایان ہی تو بھی ان مرحلون کا سر ہونا غیر ممکن تھا اسلیے کہ مردمان آبی سے مقابلہ پانی کے اندر کرنا انسان کا کام نہین ہی نہ اُنکی زبان یہ سمجھتے ہین نہ اُنکی زبان وہ سمجھتے ہین کہ صلح کی گفتگو درمیان مین آسکتی سختگان نے کہا کہ خداوند برحق نے پہلے ہی سے انکے پاس سامان رسائی فراہم کر دیا راستہ بتانے والا حکیم سودائی سا شخص موجود ہی اور کیا عجب ہی کہ وہ زبان بھی مردمان آبی کی جانتا ہو اور اُسنے اس مرحلہ کو سر کرا دیا ہو ساریق نے کہا خیر خدا پرست یہانتک آئین تو دیکھا جائیگا ابھی کارخانہ قدرت مین سب کچھ ہی جلدون کو یہ خدا پرست قتل اور مطیع کرینگے اُس سے زیادہ پھر پیدا کر لونگا خداوند سے لڑ کر کہین بندے سر ہو سکتے ہین سختگان نے کہا کہ آپ کی باتون سے میری وحشت زیادہ ہوتی ہی آپ بالکل بڑے خداوند کے قدم بقدم معلوم ہوتے ہین ساریق یہ سُنکے نہایت ہنسا اور کہا کہ تو رموز قدرت کو خوب سمجھتا ہی یا کسی زمانے مین حکیم سودائی سمجھتا تھا یا اب تو سمجھتا ہی سختگان نے دل مین کہا کہ اس سے خدا مجھے عجب طرح کا گدھا ہی اسکے بھی کئی دن گذرنے کے بعد چوڑی ہرکارون کی گردنین آلودہ پسینے مین غرق آکے موجود ہوئی اور عرض کی کہ لشکر اسلام ملک سرشار تک آگیا سرشاریون نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی ہی یقین ہی کہ آج کے تیسرے روز داخلہ لشکر کا ہوجاے یہ سُنکے ساریق نے کہا کہ ای شیطان قدرت مین چاہتا ہون کہ مین بھی ان بندگان سرکش کو دیکھون جنھون نے اتنا زور پیدا کیا ہی کہ اپنے خداوند پر چڑھائی کی ہی سختگان نے کہا کیا مضائقہ ہی اور دل مین کہا کہ چل کے دیکھو تو سہی دیکھ ہی کے یقین ہی کہ پاخانہ خطا ہو جائیگا ہرکارون سے کہا خبر لاو کہ لشکر امیر کا کس مقام پر اُترے گا ہرکارون نے کہا کہ قیطول خداوندی کے سامنے بارگاہ بادشاہ اسلام برپا ہوگی اور وہ جو باغ انار کا ہی اُسی کے دیوار کے نیچے سے ہو کر فوج گذرے گی ساریق نے کہا ہم اُسی باغ مین جا کر قصر کے بالاخانہ پر سے آمد لشکر اسلام کی سیر دیکھینگے دوسرے روز ساریق سوار ہوکے پوشیدہ طور پر اُس باغ مین گیا اور کوٹھے پر کرسی بچھوا کے بیٹھا جب تیسرے دن کی صبح ہوئی تو دیکھا کہ جانب شہر سرشار سے تتق گرد بلند ہوا ساریق اُدھر متوجہ ہوا دیکھا کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گردے سے چالیس پہلوانان زبردست قوم عاد سے نمودار ہوے پشت پر اُنکی چالیس ہزار ادمی زرہ پوش گینڈون پر سوار پھریرے علمون کے اڑتے ہوے بہت سے ارابون پر اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا باریہ اس شان وشوکت سے نمودار ہوے ساریق

نے سختگان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے سختگان نے کہا کہ یہ شاہزادہ ہے قلعہ تنگ رواحل کا دادا اسکا امیر اول کا دار فتہ تھا اور تن و توش مین دیو سے کم نہ تھا جب امیر اول سے اور پہلوان عادی سے کشتی ہوئی اور عادی کلے دم سول کیا تو عادی لمبا لمبا لیٹ گیا تو صاحبقران سے اُٹھائے نہ اُٹھتا تھا اُس وقت عمر نے ترکیب بتائی کہ پیٹ مین اسکے گدگدی کرو جب یہ ہاتھ پانون سمیٹ لے تو اُسے اُٹھا لینا صاحبقران اول نے ایسا ہی کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنا بڑا جوان چمگادڑ کی طرح ہاتھ پر امیر کے لٹک گیا صاحبقران نے زیر کرکے مطیع کر لیا اور داروغہ بارگاہ مقرر کیا اُسی روز سے یہ عہدہ نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا ہے اب یہ آکے بارگاہ صاحبقران بپا کریگا بعد اسکے اور دیکھیے کون آتا ہے سختگان تو یہ سمجھاتا رہا اور وہان جرزیل عادی نے آکے جاے مناسب تجویز کر بارگاہ سلیمانی نصب کرائی اور یہ سب عادی بارگاہ کو گھیر کر کھڑے پھر گرد اُڑی اور بہمن کوہی ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا خیمہ برپا کیا سختگان نے اسکا حال بیان کیا اسکے بعد بہزن بنیری کی اسی ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور خیمہ زن ہوا پھر گرد اُڑی اور صمصام فیل زور پہونچا پھر گرد اُڑی ابو سالم مصری آیا ابتو اک سلسلہ بندہ گیا کہ ایک گرد پھر اُڑی اور کوئی سردار نمودار ہوا وہ ہنوز خیمہ برپا کر چکا تھا کہ اور گرد اُڑی اور کوئی آ گیا سختگان جن لوگون کے حال سے واقف ہے اُنکا حال بیان کیا جاتا ہے اور جن لوگون کے حال سے ناواقف ہے اُنکا حال عیارون کے ذریعے سے دریافت کر کے بیان کرتا جاتا ہے شام تک سلسلہ آمد لشکر تمام نہوا صحرا فوجون سے دور تک مملو ہو گیا ساریق نے کہا بڑا لشکر صاحبقران نے جمع کیا ہے سختگان نے کہا کہ یا خداوند ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے دیکھیے جائیے کہ کون کون آتا ہے ملک باختر مین ٹھکانا تو ملنے کا نہین غلہ اسقدر گران ہو جائیگا کہ مانند دشوار ہوگا بے قحط کا قحط پڑے گا ساریق خاموش ہو رہا شام سلسلہ آمد لشکر کا موقوف ہوا ساریق اپنے قیطول پر چلا آیا اور دربار آراستہ کیا اور اہل دربار کے سامنے بیان کیا کہ بڑے خداوند نے بھی خواب کی حالت مین اُن بندون کو بہت زور دے دیا اور مین نے بھی غفلت کی کہ انکو اسقدر زور دیدیا جب دوسرا دن ہوا تو پھر ساریق آکر اُسی قصر کے بالا خانہ پر بیٹھا اور سختگان آکر سرراہ کھڑا ہوا ہرکارون کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ جو آئے پہلے سے مجھے اطلاع دیدینا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا اور گرد مین سے آواز زنجیر ہاے سنگے کھڑکھڑاہٹ کی بلند تھین اور رنگ گرد کا اسقدر سیاہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا آندھی آ رہی ہے کہ اکبار ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے تین سو فیل زبردست اس شان و شوکت کے نمودار ہوے کہ دانتون پر چوڑی چڑھی ہوئی سونڈون پر بنیچے چڑھے ہوے ہر ہاتھی پر ایک ایک فیلبان ایک ایک چرکٹا ساتھ اور دو دو سوار نیزہ دار صحرا جنگل بن نظر آنے لگا ساریق نے پوچھا یہ ہاتھی کیسے ہین سختگان نے کہا کہ یہ داراے ہند کی فوج ہے یہ ہاتھی جس لشکر پر جاتے ہین اُسے پامال کر دیتے ہین قلعون کو گرا دیتے ہین مگر جیسے اہل ہندوستان نے دین خدا پرستی اختیار کیا ہے اُس وقت سے یہ فیل آرائشی ہو گئے ہین کسی مہم پر نہین بھیجے جاتے ہین ہان اگر کوئی اور بھی ہاتھیون کی فوج لیکر آئے تو شاید یہ فوج لڑوائی جائے اسکے تین دو ہاتھی گذرے اور بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھر ہرے علم ہاے سبز و زرد زنگاری کے ہوا سے لہراتے ہوے نمودار ہوے او، پیچھے کے پیچھے دستے کے دستے فول کے

غول غٹ کے غٹ سوارون اور پیدلون کے گذرنے لگے آخرمین سواری دارالسے ہند طلحہ بن لندھور
ثانی کی نہایت جاہ وحشم کے ساتھ نمودار ہوئی طلحہ آلتفیل زبردست پر نمودار ہوئے سارلیق نے کہا
کہ کیا صاحبقران یہی ہین سخنگان نے کہا کہ یہ صاحبقران کا سردار اور ہندوستان کا بادشاہ ہے
میمنہ فوج کا افسر ہے سارلیق نے کہا کہ مین نے بڑی غفلت کی جو ان لوگون کو اتنا زور دے دیا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور جس وقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو مملوک بن مالک اسی ہزار نیزہ بازون
سے دکھائی دیئے پوچھا سارلیق نے کہ یہ کون ہے فوج تو اسکے ساتھ بہت کم ہے مگر تیور اسکے اس سے
زیادہ سخت معلوم ہوتے ہین سارلیق نے کہا کہ فوج کم ہے مگر ہمت کم نہین ہے طلحہ کے بعد یہ سردار ہے لشکر
فوج اسلام کا افسر ہے کلمہ لکلکہ طلحہ سے لڑتا ہے داہنے جانب بارگاہ سلیمانی کے خیمہ بادشاہ ہندوستان
کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ مملوک بن مالک کا استادہ کیا گیا اب تو سلسلہ بندھ گیا گردین اڑنا
شروع ہوئین اور سرداران دست راست و سرداران دست چپ آنے لگے ابو سہیل مصری
پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا ہنوز اسکا خیمہ برپا نہین ہونے پایا تھا کہ حمید دکنی
مع فوج پہونچا پھر گرد اڑی اور شمیم عراقی پہونچا ہنوز پھر گرد اڑی اور اعظم عظیم الجثہ پہونچا پھر خیمہ زن
ہوا پھر رشید غواص اور امیر شیر افگن اور غشیان شیر خشم غرض شام تک تانتا بندھا رہا
گردون پر گردین اڑاکین اور سرداران اسلام آیا کیے سخنگان ایک ایک کا حال بیان کیا گیا سارلیق
دن بھر مین خاک مین اٹ گیا اور اسکے جی چھوٹ گئے شام کو پھر آمد لشکر موقوف ہوئی صبح کو پھر
سارلیق آکے بیٹھا اور آمد لشکرون کی شروع ہوئی گرد اڑی اور مرزا حبیب ہمدانی ایک
لاکھ سوار سے پہونچا پھر گرد اڑی اور صلاح الدین جابری پہونچا پھر گرد اڑی اور مرزا قتیل
قرنی پہونچا اسکے بعد جمیل خان ازبک آیا اسکے بعد امیر محبوب زنگی پھر منصور زنگی پھر
ناصر زنگی پھر مرزا سعید دکن آبادی اسی طرح شام تک سلسلہ سردارون کے آنے کا جاری رہا
سخنگان کی زبان ایک ایک کو بتاتے بتاتے تھک گئی اور سارلیق سنتے سنتے پریشان ہو گیا
شام کو اٹھکر ایسا خستہ آیا تھا کہ دربار بھی نہین گیا اور سو رہا جب صبح ہوئی تو پھر قیطول سے اترکر
باغ مین آیا ادھر تو اسنے بالاخانہ پر قدم رکھا ادھر صحرا سے گرد اٹھی اور ہیبت شاد بشتر زن
اور شمیم ناوک فگن پہونچے بعد انکے قسیم ناوک فگن اور فسیح ابن موسی اور اعظم کوفی اور
عجیب چینی وغیرہ آکر پہونچے چونکہ آج تیسرا روز تھا اسلیے ایسے سردار بھی آئے جنہین سخنگان
نہ پہچانتا تھا تو اسنے یہ تدبیر کی کہ صورت اپنی تبدیل کرکے لکڑوالا بنا اور سرراہ آکر کھڑا ہوا حقہ پلانے
کے بہانے حالات دریافت کرتا جاتا تھا اور آکر سارلیق کو آگاہ کرتا تھا چوتھے روز اقتدار بلخی
اور کمال سیستانی اور افتخار چینی اور صباح سحر خیز اور سحر خان خیبری اور امیر بولان مغلاق اور
احتشام غازی اور مقبول تبریزی اور جواد عالی ہمم اور شہرزاد یونانی شام تک کہ دین اڑ آئے
اور یہ لوگ آیا کیے سارلیق کی یہ حالت ہے کہ روز شام کو سخنگان سے کہتا ہے کہ بس اب لشکر ختم
ہوا سخنگان کہتا ہے کہ ابھی تو رفقائے صاحبقران آرہے ہین اسکے بعد عزیزان صاحبقران آئینگے
جنمین ایک ایک صاحبقران دوران ہے اور انکے رفقا ابھی سے آپ گھبرائے جاتے ہین سارلیق
دل مین کہتا ہے کہ تمام دنیا کو ان خدا پرستون نے مسخر کر لیا ہے جب پانچوان روز ہوا اور سارلیق قصر
باغ کے بالاخانہ پر آکے بیٹھا سخنگان سرراہ لکڑوالے کے کھڑا ہوا تو پھر گرد اڑی اور ببر زنگی چینی

اور فرخ زاد چینی اور رحمن زاد یونانی خواجہ حشن سمرقندی مغان مشرقی حکیم ارشمند پسر عارف
بن معروف فرنگی فرخ کیوان تخت خدیو شیر فگن جمہور دیو بند قمہور دیو بند امیر یحییٰ برکی
شام تک آیا کیے سارلیق کی یہ حالت ہے کہ نہ اسے بھوک ہے نہ پیاس ہے فوجوں کو دیکھ دیکھ کے حواس
بگڑے جاتے ہیں اب چھٹا دن ہوا اور یہ آکے بیٹھا انتظار میں ہے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے کہ یکا یک
از بروکہ بیابان گردے برخاست نگرد تیرہ تیرہ و چہرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در
زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا سارلیق نے سخنگان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
صاحبقران کل لشکر کو ایک ہی بار لے کے آگئے یکا یک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے علموں کے سرخ
تھے اور اکثر پھریرے پوست پلنگ کے تھے ہر پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی آگے آگے بہرام عاد اٹالہ بارگاہ یاقوت نگار کا لیے ہوئے پشت پر کئی لاکھ عادی و
سیلاپ شاہ اس لشکر کا بادشاہ اور آخر میں سواری شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کی نہایت جاہ و
حشم کے ساتھ آئی سارلیق نے یہ احتشام دیکھ کر گھبرایا پوچھا سخنگان سے کہ یہ کون ہے سخنگان نے کہا اتنی جلد آپ بھول گئے
یہ انھیں چاروں قیدیوں میں کا ایک قیدی ہے جنھیں آپنے پہلے جلوا دیا تھا اور پھر
میں رہے تھے سارلیق نے کہا کہ اسکے پاس تو اتنی بڑی فوج ہے کہ میں اسکو صاحبقران سمجھا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور شاہزادہ وحید الملک کئی ہزار سوار سے آکر ہوئے چونکہ ابھی اسکے
پاس سامان جاہ و حشم زیادہ نہیں ہے لیکن چہرہ سے آثار جلالت ہویدا ہیں انکو سارلیق نے بھی پہچان
لیا اور کہا کہ یہ بھی انھیں چاروں قیدیوں میں کا ایک شخص ہے سخنگان نے کہا یہ خداوند نطاق کا نواسا
اور صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک کا فرزند ہے آج ان دونوں شاہزادوں کی آمد میں
شام ہوگئی اب ساتواں دن آیا اور سارلیق حسب معمول اسی بالاخانہ پر آکے بیٹھا تھا کہ تتق گرد
غبار بلند ہوا کہ زمین آسمان کو ایک کر دیا ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ✢ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت ✢ جسوقت دست موج ہوا سے دامن گرد چاک ہوا تو دیکھا کہ صحرا زمردی ہوگیا غول
کے غول سبز پوشوں کے نمودار ہوئے پھریرے علموں کے سبز لباس سواروں کے زمردی آگے
آگے تہمتن گرد اٹالہ بارگاہ نور آگین کا لیے ہوئے پشت پر نو لاکھ کی فوج ظفر موج پیچھے کے پیچھے
دستے دستے کر کے گذرے آخر میں سواری شاہزادہ رفیع البخت کی نہایت جاہ و احتشام
نمودار ہوئی ہمراہ اسکے سرداران ملک مغرب مع فرزندان سنجاب شاہ مغربی اور سنجاب شاہ
تخت پر سوار بادشاہ لشکر بنا ہوا سارلیق نے پوچھا یہ کون ہے سخنگان نے کہا کہ سرفتنہ بہار مغرب
فرزند صاحبقران ثالث یہی ہے اسنے ملک مغرب کو تنہا آکے فتح کیا یہ سن کے سارلیق بہت
جلا اور سنجاب شاہ کی طرف سے منھ پھیر لیا جسوقت سواری شاہزادہ رفیع البخت کی گذر چکی تو
پھر گرد اڑی اور یاقوت پوشوں کے غول کے غول پرے کے پرے دستے کے دستے آنے لگے سواروں
کی وردیاں یاقوت نگار پھریرے علموں کے سرخ ہیچنی طلائی ہر ایک پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم نو لاکھ سوار اس لشکر میں بھی تھے اور آگے آگے اک سردار اٹالہ بارگاہ یاقوت نگار سپاہانی کا
لیے ہوئے بادشاہ لشکر عنوان شاہ اسکے بعد سواری شاہزادہ سہراب بن رستم کی نہایت
تزک و احتشام سے نمودار ہوئی یہ دن بھی دونوں لشکروں کی آمد میں تمام ہوگیا اب آٹھواں دن آیا

اور پھر گرد اڑی جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو کئی لاکھ گوہر پوش نمودار ہوئے آخر میں سواری شہنشاہ
گوہر کلاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آئی سارلیق نے پوچھا کہ یہ کون ہیں سخنگان نے بتایا کہ یہ بڑے
فرزند صاحبقران ثالث کے ہیں اور نام انکا شہنشاہ گوہر کلاہ ہے بعد اسکے پھر گرد اڑی اور بہت
بڑے لشکر سے شاہزادۂ آصف انجم طلعت پہونچے ساتھ انکے برجیس بن آکوان تھا سخنگان نے
انکا حال سنا کہ یہ رستم ثانی کا بیٹا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا ہمچشم ہے اسنے معشوقہ آکوان تاجدار
کی محبت میں اپنے کو آگ میں گرا دیا تھا کہ میں بھی جل جاؤں سب سمجھے تھے کہ یہ جل گیا لیکن بادشاہ
طلسم باطن شطاق نے اسکو حیات خوش جمال سمیت طلسم میں اٹھوا منگایا تھا جب طلسم باطن
بھی صاحبقران حال نے فتح کیا تو اسکا پتا لگا اور یہ لڑکا جو ساتھ ہے بیٹا آکوان کا ہے نوین روز جو گرد اڑی
تو تمام جہان کو تیرہ و تار یکسر کر دیا لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے مظہر سر سبز اثالہ بارگاہ
چہل ستون سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوا پشت پر بارہ لاکھ فوج سب سبز پوش پھریرے بھی سبز تھے ہوا میں
لہرا رہے ہیں سارا جنگل لالہ زار معلوم ہونے لگا جوشن پوش اور بکتر پوش اور چلتہ پوش اور چار آئینہ پوش
گزرنے لگے آٹھوین سواری شاہزادہ سکندر رستم خو کی نمودار ہوئی طرطوس شاہ جبالی بھی اسکے
ہمراہ تھا سخنگان سے کہا ایسے آپنے پہچانا سارلیق نے سکندر کو بھی نہ پہچانا سخنگان نے کہا کیا یہ بھی
انکو نہیں پہچانتے ہو یہ بڑا ہی قیدی تھا اور لشکر اسلام میں رستم زمان اور صاحبقران اوسط کے لقب سے
یاد کیا جاتا ہے سارلیق ہر ایک کی آمد پر یہ سمجھتا ہے کہ صاحبقران آگئے جسوقت لشکر سکندر کا اپنی حد پر
پہونچ کے رکا تو پھر گرد اڑی اور بوق کی آواز گوش زد ہوئی اور مظفر بن غضنفر اور عارف بن
معروف چالیس چالیس ہزار تتاروں سے نمودار ہوئے اگرچہ فوج انکے ساتھ کم تھی مگر ایسی آمد
دکھائی کہ زمین کو ہلا دیا مظفر کو سارلیق نے پہچان لیا مگر عارف سے معرفت حاصل نہ تھی پوچھا دوسرا
لڑکا کون ہے سخنگان نے کہا اس سے میں بھی واقف نہیں ہوں لیکن یہ اسیکا بھائی معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ وضع قطع ملتی ہے دسوین روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرور
اور ہرزرنگ بن ہرزہ بان خراسانی اور گرد بن بہرام اور قمہور بن جمہور تیر زن اور ہرمز بن فرامرز
عاد مغربی اور قبیل بن مقبول بن مقبل وفادار آکے پہونچے جب گیارہوان دن ہوا تو پھر سارلیق
آکے اسی قصر بلند کے بالاخانہ پر بیٹھا اور صحرا کی طرف دیکھنے لگا اور سخنگان ہمراہ آکر کھڑا ہوا ان کے
دل کڑا ہوا کہ یہ صاحبقران حق پژوہ سے اچھی طرح واقف نہ تھا اور ایک مرتبہ تتق گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین سے
آسمان تک سلسلہ غبار و گرد کا ملا ہوا تھا اور جھنکار ہتھیاروں کی شور باجوں کا گوش فلک گردوں کو کر
کیے دیتا تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی آہلے آئے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے
سات سو علم ہائے الماس نگار نمودار ہوئے کہ پھریرے انکے سپید تھے اور انپر بخط طلائی کلمۂ طیبہ
تحریر تھا اور ہر پھریرے کے سرے پر یا صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تحریر تھا
جسوقت یہ الماس پوش گذر گئے تو نوسو علمہائے ابلقی نمودار ہوئے اور نو لاکھ ابلق پوش اس شان
سے گذرے کہ مرکب تک ابلقی لباس نصف سبز نصف سرخ پھریرا ہر ایک پر بخط مشبک تعریف اور
ونعت رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ بھی گذر گئے تو دیکھا کہ بیابان سے کل سردار یعنی شاہزادہ
شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت اور سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور
وحید الملک اور داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرور اور رفیع البخت اور ہرمز

بن رستم اور طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور قبیل بن مقبول بن مقبل یہ سبکے سب
برائے پیشوائی روانہ ہوئے اب دیکھا ساریق نے کہ سواران نیزہ دار دورویہ راستہ پر آکے کھڑے
ہوگئے اور سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے نمودار ہوئے بعد اسکے کئی سو ہاتھی
کہ پیر نقارے رکھے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا بعد اسکے نوبت خانہ اور پھر جلوس شاہانہ بیرق بردار علم بردار
اور نیزہ بردار یہ گذرنا شروع ہوئے اسکے بعد دیکھا کہ شہناؤن کو دم ملتا ہوا روشن چوکی والے نظر آئے
بعد انکے خاص برداروں کے غول کے غول صافے بنارسی باندھے ہوئے ڈاہین لگی ہوئین گلے مین
سونے کے کنٹھے پڑے ہوئے ہاتھون مین طلائی کڑے یہ نمودار ہوئے جب یہ بھی گذر گئے
تو دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران نوجوان مرکب ابلقی پر سوار سر پر چھپرا علم اژدہا پیکر کا کھلا ہوا علم سے
آوازہ یا صاحبقران آتی ہوئی تخت پر بادشاہ اسلام کہ چتر شاہانہ سر پر گردش کرتا ہوا تاج مرصع بر سر
چار قبہ شاہنشاہی در بر خواصان زرین کمر مرصع جنبانی ومگس پرانی کرتے ہوئے نقیب بولتا ہوا
کہ سواری شاہنشاہ جمجاہ کی ہے ادب سے ملاحظہ سے قدم بڑھائے چلو جو سردار واسطے استقبال
کے گئے تھے وہ تخت شاہی کے چارون طرف تھے اور موءدب چلے آتے تھے اور آگے آگے
سواری کے ایک لاکھ اسی ہزار پیادہ نیچہ دوڑتا ہوا اور ایک عیار کی کلاہ مین کلغی بال ہما کی لگی ہوئی وہ مرکب
پر سوار ساریق تو تصویر بن گئے رہگیا دل مین کہتا تھا کہ اگر یہ دعوائے خدائی نہ کرے تو بہت زیبا
ہوگا چونکہ سختگان صاحبقران سے اچھی طرح واقف نہ تھا دوڑ دوڑ کے ایک ایک کو حقہ پلاتا تھا
اور پر کے دل سے دعائین دیتا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ جواب صاحبقران ہین یہ کسکے فرزند ہین اور
فلان جوان کون ہے اور فلان جوان کس خاندان سے ہے کہ اتنے مین سواری خواجہ خضران شاہ
عیاران کی قریب اسکے پہونچی خضران نے غور سے دیکھا اپنے عیارون سے کہا کہ اسکو لیتے آؤ ہم
اسے خیمہ مین پہونچ کے انعام دینگے دو چار عیارون نے کہا کہ چل تیرے نصیب جاگے شاہ عیاران
فرماتے ہین کہ اسکے تئین انعام دینگے بہت خوش ہونگے یہ سنکے سختگان گھبرایا کہ معلوم ہوتا ہے انھون نے مجکو پہچان
لیا یہ مرشد کامل ہین کہا جو کچھ دینا ہو یہین دیدیجیے خضران نے اشارہ کیا کہ مال موذی نصیب غازی
ہونا چاہیے دیکھو اسکے غلہ مین جو کچھ ہو وہ بھی نکال لو یہ سنتے ہی طیفور یا دیہ گرد نے غلہ خالی کردیا
سختگان کہرہا تھا کہ مین انعام سے باز آیا سواری ظل اللہ کی آرہی ہے مجھے بہت کچھ ملجائیگا مین ہٹنے
ونہ دیجیے طیفور نے غور سے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ ملتی شکل کسیکو بری نہین معلوم ہوتی یہ کوئی رنگا ہوا
سیار ہے جو نکار کرتا ہے ٹڈہ کے ایک ٹیپ رسید کی کہ پگڑی اسکی گرگئی کہا کہ چلتا ہے یا اور طرح چلے گا
سختگان نے کہا مین چلتا ہون اور دل مین کہا کہ یہ کچھ مرشد سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے اگر نہ چلونگا تو یہ
مارے چانٹون کے سر گنجا کردیگا چپکا ساتھ ہولیا اتنے مین سواری صاحبقران کی آگئی فرمایا کہ خواجہ
کیون اس غریب کو لیے جاتے ہو جو کچھ دینا ہو یہین دیدو نہین جو کچھ تمھاری مرضی ہو مین دلوا دون خضران
نے کہا حضور نہ دین یہ سوا میرے کسیکے دینے سے خوش بھی نہوگا آپ تماشا دیکھیے امیر حیران ہین کہ
یہ اسکے جی مین کیا آگئی ہے اک غریب کو پریشان کرتا ہے عیار اسپر چپت بازی کرتے ہوئے لائے اور
اب نہایت دھوم سے سواری بادشاہ اسلام کی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئی سلامی ہونے لگی بسم اللہ
کی آوازین بلند ہوئین بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران آکر دنگل مرصع پر بیٹھے اور سرداران
دست راست جانب دست راست کھڑے ہوئے اور سرداران دست چپ بائین جانب استادہ تھے

حکم نشستن کا پا سب سلام کر کر کے بیٹھ گئے خواجہ آکر کرسی ہا ہد پر جلوہ گر ہوئے امیر نے دیکھا کہ گگدڑ والا نہایت حسرت کی نظر سے دیکھ رہا ہے فرمایا کہ خواجہ اس ہوش کو کیوں پکڑ لائے ہو خضران نے کہا کہ آپنے اسے پہچانا نہیں کہ یہ کون ہے فرمایا تم بتاؤ خضران نے ڈانٹا کر ابے بتا تیرا کیا نام ہے اُسنے سہم کر کہا کہ مجھکو کلو سائیں کہتے ہیں بس یہ سنتے ہی خضران کوڑا پکڑ کے اٹھے اسوقت اُسنے دانت نکوس دیے اور کہا کہ حضور نے تو پہچان ہی لیا آپ مجھکو سب کے سامنے کیوں ذلیل کرتے ہیں خضران نے کہا کہ سچ بتا تو کسواسطے آیا تھا سختگان نے کہا کہ سارلیق ہر ایک سردار کو مجھ سے پوچھتا تھا بہت سے نئے لوگ ایسے آئے ہیں کہ جنکو میں بھی نہیں پہچانتا ہوں اسوجہ سے بغرض دریافت حال آیا تھا خضران نے کہا کہ ظاہر بظاہر کیوں نہ آیا سختگان نے کہا کہ سارلیق بھی پوشیدہ ہو کر لشکر کو دیکھنے آیا تھا الغرض اخفائے راز میں نے یہ صورت اپنی بنائی صاحبقران نے فرمایا کہ نام اسکا بتاؤ کہ یہ کس عزت کا شخص ہے خضران نے کہا کہ یہ سختگان بن نخچگان ہے حضور نے نام اسکا سنا ہوگا فرمایا کہ یہ تو وزیر ہے سارلیق کا خضران نے کہا جی ہاں مگر میں اسے کبھی سائیس بناتا ہوں کبھی اس سے خدمتگاروں کا کام لیتا ہوں پاؤں دبوا چکا ہوں پوچھ لیجیے سختگان نے کہا کہ مجھے آپکی خدمت میں عذر ہی کب ہے آپ اسی قابل ہیں کہ آپکے پاؤں پوجے صاحبقران نے سختگان کے واسطے کرسی بچھوادی اور خلعت سے سرفراز فرماکر رخصت کیا اور خضران کی بہت تعریف کی کہ تمنے خوب پہچانا خضران نے عرض کی کہ حضور اس سے تو آبائی عداوت چلی آتی ہے یہ مجھے خوب پہچانتا ہے اور میں اسے خوب جانتا ہوں سختگان توخوشی خوشی صاحبقران کی تعریفیں کرتا ہوا جانب قیطول روانہ ہوا اور وہاں سارلیق منتظر تھا کہ سختگان کہاں جاکے بیٹھ رہا کہ یہاں سے سختگان دوسری ہی شان سے پہنچا سارلیق نے کہا تو کہاں چلا گیا تھا سختگان نے سب کیفیت بیان کی کہ مجھے مرشد پکڑ لیگئے تھے لیکن صاحبقران عالیشان کی فیاضی دیکھیے کہ جتنا نقصان ہوا تھا اس سے زیادہ نفع ہوا یہ خلعت زر مجکو امیر با توقیر نے عنایت فرمایا ہے سارلیق نے کہا کہ میں نے سب صفتیں ان بندوں میں جمع کر دی ہیں لیکن بس ایک بات بھول گیا کہ اپنی اطاعت انکے دل میں نہ ڈالی جسوقت یہ قدرت میری ملاحظہ کرینگے تو خود ہی مطیع ہو جائینگے میں بھی انکو تمام قیطول اور اپنی پوری خداوندی کا مالک اور نائب مقرر کرونگا اور انتظام خداوندی انکے سپرد کر کے آپ پوشیدہ ہو جاؤنگا سختگان نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں مثل لقا کے آپ بھی پوشیدہ ہو نگے ایسے کہ پھر ڈھونڈھے نہ ملینگے اور سارلیقیہ میں خداپرستوں کا دور دورہ ہوگا سارلیق بہت خفا ہوا کہ تو کیا بکتا ہے میں کچھ اور کہتا ہوں تو کچھ اور سمجھ رہا ہے سختگان خاموش ہو رہا اب سارلیق نے کہا کہ اے سختگان آغاز جنگ یہ لوگ کیونکر کرتے ہیں دستور دنیا کے موافق طبل جنگ بجواتے ہیں یا شبخون وغیرہ مارتے ہیں سختگان نے کہا کہ پہلے انکا نامہ بر آتا ہے وہ دربار میں پہونچکر خداوند کو ذلیل کرتا ہے تعظیم کراتا ہے اٹھا بیٹھی کراتا ہے اسکے بعد نامہ دیتا ہے جب جواب نامہ پہونچتا ہے اسکے بعد طبل جنگ بجتا ہے اور شبخون وغیرہ مارنا یہ ان لوگوں کا دستور نہیں ہے یہ سامنے کی لڑائی لڑتے ہیں بلکہ اگر کوئی لے تو کبھی کسی ملازم سے ہو بھی جاتی ہے تو اُسے سزا دیتے ہیں مجھے اسوقت امیر اول کے زمانے کی بات یاد آئی ہے سنا گیا ہے کہ آپکے بڑے بھائی خداوند لقا کے دربار میں ایک سردار تھا کہ نام اُسکا ملک قہرش تھا میں سو فیلسوف طوفانی تھا جب لندھور بن سعدان گرد جانشین حمزہ بادشاہ ہندوستان سے مقابلہ ہوا تو سات روز تک

رہی اور لندھور اُسے نہ زیر کر سکا تو لندھور نے کو کیہ پر قہرش کے گھونسا مارا دیا قہرش بیہوش ہوگیا لندھور
نے قہرش کو باندھ لیا جب دوسرے روز دربار مین دیوان قہرش کا سمجھا جانے لگا اُس وقت
قہرش نے لندھور کے گھونسا مارنے کا حال بیان کیا بس یہ سنتے ہی امیر نے اپنے رفیق قدیم کا کچھ
خیال نکیا اور انصاف کو راہ دی لندھور کو اُسی وقت کوڑے مار کے بارگاہ سے نکال دیا اور قہرش کو
خلعت دے کے رخصت کردیا اور خود مقابلہ کر کے مردا مردی زیر کیا قہرش بھی منصف مزاج تھا تا
زندگی امیر کا غلام بنا رہا یہ سُنکے سارلق دل مین متعجب ہوا کہ یہ لوگ ایسے منصف مزاج ہین کہا کہ یہ
چارون قیدی جو آئے تھے اُنھون نے کئی شبخون جو مارے سختگان نے کہا کہ اسکا ایک سبب تو یہ تھا
کہ امیر یا توقیر یہان موجود نہ تھے علاوہ اسکے جیسی بے ترکیبی آپنے کی ویسی اُنھون نے کی نہ آپ
عیار کے ذریعے قید کر سکے بلاتے نہ یہ انجام ہوتا سارلق نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے جب رات ہوئی تو
سارلق نے تنہائی مین محو جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ خبر نامہ دار کے آنے کی ہے لہذا
تجکو چاہیئے کہ رنگ باغ محوبیت کا بدل دے جو باغ محوبیت کی طرف سے آئے وہ مسحور ہوکر
مجھے سجدہ کرے تا کہ نامہ دار کی رسائی مجھ تک نہو محو جادو نے کہا کہ کیا مجال ہے جو کوئی آپ تک
آسکے اور اسنے جا کر رات بھر مین ایک پتلی سحر کی تیار کی اور قریب دروازہ اطلسیہ کے اُسکو نصب
کردیا اور چند باز ادرشا مین سنئے تیار کر کے جا بجا بلند درختون پر بٹھوا دیے اب یہان کی کیفیت سنئے کہ
جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوے اور صاحبقران زمان ذنگل یا دعنبر پر متمکن ہوے
سب سردار اپنی اپنی صندلیون پر آ کے بیٹھے عیار خشتہاے زرین پر کھڑے ہوے اور خواجہ خضران کرسی
ہدہد پر متمکن ہوے ع عجب بارگاہے عجب گیر ودار + تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار + جب دربار
عملہ ہوگیا تو صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے صمصام قلم نامہ لکھو سارلق کو اس مضمون کا کہ اے
سارلق پہچان اُس پروردگار عالم کو جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے خالق حقیقی کو بھول کر چند روزہ زندگی
کے واسطے خدا نہ بن کہ انجام اسکا خراب ہے روز باز پرس خدا کو کیا منہ دکھائے گا اور بندگان خدا کو
برگشتہ نہ کر مجھے خدا نے اسی لیے خلق کیا ہے کہ بندگان خدا کو راہ ضلالت سے باز رکھون اور راہ نیک
بتاؤن خواہ نصیحت سے مانے یا سیاست سے خلاصہ مضمون جب صاحبقران بتا چکے تو صمصام
قلم منشی بے بدل نے نہایت عمدہ عبارت مین شرح و بسط کے ساتھ نامہ تحریر کر کے پیش کیا
صاحبقران نے پسند فرمایا اب اُنھون نے عمدہ کاغذ پر مسودہ صاف کیا اور مہر شاہی ثبت کر کے
حاضر کیا صاحبقران نے حسب دستور قدیم چوکی صندلی بچھوا کے اور سپر و شمشیر خلعت اور جام
کلہ عفریت بھروا کر رکھ دیا اور فرمایا کہ اے جوانان اسلام و غازیان نیک انجام تم مین سے کون
ایسا ہے کہ یہ نامہ لے جائے اور سارلق بن لقا سے جواب با صواب اس نامہ کا لائے ہنوز سخن
در دہان تھا کہ طلحہ بن لندھور اپنے ذنگل شوکت پر سے کود پڑا اور جام ہونٹون سے لگا کر جرعہ
در کشید کیا اور دست بستہ خدمت صاحبقران عالی شان مین عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجا
لائیگا صاحبقران اول کے زمانے مین والد ماجد نے نامہ داری کی تھی آج یہ جان نثار جواب نامہ کا
لائے گا فرمایا بہتر ہے مگر اے طلحہ بن لندھور مین نے سنا ہے کہ اس ملعون نے راستہ قیطول کا
باغ محوبیت کی جانب سے رکھا ہے اور باغ محوبیت مقام خطرناک ہے طلحہ نے عرض کی کہ اسمین ارادہ
کر چکا اگر رسائی میری سارلق تک ہوگئی تو دیکھیے گا کہ کس طرح جواب نامہ کا اُس سے لیتا ہون

صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ ہمت مردان مدد یزدان طلحہ نے خلعت زیب جسم کیا اور شمشیر کمر سے لگائی سپر پشت پر آویزان کی نامہ سر سے باندھا اور سلام رخصت کر کے بارگاہ سے باہر آئے اور اپنے لشکر مین سے چالیس ہزار ہندی منتخب کر کے ساتھ لیے اور نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ جانب باغ محویت روانہ ہوے اُدھر ہرکارون نے ساریق کو خبر دی کہ نامہ وار آتا ہی یہ آکر گنبد جہان نما پر بیٹھا دریچہ وا کیا اس طرف سے سواری طلحہ بن لندھور کی چلی دیکھا ساریق نے کہ وہی جوان زبردست جسکے لشکر مین ساٹھ تین سو فیل تھے وہی آتا ہی چالیس ہزار سوار زرق برق مسلح و مکمل چلے آتے ہین یکایک یہ سب کے سب دروازہ باغ محویت پر پہونچے فوج اُسی جگہ تھم گئی اور طلحہ بن لندھور تن تنہا بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے ساریق کے فیطول سے باغ کا بھی سامنا تھا یہ بیٹھا دیکھا کیا جسوقت طلحہ باغ مین پہونچے تو دیکھا اُنھون نے کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی گلہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین سبزہ باد صبا کی اٹکھیلیون پر لوٹا جاتا ہی جانوران مختلف اللون مصروف زمزمہ سرائی ہین میوے گوناگون لگے ہوے ہین جب یہ چمن ختم ہوا دوسرا چمن ملا اس چمن مین سب درخت جواہر کے تھے جانور جواہر کے گل و ثمر جواہر کے لیکن جو کلی چٹکتی تھی وہ یا خداوند ساریق کی صدا دیتی تھی اور جو جانور بولتا تھا وہ ساریق کا نام لیتا تھا نہرین آب مصفا کی جاری تھین مچھلیان پانی پر اُبھر آتی تھی جو حباب چھوڑتی تھین اور حباب ٹوٹتا تھا تو آواز خداوند ساریق بن لقا کی پیدا ہوتی تھی طلحہ یہ سیر و تماشہ دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک مقام پر دیکھا کہ ایک پتلی الماس کی رقص کر رہی ہی زلوندا ایک یاقوت سرخ کا ہی جڑاؤ صراحی زمرد کا ہی داہنے ہاتھ مین اور جام مرجان کا بائین ہاتھ مین لیے کہہ رہی ہی کہ اے بندگان گمراہ آگاہ ہو کہ خداوند ساریق نے تجھے یہ شان و شوکت عنایت کی اسقدر زور و طاقت دی اور تو نے اُسے بھول کر صاحبقران کا ساتھ دیا اور بارادہ گستاخی اس طرف آیا ہی ڈر قہر خداوند سے کہین تجھپر بجلی نہ گرے یہ سنکے طلحہ کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ عقل پر پردہ پڑ گیا ندامت مین گردن خم کر دی پتلی نے جام بھر کر دیا اور کہا کہ اسے پی اور دیکھ عنایت و کرم خداوند کو کہ تیرے حال پر کسقدر مہربانی ہی باوجودیکہ تو نے اس وقت تک سراسر نافرمانی کی طلحہ نے جام ہاتھ مین لیکر پی لیا اور کہا کہ مین اپنے افعال ماضی سے توبہ کرتا ہون پتلی نے کہا کہ توبہ تیری اُس وقت قبول ہوگی جب کچھ دن ندامت مین گذر ینگے اور جیسی ریاضت کریگا ویسا پھل پائے گا جا اور اس باغ کی خدمت کیا کر طلحہ نے کہا مجھے منظور ہی بس اُسیوقت چند باغبان آئے اور طلحہ کے کپڑے اُتروا کے لنگی بند ھوا کر بیلچہ ہاتھ مین دیا اور اپنے ساتھ لے لیا ساریق نے جو فیطول پر سے یہ معاملہ دیکھا بہت ہنسا اور دریچہ بند کر لیا اُدھر دربانون نے ہمراہیان طلحہ بن لندھور سے کہا کہ اب تم یہان کسکے انتظار مین ٹھہرے ہوے ہو جاؤ اور صاحبقران سے کہدو کہ اب طلحہ سے قیامت تک ملاقات نہو گی اُنھون نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اور خدمت باغبانی کو پسند کیا یہ کہکر نامہ امیر کا طلحہ سے لیکر ہمراہیان طلحہ کو واپس دیا یہ لوگ حیران و پریشان وہان سے پلٹے اُدھر ہرکارون نے پہلے ہی آکے صاحبقران زمان سے عرض کی کہ طلحہ باغ محویت مین جا کر محو باغبانی ہوگئے ہمراہیان طلحہ پلٹے ہوے آتے ہین یہ سُنکے صاحبقران کو کمال رنج ہوا صاحبقران نے دوسرا نامہ تحریر ہونے کا حکم دیا تھا کہ ہمراہیان طلحہ وہی نامہ واپس لائے اور صاحبقران دوران کے ہاتھ مین دیدیا امیر باتوقیر نے حسب قاعدہ نامہ رکھوا دیا اور فرمایا کہ اب جو جائے سمجھ کے جاے سیر باغ مین نہ محو ہو جس خدمت کے واسطے جاتا ہی اُسے بجا لائے بس یہ سُنا تھا کہ مملوک بن مالک اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض

کی کہ غلام کو سیر سے کام نہین ہی مین کسی شی کی طرف نہ دیکھونگا نہ محو ہونگا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا جام پیا خلوت
پہنا پیش شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکلکر صرف بارہ سو نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر جانب قسطول روانہ ہوئے
وہان سماریق بن لقا کو خبر ہوئی کہ دوسرا نامہ دار آتا ہی اسنے کہا آنے دو اسکی بھی وہی حالت ہوگی یہان
مملوک دروازہ باغ پر پہونچے ہمراہیون کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اندر
باغ کے داخل ہوئے اپنے گھوڑے کی طرف اور راستے کو دیکھتے جاتے تھے باغ کی طرف نظر بھی نہ کرتے تھے
برابر چلے ہی جاتے تھے کہ اک مرتبہ کان مین آواز آئی کہ خدا نے آنکھین اسلیے دی ہین کہ تماشا نیرنگ دنیا
کا دیکھے اور کان سننے کے واسطے بنائے ہین تو کیسا نے بہرہ ہی کہ بہرون کی طرح کسیکی نہین سنتا اور اندھون
کی طرح چلا جاتا ہی کسی طرف دیکھتا ہی نہین مملوک بن مالک کو اس سخت کلامی پر غصہ آیا آواز دی کہ تو
کون ہی اور آنکھ اُٹھا کے اُسکی طرف دیکھا یہ وہی پتلی تھی جسکی سحر بیانی نے طلیحہ کے قلب کو برگشتہ کیا تھا
بس ادھر تو نظر مملوک کی اُٹھی اور باتین اُس پتلی کی سنین اور محو ہوگئے خود کہا کہ بیان کر کیا کہتی ہی
پتلی نے کہا او بیمروت تو جو اسطرح دنیا مین اندھا اور بہرہ بن کے زندگی بسر کریگا اور روز باز پرس تجھسے
پرستش ہوگی کہ آنکھین بند کر لینے کو دی تھین یا دیکھنے کو کان سننے کے واسطے عنایت کیے تھے یا ٹھیٹیان
لگانے کو تو کیا جواب دیگا مملوک نے کہ تو سچ کہتی ہی پتلی نے کہا اسی طرح یہ بھی پوچھا جائیگا کہ جب تو نے
قدرت اپنے خداوند کی دیکھی تو پھر کیون خداوند سے برگشتہ ہوا مملوک کے قلب پر بھی سیاہی سحر
دوڑ گئی کہا کہ اب توبہ میری قبول ہو سکتی ہی پتلی نے کہا کہ یہ تو ریاضت کا پھل ہی جیسا تخم بوئے گا ویسا پھل
پائے گا خداوند کے باغ مین بیٹھ کر باغبانی کر جسوقت تیری ریاضت سے گل پھولینگے تو خداوند خوش ہوکے
تیری خطا بخش دیگا اور ثمرہ ریاضت کا عنایت کرے گا یہ سُنکے مملوک نے کہا کہ مین ریاضت کرنے مین
عاجز نہین ہون بس باغبان دوڑے ہوئے آگے اور ایک بیلچہ انکے سامنے بھی ڈال دیا اور کہا
کہ جاؤ فلان چمن کو تیار کرو مملوک نے بیلچہ اٹھالیا اور اُن باغبانون کے ساتھ ہوئے نامہ پتلی کے حوالے
کیا کہ اس نامہ کو واپس کردو کہ امیر کسی اور کو بھیجین ہمسے ایسی گستاخی خدمت خداوند مین نہوگی یہ بھی جاکے
طلیحہ کے برابر بیٹھے اور بیلچہ کاری مین مصروف ہوئے پتلی نے نامہ دربانون کے سپرد کیا دربانون نے نامہ امیر کا
ہمراہیان مملوک کو واپس دیا اور کہا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ آپ کا فرستادہ بندگان خداوند
مین داخل ہوگیا اب اُسے آپکی اطاعت سے انکار ہی لہذا یہ کام کسی اور کے محول کیجیے یہ لوگ بھی پلٹے ہوئے
خدمت صاحبقران عالی شان مین آئے اور ساری روداد بیان کی امیر نہایت رنجیدہ ہوئے اور
غصہ مین پھر نامہ رکھا اور فرمایا کہ جو جائے نیک و بد کو سوچ کے جائے یہ سُنکے مظفر بن غضنفر غازی
اپنے دنگل پر سے کود پڑا اور کہا کہ اب غلام جائیگا اور انشاء اللہ اس خدمت کو اچھی طرح بجا لائے گا مین
ہرکارون کی زبانی سُنا ہی کہ ایک پتلی ہی کہ وہی بہکا دیتی ہی مین اُس پتلی کی باتین نہ سنونگا نہ مجھپر کوئی اثر
ہوگا یہ کہکر جام پیا خلعت زیب جسم کیا نامہ سر سے باندھکر دو سو قزاق ساتھ لیکر جانب باغ محویت
روانہ ہوا جسوقت دروازہ باغ پر پہونچا تو اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم سب میرے ساتھ آؤ اور برابر
بوقون کو دم دیتے رہنا تار نہ ٹوٹے تاکہ کسی طائر باغ یا زلیسان کی آواز کان مین نہ آنے پائے
یہ کہکر گھوڑے کو آگے بڑھایا ساتھ ہی سب قزاقون نے بھی گھوڑے دوڑا دیے اور بوقون کو
پھونکتے ہوئے چلے وہان سماریق کو معلوم ہوا کہ پہلا نامہ دار آتا ہی لیکن یہ بڑا سرکش ہی کہ اپنے
ہمراہیون سمیت داخل باغ ہوا ہی اور بوقین پھونکتا چلا آتا ہی کسیکی آواز نہین سنتا سماریق ۱۰

نے دریچہ کھولا دیکھا کہ تزاقون کی وضع کے لوگ روش دبٹری کو روندتے شور وغل مچاتے چلے آتے
ہین بس جیسے قریب اُس پتلی کے پہونچے پتلی نے اک چیخ ماری کہ آوازین بوتون کی بند ہوگئین اب
بہرہ کے بھٹکتے ہین مگر کوئی بوق آواز نہین دیتا۔ پتلی نے آواز دی کہ دیکھا قدرت خداوند باختر
کو کہ اُسنے اُس باجہ ہی کو بند کردیا جو تمھین نصیحت نہ سننے دیتا تھا اے خوکہ خداوند سارلیق ہاگی جوت کا خداوند
ہی اسکو چھوڑکر جو تمنے اک بڑنے خدا کی پرستش اختیار کی ہی تو کیا سمجھ کر ہوشیار ہو اور اُسنے خداوند کو
سچانو خدمت مین خداوند کے ایسی گستاخی کرنا۔ اک بندہ برگشتہ کا لیکر آئے ہو مظفر نے کہا سچ کہتی
ہو اور ہمراہیان مظفر نے بھی ہمزبان ہوکے کہا کہ ہمین اطاعت سارلیق مین کوئی عذر نہین
ہی پتلی نے ایک ایک جام ان سبکو پلایا اور مطیع بنایا اور ان سبکو بھی پتلیے وسے دیکر کارپاقوبانی
انکے بھی سپرد کیا چونکہ یہ جتنے لوگ گئے تھے سب وہین کے ہو رہے تھے اس سبب سے نامہ کبھی انیس
نہ آیا اور انکے حال کی خبر بھی صاحبقران کو دوسرے روز ہوئی اب امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا
کہ مین خود جاؤنگا یہ سُنکے سکندر دیرنشین نے عرض کی کہ حضور کی شان کے خلاف ہی کہ آپ
ایلچی بنکے جائین یا صاحبقران اگر مناسب ہو تو یہ خدمت اس غلام کے سپرد کیجیے اسلیے کہ باغ خوبت
مین کارخانہ سحر کا ہی محو جادو نے یہ رنگ سحر کا وہان جمار کھا ہی کہ طائر نام سارلیق کا لیکر پکارتے ہین
سنکے چٹک کر آواز یا سارلیق کی دیتے ہین اور اب ایک پتلی بھی قائم کی گئی ہی کہ اُسکے کلام کی تاثیر
قلب کو برگشتہ کردیتی ہی جو جائیگا اُسکی یہی حالت ہوگی اگر خدانخواستہ حضور بھی اس آفت مین مبتلا
ہوے تو عزت اسلام کی جاتی رہیگی فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون سارے باغ کو پامال اور تاراج
کرکے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اول تو اسم اعظم بند کرلینا زیادہ دقت کی بات نہین ہی ذرا ذرا
سے ساحر دھوکا دیکر اسم اعظم بند کردیتے ہین حضور نے اپنے بزرگون کے گذشتہ واقعات سنے ہی
ہونگے علاوہ اسکے اگر اس شان و شوکت سے آپ پہونچ بھی گئے تو یہ کیا کم توہین آپ کے واسطے
ہی کہ آپ رکن دین اسلام اور رہنماے راہ حق ہوکر اک کافر کے سامنے دنگل پر بیٹھین اور وہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہو میری راے ناقص مین تو حضور کا جانا کسی طرح مناسب نہین ہی بادشاہ اسلام نے بھی منع
کیا اور سرداروں نے عرض کی کہ ابھی تو بہت سی جان نثار موجود ہین حضور کیون قصد فرمائین صاحبقران
نے فرمایا کہ پھر نامہ کا جانا تو ضروری بات ہی سکندر نے عرض کی کہ مین تو جانے کے لیے موجود ہون
لیکن اتنا امیدوار ہون کہ اگر شاید وہان پہونچکر قتل ہوجاؤن تو لاش میری کافرون سے لیکر دفن
کردیجیےگا اور فاتحہ خوانی سے محروم نفرمائیےگا اسلیے کہ سارلیق کے یہان اس وقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اگر بگاڑ پڑا اور لڑائی ہوئی تو مین کس کسکا جواب دیسکونگا یہ سُنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اے سکندر رقم با ایمان خود کہ اگر تیرے ساتھ کوئی بے ترکیبی ہوئی تو قیطول کو بلا دونگا
زمین و آسمان کے قلابے ملا دونگا آج ہی خداوندی سارلیق پر آفت آجائیگی یہ فرماکر نامہ تحریر
کرکے سکندر کے سپرد کیا سکندر دیرنشین نے نامہ سر سے باندھا اور اک کشتی ساختہ سحر
اپنے منگائے اور اُس کشتی پر بیٹھ کے صاحبقران سے عرض کی کہ اگر مجھپر کوئی آفت پڑیگی
تو ایک طائر آکر حضور کو خبر دیگا صاحبقران کے دلپذیر باتون نے سکندر کی ایسا اثر کیا کہ چلتے سے
خضران کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ خواجہ ایک لاکھ روپیہ دونگا اگر تم سکندر کے ساتھ پوشیدہ طور پر
جاؤ اور قبل سکندر کے آنے کے مجھ سے حالات نامہ داری بیان کردو یہ سُنکے خواجہ خضران چپکے

سے کلیم اور دیو گر سکندر کے پاس بیٹھ گئے اب سکندر نے عرض کی کہ یہ بھی ممکن ہی کہ مین بالا سے ہوا اس کشتی کو اڑاتا ہوا دوسرے راستے سے بالا سے قیطول پہونچ جاؤن اور یہ بھی ممکن ہی کہ بلخ محویت کی طرف سے جاؤن امیر نے فرمایا کہ جو راستہ ساریق نے معین کیا ہی اسی راستے سے جاتا چاہیے سکندر نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور سلام رخصت کر کے کشتی کو اشارہ کیا کشتی بلند ہوئی اور بلخ محویت کی جانب روانہ ہوئی جس وقت سکندر دیدہ نشین دروازہ باغ مین داخل ہوا تو اک شاہین درخت پر بیٹھا ہوا تھا اسنے آواز دی کہ ای سکندر بھول گیا اپنی حقیقت کو اور ان خدا پرستون کے شریک ہو کر آیا ہی ہوشیار ہو سکندر نے اک گنجشک سحر ہاتھ پر رکھ کے شاہین کو دکھائی شاہین آڑ کر ہاتھ پر آیا اور اس گنجشک کو کھاتے ہی آڑ کر سر پر سکندر کے سایہ افگن ہو گیا سکندر اور آگے بڑھا اور اک مقام پر غول قمریون کا دیکھا قمریان بھی شور مچانے لگین کہ ای بے ادب نہین سچا تھا خداوند ساریق کو کہ وہ کیسا خداوند ہی سکندر نے اسی شاہین کو اشارہ کیا کہ شکار کرے ان قمریون کو شاہین قمریون کے شکار مین مصروف ہوا سکندر آگے بڑھا اک درخت پر باز سپید رنگ کو بیٹھے دیکھ سکندر نے اشارہ کیا باز اڑ کر سامنے آیا سکندر نے اک گولی اسے بھی کھلائی باز بھی سکندر کا دم بھرنے لگا آگے بڑھ کر دیکھا کچھ بلبلین اک درخت پر بیٹھی ہوئی چہچہے کر رہی تھین سکندر نے باز سے اشارہ کیا کہ لینا انکو باز نے بلبلون کو شکار کرنا شروع کیا سکندر اور آگے بڑھا اک جرہ نظر آیا سکندر نے اسے بھی گولی کھلا کے مطیع بنایا اور ساتھ لیکے آگے بڑھا اک درخت پر کچھ فاختائین بیٹھی ہوئی دم بھر رہی تھین سکندر نے جرے کو فاختاؤن کے شکار مین مصروف کیا خود پھر آگے بڑھ گیا غرضکہ جرے کے مقام سے شکرے کی جگہ شکرے سے شاہین کے مقام پر پھر شاہین سے ہما کے مقام پر اسی طرح ہر جگہ کو طے کرتے ہوئے اور ہر بخات سحر کو ہٹاتے ہوئے سامنے آتش الماس کی پتلی کے پہونچے پتلی نے کہا افسوس ہی ای سکندر تو غضب خداوندی سے نہین ڈرتا اور اس طرح بلند بلند چلا جاتا ہی سکندر نے کہا کہ تو بہت زبان درازی کرتی ہی کیون آگ لگ نہین جاتی تیری زبان مین بس اس کہنے مین ایسی تاثیر تھی کہ پتلی کے دہن سے شعلہ نکلا اور دھڑ دھڑ جلنے لگی وہ ناچتی ہوئی بھاگی جس درخت کے قریب سے ہو کر گذری اسمین آگ لگ گئی اور دھڑ دھڑ جلنے لگا تو اک درخت سے دوسرے درخت مین اور دوسرے درخت سے تیسرے درخت مین تیسرے درخت سے چوتھے درخت مین یہانتک کہ پورے چمن مین آگ لگ گئی اور اب شعلے بھڑک کے اس چمن سے اس چمن مین پہونچے اس چمن سے تیسرے چمن مین اور چوتھے چمن مین غرضکہ سارا باغ آتشین بہار ہو گیا لطیف بن لندھور اور مملوک بن مالک اور مظفر بن غضنفر وغیرہ جن مقامون پر چھپے ہوئے تھے بیہوش پڑے تھے مگر آگ نے انپر تاثیر نہ کی یہ بھی اک شعبدہ سحر سکندر تھا اسلئے کہ سکندر کو معلوم تھا کہ یہ لوگ یہین ہین ایسا نہو کہ جل جائین لیکن جب تمام باغ پھکنے لگا تو محو جادو کو خبر ہوئی یہ سمجھا یا دوڑا کہ یہ کون شخص آگیا جسنے میرا ریاض خاک کر دیا مین نے تو سنا تھا کہ لشکر اسلام مین کوئی ساحر نہین ہی جیسے ہی آیا دیکھا کہ سکندر دیدہ نشین کشتی سحر اڑاتا ہوا چلا جاتا ہی بس اسنے آواز دی کہ ای سکندر دیدہ نشین یہ تمھارے دل مین کیا آئی کہ تمنے اپنا دین آبائی ترک کیا اور خدا پرستون کے شریک ہوے یہ سب ابلیس کی پھوٹ کا نتیجہ ہی کہ خدا پرستون کو یہ زور ہوا نہ تم ایسے لوگ خدا پرستون کے شریک ہوتے نہ خدا پرستون کو

یہ دن نصیب ہوتا کہ وہ خداوندون کے منہ چڑھتے سلطنتیں بگاڑتے اپنا جھنڈا گاڑتے سکندر دیدہ
نشین نے کہا ای محو جادو مین نے یونہین خداپرستون کی اطاعت نہین کی ہی بلکہ جب مذہب کو
اُنکے حق پایا اور اُنسے مقابلہ مین بھی رہا ہون اُس وقت اطاعت کی ہی اور ساریق کی جو حقیقت
ہی اُس سے تم بھی واقف ہو مین بھی آگاہ ہون محو جادو نے کہا کہ خیر ان باتون سے کوئی کام نہین
اب تم جس کام کے لیے آئے ہو جاؤ مجھے تم سے لڑنا منظور نہین ہی ایک وہ وقت تھا کہ ہم تم ایک
صحبت مین بیٹھتے تھے شادی بیاہ مین ایک دوسرے کے یہان شرکت کرتا تھا آج اختلاف
مذاہب نے یہ تفرقہ ڈال دیا کہ ایک ایک کے خون کا پیاسا ہو گیا یہ سُنکے سکندر دیدہ نشین تو
آگے بڑھے اور محو جادو نے آکر سرداران اسلام کو رہا کر دیا دوبارہ اُنپر سحر نہین کیا یہ سب کے
سب ہوش مین آتے ہی یہان سے بھاگے اپنی حالت پر افسوس کیا کہ یہ ہماری کیا صورت بنی ہوئی ہی
ادھر سکندر دیدہ نشین دروازہ طلسم پر پہونچا نگہبان اس مقام کا خاقان اطلس پوش تھا اسنے
کہا کہ مین خداوند سے اجازت حاصل کرلون اُسکے بعد آپ شوق سے تشریف لے جائیے یہ مین خوب
جانتا ہون کہ جو باغ محویت کو طی کرکے اس مقام تک آگیا وہ اس دروازہ سے بھی گذر سکتا ہی سکندر
نے کہا کہ مین اتنی دیر یہان ٹھہرا ہوا ہون تم جاکے پوچھ آؤ سکندر تو اس مقام پر رکا خواجہ خضر الن
گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے تھے ہر مقام کے واقعات تحریر کرتے جاتے تھے وہان خاقان اطلس پوش نے
جاکر ساریق سے عرض کی کہ ایلچی دروازہ تک آگیا کیا حکم ہوتا ہی ساریق نے کہا کہ کیا محو جادو نے اس
ایلچی کا کوئی انتظام نہین کیا خاقان اطلس پوش نے کہا کہ محو جادو کی نیرنگ سازی اُسنے خاک مین
ملادی سکندر دیدہ نشین بہ رسم نامہ داری آیا ہی کوئی اور نہین ہی یہ سُنکے ساریق مجبور ہوا اور کہا کہ خیر بلالو
اسوقت دربار ساریق کا سرداران نامی و ساحران گرامی سے معمور تھا ساریق تخت پر بیٹھا تھا چار وزیر
اسکے چارون کونون پر تخت کے بیٹھے تھے داہنے جانب سب سے بالا دست زلازل بن زلزلہ بن
زلزال دیو پرور اژدر کش نہایت شان و شوکت سے اپنے دنگل پر تنہا بیٹھا ہوا تھا اور اُسیکے مقابل
مین بائین جانب نہنگ بن طوفان دریا موج اپنے دنگل پر بیٹھا تھا یہ دونون سردار بارگاہ ساریق
مین اُس مرتبہ کے ہین جو بارگاہ لقا مین قہر بش اور عنبر سوقیا کی طوقانی کو حاصل تھا اور ببرودت
رعد آواز جو لقب قدرت کہلاتا ہی یہ اسوقت موجود نہ تھا یہ ان دونون سے بھی زبردست ہی اور ہمیشہ سیر و
شکار مین مصروف رہتا ہی جب کوئی مہم درپیش ہوتی ہی کہ کسی سے سر نہین ہوسکتی ہی اُس وقت یہ بلایا
جاتا ہی اسنے دیوون کو پست کیا ہی اور مطیع بنایا ہی غرضکہ وہ تو اس وقت موجود نہ تھا لیکن اور سردار
بڑے بڑے موجود تھے مثل تمناکوک اژدر چشم اور شہناکوک اژدر چشم اور طہماسپ پیلتن اور
خضران ازرق چشم وغیرہ کے اور اُنکے بعد فولاد سناک بار جلاد سنگ بار نہنگ خون آشام
پلنگ خون آشام ببر خون آشام ہزبر خون آشام گوزن گاؤسوار سیاف جنگجو نہد لیس پیلتن
خاقان کج کلاہ مردان جوشن پوش حیران گردن کش پیلان پیلتن ہزبر مردم در اخرس بن
خرس رومین تن ارجاسپ گرد لہراسپ گرد مہران مہر طلعت قہیب فیل پیکر سیحان تیر انداز سیکا
تیر انداز قہر رومین شگاف مغرور مردم در مشہور مردم در غرضکہ قریب ایک ہزار دنگل نشین و کرسی
نشین کے موجود تھے وہان خاقان اطلس پوش نے جاکر سکندر سے کہا کہ آپ جائیے مین نہین کہتا
خداوند نے اجازت دی ہی یہ سُنکے اُنھون نے کشتی کو اشارہ کیا کشتی دروازہ سے نکلکر زمین سے

بلند بلند بجلی تمام مقام سکندر نے طے کیے اور سامنے قیطول کے پہونچے جسوقت داخل دربار ہوے تو سکندر نے دس قدم کے فاصلے پر کشتی کو اتنا بلند رکھا کہ سرداران ساریق کے سرون سے ہاتھ بھر بلند تھی اسوقت سکندر نے آواز دی کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اسکے رسول کو مانتا ہو کسی کافر نے تو جواب ندیا لیکن اک آواز علیک السلام کی آئی جسپر تمام اہل دربار بھی حیران تھے اور سکندر بھی متحیر تھا کہ یہ کون ہے ساریق نے کہا ای بندہ بے ادب تو اسقدر بلند خداوند کے سامنے بیٹھا ہے تجھے غضب خداوند سے خوف نہیں آتا سکندر دیرہ نشین نے کہ ای ساریق شاہ اس وقت تک کسی نے ایلچی کو ایذا نہیں پہونچائی ہے بلکہ یہ مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہیں وہ دوسرے کا پیامی ہوتا ہے کوئی تقریر اسکی یا تحریر اپنی جانب سے نہیں ہوتی اچھی ہو یا بری جیسی بات ہوتی ہے ویسا اسکا جواب دیدیا جاتا ہے تونے یہ کونسا طریقہ اختیار کیا کہ نامہ داران صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے ذلیل کیا تجھے شرم بھی نہ آئی جو کچھ کرنا تھا وہ بروقت مقابلہ کیا ہوتا خیر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط جیسا سلوک تو ایسر کے ساتھ کریگا ویسے ہی سلوک کی امید بھی رکھنا ابھی کل کی بات ہے کہ خواجہ خضران نے سخنگان پر سختی کی تھی تو صاحبقران نے منع فرمایا اور خلعت دیکر عزت کے ساتھ رخصت کیا تھا پوچھ لے اپنے وزیر سے کہ میں سچ کہتا ہوں یا دروغ سخنگان نے کہا آپ بہت درست فرماتے ہیں وہ لوگ سب کے سب ایسے ہی ہیں جسقدر انکی تعریف کی جاے کم ہے ساریق نے کہا او شیطان تو میرے سامنے میرے دشمنوں کی تعریف کرتا ہے سخنگان نے کہا کہ جو جیسا ہوگا وہ ویسا کہا جائیگا میں تو وضع کی پابندی میں اور بزرگوں کی وصیت کے موافق خداپرستوں کے خلاف رہتا ہوں ورنہ خوب سمجھتا ہوں کہ دین انھیں کا برحق ہے ساریق نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور سکندر دیرہ نشین سے کہا کہ تم نامہ لائے ہو تو میرے سپرد کرو سکندر نے کہا کہ اسی سخنگان سے پوچھ لو کہ نامہ کیونکر لیا جاتا ہے یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہے جبتک یہ اسی وقار سے نہ لیا جائیگا اسوقت تک نہ دیا جائیگا ساریق نے کہا اسکی کیا صورت ہوتی ہے سخنگان نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال تین قدم ایلچی کا استقبال سات کشتیان جواہر کی نامہ پر نثار کی جائیں تین کشتیاں ایلچی پر سے ساریق نے کہا کہ میں خداوند ہوکر استقبال کرون سخنگان نے کہا کہ مہمان کی عزت کرنا کچھ قباحت کی بات نہیں ہے بلکہ صفت خداوندی ہے آپ کا حسن اخلاق مشہور رہیگا ورنہ یہ ایلچی سخت ہے بری طرح سے پیش آئیگا آج ہی قیامت برپا ہوجائیگی یہ باتیں چپکے سے ساریق کے کان میں کہیں ساریق بھی ڈرا کہ ایسا نہو بگڑ جاے جسنے باغ محویت کو تاراج کردیا اسکے آگے ایک شخص کا مٹا دینا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچکر اپنی جگہ سے اٹھا اور براے استقبال آگے بڑھا کوئی ایک قدم سکندر بھی آگے بڑھا اور نامہ ہاتھ میں ساریق کے دیا ساریق نے نامہ سکندر کے ہاتھ سے لیا اور کشتیان جواہر کی سکندر کے سامنے رکھوا دیں سکندر دیرہ نشین نے جو خدمتگاروں سے اشارہ کیا کہ لوٹ لو خدمتگار دوڑے لیکن ہاتھ جو مارتے ہیں تو خالی زمین پر پڑتا ہے کشتیاں دکھائی دیں اور نہ کشتی پوش بلکہ خدمتگاروں کی پگڑیاں نارد ہوگئیں اب تو آپس میں لیا دکی ہونے لگی اپنے اپنے سے کہا کہ تو نے میری پگڑی لے لی اسنے اس سے کہا کہ میری پگڑی کیا ہوئی یہ تماشا دیکھکر ساریق تو متحیر تھا کہ یہ کیا سانحہ ہے بلکہ تمام اہل دربار حیران تھے سکندر بھی انگشت بدندان تھا لیکن سخنگان اپنے مقام سے اٹھا اور چاروں کونوں کو سلام کرکے عرض کی کہ مرشد سبحان اللہ آپکا مثل و نظیر کاہیکو ہے ساریق نے کہا کہ یہ تو کسے سلام کررہا ہے سخنگان نے کہا آپ ابھی کیا

جانین یہ وہی مرشد کامل ریش تراشندہ کافران اور سربرندہ جادوگران خواجہ خضران شریف لائے
اہل دربار نے کہا ملک جی کیا تمہاری آنکھین ہین ہماری آنکھین اور ہین ہمین کیون نہین نظر آئے خواجہ
نے کہا مین دیدۂ دل سے دیکھ رہا ہون ظاہر بین وہ کسیکو کبھی نہین دکھائی دیتے ہین یہ کہکر خضران
سے چند اشرفیان نکالکر ہاتھ پر رکھین اور ادب سے عرض کی کہ اس غلام قدیم کی طرف سے بھی یہ نذر
و دعوت قبول ہو بس یہ کہنا تھا کہ اشرفیان ہاتھ پر سے غائب ہوگئین سب حیران تھے ساریق
نے کہا کہ اب نامہ کو پڑھیے اور جواب تحریر کیجیے کہ دن کم رہگیا ہی مین شام تک لشکر اسلام مین پہنچ
جانا چاہتا ہون ساریق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای ساریق ابن لقا آگاہ ہو کہ تیرا باپ
بھی خدائی سے کم نہین ہی بادشاہ کہلوانے سے خدا کہلوانے مین کیا بہتری معلوم ہوتی ہی کسی قسم
کے آرام و آسایش مین تیرے فرق نہین آسکتا نہ ملک و مال مین کمی ہوسکتی ہی بلکہ دنیا تو تیرے
واسطے خدا نے خلق ہی کردی ہی کہ سب سامان آسایش مہیا ہین اتنے بڑے ملک باختر کا
فرمانروا ہی اب اگر خدائے حقیقی کو پہچانےگا اور دل سے مانیگا تو عاقبت بھی بخیر ہوگی اے
ساریق خواب غفلت سے ہوشیار ہو اور خیال کر ان لوگون کو جو تجھ سے بیشتر تھے وہ آج کہان
ہین ؎ نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا + مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے + وہ جن پانون تھراتے
تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + آج کہان ہی
لقائے بے لقا بھائی تیرا جو اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند کہلاتا تھا کہان ہی ساحر شمشہ جو
خداوند ساحران عالم مشہور تھا کیا ہوئے سامری و جمشید جنھون نے سحر و ساحری کی تخم پاشی کرکے
بندگان خدا کو گمراہ کیا یہ زمانہ بیوفا ہی دہر دو رنگ ہی اپنے نہ کسی سے وفا کی ہی نہ کریگا اگر لاکھون
برس جیےگا تو ایک دن ضرور مریگا بقا سوا ذات معبود حقیقی کے کسی کے واسطے نہین ہی ؎
ذات معبود جاودانی ہی + باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی + اس چند روزہ زندگی کے واسطے ابدالاباد کی مصیبت
لینا کونسی عقل گوارا کرتی ہی خزان ہو یا بہار مفلسی ہو یا تونگری پیری ہو یا جوانی راحت ہو یا تکلیف
زندگی ہو یا موت صحت ہو یا بیماری صبح ہو یا شام یہ سب چیزین اپنی عاجزی ظاہر کرتی ہین اور معبود حقیقی
کی قدرت کاملہ کی گواہی دیتی ہین کہ یہ تمام تغیرات بدیہی سوا خدا کے کسی کے اختیار مین نہین ہین
تو بھی کسیوقت مین بچہ تھا پھر جوان ہوا اب اس سن کو پہونچا جسکے بعد سوا موت کے کسی چیز کی امید نہین
ہی اب بھی اس غفلت شعاری اور سیہ کاری سے باز آکر توبہ کر تو وہ غفار و ستار ہی تیرے گناہ
بخش دیگا اور تیری حکومت جلالت مین فرق نہ آئیگا بلکہ اہل اسلام کا گروہ تیرا شریک ہوکر تیری
سلطنت کی قوت کو اور زیادہ کردیگا اور مین وعدہ اس بات کا کرتا ہون کہ تیری سلطنت کو اسقدر وسعت
دونگا کہ لقا کی سلطنت سے کہین زیادہ ہوجائیگی ورنہ ای ساریق یہ یاد رکھنا کہ چند ہی روز مین یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ جاہ و حشم تیرا اک خواب دلچسپ تھا یا فی الحقیقت تو ایسا ہی تھا جیسا اسوقت
ہی اسلیے کہ مین حق پر ہون اور تو خطا پر ہی جن پہلوانون اور ساحرون پر تجھے بھروسا ہی یہ اسطرح
مارے جائینگے کہ تجھے تعجب ہوجائیگا اور تو جہان بھاگ کے جائیگا وہان مین تیرے ساتھ پہونچونگا
اگر آسمان پر اڑ کے جائیگا تو تیر شہاب بن کے تجھے مارونگا اور اگر زمین کے ساتوین طبق مین
جاکر چھپیگا تو برق بنکر تیری خرمن جان پر گرونگا اس تھوڑے لکھے کو بہت جاننا اور زود اسکے
جواب مین قلم اٹھانا یہ مضمون پڑھ کر اگر پتھر بھی ہوتا تو پگھل جاتا مگر اس سیہ دل کے قلب پر

کچھ اثر نہوا اور اُسنے قلم دوات طلب کرکے بے اندیشۂ انجام پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کرکے سکندر
دیرہ نشین کو دے دیا سکندر نے کہا افسوس ای ساریق بن لقا اس عبارت نے تجھپر کچھ
تاثیر نہ کی پھر سوچ سمجھ لے اور اس جواب کو قلمزد کرکے مناسب جواب لکھ مین وہ ہون کہ تیری حقیقت
سے آگاہ ہون تو جن لوگون کے بل پر بھولا ہوا ہی آنپر وہ سخت ستارے آئے ہوے ہین کہ انکو اپنی
جان بچانا دشوار ہی بعد اُنکے تو بدبخت و پا بسر گردان و حیران کوہ و بیابان کی ٹھوکرین کھاتا پھرے گا اور
پھر صاحبقران تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے ساریق نے کہا کہ ای ابلہی گستاخ بس چلا جا تجھے ان
رموز خداوندی مین کیا دخل ہی سکندر دیرہ نشین نے افسوس کیا اور رخصت ہوا اُسی طرح اپنی کشتی
اُڑاتا ہوا در طلسمیہ سے گذر کر اس مقام پر پہونچا جہان محو جادو سے ملاقات ہوئی تھی اور
باغ محوبیت آراستہ تھا دیکھا کہ پھر محو جادو کھڑا ہوا ہی بس سکندر دیرہ نشین نے کشتی کو
بالاے ہوا روکا اور کہا ای محو جادو اس وقت مجھے رسم نامہ داری ادا کرنا تھی اسوجہ سے صرف
راستہ پیدا کر لیا اور مین چلا گیا اب مین جس کام کے لیے آیا تھا اُسے تو انجام دے چکا اگر تجھے کچھ دعوے
ہو تو مین موجود ہون جس طرح چاہے مجھ سے سمجھ لے یہ سُنکے محو جادو نے کہا کہ ای سکندر
دیرہ نشین اگر تو بھی ساحران نامی سے ہی لیکن یہ سمجھ لے کہ مین بھی ایسا ویسا نہین ہون اسوقت
تو نامہ داری کے واسطے آیا ہی تجھ سے لڑنا سراسر خلاف ہی ہان جب طبل جنگ بجے گا اور مقابلہ میدان عدو
کی نوبت آئیگی اُس وقت مین تجھے اپنے نیرنجات سحر کا تماشہ دکھاؤنگا اس باغ کے جلا دینے پر نازان
نہو نا یہ تو اک کرشمہ ساریق کی خوشنودی کے واسطے بنا دیا تھا سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ
مین نے بھی اسی دن کے لیے سحر سے توبہ نہین کی تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ یہان پہونچکر ساحرون سے
مقابلے پڑینگے مجھے بھی جبر کرکے لڑنا منظور نہین ہی جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ کہکر
سکندر دیرہ نشین کشتی اُڑاتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن باغ کے جلجانے کے بعد تمام باغ کا صحرا
ہو گیا نہ وہ عندلیبان چمن رہگئے نہ چمن باقی رہگیا چند سرکنڈے گرے ہوے تھے اور آنپر نیلا نیلا ذرا
زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے در طلسمیہ معلوم ہوتا تھا اس مقام سے خواجہ خضران کشتی سے
کود کر زمین پر آئے اور خدمت صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوے لیکن اب اول کچھ حال دربار
صاحبقران عالیشان کا سنیے کہ امیر دنگل پر تشریف فرما ہین سب سردار حسب مراتب دنگلون کرسیون پر
جلوہ افروز ہین ذکر سکندر دیرہ نشین کا ہو رہا ہی کہ دیکھیے اس مرد پیر کی ریش سپید کی عزت خدا رکھے
کہ لوگون نے آکر عرض کی کہ طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور مظفر غازی اپنے اپنے
لشکر مین آگئے صاحبقران نے فرمایا بلالاؤ اُنسے دریافت کیا جائے کہ کیونکر آگئے اور کیا صورت
رہائی اُنکی ہوئی اُسیوقت طیفور بادیہ گرد گیا پہلے خیمہ مین طلحہ بن لندھور کے پہونچا دیکھا کہ طلحہ پوشاک
بدل رہے ہین طیفور نے کہا کہ صاحبقران نے یاد فرمایا ہی طلحہ نے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون وہان سے
طیفور خیمہ مین مملوک بن مالک کے گیا اور اُنکو اطلاع کی یہ بھی پوشاک بدل رہے تھے اُنھون
نے بھی یہی کہا اسکے بعد مظفر غازی کو اطلاع دی اور واپس آیا بعد اسکے یکے بعد دیگرے یہ سردار
حاضر دربار ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے شرمندگی سے گردن جھکائے ہوے تھے صاحبقران
نے فرمایا کہ کیونکر رہائی تم سبکی ہوئی طلحہ نے بیان کیا کہ سکندر دیرہ نشین نے تمام باغ محوبیت
کو پھونک دیا ہم لوگ اثر سحر کی وجہ سے مبہوت تھے جب ہوش آیا تو وہان سے اپنے اپنے

مقام پر چلے آئے پھر ہمین نہین معلوم کہ کیا ہوا صاحبقران خوش ہوے بعد اسکے وقت برخاست کا آیا
لیکن صاحبقران نے دربار قائم رکھا برخاست نہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثانی
پہونچے تسلیم بجالائے اور کرسی ہیر پر جلوہ افگن ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خضران کیسی تمہاری
سکندر رسے کی اخضران نے عرض کی کہ ایسی ناہمواری سوا سکندر دیرہ نشین کی دوسرے سے ناممکن
تھی پہلے باغ کے جلنے کی اور سرداران کے رہا ہونے کی کیفیت بیان کی اُسکے بعد محو جادو سے جو
باتین ہوئین وہ بیان کین پھر دروازہ طلسیہ پر پہونچنا اُسکے بعد بالا سے قیطول جانا اور دربار ساریق
کی حالت ساریق سے سختی کی گفتگو اور بعد استقبال کرانے کے نامہ دینا اور خود بھی زبانی نصیحت کرنا
لیکن قلب اُسکا سیاہ تھا کہ اُسنے جواب جنگ تحریر کیا اور کچھ اثر اُسپر تحریر دلپذیر کا نہوا بعد اسکے
واپسی کے وقت جو گفتگو محو جادو اور سکندر دیرہ نشین مین ہوئی تھی وہ بیان کی امیر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ دربار ساریق مین سردار کیسے کیسے ہین خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران ایسے لوگ
جمع ہین کہ انسے بہتر سوا آپ کی بارگاہ کے تمام عالم مین نہونگے اگر یہ زور ساریق کو نہوتا تو وہ ہرگز اسقدر
نشۂ غرور مین مست نہوتا اتنے مین سکندر دیرہ نشین بھی پہونچا اور جواب نامہ بکمال ادب پیش
کیا صاحبقران سکندر سے بہت خوش ہوے اور اکیس پارچہ کا خلعت عنایت فرمایا
جن لوگون کو سکندر کی بدولت رہائی حاصل ہوئی تھی اُنھون نے بھی بدل شکریہ ادا کیا اب انتظار طبل
جنگ کا ہونے لگا صاحبقران سکندر دیرہ نشین سے ارشاد فرمایا کہ اب وقت وہ ہے کہ نہین معلوم
کیا کیا آفتین لشکر اسلام پر آئینگی اور کون کون سا غازی دینہار جام شہادت نوش کرے گا لہذا مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم چلے جاؤ سکندر دیرہ نشین نے عرض کی یا صاحبقران مین اسلیے ہمراہ نہین آیا ہون
کہ وقت پڑے تو آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤن ؎ آن نمن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + وین منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے + ای شہریار ساریق کے مطیع بہت سے ساحر ہین جب پہلوان مقابلے مین پست
ہونگے تو ساحرون کی نوبت آئیگی اُس وقت کے لیے یہ جان نثار ہی محو جادو سے اور مجھ سے جنگ بھی
ہو چکی ہے اُس سے سخت مقابلہ پڑے گا کیونکہ محو جادو ساحر زبردست ہے اور خلخال جادو تو اک
بلاے بہرم ہے ساریق کی خداوندی کی بنیاد وہی لگاتا ہے اسکے باپ کی آشنا ہے اور اسی سے بھی
لگاؤ کرتی ہے اُسنے یہ سب سامان فراہم کر دیے ہین ساحران عالم کو مطیع بنا دیا ہے ہان اتنا امیدوار ہون
کہ آپ میرے کلمے کے شاہد رہین پہنچے اسی دن کے لیے سحر سے توبہ نہین کی تھی یہ سنکے صاحبقران زمانہ
آفرین کی رات ہو چکی تھی جب وقت برخاست کا آیا تو دربار برخاست ہوا آج ساریق نے بھی طبل
جنگ نہین بجوایا جب دوسرا دن ہوا تو ساریق سے اسکے پہلوانان لشکر نے عرض کی کہ ہمین مصلحت
خداوندین تو کچھ دخل نہین ہے الا ان خدا پرستون کے مقابلے کا ہمکو بہت اشتیاق تھا یہ سنکے ساریق
نے کہا ای بندگان خاص مین تمھاری ہمت کو آزماتا تھا کہ تمھارے دل پر کوئی خوف تو ان خدا پرستون کا
نہین ہے مین آج طبل جنگ بجواؤنگا غرضکہ جب شام ہوئی تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اُسی وقت نقارہ گزرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی سرکارے لشکر اسلام کے گردین آلودہ لپینے
مین غرق حاضر ہوے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق مین طبل جنگی
بجا ہے فرمایا کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل حامی مدد ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت خواجہ خضران فرمان شاہی
لیکر نقارخانہ سلیمانی و اسکندری مین پہونچے نقارچیون نے نذرانہ دیا خواجہ نے چوب نقارہ پر لگائی نقارے

سے صدائے یا صاحبقران بلند ہوئی خضران توپٹ آئے اور دونون نقارخانے نوازش مین آئے
ابتو تمام لشکر کے نقارخانے گرجنے لگے ؂ ز نقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دونست دونست گردون دون ٭
دونون لشکرون مین نہایت جوش خروش کے ساتھ تیاریان جنگ کی ہونے لگین کئی کرور کا لشکر زیر
قیطول سارلیق بن بقا تیاری جنگ مین مصروف تھا اور کئی کرور اس طرف بھی تھے دونون جانب
طلایہ کا گشت پہر ساتھا آوازین بیدار باش ہوشیار باش کی بلند تھین سرداران لشکر سارلیق کو
جوانان اسلام سے جنگ کرنے کا شوق تھا اور جوانان اسلام بھی پہلوانان کفار کے مشتاق تھے کہ دیکھا
چاہیے سارلیق کے یہان کیسے کیسے سردار ہین اسی انتظار مین زمانہ شب کا بدطرف ہوا اور خانۂ شب
سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکلکر
شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے فوج انجم آمد شاہ خاور سے خائف ہوکر دامن زنگاری فلک مین
پنہان ہوئی سارلیق بن بقا قیطول پر آکے بیٹھا دریچہ وا کیا زیر قیطول کئی کرور کا لشکر صفین باندھ کر
کھڑا ہوا سرداران لشکر دیو صورت فیل ہیئت اپنے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بمرتبہ سرداری کھڑے
ہوئے جانب میمنہ لشکر زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو برور اژدر کش میسرہ کی طرف نہنگ
بن طوفان دریا موج اسکے بعد سے اور سردارون کا سلسلہ تھا ایک طرف نہنگ خون آشام پلنگ
خون آشام ببر خون آشام ہزبر خون آشام کوزن گاو سوار خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو
نہند بن سیلتین مردان جوشن پوش چہران گردن کش پیلان چیلتین ہزبر بر دم در ببر مردم در اخرس
بن خریس روئین تن ارجاسپ گرد لہراسپ گرد دوسری جانب نہنگ بن طوفان کے بعد
طہماسپ پیل تن خطرائے اخضر چشم فرناکوش اژدر چشم شہناکوک اژدر چشم فولاد
سنگبار جلاد سنگبار مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر اقہر روئین شگاف سہمان تیرانداز
پیکان تیرانداز مغرور گردن کش مقہور گردن کش قریب ایک ہزار کے صرف سردار تھے ہر ایک
انتہین بل کر رہا تھا اس طرف سے صاحبقران زمان مع اپنی فوج ظفر موج کے عبادت رب بے نیاز
سے فراغت حاصل کرکے عازم میدان مصاف ہوئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جاہ و احتشام سے آئی تخت بادشاہ قلب لشکر مین قائم ہوا اور صاحبقران عالی شان صفون
سے چالیس قدم آگے بڑھ کر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کا پھریرا لہرا رہا
تھا آواز پھریرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی چلی آتی تھی داہنی جانب طلیحہ بن لندھور
اپنے فیل دیو پیکر پر سوار سیلا باندھے ہوئے گرز ارابے پر رکھا ہوا ساتھ ساتھ پشت پر ہندوستان
کی فوج اور تخت مین اسکے تمام لشکر میمنہ جسمین عزیزان صاحبقران مثل شہنشاہ گوہر کلاہ
اور شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک اور مظفر بن غضنفر اور عارف بن معروف
اور داراب ثانی اور گرد بن بہرام وغیرہ دوسرے جانب مملوک بن مالک نیزہ باز اپنے مرکب
عربی پر سوار پشت پر اسی ہزار نیزہ باز نیستان کی نیستان مین کھڑا ہوا تھا اسکے ماتحت ل
لشکر میسرہ ہے جسمین صاحبقران اوسط سکندر رستم خو آصف انجم طلعت شہنشاہ صف شکن
سہراب بن رستم بلقیس بن قہور مرزنگ بن مرزبان خراسانی قہور بن جمہور یہ سبھی تومین
مگر مرکب بڑھا ہوا آگے مملوک ہی کا ہو تخت مین سردارون کی فوج پرے جمائے کھڑی ہے علم ہائے
سرخ و سبز و زرد و سپید و اُٹھے ہوا مین پھرا رہے ہین جسوقت دونون طرف کی صفین درست ہو چکین

تو تبردار نکلے اور اُنھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کی درستی بعجلت تیزدستی کر کے فراغت حاصل کی سقّون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان مثل آئینہ کے ہموار و مصفا نظر آنے لگا ہنوز کوئی سردار میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب شمال سے اک ابر تنک نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ یہ ابر کیسا ہی اور کسکی آمد ہی دونون جانب اس طوسی رنگ کا انتظار ہو رہا تھا کہ دیکھا وہ ابر آتے آتے اک کوہ پر قایم ہو گیا لشکر ساریق سے ہرکارے بڑے دریافت حال روانہ ہوے اور لشکر امیر سے بھی ہرکارے گئے وہان سے بھی اک عیارہ بجلی مثل برق کے اُتر کر چلی ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ مہتاب ہلال ابرو دختر کوکب شاہ انجم حصاری جسکو شعشعل ع بن ملکی مشتمش نے کشتی سحر اور نقابدار دیگر رواج دین مشتمش پرستی کا کام سپرد کیا تھا یہ اُسی کشتی پر بیٹھی ہوئی یہ تمام عالم مین پھرا کرتی تھی آج اتفاق سے اس طرف بھی آنکلی یہان جا سنے دو جانب بڑے بڑے لشکر آراستہ دیکھے تو کشتی اپنی کوہ پر اُتاری اور عیارہ بجلی کو برائے دریافت حال روانہ کیا اور آپ ٹھہر گئی یہ خود بھی نقابدار الماس پوش بنی ہوئی ہی چار اور نقابدار اور چند خدمتی اسکے ہمراہ ہین انسمیت پانچ نقابدار ہین اور دو نون وزیرزادیان اسکی یعنی جمشید جنگ نواز اور سرور جنگ نواز دو نون ساتھ ہین اس طرف سے تو دو نون جانب کے ہرکارے پہونچے ہر چند دریافت حال کی فکر کی مگر معلوم نہوا صرف ظاہری حالت سے باخبر ہوئے پلٹ پلٹ کے اپنے اپنے لشکر مین آئے اور بیان کیا کہ پانچ نقابدار اک کشتی بادی پر سوار آئے ہین بالاے کشتی یہ ابر طوسی رنگ سایہ فگن ہی اُدھر عیارہ بجلی طرارہ تیز رفتار برق کے مانند حال دریافت کر کے گئی اور نقابدار الماس پوش سے بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ ایک طرف تو کوئی خداوند ہی کہ نام اُسکا ساریق ہی اُسکا لشکر صف آرا ہی اور دوسری جانب مسلمانون کی فوج ہی آغاز جنگ ہوا چاہتا ہی نقابدار الماس پوش نے اُسیوقت دو نامے تحریر کیے القاب مین فرق تھا مضمون واحد تھا صاحبقران کو لکھا تھا کہ آپ کو لائق و لازم یہ ہی کہ ہمارے پاس آکر سبب جنگ بیان کیجیے ہم دشمن سے اور آپ سے فیصلہ کرا دینگے اور ساریق کو بھی یہی لکھا تھا کہ تو کیسا خداوند ہی کہ بندون کے مقابلہ مین تو نے لشکر کشی کی ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو زنگا ہوا سیار ہی بس ایسی فوج کے بھروسہ پر خداوند بن بیٹھا ہی خیر اگر میرے پاس چلا آ تو مین اک ایسی راہ بتا دون کہ جو دونون سے الگ ہی تا کہ یہ کشت و خون موقوف رہے اور جو اسکے خلاف کریگا وہ بہت پچھتائیگا میرے چار نقابدارون مین سے ایک تم دونون کے لشکرون کے واسطے کافی ہی جسوقت عیارہ بجلی یہ نامے لیے ہوئے پہونچی ایک نامہ جہان پناہ کو دیا اور کہا کہ ابھی اسکا جواب دیجیے صاحبقران نے جو عبارت نامے کی پڑھی مسکرا کے اور چپ ہو رہے طیفور عیار بجلی سے چھیڑ کرنے لگا وہ بگڑی اور باہم سنانے لگی خضر ان نے امیر عالیشان سے عرض کی کہ حضور اتنا خیال فرمالین کہ نقابدار الماس پوش کو کچھ تو ایسا ناز ہی کہ وہ اس ہما ہمی کے ساتھ لکھ رہا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو اپنے خدا کا ناز ہی مجھے ڈرنے کی کیا ضرورت ہی خضر ان نے عرض کی کہ مین تو نام نقابدار سے لرزتا ہون عیارہ بجلی مطلب سمجھ گئی کہ امیر ٹالتے ہین کہا مین تو آئی ہون آپکو جو منظور ہو جواب تحریر کر دیجیے صاحبقران نے لکھ دیا کہ اے نقابدار ہم اپنا فیصلہ آپ کر لینگے عاجز نہین ہین جو تیرے پاس آئین اور پرچہ عیارہ بجلی کو دے دیا عیارہ بجلی جھپٹ کے چلی طیفور نے کہا ذرا بات کیے پھر دیکھ لے طرارہ نے طیفور کو برا بھلا کہا اور چلی گئی جا کر زیر قیطول کھڑی ہوئی اور نامہ نقابدار کا دکھایا ساریق نے کہا کہ نامہ ہاتھ سے چھوڑ دے ہوا مجھ تک پہونچا دیگی

اسنے نامہ ہاتھ سے چھوڑا نامہ اُڑکر ہاتھ مین سارلیق کے گیا سارلیق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا جواب مین تحریر کیا کہ بھلا خداوند بھی کسی بندے کے پاس حاجت کے لیے جاتے ہین جو مین تیرے پاس
آؤن مین اپنے بندگان برگشتہ کو خود سزا دیسکتا ہون بہتر ہی اگر کوئی حاجت ہو تو تو مجھسے بیان کر مین اُسے
بر لاؤن یہ جواب تحریر کر کے قیطول پر سے پھینک دیا طرارہ تیز رفتار نے اُسے بھی اُٹھا لیا اور دونون
پرچے لیے ہوئے پاس نقابدار الماس پوش کے پہونچی بس مضمون دیکھکر نقابدار نہایت برہم ہوا
کشتی کو وہین چھوڑا اور صرف چارون نقابدارون کو مع عیاز جی کے لیے ہوے میدان مین آیا اور
ایک سمت آ اُسنے بھی اپنے لشکر کی صفین قایم کین اور اپنے اتباع نقابدار سے اشارہ کیا نقابدار سر کوب
خرس پوش پر کب کو چمکا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ سارلیق پرستان تمنے اپنے خداوند
حقیقی ساحر شمشمش کو چھوڑ کر سارلیق پرستی اختیار کی مین بندہ شمشمش ہون اور تم سارلیق پرست
ہو آؤ میدان مین اور دیکھو کہ بندگان شمشمش زبردست ہین یا بندگان سارلیق جسکے بندے زبردست
ہون اُسکا خداوند بھی زبردست ہی بس یہ سنتا تھا کہ لشکر سارلیق سے تہدلیس پیلتن اپنی
کرگدن کو چھپٹا کر زیر قیطول آیا اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا سارلیق نے کہا کہ جا تجھکو اپنے
ید قدرت کے سپرد کیا تہدلیس پیلتن نے آستان بوسی کی اور یارو کرگدن پر سوار ہوکے سامنے
نقابدار سر کوب خرس پوش کے آیا نقابدار نے چہرہ نحس سے اپنی نقاب ہٹائی اور پکارا
بر ہونگر ہون نگر شاید کہ شناسی مرا جیسے ہی نظر تہدلیس پیلتن کی چہرہ پر نقابدار کے پڑی اپنا سر
پیٹنے لگا یہ حالت دیکھکر لشکر سارلیق کے لوگ اور اہل اسلام ہنسنے لگے اور تہدلیس پیلتن نے
اسقدر پیٹا کہ بیہوش ہوگیا نقابدار نے عیاز جی سے اشارہ کیا وہ اسکو باندھے ہوے
لیے چلی گئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا اشناف جنگجو سارلیق سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا دی اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو تہدلیس پیلتن
کی ہوئی تھی یہ رنگ دیکھکر خضر الن تو نہایت پریشان ہوا کہ یہ بری بلا آئی ہی یہ ویسے ہی نقابدار
معلوم ہوتے ہین جیسے نقابدار فرعونیہ سے سامل مین آئے تھے داد صاحب نے ان
نقابدارون کو تو آئینہ پوش بنکے پکڑ لیا تھا انکی گرفتاری بہت مشکل ہی اسلیے کہ یہ آئینہ کو
نہ دیکھینگے جس طرح ہم ان واقعات گذشتہ سے ماہر ہین یقین ہی کہ وہ بھی آگاہ ہوگئے ہونگے خیر دیکھا
چاہیے کہ ان تینون نقابدارون مین کیا صفت ہی وہان نقابدار سر کوب نے دن بھر کی نبرد اندازی مین
چند سرداران نامی و گرامی لشکر سارلیق کے پکڑ لیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ادھر
نقابدار سرداران سارلیق کو لیے ہوے بالائے کوہ چلا گیا اور سبکو زندان خانے مین بھجوا دیا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر لشکر
سارلیق و لشکر اسلام مین پہونچی کہ نقابدار الماس پوش نے پھر کوس حربی بجوایا ہی یہ خبر سنکر ادھر بھی نقارے بجے رات بھر تیاری جنگ رہی
ادھر جا بجا اہل لشکر مین یہ چرچے ہو رہے تھے کہ یہ مقابلہ تو عجب طرح کا ہی کہ نہ تلوار سے کام ہی نہ
تیر سے ادھر صورت دیکھی ادھر بیہوش یہان جرأت کام آسکتی ہی نہ جوانمردی سے کچھ ہوسکتا ہی
لیکن بعض کو تو دوسرے نقابدارون کا اشتیاق ہی اور بعض یہ ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے کل بھی
یہی نقابدار نکلتا ہی یا دوسرا نقابدار میدان مین آتا ہی اور جو نکلیگا وہ دیکھا چاہیے کہ کدھر متوجہ ہوتا ہی
نقابدار اہل اسلام اور اہل باختر سبھی سے برخلاف ہین غرضکہ انھین چرچون مین رات بسر ہوگئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اور اس طرف سے نقابدار الماس پوش

اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان مین آیا لوگ کہتے تھے کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈال دی جائے تو یہ نقابدار تب کے زندہ درگور ہو جائین لیکن کیا اقبال ہے انکا اور کیا صنعت ہے انمین کہ جسنے صورت دیکھی وہ دیوانہ ہو گیا سر پیٹنے لگا لیکن نقابدار الماس پوش نے آج لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ دیکھو تم لوگون نے کل میرے نقابدار خرس پوش سے کیا حالت لشکر سارلق کی کردی ایک نقابدار میرا تمام عالم پر بھاری ہے اہل اسلام نے جواب دیا کہ ای نقابدار غافل عالم مین بڑے بڑے لوگ بڑے ہین اگر وزیہ ساری عاقلی کھل جائیگی جسپر تجھے غرور ہے ہر چند کہ نہ تو اُس وقت مین تھا نہ ہم تھے لیکن ذکر تو ضرور ہی سنا ہوگا کہ ساحر ہشتمشن جسکو تو خداوند کہتا ہے ساحر زبردست تھا اسی دباؤ سے لوگ اُسے خداوند کہتے تھے تمام عالم کے ساحر اُسکے نام سے کانپتے اور تھرآتے تھے لیکن عمرو نے دریا مین سے اسطرح گرفتار کرکے نکال لیا جیسے ماہی گیر مچھلی کو پکڑ لیتے ہین اور کنارے دریا کے اس ذلت و خواری سے مارا کہ دیکھنے والے عبرت کرتے تھے لاش اسکی پاے فیل مین بندھوا کر تین روز ملک فرعونیہ مین تشہیر کرائی گئی جب اتنے بڑے ساحر کا یہ حال ہوا تو تیری کیا حقیقت ہے بس یہ سنکے نقابدار الماس پوش نے پھر نقابدار سرکوب خرس پوش کو اشارہ کیا یہ میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان تم بڑے بدزبان معلوم ہوتے ہو کہ خداوند ہشتمشن کی شان مین ایسے کلمات کہتے ہو انھین خود دنیا مین رہنا منظور نہ تھا پیکر ظاہری کو چھوڑ کر وہ تو چلے گئے تم خوش ہوے کہ ہمنے خداوند ساحران کو مار ڈالا ان خیالات کو دور کرو ورنہ وہی انجام تمھارا بھی ہوگا جو سرداران سارلق کا ہو چکا ہے یہ کلمات سنکے قران قزاق کو بہت غصہ آیا مرکب کو چمکا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا نگہبان ہے قران قزاق نے سلام رخصت کیا اور سامنے نقابدار خرس پوش کے آیا دیکھا کہ نقابدار پوست خرس کا لباس پہنے ہوئے ہے آدمی کا اسکو ہرگز پیچ معلوم ہوتا ہے بس جیسے ہی قران قزاق سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار خرس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا دی اور پکارا کہ ہرمن نگر شاید کہ لبناسی مر البر ادھر تو قران قزاق نے صورت نقابدار کی دیکھی ادھر سر پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش ہو گیا طرارہ اُسکو بھی اُٹھا لیگئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا عنقاے کوہ پیکر نے آنکھین بند کرکے تلوار ماری نقابدار نے سر آگے بڑھا دیا تلوار سر پر پڑتے ہی اُچٹ گئی اور گردن مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب نقابدار کی قلم ہوئی نقابدار گھوڑے سے کودا عنقاے کوہ پیکر سمجھا کہ مینے نقابدار کو مار لیا بس جیسے ہی آنکھ کھولی اور نظر صورت پر نقابدار کے پڑی سر پیٹنے لگا اور بیہوش ہو گیا نقابدار خرس پوش عنقاے کوہ پیکر کے مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب کیا پھر آہم خون آشام نکلا یہ بھی اسیر ہوا سارلق نے کہا کہ خالق قدرت تجھسے برگشتہ ہو گیا تھا مین خود اسلیے اسیر کرا دیا کہ اور لوگون کو عبرت ہو سختگان نے کہا کہ اب یہ وقت قدرت نگھارنے کا نہین ہے اپنی ہی خیریت مانگو یہی مسلمان ان نقابدارون کا کچھ تدارک کرین تو شاید ہو سکے دوسرے سے غیر ممکن ہے بلکہ اپنے سردارون کو منع کردو کہ مقابلے کو نہ جائین تو بہتر ہے سارلق نے کہا کہ تو کیا جانے کہ خداوند کیا قدرت کرتے ہین مینے غیب سے یہ بلا خدا پرستون پر نازل کی ہے انھین کے ہاتھ سے خدا پرستون کا خاتمہ کرا دونگا سختگان چپ ہو رہا کہ انکا خلل دماغ کچھ لقا سے بھی بڑھا ہوا ہے وہان نقابدار نے شام تک پھر میدانداری کی اور گیارہ سردار لشکر اسلام کے اسیر کر لیے اور

شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا بادشاہ اسلام کو سرداران اسلام کی اسیری کا کمال رنج ہوا
صاحبقران بھی اداس اور پریشان پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اُدھر سارلیق کا لشکر اپنی فرودگاہ
پر آیا نقابدار الماس پوش خوشی خوشی کوہ کی جانب روانہ ہوا اور جاتے ہی اسنے پھر نقارہ رزمی بجوا دیا
ان دونوں لشکروں میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے
تو پھر نقابدار الماس پوش اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں آیا آج اسنے دوسرے
نقابدار کو حکم دیا لیتے نقابدار اطلس پوش حور لقا میدان میں آیا اور اسنے رُخ لشکر سارلیق کا
کیا اور پکارا کہ ای سارلیق پرستو دیکھا تمنے کہ میرے بھائی نے دو میدان داریوں میں کیا حالت کر دی
ہرچند کہ وہی دونوں لشکروں کی اسیری کے واسطے کافی تھا مگر ہمارے مالک و آقا یعنے نقابدار
الماس پوش کو یہ منظور ہوا کہ میں اپنے سب نقابداروں کے جوہر دکھاؤں لہذا جسکو تمنا ہے اسیری
ہو وہ آئے یہ سنکر محلول دیوانہ اپنے مرکب کو بڑھا کر سامنے نقابدار اطلس پوش کے آیا اور
چوبدست پکڑ کر پکارا کہ ای بے شرم منہ چھپا کر مقابلے کو آیا ہے مردان عالم سے سامنا کر بس یہ سنتے ہی نقابدار
اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے دور کی محلول دیوانہ نے جو چہرہ پر نقابدار حور لقا
کے نظر کی گریبان پھاڑا اور محو جمال ہو گیا نقابدار نے کہا چلا جا کوہ کی طرف اور ہتھکڑیاں بیڑیاں
مانگ کے پہن لے دیوانہ گردن جھکائے ہوئے جانب کوہ روانہ ہو گیا وہاں ملازمان نقابدار
الماس پوش نے محلول کو اسیر مثل زنجیر کر لیا اسنے گردن بھی نہ ہلائی خوشی سے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہن
لیں اور سرداروں کو یہ خیال ہوا کہ شاید نقابدار زن حسینہ ہے اسکی محبت میں دیوانے نے یہ حرکت کی
یہ سوچ کر قران گردن کش نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے قیطول سارلیق کے آکر آواز دی کہ یا
خداوند مجھے اجازت ہو میں آپ سے ہرگز بدگردانی نہ کرونگا اور اس نقابدار کو باندھ لاؤنگا سارلیق
نے کہا جا میں نے یہ انتہی ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی یہ سنکے قران گردنکش بار دگر مرکب پر
سوار ہو کے سامنے نقابدار حور لقا کے آیا اور پکارا کہ او نقابدار تجھے شرم نہیں آتی کہ مردان عالم کو
خنجر ابرو تیر ناز سے قتل کرنا ہے لا ضرب اپنی یہ سنکے نقابدار نے پھر نقاب اُلٹ دی قران گردن کش
کی بھی وہی حالت ہوئی جو محلول دیوانہ کی ہوئی تھی نقابدار نے اسکو بھی کوہ پر جانے اور اسیر ہو کر
بیٹھنے کا حکم دیدیا یہ بھی فرمانبرداروں کی طرح جانب کوہ روانہ ہو گیا سنگان نے کہا کہ ای قران گردنکش
ارے تو تو کہتا تھا کہ میں حسن پرست نہیں ہوں پھر کیوں نقابدار کا کہنا مانا ہی قران گردن کش نے
کوئی جواب نہ دیا اور سیدھا کوہ پر پہونچا اور ہتھکڑیاں بیڑیاں مانگ کے پہن لیں اسی طرح سترہ سرداروں
کو نقابدار حور لقا نے اطلس پوش نے بھی اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا صاحبقران نے کہا کہ یقین ہے کل یہ بلا ہمارے لشکر پر آئیگی سکندر ہر نشین حیران تھا
کہ ان نقابداروں کو کسنے تیار کیا ہے اسنے نقابدار یا ساحر شمشمنس نے تیار کیے تھے یا اس زمانے
میں دکھائی دیے جسنے ان نقابداروں کو تیار کیا ہے وہ بھی ساحر شمشمنس سے کم نہیں ہے الغرض
وہاں پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو تینوں فریق وعدہ گاہ مصاف میں آکر صف آرا ہوئے تو آج پھر
نقابدار اطلس پوش میدان میں آیا مگر آج اسنے لشکر اسلام کے سرداروں کو ٹوکنا شروع
کیا جو نکلا اور صورت نقابدار کی دیکھی وہ دیوانہ محبت ہو کر جانب کوہ چلا گیا بندہ سردار
امیر کے بھی گرفتار ہوئے روز بروز پریشانی بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی زائد ہوتی چلی جاتی ہے

خضران اور طیفور روزکوہ کی طرف جاتے ہین کہ کیفیت حال دریافت کرین مگر کچھ پتا نہین چلتا ہی مجبور ہوکر ناچار واپس آتے ہین ادھر ساریق بھی متردد ہی دل مین کہتا ہی کہ بغیر ساحرون کی شرکت کے یہ مرحلہ سر ہوتے نہین معلوم ہوتا ہی الحاصل پانچوان دن ہوا اور آج نقابدار سبز پوش سلی زن میدان مین آیا اور نہیب دی کہ کون میرے مقابلہ کے واسطے آئے گا لشکر ساریق سے نہنگ دریا دل نکلا اور سامنے سبز پوش کے آکر دست بقبضہ ہوا ادھر نقابدار نے نقاب چہرہ سے الٹی اور دوڑ کر طمانچہ مارا کہ نہنگ دریا دل بیہوش ہوکر گرا عیاز بچی اسکو اٹھالے گئی شام تک اسنے بھی قریب اٹھتیس سردارون کے سرداران کفار سے گرفتار کیے اور دوسرے دن لشکر اسلام کی طرف رخ کیا اور سترہ سردار سرداران اسلام سے اسیر کر کے لے گیا ساتوین روز نقابدار زرین پوش برق افگن میدان مین آیا اور لشکر ساریق کو ٹوکا اور آواز دی کہ آج جو زندگی سے سیر ہو وہ نکلے اسلیے کہ میرے تینون بھائی جو لڑ چکے وہ رحم دل تھے کہ صرف اسیر کر لے گئے میدان جنگ مین مین مروت کو دخل نہین دیتا ہون میرے حملہ مین دنیا سے منہ پھر جاتا ہی زندہ کو کون قید رکھ کر نگرانی کیا کرے مین ہمیشہ کے واسطے قضا کے حوالہ کر دیتا ہون تاکہ جھگڑا پاک ہو بس یہ سنکر جانباز تیغ زن مرکب کو چمکا کر سامنے زرین پوش کے آیا اور تلوار ماری نقابدار نے وار جانباز تیغ زن کا اپنے سر پر روک کر جو نقاب چہرہ سے الٹی اور مسکرایا تو اک برق چمک کر سر پر جانباز تیغ زن کے پڑی کہ دو پرکالے ہوگئے جانباز تو حق جانبازی سے ادا ہوگیا لیکن کفار تھرا گئے کہ یہ کونسی آفت ہی کہ حربہ ان نقابدارون پر اثر نہین کرتا ہی اور ہر ایک کی صورت مین نئی قسم کی تاثیر ہی خصوصاً یہ تو بلا ایک بلاے مبرم ہی چند اجل رسیدہ اور لشکر ساریق سے نکلے اور واصل جہنم ہوے اب یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص میدان مین جانے سے جی چرانے لگا اور ہر آدمی لشکر کا لرزان تھا ساریق کا پرانبد ہوگیا اور کوئی براے مقابلہ نہ نکلا اس وقت اس نقابدار نے لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ تم مین جسکا پیمانۂ عمر لبریز ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس اس کلمہ کو سنتے ہی ضیغم بن اسد پنجہ گیر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور عرض کی کہ یہ غلام زندگی سے سیر ہی چاہتا ہی کہ حق نمک سے ادا ہوجائے فرمایا کہ ای ضیغم یہ تو اپنے پانون سے دہان گور مین جاتا ہی تمنے کیا سمجھ کر اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا ضیغم پنجہ گیر نے عرض کی کہ بچپنا گیا جوانی آئی جوانی گئی بڑھاپا آیا بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید باقی رہ گئی اب ایسے وقت مین بھی اگر مین نے ایسی سعادت کو حاصل نہ کیا تو بستر خواب پر مرنے کے سوا کیا امید ہی خوشا نصیب اس شخص کے جو جام شہادت سے سیراب ہو بادشاہ اسلام نے بمجبوری ضیغم پنجہ گیر کو رخصت کیا یہ مرد مومن دشمن سامنے نقابدار کے آیا اور کہا کہ ای بلاے مبرم تو مجھکو بھی نگل لے مین اسی لیے آیا ہون کہ حق نمک سے ادا ہوجاؤن اتنا جانتا ہون کہ اجل تیری بھی سر پر کھیل رہی ہی یہ اہل اسلام ہین انکے ہاتھ سے بچنا تیرا آسان نہین ہی نقابدار نے کہا کہ اگر نقاب اٹھاکے جاپڑون تو سارا لشکر تہ و بالا ہوجائے مگر ابھی حکم نقابدار الماس پوش کا نہین ہی لا حربہ اپنا کہ دل کی حسرت دل مین رہ جائے میری صورت آئینہ ہی موت کا پھر دم بھر کی مہلت نہ ملیگی یہ سنکے ضیغم پنجہ گیر نے فرمایا کہ اہل اسلام کی جانب سے کبھی سبقت نہین ہوئی تو حربہ کر جب خدا تیرے حربہ سے مجھے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی اور مسکرایا لبون کی جنبش برق کی چشمک تھی کہ ضیغم پنجہ گیر کو جلا کے خاک کر دیا بس یہ دیکھنا تھا کہ بادشاہ اسلام کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اور صاحبقران دوران کو نہایت غیظ آیا قریب تھا کہ مرکب کو جولان کر کے آئیں مگر نقابدار الماس پوش نے اپنے نقابدار کو بلالیا اور آواز دی

کہ اے اہل اسلام و اے اہل باختر اب بھی تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ آکر اطاعت میری اختیار کرو ورنہ کل
اسی نقابدار سے دونون لشکرون کو جلوا دونگا یہ کہکر میدان سے پھر گیا سارلیق نے اپنے جلے ہوے
سردار کی لاشین اٹھوالین اور امیر باتوقیر ضیغم پنجہ گیر کی لاش اٹھوا کر کمال محزون میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور لاش کے دفن ہونے کا حکم دیا اور خضران کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمنے
اس وقت تک ان نقابدارون کا کوئی تدارک نہ کیا اب لوگون کو یاس تمک نہین ہے جو امیر اول کے
زمانے مین تھا تمہارے دادا نے ساحر مشمش کے چالدون نقابدارون کو کس حسن سے مارا اور تمسے
ایک نقابدار کا بھی تدارک نہو سکا اگر تم جان چراتے ہو تو زنبیل وغیرہ کسی اور عیار کے سپرد کرو خضران کو
اس کلام کا صاحبقران کے ملال ہوا اور یہ رونے لگا کہ افسوس ہماری قدر کرنے والا خانہ کعبہ مین
ہے یہ لوگ کل کے بچے ہمارے کیا قدر کرینگے صاحبقران کو تو کوئی جواب نہ دیا بارگاہ سے نکل کر اپنے
خیمہ مین آیا اور وہان سے اپنا بوریہ بدھنا سنبھال کر جنگل کی راہ لی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خضران
چلے گئے امیر نے عیارون سے حکم دیا کہ جاکر گرفتار کر لاؤ جو خضران کو لائیگا اُسے اسقدر انعام
دونگا کہ مالا مال کردونگا یہ اسیوقت مین ساتھ چھوڑتا ہے عیار تعاقب مین گئے لیکن کہین پتا نہ پایا
آخر واپس آئے اور عرض کی کہ خضران کا کہین پتا نہین ہے امیر خاموش ہو رہے اور فرمایا کہ خیر
دیکھا جائیگا وہان نقابدار نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی اور میدان مین آکر دونون لشکر صف
آرا ہو چکے تو آج پھر نقابدار اول یعنے سرکوب خرس پوش میدان مین اور لشکر سارلیق کے کئی سردار
اسیر کیے اُس وقت سارلیق نے چپکے سے محو جادو کو بلایا اور کہا کہ ان نقابدارون کا کوئی تدارک
کر محو جادو نے کہا کہ اے خداوند باختر یہ بلاے بد مین انکا تدارک غیر ممکن ہے شاید ملکہ خلخال جادو آئین
تو کچھ تدارک کرین دوسرے ساحر کی مجال نہین ہے کہ اس نیرنگ کو مٹا سکے یہ اُس شخص کا سحر ہے
جو اس وقت خداوند ساحران کا فرزند اور مشمش ثانی ہے لیکن ستارہ ان نقابدارون پر سخت
آیا ہوا ہے اہل اسلام کی طرف سے انکو زک پہونچیگی بس آج کی آفت آپ کے لشکر پر آخر ہی ہے
کل ان نقابدارون پر کوئی ایسی بلا نازل ہوگی کہ یہ خود یہان سے پلٹ جائینگے سارلیق خاموش ہو رہا
لیکن اب نقابدار ہر چند ٹوکتا ہے مگر کوئی مقابلے کے واسطے نہین نکلتا ہے اُس وقت سارلیق
نے محو جادو سے پھر کہا کہ آج کا دن تو کسی طرح ٹال ایسا نہو کہ کوئی ایسا سردار جاکر اسیر بلا ہو جائے
جن لوگون پر بھروسا ہے تو پھر مسلمانون کو کون جواب دیگا محو جادو نے کہا اسکا مین بند و بست کیے دیتا ہون
یہ کہکر اسنے پتلہاے سحر واسطے مقابلہ کے بھیجنا شروع کیے دن بھر مین سترہ اٹھارہ پتلے نقابدار
گرفتار کرکے لیگیا لیکن جب اپنے مقام پر زیر سایہ ابر طلسمی رنگ پہونچا تو پتلے اپنے ہیئت اصلی پر
آ گئے اُس وقت نقابدار الماس پوش کو ثابت ہوا کہ یہ کرشمہ سحر تھا اور دکھاوے کی لڑائی تھی بس
اسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ اسی وقت یہ ابر اڑا کر قبطول وغیرہ کو خاک سیاہ کردون لیکن وزیر زادیون نے
سمجھایا کہ ایسا نچاہیے کر دو رہا جائین تلف ہو جائینگی ہر خداوند نے بندون کی رعایت کی ہے اگر آپ ایسا
کرینگی تو یہ فعل شاید خداوند شعشاع بن مشمش کے خلاف گزرے یہ سنکے نقابدار الماس پوش
خاموش ہو رہا اور کہا کہ اچھا کل تو خدا پر ستون سے سامنا ہے جب ان لوگون کی نوبت آئیگی اُس وقت
دیکھا جائیگا یہ کہکر اُسنے اسی جوش غیظ و غضب مین پھر طبل جنگ کا حکم دیا اُدھر بھی کوس حربی بجا آج
لشکر اسلام مین تہلکہ تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے پھر اُسی نقابدار منحوس سے سامنا ہے جسپر نہ حربہ تاثیر کرتا ہے

اور نہ اسکی صورت دیکھکر اپنے اختیار میں انسان رہتا ہی اسی فکر میں تمام رات اہل اسلام پریشان رہے
جب صبح ہوئی تو حسب معمول نقابدار کوہ سے اتر کر صحرا میں آئے کہ چاروں نقابدار برابر آکر کھڑے
ہوے ادھر امیر کا لشکر صف آرا ہوا ادھر سیاریق کی فوج آراستہ ہوئی نقابدار الماس پوش نے
سیاریق کی طرف دیکھکے آواز دی کہ او بیحیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خداوندی کا دعوے کرتا ہی اور غبارانہ
کی لڑائی لڑتا ہی کہ ساحروں پر تجھکو دعوے ہی تو خلاصہ برا ہے مقابلہ کھیچ پردے میں بیٹھکر تنجر
کرنے کا کیا لطف ہی خیر کل تک تو تجھے بیخبری تھی لیکن آیندہ دیکھا جائے گا اور اہل اسلام
کی جانب خطاب کرکے کہا کہ کیوں اپنے ہاتھ سے اپنی عزت میں فرق لاتے ہو اگر میرے
طلب کرنے سے چلے آتے ہوتے تو یہ روز سیاہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی میں تمہاری ہی
شرکت کرتا اسلیے کہ تمہارے طریقے مجکو نہایت پسند تھے خیر جب مجبور ہوگئے تو آپ ہی طاعت
کرو گے یہ کہکر اسی نقابدار خرس پوش کو اشارہ کیا کہ جا او آج کی میدانداری خوب سرگرمی
سے کر جتنے زیادہ سردار اسیر ہونگے اسیقدر میری خوشنودی ہوگی یہ اشارہ پاتے ہی نقابدار
خرس پوش مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور نہیب کی کہ اے اہل اسلام آج کس کس کی تقدیر میں سر پیٹنا ہی
تم لوگ زندگی ہی میں اپنے مرنے کا ماتم کر لیتے ہو آئے جسکو دعواے مقابلہ ہو اس سوال پر
نقابدار کے سرداروں نے گردنیں نیچی کر لیں کہ اسکے مقابلہ کو جائیں تو کیا کریں اس سے تو وہ
زرین پوش برق افگن غنیمت ہی کہ مر گئے تو پردہ رہگیا ذلت اٹھانے کے بعد اہل دنیا کو منہ
دکھانا تو بڑی شرم کی بات ہی نقابدار نے پھر آواز دی کہ اگر کوئی نہیں نکلتا تو پھر میں آتا ہوں میں نے
تو سنا تھا کہ مسلمان بڑے منچلے اور بہادر ہیں اس کلام پر نقابدار کے عزیزان صاحبقران
کو طیش آیا اور خود صاحبقران اسکے منتظر ہوے کہ تیسری آواز پر بھی اگر کوئی نہ نکلا تو میں آپ
اسکے مقابلہ کو جاؤنگا کہ یکایک جانب صحرا سے اک بگولہ گرد کا اڑا اور دیکھا کہ اک نقابدار
الفی پوش مرکب کو جولان کیے ہوے چلا آتا ہی ہمیں سے نقابدار الفی پوش نے آواز دی
کہ منم فرستادہ خداوند قہار باش او نقابدار خرس خصلت کہ میں آپہونچا تو نے اسقدر بندگان خدا پر
ظلم کیے کہ آخر مجھے آنا پڑا خدا پرست تو سمجھ گئے کہ یہ خدا پرست ہی کیونکہ قہار بھی نام پروردگار عالم کا ہی لیکن کفار حیران تھے
کہ یہ خداوند قہار کون ہیں جنھوں نے نقابدار الفی پوش کو بھیجا ہی لیکن دیکھیے کہ نتیجہ کیا ہوتا ہی نقابدار
خرس پوش نے کہا کہ او الفی پوش لا حربہ اپنا دیکھوں تو کہ تجھ میں کیا کمال ہی نقابدار الفی پوش
نے کہا کہ میں تیرے حربے کا مشتاق ہوں نقابدار خرس پوش نے کہا کہ میرا حربہ تو میری صورت
ہی ہے دیکھ یہ کہکر نقاب چہرہ سے اٹھا دی ادھر تو اسنے نقاب اٹھائی ادھر نقابدار
الفی پوش نے آنکھیں بند کرکے گرز چہرہ نقابدار پر مارا نقابدار خرس پوش کو اطمینان ہی کہ حربہ
مجھپر اثر نہیں کرتا گرز اسکا کیا کرے گا سر آگے بڑھا دیا لیکن گرز جو پڑتا ہی تو کلہ گرز پر سے اڑ گیا
اور اسقدر گرد اڑی کہ چہرہ پر نقابدار خرس پوش کے انگل بھر جم گئی نقاب اصلی ہٹ گئی گرد کی نقاب
نے منہ ڈھانپ دیا اور کچھ گرد نفس کے ذریعہ سے دماغ میں پہونچی نقابدار چھینک مار کر بیہوش
ہوا بس نقابدار الفی پوش نے بغیر عیاری بجائی صحرا سے دو صحرائی لتے جسم پر باندھے ہوے
لنگوٹے چمڑے کے لیے ہوے پیدا ہوئے اور آتے ہی مشکیں نقابدار سرکوب کے
چمڑا رکھ کر باندھ دیا اور اٹھائے ہوئے صحرا کی جانب چلے گئے لشکر سیاریق کے لوگ

تو تالیان بجانے لگے اور لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی لیکن نقابدار الماس پوش کو نہایت غصہ آیا ہر چند کہ باری نقابدار
حور لقا اور ملنگینہ پوش کی تھی مگر اپنے غصہ مین نقابدار زرین پوش برق افگن کو اشارہ کیا کہ جا کر خاتمہ ہی کر دے نقابدار
زرین پوش مرکب کو اڑا کر سامنے نقابدار الفی پوش کے آیا اور آواز دی کہ او الفی پوش غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو گرفتار
کر لیا کب چھوڑتا ہون تجھکو الفی پوش نے کہا کہ جو حال خرس پوش کا ہوا ہی اُس سے بدتر
تیرا حال ہوگا لا حربہ اپنا بس یہ سنتے ہی نقابدار برق افگن زرین پوش نے حجاب رُخ کو دور
کیا اور مسکرایا دانت اسکے چمکے ادھر الفی پوش نے سپر پشت سے لی اور سامنے کر دی یہ سپر
بلور کی تھی مثل آئینہ کے عکس اُسمین نظر آتا تھا بس جیسے ہی نقابدار نے اپنی صورت آئینہ سپر مین
دیکھی مدت عمر سپری ہوئی جو برق اسکی دندان برق تاب مین پوشیدہ تھی اور خرمن جان کی مشتاق
رہتی تھی چمک کر بلند ہوئی اور نقابدار ہی کے سر پر گری کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوگئے بس مرتے ہی
نقابدار کے الماس پوش گھبرا گیا کہ یہ الفی پوش تو بلاے بد ہی ادھر اہل اسلام نے
احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی الماس پوش نے دیکھا کہ دو نقابدار مقابلے کو گئے ایک مارا گیا
ایک جو مارا نہین گیا وہ مرنے سے بدتر ہی کہ اسیر ہوگیا دشمن کے قابو مین ہی وہ چاہے مار ڈالے
چاہے زندہ رہنے دے اب اپنے کسی نقابدار کو مقابلے کے لیے نہین بھیجا اُس وقت الفی پوش
نے بھی نقاب چہرہ سے اُلٹی اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم
شاہ عیاران جہان رفیق خاص صاحبقران کشندہ کافران یعنے خواجہ خضران سختگان نے تو
درود پڑھا اور کہا کہ ایسے لوگون کی ملک الموت آپ ہی ہین سارلیق نے بھی دل مین کہا کہ واقع
مین جیسا سختگان اسے کہتا ہی یہ تو کچھ اُس سے بھی بڑھا ہوا ہی ادھر صاحبقران حق پژوہ یعنے
عادل کیوان شکوہ نے خضران کی بہت تعریف فرمائی اور کئی سردارون کو استقبال کے لیے
بھیجا خضران نے بغیر عیاری بجائی جو عیار جنگلی بنکر نقابدار خرس پوش کو پکڑ لے گئے تھے
اور جھاڑیون مین چھپے بیٹھے تھے وہ نقابدار کو اُسی طرح لیے ہوے حاضر ہوے خضران بھی
خدمت صاحبقران مین آیا نقابدار الماس پوش تو طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا ادھر
لشکر سارلیق مین نقابدار اپنی فرودگاہ پر آیا امیر میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خضران کو
خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ ای خضران مجھے تمھارے غائب ہونے پر شک ہوا تھا کہ تم خانہ کعبہ
چلے گئے مگر نہین معلوم ہوا کہ تم عمرو کے جانشین ہو تو دنیا کی مہم کتین بھی ہین تمنے یہ سپر کہان سے
پیدا کی جسنے یہ تاثیر دکھائی کہ نقابدار کا حربہ پلٹ کر اُسی پر گرا اُس وقت خضران نے عرض کی کہ یا
صاحبقران یہ حضور کا اقبال تھا کہ تدبیر قتل و گرفتاری نقابداران میرے ذہن مین آئی ہی کہ
وہ واقعہ سنا تھا کہ زمانہ لقا مین فرعونیہ سے چار نقابدار آئے تھے ایک کی صورت دیکھکر ہنسی
آتی تھی ایک کو دیکھکر رونا آتا تھا ایک کو تڑا کے بیہوش کر دیتا تھا اور ایک لڑکے گرفتار کر لیجاتا
تھا والد صاحب نے آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا جسنے اپنی صورت دیکھی وہ خود بتلاے بلا ہوا
میرے ذہن مین یہ بات آئی کہ وہ چارون نقابدار ساحر شیشہ کے بنائے ہوے تھے اور یہ
اسکے بیٹے نے بنائے ہین ضرور اُسنے اس نکات کا خیال کیا ہوگا کہ کوئی شخص آئینہ دکھا کر انکو بھی
نہ مار ڈالے اول تو یہ نقابدار خود آئینہ کی طرف نہ دیکھتے دوسرے یہ کہ ممکن تھا کہ تم نے
آئینہ کا بھی کوئی تحفظ کیا ہو تو مین نے مقوے کا گرز تیار کیا تھا اندر اُسکے بیہوشی بھری ہوئی تھی

جسوقت نقابدار نے نقاب اُلٹی تو قبل اسکے کہ نگاہ میری اُسکے چہرہ پر پڑے گرز مار دیا جس سے وہ بیہوش بھی
ہوا اور چہرہ اسقدر گرد آلودہ ہو گیا کہ نظر پڑنے پر نہ چہرہ صاف معلوم ہوا نہ مجھپر کوئی تاثیر ہوئی اور دوسرے
نقابدار کو سپر کی صورت کا آئینہ بنا کر دکھایا اگر آئینہ پر سپر کا دھوکا نہوتا تو وہ کبھی نہ دیکھتا صاحبقران
نے اُسکی دانائی پر آفرین کی لیکن نقابدار الماس پوش جو واپس ہو کے اپنے لشکر مین آیا تو اُسنے
حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز سے کہا کہ کون سی تدبیر کرون جو نقابدار سرکوب
رہا ہو زرین پوش تو مارا جا چکا ان دونون نے کہا کہ صاحبقران کی مروت مشہور ہی آپ اُنکے سردارون کو
چھوڑ دیجیے یقین ہی کہ وہ آپ کے نقابدار کو رہا کر دینگے مہتاب ہلال ابرو نے کہا کہ اگر صاحبقران
نے اُسے رہا نکیا ان دونون نے کہا کہ غیر ممکن ہی ملکہ کو یہ رائے پسند آئی پس اُسیوقت اُسنے سب
سرداران صاحبقران کو طلب کیا اور ہر کسے دیگر ساتھ عزت کے رخصت کر دیا اور ساریق کے سردارونکو
بھی چھوڑ دیا مگر اس طرح کہ عرق نسیان سنگھوا کر چہرہ کالے کر کے نہایت ذلت سے یہ لوگ چھوٹتے ہی
بھاگے اور لشکر ساریق مین آئے یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ سردار چھوٹ کے آگئے پس اُسنے کہا
کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سب نے تعریف کی کہ تو ایسا ہی خداوند ہی یہ بات تو نے
نقابدار کے دل مین ڈال دی کہ اُسنے سبکو رہا کر دیا لیکن سرداران اسلام جو ساتھ عزت کے لشکر
اسلام مین آئے تو اخلاق نقابدار کی صاحبقران سے بہت تعریف کی صاحبقران نے خضران سے
فرمایا کہ اب تو اُسکے نقابدار کو بھی خلعت دیکر رہا کر دو بلکہ تم خود جاؤ اور اُسکو پہونچا آؤ خضران نے
عرض کی کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھے اور نقابدار کے چہرے پر کچھ روغن عیاری ملکے صورت
اُسکی بدل دی کہ کوئی اثر پیدا ہو تو اُسکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حکم صاحبقران یہ ہی کہ تمہین آزاد کیا اٹھو اپنے مالک پاس چل
اُسنے جو اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پایا تسلیم بجالایا امیر نے خلعت عنایت کیا نقابدار رخصت ہوا خواجہ خضر نقابدار کے ساتھ روانہ
ہوئے یہ خبر نقابدار الماس پوش کو پہونچی کہ صاحبقران نے بھی میرے نقابدار کو رہا کر دیا اور
رفیق خاص صاحبقران کا نقابدار کے ساتھ آتا ہی یہ سنکر نقابدار الماس پوش نہایت خوش ہوا اور دونون نقابدارون
کو واسطے استقبال کے بھیجا جسوقت خواجہ خضران سامنے نقابدار الماس پوش کے پہونچے
سلام کیا نقابدار نے غور سے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے ایک نقابدار کو مارا ایک کو اسیر کر لیا تھا اب
رہا کر کے لایا ہی نقابدار الماس پوش نے خضران کو بیٹھنے کا حکم دیا اور صاحبقران عالیشان
کا شکریہ ادا فرمایا خضران نے کہا کہ اب کبتک طبل جنگ نہ بجے گا نقابدار نے کہا کہ اب میرا قصد اپنے
وطن جانے کا ہی اس جنگ سے مجھے کوئی تعلق نہین ہی جو لوگ لڑتے ہین وہ لڑین مجھے اپنے نقابدار کے
مرنے کا رنج ہی لیکن ایسے ایسے نقابدار بہت سے ہو سکتے ہین اسوقت حضور جنگ نواز اور سرور
جنگ نواز بے نقاب بیٹھی ہین خضران کی نظر جو ان دونون پر پڑی حضور جنگ نواز کو بہت
پسند کیا اور نقابدار الماس پوش سے کہا کہ یہ دونون گائنین آپ کی کیسا گاتی ہین ملکہ نے فرمایا کہ یہ میری
وزیرزادیان ہین گائنین نہین ہین اور ایسا گاتی ہین کہ انکا مثل کاہے کو ہی چونکہ تم مہمان ہو تمہین بھی سنوا دونگی
خضران نے باتون مین تاڑ لیا کہ یہ الماس پوش بھی عورت ہی کچھ بھید اسکا معلوم ہونا چاہیے اب
چال ڈھال پر نظر کی تو اور بھی شک گذرا کہا اے نقابدار عالی مقدار صاحبقران کو بھی گانا سننے کا نہایت
شوق ہی اگر نامناسب نہو تو انکو میرے ساتھ بھیجیے وہان امیر سنینگے اور خلاف مزاج ہو تو آپ بھی تشریف
لیچلیئے نقابدار نے فرمایا کہ اے خضران مین نے صاحبقران کو بلایا اور وہ نہ تشریف لائے یہ کیونکر

ہو سکتا ہو کہ مین بے بلائے چلا جاؤن خضران نے کہا وہ بلانا آپکا او طرح کا تھا صاحبقران خلق مجسم ہین اگر آنکو دوستی ہے پیرایہ ہین ایک لطف کے ساتھ بلایا جاے تو ضرور تشریف لائینگے نقابدار نے کہا مین ابھی شوق نامہ لکھتا ہون یہ کہکے قلم دوات طلب کی اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کیا صاحبقران ہمارے آپ کے جنگ کا سلسلہ تو منقطع ہوا اب ہم رخصت ہوا چاہتے ہین لہذا ہمارا جی چاہتا ہو کہ اس کوہ پر ایک جلسہ مختصر ہو جسمین ہم ہون اور آپ رات بھر گانا بجانا رہے صبح کو ہم اپنے ملک کو چلے جائین آپ اپنے لشکر مین تشریف لے جایئے نہین معلوم آیندہ کب اور کس مقام پر ملاقات ہو یہ نامہ طرارہ رفتار کو دیا خضران اسی جگہ بیٹھے رہے طرارہ طرارے بھرتی ہوئی دم بھر مین لشکر اسلام مین پہونچگئی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچی چوبدار نے اطلاع کی کہ طرارہ تیز رفتار عیار بچی نامہ لیکر آئی ہو اور امیدوار باریابی ہو صاحبقران نے فرمایا بلاؤ طرارہ سامنے آئی مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور سامنے صاحبقران کے نامہ پیش کیا امیر بانوقیر نے نامہ کو پڑھا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ خضران بھی وہین و نقابدار نے محبت آمیز عبارت تحریر کرکے مجھے بلایا ہو لہذا مین جاتا ہون رفقا نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا صرف طیفور بادیہ گرد کو اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوے طرارہ نے پہلے پہونچکر نقابدار کو اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین فوراً نقابدار الماس پوش براے استقبال روانہ ہوا اور زیر کوہ تک آکے صاحبقران کو لیگیا جاے نفیس پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا خواجہ خضران بھی موجود تھے امیر نے دعوت نقابدار کی قبول کی مگر صرف میوہ نوش فرمایا نقابدار نے اور غذاؤن کی بابت اصرار کیا پہلے صاحبقران بلطائف الحیل ٹالا کیے جب نقابدار نے بہت کہا تو امیر نے فرمایا کہ بالفعل ہمارے تمھارے اختلاف مذہب ہو اور ہمارے یہان جو خداے برحق کو نمانے اسکے ہاتھ کی چیز کھانا پینا منع ہو پھر نقابدار نے اصرار نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر میرے یہان کے کھانے سے انکار ہو تو اپنے عیار کو بھیجکر اپنے یہان سے منگوا لیجیے مجھے ملال نہوگا اسلیے کہ مجھے تکلف مین تکلیف دینا منظور نہین ہو نقابدار یہ باتین کرتا جاتا تھا اور غور سے چہرہ صاحبقران دیکھتا جاتا تھا دل مین کہتا تھا کہ ایسے حسین مرد بھی ہوتے ہین جو یہ صاحبقران ابھی نوجوان بھی ہین اور حسن وجمال مین عدیم المثال ہین نقابدار الماس پوش یعنے ملکہ مہتاب ہلال ابرو کا سن بھی تیرہ چودہ برس کا ہو امنگ کا زمانہ ولولون کے دن ہین اس سن مین قدرتی لگاؤ عورت کی طبیعت کو مرد کی جانب مرد کی طبیعت کو عورت کی طرف ہوتا ہو صاحبقران تو ابھی تک ناواقف ہین کہ یہ عورت ہو یا مرد اور صورت اسکی کیسی ہو مگر یہ تو بے محابا امیر کے جمال بے مثال کو دیکھ رہی ہو اور دل مین وجد کر رہی ہو بس اسکا نہین چلتا ہو کہ امیر کو پکڑ لے جاے مگر یہ بھی کہ انجمن مین رسوائی ہوگی شعشع بن شمشش کے خلاف ہوگا کہ تو نے دشمن کو مار آستین بنایا ادھر ماں باپ کی رسوائی کا خوف یہ عجیب طرح کی الجھن مین ہو صاحبقران اسکی زیادتی التفات دیکھکر خود متعجب ہوے جاتے ہین کہ اسقدر التفات نقابدار کا کیون ہو اب بزم نشاط آراستہ ہوئی ملکہ نے صاحبقران سے عرض کی کہ یہ دونون وزیرزادیان میری ایسی چنگ نوازی کرتی ہین کہ لامثل و نظیر نہین ہو مین نے انھین کے سنوانے کے لیے آپ کو تکلیف دی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی مشتاق ہون اسوقت ان دونون نے پہلے تو چنگ نوازی کی بعد اسکے ایک نے گانا شروع کیا دوسری نے چنگ بجانا شروع کیا جب ایک گاچکی تو دوسری گانے لگی اور پہلی چنگ بجانے لگی یہ دونون ایسی دلکش گائین کہ محو کر دیا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور خضران نے بھی گردن ہلائی حضور چنگ نواز کے گانے پر

دو ایک مقام پر خضران نے منہ اپنا بنایا آخر وہ جل کے بول اُٹھی کہ اگر تمھیں بھی کچھ دخل ہو تو تم بھی اپنا گانا سناؤ
صاحبقران نے چشم و ابرو خضران کی دیکھے مسکرا کر خاموش ہو رہے طیفور نے سرور جنگ نواز کی جنگنوازی
پر طعن کی اُسنے چنگ ہاتھ سے رکھ دی اور حضور جنگ نواز سے کہا کہ بس چپ ہو رہو یہ ہوا
چنگ پر طعن کرتا ہے دوسرے صاحب گانے پر ہنستے ہیں معلوم ہوتا ہے یہ بھی کچھ جانتے ہیں ذرا ہم بھی تو سنیں کہ کیسے
ہیں خضران نے کہا مجھے کوئی عذر نہیں ہے اور طیفور نے اُٹھ کر چنگ اُٹھالی خواجہ خضران نے

غزل شروع کی

غزل

جان قول موت سے بد نام قاتل ہو گیا
جسنے مجھ بسمل کو دیکھا خود وہ بسمل ہو گیا

جب کسی محفل میں وہ بت زیب محفل ہو گیا
تھا جو پہلے سہل مجکو اب وہ مشکل ہو گیا

ہر کسے ہر منکر تیری رحمت کا قائل ہو گیا
حلق پر تلوار رکھکر خود میں بسمل ہو گیا

بدگمانی سے نہ میری آنکھ جھپکی صبح تک
آب پیکان نیت آغوش ساحل ہو گیا

خوش کیا اُس نازنین کی بدگمانی نے مجھے
قتل پر میری جب آمادہ وہ قاتل ہو گیا

دیکھکر میرا جنون نیند آئی اسکو وصل میں
کچھ نہ کچھ پاہی گیا جب بس سے سائل ہو گیا

وقت آخر کیون نہ لیجائیں وہ بالین سے مری
آسمان در پر ترے کشکول سائل ہو گیا

سیکڑون آنکھیں ہیں فرش رہ ہر دلنشین
کاروان داہنے سے تیرے یکدل ہو گیا

چھانکر سینہ ترے ناوک نے پوری لی خبر
آنکھ جس غنچہ پر آسنے ڈالدی دل ہو گیا

اک سواد لکے آسیے کیا مجھے حاصل ہو گیا
کوچۂ جانان میں جانا مجھکو مشکل ہو گیا

پھر ہر اک آپس ہی میں اک اک کا مائل ہو گیا
جو حسین اُٹھا ادا پر تیری مائل ہو گیا

نام آغوش لحد آغوش ساحل ہو گیا
شام ہجر ایسے اُڑائی اُسکے لوانے نے حنا

نیند میں ایسا وہ شام وصل غافل ہو گیا
سنگ طفلان میری آنکھون سے جنون میں گر کے

آتشی بت تکرے ہا دل میں گرہ خود دل ہو گیا
ہر کف پا سے ترے کیونکر نہیں آگاہ بلبلین

پایا جب غافل مجھے تو وہ بھی غافل ہو گیا
آج مجکو مار ڈالا دشمنون کے قتل نے

کیا علاج اُسکا ہو جو مرنے کے قابل ہو گیا
انتظار مرگ میں خنجر گلے پر رکھ لیا

آج میرے گھر سے جانا مجکو مشکل ہو گیا
بیخودی میں کبھی نہیں سمجھا تغافل کو تری

اُسکے نزدیک سب میں میرے تو نکتہ دان ہو گیا
اب تو رحم آئیگا ظالم تجھے ہر ایک پر

قتل ہو کر میں زمانے بھر کا قائل ہو گیا
ضعف سے اک اک قدم ایک ایک منزل ہو گیا

واہ ری قسمت غضب دشمن وہ قاتل ہو گیا
باندھلی جسنے کمر سے تیغ قاتل ہو گیا

غیر کو چنگے سے کچھ کہکر جب اُسنے تیغ دی
اے جنون ذرہ سے بدتر ماہ کامل ہو گیا

درمیان پردہ ہاے چشم جانان ہر نگاہ
رنج سہتے سہتے سخت ایسا مرا دل ہو گیا

اُف رے نازکی کہ اسی وقت آئی مجکو موت بھی
ذرہ ذرہ تیرے در کا ماہ کامل ہو گیا

گر میں بوسہ پا ظالم نے نقرہ تو دیا +
وار کرتے کرتے شل بازو سے قاتل ہو گیا

اس طرح کا تو ستمگر اور ستم ایجاد ہے
ہجر قاتل میں ہوا بنیا آپ قاتل ہو گیا

باعث جمعیت خاطر ہے زنار بتان
میں نہیں غافل ہوں تو ہی مجھسے غافل ہو گیا

واہ کیا تیر نگاہ یار افسون ساز ہے
ظلم یہ بھی ہے جو میرا سا ترا دل ہو گیا

محو نظارہ اب اس سے بڑھکے کیا ہو گا کلیم
ہوش اپنے گم کیا ایسا وہ غافل ہو گیا + خواجہ خضران ایسا ایسا گانے

اور ایسی ایسی طیفور نے چنگنوازی کی کہ ہر چند حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز نے چاہا کہ نکتہ چینی
کریں ممکن نہوا اور ملکہ تو محو ہو گئی کہا یا صاحبقران مجھے ناز تھا کہ یہ دونوں بے مثل گاتی ہیں مگر معلوم ہوا کہ سمیعین
آپکا عیار بڑا کامل ہے میں نے لاکھون روپیہ صرف کر کے ہزارون کاملون سے انکو گانا سکھوایا تھا جن لوگون سے
انھون نے سیکھا تھا اب اُن سے تو کچھ بڑھ گئیں ہیں خیر اب تو میں جاتا ہوں لیکن اور کبھی اتفاق یکجائی ہوگا تو میں ان
دونون کو خضران سے گانا سکھلواؤن گا طیفور نے کہا ایک کو میں بتاؤن گا ملکہ نے کہا جنگنوازی
تم سکھا دینا اب لقا بدا وغیرہ تو اُٹھ کر چلے گئے صرف دونون وزیر زادیان اور ملکہ رہ گئی تھی قضاے کار
و دلنقاقات روزگار اک پروانہ اُڑ کر ملکہ کے کان کے پاس سے اس طرح گیا کہ ملکہ نے ہاتھ گھبرا کر
مارا ہاتھ نقاب میں اُلجھا بند نقاب ہاتھ میں اُلجھا ہا گرہ کھل گئی نقاب اُلٹ گئی بس اب جو نظر پڑتی ہے

صاحبقران کی تو دیکھا کہ اک شعلہ تھا کہ پردہ فانوس مین پنہان تھا وہ کھنچی کھنچی ابرو پیریان چڑھی ہوئین
آنکھین وہ قیامت کی رسیلی کہ جس سے نظر ملجائے دل کیسا روح کھنچنے لگے چہرے پر متانت و سنجیدگی
کے ساتھ بھولاپن لبون کی لالی رشک یاقوت دانتون کی چمک رشک دانہائے مروارید پتلیون کی گردش
قیامت صاحبقران کے مُنہ سے بےساختہ آفت نکل گئی ملکہ جلدی سے نقاب درست کرنے لگی امیر نے
فرمایا کہ اوظالم اب اس سے کیا فائدہ وہی صورت ہی جسے ہم دیکھ چکے اب جی بھر کے دیکھ لینے دے سے
جمال تونے دکھا کر لگاڑ دی عادت + یہ آنکھین جا نہین ہان انتظار کے قابل + ملکہ نے یہ خیال کیا کہ آخر تو راز
فاش ہی ہوچکا اب بیکار ہی بس اسنے نقاب اُٹھادی اور کہا کہ یا امیر خیر آپ تو آگاہ ہوگئے مگر راز
میرا کسی سے بیان نہ فرمائیے گا اور اپنے عیارون سے بھی منع کردیجئے امیر نے فرمایا کہ اس سے اطمینان
رکھو مگر افسوس اس بات کا ہی سے حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روئے گل سیر ندیدیم بہار
آخر شد + اب تھوڑی سی رات اور باقی رہگئی ہی اسکے بعد تم کہان اور ہم کہان خضران بول اٹھا کہ آپ نے
ملکہ کا کہنا مانا ہی تو کیا ملکہ آپکی دعوت رد کرینگی صاحبقران نے فرمایا مجھے انکے اخلاق سے یہ امید
تو نہین ہی لیکن ملکہ نے کہا کہ یا امیر مجھے سوا افشائے راز کے دوسرا خوف نہین ہی اور افشائے راز
مین میرے لیے بہت سی خرابیان ہین اول تو رسوائی و بدنامی اسلیے کہ مین عورت ہون آپ مرد ہین
علاوہ اسکے باپ کو میرے شعشاع جادو نے اپنا نائب اور مجھے پیمبر مقرر کیا ہی مجھے سالاری ان لشکر کی
دے کر رواج دین شمس پرستی پر مامور کیا ہی وہ اگر سُن پائے گا کہ اسنے خدا پرستون سے
خلا ملا کی ہی یقین ہی کہ قید کرے گا پھر تا زندگی نہ آپ مجھے دیکھ سکینگے نہ مین آپکو دیکھ سکونگی شعشاع
طلسم زلزلہ مین رہتا ہی وہان کسیکا پہونچنا بھی ممکن نہین ہی امیر نے فرمایا کہ مین تمھارا بدخواہ نہین ہون
لیکن اگر ملکہ اپنے نام و نشان سے بھی آگاہ کرے کہ شاید ہمارا جی گھبرائے تو بعد فتح سارلقیہ شاید
ہم اُسی طرف نکل آئین ملکہ نے کہا شاید نہین یہ عہد کیجیے کہ ضرور آؤ نگا تو مین نام اور پتہ اپنا بتاؤن
صاحبقران نے وعدہ کیا ملکہ نے کہا کہ مجھکو مہتاب ہلال ابرو کہتے ہین باپ کا میرے کوکب شاہ
نام ہی شہر انجم حصار کا فرمانروا ہی امیر نے پتہ لکھوالیا ملکہ نے کہا کہ اگر آپ نہ آئیے گا تو ایسی بلا آپ پر
بھیجونگی کہ بہت پریشان ہو جیے گا ملکہ کے چشم و ابرو سے محبت ٹپک رہی تھی بات کرتی تھی اور چھپی جاتی
تھی صاحبقران کا دل اُسکی ادائون پر لپٹا جاتا تھا فرمایا کہ مجھے تو دیکھ وہان آنے کب قرار آئیگا دور
چنگ نواز نے کہا ای ملکہ اگر اسقدر خاطر آپ کو صاحبقران کی منظور ہی تو گستاخی معاف اپنا گانا بھی
سنا دیجیے ملکہ نے تیوریون پر بل ڈالے امیر نے فرمایا کہ ای ملکہ جب بےتکلفی ہوئی تو اچھی طرح ہونا چاہیے
یہ جوہر تمھارے معلوم ہی تھے اب تو مین بغیر تمھارا گانا سنے جانے نہ دونگا مہتاب ہلال ابرو سرور لا
چنگ نواز پر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ مین خضران سے بہتر نہین گا سکتی خضران نے کہا یہ آپ کیا
فرماتی ہین مجھے آتا ہی کیا ہی علاوہ اسکے آپ کی آواز کو میری آواز کہان پہونچ سکتی ہی نہ آپ کا بُرا گانا نہ کسیکا
اچھا گانا امیر نے بحد اصرار کیا اُس وقت ملکہ نے مجبور ہو کر ساز ملوائے اور گانا شروع کیا غزل +

پاس رسوائی کہا تنگ دل جب ہنا جل گیا
دل نہ تھا پہلو مین تیرے تو پھر کیا جل گیا
قطرہ اک اشک غم کا آتش سیال تھا
جسکی شادابی پسند آئی وہ صحرا جل گیا

راز غم جسمین چھپاتے تھے وہ پُتلا جل گیا
کہتے تھے ظالم دل پُرسوز کے چھالو نکو نہ چھیڑ
بھڑکے جتنی دور آیا اُتنا پھرا جل گیا
ساقیا نقصان جان ہی تیز افیون بھی صہبا

اُٹھائے جگر کا آف ہو گئی ہین سب تو لوئے ہنسکے وہ
اب یہ یاد اُسکو ہو نچی ہاتھ کسکا جل گیا
ہمسفر قدموں سے اثر کی ہین قدمی دیکھیے
جتنے قطرے ہم کے ٹپکے خون اُتنا جل گیا

الامان اے سوز نہان ہو گیا پانی بھی آگ
پھر شکایت تم یہ کرنا کہ پردا جل گیا
برق گی ہر طرف میرے نشیمن کی تلاش
جتنا سوز غم سے جل سکتا تھا اتنا جل گیا
جان ڈالینگے نہ پروانے بین آنسو شمع کے
نام تھا تحریر جسپہ کاغذ اتنا جل گیا

پھوٹ کر بہنے کا وقت آیا تو چھالا جل گیا
پہلے لگتی فکر آگ حسرت خانۂ دل کی بجھے
چار تنکون کی بنا پہ باغ سارا جل گیا
ہائے بدولت پروانہ ہوا اے برہمن
ہو گا ان چھینٹون سے کیا جلنے والا جل گیا
برق حسرت آرزو و نخل تمنا پر گری

نالے اثر کہتے تو ہو گرمی شوق و یہ کوہ
اب ہے اسکی جستجو کیا رہ گیا کیا جل گیا
ہے نہ خاکستر نہ اصلی حال پر باقی ہے دل
قابل داد اسکی ہمت ہے جو زندہ جل گیا
تھی انہی شوق فنا کی ہے جو دگرمی شوق
تھی پھپھکنے کی خوشی جسکی وہ پودا جل گیا

ملکہ ایسا گائی کہ صاحبقران زار وقطار مثل ابر نوبہار کے رویا کیے اتنے مین روشنی شمعون کی کم ہونے لگی رنگ بزم دگرگون ہوا چہرہ ماہتاب برہمی صحبت انجم کے رنج سے فق ہو گیا چراغون نے بھڑک بھڑک کے ناپائداری دنیا اپر افسوس ظاہر کیا گانا موقوف ہوا صاحبقران نے ملکہ سے فرمایا کہ ؏ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد + اے ملکہ خدا حافظ اگر زندگی ہے تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ مرتے دم بھی زبان پر یہی جاری ہوگا ؏ جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے + ملکہ کے آنکھون مین بھی آنسو بھر آئے ہر چند ضبط سے کام لیا مگر ضبط نہو سکا بے اختیار رونے لگی اور نقاب درست کی امیر تو رخصت ہوکے اپنے لشکر کی جانب چلے کہ نماز صبح کا وقت کم ہے ادہر ملکہ آکر کشتی مین بیٹھی اور کشتی کو اڑا کر جانب انجم حصار روانہ ہوئی رستے مین خضران نے کہا کہ یا صاحبقران لشکر مین پہونچتے پہونچتے وقت نماز کا جاتا رہیگا لہذا صحرا مین کسی مقام پر نماز پڑھ لیجیے فرمایا بہتر ہے صاحبقران اک مقام پر ٹھہر گئے اور خضران دوڑ کے پانی لایا صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی ان دونون عیارون نے بھی فریضہ سحری کو ادا کیا اور لشکر مین آئے صاحبقران رات بھر کے جاگے ہوئے تھے آرام فرمایا جسوقت بیدار ہوے خاصہ تناول فرمایا اور پوشاک پہنکر بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان لوگ مشتاق تھے کہ نقابدار الماس پوش نے کسواسطے بلایا تھا کیا باتین ہوئین بادشاہ اسلام نے چھیڑ کے پوچھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ نقابدار نہایت خایق ہے اسنے اپنے ملک مین آنے کا وعدہ لیا ہے انشاء اللہ بعد فراغ اس جنگ کے بشرط خیر و عافیت جاؤنگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے لیکن وہان ساریق کو خبر پہونچی کہ نقابدار اپنے ملک کو واپس گیا ساریق نہایت خوش ہوا سنحگان نے کہا ؏ رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت + یا خداوند شکر کیجیے کہ نقابدار چلا گیا درحقیقت وہ چارون نقابدار بلا کے تھے یہ خضران ہی کا کام تھا کہ ایک نقابدار کو جان سے مارا دوسرے کو پکڑ لیا مگر یہ صحبت صاحبقران سے بری ہوئی آیندہ نقابدار کو خداپرستون کا شریک سمجھ لیجیے ساریق نے کہا تجھے یوہین قارورے مین بھالے نظر آتے ہین مین ہی نے یہ غضب خداپرستون پر نازل کیا تھا جب نقابدار نے غرور کیا تو اسے لیست کرادیا اب طبل جنگ بجواتا ہون تاکہ میرے بندگان مقرب کا حوصلہ نکلے اور خداپرستون کو بھی معلوم ہو کہ خداوند نے اپنے مقرب بندون کو بھی کیسا زور دیا ہے فقط ہمین کو زور قوت نہین عطا کی ہے یہ کہکر اسنے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے بادشاہ اسلام کو خبر دی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزد غفار بجے طبل رزم و پیکار اس طرف بھی نقارہاے سکندری و سلیمانی نوازش مین آئے دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین انکو تو انتظار صبح اور تیاری جنگ مین چھوڑا جاتا ہے ادہر یہان سے

چند کلمے داستان پہونچنا ملکہ مہتاب ہلال ابرو کا اپنے ملک مین اور حالات جنگ بیان کرنا ؏

راوی کہتا ہے کہ ملکہ جو صاحبقران عالیشان سے رخصت ہوکر چلی تو تیسرے روز اپنے ملک مین پہونچ گئی ہرچند کہ مسافت بہت تھی لیکن یہ ایسی چیز پر سوار تھی کہ مہینون کی راہ کو دنون مین طے کرلیا یہ وہ روز تھا کہ شعشاع بن مشمش طلسم زلزلہ سے نکلکر انجم حصار مین آیا تھا دعوت اسکی نہایت دھوم سے ہورہی تھی شہر آئین بند تھا عین گرمی صحبت مین شعشاع جادو کوکب سے پوچھ رہا تھا کہ تمنے اتنے دنون مین کس کس سے تصویر خداوند مشمش کو سجدہ کرایا اور دختر تمھاری کہان گئی ہے کوکب نے عرض کی کہ مین تو بدستور رہا ہون وہی آپکا دین پھیلاتی پھرتی ہے آج اس شہر مین نکل گئی کل اس شہر مین چلی گئی ابکی کہین دور گئی ہے ہنوز سلسلہ اس ذکر کا منقطع نہین ہوا تھا کہ ملکہ مین نقابدار کو ساتھ لیے ہوئے پہونچی شعشاع کو سلام کیا اسکے بعد اپنے باپ کو سلام کرکے بیٹھ گئی شعشاع نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین اور ایک نقابدار کو کہان چھوڑ آئین ملکہ نے کہا کہ وہ خود مجھے چھوڑ کے چلا گیا پوچھا کہان ملکہ نے کہا ملک خدام کو شعشاع نے کہا یہ کیسے مفصل بیان کرو ملکہ نے ملک ساریقہ مین اپنا پہونچنا اور مقابلے ہونا آخر مین اسیر ہونا خرس پوش کا اور مارا جانا زرین پوش کا خضران کے ہاتھ سے بیان کیا شعشاع نے کہا کہ کیا خضران ابھی زندہ ہے ملکہ نے کہا کہ اسکے ہاتھ سے نقابدار برق افگن مارا گیا یہ سنکے شعشاع نے کہا کہ تمنے نادانی کی کہ نقابدار کو میدان مین بھیجکر لڑوایا اس طرح تو خضران چارون نقابدارون کو گرفتار کرلیتا اگر اس ابر طوسی رنگ کے سائے مین مقابلہ ہوتا تو پھر یہ نقابدار نہ مرتے اسلیے کہ زیر سایہ ابر نہ عیاری چل سکتی ہے نہ سحر کارگر ہوسکتا ہے نہ اسم اعظم امیر سے کچھ ہوسکتا ہے خیر آئندہ ایسا نکرنا مین ایک نقابدار ویسا ہی اور تیار کردونگا مگر اب خدا پرستون پر چڑھ کے نجانا جسوقت وہ اس طرف آئینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر ایسا نام خضران سے خائف ہوا تھا کہ اُٹھ کھڑا ہوا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگیا۔ لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان خروج لاجور وشاہ برادرزادہ زبرجد شاہ کے بیان کیے جاتے ہین۔ خمسہ۔

بے زبان مجکو بنادیتی ہے قربت تیری
غش مین آجاتا ہون مین دیکھ کے صورت تیری
شکوہ کرنے نہین دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہین کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آ آ کے شکایت تیری

کر نہین سکتا ہون مین ایسا سفر خالی ہاتھ
مین نجاؤنگا نجاؤنگا مگر خالی ہاتھ
دہر سے جا نہین سکتا مین اُدھر خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہی مار کے لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہان مجکو وہ کب پوچھتے ہین
وہی اک ہین جو نہین میرا تعب پوچھتے ہین
وہ نہ اب پوچھتے ہین اور نہ جب پوچھتے ہین
یار و غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور کیسر پوچھ سکے سب ہین نسبت تیری

کرون کیونکر نہ مین دن بھر شب غم کا شکوہ
میرے ہی لب پہ نہین درد والم کا شکوہ
نہین بیوجہ کیا تمسے صنم کا شکوہ
ہر رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہی جاتی نہین عادت تیری

ضر رہے عیش کے اسباب خدا حافظ ہی
تو تو ہر جا ہی چلے اب خدا حافظ ہی
اور آنکھون سے اڑا خواب خدا حافظ ہی
اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہی
کر چکے ہمتو محبت مین حفاظت تیری

گایا جاتا ہی محبت کا ترانہ کیا کیا
رنگ لائے گا یہ الفت کا فسانہ کیا کیا
کرتا ہی تیر ملامت کا نشانہ کیا کیا
دیکھیے کرتی ہی رسوائی زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ تری تجکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہین مرے عادات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری ذات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین مجھے اوقات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری بات تو کیون پوچھتے ہین
سکھتے ہین کون ہی تو کیا ہی حقیقت تیری

کیون نہ پڑ جائین مری جان کے لالے ظالم
نہین ہوتے ہین فراموش وہ قصے ظالم
مین نے دیکھے نہین عالم مین تجھ ایسے ظالم
یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری

حال کھلتا نہین کچھ تیرے جنون کا اے داغ
کسپہ تو مرتا ہی اور کسپہ ہی شیدا اے داغ
کچھ تو بتلا دے کہ کیا اسکا ہی جویا اے داغ
کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا اے داغ
دیکھیے جائیگی کسی روز یہ وحشت تیری

راویان اخبار اسرار و حاکیان آثار جلالت و اقتدار اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آئینہ پرستی اختیار کرلی اور دین آئینہ پرستی کو اپنے ملک مین بھی رواج دیا سکندر آئینہ پرست انکو بہت چاہتا ہی رمان شاہ نے بھی خواہش ناہید خورجمال کی موقوف کر دی سب یک دل و یک ملت ہو گئے ایک روز شاہزادہ طیمور شیر پرور سب کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے روانہ ہوے انکو مصروف شکار رکھکر حال خروج لاجورد شاہ کا بیان ہوتا ہی کہ جب یہ جوان ہوا تو اسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح اپنے عزیزون کو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ کہان ہین اور کس حال مین ہین بعد کچھ دنون کے معلوم ہوا کہ رمان شاہ نے آئینہ پرستی اختیار کی اسکو کمال رنج ہوا کہ اگر یہ مالک تخت و تاج ہوا تھا تو اپنے دادا کی تصویر کو کیون نہ سجدہ کرایا لوگون نے بیان کیا کہ اک دیو اسکا مطیع ہوگیا تھا وہ نقابدار سیہ پوش بنکر مقابلہ کیا کرتا تھا لیکن شہر زرینہ کے شاہزادہ نے اس دیو کو بھی جھپٹ کر کے ڈال دیا کس بل پر وہ سرکشی کرے سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا اور اسی مرتبہ کو پہونچایا اگر سکندر سے خلاف ہوتا ہی تو بھی خرابی ہی علاوہ اسکے خورشید زرین کمر کا فرزند ایسا زبردست و بہادر ہی کہ دیو کش ہی یہ سنکے لاجورد شاہ کو طیمور شیر پرور کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اپنے عیار چالاک لک لک پا کو براے گرفتاری طیمور شیر پرور روانہ کیا یہ عیار طرار نہایت تیز رفتار اور مکار ہی اسنے پتا شہر زرینہ کا دریافت کیا اور بپاے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور مصروف صید و شکار تھا اسنے ایک آہو کو صید کیا تھا جب آہو کو ذبح کر چکا تو اپنے عیار مہتر لاہو شیر دل

سے کہا کہ جا کر اور لوگون کو بھی یہین لے آؤ کباب آہو کے لگا کے کھائین طیمور شیر پرور تو اسی مقام پر ٹہلنے لگا اور لاہور سکندر آئینہ پرست ارمان شاہ خورشید زرین کمر سہیل اختر شناس ان لوگون کو اطلاع کرنے روانہ ہوا یہان شاہزادہ ادھر سے اودھر ٹہل رہا تھا کبھی اپنے صید کو دیکھتا تھا کبھی صحرا کی طرف نظر کرتا تھا کہ اک مرتبہ دیکھا کہ اک جھاڑی سے مرد پیر فقیر وضع اک گل عجیب وضع کا لیے ہوے آیا کہا بابا بھلا ہو طیمور نے اسکی طرف دیکھا فقیر نے آنکھ نیچی کر لی طیمور کو وہ گل اچھا معلوم ہوا کہا شاہ جی یہ پھول کس درخت کا ہے فقیر نے کہا بابا یہ بھی اک جنگلی درخت کا پھول ہے کیا تجھے نزاکت اس گل کی پسند آئی فرمایا کہ ہان بہت خوشنما یہ پھول ہے فقیر نے کہا خوشبو اسکی اور بھی اچھی ہے لو سونگھو یہ کہکر پھول طیمور کے ہاتھ مین دیدیا طیمور نے کہا کہ اسکا درخت لادو تو مین تمھین انعام دونگا اور درخت اپنے باغ مین لگاؤنگا فقیر نے کہا خوشبو سونگھو پسند ہوگا تو ایک کیسا مین بہت سے درخت لادونگا طیمور شیر پرور نے اس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوا چالاک لک لک پا نے نعرہ کیا اور چادر عیاری کمر سے کھول کر جلدی سے پشتارہ طیمور کا باندھ کر شہر لاجوردیہ کی جانب روانہ ہوگیا یہان لاہور شیر دل جو سب ساتھ لیے ہوے آیا تو شاہزادہ کو نپایا پکارا کچھ آواز نہ آئی لاہور نے کہا کہ اگر ہمین ستانے کو چھپے ہو تو بس ستا چکے خدا تمکو ہمسے نہ چھپائے ہرچند ادھر اودھر دیکھا پتا نہ پایا بہتر اعیار کا پہچانا گریبان چاک کیا اور کہا کہ ای سکندر آئینہ پرست بھائی کو میرے کوئی عیار لے گیا یہ سب تو روتے پیٹتے شکارگاہ سے پھر کر شہر زرینہ مین آئے اور سہیل اختر شناس سے بیان کیا سہیل اختر شناس نے زائچہ کر کے دیکھا اور بیان کیا کہ فرزند آپکا چند روز کے بعد نہایت شوکت و شان ساز و سامان سے آکر ملیگا لیکن ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادہ شکار پر سے غائب ہوگیا تو بہت پریشان ہوئی ناہید حور جمال کو چپ لگ گئی ان سبکو تو مصروف رنج والم کہا جاتا ہے لیکن اول حال شاہزادہ طیمور کا بیان کیا جاتا ہے کہ مہتر چالاک لک لک پا جو شاہزادے کو بیہوش کر کے لے چلا تھا جاتے جاتے شہر لاجوردیہ مین پہونچا اور اسیر غل و زنجیر کر کے سامنے لاجوردشاہ کے لے گیا لاجوردشاہ نے جو صورت طیمور شیر پرور کی دیکھی محو جمال ہوگیا کہا اسے ہوشیار کردو چالاک لک لک پا نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا آنکھ جو شاہزادہ طیمور شیر پرور کی کھلی اپنے کو اک نئے دربار مین اسیر نعبۂ تقدیر دیکھا حیران حیران ادھر اودھر دیکھنے لگا دیکھا کہ اک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے ونکلون کرسیون پر بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین اور ایک دنگل پر اک دیو دراز قامت مہیب صورت بیٹھا ہے لاجوردشاہ نے کہا ای نادان تو کیا دیکھتا ہے یہ دربار اس شخص کا ہے جو برادرزادہ خداوند زبرجد شاہ ہے مین نے تیری جرأت و دلاوری کی تعریف سُنی خداوند زبرجد شاہ نے تجھے نہایت زور و طاقت عنایت کی ہے تو مین نے بلالیا اس غرض سے کہ تجھے فہمایش کرون کہ دین آئینہ پرستی کو رواج نہ دے بلکہ دین زبرجد شاہ کو رواج دے یہ تصویر زبرجد شاہ کی سامنے لگی ہوئی ہے اسے سجدہ کر اور جسنے تجھے یہ حسن و جمال شان و شوکت عطا فرمائی ہے اسے پہچان بس یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو بہت غصہ آیا تصویر زبرجد شاہ پر تھوک دیا اور کہا کہ او اندھے زبرجد شاہ کے پوتے نے تو اطاعت کی ہمارے دین آئینہ پرستی کو اختیار کیا اور تو ایسی باتین کرتا ہے بس طیمور نے جو تصویر پر تھوکا تو غصہ سے لاجوردشاہ کانپنے لگا اس دیو سے کہا کہ اسے کھا لے دیو ہیکل سے چلا تھا کہ شاہزادے نے قید توڑی اور منہ پر دیو کے گھونسا مارا کہ سارا ہاتھ گلے مین اتر گیا دیو پھڑکنے لگا لاجوردشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارلو

اسکو یہ تو بڑا ظالم ہے سلطنت چھین لیگا بس یہ سنتے ہی تمام سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے شاہزادہ طیمور
شیر پرور نے ایک سردار کو ہتکڑی کھینچ ماری کہ مغز سر اسکا پاش پاش ہوا جلدی سے شمشیر و سپر اُسکی اپنے
قبضہ مین کرلی اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا ایک ہاتھ مین اُسکے دو ٹکڑے ہوے تمام بارگاہ خون
سے لال کردی لاشون کے پشتے کشتون کے انبار لگا دیے ہر طرف سے صداے گیر باند تھی مگر یہ شیر نر و بر
خصال کٹ کٹ کر ودھیان مین لاتا تھا برابر حملے کر رہا تھا یورش ہو رہا تھا کفار چاہتے تھے کہ کسی طرح گھیر کے
مارین اور لوگ کمک کو چلے ہی آتے تھے لاجورد کہہ رہا تھا کہ واقع مین یہ آدمی کاہے کو ہے بلا ہے بد
ہے اس سن مین اسکی یہ حالت ہے جوان ہوکر یہ کیا قیامت برپا کرے گا تمام بارگاہ کی یہ حالت تھی کہ چھینٹین خون کی
اڑ اڑ کر سقف بارگاہ تک پہونچی تھین دیوارین سرخ ہو رہی تھین زمین نیٹ تو گھٹنون گھٹنون خون تھا بازو
زرہ پوشون جو کشکر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلی جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہے خود دل کے حباب
اُس دریاے خون مین تیرتے پھرتے تھے اب یہ حالت تھی کہ کوئی آگے نہ بڑھتا تھا دور سے کمندین
مار رہے تھے شاہزادہ بھی تھک چلا تھا دوپہر گذری تھی کہ برابر تلوار چلائی گرا کر تبہ نیچہ کر اک کے گرا اور
شاہزادہ طیمور شیر ور کو اُٹھا لیے چلا گیا ان سب نے نوش کیا اور کہا کہ وہ رسیدہ بود بلا سے
ولے بخیر گذشت ۔ لاشین اُٹھائی گئین حال شہزادہ طیمور شیر ور کا سنیے کہ جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو اپنے
کو اک کوہ پر دیکھا اور اک دیو کو سامنے کھڑے پایا فرمایا تیرا کیا مقصد ہے تو کیون مجھے اُٹھا لایا دیو نے
عرض کی کہ واقعہ میرا یہ ہے کہ باپ میرا صغر سنی مین مر گیا تھا میرے چچا نے مجکو پرورش کیا جب مین سن
تمیز کو پہونچا تو اپنے چچا کی دختر پہ عاشق ہوا مین نے خواستگاری ظاہر کی اُسنے مجھے مار کے نکال دیا اور
میری اُس پہ جان جاتی ہے محبت سوسن پری کی میرے دل سے کم نہین ہوتی چچا میرا نہایت زبردست
ہے آپ اکیلے اتنے لوگون سے لڑ رہے تھے مین اس امید پر آپ کو لے آیا کہ شاید کچھ مقصد
دلی میرا حاصل ہو فرمایا تیرا کیا نام ہے دیو نے عرض کی کہ مجکو دیو خرسند کہتے ہین اور میرے چچا کا نام
دیو سیہ پرند ہے فرمایا مجھے اپنے چچا پاس لیچل مین تیری معشوقہ تجھے دلا دونگا وہ خوشی سے دیگا تو خیر
اور ملال کرے دیگا تو زبردستی چھین دونگا دیو نے اپنے کاندھے پر بٹھا لیا اور شاہزادہ کو لیے
ہوے روانہ ہوا یہ دیو شہر گلستان ارم کا رہنے والا تھا اور لشکر سلیمان صاحبقران مین ملازم
تھا شاہزادہ طیمور شیر پرور کو لیے ہوے مکان پر اپنے چچا کے لایا اُس وقت دیو سیہ پرند دروازے
پر اپنے مکان کے کھڑا تھا سنئے جو دیکھا کہ دیو خرسند اک خوبصورت لڑکے کو لایا ہے آواز دی کہ
ارے اسکو تو کہان سے اُٹھا لایا کیا میرے واسطے یہ لقمہ چرب لایا ہے دیو خرسند نے کہا کہ یہ لقمہ چرب
نہین سخت ہے دیو سیہ پرند نے ہنسکے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ اُٹھا کر منہ مین رکھ لون شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا دیو نے ہاتھ چھڑانا چاہا نہ چھوٹا اب دیو نے بل کر کے گردن
نیچی کی اور چاہا کہ شاخ سر اُٹھا لون طیمور نے دوسرے ہاتھ سے شاخ بھی پکڑ لی اور کھینچ کر
یہ فرمایا کہ دیکھون تو کتنا زور آور ہے کہ سر اپنا ہاتھ سے ملا دے یا ہاتھ سر سے ملا دے یہ کہکر اپنے
دونون ہاتھ تان دیے دیو اگر ہاتھ سر سے ملانا چاہتا ہے تو ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے اور سر ہاتھ سے ملانا
چاہتا ہے تو گردن ٹوٹی جاتی ہے کہا اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین اپنے آقا کو بلا دون وہ تیرے زور کا
جواب دے گا یہ سنتے ہی طیمور نے چھوڑ دیا اور کہا جا بلا لا دیو سیہ پرند دوڑا ہوا خدمت مین
اخضر زرد پوش کے آیا اخضر انتظار مین سلیمان صاحبقران کے کھڑا تھا تمام فوج قبل سے

آراستہ تھی کیونکہ خبر سنی تھی کہ صاحبقران طلسم فتح کیے ہوے مع انورشاہ وریمان شاہ و دختر
انورشاہ تشریف لاتے ہین سب دیو وپری مشتاق جمال کھڑے ہوے تھے کہ دیو سیہ پرند اڑا ہوا
پہونچا اور اخضر زرد پوش سے کہا کہ بھتیجا میرا اک آدمزاد کو لیکر آیا ہی مین اس سے مقابلے مین پشت ہوا
اگر وہ چاہتا تو مجھے مار ڈالتا مگر ابھی بچہ ہی اسوجہ سے میرے قریب نہین آگیا یہ سنکے اخضر نے کہا مین چلتا
ہون اور اس آدمزاد کو گوشمالی کرتا ہون یہ کہکر جانب مکان سیہ پرند روانہ ہوا دیو سیہ پرند
بھی ساتھ ساتھ تھا ادھر تو اخضر زرد پوش روانہ ہوا ادھر گرد اڑی اور سواری سلیمان صاحبقران
کی نہایت جاہ وحشم کے ساتھ نمودار ہوئی سب دیو وپری واسطے استقبال کے بڑھے یہ مقام گلستان ارم
سے دور تھا سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ تمام دیو وپری تو ہین مگر اخضر زرد پوش نہین ہی فرمایا
کہ ہمارا اخضر کہان ہی لوگون نے بیان کیا کہ دیو سیہ پرند نے اپنے بھتیجے کو مار کے نکال دیا تھا
وہ پردۂ دنیا سے اک آدمزاد کو لے آیا ہی اخضر اسکی گوشمالی کو گیا ہی فرمایا کہ مین پردۂ دنیا سے کونسا
آدمزاد آیا ہی انھون نے کہا ایسا ہی کہ اسنے دیو سیہ پرند کے بھی چھکے چھڑا دیے فرمایا کہ اسکی بھی اتنی
مجال ہی کہ پردۂ دنیا کے آدمزاد کو گوشمالی کرے وہان سوا ہمارے عزیزون کے اور کون ایسا
ہی جسکو دیو اپنی مدد کے لیے لائے ہین مین بھی چلتا ہون ایسا نہو اخضر اپنی جہالت مین مارا جاے
یہ فرماکر سلیمان صاحبقران بھی روانہ ہوے یہان دیو خرسند نے کہا اے شہریار آپ نے ناحق اسے
چھوڑ دیا اب وہ اخضر زرد پوش کو لائے گا اخضر بلاے بیدرمان ہی تمام سرکشان قاف اسکے
نام سے تھراتے ہین فرمایا کہ بس بیہودہ نہ بک آنے دے دیو خرسند نے اک انار نکال کے
دیا کہ آپ اسے نوش کیجیے شاہزادہ پرستان کا انار دیکھ کے نہایت خوش ہوا اور اسکو نوش
کرنے لگا اتنے مین گرد اڑی اور اخضر زرد پوش نمودار ہوا جیسے ہی نظر اخضر کی شاہزادہ
طیموس شیر بچہ دلیر پر پڑی کہا او طفل تو تو لائق پیار کرنے کے ہی ارے یہ دیو تجھکو کہان سے اٹھالایا فرمایا
بس بیہودہ نہ بک اخضر نے کہا کہ مین تو طرح دیتا تھا کہ تو بچہ ہی مین تجھسے کیا لڑون تو بدزبانی کرتا ہی آخر
تیرا مقصد کیا ہی فرمایا مین اس دیو کی شادی اسکے چچا کی بیٹی سے کرونگا اخضر ہنسا اور کہا کہ دیو سے کہہ
اس پری سے باز آ اپنے بجاے پری تجھی کو بیاہ لے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ نے وہی انار اخضر پر
کھینچ مارا انار اخضر کے سینے پر ایسے زور سے پڑا کہ بہت چوٹ آئی بس اخضر کو غصہ آگیا دوڑ کر
تلوار ماری بیٹھا طیموس نے ترچھے ہو کر خالی دی تلوار زمین مین اتر گئی بس طیموس نے دوسرا پاؤن بڑھا کے
تلوار پر رکھدیا اور کہا کہ بڑا زبردست ہی تو کھینچ لے اتنے مین گرد اڑی اور سلیمان صاحبقران آپہونچے
دیکھا کہ دوسرا ایرج کھڑا ہوا ہی اتنا فرق ہی کہ ایرج کے رخسار پر خال تھا اسکی زنخدان پر ہی گویا حفاظت چاہ
زنخ مامور ہی پھولا بھولا چہرہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کو پیار آگیا اخضر کو غیرت آئی بس اسنے
زور سے جھٹکا مارا کہ قبضہ تو ہاتھ مین اخضر کے آگیا اور پھل زمین مین رہگیا چاہا اخضر نے کہ قبضہ منھ پر طیموس
کے کھینچ مارون سلیمان صاحبقران نے ڈانٹا کہ خبردار کیا کرتا ہی اگر ایسی حرکت کی تو دھڑ سے سر
کھینچ لونگا اخضر ادب سلیمان صاحبقران سے رک گیا لیکن اسکو حد کا ملال ہوا صاحبقران قاف
قریب تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبزادے کس ارادے سے اس طرف آنا ہوا طیموس نے کہا
کہ یہ دیو مجھے لے آیا ہی مطلب اسکا یہ ہی کہ شادی میری چچا زاد بہن کے ساتھ ہوجاے مین اسکی شادی
کرکے یہان سے جاؤنگا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ غصہ نکرو دیکھو مین خود یہ شادی کرونگا ۸۶

یہ فرماتے ہوئے اور غصہ کم کرتے ہوئے اپنے ساتھ لیکر پھرے اخضر اور جلال صاحبقران قاف
طیمور کو ساتھ لیے ہوئے گلستان ارم میں تشریف لائے یہاں سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک
انتظار ہی میں تھے کہ صاحبقران قاف پہونچے سلیمان اعظم نے گلے لگایا سلیمان کوچک گلے ملے پوچھا
یہ بچہ کسکا ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ دیو خرسند انھیں پردہ دنیا سے لے آیا ہے سلیمان اعظم نے
بغور اسکی طرف دیکھا حالت اسکی یہ ہے کہ جس سے آنکھ ملاتا ہے وہ آنکھ نیچی کر لیتا ہے زہرہ آب ہو لے لگتا
ہے سوا اولاد صاحبقران کے کوئی اس سے آنکھ نہیں چار کر سکتا پریزادیں جھانک صاحبقران
قاف کو دیکھ رہی ہیں اور خوش ہو رہی ہیں جن پریزادوں نے ایرج نوجوان کو دیکھا تھا وہ بے ساختہ
کہہ اٹھیں کہ یہ ایرج کا فرزند معلوم ہوتا ہے کسی بات میں سر مو فرق نہیں ہے بلکہ یہ صفت بڑھی ہوئی ہے کہ
اس سن میں کہ بچہ ہے کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا طیمور نے کہا کہ پہلے اسکی بی بی اسکو دلوا دیجیے پھر دوسرا
کام کیجیے گا صاحبقران قاف نے فرمایا ابھی اور اسیوقت دیو سیہ پرند سے کہا کہ ابھی اپنی دختر
لے آ اسیوقت دیو سیہ پرند گیا اور سوسن پری کو لے آیا صاحبقران قاف نے عقد
کر کے دیو خرسند کے حوالے کر دیا دیو خرسند تو دعائیں دیتا ہوا ادھر رخصت ہوا یہاں
سلیمان صاحبقران نماز پڑھنے کھڑے ہوئے طیمور شیر پرور نے کہا کہ میرا عبادت خانہ بھی تیار
کرا دیجیے میں بھی عبادت کروں فرمایا تمھارا کیا مذہب ہے طیمور نے کہا کہ میں آئینہ پرست ہوں
سلیمان صاحبقران نے اسی وقت ایک بہت بڑا حلبی آئینہ منگوا کر چوکھٹے پر اسکے جواہر نصب
تھا دیوار میں چسپاں کرا دیا طیمور نے آئینہ کو دیکھا اور پلٹ کے سلیمان صاحبقران سے کہا
کہ کہیے آپکا مذہب اچھا ہے یا ہمارا فرمایا کہ بھئی خالق سبکا ایک ہی ہے طریقے پرستش کے علیحدہ علیحدہ
ہیں طیمور نے کہا کہ آپ بھی پرستش آئینہ کی کیجیے فرمایا تمھیں کو مبارک میں جس طریقے پر ہوں
مجھے یوہیں رہنے دیجیے طیمور نے کہا کہ آپکو اٹھا بیٹھی کرنا پڑتی ہے میرے طریقہ عبادت میں
کسقدر سہولیت ہے پھر ایسا خدا اچھا جو بندوں کو تکلیف نہ دے یا ایسا جو تکلیف دے فرمایا
کہ خدا نے واسطے عبادت ہی کے بندوں کو پیدا کیا ہے طیمور کی بھولی بھولی باتوں پر سبکو پیار آتا
ہے مگر اخضر جل رہا ہے جب اس سے بھی فراغت ہوئی تو طیمور نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجیے
صاحبقران قاف نے فرمایا کہ اسقدر جلدی کیوں ہے ابھی کچھ دن پرستان کی سیر کرو پھر دیکھا جائیگا
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ہمنے تمھاری خوشی سے شادی سوسن پری کی دیو خرسند سے کر دی
اب تمکو چاہیے کہ ہمارے فرزند کی شادی میں شریک ہو تو پھر جانے نہ جانے کا اختیار ہے طیمور نے کہا
میں تو بیکار بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہوں بے شغلی بری معلوم ہوتی ہے کسی لڑائی پر مجھے بھیجدیجیے قاف میں کوئی
ایسا زبردست دیو بھی ہے جس سے ذرا زور کرنے میں لطف آئے فرمایا کہ سب کو میں نے پست کیا یہاں
ایسے ایسے دیوان سرکش تھے کہ ابلیس بھی اُن سے پناہ مانگتا تھا طیمور شیر پرور نے کہا افسوس
ہم کیسے برے زمانے میں پیدا ہوئے کہ لطف مقابلہ بھی نہیں ملتا آجتک کوئی ایسا نہ ملا جس سے
تھکم تھکا کی لڑائی ہوتی اسقدر اسکے حسن کا شہرہ قاف میں ہوا کہ دور دور سے پریاں مشتاق
ہو ہو کے دیکھنے کو آتی تھیں اب سلیمان صاحبقران کی شادی کا سامان ہونے لگا رقعہ جابجا
روانہ ہوئے قصر سجے گئے قلعہ بلور میں انور شاہ کو مع اسکی دختر کے جگہ ملی اور گلستان ارم
میں صاحبقران قاف تھے وہاں طرح جلسہ کی تیاری ہوئی تمام رؤساء قاف جمع ہوئے جب

برات کا دن تھا تو رات بھر ناچ رہا طیمور صبح تک شریک جلسہ رہا لیکن آنکھین بسبب جاگنے کے سُرخ ہو گئین جن پریزادون نے طیمور کو نہ دیکھا تھا وہ سلیمان اعظم وغیرہ سے پوچھتے تھے کہ یہ لڑکا کسکا ہے یہ تو بعینہ ایرج معلوم ہوتا ہے اور صاحبقران قاف کی تو یہ حالت ہے کہ نام ایرج کے پروانہ ہین بار بار طیمور سے پوچھتے ہین کہ تم کسکے فرزند ہو طیمور نے بتایا کہ مین خورشید زرین کمر کا بیٹا ہون سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہتے ہین لیکن متعجب ہو ہو کے آخر سلیمان صاحبقران سے کہتے ہین کہ دیکھے سب نشانیان اولاد صاحبقران اسمین موجود ہین خدا جانے یہ شہر زرینہ مین کیونکر پہونچ گیا اور کس طرح خورشید زرین کمر اسکو پا گیا اسی الجھن مین یہ خیال آیا کہ مشمش جنی سے پوچھنا چاہیے اس وقت مشمش جنی بھی موجود تھے سلیمان صاحبقران نے چپکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہے اور کس طرح شہر زرینہ مین پہونچ گیا ذرا آپ اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجیے مشمش جنی نے بھی بشرہ دیکھا اور انھین بھی یقین ہوا کہ یہ لڑکا ضرور ہاشمی ہے بس انھون نے اپنے علم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کس مقام پر پیدا ہوا اور کس طرح شہر زرینہ تک پہونچا تمام کیفیت مفصل سلیمان صاحبقران سے بیان کی کہ پیدایش اسکی طلسم لالہ زار کی معلوم ہوتی ہے اور شکم مادر سے باہر آنا صحرا مین ظاہر ہوتا ہے اور پرورش پانا شیرنی کے دودھ سے جسکا اثر اسکی آنکھون سے ظاہر ہے کہ کوئی آنکھ نہین ملا سکتا ہے اور خورشید زرین کمر نے اسکو شکار پر سے پایا ہے صاحبقران قاف نے کہا یہ سب باتین تحریر کر کے مجھے دو مشمش جنی نے سب احکام تحریر کیے سلیمان صاحبقران نے آخر مین یہ عبارت تحریر کی کہ اگر فلان زمانے مین طلسم لالہ زار تباہ ہوا اور ملکہ طلسم گم ہوئی اور خورشید زرین کمر نے اس طفل کو صحرا سے پایا تو ضرور یہ احکام صحیح ہین اور یہ فرزند ایرج نوجوان کی نشانی ہے آخر مین مشمش جنی کے دستخط اور اپنی مہر ثبت کر کے تعویذ بنایا اور بازو پر طیمور کے باندھ دیا طیمور نے کہا یہ کیا شے ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نشانی ہماری ہے تاکہ تم ہمین بھول نجاؤ اگر تم ہم سے محبت رکھتے ہو تو اسے بہت حفاظت کے ساتھ اپنے بازو پر رکھنا اور جسوقت دنیا مین پہونچکر صاحبقران سے مقابلہ ہو اور معاملہ یکسو ہو جائے تو اسے کھولکر دیکھنا طیمور خاموش ہو رہا اب یہان جلسہ شادی کی تیاری ہوئی تمام شہر گلستان ارم آئین بند ہوا قصر گلستان ارم سجا گیا کہ آراستگی اسکی بیان سے باہر ہے جب شب عروسی آئی تو جلسہ برپا ہو دن کا قصر شاہی مین جمع ہوا پہلے تو رونے سے کہرام بپا ہوا طیمور حیران تھا کہ شادی مین رونا کیسا پوچھا کہ کیا آپ لوگون مین یہی دستور ہے کہ خوشی کے وقت پہلے روتے ہین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت سبکو میری والدہ ماجدہ ملکہ آسمان پری یاد آئین اور جو عزیز مر گئے ہین وہ یاد آئے ہین کہ افسوس آج وہ خوش ہونے والے نہین ہین چونکہ انکے انتقال کے بعد یہ پہلی شادی ہے اس وجہ سے ہجوم رنج وغم زیادہ ہے طیمور نے کہا کہ مجھے بھی رونا چاہیے اسلیے کہ دوستون کی خوشی مین خوشی اور رنج مین رنج کرنا چاہیے مگر مجھے تو رنج ضرور ہوتا ہے لیکن رونا نہین آتا ان باتون پر بیساختہ سلیمان صاحبقران ہنس پڑے اور طیمور کو گلے لگا لیا فرمایا کہ آنسو اسی کے آنکھ سے نکلتا ہے جسکے دل پر چوٹ پڑتی ہے تمھاری اتنی ہمدردی کافی ہے کہ ہمارے رنج کے وقت افسوس کرو خوشی کے وقت خوش ہو الغرض جب رو دھو چکے تو سب آکر محفل آرائے طرب ہوئے ناچ شروع ہوا اک پریزاد نے یہ غزل شروع کی غزل — گئے اپیو مرے لوٹو یہ لطف زندگانی ہے ۔ تمھاری بھی جوانی ہے ہماری بھی جوانی ہے

جو اُس قاتل پہ مرتا ہی اُسکی زندگانی ہی
جوانی بھی ہماری واہ کیا اچھی جوانی ہی
محبت کا اثر بھی اک بلا سے ناگہانی ہی
حسین ہین مہ جبین ہو نازنین ہو نوجوانی ہی
کرون کیا بات جو دیہی بات پر شک مجھکو ہوتا ہی
تجھے یہ بھی نہ کچھ معلوم ہوئی ہی کہ پانی ہی
کوئی مجرم سفر بنا اُسکے قدمون پر دھرے کیونکر
وہی کچھ خوبصورت ہی کسی کی کچھ جوانی ہی
کلیجے سے لگا رکھا ہی داغ دلکو فرقت مین
جو مجھپر جان دیتا ہی اُسکی یہ نشانی ہی

پریشان ہو رہا ہی جو اُسکی شادمانی ہی
شہر بسا اور ہم ارے واعظ یہ بیجا بدگمانی ہی
مجھے شک جنبہ تھا اُنکو تجھی سے بدگمانی ہی
غنیمت ہین یہ جو کچھ وصل کی دو چار راتین ہین
بلا کا وہم ہی تمکو غضب کی بدگمانی ہی
کسیکے بھوے ہین سے طرفہ طرفہ حسن پیدا ہین
کہ جسکو اپنے سایہ سے بھی ہر دم بدگمانی ہی
قیامت کی ادا آفت کی چتون قہر کی صورت
حذر رکھے سہی تو ایک اُس بت کی نشانی ہی

جگر بیچین ہی دل مضطرب ہی ناتوانی ہی
اگر تھی بھی سہی پھر تجکو کیا نقص جوانی ہی
نگہ پھیر دیکھو جاؤ غضب ہوا ستم توڑ دو
مرادون کے یہی دن ہین یہی فصل جوانی ہی
ارے واعظ نہ کر ضد ہم ملانے پر جو آجائین
لڑکپن کا لڑکپن ہی جوانی کی جوانی ہی
حضور اپنے برابر نے لگا صف جسکو بٹھلائین
پھر اُسپر یہ غضب نام خدا پوری جوانی ہی
کلیم اُسنے خبر سنکر مرے مرنے کی فرمایا

غرضکہ تمام شب گانے بجانے کا جلسہ رہا پریان خوب خوب ناچین انعام و اکرام پائے شہزادہ طیمور زیاح دیکھتے دیکھتے گاؤ پر سر رکھکے سوگیا صبح کو بہت دھوم سے برات قصر بلوریہ کی طرف روانہ ہوئی ابونشاہ نے استقبال کیا بزم آراستہ ہوئی عقد شاہزادہ سلیمان صاحبقران دختر انورشاہ کے ساتھ پڑھا گیا شادیانے بجے شاہزادہ برات لیکر خوشی خوشی گلستان ارم مین آیا شب کو حجلۂ عروسی آراستہ ہوا صاحبقران نیک اختر وصل عروس سے شادکام ہوئے صبح کو غسل کیا دربار مین آکر بیٹھے شاہزادہ طیمور موجود تھا اخضر زردپوش بھی تھا لیکن جب اخضر طیمور کی طرف دیکھتا تھا لگاوٹ سے دیکھتا تھا اور شاہزادہ جب اس سے آنکھ ملاتا تھا اخضر کو تاب نہ ہوتی تھی آنکھ جھکا لیتا تھا اور اسے فکر تھی کہ کسی طرح طیمور کو زک دون سلیمان صاحبقران سے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین آنکو مع دنگل اُٹھاؤن اور یہ مجھے اُٹھائین سلیمان صاحبقران نے چپکے سے اخضر کے کان مین کہا کہ دیکھ اپنے کو ذلیل نہ کروا یہ اولاد صاحبقران سے ہی سب نشانیان اسمین موجود ہین یہ تجھسے ہرگز نہ اُٹھیگا اور تجھے بہت آسانی سے اُٹھالیگا اسوقت تک پرستان مین سوا میرے تو کسی سے زیر نہین ہوا ہی تیرا وقار تمام پرستان مین ہی آیندہ تیری وقعت جاتی رہیگی اخضر نے کہا کہ مین ضرور اسے زور کرونگا یہ پکار کے کہا اسطرح کہ طیمور نے سن لیا بس اسی وقت تیور بدل گئے کہا کہ پہلے تو زور کریگا یا مین زور کرون اخضر نے کہا کہ مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور دنگل کے نیچے ہاتھ دیکر پیچ لگا کے زور کیا طیمور نے لنگر مار دیا پایے دنگل کے زمین مین اُتر گئے ہر چند اخضر نے زور کیا کچھ نہوا آخر علیحدہ ہوگیا اور اپنے دنگل پر آبیٹھا اب شاہزادہ طیمور اپنے مقام سے اُٹھا اور اسلحہ سلیمان اعظم کا مع خود زرہ بکتر چار آئینہ یہ سب اسکے دنگل پر رکھ دیا اور گرز ایک ہزار من کا ہاتھ مین دیکر کہا کہ اسے لیے بیٹھا رہ اخضر نے کہا کہ پہلے مجھے تو اُٹھا لو پھر یہ بوجھ بڑھانا طیمور نے کہا کہ ہم تجھسے لیتا ہون اُٹھا کر سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جو کہتے ہین وہی کر اخضر خاموش ہوکے بیٹھا طیمور شیر نر نے ایک پایہ دنگل کا پکڑا اور یا خداوند آئینہ کہکر جو زور کیا تو اُٹھا لیا ہر چند اخضر نے لنگر مارے کچھ نہوا طیمور نے بخاطر سلیمان صاحبقران دنگل کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اخضر نے کہا کہ دنگل پر بے بس ہوکے بیٹھنا ہوتا ہی اسکا اعتبار نہین زمین مین مجھ زور کو صاحبقران قاف نے دل مین کہا کہ اسکی شامتین ہی آگئی ہین کچھ نہ بولے طیمور نے کہا مجھے کسی طرح عذر نہین ہی اخضر نے کہا کہ زمین مین بیٹھو طیمور پاؤن سمیٹ کے زور عربی کی ترکیب سے بیٹھ گیا اخضر نے زور کیا کچھ نہوا آخری زور کرکے ہانپنے لگا چھوڑ کے الگ ہوگیا اسی وقت طیمور نے کہا کہ اب تو بیٹھ اخضر اسی طرح بیٹھا طیمور نے یا خداوند آئینہ کہکے جو زور کیا تو اخضر زردپوش کو

اُٹھا لیا اور چھوڑ دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا نتیجہ ہمارے منع کرنے کا اخضر نے گردن جھکا لی اور دل مین سوچا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے کہ ایک لڑکے کے ہاتھ سے تو اس طرح ذلیل ہوا اور سلیمان صاحبقران کی رفاقت مین یہ ذلت حاصل ہوئی اخضر کے دل مین تو یہ کینہ گھر کرتا جاتا ہے اور سلیمان صاحبقران کو محبت طیمور شیر پرور کی زیادہ ہوتی جاتی ہے ایک روز سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمھین شوق ہو تو شکار پر چلو طیمور نے کہا چلیے غرضکہ اُسوقت سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک بھی موجود تھے یہ سب ملکر واسطے شکار کے روانہ ہوے اخضر زرد پوش بھی ساتھ تھا شکار پر سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی آپکو فن سپہگری کسنے تعلیم کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ والد ماجد جناب امیر حمزہ صاحبقران اول نے مجھے تربیت کیا سلیمان صاحبقران نے عرض کی کہ جو کچھ صاحبقرانی کی ہون وہ مجھے تعلیم کیجیے سلیمان اعظم نے اشارہ سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ تعلیم تنہائی مین ہوتی ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ آئیے ہم اور آپ کسی طرف نکل چلین طیمور نے کہا کہ مین تو آپ ہی کے ساتھ رہونگا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ تم سے کسی بات کا پردہ نہین ہے چلو شوق سے چلو غرضکہ مع اخضر زرد پوش اور سبکو تو اسی جگہ چھوڑا صرف طیمور کو ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوے اک جگہ گرد جھاڑیان تھین اور بیچ مین میدان تھا وہ مقام پسند کر کے سلیمان اعظم نے نیزہ بازی اپنے فرزند کو بتانا شروع کی طیمور غور سے دیکھا کیا جب سلیمان صاحبقران سیکھ چکے تو طیمور نے کہا کہ مجھے بھی بتایئے گا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او طیمور نیزہ پکڑ کے سامنے آگیا فرمایا وار کرو طیمور نے کہا کہ آپ پر میرا ہاتھ نہین اُٹھتا فرمایا اسکا خیال نکرو جبتک آپس مین اسطرح نہ لڑو گے تو دشمن سے کیونکر مقابلہ کرو گے طیمور نے نیزہ مارا سلیمان اعظم نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا دو اک طعنون کا بھلاوا دیکر نیزہ ہاتھ سے طیمور کے نکال دیا اُس وقت طیمور غصہ سے سُرخ ہو گیا اور اپنے ہاتھون کو کاٹنے لگا صاحبقران قاف نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو طیمور نے کہا کہ میرے ہاتھ کمزور ہین فرمایا ہاتھ کمزور نہین ہے بلکہ نیزہ بازی کے طریقے سے تم آگاہ نہین ہو اسمین کچھ پیچ ہوتے ہین جنکو بند کرتے ہین نیزہ ہاتھ کی کمزوری سے نہین نکلتا ہے بلکہ پیچ سے نکلجاتا ہے جب تم سیکھ لو گے پھر تمھارے ہاتھ سے بھی نیزہ نہ نکلیگا طیمور نے کہا کہ پھر بتایئے اُس وقت سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ خدا پرستون سے کچھ مقابلہ نکرنا نہ اُنکے ملکون کو کبھی تباہ و برباد کرنے کی فکر کرنا طیمور نے کہا کہ اگر خدا پرست خود مجھ سے مقابلہ کرین فرمایا جو لڑے اُس سے لڑنا اور جو نہ لڑے اُس سے نہ لڑنا نہ جبر کرنا کہ دین اپنا چھوڑ دو طیمور نے کہا کہ ہرگز ایسا نہو گا اُس وقت سلیمان اعظم نے طیمور کو خوب نیزہ بازی سکھائی کہ طاق و مشاق کر دیا کوئی بات اُٹھا نہ رکھی جسوقت پلٹ کے خیمہ مین آئے تو اخضر زرد پوش نے رنجیدہ ہو کر صاحبقران قاف سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین شہر سلطانیہ کے انتظام کو جاؤن مین نے سُنا ہے کہ وہان بہت ابتری ہے سلیمان صاحبقران نے بھی مصلحت وقت جانکر اجازت دیدی کہ ایسے وقت مین اسکا ٹل جانا ہی بہتر ہے اسلیے کہ چشم و ابرو سے اُسکے یہ بات پائی جاتی ہے کہ یہ طیمور سے کاوش رکھتا ہے جسوقت تک طیمور یہان مہمان ہے اُسوقت تک اسکے واسطے یہان سے ٹل جانا ہی بہتر ہے اخضر کو اجازت دیدی یہ اُسی وقت سوار ہو کے روانہ ہو گیا کچھ دور گلستان ارم سے پہونچا ہوگا کہ کڑک سے بجلی کڑکی اور پنجہ نے آکر اخضر کو اُٹھا لیے چلا گیا اسکا حال تو بعد کو بیان کیا جائیگا لیکن اول کیفیت سلیمان صاحبقران اور طیمور کی سنیے

کہ یہ شکار سے واپس آئے اب روز تعلیم فن سپہگری ہوا کرتی تیغ بازی گرز بازی نیزہ بازی ناوک اندازی جب یہ سب باتیں طیمور کو آگئیں تو نوبت کشتی کی آئی سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی کہ حضور اسے ڈھیل نہ دیجیے گا ورنہ یہ بد مزاج ہو جائے گا فرمایا کہ مجھے خیال ہے میں جانتا ہوں کہ یہ خاندانی غصہ ور ہے اور شیرنی کا دودھ پیکر اور بھی مزاج اسکا خراب ہو گیا ہے اور سن بھی دلوں کا ہے غرضکہ کسی اور کو بٹھا لیا اور اسپر پیچ باندھ کے بتا دیا اس طرح طیمور کو پیچ صاف کرا کے چند دن میں یہ طاق و مشاق ہو گیا سلیمان صاحبقران نے بڑی محنت کی اور سلیمان اعظم بھی جسقدر جانتے تھے سب بتا دیا اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ ای فرزند یہ تو دوسرا علم شاہ پیدا ہوا ہے صاحبقران دنیا کو مقابلے کے وقت تسدر رکھیگی دیکھنا یہ کتنوں کو چوپٹا کر دیتا ہے ہر ایک اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا اب میدان چوگان بازی تیار ہوا اور سلیمان صاحبقران اور طیمور ایک طرف ہوے اور ایک طرف بڑے بڑے چوگان بازوں کو جمع کیا اس فن میں بھی طیمور طاق و مشاق ہو گیا ایک روز کچھ جی گھبرایا اور طیمور سے کہا کہ آج شکار پر تشریف لے چلیے سلیمان صاحبقران نے بخاطر طیمور شیر سوار تیاری کی اور جانب صحراے پرستان روانہ ہوے خیمہ برپا کیا مصروف صید و شکار ہوے انکو تو مصروف شکار رکھا جاتا ہے

چند کلمے داستان اخضر زرد پوش اور خمار جادو کے مرید ہو جانا اخضر کا اور درپے آزار ہونا طیمور کے اور باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہیں مخمس

خود سے بیگانہ ہے آہو دشت یگانہ تیرا
لب پہ بلبل کے ہے گلشن میں ترانہ تیرا
دل حسینوں کا ہے تیر نشانہ تیرا
ساری دنیا ہے شیدائی سارا زمانہ تیرا
جسکو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ تیرا

بے مروت کہوں یا تجھکو کہوں بے پروا
دیکھ تو اپنی تغافل کو مری جان ذرا
ظلم یہ تیرا نرالا ہے یہ طرفہ ہے جفا
جس ستم کی نہ تھی امید وہی تو نے کیا
نزع کا حال مرا اور نہ آنا تیرا

تھا یہ ارمان کہ رخ ہو مری پیکان کا ادھر
اب غرض کیا ہے کہ میں رشک کروں آہ ادھر
دل میں گھر کر کے کلیجے میں بھی ہو تیر گذر
ہو لیا غیر کا جب تو تو پھرا ہے تیر نظر
کیونکر بتاؤں میں جگر اپنا نشانا تیرا

سامنا موت کا ہے تیر انتظار ظالم
وار کرتا نہیں پڑتا ہے وہ بار ظالم
تیغ ہے تیر ہے برچھی ہے اشارا ظالم
جسکو تاکا کہ اسے موت ہی مارا ظالم
جو کٹا ہے نہیں واللہ نشانہ تیرا

غش میں ہو شکل کلیم آٹھ پہر کیا کہتا
او مرے کشتہ پیکان نظر کیا کہتا
تیرا ہر وقت ہتھیلی پہ ہے سر کیا کہتا
واہ کیا تیرا کلیجا ہے جگر کیا کہتا
کہہ رہا کرتا ہے مداح زمانہ تیرا

راوی بیان کرتا ہی کہ اخضر زرد پوش کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک ساحرہ تھی کہ نام اُسکا خمار جادو
ہی یہ نکاتہ ہوس نفس کی پابند راحت پسند عیش پرست ہی پہلے اسنے ایک دیو کو پسند کر کے قید
کیا کہ کہین جا نہ سکے پھر بھی ہوس اسکی کم نہوئی اسی تلاش مین پھرا کرتی تھی حسب اتفاق اسنے اخضر زرد
پوش کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان زبردست ہی اس سے اچھی طرح مطلب حاصل ہوگا اور پنجہ
بن کے گری اخضر کو اُٹھا کے لیے چلی گئی جسمین یہ رہتی تھی وہ مکان اک باغ تھا اور پشت
مکان کی طرف دریا بہ رہا تھا خمار جادو نے اخضر کو باغ مین لیجا کے اُتارا اخضر تموج ہوا
سے بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ اک عورت سیہ فام چھپکلی کی طرح کریہ منظر کھڑی
ہی پوچھا تو کون ہی خمار جادو نے اپنا نام بتایا کہا مجھے کیون لائی ہی خمار جادو نے کہا کہ وصل میرا
تو قبول کر اخضر نے کہا تو اپنی صورت تو دیکھ خمار جادو نے کہا کہ صورت تو میری بُری ہی لیکن سیرت
بہت اچھی ہی مین علم سحر و ساحری مین کمال رکھتی ہون اگر تو مطلب میرا بر لائیگا تو اسکے صلہ مین جو
کہیگا وہ کردونگی اور اس بُری صورت کو بھی سحر سے ایسا بنا سکتی ہون کہ خوبصورت میرے آگے شرمانے
لگینگے یہ کہکر جو غلطک مار کی اُٹھی ہی تو دیکھا اخضر نے اک چودہ پندرہ برس کے سن کی نہایت حسینہ
وجمیلہ ہی کہ اخضر باوجودیکہ اصابت سے خمار جادو کے آگاہ تھا مگر محو ہو گیا کہا اے خمار جادو
مین وصل تیرا بدل وجان منظور کرتا مگر ڈرتا ہون صاحبقران قاف سے کہ وہ تجکو بھی مار ڈالیگا
اور مجھے بھی زندہ نچھوڑیگا خمار جادو نے کہا کہ مین تجھی کو صاحبقران قاف بنا دونگی اُسکی
کیا حقیقت ہی وہ میرا کچھ نہین کر سکتا اخضر کو اُس وقت قتل صاحبقران کی اشتعالک دیتے
ہوئے تو جیا آلی کہا خیر جسوقت وہ سر اُٹھائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا بالفعل تو گلستان ارم
کی طرف جا اور وہان اک لڑکا تیرہ چودہ برس کا ہی کہ نام اُسکا طیمور شیر پرور ہی اُسے لاکر قتل
کر ڈال تو مین وصل تیرا قبول کرون خمار جادو نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی گئی اور ابھی اُسے لیکر
آئی لیکن تجھ ایسا پہلوان زبردست ایک لڑکے کی قتل کی مجھسے خواہش ظاہر کرتا ہی اسکا کیا
سبب اول تو لڑکے نے کونسا قصور کیا ہی جو وہ قابل قتل سمجھا گیا علاوہ اسکے کیا تیرا قابو اُس پر
نہین چلتا اخضر نے کہا وہ بلائے بد ہی مین اُسکا ہارا ہوا ہون یہ کہکر سارا واقعہ طیمور شیر پرور
کا سامنے خمار جادو کے بیان کیا خمار جادو کو بھی تعجب ہوا اُسی وقت بہ ارادۂ قتل طیمور
یہان سے روانہ ہوئی وہان شاہزادہ طیمور شیر پرور اور سلیمان صاحبقران و صاحبقران
کوچک بارگاہ سے نکلے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے تھے تمام پریزاد جمع تھے سلیمان
اعظم کا انتظار تھا کہ تشریف لیے آئین تو کسی طرف تلاش میدان چاہین کہ اکمرتبہ جانب صحرا سے اک
کوہ بلند نمودار ہوا اور دیکھا کہ وہ کوہ اُسی طرف بڑھتا چلا آتا ہی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے جب
قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ اک اژدرہا ہی کہ جب سانس کھینچتا ہی تو صحرا کے کنکر پتھر اُسکے
پیٹ مین چلے جاتے ہین اور جب سانس چھوڑتا ہی تو درخت جلنے لگتے ہین زمین جھلس کے سیاہ
ہوجاتی ہی اور اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہی اس وقت طیمور شیر پرور جا پڑا اور تلوار کمر سے کھینچ لی
ہر چند سلیمان صاحبقران چلایا کئے طیمور نے ایک نہ مانی اور کہا یہ آپکی طرف آتا تھا مین ابھی اسے
ابھی کاٹ کے ڈالے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچے اور سر اژدر پر تلوار ماری تلوار اُچٹ گئی اژدہے
نے سانس کھینچی دہن کھولا شاہزادہ طیمور تنکے کی طرح اڑ کے دہن اژدر مین چلا گیا پس یہ

یہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہو گئی ہائے میرا مہمان کہکے دوڑ پڑے
ساتھ ہی سلیمان اعظم اور سلیمان کو چک بھی چلے اژدر بلیٹ کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انھون نے
تلوارین مارنا شروع کین مگر کوئی اثر نہوا سات کوس تک برابر تلوارین مارتے ہوے چلے آئے
آخر اژدر نے دیکھا کہ کسی طرح جان ہی نہین چھوٹتی ہے بس یہ اڑکے ملبند ہو گیا اسقدر کہ نظرون سے
پوشیدہ ہو گیا سلیمان صاحبقران مایوس ہوکر پلٹے اور دیو ونکو واسطے دریافت حال کے
روانہ کیا کہ یہ اژدر کہان گیا ہے بغیر اسکو مارے ایک دم مجھے چین نہ آئے گا دیو پری تو اژدہے کے
تعاقب مین برائے دریافت حال روانہ ہوے اور سلیمان صاحبقران کمال رنجیدہ ومضطرب پلٹ کے
گلستان ارم مین آئے جب وقت کھانے کا آیا تو سلیمان اعظم نے کہا اے فرزند کھانا کھاؤ تو سلیمان
صاحبقران نے عرض کی کہ جسوقت تک مین اس اژدہے کو نہ مار ڈالونگا اس وقت تک نہ کچھ کھاؤنگا
نہ پیونگا صاحبقران اعظم نے کہا اے فرزند مجھے بھی نہایت صدمہ ہے دیکھو مین ششمش جنی کو بلاتا ہون
اسی وقت دیو جندک بن تندک گیا اور ششمش جنی کو بلا لایا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے ششمش جنی
شکار پر یہ واقعہ گذرا دریافت تو کرو کہ اژدہا در اصل اژدہا تھا یا کوئی اور بلا تھی ششمش جنی نے زائچہ کھینچا
اور احکام نجوم کے نکالے بعد غور وفکر کے عرض کی کہ کوئی ساحرہ ہے وہ لے گئی ہے اور یہ دشمنی دوست کی
سازش سے ہوئی ہے لیکن خانہ حیات برقرار ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جب اژدہے کی نفس سے
صحرا کے درخت جل گئے زمین سیاہ ہو گئی اُسکے شکم مین جاکر انسان کیونکر زندہ رہ سکتا ہے بس اے
ششمش جنی اپنے احکام نجوم کو رہنے دو مین قیامت تک نہ مانونگا کہ طیمور زندہ ہے ہائے ایرج کی نشانی
یہ فرماکر رونے لگے ششمش جنی نے کچھ دیر تامل کیا اُسکے بعد کہا کہ اے صاحبقران آفاق اگر حکم ہووے
تو مین آج سے اس کام کو ترک کر دونگا مین آپ کے خیال سے صاف صاف نہ کہتا تھا آپ مین اخضر
زرد پوش کی سازش معلوم ہوتی ہے اور اخضر آپ سے برگشتہ ہوکے مرتد ہو گیا اسنے ساحرہ سے
وصل کیا اور اُسکے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور جسوقت قابو پائے گا آپ کو بھی زک دے گا
یہ سُنکے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اگر اخضر نے ایسا کیا ہے تو ٹانگین چیر کے پھینک دونگا
جا اے جندک خبر لا کہ اخضر کہان ہے مجھسے وہ شہر سلطانیہ کا بہانہ کر کے گیا ہے جندک نے عرض کی
کہ غلام ابھی جاتا ہے اور خبر لاتا ہے یہ کہکر جندک پلٹے تو جانب شہر سلطانیہ روانہ ہوا جب کہ وہان
اخضر کو نہ پایا تو جو پتا سلطان جنی نے بتایا تھا اُسی پتے پر روانہ ہوا وہان خمار جادو شاہزادہ
طیمور کو نگل کے روانہ ہوئی تھی اپنے باغ مین پہونچی سامنے اخضر زرد پوش کے دہن سے
اُگل دیا اور آپ بھی بصورت انسان بنکر اخضر سے کہا کہ لے یہ دشمن تیرا موجود ہے اخضر نے کہا
کہ اب اسے لیجاکے قتل کر اُسکے بعد مین تیرے ساتھ شراب پیونگا خمار جادو نے طیمور کو ہوشیار
کیا طیمور نے جو آنکھ کھولی دیکھا تو اخضر کو سامنے پایا اخضر نے کہا کہ دیکھا تو نے اپنی سرکشی
کا نتیجہ اب کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ تیری جان بچائین یہ سُنکے شاہزادہ طیمور نے فرمایا
کہ او بےغیرت تجھے مجھسے آنکھ چار کرتے شرم نہین آتی ہے تو وہی ہے جسکو مین نے اونچا نیچا دکھا دیا
یون تیرا قابو نہ چلا تو اژدر سے مجکو نگلوا لیا معلوم ہوتا ہے تو ساحر ہے کہ اژدہے کو تو نے اپنے قابو
مین کیا تھا کہان ہے وہ اژدہا ان بھولی باتون پر خمار جادو دل مین پس گئی اخضر زرد پوش نے
کہا کہ وہ اژدہا بھی موجود ہے اگر آئندہ کے لیے توبہ کر کہ مین پہ وہ قاف کا کبھی رخ نکرونگا اور شاہانہ

سلیمان صاحبقران سے ملاقات دنیا پر ہو تو یہ واقعہ نہ بیان کرون گا تو مین تجھے دنیا پر پھینکوا دونگی
ورنہ ابھی قتل کرا ڈالتی لنگا طیمور نے کہا کہ اونکو مین نے خود سلیمان صاحبقران کی وجہ سے
تجھ پر رعایت کی ورنہ ابتک مین جبر کے پھینک دیتا مین کیا تجھ سے ڈرتا ہون یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھا
تھا کہ خمار جادو نے سحر کیا دست و پا بحبس ہو گئے اخضر قتل کرنے کو اٹھا تھا کہ خمار جادو نے
کہا ٹھہر جا مین اسے دریا مین غرق کئے آتی ہون شاید کوئی قتل ہوتے دیکھ لے تو کچھ فتنہ
نہ برپا کرے اخضر نے کہا کہ اچھا لے جا مگر جلد قتل کر ڈالنا سلیمان صاحبقران اسکے واسطے
زمین و آسمان کے قلابے ملا دینگے وہ اسے بہت چاہتے تھے ایسا نہو کہ انکو خبر ہو جائے خمار جادو
نے طیمور کو اٹھا لیا اور باغ سے باہر آئی دل مین خیال کیا کہ اخضر سے تو یہی اچھا ہے اخضر کے
لیے اسکو قتل کرنا ناانصافی ہے اگر خاموش ہو گیا تو یہ معشوق دل مین جگہ دینے کے قابل ہے
اس وقت تو اسسے اظہار تمنا کرنا خلاف مصلحت جانا اک قفس سحر تیار کرکے اسمین بند
کر دیا اور قریب اس گنبد کے آئی جہان دیو گستہم کو قید کیا تھا دروازہ گنبد کا کھولا اور قفس دیو
کے سپرد کرکے کہا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا خبردار کسی طرح کی تکلیف نہو دیو گستہم نے جو
دیکھا طیمور کو عاشق ہو گیا جیسے وہ اسکے پاس تھا شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ اے گل باغ حسن و جمال
تو کیونکر اس ظالمہ کے پھندے مین پھنس گیا شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اب
یہ ظالمہ مجھے قتل کرا ڈالیگی دیو گستہم نے کہا کہ آپ اس سے اطمینان رکھیے وہ قتل نہین کریگی لیکن ایسا
کام لیگی کہ یہ سارا حسن و جمال خراب ہو جائے گا فرمایا وہ کیا دیو نے بیان کرنے سے حجاب کیا کہا
آپکو خود معلوم ہو جائے گا وہان خمار جادو اپنے قصر سے نکل کے باغ مین آئی اور کہا کہ اگر تیری خوشی ہو تو
تو ایک کام اور کرون اخضر نے کہا وہ کیا کہا سلیمان صاحبقران کو بھی جا کے وہین ذبح کر آؤن
اخضر نے کہا کہ ابھی نہین جیسا انھون نے مجھکو جلایا ہے اک طفل کے واسطے میری طرف سے نگاہ
پھیر لی ویسا ہی انکا بھی دل جلاؤنگا اس شہزادے کی قصر گلستان ارم مین پھینک آنا کہ یہ
حال دیکھکر سلیمان صاحبقران کو داغ ہو بس ابکی جو تو پلٹ کے آئیگی تو مین وصل سے اپنے
تجھے شاد کرونگا خمار جادو نے کہا کہ کام تیرے حکم کے موافق مین کر چکی اب تو بھی وہ اک جام
میرے ساتھ پی لے اسکے بعد مین لاش پھینک آؤنگی اخضر نے کہا کہ مجھے اب عذر نہین
ہے غرضکہ اسی وقت خمار جادو نے جام بھر کر اخضر کو دیا اور اخضر نے جام پی لیا پھر اخضر نے بھر
کے دیا خمار جادو نے پیا یہان جام چل رہا تھا کہ دیو چند کہ پوشیدہ طور پر انکا یہ سب تماشا دیکھ
رہے تھے روانہ ہوا اور ساری کیفیت سلیمان صاحبقران سے بیان کی سلیمان صاحبقران کا چہرہ
غصہ سے سرخ ہو گیا فرمایا کہ بغیر مارے اخضر کے مجھکو قرار نہ آئیگا ہائے طیمور تیری کمسنی
پر بھی اس سنگدل کو رحم نہ آیا یہان تو صاحبقران تاسف کر رہے ہین اور وہان خمار جادو
نے شراب خواری سے فرصت کرکے گلستان ارم کی راہ لی راستے مین اک شخص کو پکڑ لائے اسکو
ذبح کیا اور سحر کرکے صورت اسکی طیمور شیر پرور کی بنائی اور لاش کو لیکر اڑی جس مقام پر
سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ کاف وغیرہ طیمور کے لیے افسوس
کر رہے تھے وہان لاش کو پھینک کر روانہ ہوئی یہان یہ لوگ اسی خیال مین بیٹھے تھے
کہ اک لاش دھڑ سے آ کے گری بس صورت پر جو نظر سلیمان صاحبقران کی پڑے وہ نہ کر

لاش سے لپٹ گئے اور ہائے ایرج کی نشانی کہکے رونے لگے اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے
جب ہوشیار ہوئے تو خودکشی کا قصد کیا سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے نور نظر
یہ کیا کرتے ہو تمکو دور کی قرابت کا تو یہ جوش ہے کہ داغ ایرج کے فرزند کا تم سے نہین اٹھ سکتا
اور ہم سے تمھارا داغ کیونکر اٹھے گا سلیمان صاحبقران نے عرض کی کہ مجھکو اپنی بدنامی کا بھی خیال
ہے فرمایا کہ پہلے اسکے دشمن کو مار لو اسکے بعد اختیار ہے یہ لوگ سمجھینگے کہ سلیمان صاحبقران اخضر کا کچھ
کچھ نہ کر سکے جو اپنی جان پر کھیل گئے اور اخضر مرتد اور بھی خداپرستون کی ایذا رسانی پر کمر باندھیگا
سلیمان صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا ششمش جنی نے کہا کہ اے شہریار یہ لاش
طیمور کی نہین ہے طیمور زندہ ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ششمش جنی بس اس وقت باتین
نہ بناؤ مین تمھاری باتون کو سمجھتا ہون ان بہلاون سے کوئی فائدہ نہین ہے نہ مین بچہ ہون کہ ان باتون
مین بہل جاؤنگا لاش سامنے موجود ہے اور پھر تم بھی کہے جاتے ہو کہ طیمور زندہ ہے ششمش جنی نے
اک دیو سے کہا کہ منھ اس لاش کا دھلاؤ دیو نے پانی سے منھ دھویا تو وہی حالت رہی یہ رنگ روغن
عیاری تو تھا نہین کہ پانی سے چھوٹ جاتا اثر سحر کیونکر برطرف ہوسکتا اس وقت ششمش جنی نے
سلیمان صاحبقران سے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو خداوند عالم نے صاحبقران قاف
کیا ہے اور بزرگان دین نے اسم اعظم تعلیم فرمایا ہے آپ اسم اعظم پڑھکر پانی کا چھینٹا اسکے
منھ پر ماریے صاحبقران قاف نے بخیال اسکے کہ ششمش جنی نے ایسی منت سے کبھی نہ کہا
تھا علاوہ اسکے وزیر سلطنت ہے انکی بہت بڑی عزت ہے اسی وقت پانی طلب کیا اور اسم اعظم پڑھکر
چھینٹا پانی کا منھ پر لاش کے مارا بس اسیوقت اک دھوان سا اٹھا اور اب جو دیکھا کہ نہایت
بدشکل اک زنگی سیہ فام ہے ششمش جنی نے عرض کی کہ اب آپ تشریف لے جائیے خمارجادو
کو قتل کیجیے طیمور کا پتہ لگ جائیگا اور وہ آپکو صحیح و سالم ملیگا اگر طیمور زندہ نہ ملا تو مین آج سے
اس کام کو ترک کردونگا یہ سنکر سلیمان صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے ساتھ ہی سلیمان اعظم
اور سلیمان کوچک بھی مرکبون پر بیٹھکے ساتھ ہوئے اور طرف مسکن خمارجادو کے روانہ
ہوئے لیکن انسے پہلے نقابدار اخضرپوش اور نقابدار گوہرپوش فرزندان قمر زادہ
گہرزاد روانہ ہوچکے تھے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین اولی حال خمارجادو کا سنیے کہ یہ نکاتہ جو لاش
پھینک کے گئی تو سارا حال اخضر سے بیان کیا کہ تمام ملک سیہ پوش ہے قصر گلستان ارم
مین قیامت برپا ہے سلیمان صاحبقران نے کچھ عجب نہین ہے کہ خودکشی کرلی ہو اخضر یہ سنکے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اچھا ہوا اگر سلیمان صاحبقران بھی اپنی جان دیدین اگر مجھے خوف ہے
تو انھین کا ہے یہ کہکر ہاتھ خمارجادو کا پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور اس نکاتہ کا مطلب دل پورا
پورا کیا اسکے بعد علیحدہ ہوگئے اور استاد ہوکے مکان کے کونے پر بیٹھنے لگا اور خمارجادو باغ سے نکلی کہ
چلکر اس طفل حسین سے بھی کام دل پورا کرون ہنوز دروازہ باغ سے نکلی ہی تھی کہ گرد اڑی اور
دونون نقابدار ہویدا ہوئے نعرہ کیا کہ او نکاتہ کہان جاتی ہے ہم آپہونچا خمارجادو ہنسی اور کہا کہ کیا تمھاری
صورتین بھی مین خوشتنے نقاب ڈالی ہے فرمایا کہ تجھے ہماری صورتون سے کیا مطلب اب ہم
تیری صورت کو خاک مین ملائینگے اگر تو صورت پرست بھی تھی تو تجھ سے طیمور کو کیونکر قتل کیا گیا
ارے کوئی بھی ایسی تصویر کو مٹاتا ہے تجھے کچھ حسن شباب پر طیمور کے رحم نہ آیا خمارجادو نے

نے کہا کیون اُسنے میرے معشوق اخضر کو رنجیدہ کیا یہ سنکے اختر پوش نے تلوار ماری خمار جادو نے
اُف کی کہ سپر پیدا ہوئی اور تلوار سپر پر پڑی بس اس لکاتہ نے کلائی پکڑ لی اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ نقاب دار
اختر پوش بیہوش ہو گئے اور نقابدار گوہر پوش کو بھی اسی طرح پکڑ لیا دونون کو لیکر چلتی ہوئی کہ گرد
اُٹھی اور نعرہ سلیمان صاحبقران کا ہوا سلیمان صاحبقران کو آتے دیکھکر خمار جادو نے
تمانچہ ماری اور صورت اپنی اژدر کی بنا کر چلی عیار صاحبقران نے آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم
غافل نہ ہوجیے گا بس جیسے ہی خمار جادو قریب پہونچی اور دم کشی کی سلیمان صاحبقران نے اسم
اعظم پڑھکر پھونکا وہ صورت سحر سے منگئی دیکھا کہ اک ساحرہ سیہ فام گیسو بریدہ جل رہی ہے بس
سلیمان صاحبقران نے دوڑکر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو کے مرنا تھا خمار جادو کا اک تلاطم برپا ہوا لالہ
بلغ غائب ہو گیا اور مرکان بھی نیست و نابود ہو گیا تاریکی چھاگئی اخضر کوٹھے پر سے گرا وہان وہ گنبد جسمین
جسمین دیو گستہم قید تھا پہ تختے ہو کے اڑ گیا جس وقت لاش خمار جادو کی بھڑک کے سرد ہوگئی تو ہیرون نے
آواز دی کہ گشتی مرا نام بن خمار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب دشمنی
ہوئی تو سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ اخضر کنارے دریا کے حیران ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے بس
نعرہ کیا کہ او نمکحرام مین آپہونچا اخضر نے جو دیکھا کہ سلیمان صاحبقران آگئے اب انکے ہاتھ سے جان بچنا
دشوار ہے پلٹ کے دریا مین پھاند پڑا کہنے لگے کہ او ملعون اگر زمین کے ساتوین طبقے مین چھپیگا تو وہان
جا کے مار ڈالونگا اخضر نے غوطہ مارا سلیمان صاحبقران کھڑی لگاتے رہے جیسے ہی اخضر اُبھرا سلیمان صاحبقران
نے بڑھ کر بال اخضر کے پکڑ لئے اخضر لپٹ پڑا کہ آخر تو میری جان جاتی ہے پھر انھین کیون چھوڑون
دفعتہً تو یہ تجھے زیر بھی نہین کر سکتے ہین جتنے عرصہ مین یہ زیر کرینگے اُتنی دیر مین دونون کا کام تمام ہوجائیگا
سلیمان صاحبقران اسوقت غصہ مین تھے اخضر کو پکڑ کے تہ پر بیٹھ گئے اور ایک پانوں پانوں کے
دبایا دوسرا پانوں ہاتھ سے پکڑ کے جو زور کیا چیر ڈالا اور دونون ٹکڑے لاش کے پکڑ کے اُبھرے
باہر دریا کے نکلے اور لاش اخضر کی ڈال دی اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ قوم جن مین وفادار سوا شمشش
جنی کے خاندان کے اور نہین دیکھے مگر افسوس کہ اس نمکحرام کے مار ڈالنے سے داغ طیمور کا مٹ نہین سکتا
ہائے فرزند ایرج اگر زندہ رہتا تو دوسرا علم شاہ ہوتا اتنے مین کچھ پیرزادون نے آکے کہا کہ ای شہریار
اس صحرا مین اک گنبد تھا کہ گرد اسکے غبار چھایا رہتا تھا اور جو شخص قریب اسکے جاتا تھا وہ جل کے خاک ہوجاتا
تھا آج وہ گنبد نمودار ہوا ہے اور دروازہ بھی ظاہر ہوا ہے مگر دروازے مین قفل دیا ہوا ہے خمار جادو نے
کسی دیو کو لا کے اُس گنبد مین قید کیا تھا چلکے اُس غریب کو بھی رہا کر دیجئے آپ کو ثواب ہوگا
سلیمان صاحبقران اُس گنبد کے قریب آئے قفل پر ہاتھ ڈال کے جھٹکے سے توڑ لیا اور دروازہ
کھولا دیکھا کہ اک دیو بیٹھا ہے قفس سحر بھی مرنے سے خمار جادو کے نیست و نابود ہو گیا تھا شاہزادہ
طیمور دیو کے پاس کھڑے تھے جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے طیمور کو دیکھا دوڑ کے لپٹ گئے
اور بہت خوش ہوے دیو گستہم کو معلوم ہوا کہ خمار جادو کو صاحبقران قاف نے قتل کیا نہایت
خوش ہوا گنبد سے باہر آیا عرض کی کہ مین اب آپکا غلام ہون کہ آپکی بدولت مین نے اس بلا سے زندان
سے نجات پائی ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے تجھے آزاد کیا جس طرف تیرا جی چاہے چلا جا
دیو گستہم نے عرض کی کہ غلام کہین نہ جائے گا حضور مجھ سے ابھی واقف نہین ہین کہ مین کون ہون مین
وہ شخص ہون کہ مجھ سے اور اخضر زرد پوش سے مقابلہ ہو تو میرا حال کھلے سلیمان صاحبقران نے

فرمایا کہ اخضر نمکحرام کو تو مین نے چیر کے پھینک دیا سرگذشت اُسکی لائق بیان نہین ہی دیو گستہم نے عرض کی کہ وہ
قابل اسیکے تھا یہ حضور کا اقبال ہی کہ ایسے زبردست نمکحرام کو جان سے آپنے مار ڈالا اس سے زیادہ زبردست
غلام آپ کو مل گیا فرمایا کہ اچھا تو میرے ساتھ رہ یہ فرماکے اُس مقام پر آئے جہان اخضر کی لاش کے
ٹکڑے پڑے ہوے تھے طیمور نے کہا کہ آپ کو اپنے رفیق سے بہت رنج ہوا ہوگا اب اخضر تو
زندہ نہین ہو سکتا مین اخضر کی جگہ خدمت کو حاضر ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم مہمان ہو
ہمارے ہم تمھاری خدمت کرین یا تم ہماری خدمت کرو بعد اسکے لاش اخضر کی پھنکوا دی اور دیو
گستہم ساتھ ہو لیا طیمور شیر پرور نے گستہم کی تعریف کی کہ اسنے مجکو بہت راحت دی جو میوہ
ثمار جادوگر نے اسکے کھانے کو لاکے دیا تھا وہ اسنے مجھے کھلایا سلیمان صاحبقران نہایت خوش
ہوے پریزادون نے پرون کا سایہ کیا کہ دھوپ مین چہرہ طیمور کا سرخ ہو گیا تھا طیمور نے کہا
کہ یہ کیا آفت ہی میرا جی گھبراتا ہی اسطرح کی بھولی بھولی باتین کرتا ہوا ہمراہ سلیمان صاحبقران کے
گلستان ارم مین آیا تمام پریزادون نے مبارکباد دی مشمشن جنی مسکراتے ہوے سامنے سلیمان
صاحبقران کے آئے سلیمان صاحبقران سمجھ گئے کہ انکو اپنے حکم کی خوشی ہی کہ کہنا میرا سچ ہوا بس
اُسی وقت اکیس پارچہ کا خلعت مشمشن جنی کو دیا پریزادون نے حسب حیثیت طیمور پر سے زر نچھاور
کیا نقارہ شادیانی بجے سلیمان صاحبقران نے اس خوشی مین صحبت جشن منعقد کی دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی طیمور نے آئینہ کی پرستش کی اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ اس مذہب سے بہتر کوئی
مذہب نہین ہی تم آپ اپنے خدا ہو آئینہ دیکھو تو کیا جلوہ نظر آتا ہی جو جیسا ہوتا ہی خداوند آئینہ اسکو ویسا ہی دکھاتا
ہی سلیمان صاحبقران اُسکی باتون پر ہنستے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم پردہ دنیا پر صاحبقران دنیا کو مطیع
کرکے آئینہ پرست بناوگے اُس وقت مین بھی آئینہ پرستی اختیار کرونگا طیمور نے کہا کہ پھر مجکو پردہ دنیا پر
پہنچا دیجیے فرمایا کہ تم کہان جانا چاہتے ہو طیمور نے عرض کی کہ مین شہر زرینہ مین جاونگا میرا بھائی
اور میری بہن اور والدین بہت پریشان ہونگے سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی
کہ میرا تو جی چاہتا ہی کہ یہ شان وشوکت کے ساتھ جاے اسلیے کہ جب یہ لشکر اسلام کے مقابلے مین پہونچیگا
تو سامان اسکا اچھا ہوگا اُن لوگون کے پاس سامان طلسمی ہین یہ ابھی تک طلسم فتح نہین کر سکتا
اور نہین معلوم کہ اسکی قسمت مین فتاحی طلسم بھی ہی یا نہین سلیمان اعظم نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی
اُس وقت سلیمان صاحبقران نے اسلحہ طلسمی اور مرکب طلسمی منگوا کر دیا اور اسے سرخپوش بنایا
اور چالیس خفتانون کے صندوق منگا کر سامنے رکھے سب یاقوت نگار تھے طیمور سے کہا کہ تم اپنے
ساتھ چالیس ہزار آدمیون کا لشکر جو رکھنا اُسے اس لباس سے رکھنا یہ فرماکر صندوق کھول کھول کے
وہ خفتانین دکھائین شاہزادہ طیمور بہت خوش ہوا بعد اسکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ بارگاہ رنگین
حصار بھی دیدو سلیمان صاحبقران نے اُس بارگاہ کو استادہ کرایا اور طیمور کو بارگاہ دکھائی
اور عنایت کی طیمور نے کہا کہ آپ وہ شفقت کر رہے ہین جو والدین کرتے ہین بعد اسکے پندرہ سیر
من کا گرز بھی عنایت کیا اور ایک نیزہ دیا جسکی دو زبانین تھین ایک تیغہ دیا جسکی یہ صفت تھی کہ ضرب
لگاتے وقت وہ ہاتھ بھر بڑھتا تھا نام اسکا تیغہ ضرب دراز تھا اور ایک سپر عنایت کی جسمین یہ صفت تھی
کہ تلوار اُسپر کے اُنچو کے رہجاتی تھی حریف کے چھلاے تو چھوتی نہ تھی یہ سب سامان اسے
دیے کہ سوا صاحبقران کے اور کسیکے پاس ایسا سامان تھا بعد اسکے دیوون کو بلا کے سب اسباب

اُنہیں لہ والیا اور طیمور کو گلے لگا کے ارشاد کیا کہ اپنی خیر و عافیت سے فراموش نکرنا اور مین بھی خط بھیجتا رہونگا طیمور نے عرض کی کہ مین کسے بھیجونگا میرے پاس کونسا ذریعہ ہے آپ تو دیو پری کے حاکم ہین فرمایا جب میرا نامہ بر آئے تو اُسی وقت جواب تحریر کرکے روانہ کردیا کرنا طیمور نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا بلکہ وقت فرصت مین آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا کرونگا غرضکہ طیمور سب سے رخصت ہو کر جانب پردہ دنیا روانہ ہوا دیو اسکے سامان بار کیے ہوئے اُڑکر چلے گذر ملک سار لقیہ کی طرف سے ہوا دیکھا کہ دو جانب بڑی بڑی فوجین پڑی ہوئی ہین طیمور نے ایک دیو کو حکم دیا کہ دریافت تو کر کہ یہ کیا معاملہ ہے دیو زمین پر آیا انسان کی صورت بنکر دونون طرف کا حال دریافت کرکے گیا اور طیمور شیر پرور سے بیان کیا بعد اسکے کہا دیوون سے کہ مجکو شہر لاجوردیہ کی طرف لے چلو کہ مجھے لاجوردشاہ سے عوض لینا ہے اُس ملک کو فتح کرکے شہر زرینہ مین جاؤنگا اب دیوان قاف شہر لاجوردیہ کی طرف متوجہ ہوے لیکن

اب یہان سے چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ خورشید زرین کمر کو نہایت صدمہ ہے ہر کارون کو براے دریافت حال ہر شہر و دیار کی طرف روانہ کر دیا ہے ایک کسی سوداگر کا لاجوردیہ کی طرف سے شہر زرینہ مین آنا ہوا اُسنے کچھ اشیاء خورشید زرین کمر کو دکھائین اُنھون نے کچھ التفات نہ کی سوداگر نے عرض کی کہ اگر شہریار و شاہ ایسے ہی بیتوجہی کرینگے تو ہمارا پیشہ بیکار ہوجائے گا مال لانا چھوڑکر گھر بیٹھ رہینگے یہ سُنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ جبسے میرا فرزند گم ہوا ہے مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا اگر وہ موجود ہوتا تو ان اشیاء نادرہ کو خرید کرتا خوش ہوتا مین کیلئے کیا کرون اور کسکے واسطے لون سوداگر نے عرض کی کہ صاحبزادے کا کیا سن تھا اور کس مقام سے وہ گم ہوے ہین ہر ایک ملک مین جاتا ہون شاید کہین دیکھا ہو یا دیکھون تو عرض کردون خورشید زرین کمر نے سن در شکل و شمائل بیان کی اُسیوقت سوداگر کو وہ واقعہ یاد آگیا کہ اک صاحبزادہ اسی شکل و شمائل اور سن کا شہر لاجوردیہ مین اسیر ہوکے آیا تھا اور اُسنے قید توڑ کے دیو کو مارا تھا دربار لاجوردشاہ کو خون سے لال کردیا تھا مگر اُسکو پنجہ لے گیا تھا وہ شہزادہ ہی ہو جب یہ واقعہ گذرا ہے تو سوداگر اُس وقت شہر لاجوردیہ ہی مین موجود تھا اُسنے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ غلام نے شاہزادہ کو دیکھا تو تھا میرے سامنے شہر لاجوردیہ مین انھین عیار تے کے پہونچا تھا اور واقعہ اُسنے بیان کیا تھا کہ مین نے شکار سے اُسکو اسیر کیا تھا لاجوردشاہ نے بہت کچھ انعام اپنے عیار کو دیا تھا اور صاحبزادے نے بہت سخت گفتگو کی تھی جسپر لاجوردشاہ نے برہم ہو کے حکم قتل دیا تھا اُنھون نے قید توڑ کے دیو کو مارا لیکن وہان سے بھی اُنکو پنجہ لے گیا تھا یہ سُن کے خورشید زرین کمر کو نہایت غصہ آیا کہ فرزند میرا لاجوردشاہ ہی کی وجہ سے مجھسے بچھڑا اُسیوقت اُسنے حکم دیا کہ لشکر میرا تیار ہو مین ابھی جاؤنگا اور شہر لاجوردیہ کو تاخت و تاراج کرونگا سکندر آئینہ پرست کو بھی طیمور کے گم ہونے کا ملال تھا اُسنے دیو غنطاق کو پیکر کو طلب کیا جس وقت دیو غنطاق حاضر ہوا تو سکندر نے کہا کہ تم ساتھ خورشید کے جاؤ اور جو یہ کہین وہ کرو نا دیو غنطاق نقابدار بنکر ساتھ ہوا لشکر خورشید جانب شہر لاجوردیہ روانہ ہوا جس وقت لشکر قریب پہونچا تو خبر

لاجورد شاہ کو ہوئی کہ خورشید زرین کمر نے فوج کشی کی ہے اُسوقت لاجورد شاہ نے اپنی فوج کو
بھی شہر کے باہر مورچہ بندی کا حکم دیا لاجورد شاہ کی فوج بھی بیرون شہر آکر خیمہ زن ہوئی اور خود
لاجورد شاہ بھی آیا دوسرے روز صبح کو گرد اُڑی اور خورشید زرین کمر مع نقابدار سیہ پوش کے
پہونچا اور لشکر اپنا بمقابل لشکر لاجورد شاہ اُتارا بارگاہ ایستادہ ہوئی جب شام ہوئی تو خورشید زرین کمر
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی اُدھر لاجورد شاہ
نے کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے کوئی دو لاکھ آدمی اسطرف
تھے اور اسیقدر اُس طرف بھی تھے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب و نکیب
بیٹھ گئے تو لشکر لاجورد شاہ سے ہنر بر کوہی نکلا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے آئینہ پرستو
تمہارے دل میں اُس شخص کی طرف سے کدورت آئی ہے جو برادرزادہ خداوند زبرجد شاہ ہے ایسا نہو
کہ خداوند تمپر غضب نازل کریں تو تم کہیں کے نہ ہوگے یہ سُنکے نقابدار سیاہ پوش سامنے
ہنر بر کوہی کے آیا اور کہا کہ کیا جھک مارتا ہے کوئی خداوند خداوند آئینہ سے بہتر نہیں ہے جسکے
جلوے سے تمام عالم روشن ہے جیسا شخص اُسے دیکھے ویسا ہی دوسرا بھی اُسکو نظر آتا ہے لا ضرب
اپنی اور دیکھ تماشہ قدرت خداوند آئینہ کا تو حیران رہجائے گا ایک کی دو نظر آنے لگینگی یہ
سُنکے ہنر بر کوہی نے نیزہ مارا نقابدار سیہ پوش نے چند ہی طعن میں نیزہ ہاتھ سے ہنر بر کوہی
کے نکال دیا اُس وقت ہنر بر کوہی نے غصہ میں آکر تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے جو اپنا
وار کیا ہنر بر کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے اُسی وقت لاجورد شاہ نے ادہم شتر گردن کو برائے
مقابلہ بھیجا اِس سے بھی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر ادہم بھی ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا شمیم
قوی بازو نکلا یہ بھی مارا گیا شام تک تین نقابدار نے سترہ سردار کو جانسے مارا اور پانچ کو ایسا زخمی کیا کہ وہ جان بلب ہوگئے
لاجورد شاہ کے جی چھوٹ گئے کہ یہ نقابدار تو بلائے بد ہے شام ہوتے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خورشید نے پھر کوس بجوا دیا مگر لاجورد شاہ پر ایسا خوف نقابدار کا طاری ہوا
کہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا جب صبح ہوئی تو خورشید کو خبر پہونچی کہ لاجورد شاہ نے گریز کی اور قلعہ
میں چھپا ہے کہا خیر کہاں جائے گا نقابدار سے کہا کہ قلعہ پر یورش کرو میں بغیر اسکو مارے ہوے
قرار نہ لونگا نقابدار نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا اور طبل بجوا دیا اُس وقت لاجورد شاہ گھبرایا
اور اپنے عیار سے کہا کہ کسی طرح اس نقابدار کو یا اسکے بادشاہ کو چرا لا بغیر اسکے جان بچتی نظر نہیں
آتی ہے کل یہ نقابدار دھاوا کر کے قلعہ کو بھی سر کر لیگا سب اسیر ہو کر قتل ہوجائینگے سیالالک
لک لک پا بلا کا عیار ہے اسنے کہا کہ میں جاتا ہوں یہ رات کو قلعہ سے نکلا لباس شہری تن پر
آراستہ کر کے جانب لشکر خورشید زرین کمر روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو صورت اپنی اک گنوار
کی بنائی گٹھا لکڑیوں کا سر پر رکھ کے لشکر میں داخل ہوا جسنے دام پوچھے اُسقدر بتائے کہ کسی نے
لکڑی نہ خریدی یہانتک کہ یہ قریب خیمہ خورشید کے پہونچ گیا باورچی خانہ خورشید کا خیمہ سے قریب
تھا لکڑی کی ضرورت بھی تھی سب لکڑی خرید لی گئی اور دام دے دیے گئے اور کہا کہ اور تھوڑی
لکڑی چاہئے لے آ اسنے کہا کہ اب تو رات ہوگئی ہے صبح کو جتنی لکڑی کہیے گا لادونگا میں تو اُس
جنگل کا ٹھیکہ لیے ہوئے ہوں میری حیثیت پر نہ جائیے روپیہ بغیر اسکے جمع نہیں ہوتا ہے کہیے تو رات کو

یہین پڑے ہوئے لوگون نے کہا کہ کیا نقصان ہی پڑا رہنے دو یہ اُسی جگہ پڑا رہا جب رات ہوئی اور سب
سو گئے تو یہ اپنے مقام سے اُٹھا اور پشت خیمہ کی طرف آیا قنات چاک کرکے پروانے بیہوشی کے
شمع پر مارے پروانے جلے اور دود بیہوشی منتشر ہوا جو دو ایک باری دار بیٹھے تھے وہ اور بھی غافل ہو گئے
چالاک لک لک یا خیمہ مین آیا خورشید کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھا اور پشتارہ پشت پر لگا کے
خیمہ سے نکلا طلایہ کے سوارون کی نگاہون سے بچتا ہوا قلعہ کی طرف روانہ ہوا کچھ رات باقی تھی کہ قلعہ مین پہونچ
گیا اور خورشید کو سامنے لاجوردشاہ کے ڈال دیا لاجوردشاہ نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندان مین بھجوا
دیا یہان جو باری دار باری بدلوانے کی غرض سے آئے تو دیکھا کہ پشت خیمہ کی چاک ہی بادشاہ مسہری پر
نہین ہی اُنھون نے شور کیا کہ بادشاہ کو کوئی چرا لے گیا لاہور یہ شور سُن کے اندر خیمہ کے آیا پتہ عیاری
کا پایا پہچانا اور کہا کہ جو عیار طیمور کو شکار پر سے لے گیا تھا وہی آنکو بھی لے گیا رونے لگا کہ ہائے
بھائی کا داغ ابھی دل سے نہین مٹا تھا کہ باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا یہانتک شور و غوغا ہوا کہ نقابدار
سیہ پوش کو خبر ہوئی نقابدار نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائے گا جب صبح ہوئی تو نقابدار سیہ پوش لشکر کو لیکر
قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ نے توپین مارنا شروع کین ہمراہیان نقابدار مین سے دو سو آدمی کام آئے
اور باقی پلٹ گئے لیکن نقابدار گولون کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا پہونچا وہان اہل قلعہ نے خورشید زرین کمر کو
لاکر زیر تیغ بٹھا دیا اور نقابدار سے کہا کہ اب اگر قدم آگے بڑھایا تو ہم تمھارے بادشاہ کو قتل
کر ڈالینگے نقابدار پریشان ہوا کہ اب کیا کرون یکایک آسمان سے آواز نقارہ کی گوش زد ہوئی نقابدار
سیہ پوش اور اہل قلعہ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ہزارہا دیو سامان شاہانہ سے چلے آتے
ہین اور ایک دیو دراز قامت کی گردن پر شاہزادہ طیمور شیر پرور سوار ہی لیکن طیمور نے جو اپنے باپ
کو زیر تیغ بیٹھے دیکھا ایک دیو سے کہا کہ جلد پنجہ بنکے انھین اُٹھا لاؤ دیو کڑک کے گرا اور خورشید کو اُٹھا
لیگیا اُسوقت طیمور نے نقابدار کو آواز دی کہ گھس جا قلعہ مین نقابدار گرز پکڑ کے قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ
نے دیکھا کہ اب جان نہین بچتی ہی بس چادر ہلانا شروع کی اور امان مانگی طیمور نے کہا امان اسی شرط پر
ہی کہ خداوند آئینہ کو سجدہ کرو لاجوردشاہ نے کہا مجھے قبول ہی طیمور نے نقابدار سیہ پوش کو منع کیا
لاجوردشاہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور چند رفقا کو ساتھ لیکر نکلا اُدھر دیو شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے زمین پر اُترنے لگے لاجوردشاہ یہ دیکھکر زرد ہو گیا کہ اگر اسنے کسی دیو سے اشارہ کیا تو وہ کھا ہی لیگا
ہاتھ باندھے ہوئے کانپتا ہوا سامنے طیمور شیر پرور کے آیا چونکہ نقابدار سیہ پوش در اصل دیو ہی یہ
قریب آیا اور اپنے ہمجنسون کو دیکھکر خوش ہوا خورشید زرین کمر نے اپنے فرزند کو دیکھا نہایت
شاد ہوا پوچھا کہ ای فرزند تم کہان تھے طیمور نے بیان کیا کہ پہلے تو مین اسی ملک مین آیا تھا لاجوردشاہ
کا عیار مجھے لے آیا تھا جب یہان جنگ کی نوبت آئی تو ایک دیو مجھے پنجہ بنکے اُٹھا لیگیا مین نے پرستان مین
جاکر اُسکے چچا کو سزا سے مقتول دی وہ ایک اور جن کو لے آیا تمام قاف اُس سے کانپتا تھا نام اُسکا اخضر
زرد پوش تھا صاحبقران قاف کا رفیق تھا مین نے اخضر کو ذلیل کیا اس سلسلہ سے صاحبقران قاف
مجھ سے محبت کرنے لگے اور میری دشمنی پر اپنے رفیق کو مار ڈالا اور مجھے فن سپہگری تعلیم کیا اور بارگاہ اور
اسلحہ و آلات حرب اور یاقوت نگار چالیس ہزار جن عنایت کین مین اُنکا ممنون ہون یہ کہکر سب
سامان اپنا خورشید کو دکھایا خورشید نہایت خوش ہوا شاہپور شیر دل آکر بھائی سے لپٹا شاہزادے
نے شاہپور کو بہت سا زر و جواہر عنایت کیا بارگاہ برپا ہوئی لاجوردشاہ آئینہ پرست ہوا تمام ملک

لاجوردیہ کو آئینہ پرست کیا اور وہان سے کوچ کرکے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہ خبر سکندر آئینہ پرست اور زرمان شاہ کو ہوئی کہ شاہزادہ طیمور پرستان سے ملک لاجوردیہ مین آیا اب اس طرف آتا ہی اور بڑے جاہ و حشم کے ساتھ آتا ہی بس یہ دونون شاہ و وزیر براے استقبال روانہ ہوے پیشوائی کرکے طیمور شیر پرور کو لائے شاہزادہ محل مین داخل ہوا ہن اسکی آکے چھٹی اور خوش ہوئی ملکہ بلاگردان ہوئی تصدق اُترنے لگے جشن خوشی ہوا جب ان سب باتون سے فرصت پائی تو شاہزادہ طیمور شیر پرور نے خورشید زرین کمر سے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ مین خروج کرون اور دین آئینہ پرستی کو رواج دون خداوند آئینہ نے مجکو صاحبقرانی کی قوت عطا فرمائی ہی خورشید نے کہا کہ پہلے کس طرف چلنے کا قصد ہی طیمور نے کہا کہ ملک باختر مین کوئی شخص ہی کہ نام اُسکا خداوند سارلیق کرکے مشہور ہی بہت بڑا لشکر اُسکا ہی اور اُسی کے مقابلہ مین لشکر خداپرستون کا اُترا ہوا ہی وہین چلنا چاہیے اگر اس مرحلہ کو سر کرلیا تو تمام دنیا کو فتح کرلیا مین اپنی آنکھون سے دیکھتا چلا آتا ہون کہ وہان اک عالم جمع ہی کرورہا خداپرست اور اسیقدر سارلیق پرست جمع ہین خورشید زرین کمر نے کہا کہ جو تمھاری راے ہو مگر مین ساتھ چلونگا طیمور شیر پرور نے کہا کہ بہتر ہی سکندر آئینہ پرست اور زرمان شاہ اور لاجورد شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلینگے فرمایا جسکا جی چاہے چلے ان سب بادشاہون نے انتظام سلطنت وزرا کے سپرد کیا اور ایک ایک سپہ سالار کو تھوڑی فوج کے ساتھ حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ کر نگرانی سب شہرون کی نقابدار سیہ پوش کے سپرد کی کہ یہ ہر مقام پر گشت لگاتا رہے لیجا اسکے ساٹھ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے یہ تینون بادشاہ ساتھ ہوے شاہزادہ طیمور نے چالیس ہزار سوار منتخب کرکے اُنکو وہی سُرخ خفتانین پہنائین بارگاہ زرین حصار ساتھ لی اور مرکب نسیم پرستان پر سوار ہوکے جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوے انکو تو راہ راہ مین چھوڑا جاتا ہے —

اور اب پھر داستان ملک سارلیقیہ کی آغاز ہوتی ہی مخمس

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھ کے مجھکو — کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھ کے مجھکو
اور اسکے سوا کچھ نہ کہا دیکھ کے مجھکو — کچھ کہنے لگے ذکر وفا دیکھ کے مجھکو
ہونے لگا ہر اک کو گلہ دیکھ کے مجھکو

کیون آئے نہ غصہ بخدا دیکھ کے مجھکو — دکھلاتے ہین یون اپنی وفا دیکھ کے مجھکو
کرتے نہین کچھ شرم و حیا دیکھ کے مجھکو — اغیار سے یہ ناز و ادا دیکھ کے مجھکو
اترائیے ہان اور ذرا دیکھ کے مجھکو

کرتا ہی ہر اک اسکی ثنا دیکھ کے مجھکو — دیتا ہی ہر اک اُنکو دعا دیکھ کے مجھکو
بنتے ہین سبھی اہل وفا دیکھ کے مجھکو — دشمن نے بھی دم اُنکا بھرا دیکھ کے مجھکو
یاد آ گئی کیا اُنکی ادا دیکھ کے مجھکو

بن جاتا ہی بندہ بھی وہ کیا دیکھ کے مجھکو — اترا تا ہی حد کا بخدا دیکھ کے مجھکو
کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھ کے مجھکو — کی غیر نے دانستہ خطا دیکھ کے مجھکو
اب دیجیے گا آپ سزا دیکھ کے مجھکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار وہ آیا ÷ ÷ — تسکین نہ مجھے دے کے تو کچھ اور رلایا

الطاف وستم کرکے ستم اور بھی ڈھایا — جب وصل مین اُس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
چلائی نزاکت کہ ذرا دیکھ کے مجھکو

دانتون کی چمک رخ کی ضیا دیکھ رہے تھے — آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کس حسن سے وہ شان خدا دیکھ رہے تھے — کن خوبیون سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہین پھینک دیا دیکھ کے مجھکو

بیزار ہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس — جان اپنی نہ کھو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دکھ درد نہ دو رہنے دے کچھ روز مرے پاس — دشمن سے کہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
آجائیگی اُنکو بھی وفا دیکھ کے مجھکو

اُس بت سے گلی ہی وفا میری طرف سے — ظلم اُنکی طرف سے ہی وفا میری طرف سے
ملنک پھر بھی ہی اُنکو بجا میری طرف سے — کچھ اور نہین خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھون کی چھڑ اڑا لی حنا دیکھ کے مجھکو

پوشیدہ کسی سے بھی نہین دل کی مسرت — آئینہ ہی ای ماہ جبین دل کی مسرت
دل مین نہین ہوتی ہی کہین دل کی مسرت — چھپتی ہی چھپائے سے کہین دل کی مسرت
وہ ٹوٹ گئے بند قبا دیکھ کے مجھکو

حیران ہین اب احوال پہ بیتاب بھی میرے — نزدیک پھٹکتا نہین اب خواب بھی میرے
روتے ہین مجھے دیدۂ پرآب بھی میرے — اس حال سے جیتا ہون کہ احباب بھی میرے
اب دیتے ہین مرنے کی دعا دیکھ کے مجھکو

دکھلا کے ادا شرم کو شوخی نے تمھاری — مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمھاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمھاری — محجوب کیا شرم کو شوخی نے تمھاری
مٹجاتے ہین نقش کف پا دیکھ کے مجھکو

مانند کلیم آج بھی آنکھین مری نم ہین — صد ہا مجھے صدمے ہین ہزار رنج و الم ہین
کمبخت ہین ایک اور مجھے اتنے الم ہین — ہر آن خلش مجھ سے نئے جور و ستم ہین
وان دل سے اُٹھتی ہی جفا دیکھ کے مجھکو

سے پیالۂ شربت ای ہمدم داستان + کہ بازآمدم بر سر داستان + ناظرین کو یاد ہوگا کہ لشکر اسلام اور فوج سمارق مین نقارہ رزمی بجا تھا اور دونون جانب دھوم دھام سے تیاری جنگ کی ہو رہی تھی دونون طرف کے سردارون کے دل مین جوش بھرے ہوئے تھے نقابدارون کے آنے سے لڑائی ملتوی رہی تھی دونون لشکر تیسری جانب متوجہ ہو گئے تھے سرداران لشکر سمارق سرداران اسلام سے جنگ کو کہہ چکے تھے ادھر سرداران اسلام نے سرداران سمارق کو نگاہون مین جانچ لیا تھا کہ فلان نکلے گا تو اسکے مقابلے کو ہمین جائینگے اس جوش و خروش مین رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ بزم انجم برہم ہوئی مہتاب جہانتاب نے سفر مغرب اختیار کیا سپیدۂ سحری ظاہر ہوا ستارے صبح جھلملانے لگے نسیم سحری نے چراغون کو خاموش شمعون کو افسردہ کیا غنچون کو کھلایا رات بھر کے سونے والون کو جگایا لشکر اسلام سے آواز اذان آنے لگی مجاہدان دیندار فریضۂ سحری کو ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوئے اُس طرف سے کفار جوق جوق گروہ گروہ تشون قشون آکر میدان مین صف آرا ہونے لگے اور سمارق فیلطول پر بیٹھا دریچہ وا کیا زیر فیلطول بارگاہ مین

سرداران نامی وگرامی کی بیپا ہین اور ایک بہت بڑی بارگاہ برپا تھی یہ اسلیے تھی کہ بعد طبل بازگشت
بجنے کے اور صبح کو سب سردار اُس بارگاہ مین جمع ہون اور پھر میدان کارزار مین یا اپنے اپنے
مقام پر جائین جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے جا چکے تو لشکر کفار سے
عفریت عربدہ جو اپنے کرگدن کو بڑھا کر سامنے تیطول ساریق کے آیا اُتر کر گینڈے سے سجدہ کیا
اور اجازت میدان چاہی ساریق نے کہا کہ جا تجھے اپنے دست قدرت کی نگہبانی مین دیا عفریت
عربدہ جو بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے
جب خوب سلح شوری کر چکا تو نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس
یہ کہنا تھا کہ تہمتن گرد رفیق خاص و سپہ سالار شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب اپنا صف سے نکالا
اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام رخصت
عنایت ہوا تہمتن گرد جام پیکر بار دگر مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار عفریت
عربدہ جو نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزے کو اُسکے نیزے پر کاٹا طعنین چلنے لگین تہمتن گرد بھی
بڑا سردار ہی رفقاے رفیع البخت مین سب سے زیادہ زبردست ہے اور عفریت عربدہ جو بھی ساریق کی
بارگاہ مین شمار کے پہلوانون مین ہے لوگ غور سے دیکھ رہے ہین کہ ایکمرتبہ تہمتن گرد نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور ایک
ایسا بند باندھا کہ نیزہ ہاتھ سے عفریت کے نیزے پر اُڑ کر گرا بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا
بلند ہوئی اور عفریت عربدہ جو نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا دوڑ کر اسنے ارابے پر سے اپنا ساطور
لیا ساڑھے نو سو من کا ساطور سر پر چرخ دیکر سر تہمتن گرد پر مارا تہمتن گرد نے سپر بلند کی لیکن یہ حربہ سپر سے
رد نہین ہوتا ہی سپر قلم ہوئی تہمتن نے تنہ پیچھے کو کھینچا ساطور گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے
چرخ مارا تہمتن کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر مرکب کو عفریت کے پی کر دیا عفریت بھی گھوڑے سے
کودا اور خنجر کھینچکر چلا کہ تو نے میرے مرکب کو پی کیا مین تجھے کب چھوڑون گا یہ کہکر تہمتن گرد کو خنجر مارا
تہمتن گرد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دونون لپٹ گئے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی رات کو بھی
علیحدہ نہوے دوسرے روز پاؤن تہمتن کا ٹوٹا لوگ آکر اسے اٹھا لے گئے عفریت عربدہ جو
میدان سے پھرا کفار نہایت شاد و بشاش ہوئے اہل اسلام تہمتن گرد کو شفاخانے لے گئے رفیع البخت
نے اپنے رفیق کو تسلی دی کہ جنگ دو سردار دیکھا جارہا ہے ساریق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے
روز جب فوجین وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہو چکین تو پھر عفریت عربدہ جو میدان مین آیا اور پکارا
کہ اے خدا پرستو دیکھا تمنے کہ مین نے کیا حالت کر دی تمھارے ساتھی کی یہی حالت اُسکی ہوگی جو میرے
مقابلے کو آئے گا مین مثل دیگران نہین ہون جنکو پست کر کے تمھارا یہ حوصلہ بڑھا کہ خداوند ساریق پر
تم جرأت کر کے آئے یہ سنکے قران فیل سوار رفیق شاہزادہ گوہر کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
عفریت کے مقابل ہوا عفریت نے ساطور مارا کہ قران فیل سوار زخمی ہوا دن بھر مین عفریت نے
دو سرداروں کو شہید کیا اور پندرہ کو زخمی کر کے میدان سے پھر گیا کفار نہایت شاد و بشاش تھے
اور اہل اسلام کو کمال رنج ہوا غیرت صاحبقران کو خیال ہوا کہ اب یہ ملعون بغیر ہم لوگون کے نکلے
ہرگز پست ہوگا جب پھر صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے تو پھر عفریت
میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے لشکر دارا ے ہند طلحہ بن لندھور نے علم جلوہ گر

آئے اور طلحہ نے نیمچہ اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ اسلام کے آ کر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ
حقیقی نگہبان ہے طلحہ مارو گیر مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آئے اور عفریت کو للکارا کہ او ملعون زخمی
ہونا سرداروں کے واسطے عیب کی بات نہیں ہے تو فخر کس بات کا کرتا ہے عفریت نے کہا کہ آ تو
مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو کیسا ہے طلحہ نے کہا کہ لا حربہ اپنا پھر دیکھ کہ میں کیسا ہوں عفریت عربدہ جو نے
وہی ساطور مارا طلحہ نے ضرب ساطور کو گرز پر روکا اور خبردار خبردار کہکر گرز مارا عفریت نے ضرب
طلحہ کی دستہ ساطور پر روکی مگر مرکب مارا گیا کہا اے ہندی اگر اپنی ضرب میری تو روک سکے تو جانوں
یہ کہکر مرکب طلب کیا اور دوسرے مرکب پر سوار ہو گئے پھر ساطور مارا طلحہ نے پھر گرز کو چہرے کی
پناہ کیا پھل ساطور کا گرز میں در آیا اور ٹوٹ کر رہگیا دستہ پیشانی پر طلحہ کے پڑا کہ سر زخمی ہوا
تیورا گئے عفریت نے کہا لیجاؤ اس ہندی کو جیسے صاحبقران کو بہت ناز تھا لوگ آئے اور طلحہ کو
میدان سے پھیر لائے ہنوز کوئی اور اسکے مقابلہ کو نہیں نکلنے پایا تھا سارلق خوش ہو ہو کے تقدیریں
بگھار رہا تھا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست بگر گرد
تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ ہوائے گرد و زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار
آفتاب دیکھنے لگے کہ یہ اتنا بڑا لشکر کسکا آتا ہے جسنے طبقۂ زمین کو ہلا دیا ہے کہ اک مرتبہ دست ہوا سے
دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرو سے سات سو علم ہائے لاجوردی و زرنگار و سرخ نشانہ سات لاکھ سوار
و پیدل کی جمعیت کا نمودار ہوئے آگے آگے دو بارگاہوں کے ٹاٹ بار چالیس ہزار یا قوت پوش
آستہ آگے آگے اک طفل حسین و جمیل مرکب باد رفتار پر سوار دو نیزہ ہاتھ میں چہرہ مانند آفتاب کے
چمکتا ہوا کوئی چودہ برس کی عمر سبزے کا آغاز بھی نہیں ہونے پایا ہے کہ آئینہ رو میں کسیقدر غبار آچلا ہے جو سبزہ
بنکے دو اک سال میں ظاہر ہوگا اور تین بادشاہ ایک زرین پوش دوسرا سرخ پوش ایک طاؤسی رنگ
کا لباس پہنے ہوئے نمودار ہوئے ہمراہ رکاب اس طفل کے اک عیار بھی اسی سن و سال کا مگر نہایت
چالاک اہل اسلام اور کفار حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے طفل نوعمر نے اک مقام تجویز کر کے قیام کیا
اور بارگاہیں برپا ہونے کا حکم دیا ادھر تو بارگاہیں برپا ہونے لگیں ساز و سامان اسکا دیکھ کر اہل اسلام متحیر تھے
کہ یہ سامان اسنے کہاں سے دستیاب ہوا خیموں میں نیمچہ کی جگہ آئینے نصب تھے ہرکارے دونوں طرف
کے برائے دریافت حال روانہ ہو گئے تھے آ کر عرض کی کہ مذہب ان لوگوں کا آئینہ پرستی ہے طیمور شیر پرور
نے اپنے چالیس ہزار سرخ پوشوں سے رخ میدان کا کیا فوج پشت پر سے جا کے کھڑی ہوئی
یہاں عفریت نے پھر نعرہ مارا کہ اگر قیصر خود شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب کو آگے چھیڑا اور بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر سامنے عفریت کے آئے عفریت نے وہی ساطور انپر بھی مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے چاہا
کہ دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالوں کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا ساطور سر پر پڑتا تھا وہ دابرو اتر
آیا دا ستانہ مارا کہ ساطور چھٹکر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ آئے شہنشاہ گوہر کلاہ
کو لے گئے عفریت نے پھر مبارز طلب کیا تھا کہ طیمور نے گھوڑا اٹھا دیا اور آ کر اس زور سے نگاہ ور
ماری کہ مرکب عفریت کا سامنے سے اڑ گیا عفریت نے کہا او طفل میں نے خدا پرستوں کے تو جی چھڑوا
دیے میں تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ کو آیا ہے طیمور نے فرمایا کہ او ملعون میں نے دیوان قاف کو تو
پست کر دیا ہے تو انسان ہو کر مجھ سے سامنا کرتا ہے نگاہ بھی تو نہ ملا سکے گا عفریت گھورنے لگا طیمور نے
آنکھ میں آنکھ ڈالی بس فوراً عفریت کی آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا وہ مارا عفریت ہنسا کہ ابھی

بیٹھا

تلوار ابھی نہین کھینچی ہے اور تو نے اپنے نزدیک مجھے مار لیا طیمور شیر پرور نے کہا کہ جسکو نگاہ سے مارا اسکو جان سے مارنا کیا دشوار ہے عفریت نے نیزہ مارا طیمور نے دونی تین طعنون مین نیزہ کو اسکے اپنے نیزے سے الجھا کے جو جھٹکا مارا نیزہ تین جگہ سے ٹوٹ کے ہاتھ سے نکل گیا ہر طرف سے صدائین واہ واہ کی بلند ہوئین صاحبقران غور سے دیکھنے لگے کہ یہ لڑکا تو قیامت کا ہیکیت معلوم ہوتا ہے بس عفریت نے ساطور پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ او طفل مجھے تو تجھ پر رحم آتا تھا مگر معلوم ہوا کہ تو رحم کے قابل نہین ہے اجل تیری سر پر کھیل رہی ہے لے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سنگ ساڑھے نو سو من کی ضرب کو اٹھا کر اور سر پر چرخ دیکر مارا بس طیمور نے مرکب کو اشارہ کیا کہ مثل برق کے کوند کر زیر بغل جا پہونچا طیمور نے آنکھ ساطور سے ملائی اور دستہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ایسا مارا کہ عفریت اوندھے منھ گردن مرکب پر آرہا بس دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو عفریت کو قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ عفریت چارون شانے چت گرا طیمور نے اپنے عیار سے کہا کہ باندھ لے مشکین اسکی عفریت اس زور سے گرا تھا کہ اٹھ نہ سکا عیار نے مشکین باندھ لین اور اشارہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا طیمور طبل باز گشت بجوا کر میدان سے پھر گیا کفار منھ دیکھ کے رہ گئے سیاریق نے کہا اے بندگان من دیکھا تم نے مین نے کیسا خوب بعد مدت اور زور آور لڑکا پیدا کیا ہے آج یہ اس طرف آگیا اب مین اس سے ان خدا پرستون کو پست کراؤنگا اب طبل جنگ نہ بجواؤنگا ادھر اہل اسلام شان و شوکت طیمور شیر پرور کی دیکھ کر وجد کرنے لگے خصوصاً شہراب بن رستم تو عاشق ہو گیا جب رات ہوئی تو آفات نیرنگ ساز عیار نے لباس شبروی تن پر آراستہ کیا صورت اپنی جو لڑکے کی بنائی اور جانب لشکر طیمور روانہ ہوا دیکھا کہ بازار لشکر کی کھلی ہوئی ہے فوج کے سپاہی سودا خرید رہے ہین یہ ایک ایک دوکان پر اکتارہ بجا بجا کے گاتا ہوا اور زندانخانہ کو تلاش کرتا ہوا قریب دس بجے کے اس مقام پر پہونچا جہان عفریت عربدہ جو کو قید کیا تھا جب اسنے سمجھ لیا کہ عفریت اسی خیمہ مین قید ہے تو یہ نگہبانان زندان کے سامنے بیٹھ کے گانے مین مصروف ہوا ایسے ایسے مسخرے پن سے گایا کہ لوگ بہت ہنسے پیسہ پیسہ دو دو پیسے سب نے دیے یہ گڑ گڑا کے کہنے لگا کہ گاؤن میرا یہان سے دور ہے رات زیادہ آگئی ہے اگر کچھ ہرج نہو تو مین یہین پڑ رہون ایک سپاہی نے کہا کہ مزاج ہمارے افسر کا جھلا ہے ایسا نہو انکے خلاف ہو اور ہمپر عتاب آئے دوسرا رحمدل تھا اسنے کہا کہ انکو خبر کون کرے گا یا وہ کچھ دیکھنے کو آئینگے غریب ہے پڑ رہنے دو صبح کو یہ چلا جائے گا یہ مکار وہین لنڈ ھک رہا جب دو پہر رات گذر گئی تو دیکھا اسنے کہ دو سپاہی جاگ رہے ہین اور باقی سو رہے ہین بس یہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ چلم پیجیے تو بھر دون سپاہیون نے کہا بھر اسی شغل مین ہی رات تو کٹے اسنے پھر چلم بھری اور ایک سپاہی کو دی اسنے دم لگا کر دوسرے کو دی جب دونون نے ایک ایک دو دو دم لگا کے نیت سیر کر لی تو اس غریب کو دیدی اسنے چلم نہین لی کہا تو کیون نہین پیتا جواب دیا کہ تمکو تو مین نے زہر بھر کے پلا دیا اب کیا جان بوجھ کر خود بھی زہر پی لون یہ کہکر تیجھے ہٹا وہ دونون غصہ مین اٹھ کر دوڑے کہ تو نے ہمین زہر پلا دیا تو ہم تجھے کب چھوڑینگے اٹھتے ہی ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر دھم دھم گرے آفات نے نعرہ کیا دونون کو ذبح کر کے اندر زندان کے آیا اور عفریت کو سلام کر کے سو گہن سے قید کاٹنے لگا تھوڑے تھوڑے نشان اسنے دیکھ کہا زور کیجیے کہ قید توڑ لے اور یہان سے نکل چلیے یہ سنکے عفریت خوش ہوا کہا اے آفات نیرنگ ساز یہ لڑکا نہین کوئی بلا ہے اس زور سے مجکو پٹکا کہ نہین سنبھلا ورنہ پسلیان چور چور ہو جاتین ہڈی ٹوٹ جاتین درد سے کہکر بمشکل قید توڑی اور آفات نیرنگ ساز کے ہمراہ زندانخانہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا

تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ صبح ہوگئی اہل اسلام مصروف نماز تھے کفار یا خداوند ساریق کے نعرے
کر رہے تھے عفریت پاپیادہ بھاگا ہوا جارہا تھا وہاں شاہزادہ طیمور کو خبر ہوگئی کہ قیدی چھوٹ گیا
اور اپنے لشکر کی طرف جارہا ہے بس اسیوقت مرکب پر بیٹھ کے تلوار ہاتھ مین لے لی اور تعاقب مین عفریت
کے روانہ ہوا عیار بھی گوشہ زین پکڑ کے ساتھ ہولیا اڑتا ہوا چلا لشکر مین ہلڑ ہوگیا صاحبقران مسجد
کے پاس سے باہر نکلے ہوئے ٹہل رہے تھے کہ دیکھا طیمور تن تنہا مرکب اڑائے ہوئے لشکر کفار کی طرف
جارہا ہے سرکاروں کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ یہ ادھر کس واسطے جاتا ہے سرکارے روانہ ہوئے شاہزادہ سہراب
ثانی اپنے خیمہ سے نکلے ہوئے اس فکر مین کھڑے تھے کہ کیونکر سلسلہ ملاقات اس طفل شیر دل سے
پیدا ہو کہ اپنی آنکھوں سے طیمور کو ادھر جاتے دیکھا بس انسے ضبط نہو سکا سمجھ گئے کہ کوئی آفت ضرور ہے
جلدی سے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب لشکر ساریق روانہ ہوئے وہان آفات نگار
نے جو یہ آفت دیکھی کہ طیمور شعلہ جوالہ بنا ہوا چلا آتا ہے یہ تو کسی جھاڑی مین دبک رہا اور عفریت سے کہا
بھاگ ورنہ قضا قریب ہے وہ جلدی سے بھاگ کر اُس بارگاہ مین گھس گیا جہان سرداران ساریق صبح کو جمع
ہوتے تھے آج کل سردار تو ابھی نہین آنے پائے تھے لیکن تین چار سو سردار بیٹھے تھے کہ عفریت
بھاگ کے پہونچا کہاں مجھے بچا ساتھ ہی طیمور بھی مع مرکب اندر بارگاہ کے در آیا اور سر پر عفریت کے
پہونچ گیا ایک ڈنگل آہنی رکھا ہوا تھا جو خاص دیوون کے بیٹھنے کو بنا تھا عفریت اُس ڈنگل کے
پیچھے چھپا بس طیمور نے دوڑ کر پہنچہ ضرب دراز کا ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مع ڈنگل عفریت کے دو ٹکڑے
ہوئے سردار گھبرائے کہ یہ کیا آفت آئی اتنے مین سہراب بھی جا پہونچے اور بے اختیار تعریف
کی کہ کیا ہاتھ مارا ہے سرداران ساریق حیران تھے کہ ڈیڑھ ہاتھ کا بچہ اور کئی گز کا ڈنگل دو ٹکڑے
ہوگیا یہ کوئی بلا ہے اس سے لڑنا اچھا نہین جب دیکھا طیمور نے کہ کوئی مقابلہ کو نہین اٹھتا تو اُسنے عیار
سے کہا کہ مار حقہ آتشبازی شاہسوار شیر دل نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے بارگاہ مین آگ لگ
گئی شعلے بھڑکنے لگے سردار اٹھ اٹھ کے بھاگے طیمور ہنسا کیا جب سب بھاگ کے چلے گئے تو خود
بھی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی راستے مین جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسمین آگ لگا دی دھوان
جو بلند ہوا اور زیر قیطول آگ بھڑک لی گھبرا کے ساریق نے دریچہ وا کیا دیکھا کہ جو بارگاہ زیر قیطول استادہ
تھی جسمین سردار آ آ کے بیٹھا کرتے تھے اُس سے شعلے بلند ہین اور جو نظر اُٹھتی ہے تو دیکھا کہ دور تک
یہی حالت ہے کہ لشکر کے خیمے جل رہے ہین اور وہی طفل حسین خیمون کو جلاتا پھونکتا ہوا اپنے لشکر کی طرف
چلا جاتا ہے کہا یہ کیا ماجرا ہے لوگون نے کہا کہ عفریت عربدہ جو بھاگ کے آیا تھا یہ اُسی کے تعاقب مین آیا
تھا اُسکو مار کے پلٹا ہوا جارہا ہے ساریق نے کہا کہ ہمنے اس بندے کو بہت زور دیا ہے جسے ہم بنائین اُسے
کون بگاڑ سکتا ہے شیفتگان نے تو گالیان دین لیکن جو گرد ہے تھے اُنھون نے کہا کہ تو ایسا ہی خداوند ہے شاہزادہ
طیمور شیر پرور صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہ کسی کی جرأت نہوئی کہ ٹوکتا یا روکتا جب وہ وقت آیا کہ سہراب
بن رستم اپنے لشکر کی طرف چلنے لگے اور طیمور شیر پرور اپنے لشکر کی طرف چلا تو طیمور نے کہا کہ ای جوان تو کیون
آیا تھا سہراب نے کہا کہ تمکو اتنی بڑی فوج پر تنہا جاتے دیکھکر مجھ سے ضبط نہوا طیمور نے کہا کہ کیا تم میری
مدد کو آئے تھے فرمایا ارادہ تو تھا مگر تم بڑے صاحب اقبال ہو کہ کسی نے نہ روکا طیمور کو بھی اس حرکت پر
سہراب سے محبت پیدا ہوئی ہنسکے کہا کہ آپنے دیکھا کہ یہ بزدلے اتنے اتنے بڑے تن و توش لیے
بیٹھے رہے اور مجھ تنہا پر جرأت نہ ہوئی جب مین نے بارگاہ مین آگ لگوا دی تو بھاگ گئے سہراب نے

که دراصل ایسی کامیابی آجتک کسیکو نصیب نہوئی ہوگی جو تمہین ہوئی غرضکہ طیمور تو اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا اور شاہزادہ سہراب ابن رستم اپنے لشکر مین آئے ساری کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر باتوقیر
نے فرمایا کہ ای سہراب کیا کہون یہ کسکا لڑکا ہی آسمین تو سب علامتین اولاد جد امجد کی پائی جاتی ہین سہراب
نے کہا کہ ایک صفت ایسی ہی جو ہم مین بھی نہین ہی صاحبقران نے پوچھا وہ کیا عرض کی کہ جس وقت آنکھ سے
آنکھ ملتی ہی تو دل پر ہیبت طاری ہوتی ہی سہراب کی اس تعریف پر سرداران دست راست ہنسکر لے اور
آپس مین کہنے لگے شاید ڈر گئے ہونگے جوان منچلا ہی سمجھتے مین کہ آنکھ ہی مین یہ تاثیر ہی ہماری آنکھ بیٹیون سے
تو چھپتی نہین ہی اس وقت تو انہی ہی باتین ہوکے رہگئین لیکن امیر کو بھی اشتیاق ملاقات ہی اب حال
سماریق ملعون کا سنیے کہ سخنگان نے تنہائی مین بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ یہ طفل تیرے لشکر کا ستھراؤ
کردیگا اور خداپرست اسے مسلمان کرکے اس بلا کو پھر تجھی پر پھینکینگے تو جن لوگون کے بل پر خداوند
بنا ہی انھین بلا تو شاید کچھ کام چلے اور یہ لشکر تیرا دیکھنے کا ہی اسپر گھمنڈ نہ کرنا کہ ایک سردار کئی دن لڑ گیا یہ
اُن لوگون کی ستارے کی بدی تھی ورنہ اس سے زبردست زبردست سردار وہ اس طرح پکڑ لے جائینگے
جس طرح طیمور شیر پر درآئینہ پرست اسکو گرفتار کر لے گیا تھا سماریق بھی دل مین مقر ہوا اور اسی وقت
اسنے ایک نامہ تو بجبروت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای رستم خداوندی سماریق اور ای لقب
قدرت من خداپرستون نے تیرے خداوند پر یورش کیا ہی ہر چند کہ مین نے انکو اسقدر زور دے دیا
کہ اب پچھتاتا ہون لیکن اب تیری قوت اُسنے زیادہ کرکے سبکو تیرے ہاتھ سے ذلیل کرادونگا تجھے لازم
ہی کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے فوراً حاضر ہو یہ نامہ تو بجبروت کی جانب روانہ ہوا اور دوسرا نامہ سماریق
نے بنام خلخال جادو تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ ای باعث خداوندی سماریق ای معشوقۂ من جب تجھسی
محبوبہ مشفقہ ہو تو کیونکر ناز نکرون کہ تجھ سے لذت محبوبی اور اشفاق مادری دونون ظاہر ہوتے ہین تجھپر
خداپرستون نے یورش کیا ہی آنمین ایک ایک اپنے وقت کا رستم ہی اگر آپ اس بلا کو شہر سماریقیہ سے
دفع نکرینگی تو خداوندی کیسی ہی سلطنت بھی نہ باقی رہیگی بلکہ انکے ہاتھ سے جان کا بچنا بھی دشوار ہوجائیگا
یہ نامہ اک ساحر رازدار کو دیا کہ وہ جانب مسکن خلخال جادو روانہ ہوا اسکے بعد چند نامے اور بھی اسنے
لکھ لکھ کے جابجا روانہ کیے ہین جنکا حال آیندہ ظاہر ہوگا سخنگان نے کہا کہ اب طبل جنگ نہ بجوانا ورنہ
یہ لڑکا لشکر کا خاتمہ کردیگا جب آپ طبل نہ بجوائینگے تو خداپرستون سے چھیڑ جائیگی اُسوقت
تماشہ دیکھیے گا سماریق نے تو خاموشی اختیار کی اور شاہزادہ طیمور اس انتظار مین ہی کہ طبل جنگ بجے
جب کئی روز نقارہ رزمی نہ بجا تو اسنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہان تو ابھی سناٹا ہی خالی بیٹھے بیٹھے میرا
دم گھبراتا ہی اور خاص مجھ سے لڑائی بھی نہین ہی کہ مین پابندی کرون لہذا مین تو شکار کو جاتا ہون سنا ہی کہ یہان
شکار کثرت سے ہی جسوقت یہان طبل جنگ بجے تو مجھے اطلاع کردیجیے گا یہ کہکے طیمور شیر پرور نے سامان
شکار اپنے ہمراہ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا شاہزادہ سہراب بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے کہ اُنکے عیار
نے پیکے سے کان مین آکر کہا کہ طیمور آج شکار کو گیا ہی بس سہراب کا دل بیتاب ہوا کہ مین بھی شکار کو جاؤن
یہ ذریعہ ملاقات بڑھنے کا اچھا ہی یہ سوچ کے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین دو روز
کے واسطے شکار کو چلا جاؤن بالفعل یہان طبل جنگ موقوف ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ مگر زیادہ
دور جانے کا قصد نکرنا اسلیے کہ ملک غیر ہی اور جنگ درپیش ہی سہراب نے عرض کی کہ بس دو روز
بعد مین واپس چلا آؤنگا یہ عرض کرکے سلام رخصت کیا اور بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ مین آئے

اور اُسیوقت تیاری شکار کرکے جانب صحرا روانہ ہوگئے یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک کو ہوئی کہ ادھر طیمور شکار کو گیا ہی ادھر سے شاہزادہ سہراب روانہ ہوا ہی اُن دونون کے ذہن مین یہ آئی کہ چلکر اس لڑکے کو صحرا مین دیکھ بھال لینا چاہیے کہ آئیندہ سر نہ اُٹھاے اور سہراب کا حال بھی معلوم ہوجائے کہ کس غرض سے گیا ہی یہ سوچ کے ان دونون نے بھی اجازت شکار حاصل کی اور جانب صحرا روانہ ہوگئے اسکے بعد سکندر رستم خو کو معلوم ہوا یہ بھی چل دیا یہ چارون مختلف مقامات پر مصروف صید وشکار تھے ایک دن تو اسی طرح مصروف صید وشکار رہے بہت سا شکار ہاتھ آیا اپنے اپنے دوستون اور عزیزون سے سب نے ملاقات کی لیکن جب دوسرا روز ہوا تو تلاش آہو مین چلے تھوڑی دور کے فاصلہ پر اک درہ تھا وہان بہت سے آہو رہتے تھے اور صبح کو متفرق مقامات پر مصروف چرا رہتے تھے شام کو سب ایک ہی جگہ آکے جمع ہو جاتے تھے اور یہ سب آہو نہایت ہوشیار تھے کہ چوٹ نہ کھاتے تھے حسب اتفاق آج بھی یہ آہو چارون شکاریون کو نظر آئے چارون نے گھوڑے دوڑاے اور آہو جست وخیز کرتے ہوے درہ کوہ کی طرف بھاگے جسوقت قریب درہ کے پہونچے اور ان تیراندازون نے دیکھا کہ اب یہ درہ مین جاکر غائب ہوجائینگے تو ہر ایک نے ناوک سر کیا چارون آہو تیر کھا کھا کے گرے اور تڑپنے لگے چارون شاہزادے اپنے اپنے گھوڑون سے کودے اور آہوئونکو اُسکے ذبح کیا اُس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھا اور پہچانا سہراب نے کہا کہ لطف یہ ہی کہ ملازمون کو بلوا لیا جاے اور سب اسی مقام پر بیٹھ کے کباب کھائین یہ راے سہراب کی سب نے پسند کی عیار جو تعاقب مین چلے تھے آکے موجود ہوگئے سہراب نے اپنے عیار کو تو کباب لگانے کا حکم دیا اور سب نے اپنے اپنے عیارون کو خیمے وغیرہ اور سامان راحت کے منگانے کے لیے بھیجا جبتک وہ لوگ آئین آئین ستارہ ثانی نے کباب لگا کے سامنے رکھ دیے سہراب نے پہلے طیمور کی صلاح کی طیمور یہ محبت سہراب کی دیکھکر بے عذر چلا آیا سب کباب کھانے لگے اُسوقت رفیع البخت نے طیمور سے آنکھ ملائی لگاوٹ کا طیمور کے قلب پر اثر پڑا دل مین قائل ہوے کہ بیان سہراب کا صحیح تھا کہ اس سے آنکھ ملانا شیر سے آنکھ لڑانا ہی بعینہ شیر صحرائی کے تیور مین یہی حالت وحید الملک کی ہوئی سکندر کو نہ یہ خیال تھا نہ انہون نے اسطرح آنکھ ملائی القصہ دیر تک یہ صحبت گرم رہی سب کے سب بیٹھے کباب کھایا کیے ہنس ہنس کے باتین کر رہے سکندر بھی حسن وجمال پر طیمور کے مفتون ہوگیا دل مین کہتا ہی کہ بالکل یہ لڑکا دادا صاحب کی صورت ہی سب متحیر مین کہ اک مرتبہ شاہ طیمور شیر دل بھی آیا جس عیار نے اس سے آنکھ ملائی اُسکی آنکھ نیچی ہوگئی دن کم رہگیا تھا اور دو دن سے زیادہ کے سرداران اسلام کو بھی اجازت نہ ہوئی تھی اور سکندر آئینہ پرست کو جو معلوم ہوا کہ اہل اسلام سے صحبت گرم ہی بس اپنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہ لوگ قیامت کے سحر بیان ہوتے ہین ایسا نہو کہ تمھارے لڑکے کو بہکاکے اپنے رنگ پر لگائین تو غضب ہوجائیگا تم جاکے طیمور کو پھیر لاؤ یہ سنکے خورشید زرین کمر وہان سے سوار ہوکے دوڑا اور طیمور سے کہا کہ یہان بیٹھے کیا کرتے ہو سنا ہی کہ آج لشکر سارق مین طبل جنگ بجے گا یہ سنکے طیمور اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ خورشید زرین کمر کے صحرا سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور وہان سے کوچ کرکے قیامگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا سہراب اور سکندر اور رفیع البخت وغیرہ بھی اپنے اپنے لشکر سمیت پلٹ کے لشکر اسلام مین آئے سب کے دلون پر سکہ طیمور کا بیٹھ گیا اتنا اندازہ سب نے کرلیا کہ اس سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا کام نہین ہی وہان طیمور جو لشکر مین پہونچا نہایت خوش تھا کہ اب طبل جنگ بجیگا جب نقارہ رزمی نہ بجا تو اسکو یہ برا معلوم ہوا دو روز تک اسنے انتظار کیا آخر اک نامہ بنام صاحبقران عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہر چند

میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ مین آپسے مقابلہ کرون اسلیے کہ مجھکو میرے اُستاد کی ممانعت تھی کہ مسلمانون پر زیادتی کرنا مگر خالی بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہی ساریق عجیب مسخرا ہی کہ اتنی بڑی فوج کا بادشاہ ہوکر دھوکہ دیتا ہی اور کوس عربی نہین بجواتا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے اسکے جی چھوٹ گئے لہذا اگر آپ کے خلاف مزاج نہو تو جبتک لشکر ساریق مین طبل جنگ نبجے اُس وقت تک ہمارے آپکے بطور تشغل کے دو چار مقابلے ہون یہ نامہ تحریر کرکے ایک سردار کو کہ نام اُسکا قہرمان ژولیدہ مو تھا دیا اور کہا کہ جاکر جواب اسکا صاحبقران سے لے آ یہ سُنکے قہرمان ژولیدہ مو نے نامہ سر سے باندھا اور ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہنوز یہ راستے ہی مین تھا کہ خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی کہ ایلچی طیمور شیر پرور کا آتا ہی فرمایا آنے دو راستے مین قہرمان داخل بارگاہ ہوا کسیکو سلام نہین کیا ادھر اُدھر دیکھتا ہوا صاحبقران کی طرف بڑھا امیر نے اسکے واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھا تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا قہرمان کو ایک خلل دماغ پیدا ہوا کہ یہ اُس دنگل پر تو نہ بیٹھا بلکہ اس ارادہ سے بڑھا کہ امیر کو دنگل پر سے اُٹھا کے امیر کے دنگل پر بیٹھ کے بادشاہ اسلام کو نامہ دون یہ دیکھکر مملوک بن مالک نے ٹوکا کہ او بے ادب جو دنگل تیرے واسطے بچھوایا ہی اسپر نہین بیٹھتا قہرمان نے کہا کہ نہین جانتا کہ مین کسکا نامہ دار ہون نہ میرا استقبال کیا نہ میرے بیٹھنے کے لائق جگہ خالی رکھی تو ہی ہٹ جا کہ تیرا دنگل بادشاہ اسلام سے قریب ہی مین یہان بیٹھکر جواب نامہ کا لے لون یہ کہکر ہاتھ مملوک بن مالک کا پکڑنے کا قصد کیا تھا کہ مملوک نے اُٹھکر ایک تھپڑ مارا کہ قہرمان چرخ کھاکے زمین پر گرا اور پھڑکنے لگا کلہ اُسکا شق ہوگیا عیار اسکا یہ خبر لیکر لشکر طیمور شیر پرور کی طرف روانہ ہوا اور جاکر عرض کی کہ خدا پرستون نے آپ کے ایلچی کی بہت توہین کی ایک شخص نے ایسا تھپڑ مارا کہ وہ پھڑکنے لگا پوچھا کیا صاحبقران نے مارا اُسنے عرض کی کہ ایک رفیق صاحبقران نے تھپڑ مارا تھا کہ کلہ پھٹ گیا اور قہرمان بیہوش پڑا ہوا ہی بس یہ سنتے ہی اپنے اُسیوقت مرکب طلب کیا اور یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لوگون نے ساتھ چلنے کا قصد کیا طیمور نے کہا جو میرے ساتھ آنے کا قصد کریگا اُسے قتل کرکے آگے بڑھونگا یہ سنکر سب سردار تو رک گئے طیمور تن تنہا نہایت جوش مین جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا وہان خبر صاحبقران کو خبر پہونچی کہ طیمور آتا ہی فرمایا آنے دو طیمور نے دروازہ بارگاہ پر پہونچ کے مرکب کو تو باہر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ سلیمانی کے داخل ہوا سب سے پہلے سہراب نے تعظیم دی ساتھ سہراب کے پوری صف دست چپون کی اُٹھ کھڑی ہوئی اِس تکریم پر جوش طیمور کا کم ہوگیا سہراب نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کے اپنے دنگل پر بٹھا لیا اور سبب آنیکا پوچھا طیمور نے کہا کہ میرے ایلچی کے ساتھ کیا بے عنوانی ہوئی ہی سہراب نے کہا کہ اُسنے گستاخی کی ہماری صف کے سردار پر تعدی کی اُسکے ہاتھ پکڑکے کھینچا تھا کہ تو ہٹ جا طیمور نے کہا کیا اُسے بیٹھنے کو جگہ نہین دی تھی سہراب نے کہا کہ یہ تو دستور ہمارے یہان نہین ہی کہ ایلچی کا اعزاز نکیا جاوے دنگل اُسکی آمد کی خبر سنکر پہلے سے بچھوا دیا تھا مگر وہ اس دنگل پر نہ بیٹھا اور اپنی حد سے بڑھنے کا قصد کیا قہرمان کو ہوش آیا بس اُسنے طیمور کو جو دیکھا تلوار کھینچکر مملوک کی طرف بڑھا طیمور نے آواز دی کہ او نامرد اب تجھے دیکھکر تلوار کھینچتا ہی پہلے تجھسے کچھ نہو سکا یہ کہکر اسی غصہ مین اُٹھ کر جو ہاتھ تیغ ضرب دراز کا مارا دو ٹکڑے ہوے اور صاحبقران کی طرف دیکھکر کہا کہ لاش اسکی پھنکوا دیجیے صاحبقران نے لاش قہرمان کی اٹھوا کے اسکے لشکر مین بھجوا دی طیمور دیر تک غصہ مین بیٹھا رہا آخر سہراب کی دوستی کام آگئی کہ انھون نے باتون مین لگا کر غصہ طیمور کا فرو کیا تمام

دربار صاحبقران طیمور کی طرف محو تھا اور صاحبقران بھی اک محبت کے ساتھ طیمور کی طرف دیکھ رہے تھے ہر شخص کو اک محبت طیمور سے پیدا ہو گئی اسکے حسن وجمال شان وشوکت نے ایسا دام بچھایا تھا جسمین سب پھنسے ہوئے تھے طیمور مسکرا مسکرا کے سہراب سے باتین کر رہا تھا جب سلسلہ کلام قطع ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ مضمون نامہ سے آگاہی نہوئی کہ آپنے کیا لکھا تھا طیمور نے بیان کیا کہ خالی بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا کہ سارلیق مردود تو طبل جنگ نہین بجواتا جبتک آپ ہی سے کچھ مشغلہ ہوتا ہر چند کہ مجھے خداپرستون سے لڑنے کی ممانعت تھی مگر جو لڑائی بطور آزمایش یا تشغل کے ہو اسمین کیا مضائقہ ہے مین مخاصمانہ جنگ کرنا نہین چاہتا تھا امیر نے دل مین کہا کہ اللہ رے تیری جرات کہ تشغل بھی ہے تو یہی ہے فرمایا کہ ممانعت کسکی ہے طیمور نے کہا کہ مین اک سلسلہ سے پرستان پہونچا تھا اک دیو مجھے اٹھا لیگیا تھا وہ اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اور چچا اُسکا شادی نہین کرتا تھا مین نے جا کر اس دیو کی گوشمالی کی اُسنے اخضر زرد پوش کو اپنی حمایت پر بلایا اخضر کو مین نے بہت ذلت دی صاحبقران قاف نے مجھ سے مقابلہ نہین کیا اور میری ہٹ رکھی کہ شادی دیو خرسند کی اُسکے چچا کی دختر سے کر دی اور مجھے اپنا مہمان کر کے نہایت شفقت سے پیش آئے اخضر نے مجھ سے کینہ کا لنا چاہا صاحبقران قاف نے اخضر کو میری وجہ سے مار ڈالا انھین صاحبقران سے اور اُنکے داماد سے مین نے فنون سپہگری حاصل کیے اُنکی ممانعت تھی کہ خداپرستون کو آزار نہ پہونچانا اور سلیمان صاحبقران مجھ سے کہتے تھے کہ تم یہین رہو اور یہان کی صاحبقرانی تمھین کرو مگر مین نے گوارا نہ کیا کہ جو اپنا محسن ہو اُسکا لقب چھینیے ان باتون پر صاحبقران خوش بھی ہوئے اور متعجب بھی ہوئے کہ اخضر تو مرد بہادر اور رفیق قدیم تھا اُسے سلیمان صاحبقران نے اسکی محبت مین قتل کر ڈالا اور اسقدر خاطر کی اور فنون سپہگری بھی تعلیم کیے اسمین کچھ بھید ضرور ہے امیر نے اور حالات پرستان کے دریافت کیے طیمور نے بیان کیے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو مین تمھارا جی بہلانے کو موجود ہون طبل جنگ بجواؤ لیکن اب امیر کو یقین ہو گیا کہ یہ ہمین مین سے ہے ورنہ تعلیم سپہگری کافر کو کبھی نہ کی جاتی اور اب اسکا کسی سردار سے زیر ہونا مشکل ہے اسلیے کہ اخضر زرد پوش بارگاہ سلیمان صاحبقران مین اسی درجہ پر تھا جس مرتبہ پر ہمارے یہان طلیعہ بن لندھور ہے الغرض بعد کچھ دیر کے طیمور رخصت ہو کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان بارگاہ مین ذکر باقی رہا صاحبقران نے فرمایا کہ تمام علامتین طیمور مین اولاد صاحبقران ہونے کی موجود ہین یہ آئینہ پرست اسکو کہان سے پا گئے صورت اسکی داراب صاحب یعنی ایرج نوجوان سے اسقدر مشابہ ہے کہ سوا ایک خال کے کوئی فرق نہین کہ جو خال اُنکے رخسارہ پر تھا وہ اسکی زنخدان پر ہے اور آنکھ اسکی اُنسے زیادہ غیظ آلودہ ہے وہان طیمور کے سردار انتظار مین کھڑے ہین اور خورشید زرین کمر پیٹ پکڑے پکڑے پھر رہا ہے کہ طیمور تنہا بارگاہ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کیونکر زندہ پلٹتا ہے جسوقت طیمور نمودار ہوا تو سب واسطے استقبال کے بڑھے خورشید زرین کمر نے پوچھا طیمور نے ساری کیفیت بیان کر کے کہا کہ صاحبقران قاف نے جو مجھ سے مقابلہ خداپرستان سے منع کیا تھا تو بیجا نہ تھا حقیقت مین یہ لوگ بڑے معقول ہین اگر ایسا جانتا تو جنگ کا نامہ وپیام نلکھتا مگر اب تو کہہ آیا ہون طبل جنگ بجوانا ضرور ہے لیکن اگر سارلیق کا لشکر بھی میدان مین آیا تو پہلے اسی سے لڑونگا خداپرستون سے مقابلہ نہ کرونگا یہ کہکر اپنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر منتشر ہوئی صاحبقران نے بھی اپنے یہان کوس حربی بجوایا اُدھر سارلیق کو معلوم ہوا کہ دونون لشکرون مین کوس حربی بجا ہے اسنے

بھی نقارہ بجوا دیا خیال یہ تھا کہ فوج بطور نمایش کے میدان مین جائیگی شام کو واپس آئیگی اسلیے کہ مقابلہ تو خدا پرستون سے ہی اور بغیر طبل بجوائے نہ تو سیر دیکھنے مین آئیگی نہ رعب باقی رہیگا جسوقت یہ خبر طیمور کو ہوئی کہ لشکر سارلیق مین بھی نقارہ رزمی بجا ہی تو یہ خوش ہوا کہ اب خدا پرستون کا مقابلہ بہیر معطل ہوا دل بہلانے کے لیے سرداران کفار کافی ہین غرضکہ تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب وکیر ہٹے تو علمہای آئینہ پیکر جلوہ گری پر آئے اور طیمور مرکب کو جیکا کر میدان مین آیا خوب سلح شوری کی جب پسینے مین غرق ہوگیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور رخ لشکر سارلیق کی طرف کر کے آواز دی کہ ای گروہ سارلیق پرستان تم مین کسکو حوصلہ میرے مقابلہ کا ہی اسلیے کہ تم وہی ہو کہ جب مین نے بارگاہ مین گھس کر عفریت عربدہ جو کو مارا ہی تو کسی نے اُٹھکر سامنا نہ کیا جب اُس تنہائی مین کسی کی اتنی جرأت نہوئی تو میدان جنگ مین کہا کوئی نکلیگا یہ کہکر طیمور مسکرایا بس یہ سنکر نہنگ بن طوفان دریاموج کو طیش آیا کہ اسنے سب کو بھگوڑا بنایا غصہ مین فیل کو اپنے بڑھایا تمام لشکر سیہ کے علمون کو جلوہ ملا نہنگ بن طوفان دیو پیکر بھی بہت بڑا سردار ہی انمین دو ایک سردارون پر سارلیق کو بھروسا ہی یہ سامنے قیطول کے آکر فیل سے اترا اور سارلیق کو سجدہ کر کے اجازت میدان طلب کی سارلیق نے کہا جا تجھکو اپنے دست حفاظت کے سپرد کیا ذرا اس طفل کی گوشمالی کر دے کہ یہ بہت مغرور ہوگیا ہی یہ سنکر نہنگ بن طوفان بارہ گیمین پر سوار ہو کے سامنے طیمور شیر پرور کے آیا اور آواز دی کہ او طفل حسین اتنو سبکو بڑھ بڑھ کے کہنے لگا کیا مین بھی اس بارگاہ مین تھا طیمور نے کہا تو نہ تھا مگر اور تیرے ہم چشم تو تھے کیا وہ مرد نہ تھے تو آج میدان مین میرے سامنے اپنی اپنی فوج لیے ہوے کسون کھڑے ہین اور اگر تو ہوتا تو تو بھی بھاگتا یا مقابلہ کرتا تو وہی انجام تیرا بھی ہوتا جو عفریت کا ہوا یہ سُنکے نہنگ بن طوفان جوش و خروش مین آیا اور کہا او طفل تو نے غصہ دلا کے مجھے اپنے مقابلہ پر آمادہ کیا ورنہ تجھ سے لڑنا میرے واسطے ننگ و عار ہی خیر لا حربہ مین تجھپر کیا حربہ کرون طیمور نے ہنسکر کہا کہ مین نے جن دیوون کو پردہ خاک مین پست کیا ہی اگر تو انکی صورت دیکھ لے تو زہرہ آب ہوجائے یہ سُنکے نہنگ بن طوفان نے نیزہ اٹھایا اور گردش دیکے سینے طیمور کے مارا کہ یونہین اسکے نیزہ پر اٹھالون طیمور نے ترچھے ہو کر خالی دیا اور اپنا نیزہ دوز بان نہنگ کے نیزہ پر مارا اور نیزہ کو نیزہ سے پیچ دیکر ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان کے نکل گیا صاحبقران نے بے اختیار ہو کر تعریف کی اور سہراب بھی اس چالاکی پر پھڑک گیا سکندر اور شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ یہ تو طریقہ سوا ہمارے خاندان کے دوسرے مین دیکھا ہی نہین کہ اتنے بڑے سردار کے ہاتھ سے اسطرح نیزہ نکال لے ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن نہنگ بن طوفان دریاموج کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پکارا کہ او طفل تو کوئی بلا ہی آدمی نہین ہی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر گرز سے اطمانچہ اجل کا ہی یہ کہکر اسنے اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جسپر کوہ چودہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکے سر پر شاہزادہ طیمور کے مارا طیمور نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ خاک تک نکل گیا تتق گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان دریاموج نے آواز دی کہ زدم و پست کردم هنوز سخن ناتمام تھا کہ طیمور کا مرکب مثل برق کے چمک کر باہر آیا اور شاہزادہ نے نعرہ کیا کہ سزا زدی بکو راست

گردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی ۵ تو ضرب بے زوری ضرب مانوش کن ‡ ہمہ
شادی از دل فراموش کن ‡ یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر نہنگ بن طوفان پر وار کیا اُسنے بھی اپنے
گرز کو اُٹھاکر چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب طیمور شیر پرور نے میدان کو ہلا دیا گرز نہنگ کے پھل چپٹے
ہو گئے تڑاقے کی صدا میدان مین گونجی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب تنگ تک غرق زمین ہو گیا
تتق گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان نے ہاتھون کو تو قائم رکھا مگر قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے
طیمور ضرب لگاکر الگ ہٹا اور آواز دی کہ لو خبر اس دیو پیکر کی عیار نہنگ بن طوفان کا دوڑا
ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نہنگ بن طوفان بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو
سر مو سے پسینہ جاری ہی عیار نے چھینٹا پانی کا منہ پر مارا تو نہنگ کو ہوش آیا چاہا کہ مرکب کو زمین
سے نکالون مرکب مردہ صد سالہ ہو چکا تھا بس نہنگ اپنے مرکب سے کود کر جھپٹا کہ حریف کے مرکب
کو بھی پیدل کرون طیمور نے ارادہ اُسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا اور نہنگ تلوار پھینک کر لپٹ پڑا
طیمور بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر تینون لشکر قریب آ گئے سردارون کے دنگل
بچھ گئے قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو نہنگ نے کہا کہ رات واسطے
آسایش کے ہی اور دن واسطے دنیا دی جھگڑون کے ہی تو بھی جا آرام کر مین بھی صبح کو پھر میرے تیرے
مقابلہ ہوئیگا طیمور نے کہا کہ یہ تو دین کا جھگڑا ہی دنیا سے کیا کام ہی اور مین بغیر فیصلہ کیے میدان
سے نہین ہٹتا ہون نہنگ بن طوفان نے کہا کہ مجھے کیا تو نے موم کا سمجھ لیا ہی اگر تو بے فیصلہ
نہین ہٹتا تو مین بھی ہٹنے والا نہین ہون یہ کہکر پھر لپٹ پڑا زور کشمکش کے ہونے لگے کبھی طیمور
ریلے دیکر چلتا ہی تو نہنگ دو چار قدم پیچھے ہٹ کر لنگر قایم کرتا ہی اور نہنگ ریلے چلتا ہی تو طیمور
قدم کے سہارے پر پانون جما دیتا ہی تو پھر ٹالے نہین ٹلتا اسطرح کی کاوزوری تمام شب رہی رتی
کو اطمینان ہی کہ یہ سردار میرا چار چار پانچ پانچ روز تک لڑا کیا ہی بھلا اس سے کون لڑ سکتا ہی
سرداران اسلام بھی ڈرتے ہی ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ہر چند کہ طیمور بھی بے مثل
ولاجواب پہلوان ہی مگر نہنگ بڑے تن و توش کا انسان ہی زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو پیر
اژدر کش بھی اپنے دنگل پر بیٹھا ہوا الجھتا ہی اور اندازہ کر رہا ہی کہ کسکو غلبہ حاصل ہی تین روز تک
تو دونون برابر سے زور کرتے رہے لیکن چوتھے روز دو پہر دن چڑھے کے بعد سے حال
نہنگ کا دگرگون ہونے لگا سانس پھولنے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ اسکی یہ حالت ہوئی کہ جب
طیمور اپنے پکڑ ڈالتا ہی جان چھڑانا دشوار ہو جاتی ہی اور نہنگ اگر طیمور کو پکڑ لاتا ہی تو وہ صاف
نکل جاتا ہی طیمور بشاشی کے ساتھ لڑتا جاتا تھا اور دن کو دیکھتا جاتا تھا کوئی تین گھڑی اور اٹھا
رکھا جب دیکھا کہ دن بھی قریب ختم ہی اور نہنگ مین دم بھی باقی نہین ہی تو طیمور نے آواز دی کہ لے
خبردار ہو جا یہ کہکر دونون بازو نہنگ بن طوفان کے پکڑ کر سر سینے سے ملا دیا اور یا خداوند آمینہ کہکر جو
زور کیا گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ نہنگ کے دونون گھٹنے زمین سے مل گئے بس دوسرے ہاتھ
سے کمر بند پکڑ کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور مین سینے تک اور دوسرے زور مین سر سے بلند کرکے
زمین پر دے مارا عیار نے کہا کہ باندھ لے مگر عیار بڑھا تھا کہ نہنگ بن طوفان نے کہا کہ اے شہریار مین
قیدی تیرا ہون مجھے عیار سے نہ گرفتار کرا اسلیے کہ مین وہ شخص ہون جو اس وقت تک کسی کو در بدر حاکم تھا
[illegible] لشکر طیمور کا [illegible] تھا مجھے [illegible] کی بات نہین ہی لیکن عیار کا میری [illegible] باندھنا

پھر میرے لیے ذلت کا امر ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ایک ہاتھ مار کہ کام میرا تمام ہو طیمور نے کہا کہ اچھا مجھے خوشی تیری منظور ہی تاکہ مین نے سامنے مردان عالم کے تجھے کیونکر زیر کیا نہنگ نے عرض کی کہ جس طرح ہر دم مردون کو زیر کرتے ہین کہا پھر اطاعت مین کیا عذر ہی نہنگ نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم طیمور نے کہا جا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر انہنگ بن طوفان کچھ دور تو لشکر ساریق کے ساتھ گیا دل مین اسکے بدی تھی مگر اس آن بان پر طیمور کے عاشق ہو گیا کہ اسنے پلٹ کے بھی تو نہ دیکھا چپکا اپنے لشکر مین آیا اور اپنے ماتحتون سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو نہ منظور ہو اسپر مین جبر نہین کرتا یہ سنکر قریب دو لاکھ آدمیون کے اسکے ہمراہ ہوے باقی علیحدہ ہو گئے اور باہم یہ چرچا کیا کہ ابھی خداوند ساریق کے یہان دو سردار ایسے ہین کہ تمام عالم ایک طرف ہو جائے تو جب بھی کوئی انکا کچھ نہین کر سکتا ایک تو زلازل بن زلزلہ جو میمنہ فوج کا افسر ہی اور دوسرے نقیب قدرت یعنی بہبوت رعد آواز جو ساڑھے سولہ سو من کی چوبدست باندھتا ہی اور سوا ایک گینڈے کے کہ جو مثل فیل مست کے جثہ مین ہی اور قوت مین فیل سے زیادہ ہی کوئی مرکب اسکو سواری نہین دیکتا اور نہنگ بن طوفان کے واسطے تو زلازل ہی کم نہین ہی لیکن ساریق کو اسکے اسیر ہو کر برگشتہ ہو جانے کا ملال ہوا کہا اے زلازل اگر تو سر میدان اسکو لڑ سکے اور گرفتار کر لاے تو مین تجھے ملک الموت قدرت کا خطاب عطا کرون زلازل نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ چار روز سے زیادہ نہین لڑ سکتا ہی اور مین دیوان سرکش سے چھ روز لڑا ہون اسے ضرور باندھ لاؤنگا یہ سنکے ساریق نے پھر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی وہان شاہزادہ طیمور جسوقت اپنے خیمے مین پہونچا تو شاہ ہور شیردل نے عرض کی کہ کیون بھائی تمنے یہ کیا عقلمندی کی کہ حریف کو چھوڑ دیا طیمور نے کہا کہ اگر اسنے اطاعت نہین منظور کی تو بھاگ جائے گا اور اگر کچھ حوصلہ باقی ہی پھر لڑے گا ابکی زیر ہو کر اور بھی مطیع ہو جائیگا آج مین نے چار روز مین زیر کیا تھا اب لڑے گا تو دن بھر مین باندھ لونگا شاہ ہور نے کہا کہ آج کیون چوتھے روز زیر کیا طیمور نے کہا کہ اسکا دل ٹوٹ جاتا علاوہ اسکے مجھے زیادہ غصہ یہ تھا اور اب اگر وہ پھر مقابلہ پر آمادہ ہو گا تو مجھے زیادہ غصہ آئیگا شاہ ہور یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ نہنگ بن طوفان دو لاکھ آدمیون سے آتا ہی شاہزادہ طیمور نے دو چار سردارون کو براے استقبال بھیجا کہ یہ ساریق کی بارگاہ مین صاحب حرمت تھا اسکی عزت کرنا چاہیے لوگ جب استقبال کو پہونچے اور معلوم ہوا نہنگ کو کہ یہ سب میری پیشوائی کو آئے ہین تو بہت خوش ہوا اور آکر شاہزادہ طیمور کے گرد پھرا شاہزادہ نے اسکو اسیوقت سالارت کو کیا اور خلعت سے سرفراز کر کے اپنے بائین ہاتھ کی طرف جگہ دی اور حالات دربار ساریق کے دریافت کرنا شروع کیے نہنگ بن طوفان دریاموج نے عرض کی کہ اے شہریار بہبوت رعد آواز بہت زبردست سردار ہی ساریق نے اسکو نقیب قدرت کا خطاب دیا ہی اور ساریق نامہ بھی اسکے پاس روانہ کر چکا ہی سنا ہی کہ وہ سات روز تک کشتی لڑ سکتا ہی آجتک ایک سردار قواس سے لڑ نہ سکا ہان یہ ہوا ہی جب کہ اسنے دو دن مین ایک سردار کو زیر کر کے چھوڑ دیا تو دوسرا لپٹ پڑا اسے بھی زیر کر لیا تو تیسرا سردار جا پڑا اسطرح سات سات روز تک تو اسنے مقابلہ کیا ہی اور اسکی فوج کے سپاہی تک سرداران ساریق کے مثل ہین کوئی ایسا نہین ہی کہ ایک دن سے کم مین زیر ہو جاے ایسے ایسے

سوار اُسنے فراہم کیے ہین کہ وہ دس ہزار دس لاکھ کے برابر ہین اُسکی نسبت تو مین نہین کہہ سکتا
کہ بروقت مقابلہ کیا ہوگا لیکن اور کوئی سردار ایسا نہین ہی جو آپکا ہم نبرد ہو اور اِس وقت زلازل
بن زلزلہ میرا ہم چشم لشکر سماریق مین موجود ہی زور و طاقت مین وہ ضرور مجھسے زیادہ ہی لیکن
فن سپہگری کو مین ہی اُس سے بہتر جانتا ہون اگر کل وہ واسطے مقابلہ کے نکلے تو پھر تماشہ دیکھیے گا کہ کیا
باتین ہوتی رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ لشکر سماریق مین بنام زلازل بن زلزلہ طبل جنگ
بجا ہی اور کل وہ سر میدان نہنگ بن طوفان کو لوٹے گا سماریق نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ اگر تو
نہنگ کو گرفتار کر لائیگا تو مین تجھے ملک الموت قدرت کا خطاب عطا کرونگا یہ سنکے نہنگ کو نہایت
غصہ آیا عرض کی کہ اے شہریار کل آپ اس سے مقابلہ کو نہ نکلین اُسنے مجھے ایسا سمجھ لیا کہ مین آپ سے
کیا زیر ہوا کہ جسکا جی چاہے مجھے پکڑ لے جاے اگر بہ ہر خداوند آئینہ کی تو مین زلازل کو زخمی کر کے
میدان سے پھیر دونگا کشتی کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی طیمور نے کہا کہ بھئی کیا اختیار ہی اگر حربون سے
کام نہ نکلا اور وہ لپٹ پڑا تو کشتی ہی ہوگی نہنگ نے عرض کی کہ کشتی کے وقت مین کٹار کھینچ لونگا
کٹار کے سامنے کشتی کیسی طیمور شیر دل نے کہا کہ اچھا میرے ساتھ چلو یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوے
طبل جنگ بجنے کا حکم دیدیا نہنگ بن طوفان طیمور کے ساتھ علیحدہ خیمہ مین آیا طیمور نے تخلیہ کر کے
دو بند نیزے کے صاف کرا دیے اور کہا کہ خدا چاہے گا تو کل تو نیزہ زلازل کے ہاتھ سے نکال دے گا
نہنگ بہت خوش ہوا ادھر صاحبقران عالیشان سے مملوک بن مالک نے عرض کی کہ یا
صاحبقران مجھے افسوس رہگیا کہ نہنگ بن طوفان سے اور مجھ سے مقابلہ نہوا فرمایا کہ تم اسکا کیا کرتے
دونون مین سے ایک زخمی ہو جاتا جب طیمور نے اُسے چار دن مین زیر کیا تو تجھسے وہ پانچ دن
مین مشکل سے زیر ہوتا تھین یاد نہین واقعہ لندھور اور قہرش کا کہ سات روز تک برابر
کشتی رہی اور لندھور قہرش کو زیر نہ کر سکے آخر کو پھر گھونسا مار کے پکڑ لائے ایسے زیر کرنے
سے مقابلہ نکرنا بہتر تھا کہ تمام عالم مین لندھور کی رسوائی ہوئی اور صاحبقران نے کوڑے مار کر
اپنی بارگاہ سے نکال دیا تھا مملوک خاموش ہو رہا جسوقت خبر طبل جنگ سنی تو امیر نے بھی کوس
حربی بجوا دیا سرداران امیر نے دل مین خیال کیا کہ یہ آئینہ پرست تو سب سردارون کو باندھ لیجائیگا
اور بڑی جمعیت اُسکے ساتھ ہو جائیگی لہذا اب جو سردار لشکر سماریق سے نکلے اُس سے خود مقابلہ
کرنا چاہیے کہ اسکا زور نہ بڑھنے پاے یہ ان سرداران کے دل مین ٹھنی ہوئی تھی خلاصہ یہ کہ
رات بھر طبل بجا جب صبح کو تینون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین ہو چکے صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو زلازل بن زلزلہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور سماریق
سے اجازت لیکر میدان مین آیا ہنوز اسنے مبارز طلب کیا تھا کہ اس طرف سے طلحہ بن لندھور نے
فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آکر اجازت جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اے دارا ے ہند تمنے یہ اچھا نہ کیا کہ بغیر حریف کی مبارز طلبی کی نکل کھڑے ہوے اُس وقت
جنگ طیمور سے ہو رہی ہے یہ فعل تمہارا طیمور کے خلاف ہوا تو برا ہوگا طیمور اُس وقت صاحبقران
کے سوا کسی سے کم نہین معلوم ہوتا طلحہ کو ان کلمات سے ملال گذرا کہ بادشاہ اسلام نے مجھے ایسا سمجھ
لیا ہی کہ ہر شخص مجھے زیر کر لیگا مین نے صاحبقران کی اطاعت بھی خاندانی نمک خواری کے
اعتبار سے اختیار کی ہی ورنہ کیا صاحبقران مجکو مثل اور سردارون کے زیر کر لینگے کچھ سمجھ کے

تو صاحبقران ثالث نے اپنے عزیزون کو بھی میرا ماتحت کیا ہی اور مجھے افسر میمنہ فوج مقرر فرمایا ہی
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ابتو مین نکل چکا فرمایا جاو اپنے نیک و بد کو سمجھو طلحہ سلام کرکے میدان
مین آیا طیمور کو یہ حرکت طلحہ کی بری معلوم ہوئی مگر خاموش کھڑا رہا ادھر نہنگ بن طوفان سے
کہا کہ اگر یہ ہندی زلازل کو زخمی کرے تو تو نکل کے اس سے مقابلہ کرنا مگر اتنا خیال رہے کہ کشتی
کی نوبت نہ آئے اسلیے کہ سرداران اسلام مین یہ بڑے پایہ کا سردار ہی جو لڑائی زلازل سے لڑنے
کا قصد تھا وہی اس سے بھی لڑتا وہان زلازل نے کہا کہ ای طلحہ لطف میرے تمہارے مقابلہ کا ہی کہ جسطرح
تم لشکر اسلام مین میمنہ کے افسر ہو اسیطرح مین خداوند ساریق کی فوج کا سالار میمنہ ہون مگر اس وقت
ارادہ میرا اور کچھ تھا خیر تم آگئے ہو تو تمھین سے مقابلہ سہی یہ کہکر زلازل نے نیزہ سنبھالا ادھر طلحہ نے
بھی نیزہ سنبھالا طعنین چلنے لگین کوئی سو سوا سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ طلحہ نے سنان نیزہ زلازل کی تلائدی
زلازل نے چھتر پر چھتر اس زور سے مارا کہ نیزہ طلحہ کا بھی ٹوٹ گیا دونون نے نیزون کو ٹیک دیا اور گرز
سنبھالے وہ چوٹین چلین کہ طبقے ہلے مگر کام نہ نکلا آخر نوبت کشتی کی آئی پانچ شبانہ روز طلحہ اور
زلازل سے کشتی رہی آخر زلازل کو نیچے لگ گیا سب لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے سختگان نے
ساریق سے کہا کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو طبل جنگ نہ بجوایئے بلکہ کسی طرح اس لڑکے کو اپنے قبضہ مین
کیجیے یہ دوسرا صاحبقران ہی اگر یہ آپکے اختیار مین آگیا تو پھر امیر آپ کا کچھ نہین کرسکتے ہین ساریق نے
کہا کہ مین نے یہ تقریر کی کہ تو ہی میری جانب سے ایک فرمان لیجا کر اسکو دے اور سمجھا وہ اطاعت میری
قبول کریگا سختگان نے کہا کہ آپ ایک نامہ تحریر کیجیے مضمون نامہ کا ایسا ہو کہ اسکے خلاف گذرے
ساریق نے تحریر کرکے سختگان کو دیدیا اور کچھ کشتیان جواہر کی ساتھ کرکے روانہ کیا یہ خبر شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو ہوئی کہ وزیر ساریق بن لقا کا آتا ہی طیمور نے کچھ لوگون کو برائے استقبال روانہ
کیا اس خیال سے کہ یہ اس شخص کا وزیر اعظم ہی جو اس وقت خداوند باختر کہلاتا ہی جس وقت لوگ استقبال
کو سختگان کے پہونچے یہ نہایت خوش ہوا یہان صاحبقران دوران کو سرکارون نے یہ خبر
پہونچائی کہ ساریق نے سختگان کو طیمور کے پاس بھیجا ہی ایسا نہو وہ شیطان کچھ بہکائے اور طیمور کو
اپنا شریک کرلے اس وقت خضران نے اٹھکر عرض کی کہ یا صاحبقران گستاخی معاف طیمور
بچہ ہے بدراہ ہی اگر ساریق پر ستون کا شریک ہوگیا تو جنگ کو طول کھینچیگا طیمور سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا
کام نہین ہی بلکہ مین تو یہ کہتا ہون کہ بدیع الملک کے وقت مین تو وہ صاحبقران ثانی قائم ہو مین
ایک پردہ دنیا کی دوسرے پردہ قاف کے اور اب پردہ دنیا مین وہ صاحبقران ثانی ہوا چاہتی ہین
طیمور کے زور ایسے نہین ہین جنھین کوئی توڑ سکے فرمایا پھر کیا کیا جائے خضران نے عرض کی کہ مجھے
اجازت ہو تو مین جاؤن اور سختگان کی فتنہ انگیزی مین رخنہ اندازی کرون فرمایا جاؤ تمھین اختیار
ہی مگر ایسی کوئی بات نہونے پائے جسکی شکایت مجھ تک پہونچے عرض کی کیا مجال ہی جب مین آپسے
اجازت لیکے جاتا ہون تو کوئی بے عنوانی ہونے پائیگی یہ کہکر با نہایت عیاری سے آراستہ
ہوکر جانب بارگاہ طیمور شیر پرور روانہ ہوگئے اور ایک مردہے کی صورت بنکر کھڑے ہو رہے
وہان سختگان نے کشتیان پیش کین اور عرض کی کہ مین نامہ خداوند کا لیکر حاضر ہوا ہون طیمور
نے نامہ طلب کیا سختگان نے نامہ پیش کیا ادھر طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای
طیمور شیر پرور تیرے خداوند نے تجھکو یہ حسن و جمال زور و طاقت اسلیے عطا کیا تھا کہ تو

دین خداوند کو رواج دے اسلیے نہین زور دیا تھا کہ تو آتش پرستی کو رواج دے لہذا تجھکو آگاہ کیا جاتا
ہی کہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور اُسے خداوند کو پہچان کہ جسنے یہ شجر و حجر دشت و در چرند و پرند
و وحش و طیور انسان و نبی جان کو خلق کیا ہی تو اپنے دل مین غور کر کہ ابھی تک تو بہکا ہوا ہی اور راہ راست پر
نہین آیا ہی اسپر تو خداوند کو کسقدر تیرا پاس خاطر منظور ہی کہ تو نے خداوند کے بندہ خاص حضرت کو
مار ڈالا خداوند نے کچھ اُسکی فریاد نہ سنی تو نے دوسرے بندے زبردست کو بھی اسیر کرنے کا ارادہ کیا
خداوند نے تیری خاطر سے اُسکی طاقت سلب کر لی اور تجھے در زور دیا یہانتک کہ نہنگ بن طوفان
کو تجھ سے زیر کرا کے تیرا مطیع کرا دیا اب اگر تو اطاعت خداوندی اختیار کریگا تو خداوند تجھپر ایسے مہربان
ہونگے کہ اپنی خداوندی کا مالک و مختار بنا دینگے اور تیرے ہی ہاتھ سے اِن خدا پرستون کو شکست دلوا دینگے یہ
مضمون دیکھکر چہرہ طیمور کا غصہ سے سُرخ ہو گیا اور کہا کہ ای سنختگان تو نے کیا سمجھکر ایسا نامہ پیش
کیا خداوند تیرا بڑا گدا ہی تو نے اُسکو نہ سمجھایا کہ اس طرح سے نہ لکھو کیا کہون مجھے اس سے
زیادہ مجھے غصہ آتا ہی کہ تو ایسا نامہ کیون لایا سنختگان نے عرض کی کہ اگر مضمون نامہ مین نے دیکھا ہوتا
تو ہرگز ایسی خطا مجھ سے نہوتی آپ جو چاہین اسکا جواب لکھ دین مین سارلیق کو دیدونگا یہ مین بھی
جانتا ہون کہ سارلیق بڑا بیوقوف ہی جیسے جیسے لوگ اُسکے زیر فرمان ہین اگر میرے اختیار مین
ہوتے تو مین تمام عالم پر قبضہ کر لیتا اور جو چاہتا وہ کرتا اور اب بھی مین سوا ایک شخص کے کسی سے
عاجز نہین ہون اپنی فطرت و دانائی سے اُن لوگون کو خاک مین ملوا دیتا جنھون نے ہزارون خداوندان
برباد کر دین مگر ایک شخص مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہی طیمور نے کہا وہ کون عرض کی کہ نام اُنکا نہ لونگا
اسلیے کہ خاصیت اُنکی یہ ہی کہ جس صحبت مین نام اُنکا لیا گیا وہ فوراً موجود ہو جاتے ہین طیمور نے
کہا پھر اگر ابھی آ جائینگے تو کیا نقصان ہی سنختگان نے عرض کی کہ بڑا نقصان ہی اول تو یہ سب شیطان
جو آپکی نذر کو آئی ہین پہلے تو یہی اُنکی نذر ہو جائینگی بعد اسکے مجھپر آفت آئیگی اور مین اُنکو اپنا پیر و مرشد
جانتا ہون طیمور نے کہا کہ ابھی سے تو تم اور تیورون سے باتین کر رہے ہو ہنوز نام بھی نہین لیا ہی کہ
تھرتھرائے جاتے ہو سنختگان نے عرض کی کہ میری مجال ہی جو مین اُنکی شان اقدس مین کچھ بھی کہہ سکون
اور اب وہ یہان تشریف لے آئے ہونگے اسلیے کہ دیر سے اُنکا ذکر ہو رہا ہی طیمور ہنسا اور دل مین کہتا
تھا کہ یہ بڑا مسخرا ہی اسی سے سارلیق نے اُسکو شیطان درگاہ کا خطاب دیا ہی کہا ای سنختگان بیشک
مین خود اُنکی نذر کرتا ہون اب تم شوق سے نام لو اور تمہاری جان کا بھی مین محافظ ہون کہ اس وقت
تمکو کوئی اذیت نہ پہونچ سکے گا اُسوقت سنختگان نے کھڑے ہو کر چارون کونون کو سلام کیا اور بہت بڑے
القاب کے ساتھ نام لیا کہ شاہزادہ ولایت اول ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران
آفتاب عالمتاب فلک عیاری و ہلال گردون خنجر گذاری ذی شوکت و ذی شان خواجہ خضران بن
خواجہ عمر ثانی دام اقبالہ طیمور حیران تھا کہ وہ کون شخص ہی جس سے اسقدر ڈرتا ہی اور اسکے اعزاز
سے نام لیتا ہی جب سنختگان نے خضران کا نام لیا تو طیمور نے سر پر رومال رکھا اور سنختگان کا
چارون طرف ڈر بھی ہیبت کی صورت بنائے دیکھ رہا تھا طیمور نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ نام لیا اور وہ آ
پھر خضران کہان ہین سنختگان نے عرض کی کہ وہ اسی وقت تشریف لائے تھے جب آپنے اُنکا ذکر مبارک
شروع کر دیا تھا اب اسکا اقرار کیجیے کہ بس میرے آپ اُنکی حفاظت کے ذمہ کرتے ہین طیمور نے
ابھی کچھ یہ کہا تھا کہ پشت کی جانب سے صدا آئی کہ اب مین کسی سے ڈرتا ہون یا مجھے کوئی پا بھی سکتا ہے

تو میری سنی نکر سختگان نے کہا تو یہ ہوئی اور تین مرتبہ کان پکڑ کر اٹھا بیٹھی کی طیمور نے کہا کہ ای سختگان یہ آواز کسکی تھی سختگان نے عرض کی کہ یہ وہی مرشد کامل تھے اتنا کہہ کے چلے گئے سختگان نے عرض کی کہ جی نہین انھین خوف کسکا ہی جو وہ جاینگے اور تشریف لاے ہین تو حضور نذرانہ لیئے چلے جائینگے طیمور نے کہا تو یہ ہین باتین بناتا ہی خضران کو کون نہین پہچانتا سختگان نے عرض کی کہ سوا میرے کوئی انکو پہچان نہین سکتا اور جب وہ اپنے کو ظاہر نہ کرین تو مین کیا میرے باپ بھی انکو نہین پہچان سکتے طیمور نے کہا کہ اب رہائی تمھاری اسی مین ہی کہ خضران کو بتاؤ ورنہ بری طرح پیش آونگا اتنا کہنا تھا کہ سختگان گھبرایا اور پکارا ع غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو عملے مین ہمارا آشیان ہی یہ وہی مثل ہوئی کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل یہ کہہ کے ادھر ادھر دیکھا اک مرد استون بارگاہ سے لپٹا ہوا کھڑا تھا اور کشتیون کو نظر غور سے دیکھ رہا تھا خضران نے نہایت ادب سے اسکو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ سب حضور کے لیے ہی بسم اللہ سب مین جواہر ہی آپکو کیون تامل ہی اسلیے کہ جسکی نذر کو یہ کشتیان آئی ہین وہ بھی آپ کی نذر کر چکا طیمور نے ہنسکے کہا کہ اسپر ایسا خوف سمایا ہی کہ اپنے ملازم کو سلام کر رہا ہی اور عاجزی ظاہر کر رہا ہی وہ ہے سے مسکرا کے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اسنے کہا کہ مجکو رمضان خان کہتے ہین سختگان نے کہا میرے ساتھ کے کسی شخص کا یہ نام نہین ہی واللہ یہی پیر و مرشد ہین کیا چھانٹ کے نام رکھا ہی کہ آپ جہان تشریف لاے سب پر احترام آپکا واجب ہو گیا لے خدا کے واسطے اس نذر کو قبول کیجیے اور اپنے کو ظاہر کیجیے کہ لوگ مجھ پر ہنس رہے ہین اور طعنہ زن ہو رہے ہین یہ سنکے آپ آگے بڑھے اور آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران جہان یعنے خواجہ خضران یہ کہکے جو تالی بجائی ایسی مارے تھپکی سب کشتیان نذر قبول کرین طیمور حیران تھا کہ ہاتھ کا اشارہ ہوتے ہی کشتیان غائب ہو گئین طیمور نے کہا کہ ای خضران اگر تمھین ہو تو ذرا صورت اصلی مجکو دکھاؤ سختگان نے بھی ہاتھ جوڑے اسوقت انھون نے کہا کیا اب جو سامنے آئے ہین تو وہی صورت اصلی طیمور نے تعریفین کی اور عیار طیمور نے کہا کہ ای خواجہ خضران وقت عیاری اور ہوتا ہی اسوقت ہمارے تمھارے کسی طرح کا خیال نہین ہی تم شوق سے آؤ اور بیٹھو خضران بے تکلف شاہ ہور شیر دل کے قریب چلے گئے شاہ ہور نے اپنی کرسی پر خضران کو جگہ دی اور آپ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا خضران نے کہا کہ ملعون جی اس وقت تم کہان آئے تھے اب سختگان بغلین جھانکنے لگا خضران نے کہا کہ ملعون یہ یاد رہے کہ مین اسی مصلحت سے بدیع الملک کے ساتھ نہین گیا الٹا ہو الٹا تیرا جریسہ لگا کر اپنے آقا کی خدمت مین لے جاونگا تو شاہزادہ طیمور کو بہکانے آیا ہی وہ ایسا عالی دماغ ہی کہ جسکے حال اسپر مثل آئینہ کے روشن ہی اور دل مین کسی کی جانب سے غبار نہین ہی اسنے دین آتش پرستی کو رد اور منسوخ کیا ہی وہ سارا قے ایسے کور باطن کو کبھی نہ مانے گا تو صاحب عقل ہو کر بیوقوف بننے کو کیون آیا سختگان نے کہا کہ میری شامت جہان میرے خاندان مین فطرت و دانائی داخل ہی وہان شامت بھی ہے سبب سی باتون کو برا جانتے ہین اور ترک نہین کرتے بہت سی باتون کو اچھا جانتے ہین اور اختیار نہین کرتے مثلاً دین خداپرستی کہ اس سے بہتر کوئی دین نہین ہی مین خوب سمجھتا ہون مگر ان ارنگے ہوے خداوندون کی اطاعت کرتا ہون اور اس خالق حقیقی کی اطاعت نہین ہو سکتی اسی طرح اک یہ بھی حماقت کا فعل تھا خضران نے کہا کہ ابے تیری حرکتین مین ہی خوب جانتا ہون خیر توبہ کرکہ

آئندہ ایسی حرکت کرنا سخنگان نے کہا کہ مین اپنی خوشی سے اس وقت بھی نہ آیا تھا سارلیق کے حکم سے
آیا تھا خضران نے کہا اب کیا ان کہنے سمجھے بھی تو نہ آتا طیمور ہنس رہا ہی خضران سخنگان کو ڈانٹ رہے ہین
سخنگان مارے خوف کے خوشامد بھی کرتا ہی اٹھا بیٹھی بھی کرتا ہی جب خوب سخنگان سے توبہ کرا لی
تو طیمور سے کہا کہ اب اسکی خطا عفو کر کے اسے جانے کی اجازت دیجے اسلیے کہ یہ بہت بڑے شخص کا
ایلچی ہی ہر چند وہ کافر ہی مگر اتنو خداوند باختر کہلاتا ہی طیمور نے ہنسکے کہا کہ اب آپنے میرے لیے نصیحت
شروع کی خضران نے کہا کہ بھلا میری مجال ہی کہ مین آپ کو نصیحت کرسکون سفارش کے طور پر عرض
کیا کہ آپکی نظر عنایت میرے حال پر ہی اور اس ملعون پر نگاہ غضب ہی اور مجھے کسی قدر اسکی رعایت
منظور ہی طیمور نے مسکرا کر کہا کہ سخنگان کے لیے خلعت لاؤ اسیوقت خلعت آیا خواجہ خضران نے
اٹھکر اپنے ہاتھ سے پہنایا سخنگان سہما ہوا تھا دیکھا کیا کہ نہین معلوم اس خلعت کا انجام کیا ہونے والا ہی
جب خواجہ خلعت پہنا چکے تو سخنگان نے سلام کیا فرمایا اشارہ سے کہ جا سخنگان نے کہا کہ جا کر بخدمت
مین بھیج دونگا فرمایا ملعون تو مجھکو محتاج یا بخیل سمجھا ہی جو چیزین نے آپکو دلوائی ہی وہ کیا لونگا سخنگان کو
تعجب ہوا اور دوسرا سلام کیا اور عرض کی کہ آپ تو ایسے تونگر ہین کہ سارلیق کی خداوندی اگر چاہین تو مول
لے لین بلکہ صاحبقران پاس بھی اتنی دولت نہوگی جسقدر آپکے پاس ہی یہ کہکر رخصت ہوا طیمور
نے خضران سے کہا کہ تم صاحبقران ثالث کے غبار ہو تمنے ان سرداران نامی وگرامی کو کبھی دیکھا
ہوگا جو انکے ساتھ جانب خانہ کعبہ روانہ ہوگئے ہین مینے سنا ہی کہ اتنو صاحبقران زمان کے ساتھ
سب نوعمر سردار ہین اور خود صاحبقران بھی نوعمر ہین خضران نے کہا کہ ٹھیک جو لوگ صاحبقران کے
ہمراہ زیارت خانہ کعبہ کو گئے وہ بڑے جاپلے تک بڑے بڑے کارنمایان کرچکے بربادی طلسم نہ طاق
مین سب امیر کے شریک رہے اور بہت سے سرزمین نہ طاق ہی مین مدفون ہوگئے یہ لوگ سحر
نہین جانتے بلکہ سحر وساحری کو کفر جانتے ہین صاحبقران صاحب اسم اعظم ہوتا ہی سا اسا ساحرون سے تنہا
اپنا کیلیے کس کس کو بچایا ہے جب افواہ تاجدار گئے دو پیکر قتل ہو گئے اور سات پیکر ان سے کون
تاجدار جا کے باطن طلسم پیدا گئی ہوا ہی تو طلسم ظاہر فتح ہوا اسی کے بعد صاحبقران جانب خانہ کعبہ روانہ
ہوگئے اور یہ شرط کر گئے کہ جو باطن طلسم نہ طاق کو فتح کرے وہ صاحبقران اور میرا جانشین ہی چنانچہ صاحبقران
زمان نے اس کام کو انجام تک پہونچایا اور مرتبہ صاحبقرانی پایا طیمور بڑی رغبت سے حالات اہل اسلام
سنا کیا اور ایک جوش پیدا ہوا خضران سے کہا کہ مجھے حرکت تمھارے یہان کے اس سردار کی
بہت بری معلوم ہوئی جسنے بیچ مین آکر رخنہ اندازی کی اگر مجھے اہل اسلام سے ایک خاص طرح کی محبت
نہوتی تو مین طلیحہ کو ملٹ کے لشکر مین نہ جانے دیتا فیر طبل جنگ تو بج ہی چکا ہی اب کل صبح کو معلوم
ہوگا دیکھنا کہ مین طلیحہ کو کیسا بری طرح زیر کرتا ہون خضران یہ سنکر دل مین ڈرا کہ واقع مین یہ طلیحہ کی
گت بنا ڈالیگا لہذا ای شہریار طالب نے یہ سمجھکر مقابلہ کیا کہ آپ کو تکلیف نہو ابھی ایک سردار سے چار روز
آپ لڑ چکے تھے اہل اسلام کو آپ سے دلی محبت ہی ایسی ایسی باتین کر کے غصہ طیمور کا فرو کیا کوئی دو
پہر رات گئے خضران کو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا یہان صاحبقران نے ابھی دربار برخاست
نہین کیا کہ جبتک خضران نہ آئینگے مین کبھی نہ اٹھونگا ہرکارے دمبدم کی خبر دیرہے تھے عیار طلیحہ نے
آکر ساری کیفیت جنگ سے بیان کی کہ انکی جانب سے طیمور شیر پیرور کے تیور بہت
خراب ہین لیکن خواجہ نے بہت بچا اس آتش افروختہ پر آب پاشی کی ہی اتنے مین خواجہ خضران

آگے پہونچے اور ساری کیفیت بیان کرکے عرض کی کہ اب انشاء اللہ سنگتکان بھی لشکر طیمور میں آنے کا
قصد نکریگا اور کشتیوں کا حال نہیں بیان کیا امیر پہلے سے سن چکے تھے بہت ہنسکر کہا بھئی خضر ان
ان کشتیوں میں ہمارا بھی حق ہے ہم تقسیم جانے کی اجازت نہ دیتے تو یہ مال کہاں سے پاتے خضر ان
نے کہا یہ مال ناجائز ہے آپکے قابل نہیں ہے تو میں بھی آپکا ہوں اس مال کی کیا حقیقت ہے امیر نے
ہنسکے ایک لاکھ روپیہ اور انعام میں مرحمت فرمایا خضر ان نے سلام کیا وہاں سنگتکان جو لقا کے پاس
پہونچا تو بہت کچھ سر پیٹا اور کہا کہ آپنے ایسا نامہ تحریر کیا تھا کہ میرے ہی ڈبوانے کا پورا سامان کردیا تھا
مگر خیر میری جان تو میری فطرت کی بدولت بچ گئی مگر جو بہتری آپ کے حق میں سوچا تھا وہ نہوئی جب
وہ آئینہ پرست ہے اور ہر شخص اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے تو آپکو خداوندی ظاہر کرنے اور
اسکو اپنا بندہ کہنے کی کیا ضرورت تھی وہ برہم ہوتا تو کیا ہوتا اور میں ایسا جانتا تو ہرگز ایلچی گری کو
قبول نکرتا افسوس تدبیر بن کے بگڑ گئی اور بڑا کھٹکا جو آپ کو ہے ہوت رعد آواز ہے تو یہ اطمینان
رکھیے کہ وہ کبھی اسے زیر نہیں کر سکتا ان لوگوں کو سنا ہے کہ ابن کے قہر سے زیر ہونا آتا ہی نہیں اور یہ سن
رکھیے کہ طیمور بھی انھیں خدا پرستوں کے سلسلۂ نسل میں ہے تمام نشانیاں اولاد امیر کی اسمین بھی موجود
ہیں دیکھ لیجیے گا کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ مسلمان ہوگا تو اسکا حال ظاہر ہوجائیگا سارلیق نے کہا
تو نے کیسے ہی خواب پریشان دیکھا کرتا ہے جسکو بہادر اور زبردست دیکھا کہدیا کہ یہ اولاد امیر سے ہے ہم
جسکو ہم چاہیں قوت دیویں اگر صاحبقران کو مرتبہ صاحبقرانی بخشا تو کیا اولاد صاحبقران کے مثل
دوسروں کو انکا غرور مٹانے کے واسطے زبردست پیدا نہیں کرسکتے ہیں سنگتکان خاموش ہو رہا
کہ یہ اپنے گدھے پن سے باز نہیں آتا ہے خیر ہمیں کیا مطلب ہے معلوم ہوجائیگا الغرض آج تینوں دربار
بہت رات گئے برخاست ہوئے سب اپنے اپنے خوابگاہ میں جاکر سو رہے طبل جنگ تینوں لشکروں
میں بحکم بازگشت کے سوار بیدار باش و ہوشیار باش کی آوازیں لگا یا کیے یہانتک کہ رنگ
عالم دگرگوں ہوا سپیدۂ سحری نمودار ہوا لشکر اسلام میں مجاہدان دیندار و غازیان تہور شعار بستروں سے
اٹھ اٹھ کر وضو کرکے فریضۂ سحری کو ادا کرنے لگے ہر طرف سے آوازیں تکبیر کی بلند تھیں اور لشکر
سارلیق میں یا خداوند سارلیق کی آوازیں بلند تھیں بہوت چلا رہے تھے کہ تو جاگتی جوت کا خداوند ہے
مقابلہ میں خداپرستوں اور آئینہ پرستوں کے ہماری بات رکھنا ادھر آئینہ پرست سامنے آئینہ رکھے
ہوئے سجدے کررہے تھے اور مصروف خودپرستی تھے جب تینوں گروہ اپنے اپنے رسوم عبادت
کو ادا کرچکے تو اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کرکے مصروف میدان جنگ ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے
چڑھتے وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوگئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال لنقیب نہیب
دیکر بیٹھے تھے ہنوز کوئی میدان جنگ میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب
اس غبار کی طرف متوجہ ہوگئے کہ دیکھئے کون آتا ہے اور کس ارادہ سے آتا ہے کہ یکایک وا شد گرد
کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کچھ سواران زرین زرہ نمودار ہوئے آگے آگے اک شخص جلیل القدر
الف سانڈنی پر سوار سانڈنی کا مرصع کار جواہر نگار تھا اسنے آکر میدان میں سانڈنی کو روکا اور اک
سوار سے پوچھا کہ یہ فوجیں کسکی ہیں سوار نے بعد دریافت حال آکر عرض کی اس طرف لشکر سارلیق جن
بہا کا ہے اور دیک جانب لشکر آئینہ پرستوں کا ہے اور فلاں سمت جو لوگ صف آرا ہیں یہ اہل اسلام
سے ہیں بس یہ سنتے ہی اسنے لشکر اسلام کا رخ کیا اور قریب صاحبقران عالیشان کے

آکر سلام کیا فرمایا کیون تم کون ہو اور کسواسطے آئے ہو اُسنے عرض کی کہ مین وزیر ہون یوسف مکرانی کا نام میرا ناطق مکرانی ہی لیکن اس وقت بحیثیت ایلچی ہون کہ نامہ اپنے بادشاہ کا لیکر آیا ہون فرمایا کہ اچھا قیام کرو مین نامہ کو وقت فرصت مین دیکھونگا یہ سر کہ جنگ ہی اس وقت مجھے نامہ دیکھنے کی فرصت نہین ہی یہ فرماکر اپنے عیارون سے کہا کہ اُنکے واسطے اک خیمہ استادہ کرادو اور اسباب آسایش مہیا کردو طیفور بادیہ گرد ناطق مکرانی کو اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان طیمور شیر پرور نے دیکھا کہ صاحبقران اُسی طرح میدان مین کھڑے ہین عیارنے بیان کیا کہ مجکو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ یہ ایلچی کسی بادشاہ کا ہی اور کچھ پیام لایا تھا امیر نے پیام نہین سُنا اور فرمایا کہ مین بعد مقابلہ طیمور شیر پرور کے تیری التماس کو سنونگا ابھی تو مین طیمور کا پابند ہون یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ جاکر میری جانب سے کہدو کہ ہمارے آپکے شغلہ جنگ ہی تھا صمانہ مقابلہ نہین ہی نہین معلوم یہ شخص کیا غرض لیکے آیا ہی اگر مجھے اس قسم کی ضرورت ہوتی تو مین آپ سے مہلت مانگ لیتا مین طبل بازگشت بجواتا ہون آج کا مقابلہ ملتوی رہا پھر دیکھا جائیگا عیار تو پاسے شاطری مارتا ہوا خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آیا اور پیام طیمور کا سنایا امیر نہایت خوش ہوے اور طیمور شیر پرور طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا ادھر لشکر ساریق میدان سے واپس ہوا صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شام کے دربار مین ناطق مکرانی کو طلب فرمایا اور جانے مناسب اُسکے بیٹھنے کو دی اور ارشاد کیا کہ ہان نامہ دے ناطق مکرانی نے عرض کی کہ نامہ کا مضمون بغیر میرے کچھ زبانی عرض کیے ہوے سمجھ مین نہین آسکتے اسلیے کہ بادشاہ نے بالاجمال صرف اپنی غرض ظاہر کی ہی اور مین سارا واقعہ بیان کرونگا فرمایا بیان کر ناطق مکرانی نے عرض کی کہ یا صاحبقران شہر مکرانیہ مین جسقدر لوگ ہین سب کے سب بت پرست ہین اور حوالی شہر مین اک تالاب ہی کہ گرداگرد اُسکے ستون سنگ مرمر کے نصب ہین اور لب گرداب بھی سنگ مرمر کی ہین پانی تالاب کا نہایت شیرین اور مصفا ہی ایسا خوشنما تالاب مینے کہین نہین دیکھا لیکن نہین معلوم کیا اسرار ہی کہ جب شام ہوتی ہی تو سارے تالاب مین چراغان کا لطف گانے بجانے کی آوازین بلند ہوتی ہین مگر کوئی نظر نہین آتا ہی اور وہ ستون جو گرد اُسکے ہین مانند سر چراغان کے روشن و منور ہو جاتے ہین جو شخص قریب اُس تالاب کے جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کے خاک ہو جاتا ہی اگر کوئی دور سے ڈھیلا مارتا ہی تو ڈھیلا پلٹ کے اُسی شخص کے سینے پر پڑتا ہی رات بھر یہ سامان نظر آتا ہی صبح کو پھر وہی حالت نظر آتی ہی جو بیان کرچکا ہون اور جو شخص دنکو اُس تالاب پر جاتا ہی سادھر لب گرداب پر اُسنے قدم رکھا پانی کی طرف دیکھا اور بے اختیار تالاب مین کود پڑتا ہی پھر اُسکا پتہ نہین ملتا ہی قاعدہ یہ ہی کہ جو شخص پیراک نہین ہوتا اور پانی مین پھاندتا ہی تو تین بار ابھر کے ڈوبتا ہی اور جب مرجاتا ہی تو لاش اُسکی اُبھرتی ہی مگر اُس تالاب مین جو ڈوبا پھر نہ وہ خود اُبھرا نہ اُسکی لاش اُبھری اور پانی مین عجیب عجیب طرح کی مچھلیان ہین کہ کبھی کسی نے آجتک ایسی مچھلیان نہین دیکھی ہین بادشاہ کو خیال ہوا کہ شاید ان مچھلیون کی یہ تاثیر ہی کہ انھین دیکھکر انسان بیخود ہو جاتا ہی تو بادشاہ نے انسانون کے مرنے سے جانورون کی موت کو بہتر سمجھکر اُس تالاب مین بہت سا زہر پھنکوادیا کہ اثر سے اُسکے مچھلیان مرجائین اور تاثیر اُسکی باطل ہو جاے مگر اُس سے بھی کچھ نہوا پانی نے زہر کو قبول نہین کیا موجون نے ہٹا کر کنارے کردیا آخر بادشاہ نے ممانعت کرادی کہ کوئی شخص اُس صحرا کی طرف نہ جاے جہان وہ تالاب ہی بتقضاے کار و اتفاقات روزگار کہ بادشاہ کا فرزند جوان و حسین کہ وہی ایک وارث

تاج وتخت تھا شکار سے پلٹا چلا آتا تھا بھٹک کے اُس طرف جا نکلا جہاں وہ تالاب ہے لوگوں نے کہا جلد یہاں سے چلیے اس طرف جانے کا حکم نہیں ہے اسفندیار مکرانی نے کہا کہ یہ ممانعت ہمارے لیے نہیں ہے بلکہ رعایا کے واسطے ہے ہم اگر اپنے ملک کے ہر مقام سے اچھی طرح واقف نہ ہو جائینگے تو اک وقت مین سلطنت کیونکر کرینگے بھلا ملازم آقا کو کہاں منع کر سکتے ہین شاہزادہ اسفندیار مکرانی کنارے تالاب کے گیا اور جھک کر پانی تالاب کا لینا چاہا بس خدا جانے کیا شے نظر آئی کہ وہ تالاب مین ڈوب گیا جس وقت یہ خبر شہر مکرانیہ مین مشتہر ہوئی اور بادشاہ اپنے فرزند کے حال سے مطلع ہوا تو اسقدر رویا کہ بینائی مین فرق آگیا لیکن منجمان شہر نے اپنے علم وعمل سے دریافت کرنے کے بعد آکے بادشاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ صحیح وسالم ہے مگر مجبور ہے آ نہین سکتا نہ کوئی اسکو لا سکتا ہے جو لینے کو جائیگا وہ بھی اسی بلا مین مبتلا ہوگا کہ واپس نہ آسکیگا ہاں اگر صاحبقران زمان یہان تشریف لائین تو وہ اس معمہ کو حل کر سکتے ہین امید بری چیز ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ اور صاحبقران زمان کو تلاش کر کے اُن سے عرض کرو کہ اگر مقصد میرا حاصل ہوگا تو مین آپکا دین مبین اختیار کرونگا یہ عرض کر کے نامہ یوسف مکرانی کا پیش کیا صاحبقران زمان نے نامہ کو ملاحظہ فرمایا مضمون نامہ بھی اسی کا خلاصہ تھا جو کچھ وزیر خوش تدبیر نے بیان کیا تھا امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا کہ ای ناطق مکرانی اس وقت مین دو زنجیرون مین بندھا ہوا ہون کہین نہین جا سکتا ایک تو طیمور شیر پرور دوسرے ساریق بن لقا کہ دونون سے نامہ وپیام جنگ کا ہو چکا ہے اور روز طبل جنگ بجتا ہے مقابلے ہوتے ہین یہ باتین صاحبقران کی عیار طیمور شیر پرور کا صورت تبدیل کیے ہوئے سن رہا تھا سب کیفیت جا کے طیمور شیر پرور سے بیان کی طیمور نے طبل جنگ نہین بجوایا اور کہا کہ صبح کو مین خود جا کر صاحبقران سے عرض کرونگا کہ ہمارے آپکے مقابلہ جنگ ہے بلکہ مشغلہ بیکاری ہے اسلیے نہین ہے کہ کام ہرج کر کے مشغول کار بیکاری رہین آپ ضرور تشریف لیجایئے اور اگر ساریق طبل جنگ بجوائے گا تو مین موجود ہی ہون سمجھ لونگا یا مجھی کو حکم دیجیے پاس آپکے ساتھ چلون یہ ارادہ کر کے طیمور بیٹھ رہا چونکہ طیمور نے طبل جنگ نہین بجوایا تھا لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی نہین بجا ادھر ساریق بن لقا نے بھی طبل جنگ نہین بجوایا جب صبح ہوئی تو طیمور شیر پرور نے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر لشکر اسلام کی طرف جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا طیمور انتظار مین ٹھہر گیا کہ دیکھیے اب کون آتا ہے جب گرد قریب آکے شق ہوئی تو دیکھا کہ اک سانڈنی سوار اڑا ہوا چلا آتا ہے قریب آکر پوچھا کہ لشکر خورشید زرین کمر کا کہان ہے لوگون نے بتایا کہ یہی لشکر ہے اس وقت سانڈنی سوار نے بارگاہ خورشید کی راہ لی صبح کا وقت تھا گھڑی بھر دن چڑھا تھا خورشید زرین کمر بھی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا لاجورد شاہ اور سوران شاہ اور سکندر آتش پرست سب موجود تھے کہ چوبدار نے شتر سوار کے آنے کی خبر دی حکم ہوا کہ بلا لو نامہ دار اونٹ سے اتر کر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا نامہ پیش کیا شتر سوار کو آتے دیکھکر شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا اور اپنے دنگل پر بیٹھ گیا خورشید زرین کمر نے نامہ پڑھ کر طیمور کو دے دیا طیمور نے بھی پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ مین نے سنا ہے کہ آپ نے دین قدیم کو مذہب آئینہ پرستی سے تبدیل کیا ہے اور اس خداوند تازہ نے آپکو ایسی شوکت وحشمت عنایت کی جسکا چار دانگ عالم مین شہرہ ہے فرزند آپکا مصروف ملک گیری ہے اور دین آئینہ پرستی کو رواج دے رہا ہے مین بھی

اس دین کی طرف میلان رکھتا ہون مگر کوئی ہادی و راہنما نہین پاتا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ مین اس
دین کی طرف مائل ہون اور مذہب سابق پرستی کو ترک کیا چاہتا ہون تو میرے ملک سے قریب
ایک اور ملک ہی کہ نام اسکا شہر ظلمانیہ ہی حاکم وہان کا محیط منارہ گردن آہن زر بدستان روزگار سے
ہی اسنے میرے ملک پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہی میرے یہان کوئی پہلوان اسکا ہمنبرد نہین ہی اگر
آپ اس وقت تنگ مین میری مدد نکرینگے تو خدا نخواستہ آپ سے ہرگز خوش نہونگے اسلیے کہ آپکو خدا
نے شوکت و حشم آپکو اسی لیے عنایت کیا ہی کہ آپ ہم ایسے غمزدون کی دادرسی کرین اور راہ نیک
بتائین آخر مین نام بادشاہ کا قطب شاہ حاکم شہر ظلمانیہ تحریر تھا یہ مضمون پڑھکر طیمور شیر پرور نے
خورشید زرین کمر سے کہا کہ بدولت قطب شاہ کی جملہ واجبات سے ہی آپ اسی جگہ قیام
رکھین مین جاتا ہون او صاحبقران سے اجازت لیکر شہر ظلمانیہ کو جاؤنگا اور بہت جلد محیط منارہ گردن
کو سزاے معقول دیکر واپس آؤنگا یہ کہکر نامہ دار کو اپنے ساتھ لیا اور جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا وہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے سب سردار جمع تھے صاحبقران فرماتے
تھے کہ طیمور نے طبل جنگ نہین بجوایا خدا جانے مزاج طیمور کا کیسا ہی میرا جی چاہتا ہی کہ آپ جاؤ
اور خضران خبر لاؤ اگر در حقیقت کچھ طبیعت طیمور کی ناساز ہوگئی ہو تو مین ضرور جاؤنگا اور مزاج پرسی
کرونگا خضران اٹھکر بارگاہ سے باہر نکلے تھے کہ انکو خبر طیمور شیر پرور کے آنے کی ملی دیکھا
کہ مرکب کو جولان کیے ہوے طیمور چلا آتا ہی اور ایک شخص اور ساتھ ہی بس خضران وہین سے
پھرا اور صاحبقران سے عرض کی کہ طیمور آتا ہی اور ایک شخص اور بھی طیمور کے ساتھ ہی اور وہ
نامہ دار کیسن کا ہی امیر نے برابر اپنے ملک الطوق ملک ایرانی کے نامہ دار کے واسطے کرسی بچھوا دی اور اپنے
قریب دنگل طیمور کے لیے بچھنے کا حکم دیا تھا ہنوز دنگل بچھایا نہین گیا تھا کہ طیمور آپہونچا صاحبقران
بے اختیار اپنے دنگل سے اٹھے اور چند قدم آگے بڑھ گئے صاحبقران کے اٹھتے ہی سب
سردار اٹھے اور برائے استقبال آگے بڑھے اور فرط محبت سے امیر نے ارشاد کیا کہ اے طیمور
شیر پرور تمھاری طرف دل کھنچتا ہی اسکا سبب نہین ذہن مین آتا طیمور نے کہا کہ آپ سپاہی دوست
اور منصف مزاج ہین لیکن اس تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپنے میرا استقبال کیا مین آپسے
سن مین بھی کم ہون اور مرتبہ بھی آپکا تمام عالم پر روشن ہی کہ آپ صاحبقران زمان کہلاتے ہین یہ سنکر
امیر نے ارشاد فرمایا کہ بہادر دوست تو مین بیشک ہون بلکہ اگر مین خدا پرست نہوتا تو بہادر پرست
ہوتا لیکن تمھاری پیشوائی کا سبب یہ ہی کہ تم میرے دادا صاحبقران کی تصویر معلوم ہوتے ہو افسوس کہ وہ
خانہ کعبہ تشریف لے گئے ورنہ مین تمھین صورت انکی دکھاتا اور تصویر انکی اب بھی موجود ہی خصوصاً
وہ تصویر جو زمانہ آفتاب پرستی کی تھی کہ اسمین سن انکا بھی تمھارے سن کے قریب قریب ہی
مین تمھین وہ تصویر دکھاؤنگا بعینہ وہی صورت تمھاری بھی ہی صرف ایک خال کی جگہ بدلی ہوئی ہی یہ
فرماکر تصویر طلب کی سہراب نے جلدی سے اٹھکے اپنا دنگل خالی کر دیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے
اپنے دنگل پر بٹھا دیا بادشاہ اسلام نے سہراب کو اپنے قریب جگہ دی جس مقام پر سکندر
اور شہنشاہ صف شکن بیٹھے تھے وہین سہراب کو بھی بٹھالیا اتنے مین طیفور نے تصویر ایرج
نوجوان کی لاکر صاحبقران کے ہاتھ مین دی صاحبقران نے تصویر طیمور کو دی طیمور نے جو تصویر
ایرج نوجوان کی دیکھی مسکرا کے کہا کہ یہ بھی میری قسمت کی خوبی کہ آپ کے بزرگ سے میری صورت

مشابہ ہی صاحبقران نے فرمایا مین نے ایسی مشابہت کی تعظیم کی اب اور سرداروں نے بھی تصویر ایرج کی
کی پھیر دیکھی اور نظر طیمور کی چہرہ پر ڈالی سکندر و رستم خو بھی محبت کی نظر سے طیمور کو دیکھ رہا ہو دل مین
کہتا ہو کہ اسمین تو سب نشانیان بھی ہمارے خاندان کی موجود ہین یہ داداصاحب نے کہان تخم پاشی کردی
رنگ تو سب ملتا ہوا ہی لیکن تیور طیمور کے ایرج سے زیادہ سخت ہین بعض سردارون نے آنکھ کی
انداز مین بھی فرق بتایا اسکو بھی امیر نے تسلیم کیا دیر تک یہی باتین ہوتی رہین آخر صاحبقران نے
مزاج پوچھا اور ارشاد کیا کہ تمہارے طبل نہ بجوانے سے مجھے تشویش ہوئی تھی کہ خدا جانے مزاج
کیسا ہی بلکہ مین خود مزاج پرسی کے ارادے سے آنے والا تھا حضار ان کو برائے دریافت حال روانہ
کیا تھا کہ تم خود آگئے طیمور نے کہا کہ یا صاحبقران شب کو میرا بھی بہت جی چاہتا تھا کہ حاضر ہون
مگر مجھے کئی خیالون نے روکا ایک تو یہ کہ سکندر آئینہ پرست مجھ سے بدظن نہو کہ اسنے خدا پرستون
سے اسقدر میل جول کیون بڑھا رکھا ہی دوسرے بلا سبب آنا اچھا نہ معلوم ہوا تیسرے یہ خیال ہوا
کہ جس مصلحت سے طبل جنگ نہین بجوایا میدان داری معطل رہی اسمین فرق نہ آئے یعنی نامہ دار سے
شاید کچھ راز کی باتین ہوتی ہون اور مین مخل صحبت ہون صاحبقران نے فرمایا وہ باتین تم سے پوشیدہ
کرنیکی نہین ہین بلکہ تمسے بیان کرنا انکا ضروری ہی حاکم شہر بکرانیہ کا فرزند کسی تالاب مین جاکر گم ہوا
ہی اور وہی ایک فرزند وارث تخت تھا اب اسنے مجھے لکھا ہی کہ اگر آپ میرے فرزند کو مجھسے
ملا دینگے تو مین اسلام اختیار کرونگا طیمور نے کہا یا صاحبقران جو غرق ہوا وہ مر گیا اور جو مر گیا
وہ پھر زندہ نہین ہوتا آپ اس معاملہ مین کیا کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ جو غرق ہوتا ہی وہ مر کے ابھرتا بھی
ہی لیکن اس تالاب مین کچھ اسرار طلسمی معلوم ہوتے ہین یہ فرماکر اوصاف اس تالاب کے بیان کیے اور
ارشاد فرمایا کہ جس خدا مین پیدا کرنیکی قدرت ہی وہ زندہ بھی کرسکتا ہی اگر اسے یہ منظور ہوگا کہ چند بندے
اسکے راہ راست پر آئین تو وہ فرزند یوسف شاہ کو زندہ بھی کردیگا طیمور نے کہا کہ پھر مین آپکی طرف سے
چلا جاؤن یا ہمراہ آپ کے چلون اگر فرزند یوسف بکرانی کا اس سے مل جائیگا تو وہ اپنے عہد کے
موافق خدا پرستی اختیار کریگا میرے جانے سے میری یہ غرض نہین ہی کہ مین یوسف شاہ کو دین
آئینہ پرستی کی ترغیب دون صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور مجھے تم سے بہت کچھ امید ہی لیکن چندان
ضرورت نہین ہی خداوند عالم نے بہت سے سردار مجھے عنایت فرمائے ہین ایک ایک عزیز میرا
طلسم کشا ہی طیمور نے کہا کہ پھر آپکا قصد کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو تمہارا پابند ہون اگر تم
اجازت دوگے تو جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل جنگ تو سارلیق
بن لقا سے ہی مین تو آپ سے جنگ کرنے کو شغل بیکاری سمجھ کے آمادہ ہوا تھا بہتر یہ ہی کہ آپ
شہر بکرانیہ کی طرف تشریف لے جائیے اور مین بھی شہر شمالیہ کی طرف جاؤنگا حسب اتفاق حاکم شہر
شمالیہ نے مجھے بھی برائے مدد طلب کیا ہی یہ وزیر اسکا عقیل روشن رائے نامہ لیکر آیا ہی امیر نے
فرمایا نہایت مناسب ہی مگر مین چاہتا ہون کہ دو ایک سردار میرے تمہارے ساتھ جائین طیمور نے
کہا اسکی ضرورت نہین ہی مین نے بھی آپکی عنایت سے چند سردار پیدا کر لیے ہین اور جو قسمت مین ہونگے
وہ مل جائینگے مین بہت جلد محیط منارہ گردن کو سزا دیکر واپس آؤنگا حفاظت لشکر کے لیے نہنگ
بن طوفان موجود ہی اور اگر کوئی سخت مشکل درپیش ہوگی تو شہر شمالیہ کچھ زیادہ دور نہین ہی مین خبر پاکر
آجاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہی لیکن مجھے سارلیق سے بھی مہلت طلب کرنا ہوگی طیمور تو امیر سے

رخصت ہوکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور تھوڑی سی فوج یاقوت پوشون کی اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر شمالیہ روانہ ہوا اور خورشید زرین کمر سے کہدیا کہ اگر سارق طبل جنگ بجواے تو تم مجھکو اطلاع دے بھیجے گا اور ایک روز کی میداندار ی کو سنگ بن طوفان دریا موج کافی ہے اسکے بعد مین پہونچ جاؤنگا طیموتو مع عقرب دمن کے چالیس ہزار سرخ پوشون سے جانب شہر شمالیہ روانہ ہوتا ہے لیکن خال صاحبقران عالیشان کا سنیے کہ انھون نے نامہ سارق بن لبقا کو تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین ایک ضرورت سے جانب ملک مکرانیہ جاتا ہون اور تم سے ایک مہینہ کی رخصت لیتا ہون اس مدت معینہ تک طبل جنگ نہ بجوانا جب مین آؤن اس وقت اختیار ہے نامہ خضران کو دیا خواجہ خضران جانب قیطول سارق روانہ ہوے خبر سارق کو ہوئی کہ پھر نامہ دار صاحبقران آتا ہے سخنگان نے سارق سے کہا کہ آنے دیجیے اور کسی طرح کی مزاحمت کوئی نہ کرے ورنہ قیامت ہو جائیگی مین انکی نامہ داری سے بہت ڈرتا ہون اور جلد کشتیان انکے نذر کے واسطے منگوا کر رکھیے چونکہ سارق کو خود بھی ان لوگون کا انتظار تھا جن جن کو اسنے براے نذر طلب کیا تھا بے تامل خضران کو بلا لیا نامہ لیکر پڑھا جواب تحریر کر دیا کہ جبتک آپ نہ آئینگے ہرگز اس وقت تک طبل جنگ نہ بجیگا خواجہ نے کشتیان نذر زنبیل کین اور جواب نامہ کا لاکر صاحبقران عالیشان کو دیا امیر نے اسی وقت تیاری کی اور ہمراہ ناطق باارانی کی جانب ملک مکرانیہ روانہ ہوے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو پر دراز درکش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو بچہ لے گیا تھا جس وقت آنکھ زلازل کی کھلی تو اپنے کو ایک کوہ پر پایا اور ایک دیو کو سامنے اپنے کھڑے دیکھا پوچھا تو کون ہے اور مجھے کیون لایا ہے دیو نے بیان کیا کہ خبیس دیو کو آپ کے باپ نے مارکر مجھے حاکم اسکے ملک کا کیا تھا اس دیو کے بیٹے نے خروج کیا ہے بارہ ہزار دیو سرکش اسکے ہمراہ ہین مین نے مقابلہ کیا زخمی ہوا میرے دیو جنگ مغلوبہ کرکے مجھے تو لے نکلے لیکن ملک چھین گیا آپ کو اسلیے لایا ہون کہ اس دیو سے آپ مقابلہ کرکے میرا ملک مجھکو دلوا دیجیے یہ سنکے زلازل نے کہا کہ نام تیرا دیو حرہ ہے اسنے کہا کہ جی ہان یہی میرا نام ہے پوچھا اس دیو کا کیا نام ہے جسنے تیرا ملک لیا ہے جواب دیا کہ اسے دیو قمقمہ کہتے ہین کہا فوج اپنی فراہم کر دیو حرہ نے زلازل کو اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آگے چلا گیا یہان زلازل بن زلزلہ بالاے کوہ انتظار مین دیو حرہ کے کھڑا ہوا تھا کہ دیکھا ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ دراز قامت فربہ بدن چلی آتی ہے زلازل غور سے اسکی طرف دیکھا کیا کہ وہ عورت بالاے کوہ آئی زلازل نے پوچھا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے کہ اسنے کہا کہ مین نام اپنا کیون بتاؤن مین بھی اس کوہ کی سیر کو آیا کرتی ہون دن بھر یہان رہتی ہون شام کو چلی جاتی ہون زلازل سمجھا کہ کسی قصبہ یا قریہ کی رہنے والی ہوگی لیکن بہت زبردست عورت ہے اگر اس سے بچہ پیدا ہوگا تو نہایت قوی تن ہوگا یہ خیال کرکے اس سے اظہار عشق کیا اسنے قبول کیا زلازل نے اسی کوہ پر اس سے مطلب پورا کیا جب زلازل علیحدہ ہوا تو اس عورت نے کہا کہ تمنے مجھے پہچانا یہ کہکر جو غلطک ماری تو دیکھا کہ ایک دیونی ہے کہ کھڑی ہنس رہی ہے زلازل اس سے مواصلت کرکے نہایت پشیمان ہوا کہا جا دور ہو میرے سامنے سے دیونی ہنسنے لگی کہ

اگر مین تجھے دھوکا نہ دیتی تو تو مجھے کاہے کو قبول کرتا یہ کہکر چلی گئی اتنے مین دیوحرہ فوج دیوان اپنے
ساتھ لیے ہوے آیا اور زلازل سے کہا کہ آج رات یہین بسر کیجیے جب صبح ہوگی تو شہر قیران
کی طرف چلینگے زلازل پریشان کھڑا تھا دیوحرہ نے سبب پریشانی پوچھا زلازل نے دیونی کا
واقعہ بیان کیا دیونی دیوحرہ کی بہن تھی دیوحرہ کو سواے سکوت کے کوئی چارہ نہوا کہا خیر مین آپکے
دل بہلانے کو کوئی پری لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا پہلے اُس غار مین آیا جہان دیونی رہتی تھی جیسے ہی
دیونی کو دیکھا گرز پکڑ کر چلا کہ اُسے مار ڈالون دیونی پکاری کہ او ظالم بھائی کس خطا پر تو میرا دشمن جانی
ہوا ہی دیوحرہ نے کہا کہ تو نے جا کر زلازل بن زلزلہ کو دھوکا دیا وہ نہایت برہم ہی اگر اُسے معلوم
ہوجاتا کہ یہ اُسکی بہن ہی تو وہ مجھ سے ناراض ہوکے چلا جاتا ملک وبال تو گیا تھا جان بھی جاتی دیونی
نے کہا کہ تو تو بیوقوف ہی مین نے وہ سامان کیا ہی کہ آئندہ سے تجکو اُس آدمزاد کی حاجت ہی نرہے
جو لڑکا میرے یہان پیدا ہوگا وہی حفاظت تیرے ملک کی کریگا اور یقین ہی کہ میرا فرزند اپنے
باپ سے زیادہ زبردست ہوگا دیوحرہ نے اسکی بیحیائی پر شرمندہ ہوکے گردن نیچی کرلی دیو
حرہ تو وہان سے نکلکر اور طرف روانہ ہوا اور یہ پھر پری بنکر اُڑتی ہوئی کوہ پر آئی اور زلازل سے
کہا کہ تم ایسا بھی ذلیل طبیعت کا کوئی انسان نہوگا کہ تمنے دیونی سے مواصلت کی زلازل نے کہا
تجھے کیا معلوم کہا مین اُڑتی ہوئی جاتی تھی تجھے یہ معرکہ دیکھکر بہت افسوس ہوا اسلیے کہ مین تیری
طرف مائل ہوئی تھی یہ دیکھکر چلی گئی زلازل بن زلزلہ خوش ہوا کہ مجکو اُسکا نعم البدل ملگیا پری سے
معذرت کی کہ مین اُسے نہ جانتا تھا کہ یہ دیونی ہی ورنہ ہرگز اُسکی طرف ذرا بھی التفات نکرتا یہ کہکر
پری سے اظہار محبت کیا پری ہزار ناز و نخرے سے راضی ہوئی زلازل اُسے خلوت مین
لے گیا لیکن بعد ہم بستری کے پھر اُس سے زیادہ طبیعت بدخط ہوئی پری تو اُڑکے چلی
گئی کہ اگر ابکی اسے معلوم ہوگا تو یہ مار ہی ڈالے گا زندہ بھی نہ چھوڑے گا یہان دیوحرہ دوسری
پری کو ساتھ لیے ہوے آیا تو زلازل کو اور بھی افسردہ پایا سبب پوچھا زلازل نے کچھ نہ بیان
کیا اور اُس پری کی بھی طرف ملتفت نہوا جس پری کو دیوحرہ لایا تھا کچھ دیر وہ بیٹھی رہی آخر اُٹھکے
چلی گئی دیوحرہ بھی چلا آیا زلازل سو رہا جب صبح ہوئی نہا دھوکے دیوحرہ سے کہا کہ اب
شہر قیران کی طرف چلو تاکہ تمھارے کام سے فرصت کرلون تو خدمت مین خداوند کے جاؤن
کہ وہان بھی خداپرستون سے مرحلہ درپیش ہی دیوحرہ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور کوچ کرکے
جانب شہر قیران روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا لشکر اُتارا خبر دیو قمقمہ کو پہونچی
کہ دیوحرہ کسی آدمزاد کو لیکر آیا ہی دیو قمقمہ ہنسا کہ آدمزاد کی بھی یہ بنیاد ہی کہ وہ دیوزادون سے
مقابلہ کرسکے اور اپنی فوج کو بھی باہر قلعہ کے نکلنے کا حکم دیا دیو قمقمہ کی فوج بھی قلعہ سے باہر
آئی اور طبل جنگ بجا اُدھر بھی نقارہ رزمی پر چوب لگی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دیو قمقمہ اپنی فوج کو لیکر میدان مین آیا اور صفین آراستہ کین اس طرف
سے دیوحرہ نے فوج آراستہ کی زلازل بن زلزلہ ایک دیو کی گردن پر سوار دیوحرہ کے
ساتھ تھا دیو قمقمہ میدان مین آیا اور پکارا کہ اے دیوحرہ تیری عقل پر کیا پتھر پڑے ہین کہ کمک
کے لیے آدمزاد کو لایا ہی جو ہم لوگون کا کھاجا ہی بھلا یہ مجھ سے کیا لڑے گا دیوحرہ نے کہا
کہ اگر تو کھا سکے تو کھالے انھین کے والد ماجد نے تیرے باپ کو مار کر مجھے تخت نشین کیا

اب انجمن مین تیری سرکوبی کے واسطے لایا ہون دیو قمقمہ نے کہا کہ یہ تو تو نے اچھا کیا کہ میرے باپ کے قاتل کے فرزند کو لایا ہے آج قصاص خون پدر کا بھی ہو جائیگا یہ کہکر زلازل سے کہا کہ او مردم سیہ مہر سپید دندان تو بڑا سرکش ہے کہ دیوون کے مقابلے مین آیا ہے زلازل نے اپنے دیو کو اشارہ کیا کہ وہ زلازل کو لیکر سامنے دیو قمقمہ کے آیا دیو قمقمہ نے وار شمشاد کا وار کیا زلازل نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا بیا کھن گردن پر مارا دھڑ سے سر دور جا کے گرا یہ دیکھکر سب دیو دوڑ پڑے شور کرتے تھے کہ مار دو اس آدمزاد کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا اس طرف سے دیوحرہ فوج قمو لیکر آ پڑا جنگ مغلوبہ ہوگئی دیوون کی ضربون سے طبقہ زمین کا ہلنے لگا کہین وار شمشاد چل رہے تھے کہین زنگولہ زنجیر بند کسی جگہ ارہ پشت نہنگ کہین ساطور کسی طرف چقماق چادر کسی جانب چوب چماق کسی سمت مسل آہنی کہین گرز گران سرکوبی پہر بھر کامل لڑائی رہی طرفین کے پانچ ہزار دیوون کے قریب مارے گئے آخر دیو قمقمہ کے لشکر نے شکست کھائی اور فرار بر قرار لیا جو دیو اسیر ہوے انھون نے اطاعت اختیار کی دیوحرہ شہر مین آیا زلازل کی بڑی دہوم سے دعوت کی جب دعوت وضیافت سے فرصت ہوئی تو زلازل نے دیوحرہ سے کہا کہ مجھکو خدمت مین خداوند کے بھیجوا دو ایسا نہو بیداور کچھ ناراض ہوجائین دیوحرہ نے ایک دیو سے کہا کہ جہان یہ کہین انکو پہونچا آؤ دیو نے زلازل کو اپنی گردن پر سوار کیا اور جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوا لیکن راستے مین وہی کوہ ملا جو سرحد پر پردہ دنیا اور پردہ قاف کے واقع تھا ہر دیو اس مقام پر پہونچ کے قیام کرتا تھا جب زلازل اس کوہ پر پہونچا تو دیکھا کہ وہی دیونی جسنے دھوکا دیکر مواصلت کی تھی کھڑی ہے شکم اونچا ہے زلازل نے تو اسے دیکھکر نفرت کی ساتھ ہی منہ پھیر لیا لیکن دیونی دیکھکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور کہا کہ مجھ سے غافل ہونا ہاتھ پکڑے کی لاج رکھنا زلازل شرمندگی سے عرق عرق تھا اور پشیمان ہو رہا تھا کہ یہ مین نے کیا کیا لڑکا پیدا ہوگا تو وہ کیسا ہوگا دیونی کو جھڑک دیا اور جلد ہی سے دیو کی گردن پر سوار ہوکے طرف سارلیقیہ کے روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے لیکن اول کچھ حال اس دیونی کا سنیے کہ جب ایام حمل پورے ہوے تو اسکے یہان لڑکا پیدا ہوا دست و بازو نہایت قوی تمام بدن پر مثل خرس کے بال تھے دیونی اسکی پرورش مین مصروف ہوئی یہ خبر دیوحرہ کو پہونچی کہ تیرے یہان بھانجا پیدا ہوا ہے کہ انسان کا انسان ہے اور دیو کا دیو ہے سر پہ ایک شاخ مانند کرگدن کے ہے بدن پر مثل خرس کے بال ہین دیوحرہ اپنی بہن سے ناراض رہتا تھا جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ لڑکا اس طرح کا پیدا ہوا ہے یہ سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ زلازل کا فرزند ہے حمیرہ دیونی کو بلوا لیا اور پرورش مین فرزند خواہر کے مصروف ہوا اور نام اسکا قزلزل بن زلازل دیوزاد رکھا یہ بھی جوان ہوکر بڑی بڑی لڑائیان سر کرتا ہے ذکر اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا +

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران بحری امیر ابن امیر سلطان دریا شکوہ فرزند عادل کیوان شکوہ کی ولادت کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب نو مہینے گذر گئے تو دختر نہنگ بچہ دریا شیرین کو دردزہ عارض ہوا الخ

بچہ پیدا ہوا صورت اسکی مثل آفتاب تابان کے روشن و منور تھی ساتھ ہی اسکے طیفور کا لڑکا بھی پیدا ہوا
ان دونوں کی پرورش ہونے لگی کچھ دیر یہ دربار مین رہتے تھے کچھ دیر انکو ہوا کھلائی جاتی تھی راوی
بیان کرتا ہی کہ حکیم سودائی دانا نے کنارے دریا کے قیام کیا تھا اسی غرض سے کہ بعد ولادت ان اطفال
کے پرورش مین دقت ہوگی ماں اسکی مردمان آبی سے ہی اور باپ کرہ خاک و بادکار ہنے والا اگر زیادہ
دیر پانی مین رہیگا تو بھی گھٹ کے مرجائیگا اور اگر خشکی مین رہیگا تو بھی ہوا کی برداشت نکر سکیگا انھون
نے اپنے حکیمانہ خیال کے موافق پرورش شروع کی جب یہ دونوں چار چار برس کے ہوے تو انکو پڑھانا
شروع کیا اب یہ مردمان آبی کی زبان بھی خوب سمجھتے ہین اور انسانوں کی زبان سے بھی واقف ہوتے
جاتے ہین مردمان آبی کے سوا بھی چرند حیوانوں کی زبان سمجھتے تھے اسکی تعلیم بھی انکو ہوتی اور فن
عیاری سے یہ مردمان آبی خوب واقف تھے فرزند طیفور تو طاق و مشاق ہو گیا اور فرزند صاحبقران
ابھی فنون سپہگری سے اچھی طرح ماہر نہ تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ ایک روز یہ دونوں
کنارے دریا کے بیٹھے ہوے کھیل رہے تھے حکیم سودائی دانا ادھر اُدھر ٹہل رہے تھے
کہ فرزند صاحبقران کی نظر اس نشان پر پڑی جسکو صاحبقران نے نصب کرایا تھا پوچھا حکیم
سودائی دانا سے کہ یہ کیا چیز ہی حکیم سودائی نے کہا کہ یہ نشان علمداری صاحبقران زمان کا ہی جب
امیر یہان آے تھے تو عقد انکا تمھاری والدہ سے ہوا تم عادل کیوان شکوہ کے فرزند اور
صاحبقران بحر ہو تمام جزائر اور بحور تمھارے زیر نگین رہینگے کہا ہمارا نام کیا ہی حکیم سودائی دانا نے
کہا کہ نام تمھارا پرستان مین رکھا جائیگا کچھ عزیز تمھارے پرستان مین ہین وہ تمھارا نام معین
کرینگے وہی نام مبارک ہوگا فرزند طیفور نے اپنا حال پوچھا حکیم سودائی نے اس سے بیان کیا کہ تم
عیار صاحبقران کے فرزند ہو جبتک اس صاحبقران بحری کا نام ہوگا وہانتک تمھارا بھی نام
ہوگا یہ سنکے یہ بھی خوش ہوا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا جسوقت
وہ گرد قریب ہو کر شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک شخص گردن دلو پر سوار چلا آتا ہی یہ وہی زلازل
بن زلزلہ ہی جسوقت زلازل قریب دریا پہونچا تو دیکھا اسنے کہ نشان دریا مین نصب ہی پھریرا
ہوا سے اڑ رہا ہی اور پھریرے پر کلمہ طیبہ مرقوم ہی یہ مضمون دیکھکر زلازل کو بہت طیش آیا
چونکہ یہ پیرنا بھی جانتا تھا اسنے دیو سے کہا کہ مجھے اسی پار چھوڑ دے جس جگہ صاحبقران اپنا
نشان نصب کر گئے ہین مین اسی نشان کو اکھاڑ کر پھر خداوند کے نام کا نشان نصب کرونگا دیو
نے زلازل کو اتار دیا اور آپ لوٹ چلا گیا یہان زلازل نے خنجر کمر مین لگایا اور کپڑے اتار کر کنارے
دریا کے رکھے اور اُس دریاے زخار کو پیرتا ہوا آنے لگا چونکہ نہنگ بچہ اُس مقام کا محافظ تھا
اسنے آکر شیشہ بیہوشی کا قریب مشام زلازل کے کھولا پانی شیشہ مین گیا اور بیہوشی حبابوں کے ذریعہ
سے اوپر ابھری حباب ٹوٹے زلازل بیہوش ہو گیا نہنگ بچہ نے آکر پکڑ لیا اور مشکین سوار
سے باندھ لین یہ دیکھکر شاہزادہ نامدار فرزند صاحبقران عالی وقار نے ارشاد فرمایا کہ کیون
حکیم سودائی نانا جان نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا حکیم سودائی نے سمجھایا کہ بیہوشی سنگھادی
ورنہ یہ آپ کے نانا سے گرفتار نہ تھا بہت زبردست سردار ہی فرمایا کہ اسے میرے پاس بلوا لو
حکیم سودائی نے اشارہ سے کہا کہ صاحبزادے اس قیدی کو دیکھنا چاہتے ہین نہنگ بچہ
کنارے دریا کے لاکے زلازل کو ڈال دیا شاہزادے نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا نہنگ بچہ

نے کہا کہ اے فرزند یہ بہت زبردست ہے اگر یہ ہوشیار ہوگا تو قید توڑ کر سبکو مار ڈالے گا شاہزادہ نے فرمایا
کہ کیا مجال اسکے اختیار ہے تم ہوشیار کرو ورنہ مین خود اسے جگاؤنگا یہ فرماکر قریب آبیٹھے حکیم
سودائی نے کہا کہ اچھا قید اسکی محکم کرلین تو پھر ہوشیار کرینگے فرمایا نہین ابھی ہوشیار کرو اب
فرزند صاحبقران تو یہی قصد کیے ہوے ہے کہ ہوشیار کرو اور یہ لوگ منع کر رہے ہین کہ اک مرتبہ
زلازل کو چھینک آئی اثر بیہوشی دماغ سے دفع ہوا اور زلازل ہوشیار ہوگیا دیکھا کہ مین
کنارے پر دریا کے ہون اور اک طفل حسین برابر میرے کھڑا ہے اور حکیم سودائی بھی کھڑے ہین
مگر حکیم صاحب پریشان ہوے کہ دیکھیے یہ کیونکر پیش آتا ہے زلازل نے حکیم سودائی دانا
کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہے حکیم سودائی نے کہا کہ اے زلازل بن زلزلہ اس مقام پر صاحبقران
نے اپنا نشان نصب کیا ہے مردان آہی کو اپنا مطیع فرمایا ہے بے اجازت کوئی آ نہین سکتا تو نے
بغیر حصول اجازت اس طرف آنے کا قصد کیا تھا اس سے تو گرفتار کیا گیا لیکن اس شاہزادہ نے
تجھے قید آہن سے بچایا اور فرمایا کہ یوہین ہوشیار کرو اس اثنا مین تم ہوشیار ہوگئے زلازل نے
کہا یہ لڑکا کسکا ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زمان ہے زلازل نے گود مین لینے کا قصد
کیا تھا کہ تیور فرزند صاحبقران کے بدل گئے کہا اے شخص پہلے تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہے
زلازل نے بیان کیا کہ مین فلان ہون اور فلان کام کو گیا تھا اور اب مقابلہ خداپرستون کے لیے
جانب ملک سیار لقیہ جاتا ہون بس یہ سنکر شاہزادہ کو طیش آیا فرمایا کہ تو پلٹکر پدر عالیوقار
سے لڑنے جاتا ہے اگر مین تجھے غرق کرادون زلازل نے کہا کہ اب مجھے کوئی نہین غرق کرسکتا اسلیے
کہ مین بیہوش نہین ہون فرمایا بیہوش کو پھینکنا مردے کو پھینکنا ہے مین تجھے حالت ہوشیاری مین
غرق کرسکتا ہون یہ فرماکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کرنے لگا کہ منہ سرخ ہوگیا زلازل اس جرات
پر ہنسنے لگا فرزند طیفور نے دوڑ کے بیہوشی سنگھادی زلازل چھینک مارکے بیہوش ہوگیا
حکیم سودائی نے دوڑ کے بازو شاہزادے کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابھی وقت تمھاری صاحبقرانی کا نہین
ہے اعضا نرم اور نازک ہین زور نکرو شاہزادہ نے زلازل سے زمین چھڑادی تھی مگر ہاتھ سے چھوٹ
گیا کہا یہ تو پھر مرگیا فرزند طیفور نے کہا کہ مین نے اسے پھر بیہوشی سنگھادی یہ سنکے غصہ آیا کہا
تو نے بغیر ہمارے حکم کے کیون ایسا کیا جلد اسے ہوشیار کرو اسنے دوا دے رفع بیہوشی سنگھاکر
پھر ہوشیار کیا زلازل کو پیار آیا کہا اے صاحبزادے مین تمھارا قیدی ہون بغیر اجازت کے
ہرگز نجاؤنگا اب تم میری گود مین آؤ اور خوشی سے اجازت دو تو مین جاؤن فرمایا اس شرط پر
کہ اہل اسلام کی ایذارسانی نکرنا زلازل نے کہا کہ اگر اہل اسلام سے مقابلہ نکرونگا تو نمکحرام کہلاؤنگا
اور لڑنے کو آپ منع کرتے ہین فرمایا کہ مین مقابلہ کرنے کو نہین منع کرتا لیکن کسیکو قتل نکرنا زور کرکے
یا تو انھین اپنے قابو مین کرلینا یا آپ انکا تابع ہوجانا زلازل نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور قسم
کھائی اب شاہزادے نے اجازت دی کہ اچھا جا چلا جا اور اسکے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب
اترو الیے زلازل دل مین کہتا تھا کہ خاندان صاحبقران پر زور جرات کا خاتمہ ہے اسی روز انکو
یقین ہوگیا کہ ان لوگون سے لڑکر کوئی ہمسر نہین ہوسکتا شاہزادہ سے کہا کہ اب آپ میری گود مین
آجایے فرمایا تو کہے گا کہ مین نے اٹھالیا زلازل ہنسا کہ ابھی سے یہ خیال ہے اور ہنستا ہوا چلا گیا
ادھر تو زلازل روانہ ہوا ادھر پہنچکر اور ان دونون لڑکون کو لیے ہوے چلا گیا مان اور باپ

اور نانا روتے پیٹتے رہگئے حکیم سیوائی نے کہا کہ تم پریشان نہو یہ لڑکے صاحب اقبال ہیں یہ ساتھ
خیر و عافیت کے آتے برس دن بعد تجھسے ملینگے نہنگ بچہ اور اُسکی دختر تو نہایت مضطر رہی لیکن
حال اس بچہ کا سنئے جو ان لڑکوں کو لے گیا تھا یہ اک پری تھی کہ وہ اس طرف سے جاتی تھی اسنے جو ایسے
حسین لڑکے دیکھے دیو سے اٹھوا لیا اور جانب پردہ قاف روانہ ہوئی یہ پری رہنے والی گلستان ارم
کی تھی اور لاولد تھی اولاد کی اُسکو حسرت تھی اسنے یہاں آکر ان لڑکوں کو پرورش کرنے کا قصد کیا وہان
عبد الرحمان جنی نے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ آج ہیکل پری دو لڑکوں کو پردہ دنیا
سے لے آئی ہے اگر یہ تین روز کرہ ہوا میں رہگئے تو مر جاینگے انکو رفتہ رفتہ عادی کرنا چاہئے یہ لڑکے
نہایت صاحب اقبال ہونگے انمیں ایک صاحبقران گیتی کا فرزند ہے اور دوسرا اُنکے عیار کا بیٹا ہے یہ سنکے
صاحبقران نے ہیکل پری کو بلوا لیا جب ہیکل پری سامنے آئی تو فرمایا کہ تو کن لڑکوں کو
لائی ہے ہیکل پری نے دونوں لڑکوں کو حاضر کیا سلیمان صاحبقران نے عبد الرحمان جنی سے
کہا کہ انکی پرورش کا انتظام کرو عبد الرحمن جنی نے خس خانے تیار کراکے باغ میں انکو جگہ
دی پریزادیں خدمت کے واسطے معین کیں یہ دن بھر میں سات سات مرتبہ نہلاے جاتے تھے سلیمان
صاحبقران انسے پہروں باتیں کیا کرتے تھے اور اُنکے دلوں پر ہنسا کرتے تھے عبد الرحمان
جنی آکے پڑھایا کرتے تھے اور ایک وقت سلیمان صاحبقران تعلیم فن سپہگری میں صرف
رہتے تھے جب سن انکا نو نو برس کا ہوا تو ایک روز دو پریزادیں جو انکی خدمت پر مامور تھیں بچہ
سمجھکر کچھ چھیڑے لیکن فرزند صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ کلہ پھٹ گیا اور پری پھڑک کر مرگئی دوسری
بھاگ گئی اور جاکے سلیمان صاحبقران سے بیان کیا سلیمان صاحبقران نے آنکے سبب پوچھا
انھوں نے اسکے چھیڑنے کی شکایت کی اب سلیمان صاحبقران نے دیوؤں اور جنوں کو خدمت
کے لیے معین کر دیا اور کہا کہ خبردار انکے خلاف مرضی کوئی بات نکرنا ایک روز ایک دیو کی شامت
آگئی کہ اُسنے کہا تم جو کچھ سلیمان صاحبقران سے سیکھتے ہو وہ ہمیں بتایا کرو کہا اچھا دیو سامنے
کھڑا ہو گیا یہ اتنے سے قد پر کیونکر پیچ باندہ سکتے دیو کو ہنسی آگئی بس غصہ میں آگئے ہٹ کے
جو اک لات ماری تو دیو کے پیٹ میں پاؤں گھس گیا دیو تو اسی وقت پھڑک کے مرگیا سلیمان
صاحبقران جو آئے اور لاش دیو کی پڑی دیکھی پوچھا کیا ہوا شاہزادے نے سارا ماجرا بیان کیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم فرزند صاحبقران ہو اور یہاں جسقدر دیو پری ہیں سب مذہب
اسلام رکھتے ہیں انکا مار ڈالنا جائز نہیں انکو گستاخی کی سزا دیدیا کرو مگر مار نہ ڈالا کرو ورنہ بروز حشر
پرسش ہوگی یہ سمجھا کر سلیمان صاحبقران تو واسطے شکار کے چلے گئے دلو گستہم یہاں موجود تھا
کہ اک مرتبہ چند دیووں نے آکے خبر دی کہ مظہر جنی بھانجا اخضر زردپوش کا اپنے ماموں
کے خون کا عوض لینے کو پچاس ہزار دیووں سے آتا ہے دلو گستہم نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں فوج
ہماری قلعہ کے باہر نکلے اسی وقت لشکر قلعہ کے باہر نکلا اُدھر مظہر جنی بھی پچاس ہزار دیووں سے
آکر خیمہ زن ہوا اور نقارہ رزمی بجوا دیا یہاں دلو گستہم نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا تیاری جنگ
ہونے لگی آواز نقارہ کی جو فرزند صاحبقران کے گوش زد ہوئی خادموں سے پوچھا کہ یہ نقارہ
کیسا بج رہا ہے انھوں نے بیان کیا کہ اخضر زردپوش رفیق تھا سلیمان صاحبقران کا اُسنے
نمکحرامی کی تھی صاحبقران نے اُسے ہوا میں چرخ کے پھینک دیا تھا اب اسکا بھانجا ماموں کے

خون کا قصاص لینے آیا ہی صاحبقران تو شکار پر ہین دیوگستہم نے مقابلہ کی تیاری کی ہی کہا کل ہمین
بھی لے چلنا ہم بھی تماشا جنگ کا دیکھینگے ان دیوون نے کہا کہ ہمین کچھ ممانعت ہرا سلیے کہ معاملہ جنگ کا
ہی اگر خدا نخواستہ تجھے آپکو چشم زخم پہونچا تو ہم کہین کے نرہینگے یہ سنکے فرزند صاحبقران نے کہا
کہ اگر نہ لے چلوگے تو ہم سزا دینگے دیو تو ڈرتے ہوے تھے کہ اس لڑکے نے ایک کو مار ڈالا ہی ایسا نہو
غصہ مین ہمین بھی مارڈالے جب صبح ہوئی تو ایک دیو کی گردن پر بیٹھ کے یہ بھی بیرون قلعہ پہونچ گئے وہان
دونون جانب صفین آراستہ ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نسیب دے کر
ہٹ گئے تو مظہر جنی میدان مین آیا اور لکارا کہ ای دیوگستہم کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ آئین
اور مجھ سے سامنا کرین دیوگستہم نے کہا کہ او ملعون تیرے ماموں سے تو کچھ ہو سکا تو کیا منہ لیکر
برابے مقابلہ آیا ہی تجھے شرم نہین آتی کہ اس نمکحرام کا قصاص خون لینے آیا ہی اب اگر نام صاحبقران
سے اد بانہ لیگا تو سزا پائیگا اگر حوصلہ مقابلہ رکھتا ہی تو یہ غلام آنکا تیری سرکوبی کو موجود ہی یہ سنکے
مظہر جنی نے کہا کہ آ تو ہی آ بعد تیرے انکو بھی تلاش کر لیا جائیگا یہ کہکر مظہر جنی نے حربہ اپنا سنبھالا
دیوگستہم سامنے مظہر جنی کے آیا مظہر جنی نے نیزہ مارا دیوگستہم نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا
اور توڑ کے پھینک دیا مظہر جنی نے گرز مارا دیوگستہم نے گرز اسکا سپر سے رد کر کے اپنا گرز
مارا مظہر جنی نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ شانہ دیوگستہم کا زخمی ہوا دیوگستہم نے سنبھل کے
دوسرا گرز مارا یہ بھی ضرب اتفاق سے خالی گئی گرز زمین پر گرا کہ گرز زمین مین دہنس آیا چونکہ دیوگستہم
ضرب اپنی زمین سے لگانے لگا مظہر جنی نے مثل برق کے جھک کر ایک ہاتھ اور مارا
کہ سر پر دیوگستہم کے پڑا سر اسکا زخمی ہوا بس چاہا مظہر جنی نے کہ سر اسکا کاٹ لون کہ فرزند
صاحبقران کو تاب نہ آئی للکار کے کہ او نامرد کیا کرتا ہی کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہی چونکہ مظہر
جنی کے دل مین کینہ تو تھا ہی یہ سمجھا کہ اسی لڑکے کے سبب سے ماموں میرا مارا گیا ہی ارادے
دیوگستہم کو تو چھوڑ دیا اور اس شاہزادہ کی طرف پھیر پڑا کہ اسکا سر کاٹ لون جیسے ہی قریب
پہونچکر تلوار ماری شاہزادہ نے بائین ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا
کہ کلہ پھٹ گیا اور مظہر جنی نے چرخ مارا اور گر گیا بس دوڑ کر ایک ہاتھ سے ایک پانون پکڑا اور دوسرے
ہاتھ سے دوسرا پانون اپنے پانون کے نیچے دبا کے جو زور کیا چیر کے پھینک دیا کہ ساتھ ہی
گرد اڑی اور سلیمان صاحبقران آپہونچے دیو آدم صاحبقران دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے
لاش تک چھوڑ دی یہان آکر صاحبقران نے لاش مظہر کی دیکھی نہایت خوش ہوے اور دیوگستہم
کے سر مین ٹانکے دلوا کے مرہم سلیمانی کی بندھوائی جب دیوگستہم اچھا ہوا تو سلیمان صاحبقران نے
شمشن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نام ان بچون کے تجویز کرو شمشن جنی نے کہا ای شہریار ایک مہینہ اور
گذر جانے دیجے اسکے بعد انکے نام تجویز ہونگے ابھی ستارے ایسے ہین کہ اگر اس زمانے مین نام
نکالا گیا تو بے نشان ہو جائینگے سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہے بعد اسکے شاہزادہ نے
سلیمان صاحبقران سے دیوگستہم کی سفارش کی کہ یہ دیو زبردست ہی مگر فن سپہگری مین ناقص
ہی ورنہ زخمی نہوتا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند مجھے یہ خیال تھا کہ اگر یہ بھی اخضر کی
طرح نمکحرام ہو گیا تو میری محنت برباد ہوگی بلکہ وہی بات ہو جائیگی کہ کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد صاحبزادہ نے فرمایا ایسا خیال نکیجیے سب ایک طرح کے نہین ہوتے جب

یہ آپ کی دم سے وابستہ ہے تو دوسرون سے بہتر ہونا چاہیے اور جبتک اقبال آپ کا یاور ہے نمک حرام
کیا کر سکتے ہین بخاطر شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے دیو گستہم کو بھی فنون سپہگری کی تعلیم فرمانے بعد ایک
ماہ کے شمشمش جنی نے نام تجویز کرکے پیش کیے نام فرزند صاحبقران کا مع القاب یہ تھا کہ نہنگ
بحر جرأت و دلاوری شیر بیشۂ شجاعت و صفدری یعنے سلطان ماہی نژاد امیر البحر اور فرزند طیفور کا نام
سیال مردم ربا قرار دیا سلیمان صاحبقران نے بہت پسند کیا اور شمس جنی کو خلعت سے
سرفراز فرمایا بعد اسکے بعد تعلیم و تربیت سلطان ماہی نژاد اور سیال مردم ربا کو انکے مسکن کیطرف
بھجوا دیا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین۔

لیکن یہان سے چند کلمے داستان شوکت نشان سلطان حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہے کہ امیر با توقیر ساریق بن لقا سے ایک ماہ کی مہلت لیکر
جانب شہر بکرانیہ ہمراہ ناطق بکرانی کے روانہ ہوئے ہمراہ امیر کے صرف خضران اور طیفور ہین لیکن
دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت امیر نے ناطق بکرانی سے یہ عذر پیش کیا کہ بالفعل مجھ سے اور ساریق
بن لقا سے جنگ درپیش ہے بغیر اس معاملہ کو یکسو کیے ہوئے نہین جا سکتا تو ناطق بکرانی کو سکوت
ہوا چونکہ یہ شخص مرد عاقل و دانا ہے اسی سبب سے یوسف شاہ بکرانی اسکو اپنا نفس ناطقہ سمجھتا ہے
اور اسی کی رائے پر کاربند ہوتا ہے اسنے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر ساریق آپ سے خود مہلت
طلب کرکے جنگ کو ملتوی کرے تو تو آپ کو کچھ عذر نہوگا فرمایا مجھے اسکے سوا کوئی عذر نہین ہے اسلیے
کہ طیمور تو خود ہی مجھ سے رخصت ہو کر جانب شہر شمالیہ گیا ہے اس وقت ناطق بکرانی نے عرض
کی کہ مین ابھی جاتا ہون اور ساریق کو بھی شہر بکرانیہ کی طرف لیے چلتا ہون یہ کہکر امیر سے رخصت
ہوا اور جانب قسطول ساریق بن لقا روانہ ہوا راستے مین لوگون سے معلوم ہوا کہ خداوند ساریق
جسے بلاتے ہین باغ محویت کی طرف سے بلاتے ہین چنانچہ ناطق بکرانی بھی جانب باغ محویت
روانہ ہوا جس وقت دروازہ باغ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک پتلا سنگ سیاہ کا کھڑا ہے پتلے نے آواز
دی کہ او بندہ بے ادب کہان چلا آتا ہے نہین جانتا کہ یہ کون مقام ہے کہ جہان فرشتہ کا گذر بھی دشوار
ہے ناطق بکرانی نے کہا کہ مین شخص نووارد ہون اور نامہ دار ہون یہان کے آئین سے آگاہ نہین
ہون پتلے نے کہا کہ تم یہین ٹھہرو مین محوجادو سے اطلاع کرتا ہون محوجادو خداوند سے اطلاع
کریگا جب خداوند طلب کرینگے اسوقت تمکو شرف حضوری خداوند سے حاصل ہوگا یہ سنکے ناطق بکرانی
تو ٹھہر گیا اور پتلے نے جا کر محوجادو سے اطلاع کی کہ ایک نامہ دار کہین کا آیا ہے اور خدمت مین
خداوند کے جانا چاہتا ہے یہ سنکے محوجادو نے کہا بلا لے پتلے نے آکر ناطق بکرانی کو اپنے ساتھ لیا
اور مسکن محوجادو کی طرف چلا دیکھا ناطق بکرانی نے کہ چمن کے چمن جلے ہوئے ہین سوکھے درختون
مین جو ایک آدھ شاخ ہری ہے اور کوئی گل بھی کھلا ہوا ہے تو مانند داغ دل کے ہے اور سنبل کے بالون سے
پریشانی چشم نرگس سے حیرانی ظاہر ہو رہی ہے سوسن کی جلی ہوئی زبان سے یہ صدا آ رہی ہے کہ برباد ہمن
دیکھو تو یہ موا بے ادب چلا آتا ہے اور نہ خداوند کی تعریف کرتا ہے اور نہ اُسے سجدہ کرتا ہے کسی مقام پر
مرغابیان بطین قازین تیترے بھی یہی شور کر رہے ہین کہ دیکھو اس بے ادب کو کہ یہ نہین سمجھتا کہ ہم کہانکے

آئے ہین اور کہان جا رہے ہین یہ مقام قابل ادب ہے کہین کسی غنچہ کے کھلنے مین یہ آواز پیدا ہوتی تھی کہ اے نرگس
چشم نمائی کر اے سوسن منع کر اے سنبل تازیانے سے اسکو دھمکا اے شمشاد اسے دار پر کھینچ جانے کا خوف
دلا یہ سبکی باتین سنتا چلا جاتا تھا جس وقت سامنے محوجادو کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک ساحر مسند پر
بیٹھا ہے اور تمام مکان مین سیکڑون کھڑکیان لگی ہین مگر پٹ سب کے بھڑے ہوے ہین کچھ اسباب
سحر سامنے رکھا ہے منقل آتشین روشن ہے بخور ہو رہا ہے ناطق بکرانی نے محوجادو کو سلام کیا
محوجادو نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس غرض سے اس طرف آنا ہوا ناطق بکرانی نے
بیان کیا کہ خداوند سے مدد طلب کرنے آیا ہون عرضی اپنے شہریار کی لایا ہون چاہیے دیکھ لیجیے محوجادو
نے کہا کہ یہ بات خداوند کے خلاف ہوگی کہ انکی عرضی کو کوئی اور دیکھے علاوہ اسکے مجھ سے تیرا مقصد
حاصل نہین ہو سکتا کہ مین پابند حکم خداوندگار ہون ہان اگر خداوند خود کام تیرا میرے سپرد کرینگے تو کیا مضائقہ
ہے مین تیرے آنے کی اطلاع کرتا ہون یہ کہکر ایک کھڑکی کھولی دیکھا کہ ایک پتلی اس کھڑکی مین کھڑی
ہوئی ہے محوجادو نے کہا کہ اے حور جاکر خداوند سے عرض حال کر بس یہ سنتے ہی پتلی دھوان بنکر اڑی
اور نگاہون سے غائب ہو گئی محوجادو نے اسی طرح پھر دروازہ بند کر دیا وہان پتلی نے جاکر ساریق
بن لقا سے بیان کیا کہ شہر بکر اپنے سے وزیر یوسف بکرانی کا آیا ہے کوئی عریضہ لایا ہے ساریق بن
لقا نے کہا کہ جاکر کہدے کہ پائین باغ کی طرف ہم تخت پر بیٹھے ہین نامہ دار کو تخت پر بٹھا کے روانہ
کر دیا جاے تھوڑی دیر گذری جتنے عرصے مین پتلی واپس آئی یہان ناطق بکرانی نے محوجادو
سے پوچھا کہ اس باغ کی عجیب کچھ حالت ہے نیرنجات یہان کے قابل دید ہین ہر گل و بوٹے
سے آواز ثنا خداوند کی پیدا ہوتی ہے یا مو سے تاثیر ہے محوجادو نے کہا کہ اے ناطق بکرانی پہلے یہ باغ
نہایت آراستہ تھا اس وقت مین جو آیا وہ محو ہو گیا اور تصویر خداوند کو اسنے سجدہ کیا لیکن ایک شخص
ہے کہ نام اسکا سکندر دریدہ نشین ہے ساحر زبردست ہے وہ بھی نامہ دار بنکر آیا تھا اسنے اس
باغ کو برباد کر دیا اس وقت سے ایسی تاثیر مٹی ہے کہ پیدا نہین ہوتی میرے اسکے مقابلہ ہونے والا
ہے مین سحر تیار کر رہا ہون کہ اتنے مین کھڑکی خود بخود کھلی اور پھر وہی پتلی نمودار ہوئی عرض کی کہ خداوند
نے ارشاد فرمایا ہے کہ نامہ دار کو پائین باغ کی جانب سے روانہ کرو تخت برائے نامہ دار آتا ہے یہ کہکر
پتلی نے پٹ بند کر لیے اور پھر وہی پتلہ سامنے سے نمودار ہوا اور محوجادو نے کہا کہ نامہ دار کو
پائین پہونچا کے تخت پر سوار کر دے پتلے نے ناطق بکرانی کو پائین باغ مین پہونچا دیا دیکھا
کہ ایک تخت رکھا ہوا ہے ناطق بکرانی اس تخت پر بیٹھا اور تخت اڑتا ہوا جانب قیطول ساریق
بن لقا روانہ ہو گیا جس وقت تخت بالائے قیطول پہونچا تو دیکھا ناطق بکرانی نے کہ ایک گبر نابکار
طویل القامت قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے تخت الماس نگار ہے چارون گوشون پر تخت کے چار وزیر
بیٹھے ہوے ہین جسمین ایک وزیر کوتاہ گردن تنگ پیشانی ازرق چشم سیاہ فام چیچک رو داغ
بشرہ ہے اسکے آثار فتنہ پردازی نمودار ہین بیٹھا ہے اور تمام دربار ساریق کا پہلوانان نامی و گرامی سے
مملو ہے اور بہت سی حسین و جمیل عورتین جنکو حوران جنان سے تعبیر کیا جاتا ہے عطردان اور چنگیر دان
اور پاندان وغیرہ لیے کھڑی ہین اندر کا اکھاڑا معلوم ہوتا ہے ہر ایک پری جمال حسن و خوبی مین
عدیم المثال ہین بقول شاعر ؎ شکلین ہین رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے ۔ انسان ہین پھول ہین
چمن روزگار کے ۔ ناطق بکرانی دل مین کہتا ہے کہ اس ملعون کے ٹھاٹھ ہین امیر کو میسر نہی

اس ملک کی سیر کرنے مین گذرینگے نہ مجھو ایسا چالاک شخص آتا نہ امیر کو لیجاتا جس وقت ساریق سے
سامنا ہوا تو ناطق بکرائی نے سلام کیا ساریق نے کہا اے بے ادب کیا اسنے خداوند کو تو نے پہچانا
نہین جو سجدہ نہ کیا ناطق بکرائی نے جلدی سے وہ نامہ پیش کیا اور عرض کی کہ یا خداوند جس وقت
آپ اپنی قدرت دکھائینگے تو مجھپر کیا موقوف ہے کئی لاکھ بندے ایمان لائینگے یہ سنکے ساریق نے کہا
کہ اچھا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ جو بندے ہمین مانے دل سے مانے یہ کہکر نامہ کو پڑھا مضمون نامہ وہی تھا
کہ اس شہر سے قریب اک تالاب ہے جسکے یہ اوصاف ہین جو اوپر مرقوم ہو چکے ہین خلاصہ یہ ہے کہ فرزند میرا
اسفندیار بکرائی اس تالاب مین جاکر گم ہوا ہے اگر آپ میرے فرزند کو مجھ سے ملا دینگے تو مین ایمان لاؤنگا
ساریق نے ہنسکے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہے ہمین نے اس تالاب کو خلق کیا ہے تاکہ بندے وہان کے
قدرت اپنے خداوند کی دیکھکر متعجب ہون اور اس سلسلے سے ایمان لائین ناطق بکرائی نے
کہا کہ پھر خداوند آپ تشریف لے چلینگے یا کسیکو بھیجینگے ساریق کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ سخنگان نے کہا
خداوند تو مسند کے گدے ہے مین بیٹھے بیٹھے قدرت کرنا جانتے ہین اور خداوند کی شان کے خلاف
بھی ہے کہ تالاب کے مارے پھرین یہ سنکے ناطق بکرائی نے کہا کہ جبتک خداوند نہ چلینگے اسرار
اس تالاب کے ظاہر ہونا نہایت دشوار ہین ساریق نے کہا مین ضرور چلونگا بلکہ آج کے تیسرے دن
شہر بکرائنیہ مین پہونچ جاؤنگا ناطق بکرائی نے کہا کہ عین بندہ نوازی ہوگی ساریق نے ناطق بکرائی
کو خلعت دیکر رخصت کیا ناطق بکرائی تو وہان سے خدمت مین صاحبقران کے واپس آیا اور
عرض کی کہ خدا چاہے گا تو ساریق اب خود مہلت طلب کرے گا مین نے اس گدھے کو بھی رضامند
کیا ہے بلکہ حضور شکار کھیلتے ہوئے ذرا دیر کرکے پہونچین تاکہ ساریق پہلے پہونچ جائے اور اس
بلا مین پھنس جائے صاحبقران مسکراکے خاموش ہو رہے اتنے مین نامہ دار ساریق کے
آنے کی خبر ہوئی امیر نے بلا لیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا صاحبقران نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ بالفعل
قدرت اک بندے کی مشکل حل کرنے کے واسطے جانے والے ہین لہذا جنگ ملتوی ہونا چاہیے جبتک
خداوند واپس نہ آئین اور خداوند کو واپس آنے مین ایک ماہ سے زیادہ نہ گذرے گا امیر نے
لکھ دیا کہ مین نے اجازت دی اور ناطق بکرائی کی فطرت پر آفرین کی نامہ دار تو اُدھر روانہ ہوا ادھر
ناطق بکرائی نے امیر سے عرض کی کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جاکر پہلے سے حضور کی تشریف آوری
بادشاہ کو مطلع کرے اور دیکھے کہ ساریق وہان پہونچ کے کیا کرتا ہے صاحبقران نے مسکراکے
فرمایا کہ ضرور جاؤ ناطق بکرائی کوچ کرکے جانب شہر بکرائنیہ روانہ ہوا یہان امیر باتوقیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ مجھے اجازت ہو اگرچہ مین جانتا ہون کہ مقام سخت ہے لیکن منہ نہین موڑ سکتا
اسلیے کہ منصب میرا یہی ہے کہ دردمندون کی دوا کرون بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ کسی اور سردار کو
اولاد صاحبقران سے روانہ فرمایئے اسلیے کہ یہ سب طلسم کشا ہین صاحبقران نے فرمایا کہ منجمین
خبر دے چکے ہین کہ فاتح اسکا سوا صاحبقران وقت کے اور کوئی نہین ہے لہذا جو جائے گا
وہ اسیر بلا ہوگا انجام مین پھر مجھی کو سبکی رہائی کے واسطے جانا ہوگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا
کہ خواجہ زادون کو بلوا کر دریافت کیجیے ناطق بکرائی کے قول کو تسلیم نہ کیجیے وہ آدمی نہایت ہوشیار
معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ اسنے آپ کا نام اسلیے بتا دیا ہو کہ آپ خود تشریف لے چلین صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہوا تب مین وعدہ کرچکا ضرور جاؤنگا لیکن معاملہ طلسم کا ہے اگر چالیس روز

گذر جائین تو مجھے فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمایئے گا بادشاہ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ جامع المتفرقین
آپ کو ساتھ صحت و عافیت کے لاکر ہم سب سے ملائے جس خدا نے آپ کو صاحبقران
مقرر فرمایا ہی اُسنے صاحب اقبال بھی بنایا ہی آپ ضرور طلسم فتح کر کے خیر و عافیت کے ساتھ واپس
آئینگے جب وقت امیر نے چلنے کا قصد کیا تو طیفور اور خضران نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلینگے
امیر نے فرمایا کہ تمھاری کیا ضرورت ہی خضران نے تو عرض کی کہ مجھے میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک
اسلیے چھوڑ گئے ہین کہ مین آپ کے ساتھ رہون اگر آپ ساتھ اپنے نہ لے چلینگے تو مین خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
یہان میرا کیا کام ہی امیر خاموش ہو رہے اور طیفور نے عرض کی کہ مین بچپن سے ساتھ ہون اور
کسی وقت آپ سے علیحدہ نہین ہوا طلسم گنبد بلور کے مراحل مین ہمراہ رہا اسم اسرار باطنی مین بھی
ساتھ رہا امیر نے اسے بھی اجازت دی کہ ساتھ رہے لیکن اور سرداروں نے جو ساتھ چلنے کے لیے
درخواست کی تو امیر نے انکار قطعی کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ مقدم حفاظت ظل اللہ کی ہی یہ فرما کر رخصت
ہوے اور جانب شہر نگرانیہ آہستہ آہستہ شکار کھیلتے ہوے روانہ ہوے دور تک سرداران
اسلام پہونچانے کو آئے آخر سب کے سب رخصت ہو کر واپس آئے اب امیر تو صید و شکار کرتے
ہوے چلے جاتے ہین لیکن حال ساریق بن نبقا کا سنیے کہ اسنے سختگان سے کہا کہ خداوند بندگان
کی حاجت روائی کے لیے بسیط جاتے ہین لہذا تو بھی ساتھ چل اسلیے کہ تیرے اعتقاد مین پختگی واقع ہو
سختگان نے کہا کہ میرا اعتقاد بہت درست ہی مجھے معاف کیجیے مین تو جان چکا ہون کہ آپ کی شامت آئی
ہی وہان پہونچکر آپ کیا کر سکتے ہین آپ کی حقیقت سے مین خوب آگاہ ہون میری تو یہ صلاح ہی کہ نہ
آپ جائیے نہ مجھے آفت مین پھنسائیے کسی ساحر کو بھیجیے یہ تالاب طلسمات سحر سے معلوم ہوتا ہی
ساریق نے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہی چل مین تجھے سیر کرا لاؤن کہ مین نے کیسی کیسی چیزین اپنی
قدرت سے بنائی ہین سختگان نے پوچھا کیونکر چلیے گا ساریق نے کہا مین فرشتہ قدرت کو بلاتا ہون
وہ بساط قدرت لیکر آئے گا اور اُسی پر بیٹھکر قدرت جائینگے سختگان نے کہا کہ بلائیے مین بھی تو دیکھون
کہ فرشتہ قدرت کیسا ہی اُس وقت ساریق اپنے مقام سے اُٹھا اور اہل دربار سے کہا کہ
خداوند بندگان تازہ کسی دادرسی کو جاتے ہین ایک ماہ کے بعد واپس آئینگے یہ سُن کے اہل دربار
نے سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند بندگان قدیم کو بھول نہ جائیے گا ساریق مع سختگان اک مقام
تنہا پر آیا اور بازو سے اک تعویذ کھولا اُسمین چند بال اک دیو کے تھے یہ دیو اُسکا تابع ہی
بس ساریق نے بالون کو منہ کی بھاپ دی اُسی وقت ہوا چلی اور دیو حاضر ہوا اسلام کیا
کہا کیا حکم ہوتا ہی سختگان نے دیکھا کہ بہت بڑا دیو ہی اور اک تخت اُٹھائے ہوے آیا ہی ساریق
تخت پر بیٹھا اپنے پیچھے سختگان کو بٹھایا اور دیو جنجال سے کہا کہ مجھے شہر نگرانیہ کی طرف لے چل
دیو جنجال نے اژدہے کی صورت بنکر تخت کو پشت پر لیا اور اُڑتا ہوا جانب شہر نگرانیہ روانہ ہوا
اسے بھی راہ مین چھوڑیے اور اب حال شہر نگرانیہ کا سنیے کہ جس وقت ناطق نگرانی شہر مین پہونچا
تو بادشاہ کو جواب نامہ دے کر عرض کی کہ صاحبقران با اقبال تشریف لائے ہین اور ایک
خداوند بھی برائے مدد آتے ہین لیکن بظاہر تو خداوند کچھ بیوقوف سے معلوم ہوتے ہین دیکھا چاہیے
کہ یہان آکر کیا کرتے ہین یوسف نگرانی نے کہا کہ جس سے ہمارا مطلب حاصل ہوگا ہم اسکی اطاعت
کرینگے اپنا تو یہ مذہب ہی کہ ع اُس سے کیا کام جنت ہو وہ کہ خدا + جو سُنے گا اُسے پکارینگے

ناطق مکرانی نے کہا یہ سچ ہے مگر معلوم ہی ہو جائیگا ابھی ذکر تھا کہ بالا سے آسمان سے صدا سے نقارہ کان مین آئی اور کچھ سیاہی جانب آسمان سے نمودار ہوئی ناطق مکرانی نے کہا کہ دیکھیے خداوند تشریف لاتے ہین یوسف مکرانی برائے استقبال کھڑا ہو گیا اور تمام ارکین دولت نے استقبال کیا دیکھا کہ اژدر سیاہ اُڑتا ہوا چلا آتا ہے گلے مین اژدر کے نقارہ پڑا ہوا ہے آگے پیچھے دو شخص بیٹھے ہوئے نقارہ کو پیٹتے رہتے ہین ساریق نے آواز دی کہ ای بندگان من سجدہ بکنید یوسف مکرانی نے جواب دیا کہ جس وقت خداوند کی قدرت نمائی ہوگی تو سجدہ مین بھی تامل نہوگا ساریق پشت اژدر سے اُترا سخنگان بھی اُترا اژدر تو اُڑ کر چلا گیا یوسف مکرانی نے بڑی دھوم سے ساریق کی دعوت کی جب دعوت ضیافت سے فراغت حاصل ہوئی تو یوسف مکرانی نے سارا حال اپنا بیان کیا ساریق نے کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مطلب تیرا حاصل ہو جائے یوسف مکرانی نے کہا کہ اگر مین نے سجدہ کیا اور مطلب دلی میرا حاصل نہوا تو ساریق نے کہا کہ مجھے قتل کر ڈالنا جب قدرت مین اتنی قدرت نہین کہ کسی بندے کی دادرسی کرسکین تو قتل ہو جانا ہی ممکن ہے یوسف مکرانی نے اس شرط کو قبول کیا لیکن سخنگان نے دل مین کہا کہ اب اسکی شامت آئی یہ مسخرا کیا کرسکتا ہے وہ مقابلہ طلسم کا ہے مگر اب دیکھیے کہ یہ سوچا کیا ہے ساریق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ قدرت ہر وقت بندون کے ساتھ رہنا پسند نہین کرتے ہین لہذا مجکو کوئی علحدہ جگہ قیام کے واسطے دو اور بہت سی دیگین کھانے کی پکوا کر دامنہ کوہ مین رکھوا دو اور چند گلے گوسفندون کے وہان چھوڑوا دو اور کوئی اُس مقام پر قیام نکرے یہ سامان دعوت فرشتگان قدرت کا ہے مین اُنکو حکم کرونگا وہ اس تالاب کو مٹا دینگے اور یہ رخنہ مٹ جائیگا یوسف مکرانی نے اُسی وقت بجنس کا حکم دیا اور ساریق کے قیام کے واسطے اک باغ مین جگہ دی اور ساریق سے مُہر کرالی کہ اگر مین کام تیرا انجام نہ دلیسکون تو مجھے تو قتل کر ڈالنا یہ عہد لیکر اہل مکرانیہ نے ساریق کو سجدہ کیا جس وقت تنہائی ہوئی تو ساریق نے منہ کی بھاپ دی اسی وقت دیو جنجال حاضر ہوا ساریق نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے دامنہ کوہ مین سامان کھانے پینے کا مہیا کرادیا ہے تو جا کر اپنے ساتھ کے دیونکو لا انکو بھی کھانا کھلانا شراب پلانا بعد اسکے جا کر یہ جو تالاب صحرا مین معلوم ہوتا ہے اسے پتھرون سے پاٹ دینا بلکہ اتنے پتھر مارنا کہ اک پہاڑ بن جائے یہ معلوم بھی نہو کہ یہان کبھی تالاب تھا بھی یا نہین یہ سُنکے دیو نے کہا بہت خوب اور رخصت ہو کر جانب قاف روانہ ہوا سخنگان نے کہا کہ ترکیب تو اچھی کی ہے مگر دیکھا چاہیے کہ ہوتا کیا ہے کیونکہ معاملہ طلسم کا ہے اگر دیو پر کوئی پیچ پڑا تو اس مسخرے نے قتل ہونے کا عہد کیا ہے یہان سے بھاگتے بھی بن نہ پڑیگی وہان یوسف مکرانی نے خم شراب کی گلے گوسفندون کے دیگین طعام لذیذ کی پکوا کر دامنہ کوہ مین رکھوا دین لوگ یہ سب سامان وہان رکھکر چلے آئے اتنے مین دیو جنجال بارہ سو دیوون کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے آیا سب سامان دعوت مہیا پایا دیوون نے ایسا طعام لذیذ کبھی کاہے کو کھایا تھا خوب خوش ہوئے شراب پی جب آسودہ ہو لیے تو دیو جنجال نے سب سے کہا کہ یہ دعوت تمھاری اس لیے کی گئی ہے کہ فلانا تالاب جو صحرا مین ہے اسے پتھرون سے پاٹ دو یہ سُنکے سب دیوون نے بڑے بڑے پتھر اکھیڑ لیے اور لیکر بلند ہوئے اور تالاب پر پتھر مارنا شروع کیے مگر خاصیت تو اس تالاب کی یہ ہے کہ جو پتھر پھینکا جاتا ہے وہ پلٹ آتا ہے جس دیو نے پتھر مارا پلٹ کے اُسی کے سر یا سینے پر پڑا دیو دھما دھم کنارہ تالاب کے گرنے لگے یہ دھماکے ایسے ہوے کہ زمین ہل گئی اہل شہر پریشان ہوے پیٹ والیون کے حمل ساقط ہو گئے لوگ کہتے تھے کہ یہ کون سی آفت

اس شہر پر آئی دیر تک یہی قیامت برپا رہی ہرکارے واسطے دریافت کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے
آکر یوسف مکرانی سے عرض کی کہ ہزارہا دیو کنارے تالاب کے زخمی پڑے ہین کسیکی شاخ ٹوٹی ہوئی
ہی کسیکا سر پھٹا ہوا ہی کسیکا سینہ شق ہی کسیکی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہی اس حالات خراب سے سیکڑا دن
دیو پڑے ہوے ہین اور بہت سے پتھر ڈھیر ہین یہ سنکے یوسف مکرانی گھبرایا ہوا اس ساریق بین
لقا کے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا ساریق یہ سنکے گھبرایا سنختگان نے کہا کہ ذرا اپنے دیو کی خبر
لو اگر وہ بھی ان دیوون کے ساتھ مارا گیا تو پھر ہمین پھنسنے نکل نہین سکتے ساریق نے بالون کو منھ کی ہوا
دی کچھ ہوا دیو واپس نہ آیا ساریق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ خداوند نے جن لوگون کو اس
تالاب کی حفاظت پر معین کیا تھا وہ نہایت سخت ہین اب بغیر میرے جائے کام نہ بنیگا جس وقت
وہ اپنے خداوند کو دیکھینگے اور پہچانینگے تو سرکشی کو ترک کرینگے یوسف مکرانی نے کہا مجھے اس سے بحث
نہین ہی چاہے آپ جائین چاہے کسیکو بھیجین ساریق اٹھا اور سنختگان سے کہا کہ چل سنختگان ساتھ
ہوا لیکن راستے مین منع کر دیا کہ خبردار تالاب کی طرف نہ دیکھنا ورنہ تم بھی گرفتار بلا ہو جاؤگے
ساریق کنارے تالاب کے دیکھتا چلا جاتا ہی کہ صدہا دیو چشم حسرت وا کیے دیکھ رہے ہین
کوئی مر چکا ہی کوئی سسک رہا ہی کسیکی شاخ ٹوٹی ہی کسیکا سر پھٹا ہی کسیکا پانون اکھڑا ہوا ہی عجب طرح
کی حسرت چھائی ہوئی ہی انہین دیوون مین ایک طرف دیو خنجال بھی پڑا ہوا سسک رہا ہی دیو خنجال
نے جو ساریق کو دیکھا پکارا کہ یا خداوند میری خبر لیجیے ساریق نے کہا کہ گھبرا نہین مین تیری فکر کرتا ہون
دیو خنجال نے ہزارون گالیان دین کہ تو کیسا خداوند ہی کہ تیرے کیے کچھ نہین ہو سکتا ساریق چپکا
سنتا ہوا چلا گیا کہ اسے اپنی ہی جان کے لالے پڑے تھے جس وقت تالاب کی حد سے نکلا اور
کچھ دور پہونچا تو بھاگا کہ کسی طرح اس ملک کی حد سے نکل جاؤن ایسا نہو کہ یوسف مکرانی معاہدہ کے
موافق مجھے قتل کر ڈالے بھاگتے بھاگتے سامنے سے اک دروازہ باغ کا نمودار ہوا مثل آغوش تمنا
کے وا تھا نہ کوئی حاجب تھا نہ دربان نہ نگہبان بس ساریق نے سنختگان سے کہا کہ دیکھ یہ باغ
قدرت ہی چل اسمین آرام کرین سنختگان اور ساریق دونون داخل باغ ہوے دیکھا کہ میوے
گونا گون لگے ہوے ہین نہرین جاری ہین ایک قصر مرتفع بنا ہوا ہی اسمین سامان آسایش مہیا ہی
مسہری لگی ہوئی ہی کشتیان شراب و کباب کی رکھی ہین ساریق بھوکا بہت تھا اور پیاس بھی لگی تھی کہا
ای شیطان قدرت دیدی قدرت مرا چہ قدرت کر دم سنختگان نے کہا کہ یہ قدرت جوتیان کھلوائیگی
خدا جانے یہ کس بے پرواہ کا باغ ہی جس وقت اسے معلوم ہوگا تو خدا جانے کس طرح پیش آئیگا
ساریق نے کہا کہ یہ باغ قدرت ہی تو ساقی گری کر اور قدرت کو شراب پلا سنختگان نے شراب
انڈیل کر ساریق کو دی ساریق نے جام ہونٹون سے لگایا شراب منجمد ہو کر اک ڈھیلا عقیق
سرخ کا بن گئی اور جام ہونٹون سے لپٹ گیا ساریق نے زبان پھیری کہ کچھ تری محسوس ہو لیکن
احساس نہوا جام کو کھینچا تو ہونٹ جام کے ہمراہ کھنچنے لگا ہر چند پکارتا ہی کہ ای جام قدرت چھوڑ
مگر جام ہونٹون سے جدا نہین ہوتا سنختگان سے کہا تو بھی پی اس شامت زدہ نے بھی اپنی جام ہونٹون
سے نہ لگایا اور چاہا کہ دور سے شراب حلق مین انڈیل لون لیکن جام نے مقناطیسی خاصیت
پیدا کی اور دوڑ کر ہونٹون سے چپک گیا اب تو سنختگان بھی گھبرایا ساریق سے کہا کہ اچھی لے ڈوبی
تیری طرح میرے بھی کس نکل آیا تیری وجہ سے میری بھی یہی حالت ہوئی ساریق ۸

نے کہا مرغی کے انڈون کی طرح لڑ یہ جام ٹوٹ ٹوٹ کے گر جائینگے سختگان اور ساریق نے جام
لڑانا شروع کیے کھنا کھن کی آوازین پیدا ہوئین مگر جام نہ ٹوٹے سختگان چلا رہا تھا کہ انکے دیکھیو میرے
چوٹ آئی ہی یہ شور وغل سنکر ایک دروازہ کھلا اور ایک عورت سر مین صندل لگائے ہوئے
نمودار ہوئی پکاری حرامزادو کیا شور وغل کر رکھا ہی کہ میرا سونا دشوار کر دیا ہی ارے مونڈی کاٹو
یہ شاہزادیون کے پینے کی شراب تم پی رہے ہو بھلا یہ تمھاری حلق سے کس طرح اتر سکتی
تھی یہ کہکر دونون کے ہونٹون سے جام چھڑا دیے اور کہا جاؤ اس باغ سے نکل جاؤ اب کبھی
ایسی حرکت نکرنا ساریق نے کہا ہم خداوند ساریق ہی عورت خداوند سے گستاخی کرتی ہی لیا
نہو قدرت کو غصہ آ نے تو سارا باغ تیرا تجھ سمیت خاک مین ملجائے یہ سنکے وہ عورت مسکرائی
اور ایک چپت لگائی اور ہنستی ہوئی چلی گئی ان دونون نے دروازہ باغ کا تلاش کرنا شروع
کیا سختگان نے کہا کہ اپنی حماقت کا نتیجہ دیکھا ساریق نے کہا کہ خداوند اپنے بندون کے
ناز اٹھاتے ہین اگر خداوند مثل بندون کے غصہ کرین تو دنیا کاہے کو باقی رہے منٹ ہی بجاسے
غرضکہ سختگان اسکو برا بھلا کہتا جاتا ہی مگر دروازہ باغ کا نہین ملتا اک مقام پر دیکھا کہ درخت
امرود کا لگا ہوا ہی کیسے زرد زرد امرود لگے ہوئے تھے سرخ سرخ چتیان ساریق کے دیکھکر
منہ مین پانی بھر آیا سختگان سے کہا کہ اس درخت قدرت سے امرود توڑکے تو بھی کھا اور مجھے بھی
کھلا سختگان نے کہا کہ ڈالیان درخت کی اونچی ہین ساریق نے کہا کہ مین تیرے کاندھے پر چڑھ
کے توڑونگا سختگان نے کہا کہ مین تو آپ کے بوجھ سے کچل جاؤنگا آپ بیٹھیے مین آپ کے کاندھے
پر چڑھون ساریق بیٹھ گیا سختگان اسکے کاندھے پر چڑھا جیسے ہی امرود پر ہاتھ ڈالا ہاتھ امرود
مین لپٹ گیا سختگان نے دوسرا ہاتھ بھی شریک کرکے چاہا کہ امرود توڑون دونون ہاتھ پھنس
گئے اور شاخ اونچی ہو گئی سختگان لٹک گیا ساریق کو پکارا کہ مجھے بچا ساریق نے کہا کہ یہ
سزا اے بے ادبی ہی کہ تو نے قدرت پر چڑھ کے امرود توڑنے کا قصد کیا تھا ای سنجر قدرت
اسکی یہی سزا تھی سختگان لٹک رہا ہی اور ساریق کہہ رہا ہی کہ پھر قدرت کے اوپر چڑھنے کا توبہ کرا تنے مین
نظر ساریق کی اک درخت پر جا پڑی دیکھا کہ اک کولے کا درخت ہی کہ کولے زمین سے بوسے لے
رہے ہین ساریق خوش ہوا کہ یہ تو ایسی چیز ہی کہ بھوک بھی جاتی رہیگی اور پیاس بھی یہ سوچکر دبے
پاؤن درخت کی طرف بڑھا کہ ان دونون کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ کوئی میری تاک مین آتا ہی جیسے ہی
قریب پہونچا دونون ہاتھون سے دونون کولے پکڑ لیے اور چاہا کہ کھینچ لون فوراً شاخین بلند ہوئین
اور ساریق بھی لٹک گیا اب چاہا کہ کولون کو چھوڑ دون تو ہاتھ پھنسے ہوئے ہین چلایا کہ ای سنجر قدرت
چھوڑ دے مگر ہاتھ کب چھوٹتے ہین سختگان نے کہا کہ اس وقت تو اسطرح آپنے دوڑ کر دونون
ہاتھون سے دونون کولے پکڑے ہین جس طرح بچہ پستان مادر پر گرتا ہی ساریق نے کہا کہ او
شیطان دیکھ تو تجھے کیسی سزا ملتی ہی گستاخیان خداوند کی حضرت مین سختگان نے کہا ذرا توند
کو پھلائے رہیے ورنہ ازار اتر پڑیگی ساریق نے توند کو پھلا لیا مگر کبتک جیسے ہی سانس
لیتا ہی ازار اتر پڑی ساریق برہنہ ہو گیا سختگان نے قہقہہ مارا پھر ان دونون مین اس طرح باتین
ہوتین کہ وہی عورت دروازہ کھولکر پھر نکلی اور آ کر پکاری کہ حرامزادو تم کہان سے باغ مین
گھس آئے ہو اور شور کر رہے ہو ساریق کو برہنہ دیکھکر اسے بہت غصہ آیا دستک دی

فوراً اک زنگی پیدا ہوا اب اس عورت نے درخت کی طرف اشارہ کیا درخت نے چھوڑ دیا سارایق بھڑ سے گرا جو بٹر دن میں کانٹے گھس گئے چلانے لگا کہ او بیسوا قدرت کے ساتھ بے ادبی ابھی مٹا دونگا تیرے باغ کو سنگدلان نے دھول ماری اور کہا کہ اپنی زبان بند کر ورنہ جوتیاں کھاوےگا اس عورت نے کہا کہ ای زنگی ان دونوں کو زندان خانے لیجا یہ حرامزادے بدزبان ہیں غرض زنگی نے اسی وقت ان دونوں کو گرفتار کیا اور لیکر جانب زندان روانہ ہوگیا وہ عورت جس طرف سے آئی تھی پھر اسی طرف چلی گئی یہاں یوسف مکرانی نے سارایق کا بہت انتظار کیا جب یہ کسی طرح واپس نہ آیا تو ہرکاروں سے دریافت کیا انھوں نے عرض کی کہ اس تالاب سے کچھ فاصلے پر اک باغ ہے اسی باغ میں دونوں جا غائب ہوگئے اور وہ باغ بھی ایسا ہے کہ جو جاتا ہے وہاں سے زندہ پلٹ کے نہیں آتا ہے ناطق مکرانی نے کہا کہ ای بادشاہ بغیر صاحبقران کے آئے ہوئے یہ مرحلہ سر نہوگا یہ کہکر خاموش ہو رہا دوسرے روز ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ صاحبقران حق شدہ یعنے عادل کیوان شکوہ تشریف لاتے ہیں بس یہ سنتے ہی ناطق مکرانی نے یوسف مکرانی سے کہا کہ ای بادشاہ استقبال صاحبقران عالی شان کا ضرور کرنا چاہیے یوسف مکرانی اسی وقت تیاری کرکے مع جملہ اراکین دولت برائے استقبال صاحبقران روانہ ہوا جس وقت خدمت میں صاحبقران عالی شان کے پہونچا تو اسنے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا یوسف مکرانی صاحبقران کو بڑے جاہ و احتشام سے اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ میں آیا صدر میں بٹھایا سامان ضیافت مہیا کیا امیر نے ناطق مکرانی سے پوچھا کہ سارایق ابھی نہیں آیا ناطق مکرانی نے عرض کی کہ وہ آپ سے کئی روز پیشتر آگیا تھا شاید اسکے ساتھ کچھ دیو بھی تھے انھیں اس تالاب کی بربادی پر تعین کیا دیوون نے تالاب پر پتھر مارے وہ پتھر پلٹ پلٹ کے انھیں دیوون پر پڑے جسکا انجام یہ ہوا کہ سب دیو مارے گئے کنارے تالاب کے سیکڑوں لاشیں دیوون کی پڑی ہوئی ہیں اسکے بعد سارایق نے کہا میں خود جاؤنگا یہانتک کہ اک مسخرا اسکے ساتھ تھا دونوں صحرا کی طرف نکل گئے اور اک باغ میں پہونچکے غائب ہوگئے یہ سنکے امیر ہنسے اور حضرات کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کیا کرنا چاہیے حضرات نے عرض کی کہ جو طریقہ آپکے بزرگوں کا ہے اسی آئین کے موافق آپ بھی خالق عالم سے رجوع کیجے اور مصروف دعا ہوجیے پروردگار عالم کوئی سبیل نکالدیگا امیر با توقیر نے اسکی پسند کی اور صحرا میں بارگین برپا کرا کے مصروف عبادت رب پاک ذات ہوے اب امیر کو تو مصروف عبادت چھوڑا جاتا ہے اور

یہاں سے چند کلمے داستان اُن ناموں کے بیان کیے جاتے ہیں جو سارایق نے اپنی طلب مدد میں روانہ کیے تھے غزل برآغاز داستان ۔

تجھکو چاہے تو کوئی موت کا خواہاں کیوں ہو	تیرے ارمان کے سوا اور کا ارمان کیوں ہو
غیر کے ساتھ مرے گھر میں وہ مہمان کیوں ہو	اور ویران مرا خانۂ ویران کیوں ہو
میرے دل میں نظر آئے تو پریشان کیوں ہو	دیکھو تو کون ہے آئینہ میں حیران کیوں ہو
ایسی آباد جگہ تھر ہے ویران کیوں ہو	حشر میں کوئی مرے حال کا پرسان کیوں ہو
ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے	غیر کے زیر قدم کوچۂ جانان کیوں ہو
فرط گریہ جو نہو باعث شوق دیدار	قطرۂ اشک صفت دیدۂ گریان کیوں ہو

کہین ایسا نہو اے چرخ وہ ظالم سن لے
وصل مین اور بھی شرمانے لگے تم مجھسے
لاکھ دیوانہ ہون لیکن ہے ضرور اتنی سمجھ
اے صبا میری تباہی ہے اُسے مدنظر
اب نہین کبھی مجھے مرنا ہے تو مر جاؤنگا
مجھکو خاک قدم غیر نہ اے چرخ بنا
آنکھ مین دل مین نظر مین مجھے ظالم رکھ تو
سر پٹکتا نہین اسواسطے مین وحشت مین
جوشش گریہ مین ہے جوشش جنون کا کیا کام
جو تری یاد مین سو جائے وہ کیون جاگ پڑے
مختصر یہ ہے کہ مجھ ایسا جوان پیر ہوا
کہتے ہین وہ مجھے دیکھے نہ کبھی میرا اسیر
ہو فزون برہمی دست دم فصل جنون
مین نہین ہون جو دبستان جنون سے غافل
چارہ گر کاش وہ سینے سے مجھے لپٹا لے
کہین ہوجائے نہ دشوار اسیری میری
کسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہے
کہین سرسبز ہو کشت تمنائے عدو
مجمع حشر مین بھی داد نہ پائی ہمنے
جو نہین غیر نے بوسے لیے عارض کے ترے
پائمالی دل وحشی کی ہے انسب ظالم
بیقراری نہ کہین اسکو ٹھہرنے دیگی
موت آجائے تو راحت ہو ہمیشہ کے لیے
غش مین آتے ہو تو دیدار پہ کیون غش ہو کلیم

مجھ پہ مشکل جو پڑی ہے تو پھر آسان کیون ہو
شب وعدہ جو نہ آئے تو پشیمان کیون ہو
خاک اڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو
مین تو برباد ہون پھر خاک بیابان کیون ہو
دل مین وہ آئے ستمگر کے پشیمان کیون ہو
میری مرقد کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو
مجھ سے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیون ہو
بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیون ہو
چادر آب صفت ریگ بیابان کیون ہو
جو تجھے خواب مین دیکھے وہ پریشان کیون ہو
وصل مین پرسش طول شب ہجران کیون ہو
عکس آئینہ صفت قیدی زندان کیون ہو
دست وحشت سبب چاک گریبان کیون ہو
حرف زن پھر الف چاک گریبان کیون ہو
درد دل درد جگر کا مرے درمان کیون ہو
اس قدر تنگ ترا خانۂ زندان کیون ہو
بیگنہ ہے تو سیہ روز شب ہجران کیون ہو
صفت ابر کرم دیدۂ گریان کیون ہو
یہ کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو
آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیون ہو
اسکے باعث سے تری زلف پریشان کیون ہو
تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیون ہو
آرزو خواب کی ہمکو شب ہجران کیون ہو
جو نہین تاب تو نظارۂ جانان کیون ہو

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ سارلق نے سات نامے براے مدد مختلف مقامات پر روانہ کیے تھے جنمین ایک نامہ ملکہ خلخال جادو کے نام روانہ کیا تھا اور دوسرا برہوت رعد آواز نقیب قدرت کے نام یہ دونون نامے پہونچے خلخال جادو تو اُسی وقت روانہ ہوئی لیکن برہوت رعد آواز نے نامہ دیکھکر جواب تحریر کیا کہ یا خداوند بالفعل مین قلعہ سرمستان کی طرف جاتا ہون سرمست آدم خوار نے بہت سر اُٹھایا ہے بعد اس معاملے کے طے کرنے کے واپس آؤنگا تو خدمت مین حضور کے حاضر ہونگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ دار کو تو واپس کیا اور آپ کوچ کرکے جانب قلعہ سرمستان روانہ ہوا جسوقت قریب قلعہ پہونچا تو خبر سرمست آدمخوار کو ہوئی کہ برہوت رعد آواز چالیس ہزار آدمیون سے آیا ہے سرمست آدم خوار نے کہا کچھ پرواہ نہین اور فوج اپنے قلعہ سے باہر نکالی اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہ خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی

اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ رہی دونون جانب نقارے بجتے رہے
ہر پہلوان اسلحہ کی درستی مین سرگرم رہا جب خورشید خاور نے افق مشرق سے منھ نکالا صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف
مین پہونچ کر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو
برہوت رعد آواز میدان مین آیا اور پکارا کہ او سرمست کیا تو نہین واقف تھا کہ مالک شہر برہوتیہ
کا کون شخص ہی جو تو نے مردمان شہر برہوتیہ کو آزار پہونچایا اور رعایت انکی تنگ کی ہزارون کو بھون
بھون کے کھا گیا سرمست نے یہ سنکر کہا کہ آج تیرے بھی کباب لگاؤنگا اسلیے کہ تو فربہ ہی گوشت
بھی تیرا لذیذ اور چکنا ہوگا یہ کہکر چوبدست پکڑکر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا برہوت رعد آواز
نے کہا کہ تیری شامتین آئی ہین خیر لا حربہ اپنا سرمست آدمخوار نے چوبدست ماری برہوت رعد آواز
نے چوبدست کو سپر پر روکا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا برہوت ایسا ہی پہلوان زبردست تھا کہ ضرب
کے لنگر سے بچ گیا ورنہ بچنا غیر ممکن تھا سرمست نے نعرہ کیا کہ زدم و لپست کردم برہوت نے تیغ گرد
سے نکال کر آواز دی کہ کر آزدی و کرالپست کردی حریف تیرا مین موجود ہون ؎ تو ضرب زدی
ضرب ما نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر گرز مارا سرمست نے بھی چوبدست کو اٹھاکر
چہرے کی پناہ کیا ساتھ ہی بجلی کڑکی اور نیچہ گر کر سرمست کو تو اٹھالے گیا لیکن ضرب برہوت کی زمین
پڑی کہ طبقہ مل گیا کہ گرز زمین دھنس گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا لوگ سمجھے کہ سرمست مارا گیا جسوقت گرد
ہوا سے منتشر ہوئی اور برہوت نے دیکھا کہ لاش کا کہین پتہ نہین اسنے گرز کو دیکھا کہ اسمین خون بھرا
ہی گرز بھی صاف تھا برہوت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اہل لشکر سے سرمست کے کہا کہ ای برہوت
رعد آواز اصل یہ ہی کہ ہم سب قسم دیوزاد سے ہین ہمنے یہان آکر اس قلعہ کو آباد کیا تھا اور صورت
آدمزادون کی بنائی تھی چونکہ خوراک ہماری یہی ہی اسی وجہ سے تمھارا ملک قریب بھی تھا لوگون کو
پکڑ پکڑ کے لاتے تھے اور کھاتے تھے چونکہ افسر ہمارا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لہذا ہم مقابلہ مین تم سے
عاجز ہین اب تلاش معاش اور طرف کرینگے جانورون کو کھائینگے آدمزادون سے نہ بولینگے
برہوت رعد آواز نے کہا کہ افسر تمھارا میری ضرب کے خوف سے کہین بھاگ گیا ہی جاکر اسے تلاش کرو
مین تمھین آٹھ روز کی مہلت دیتا ہون اگر وہ سرمست مل گیا تو اس سے معاہدہ ہونے کے بعد
مین یہان سے جاؤنگا ورنہ تم قلعہ کو خالی کردو اور کسی اور مقام کو آباد کرو مجھے اتنی فرصت نہین کہ مین
شہر برہوتیہ مین قیام کرون مجھے نامہ خداوند ساریق بن لقا کا آگیا ہی خداوند کے ملک پر خدا پرستون نے
یورش کیا ہی مین اس طرف جانے والا ہون یہ سنکر ان دیوون نے راہ تلاش اختیار کی اور
سرمست آدمخوار کو ڈھونڈھتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن اول حال سرمست آدمخوار کا
بیان کیا جاتا ہی کہ جس وقت آنکھ اسکی کھلی تو اپنے کو باغ مین دیکھا اور اک ساحرہ سیہ فام کو کھڑے
دیکھا ساحرہ لگاوٹ کی باتین کرنے لگی سرمست بھی راغب ہوا دونون مین ہمبستری ہوئی چونکہ وہ
فی الحقیقت دیو تھا ساحرہ تاب نہ لاسکی تڑپ کے مرگئی مرتے ہی اسکے تمام باغ مین دھوان ہوکر نظرون
سے غائب ہوگیا آندھی چلی خاک اڑی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من غضنفر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیو سرمست
وہان سے بھاگا ادھر سے تو یہ بھاگا چلا آتا تھا اور اس طرف سے دیو اسکی تلاش مین چلے جاتے
تھے راستے مین ملاقات ہوئی سرمست نے حال قلعہ کا پوچھا دیوون نے بیان کیا کہ برہوت رعد آواز

نے آٹھ روز کی مہلت دی ہو آپ چل کر اُس سے فیصلہ کر لیجیے سرمست نے کہا چلو اور دیو دن کے ساتھ بجانب قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہان تیسرے روز کہا برہوت رعد آواز نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم اسی جگہ قیام کرو مین پانچ روز شکار پر گذار دونگا یہ کہکر تین آدمی اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان تیسرے روز سرمست آدم خوار پہونچا تین روز سے ان دیوون کو کچھ میسر نہ آیا تھا کہ کھاتے پیتے سرمست بھی بھوکا تھا اسے جو معلوم ہوا کہ برہوت رعد آواز شکار پر گیا ہوا ہی بس یہ آتے ہی قزاقون کی طرح لشکر پر گرا اور لوگون کو پکڑ پکڑ کے کھانا شروع کیا چونکہ لشکر برہوت کے لوگ بھی زبردست تھے اُنھون نے بھی بہت دیوون کو مارا لیکن دیوون نے دو ہزار آدمیون کو نوچ نوچ کے کھالیا آخران لوگون کے قدم اُٹھ گئے اور کچھ لوگ بھاگتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جہان برہوت رعد آواز مصروف صید و شکار تھا ان لوگون نے جاکر برہوت رعد آواز سے سارا ماجرا بیان کیا برہوت رعد آواز نے اُسیوقت عنان مرکب کو پھیرا اور طرف قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہان یہ دیو کھا پی کر لیٹے ہوئے تھے کہ برہوت رعد آواز پہونچا آواز دی کہ او سرمست آدم خوار ملعون تیری یہ کیا حرکت تھی ہمنے تو تیرے لشکر کو آٹھ روز کی مہلت دی اور تو نے ہماری فوج کو دم لینے کی مہلت نہ دی سرمست آدم خوار پھر چوبدست پکڑ کے سامنے آیا اور پکارا کہ مجھے نیچہ اُٹھانے گیا اس وجہ سے تو بچ گیا ورنہ اُسی وقت تیرا خاتمہ کر دیا ہوتا آج تیرا زندہ بچ کے جانا غیر ممکن ہی یہ کہکر برہوت رعد آواز پر چوبدست ماری برہوت رعد آواز نے پیترا بدل کر وار خالی دیا چوبدست زمین پر پڑی خاک اُڑی سرمست نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کر دم برہوت نے گردن سے نکلکر گلے پر ہاتھ ڈال دیا اور آواز دی کہ او غافل ہوشیار ہو جا کہ حریف تیرا زندہ و سالم موجود ہی سرمست نے دستہ چوبدست ہاتھ سے چھوڑ دیا اور برہوت رعد آواز سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو سرمست نے کہا کہ اب رات ہوئی صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہوگا یہ سنکر برہوت رعد آواز نے کہا کہ مین بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے نہین ہٹتا ہون سرمست نے کہا کہ کیا تو مجھے موم کا بنا ہوا سمجھا ہی جو ایسی باتین کرتا ہی اگر تو یون نہین میدان سے پلٹتا ہی تو مین بھی نہین پھرتا ہون پھر یہ دونون مصروف تلاش ہوئے کشتی ہونے لگی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علحدہ نہوئے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی تیسرے روز برہوت نے لنگر سرمست کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ کلیجے دیوون کے دہل گئے سرمست کے کان بہرے ہو گئے بس برہوت رعد آواز نے ایک ہاتھ اُسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھا دوسرے ہاتھ سے لڑی مین سہارا دیکر ایک پیچ دیکر جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش سرمست کی پھڑکنے لگی دیوون نے یورش کیا کہ مار لو اسکو غضب کیا اسنے کہ افسر کو ہمارے مارا ہر طرف سے دیو آ پڑے اور برہوت رعد آواز نے بھی وار کرنا شروع کیے یہ خبر سنکر جو اہل لشکر بھاگ گئے تھے وہ بھی آ پڑے تلوار چلنے لگی پہر بھر کی تیغ زنی مین برہوت نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے آخر دیو بھاگ نکلے برہوت نے قلعہ پر قبضہ کیا اور اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے سر دیو سرمست کا اپنے ساتھ لیا اور جانب ملک سار نقیہ روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی لیکن یہان سے پھر

چندے کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ

سے گئے بیان کیے جاتے ہیں

سنو بیا لبشنو ای ہمدم راستان + کہ باز آدم بر سر داستان + راوی ناقل ہے کہ صاحبقران حق پژوہ نے عبادت خانہ میں تمام رات گزاری قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران رنج تمہارے رہائی میں بہت سختیاں ہیں کہ کفار کا دور دورا ہے اور اسلام زوال کی حالت میں ہے لیکن تم نہایت مستقل مزاج ہو انشاء اللہ سب کاموں کو آسانی سے انجام دو گے تمکو چاہیے کہ یہ رقعہ اپنے پاس رکھو اور فلان اسم جو سر نامہ پر تحریر ہے کنارے تالاب کے جاکر پڑھو ایک کشتی نمودار ہوگی اور ایک شخص اسی کشتی پر سوار ہوگا تم یہ رقعہ اسکو دیدینا وہ تمکو ایک باغ میں لیجائیگا وہان سہیل لشکتی پوش سے ملاقات ہوگی ساریق اسی مقام پر قید ہے چونکہ رہائی اسکی تمہارے ہاتھ سے ہے لہذا تمکو چاہیے کہ پہلے اسے رہا کرو تاکہ خلق و مروت تمہاری تمام عالم میں مشہور ہو کہ دشمن کو دوست سے بھلے رہا کیا یہ فرماکر نظرون سے غائب ہوگئے جسوقت امیر باتوقیر خواب سے بیدار ہوئے تو خیمہ کو معطر پایا اور ایک پرچہ کاغذ رکھے دیکھا امیر نے اس پرچہ کو اٹھالیا وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھی سجدہ شکر ادا کیا لیکن پریشان تھے کہ دعا میں نے کچھ کی تھی جواب کچھ ملا خضر ان سے سارا ماجرا بیان کیا خضر ان نے کہا کہ جسقدر حکم ہے اسکی متابعت کیجیے اسکے بعد پھر رجوع کیجیے گا پروردگار کی جانب اتنے میں یوسف مکرانی آیا صاحبقران نے فرمایا کہ میں تالاب کی طرف جاتا ہون یوسف مکرانی نے عرض کی کہ میں تالاب تک نہ جاؤنگا لیکن صحرا تک تو ضرور ہی ساتھ چلونگا یہ سنکے امیر خاموش ہو رہے یوسف مکرانی نے تیاری کی اور امیر کے ہمراہ ہوا صاحبقران عالی شان شہر سے نکلکر اسی صحرا میں پہونچے جہان وہ تالاب تھا یوسف مکرانی کو ایک مقام پر ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا بانفس نفیس وہ رقعہ لیے ہوئے قریب تالاب کے تشریف لائے اور اسم خوانی میں مصروف ہوئے جب تعداد خواندگی تمام ہوئی تو دیکھا کہ ایک کشتی نمودار ہوئی اور کنارے تالاب کے پہونچے ایک شخص اس کشتی پر سوار تھا امیر نے رقعہ اسکے ہاتھ میں دیا اس شخص نے رقعہ پڑھا اور عرض کی کہ آپ اس کشتی پر بیٹھ لیں میں ابھی آپ کو باغ قریب میں پہونچائے دیتا ہون امیر باتوقیر کشتی پر بیٹھ گئے کچھ دور تو کشتی جاتے ہوئے معلوم ہوئی آخر نظرون سے غائب ہوگئی یوسف مکرانی دور سے دیکھ رہا تھا ناطق مکرانی سے کہا کہ اتنی بات تو ظاہر ہوئی کہ امیر کو لیکے کشتی آئی ناطق مکرانی نے کہا کہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور فتاحی طلسم سوا خاندان صاحبقران کے دوسرے کا حصہ نہین ہے ضرور مطلب آپکا حاصل ہوگا یوسف مکرانی نے کہا کہ خیمہ ہمارا برپا رہے جسوقت تک صاحبقران واپس نہ آئینگے اس وقت تک ہم یہان سے نہ جائینگے یہ تو اسی مقام پر بانتظار صاحبقران مقیم ہوتا ہے لیکن حال امیر کشور گیر کا سنیے کہ یہ اسی باغ میں پہونچے جہان جاکر ساریق بن لیقا قید ہوا تھا دیکھا امیر نے کہ سبزہ زمردی رنگ کا ہے جسقدر درخت ہین سب میں بہشتی گل کھلے ہیں جسطرف نظر کی یہ معلوم ہوا کہ سرسون پھولی ہوئی ہے امیر نے اس شخص سے نام پوچھا جو امیر کو ساتھ لے گیا تھا اسنے عرض کی کہ مجھکو قطب جنی کہتے ہیں فرمایا یہ باغ کسکا ہے اور یہ تالاب کسکا تھا اسنے کہا یا صاحبقران مختصر یہ ہے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہے اور میں رازداران طلسم سے ہون ان حالات کا بیان کرنا رازداری کے خلاف ہے اگرچہ میں مرد مسلم ہوان لیکن بادشاہ دربند کا نمکخوار ہون مجھ سے نمک حرامی نہوگی اسیکو غنیمت جانیے کہ میں آپ کو اس مقام تک لے آیا اور

پھر بخیر و عافیت تمام ہو نجاد و نگا امیر نے فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ یہ باغ کسکا ہے اور اب مجھے کہان لیے جاتے ہو قطب جنی نے عرض کی کہ نام اس باغ کا باغ فریب ہے ناظم یہان کی ملکہ فریب جادو ہے حاکم دربند خورشید بسنتی پوش ہے ایک دختر ماہ جبین اسکی باغ مین رہتی ہے کہ نام اسکا سہیل بسنتی پوش ہے اور سارلق اسی مقام پر قید ہے فرمایا اسفندیار بکلرانی کا کچھ حال کہو عرض کی کہ چونکہ اسکی قید کو زمانہ ہوا اس سبب سے اس قیدی کو آپکے سپرد نہین کرسکتا ہون قاعدہ یہان کا یہ ہے کہ جو آکر اسیر طلسم ہوتا ہے وہ کچھ دنون پہلے دربند مین قید رہتا ہے پھر دوسرے دربند مین بھیج دیا جاتا ہے پھر تیسرے دربند مین پھر چوتھے دربند مین چوتھے دربند کی قید دوامی ہے کہ وہان سے نکلنا غیر ممکن ہے جبتک طلسم سر ہو جائے چونکہ یہ قیدی یعنے سارلق ابھی میرے اختیار مین ہے اسوجہ سے اسکو مین آپکے حوالے کرسکتا ہون اور اسفندیار میرے اختیار سے باہر ہو چکا ہے فرمایا تم کچھ حال لوح کا جانتے ہو اسنے عرض کی کہ مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ لوح کا حال خود شاہان طلسم بھی نہین جانتے مین کس شمار مین ہون بس زیادہ مجھ سے نہ پوچھیے کہ اسمین میرے واسطے قباحت ہے مجھے جتنا حکم ہوا ہے اُسے مین بجالاتا ہون یہ کہکر صاحبقران کو لیے ہوے اک قصر مین آیا دیکھا صاحبقران نے قصر نہایت آراستہ ہے قصر کا رنگ بھی بسنتی ہے اور اک نازنین ماہ جبین دُر درگوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے جوڑا بسنتی پہنے مسند پر جلوہ افروز ہے جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین ہین وہ بھی اسی رنگ کے لباس مین جسم نازنین کو چھپاے ہوے ہین اور ایک ادھیڑ عورت مگر وہ بھی زرد لباس پہنے ہوے قریب ملکہ کے بیٹھی ہے یہ دائی ملکہ کی ہے نام اسکا فریب جادو ہے قطب جنی وزیر ہے اور اسی مودبانہ رفتار سے امیر کو لیے ہوے آیا کہ سب براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ نے کنکھیون سے صاحبقران کی طرف دیکھا مگر عجیب محبت آمیز نظر دزدانہ سے کہ نگاہین اسکی دل صاحبقران سے پار ہو گئین امیر بھی سہیل بسنتی پوش کی طرف مائل ہوے لیکن ضبط سے کام لیا قطب جنی نے امیر کو صدر مین بٹھایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا جس وقت خاصہ سے فراغت حاصل ہوئی تو گائین حاضر ہوئین یہ سب بھی بسنتی پوش تھین پندرہ پندرہ برس کے سن قیامت کے شوخ و شنگ ساز ملا کر گانے لگین غزل حسب موقع

جسکا کہ مدعی تھا اسیکا گواہ تھا
بیجان شب فراق مین ای رشک ماہ تھا
کچھ شک انھین بھی تھا جو مجھے اشتباہ تھا
ناصح مجھے ایکدم بھی نصیحت نہ اسکو کی
تنہا بھی سوتا چین سے کوئی گناہ تھا
جو عفو ہو گئین وہ خطائین تھین عمر کی
جبتک کہ تھی نگاہ وہ پیش نگاہ تھا

اُسکو مری نگاہ سے یہ اشتباہ تھا
ماتم مین میری سارا زمانہ سیاہ تھا
ہم جا سکے وہان نہ وہی آسکا یہان
میر ابھی خیر سے یہ بڑا خیر خواہ تھا
پی تھی شراب ہمنے بھی فصل شباب مین
بخشا گیا نہ جو وہ ہمارا گناہ تھا
مین تیرہ بخت صورت سرمہ تھا اے کلیم

مجنون عشق حشر مین یون دادخواہ تھا
آنکھون مین میری سارا زمانہ سیاہ تھا
الفت مین دونون سمت بڑھین بدگمانیان
ضعف اسطرف حجاب ادھر سد راہ تھا
غیرون کے ساتھ آئے مری قبر پر حضور
جس عہد مین گناہ نہ کرنا گناہ تھا
تا مرگ مین فراق کا شکوہ نہ کرسکا
اور دن کو نور بخش دیا خود سیاہ تھا

اسی طرح چند غزلین وہ نازنین گا کے رخصت ہوئی اب وہ وقت آیا کہ صحبت برخاست ہوئی ملکہ سیر باغ کے لیے اٹھی قطب جنی سے کہا کہ مہمان کو بھی سیر کراؤ قطب جنی نے دیکھا کہ تنوز دختر بادشاہ کی بطور مین صاحبقران سے عرض کی کہ حضور دو گھڑی سیر و تفریح مین گذارین

اسکے بعد مین قیدیون کو حضور کے سپرد کر دونگا کہ یہان زیادہ قیام کا موقع نہین ہی فرمایا مین سیر باغ کے
لیے نہین آیا ہون نہ اتنی فرصت ہی کہ فضول وقت ضایع کرون قطب جنی نے ہاتھ جوڑ کے عرض
کی کہ شاید حضور کے ناگوار خاطر ہوا مجھے معاف فرمایئے اے شہریار جو کچھ عرض کیا ہی اسمین سہو فرق
نہین ہی یہ کہکر امیر کو ہمراہ لیکر چلا اب ملکہ اور صاحبقران سیر باغ کرتے ہوے چلے آتے ہین اُس
درخت امرود کے قریب پہونچے جہان سختگان لٹک گیا تھا فریب جادو نے سختگان کا واقعہ بیان کر
درخت کو دکھایا اور شریفے کا درخت دکھاکر ساریق کی حالت بیان کی امیر مسکرانے لگے غرضکہ
اب نرگستان اور سنبلستان ہر چمنستان کی سیر کرتے ہوے چلے جتنے درخت دیکھے سب مین پھول
بسنتی پاے نرگس کی آنکھین دید باغ سے زرد ہو رہی تھین لالہ بھی صدمے سے بسنتی پوشون سے
ایسا خشک ہوا تھا کہ اسکے چہرہ پر بھی زردی آگئی تھی اسیطرح سارے چمن کی سیر کرتے ہوے
اک دروازہ تک پہونچے فریب جادو نے اُس دروازے کو کھولا اور اُسمین سے ساریق اور
سختگان کو نکالا امیر ان دونون کو دیکھکر یہ سوچ کے ہنسے کہ یہ طلسم کشائی کو آیا تھا فرمایا اے
فریب جادو اب اسے رہا کرو ساریق نے کہا اے بندہ من تو کہان صاحبقران نے فرمایا
کہ او بیحیا بندہ من کہتے تجکو شرم نہین آتی اپنے حال کو تو دیکھ ساریق نے کہا کہ اگر یہ حال اپنا خود
خداوند بندون کے ہاتھ سے نہ بنواتے تو جن بندون پر مصیبت پڑتی اُنسے صبر نہو سکتا اب اُنھین صبر
آئیگا کہ خداوند نے بھی ہتھکڑیان پہنین خداوند بھی قید ہوے خداوند کو بھی گستاخ بندون نے باتین
سنائین فرمایا صاحبقران نے کہ ع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است ❊ اسپر نصیحت کارگر
نہوگی قلب اسکا سیاہ ہی اور دماغ مین اسکے خلل خداوندی سما گیا ہی اور قطب جنی سے اشارہ کیا
کہ اب مجھے پہونچا دو کہ یوسف جنی پریشان ہوگا اور انتظار کر رہا ہوگا قطب جنی نے صاحبقران
کو مع ساریق اور سختگان کے اپنے ساتھ لیا اور پھر اُسی کشتی پر سوار کرکے لے چلا وقت رخصت
صاحبقران نے ملکہ کو اور ملکہ نے صاحبقران کو عجیب یادگار نگاہون سے دیکھا نگاہین ملکر جدا
نہوئی تھین جب کشتی زیادہ دور نکل آئی تو درمیان مین پردہ حائل ہو گیا اور کنارہ تالاب کا معلوم ہوا
صاحبقران کشتی سے اُترے وہان یوسف مکرانی انتظار مین تھا امیر با توقیر کو دیکھکر براے
استقبال آگے بڑھا صاحبقران ساریق اور سختگان کو لیے ہوے پہونچے اور سارا ماجرا
بیان کیا یوسف مکرانی نے عرض کی کہ یا امیر اس ملعون کو مین قتل کرونگا فرمایا جانے دو جیسا
اسنے کیا تھا ویسی سزا پائی یوسف مکرانی نے عرض کی کہ اسنے ہم سب سے اس شرط پر اپنے کو
سجدہ کرایا تھا کہ اگر کام تیرا نہو تو ہمین قتل کر ڈالنا یہ شرط ہارا یا نہین اسنے امیر نے گردن نیچی کرلی کہ اگر
عہد ہو چکا ہی تو مین دخل نہین دیتا مین نے اسے آزاد کیا اب تم جانو اور یہ جانے ساریق نے یوسف
مکرانی کی طرف دیکھکر کہا کہ اے بندہ بے ادب کیا کرتا ہی ارے خداوند کو قتل کرتا ہی خداوند تو
اپنے بندے کی نازبرداری کرینگے اور قتل ہو جائینگے لیکن فرشتگان قدرت تیرے ملک کو آگے
برباد کر دینگے یہ سُنکے یوسف مکرانی نے کہا کہ گرفتار کرو اس ملعون کو کہ مین اسے ضرور قتل
کرونگا اسنے مجھے سجدہ کرایا آپ خداوند بنا اگر یہ زندہ رہیگا تو اسی طرح بہت سے بندگان خدا کو گمراہ
کریگا یہ حکم پاتے ہی جلاد حاضر ہوے اور فوراً سختگان اور ساریق دونون کو اسیر کر لیا اور اُسیوقت
میدان خونی کی تیاری کرکے دونون کو لاکر چبوترہ ریگ پر بٹھایا کوے سے گردن پر خط کھینچا اور جلاد

تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اُس وقت ساریق بیتاب ہو کے چلایا کہ ای بندۂ بے ادب ارے کیا غضب کرتا ہی
اپنے خداوند کے قتل پر آمادہ ہوتا ہی ایسا نہو تجھپر بجلی گرے اور جل جائے دیکھ زمین کو حکم کرتا ہون کہ شق ہو جا
اور تجھکو اپنے شکم مین لے لے آسمان کو گرائے دیتا ہون یوسف نکرانی نے کہا کہ اسکی باتون مین نہ آؤ
جلد اس ملعون کو قتل کر دیجئے یہ خداوند بنتا ہی اسکی ایک نہ سنا سنجگان نے کہا کہ اگر یہان سے چھوٹا بھی
تو ٹھوکرین کھا کھا کے مر جائیگا گھر تک پہونچنا غیر ممکن ہی جنگلون مین درندے کھا لینگے اس سے مر جانا ہی
بہتر ہی ساریق کی مارے خوف کے بڑی حالت ہی مگر خداوندی بگھار رہا ہی آخر جلاد نے تلوار اٹھائی
اسنے چاہا کہ قتل کرے امیر نے منہ پھیر لیا کہ کڑاکا ہوا اور بجلی گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے
اور دونو ٹکڑے برابر سے گرے دونون کو اٹھا کر بلند ہوے اور ایک ابر سیاہ مین پوشیدہ ہوگئے ساریق
نے کہا او بندہ بے ادب دیکھا تو نے قدرت خداوند کو اب خداوند تجھپر ایسی بلا نازل کرینگے کہ تاب لے
نہ سکیگی یہ کہتا ہوا نظرون سے غائب ہوگیا صاحبقران حیران تھے کہ کیا ہوا خضران نے عرض
کی کہ بہت سے ساحران کے تابع فرمان اور ملازم ہین کوئی آ کے لے گیا ہوگا اسمین تعجب کی کیا بات ہی
یوسف نکرانی نے نہایت افسوس کیا کہ یہ ملعون ہاتھ سے نکل گیا پھر صاحبقران سے عرض کی کہ
مین تو دین خدا پرستی کا پابند ہوتا ہون مجھے کلمہ تلقین فرمایئے مین نے سمجھ لیا کہ دین آپکا برحق ہی یہ سنکر
امیر نے ارشاد کیا کہ اس وقت مین کلمہ پڑھاؤنگا جب بحکم خدا تیرے فرزند کو گھر سے بلاؤنگا یوسف
نکرانی نے عرض کی کہ فرزند لے پانسٹلے مین سعادت اخروی کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دونگا اب
مجھے کلمہ تلقین فرمایئے اور اس کفر کی ضلالت سے نکالیے اسلیے کہ حیات ناپائدار کا کوئی اعتبار
نہین ہی مرون تو مسلم مرون کافر نہ رہون اُس وقت امیر با توقیر کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا یوسف
نکرانی اور کل ارکین دولت از سر صدق مسلمان ہوے اُسی وقت شہر مین مسجدون کی بنا پڑی لیکن
صاحبقران عالیشان یوسف نکرانی سے رخصت ہو کر باغ مین تشریف لائے اور خضران سے
ارشاد کیا کہ کچھ عبادت خانہ برپا کر دو مین یہان سے اُس وقت تک نہ جاؤنگا جبتک اسفندیار کا پتہ
نہ لگاؤنگا خضران نے عرض کی کہ ای شہریار مناسب ہی تو اس مرحلہ کو فتح ملک ساریقیہ کے بعد پر نہ
اُٹھا رکھیے اسلیے کہ ساریق ملعون گیا ہی وہان پہونچکر خدا جانے کیا فتنہ و فساد برپا کرے ان لوگون کے
عہد و پیمان کا اعتبار نہین ہی امیر نے فرمایا ای خضران مجھے بھی یہ خیال ضرور پیدا ہوا ہی کہ مین اس مقام پر
ہون اگر ساحرون سے سامنا ہوا تو اہل اسلام بالکل بے دست و پا ہین ایک سکندر دیرہ نشین
کس کس کی حفاظت کریگا مگر اتنا چاہیے کچھ ہی کیون نہو جبتک مین یہان کے معاملہ سے فرصت نہ کرلون گا
اُس وقت تک جانے کا قصد نکرونگا اسلیے کہ یوسف نکرانی نے قبل از وقت معاہدہ دین اسلام اختیار
کیا تو مجھے بھی چاہیے کہ جبتک اسکے کام سے فرصت نکرلون دوسری طرف متوجہ نہون خضران نے
دیکھا کہ امیر نا ٹالینگے اُسی وقت عبادت خانہ برپا کیا اور سب سامان عبادت مہیا کر دیا امیر با توقیر
داخل عبادت خانہ ہوے فریضہ مغرب و عشا کو ادا کرکے نماز حاجت پڑھی اور مصروف وظایف ہوے
نصف شب گذری تھی کہ آنکھ صاحبقران کی لگ گئی عالم رویا مین ملاحظہ کیا کہ ایک مرد بزرگ تاج بر سر
چارقبہ شاہنشاہی در بر ملباس سبز کھڑے ہین چند ملازم پشت کی جانب مودب صف بستہ کھڑے ہین
مرد بزرگ نے فرمایا کہ ای عادل کیوان شکوہ فاتح اس طلسم چہار گوشہ کے تمھین ہو لیکن تمنے جلدی
کی خیر خدا تمھارا مددگار ہوگا یہ تو ظاہر ہی کہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہوتا اور لوح کا ملنا ابھی دور

ہی پہلے حالات یہان کے سُن لو اور ان باتون کو یاد رکھو کہ ان سے آئندہ تمھین مدد ملیگی ٭ یہ ہین کہ یہ طلسم
چہار گوشہ میرے دبیر خوش تدبیر آصف بن برخیا نے قرار دیا اور اُسکو میری سیرگاہ مقرر کیا
تھا اور لوح اُسکی معصومہ جنی میری دایہ کے سپرد کی تھی جب معصومہ جنی نے انتقال کیا تو چونکہ
صاحب لوح طلسم تمھین دینا طلسم پر انکی قبر بنائی گئی لیکن معصومہ جنی نے حال لوح کا کسی سے بیان
نہین کیا حتی کہ بادشاہان طلسم تک حال لوح سے بیخبر ہین بعد معصومہ جنی کے اُنکا اک پسر خواندہ
ہی کہ نام اُسکا اشرف جنی ہی نہایت مرد باعقیدت اور درویش صفت ہی عملیات مین درجہ کمال کا
رکھتا ہی اُسنے بنظر حفاظت قبر بالا سے تعویذ اپنے علم وعمل کے ذریعہ سے وہ تالاب بنایا جہان
عجائبات ظہور مین آئے ہین اور اس غرض سے کہ قبر پر روشنی رہے چند ستون شجری قایم کیے جو
شب کو سرو چراغان بنجاتے ہین اور روشنی دیتے ہین محافظ اس مقام کے چند جن ہین اُنمین چار جن
کافر تھے جو بخوف اشرف جنی بظاہر مسلمان بھی ہوے تھے انھون نے شاہان طلسم سے ساز کیا اور دھوکے
سے اشرف جنی کو اسیر کرلیا اب اشرف جنی قید مین ہی اور ایسی قید سخت مین ہی کہ رہا ہونا اُسکا قریب
ناممکن ہی مگر چونکہ رہائی اُسکی قسمت مین ضرور ہی یقین ہی کہ تمھارے ہاتھ سے وہ بہت جلد رہا ہوا
یہ پرچہ تم اپنے پاس رکھو صبح کو اسے دیکھنا اور جو کچھ تحریر ہو اُسپر کاربند ہونا یہ فرماتے ہی نظرون
سے غائب ہو گئے ادھر صاحبقران کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا امیر نے کہ وقت نماز صبح کا ہی طیفور
کو پکارا جلدی سے طیفور آفتابہ لیکر حاضر ہوا صاحبقران نے فریضۂ سحری ادا کیا اور خواب کا حال خضران
اور طیفور سے بیان کیا خضران نے عرض کی کہ یہ مقام بہت دشوار گذار معلوم ہوتا ہی اگر کوئی اور
شخص اس مقام پر آتا تو ہرگز یہ مرحلہ سر نہو سکتا امیر باتوقیر نے یوسف مکرانی کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ اب
مین جاتا ہون اور انشاء اللہ تیرے فرزند کو اپنے ہمراہ لیکر واپس آؤنگا اطمینان رکھ یوسف مکرانی
نے عرض کی کہ مین نہین چاہتا کہ اپنے فرزند کے عوض آپ کو آفت مین پھنساؤن اب حضور تشریف نہ لیجائیں
اگر اُسکی قسمت مین رہائی ہی تو رہا ہوگا ورنہ پڑا رہیگا ایک اُسکے نہونے سے صرف میرا چراغ سلطنت
گل ہی اور آپ کے نہونے سے چراغ اسلام گل ہوجائیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا نے
مجھکو صاحبقران کیا ہی تو فرض منصبی میرا یہی ہی کہ ہر شخص کی دادرسی کرون اور جو جسکی تمنا ہو اُسے بحکم خدا
برلاؤن تو پریشان نہو جس خدا نے مجھے یہ جامۂ حشم عنایت کیا ہی وہی ہر آفت و بلا سے بھی بچائیگا
یہ سُن کے یوسف مکرانی خاموش ہوا خضران نے بھی اشارہ سے منع کیا کہ ای بادشاہ اصرار
بیکار ہی امیر ہرگز نہ مانیگے جتنا منع کرے گا اُتنا ارادہ صاحبقران کا محکم ہوتا جائیگا یوسف مکرانی خاموش
ہو رہا امیر باتوقیر نے اُس پرچۂ کاغذ کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ ای صاحبقران عادل تجھکو چاہیے کہ شہر
مکرانیہ کے شمالی صحرا کی طرف روانہ ہو جاتے جاتے تجھکو اک کوہ ملیگا اُسپر اک جوڑا دیو اور دیونی کا
بیٹھا ہوگا وہ تجھے بلانے کا تم قریب انکے چلے جانا وہ دل مین خوش ہونگے کہ غذاے لطیف ہی لیکن تو خوب
سمجھ لے کہ یہ دونون اُس دہنہ کے محافظ ہین جس سے راستہ ہی قیدخانۂ اشرف جنی کا اور بغیر اشرف جنی
کو قید سے رہا کیے ہوے مطلب حاصل نہین ہوسکتا اور موت اُن دونون کی نہ تلوار سے ہی نہ تیر
سے ہی نہ خنجر سے ہی خلاصہ یہ کہ کسی حربہ سے موت اُنکی نہین ہی نہایت قید محکم ہی اشرف جنی ہی تجھکو
چاہیے کہ اگر تو قوت صاحبقرانی رکھتا ہی تو اس دیونی کو اُٹھا کر اور فلان اسم کو پڑھکر دیو پر کھینچ مارنا دونون
پتلیاں آتشبازی کی طرح جلکے خاک ہوجائینگے اُس درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کے پھینک بنیاد دہنہ تب کا

نمودار ہوگا اُس دہنہ مین کود پڑنا بعد اسکے جو کچھ پیش نظر ہو باقی عبارت کو دیکھکر اُس پر عمل کرنا یہ مضمون دیکھکر صاحبقران عالیشان جانب شمال روانہ ہوئے کچھ دور فرزون عیار اور یوسف قلمکرانی مع ناطق بکرانی پہونچانے کو آئے اُسکے بعد یہ لوگ تو پلٹ آئے اور صاحبقران حق پژوہ آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے شام ہوگئی اور کوہ تک نہ پہونچے کسی چشمہ آب پر ٹھہر کر وضو کیا فریضہ مغرب و عشا کو ادا کرکے اسم اعظم پڑھ کر گرد اپنے حصار باندھا اور پروردگار پر تکیہ کرکے سو رہے صبح کو اور آگے روانہ ہوئے اسی طرح تین روز تک طے مراحل اور قطع منازل کرتے چلے گئے کہین پانی ملا تو وضو سے نماز پڑھی ورنہ تیمم پر اکتفا کی اسی طرح چوتھے روز کوہ نمودار ہوا جسوقت قریب کوہ پہونچے تو وہی جوڑا دیو اور دیونی کا دکھائی دیا اُنھون نے دیکھا کہ وہ درخت جسکا پتہ تحریر مین دیکھا تھا سامنے کوہ کے ہے صاحبقران اُس درخت کے نیچے پہونچے دیونی نے اشارہ سے بلایا فرمایا کہ تو ہی یہان چلی آ اور دیونی جست کرکے قریب آئی اور قصد کیا کہ صاحبقران کو نگل لون امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا دیونی نے ہر چند زور کیا امیر نے نہ چھوڑا اُس وقت دیونی چلائی کہ ارے مجکو ہاتھ سے اس ظالم کے بچا یہ تو تجھسے بھی زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے یہ سنکے دیو اپنے مقام سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا امیر کی طرف چلا کہ او آدمزاد بے بنیاد سیہ سر سپید دندان خداوند ابلیس نے تجھے میرے شکم بھرنے کے واسطے بھیجا ہے اس گاؤ زوری سے کیا فائدہ ہوگا یہ کہتا ہوا جیسے ہی قریب پہونچا صاحبقران نے دیونی کو زمین پر پٹکا اور اٹھا کر دیو پر کھینچ مارا دیو نے چاہا روک لون دیونی جو دیو پر آکے گری ہے یہ معلوم ہوا کہ پارہ وزمین چنگاری گری دونون جلنے لگے اور دم بھر مین جل کے خاک ہوگئے اُسوقت صاحبقران عالیشان قریب اُس درخت کے تشریف لائے جسکا پتہ تحریر تھا درخت نہایت بزرگ تھا تنہ درخت اسقدر تھا کہ ایک دوسرے ہاتھ سے نہ ملتا تھا مگر صاحبقران نے بقوت صاحبقرانی درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا درخت تو زمین پر گرا اور دہنہ نقب نمودار ہوا امیر اُس دہنہ نقب مین کود پڑے جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اور دیکھا تو اک میدان وسیع کو پایا اور ایک جانب مقبرہ سا معلوم ہوا امیر نے اُسی رقعہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے صاحب اقبال اگر تو نے دیو کے جوڑے کو مارا اور سامنے زندان طلسمی کے پہونچ گیا تو تجھے چاہئے کہ اس گنبد کی طرف جا اور جو مشکل پیش آئے اس اسم اعظم سے کام لے پہلے تجھپر بارش تیر ہوگی لیکن خدا تجھے بچائیگا جسوقت تو قریب پہونچیگا تو اک سیب تجھے پڑا ملیگا اُس سیب پر اسم اعظم پڑھ کر سامنے ڈال دینا اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا مشاہدہ کرنا یہ دیکھکر امیر اُس گنبد کی طرف چلے جسوقت قریب پہونچے تو ملاحظہ فرمایا کہ بالائے گنبد صدہا پتلیان ہین کہ ہاتھون مین اُنکے منگلے کی کمانین ہین اور جھاڑو کی سینکین بجائے تیر ہین لیکن یہ تیر تیر شہاب کا کام کرتے ہین جیسے ہی اُن پتلیون نے دیکھا کہ اک شخص اسی طرف چلا آتا ہے اک پتلی دوسرے سے بولی کہ لو لو وہ آپہونچا دوسری نے کہا کہ آیا ہے تو کیا کرے گا مار تیر بس یہ کہنا تھا کہ کئی سو تیر امیر کشورگیر کی طرف چلے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا پایا تو وہ تیر شعلے بن بن کے امیر کی طرف چلتے تھے پاس آکے تو گل ہو ہو کے فنا ہوگئے اُس وقت امیر کی نظر سیب پر پڑی بس صاحبقران عالیشان نے سیب کو اُٹھا لیا اور اسم اعظم پڑھ کر سامنے اُن پتلیون کے پھینک دیا اور فرمایا کہ لو اسے کہ یہ خوراک تمھاری ہے ادھر تو سیب زمین پر گر کے ڈھلکا اُدھر اک پتلی مانند برق کے تڑپ کر اُس

سیب پر آئی آگے آگے تو سیب لڈھکتا چلا جاتا ہی اور پیچھے پیچھے تیلی دوڑی چلی جاتی ہی یہ دیکھکر اور تیلیان دوڑتی ہوئی قریب آگئین تو جو تیلی آگے تھی اُسنے سیب کو اُٹھا لیا اور بس سیب ہاتھ مین لیتے ہی دھڑ دھڑ جلنے لگی اور تیلیان بھاگنے لگین کہ ہم اس سیب سے باز آئے جو جان کے لیے آسیب ہو جاے تیلی شعلہ بنی ہوئی اس غول پر گری کہ تم حصہ مانگتی نہین تو لیتی جاؤ خالی نہ پھرو یہ کہکر جو گرتی ہی سب تیلیان دھڑ دھڑ جلنے لگین اور دم بھر مین خاک ہو گئین اب امیر نے پرچہ کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ سلسلۂ سحر تمام ہوا قفل کو کھینچ لو اور اس حجرہ سے اشرف جنی کو رہا کر اس سے کچھ پتہ چلے گا امیر نے آگے بڑھکر قفل پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹ سے کھینچ لیا دروازہ وا کیا تو دیکھا کہ اک قفس آہنی آویزان ہی اسمین اک مرد پیر بیٹھا ہوا ہی زبان پر اسکے تالا سونے کا ہی ہر چند کہ یہ ساحر نہین ہی مگر عامل تو ہی ساحرون نے خوف سے زور کے زبان کو اشرف جنی کے بیکار کر دیا تھا امیر نے قفس کو اُتارا تالہ زبان سے کھینچ لیا اُس وقت اشرف جنی نے سلام کیا اور عرض کی کہ الحمد للہ کہ حضور تشریف لائے میری رہائی آپکی تشریف آوری پر موقوف تھی لیکن وہ چار جن جنھون نے ملکر اشرف جنی کو اسیر کر لیا تھا تیلیون کے جلتے ہی بھاگ گئے کہ یہ تو کوئی بلا کا شخص آیا ہی اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین ہی اشرف جنی کی حفاظت مین اپنی جان کا خطرہ ہی یہان اشرف جنی نے ہاتھ صاحبقران کے چومے اور عرض کی کہ یا امیر چار جن جو میرے اوپر مسلط تھے وہ کافر ہین انھین کی وجہ سے مین دھوکا کھا کر اسیر ہوا تھا آپکے خوف سے وہ بھاگ گئے ہین مین اُنکو گرفتار کرون تو آپ کو معصومہ جنیہ کے مزار پر لے چلون یہ کہکے اک شیر کی تصویر بنائی اور کچھ پڑھکر اُس شیر پر دم کیا کہ شیر نے انگڑائی لی اسیطرح کے چار شیر بنا کر چارون سے کہا کہ جاؤ اور ناصر جنی عنبر جنی نصیر جنی نفیر جنی چارون کو پکڑ لاؤ بس یہ سنتے ہی وہ شیر انگڑائیان لے کے روانہ ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد چارون جنون کو پکڑے ہوے لیے چلے آئے اشرف جنی نے کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی چارون جنون نے عذر کیا اور عرض کی کہ ہمین معلوم ہو گیا کہ دین اسلام برحق ہی اسلیے کہ آپ ایسی قید مین تھے کہ رہا ہونا آپ کا غیر ممکن تھا یہ تائید غیبی تھی کہ آپ رہا ہوے اب ہمین آپکے دین برحق کا حال معلوم ہو گیا اب ہم سے کبھی دغا نہو گی اشرف جنی نے کہا کہ اچھا یہ چارون شیر ہمنے تمھاری سواری کے واسطے معین کیے اور جس وقت تمھارے دل مین بدی ہو گی یہ شیر تمھین پھاڑ کے کھا لینگے یہ چارون جن ڈر رہے اسکے بعد صاحبقران عالیشان نے اشرف جنی سے ارشاد کیا کہ تمھین کچھ حال لوح کا معلوم ہی کہ کہان ہی اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران مجھ سے پوری حالت طلسم کی سُن لیجیے کہ یہ طلسم موسوم بہ طلسم چہار گوشہ ہی اور طلسم چار یا پانچ بھی اسکو کہتے ہین چار بادشاہ اس طلسم مین ہین جو مرحلہ اول پر ہی نام اسکا خورشید لعبتی پوش ہی پہلے جو اسیر طلسم ہوتا ہی وہ اسی کے قید مین جاتا ہی جب معصومہ جنیہ کا انتقال ہوا تو شاہان طلسم نے عنوان طلسم کا بدل دیا ہی قیدی چالیس دن کے بعد رہا کر دیا جاتا تھا اور اب یا ہمیشہ قید رہتا ہی یا قتل کر ڈالا جاتا ہی چونکہ بادشاہان طلسم کو اطمینان ہی کہ لوح معصومہ جنیہ کے پاس تھی اُنکا انتقال ہو گیا لوح مفقود الخبر ہی تو ساحران طلسم نے ظلم و بدعت پر کمر باندھ لی ہی اب مناسب یہ ہی کہ حضور تربت پر معصومہ جنیہ کے تشریف لے چلین اور فاتحہ پڑھین اسکے بعد خدا سے رجوع کرین اگر اُسکی مدد ہو گی تو لوح مل سکتی ہی ورنہ لوح کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہی صاحبقران ہمراہ اشرف جنی کے چلے جاتے اُس تہخانہ مین پہونچے جہان قبر معصومہ جنیہ کی تھی امیر نے فاتحہ پڑھا دیکھا کہ تہخانے

ہین کچھ شمعین کافوری روشن ہین جنکی بھینی بھینی روشنی قبر پر ہی اور اک شاخ گلاب سرہانے قبر کے آگر کھلی ہی خوشبو اسکی مہک رہی ہی تعویذ قبر پر اشعار عبرت آمیز لکھے ہوے ہین امیر پر ایسا اثر ہوا کہ آبدیدہ ہوے اور اشرف جنی کی بہت تعریف کی کہ تمنے بڑی محنت سے اس مقام کو تیار کیا ہی اشرف جنی نے عرض کی کہ یہ شمعین اس طرح کی ہین کہ سو برس مین ایک انگل شمع کم ہوگی ہزار ہا برس کے واسطے یہ روشنی کافی ہی امیر نے رات کو وہین قیام کیا اور تمام شب عبادت مین بسر کردی ثواب عبادت معصومہ جنیہ کی روح کو بخشا صبح کو آنکھ لگ گئی دیکھا کہ اک زن نورانی صورت تسبیح ہاتھ مین پھراتا ہوا تشریف لائین اور کہا اے فرزند تیرے ہی واسطے مال و خزانہ اس طلسم کا آصف بن برخیا نے محفوظ کیا تھا اور لوح کے حال سے کوئی باخبر نہین ہی تجھکو چاہیے کہ اس مقبرے کے پائینتی اک پتھر نصب ہی اسے ہٹا دہنہ نقب نمودار ہوگا اک میدان مین پہونچیگا وہان اک مکان ہی کہ اسمین امین لوح اک عورت رہتی ہی تو اسکو یہ مالا موتیون کا دینا اور میرا نام بتانا وہ تجھے لوح دیدیگی لیکن لوح کو بڑی حفاظت سے رکھنا کہ دشمن چھین لینے کی فکر مین ہین صاحبقران نے مالا ہاتھ مین لے لیا اور آنکھ کھل گئی مقبرے سے باہر آئے مالا ہاتھ مین تھا اشرف جنی سے خواب کی کیفیت بیان کی اشرف جنی نے مبارکباد دی اور عرض کی کہ یا صاحبقران جب مین نے یہ مقبرہ تعمیر کرایا ہی تو پتھر پہلے سے اسی مقام پر نصب تھا مین بھی اسکی حقیقت سے آگاہ نہ تھا کہ یہ پتھر یہان کس غرض سے نصب ہی اب آپ تشریف لیجائیے اور لوح کو قبضہ مین کیجیے امیر پائین قبر قریب اس پتھر کے تشریف لائے اور بقوت صاحبقرانی پتھر کو اسکی جگہ سے اکھیڑ لیا دہنہ مین کود پڑے اک میدان نظر آیا وسط میدان مین اک مکان تھا دروازہ اسکا کھلا ہوا تھا صاحبقران دروازہ پر مکان کے پہونچے کنجی کھڑکھڑائی اندر سے آواز آئی کہ چلے آو جب صاحبقران داخل مکان ہوے تو دیکھا کہ چند کنیزین تو کاروبار مین مصروف ہین اور ایک ضعیفہ سجادہ طاعت پر بیٹھی ہی ضعیفہ نے کہا کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا ہان مجھے معصومہ جنیہ نے بھیجا ہی لوح مجھے دو ضعیفہ نے کہا کہ لوح تو صاحبقران کے واسطے ضرور ہی لیکن یہ مین کیونکر سمجھون کہ آپکو معصومہ جنیہ نے بھیجا ہی کیونکہ انکو انتقال کیے ہوے اتنا زمانہ گذرا کہ آپکے دادا تک پیدا نہوے ہونگے اس وقت صاحبقران نے وہ مالا موتیون کا دیکر فرمایا کہ اسنے بھیجا تو یہ معصومہ جنیہ نے تمکو دیا ہی مالا ضعیفہ نے ہاتھ سے لے لیا اور کہا کہ بیشک یہ وہی مالا ہی جسے معصومہ جنیہ پڑھا کرتی تھین اور یہی علامتین بزرگون نے تعلیم کی ہین کہ تجھ تک سوا صاحبقران کے کوئی نہ پہونچ سکیگا اور معصومہ جنیہ کے ہاتھ کا مالا وہ تجھے دینگے جسکے دو موتی گرے ہوے ہونگے اور دورا اسکا سبز ہوگا چنانچہ وہ سب علامتین پائی گئین اب مجھے لوح آپکے سپرد کرنے مین کوئی عذر نہین ہی یہ کہکر ضعیفہ نے صندوقچہ طلب کیا اسے کھولکر اک ڈبیا نکالی اور ڈبیہ سے لوح نکالکر صاحبقران کے سپرد کی صاحبقران نے لوح کو گلے مین ڈالا اور وہان سے چلے ضعیفہ نے کہا کہ میان سن تمہارا ابھی بہت کم ہی اور یہ طلسم بہت سخت ہی ذرا ہوشیاری سے کام لینا گھبرا نہ جانا اگر لوح چھن گئی تو کچھ بنائے نہ بنیگی تمہارے چہرے سے آثار عشق نمودار ہین صاحبقران مسکراتے ہوے مکان سے نکلے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ بڑھیا کہتی تو سچی ہی واقع ہین کہ سہیل پری کی تصویر میری آنکھون مین سے نیچے پھرتی ہی اب امیر تو خوشی خوشی لوح لیے ہوے چلے آتے ہین لیکن

دو کلمہ داستان خورشید بختی پوش حاکم دربند جنیہ کے بیان ہوتے ہین

کہ حال صاحبقران کے باغ مین تشریف لیجانے کا تو اُسکو نہین معلوم ہوا لیکن دیو کے جوڑے کے مرنے کی خبر پہونچی یہ پریشان ہوا قطب جنی سے کہا کہ کس طرح یہ آدمزاد وہان پہونچ گیا قطب جنی نے کہا کہ مین قسم کہاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے نہین معلوم علاوہ اسکے زیادہ تعجب کی بات یہ ہی کہ آپتو کہتے تھے کہ اُن دونون کی قضا کسی حربہ سے نہین ہی پھر کیونکر وہ دونون مارے گئے اسنے مین اشرف جنی کے قید سے رہا ہونے کی خبر معلوم ہوئی اور گرفتار ہوکر مطیع ہونا ناصر و عنصر وغیرہ کا بھی معلوم ہوا اور یہ بھی خبر پہونچی کہ طلسم کشا لوح لیے ہوئے آتا ہی اس وقت خورشید بہشتی پوش نے قطب جنی سے کہا کہ تمہارے حال سے مین آگاہ ہون کہ تم خداپرست ہو اور فاتح طلسم بھی خداپرست ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ تم اب سکونت اس طلسم کی ترک کرو اور یہان سے چلے جاؤ مین مانع نہین اور اس وقت تک تمنے جیسی خیرخواہیان کین اُنسے مین بہت خوش ہون اور یہ تو یقینی امر ہی کہ ہم لوگون کی قضا آگئی اب بچنا ہمارا غیر ممکن ہی جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اثر لوح سے سحر اُسکا باطل ہوگا آخر وہ مارا جائیگا اور یہی انجام ہمارا بھی ہونا ہی لہذا ہمارے ساتھ تم کیون جان دو اُس وقت قطب جنی نے عرض کی کہ اگرچہ مین خداپرست ہون لیکن نمکحرام نہین ہون مین ساتھ آپکا نچھوڑونگا سوا اسکے کہ آپکے معاملہ مین دخل نہ دونگا اور حتی الوسع مین لوح لاتا ہون لیکن طلسم کشا کو شہید نکرونگا لوح مین لائے دیتا ہون جس سے آپ کو خوف ہی پھر آپ جانین اور طلسم کشا جانے خورشید بہشتی پوش خاموش ہو رہا پس قطب جنی وہان سے چلا اور اپنی صورت اپنی اشرف جنی کی بنائی اُس طرف سے صاحبقران چلے آتے تھے کہ قریب دربند پہونچ لون تو لوح کو دیکھون کہ قطب جنی بصورت اشرف جنی نمودار ہوا نہایت خندہ پیشانی سے قریب صاحبقران آکر مبارکباد دی اور عرض کی کہ اس وقت جی چاہتا ہی کہ آپ کے گلے سے لپٹ جاؤن امیر تو صاحب خلق و مروت ہین ہاتھ پھیلا کے اشرف جنی کی طرف بڑھے اُس بدباطن نے گلے ملنے مین ڈورا لوح کا توڑ دیا لوح گلے سے گری پس قطب جنی نے لوح کو قبضہ مین کیا اور صاحبقران سے علیحدہ ہوکر آواز دی کہ منم قطب جنی یا امیر مین تو جاتا ہون اور اب آپ بھی واپس جائیے اتنی رعایت دینی ہی کہ آپ کو اسیر نہین کیا اور اتنی رعایت نمک بادشاہ کی ہی کہ لوح لیے جاتا ہون امیر نے فرمایا کہ او قطب جنی تو نے بڑی دغا کی مین تو انشاء اللہ بغیر اس طلسم کے فتح کیے واپس نہ جاؤنگا لیکن تو نے لوح نہین لی بلکہ قبالہ جہنم مول لیا خیر یہ فرما کر صاحبقران تو خاموش ہو رہے اور قطب جنی باز بن کے اُڑا اسی ساتھ ہی اشرف جنی بیتابانہ نمودار ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران غضب کیا آپ نے کہ لوح دے دی اب لوح کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہی دیکھیے مین جاتا ہون اور جانبازی کرتا ہون مگر مجھے امید نہین کہ لوح ہاتھ آئے یہ کہکر اسنے بھی غلطک ماری اور باز بنکر تعاقب مین قطب جنی کے روانہ ہوا ہنوز قطب جنی داخل مرحلہ ہونے پایا تھا کہ اشرف جنی بھی پہونچ گیا اور قطب جنی کو پنجہ مارا وہ بھی پلٹ پڑا اب ان دونون مین پنجہ اور منقار چلنے لگے اور پر نُچ نُچ کے اُڑنے لگے دیر تک لڑائی رہی ہر چند کہ اشرف جنی عامل زبردست ہی قطب جنی اسکا مقابلہ کسی طرح نہین کر سکتا تھا لیکن برکت لوح کی وجہ سے قطب جنی پر پنجہ اور منقار کوئی تاثیر نہ کرتی تھی اور اشرف جنی زخمی ہو گیا آخر مایوس ہوا قطب جنی تو نکل گیا اور اشرف جنی اُسی طرح خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا دیکھا امیر نے کہ تمام جسم اشرف جنی کا زخمی ہی صاحبقران کو یہ حالت اشرف جنی کی دیکھکر نہایت طیش آیا

لیکن اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران عالی شان بس اب اپنے ارادہ کو ملتوی کیجیے ورنہ سخت
زحمت اُٹھانا ہوگی آپ قیدی کی رہائی کے واسطے آئے ہین لیکن آپ خود ہی قید ہوجائیے گا فرمایا
اے اشرف جنی قید ہو جاؤن یا مارا جاؤن اب مین قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا اس قطب جنی سے اور
مجھ سے ملاقات ہوچکی تھی اُسنے کہا تھا کہ مین مرد مسلمان ہون اور یہان آکر اسنے یہ دغا کی اب مین کیا خالی
پھرونگا تم جاؤ اور اپنا علاج کرو مین لوح کے بھروسہ پر نہین چلا ہون مجھے اُس پروردگار کا بھروسہ ہے
جو شکم مادر مین بچہ کی حفاظت کرتا ہے اور پتھر مین کیڑے کو رزق پہونچاتا ہے ساحران طلسم میرا کیا
کرسکتے ہین اشرف جنی نے دیکھا کہ چہرہ صاحبقران کا غصہ سے سرخ ہوگیا آثار غیظ و غضب
نمایان ہوے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے لیکن یہ خادم اب ناچار ہے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حاضر ہوگا
یہ کہکے اشرف جنی تو اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا اور صاحبقران عالی شان ٹہلتے ہوے چلے
جاتے جاتے قریب اک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا وا ہے اور اک کہاری دوڑی چلی
آتی ہے قریب صاحبقران کے آکر اُسنے سلام کیا اور عرض کی کہ آپ کو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین صاحبقران
نے اُس کہاری کو غور سے دیکھا کہ اسے مین کہین دیکھ چکا ہون ہمراہ اُسکے چلے جس وقت داخل باغ
ہوے تو ملکہ سہیل بسنتی پوش کو ٹہلتے ہوے دیکھا ملکہ نے کہا کہ کہان جنگلون مین مارے
مارے پھر رہے ہو صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ کیا کہون مین نے بڑی سرگردانی اور کوشش
سے لوح خاص ملی تھی مگر قطب جنی نے فریب دیکر لوح مجھ سے چھین لی ملکہ نے کہا کہ پھر اب کہان
جاتے تھے فرمایا دربند کی طرف جا رہا تھا ملکہ نے کہا اب دربند کی طرف جا کے کیا کروگے امیر نے
فرمایا مین اپنے پیدا کرنے والے کے بھروسے پر نکلا ہون مجھے لوح کا بھروسہ نہین ہے ملکہ نے کہا کہ ایسی
جہالت سے کیا فائدہ ہے آؤ یہان ٹھہرو محل موقع دیکھ کر کچھ کیا جائے گا یہ کہکر امیر کو اپنے قصر مین لائی اور
ایک پوشیدہ کمرے مین بٹھا دیا سامان ضیافت مہیا کیا عاشق و معشوق کچھ دن کے بعد پھر یکجا
ہوے لیکن اب حال دربار خورشید بسنتی پوش کا سنیے کہ جسوقت قطب جنی لوح لیتے ہوے
پہونچا اور لوح بادشاہ کی خدمت مین پیش کی تو قریب تھا کہ بادشاہ شادی مرگ ہوجاے گویا اہل طلسم
کی عمر دوبارہ ہوئی پوچھا کہ لوح کیونکر لائے قطب جنی نے سارا ماجرا بیان کیا اور یہ کہا کہ لوح ہاتھ مین
آکر پھر جاتی رہی ہوتی مگر برکت لوح خدا نے مجھکو اشرف جنی پر غالب کیا ورنہ علم و عمل مین اشرف
جنی مجھ سے بہت زیادہ ہے اُسنے لوح چھین لی ہوتی بادشاہ نے کہا کہ ہم لوگ تو ساحر ہین اس لوح
کی وجہ سے تاثیر سحر باطل ہوگی لہذا لوح کو تم اپنے ہی پاس رکھو تو بہتر ہے لیکن طلسم کشا کو تمنے کیون
نہ گرفتار کیا قطب جنی نے عرض کی کہ یہی مین نے کیا کم کیا کہ لوح لے آیا اب طلسم کشا بیدست
و پا ہے جس ساحر کو چاہیے بھیج دیجیے اور طلسم کشا کو گرفتار کرا لیجیے اُس وقت خورشید بسنتی
پوش نے حاضرین دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ جو شخص طلسم کشا کو گرفتار کر لاوے گا وہ
بہت کچھ انعام و اکرام پائیگا خصوصاً فریب جادو سے زیادہ کچھ کہا فریب جادو نے کہا مین
ابھی جاتی ہون بس یہ کہکے اُسی وقت وہان سے اُٹھ کر باغ مین آئی یہان ملکہ سہیل بسنتی پوش
بیٹھی تھی انہین جلیسین جمع تھین چہرہ سے ملکہ کے کچھ گھبراہٹ سی ظاہر تھی مگر مسرت بھی نمایان تھی
فریب جادو نہ سمجھی کہ سبب کیا ہے کیونکہ یہ فکر گرفتاری طلسم کشا مین مستغرق تھی خود ملکہ نے
پوچھا کہ کیون تمہاری پریشانی کا کیا سبب ہے فریب جادو نے کہا کہ مجھ سے زیادہ تمکو پریشان

پہونچا ہی تھا کیونکہ طلسم کشا مع لوح آگیا ہی لوح تو قطب جنی فریب دیکر لے آیا مگر طلسم کشا ہنوز گرفتار نہین
ہوا ہی یہ سنکر سہیل بسنتی پوش نے سر جھکالیا اور فریب جادو سے کہا کہ آپ کیا تدبیر کیجیے گا
فریب جادو نے کہا دیکھو مین تمہارے سامنے اسے گرفتار کرائے لیتی ہون یہ کہکر ایک ڈبیا کھولی اور
اسمین سے ایک پتلی ہاتھی دانت کی نکالی اسپر تین ٹیکے سیندور کے دیے اور چھنگلیا کے خون سے
لبون کو پتلی کے سرخ کرکے اس سے کہا کہ جا اور طلسم کشا کو پکڑ لا یہ سنکے پتلی اپنی جگہ سے اڑی اور
غائب ہو گئی وہان صاحبقران زمان کمرے مین اکیلے بیٹھے گھبرا رہے تھے کہ پتلی دروازے کی
درز مین سے گھس کر امیر کی کمر سے لپٹ گئی اور لیکر اڑنے کا قصد کیا صاحبقران نے دیکھا کہ پتلی نے
لنگر میرا اکھیڑ لیا ہی کچھ کرشمہ سحر کا معلوم ہوتا ہی بس اسیوقت اسم اعظم پڑھا پتلی چھوڑ کے چیختی ہوئی بھاگی اور
آکر فریب جادو سے کہا کہ اس سے میرا بس نہین چلتا مین نے چاہا تھا اٹھا لاؤن اسنے نہین معلوم
کیا پڑھا کہ طاقت میری زائل ہو گئی آخر مین چلی آئی فریب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی وہ بھی ساحر ہی
اور ساحر زبردست ہی تو میرے ساتھ چل مین خود اسے گرفتار کرونگی یہ کہکر اٹھی آگے آگے تو پتلی
اور پیچھے پیچھے اسکے فریب جادو چلی بلکہ سہیل بسنتی پوش کا دل دھڑکنے لگا کہ اب دیکھیے
کیا ہوتا ہی پتلی اتفاقاً ملکہ کے قصر مین داخل ہوئی ساتھ ہی فریب جادو بھی پہونچی اب پتلی اس دروازے
پہونچ کے رک گئی جسمین صاحبقران عالیشان بیٹھے تھے بس یہ دیکھکر فریب جادو نے غصہ سے
سہیل بسنتی پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیون یہ یہان کہان سے آیا سہیل بسنتی پوش زرد ہو
کر خفیف ہوا فریب جادو نے پتلی پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور کہا کہ حال طلسم کشا کے
یہانتک آنے کا بیان کر کہ کیونکر آیا ہی پتلی نے کہا کہ ملکہ عالم نے بلا کے بٹھایا ہی بس فریب جادو نے
کہا کہ او ننگ خاندان شوخ دیدہ تو بھی قابل اسکے ہی کہ قتل کی جائے جسنے باپ کے قاتل سلطنت کے
دشمن کو بغل مین جگہ دی ادھر پتلی نے دروازہ کھولا صاحبقران سے اور فریب جادو سے
آنکھ چار ہوئی فریب جادو نے گولہ فولادی اٹھا کر اسم سحر دم کرکے امیر پر مارا صاحبقران نے
اسم اعظم پڑھا کہ گولہ الٹا پلٹا فریب جادو نے خالی دیا پلٹ پر فریب جادو کے اسکا ملازم کھڑا تھا
گولہ اسکے سینے پر پڑا کہ وہ جان سے گیا فریب جادو نے کہا کہ معلوم ہوا تو بھی بہت بڑا ساحر ہی امیر نے
فرمایا کہ مین ساحر پر لعنت کرتا ہون مین صاحبقران وقت اور صاحب اسم اعظم ہون مجھپر کوئی سحر کسی ساحر
کا کارگر نہوگا تو بھی نہین جانتی کہ لوح چھین جانے سے طلسم کشا مجبور ہو گیا ہی مین خدا کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے
آیا ہون ان شاء اللہ بغیر لوح کے اس طلسم کو فتح کرونگا یہ فرما کر اپنے مقام سے اٹھے ادھر فریب جادو
نے بھی جھولی سحر کے ہاتھ ڈالا بس ملکہ دوڑ کر فریب جادو کے قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ ماں کا سایہ
بچپن ہی مین سر سے اٹھ گیا آپنے مان کی طرح شفقت کی اور مجھکو پالا ہمیشہ مین آپ ہی کے پاس
رہی اب مجھکو رسوائے خلق نہ کیجیے اگر مجھ سے خطا ہوئی تو اتنی کہ یہ شخص صحرا کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا
مین نے بلا کر کو یہین بٹھا دیا اور اسکے علاوہ اگر مین قریب بھی اسکے بیٹھی ہون یا کسی طرح کا میری عصمت
مین فرق آیا ہو تو اس سے پہلے آپ مجھے قتل کر ڈالیے گا یہ سنکے فریب جادو نے سر سینے سے
لگا لیا اور کہا کہ خیر مجھے تیری خوشی ہر طرح منظور ہی مگر اب رسوائی کو کیا ڈرتی ہو رسوائی سے تم نہین
بچ سکتین کوئی کسیکو دیکھتا تھوڑی ہی تیرے رہنے سے سمجھا جاتا ہی تیرے باپ کا عتاب مجھپر بھی آئیگا
اس وقت امیر بالوقیر نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر یہ رسوائی میری ذات سے ہی تو میرا سر کاٹ کے اپنے

باپ کے پاس بھیجدو اور ای فریب جادو نادار لیکے آؤ بالکہ تمکو مان کہتی ہی تو مین بھی تمہین اپنا بزرگ سمجھتا ہون اب میرا ہاتھ تمہیر نہ اٹھیگا فریب جادو عجب کشمکش کی حالت مین ہی ادھر تو ملکہ قدمون سے لپٹی ہوئی ہی ادھر صاحبقران سر ہتھیلی پر رکھے موجود ہین اور بار بار ارشاد فرماتے ہین کہ سر میرا کاٹ لو بالکہ کو بیٹیون کی طرح پالا ہی صاحبقران کے اخلاق نے مجھی بندہ بے دام بنا دیا ہی چار ناچار اپنے دست شفقت ملکہ کے سر پر پھیرا ہو کہا کہ ای دختر جو تیری خوشی یہ مین بھی جانتی ہون کہ طلسم کشا کا کوئی ساحر طلسم کچھ نہین کر سکتا مگر مقتضا نمک حلالی یہ تھا کہ مین لڑتی اور حق نمک سے تیرے باپ کے ادا ہوتی مگر تیری یہی خوشی ہی تو مین نمک حرام کہلاؤن تو بہتر ہی لیکن یہ یاد رکھ کہ تیری رسوائی مجھ سے زیادہ ہی ملکہ نے کہا جو کچھ ہو فریب جادو نے کہا کہ مجھے موقوف نہین تمام ساحر انکی تلاش مین نکلے ہوے ہین اور لوح اُنکے پاس نہین ہی مین فکر لوح مین جاتی ہون تم انھین کسی مقام پر پوشیدہ کرو ایسا نہو کہ بعد میرے کوئی اور آفت پیش آئے امیر نے فرمایا ای ملکہ فریب جادو مین یہ بھی نہین چاہتا کہ تم میرے باعث سے بدنام ہو تم کسی بہانہ سے کہین ٹل جاؤ اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہی مین آپ تلاش لوح مین جاؤنگا مین ساحرون کے سحر کو رد کر سکتا ہون اسلیے کہ خداوند عالم نے مجکو اسم اعظم بالک باطل السحر کیا ہی فریب جادو نے کہا کہ یا صاحبقران آپ ابھی یہین قیام کرین ہر چند کہ آپ بالک باطل السحر ہین مگر مین نے سنا ہی کہ اسم اعظم بھی آپ کا بند ہو جاتا ہی مین بھی اسم آپ کا محو کر سکتی تھی مگر غصہ مین مین جلدی پر نہ تھی خیر یہی بہتر ہوا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا یہ کہکر اُسی وقت جانب دربار بادشاہ روانہ ہوئی یہان ملکہ نے قسمین دیکر صاحبقران کو روکا امیر با توقیر سے نہایت خوش ہوئی اور اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ ہر چند فریب جادو میری کھلائی تھی مگر مین جو اسکی عزت کرتی تھی تو آپ نے بھی اُسکی بزرگ اشت کی یہ تو پھر یہان مصروف عیش و عشرت ہوے ہین لیکن حال فریب جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ دربار خورشید لبنقتی پوش مین پہونچی تو خورشید نے پوچھا کہ ای فریب جادو کچھ پتا طلسم کشا کا ملا فریب جادو نے عرض کی کہ مین نے کچھ زیادہ خیال نہین کیا اس لحاظ سے کہ بہت سے ساحر تلاش مین گئے ہوے ہین طلسم کشا جائیگا کہان نہ طلسم سے نکل سکتا ہی نہ ساحرون سے پوشیدہ رہ سکتا ہی لیکن ایک ساحر ہی کہ نام اسکا مکار جادو ہی یہ بھی تلاش مین طلسم کشا کے گیا ہوا تھا جسوقت صاحبقران سے اور فریب جادو سے باتین ہو رہی تھین تو یہ اک طائر بنا ہوا درخت پر بیٹھا سن رہا تھا اسنے من و عن سب کیفیت بادشاہ سے بیان کردی تھی بادشاہ حال سے ملکہ اور فریب جادو اور صاحبقران کے آگاہ ہو چکا تھا جب فریب جادو نے حالات صاحبقران بیان کرنے سے انکار کیا تو خورشید لبنقتی پوش کو نہایت غصہ آیا کہا کہ او نمک حرام تو نے بھی اُس بدکار کا ساتھ دیا اور ہمارا کچھ خیال نہ کیا شرم کی بات ہی کہ قطب جنی جو غیر مذہب ہی طلسم کشا کا اسنے تو ہمارا ساتھ دیا اپنے دین و مذہب کا پاس نہ کیا کہ جا کر لوح طلسمی طلسم کشا سے لے آیا اور تو نے باوجود ہم مذہب ہونے کے نہ پاس مذہب کیا نہ خیال نمک کیا ہان گرفتار کرو اسے بس یہ کہنا تھا بادشاہ کا کہ فریب جادو نے آواز دی کہ کیا مجال ہی کسیکی کہ مجھے گرفتار کر سکے ای بادشاہ نہین جانتا کہ مین کون ہون ہشیار کہ فریب جادو دیکھون تو مجھے کون روک لیتا ہی دیکھ مین جاتی ہون یہ کہکر جو برق بنکے کڑکتی ہی تو تمام ساحرون کی آنکھین جھپک گئین اور فریب جادو صاف نکل گئی اُس وقت خورشید لبنقتی پوش نے مکار جادو کے ہمراہ دو سو ساحر کیے اور کہا کہ جا کر

اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ سہیل لسبنتی پوش کو بھی گرفتار کر لاؤ اور طلسم کشا زندہ آسکے تو اسے زندہ اسیر لاؤ ورنہ سر اسکا لے آنا یہ سنتے ہی مکار جادو اسی وقت دو سو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب روانہ ہوا یہان صاحبقران زمان پہلو مین ملکہ سہیل لسبنتی پوش کے بیٹھے تھے انہین جلسین جمع ہین کہ اک مرتبہ مکار جادو پہونچا اور اسنے تمام صحبت کو گھیر لیا اور ریختہ اسم سحر پڑھا کہ دھوان اٹھنے لگا امیر باتوقیر نے اسم اعظم پڑھا اثر سحر باطل ہوا اسی وقت مکار جادو نے ترنج سحر صاحبقران پہ مارا امیر کشورگیر نے رد سحر پڑھا اور تلوار کھینچکر اُٹھے ساحرون پر حملہ کیا ساحر چہار طرف سے حربہ ہاے سحر کر رہے تھے اور صاحبقران با اقبال سحر کو رد کر رہے تھے برابر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے جسپر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوے ملکہ کو بھی بچاتے جاتے تھے اپنی بھی حفاظت کر رہے تھے یہان تو جنگ ہو رہی تھی اور وہان خورشید لسبنتی پوش نے دوربین سحر لگا کر دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہر ساحر کے سحر کو رد کر دیتا ہے کسی کا حربہ سحر اسپر اثر نہین کرتا ہے بس اسنے صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے دو بچے سحر کے نکالکر پھینکے اور کچھ اسم سحر پڑھکر کہا کہ جاؤ اور طلسم کشا کو اٹھا لاؤ دونون بچے کڑک کے چلے یہان امیر مصروف جنگ تھے کہ اک بچہ کڑک کے سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ تو زمین پر گر پڑا دیکھا امیر نے کہ ہاتھی دانت کا بچہ ہے صاحبقران تو ادھر متوجہ تھے دوسرا بچہ کمر زنجیر کا بند پکڑ کے بلند ہو گیا ملکہ تڑپ گئی ادھر ساحرون نے ملکہ کو گھیر لیا مکار جادو نے کہا کہ اے شاہزادی ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی عزت کا کچھ خیال نہ کیا دشمن خاندان پر فریفتہ ہوئی اور اُسے اپنے پہلو مین جگہ دی اسکی یہ حقیقت ہے کہ تیرے سامنے گرفتار ہو گیا چل اور بادشاہ سے قصور کردہ خطا تیری معاف کر دیگا ملکہ نے فرمایا کہ نمک حرام دور ہو میرے سامنے سے مکار جادو نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ گرفتار کر کے لاتا پھر مین اسی طرح لیے جاؤنگا جس طرح کا حکم ہے ملکہ کو غصہ آیا اور گلے سے مالا توڑ کر کھینچ مارا اگرچہ ملکہ خود سحر نہین جانتی ہے مگر فریب جادو نے یہ سحر کا مالا تیار کر کے اُسکو دے دیا تھا کہ شاید کوئی وقت پڑے تو اس حربہ سے کام لینا جیسے ہی ملکہ نے مالا کھینچ مارا تمام موتی چھٹکے اور ہر موتی سے اک برق چمک کے گری جسقدر ساحر تھے مارے گئے ادھر بچہ جو صاحبقران کو لیکر بلند ہوا تو بارگاہ خورشید کی طرف لیچلا اُس طرف سے ملکہ فریب جادو چلی آتی تھی اسنے یہ ماجرا دیکھتے ہی جھولی پر سحر کر کے ہاتھ ڈالا اور اک طائر سحر نکال کر چھوڑا طائر نے اپنی منقار سے پانچون انگلیان کاٹ کے پھینک دین اور امیر کو پشت پر سوار کر کے زمین پر اُتار دیا فریب جادو بھی زمین پر آئی اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیے ہوے باغ مین آئی دیکھا کہ دو سو لاشین ساحرون کی پڑی ہین جنمین مکار جادو بھی ہے اور مالے کے موتی چھٹکے ہوے پڑے ہین فریب جادو سمجھ گئی کہ انھون نے ملکہ کے گرفتار کرنے کا قصد کیا ہوگا ملکہ نے تمام کیفیت بیان کی اور حکم دیا کہ ان لاشون کو اٹھوا کر میرے باغ سے دور پھنکوا دو لاشین اسی وقت پھنکوا دی گئین امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا کہ اے فریب جادو تجھپر کیا گذری فریب جادو نے اپنی سرگذشت بیان کی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد کیا کہ اب تم ملکہ کی حفاظت کرو اور مین ہر حلہ پر جاتا ہون فریب جادو نے عرض کی کہ آج رات آپ اور قیام فرمائین صبح کو تشریف لیجائیے گا اسلیے کہ دن کم ہے اور مرحلہ دور ہے رات کو صحرا مین تکلیف ہوگی امیر نے قبول فرمایا رات اسی باغ مین بسر کی وہان قطب جنی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اے قطب جنی یہ تو نے کیا حرکت کی کہ پاس نمک تو کیا اور پاس ایمان نہ کیا ہمیشہ خدا کو کیا جواب دے گا اسی سوچ مین سو گیا رات کو اسنے خواب مین دیکھا کہ

کہ مین زنجیرون مین بند ھا ہوا ہون اور کچھ لوگ مجھے کھینچے ہوے لیے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ
مرتد ہوگیا اسے جہنم مین لیے چلو اسنے نمک کا پاس کیا خدا کو بھول گیا طلسم کشا سے لوح فریب دیکر
لے آیا یہ خواب دیکھکر جو قطب جنی بیدار ہوا تو اسنے توبہ کی اور اسی وقت لوح لیکر خدمت مین امیر باتوقیر
کے روانہ ہوا یہان صبح ہو چکی ہی صاحبقران عالی شان خواب سے بیدار ہوکر مصروف ادائے فریضۂ
سحری ہین جسوقت امیر نے سلام پھیرا اور سر اٹھا کر دیکھا تو قطب جنی کو سامنے اپنے پایا اور نہایت
پریشان دیکھا فرمایا کیون اب تو کس واسطے آیا ہی لوح تو لے جا چکا اب کیا میرے اسیر و گرفتار
کرنے کی فکر مین آیا ہی قطب جنی نے عرض کی کہ کیا مجال ہی میری یا صاحبقران یہ لوح حاضر ہی مجھسے
بڑی خطا ہوئی کہ مین نے آپ کو فریب دیا اور بادشاہ طلسم کا خیال کیا اسکا نتیجہ ظہور مین آگیا یہ کہکے اپنا
خواب بیان کیا اور عرض کی کہ خطا میری معاف فرمایئے ورنہ مین جہنم سے بچ نہین سکتا یہ کہکر رونے لگا
امیر کو رحم آگیا فرمایا ای قطب جنی ہمنے قصور تیرا عفو کیا لیکن تجھکو چاہیے کہ درگاہ احدیت مین بھی
توبہ کر فرمایا کر لوح اپنے گلے مین پہنی قطب جنی نے عرض کی کہ مین کیا اور میری توبہ کیا آپ دعا فرمائین اور
مین توبہ کرون تو شاید خداوند عالم سنے اور خطا میری عفو فرمائے امیر نے قطب جنی کے واسطے دعا
کی اور قطب جنی نے توبہ کی اسی اثنا مین اشرف جنی بھی آپہونچا اور صاحبقران کو تسلیم بجا لایا
صاحبقران نے قطب جنی سے ارشاد کیا کہ اس سے بھی عفو تقصیر کرانا ضروری ہی کہ تمنے اسکو زخمی کیا
تھا قطب جنی نے اشرف جنی کے آگے بھی ہاتھ باندھے اشرف جنی گلے سے قطب
جنی کے لپٹ گیا اور کہا کہ جب صاحبقران عالی شان نے خطا تیری معاف کی تو مین کیا چیز ہون
مین نے بھی بدل قصور تیرا عفو کیا بعد اس جلسے کے صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ دونون
صاحب اسی جگہ قیام کرین اور ملکہ کی حفاظت مین سرگرم رہین مین دربند کی طرف جاتا ہون یہ فرماکر
صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم تمکو چاہیے کہ یہان سے جانب
جنوب روانہ ہو اور پہلے جو شخص تجھے ملے اُسے سچا اور دوست اپنا جاننا یہ ملاحظہ فرماکر
امیر باتوقیر تو جانب جنوب حسب ہدایت لوح روانہ ہوے اور یہان فریب جادو نے ملکہ کو
قصر مین بٹھایا آپ بالاے قصر برائے حفاظت بیٹھی اور دونون جنون نے بھی قیام کیا کہ
مبادا بادشاہ کی طرف سے ساحر گرفتار ی ملکہ کے واسطے آئین وہان امیر باتوقیر چلے جاتے
ہین لیکن حال بادشاہ دربند کا سنیے کہ یہ جو دربار مین آکر بیٹھا تو اسے معلوم ہوا کہ قطب جنی بھی جاکر
طلسم کشا کا شریک ہوگیا اور لوح طلسمی دیدی لبرل سنے غیظ و غضب مین آکر اختر بار جادو سے
کہا کہ جا اور اسیوقت باغ فریب کو تاراج کردے کچھ ملکہ کا بھی خیال نہ کرنا آیات تعفن کو
ڈھونڈ کے نہ چھوڑنا یہ حکم پاکر اختر بار جادو پانچسو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب روانہ
ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی لیکن اول کچھ حال صاحبقران عالی شان کا سنیے کہ جسوقت امیر
باتوقیر بعد طی مراحل و قطع منازل صحرا سے پر بہار مین پہونچے تو دیکھا انھون نے کہ ایک شخص درویش و مع سنجرفی لباس پہنے
ہوے شیر صحرائی پر سوار چلا آتا ہی اور ساتھ اسکے چند سنجرفی پوش مثل پالکی کے ساتھ ہین درویش نے امیر کو سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دیا اور درویش نے یہ شعر پڑھا ع رواق منظر چشم من آشیانہ تست ✣ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست
امیر اسکے ساتھ ہوے درویش صاحبقران کو اک مکان مین لایا مرگ چھالے پہ بٹھایا اور عرض
کی کہ یا صاحبقران آپ آج دن بھر کے واسطے مہمان ہین لایئے ذرا لوح مجھے عنایت کیجے

صاحبقران کو لوح کے دینے مین تامل ہوا درویش مسکرا کے کہا کہ یا امیر ذرا دیکھیے تو لوح کی کیا حالت ہی صاحبقران نے جو لوح کو ملاحظہ فرمایا تو کچھ خبر لوح نے ندی نہ کوئی حرف ظاہر ہوا اُس وقت درویش نے کہا کہ مین ساحران طلسم سے نہین ہون مجھے ہر وقت اختیار ہی کہ لوح طلسم کو بیکار کردون نام میرا ہاشم صحرا نشین ہی اور اولاد مین ہون اُس درویش کے کہ جسکو اسرار کُن شنیع کہتے ہین اگرچہ اُنکے کمالات کا بیان امکان سے باہر ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ جو کچھ کمال اُنکے بعد درگ ظاہر ہو سکتے تہین مین حیات مین بھی اُن باتون پر قادر نہین ہون صاحبقران دل مین قائل ہوے کہ واقع مین یہ درویش صاحب کمال ہی لوح اُتار کر دینے کا قصد کیا درویش نے کہا مجھے لوح کی ضرورت نہین ہی جب وقت آئیگا تو لے لونگا اور مجھے آپ دشمن نہ سمجھین مین دوست ہون آپ کا لیکن مناسب ہی کہ آپ اپنے عیار کو بھی بلوالین کہ انہین بھی ایک مصلحت ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین کسے بھیجون درویش نے کہا مین ابھی نامہ بھیجتا ہون اشرف جنی کو وہ جا کے خضران کو لے آئیگا یہ کہکر لالون کے پنجرے کی طرف دیکھا اور کٹہڑے کی کھول کے ایک لال کو پنجرے سے باہر نکالا اور ایک نامہ لکھکر گلے مین اُس لال کے ڈال دیا اور کہا کہ جا کر اشرف جنی کو یہ نامہ دے آ دیر نکرنا یہ سنکر لال زقند لیتا ہوا چلا یہان ہاشم صحرا نشین نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ ای پروردگار حقیقی میرا بھروسا تیری ہی ذات پر ہی اس صحرا بے برگ و بار مین تو اس بندۂ عاجز کو جس طرح رزق پہونچاتا ہی اُسی طرح مہمان کے واسطے بھی رزق بھیج دے یہ کہکر درویش آبدیدہ ہوا دیکھا کہ جانب صحرا سے ایک آہو نمودار ہوا کہ ایک شیر صحرائی اُسے رگیدے ہوے چلا آتا ہی جس وقت آہو سامنے درویش کے پہونچا تو ایک شرارہ آسمان سے گرا کہ آہو کباب ہو کے رہگیا درویش نے بالکون سے اشارہ اُٹھالانے کا کیا اور آپ سجدۂ شکر ادا کیا بالکون نے آہو کو لا کے سامنے صاحبقران کے رکھ دیا اور تشتریان اور چھُریان لا کے رکھ دین درویش نے عرض کی یہ دعوت درویش کی ہی قبول فرمایے جس چیز کی نیت کر کے نوش فرمایئے گا وہی ذائقہ پایئے گا صاحبقران نے چھری سے گوشت اُس آہو کا تراش کے نوش فرمایا جو کچھ درویش نے بیان کیا تھا ویسا ہی اثر اُسکا پایا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو درویش نے کہا کہ اب آپ آرام کرین کل صبح کو اشرف جنی آپ کے عیار کو لیکر آجائیگا صاحبقران نے آرام فرمایا وہان کا حال سنیے کہ اختر بار جادو جو چلا تھا سنتے آتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا کہ تمام باغ کو ابر آسمانی رنگ نے گھیر لیا دن کو تارے جگمگانے لگے اس خوبی سے اختر بار جادو نے آکر سحر کیا کہ کسی پر ظاہر ہونے پایا سب یہی سمجھے کہ رات ہو گئی ہی اور تارے نکلے ہوے ہین بس اختر بار جادو نے سحر کو زور دیا اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کے بطور شہاب بن بنکے درختون پر گرنے لگے جس جگہ شرارہ گرا اُس درخت کو آتش بہار کر دیا یہ رنگ دیکھکر قریب جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ٹکڑا ابر کا اُڑا دیا کہ وہ ابر بنکر قصر ملکہ کے چھا گیا گویا ایک سائبان قائم ہو گیا اور اسنے اشرف جنی کو آواز دی کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی اختر بار جادو آگیا ہی جسنے محاصرہ کر لیا ہی ای اشرف جنی یہ ساحر زبردست ہی اگر یہ دو بدو ہوکے لڑتا تو شاید دو چار سحر کی رد و بدل ہو سکتی اب جو اسنے حصار سحر قائم کر لیا ہی مین اسکا کچھ نہین کر سکتی تم سے ہو سکے تو ملکہ کی جان بھی بچاؤ اور اپنی بھی حفاظت کرو یہ آواز جو کان مین اشرف جنی کے پہونچی یہ اپنے حجرے سے باہر آئے یہاں

یہان اتنی دیر مین اک بڑا سا تارا ٹوٹ کے اُس سائبان پر گرا سائبان کو جلا کے خاک کر دیا دیکھا اشرف
جنی نے کہ اک قیامت برپا ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی طائران باغ شور کر رہے ہین درخت
جل رہے ہین گل شمع کے مانند گل معلوم ہوتے ہین تارے برابر ٹوٹ کے درختون پر گر رہے ہین بس
یہ حالت دیکھتے ہی اشرف جنی نے جلدی سے باغ کی نہر مین سے اک چلو پانی لیکر کچھ پڑھا اور پھر
وہی پانی نہر مین ڈال دیا فوراً نہر مین تلاطم پیدا ہوا اور بعد تلاطم کے تمام پانی ٹھہر گیا نہر مثل آئینہ کے
معلوم ہونے لگی جسقدر ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر باغ پر گر رہے تھے وہ سب نہر کی طرف متوجہ ہوے
جو ستارہ آسمان سے ٹوٹا وہ نہر مین آکر ماہی بنگیا اور غرق ہو گیا یہانتک کہ تمام ستارے نہر مین غرق
ہو گئے اُس وقت اختر بار جادو کو غصہ آیا اور اسنے صورت اپنی ماہتاب کی پیدا کی اور یہ آپ باغ
کی طرف چلا عکس جو اپنا نہر مین دیکھا اُسی طرف متوجہ ہوا یہانتک کہ یہ بھی غرق نہر ہو گیا اشرف جنی نے
بالاے نہر اک جال بچھوا دیا کہ اگر کوئی مچھلی تڑپے تو نہر سے باہر نہ نکل سکے اور اختر بار جادو جو چاند بنکر
نہر مین اُترا تھا وہ نہنگ ہو کے رہگیا فریب جادو اور قطب جنی قریب آئے اور اشرف جنی کی بہت
تعریف کی اشرف جنی نے کہا کہ مین نے اسکو قید تو کر لیا مگر ابھی ہم تم بھی قید ہین یہ حصار طلسمی جو باغ پر چھایا ہوا
ہی اُسکو اگر اختر بار جادو خود ہی مٹاے تو ٹوٹ سکتا ہی ورنہ مٹنا اسکا غیر ممکن ہی فریب جادو نے
کہا کہ پھر کیا ہوگا اشرف جنی نے کہا کہ خدا ہی مدد کریگا تو کچھ ہوگا ورنہ ہم تم سب گھٹ کے مر جائینگے
اس حصار کے باعث سے ہوا کی آمد و رفت موقوف ہی فریب جادو نے کہا کہ ساحر کے مرنے سے سحر اُسکا
مٹ جاتا ہی اختر بار جادو کو قتل کر ڈالیے سحر بھی اُسکا مٹ جائیگا اشرف جنی نے کہا کہ مین مسلمان ہون
بے تلقین اسلام اُسکو قتل نہین کر سکتا اُس وقت تو مین نے اسکو قید کر لیا ہی جسوقت دعوت اسلام دونگا
تو وہ سمجھکر قبول کر لیگا اور اگر چھوٹتے ہی اُسنے دغا کی تو پھر اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ سنکے
فریب جادو بھی سکوت مین گئی کہ اتنے مین قطب جنی نے اپنے علم سے بعد دریافت حال بیان
کیا کہ رہا ہونا ہم لوگون کا مدد غیب سے ہوگا کہ اک مرتبہ وہی لال فرستادہ ہاشم صحرا نشین قبلہ نما
ہوا آگے پہونچا دیکھا کہ تمام باغ پر ابر چھایا ہوا ہی راستہ مسدود ہی بس پہلے تو یہ نرقیلا کہ ابر راہ دینے والے
راستہ دے کہ مین ایلچی ہون اور ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی جب کوئی جواب نہ آیا تو اُسنے پر مارا
فوراً اُس ابر آسمانی رنگ مین آگ لگ گئی پہلے تو تمام آسمان پر شفق سی پھولی ہوئی معلوم ہوئی لیکن اسکے
تمام ابر سمٹ کے اک شرارہ بنا اور نہر مین گرا کہ پانی اُچھلنے لگا تلاطم برپا ہوا مچھلیان نہر سے تڑپ تڑپ کے
باہر گرین اور نہنگ تہ آب مین جا کے پوشیدہ ہوا شرارہ تہ آب تک چلا گیا اور اُس شرارہ نے ہو الٹ کے نہنگ پر
گرا کہ تمام جسم مین نہنگ کے آگ لگ گئی نہنگ بھی تڑپ کے باہر نہر کے آیا اور زمین پر گرا گرتے ہی
تمام جسم مین آگ لگ گئی اور جل کے خاک ہو گیا مرتے ہی اُسکے قیامت کبری برپا ہوئی آتشبازی کی
برف باری ہونے لگی آندھی چلی خاک اُڑی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اختر بار جادو بود حیف
میردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب مرنے سے اختر بار جادو کے علامات سحر برطرف ہوئین اور
روشنی ہوئی تو دیکھا سب نے کہ ذات نحس یعنی لاش اختر بار کی جلی ہوئی کنارے نہر کے پڑی ہی اور اک
لال شانے پر بیٹھا ہوا ریل رہا ہی نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ہی بس جلدی سے اشرف جنی نے
اُس نامہ کو کھول کے پڑھا لکھا تھا کہ ای اشرف جنی تم حفاظت ملکہ کی فکر نکرو ہر مخلوق کا خالق سے زیادہ
کوئی حفاظت کرنے والا نہین ہی صاحبقران میرے گھر مین مہمان ہین تم تنہا [illegible]

خضران عیار صاحبقران کو لے آؤ اور کل صبح کو مجھ تک پہونچ جانا نامہ کھولتے ہی لال تو اُڑ کر جس طرف سے
آیا تھا اُسی طرف چلا گیا اور یہان فریب جادو قطب جنی ملکہ سہیل بسنتی پوش سب کے سب کنارے
نہر کے آ کر جمع ہوے لاش اختر بار جادو کی دیکھی قطب جنی نے اشرف جنی سے کہا کہ اگر یہ لال نہ آتا
تو اس بلا سے نجات ہوتی مین جانتا ہون کہ ہاشم صحرا نشین بہت بڑا شخص ہی اگر اس وقت وہ چاہے تو طلسم کو
درہم وبرہم کر دے کوئی شخص اسکا کچھ کر نہین سکتا شاہان دربند نام سے اُسکے تھراتے ہین اور سال بھر
بعد خوشی سے جا کر عرس مین اس ارگوشہ نشین کے شریک ہوتے ہین اشرف جنی نے کہا کہ مجھے ڈھنگ صاحب کا
معلوم ہوتا ہی اب تم اسی جگہ ٹھہرو کل صبح کو مع ملکہ جا کر ہاشم درویش سے ملنا اور مین بھی خواجہ خضران
کو شہر بکرانیہ سے لیکر وہین آؤنگا یہ کہکر درویش اشرف جنی مرگ چھالا اُڑاتے ہوے طرف شہر بکرانیہ
کے روانہ ہوے چونکہ صاحبقران کو گئے ہوے کئی روز گزر چکے تھے اہل بکرانیہ پریشان تھے خواجہ
خضران اور طیفور بادیہ گرد اور ناطق بکرانی اور یوسف بکرانی ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوے تھے
باتین ہو رہی تھین کہ دیکھیے اب صاحبقران سے کب ملازمت حاصل ہوتی کہ اکبارگی جانب آسمان سے
اک مرگ چھالا اُترتا ہوا دکھلائی دیا یہانتک کہ قریب پہونچا اور زمین پر اترا مرگ چھالے پر اک شخص بیٹھا ہوا
تھا کہ منہ اُسکا بندر کا ہاتھ پاؤن مثل شتر کے تھے آ کے سلام علیک کی آواز دی ان لوگون نے جواب
سلام دیا اُس شخص نے مرگ چھالے سے اُتر کر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین فرستادہ
صاحبقران زمان ہون مجھے اُنہون نے عیار کے لینے کو بھیجا ہی طیفور جلدی سے اُٹھا کہ چلے پہلے
اشرف جنی نے پوچھا کہ نام آپ کا کیا ہی طیفور نے نام بتایا کہا کہ جس شخص کا نام خضران ہو وہ میرے
ساتھ چلے اور کسی کے جانے کی اجازت نہین ہی یہ سن کے طیفور تو کسیقدر شرمندہ ہوا خضران
کو اشرف جنی نے اپنے پاس مرگ چھالے پر بٹھایا یوسف بکرانی نے کہا کہ صاحبقران خیریت
سے تو ہین اشرف جنی نے کہا کہ اطمینان رکھو صاحبقران بہت جلد تم لوگون سے آ کر ملینگے یہ سن کے
یوسف بکرانی کو گونہ اطمینان ہوا اور اشرف جنی مرگ چھالا اُڑاتا ہوا پھر طلسم کی جانب روانہ
ہو گیا وہان دوسرے روز صبح کو فریب جادو اور قطب جنی نے ملکہ سہیل بسنتی پوش کو سمجھا بجھا کر
ساتھ لیا اور جانب مسکن ہاشم درویش روانہ ہوے یہان صاحبقران خواب سے بیدار
ہوے فریضہ سحری کو ادا کیا اور اوراد وظائف سے فراغ حاصل کر کے بیٹھے تھے کہ درویش آ کر بیٹھے اور
پوچھا کہ یا صاحبقران آپ کس ارادہ سے اس طرف تشریف لائے ہین امیر نے اول سے حال
ناطق بکرانی کی نامہ داری کا اور اپنا شہر بکرانیہ مین آنا اور جو جو کچھ کہ گذری تھی سب بیان کیا درویش
نے کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہوا کہ آپ اسفندیار کی رہائی کے واسطے تشریف لائے ہین میری راے
مین اگر آشتی سے کام نکلے تو جنگ کرنا مناسب نہین ہی لہذا مین ایک ایک نامہ سرور بند کے بادشاہ کو
لکھتا ہون اور سبکو بلاتا ہون جب وہ لوگ آئینگے تو آپ سے اور اُن سے صلح کرا دونگا مجھے امید
ہی کہ بغیر لڑے بھڑے مطلب حاصل ہو جائے گا اور سر زمین طلسم خون سے رنگین ہو گی
صاحبقران نے فرمایا کہ مین فاتحی طلسم کو نہین آیا ہون مجھے تو اسفندیار کی رہائی سے کام ہی ہنوز
یہی باتین ہو رہی تھین کہ اشرف جنی خواجہ خضران کو لیے ہوے پہونچے ہاشم صحرا نشین
کو سلام کیا خضران درویش کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا آخر مین
قطب جنی بھی مع فریب جادو و ملکہ سہیل بسنتی پوش آ کے پہونچا سلام کر کے بیٹھ گیا اُسوقت

درویش نے ہنسکے خضران سے کہا کہ آپ تو شاہ عیاران کہلاتے ہین اور بڑے بڑے سامان آپکے
پاس ہین گلیم ہی دیو جامہ ہی زنبیل ہی بارگاہ دانیالی ہی اور بہت سے تحفے ہین ذرا مین چاہتا ہون کہ
میرے سامنے بھی گلیم اوڑھکر غائب ہوجایئے خضران نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالکر اوڑھ لون
ہاتھ زنبیل پر نہ گیا خضران گھبرا گھبرا کر زیر بغل ہاتھ لیجاتا ہی مگر جب ہاتھ پڑتا ہی بہک کے پڑتا ہی زنبیل پر
نہین پڑتا ہی اُس وقت خضران پریشان ہوا اور درویش ہنسنے لگے صاحبقران نے ارشاد
کیا کہ خواجہ یہ تعجب کی بات نہین شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین انھون نے لوح کے حروف
اس طرح مٹا دیے کہ مجکو بھی پریشان کردیا تھا انکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی خضران کو نہایت رنج
ہوا کہ تو شاہ عیاران کہلاتا ہی اور اک فقیر نے تجھے بے بس کردیا خیر دیکھا جائیگا یہ سوچ کے
دلمین لیے رہا اب درویش نے چارون بادشاہون کے نام نامے تحریر کیے اور پنجرے کی کھڑکی کھولکر
چار لال نکالے ایک ایک نامہ ہر لال کی منقار مین دیکر پروانہ کیا لال اُڑکر روانہ ہوے درویش نے
سامان دعوت مہیا کیا حسب سابق کے ایک آہو پھر آیا اور کباب بنگیا سب نے کھایا جسنے جس
شی کا خیال کرکے لقمہ اُٹھایا اوہی ذائقہ پایا جب وقت نماز آیا تو درویش نے کہا کہ آج نماز جماعت
سے ہونا چاہیے سب نے وضو کیا درویش نے صاحبقران کا ہاتھ پکڑکے امیر کو آگے کھڑا کیا اور کہا کہ آپکے
ہوتے ہوے امام جماعت نہین ہوسکتا امیر نے ہرچند انکار کیا کہ مین بندہ گنہگار ہون لائق امامت نہین
ہون لیکن درویش نے نہ مانا اور عرض کی کہ آپ عادل ہین خدا نے آپکو خلعت صاحبقرانی سے
ممتاز کیا ہی صاحبقران نے نماز شروع کی خضران برابر درویش کے آکر کھڑا ہوا اور دارو بیہوشی
اس طرح سجدہ گاہ مین ڈالدی کہ کسی نے نہ دیکھا جسوقت درویش سجدے مین گئے تو غنودگی طاری ہوگئی
بس وہ موکل جو انکی حفاظت پر مامور تھے انھون نے اک پھول لا کے ناک کے برابر رکھدیا جس سے
درویش فوراً ہوش مین آگئے جب نماز ختم ہوئی تو درویش نے خضران کی بہت تعریف کی خضران
نے کہا کہ مین تبرکات کے بھروسے پر عیاری نہین کرتا ہون ہان وقت مشکل مین ان تبرکات سے
مجکو مدد بہت بڑی ملتی ہی درویش نے کہا خواجہ مین تو خود تمھاری تعریف کرتا ہون کہ کیا نازک عیاری
تمنے کی ہی اگر تم ایسے نہوتے تو شاہ عیاران کا خطاب کیونکر پاتے اور یہ تبرکات کیونکر تمھارے
ہاتھ آتے امیر نہایت شرمندہ تھے کہ اسنے درویش سے سخت گستاخی کی اور نماز کی حالت مین
لیکن ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کچھ خیال نکرین اگر یہ کمی کرتے تو اظہار کیونکر
ہوتا پہلے تو مین ہی نے چھیڑا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین چاہتا ہون کہ ان بزرگ کے مزار کی
زیارت سے بھی مشرف ہون جنکا ذکر آپنے کیا تھا ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ تشریف لے چلیے غرضکہ
درویش نے سبکو ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوگئے جاتے جاتے قریب اک درخت کے پہونچے
اور انگلی سے اشارہ کیا درخت مین دروازہ پیدا ہوا تنہ شق ہوگیا ہاشم صحرا نشین مع صاحبقران
اُس دروازہ مین داخل ہوے تو اک احاطہ مین پہونچے چہار جانب دیوار تھی بیچ مین تھوڑا سا میدان
تھا اور وسط میدان مین اک چھوٹا سا مقبرہ بنا ہوا تھا ہاشم روتے ہوے مقبرہ مین آئے دیکھا
امیر نے کہ تعویذ قبر پر یہ شعر تحریر ہی ع ذات معبود جاودانی ہی + باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی
یہ دیکھکر صاحبقران پر ایسی عبرت طاری ہوئی کہ بہت روئے اور دنیا سے نفرت ہوگئی قبر پر
فاتحہ پڑھا تمام در و دیوار اس مقبرہ کے اشعار عبرت آثار سے بھرے ہوے تھے جس طرف دیکھے

ناپائداری دنیا کی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہاشم صحرا نشین نے دیکھا کہ اگر زیادہ قیام اس مقام پر
ہوگا تو امیر با توقیر نہایت پریشان ہو نگے انکو ابھی دنیا مین بڑی بڑی سختیان جھیلنا ہین بس جلد ہی
سے یہ صاحبقران کو لیکر باہر نکل آیا اور سامنے مقبرہ کے اک بارہ دری سی بنی ہوئی تھی تمام سامان
راحت شاہانہ طریقہ کا وہان مہیا تھا فرش پر تکلف بچھا تھا شیشہ آلات جابجا قرینے سے نصب اور
آویزان تھے درویش نے امیر سے عرض کی کہ اب آپ یہان رونق افروز رہین مین نے شاہان دربند
کو بلایا ہی آج شام تک سب آجائینگے اور اسی جگہ قیام کرینگے کل میلا اور عرس ہوگا بعد فراغ عرس
انشاء اللہ مین آپ سے اور شاہان دربند سے بعد ملاقات تصفیہ کرا دونگا یہ سنکے امیر با توقیر نے
اس بارہ دری مین قیام کیا بعد کچھ دیر کے دیکھا صاحبقران نے کہ جانب آسمان سے ٹکڑا سے ابر
بسنتی نمودار ہونا شروع ہوے کہ ایسے بارش گلہاے بسنتی ہوتی آتی تھی وہ ابر آکر
مقبرہ پر قائم ہو کر شق ہوا اور اسمین سے کئی لاکھ ساحران غدار آفت روزگار بلاے بد آفت
سر کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے ہنسول ہر سول جھمکاتے ہوے صحرا مین اترنے
لگے جسقدر فوج اترتی جاتی تھی صحرا وسیع ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ کئی لاکھ ساحر ایک گوشے مین سما
گئے آخر مین سواری خورشید بسنتی پوش کی نہایت احتشام سے نمودار ہوئی بارگاہ برپا
ہوئی خورشید داخل بارگاہ ہوا ایک وزیر تو اسکا صاحبقران کا شریک ہوگیا تھا دوسرا وزیر
کہ نام اسکا مخبط جنی تھا ہمراہ آیا اور سپہ سالار اسکا کہ نام اسکا قہر جادو تھا ساحر زبردست تھا
اک اژدر سحر پر سوار گلے مین بجاے زنار مار سیاہ لپٹا ہوا جھولی زر بفتی لگی ہوئی اسباب سحر سے
مملو تھا جسوقت یہ سب قیام کر چکے تو دوسرا ابر طاؤسی رنگ نمودار ہوا اس بر قین ہر ابر اہر قین چمک
رہی تھین اور رعد گرجنے کی صدا سے گوش گردون دون کر ہو گئے جسوقت یہ ابر شق ہوا تو اس سے
بھی دو لاکھ ساحر مہیب صورت نمودار ہوے سپہ سالار نہیب برق بار جادو تھا اسنے بارگاہ
طاؤسی رنگ برپا کی بعد اسکے سواری مہتاب شاہ اختر پوش کی نہایت جاہ و تجمل سے نمودار
ہوئی وہ احاطہ اور وسیع ہوگیا اور ایک گوشہ مین اسکا لشکر بھی سما گیا بعد اسکے پھر ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش گلہاے سرخ رنگ کی ہوتی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارے برس
رہے ہین تمام صحرا پرتو سے اس ابر کے شفقی ہوگیا جب ابر شق ہوا تو دو لاکھ ساحر اس ابر سے بھی نمودار
ہوے سالار لشکر شفق تاب جادو تھا اسکے سحر کا حال بر وقت مقابلہ خلخال جادو معلوم ہوگا یہ
نہایت زبردست ساحر ہی آخر مین بیرقین سرخ اڑتی ہوئین بگیرہ سرخ کھنچا ہوا چتر سرخ رنگ کو
گردش اک بادشاہ لباس سرخ پہنے ہوے تخت یاقوت نگار پر سوار نمودار ہوا قطب جنی
نے صاحبقران سے عرض کی کہ مالک لالہ زار طلسم کا بادشاہ دربند سوم یہی ہی نام اسکا بہرام شاہ
خونی سپاہ ہی میدان اور وسیع ہوا اور یہ سب فوج بھی اک گوشہ مین سما گئی بعد اسکے ابر زمردی
رنگ نمودار ہوا اور تمام آسمان پر پھیل گیا اس ابر سے نقارہ کی صدا آرہی تھی اور برقین چمک
رہی تھین برقون سے ابر کے تمام صحرا زمردی ہو رہا تھا درختون پر بہار تازہ آگئی تھی طائر چہکنے
لگے تھے جھونکے ہواے سرد کے آنے لگے تھے جسوقت ابر قریب ہو نجکر شق ہوا دو لشکان تو
دو لاکھ ساحر اس ابر سے بھی نمودار ہوے افسر فوج اک چوکی پر الکاش کے بیٹھا تھا نام اسکا
اخضر جادو ہی ساحر زبردست ہی اسنے آکر بارگاہ زمردی برپا کی آخر مین سواری جبین شاہ

زمردپوش کی آئی جس وقت یہ چار دن بادشاہ آچکے تو شام انکی آمد مین ہو گئی تھی شام ہوتے ہی سبکے واسطے کھانا پہونچ گیا سب نے کھانا کھایا آرام کیا جب صبح ہوئی تو ہر ایک اپنے اپنے مقام سے زیارت مزار درویش کے لیے چلا ہرطرف سے درویش ہاشم صحرا نشین بھی چلے امیر کو ساتھ لے لیا قطب جنی اور اشرف جنی امیر کے ساتھ تھے صاحبقران اکے گلے مین لوح طلسم پڑی ہوئی تھی دیکھا کہ میلا لگا ہوا ہے دوکانین کھلی ہوئی ہین جسکو جس شے کی خواہش ہوتی تھی وہ لیکر اپنے تصرف مین لاتا ہے دوکاندار قیمت نہین طلب کرتے اور جو دیتا ہے تو لینے سے انکار کرتے ہین جو واقف راز ہین وہ خود بھی نہین دیتے ہین سامنے مقبرہ کے اک نمگیرہ کھنچا ہوا تھا پہلے تو سبنے آکر زیارت قبر کی بعد اسکے سبکے سب اُس نمگیرہ کے نیچے جمع ہوے درویش ہاشم صحرا نشین آمیر با توقیر کو لیے ہوے آکر مسند پر بیٹھے

قوالون نے گانا شروع کیا غزل

کریگا آج خون شرک اعجاز رقم میرا
کہ اب آگے یک منزل ہو گیا ارکِ قدم میرا
کچھ ایسا کر دیا توحید کے جلوہ نے نورانی
بھرا کرتی ہے دم ہر دم نسیم صبحدم میرا
مری انجمن سے ہر دم کیون نہ کسکو بدگمانی ہے
خدایا راہ مین تیری پڑے کیونکر قدم میرا
مرا کیا ساتھ دینگے خضر یارب راہ مین تیری
خدایا ناتوانی سے ہوا قد ایسا خم میرا
کہ کیونکر روؤن ہر وقت مین یاد آگہی مین یا
ٹھہرتا ہی نہین زیر قدم نقش قدم میرا
ازل سے ہیر سے ... سر نام تیرا نقش ہے باز
ٹپک جاے اگر آنکھون سے کوئی اشک غم میرا
یہ ہونگا مین ترے کوچہ مین جنت کیا کرون
ابھی جب ذکر آتا ہے میان بزم غم میرا
نہوگی میری کشت آرزو کیسے ہری سبزی
کہ اب ظاہر نہین ہوتا کہین نقش نم میرا

نہ کیون حمد الٰہی مین بڑھے حسن رقم میرا
کہ ہے حمد خدا مین ذوالفقار ایسا قلم میرا
اگر مجذوب ہو جاؤن تو بس کیا ہے مجکو غم میرا
چلے تا حشر دل دیکھے اگر شمع حرم میرا
یقینی منزل مقصود پر مین آ پہونچا ہون
ہمیشہ گیسوے حور الفت ہے پیچ و خم میرا
تمنا ہے گلی مین تیری جاکر خاک ہو جاؤن
جدا ہونے لگا قدمون سے خود نقش قدم میرا
دھرا ہے مین نے جبسے پاؤن یارب راہ مین تیری
کسی دن دیکھ لینا خون کریگا مجکو غم میرا
اگر کچھ ہے تو اتنا میری بربادی کا ماتم ہے
جہان مین کوئی لکھ پاتا نہین سکتا درم میرا
مین کیون عدون اگر دل بہ گیا آنکھون سے ہو کر
ادھر ہستی مری ہے اور ادھر جانب عدم میرا
خدایا راہ مین تیری کچھ ایسا تیز جاتا ہون
بہت سمجھا ہوا ہے در غلط باغ ارم میرا
تمھارا طالب ہون مین کیون نہ ... ہے مرقد پید

کہ بسم اللہ کا ہے مصرعہ ثانی قلم میرا
خدایا خوش ہون تیری راہ مین لٹکیگا دم میرا
ستم توڑے مجھے ہر وقت آخر تک ستم میرا
رہا ہے جبسے تو بوسے کے پیچھے غنچۂ دل مین
مقابل مہر و مہ سے ہو گیا نقش قدم میرا
اگر توفیق ہو تو سر کے بل چلنا مناسب ہے
ازل سے دیکھتی ہے راستہ راہ عدم میرا
رکوع ایسا ہمیشہ بندگی مین تیری رہتا ہو
بنا ہے دیدۂ حیرت اسی کا نقش قدم میرا
تری راہ محبت مین ہر اک بیتاب ہے یارب
بگولے دشت مین اکثر اٹھاتے ہین علم میرا
ترا در یار رحمت جوش مارے حشر تک یارب
مجھے مطلب سے مطلب ہے جگہ پر ہے صنم میرا
مرے ہاتھ کے آگے اپنا ہاتھ بھول جاتے ہین
کہ اب تو پیچھے رہا جاتا ہے ہر نقش قدم میرا
الٰہی سخت کس درجہ تری راہ محبت مین
کلیم آؤ دکھا دون ہے مرے دل مین ہی صنم میرا

یہ غزل جو قوال گا رہے تھے فقیر وجد کے عالم مین جھومنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے حق حق کی صدائین بلند ہوئین بعد اسکے فرمایش کی کہ جس طرح حمد خدا واجب ہے اسی طرح نعت محمد مصطفےٰ بھی فرض ہے اُس نبی برحق کی صفت و ثنا مین بھی کچھ اشعار سناؤن تو گاؤ اک قوال نے آکر یہ غزل شروع کی غزل

زمانہ بھر سے ایسا کم ہوا سایہ محمد کا
زمین پر جلوہ افگن کب ہوا سایہ محمد کا
مجسم وصف خالق اسم ثانی ہے محمد کا
نہ ین الٰہ ہے انسان ہو سہ ہر میم محمد کا
دل کفار مین جاکر چھپی اب کفر کی ظلمت

کسی نے دوسرا مصرعہ نہ دیکھا مصرعہ ثانی کا
دکھا دیتا ہے نور پنجتن جلوہ محمد کا
الف کہے مجھ سے کبھی حمد رہجاتا ہے محمد کا
تعجب کیا ہے شہر علم ہو جانا محمد کا
وہ جلوہ ہے رسول اللہ کے آئینہ قد کا

نہ کیونکر بلند کردون لفظ اُسکے زہر جاد کا
شمار اُس نے کیا دو حرف مین حرف مشدد کا
جدا ہے اسلیے ہر ایک مخرج حرف ابجد کا
کہ وہ اپنے اب جد سے بتا دیتا ہے ابجد کا
سہارا اُنکا تہلیل کا بعد فنا بھی ہے

عدم مین جانشین بنکر رہا سایہ محمدؐ کا
نہ کیونکر بیتحیر سے چشم موسی بند ہو جاے
سراپا نور ہو جاتا نہ کیون سایہ محمدؐ کا
زمین مارے خوشی کے وجد مین کیونکر نہ آ جاے
فلک بھی ایک چھوٹا سا نگینہ ہی زبرجد کا
جدائی ذات الله وہی مین ہو نہین سکتی
ہمیشہ انبیا مین غل تھا اسکی آمد آمد کا
فنا فی اللہ بھی ہو کر نہو ن نکحے فنا میرے
کہ ہی عرش معلی ایک گوشہ اسکی مسند کا
لب اعجز نما کا ایک یہ اعجاز کیا کم ہی
قدم رکھتے زمین پر کسلیے سایہ محمدؐ کا
زیارت کے لیے چشم بصیرت کی ضرورت ہی

رسول پاک کا رتبہ کوئی کیا جالسکتا ہی
یقینی جلوہ اللہ ہی جلوہ محمدؐ کا
دکھادون منکرون کو یون نہی اصل جلوہ ہے
فلک کرتا ہی ہر دم طوف پیغمبر کے مرقد کا
ہوا مین کس بنا پر اسقدر تخت سلیمان ہی
نہوگا قلب سے بھی منقلب میم اسم احمدؐ کا
قدمبوسی رسول اللہؐ کی کافی دوا ہی
نظارہ تا قیامت ہو مجھے حضرت کے قدم کا
درود آدم کو پھر جو احق نے بتایا
نہ جاتا فیض محبوب خدا کے درس ابجد کا
کبھی محبوب حق کو آئینہ بھی دلمین کہتا
کلیم اللہ کا جلوہ ہی سایہ حسبہ احمد کا

احد سمجھے نصیری جانشین لیسا ہی احمدؐ کا
شفیع روز محشر بن رہے کوئی کیون ہمسر
بڑھا دون قل ہو اللہ احد مین میم احمدؐ کا
رسول اللہؐ کے دست عطا کا یہ ترشح ہی
ازل سے تا ابد ہی ایک گوشہ اسکی مسند کا
نہ کیونکر انتظار اسکا فنا فی اللہ کردیتا
کوئی مشکل نہین آئینہ ہونا سنگ اسود کا
ملا ہی رتبہ معراج ہمارے جانشینون کو
دکھایا جد انکے کو شرف فرزند ارشد کا
نہ کیونکر فخر ہو و البتہ ہی یا مبارک سے
جہا نسے اسلیے گم ہو گیا سایہ محمدؐ کا
الحاصل دو پہر رات گئے تک

یہ جلسہ رہا جسوقت جلسہ برخاست ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا رات اپنے اپنے بستر پر گذاری جب صبح ہوئی تو پھر سبکے سب آ کر مزار اسپر اگوشہ نشین پر جمع ہوے خدا پرست بعد فاتحہ خوانی پھر اسی نگیرہ کے نیچے محفل آراستہ کر کے بیٹھے اور شاہان چہار در بند بھی جمع ہوے آج لوگون نے صاحبقران کو پہچانا امیر با توقیر نے درویش کی فہمایش کے موافق لوح گلے سے اتار کر درویش ہی کے سپرد کردی تھی آج پھر مثل روز گذشتہ کے حقائق صحبت رہی جب محفل برخاست ہوئی تو اپنے اپنے مقام پر پہونچ کے یہ ذکر رہا کہ طلسم کشا اس صحبت مین شریک تھا درویش نے اسکا ذکر کرنا چاہیے کہ یہ ہمارا دشمن ہی یا تو آپ سے گرفتار کر لیجیے اور یا ہمارے سپرد کیجیے جب پھر مزار درویش پر آئے آج تیسرا دن تھا یہ روز وہ تھا کہ سب کے سب رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کو جاتے تھے آج درویش نے اسی مزار پر صاحبقران کو ان سب بادشاہون سے ملایا اور کہا کہ لوح طلسمی مین ان لوگون کو دیے دیتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ جو آپ مناسب جانین وہ کرین مجھے کسی بات مین عذر نہین ہی اس وقت درویش حقیقت کیش نے لوح چارون بادشاہون کے سامنے ڈال دی اور کہا کہ بو اسے حفاظت سے رکھو اور یہ شخص تمہارا مہمان ہی تمپر اسکی مہمان نوازی واجب و لازم ہی کہ یہ صاحبقران وقت اور فاتح طلسم ہی اور صاحب اسم اعظم ہی اگر لوح نہ بھی ہوتی تو کوئی ساحر ان کا کچھ کر نہین سکتا اور دین بھی انکا برحق ہی اگر لڑو گے تو سوا ذلیل ہونے اور مارے جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا سب بادشاہون نے گردنین جھکالین اس وقت درویش نے کہا کہ دیکھو تم جن لوگون کو خداوند کہتے ہو وہ در اصل خداوند نہ تھے بلکہ مخلوق خدا سے تھے انکو شیطان نے گمراہ کردیا تھا خدا وہ ہی جسکو زوال نہین ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا یہ لوگ پیدا بھی ہوے اور فنا بھی ہو گئے نہ آج سامری ہی نہ جمشید نہ لات ہی نہ منات نہ ثمرات تخنگا ہی نہ دم جبنت ہی نہ لقا ہے بے بقا اگر یہ لوگ خداوند ہوتے تو بندون کے ہاتھ سے زک نہ اٹھاتے انھین اسکے بزرگون نے ہزارہا خداوندیان بگاڑ دین بہت سے رنگے ہوے خداوندون کی قلعی کھل گئی تمکو چاہیے کہ راہ راست اختیار کرو تاکہ دنیا اور عقبےٰ دونون بنین ورنہ انجام اچھا نہوگا نہ سلطنت رہیگی نہ یہ جاہ و حشم

یہ ایک طلسم کشا تمام طلسم کو ایک دن مین مٹادے گا خدا نے جتنی چیزین پیدا کی ہین اُنمین کوئی بیکار
نہین ہی آنکھین دیکھنے کو کان سننے کو زبان ذائقہ تلخ و شیرین کے سمجھنے کو اُسی طرح عاقبت اندیشی کو
جب آنکھون سے کنوئین کو دیکھتے ہو تو کیون اُس سے بچ کے چلتے ہو اسلیے کہ اگر نہ بڑھو تو اسی طرح
جس بات کو عقل قبول کرے اُسے ماننا چاہیے جسے عقل قبول نکرے اسکو نہ ماننا چاہیے مین تمھارے
سامنے بیزبانون سے اقرار وحدانیت پروردگار کرائے دیتا ہون یہ کہکر فقیر نے قبر پیر تمورچی کے فاتحہ
پڑھا اور دعا کی کہا ای درویش باکمال آپ نے اپنی ریاضت کا کوئی ثمرہ ایسا نہین ظاہر کیا جس سے
گمراہ راہ پر آتے اور دیدہائے کور مین روشنی پیدا ہوتی بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا سرہانے قبر کے
اک کوپل پھوٹی اور بڑھتے بڑھتے دم بھر مین وہ درخت سرو بن گئی پھر پائنتی ایک کوپل پھوٹی اور وہ
بڑھکر درخت شمشاد ہوگئی درخت سرو پر اک فاختہ حق سرہ کا دم بھرتی ہوئی نمودار ہوئی اور درخت
شمشاد پر قمری نظر آئی قمری نے فاختہ سے کہا کہ ہزار ہزار شکر ہی اُس خالق عالم کا کہ جسنے ہمین اور
تمھین باوجود خیر ذوالعقول ہونے کے دین حق پر راغب کیا اور قوت ناطقہ عطا فرمائی پھر ہم
کیون نہ وعظ و پند کرین فاختہ نے کہا کہ مین جسقدر شکر و ثنا اُس خالق بے ہمتا کی کرون وہ کم ہی اور
نصیحت ہماری کیا اور ہم کیا جسکو خدا نے توفیق نیک عطا کی ہی وہ ہر رنگ مین اُسکے جلوہ کو
دیکھتا ہی اور وحدانیت کا اُسکے قائل ہی اور جو نااہل اور کور باطن ہی وہ نہ سمجھا ہی نہ سمجھانے سے
سمجھیگا قمری نے کہا کہ یہ سچ ہی مگر خدا نے تین قسم کی طبیعتین دنیا مین خلق فرمائی ہین ایک وہ
ہین کہ طبع سلیم رکھتے ہین اُنکو سمجھانے کی ضرورت نہین اپنی عقل سے خود ہر بات کو سمجھ لیتے ہین
ایک وہ ہین کہ نہ خود سمجھتے ہین نہ سمجھانے سے اُنکی سمجھ مین آتا ہی ایک وہ ہین کہ یون نہین سمجھتے
اور سمجھانے سے سمجھ جاتے ہین لہذا ہم ثواب سے کیون باز رہین اگر ہماری نصیحت کارگر ہوئی اور کچھ
گمراہ راہ پر آگئے تو ثواب بے پایان حاصل ہوگا فاختہ نے کہا کہ اگر خدا ہی نے ایسی عقل دی ہی کہ نہ خود
سمجھے نہ سمجھانے سے سمجھے تو بندہ کا کیا قصور ٹھہرا قمری نے جواب دیا کہ یہ اپنا کیا ہوا ہی اگر عالم
ارواح مین اقرار احدیت کر لیا ہی تو یہان بھی حق پسند ہوگا خدا ہے برحق عادل ہی ظالم نہین ہی وہ خالق
خیر و جبل ایسا ہی کہ اسنے انسان کو فاعل مختار بنالیا ہی اب چاہے انسان راہ راست اختیار کرے
چاہے گمراہ رہے بعضے اپنے ہاتھون کو غریبون اور مسکینون کی کفالت مین اُٹھاتے ہین اور بعضے
دست جفا کو آزار رسانی کے واسطے دراز کرتے ہین اسکا انصاف پیش پروردگار روز بازپرس
ہوگا اُسنے رہنمائی کے واسطے سلسلہ انبیا کا معین کیا کہ اُنکو اپنا نائب مقرر کرکے دنیا مین بھیجا
تاکہ وہ راہ راست بتائین اور تمام انبیا مین رتبہ ختم المرسلین کا سب سے زیادہ مقرر فرمایا ہی مجھے
اک حکایت اسوقت یاد آئی ہی وہ یہ کہ زمانہ جناب آدم علیہ السلام مین کچھ لوگ آپس مین ذکر کر رہے
تھے اور کہ رہے تھے کہ دنیا مین سب سے زیادہ مرتبہ کسکا ہی ایک گروہ مدعی اس بات کا تھا
کہ جناب آدم کا رتبہ سب سے زیادہ ہی اسلیے کہ وہ ابو البشر ہین اور نبی خدا ہین ایک گروہ یہ کہتا تھا
کہ رتبہ حضرت جبرئیل کا سب سے برتر ہی اسلیے کہ وہ مقرب بارگاہ سبحانی ہین اور آمدہ وحی
ہین آخرش دونون گروہ پاس جناب آدم علیہ السلام کے آئے اور اپنا اپنا خیال سامنے حضرت
آدم علیہ السلام کے بیان کیا جناب آدم نے ارشاد فرمایا کہ نہ میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی نہ جبرئیل
کا مرتبہ اسکا سب سے زیادہ ہی جو باعث خلقت عالم ہی اور جسکو خداوند عالم نے اپنے نور سے

خلق فرمایا پوچھا وہ کون ہین کہا ختم المرسلین صاحب لولاک محبوب رب العالمین خیر البشر احمد مصطفے کہ مرتبہ اُن
جناب کا تمام عالم سے زیادہ ہی خداوند عالم نے انھین کے باعث سے تمام دنیا کو خلق فرمایا ہی
اور اب زمانہ اُسی رسول برحق کا ہی یہ باتین سُنکے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوے جو ساحران طلسم
یہان جمع تھے اُنکو خیال ہوا کہ فقیر نے یہ بھی کوئی کرتب دکھایا ہی اسکو سحر سے مٹا دینا چاہیے تاکہ
درویش کو ذلت حاصل ہو چپکے چپکے سحر کیے مگر کوئی اثر سحر کا ظاہر نہوا بلکہ فاختہ اور قمری نے کہا
کہ کچھ لوگ ابھی سیہ دل ہین کہ آئینہ نور معرفت اب بھی روشن نہوا اور اُنکو خالق حقیقی کی قدرت
نمائی مین اب بھی شک ہی ہمکو کرشمہ سحر سمجھ کر اپنے سحر سے مٹانا چاہتے ہین جسکو خدا نہ مٹائے اُسے
کون مٹا سکتا ہی اور جس جسکا حوصلہ ہو وہ پورا کر لے یہ سُنکے فقیر نے کہا کہ جس ساحر کو یہ گمان ہو
کہ یہ کوئی نیرنگ ہی وہ سحر کرکے دیکھ لے اچھی طرح حوصلہ اپنا پورا کرے اگر عاجز آئین تو دین اسلام
کو قبول کرین ورنہ اختیار ہی یہ سُنکے سبکو اک سکوت ہوا دل مین لوگ قائل ہوے کہ بیشک
یہ جانور اور درخت اسرار الٰہی مین سے ہین ادھر ہاشم صحرا نشین نے صاحبقران کی طرف
دیکھکر عرض کی ابھی تک اک فریادی نہین آیا ہی سخت تعجب ہی تاکہ آپ اُسکی دادرسی کرین اور
مرتبہ آپکا بھی ان سب پر ہویدا ہو جائے کہ آپ کون ہین اور کس مرتبہ کے ہین یہ کہتا تھا کہ دیکھا
اک تاجدار سر برہنہ تاج ہاتھ مین لیے ہوے گریبان چاک چلا آتا ہی پیچھے اُسکے چند خادم وہ بھی
سیہ پوش اور غم نوش ہین اسنے آتے ہی ادھر اُدھر دیکھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بوس
ہوا امیر نے فرمایا کہ اے شخص تو کون ہی اور کس حال مین ہی یہ سُنکے اُسنے عرض کی کہ قصہ غلام کا
عجیب دلخراش ہی یا صاحبقران نام میرا ارقم تتاری ہی ملک تتار کا فرمانبردار ہون بیٹا میرا
فضل تتاری نہایت زبردست و حسین تھا وہ جوان ہوا تو شادی اُسکی بادشاہ شہر مشکبار
کی دختر کے ساتھ قرار پائی چونکہ چراغ سلطنت یہی ایک فرزند تھا مین بڑی دھوم سے برات
لیکر شہر مشکبار مین گیا اور عروس کو بیاہ کر لے چلا راستے مین نوشاہ یعنی فرزند میرا گھوڑے سے
گر کر مر گیا اُسی وقت بسبب صدمہ و غم کے مین نے بھی خودکشی کا قصد کیا ارکین دولت نے مجھے
روکا اور کہا کہ خداوند آپ کا اس وقت قیطول خداوندی پر بیٹھا ہی اور اسکی خداوندی کا ڈنکا بج رہا
اُس سے دعا کیجیے وہ ضرور زندہ کر دیگا اسلیے کہ جانتی جوت کا خداوند ہی نام اُسکا ساریق بن لقا
ہی مین نے کہنا اُن لوگون کا قبول کیا لاش کو سامنے رکھکر بہت سر پٹکا مگر کچھ نہوا آخر مین بیہوش ہو گیا
اُسی عالم بیہوشی مین مین نے خواب دیکھا کہ اک مرد بزرگ فرماتے ہین کہ او بیوقوف تو اک بندہ سیہ کار
کو خداوند کہتا ہی اور خدائے حقیقی کو بھولا ہوا ہی ساریق مسخرا کیا کسیکو زندہ کر سکتا ہی یہ اختیار اُسی
خدائے حقیقی کو ہی جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا جسنے شجر و حجر دشت و درگل و انسان و حیوان
چرند و پرند و حوش و طیور سبکو خلق فرمایا ہی اُس خالق کا بندہ مقبول اس طرف آنیوالا
ہی تو چھ مہینے اسی جگہ قیام کر لاش کو کسی حجرے مین سونپ دے بعد چھ مہینے کے
جاکر اُس بندہ خاص یزدانی سے اپنی حاجت بیان کرنا وہ دعا کریگا حق تعالے اُسکی دعا سے تیرے
فرزند کو زندہ کر دے گا اُس وقت تو دین اسلام اختیار کرنا کہ یہی دین سب سے بہتر و برحق
ہی مین نے ان بزرگ سے عرض کی کہ مین اُس بندہ مقبول خدا کو کیونکر پہچانون اُنھون نے اُسی
عالم مین صورت اک شخص کی مجھکو دکھائی اور بتایا کہ فلان مقام پر فلان روز اُس شخص سے ملاقات ہوگی

مین نے لاش کو حسب ہدایت حجرہ مین سونپ دیا اور آج کا منتظر رہا دن گنتا گیا آخر یہانتک پہونچا اور آپ کو
پایا الحمد للہ کہ خواب میرا سچا ہوا جب حضور کی دست بوسی حاصل ہوگئی تو مطلب بھی میرا ضرور بر آویگا
یہ سنکے صاحبقران نے سر جھکا لیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ بندہ گنہگار کی کیا حقیقت ہی اے ہاشم صحرا نشین
آپ مرد عابد و زاہد ہین بہ نسبت میرے دعا آپ ہی کی قبول ہوگی بہتر ہی کہ آپ اسکے حق مین دعا
کرین ہاشم صحرا نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران مرتبہ آپ کا مجھ سے زیادہ ہی آپ کی وجہ سے
ہزارہا کافر مسلمان ہوے سیکڑون گمراہ راہ پر آئے تارک الصلوۃ پابند ہوے اتنے مین عمری
نے آواز دی کہ یا امیر آپ دعا کرین ہم آمین کہین صاحبقران نے ارقم تاتاری سے کہا کہ لاش
اپنے فرزند کی منگاؤ ارقم تاتاری نے اپنے ملازمون کو لاش لینے کے واسطے روانہ کیا لوگ
تو ادھر روانہ ہوے ادھر صاحبقران نے پروردگار عالم پر نظر کی اور دل مین دعا کرنے لگے کہ
تو ہی عزت دینے والا اور تو ہی ذلت دینے والا ہی سامنے ان کفار کے تو عزت اپنے بندہ گنہگار
کی رکھنا تو ایسا صاحب کرم ہی کہ کفار کی دعا سنتا ہی فرعون باوصفیکہ کافر تھا اور دعوا ے
خداوندی کرتا تھا ایک مرتبہ قحط پڑا اور پانی نہین برسا لوگون نے آکر عرض کی کہ تو کیسا خداوند ہی کہ
بندے تیرے فاقون مرتے ہین اور تو پانی نہین برساتا فرعون نے کہا جاؤ کل پانی برسیگا یہ کہکر جنگل
کی طرف چلا گیا اور الٹے لٹک کر دعا کی کہ خداوندا ہر چند کہ مین گنہگار ہون اسکی سزا جزا تو میرے لیے
تو نے معین کی ہوگی ضرور ہی ہوگی لیکن آج تیرے بندہ گنہگار نے وعدہ کر لیا ہی کہ کل پانی ضرور برسیگا
اگر پانی نہ برسا تو یہ بندہ گنہگار تیرا سامنے مخلوق کے ذلیل ہوگا اب شرم میری تیرے ہاتھ ہی خداوند عالم
کو اس وقت کی عاجزی اسکی پسند آئی اور دوسرے روز ابر اٹھا پانی برسا کہ جل تھل ہوگیا جب
تو نے اس کافر کی بات رکھی اور شرمندہ نہونے دیا تو مجھ احقر کی بات بھی سامنے ان کفار کے رکھنا
اسکی دعا مقبول ہونے سے لوگون کی گمراہی بڑھ گئی بہتون نے کہا کہ فرعون بیشک خداوند برحق ہی
کہ اسنے پانی برسا دیا اسوقت اگر میری دعا قبول ہوگی تو بہت سے گمراہ راہ پر آئینگے امیر تو بدل
اپنے خالق کی طرف رجوع تھے اور دعا کر رہے تھے اور کفار مین یہ چرچا تھا کہ اگر واقع مین دعا سے
اس شخص کے مردہ زندہ ہوا تو ضرور ایمان لانا چاہیے یہ طائرون کا انسانون کی طرح باتین کرنا تو ایسا تھا
کہ ہم بھی چاہین تو ہزارہا طائر پیدا کرکے جو چاہین انسے کہوا دین ان طائرون کی باتو نہین پورا بھروسا
نہ تھا ہان اگر مردہ زندہ ہوگیا تو یہ سوا خدا کے دوسرے کا کام نہین ہی جو پیدا کرتا ہی وہی زندہ بھی
کر سکتا ہی اتنے مین لوگ ارقم تتاری کے صندوق قفل شدہ تتاری کے مردے کو لیے ہوے آئے اور
مکانہ عروس کا بند رکھا گیا عروس زار زار قطار رو رہی تھی اور کہر رہی تھی کہ اے خدا خالق کہ جسکے قبضہ قدرت
مین تمام عالم کی جان ہی مجھ سبز قدم کو بھی اٹھا لے ورنہ لوگ مجھے طعنے دینگے کہ دولھن کا پھیرا ایسا
برا ہوا کہ دولھا گھر تک زندہ بھی نہ پہونچ سکا اسکی باتون پر رحم دل والون کے دل پاش پاش ہوے تھے
صاحبقران نے اس صندوق کو منگا کر سامنے اپنے رکھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے خالق عالم اسوقت
منکرون کا مجمع عارفون سے زیادہ ہی تو انکو اپنی قدرت کاملہ دکھا دے اور اس قیدی شنیع کے مرے
کو زندہ کردے اسکے والدین اور اسکی عروس پر رحم فرما کہ یہ سب تجھ پر ایمان لائینگے امیر دعا فرما رہے
جاتے تھے فاختہ اور قمریون کی آواز دے رہی تھین کہ دفعتہ وہ صندوق حرکت مین آیا اور آواز
پیدا ہوئی کہ ارے کوئی زندہ انسان کو بھی صندوق مین لٹاتا ہی یہ طریقہ مردون کے ساتھ کرنے کا ہی

بس یہ سنتے ہی ارقم تتاری نے دوڑ کر صندوق کا اٹھایا دیکھا تو فرزند زندہ ہے فضل تتاری کی
نظر جو ارقم پر پڑی پکارا کہ یہ آپ نے مجھکو جیتے جی کفن پہنایا ہے ارقم نے ہاتھ پکڑ کے اپنے فرزند کو صندوق
سے باہر نکالا اور کہا ای فرزند تو مر گیا تھا آج چھ مہینے کے بعد دعاے صاحبقران سے تو زندہ ہوا ہے
تجھکو چاہیے کہ تو بھی دین متین صاحبقران کو اختیار کرے یہ سنکے فضل صاحبقران کے قدمون سے
لپٹا اور شاہان طلسم کے دلون سے بھی زنگ کفر دور ہوا سبنے کہا کہ یا امیر بیشک آپ سچے آپ کا
خدا سچا اور برحق معلوم ہوا کہ یہ پہلے دو سو خداوند جو مشہور ہین یہ رنگے ہوے سیار تھے اصلیت انکی
کچھ بھی نہ تھی کوئی ہنر بجاے کے زور پر خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سحر کی قوت پر خداوند بنا کسی نے
سلطنت کے زور پر لوگون کو گمراہ کیا اگر معلوم ہو گیا کہ یہ سب ایسے ہی ویسے تھے ہمین کلمہ طیبہ تلقین
فرمایے صاحبقران نے کلمہ پڑھا کر اُن سبکو مسلمان کیا لیکن ساحران طلسم نے عرض کی کہ یا
صاحبقران بدل ہم مطیع اسلام ہو چکے لیکن ابھی زبان سے کلمہ طیبہ نہ پڑھینگے ورنہ قوت سحر
زائل ہو جائیگی ابھی ایک وقت سخت آنے والا ہے یعنے آپ کو ملک ستارقیہ مین جنگ کرنا ہے وہان
خلخال جادو سے سامنا ہوگا خلخال جادو ساحرۂ زبردست ہے کہ تمام ساحر اُس سے دبتے ہین
بعد اس مرحلہ کے سر ہو جانے کے ہم لوگ سحر سے توبہ کر لینگے صاحبقران نے منظور فرمایا ارقم تتاری
اپنے ہمراہیون سمیت صاحبقران عالی شان سے رخصت ہو کر جانب ملک تتار روانہ ہوا اور شاہان
طلسم نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپنے وہ دولت لازوال ہمین عنایت فرمائی ہے کہ اسکا شکریہ ہم
ادا نہین کر سکتے عوض مین اسکے جو ہدیہ ہم پیش کرین اُسے قبول فرمایئے صاحبقران نے منظور
کیا اُس وقت چارون بادشاہون نے چار تصویرین پیش کین ہر بادشاہ کی ایک ایک دختر تھی کہ حسن و
جمال مین اپنے آپ نظیر تھی صاحبقران اُن تصویرون کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور انمین
مین تصویر ملکہ سہیل بہشتی پوش کی بھی تھی اول صاحبقران کو خورشید بہشتی پوش نے اپنا
مہمان کیا اور عقد ملکہ سہیل بہشتی پوش کا صاحبقران عالی شان کے ساتھ کر دیا اور خواجہ خضر ثانی
کا نکاح اُسکی وزیرزادی ستارہ کے ساتھ ہوا اُسی شب سہیل بہشتی پوش حاملہ ہوئی بطن سے
اسکے لڑکا پیدا ہوگا جو صاحبقران وقت ہوگا بعد چند روز قیام کرنے کے صاحبقران مہتاب خضر پوش
کے مہمان ہوے اسنے بھی عقد صاحبقران کا اپنی دختر کے ساتھ کر دیا یہ بھی اُسی شب حاملہ ہوئی
نام اُسکا ملکہ بدر چہر تھا اسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضر ثانی کا عقد
اُسکی وزیرزادی سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی بعد اسکے صاحبقران بہرام خونی سپاہ کے یہان
تشریف لے گئے عقد امیر کا دختر بہرام ناہید شفقی پوش کے ساتھ ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی اسکے بطن
سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضر ثانی کا لڑکا اسکے ساتھ ہوگا پھر برجیس
زمرد پوش کے مہمان ہوے عقد دختر برجیس کا بھی صاحبقران سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی دفتر
اسلام آباد مین ذکر ان چارون لڑکون کے خروج کا آیگا اُس وقت سے چار دانگ عالم مین
چار صاحبقران ہونگے اور عوض خون عادل کیوان شکوہ کا کفار سے لینگے اسلیے کہ جب
خروج لاہوت آتش پرست کا ہوگا تو صاحبقران رابع شہید ہونگے اور کفر تمام عالم مین پھیل جائیگا
اور عہدہ صاحبقرانی چارون لڑکون پر تقسیم ہوگا اور یہ چارون دفعتہ تسخیر عالم کرینگے اور دین اسلام
پھیلا وینگے اگر حیات نے اس کمترین کونین شیخ تصدق حسین کی اُس وقت تک وفا کی تو

دیا

دفتر اسلام آباد لکھا جائیگا اس دفتر کو ناظرین بہت پسند فرمائینگے اسلیے کہ اسکی داستانین جدید طریقہ کی اور نہایت دلچسپ ہونگی اور یہ دفتر دفتر آفتاب شجاعت سے بہت بڑھا ہوا ہوگا ہرچند کہ اس ہیچمدان ہیچ زبان کو کیا لیاقت ہر کہ سمجھی کھول نگے لیکن قدر دانی عالی جناب مستغنی عن الالقاب منشی پراگ نراین صاحب بہادر نے اس ذرۂ بیمقدار کو آفتاب عالمتاب سخندانی بنادیا حق تعالے آنکی ترقی اقبال فرمائے کہ ہم ایسے جاہلون کو بھی پوچھ لیتے ہین اور قدر فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم الحاصل جب ان امور سے فراغت حاصل ہوچکی تو صاحبقران عالی شان نے موافق مذہب اسلام کے انتظام طلسم مین ترمیم کی کہ کوئی قرار دار اگر پھنس جائے تو وہ رہا کردیا جائے بیگناہون پر ظلم نہو ہر شخص اپنے مذہب مین آزاد رہے اور جسقدر کہ قیدی طلسم مین تھے اُن سبکو اپنے سامنے رہا کردیا جو جہانکار ہنے والا تھا ساحرون کے ذریعے سے اسکو اسکے مسکن کی طرف بھجوادیا اور جو کچھ مال و خزانہ شاہان طلسم نے مع عجائبات طلسمی نذر کیا وہ لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسفندیار مکرآنی کو اپنے ساتھ لیکر ارشاد کیا کہ اب مین شہر مکرانیہ مین جانا چاہتا ہون اس وقت اشرف جنی نے عرض کی کہ دو راستے اس طلسم مین آنے جانے کے ہین ایک وہ جس طرف سے آپ نے تشریف لائے مجھکو راہ کیا تھا اُس دن سے وہ راستہ بند کیا اور اُسی راہ سے ارقم تتاری بھی آیا تھا اور دوسرا راستہ تالاب سے ہے فرمایا کہ کسیکو بھیج کر یوسف مکرانی کو اطلاع ہمارے آنے کی دو اور ہم تالاب کے راستہ سے چلینگے اشرف جنی نے قطب جنی سے کہا کہ تم تالاب کی طرف سے صاحبقران کو لیکر چلو مین جاکر ان لوگون کو اطلاع کرتا ہون یہ کہکر اشرف جنی جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوئے یہان قطب جنی نے کشتی تیار کی اور صاحبقران کو مع خضر ان اور اسفندیار مکرانی کشتی پر سوار کیا اور لیکے چلا وہان اشرف جنی نے یوسف مکرانی کو اطلاع دی کہ صاحبقران تمھارے فرزند کو لیکر اسی تالاب کی طرف سے تشریف لاتے ہین جسمین تمھارا فرزند غرق ہوا تھا یہ سُن کے قریب تھا کہ یوسف مکرانی شادی مرگ ہوجائے ناطق مکرانی وزیر نے جلدی سے سامان کیا اور مع ارکین دولت برائے استقبال روانہ ہوا جو مقام اشرف جنی نے بتادیا تھا کہ اس حد سے آگے مت جانا یہ سب کے سب وہان ٹھہرے کہ ناگاہ سامنے سے کشتی نمودار ہوئی اشرف جنی تا بہ لب گردان آیا امیر کو ہمراہیون سمیت کشتی سے اتارا اور آپ صاحبقران سے رخصت لیکر اسی کشتی پر سوار ہوکے واپس گیا اور صاحبقران اسفندیار مکرآنی کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اس طرف بڑھے یہان لوگ برائے استقبال کھڑے تھے سبنے ملازمت صاحبقران عالی شان کی حاصل کی اور یوسف مکرانی اپنے فرزند سے لپٹکر اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا صاحبقران عالیشان نے بعد فراغ دعوت کے یوسف مکرانی سے رخصت طلب کی یوسف مکرانی دور تک صاحبقران کو پہونچانے آیا اور اسفندیار مکرانی نے اپنے باپ سے کہا کہ مین صاحبقران کے ہمراہ رکاب رہونگا یوسف مکرانی نے بخوشی منظور کیا اسفندیار مکرانی اپنے باپ سے رخصت ہوکر ہمراہ صاحبقران عالی شان کے جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑکر یہان سے

چند صفحے داستان فیروزی نشان صف شکن دلاور شاہزادہ طیمور شیر پردل کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

بڑھ کے آئی ادھر یون زلفِ پریشان تا کمر | چھپ گیا وہ تا کمر اور ہو گیا پنہان تا کمر
ہو نہین سکتی ہی سر سے دیدِ جانان تا کمر | غم فگن ہی اسلیے وہ روے تابان تا کمر
حسن و خوبی کیسلیے پردے مین پنہان تا کمر

کیا سمجھ سکتا ہی کوئی رسم و راہِ عاشقان | نیکیون سے ہو گیا بہتر گناہِ عاشقان
زلف کے چشمِ عاشقان رکھ کر نگاہِ عاشقان | دیکھیے پہونچا عدم تک دودِ آہِ عاشقان
بڑھ کے لب آئی کہ وہ زلفِ پریشان تا کمر

سچ ہی الفت اور فقط جلنے جلانے کے لیے | عشق صادق اور خالی آزمانے کے لیے
جھوٹھ ہی یہ بھی نہین سانے زمانے کے لیے | لاش پروانہ جو ہو بھی شامیانے کے لیے
جھک گئے آیا شعلۂ شمعِ شبستان تا کمر

برق چمکی رخ پہ لا کر جبکہ زلفین کھول دین | پانی برسایا نہا کر جبکہ زلفین کھول دین
گل کھلائے مسکرا کر جبکہ زلفین کھول دین | اُس سہی قد نے بنا کر جبکہ زلفین کھول دین
تازہ پیدا ہو گیا اک سنبلستان تا کمر

دل مین آنکھون مین نگاہون مین سبھی جامہ دری | ہر گھڑی ہی سر پھوڑنا اور ہی وہی جامہ دری
مین بھی کیا مین ہون نہین ابتک گئی جامہ دری | جوشِ وحشت مین یہ مجھ وحشی نے کی جامہ دری
دشت مین مین مارا جھٹ کر گریبان تا کمر

تر لہو سے ہو گیا گل کے یہانتک سر دھنا | خاک پر غلطان ہی سنبل نے یہانتک سر دھنا
پھوڑ ڈالا سر کو بلبل نے یہانتک سر دھنا | قید مین وحشی کا کل نے یہانتک سر دھنا
گر گئے گر نے دیکھی دیوارِ زندان تا کمر

خنجر شکر لا کیے وحشت ساتھ ہی تسلیم کو | مین تو کیا ہون قید کر دے دشت بیعت ہی اہلِ
ہجرے ٹنجاتے ہین جب گرد اُٹھتی ہی تکریم کو | ہم قد ہر سو بگولے اُٹھتے ہین تعظیم کو
ساتھ مجھ وحشی کے ہی دیوارِ زندان تا کمر

ہی کلیم اونچا اسے سب بیخودون پر فوق ہی | انتہا کا گو ہی دیوانہ مگر کیا ذوق ہی
یون ہم آغوش اس سے ہی جیسے گلے کا طوق ہی | کا شعف سر پہ ان ای وصل دست شوق ہی
گر دیا ذلت کی شب مین بہت عریان تا کمر

راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور ہمراہ شامہ دار کے جانب شہر شمالیہ روانہ ہوا تھا جس وقت قریب شہر پہونچا اور خبر قطب شاہ شمالی کو ہوئی کہ طیمور شیر پرور تشریف لاتے ہین یہ تمام ارکین دولت کو لیکر براے استقبال آیا اور شاہزادے کی ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر آئین بند ہوا حسن و جمال طیمور کا تمام عالم مین شہرہ ہوا لوگ دیکھنے کو آتے تھے اور وجد کرتے تھے اور پہلوانان نامی و گرامی دیکھکر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے بادشاہ نے اس طفل کو مقابلہ محیط منارہ گردن کے واسطے بلایا ہی یہ اُسکا کیا کریگا ہان نگاہ اسکی بیشک ایسی ہی کہ کوئی آنکھ نہین ملا سکتا لیکن دست و بازو ایسے قوی نہین ہین جنپر یہ بھروسا کیا جاے کہ یہ محیط منارہ گردن کا ہمسر ہی یہان تو قطب شاہ شمالی مصروف دعوت و ضیافت تھا لیکن حال محیط منارہ گردن کا سنیے کہ یہ فوج کو لیے ہوے قلعۂ اسود کے قریب پہونچ گیا

یہ قلعہ شہر شمالیہ کے جنوب جانب کئی منزل کے فاصلہ پر ہے اور سرحد پر واقع ہے حاکم قلعہ نے کہ نام اُسکا اسود زنگی تھا ایک نامہ قطب شاہ کو تحریر کیا کہ میرے قلعہ پر محیط منارہ گردن آ پہنچا ہے اگر آپ کمک نہ بھیجینگے تو قلعہ قبضہ سے نکل جائیگا ہم لوگ ایک دن سے زیادہ جنگ کو روک نہیں سکتے ہیں نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا یہاں جشن جمشیدی آراستہ تھا ناچ ہو رہا تھا کہ نامہ دار پہونچا اور نامہ قطب شاہ کے ہاتھ میں دیا قطب شاہ نامہ کو پڑھکر پریشان ہوا لیکن تحمل سے کام لیا طیمور نہ سمجھا کہ کیسا نامہ ہے اور کیا معاملہ ہے مبادا کوئی راز ہو تو میں کیوں دریافت کروں قطب شاہ نے جواب تحریر کر دیا کہ اے اسود زنگی تم قلعہ خالی کر کے محیط کے حوالے کردو اور خود ہمارے پاس چلے آؤ جسوقت محیط منارہ گردن یہاں آئیگا تو سمجھا جائیگا اتنی جلد کمک روانہ کرنا ہمارے امکان سے باہر ہے بس یہ سنکے قاصد تو اُس طرف روانہ ہوا یہاں قطب شاہ شمالی اُسی استقلال کے ساتھ بیٹھا رہا ایک مرتبہ نامہ ہوا سے اڑکر سامنے طیمور کے گیا طیمور نے کہا اے قطب شاہ یہ نامہ کیسا ہے اُسوقت قطب شاہ شمالی نے طیمور کو مضمون نامہ سے آگاہ کیا طیمور نے کہا میں ابھی جاتا ہوں قطب شاہ نے عرض کی کہ ابھی آپکے تشریف لیجانے کی ضرورت نہیں ہے جسوقت محیط منارہ گردن ہمارے ملک کے قریب آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا آپ اتنی زحمت کیوں گوارا کرتے ہیں کہ یہاں سے منزلوں کی مسافت طے کریں میں نے اپنے ملازموں کو تحریر کر دیا ہے کہ تم قلعہ خالی کر کے چلے آؤ طیمور نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تمنے غضب کیا اسمیں میری بدنامی ہے میں ابھی جاؤنگا یہ کہکر اُسیوقت مرکب طلب کیا اور اپنے چالیس ہزار سر جوشوں سے کوچ کر کے قلعہ اسود کی طرف روانہ ہوگیا لیکن غلطی یہ کی کہ کسی راہبر کو ساتھ نہ لیا اور خود بھی راستہ بھولکر دوسری طرف جا نکلا تین روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اک کوہ نمودار ہوا بالاے کوہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ تھا یہ مسکن اہرمن کوہی کا ہے یہ پہاڑ گذرگاہ ہے بہت سے شہروں کی اکثر سلاطین جو ادھر سے گذرتے ہیں تو اہرمن اُنسے بزور شمشیر ایک لاکھ زر سرخ لینے کے بعد راستہ دیتا ہے صرف اسی ہزار سوار اسکے تابع فرمان ہیں لیکن اہرمن آدم ہاتھی ہے آدمی ہے مگر دیو معلوم ہوتا ہے اور جو شخص نہیں دیتا ہے اور لڑتا ہے وہ کٹ جاتا ہے اہرمن سنئے سی ہزار سے لاکھوں کو لوٹا ہے جسوقت اسنے بالاے قلعہ سے لشکر طیمور کو دیکھا تو فوج کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور راستہ روک کے کھڑا ہوگیا شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا چلا آتا تھا فوج اسکی پرے جمائے چلی آتی تھی کہ اہرمن نے بڑھکر آواز دی کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا جو اس طرف گذرتا ہے وہ جبتک کچھ روپیہ بطور خراج کے نہیں دے لیتا ہے جانے نہیں پاتا ہے ہم لوگ یاقوت پوش ہیں بہت بالدار معلوم ہوتے ہیں ہوا نے افسر کو اطلاع کی کہ یہ مسکن شیروں کا ہے ادھر سے گذرنا آسان نہیں ہے فوج رک گئی اور کچھ لوگوں نے جاکر شاہزادہ طیمور شیر سرور سے اطلاع کی کہ اک کوہی اسی ہزار سواروں سے سد راہ ہوا ہے اور کہتا ہے کہ خراج دے لو تو آگے بڑھو یہ سنکے شاہزادہ طیمور کو نہایت غصہ آیا کہ وہ کون بے ادب ہے جو ہمسے خراج مانگتا ہے جلدی سے مرکب کو اُڑاکر اس مقام پر آئے دیکھا کہ ادھر اتنی فوج صفیں باندھ کھڑی ہے اور اُس طرف اسی ہزار کوہی پوست شیر کا لباس پہنے اسلحہ جنگ سے مسلح کھڑے ہیں اور ایک دیو پیکر آگے آن سبکے کھڑا ہوا خراج طلب کر رہا ہے اسکی نظر جو طیمور شیر سرور پر پڑی کہا اے طفل حسین کیا تو بادشاہ لشکر کا فرزند ہے فرمایا یہ میری ہی فوج ہے کہا تجھکو شاید یہاں کا

قاعدہ نہین معلوم ہی تو سن لے کہ جو لشکر اس طرف سے گزرتا ہی وہ ایک لاکھ زر سرخ دیکر جانے پاتا ہی اور قیام کی اس صحرا مین اجازت نہین ہی فرمایا کہ یہ قاعدہ تمام عالم مین کہین نہین ہی تو نے نیا قاعدہ جاری کیا ہی بلکہ یہ طریقہ تو قزاقون کا ہی کہ جو قافلہ ملا اسکو لوٹ لیا اہرمن نے کہا او لڑکے تو بڑا نابکار معلوم ہوتا ہی مجھے تجھپر رحم آتا ہی ورنہ اگر دوسرا تیرے مقام پر ہوتا تو مین اس سے بہت بُری طرح پیش آتا تیرے ساتھ تو یہ چالیس ہزار سوار ہین یعنے کرورہا آدمیون کی فوج کو تتر بتر کر دیا ہی بس بہتر یہی ہی کہ ایک لاکھ اشرفیان رکھ دے ورنہ جس طرف سے آیا ہی اسی طرف پھر جا طیمور نے کہا کیا جھک مارتا ہی دیکھ مین جاتا ہون اگر تجھے دعوے ہی تو مجھے روک لے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اہرمن سدراہ ہوا اور کہا کہ کیا کہون تجھپر میرا ہاتھ نہین اُٹھتا کہ تو بچہ ہی اور مین چلا ہی اگر میرا شریک ہو جا تو مین تجھے فرزند سے زیادہ سمجھونگا فرمایا مین ایسے ظالم کا شریک نہین ہوتا جو راہزنی کرے اہرمن نے باگ پکڑلی اور ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑکے چاہا کہ مرکب سے اُٹھالون طیمور نے بھی اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈالی دبا زور ہونے لگے ہر چند کوشش کی اہرمن نے کہ طیمور کو اٹھا لون ممکن نہوا طیمور بھی یکایک اہرمن کو نہ اُٹھا سکا اُس وقت دونون نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوے دونون کی فوجین تماشہ دیکھ رہی تھین اور سردار سرگرم تلاش تھے خلاصہ یہ کہ تین شبانروز کشتی رہی آخر طیمور نے لنگر اہرمن کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور کہا کہ کیا کہتا ہی دین آئینہ پرستی کے بارے مین اہرمن نے کہا کہ مین نے اطاعت تیری اختیار کی تو تو خود قابل پرستش ہی طیمور نے چھوڑ دیا اہرمن بدل مطیع ہوا قلعہ مین لایا اور دعوت ضیافت کرکے پوچھا کہ آپ کہان جاتے تھے شاہزادہ طیمور نے بیان کیا کہ مین مدد قطب شاہ شمالی کے واسطے آیا تھا اُسکے ملک پر محیط منارہ گردن چڑھ آیا ہی راستہ بھول کے اس طرف نکل آیا اہرمن نے کہا کہ چلیے مین آپکے ساتھ چلتا ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تمھارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہین ہی پھر تمھارے قلعہ کا کون انتظام کریگا کسی سوار کو ہمراہ رہبری میرے ساتھ کر دو اہرمن نے عرض کی کہ اے شہریار اب اس قلعہ کا آباد رکھنا میرے امکان مین نہین ہی اسلیے کہ جو صورت آمدنی کی تھی اُسے آپ کے حکم نے مٹا دیا کہ آیندہ رہزنی سے کچھ نہ لیا کرو اب ان اسی ہزار کی بسر کس طرح ہوگی نہ یہان کی زمین مین غلہ پیدا ہوتا ہی نہ یہ کوئی سلطنت ہی مین اب آپکے ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی تو میرے ساتھ چل مین کوئی ملک فتح کرکے تمکو وہان کا بادشاہ کر دونگا اہرمن نے عرض کی کہ مجھے کھانے بھر کو دے دیا کیجیے شاہی سے آپکی غلامی بہتر ہی شاہزادہ نے اہرمن کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کرکے طرف قلعہ اسود روانہ ہوا اب اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور

چند کلمے داستان محیط منارہ گردن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت یہ مع لشکر سامنے قلعہ اسود کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور اک نامہ حاکم قلعہ اسود زنگی کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اسود زنگی تو اک ملازمت پیشہ آدمی ہی بہتر یہ ہی کہ قلعہ خالی کر دے اور دین قدیم پر اپنے قائم رہ جس طرح تجکو قطب شاہ نے قلعہ داری کا عہدہ دیا ہی مین بھی تجھے قلعہ داری کا عہدہ دونگا اور اگر لڑیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جس وقت یہ

نامہ اسود زنگی کو پہونچا اسنے جواب تحریر کیا کہ ای محیط منارہ گردن جو کچھ تمنے لکھا ہی سچ ہی مگر مین نے
عرضی اپنے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی ہی جس وقت جواب آئے گا اُس وقت مین جیسا مناسب
ہوگا کیا جائیگا ابھی مین نہ قلعہ خالی کر سکتا ہون نہ طبل بجوا سکتا ہون ہان اگر تم طبل جنگ بجواؤگے
تو مجھے مقابلہ کرنے مین کوئی عذر نہین ہی اگر مارا جاؤنگا حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا یہ جواب نامہ کا
دیکھکر محیط منارہ گردن برہم ہوا اور اسنے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب اسود زنگی کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ بجوا دیا مگر پل تختہ اٹھوا دیا
خندق پر از آب کردی رات بھر مین قلعہ کو خوب آراستہ کر لیا گولہ انداز توپون پر مسلط ہو گئے جب صبح
ہوئی تو خود اسود زنگی آکر فصیل نہ بند دروازے پر بیٹھا دوربین ہاتھ مین لی اُدھر محیط منارہ گردن
نے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر ایک
ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے داہنے ہاتھ مین گرز گران سر سنبھالا اور دوسرے ہاتھ مین سپر
لیکر قلعہ کا رخ کیا ادھر اسود زنگی نے دوربین سے دیکھا کہ اب یہ دیوپیکر زد پر آگیا ہی بس
گولہ اندازون سے اشارہ کیا فوراً توپخانہ رعد آواز لوازمش مین آیا قلعہ سے گولہ پڑنے لگا
اور محیط منارہ گردن نے مرکب کو جولان کیا گولون کو خالی دیتا اور رد کرتا ہوا چلا
گولہ اندازون نے جب یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑا دیا ہوگا تو توپون پر
ہاتھ روک لیا دھوان ہوا سے منتشر ہوا تو دیکھا کہ ہمراہیان محیط منارہ گردن سے قریب دو سو کے
اُڑ گئے تھے باقی منتشر ہو گئے لیکن محیط منارہ گردن لب خندق پر کھڑا نعرے کر رہا تھا
اور پکار رہا تھا کہ ای اسود زنگی اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو پھاٹک قلعہ کا کھول دے اسود
زنگی نے فصیل قلعہ پر سے پانی کا متوالا اور کرکٹ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاؤ یہ سب
چیزین پھینکین مگر محیط منارہ گردن نے سب چیزون کو ہٹا کر پھاٹک توڑا اور اندر قلعہ کے داخل
ہوا اسوقت اہل قلعہ مرنے پر آمادہ ہوئے اسود زنگی نے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے
کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا اور لوگون نے حملہ کرنا چاہا محیط منارہ گردن نے
اسود زنگی کو بجائے سپر لے لیا اور لڑنے لگا فوج کبھی محیط منارہ گردن کی آڑ ہی تلوار
چلنے لگی اُس وقت اہل قلعہ نے آواز امان بلند کی اور اطاعت محیط منارہ گردن کی قبول
کر لی محیط منارہ گردن نے اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کیا اور قید
اسود زنگی کی اپنے ہمراہ لی اور کوچ کرکے طرف شہر شمالیہ کے روانہ ہوا راستے مین نامہ دار کو
معلوم ہوا کہ قلعہ سر ہو گیا یہ روتا ہوا شہر شمالیہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ شمالی سے
عرض کی لیکن نہ پہونچنے پایا تھا کہ قلعہ فتح ہو گیا اور اب محیط منارہ گردن اس طرف آتا ہی
قطب شاہ شمالی حیران تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر سپہ در کمان گیا پہلوانان لشکر نے عرض
کی کہ حضور وہ طفل بھلا کیا مقابلہ کرتا بھاگ گیا ہوگا قطب شاہ شمالی کو بھی یہی خیال ہوا کہ طیمور
بہانے سے چلا گیا اسنے بھی جنگ کی تیاری کی لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر سپہ در کا سنیے
کہ جس وقت لشکر اسکا قلعہ اسود کے قریب پہونچا تو اسے تعجب ہوا کہ ابتک اہل قلعہ میری
پیشوائی کو نہین آئے اسنے وہین قیام کیا اور ہرکارون کو دریافت حال کے لیے روانہ کیا
کہ محیط منارہ گردن سے کیا ٹھہری ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ ای شہریار

چونکہ حضور کو تشریف لانے مین دیر ہوئی اس وجہ سے محیط منارہ گردن نے یورش کرکے قلعہ کو لے لیا قلعہ دار کو قید کر لیا اب کوچ کرکے شہر شمالیہ کی طرف گیا ہی اور اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کر گیا ہی بس یہ سنکے شاہزادہ طیموریشیر سرور کو نہایت غصہ آیا اہرمن کوہی سے فرمایا کہ تم تو شہر شمالیہ کی طرف جاؤ اور محیط منارہ گردن سے کہدینا کہ مین ہم اس قلعہ سے فرصت کرکے آتا ہون اگر وہ انتظار کرے تو خیر ورنہ ایک روز کی میعاد ہی تم کر لینا دوسرے روز یقین ہی کہ مین پہونچ جاؤنگا یہ سنکے اہرمن کوہی نے عرض کی کہ ابھی شیر پر محیط منارہ گردن کے نام سے پہلوانان عالم تھرّاتے ہین مین اس سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون مگر مجھے امید نہین کہ کوئی بھی اسپر فتحیاب ہوسکے اسلیے کہ وہ بلا سے بدرمان ہی فرمایا کہ چونکہ وہ اسود زنگی کو گرفتار کرلے گیا ہی مین بھی اسکے قلعہ دار کو اسیر کرکے اپنے ہمراہ لے جاؤنگا اہرمن کوہی نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر اسنے اپنے اسی ہزار سوارون کو ساتھ لیا اور جانب شہر شمالیہ روانہ ہوگیا یہان شاہزادہ طیموریشیر سرور نے سہام ناوک انداز سے کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو قلعہ سے نکل جا ورنہ ایک دم مین قلعہ خالی کرا لونگا سہام ناوک انداز نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھے نہین جانتا کہ مین کس شخص کا ملازم ہون تو کیا حقیقت رکھتا ہی کہ مجھسے قلعہ خالی کرالے گا اور اہل قلعہ توپین مارتے ہین اور مین تیر مار کے لشکرون کو بھگا دیتا ہون تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو پلٹ جا ورنہ مارے تیرون کے ایک قدم آگے نہ بڑھنے دونگا یہ سنکے شاہزادہ غیظ و غضب مین آیا اور اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بس نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون طرف تیاری جنگ ہوئی سہام ناوک انداز نے اپنے ناوک اندازون کو فصیل قلعہ پر قرینے سے بٹھایا اور آپ آکر دروازہ قلعہ پر کھڑا ہوا اس طرف شاہزادہ طیموریشیر پر سوار ہوا اور اہل لشکر سے کہا کہ تم سب یہین رہو مین اکیلا اس قلعہ کو سر کرونگا ہر چند خیر خواہون نے اصرار کیا مگر شاہزادہ طیموریشیر سرور نے کسیکو اپنے ساتھ نہ آنے دیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر تلوار برہنہ کرکے ہاتھ مین لے لی دوسرے ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب کو طرف قلعہ کے جولان کیا ادھر سہام ناوک انداز نے تیر مارنا شروع کیے یہ لوگ ایسے قادر انداز تھے کہ نشانہ انکا خطا نہ کرتا تھا شاہزادہ نے دونون ہاتھون کو گردش دینا شروع کیا جو تیر اپنے اوپر آتے تھے انکو سپر پر روکتا تھا اور جو تیر گھوڑے پر آتے تھے انکو تلوار سے قلم کرتا تھا اسی طرح ہر لب خندق جا پہونچا اب تو سہام ناوک انداز گھبرایا بس اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اب اس سے پیش پانا دشوار ہی پھاٹک بند رہنے دو اور چور دروازے کی طرف سے نکلجاوینگے وہ اچھا رہیگا ورنہ جو حالت اسود زنگی کی ہوچکی ہی وہی ہماری بھی ہوگی یہ مشورہ کرکے یہ تو چور دروازے سے نکلکر فرار ہوا اور شاہزادہ طیموریشیر سرور پھاٹک قلعہ کا توڑکر اندر آیا تو کسیکو نہ پایا جو لوگ یہان رہگئے تھے انھون نے عرض کی کہ قلعہ دار بھاگ گیا اک مرد ضعیف کو ناظم قلعہ مقرر کیا اور اسی وقت مع لشکر کوچ کرکے تعاقب مین سہام ناوک انداز کے روانہ ہوا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر شمالیہ کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ قطب شاہ شمالی نے لشکر کو اپنے فراہم کرکے شہر کے باہر نکالا اور میدان مین آکر

جہت میں ہوا دوسرے روز صبح کو گرد اٹھی اور محیط منارہ گردن ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا
پیل اسود زنگی کی اسکے ساتھ تھی دیکھا رہتے کہ لشکر قطب شاہ کا خیمہ زن ہے یہ سرداران لشکر
ہمسو دیکھ کے ہنسا اور اسنے بھی مقابل لشکر قطب شاہ خیمہ برپا کیا اور قطب شاہ کو نامہ لکھا
کہ اے قطب شاہ بہتر یہ ہے کہ جان کو غنیمت جان اور ملک سے ہاتھ اٹھا ورنہ اگر مقابلہ کرے گا
تو جان بھی مال کے ساتھ تلف ہوگی تیرے لشکر کے پہلوان میرا کیا کر سکتے ہیں میں نے سنا ہے کہ تو نے
جس طفل کو میرے مقابلے کے واسطے بلایا تھا وہ میرے خوف سے بھاگ گیا جب یہ نامہ قطب شاہ
کو پہونچا اسنے جواب تحریر کیا کہ او محیط منارہ گردن لعنت ایسی زندگی پر جو ذلت و خواری سے
بسر ہو اگر سلطنت نہیں تو زندگی بھی بیکار ہے جو تجھ سے ہو سکے اسمیں قصور نکرنا یہ جواب جو محیط منارہ
گردن کو پہونچا اسنے برہم ہوکر حکم دیا نواختن کوس جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گونجی جب قطب شاہ کو معلوم ہوا اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں لیکن لشکر شاہی کے لوگوں میں عجب طرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے انسان
اور دیو کا مقابلہ ہے جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال نقیب سپہ دیکر ہٹے تھے کہ جانب صحراے تیغ گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے
آخر کے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اہرمن کوہی اسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا
اسکو یہ خیال ہوا کہ اگر میں مدد طلب کرتا ہوں اور نام شاہزادہ طیمور کا لیتا ہوں تو میری جرات
میں فرق آتا ہے محیط منارہ گردن دل میں کہے گا کہ یہ مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے خوف کرتا ہے بس
اسنے آتے ہی للکارا کہ او محیط منارہ گردن تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے ایسے ملک پر چڑھائی کی ہے
جہاں کوئی تیرا ہمسر نہیں ادھر آ ادھر دوڑ سے سامنا کر محیط منارہ گردن نے کہا کہ او کوہی قزاق تجھے
اب تیری یہ جرات ہوئی کہ تو اپنے مسکن کو چھوڑ کر ملکوں پر چڑھائی کرنے لگا کیا تو نے میرا نام نہیں
سنا ہے کہ میں کون شخص ہوں اہرمن کوہی نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ کسیکو سر اٹھا کر اپنے قلعہ
کی طرف سے نہیں جانے دیا جو گیا وہ گردن جھکا کے گیا ہے اگر تو اس طرف آتا تو تجھے بھی معلوم
ہو جاتا کہ میں کون ہوں بس زیادہ لاف زنی سے کچھ حاصل نہیں ہے لے حربہ اپنا یہ سنکے محیط منارہ گردن
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر اہرمن کوہی کے وار کیا اہرمن کوہی نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا اور دو بدل
ہونے لگی لیکن قطب شاہ حیرت میں تھا کہ کیا معاملہ ہے مجھ سے تو اس قزاق سے ملاقات بھی نہ تھی
یہ میری طرف سے کیوں مقابلہ کرنے کو آیا ہے ادھر ان دونوں میں رد و بدل ہوتے ہوتے نیزے
بیکار ہوگئے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی مرکب اہرمن کا مارا گیا اہرمن نے قصد کیا کہ محیط کے گھوڑے
کو بھی بیکار کردوں لیکن محیط منارہ گردن مرکب سے کود پڑا اہرمن نے دوڑ کر تلوار ماری محیط
منارہ گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا محیط منارہ گردن سر دار زبردست ہو چکا تھا کہ غصہ کر کر
ہاتھ تلوار کھینچوں لیکن ممکن نہ ہوا اسلیے کہ اہرمن کوہی بھی بلاے بے درماں ہے اسنے گریبان میں
ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونوں طرف سے سردار قریب آکے تماشہ دیکھنے لگے تمام دن
کشتی رہی قریب شام محیط منارہ گردن اہرمن کو ریل کرلے چلا تھا کہ پانوں اہرمن کا تہخانہ
میں جاکر ٹوٹا دفعتہ رنگ زرد ہوگیا اندام میں رعشہ پڑگیا محیط منارہ گردن نے پوچھا کہ کیا حال
ہے اہرمن نے کہا کہ پانوں میرا ٹوٹ گیا نہیں تو میں تیرے مقابلہ کو موجود ہوں یہ کہکر ایک زانو

ٹیک کر مقابلہ پر آمادہ ہوا محیط منارہ گردن ہنسنے لگا اور چھوڑ کے علیحدہ ہوا چونکہ شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے کہ لوگ اہرمن اسکو اٹھا لے گئے اور معالجہ مین مصروف ہوے لیکن اہل شمالیہ کو نہایت رنج ہوا کہ ایک طرفدار آیا تھا اسکی یہ حالت ہوئی اب کل دیکھیے کیا ہوتا ہے وہان محیط منارہ گردن اپنی بارگاہ مین پہونچا لباس بزم پہنا پوشاک رزم اتاری دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ اسی وقت نقارہ زری پر چوب لگے اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر قطب شاہ شمالی کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا افسران لشکر نے مرنے پر کمر باندھی ملازمان اہرمن کوہی نے اہرمن سے کہا کہ اگر حکم ہو تو شبخون مار کر لشکر کو محیط کے ہم تباہ کر دین اسے اتنی مہلت نہ لینے دین کہ یہ شہر شمالیہ پر حملہ کرے اہرمن نے منع کیا کہ یہ فعل شاہزادہ کے خلاف ہوگا میری طرف سے جا کر محیط منارہ گردن سے اتنا کہہ آؤ کہ ابھی طبل نہ بجوائے اور انتظار شاہزادہ طیمور کا کرے اگر اسنے مان لیا فہو المراد ورنہ دیکھا جائیگا اک سوار اہرمن کا پیام لیکر محیط منارہ گردن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے سردار نے اتنی مہلت طلب کی کہ یا ہمارا آقا آلے یا پاؤن ہمارا اچھا ہو لے تو ہم برابر مقابلہ موجود ہین یہ سنکے محیط منارہ گردن نے کہا کہ اب تو مین طبل جنگ بجوا چکا اگر پہلے سے اہرمن نے یہ کہلا بھیجا ہوتا تو مین طبل نہ بجواتا اور نہ مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت بھی نہین ہے اسلیے کہ مجھے یہان سے فرصت کر کے خدمت مین خداوند ساریق بن لقا کے جانا ہے کہ اسنے بھی مجھے بڑے مدد طلب کیا ہے خدا پرستون نے خداوند پر چڑھائی کی ہے جب یہ جواب اہرمن کوہی کو ملا تو یہ مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اور یہ تہیہ کر لیا کہ اگر لشکر شمالیہ شکست کھائیگا تو مین پھر اسی حالت زخمداری مین مقابلہ کرونگا الغرض طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کر شاخہاے درخت پر محو زمزمہ سرائی ہوے پرند چراگاہون کی طرف متوجہ ہوے پرند فکر آب و دانہ مین چلے یہان دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اہرمن کوہی بھی اک ارابے پر سوار پاؤن مین پٹی بندھی ہوئی میدان مین آکے پہونچا محیط منارہ گردن مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے قطب شاہ شمالی کل تو اس کوہی نے آکر تجھے بچا لیا اب آج کون میرے مقابلہ کے واسطے نکلیگا یہ سنکے قطب شاہ شمالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور آواز دی کہ ایہا الناس اگر تم لوگون کو پاس نمک ہو اور تاب مقابلہ ہو تو کوئی بہادر اسکے مقابلہ کو جاے ورنہ مین خود عزم مقابلہ رکھتا ہون بادشاہ کو آمادہ مرگ پا کر سردار بھی مہیاے جنگ ہوے لشکر سے قطب شاہ کے سرہنگ تیغزن نکلا اور قطب شاہ سے عرض کی کہ جبتک ہم جان نثار موجود ہین سلطنت پہ زوال نہ آنے دینگے قطب شاہ نے کہا کہ جا اے خیرخواہ دولت اور اس سرکش سے مقابلہ کر بیٹے [illegible] خداوند تیرے نگہبان ہین یہ سنکے سرہنگ تیغزن مرکب کو چمکا کر سامنے محیط منارہ گردن کے آیا محیط منارہ گردن نے کہا لا ضرب بہادری کی یہ سنکے سرہنگ نے نیزہ مارا محیط منارہ گردن نے نیزہ سرہنگ کے ہاتھ سے نکال دیا اسنے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سرہنگ کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے بعد سرہنگ کے فیروز تبرزن نکلا یہ بھی مارا گیا اسکے بعد سلیم زرہ پوش نکلا یہ بھی مارا گیا پھر بھی سترہ یا اٹھارہ سردار قطب شاہ شمالی کے مارے گئے گویا ایک ہاتھ مین کام اسکا تمام ہوا اب تو یہ ہیبت طاری ہوئی کہ پراگند

ہوگیا محیط منارہ گردن للکار رہا ہی کہ جسکو آنا ہو وہ آئے ورنہ مین خود آتا ہون لیکن کسیکی جرأت
نہین ہوتی اب محیط منارہ گردن نے طرف لشکر شمالیہ کے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے
آگے پیچھے دو بگولے گرد کے اُٹھے سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ آگے آگے تو اک پہلوان
بھاگا چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے اُسکے اک سرخپوش گھوڑا دوڑائے ہوئے پرکالۂ آتش بنا ہوا مثل قضائے
مبرم کے چلا آتا ہی یہ دونون اس طرح آرہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا جو پہلوان آگے آگے بھاگا آتا
تھا اُسی نے محیط منارہ گردن کے سامنے پہونچکر آواز دی کہ مجھے اُس شیر کے ہاتھ سے بچائیے
بس یہ کہنا تھا اور کہنا تھا کہ سرخپوش بھی سر پر آپہونچا آتے ہی جو تلوار ماری ہے مرکب چار ٹکڑے
ہوئے جب لاش گری تو محیط منارہ گردن نے اُپنے رفیق سہراب ناوک انداز کو پہچانا اُدھر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سبنے پہچانا اہرمن کے لشکر مین تو نقارۂ شادمانی بجنے لگا لیکن محیط
منارہ گردن کی آنکھون مین خون اُتر آیا نیزہ پکڑ کر طیمور کی طرف بڑھا اور پکارا کہ او طفل تو بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہی کہ تو نے میرے ایسے زبردست سردار کو اس طرح مارا اب چھوڑتا ہون تجکو
یہ کہکر اسنے چاہا کہ طیمور کو نیزہ پر اٹھاؤن طیمور نے ترچھے ہو کر وار نیزہ کا خالی دیا اور نیزہ کو بغل
مین داب کر ایسا کچن دیا کہ نیزہ ٹوٹ گیا بس محیط منارہ گردن نے تلوار ماری طیمور نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لون مگر محیط بھی پہلوان زبردست تھا نہ اسنے تیغہ چھوڑا نہ لنگر اسکا
اُکھڑا اسی کشمکش مین گھوڑے ٹکرا کے اور چلا کے بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کی اور مصروف
تلاش ہوگئے اتنے قطب شاہ شمالی قریب آگیا ہی اور سرداران شمالیہ قریب سے آکر تماشہ دیکھنے لگے
کہ یہ وہی لڑکا ہی بادشاہ نے جسکو راسے مدد طلب کیا تھا اُدھر اہرمن کو بھی نے ارابہ اپنا بڑھوایا اور
قریب آکر لڑائی کا تماشہ دیکھنے لگا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور مصروف تلاش تھا محیط منارہ گردن
سر بغصہ کرے چاہتا تھا کہ طیمور کو اُٹھاؤن مگر طیمور بھی جہان ہاتھ ڈال دیتا تھا اور قدم جما دیتا تھا
ملنا دشوار ہو جاتا تھا جب اسی حالت مین طیمور آنکھ مار کر تیور ڈالتا تھا محیط منارہ گردن کی نظر
جھپ جاتی تھی اسی کشمکش مین شام ہوگئی محیط منارہ گردن نے کہا او طفل تو بسا بہادر ہی چار رات واسطے
آسائش کے ہی آرام سے صبح کو پھر مقابلہ کرنا طیمور نے کہا کہ مین بغیر فیصلہ کیے آرام اپنے کو حرام جانتا ہون
نہ مجھے چین پڑتا ہی یہ سنکے محیط منارہ گردن کو غصہ آیا کہا کیا تو سمجھتا ہی کہ مین تجھ سے ڈر گیا ہون مین
بھی عاجز نہین ہون یہ کہکر پھر دونون لڑنے لگے جب محیط منارہ گردن طیمور شیر پرور کو پکڑ لاتا ہی
طیمور اس طرح ہاتھ چیر کر نکل جاتا ہی جس طرح بجلی گھٹا سے نکل جاتی ہی اور جب طیمور محیط کو پکڑ لاتا
ہی تو یہ بھی نکل جاتا ہی جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہی دیکھنے والے وجد کر رہے ہین اور کہہ رہے ہیں کہ محیط
منارہ گردن تو مشہور پہلوان ہی مگر یہ لڑکا بھی قیامت کا پرزا ہی دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی دونون جانب
سے روشنی آگئی سرداروں کے دنگل کچھ گئے تمام رات یہ دونون مصروف تلاش رہے نہ فیصلہ
ہوا صبح ہوگئی صبح کو بھی علیحدہ نہ ہوئے دونون جانب سے دو کاسۂ شیر آگئے دونون نے پیے اور پھر سرگرم
تلاش ہوئے آج بھی تمام دن کشتی رہی مگر فرق نہ محسوس ہوا اب تیسرا دن آیا کوئی دو پہر گذرے ہونگے
کہ محیط منارہ گردن نے غصہ مین آکر دونون بازو طیمور شیر پرور کے پکڑ کر آواز دی کہ او طفل سنبھل جا
اگر تو نے یہ زور میرا روک لیا تو گویا مجھے زیر کر لیا یہ کہکر طیمور کو ریل کر لے چلا بس طیمور نے پچھلے قدم ٹیکتے ہٹے
پینترا کاٹا کہ محیط آپ اپنے زور مین اوندھے منہ جا رہا بس طیمور نے وہین سے پلٹ کے کمر زنجیر کے

بند مین ہاتھ ڈال دیا اور یا خداوند آئینہ کہکر زور جو کیا تو محیط ایسے کہ پکڑ کر اٹھا لایا محیط مناره گردن نے بلبلا کر لنگر مارا طیمور نے ہاتھ تو تھام کر دیا اور کہا کہ تڑپ جتنا جی چاہے اب تو میرے ہاتھ سے چھوٹ نہین سکتا ہے جب دیکھا محیط مناره گردن نے کہ تڑپنے سے کچھ نہوا تو ہاتھ پانون ڈھیلے کر دیے طیمور نے دوسرے زور مین سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت خداوند آئینہ مین محیط مناره گردن نے عرض کی کہ از خیر یاد آئینہ کہیا تو وہ لائق پرستش طیمور نے کہا کہ مین قابل پرستش نہین ہون جسکی پرستش تو کرتا ہے اگر تو بھی اسکی پرستش کا اقرار کرے تو خیر ورنہ ابھی چیر کے پھینک دونگا محیط مناره گردن نے کہا کہ مجھے تیری اطاعت سے کام ہے تو جسے کہے مین اسے سجدہ کرون طیمور نے چھوڑ دیا محیط مناره گردن نے کہا کہ اگر مین پھر مقابلہ کرون تو پھر مجھے باندہ لیگا تو بچ کے میرے ہاتھ سے کہان جائے گا محیط مناره گردن اب بے لڑائی ہوا اور کبھی شید اہو گیا اور اپنی تمام فوج سے آئینہ پرست ہوا اور قطب شاہ شمالی بھی مع کل لشکر آئینہ پرست ہوا اور بڑی دھوم سے طیمور کی دعوت ہوئی جب پانون اہرمن کوہی کا اچھا ہو گیا تو شاہزادہ طیمور نے اہرمن کوہی اور محیط مناره گردن کو ساتھ لیا اور دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف سارلقیہ کے روانہ ہوا اسے تو یہان چھوڑا جاتا ہے

اور اب یہان سے چند کلمے داستان راندہ درگاہ خدا یعنے سارلیق بن لقا کے بیان کیے جاتے ہین کہ اسکا نتیجہ کیا تھا

راوی بیان کرتا ہے کہ خلخال جادو سارلیق کو زیر تیغ دیکھکر اٹھا لے گئی تھی اسنے سارلیق کو لیجا کر اپنے باغ مین اتارا اور کہا کہ کدہے یہ حماقت تیری خدائی ہے تو اپنی حقیقت کو بھول کر ایسا بھول جاتا ہے کہ جو باتیں کھانے کی باتین کرتا ہے اگر مین جا کر نہ لے آتی تو تو قتل ہوتا یا زندہ پکڑا جاتا اسنے ساحر اسلئے لیے پہلوان تیرے محکوم ہین تو نے کسی کو بھیج دیا ہوتا یا خود ہی گیا ہوتا تو کسی ساحر کو ساتھ لیتا گیا ہوتا تو کس بھروسے پر یوسف مرائی کو گیا تھا آخر اسکا نتیجہ دیکھا سارلیق نے کہا کہ مجھ سے خطا ہوئی اور یہ خطا آپ ہی کی کمک کے بھروسے پر ہوئی مین جانتا تھا کہ جب کوئی وقت سخت آ پڑے گا تو آپ ضرور میری مدد کو آئینگی خلخال جادو نے کہا کہ اے سنگان تو لو ایسا ہی تو نہ تھا تو نے بھی نہ سمجھا یا سنگان نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگلو نشہ خدا اوندی مین کسیکی نصیحت کارگر نہین ہوتی ہو بھلا یہ کسیکے سمجھانے پر کب عمل کرتے ہین مین نے بہت بہت منع کیا مگر انھون نے نہ مانا دیو جنجال کی جان لی اور سارا واقعہ تالاب کا بیان کیا خلخال جادو کو سارلیق کے کرتب پر غصہ بھی آیا اور حماقت پر اسکی ہنسی بھی آئی کہا خیر آج تو یہان مہمان رہو کل مین نے تجھے قیطول پر بھیجا دونگی مع بہت سے ساحرون اور جادوگرنیون کو نامزد کیے ہین یقین ہے کہ چند روز مین سب پہونچ جائینگے جب وہ سب آلین اس وقت طبل جنگ بجوانا یہ کہکر سارلیق کیواسطے سامان آسایش مہیا کیا تشغل شراب خواری ہونے لگا سنگان نے ساقی گری کی سارلیق نے مستی کی حالت مین خلخال جادو سے اختلاط شروع کیا۔ الا تو ای غرض سے لیسے بانی لاتی ہی کو نقطہ لی سرسبد جادی یہ بھی سارلیق سے لیسی سنگان نے تو اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ یا خدا کبھی ہے تو نے بندون کے واسطے بھی سب خود ہی حلال کر دی ہین

دل مین کہتا کہ دونون سخت بیغیرت ہین لیکن خلنجال جادو نے رات بھر سارلیق سے منہ کالا کروایا سنخگان
کسی گوشہ مین پڑا رہا صبح کو خلنجال جادو نے ابر سحر تیار کیا اور سارلیق و سنخگان کو لیکر جانب سارلیقیہ
روانہ ہوئے جسوقت سارلیق اپنے قبطول پر پہونچا اور ملازمان خاص اُسکے جو راز داران قدرت کہلاتے تھے
وہ آگاہ ہوئے تو سب نے آکر پوچھا کہ یا خداوند اُس بندے کی مشکل آسان ہوگئی سارلیق نے کہا کہ
مین نے اُس تالاب قدرت کو غارت کردیا اور حکم دیا کہ طبل سرور بجے اُسی روز طبل بجا سبکو خبر ہوگئی کہ
خداوند اس بندۂ بیکرانی کی مشکل آسان کرکے آگئے لوگ جوق جوق گروہ گروہ سجدے کے واسطے آنے
لگے خلنجال جادو تو اُسی وقت رخصت ہوکے چلی گئی اور سارلیق ملعون نے دریچۂ قدرت سے
سر نکالا لوگون نے سجدہ کیا بعض نے پوچھا کہ یا خداوند صاحبقران بھی تو اُسی طرف گئے تھے پھر
کیا ہوئے سارلیق نے کہا کہ مین نے اُس بندۂ سرکش کو بھی غارت کردیا اُدھر ہرکارے یہ خبر
وحشت اثر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے آئے اور سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اسلام
نہایت متردد ہوئے کہ یہ ملعون کہتا ہے مین نے اُس بندے کو غارت کردیا خدا جانے
امیر پر کیا پیچ پڑا اُسی وقت خواجہ زادے طلب ہوئے اُنھون نے اپنے علم سے دریافت
کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور اطمینان رکھین سارلیق ملعون جھک مارتا ہے امیر خیریت سے ہین اور
انشاء اللہ نہایت جاہ و حشم کے ساتھ تشریف لائینگے لیکن ابھی بیس بائیس روز کا عرصہ ہے سردارون
کو اطمینان ہوا اب جائے صاحبقران پر سکندر رستم خو بیٹھا ہے اسلیے کہ یہ صاحبقران اوسط مقرر
ہوا ہے بعد صاحبقران کے قائم مقام صاحبقران یہی ہے سب سردار مثل صاحبقران سکندر کی
اطاعت کرتے ہین وہان سارلیق ملعون نے حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ ہرچند سنخگان نے منع
کیا کہ دیکھ کیا کرتا ہے اُدھر تو بدعہدی ہوتی ہے کہ آپ ہی نے امیر سے ایک ماہ کی رخصت طلب کی
تھی اب امیر کی عدم موجودگی مین طبل جنگ کا بجوانا اچھا نہین ہے علاوہ اسکے خلنجال جادو نے بھی منع
کیا ہے لیکن اسنے نشۂ شراب مین کچھ سماعت نہ کی اور طبل بجنے کا حکم دے ہی دیا ہرکارون نے یہ خبر
بادشاہ اسلام کو پہونچائی کہ سارلیق نے نقارۂ رزمی بجوادیا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہے کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی دبدبۂ حیدری باقی ہے بجے طبل جنگی اُسی وقت یہان بھی کوس حربی نوازش مین
آیا اور تیاری جنگ کی ہونے لگی اُدھر آئینہ پرستون نے بھی نقارہ رزمی بجوادیا تمام رات تینون
لشکرون مین تیاری جنگ ہوا کی جب صبح ہوئی تو سارلیق ملعون آکر بالاے قبطول بیٹھا اور لشکر
کئی کرور کا زیر قبطول صفین باندھ کر کھڑا ہوا ایک جانب لشکر آئینہ پرستون کا صفین باندھے
کھڑا تھا اِس طرف فوج اسلام میدان جنگ مین صف آرا تھی نقیبان خوش آواز اشعار عبرت آمیز
پڑھ رہے تھے اور ناپائداری دنیا کا حال بیان کررہے تھے بہادر سن سنکے جوش شجاعت مین جھوم
رہے تھے سرداران لشکر کفار کی ہمتین بڑھی ہوئی تھین کہ نہ تو صاحبقران موجود ہین نہ طیمور شیر سوار
موجود ہے جسکا خوف ہو ہنوز کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے
کہ کون آتا ہے جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے سے زلازل بن زلزال دیو پیکر اژدر نشین
پیدا ہوا دیکھا اسنے کہ دونون طرف کی صفین آراستہ ہین ہنوز کوئی میدان مین نہین آنے پایا تھا
کہ اسنے جلدی سے فیل اپنا بڑھایا اور سامنے قبطول سارلیق کے آکر فیل سے اُتر کر سجدہ کیا اور کہا کہ یا
خداوند مجھے اجازت میدان عطا ہو سارلیق نے کہا اے بندۂ خاص جا تو ان سب پر فتحیاب ہوگا

صاحبقران کو غارت کر دیا کہ اُس سے زیادہ شہ زور مین نے کوئی بندہ پیدا نہین کیا تھا اب جا تو ان تمام خدا پرستونپر
غالب ہوگا زلازل بار دگر فیل پر سوار ہو کے میدان مین آیا اور پکارا کہ باستثنائے گروہ خدا پرستان بعد
صاحبقران کے تم مین سے جسکو دعوے صاحبقرانی ہو اور جو قایم مقام صاحبقران سمجھا جاتا ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے ہر چند کہ طلحہ پہلے سے تہیہ کیے ہوئے تھا کہ میرے اسکے فیصلہ نہین ہونے پایا تھا کہ اسکو
بچہ لیگیا تھا مین ہی اس سے مقابلہ کرونگا مگر جب اسنے یہ کلمہ کہا کہ جو قائم مقام صاحبقران ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے تو طلحہ نے تامل کیا لیکن اس کلمہ کے سننے کی سکندر کو کب تاب تھی وہین سے باگ حرکت
کی لی اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے زلازل بن زلزلہ آذر کش کے تشریف لائے اور
فرمایا کہ اضرب بہادری کی زلازل نے کہا اگر اور کوئی تجھسے زبردست ہو تو اسے میرے مقابلہ کو
بھیج فرمایا تیری گوشمالی دینے کو مین ہی کافی ہون ہنوز یہان گفتگو یہی ہو رہی تھی کہ جانب صحرا سے پھر گرد اڑی
سب دیکھنے لگے سکندر اور زلزلہ نے بھی اس گرد کا انتظار کیا یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا علمون مین آئینہ نصب تھے پھر پھریرے سرخ
رنگ کے تھے آگے آگے شاہزادہ طیمور شیر پرور مرکب بادرفتار پر سوار ایک سردار زبردست طیمور
کے داہنی جانب اور ایک بائین جانب پشت پر دو لاکھ سوار طیمور کی آمد دیکھکر نہنگ بن طوفان
دریا موج سردار لشکر کو لیکر برائے استقبال بڑھا اور پیشوائی کر کے طیمور شیر پرور کو لا یا انہانے
جو صف آرائی دیکھی پوچھا کہ کیا سارا لشکر آگیا لوگون نے عرض کی کہ ابھی نے آکے طبل جنگ بجوایا ہی
اور پہلے خود ہی ایک مہینہ کی مہلت صاحبقران سے طلب کر کے گیا تھا اب خود ہی خلاف عہد
کیا پوچھا کہ صاحبقران تشریف لائے عیار نے عرض کی کہ وہ ابھی نہین تشریف لائے اور سارا لشکر
کہتا ہی کہ مین انھین بھی غارت کر آیا طیمور نے کہا جھک مارتا ہی یہ بھلا ان کسیکو کیا غارت کرے گا
ادھر زلازل بن زلزلہ سے اور سکندر سے مقابلہ ہوا طیمور کو نہایت افسوس ہوا کہ اگر کچھ دیر ہی
پہلے مین پہونچ جاتا تو زلازل سے مجھسے مقابلہ ہوتا یا اُسکے مقابلہ کو طلحہ نکلا ہوتا تو بعد فیصلہ جو باقی
رہتا اُس سے مین آزمایش کرتا طیمور کو تو یہ افسوس ہوا یہان زلازل نے سکندر کو نیزہ مارا
سکندر رستم خو نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی کوئی ایسی طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ سکندر نے ایک مقام پر نیزے سے نیزہ کو لپیٹ کر اور سنان کو سنان سے الجھا کر جو
نکالا تو نیزہ ہاتھ سے زلازل کے صاف نکل گیا اُسوقت لگا ہوا مین زلازل کے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے کئی قدم کے فاصلہ پر گرا اور زلازل نیزہ بدست حالت مین غرق ہوگیا لشکر
اسلام سے تکبیر کی صدائین بلند ہوئین طیمور شیر پرور نے لپکارا کے سکندر کی تعریف کی کفار نے گردنین
نیچی کرلین زلازل نے اراے سے گرز اپنا اٹھایا اور گرد اندی کہ ای جوان ہوشیار ہو جا کہ ضرب میری ٹالنا
ہیچ دل کا یہ نہ کہنا کہ خبر دار نہ کیا تھا یہ کہکر اپنے گرز کو سر پر چرخ دیکر سر پر سکندر کے وار کیا پس
سکندر نے ترچھے ہو کر اس خوبصورتی سے کلہ گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ زلازل گردن
فیل پر کھنچ کے آگیا لیکن فورا سنبھلا اور گرز ہاتھ سے نہ چھوڑا اور پھر اپنے ہٹے چلے کہ جنبش
فیل کو بھی تاب نہ رہی اسکے بیٹھ گئے دونون نے ہر کچھ ان سے کہا کہ زور کرنا شروع کیا آخرش زلازل
نے گرز کو اپنی طرف کھینچا سکندر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا پس جیسے ہی زلازل نے کھینچا سکندر نے
ایسا جھٹکا مارا کہ گرز زلازل کے ہاتھ سے چھوٹ گیا پس زلازل لپٹ پڑا ادھر شاہزادہ سکندر

رستم جو نے بھی گرز کو پھینک دیا اور زلازل سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام سرداران اسلام نے کمربندوں سے اتر کر آنکھوں پر لگا کر دیکھنے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے طیموس شیر سوار بھی قریب آگے گھوڑے سے اترا اور کشتی کی سیر دیکھنے لگا اس طرف سے سرداران کفار آگئے چار جانب سے نکل کر میدان میں پہنچ گئیں گھوڑوں کو سائیس لیے ہوئے کھڑے تھے فوجیں اسی طرح صف آرا تھیں گرد سردار جمع تھے اور بیچ میں کشتی ہو رہی تھی زلازل کی قوت ہے کہ چھایا ہوا لڑ رہا ہے سکندر رستم جو بظاہر دست و بازو میں زلازل سے کم ہے مگر رستم وقت ہے جب زلازل کو پکڑ لاتا ہے تو نکلنا دشوار ہو جاتا ہے سرداران داد مردی و مردانگی دیتے جاتے ہیں یہانتک کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی دونوں جانب سے روشنی کا سامان ہوا ہزاروں مہتابیں روشن ہوگئیں چہار چہار جانب لگا دیے گئے زلازل لشکر سارلیق میں ایک سردار ہے جانیں کفار کی لڑی ہوئی ہیں اور ادھر صاحبقران اوسط سے مقابلہ ہے سرداران اسلام بھی ہمہ تن متوجہ ہیں تمام رات اسی حالت میں بسر ہوئی صبح کو بھی یہی کیفیت تھی اسی طرح لڑا کیے تھے یہ دن بھی تمام ہو گیا اور کشتی نہ تمام ہوئی پھر رات ہوئی اب کئی دن کا الجھاؤ جو ہو گیا تو فوجیں کھڑے کھڑے پریشان ہو گئیں جو لوگ دن کو کمر باندھے حاضر رہتے ہیں وہ رات کو آرام لیتے ہیں جو رات کو صفیں باندھے کھڑے رہتے ہیں وہ دن کو آرام لیتے ہیں سرداروں کی جاگتے جاگتے آنکھیں سوج گئی ہیں لیکن یہ دونوں رستم وقت اسی طرح مصروف تلاش ہیں زمین پر پسینے سے کیچڑ ہو گئی ہے بیٹھ لیتے ہیں دونوں جانب سے ایک ایک کاسہ شیر صبح اور شام آ جاتا ہے دونوں پی جاتے ہیں اور پھر لڑنے لگتے ہیں یہانتک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچواں دن بھی گذر چکا ہے شام قریب ہے کہ سکندر نے لنگر زلازل کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ لیں مشکیں سپارہ کو چالاک کے حوالے کیا طبل بازگشت بجا کفار نہایت اداس اس میدان سے پھر گئے اہل اسلام نقارہ خوشی بجاتے ہوئے پلٹے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے طیموس نے سکندر کی اپنے سرداروں سے نہایت تعریف کی اور کہا کہ بارگاہ صاحبقران میں ہر ایک ہی شخص ہے اسکا ثانی دوسرا نہیں ہے سارلیق نے کہا کہ اسنے غرور کیا تھا اس سے میں نے زیر کروا دیا سخت گالیاں دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس بیغیرت کو کہیں غیرت نہیں آئی اسنے مشہور کیا ہے کہ میں صاحبقران کو غارت کر آیا اور انھیں کے صدقہ میں طلسم سے نجات پائی ورنہ تا زندگی رہا ہونا دشوار تھا اور انھیں کی نسبت ایسا کچھ کہتا ہے جسوقت وہ تشریف لائینگے اس وقت اسے کیسی ذلت ہوگی سارلیق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادھر بھی نقارہ رزمی بجا پھر تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی جسوقت صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچے ہنوز کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا پہلوانوں نے گرد کا انتظار کیا یہانتک کہ آتے آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اول گروہ سے سرعلم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرے رنگ برنگ زرنگاری تھے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف سارلیق بن لقا کی تحریر تھی آخر آگے بڑھ کر رعد آواز گردن مست پر سوار اسکے ہمراہ سر دیو مست کا ساتھ ساتھ اس شان و شوکت سے آکر سلامی طبلوں سے پہونچا سارلیق کو سجدہ کیا اسکے آنے سے لشکر سارلیق میں نقارہ شادمانی بجا طیموس شیر سوار نے بھی رعد آواز کو بہت پسند کیا اہل اسلام نے اس جوان کی تعریف کی اور سارلیق کے یہاں تواضع سرداری بہو و سپاہ چونکہ اسکی خاطر سارلیق کو بہت منظور تھی طبل بازگشت بجوا دیا اور بہ ہیبت رعد آواز کو بالائے سیطل طلب کیا اور حکم دیا کہ آگ میل بنا کر اسپر سر دیو

سر مست کا نصب کر دیا جاے ادھر اہل اسلام بھی اپنی فرودگاہ پر آئے طمبور شیر پور بھی میدان
سے پھرا دل مین دعائین کرتا تھا کہ یا خداوند آئندہ یہ سیر داد مجھے ملے یہان لوگون نے اگ میل جچری
لا کر بیچ میدان مین نصب کیا اور اسپر سر دیو سرمست کا نصب کر دیا ساریق نے جنگ ملتوی
رکھی اور سامان جشن کیا تمام ملک ساریقیہ مین چراغان ہوا اور بہ ہیوت رعد آواز کے آنے کی نہایت
خوشی ہوئی یہان شاہزادہ سکندر رستم خو نے زلازل کو طلب کیا جسوقت زلازل اسیر غل و زنجیر
سامنے آیا اسلام کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے ایک دنگل آہنی پر بیٹھنے کا حکم دیا زلازل بیٹھ گیا
شاہزادہ سکندر نے فرمایا کہ اے زلازل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا زلازل نے عرض کی کہ جس طرح
بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا کچھ مذہب کے بارے مین کیا کہتا ہے زلازل نے عرض کی کہ اے
شہریار اگر مین دین اسلام اختیار کرونگا تو لوگ یہی کہینگے کہ زلازل خوف جان سے مسلمان ہوگیا
سکندر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام نہ اختیار کریگا تو مین تجھے قتل کرونگا زلازل نے عرض کی ع
سر نپیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + اے شہریار میرا قتل ہو جانا ہی بہتر ہے فرمایا کہ دیکھ جہالت
نہ کر اس معبود حقیقی کو پہچان جسنے سب کو پیدا کیا ہے اور ساریق ملعون پر لعنت کر کہ وہ ایک خرنفس
ہے زلازل نے کہا کہ یہ مین بھی خوب جانتا ہون کہ ساریق کی کوئی حقیقت نہین ہے خلخال جادو نے
اسکو استاد ورد یا ہے ملک چھین چھین کے ساریق کے قبضے مین کر دیے اور سلطنت کو وسیع
کر دیا خلخال جادو کے مددگار سے بڑے بڑے ساحر اور پہلوانان صف شکن اسکے مطیع ہین
لیکن اے شہریار مین ہمیشہ سے ساریق کو بادشاہ اور اپنا ولی نعمت سمجھتا تھا مین نے اسکو سجدہ
عبودیت کبھی نہین کیا ہے مگر مین دین اسلام بھی اختیار نکرونگا آپ مجھے قتل کر ڈالیے سکندر نے
بادشاہ اسلام کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ اب کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے بھی زلازل کو سمجھایا
زلازل نے یہی جواب دیا کہ مین خوب سمجھتا ہون کہ دین آپ کا برحق ہے مگر اس وقت مسلمان ہونے سے
میری سپہگری مین داغ لگتا ہے بادشاہ اسلام نے صاحبقران اوسط سکندر رستم خو سے ارشاد کیا
کہ جب یہ دل مین قایل ہو چکا کہ دین اسلام برحق ہے تو مسلمان ہو چکا اسلیے کہ نیت پر ایمان کا دار و مدار
ہے اب قتل اسکا جائز نہین لہذا اسکو رہا کر دیجیے جہان اسکا جی چاہے یہ چلا جاے سکندر رستم خو
نے آہنگرون کو طلب کیا کہ قید اسکی کاٹ دین اس وقت زلازل نے عرض کی کہ اس قید کو
تو مین توڑ سکتا ہون اگر آپ مجھے رہا کرتے ہین تو مین رہا ہوا جاتا ہون یہ کہکر ہاتھ ہتھکڑی کی بیڑی
مین ڈالکر جو زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینکدیا اور صاحبقران سے
عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا مین نے تجھے آزاد کیا جہان تیرا جی چاہے چلا جا زلازل نے سلام کیا
اور بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ صاحبقران نے زلازل
کو رہا کر دیا اور زلازل آتا ہے بس اسنے آفات نیرنگ ساز کو بھیجا کہ جا کے زلازل کو لے آ زلازل
اپنے لشکر مین آیا تین لاکھ جوان اسکے ماتحت تھے زلازل نے کہا کہ مین تو اس لشکر سے کنارہ کشی
کرتا ہون جسکو یہان رہنا ہو وہ یہان رہے جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے یہ فرما کر
اپنا سامان ساتھ لیکر ایک جانب روانہ ہو گیا دو لاکھ آدمی اسکے ساتھ ہو گئے راستے مین آفات
نیرنگ ساز نے کہا کہ خداوند نے آپ کو یاد کیا ہے زلازل نے کہا کہ اب مجھے ساریق سے
کوئی تعلق نہین ہے اس سے کہدینا کہ اب مین تیری بارگاہ مین نہ آؤنگا یہ کہکر ایک دریا کے قریب پہونچکر

اسنے قیام کیا کہ وہ مقام ساریق نے اُسکو دیدیا تھا اس معاوضہ مین کہ اک دیو نے ساریق کو پکڑ لیا تھا اور
زلازل نے دیو کو مار کر ساریق کو رہا کیا تھا اسکے صلہ مین یہ صحرا اور دریا اور اُسکے قرب و جوار مین جو قصبے
اور قریے تھے وہ سب ساریق نے زلازل کو دے دیے تھے زلازل نے اُسی جگہ قیام مناسب جانا
اور لباس سپہگری کو جسم سے دور کرکے لباس فقیرانہ اختیار کیا اور اک پہاڑ کی لیکر بیٹھ گیا اور اپنے لشکر
مین حکم دے دیا کہ خبردار کوئی شخص ساریق پرستی نکرے مین نے ساریق پر لعنت کی یہ سنکے
پچاس ہزار آدمی بھیڑیا بگڑ کے چلے گئے لیکن ڈیڑھ لاکھ جو انھون نے کہا کہ ہمین آپ کی رفاقت
سے کام ہے جیسے آپ کہیے اُسے سجدہ کرین زلازل نے کہا کہ اس نیت سے پرستش کیا کرو کہ جسنے
تمام عالم کو پیدا کیا ہے ہم اُسے سجدہ کرتے ہین اور خود بھی طریقہ بدل کر خداپرستی اختیار کی ادھر طیموز شیر پرور
کو معلوم ہوا کہ زلازل نے نہ تو دین اسلام کو قبول کیا اور نہ ساریق پرستی اچھا جانتا ہے یہ خیال ہوا کہ شاید یہ ہمارے دین کو
اچھا سمجھے نہنگ بن طوفان کو اک آئینہ دیا اور کہا کہ زلازل بہتر آدمی ہے تم اسکے پاس جاکے سمجھاؤ کہ اگر تو آئینہ پرستی اچھا سمجھتا
ہے تو اسی دین کو اختیار کر اور سکندر کی جرأت پر آفرین کی کہ اتنے بڑے سردار کو زیر کرنے کے بعد اس طرح آزاد کر دیا
نہنگ بن طوفان دریا موج فوج کو لیے ہوے پاس زلازل کے گیا جسوقت زلازل کو
معلوم ہوا اسنے چند قدم استقبال کیا اور نہایت عزت سے بٹھالا اور پوچھا کہ کس ارادے سے تمہارا
آنا ہوا نہنگ بن طوفان نے کہا ای برادر مین تو صاحبقران آئینہ پرستان کے ہاتھ سے زیر
اور اُسکا دین بھی اختیار کیا اطاعت بھی قبول کی تمہین سکندر نے زیر کیا تمنے انکی اطاعت کیون
نکی اور دین خداپرستی کیون نہ اختیار کیا اگر تم اُس دین کو اچھا نہین سمجھتے تو آئینہ پرستی اختیار کرو
اور چلکر دربار طیموز شیر پرور مین بیٹھو پھر ہم اور تم ایک ہی دربار مین جمع ہو جائینگے جس طرح پہلے
دربار ساریق مین بیٹھتے تھے اُسی طرح اب دربار طیموز مین بیٹھینگے طیموز شیر پرور بہادر دوست
اور نہایت زبردست ہے زلازل ہنسا اور کہا کہ ای نہنگ بن طوفان مین جبتک زندہ ہون سکندر
کی رفاقت کا دم بھرونگا لیکن اُسوقت مین نے دین اسکا اس وجہ سے نہین اختیار کیا کہ لوگ کہینگے زلازل
خوف جان سے مسلمان ہو گیا ورنہ اصل یہی ہے کہ دین خداپرستی برحق ہے اس سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے اب
عنقریب طیموز سے اور خداپرستون سے فیصلہ ہو جائے گا اور دونون ایک ہو جائینگے اُس وقت
پھر ہم تم ایک ہی جگہ جمع ہو جائینگے یہ چند دن کی مفارقت کوئی چیز نہین ہے سکندر رستم خو صاحبقران
اوسط کے لقب سے مشہور ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران حق پر ہین وہ ایسے عادل کیون
شکوہ ایسے بھی زبردست ہین جب تو انکی اطاعت سکندر نے اختیار کی ای نہنگ بن طوفان
ان خداپرستون کی قوت خداداد ہے خصوصا اولاد حمزہ صاحبقران سے کوئی عہدہ برآ نہو گا مین وہ
شخص ہون کہ مین نے دیوون کو مارا سات سات روز لڑکر بڑے بڑے دیوون کو زیر کیا اور
پست کیا لیکن سکندر سے بمشکل پانچ روز لڑا اور یہ بھی میرا ہی کام تھا میرا کلیجہ جانتا ہے جیسے جیسے زور
مین نے روکے ہین اور جیسے زور کیے ہین کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر سکندر
کو جنبش نہوئی ای نہنگ بن طوفان مین کیا اب سکندر کے دامن کو چھوڑتا ہون لیکن وقت کا منتظر
ہون یہ سنکر نہنگ بن طوفان مایوس ہوا اور زلازل سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا
اور طیموز سے زلازل کے حال کا اظہار کیا طیموز خاموش ہو رہا لیکن ساریق کو بہت رنجیدہ اور
کے آجانے سے کچھ پروا نہوئی جب ضیافت سے ہم بہوت کے فراغ حاصل ہوا تو بہت عذر

نے کہا کہ اب آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین اسی جوان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا جسنے زلازل کو زیر کیا ہی بعد خدا پرستون کے
آئینہ پرستون سے سمجھونگا ساریق نے کہا مین نے بھی تقدیر کی کہ سب تیرے ہاتھ سے زیر ہون او
اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لیکر
خدمت صاحبقران مین آئے اور بعد دعاے و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار
مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اُسی وقت یہان بھی نقارخانہ سلیمانی
و اسکندری نوازش مین آئے اُدھر طیمور شیر پرور کے لشکر مین کوس حربی بجا تینون لشکرون مین
تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر ایک کو برہوت رعد آواز کے مقابلہ کا اشتیاق ہی غرضکہ رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ خیل خیل آ آ کر وعدہ گاہ مصاف مین
صف آرا ہونے لگے پہر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان فوجون سے مملو ہوگیا ایک طرف طیمور شیر پرور پشت پر
کئی لاکھ کا لشکر لیے ہوئے کھڑا تھا ایک جانب اہل اسلام صف آرا تھے تمام سردار اپنے اپنے
منصب کے موافق دس دس پانچ پانچ قدم صفون سے مرکب آگے بڑھائے ہوئے کھڑے تھے
اور سکندر رستم خو بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا علم اژدہا پیکر سر پر
کھلا ہوا تھا ہر ہر سے آواز یا صاحبقران آرہی تھی کہ اکبرتبہ برہوت رعد آواز نمودار ہوا
تمام سرداران باختر اسکو گھیرے ہوئے یہ لشکر کفار مین بمرتبہ سپہ سالاری آگے قائم ہوا اکبرتبہ
ساریق بن لبقانے آواز دی کہ اے بندۂ خاص الخاص اے نقیب قدرت پکار دے کہ جسکو سجدہ
کرنا ہو وہ خداوند کو پہچان کے سجدہ کرے اور جو نہ مانے مین نے اُسکی قضا تیرے ہاتھ سے معین کی
یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز نے پورا باگ کالیا تمام لشکر کفار کے علم جلوہ گری پر آئے یلطرح
بل کر کے نکلا کہ یہ معلوم ہوا اک دیو مہیب پہاڑی سے نکل آیا برہوت نے میدان مین آکر جو
سلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جس وقت غرق عرق ہوگیا تو ایک مقام
پر نیزے کو گاڑ کے دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ اے گروہ اسلام آگاہ ہو کہ نام میرا برہوت رعد آواز
ہی اور خداوند ساریق نے مجھے نقیب قدرت کا خطاب دیا ہی میرے نعرے کی آواز سے
صحرا گونج جاتا ہی تم سبکو چاہیے کہ اس جاگتی جوت کے خداوند کو سجدہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
زک اُٹھاؤگے اور اگر قصد مقابلہ ہی تو میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو دیو کش ہو یہ کہکر سرِ دیو
سرمست کی طرف اشارہ کر کے آواز دی کہ مین نے دم بھر مین اس دیو کے دھڑ سے سر کھینچ
لیا جو اس زور و قوت کا ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سننا تھا کہ صاحبقران اور شاہزادہ
سکندر رستم خو نے مرکب کو اشارہ کیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے سکندر مرکب کو چمکا کر
سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام
کا عفریت عنایت ہوا اسکندر رستم خو جام پیکر بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے برہوت
رعد آواز کے آیا اور آواز دی کہ او برہوت رعد آواز تو اک سیٹھ سے دیو کو قتل کر کے افتخار
ظاہر کرتا ہی مین نے ایسے ایسے دیوون کو ٹانگین چیر چیر کے پھینک دیا ہی وہ قاف مین جا کے تمام
سرکشان قاف کو لپیٹ لیا دیو آتشبار کو مارا اور دیو تہمتن گرز زن کو مطیع کیا جسکا گرز جو مین سو
من کا تھا یہ کہکر اپنے پر سے وہ گرز اُٹھایا اور سامنے برہوت رعد آواز کے ڈال دیا کہ
اُٹھالے اس گرز کو برہوت رعد آواز نے گرز بزور گراں اُٹھا تو لیا مگر بے قابو پایا گرز کو

پھینک دیا اور کہا ای خدا پرست تو مجھے کیا دھوکا دیتا ہی ایسی بھاری ضرب جو قابو کی نہو اُسکے ہاتھ بند سے کیا فائدہ اگر ہاتھ مین قوت ہی تو ہلکی ضرب بھی بھاری ہو جاتی ہی سکندر نے کہا یہ تیری لافزنی کا جواب تھا ورنہ اچھے بُرے کا حال مقابلے کے وقت خود ہی معلوم ہو جائیگا اُٹھا نیزہ سیاریق تجھپر بڑا اُبھر رہا ہی مین بھی تو دیکھون کہ تیرے دست و بازو مین کسقدر قوت ہی لیکن ادھر تو شاہزادہ سکندر نے دل مین خیال کیا کہ برہوت بھی زبردستان روزگار سے ہی کہ اتنی بڑی ضرب کو اسنے کس سبکی سے اُٹھا لیا اگر مشتاق ہو تو یہ اس ضرب کو لگا بھی سکتا ہی ادھر برہوت دل مین کہتا ہی کہ بظاہر تو اسکے دست و پا کچھ بھی نہین ہین لیکن بڑی قوت اُسکے بازوون مین ہی جو اتنا لنگر دار حربہ باندھتا ہی ادھر طیموش شیر پرور آنکھین ملتے ہوئے دیکھ رہا ہی اور نہنگ بن طوفان دریا موج اور محیط منارہ گردن سے کہہ رہا ہی کہ یہ خدا پرست بڑے خوش نصیب ہین ابھی سکندر زرلازل کو زیر کر چکا ہی اب یہ سردار بھی اسی کے حصہ کا معلوم ہوتا ہی افسوس اسنے مجھے نہ ٹوکا نہنگ بن طوفان نے کہا ای شہریار یہ مثل زرلازل کے نہین ہی یہ وہ شخص ہی جسکے زور پر سیاریق خداوندی کرتا ہی اور سیاریق اسے بہت دوست رکھتا ہی دیکھیے تو ہوتا کیا ہی وہان بلند پستی پر جھگڑا ہوا برہوت کہتا تھا کہ ایجوان پہلے تو وار کر اور سکندر کا اصرار تھا کہ پہلے تو حملہ کر ہم اہل اسلام بلند پستی کو جائز نہین رکھتے ہین آخر برہوت رعد آواز نے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لگا نیزہ بازی ہونے لگی مرکب اشارون پر پھرنے لگے گھوڑون کی گشت سے تتق گرد بلند ہوا کہ دونون چھپ گئے صرف سنانون کی چمک نظر آتی تھی نیزے اس طرح گردش کر رہے تھے کہ ایک ہالہ بندھا ہوا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے ایک مقام پر سکندر نے اس طرح نیزے کو اُلجھا کے جھٹکا مارا کہ نیزہ برہوت رعد آواز کا تین جگہ سے ٹوٹ گیا بس اسنے غصہ مین آکے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور روڈ کر اپنا گرز ارابے پر سے لیا اور آواز دی کہ خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نکیا یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ مدور چہ کوہ کو سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو ایسی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا مرکب سکندر کا غرق زمین ہو گیا برہوت نے آواز دی کہ زدم و بست کردم تو خبر اسکی اسیوقت سیارہ کوچک چھاگل پانی کی لیکر اُڑا چھینٹے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ سکندر بہوش کھڑا ہوا ہی سر ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہی لیکن ہاتھ جو دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین آنکھین ذرا فرق نہین ہی سیارہ کوچک نے آواز دی کہ ای شہریار حریف تو لاف زنی کر رہا ہی اور اب تعریف کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی طیش آگیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالون مرکب مر چکا تھا اور تصویر گلی ہو چکا تھا بس سکندر نے اپنے مرکب سے جست کی اور کھینچکر تیغہ آبدار چلا کہ اُسکے مرکب کو بھی پی کر دون لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر اسکے گھوڑے کو پی کر دیا تو کچھ لطف نہین اسوقت وہ کام کرنا چاہیئے کہ عالم مین یادگار رہے تیرے پردادا نے لندھور کو مع فیل اُٹھا لیا تھا اسیطرح تو بھی مع مرکب اُٹھا لے یہ سوچ کے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور زیر شکم مرکب جا کر چارون ہاتھ پاؤن مرکب کے پکڑ کر جو زور کیا تو برہوت رعد آواز کو مع مرکب اُٹھا لیا دیکھا برہوت نے کہ اب بھی اگر گھوڑے سے نہین کودتا ہون تو کرکری ہوتی ہی

تمام عالم دیکھ رہا ہی بس اسنے جست کی اور گھوڑے سے علیحدہ ہوا سکندر نے اُسی مرکب پر برہوت
پر کھینچ مارا برہوت نے خالی دیا اور دوڑ کر تیغہ مارا سکندر کو جھپک آئی کہ خود سر سے گرا تیغہ سپر
بٹھوا تا دو ابیہ اُتر گیا داستانہ مارا تیغہ تو جھنا کر سر سے باہر آیا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا برہوت نے ہانہ روکا اہل اسلام پالکی لیکر آئے اور سکندر
کو اٹھا کے لیے ہوے چلے گئے برہوت رعد آواز طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا تمام عالم
سکندر کی تعریف کر رہا تھا کہ کیا کام کیا ہی اتنے بڑے کوہ پیکر کو مع مرکب اُٹھا لیا یہ اسیکا کام تھا اور
طیمور شیر پرور نے بھی نہایت تعریف کی کہ بارگاہ صاحبقران مین بعد صاحبقران کے یہ ایک
شخص ہی بلکہ سچ پوچھے تو بانکپن اسکا نہایت پسند ہی ادھر اہل اسلام سکندر کو شفاخانہ مین لیگئے وہان
برہوت رعد آواز نے ایک روز پھر طبل نہین بجوایا آرام لیا اور سکندر کی نہایت تعریف
کی ادھر طیمور شیر پرور سکندر کی عیادت کو گیا مزاج پوچھا سکندر نے کہا کہ بہت اچھا ہون
وہان برہوت رعد آواز نے ایک روز دم لیکر پھر طبل جنگ بجوایا یہان خبر ہوئی ان دونون لشکرون
مین بھی کوس حربی بجا برہوت رعد آواز نے یہ خواہش کی تھی کہ جب یہ جوان اچھا ہوئیگا تو مین
طبل جنگ بجواؤنگا کہ لطف مقابلہ اسی سے ہی لیکن سنگخگان نے سمارلیق سے کہا کہ ایسے مین
میدان خالی ہی سکندر زخمی ہی صاحبقران موجود نہین ہین شگون بھی اچھا ہوا کہ اتنا بڑا شخص برہوت
رعد آواز کے ہاتھ سے زخمی ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ انکا گردش مین ہی یہی موقع ہی سمارلیق نے نقارہ
رزمی بجوا دیا اور برہوت سے کہدیا کہ اہل اسلام کے بعد آئینہ پرستون سے مقابلہ کرنا برہوت رعد آواز
نے کہا کہ مجھے آئینہ پرستون مین تو کوئی ایسا نہین دکھائی دیتا کہ پھر اہم نبرد ہو محیط مبارزہ گردون میسرا
سمجھا ہوا ہی نہنگ بن طوفان اسی دربار کا بیٹھنے والا ہی اُسکی حالت بھی معلوم ہی زیادہ کو ہی وہ
اک قزاق ہی لوٹ مار اور چیز ہی اور سر میدان مقابلہ کرنا اور بات ہی ہان وہ لڑکا منچلا معلوم ہوتا ہی
تیور اسکے سخت ہین القصہ تینون لشکرون مین پھر رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو سب فوجین میدان
مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نعرہ ہی پہنچے تھے کہ برہوت
رعد آواز مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خداپرستان تم مین اور کوئی بھی لایق مقابلہ
ہی یا بس جو تمھارا سالار لشکر تھا دیکھا تمنے کہ مین نے اُسکی کیا حالت کردی یہ سنکے جانب دست
راست کے علم جلوہ گری پر آئے دارا ے ہند طلحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو کچک مار کے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طلحہ نے
سلام رخصت کیا اور فیل کو بڑھا کر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا اور للکارا کہ تو شاہزادہ سکندر
رستم خو کو زخمی کر کے افتخار ظاہر کرتا ہی مردون کے واسطے زخمی ہونا عیب کی بات نہین ابھی اُنکے غلام
ایسے ایسے موجود ہین کہ تو اُنسے سامنا نہین کر سکتا لا حربہ اپنا یہ سنکے برہوت رعد آواز نے کہا کہ
مین نے سنا ہی تجھے ضرب گرز پر بہت ناز ہی مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون طلحہ نے کہا کہ پہلے تو
اپنا وار کر پھر دیکھا جائیگا برہوت رعد آواز نے گرز اُٹھایا اور آواز دی کہ او ہندی خبردار ہو جا کہ یہ
ضرب طمانچہ ملک الموت کا ہی کہ سنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر اپنے گرز گران سر کو سر پر چرخ دیکر سر طلحہ پر
وار کیا طلحہ نے گرز اپنا چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو برہوت کا پڑتا ہی تو یہ معلوم ہوا کہ ساتوان آسمان
پھٹ پڑے سے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مگر زمین بسبب ہول و ہیبت کے شق ہو گیا

غرض گرد و غبار بلند ہوا کہ طلیحہ چھپ گیا برہوت نے سنکر نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم عیار طلیحہ کا جھپٹ کر قریب
آیا گرد و گرد سے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا اور پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ طلیحہ سرشار ہے
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں مانند ستون فولادی کے قایم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا
دیا اور کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف زنی کرتا ہے طلیحہ نے ہوشیار ہو کر فیل کو زمین سے
نکالنا چاہا فیل مر چکا تھا برہوت رعدآواز نے کہا کہ ای جوان دوسرا مرکب منگا لے میں بھی تیری ضرب
گرز کا مشتاق ہوں عیار طلیحہ کا جھپٹا ہوا گیا اور اسنے دوسرا فیل حاضر کیا طلیحہ فیل پر سوار ہو کے
سامنے برہوت کے آیا اور آواز دی کہ ای برہوت رعدآواز میں وہ شخص ہوں جسکا لقب طلحۂ جہان
گرز ہے لے اسے کہ یہ ضرب بھی طمانچۂ اجل ہے یہ کہکر اپنے گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پرچہ
کوہ ستر وسو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر برہوت پر وار کیا برہوت رعدآواز نے بھی اپنے
گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو جو حالت طلیحہ کی ہوئی تھی وہی حالت برہوت رعدآواز
کی ہوئی مرکب اسکا بھی مارا گیا طلیحہ نے بھی آواز دی کہ زدم و بست کردم عیار برہوت رعدآواز کا
جھپٹ کر قریب آیا اور گرد و گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ برہوت بھی بیہوش کھڑا ہے
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ دونوں چہ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں انمین
ذرا سا فرق نہیں ہے عیار نے چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا برہوت رعدآواز نے کہا کہ بلا کی ضرب
اس ہندی نے لگائی طلیحہ نے کہا کہ اگر کچھ حوصلہ باقی ہے تو دوسرا مرکب تو بھی منگا لے برہوت بھی دوسرے
مرکب پر سوار ہوا اور تلوار نیام سے کھینچکر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی حالی بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو جلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر سر طلیحہ پر وار کیا طلیحہ نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
جوہر پر بیٹھا ضرب لنگر دار تھی سپر کو قلم کیا تیغہ سر پر آیا طلیحہ واقف نہ تھا کہ تیغہ برہوت رعدآواز کا
آہن شگاف ہے اک حکیم نے اسکو یہ تیغہ بنا دیا ہے مثل آرسی آہن باریک ایسا ہے و دندانے ہیں
جیسے ہی تیغہ خود پر جا کے لگا برہوت رعدآواز نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اتر گیا طلیحہ نے
دانستہ مارا تیغہ کھینچکر سر سے نکالا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی برہوت
نے آواز دی کہ لیجاؤ اس زخمی کو اور بھیجو کسی اور کو لوگ آئے اور طلیحہ کو لے گئے برہوت
نے پھر مبارز طلب کیا مملوک بن مالک نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر میدان میں آیا برہوت نے کہا کہ میں نے سنا ہے تو نیزہ بازی خوب جانتا ہے
مملوک بن مالک نے کہا کہ نیزہ سنبھال ابھی معلوم ہو جائے یہ سنکے برہوت رعدآواز
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ مملوک بن مالک پر وار کیا مملوک نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا طعنین
چلنے لگین کوئی انتہا طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ مملوک بن مالک نے سنان نیزہ کی اس طرح
نکال دی کہ برہوت کو خبر بھی نہوئی یہ اسی طرح نیزہ بازی میں مصروف رہا مملوک نے مسکرا کے آواز
دی کہ تیرے نیزے کی سنان کیا ہوئی اب جو برہوت خیال کرتا ہے تو سنان ندارد خفیف ہو کر
نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کھینچ لی اور مملوک کی تعریف کی کہ بیشک نیزہ بازی میں تیرا مثل
نہیں ہے لیکن تیغہ میرا پیام اجل سے کم نہیں ہے یہ کہکر مرکب سے مرکب کو ملا کر وار کیا مملوک نے چاہا
کہ قبضہ دست پر ہاتھ ڈالدے دون تیغہ قریب سر کے پہنچ چکا تھا جلدی سے سپر اٹھا دی برہوت
نے جھٹکا مارا مملوک بھی مثل طلیحہ کے زخمی ہوئے لوگ انکو بھی پھیر لے گئے بعد مملوک کے سہراب

بن رستم نے قصد نکلنے کا کیا ہی تھا کہ تمغاج زرد پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت نے حرکت کو
جولان کیا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر پربہوت کے مقابل ہوا یہ بھی پربہوت کے ہاتھ سے
زخمی ہوا عقب اسکے کوہ پیکر رفیق شاہزادہ سکندر نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب گیارہ سرداران
نامی کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا فوجوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے کفار پربہوت
رعد آواز پر سے زرنثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے یہان زخمیوں کو شفاخانہ مین بھیج دیا اور
پربہوت نے پھر طبل جنگ بجوا دیا لیکن یہ خبر زلازل بن زلزلہ دیوبردر کو پہونچی کہ شاہزادہ سکندر
رستم خود صاحبقران اوسط پربہوت رعد آواز کے ہاتھ سے زخمی ہوئے بس اگاہ ہوتے ہی زلازل
کے زمانہ سیاہ و تار ہوگیا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ کمربندی ہو کل صبح کو مین جاکر پربہوت رعد آواز
سے مقابلہ کرونگا نہین معلوم کیا آفت پڑی کہ شاہزادہ سکندر ہاتھ سے پربہوت رعد آواز کے
زخمی ہوگئے ورنہ کیا مجال تھی پربہوت کی کہ انکے مقابلہ کرسکتا سکندر کے زور کا حال کوئی میرے
دل سے پوچھے چونکہ زلازل کو مدت سے تمنائے مقابلہ بھی ہر کس و ہر کسے سارلیق آنکی کو
سالار لشکر کیا ہی اگرچہ دیو پرست ہے تو بھی دلکش ہون آج حال کہنا ہے کہ یہ سوچ کے اپنے
تیاری کی اور تھوڑی رات باقی تھی کہ زلازل بن زلزلہ کوچ کرکے قریب میدان مصاف کے روانہ ہوا
یہان حسب قاعدہ صبح لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے نقیب سپاہ دیکھ رہے تھے کہ پربہوت
رعد آواز سارلیق سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کہا کہ اہل اسلام کیون اپنے کو ذلیل
کراتے ہو جو تمہارا سالار لشکر اور قائم مقام صاحبقران تھا یعنے سکندر رستم جب وہ میرے
ہاتھ سے زخمی ہوا تو وہ مرکیا مقابلہ کرسکتا ہے پس کر اہل اسلام طیش مین آتے تھے مگر
کوئی نکلا نہ تھا کہ جانب صحرا سے تیغ گرد بلند ہوا اور زلازل بن زلزلہ فیل مست پرسوار ہاتھی
پیرا کی ہاتھ مین لیے ہوئے تیغی لباس پہنے نمودار ہوا قریب آکے آواز دی کہ اے پربہوت رعد آواز سکندر
رستم تو وہ شخص ہے کہ عالم میں کوئی اسکا ہمسر نہین ہے تو اسکے غلام سے تو مقابلہ کرلے اتفاق کی بات
تھی کہ وہ زخمی ہوگیا زخمی ہونا مردون کا جوہر ہے اس سے سپہگری مین فرق نہین آسکتا یہ کہتا ہوا فیل کو
بڑھا کر سامنے پربہوت رعد آواز کے آیا پربہوت نے کہا تو سے اپنی کیا صورت بنائی ہے
زلازل نے کہا کہ مجھے شاہزادہ سکندر نے پانچ روز مین زیر کیا اور چونکہ مین نے دین اسلام
اختیار نہین کیا تھا اسنے مجھے آزاد کردیا اور قتل نہین کیا نہ قید کیا مین اسکا بندہ بے دام ہون
جہان اسکا پسینہ گرے گا وہان اپنا خون گرا دونگا پربہوت رعد آواز نے کہا کہ تو وہی ہے کہ باجگاہ
لقا مین میرا ماتحت تھا زلازل نے کہا کہ مین تجھ سے زیر تو نہین ہوا تھا تجھ سے کبھی جب آزمایش
زور و طاقت ہوئی ہی تو پانچ روز کی کشتی سے لیکر چھوڑ دیا تھا اور بخاطر سارلیق کے اس وقت تک
مین اسے خواہ مخواہ غنیمت جانتا تھا تیری ماتحتی قبول کرلی تھی آج معلوم ہوا جاتا ہے کہ مین تجھ سے کسی طرح
کم نہین ہون یہ سنکے پربہوت رعد آواز کو غصہ آیا کہ یہ دعوائے ہمسری کرتا ہے بس اسنے نیزہ
مارا زلازل نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طرفین سے ضربین ہونے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی آخر سنان مین شانہ مین
نیزون کی بیکار ہوگئین بس پربہوت نے گرز اٹھایا اور کہا کہ اے زلازل یہ ضرب وہ ہے
جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتے ہین ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکر گرز مارا زلازل
بن زلزلہ نے سپر آگے اٹھادی گرز سپر آگی پر پڑا سپر آگی ٹیڑھی ہوگئی زلازل نے سر اپنا گرز سے

بچایا گرز سر فیل پر پڑا سر فیل کا پاش پاش ہو گیا فیل نے مثل فیل آتشبازی کے چرخ مارا زلازل کود
کے علیحدہ ہوا اور دوڑ کر تلوار ماری کہ اگلے سم مرکب برہوت کے اڑ گئے مرکب اوندھے منھ گرا برہوت
رعدآواز کود کے کودا اور دوڑ کر تلوار ماری زلازل لپٹ پڑا برہوت نے بھی تلوار پھینک دی
اور مصروف تلاش ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی کہ زلازل بن زلزلہ لباس
فقیرانہ پہنے ہوئے آیا اور برہوت رعدآواز سے مقابلہ کیا چونکہ برہوت نے آپ کے
زخمی کرنے کا افتخار ظاہر کیا تھا یہ بات زلازل کو ناگوار گذری یہ سنکے شاہزادہ سکندر
رستم خو اسی حالت سے سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے یہاں دونوں جانب کے سردار
قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے اور سائیس گھوڑوں کو لیے ہوئے کھڑے تھے زلازل
نے جو سکندر کو دیکھا کہ پٹی سر میں بندھی ہوئی ہے غیظ میں آکر برہوت سے لڑنے لگا جب
بازو پکڑے تو دس قدم دوڑا لیگیا لیکن برہوت رعدآواز بھی بلا ہے بد ہے جہاں وہ سنبھلتا تھا
تو زلازل کو لیا رہ گیارہ قدم دوڑاتے جاتا تھا سکندر بھی دنگل بچھوا کے بیٹھ گیا تمام دن کشتی
رہی شام کو بھی علیحدہ نہوئے دونوں جانب سے روشنی آگئی کہانتک بیان کیا جائے کہ تین شبانہ روز
کشتی رہی چوتھے روز پانوں زلازل کا ٹوٹ گیا بس سکندر نے آواز دی کہ چھوڑ دے
زلازل کا پانوں ٹوٹ گیا ہے میں اس حالت زخمداری میں بھی تیری خدمتگذاری کے لیے موجود ہوں
یہ فرما کر بیچ میں آ گئے برہوت نے زلازل کو تو چھوڑ دیا لیکن سکندر کی سخت کلامی پر اسکو
بہت غصہ آیا کہا اے شخص تو زخمی ہو جانتا ہے کہ برہوت رعدآواز زخمی پر ہاتھ نہ اٹھائے گا
ورنہ اس طرح کے کلام نہ کرتا سکندر نے کہا کہ میں تجھ سے مقابلہ کرنے کو ہر وقت موجود ہوں میرا مرتبہ
تجھ پر بھاری ہے آدمی کیسے برہوت رعدآواز تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اس طرف
سکندر رستم خو زلازل بن زلزلہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
ہوا اپنے سامنے زلازل کا پانوں بندھوایا اور شفاخانہ میں بھجوا دیا برہوت رعدآواز نے
پھر ایک دن کا وقفہ دیکر طبل جنگ بجوایا طیموس شیر پرور کے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجایا اہل
اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو تینوں
لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے ساربق نہایت خوش ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے
بندگان من دیدی قدرت مرا میں تمام خداپرستوں کا غرور اسی نقیب قدرت کے ہاتھ سے
ٹوٹے گا ہاں اے نقیب قدرت فتح تیرے ہی نام لکھی ہے یہ سنکے برہوت رعدآواز مانند فیل مست
کے لشکر سے جدا ہوا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے گروہ خداپرستان و اے انبوہ آتش پرستان
آج تم میں سے جسکا جی چاہے وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کہنا تھا کہ طیموس تو منتظر ہی تھا
فوراً اپنا مرکب باد رفتار کوئی اور سامنے برہوت رعدآواز کے پہونچکر نعرہ کیا کہ تو سکندر
کو زخمی کر کے قابو سے باہر ہو گیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں لاف بہادری کی یہ سنکر برہوت
رعدآواز نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ اے طفل آئینہ رو میں حیرت میں ہوں کہ تو میدان میں
آنے کے قابل ہو یا لڑکوں میں کھیلنے کے لائق ہے اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو نہایت
ملال ہوگا فرمایا کہ تو مجھکو لڑکا سمجھتا ہے ابے لا اور آنکھ دیکھوں تیری آنکھ جھپکتی ہے یا نہیں یہ سنکے برہوت
نے نظر سے نظر ملائی طیموس شیرنی کے دودھ سے پرورش پایا ہے کیا تاب ہے کہ سکی کہ نظر طیموس سے

لا سکے جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی برہوت رعد آواز کی آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا وہ مارا برہوت
نے کہا کسکو مارا کہا تجکو برہوت نے کہا کچھ تیرے دماغ مین بھی خلل معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے لڑنے بھڑنے
مار لیا طیمور نے کہا جسکو نگاہ سے مارا اُسکا مار لینا کیا دشوار ہے یہ سنکے برہوت کو غصہ آیا کہا کہ معلوم
ہوا اجل تیرے سر پر کھیل رہی ہے لے خبردار ہو جا یہ کہکر نیزے کو گردش دی اور سینۂ طیمور شیر نژاد
پر وار کیا طیمور نے نیزے کو برہوت کے اپنے نیزے پر گانٹھا بند بند ہلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین بس ایک مقام پر طیمور نے ایسا
پنجہ باندھا کہ برہوت کے ذہن مین نہ آیا بندش کو نہ کھول سکا طیمور نے جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا اور ہاتھ سے برہوت رعد آواز کے نکل گیا آئینہ برستون مین واہ واہ کی صدا بلند
ہوئی سکندر نے بھی تعریف کی برہوت رعد آواز نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا اور زود گرز
گرز اپنا اولے پر سے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر سر پر طیمور شیر نر کے وار کیا طیمور شیر دل نے
جلدی سے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی گرز
کی ٹوٹی شق گرد بلند ہوا طیمور نے شق گرز سے نکالکر آواز دی کہ آواز دی دکرا لیست کردی برہوت
نے کہا مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون طیمور نے دوسرا مرکب منگایا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر گرز سنبھالا اور آواز دی ؎ تو ضرب بے زور ضرب بانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش
کن یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر برہوت رعد آواز پر وار کیا برہوت نے بھی اپنے گرز کو
چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان پھٹ پڑے گرز سے گرز جو ٹکرایا
شرارے نکلے سپر گرز کا کلہ چٹک گیا کمر مرکب کی ٹوٹی شق گرد و غبار بلند ہوا تڑاقے کی صدا سے
دشت گونج اٹھا طیمور نے نعرہ کیا کہ زدم و کشتم کردم عیار برہوت کا دوڑا ہوا آیا گرد گرد کے
چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ برہوت رعد آواز بیہوش گرا ہے ہر بن مو سے پسینہ
جاری ہے عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا اور آواز دی کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے برہوت رعد آواز
ہوشیار ہوا چاہا کہ مرکب کو زین سے نکالون مرکب مر گیا تھا بس تیغے تلوار کھینچ لی اور واقف مرکب طیمور
کے چلا طیمور نے گھوڑے سے کود کے آواز دی کہ کیا ارادہ ہے برہوت نے تیغہ مارا طیمور نے
اُسی سپر پر روکا جو پرستان سے ہاتھ آئی تھی سلیمان صاحبقران نے عنایت فرمائی تھی تیغہ
جو سپر پر پڑا اسپر سے دو بچہ پیدا ہوئے تیغہ کو پکڑ لیا ہرچند برہوت نے جھٹکے مارے مگر تیغہ
نہ چھوٹا آخر زور سے جو جھٹکا دیا قبضہ ہاتھ مین رہگیا اور تیغہ سپر مین الجھا رہا بس برہوت کمر سے لپٹ
گیا اور چاہا کہ اٹھالون طیمور سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی یہ معرکہ دیکھکر سب سردار
ترتیب آ تھمگئے دنگل کرسیان بچھ گئین ادھر ان دونون مین زور ہو رہے تھے گویا شیر اور ہاتھی کی لڑائی
تھی برہوت رعد آواز جہان ہاتھ ڈال دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹ لیا
اور طیمور بھی جہان ہاتھ جما دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پنجہ فولادی ہے کہ ہڈیان توڑے دیتا ہے برہوت
دل مین کہتا تھا کہ لڑکا بلا سے بدتر ہے غرضکہ تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہ ہوئے دونون جا
سے روشنی آگئی فوجون نے کمر کھول دی لیکن وہین پڑاؤ کر دیا بازار کھل گئی دکانین لگ
گئین میدان جنگ مین میلے کے سامان نظر آنے لگے دونون جانب کے سرداران نامی کے
لشکر پہنچے ہوئے تھے اور تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے بلکہ لشکر اسلام کے لیے چند سردار

دنگل پچھواکے بیٹھ گئے مثل سہراب بن رستم اور رفیع البخت وغیرہ کے چونکہ سکندر رستم خو زخمی تھا اسوجہ سے یہ تو شام کو پھر گیا ورنہ یہ بھی نہ جاتا رات بھی اسی عالم مین گزری دوسرے دن ہوا دونون کے زور و طاقت مین رتی بھر فرق نہ تھا اسی طرح لڑ رہے تھے زمین پارہ پارہ ہوگئی گڑ گئی تھین زمین پر پسینے سے کیچڑ ہوگئی تھی برابر داؤن پیچ ہو رہے تھے جب پانچ روز کشتی کو گزر گئے اور یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی کہ طیمور سے اور برہوت سے پانچ روز کشتی کو ہوگئے ہین اور ابھی تک فیصلہ نہین ہوا ہی تو انکو بھی اشتیاق پیدا ہوا سارلیق بھی دریچے کھولے ہوے بالاے قیطول بیٹھا ہوا تھا اور رجان اسکی بھی لڑی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ طفل آئینہ پرست بھی بلا سے بد ہی تنخگان کہہ رہا تھا کہ یا خداوندا اب تقدیر پلٹی معلوم ہوتی ہی کشتی بہت الجھ گئی ہی اب برہوت رعد آواز گیا سارلیق نے کہا کیا جھک مارتا ہی یہ تماشے قدرت کے ہین ہمین بڑے خوش ہون کہ ہم نقیب قدرت سے پانچ دن کرتے ہین نے برہوت رعد آواز سے زیادہ کسی کو زبردست پیدا ہی نہین کیا اسے کوئی زیر کیونکر کر سکتا ہی نہ مین نے یہ تقدیر کی ہی کہ برہوت رعد آواز کسی سے زیر ہو وہان شاہزادہ سکندر رستم خو نے غسل صحت کیا زلازل مین زلزلہ بھی اچھا ہوگیا سرشار بمیدان جنگ مین مع رفقا تشریف لائے دنگل کرسیان بچھ گئین یہ بھی تماشہ جنگ کا دیکھنے لگے ہمراہ سکندر کے بہت سے پہلوانان نامی و گرامی آگئے اب چھٹا دن بھی تمام ہوا ساتوین رات شروع ہوگئی ہی دیکھا کہ برہوت رعد آواز کا دم پھولنے لگا اور مثل بھینسے کے یہ ہانپنے لگا لیکن طیمور کی وہی حالت ہی اب تو جہان طیمور شیر زور برہوت کو پکڑ لاتا ہی نکلنا دشوار ہو جاتا ہی اور برہوت اگر بمشکل طیمور کو پکڑ بھی لاتا ہی تو طیمور ہاتھ چیر کر پھر سامنے آجاتا ہی کوئی دو پہر رات اور گزری ہوگی کہ اک مرتبہ برہوت نے دونون بازو طیمور شیر زور کے پکڑے اور آواز دی کہ او طفل آئینہ رو یہ روز آخر ہی یہ کہکر سر سے بلند سنبھلا کر یا خداوند سارلیق کچھ زور کیا تمام صحرا اسکی آواز سے گونج اٹھا سارلیق سوتے سے جاگ پڑا اور کہا ہم نقیب قدیمی رہتے ہین اس طفل کو زیر کر لیا یہان برہوت رعد آواز سات قدم طیمور دوڑا کر لایا تھا کہ طیمور شیر زور نے اسکا ہاتھ برہوت اور نیچے منہ اپنے زور سے آرہا بس زمین سے جو طیمور نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے آہ یا خداوند کہہ آئینہ کہہ کے زور کیا تو برہوت کو کمر تک اٹھا لیا برہوت نے لنگر مارا اسکا ٹوٹ گیا اور برہوت چھوٹ گیا اسنے دوسری زنجیر کمر مین باندھی اور پھر بھڑ گیا طیمور نے کہا کہ زور کر برہوت نے کہا کہ مین زور کر چکا اب تیری باری ہی یہ مین سمجھ چکا کہ تو مجھے اٹھا لیگا مگر مین نا انصاف نہین ہون کہ زنجیر کمر ٹوٹ گئی تو پھر لڑنے لگون بس طیمور نے دوبارا جو زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا تو کمر تک لے آیا پر برہوت رعد آواز نے ہاتھ پانون سمیٹ لیے طیمور نے کہا کہ لنگر کیون نہین مارتا برہوت نے کہ بیکار ہی اب لنگر مارنا اور بھی اپنے کو ننگا ہون مین سبک کرتا ہی یہ سنکے طیمور نے دوسرا زور کیا تا سینہ لے آیا اس وقت برہوت رعد آواز کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے بس طیمور کو بھی رحم آگیا تیسرا زور نہ کیا کہ سر سے بلند کرتا یا زمین پر مارتا آہستہ سے برہوت کو چھوڑ دیا برہوت رعد آواز نے کہا یہ کیا طیمور نے کہا کہ تجھے اپنے زیر ہونے کا صدمہ ہی جو لشکر سارلیق جمع ہی اور تجھکو یہ لوگ تمام عالم سے بہتر جانتے تھے اب تجھے ان کے سامنے کیا ذلیل کرتا برہوت رعد آواز یہ جمعیت طیمور کی دیکھکر قدمون سے لپٹا اور کہا کہ ایہا الناس اس شہریار نے تمام عالم کے سامنے مجھے زیر کیا اور پھر یہ رعایت کی کہ مجھے سر سے بلند نہین کیا دشمن کے ساتھ یہ احسان لہذا مین تو اسکا بندہ بے دام

ہو گیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آئے اور جسکو نہ منظور ہو وہ وہین رہے یہ سنکے قریب لاکھ سواروں کے
جو بخوف برہوت کی فوج کے لوگ تھے فوراً لشکر ساریق سے علیحدہ ہو کر لشکر طیمور مین شامل
ہو گئے یہان ساریق نے نقارہ خوشی اس خیال سے بجوا دیا تھا کہ نقیب قدرت کے نعرے کی صدا
آئی ہے اُسنے حریف کو زیر کر لیا ہوگا جب یہ خبر پہونچی کہ برہوت رعد آواز زیر ہو کر مطیع ہو گیا
تو اُسنے شرمندہ ہو کر نقارخانون مین ممانعت کی کہ طبل نہ بجے اور سنگان نے کہا کہ یا خداوند اب ہمنے
اچھی تقدیر کی پائی ہے ساریق بہت خفا ہوا اور اُسی وقت اسنے ایک نامہ بخبر طنجال جادو کو تحریر
کیا کہ اس وقت تک کوئی ساحر نہین آیا یہان خداپرستون نے میری خداوندی مین خلل ڈال رکھا ہے جو جو تی
کے سردار تھے وہ زیر ہو گئے جلد ساحرون کو روانہ کیجیے نامہ تو اُس طرف روانہ ہوا اور لشکر ساریق
نہایت اداس کمال پریشان میدان سے پھر کر داخل فرودگاہ ہوا اُدھر طیمور شیر پرور اپنے سردار
تازہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آیا اور جشن خوشی کی تیاری کا حکم دے کر مشہور ہا اُدھر
سکندر کو کمال افسوس ہوا کہ بڑا سردار یہ آئینہ پرست لیگیا ہر چند کہ زلزال بھی کم نہیں ہے
مگر برہوت رعد آواز اس سے زبردست ہے ساریق نے پھر طبل جنگ نہ بجوایا اور انتظار مین
ساحران کے بیٹھا اور مجو جادو پاس کہلا بھیجا کہ ساحرون کی دعوت و ضیافت کا انتظام قدرت
نے تمھارے سپرد کیا یہان طیمور شیر پرور نے جشن کیا اگر تیاری اس جشن کی یہان ہوگی تو طول
ہوگا لہذا کچھ حال سرداران اسلام کا سنیے جب اُنھون نے دیکھا کہ ساریق انتظار مین ساحرون کے
ہے اور طیمور مصروف جشن ہے تو شاہزادہ سکندر رستم خو نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر مجھے
اجازت ہو تو مین دو چار روز شکار مین دل بہلاؤن فرمایا کہ زیادہ دور جانے کا قصد نہ کیجیے گا اسلیے کہ ملک
دشمنون کا ہے آمد ساحرون کی لگی ہوئی ہے صاحبقران موجود نہین ہین سکندر نے عرض کی کہ مین بہت قریب
شکار کھیلتا ہونگا زیادہ دور نہ جاؤنگا کہ روزمرہ کی مجھے خبر بھی پہونچتی رہے جب ضرورت دیکھونگا
اُسی وقت حاضر ہونگا بادشاہ اسلام نے اجازت دی ہمراہ سکندر کے اور بھی چند سردار اُٹھ کھڑے
ہوئے مثل سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک اور طلحہ بن لندھور کے یہ تین چار سردار سامان
شکار کے ساتھ لیکر ہمراہ صاحبقران دوم کے جانب صحرا روانہ ہو گئے روز شکار ہوتا ہے سرکار سے
روزانہ خبرین پہونچانے رستے ہین لوگ شکار رکھے جاتے ہین اور جسکو جس سردار سے خصوصیت ہے وہ اُسکے
واسطے بھیج دیتا ہے سکندر رستم خو نے کئی آہو بادشاہ اسلام کے واسطے روانہ کیے چونکہ زیادہ دور
جانا مقصود نہ تھا اور کئی روز برابر شکار ہوا تو شکار بھی کم ملنے لگا سکندر نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے
طلحہ نے عرض کی کہ حضور اسی جگہ قیام فرمائین ہر روز باری باری ایک شخص نکل جائے اور شام کو جس قدر
شکار ممکن ہو لیکر واپس آئے سب نے اس رائے کو پسند کیا پہلے مملوک بن مالک روانہ
ہوئے یہ دن بھر سرگردان رہے اور کوئی آہو نہ ملا خالی واپس آئے دوسرے روز شاہزادہ
رفیع البخت گئے یہ بھی خالی واپس آئے تیسرے دن سہراب بن رستم گئے یہ بھی بے نیل مرام
پھرے چوتھے روز طلحہ بن لندھور روانہ ہوئے پہر دن چڑھے انکو ایک درہ کوہ کے نزدیک
آہو دکھائی دیا انھون نے تیر مارا آہو گرا طلحہ نے جاکر آہو کو ذبح کیا اور ہمراہیون سے کہا کہ ہم
آگے چلتے ہین تم شکار کو لیکر جاؤ واپس آنا یہ کہکر طلحہ تو اُس طرف روانہ ہوئے لوگ آہو کو
لیے ہوئے چلے آئے مقتضائے کار و اتفاقات روزگار کہ طیمور اپنی صحبت مین بیٹھا ناچ ہو رہا تھا

پہاڑ مین برہوت رعد آواز بیٹھا تھا جام شراب ناب کو گردش تھی کہ اک مرتبہ محیط منارہ گردن نے
کہا کیا لطف ہوتا اگر اس وقت کباب آہو کے ہوتے اہرمن کوہی نے کہا مین جاتا ہون اور ابھی
آہو لیکر آتا ہون یہ کہکے اٹھا اور اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوا ادھر ادھر بہت
تلاش کی لوگون سے دریافت کیا کہ کچھ شکار صحرا مین ہی دہقانیون نے بیان کیا کہ کچھ خداپرست گئی دن
سے شکار کھیل رہے ہین انھین بھی کوئی شکار اب نہین ملتا یہ سنکے اہرمن کوہی پریشان ہوا کہ مین دعوے
کے ساتھ وعدہ کرکے آیا ہون کہ ابھی شکار لیکر آتا ہون اور یہان شکار ممکن نہین خالی پھرا تو بڑی شرمندگی
ہوگی یہ اسی فکر مین تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ دکھائی دیئے دیکھا کہ اک آہو شکار کیا ہوا لوگ
لیے چلے آتے ہین بس اہرمن کوہی آگے بڑھا اور کہا کہ یہ آہو بیچوگے انھون نے کہا کہ بس
ایسا کلمہ اب زبان سے نہ نکالنا نہین جانتے کہ یہ آہو کسکا ہی اہرمن ہنسا اور کہا کہ اگر نہ بیچوگے تو مین
زبردستی چھین لونگا انھون نے کہا کہ یہ شکار فرمانروائے ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہی جسوقت انھین
معلوم ہوگا تو وہ اس آہو کے بدلے تمھین صید کرینگے یہ سنکے اہرمن کو غصہ آیا کہا طلحہ اک ملازم
ہی صاحبقران کا اور مین ملازم ہون اس شخص کا جسکے خوف سے صاحبقران میدان سے
ٹل گئے ہین طلحہ میرا کیا کرے گا چلو یہ آہو شاہزادہ طیمور کے واسطے ہم لیجائینگے یہ کہکر اسنے تلوار
سے دھمکایا چند ہی دور وہ کیا کر سکتے تھے اہرمن کے ساتھ ہونے سے جان کا خوف تھا اہرمن سر پر تلوار
کھینچے ہوئے تھا کہ جلدی لیچلو اور جو دو اک خدمتگار ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے طلحہ کی خدمت مین آئے
ہوتے یہان طلحہ بن لندھور خوشی خوشی آ کے بیٹھے سکندر نے پوچھا کہ کہو بھئی شیر یا بھیڑ طلحہ نے کہا
کہ غلام آپکے شگفتہ شہر رہتے ہین مین نے اک سیاہ ہرن بہت بڑا صید کیا ہی آتا ہوگا کبابون کے
سامان کا حکم دیجیے یہی باتین ہورہی تھین کہ اتنے مین خدمتگار دوڑے ہوئے آئے اور عرض
کی کہ اہرمن کوہی رفیق طیمور شیر پر وہ آہو چھین لے گیا بس یہ سنا تھا کہ طلحہ کی آنکھون مین
دنیا سیاہ ہوگئی اور کہا کہ اب اس آئینہ پرست نے یہ بے ترکیبیان شروع کردین مین ابھی جاتا ہون
اور آہو اپنا لاتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب بارگاہ طیمور روانہ ہوا یہان سکندر کو خیال
ہوا کہ طیمور طلحہ سے جلا ہوا ہی ایسا نہو کہ کوئی خرابی پیدا ہو بس یہ بھی گھبرا کر پشت مرکب پر سوار
ہوئے ساتھ انکے رفیع البخت اور سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک سبھی تو چل کھڑے
ہوئے اہرمن کوہی دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا آہو لیجا کے سامنے طیمور کے رکھا تھا کہ طلحہ
بھی پہونچ گیا اور آواز دی کہ او دزد مکار تیری عادت قدیم نہ گئی کہ پرائے صید کو گیدڑ کی طرح
اٹھانے کے واسطے آیا ہی اگر اسکے عوض تجھے نہ صید کیا تو نام اپنا طلحہ نہ پایا چونکہ طیمور واقف
نہ تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی جب طلحہ کی زبانی سنا تو معلوم ہوا اسنے تو گردن جھکالی کہ بیشک اسنے بری
حرکت کی اہرمن نے ساپٹ کے طلحہ کو تلوار ماری طلحہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا اہرمن سپر بھی چہرہ پر نہ لانے پایا تھا کہ تلوار پڑگئی تا دو ابرو شگافتہ آگئی اہرمن تو بیہوش
ہوکے گر گیا طلحہ نے بنگاہ قہر طیمور کی طرف دیکھا اور کہا کہ او آئینہ پرست تو نے یہ کونسا آئین
جاری کیا ہی طیمور نے کہا بس خیریت اسی مین کہ سامنے سے میرے چلا جا جسنے تیری خطا کی تھی
اسے سزا دے چکا ورنہ بہت پچھتائے گا مین خیال اسکا کرتا ہون کہ امیر لشکر مین موجود نہین مین
اور تو میری بارگاہ مین آیا ہی اگر میدان جنگ ہوتا تو وہ گت تیری بناتا کہ تمام عالم کی نظرون سے

گراوڑ دیا یہ سنکے طلیحہ کو طیش آیا آواز دی کہ تو بر بہوت کو زیر کرکے یہ سمجھا ہے کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا ہے جب
لڑنے پر آئے تو بارگاہ کیسی اور میدان کیسا اگر تو ہاتھ نہین اٹھاتا تو لے یہ ہے یہ کہکر زین سے تلوار مارا تھا
طیمور نے ترچھے ہوکر وار خالی دیا تلوار طلیحہ کی دنگل کے پایے کو کاٹتی ہوئی زمین مین درآئی بس
طیمور نے پانوں رکھ دیا اور کہا کہ کھینچ تو لے تلوار اپنی طلیحہ نے جھٹکا مارا لیکن تلوار زمین
سے نہ نکلی کہ اسمرتبہ دروازہ بارگاہ پر سے نعرہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا ساتھ ہی رفیع البخت
اور سہراب جنار رستم اور مملوک بن مالک سب ہی تو بارگاہ مین داخل ہوگئے طیمور نے سکندر
کو دیکھکر طلیحہ کو اور گرا نا ٹا کہ بڑی ہماہمی سے آیا تھا اتنی بھی طاقت نہین کہ تلوار اپنی کھینچ لی بس
طلیحہ نے جوش غیرت مین آکر جو جھٹکا مارا قبضہ تو ہاتھ مین طلیحہ کے رہگیا اور تلوار کا پھل زمین مین رہگیا
سکندر نے آواز دی کہ ای طلیحہ بس طیمور سے کیا واسطہ اہرمن کی خطا تھی اسنے تم سزا دیکھ چکے
طیمور نے کہا کیا کہوں صاحبقران موجود نہین ہین ورنہ طبل جنگ بجواکر سر میدان طلیحہ کے
کان اکھیڑ دیتا جیسی گستاخی اسنے یہان آکے کی سکندر نے کہا کہ ای طیمور اسکا خیال نکرو اگر امیر
موجود نہین تو وہ اپنا قائم مقام مجھے کر گئے ہین مین تمھارے مقابلے کو موجود ہوں یہ سنکے بر بہوت
رعد آواز نے جواب دیا کہ تم اس شہریار سے کیا مقابلہ کروگے تمسے لڑنے کو مین موجود ہوں کیا اپنا
زخمی ہونا بھول گئے سکندر تو اس کلام پر مسکرایا کہ اسے بھی دن لگے یہ مجھے زخمی کرکے نہایت خوش ہے لیکن
طلیحہ نے کہا کہ تو انکے غلاموں سے تو سامنا کرلے پھر انسے لڑنا طیمور نے کہا کہ مین طبل جنگ
بجواتا ہوں بہتر ہے کہ یہ دل کے غبار میدان مین نکل جائین اور طلیحہ سے کہا کہ اپنا شکار لیے جاؤ طلیحہ نے
کہا کہ شکار کی کیا حقیقت ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین شکار پر تھا جہان اپنے لشکر مین آہو بھیجے تھے
یہان بھی بھیج دیتا فقط بات کی بات تھی کہ اہرمن زبردستی میرے ملازموں سے چھین لایا تھا سکندر
نے بھی کہا کہ ای طیمور اب تو ہمارے تمھارے میدان کی لڑائی ہے یہان کے لطف کو کیوں کھوتے
ہو ہمارے سر کی قسم اس آہو کے کباب کھاؤ وہ بات گئی طیمور نے کہا کہ اگر تم بھی شریک
صحبت ہو تو کیا مضایقہ ہے سکندر نے کہا کہ مین تو موجود ہی ہوں یہ فرماکر بیٹھ گئے سب سردار بیٹھ گئے آہو
کے کباب لگائے گئے سب نے کباب کھائے تلخ ہونے لگا شام تک یہ جلسہ رہا شام کو صحبت
برخاست ہوئی یہ تمام خبرین بادشاہ اسلام کو پہونچین شام کو سکندر بھی جملہ رفقا کو لیے ہوے بارگاہ سلیمانی
مین داخل ہوے اور بادشاہ اسلام سے سارا واقعہ بیان کیا یہان طیمور نے جشن برخاست ہوتے ہی
طبل جنگ بدرنگ بجنے کا حکم دیا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ رزم و پیکار کو بجایا یہ خبر ساریق کو
ہوئی کہ آئینہ پرستوں اور خدا پرستوں مین بگڑ گئی اسنے سختگان سے کہا کہ کیوں او شیطان دیکھا
تو نے مین نے کیا قدرت کی ہے اور کس طرح تقدیر نفاق ان لوگوں مین پیدا کردی ہے یہ سوا میرے
کسی دوسرے کا کام نہ تھا سختگان کی ہنسی اتنی آئی کہا یا خداوند یہ تقدیر تو نے اچھی کی
مگر کسی طرح طیمور کو اپنا شریک کرنے یہ بھی انھین خدا پرستوں مین سے ہے اور بڑا زبردست ہے
اگر یہ شریک ہوگیا تو صاحبقران کو مشکل پڑ جائیگی ساریق نے کہا اب تجکو بھی قدرت کی باتوں
مین دخل ہوتا جاتا ہے اب مین فرمان قدرت لکھتا ہوں لو لے کے طیمور پاس جا سختگان نے کہا
کہ مین تو ہرگز نجاؤنگا تو کسی اور کو بھیج ساریق نے اک نامہ تحریر کرکے طیمور کے پاس بھیجا
طیمور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ دار ساریق پہونچا اور نامہ دیا طیمور نے نامہ کو پڑھا

لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص النجاص ہن اگر تو اب بھی خداوند کی طرف ہو جا تو خداوند تیری عزت اور زیادہ کرین
اور سب خدا پرستون کو تیرے ہاتھ سے ہٹوا دین یہ مضمون دیکھ کے طیمور کو ہنسی آگئی برہوت رعدآواز
کی طرف دیکھ کے کہا کہ سارلیق بھی عجب مسخرا ہی برہوت رعدآواز نے عرض کی کہ اُسکے دماغ مین
خلل آگیا ہی اُسکی حرکتین اس سے زیادہ بیہودہ ہوا کرتی ہین کہ کمک تو طلب کر رہا ہی اور خداوندی
بھی بگھارتا جاتا ہی طیمور نے کہا کہ جواب اسکا لکھدو کہ اگر تو دین آئینہ پرستی اختیار کر اور دعوائے
خداوندی سے توبہ کر تو مین صاحبقران کے ہاتھ سے تیری جان بچا دون اور خبردار اب اس بیہودہ
پن سے کبھی نہ لکھنا یہ جواب تحریر کر کے بھیج دیا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور
خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون
سے نکل نکل کر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی ہوئے فوج اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی اور لشکر سارلیق
مین یا خداوند سارلیق کے نعرے بلند ہوئے فوج آئینہ پرستان مین خود پرستی ہونے لگی ہر شخص
اپنی آئینہ مین صورت دیکھتا تھا اور اُسے سجدہ کرتا تھا جب تینون لشکر اپنے اپنے طریق عبادت سے
فراغ حاصل کر چکے تو متوجہ میدان کارزار ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تینون فوجین میدان مین
آکر صف آرا ہوگئین لشکر سارلیق مین بمرتبہ سالاری لشکر اقہر روئین شگاف کھڑا تھا اور راد
بادشاہ لشکر ارژنگ بن زمرد اور چیر نگ بن زمرد تھے اور تمام سردار قریب تین ہزار سرداران بھی
یہ گینڈون اور ہرکیون پر سوار کھڑے تھے اقہر روئین شگاف نے سارلیق سے کہدیا تھا کہ یا خداوند
تو جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت قابل سالاری لشکر کے ہمیشہ سے مین تھا اسلیے کہ نہ مجھپر
دوسرے کا حربہ اثر کرتا ہی نہ حریف میرے حربہ سے بچ سکتا ہی زور و طاقت مین بھی مین کسی سے
کم نہین ہون سارلیق نے کہدیا تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص اب قدرت کو تیرے ہی جانب توجہ
ہوئی اسی سے مین نے برہوت اور زلازل اور نہنگ بن طوفان ان سبکو ذلیل کر کے
اسیر کرا دیا تو اقہر روئین شگاف کرگدن مست پر سوار اکڑا رہا تھا اور لشکر طیمور شیر مرد
مین داہنے جانب برہوت رعدآواز و محیط منارہ گردن بائین جانب نہنگ بن طوفان
دریا موج اور اسیرن کو بھی کھڑے تھے مگر اسیرن چونکہ زخمی تھا سر مین اسکے پٹی بندھی ہوئی تھی
اور معمولی سردار قریب ہزار ہی کے ہونگے اس طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پر بیٹھا ہوا اصل
سے چالیس قدم مرکب آگے بڑھے ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑا تھا سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا تھا
طلیعہ مین لندھور بھی فیل بست پر سوار برہوت کی طرف دیکھ دیکھ کے اکثر ہاتھ مار رہا تھا کہ اکثر تبہ نہنگ
بن طوفان دریا موج نے باگ مرکب کی لی اور سامنے طیمور کے آکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو یہ غلام بھی آج سر میدان زلازل بن زلزلہ کو ٹوکے طیمور نے کہا کہ جا تجھے اختیار ہی مگر جہانتک
ہوسکے آلات حرب سے جنگ کا فیصلہ کرنا کشتی کی نوبت نہ آنے دے مجھے اندازہ ہوگیا ہی کہ قوت مین
تجھ سے زیادہ ہی نہنگ بن طوفان نے عرض کی کہ بس وہ مجھ سے زور مین اتنا ہی زیادہ ہی
جتنا برہوت رعدآواز اس سے زیادہ ہی یہ کہکے اور سلام کر کے میدان مین آیا بعد سلیح شوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ ای زلازل آ اور آج ہمارے تمہارے
بھی فیصلہ ہو جائے زلازل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی یہ کہکر زلازل بن زلزلہ نے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر فیل سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا

حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام شربت عنایت کیا زلازل جام پی کر بادگر فیل پر سوار ہوا اور سلام رخصت
کر کے میدان میں آیا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ تمنے ساریق سے میرے گرفتار کرنے کا وعدہ
کیا تھا مگر مقابلہ کی نوبت نہ آئی اگر تمہارے بازوؤں میں اتنی طاقت ہو تو مجھے لشکر اسلام ہی مین اسیر
کر کے پہونچا دو کہ تمہارا حوصلہ نہ باقی رہجاے یہ سن کے زلازل بن زلزلہ نے کہا ای نہنگ بن
طوفان یہ بڑا ماننے کی بات نہ تھی کیا تمہارا آقا تمکو میرے مقابلہ کا حکم دیتا تو تم کبھی کرتے مین اسوقت حکم
ساریق کا تابع تھا اب حکم سکندر اور بادشاہ اسلام کا تابع ہوں ہاں اگر تمکو دعوے مقابلہ ہی
تو مین حاضر ہوں اور تمہین کے ٹوکا بھی نہنگ نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ خیر ہمین سے ٹوکا سہی سے
ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکر نیزہ مارا زلازل بن زلزلہ نے نیزہ کو نیزہ پیرو کا نیزہ بازی ہونے لگی لوگ غور
سے تماشہ دونوں کی نیزہ بازی کا دیکھنے لگے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر زلازل نے نیزہ ہاتھ سے
نہنگ کے نکال دینا چاہا تھا مگر نہنگ بن طوفان کو بھی طیمور نے تعلیم کیا ہی اور زلازل کو شاطر دہ
سکندر نے دو چار طعنین تبلادی ہین نہنگ بن طوفان اس بند سے باخبر ہوگیا اور وہین سے ہاتھ
آگے بڑھا کے جو جھٹکا مارا تو نیزہ زلازل کا توڑ دیا مگر جبتک یہ جھٹکا مارے زلازل نے فوراً سنان نیزہ
کی نکال دی دونوں لشکروں سے احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین اب نہنگ نے گرز
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر زلازل کے وار کیا زلازل بن زلزلہ نے وار اسکا اپنے
گرز سپر پر روکا اور جواب مین ایسی ضرب لگائی کہ نہنگ بن طوفان کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا
دونوں کے فیل چلا چلا کے جان بحق تسلیم ہوے اب دونوں مرکبوں پر سوار ہوے اور تلوارین
کھینچ کھینچ رد و بدل ہونے لگی لڑتے لڑتے یک ایک مرتبہ نہنگ بن طوفان نے سر بچا کر
شانے کا وار کیا کہ شانہ زلازل بن زلزلہ کا نشانہ ہوا بس اسنے بھی وہین پلٹ کے دوسرا ہاتھ مارا
کہ نہنگ بن طوفان کو بھی زخمی کیا نہنگ نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زلازل کا دوسرا شانہ بھی زخمی
ہوا زلازل نے بھی دوسرا ہاتھ مارا کہ نہنگ بھی زخمی ہوا آخر پہلے نہنگ بیہوش ہو کے گھوڑے
گرا پھر زلازل طیمور اپنے سردار کو لے گیا اور سکندر نے اپنے سردار کو اٹھوا لیا طبل بازگشت
بج گیا انکا علاج ہونے لگا دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا جب دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف مین
پہونچے تو آج برہوت رعد آواز نے طیمور سے اجازت لی اور میدان مین آکر گرجا بس
اس طرف سے طلیحہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے برہوت
کے آیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ مین تو صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا قصد کر کے
آیا تھا خیر اب تیرے بعد اُنسے مقابلہ ہوگا طلیحہ نے کہا او دریدہ دہن وہ دن گیا کہ اتفاقیہ مین
بھی تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور صاحبقران اوسط بھی زخمی ہوے آج تجھے حقیقت کھل جائیگی
یہ سن کے برہوت رعد آواز نے بھی اپنے فیل کو دوڑایا اور سپر سنبھالی کہ لگا دیہی مین طلیحہ کو
گرز سپر کر دون ادھر طلیحہ نے بھی سپر سنبھالی اور اپنے فیل کو کچک مار کے بڑھایا دونون فیل
سونڈین اٹھا کر چلے وسط میدان مین آکر لگا در چلی دونون فیل ٹکرا گئے ادھر سپر سے
سپر لڑی سینے سے سینہ ملگیا دونون سپرون سے جھنکار ہان اٹھین تڑاقے کی صدا سے میدان
گونج گیا یہ معلوم ہوا کہ دو ابر ٹکرا کر گرجنے لگے دونون فیل برابر سے ہٹے نظر بازون نے
بہت غور کیا مگر فرق محسوس نہوا پیچھے ہٹ ہٹ کے پینترے سنبھالے طعنین چلنے لگیں آخر

سنانین نیابتین نیزون کی بیکار ہوگیئن آخر مین طلحہ نے جھڑ پر جھڑ اس طرح ماری کہ نیزہ برہوت
کا توڑ دیا برہوت نے نیزہ پھینک کر گرز سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر پر طلحہ کے وار کیا طلحہ نے
اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑتا ہے تڑاتڑ کی صدا بلند ہوئی دشت تھرا گیا شعلہ سا
چمک کے دونون گرزون کے درمیان سے نکل گیا برہوت رعد آواز نے زدم و لپٹ کر دم کا نعرہ
کیا طلحہ نے گرد سے لکلانی ضرب لگائی وہی حالت برہوت رعد آواز کی ہوئی آخر نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی تلوارین آریان ہوگیئن ہاتھون سے پھینک پھینک دین گریبانون مین ہاتھ پڑ گئے
جھٹکے چلنے لگے فیل سپت ہو ہو کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے مرکبون سے کود کود کر دامان زرہ
گردانے اور مصروف تلاش ہوے کوئی دوپہر کی کشتی مین دونون بیہوش ہوگئے ادھر سے
طیمور شیر پرور دوڑ کے آیا کہ یہ کیا ہوا اس طرف سے سکندر قریب آ کے دیکھا تو دونون کو
بیہوش پایا سبب اسکا سمجھ مین نہ آیا سکندر طلحہ کو اٹھوا لاے اور طیمور شیر پرور برہوت
رعد آواز کو اٹھوا لیگیا اور ہوشیار کیا جب برہوت رعد آواز ہوشیار ہوا تو طیمور نے
پوچھا کہ ای برہوت یہ بیہوش ہوجانے کا کیا سبب ہوا برہوت رعد آواز نے کہا کہ میرا
پانون سینہ پر طلحہ کے زور سے پڑا اسنے میری کوکھ پر گھونسا مار دیا کوڑی کی چوٹ نازک
ہوتی ہے اور کوکھ بھی نازک جگہ ہے ادھر وہ بیہوش ہوا ادھر مین بیہوش ہوگیا وہان طلحہ جو
ہوشیار ہوے تو سرداران اسلام نے سبب دریافت کیا طلحہ نے بھی یہی بیان کیا جو برہوت
نے بیان کیا تھا طیمور شیر پرور نے کہا کہ اب کل میرے اور سکندر کے مقابلہ ہے یہی آخر لشکر
ہی مقابلہ صاحبقران کی اگر مین نے سکندر کو زیر کرلیا تو صاحبقران کو بھی زیر کرلیا یہ فرماکر
حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ادھر شاہزادہ
سکندر رستم خو کے لشکر مین کوس حربی بجا تمام رات تیاری جناب مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین صف آرا ہوے برہوت رعد آواز ہمراہ طیمور کے آیا اور طلحہ ہمراہ
سکندر رستم خو کے آے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسیب دیکر ہٹے تھے برہوت
نے پھر نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور نے منع کیا لیکن محیط منارہ گردن نکل کھڑا ہوا اور طیمور سے
اجازت میدان طلب کی طیمور نے کہا کہ مین نے خود قصد مقابلہ کیا تھا محیط منارہ گردن نے
عرض کی کہ جبتک مین نکل نہ جاؤنگا مجھے اجازت دیجیے اگر مین سکندر کو زک نہ دیسکونگا تو پھر آپ کو
اختیار ہوگا طیمور نے کہا کہ تو سکندر کو نہین جانتا وہ بڑا بہادر ہے محیط منارہ گردن نے کہا کہ غلام
بھی اچنبھا سوا آپ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے طیمور نے اجازت دی محیط منارہ گردن میدان مین
آیا بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے آواز دی کہ ای سکندر گل بارگاہ شاہزادہ طیمور مین بہت کچھ
باتین بناتے تھے اب میدان مین آؤ حال معلوم ہوجاے کہ غلامان شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی
کیسے ہین بس اس کلام کے سننے کی بھلا سکندر رستم خو کو کب تاب تھی اسی وقت مرکب کو جھپٹ کر
مقابلہ مین محیط منارہ گردن کے آکر آواز دی کہ او جوان کیا جھک مارتا ہے ابھی تونے مردان
عالم کو دیکھا نہین ہے اک طفل چہار دہ سالہ کے زور و طاقت پر مفتون ہوگیا ہے لا حربہ اپنا ابھی حال
معلوم ہو جاے یہ سنکے محیط منارہ گردن نے نیزہ سکندر کے حوالے کیا سکندر رستم خو
نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا اور کوئی ستر سو مین طعن مین جو نیزے کو نیزے سے چھیدہ کرکے

جھٹکا مارا تو اگر محیط منارہ گردن نیزہ اپنا ہاتھ سے چھوڑ نہ دیتے تو ہاتھ شانے پر سے اکھڑ جاتے نیزہ تو نیزے
سے لپٹ کر بلند ہوا اور محیط منارہ گردن نے تجل ہو کر تلوار کھینچ لی اور سر پر سکندر کے وار کیا سکندر
کو غصہ تھا مرکب سے مرکب کو ملا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ مرکب سے کھینچ لیا لیکن محیط منارہ
گردن نے بھی سنبھل کے جو لنگر مارا اور سکندر نے لنگر اسکا روکا تو مرکب چاروں پانون پھیلا کے بیٹھ گیا
سکندر بھی مرکب سے کود پڑے اور محیط منارہ گردن بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے محیط منارہ
گردن نے سکندر کی گردن پر گھونسا مارا کہ سکندر کو تیور آ گئے بس اسی غصہ میں سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ
کے جو زور کیا چہرہ سکندر کا سرخ ہو گیا اگر محیط منارہ گردن کو سر سے بلند کر کے اس زور سے زمین پر مارا
کہ ہڈیاں اسکی چور ہو گئیں پھر سانس نہ آئی یہ دیکھ کر طیمور کی آنکھوں میں دنیا سیاہ و تار ہو گئی کہ اتنے بڑے
رفیق کو میرے آگے مار ڈالا وہیں سے مرکب کو چمکا کر سکندر کی طرف چلا ادھر سکندر پھر مرکب پر سوار ہوا
اور سپر سنبھالی ادھر سے طیمور بعزم نگاورزی چلا ادھر سے سکندر نے مرکب کی باگ لی اور سپر
سنبھالی بیچ میدان میں آ کر نگاہ در چلی سپر سے سپر لڑی سپروں سے چنگاریاں اڑیں لڑائی کی صدا میدان
میں گونجی نظر بازوں نے غور سے دیکھا کہ کسکا مرکب زیادہ کسپا ہوا مگر سمجھ میں نہ آیا اس طرح دونوں
مرکب برابر سے ہٹے کہ فرق نہ محسوس ہوا دونوں نے نیزے سنبھالے طیمور نے وار کیا سکندر نے
نیزے کو نیزے پر لگا رکھا تھا طعنیں چلنے لگیں گھوڑوں کے گشت سے تق گرد بلند ہوا دونوں نیزے
اس طرح گردش کر رہے تھے کہ ہالہ بندھا ہوا تھا سنانیں جو لڑ رہی تھیں تو نیزوں سے چنگاریاں
نکل رہی تھیں دیکھنے والوں کی نگاہ قائم نہ ہوتی تھی نیزوں میں جھٹکے چل رہے تھے دیر تک نیزہ بازی
رہی مگر مطلب حاصل نہ ہوا سنانیں بنانیں بیکار ہو گئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پوریں ٹوٹ ٹوٹ کے
مسواک سی بن گئیں بیکار سمجھ کے پھینک پھینک دیا دونوں نے گرز سنبھالے طیمور نے اپنے گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جو کوہ نیلا سے وزن کی ضرب کو سر پر سرخ دیکھ کر سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے اپنے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا تو ہر تڑا تے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد
و غبار بلند ہوا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو تق گرد میں پوشیدہ ہو گیا طیمور نے ہٹ کر آواز دی کہ زدم
و پست گردم سیارہ کو پھر دو ٹکڑا ہوا آیا گرد و گرد سے چرخ بار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سکندر
رستم خو بہوش کھڑا ہے ہر بن مو سر موسے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے
قایم ہیں انمیں ذرا سا فرق نہیں ہے سیارہ کو جو کب نے آواز دی کہ ای صاحبقران زمان ہوشیار
ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے سکندر نے دیکھا کہ مرکب تنگ تک غرق زمین ہے کود کر کمر
گھوڑے سے شکم مرکب میں ہاتھ کا سہارا دے کر گھوڑے کو زمین سے نکالا تو تن مرکب میں رعشہ
پایا چونکہ یہ مرکب طلسمی تھا اس سے بچ گیا اگر دوسرا مرکب ہوتا تو ضرب طیمور سے مارا جاتا کبھی جانبر
نہ ہوتا سکندر مرکب پر سوار ہوا اور اپنا خاص گرز اٹھایا کہ اسکا وزن بھی پندرہ سو من کا تھا بخیال اسکے
کہ برابر کی ضرب رہے تاکہ فرق نہ ہو طاقت کا ظاہر ہوا گو میں گرز دیو تہمتن کی ضرب لگاؤنگا جسکا وزن چوبیس
سو من کا ہے تو لوگ کہینگے کہ وہ ضرب گران تھی اس سے فرق ظاہر ہوا غرضکہ گرز سنبھالا اور آواز
دی سے تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر گرز مارا طیمور نے
بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑا تے کی صدا
بلند ہوئی جگر زمین پھٹ گئی صدمے سے شق ہو گیا تق گرد و غبار بلند ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا سکندر نے

بھی الگ ہٹ کے آواز دی کہ زدم ولپست کردم تو خبر اسکی کہ کیا گذری شاہپور شیر دل دوڑا ہوا آیا پانی کے چھینٹے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہی سر تن مو سر ہوے پسینہ جاری ہی لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہین انمین فرق نہین ہی شاہپور نے منھ پر چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ای برادر ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی پانی جو منھ پر پڑا تو طیمور کو ہوش آیا کہا ای شاہپور واقعی مین سکندر بڑا بہادر اور زبردستان روزگار سے ہی یہ کہکر چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون مرکب مر چکا تھا بس طیمور نے تیغہ کھینچا اور سکندر کی طرف چلا کہ میرا مرکب تو مارا گیا اور تیرا مرکب زندہ ہی کب چھوڑتا ہون تیرے مرکب کو یہ کہکر چاہتا تھا کہ مرکب سکندر کو پی کرے کہ سکندر رستم خو نے گھوڑے سے جست کی اور سامنے طیمور کے پہونچکر آواز دی کہ ای بہادر بے زبان پر غصہ بیکار ہی طیمور نے تلوار پھینک دی اور سکندر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اتنے تمام سردار قریب آگئے گھر گیون کی باگین سائیسون کے ہاتھون مین دے دین لنگ کر سیان بچھ گئین سب بیٹھ گئے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے ہر طرف دوکانین کھل گئین دوکاندار آکے بیٹھ گئے اک میلا ہوگیا لشکرون نے کمرین کھولڈالین اور وہین قیام کیا ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے مآل کیا ہوتا ہی زور ہو رہے ہین کڑیان زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گر رہی ہین چرچا کشتی کا بندھا ہوا ہی خلاصہ یہ کہ سات شبانروز کشتی رہی ساتوین دن طیمور شیر پرور سکندر کو رد کرکے چلا سکندر نے پیترا بدلا کہ لنگر قایم کرون طیمور نے وہین سے جھٹکا مارا کہ پاؤن سکندر کا اکھڑ گیا بس سکندر رستم خو نے اسی ٹوٹتے ہوے پاؤن کو جما کے زور کیا اور وہی حرکت کرکے جو طیمور نے کی تھی طیمور کا پاؤن توڑ دیا اب دونون کے اندام مین رعشہ پڑ گیا غشی طاری ہوئی آئینہ پرست طیمور شیر پرور کو اٹھالے گئے اور اہل اسلام سکندر کو لے آئے علاج دونون کا ہونے لگا اب انکو تو مصروف علاج رکھا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کے اس طرح بیان ہوتے ہین کہ پہونچنا قاصد کا اور آگاہ کرنا حال طیمور سے بیتاب ہوکر آنا ملکہ کا برادر کے دیدار کو اور باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

بر آغاز داستان محبت نشان

سبے موت مرینگے کبھی شکوہ نکرینگے
مجنون رہینگے ہم تری سودا نکرینگے
سودائی بنینگے ترا سودا نکرینگے
ہوتے ہوے بھی ملنے کا ارادہ نکرینگے
مرجاینگے پر تیری تمنا نکرینگے

کچھ بن نہین پڑتی ہی وہ گھبرائے ہین ایسے
اوروں کی ملاقات سے کھنچتے ہین ایسے
آتا ہی حجاب انکو ستم ڈھاتے ہین ایسے
غیرون کی محبت سے وہ شرماتے ہین ایسے
اب تو طرح مری جانب کبھی اصلا نکرینگے

یہ ضبط ہمارا ہی یہ ہی صبر ہمارا
کچھ ہوگا سکوت اور نہ تپ ہمارا
رونا بھی نہین ہی صفت ابر بہارا
دنیا ہی یہ موقوف نہین صبر ہمارا

ہم حشر مین بھی آپ کا شکوا نکرینگے

سائے کیطرح بھاگو نہ تم ہمسے لپٹ کر　　ڈرتے مین الٹ جاے نہ منظر پلٹ کر
وصلت مین غم ہجر نہ دو اتنا سمٹ کر　　سونا ہی اگر ہو تو بھی رہو ساتھ چمٹ کر
جو خوف ہے تمکو وہ ارادا نکرینگے

آفت پہ یہ آفت ہے مصیبت پہ مصیبت　　کیا کیا نہ کرے دیکھیے کمبخت محبت
جھیلا کرین بیٹھے ہوے کبتک غم فرقت　　دیکھا ہی کرین دور سے دو اتنی اجازت
ہوتے ہو خفا یار سے کیا ہم نکلینگے

مین رنج تمھین دون یہ تمھارا ہے گمان　　زلفون کی طرح ہوتے ہو کیون اتنا پریشان
یہ دل تو ہے کیا چیز تصدق کیا ایمان　　لو شوق سے قربان ہے تمپر یہ مری جان
ہم تمسے کبھی دل کا تقاضا نکرینگے

رخ زرد ہوا اور لگا چہرہ اترنے　　مجروح کیا ایسا کلیم اسکی نظر نے
وہ چوٹ اٹھائی کہ لگا چاہ سے ڈرنے　　اب ایسی قسم کھائی ہے اس خستہ جگر نے
واللہ کہ ہم عشق بتون کا نکرینگے

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد زخمی ہونے طیمور شیر پرور کے جو قاصد براے خیر و عافیت خورشید زرین کمر نے شہر زرینہ کی جانب روانہ کیا تو لکھ بھیجا کہ فرزند تیرا زخمی ہو گیا ہے جسوقت قاصد شہر زرینہ مین پہونچا اور نامہ پڑھا گیا ملکہ مہتاب حور جمال خواہر طیمور شیر پرور حال سے اپنے بھائی کے آگاہ ہوئی تو اسنے کہا کہ مین ابھی اپنے بھائی کے دیکھنے کو جاونگی اور رونا شروع کیا ہر چند اسکی مان نے منع کیا مگر نہ مانا اور اسیوقت تیاری کر کے محافے مین سوار ہوئی نقابدار سیہ پوش براے حفاظت محافے کے ساتھ ہوا اور جانب سارلیق روانہ ہوئی قاصد قبل سے جواب لیکے آگیا تھا جس وقت طیمور شیر پرور کو معلوم ہوا کہ بہن میرے دیکھنے کو آتی ہے تو اسنے لشکر اسلام مین بھی کہلا بھیجا کہ کوئی عیار وغیرہ اس طرف نہ آنے پائے اسلیے کہ یہان خواہر میری آنے والی ہے مجھے اسکی بے پردگی خیال ہے اور ببوت رعد آواز سے کہا کہ لشکر سارلیق اور تم پیچھے ہٹا دو ببوت رعد آواز سوار ہو کے قریب لشکر سارلیق کے آیا اور کہا کہ تم لوگ پیچھے اور ہٹ کے پڑاؤ ڈالو اس لیے کہ سواری ملکہ کی آنے والی ہے چونکہ ببوت رعد آواز سے سبھی واقف تھے ہٹ گئے اور نوبت گفتگوے سخت کی نہین آئی دوسرے روز سواری ملکہ مہتاب حور جمال کی نہایت تزک و احتشام کی نمودار ہوئی یہان سے شاہور شیر پرور براے استقبال و انتظام روانہ ہوا فوجین دورویہ کھڑی ہو گئین ببوت رعد آواز و نقابدار سیہ پوش سے ملاقات ہوئی رفیق قدیم اس تازہ رفیق سے ملا اور خوش ہوا عیاران اسلام نے قصد جانے کا کیا تھا مگر بادشاہ اسلام نے ممانعت کر دی کہ کوئی ہرکارہ تک واسطے دریافت حال کے لشکر طیمور مین نجانے پائے اب کسکی مجال ہے کہ کوئی خلاف حکم بادشاہ کرتا وہان ملکہ آتے ہی بارگاہ طیمور مین اتری اور طیمور کو دیکھکر بھائی سے لپٹ گئی رونے لگی طیمور ہنسنے لگا اور کہا کہ تم کیون روتی ہو پہلے مین ہی نے حریف کا پانون توڑ دیا جو میری حالت ہے وہی اسکی حالت ہے ملکہ نے کہا کہ تمھاری تو یہ کیفیت ہے اگر پھر کوئی مقابلہ پر آمادہ ہوا تو اس سے کون مقابلہ کرے گا طیمور نے کہا کہ اول تو مین نے

اُس شخص سے مقابلہ کیا کہ جو لشکر اسلام مین ایک تھا علاوہ اسکے وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ زخمی کے مقابل
مین طبل جنگ بجوائین جبتک مجھے صحت نہوگی اس وقت تک لشکر اسلام مین طبل جنگ نہ بجیگا رہا
لشکر ساریق تو ساریق کے یہان جن سردار ان سرداروندار تھا انکو مین زیر کرکے اپنا مطیع کرچکا اب
اُسکے ملازم میری رفاقت مین ہین اگر طبل جنگ بجا بھی تو یہ کافی ہین غرضکہ ایک روز تو ملکہ بہین رہی دوسرے
روز اسنے طیمور سے کہا کہ میرا خیمہ صحرا مین برپا کردیا جائے اس لیے کہ بند خیمہ مین گھٹا کرونگی طیمور نے
اُسی وقت حکم دیا کہ فلان صحرا مین بالاے کوہ خیمہ ملکہ کا نصب ہو اور محافظت کردی جاے کہ اس
طرف کوئی براے صید و شکار جانے کا قصد نکرے ملکہ جاکر اپنے خیمہ مین اُتری اور سیر صحرا مین مصروف
ہوئی اور ایک وقت سواری لشکر مین آتی تھی جب طیمور کو دیکھ لیتی تھی پھر چلی جاتی تھی یہان کی
تو یہ حالت ہے لیکن اب چند کلمے داستان شاہزادہ وحید الملک بن بدیع الملک کے سنیے
کہ اُنھون نے بادشاہ سے اجازت شکار طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے وحید الملک تمکو
معلوم ہے کہ بہن طیمور کی آئی ہوئی ہے تمکو معلوم ہے کہ تمام اہل اسلام طیمور کو دوست رکھتے ہین اور
طیمور بھی اہل اسلام سے محبت رکھتا ہے مبادا اُنہین صحرا مین سامنا ہو گیا تو طیمور کے بہت خلاف
ہوگا صاحبقران موجود نہین ہین طیمور سے لطف مین فرق ہوگا یہ بات امیر کو بھی ناگوار گذرے گی وحید الملک
نے عرض کی کہ خیمہ ملکہ کا جنوب باختر کی طرف سرپا ہے مین شمال کی طرف جاؤنگا علاوہ اسکے اگر انسان خود ہی نہ
دیکھنا چاہے اور وہ بھی پردہ دار تو کون اسکو دیکھ سکتا ہے بادشاہ نے اجازت دیدی وحید الملک
سامان شکار ساتھ لیکر براے شکار روانہ ہوئے صحرا مین قیام کیا جب دو روز شکار نہ ہاتھ آیا تو پیدا اور
آگے بڑھ گئے تیسرے روز اک آہو دکھائی دیا جیسے ہی آہو نے جھلک دیکھی بھاگا وحید الملک
نے آہو کا پیچھا کیا آہو بھاگے گئے بھاگتے اسی کوہ کے نیچے آیا جہان خیمہ ملکہ کا برپا تھا اور ملکہ اپنی سہیلیون کو لیے
ناچ دیکھ رہی تھی آہو قریب کوہ تھا کہ یہ سامان دیکھ کے جھجکا تھا کہ وحید الملک نے تیر مارا آہو کے ایک
پھیپڑے پر پڑا دوسرے کو توڑ کے نکل گیا آہو اچھل کے گرا وحید الملک نے گھوڑے سے اتر کر اسے
ذبح کیا اتنے مین رضوان بن خضران بھی آگیا یہان تو شاہزادہ آہو کو ذبح کرکے اُٹھ کھڑا ہوا
تماشہ آہو کے تڑپنے کا دیکھنے لگا کوہ زیادہ بلند نہ تھا ملکہ نے دیکھا کہ اک جوان حسین سترہ اٹھارہ برس
کا سن کھڑا ہوا ہے چونکہ یہ بھی نوجوان ہے تیرہ برس کی عمر ہے کچھ بچپن کی شرارت بھی باقی ہے آواز دی کہ او ظالم
بیدرد تجھے اس بیزبان پر چھری پھیرتے رحم نہ آیا صورت یہ بھولی بھولی حرکتین ایسی قتال وحید الملک
نے آنکھ اُٹھا کے دیکھا بچپن ہو کر آواز دی کہ مین نے تو جانور کو ذبح کیا تمنے تو مجھی کو ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ تو کسقدر جھوٹ بولتا ہے شاہزادہ ہنسا کہ یہ بالکل نادان ہے کچھ نہین سمجھتی ہے ملکہ نے
ہنس کے کہا کہ تو آپ ہی جھوٹ بولتا ہے آپ ہی ہنستا ہے وحید الملک نے رضوان سے کہا
کہ کبھی اسی جگہ کباب لگاؤ تاکہ کچھ دیر تو ٹھہرنے کا بہانہ ملے اور اس سے باتین ہون رضوان نے عرض
کی کہ اے شہریار یہ وہی ظالم ہے آئینہ پرست کی بہن ہے وحید الملک نے کہا کہ پھر اب تو جو کچھ ہو تم جانتے
ہو کہ مین جان بوجھ کے اس طرف نہین آیا ہون بلکہ اتفاقی تعلق تھا رضوان نے خوشی سے سامان نکالا
اور آہو کو صاف کرکے کباب اُسکے لگانے لگا ملکہ یہ سامان دیکھ کے بولی کہ کیا اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو خود ہی
گیدڑ کا دل رکھتا ہے کہ اپنا شکار دوسرے کو نہین دیتا ہے فرمایا ہم سیر ہین ایکو شخص شکار کرتا ہے اور سب
کھاتے ہین یہ فرما کر ایک سیخ کبابون کی ہاتھ مین لیکر بالاے کوہ آئے اور کہا کہ یہان ہمارے پاس

تکلف کا سامان نہین ہی اور لطف بھی بے تکلفی ہین ہی ملکہ نے کہا کہ اپنے عیار کو بھی بلا لو ہمارے سامنے
وہ کباب لگائے وحید الملک نے بلا لیا رضوان سب سامان لیکر بالا سے کوہ چلا آیا کباب
لگنے لگے شربت انار و انگور کا دور چلا کباب کھائے گئے کچھ دیر گانے بجانے کی صحبت رہی
ملکہ نے کہا کہ بس اب تم جاؤ اسلیے کہ میرے بھی جانے کا وقت قریب ہی ایسا نہو کچھ خرابی پڑے
بھائی کمیرا اسوقت ہی مین اسکے دیکھنے کو آئی تھی اور ہر روز شام کو اسکے دیکھنے جایا کرتی ہون
اگر دیر ہوگی تو افشاے رازکا خوف ہی قیامت ہوجائیگی تمکو تو وہ زندہ ہی چھوڑے گا بلکہ اس
حرکت پر میری محبت بھی دل سے بھلا دے گا مار ہی ڈالے گا وحید الملک نے کہا اسکی حقیقت
کیا ہی وہ وہی ہی کہ سکندر نے کو لا اسکا توڑ دیا زخمی سمجھ کے چھوڑ دیا ورنہ سکندر اسکو باندھ لاتے ملکہ نے
کہا اگر کچھ نہوا تو رسوائی ضرور ہوگی اس سے کیا فائدہ دن بھر ہمارے تمھارے روز صحبت گرم رہ سکتی
ہی شام کو ہم وہان جاتے ہین اسمین تم درانداز نہو وحید الملک خاموش ہو رہے ملکہ سے دوسرے
روز کا وعدہ ہوا ادھر تو ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر طیمور روانہ ہوئی ادھر شاہزادہ وحید الملک
اپنے لشکر مین آئے اب روز کا یہ ورد ہی کہ صبح سے وحید الملک آتے ہین دن بھر ملکہ سے صحبت
گرم رہتی ہی کبھی ناچ ہو رہا ہی کبھی شغل شطرنج ہی کبھی دور شراب ہی ملکہ کو بھی اپنے رنگ پر لگا لیا
ہی شراب اصلی ترک کرادی ہی شراب الصالحین اسکو بھی ہم اسکو پلاتے ہین آپ بھی پیتے ہین شام ملکہ
چلی جاتی ہی یہ اپنے لشکر مین چلے آتے ہین اب یہانتک ارتباط بڑھ گیا ہی کہ ملکہ جو جاتی ہی تو طیمور
کے پاس بہت کم ٹھہرتی ہی اور یہ بھی لشکر مین کسی وقت آگئے تو آگئے ورنہ ملکہ کے چلے جانیکے
بعد بھی کوہ پر انتظار مین بیٹھے رہتے ہین جب ملکہ آتی ہی پھر کوئی شغل ہونے لگتا ہی دونون مہوت
ہوتے چلے جاتے ہین اس صحبت کو اتنا زمانہ گذرا کہ وہان سکندر رستم خو نے غسل صحت کیا
بادشاہ اسلام نے کہا کہ کوئی صاحب جا کر وحید الملک کو لے آئے تو اچھا تھا سکندر کے
غسل صحت کا جلسہ خود بادشاہ اسلام نے کیا یہ سنکے مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ مین جاتا ہون اور
ابھی بھائی صاحب کو لاتا ہون یہ کہکر چند رفیقون کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوے جسوقت لشکر مین وحید الملک
کے پہونچے تو وحید الملک کو پوچھا چونکہ ملازمون کو ممانعت تھی کسی نے نہ بتایا بلکہ یہی بہانا کر دیا
کہ کسی طرف صید و شکار کی فکر مین گئے ہونگے مظفر نے تمام صحرا کو چھان مارا مگر وحید الملک کو نہ پایا وہان
وحید الملک شام کو ملکہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آئے تو خالی ہاتھ مظفر نے پوچھا کہ بھائی
صاحب دن بھر آپ خراب رہے اور کوئی شکار دستیاب نہین ہوا وحید الملک نے کہا اے برادر
کیا کہون کوئی شکار نہ ملا یہ کچھ اس طرح وحید الملک نے کہا کہ مظفر سمجھ گیا کہ یہ بہانہ کرتے ہین
کہا کیون بھائی صاحب یہ آپ کس طرح کی باتین کرتے ہین کہین آپ کے والد ماجد نے باداجان سے
کوئی راز پوشیدہ نہین کیا ہرچند کہ اور عزیز بھی ہین لیکن جو خصوصیت ہمارے اور آپ کے بزرگون سے
چلی آتی ہی وہ کسی دوسرے عزیز سے نہین اسد غازی اور شاہزادہ نورالدہر سے کسقدر محبت تھی والد
ماجد شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر پروانہ تھی اسی طرح آپ کو مجھ سے بے تکلف رہنا چاہیے اسوقت
وحید الملک نے گردن نیچی کرلی اور کہا اے مظفر کیا کہون اک حرکت ہوگئی ہی جسمین خود پریشان
ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون وہ یہ اک آہو کی تعاقب مین ان حدود سے نکل گیا جنمین مجھے رہنا
چاہیے تھا اور جس سے یہ احتیاط تھی اسی آفت کا سامنا ہو گیا کہ بالاے کوہ ملکہ مہتاب حور جمال کو

کو دیکھا بادشاہ اسلام کی ممانعت تھی کہ اُس طرف نہ جانا حسب اتفاق آہو اسی طرف بھاگا مجھ سے اور
ملکہ سے کچھ ایسے ارتباط بڑھ گئے ہین کہ نہ مجھکو ایک دم بغیر ملکہ کے قرار ہے نہ ملکہ کو بے میرے
اس وقت بھی مین وہین سے آتا ہون ملکہ اس وقت طیمور کے دیکھنے کو چلی جاتی ہے منظفر نے کہا
کہ پھر ملکہ کو کیون نہین لے آئے وحید الملک نے کہا کہ بادشاہ کے خلاف ہوگا اور طیمور سے
مفت کا فساد ہوگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ بادشاہ اسلام کو گونہ کبیدگی ہوگی لیکن پھر بھی طرفداری
و پاسداری سوا آپ کے اور کسی کی نہ کرینگے یہ تو نہین ہوسکتا کہ ناموس کے مقدمہ مین دخل دین اور
طیمور بگڑے گا تو کیا کرے گا وہی ہے کہ شاہزادہ سکندر کے زخمی ہونے کے بعد اسکا بھی کولا
توڑ دیا اور اب سکندر نے غسل صحت کیا ہے آج جلسہ ہے بادشاہ اسلام نے آپ کو بھی بلایا ہے دراصل
مین آپ ہی کے لینے کو آیا تھا وحید الملک نے کہا کہ اے منظفر کسی تدبیر سے ٹال دو تو اچھا ہے اسلیے
کہ مجھ سے اور ملکہ سے وعدہ ہوچکا ہے کہ مین شب کو پھر آؤنگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ چلیے چلنا
آپ کا ضروری ہے پھر اختلاج قلب کا بہانہ کرکے چلے آئیے گا وحید الملک نے منظفر کے کہنے کے
موافق عمل کیا کہ ہمراہ منظفر غازی کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے جس وقت لشکر مین پہونچے
تو دیکھا کہ یہان عجب سامان ہے تمام لشکر مین چراغان ہو رہا ہے جابجا ناچ ہے بارگاہ شاہی مثل عروس
شب اول کے آراستہ ہے سرداران اسلام بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے ہین صحبت رقص و سرود
آراستہ ہے بس یہ دیکھکر انکو صحبت ملکہ کی یاد آئی جی گھبرانے لگا مگر مجبور تھے یہ بھی بارگاہ مین آکر
بیٹھے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو خاطر سکندر کی منظور تھی کہ تمام رات خود بھی شریک
جشن رہے بسبب بادشاہ اسلام کے تمام سردار حاضر رہے کسکی مجال تھی کہ صحبت سے اٹھتا سب
بیٹھے رہے وحید الملک نہایت پریشان ہوے نہ تو ناچ مین دل لگتا تھا نہ گانا اچھا معلوم ہوتا تھا
صحبت احباب بُری معلوم ہوتی تھی منظفر بسبب شرمندگی کے وحید الملک کی طرف دیکھتا نہ تھا
جب صبح ہوئی تو جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام نے بھی جاکے آرام کیا سب سردار اپنے اپنے
خوابگاہ کی طرف روانہ ہوے منظفر نے آکر وحید الملک سے بہت لجاجت کے ساتھ کہا کہ بھائی
صاحب آپ کو میری وجہ سے نہایت تکلیف ہوئی مین نجانتا تھا کہ بہانہ کرنے کا موقع بھی نہ ہاتھ آئیگا
ورنہ آپکو نہ لاتا کوئی اور ہی بہانہ کردیتا اب آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا وحید الملک اُسی وقت مرکب
پر بیٹھ کر جانب کوہ روانہ ہوگئے صرف عیار کو ساتھ لے لیا تھا جاتے جاتے کوہ پر پہونچے وہان تمام رات ملکہ کو
تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جاگتے جاگتے آنکھین سُرخ ہوگئین جیسے ہی وحید الملک کو آتے دیکھا جان
مین جان آگئی تمام وسوسے اور خیالات دور ہوے لیکن جس وقت نگاہ چار ہوئی تو ملکہ نے تیور لون کا
بل ڈالے اور کہا کہ مین تمکو ایسا نہ سمجھتی تھی کیون صاحب ابھی سے تو یہ حال ہے آگے بڑھکے کیا ہوگا
وحید الملک نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اے ملکہ مین بالکل مجبور ہوگیا خلاف حکم بادشاہ کیونکر کرسکتا تھا
ملکہ بہت دیر بگڑی رہی آخر بہت سی قسمین کھانے کے بعد ملکہ کا ملال برطرف ہوا پھر وہی صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہولی جب شام ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب تم اسی کوہ پر قیام کرو مین بہت جلد واپس
آؤنگی یہ سن کے شاہزادہ وحید الملک نے رضوان سے فرمایا کہ تم جاکے منظفر غازی سے کہدینا
کہ آج شب کے دربار مین بھی مین حاضری سے معذور ہون مجھے عتاب شاہی سے بچانے رہنا
تمھین تو راز معلوم ہی ہے رضوان اُس طرف روانہ ہوا ملکہ سوار ہوکے لشکر طیمور کی طرف گئی

شاہزادہ وحید الملک نے بالائے کوہ قیام کیا لیکن حال بارگاہ طیمور کا سنیے کہ آج طیمور نے بھی غسل صحت کیا یہان بھی جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا جس وقت سواری ملکہ کے لشکر مین پہونچی تو عجب سامان دیکھا کہ تمام لشکر مین اسقدر چراغان ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے جسوقت سواری ملکہ کی اتری طیمور کو معلوم ہوا طیمور ملکہ کے خیمہ مین آیا اور کہا کہ بہن آج ہمنے غسل صحت کیا ہے آج شب کو تم ہمین ناچ دکھنا جانے کا قصد نکرنا ملکہ کیونکر یہ عذر کر سکتی تھی کہ مین جاؤنگی مجبور ہوئی دل مین کہتی تھی کہ کیا تقدیر نے ذلیل کرایا ہے وحید الملک کو یہی خیال ہوگا کہ ملکہ نے مجھے جان بوجھ کے پریشان کیا کل کا بدلہ آج ہی لے لیا لیکن کیا کر سکتی تھی تمام رات ادھر تو ملکہ کو عجب پریشانی مین گذری ادھر شاہزادہ وحید الملک کو رات آنکھون مین کٹ گئی جب صبح ہوئی تو ملکہ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی جسوقت کوہ پر پہونچی تو دیکھا کہ آنکھین وحید الملک کی سوجی ہوئی ہین ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ حیف آفت مین کل تم پھنس گئے تھے اسی مجبوری مین مین بھی گرفتار ہوگئی تھی وحید الملک نے کہا کہ کیا طیمور نے بھی غسل صحت کیا ملکہ نے کہا اسی کا آج جلسہ تھا وحید الملک نے زیادہ شکایت نہین کی اب یہان کی تو یہ حالت ہے لیکن

چند کلمہ داستان لشکر ساریق بن بقا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسنے نامہ خلخال جادو کے پاس روانہ کیا تھا اور لکھ بھیجا تھا کہ جس سردار پر مجھے بڑا بھروسا تھا وہ بھی طیمور آئینہ پرست کے زیر ہوگئے اسی کا مطیع ہوگیا اب میرے یہان ہونے کو بہت سے سردار ہین لیکن کوئی حریفون کا ہمسر نہین معلوم ہوتا اور ساحر اس وقت تک نہین آسکتے اگر صاحبقران آجائینگے تو پھر ساحرون کو بھی مشکل ہوگی کہ وہ صاحب اسم اعظم ہین لہذا جلد ساحرون کو روانہ کیجیے کہ مین طبل جنگ بجوا کے خدا پرستون کا خاتمہ کر دون پھر صاحبقران اگر تنہا آئینگے تو میرا کیا کر لینگے جسوقت یہ نامہ خلخال جادو کو پہونچا اسنے ساحرون کو روانہ کیا یہان ساریق بن بقا نے محو جادو کو برائے انتظام متعین کیا تھا ساحرون کے آنے سے ایک روز پیشتر جواب نامہ کا پہونچ گیا کہ اے ساریق تمنے تو منع کیا تھا تو نے طبل جنگ کیون بجوایا اور جو ساحر کہ میرے پاس موجود رہتے تھے انکو تو مین بھیجے دیتی ہون لیکن جن ساحرون کو مین نے نامے روانہ کیے ہین وہ بھی بہت جلد آنے والے ہین لیکن میرے نامے کا انتظار کرنا جبتک مین تجھے اطلاع نہ دون اُس وقت تک طبل جنگ نہ بجوانا اسلیے کہ ساعتین بد ہین اور مین کسی وقت مناسب پر آؤنگی جب یہ نامہ ساریق کو پہونچا تو اسنے ساحرون کے واسطے صحرا مین مقام لشکر کے اُترنے تجویز کرادیا پھر قبین نصب کرادین کہ فلان ساحر فلان مقام پر اترے فلان مقام پر اترے یہ خبر لشکر طیمور اور لشکر اسلام مین پہونچی کہ ساریق نے صحرا مین بہت قبین نصب کرائی ہین اسکا سبب نہین معلوم ہوتا ہے ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوے جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے ابر سیاہ رنگ نمودار ہوا آمد سے اس ابر کے تمام عالم تیرہ وتار ہوگیا اس طرف سے محو جادو برائے استقبال روانہ ہوا جسوقت وہ ابر قریب قسطول پہونچا تو شق ہوا اور اک ساحر مہیب اژدر پر سوار برق سیاہ ہاتھ مین لیے ہوے نمودار ہوا اور ساریق کو سلام کیا ساریق نے کہا کہ اے کبرنگ جادو ملکہ کا مزاج کیسا ہے کبرنگ جادو سپہ سالار ہے لشکر خلخال جادو کا اسنے آکر ساریق سے کچھ باتین کین لیکن بعد اسکے

جو جگہ اسکے لشکر کے اُترنے کی پہلے سے معین تھی وہاں اک سیاہ بیرق نصب تھی گبرنگ جادو نے جاکر لشکر کو اُتارا خیمہ برپا کیا ہرکارے نے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے اور گبرنگ جادو کے آنے کا حال بادشاہ لشکر اسلام سے بیان سے کیا اور عرض کی کہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہو کہ جہان جہان بیرقین نصب ہین یہ مقام ساحرون کے قیام کرنے کو معین ہوے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہین خدای ما بزرگ است آدھر طیمور شیر پرور کو بھی معلوم ہوا اسنے بھی مطلق پروا نہ کی لیکن حال سارنیق کا بیان کیا جاتا ہو کہ یہ بالاے قیطول ساحرون کے انتظار مین بیٹھا ہوا ہو اور محو جادو انتظام مین مصروف ہو ادھر تو گبرنگ جادو نے آکر قیام کیا ادھر محو جادو نے شراب کی خم اور کشتیان جام وصراحی کی اور دیگین طعام لذیذ کی پہونچا دین یہ ساحر مصروف عیش ہوے بعد اسکے دوسرا ابر اُٹھا یہ ابر زنگاری رنگ تھا برقین چمک رہی تھین رعد کے گرجنے کی آواز چلی آتی تھی جسوقت یہ ابر شق ہوا تو نیلم جادو مصاحب خاص ملکہ خلنجال جادو چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے آگئے ہو نچا محو جادو نے اسکو بھی قیام کرنے کی جگہ بتادی اور سامان دعوت بھیج دیا نیلم جادو نے بھی قیام کیا بعد اسکے اور اک ابر نمودار ہوا اور اس ابر سے اور اک ساحر نمودار ہوا کہ نام اُسکا بہبوت جادو ہو یہ بھی مصاحب ہو خلنجال جادو کا اور ساحر زبردست ہو اسنے بھی اک بیرق کے نیچے خیمہ اپنا برپا کیا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ بھی تھے غرضکہ تمام دن لشکر خلنجال جادو کا اسی طرح آیا کیا محو جادو نے سب کے واسطے سامان دعوت بھیجا جب دوسرا دن ہوا تو پھر جانب صحرا سے اک ابر طاؤسی رنگ نمودار ہوا اس ابر سے بارش گلون کی ہوتی جاتی تھی ہواے سحر ابر کو اُڑاے ہوے چلی آتی تھی آمد اس ابر کی دیکھکر چند ساحر براے استقبال گئے اور زیر ابر ساتھ ساتھ آئے ابر بالاے قیطول آکے شق ہوا اور اک نازنین جوڑا کج باندھے ہوے طاؤسی رنگ کا لباس پہنے ہوے طاؤس سحر پر سوار نمودار ہوئی اور سارنیق کو سلام کیا سارنیق نے کہا کہ اے ملکہ طناز جادو مزاج کیسا ہو طناز جادو نے کہا کہ اچھی ہون خلنجال جادو کہان ہین سارنیق نے کہا کہ وہ ابھی نہین آئی ہین کچھ دیر طناز جادو سارنیق پاس بیٹھی رہی بعد اسکے رخصت ہوکے اُس مقام پر آئی جو جگہ اسکے ٹھہرنے کے واسطے معین ہوئی تھی وہان اسنے لشکر کو اُتارا سامان دعوت محو جادو نے پہونچا دیا بعد اسکے پھر ابر سبز نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش برق ہوتی جاتی تھی اس کثرت سے برقین چمک رہی تھین کہ دیکھنے والون کی آنکھین خیرگی کرتی تھین اور خوف طاری ہوتا تھا جسوقت یہ ابر قریب پہونچکر شق ہوا تو اک زن جمیلہ باد سحر پر سوار پوشاک نفیس پہنے ہوے پشت پر چالیس ہزار ساحر بچیان کج کلاہیان باندھے سب بانو پوش جھولیان زربفتی لگاے ہوے بازو بند و مہر خاب وغیرہ پر سوار نمودار ہوئین جو جگہ انکے لیے معین تھی وہان انھون نے بھی قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اس ساحرہ کا خزینہ برق جمال ہو اور ساحرہ بے نظیر ہو بعد اسکے اور اک ابر نمودار ہوا کہ رنگ ابر کا تو سیاہ تھا لیکن بارش اس ابر سے تیر و تفنگ کی ہوتی آتی تھی جسوقت یہ ابر قریب پہونچکر شق ہوا تو اک ساحرہ اور نمودار ہوئی کس ہیبت سے کہ ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے ہاتھ مین گولہ فولادی تیوریان چڑھی ہوئی ماتھے پر قشقہ صندل کا کھینچا ہوا پوشاک سرخ پہنے ہوے پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان یہ سب بھی سرخپوش اسنے بھی بیرق سرخ رنگ کی نیچے اپنے لشکر کو اُتارا اور قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اس ساحرہ کا قتال جادو ہو پھر ابر اُٹھا اس ابر کے ساتھ بہت سے طیور اُڑتے ہوے چلے آتے تھے آتے آتے جسوقت وہ ابر

انہی جا سے قیام پر ہوا تھا تو ابر زمین پر گر کے شکل بارگاہ ہو گیا اور جانوروں نے غلطیکین بار بار کے انسانوں کی شکل پیدا کی یہ فوج ملکہ شاہین جادو کی تھی اسنے بھی قیام کیا پھر ابر اٹھا اور ہوا سے سنہری جھلی دکھیا کہ اک ابر اس طرح چلا آتا ہی کہ اس سے مختلف ہیئتیں ظاہر ہوتی ہیں کبھی وہ ابر ہاتھی کی صورت بنجاتا ہی کبھی دیو ہو جاتا ہی کبھی شیر کی ہیئت پر آجاتا ہی کبھی گھوڑا بنجاتا ہی کبھی اژدر کی صورت پیدا کرتا ہی غرضکہ مختلف ہیئتیں بدلتا چلا آتا ہی اور جو صورت پیدا کرتا ہی ویسی ہی آوازیں ابر سے آتی ہیں مثلاً شیر کی صورت پیدا کی تو شیر کے ڈکارنے کی آوازیں پیدا ہوئیں اور فیل کی شکل میں تو فیل کے چنگھاڑنے کی صدا پیدا ہوئی آتے آتے یہ ابر شق ہوا اور ملکہ تصویر صورت کش چالیس ہزار جادوگرنیوں سے نمودار ہوئی اور اک مقام پر قیام کیا پھر ابر اٹھا اور رنگ اس ابر کا زرد تھا بارش شرارون کی ہوتی آتی تھی آتے آتے یہ ابر شق ہوا اور شہزادہ شوخ چشم جادو پچاس ہزار ساحروں سے نمودار ہوئی اسنے بھی قیام کیا اسکے بعد قہر جادو نہایت قہر و غضب کے آثار دکھاتا ہوا نمودار ہوا پھر سنبل جادو پچاس ہزار ساحروں سے آکر قیام پذیر ہوا تمام صحرا ساحروں سے مملو ہو گیا شام کو تمام صحرا میں آگیاں روشن ہو گئیں بخور گوگل لوبان لائی سر ستون کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئیں اس طرف ہرکاروں نے تمام ساحروں کے آنیکی بادشاہ لشکر اسلام کو اطلاع کی سکندر دیرہ نشین تمام ساحروں کے سنکر نہایت پریشان ہوا اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ کا اقبال فزون ہو یہ وہ ساحر جمع ہوے ہیں جنمیں ایک ایک ساحری وقت ہی یہ سب باعث طلنحال جادو کا ہی اور طلنحال جادو وہ بلا ہے بد ہی کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہی اسنے دعوے ہی کہ اگر مجھ سے صاحبقران سے سامنا ہوگا تو بغیر اسم اعظم بند کیے ہوے مقابلہ کرونگی افسوس کہ ابھی تک صاحبقران تشریف نہیں لائے ہیں اور یہ بدعہد یعنی ساریق طبل جنگ ضرور بجا دیگا یہ غلام سوا چند ساحروں کے ہر ساحر سے تاب مقابلہ نہیں لا سکتا ہی خیر زندہ تو پھر کر نہ آونگا لیکن بعد میرے لشکر پر تباہی آجائیگی اسلیے کہ کوئی سحر نہیں جانتا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ای سکندر دیرہ نشین جو ساحر تمھارا ہم نبرد نہو اس سے ہرگز مقابلہ نکرنا میرے عیار ساحر کش ہیں اور سب سے زیادہ بھروسا اس حافظ حقیقی کا ہی جسنے سحر کی ممانعت کی ہی اب ساریق تو مصروف دعوت ساحران ہی اور نائرہ طلنحال جادو کا منتظر ہی روز ساحر حاضر دربار ہوتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ایک ایک متقاضی ہوتا ہی کہ طبل جنگ بجوائیے ساریق کہتا ہی کہ ملکہ طلنحال جادو نے منع کیا ہی جب وہ اطلاع دیگی اس وقت طبل جنگ بجیگا ساحر اس بات کے شاکی ہیں کہ پھر ہمکو پہلے سے کیوں بلا لیا انکو تو اس حال میں چھوڑا جاتا ہی اور وحید الملک کو ملکہ مہتاب حور جمال کے ساتھ مصروف عیش و عشرت چھوڑا جاتا ہی اور طہمورث شیر سرور اور اہل اسلام کو انتظار طبل جنگ میں چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان ارقم تتاری اور فضل تتاری کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ جو صاحبقران سے رخصت ہو کر چلے تو اپنے ملک میں آئے تمام شہر سے بنیاد کفر مٹا کے مسجدوں کی بنا ڈالی رعایا کے لیے واعظ معین کیے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور ایک نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای برادر بجان برابر میں نے تو دین اسلام اختیار کیا اور سبب اسکا یہ ہوا کہ راستے میں فرزند مر گیا تھا چھ مہینے کے بعد دعا سے صاحبقران اسکے وہ زندہ ہوا اس بنا پر میں نے اس دین

بیٹیوں کو اختیار کیا تمکو چاہیے کہ تم بھی ساریق پرستی کو ترک کر کے خدا پرستی اختیار کرو جس وقت یہ نامہ
ارقم تتاری کا بادشاہ شہر مشکبار کو پہونچا اور خدیو مشکباری مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو ارقم تتاری
کی جانب سے نہایت ملال ہوا اسنے جواب تحریر کیا کہ مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی میری دختر اور
داماد کو میرے پاس بھیج دو تاکہ مین بھی آئین اسلام سے آگاہ ہوں ارقم تتاری نے خوش ہو کے اسی وقت
بہو اور بیٹے کو سوار کر کے روانہ کر دیا جس وقت یہ قریب شہر مشکبار کے پہونچے اور خبر خدیو مشکباری
کو پہونچی تو اپنے لڑکون کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کر کے لیگئے خدیو
مشکباری نے سارا حال فضل تتاری سے دریافت کیا فضل تتاری نے سب کیفیت نہایت
خندہ پیشانی سے بیان کیا بس اسنے دعوت مین بیہوشی دیکر فضل تتاری کو قید کر لیا اور
اپنی دختر سے کہا کہ اگر تو نے شوہر کے جبر سے دین اسلام اختیار کیا تھا تو مین نے آج سے تیرا
کر لیا ہے اب تو اپنے دین قدیم پر آجا اور عقد مین تیرے کسی اور شہزادہ کے ساتھ کر دونگا یہ سُن کے وہ رونے
لگی اور کہا کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ مجھے قتل کر ڈالیے خدیو مشکباری نہایت برہم ہوا اور دختر کو
بھی مار اور داماد کے قتل کا حکم دیا یہ بیچاری تڑپ تڑپ کے رونے لگی اور اپنے شوہر کے واسطے
دعا کرنے لگی جلاد آ کر موجود ہوا اور فضل تتاری کو زیر تیغ بٹھا دیا بس یہ حال دختر خدیو سے
نہ دیکھا گیا اسنے تڑپ کے دعا کی کہ اے خالق برحق اگر تو نے بس اتنی ہی حیات دی تھی تو قضا سے
سے اسکو عنایت کی تھی تو بیکار تھا اور اگر زیادہ عمر عطا کی ہے تو اسے اپنی قدرت کاملہ سے بچا اور
میرے باپ پر اظہار اپنی قدرت کا کر تا زنگ کفر اسکے دل سے دور ہو بس جیسے ہی پلک کے
اسنے یہ دعا کی تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا ایک پنجہ کڑک کے گرا اور فضل تتاری کو اُٹھا لے گیا
بادشاہ متحیر ہو کر خاموش ہو رہا لیکن حال اُس پنجہ کا سنیے کہ یہ ایک ساحرہ تھی کہ برائے مدد ساریق
بن لقا جا رہی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین قتل ہوا چاہتا ہے بس دل سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ
لائق معشوق بنانے کے ہے یہ پنجہ بنکر گری اور فضل تتاری کو اُٹھا لے گئی اور ایک صحرا مین لیجا کے
ہوشیار کیا اور اظہار عشق کیا فضل تتاری نے دیکھا کہ ایک ڈائن کھڑی ہوئی اظہار
عشق کر رہی ہے بات کرنے مین منہ سے بو آتی ہے کہ دماغ پھٹا جاتا ہے فضل تتاری کو اپنی عروس
مہ جمال یاد آئی اسنے کہا نام تیرا کیا ہے وہ لگاتہ بولی مجھے مہیب جادو کہتے ہین خداوند ساریق کی
مدد کو جا رہی ہوں سنا ہے کہ خداوند کے ملک پر حملہ ایرتون نے چڑھائی کی ہے تو خوشحال جادو نے
مجھے بھی برائے مدد ساریق طلب کیا ہے اگر تو وصل میرا قبول کرے گا تو جس مرتبہ پر اس وقت ساریق
ہے تجھے بھی مین اُسی مرتبہ پر پہونچا دونگی اور خداوند بنا دونگی سحر و ساحری مین تجھ سے ساحران عالم
دبتے ہین لشکر میرا دوسرے راستے سے جانب سارلیقیہ روانہ ہو چکا ہے یہ سنکے فضل تتاری اور بھی پریشان
ہوا کہ یک نشد دو شد ایک آفت سے جان بچی دوسری مصیبت کا سامنا ہوا کہا اے مہیب جادو
تمنے بڑا احسان کیا کہ دشمن کے ہاتھ سے مجھے نجات دی اب اتنی عنایت میرے حال پر اور کرو کہ
مجھے شہر تتار مین پہونچا دو جس وقت تم ملک سارلیقیہ سے واپس آؤگی اُس وقت مجھے
تم سے کچھ عذر و انکار نہوگا اسی فقرہ مین فضل تتاری کے مہیب جادو آگئی اور پھر پنجہ بنکر فضل تتاری
کو ملک تتار مین پہونچا کر آپ جانب سارلیقیہ روانہ ہو گئی یہان فضل تتاری پاپیادہ باحال
خراب اپنے باپ کے دروازہ پر پہونچا اندر مکان کے جانے کا قصد کیا دربانون نے روکا ایسا

حال تھا فضل کا کہ نہ پہچانا اُس وقت فضل تتاری نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا
کہ جب تقدیر برگشتگی پر ہوتی ہے تو یہی ہوتا ہے کہ اپنے ملازم اپنے کو بھول جاتے ہیں ایک چوبدار سے
کہا کہ مجھے قلم دوات لادو اُسنے بھی جھڑک دیا اُس وقت فضل نے ایک دوکاندار سے
قلم دوات اور کاغذ لیکر عرضی میں اپنا حال تحریر کیا اور سر راہ کھڑا ہوا جس وقت سواری
بادشاہ کی گذری تو اُسنے عرضی دے دی بادشاہ نے جو عرضی پڑھی بیتاب ہو کے اپنے فرزند کو
بلا لیا اور پاس اپنے بٹھا لیا ایوان شاہی میں آیا جن ملازموں کی شکایت فضل نے لکھی تھی
اُنپر عتاب ہوا کہ تمکو اُس شاہزادے کو نہ پہچانا اگر ہمپر کوئی وقت سخت آجائے گا تو ہمکو بھی اسی طرح
بھول جاؤ گے فضل نے عرض کی کہ لشکرکشی کرنا شہر مشکبار پر ضرور ہے ارقم تتاری نے اسی وقت
فوج کی تیاری کا حکم دیا جب لشکر تیار ہوا تو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کوچ کرکے طرف شہر مشکبار
کے روانہ ہوا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور احوال کچھ حال بادشاہ شہر مشکبار کا بیان کیا جاتا ہے کہ اُسنے
دختر کی شادی کے واسطے اپنے وزیروں سے ذکر کیا اُنھوں نے دوسرے مقام کے حکمرانوں کو
بادشاہ کے ارادہ سے باخبر کیا جن لوگوں کو اس بات کی عار تھی کہ اسکی ایک شادی ہو چکی ہے اُنھوں نے
تو مناسب نہ جانا لیکن سلطان سنگین حصار کی بی بی مر چکی تھی اُسنے پیام بھیجا خدیو مشکباری کو
تو عقد کر دینا منظور تھا اسنے اپنی رضامندی ظاہر کر دی بس سلطان سنگین حصار برات لیکر
جانب شہر مشکبار روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا اور خبر معلوم ہوئی خدیو نے لوگوں کو برائے
استقبال روانہ کیا اور برات کو قلعہ میں اچھی طرح اُتارا لیکن جب ملکہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت
پریشان ہوئی ایک تو یہ اپنے شوہر کے غم میں رویا کرتی تھی جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ میری
شادی کرنے والا ہے اور برات قلعہ میں اُتری ہے تو اسنے موقع پاکر ہیرے کی انگوٹھی چبالی اور جان
دے دی یہ خبر خدیو مشکباری کو ہوئی اُدھر سلطان سنگین حصار کو معلوم ہوا کہ عروس
نے اپنی جان دے دی ہے تو اُسی وقت کوچ کرکے اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا اور یہان
جنازہ اُٹھنے کی تیاری ہوئی اُدھر تو قلعہ مشکبار سے جنازہ نکلا اُدھر جانب صحرا سے تتق گرد
بلند ہوا اور فضل تتاری ارقم تتاری مع فوج فراوان پہونچے پوچھا کہ یہ جنازہ کسکا ہے لوگون
نے بیان کیا کہ دختر بادشاہ نے خودکشی کرلی بادشاہ نے اُسکا عقد کرنا چاہا تھا اور اُسے یہ بات
منظور نہ تھی بس یہ سنکے فضل تتاری کی آنکھوں میں تو دنیا سیاہ و تار ہو گئی اسنے خنجر
کمر سے کھینچکر جان دینے کا قصد کیا تھا کہ ارقم تتاری نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے فرزند میرے چراغ
سلطنت کو نہ گل کر جس خدا نے تجھے دوبارہ عمر عطا کی وہ اُسے بھی زندہ کر سکتا ہے اب اس جنازہ
کو تہ خانہ میں کر اور خدمت میں صاحبقران عالی شان کے چل اگر وہ دعا کرینگے تو یہ دختر بھی زندہ
ہو جائیگی یہ رائے فضل نے پسند کی اور آکر اُن لوگوں کو گھیر لیا جو جنازہ لیے جاتے تھے جنازہ چھین لیا
اور کہا کہ اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ اب ہم ملک سارلقیہ کو خدمت میں صاحبقران عالی شان کے جاتے ہیں
جس وقت وہان سے پھرینگے تو عوض اسکا تجھ سے لینگے یہ کہکر اُس صندوق کو اپنے ساتھ لیا اور روتے
پیٹتے جانب ملک سارلقیہ روانہ ہوئے یہان خدیو مشکباری کو جو معلوم ہوا کہ داماد آپ کا اور سمدھی آیا
تھا فوج فراوان اُسکے ساتھ تھی جنازہ شاہزادی کا اُسنے چھین لیا اور کہہ گیا کہ ملک سارلقیہ سے پلٹ
کے ہم عوض اسکا لینگے تم ہوشیار رہنا خدیو مشکباری نے کہا کچھ پروا نہیں سمجھا جائیگا اس سنگدل ٩٠

نے تو لشکر بڑھایا اور پہلوانون کو جمع کرنا شروع کیا اور فصل بہاری مع جنازہ خدمت بابرکت شہا جعفران عالی شان مین روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان مصیبت بیان اُن گرفتاران رشتۂ محبت دسر گردانان دشت الفت یعنے شاہزادہ وحید الملک اور ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر لے بیان کیے جاتے ہین حسبہ آغاز کلام

مجھکو تکلیف عبادت جو گوارا ہو جائے ۔ میری قسمت کا بلندی پہ ستارا ہو جائے
خوب جی بھر کے مجھے آج نظارا ہو جائے ۔ مسکرا کر جو ادھر کوئی اشارا ہو جائے
تیرے بیمار کو جینے کا سہارا ہو جائے

تم اُسے اور جلاؤ کوئی جلتا ہو اگر ۔ اور بیتاب کرو اُسکو سنبھلتا ہو اگر
جان جاتی رہے دل تمسے بہلتا ہو اگر ۔ بات پوچھو نہ کبھی دم بھی نکلتا ہو اگر
شامت اُس شخص کی عاشق جو تمھارا ہو جائے

ناتوانون کا تمھارے وہ زمانہ ہی کہان ۔ ہو جنون لاکھ وہ اب خاک اڑانا ہی کہان
اُسسے آنا ہی کہان اور انھین جانا ہی کہان ۔ دردمندان محبت کا ٹھکانا ہی کہان
اپنے کوچے مین جگہ دو تو گذارا ہو جائے

دل مین رہتا نہین آتا ہی تو قربت ہی سہی ۔ سامنے میری نگہ کے تری صورت ہی سہی
نہین مانتا ہی مری جان تو زیارت ہی سہی ۔ وصل منظور نہین گر تو عیادت ہی سہی
کچھ تو بیمار کے جینے کا سہارا ہو جائے

کھینچ لو تیغ کو اور کردو قلم سر کو مرے ۔ کرو بیکار نہ بدنام مقدر کو مرے
صدمۂ رشک سے ویران نکرو گھر کو مرے ۔ غیر سے مل کے جلاؤ دل مضطر کو مرے
تمھین بتلاؤ یہ کس طرح گوارا ہو جائے

کیا اثر جو ہمہ تن مہر و وفا ہی عالم ۔ مبتلائے غم و اندوہ و بلا ہی عالم
کہنے کو شیفتۂ زلف دوتا ہی عالم ۔ یونتو اُس طرۂ دلکش پہ فدا ہی عالم
اُسکے سر سہرا ہی جو آپ کو پیارا ہو جائے

وا سے ہی وقت تبسم نہین گوہر ہین ترے ۔ اور بھی حسن بڑھے تمسے اگر چرخ پھرے
رونے مین آنسوؤن کے تار ہون زینت کو سرے ۔ میری بیتابی دل پر جو کوئی اشک گرے
آکے آنچل پہ تمھارے وہ ستارا ہو جائے

کیون نہ بیکل کلیجہ آج مین حیران جگر ۔ نہو امید کا اینتک کوئی سامان جگر
کیا کہون کیون ہی نظر میری پریشان جگر ۔ سختی نزع کی تکلیف ہو آسان جگر
جو کسی شخص عارض کا نظارا ہو جائے

گرفتاران گیسوے محبت و محنت کشان غم فرقت یون نالہاے بیر از مین اظہار درد جگر کرتے ہین کہ وحید الملک کو ایک پل جدائی ملکہ مہتاب حور جمال کے ناگوار ہی اور یہی حالت ملکہ کی

وحید الملک کی ساتھ بھی ہو کہ حقیقی دیر کے واسطے بہ بحالی کے دیکھنے کو جاتی ہو اتنا وقت ایسے
عجیب اضطراب میں گذرتا ہو طبیعت اسکی نہایت پریشان رہتی ہو آخر ایک روز شاہزادہ وحید الملک
نے فرمایا کہ ای ملکہ یہ صحبت بھی اس وقت تک ہو جبتک افشا سے راز نہیں ہوتا ہو اور مثل مشہور ہو
کہ عشق و مشک چھپتے نہیں ہیں لہذا انجام پر نظر کرنا چاہیے جس روز تمہارا حال جنگ بجا آسی روز سے یہان
رہنا غیر ممکن ہو اسلیے روز تمہارے باپ کو اگر یہ راز فاش ہوا اسی روز سے تم قید
کرلی جاؤگی پھر ہم کہان اور تم کہان اور جس رسوائی کا ڈر تھا وہ ہو یہ ایک دن ہونا ضرور ہو کہ
جو کچھ اٹھانے سے کیا فائدہ ہو مجھکو تم سے زیادہ دقت درپیش ہو وہ یہ کہ بادشاہ اسلام اس
حرکت پر مجھ سے ضرور ناراض ہونگے اسلیے کہ انھون نے قبل سے اس بات کا تحفظ کر لیا تھا اور
تمہاری وجہ سے مجھکو شکار پر آنے کی اجازت نہ دیتے تھے اور مین نے دوسری جانب جانے
اظہار کرکے بادشاہ سے اجازت لی تھی اور میرا قصد بھی نہ تھا کہ مین تمکو آکر دیکھونگا مگر تقدیر
لے آئی کہ آہو کے تعاقب مین گھوڑا ڈالا اور آہو اسی طرف آیا اب جو بادشاہ اسلام کو معلوم
ہوگا کہ وحید الملک نے یہ حرکت کی تو بادشاہ مجھ سے برخلاف ہونگے اور بادشاہ کی برخلافی
ایسی چیز ہو کہ کوئی میرا شریک نہوگا اس سے بہتر مناسب یہ ہو کہ آج مین جاکر تمہارے رہنے
کے واسطے کوئی پوشیدہ مقام تلاش کرتا ہون اسکے بعد سواری بھیج دونگا تم چلی آنا کہ یہ خلش
مٹ جائے پھر جیسی پڑیگی اسے جھیل لینگے ملکہ نے کہا کہ مجھے منظور ہو اب تمہاری صورت
دیکھ کر اور کی صورت تو نہیں دیکھنا نہیں ہو جو کچھ عذر کرین یہ عہد و پیمان ہونے کے بعد شاہزادہ
وحید الملک وہان سے پھر کر اپنے لشکر مین آئے اور رضوان سے کہا کہ کوئی ایسی
پوشیدہ جگہ تجویز کر جہان ملکہ کو رکھین تاکہ حال ملکہ کا کسی پر ظاہر نہونے پائے رضوان تلاش
مکان مین روانہ ہوا اکثر قریب سرحد لشکر کے کوئی قلعہ دیکھ ہو تو شاہزادہ کو اطلاع دو دن پہلے قلعہ پر
قبضہ کیا جائے پھر ملکہ کو پوشیدہ طور پر لاکے اس قلعہ مین رکھ کے رکھا جائے اگر لشکر مین ملکہ
ہوگی اور طیمور شکایت کرے گا تو بادشاہ اسلام ملکہ کو چھین کے طیمور کے حوالے کر دینگے
یہان تو یہ انتظام ہوتا ہو اور یہان کا حال سنیے کہ چند خواصین ملکہ کی ہمسن جو بادشاہ نے
برائے حفاظت ملکہ معین کر دی تھین ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ملکہ اس جوان کے ساتھ بھاگ گئی
تو بڑا غضب ہو جائے گا ہماری نوکری چھوٹ جائیگی بلکہ ہم بدنام مشہور ہو جائینگے کسی رئیس
شہر کی نوکری کے قابل بھی نہ رہینگے بلکہ کوئی اپنے گھر مین بھی آنے نہ دے گا یہ حال بادشاہ
سے بیان کر دینا چاہیے یہ سوچ کے ان مین سے ایک عورت کہ نہایت زبان آور تھی پوشیدہ
طور پر سوار ہو کے خدمت مین بادشاہ کے روانہ ہوئی جب خیمہ مین خورشید زرین کمر کے
پہونچی تو سلام کیا خورشید زرین کمر اسکو پریشان دیکھکر بولا کہ کیون ای صنوبر خیر تو ہو تو
اتنی بدحواس کیون ہو صنوبر نے عرض کی کہ حضور جان کی امان پاؤن تو عرض کرون خورشید زرین کمر
نے کہا کہ تیری جان بخشی بلا خوف بیان کر اس وقت اس عورت نے عرض کی کہ حضور زیادہ
کچھ کہون تو میری جان چلی جائے چونکہ حضور نے ہمین ملکہ کی اتالیقی اور حفاظت کے واسطے معین
فرمایا ہو تو فرض ہمارا یہ ہو کہ ہر نیک و بد سے حضور کو آگاہ کر دین لہذا اگر حضور ملکہ کو چاہتے ہین کہ
ہمارے سر کی سایہ عاطفت مین رہے تو ملکہ کو اسی وقت بلا لیجیے اور ملکہ کی حفاظت کیجیے

ورنہ اگر کوئی اونچ نیچ پڑے تو ہم قصوروار نہ ٹھہرائے جائین یہ سُن کے خورشید زرین کمر نے اُسیوقت
سواری روانہ کی اور چند خواصون کو ساتھ کردیا کہ ابھی جاکے ملکہ کو سوار کرلاؤ لیکن بعض ملکہ کی خیرخواہین
اُسی جگہ موجود تھین اسلیے کہ شاید چوری کھُل جائے تو ملکہ کو اطلاع دے دین ایک عورت سواری
سے پیشتر بھاگی ہوئی خدمت مین ملکہ کے پہونچ گئی اور سب بیان کردیا کہ اے ملکہ عالم غضب ہوگیا صنوبر
نے راز فاش کردیا بادشاہ نے آپ کے لینے کو سواری بھیجی ہے اور اب آپ پر سختی ہوگی آپ اس جگہ آنے
پائیے گا ملکہ یہ سُنکے نہایت پریشان ہوئی وحید الملک کی طرف سے سواری نہ پہونچنے پائی اور خورشید
زرین کمر کے بھیجے ہوے لوگ آگئے عورتون نے آکر ملکہ سے کہا کہ بادشاہ کے پیٹ مین درد اُٹھا ہے
اور آپکو ابھی بلایا ہے یہ سُن کے ملکہ نے فلک کو دیکھا اور دل مین کہا کہ افسوس وحید الملک نے
بڑی دیر کی اگر جاتے ہی مجھے سواری بھیج دی ہوتی تو ابتک مین خدا جانے کہان کی کہان ہوتی کوئی ہیرا
پتہ بھی نہ پاسکتا مگر اب سواے چلے جانے کے کوئی چارہ کار نہین ہے یہ سوچ کے ملکہ سوار ہوئی اور سواری
ملکہ کی جانب شہر خورشید زرین کمر روانہ ہوگئی اس طرف سے تو سواری ملکہ کی جارہی تھی اور قضاے
کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے جوشن قوی بازو چالیس ہزار سوار سے براے مدد ساریق بن
لقا چلا آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک سواری مانند باد بہاری کے چلی جاتی ہے پس اُسنے کہا کہ دریافت تو کرو کہ
اس محافے مین کون سوار ہے اُسکے عیار نے بڑھ کے دریافت کیا اور آکے عرض کی کہ کوئی شخص خورشید
زرین کمر بادشاہ شہر زرینہ ہے مذہب آئینہ پرستی رکھتا ہے یہ اُسکی دختر کی سواری جارہی ہے سُنا گیا
ہے کہ یہ ملکہ نہایت حسین ہے پس یہ سُنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ ایسی نعمتین خداوند ساریق بن
لقا نے اپنے بندون کے واسطے خلق کی ہین چھین لو اس محافے کو یہ حکم پاتے ہی اُسکے لشکر سے چند
سوار بڑھے اور محافے کو اپنی حراست مین کرکے پاس جوشن قوی بازو کے لے آئے جوشن
قوی بازو نے محافے کو اپنے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا جو لوگ ملازمان خورشید کے
سواری کے ساتھ تھے وہ بھاگے ہوے خدمت مین خورشید زرین کمر کے آئے اور
اُنھون نے بیان کیا کہ جوشن قوی بازو کوئی پہلوان ہے کہ وہ واسطے مدد ساریق بن لقا کے
آتا تھا اُسنے پہلے تو حال دریافت کیا کہ یہ محافہ کسکا ہے بعد اسکے محافہ کو چھین لیا پس یہ سُن کے
خورشید زرین کمر کو نہایت طیش آیا اور اہرمن کوہی سے کہا کہ جاکے جوشن قوی بازو
کو سزاے بے ادبی دے اور محافے کو ملکہ سمیت حفاظت سے لے آ اُسی وقت اہرمن کوہی چند سوار
اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا قضاے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ مظفر غازی براے شکار صحرا مین آئے ہوے
تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہے اپنے عیار کو بلاکے دریافت حال روانہ کیا عیار نے بعد
دریافت حال آکر عرض کی کہ ایک شہریار کوئی پہلوان جوشن قوی بازو نام مدد ساریق کو آتا تھا اُسنے جمہور
آئینہ پرست کی بہن کا محافہ چھین لیا ہے اور وہ اُسے لیے جاتا ہے ملکہ محافے مین رو رہی ہے پس یہ سُنا تھا
کہ مظفر غازی کو نہایت غصہ آیا کہا ارے یہ تو ہمارے بھائی کی منظور نظر ہے پس اُسی وقت بوق کو دم
دیا اور اپنے بارہ ہزار قزاقون سے جا پڑے پہلے ہی محافے پر قبضہ کرلیا دیکھا کہ ملکہ فریاد کر رہی ہے پس
محافے کے قریب آکے آواز دی کہ بھابھی نہ گھبرانا وحید الملک کا بھائی ہون مین تمھاری حمایت
کو آپہونچا یہ آواز سُن کے ملکہ کو گونہ تسکین ہوئی دعائین دینے لگی کہ بھیّا خدا تمھین سلامت رکھے
بس اب مجھے جلدی نکال لے چلو اور کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہونچا دو اُنھون نے

بڑی غفلت کی جبکا یہ انجام پیش آیا اُدھر جوشن قوی بازو کو معلوم ہوا کہ چند قزاقون نے آ کے ملکہ کو چھین لیا بس یہ ملعون وہین سے پلٹا اور نعرہ کیا کہ خبردار اوزد کہان جاتا ہی نہین جانتا کہ یہ ہماری مطلوبہ ہی مظفر غازی نے فرمایا کہ او بیحیا کیا جھک مارتا ہی اور چند قزاقون سے کہا کہ تم تو محافے کو لیکر ہمارے لشکر کی طرف چلو ہم اس بیحیا کو سزا دے کر آتے ہین یہ فرماکر ایک ہزار قزاق سے جو آکر چالیس ہزار کے لشکر پر گرتا ہی لشکر کو تہ و بالا کر دیا جس لشکر کے سپاہی سے سامنا ہوا بوق پھونکے گھوڑا اُسکا بھڑکا وہ گھوڑے کو سنبھالنے لگا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے ایک ہزار نے چالیس ہزار کو تتر بتر کر دیا جوشن قوی بازو سے اور مظفر غازی سے سامنا ہوا جوشن قوی بازو نے تلوار ماری مظفر نے خالی دے کر کمر کی جھکائی دے کر جو سر کا وار کیا سپر بھی نہ اُٹھنے پائی تھی کہ تیغہ سر پر بیٹھا تا دوابرو اُتر آیا جوشن قوی بازو نے دستانہ مارا تلوار چھٹنا کر سر سے نکلی چادر خون کی سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی لوگ درمیان مین آگئے جوشن قوی بازو کو تو بچا لیا لیکن مظفر غازی نے اُتنون کو قتل کیا کہ ان لوگون کے پانون اُٹھ گئے ایک تو سردار کے زخمی ہونے سے بد دل ہو چکے تھے دوسرے اُن قزاقون نے جو تلوار کے نیچے رکھ لیا تو دم لینے کی فرصت نہ دی آخر سارا لشکر پرست بھاگ کھڑے ہوے مظفر غازی با فتح و فیروزی پلٹے لیکن دو سو قزاق اُنکے کوئی پانچ سو قدم کے فاصلہ پر محافہ کو لیکر نکل گئے تھے اس طرف سے اہرمن کوہزاد کئی ہزار سوار ساتھ لیے ہوے چلا آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ چند قزاق اک محافے کو لیے چلے جاتے ہین آواز دی کہ ٹھہر جاؤ قزاق محافے کو لیکر اور بھاگے اہرمن نے ڈانٹا اور کہا کہ مجھ سے بیان کرو کہ یہ محافہ کسکا ہی قزاقون نے جواب نہ دیا اور محافہ کو لیکر بھاگے اتنے مین مظفر غازی بھی آپہونچے اہرمن کوہی نے کہا کہ او بھوتنے تو بڑا فسادی ہی محافہ ملکہ کا تو ہی لیکے بھاگا ہی مظفر غازی نے کہا کہ او ملعون پھر تیرا کیا اجارہ ہی ہمنے جوشن قوی بازو سے ملکہ کو چھینا ہی اہرمن کوہی نے کہا کہ جوشن قوی بازو کی یہ ملک نہین ہی کہ تو نے چھینا تو تیرا قبضہ ہوگیا ارے یہ زہرہ آئینہ پرستان کی خواہر ہی اگر طیمورس سنیگا تو ہمارے لشکر اسلام کو تہ و بالا کر دیگا مظفر نے کہا کہ اُسکی حقیقت کیا ہی ہمنے اُسسے طیمورسے نہین پایا ہی جسکی تلوار مین جس ہوگا وہ ملکہ کو لے جائیگا یہ سنکے اہرمن کوہی پکارا کہ او دیوانے اگر تو قزاقی کرتا ہی تو مین بھی قزاق ہون مجھ سے تیرے فریب نہ چلینگے بس یہ سنتے ہی مظفر نے مرکب کو چمکا کر اہرمن کو تلوار ماری اہرمن نے بوق پھونکے کہ مرکب مظفر کا الف ہوگیا اہرمن نے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے مرکب اہرمن کوہزاد کو تازیانہ مارا اُسکا مرکب بدلگامی کرنے لگا اودھر دونون قزاقون مین تلوار چلنے لگی برابر بوقین پھنک رہی تھین اور تلوار چل رہی تھی اودھر مظفر غازی اور اہرمن کوہزاد سے تلوار چلرہی تھی قضا سے کہ مرکب نے مظفر کے زیادہ بدلگامی کی اک سوار نے درمیان مین آ کر مظفر پر حملہ کیا مظفر نے وار اُسکا پشت شمشیر پر کاٹکر جو ہاتھ مارا سر اُسکا اُڑ گیا اب مظفر مرکب کو قابو مین کر کے اہرمن کوہزاد کے قریب آیا سامنے اک کاسہ سر لڑھکتا ہوا آیا مرکب مظفر نے ٹھوکر کھائی بس اہرمن نے موقع پاکر جو تلوار ماری ہی مظفر غازی کا زخمی ہوا مظفر نے دستانہ مارا تلوار چھٹنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تو آنکھون تک پہنچی اندھیرا آگیا سپاہیان مظفر نے درمیان مین آکر مظفر کو بچالیا اور لڑتے ہوے مظفر غازی کو لے کے نکل گئے اہرمن کوہزاد نے محافہ کو اپنے قبضہ مین

اور لیکر طرف لشکر طیموش شیر پرور کے روانہ ہوگیا یہان مظفر غازی نے اک درخت کے نیچے بیٹھکر
زخم سر باندھا چونکہ شاہزادہ عارف بن معروف بھی برائے شکار آیا ہوا تھا چند قزاقوں نے جاکر
عارف کو خبر کردی کہ مظفر غازی ہاتھ سے اہرمن کو شہزادے کے زخمی ہوگئے عارف نے پوچھا
کہ سبب کیا ہوا انھون نے بیان کیا کہ دختر خورشید آئینہ پرست کو سارلق کا سردار چھین لیگیا
تھا اسے آپکے بھائی صاحب نے چھینا اُنسے اہرمن نے چھین لیا بس یہ سنتا تھا کہ عارف
نے وہین سے مرکب کو رانون مین دابا اور تعاقب مین اہرمن کو شہزادے کے روانہ ہوا اہرمن کو شہزادہ محافہ
لیے اطمینان کے ساتھ چلاجاتا تھا کہ مجھ سے کون ملکہ کو لے سکتا ہی ملکہ کی یہ حالت تھی کہ امید و بیم
کی حالت مین کبھی اسکے چہرہ پر بحالی آجاتی تھی اور کبھی پژمردگی پیدا ہوجاتی تھی جب یہ مظفر کے اختیار
آئی ہی تو خوش ہوئی تھی کہ اب مین وحید الملک تک پہونچ جاؤنگی جب اہرمن نے مظفر سے چھین
لیا تو پھر اسے وہی اندیشہ پیدا ہوگیا اور چپکے چپکے اسنے رونا شروع کیا کہ اب شاہزادہ وحید الملک
سے کاہے کو ملنا نصیب ہوگا کہ اک قریب پشت لشکر کی طرف سے آکر عارف بن معروف نے نعرہ
کیا کہ پاش او دزد کہان جاتا ہی خبردار کہ مین آپہونچا بس یہ نعرہ کرکے جوکرتا ہی جو لوگ محافہ کی محافظت
مین تھے پہلے انھین کو مار کر محافہ پر قبضہ کیا اور محافہ کو لیکر بھاگا اہرمن کو شہزادے نے تعاقب کیا
اور آواز دی کہ او دزد تو کیچھ اپنے بھائی سے بھی بڑھا ہوا ہی کہ مقابلہ پر بھی نہین آتا کب چھوڑتا ہون
تجکو یہ کہکر اپنے گھوڑا ڈالا اہرمن نے جیسے ہی قریب پہونچکر تلوار ماری عارف نے داہنی باگ
گھوڑے کو اس پھرتی سے توڑا کہ وار اہرمن کا خالی گیا اور یہ اپنی ضرب کی جھونک مین اوندھے منھ
آرہا پھل تلوار کا زمین در آیا بس عارف نے پلٹ کے جو ہاتھ مارا مرکب کی کمر پر پڑا مرکب تو اسی جگہ
تڑپ کے رہگیا اور اہرمن گھوڑے سے گرا پاؤن مین اسکے ایسی ضرب آئی کہ سنبھل نہ سکا
عارف محافہ کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا لوگ اہرمن کو لیے ہوے با حال خراب سامنے خورشید
زرین کمر کے پہونچے سارا واقعہ بیان کیا کہ جوشن قوی بازو سے مظفر نے ملکہ کو چھین لیا
مظفر سے اہرمن نے چھینا اہرمن کو زخمی کر کے بھائی مظفر غازی کا عارف بن معروف چھین لیگیا
بس یہ سنا تھا کہ خورشید زرین کمر نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہی اس شخص کی دختر گنبد دھڑکا
ہوگئی ارے ہی کوئی کہ جاکر عارف سے ملکہ کو چھین لائے بہہوت رعد آواز کو مقابلہ عارف
مین جاتے شرم آئی لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج نے کہا کہ مین جاتا ہون لیتا اور ابھی ملکہ کو لیکے
آتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھا اور صرف دو سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان عارف بن معروف ملکہ کو
دور سے نکل آیا تھا اور کہرہا تھا کہ بھاگنے گھبرانا نہین اب لشکر اسلام بہت قریب ہی ملکہ دعائین پڑھ رہی
تھی کہ نعرہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہی کہ تو پرائی بہو بیٹی
کو زبردستی چھینے لیے جاتا ہی اگر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو خبر ہوگی تو قیامت ہوجائیگی وہ لشکر اسلام کو
پامال کردیگا عارف بن معروف نے کہا تجھے شرم نہین آتی طیمور تو کیا ہی جو ابھی کل کی بات
ہی کہ سکندر کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہی اب آلے گا تو کیا کریگا ہمنے ملکہ کو سارلق کے سردار
سے پایا ہی ہم ہرگز نہ دینگے تجھے اگر دعوے ہی تو چھین لے نہنگ بن طوفان نے تلوار
ماری عارف نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان زبردست سردار ہی اسنے
بائسیب سردار عارف کا رد کرکے اس طرح تلوار ماری کہ عارف خالی نہ دےسکا سپر بلند

تیغہ اسکا تنگ دار ساڑھے چار سو من کی ضرب سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے تیغہ خود پر پھٹا
اُدھر تو نہنگ ابن طوفان نے جھٹکا مارا اُدھر عارف نے دستانہ مارا تیغہ اسپر بھی تا دو ابرو اُتر آیا
تھا کہ دستانہ پڑا تیغہ سر سے نکلا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ لے جاؤ اس مردہ صد سالہ کو اور
محافہ پر قبضہ کر کے اپنے لشکر کی طرف باطمینان تمام چلا عارف بن معروف لشکر سے بہت قریب
رہگیا تھا اور رضوان بن خضران تلاش مکان مین اس طرف بھی نکل آیا تھا دیکھا سنئے کہ عارف
بن معروف زخمی پڑا تڑپتا ہی ان سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی انھین کسنے زخمی کیا قزاقون نے سارا ماجرا
رضوان سے بیان کیا بس یہ دوڑا ہوا خدمت مین شاہزادہ وحید الملک کے آیا اور اسنے
کہا کہ مکان آپکے لیے تلاش کرتے مین پہلے ملکہ کی تو خبر لیجیے فرمایا کیا ہوا جلد بیان کر رضوان نے
بیان کیا کہ ملکہ کو کوئی ساربان پرست لیے جاتا تھا اس سے مظفر غازی نے چھینا مظفر سے
اہرمن کوہی نے چھین لیا پھر عارف بن معروف نے اہرمن کو زخمی کر کے محافہ اپنے قبضہ
مین کیا تھا اور دوسرا شخص آیا کہ نہنگ بن طوفان رفیق طیمور اُنکو بھی زخمی کر کے ملکہ کو
چھین لے گیا جلد خبر لیجیے ورنہ اگر وہ ملکہ کو لے گیا تو اب ملکہ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی بس یہ
سنتا تھا کہ فرمایا لاؤ جلد ہمارا مرکب اسیوقت مرکب حاضر ہوا بس وحید الملک پشت مرکب پر
بیٹھ کے تعاقب مین نہنگ بن طوفان دریا موج کے روانہ ہوے ساتھ انکے چند کس [illegible]
جنکو معلوم ہوا وہ چل کھڑا ہوا جسے نہین معلوم تھا وہ کیونکر جاتا اُدھر تو یہ غصے مین جا رہے ہین اُدھر
نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو لیے باطمینان چلا جاتا ہی نصف راہ طی کر چکا ہی ملکہ کو بھی اب
مایوسی ہو گئی ہی کہ یہ بہت بڑا سردار ہی اسکو کون زخمی کر سکتا ہی یا اس سے چھین سکتا ہی اور یہ ہنگامہ
اب تمام عالم مین پھیل گیا ہوگا میرے بھائی کو بھی خبر ہو جائیگی وہ آئے گا تو قیامت برپا کر دے گا
پھر اسی سوچ مین رو رہی تھی دل دھڑک رہا تھا جو جون لشکر طیمور شیر پر دل کا قریب ہوتا جاتا تھا امیدین
اسکے دل سے دور ہوتی جاتی تھین کہ اک مرتبہ شاہزادہ وحید الملک پہونچ گئے اور دیکھا انھون نے
کہ نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو ساتھ لیے ہوے چلا جاتا ہی بس انھون نے نعرہ کیا کہ ہاں ہاں
او گبر نابہنجار کہان جاتا ہی مین آپہونچا نعرہ بدیع الملک سے مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر
جسکو کہتے ہین بدیع الملک شاہ قلعہ گیر اگر خیریت چاہتا ہی اپنی تو محافے کو ملکہ کے رکھدے
اور چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھائے گا یہ سنکے نہنگ بن طوفان دریا موج نہایت
جوش و خروش مین آیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر پکارا کہ یہ لہر ہی دریاے فنا کی اسکے پانی سے
کشتی حیات طوفانی ہوتی ہی وحید الملک نے کہا کہ مین تجکو جناب آپ سے کچھ کم سمجھتا ہون
دم لینے کی نہ مہلت دی حربہ [illegible] سنکے نہنگ بن طوفان نے تلوار نیام مین کر کے نیزہ سنبھالا
اور چاہا کہ نیزے پر وحید الملک کو اٹھا لون وحید الملک نے بھی اپنے نیزے پر اسکے
نیزے کو گانٹھ کے جھٹکا مارا نہنگ بن طوفان کو طیمور نے تعلیم کیا ہی اسنے بھی اس فن کو
کھول لیا اور ساتھ ہی اپنے نیزے کی سنان سے وحید الملک کے نیزے کی سنان کو الجھا کے
جھٹکا مارا کہ سنان نکال دون بدیع الملک نے ہاتھ آگے بڑھا دیا جان سے جھٹکا اسکا روکا
[illegible] نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان دریا موج کے نکل گیا بس لگا ہون
مین [illegible] خدا پرست تو بھی بلا سے بد معلوم ہوتا ہی طیمور نے نیزہ

میرے ہاتھ سے ہوائی کیا تھایا آج تو نے نیزہ نکالا ہی خیر کچھ پرواہ نہین نیزہ بازی خلال باری گرزبازی
جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو جلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر اسنے تلوار ماری وحید الملک
نے سپر کو بلند کیا تلوار ضامن دی تلوار نے نہنگ بن طوفان کی سپر کو قلم کیا پشت شمشیر پر آ لگی
وحید الملک نے اسکا وار رد کر کے اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان نے بھی سپر بلند کی تلوار جو
پڑتی ہی اسکی سپر بھی مانند قرص ہنیر کے قلم ہوئی تیغہ خود کو کاٹ کرتا دو ابرو آ تر آیا وحید الملک نے
چاہا جھٹکا ماردن کہ کام اسکا تمام ہو کہ نہنگ نے داستانہ ماردیا تلوار جھنّا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی سر سے باہر آئی لوگ اسے لیکر بھاگ کھڑے ہوے وحید الملک نے اپنے ہمراہیون
سے کہا کہ تم محافہ کو لیکر لشکر کی طرف چلو اب مین انکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکر دور تک تعاقب مین آئینہ
پرستون کے آئے اور سبکو بھگا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹے محافہ کو لیکر لوگ بھاگا بھاگ پہلے ہی آ گئے
تھے بعد کو وحید الملک پہونچے یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ شاہزادہ وحید الملک طیمور
شیر پرور کی بہن کو لڑ کر چھین لائے ہین بادشاہ اسلام انگشت بدندان ہوے کہ یہ انھون نے
کیا حرکت کی ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ محافہ رکھا ہوا ہی بس یہ جلدی
سے آ گئے اور ملکہ کو جلدی سے ناموس مین داخل کر دیا اور آپ آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے وحید الملک
سے کہلا بھیجا کہ تم بارگاہ مین نہ آنا وحید الملک خود بسبب حجاب کے نہین آئے لیکن سہراب
بن رستم نے کہا غضب کیا وحید الملک نے معلوم ہوتا ہی ابھی ابن شیر صولت کو خبر
نہین ہی جسوقت معلوم ہوگا قیامت ہی تو برپا ہوگی بادشاہ اسلام نے کہا کہ یہ واقعہ کیا ہی اتنے مین
مظفر غازی اور عارف بن معروف پٹیان مرہم باندھے ہوے آکے پہونچے بادشاہ اسلام نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہی اس جھگڑے مین بھائی آپ ہی ہین مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ یون تو
ظل اللہ مالک ہین جو چاہین ارشاد فرمائین اک سارلیق سرپرست ملکہ کو لیے جاتا تھا مین نے اسے زخمی
کر کے ملکہ کو اس سے چھینا آئینہ پرستون کے ہاتھ سے مین زخمی ہوا پھر میرے بھائی نے اسکو
زخمی کر کے محافہ چھینا پھر نہنگ بن طوفان نے عارف کو زخمی کیا آخر مین بھائی صاحب پہونچ گئے بھلا
نہنگ بن طوفان انسے کیا لڑسکتا وہ اسے زخمی کر کے دور تک بھگا آئے اور محافہ کو یہان بھجدیا ہمنے ملکہ کو سارلیق
پرستون سے چھینا تھا آئینہ پرستون کا ہمسے الجھنا بیکار تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ڈانکا مار کر کسیکا مال
چھین لے اور اس سے آپ چھین لیجیے تو وہ آپکو حلال ہو گیا اور آپکو فرصت ہی رکیا تھی یہ کسی بدی پہلے کی معلوم ہوتی ہی تمنے کیون
چھینا آئینہ پرست خود سارلیق پرستون سے سمجھ لیتے اور اگر تمنے دوستانہ چھین لیا تھا تو ملکہ کو سلطنت
آنکے سپرد کر دیا ہوتا یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آئی سکندر نے چپکے سے بادشاہ اسلام کے کان مین کہا
کہ وحید الملک جو شکار پر گئے ہوے تھے یہ اس وقت سے سلسلہ محبت آغاز ہوا تجاہب مجھے اپنے
عیار کی بابت سب کیفیت مفصل معلوم ہوئی ہی بادشاہ اسلام سر بزانو ہوے کہ بڑا غضب کیا
وحید الملک نے یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور رفیع البخت غصہ مین بیٹھے تھے کہ چھوٹا بھائی فرزند
کی جگہ ہوتا ہی پہلے پہل اسنے دل لگایا ہی تو یہ رخنہ پردازی فلک کی ہو رہی ہی یہ تلے ہوے بیٹھے ہین کہ
مین تو نہ جانے دونگا چاہے کچھ ہی کیون نہو یہان تو یہ رنگ ہی اب وہان کا حال سنیے جس وقت
نہنگ بن طوفان دریاے موج خون مین ڈوبا ہوا بارگاہ خورشید مین پہونچا اسوقت طیمور شیر پرور
بھی موجود تھا لیکن ابھی تک یہ ملکہ کے حال سے آگاہ نہ تھا خورشید نے اسپر یہ راز ظاہر نہین کیا تھا

که اگر یہ گیا تو قیامت برپا کردیگا بس طیمور کی نظر جو اپنے رفیق پر پڑی اور نہنگ بن طوفان دریا موج
کو غرق خون دیکھا کہا کہ یہ کیا حالت ہی نہنگ بن طوفان نے کہا کہ مین نے اُس دیوانے کو زخمی
کیا مگر وحید الملک کے ہاتھ سے زخمی ہوا طیمور نے کہا کہ لڑائی کس سبب سے ہوئی اُسوقت خورشید
زرین کمر نے بیان کیا کہ ای فرزند مین تمھاری محافہ مین سوار سیر دیکھنے کو آئی تھی کہ جوشن قوی بازو
اک سردار سکاریق کی مدد کو آتا تھا اُسنے ملکہ کو چھین لیا مین نے یہان سے اہرمن کوہزاد کو اُسکی
سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے خدا پرستون نے چھین لیا اہرمن نے خدا پرستون سے چھینا
اہرمن سے پھر کوئی خدا پرست چھین لے گیا اسکو نہنگ بن طوفان نے زخمی کیا اسے وحید الملک
نے زخمی کیا اور ملکہ کو لے گیا بس یہ سنتا تھا کہ طیمور نے جوش غیرت سے غیظ و غضب مین آکر مرکب طلب کیا اور
کہا کہ خدا پرست بد باطن نہین ہین مین ابھی ملکہ کو لاتا ہون اور اگر شاید نیت اُنکی بد ہوئی تو مارے تلوارون
کے بارگاہ خون سے لال کرونگا یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ایسا تنہا اسکے برہوت
رعب آواز بھی چلا طیمور نے یہین سے جو بارگاہ سلیمانی کی سپیدہ باندھی تو راستے مین جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسکو
گراتا ہوا چلا لشکر اسلام مین غوغا ہوا لوگون نے جا کر بادشاہ اسلام سے فریاد کی کہ طیمور آئینہ پرست
خیمون کو گراتا ہوا لوگون پر ہیبت کرتا ہوا چلا آتا ہی رفیع البخت نے اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ مین جا کے
رد کرتا ہون بادشاہ نے منع کیا اور فرمایا کہ چوری اور سینہ زوری گریبان مین مُنہ ڈالیے آپ اسکا
کیا کرینگے اور سہراب بن رستم سے ارشاد ہوا کہ جاؤ اور طیمور کو اس حرکت سے باز رکھو تمھارے ہی
سمجھانے سے طیمور مانے گا کہ تمھارا دوست ہی اور تم اسکے دوست ہو سہراب نے کہا کہ مین جاتا تو ہون
لیکن وہ بغیر ملکہ کو لیے نہ جائے گا ورنہ بڑا فساد ہوگا آج اسی بارگاہ مین ایسی تلوار چلیگی کہ تمام بارگاہ خون
سے لال ہو جائیگی اور سخت بدنامی ہوگی یہ کہکر سہراب بن رستم تو اُس طرف روانہ ہوا یہان بادشاہ
اسلام نے رفیع البخت کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ آپ کے تیور مجھے بد معلوم ہوتے ہین رفیع البخت
نے کہا کہ حضور اسمین دخل نہ دین مین محافہ منگا کر بیچ مین رکھے دیتا ہون اگر طیمور کے بازوؤن مین
طاقت ہو تو محافہ لیے جائے دیکھون تو کیونکر لیے جاتا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای رفیع البخت تمھین
کیا حق حاصل ہی کہ ملکہ پر دعوے کرتے ہو غرض کی کہ وحید الملک میرا بھائی جو فرزند کے مقام پر
ہی ملکہ اُسکی منظور نظر ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای رفیع البخت کیا غضب کی بات ہی کہ زبردستی
چھین لائے اور پھر یہ دعوے کہ ہمارا ناموس ہی آج تک ہمارے خاندان مین ایسی حرکت
کسی نے نہین کی ہی تمنے بھی نقل حمزہ صاحبقران اول کی سُنی ہوگی کہ نوشیروان نے کس طرح
پرورش کی اور اُنھون نے جوان ہو کے اُسی کی دختر سے عشق کیا اور اُسے لے بھاگے وہ
بدنامی آج تک باقی ہی لوگ کہتے ہین کہ یہ خدا پرست جہان جاتے ہین اور جس بادشاہ تک
اُنکی رسائی ہوتی ہی پہلے اسکی بیٹیون پر قبضہ کر کے تصرف مین لاتے ہین نہ کہ یہ زبردستی اسکی سخت
بدنامی ہوگی تم پریشان نہو یہ تو ہمارے خاندان کا اثر ہی کہ جو عورت جسپر مائل ہوئی وہ اُسی کی ہوگئی
جان دیدے گی مگر دوسرے کے دام محبت مین نہ پھنسیگی تم خوب جانتے ہو کہ طیمور مین علامتین
اولاد صاحبقران کی موجود ہین سردست امیر موجود نہین ہین لیکن خدا نے چاہا تو بہت جلد
تشریف لے آئینگے جسوقت آ لیے اور طیمور سے بعد مقابلہ فیصلہ ہو جائے گا اُس وقت طیمور
کو کوئی عذر عذر کر دینے مین نہوگا ملکہ جا کہان سکتی ہی رفیع البخت رنجیدہ ہو کے خاموش ہو رہے

وہان سہراب بن رستم ثانی نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ طیمور کسن رو رہین چلا آتا ہی بس اسنے آواز دی کہ ای
بہادر یہ کیا حرکت ہی طیمور نے کہا ای سہراب اپنے یگانون کی حرکتون کو نہین دیکھتے ہو کہ اب شاہزادون
امیرزادون کی سواریان نکلنا دشوار کردی ہین بتاؤ جلد وحید الملک کہان ہی سہراب نے کہا
ای طیمور دشمن کے ہاتھ سے تمہاری عزت بچائی اسکا یہی ثمرہ ہی کہ تم اس طرح ہمارے لشکر
کو پامال کرنے چلے آتے ہو یہ بات ہمارے پسند نہین ہی ملکہ لشکر مین ایا تنا موجود ہی تمکو اصل واقعہ
کی خبر نہین کہ ایک سارق پرست ملکہ کو چھین کر لیے چلا تھا چونکہ تمسے اور ہم لوگون سے دوستانہ
تعلقات بڑھ گئے ہین یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی مظفر غازی نے ملکہ کو چھین لیا طیمور نے
کہا کہ جب اہرمن کوہی آیا ہی تو اسکے سپرد کیون نہ کردیا سہراب نے کہا اسنے بدزبانی کی اور
آمادۂ جنگ ہوا بوجہ کیون دبتے ان باتون سے طیمور کا غصہ فرو کیا اور چیتے یار بنا کے اپنے
ساتھ لے چلا طیمور نے برہوت رعد آواز کو جو دیکھا کہ میرے پس پشت چلا آتا ہی کہا جا تو پلٹ جا کیا مین
تنہا ملکہ کو نہین لا سکتا ہون برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ مین تو صرف ہمراہ ہون سہراب نے
کہا کہ آنے دو اور اپنے عیار سے کہا کہ جا کر ظل اللہ سے عرض کر کہ شاہزادہ طیمور کے ساتھ برہوت
رعد آواز بھی ہی بادشاہ اسلام نے ایک دنگل طیمور کے واسطے اور ایک برہوت رعد آواز کیواسطے
بچھوا دیا اتنے مین طیمور کو لیے ہوے سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوے طیمور نگاہ قہر سے
چارون طرف وحید الملک کو دیکھتا ہوا آ کے دنگل پر بیٹھا برہوت رعد آواز بھی اک دنگل پر
بیٹھ گیا طیمور نے بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض کی کہ مجھے آپ کے عدل وانصاف سے یہ بات
بہت بعید معلوم ہوئی کہ اس وقت تک آپنے ملکہ کو بھجوا نہ دیا بادشاہ نے فرمایا ای طیمور جب مین نے
تمہارے آنے کی خبر سنی تو مجھے کیا ضرورت تھی اگر تم خود نہ آتے تو ایسا ہی کیا جاتا کہ یہان سے
چند سرداران نامی کی حفاظت مین ملکہ کو دیکر روانہ کردیا جاتا اب طیمور کی نظر سکندر پر پڑی اور
سکندر نے طیمور کو دیکھا چونکہ اس سے قبل طیمور نے سکندر کو اور دنگل پر دیکھا تھا
آج دنگل صاحبقران پر بیٹھے دیکھا مسکرایا اور کہا کہ بعد صاحبقران کے شاید آپ ہی
صاحبقران سمجھے جاتے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا ای طیمور اگر عادل کیوان شکوہ نہوتے
تو سوا سکندر کے کوئی مرتبہ صاحبقرانی کے لایق نہ تھا یہی وجہ ہی جو عدم موجودگی مین صاحبقران
کے سکندر اُنکے دنگل پر بمرتبہ صاحبقرانی بیٹھے ہین طیمور نے کہا کہ اگر مین سکندر کو زیر کرلیتا
سکندر نے فرمایا مجھے اطاعت مین عذر نہوتا بلکہ کل اہل اسلام تمہاری اطاعت کرتے اور ای
طیمور تمہارا مثل ونظیر نہین ہی یہ مین ہی تھا کہ تمہارا اتنا بڑا گرز کھا کر مین نے ایسا جواب دیا دوسرا
ہوتا تو ضرب کا تنکر بھی مشکل سے سنبھلتا اور مجھے اندازہ ہوگیا کہ مین تمھین زیر نہین کرسکتا طیمور
نے کہا کہ مین بھی ایمان سے کہتا ہون کہ مجھسے بھی ایسا مقابلہ آج تک کسی نے نہین کیا میری ضرب
گرز کی تاب دیو بھی نہین لا سکے ہین مین نے پرستان مین جا کر بڑے بڑے دیوان سرکش
کو گوشمالی دی ہی سلیمان صاحبقران اور صاحبقران اعظم نے مجھے فن سپہگری تعلیم کیا
مین نے تمہارے مقابلہ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا لیکن ہر بات کا جواب کچھ بڑھا
ہوا پایا ای سکندر تمہارا بھی مثل وجواب نہین ہی ان باتون سے تمام سردار تو جلے لیکن سکندر نے
علاوہ انصاف کے طیمور کی تالیف قلب کا بھی خیال رکھا کہ یہ ابھی بچہ ہی خوش ہوگا اور جو

ملال اسکو ہم لوگونکی طرف سے پیدا ہوا ہی وہ دور ہوگا کوئی تو سبب ہی کہ سلیمان صاحبقران و سلیمان اعظم نے اُسکی تربیت مین باوجود کافر ہونے کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ضرور یہ ہمین بلین سے ہی سکندر بھی اسکو بہ نظر محبت دیکھتا ہی طیمور نے کہا کہ مین آپ لوگون کے حسن اخلاق کی تعریف نہین کرسکتا یہ بات آپکی سب کے ساتھہ ہی یا میرے ساتھہ کوئی خصوصیت ہی سکندر نے کہا ای طیمور جی چاہتا ہی کہ ہر وقت تمھاری صورت دیکھا کرین خدا نے تمکو ایسے بزرگ کی تصویر بنایا ہی طیمور نے گھبرا کے پوچھا وہ کون سکندر نے کہا ایرج نوجوان جو میرے جد امجد تھے جنکی تصویر تمکو صاحبقران نے دکھائی تھی اور یہ ممکن نہین کہ تم ہمسے جدا ہو نہین معلوم خورشید زرین کمر تمکو کہان سے پا گیا دیکھہ لینا جسوقت تمسے اور صاحبقران سے مقابلہ ہوجائیگا اور تمھاری نسبت کی تحقیقات کیجائیگی تو تم ہمین مین سے نکلوگے یہ سُنکے طیمور ہنسا اور کہا کہ یہ بات کبھی آپ لوگون کی بہت مشہور ہی کہ جسکو زبردست دیکھا اُسکو کہدیا کہ یہ ہمارے خاندان سے ہی خیر یہ بھی میری خوش نصیبی اگر مین آپ کے خاندان سے ہون تو بھی کیا برا ہون دیر تک اس طرح کی باتین ہوتی رہین اور لبا ہی مزاج پرسی ہوگئی تھی اتنے عرصہ مین بادشاہ اسلام نے رفیع البخت سے کہا کہ ملکہ کو جلد سوار کردو رفیع البخت نے جاکے وحید الملک سے سارا ماجرا بگڑنا بادشاہ کا اور سمجھانا بیان کیا وحید الملک نے عرض کی کہ بادشاہ سچ فرماتے ہین مجھ پر جو گزریگی وہ گزرے لیکن عدول حکمی ظل اللہ کی کسی طرح اچھی نہین ہی یہ کہکے اُس خیمہ مین آئے جہان ملکہ بیٹھی تھی ملکہ سے یہ ساری روداد بیان کی ملکہ طیمور کی محالت من کے بسبب خوف کے تھر تھر کانپنے لگی اور وحید الملک سے کہا کہ مجھے سوار کردینا ہی مناسب وقت ہی اگر زندگی نے وفا کی تو پھر دیکھا جائیگا اب مین تمھاری ہو چکی تم میرے جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھنا وحید الملک نے کہا کہ اچھا ہم جاکر طیمور کو بھیجتے ہین وہ تمکو آپ آکے سوار کرلے جائیگا رفیع البخت نے کہا جب سوار ہی کردینا ہی تو طیمور کو یہین بیٹھا رہنے دو اور ملکہ کو اُسکے لشکر مین بھیج دو یہ رائے کرکے اُسیوقت ملکہ کو محافے مین سوار کیا اور بہمن گرد کو ساتھہ کرکے جانب لشکر طیمور روانہ کردیا طیمور یہان ابھی باتین ہی کر رہا تھا کہ وہان سواری ملکہ کی لشکر مین خورشید زرین کمر کے پہونچ گئی خورشید زرین کمر نے ملکہ کو گلے سے لگایا پیار کیا اور شاہور کو طیمور کے لینے کیواسطے روانہ کیا یہان طیمور ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شاہور شیر دل پہونچا بادشاہ اسلام کو سلام کیا پہلے ہی آنکھ اُسکی چالاک ثانی سے چار ہوئی چالاک کی نگاہ نیچی ہوگئی پھر جس عیار سے آنکھ ملائی اُسکی آنکھ جھپک گئی چونکہ اسنے بھی شیر نی کے دودھ سے پرورش پائی تھی جو تاثیر طیمور کی آنکھ مین تھی وہی شاہور کی آنکھہ مین تھی طیمور نے کہا تم کہان آئے شاہور نے کہا کہ چلئے آپکو والد ماجد نے بلایا ہی اور ملکہ بھی یاد کررہی ہین طیمور نے کہا کہ کیا ملکہ وہان پہونچ گئی شاہور نے کہا کہ دیر ہوئی طیمور نے بادشاہ اسلام کا شکریہ ادا کیا اور اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا لیکن وحید الملک نے بسبب رنج اور خفت کے بارگاہ مین آنا ترک کردیا لیکن اب کچھ حال جوشن قوی بازو کا سنیے کہ یہ جو مظفر کے ہاتھ سے زخمی ہو بھاگا تو اسنے جاکے زیر بیطول ساریق دم لیا اور پکارا کہ یا خداوند تو نے تو کہا تھا کہ ہمنے جتنی اچھی صورتین پیدا کی ہین وہ ہمارے بند ہ شیر حلال ہین مین نے یہی سمجھ کر دختر خورشید آئینہ پرست پر قبضہ کیا لیکن اُسکے خدا پرست نے مجھے زخمی کرکے اُسے مجھسے چھین لیا یہ تو نے ہنا کے پھر تقدیر بگاڑ دی ساریق نے کہا کہ مین نے تو اُسکو تیری تقدیر مین لکھہ دیا تھا یہ کس خدا پرست نے

تیرے نوشتۂ قسمت پر قلم پھیر دیا خستگان بہت جلا کہ ای خداوند کیا تقدیر بنتا ہی کہ جسکا جی چاہے اسے مٹا دیے
ساریق نے کہا کہ پیک قدرت سے کہو جا کر خبر لاے کہ ملکہ کہان ہی ہم اپنے بندۂ خاص جوشن قوی بازو
کے واسطے اسے بلوا دینگے یہ سنکے جوشن بازو تو خوش ہوکے اپنے معالجہ مین مصروف ہوا اور ایک جنا
جسکا نام ساریق نے پیک قدرت رکھا تھا براے دریافت حال ملکہ روانہ ہوا اور بعد دریافت
جا کر عرض کی کہ خداپرست چھین لاے تھے لیکن طیمور آئینہ پرست آ کے اسی وقت ملکہ کو سوار
کرا کے لے گیا ساریق نے کہا کہ ای پیک قدرت جلکے جوشن قوی بازو سے کہدے کہ
تو اطمینان رکھ دیر آید درست آید خداوند تیری معشوقہ کو تجھ سے ملا دینگے یہ سنکے جوشن قوی بازو
تو خاموش ہو رہا لیکن توسن قوی بازو بھائی جوشن قوی بازو کا اسوقت اپنے بھائی کی عیادت
کو آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ خداوند تو کیسے ذنون سے سڑی ہو گئے ہین ایسی ہی الٹی پلٹی تقدیرین بنایا کرتے ہین
اور بنا بنایا ایک نہین بنتی ہی مین جاتا ہون اور موقع پاتا ہون تو ملکہ کو تمہارے واسطے ابھی لاتا ہون یہ
کہکر اسنے کچھ تھوڑا سا لشکر اپنے ساتھ لیا اور متصل لشکر طیمور کے ایک ٹوٹا سا قلعہ تھا اسکی پشت پر
جا کے اسنے قیام کیا کہ شبخون مار کے ملکہ کو لے نکلونگا عیار کو براے دریافت حال روانہ کیا کہ ملکہ
کس مقام پر ہی یہان کا حال سنیے کہ طیمور شیر پرور جسوقت اپنے لشکر مین آیا ہین کسو پیچھے سو بھی
نہین گیا بلکہ خورشید زرین کمر سے کہا کہ بابا جان آپ کو یاد ہوگا کہ جب مین شہر زرینہ سے چلنے
کو تھا جب بھی اسنے میرے ساتھ آنا چاہا تھا مگر مین نے اپنے ساتھ لانا مناسب نہ جانا یہ میرے دیکھنے
کے واسطے بغیر پوچھے چلی آئی جسکا یہ نتیجہ ہوا اور کہا کیا فسادات پیدا ہوے لہذا اب اسکا یہان رہنا
مناسب نہین ہی ہر نئے دن کے فساد اور جھگڑے رہینگے اہل اسلام ایسے بامروت تھے کہ انھون نے
سوار کر کے بھیج دیا دوسرا ہوتا تو کبھی نہ دیتا مثل مشہور ہی کہ دنیا مین باعث فساد تین چیزین ہین
انمین اول درجہ مین زن ہی مین کہانتک اسکی حفاظت کرونگا تمام عالم مین رسوائی ہوگی اس سے
بہتر ہی کہ اسکو شہر زرینہ مین بھیجدیجیے یہ سنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای فرزند میری بھی یہی
راے ہی آج تیاری کا حکم دیتا ہون کل صبح کو دیکھا جائے گا غرضکہ شب کو تو خورشید زرین کمر نے
بھیجنا مناسب نہ جانا جب صبح ہوئی تو اسنے ہزار بارہ سو سوار ساتھ کر کے قہرمان فیل چشم کی
محافظت مین ملکہ کو سوار کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ کیا عیار توسن قوی بازو کا خبر لیکر گیا
اور بیان کیا کہ اب آپکا شبخون مارنا بیکار ہی صبح کو ملکہ جانب شہر زرینہ بھیجی جائیگی راستے سے آپ
چھین لیجیے گا یہ راے توسن قوی بازو کو پسند آئی اسنے بھی شب بھر وہین قیام کیا جب صبح کو
سواری ملکہ کی روانہ ہوئی تو یہ بھی گھات سے دور دور چلا جب لشکر طیمور پرست ایک دو کوس کے
فاصلہ پر نکل آئے تو توسن قوی بازو نعرہ کر کے یکایک پہلو پر سے آ گیا تلوارین مارنا شروع
کین جو لوگ محافہ کی محافظت کر رہے تھے کچھ قتل ہو گئے اور کچھ محافہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے قہرمان فیل چشم
نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا او ملعون تو کون ہی توسن قوی بازو نے کہا کہ تجھے نہین پہچانتا مین ملک الموت
ہون تیری جان کا یہ کہکر سامنے قہرمان کے آیا قہرمان نے نیزہ مارا توسن نے نیزہ قہرمان کے ہاتھ سے
ہوائی کیا قہرمان نے قہر و غضب ہوکر آ کر تلوار ماری توسن قوی بازو نے وار اسکا رد کر کے جو تلوار
ماری قہرمان کے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر بارہ سو سوار ان کے جی چھوٹ گئے اور انھون فرار پر قرار
لیا ہاتھ پانون مین سبکے رعشہ سا آگیا سراسیمہ ہو قہرمان لاش قہرمان کی لیکر جانب لشکر طیمور

روانہ ہوے اور توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا اپنے ساتھ لیکر جانب قیطول ساریق بن لقا بروانہ ہوا یہان
طیمور شیر پرور خوش بیٹھا تھا کہ آج مین نے اس خلش کو دور کردیا کہ اتنے مین دیکھا تو لوگ دوڑتے
اور پیٹتے اک لاش لیئے چلے آتے ہین طیمور نے پوچھا کہ یہ لاش کسکی ہی اور کیسی ہی لوگون نے لاش
تھرمان کے سامنے طیمور کی رکھ دی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح توسن قوی بازو نے آکرا سے
مارا اور محافہ ملکہ کا چھین لیگیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نگاہون مین طیمور کے سیاہ و تار ہوگیا کہا اس
ساریق ملعون کی شامتین آگئی ہین اگر قیطول پر چڑھ کے اسکی ناک نہ کاٹی ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر
مرکب طلب کیا اور تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب توسن قوی بازو روانہ ہوا طیمور کے روانہ ہوتے ہی
ببر ہوت رعد آواز بھی مرکب پر بیٹھ کے چل کھڑا ہوا نہنگ بن طوفان دریا موج اور اہرمن کوہزاد
وغیرہ تمام سرداران لشکر طیمور یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے کوئی دس ہزار سوار سے کوئی چار ہزار
سوار سے جلدی مین جتنی فوج جسنے تیار پائی وہ آسے لیکے چل کھڑا ہوا ادھر یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی کہ
طیمور نے ملکہ کو اپنے شہر کی طرف بھیج دیا وحید الملک کو کمال رنج ہوا کہ اب دیکھیے کب دیدار
ملکہ نصیب ہوتا ہی دوسری خبر یہ پہونچی کہ اک ساریق پرست نے پھر ملکہ کو چھین لیا بس یہ سنکے
شاہزادہ رفیع البخت لقا بدار بن کے تھوڑی سی فوج ساتھ لیکر روانہ ہوگئے کہ اب اگر ہین سے
کسی ساریق پرست سے ملکہ کو چھینا تو ہرگز نہ دونگا چاہیے کچھ ہی ہوجاے ایک مرتبہ بادشاہ اسلام
کی خاطر سے مین خاموش ہو رہا تھا مگر اب صبر سے کھلا جاتا ہی یہ کہ اس طرف چلتے ہین لیکن بادشاہ
اسلام نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی اس لڑائی مین دخل نہ دے خبر لگاتے رہو اگر طیمور پر وقت
سخت دیکھنا تو ہمسے اطلاع کرنے کے بعد طیمور کی شرکت کرنا اسلیئے کہ طیمور کے ناموس کا معاملہ ہی
ہر کارے واسطے خبر کے روانہ ہوے ادھر ساریق کو معلوم ہوا کہ توسن قوی بازو نے جاکر
ملکہ کو چھین لیا طیمور اسکے تعاقب مین آتا ہی بس اسنے دریچہ قیطول کا وا کرکے آواز دی کہ اے
بندگان من آج مین ان آئینہ پرستون کو غارت کردونگا جسے داخل ثواب ہونا ہو وہ خون آئینہ پرستان
سے ہاتھ بھرے بس یہ سننا تھا کہ تمنا کوک اژدر چشم شہنا کوک اژدر چشم خضرا نے
ازرق چشم طیماسپ پیلتن حران گردن کش خاقان کج کلاہ مہران مہر طلعت سر خیل
خشت انداز زرخیل حشمت انداز فولاد نہنگ بار جلاد سنگ بار مغرور مردم در مقہور مردم در
ارجاسپ گرد لہراسپ گرد زنال بن خلخال ترک نہنگ خون آشام پلنگ خون آشام
گوزن گاو سوار مردان جوشن پوش سیاف جنگ جو ہندلیس پیلتن قریب ایک ہزار
پہلوانان نامی و گرامی کے اپنے اپنے لشکر لیکر چل کھڑے ہوے شور کرتے جاتے تھے کہ مار لو
آئینہ پرستون کو جانے نپائین خبردار محافہ ملکہ کا چھین لینا اس طرف سے تو یہ فوج مانند سیل دریا کے
جاری ہی ساحرون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ ہزارہا سرداران لشکر کوئی دس ہزار کوئی بیس ہزار کوئی
چالیس ہزار کوئی پچاس ہزار سے جارہا ہی تو ان سبنے کہا کہ یہ تماشہ قابل دید ہی یہ لوگ سحر سے بلند
ہو ہو کے دیکھنے لگے اس طرف سے تمنا کوک اژدر چشم مرکب کو گرم کیے ہوے چلا جاتا تھا
اور ادھر سے توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا لیے ہوے چلا آتا تھا کہ گرد اڑی اور طیمور شیر پرور بلند
فضاے مبرم کے سر پر توسن قوی بازو کے پہونچ گیا آواز دی کہ او ملعون یہ کیا حرکت ہی ہوشیار
ہوجا کہ اجل تیری سر پر آگئی یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا بس توسن قوی بازو نے پلٹ کے تلوار ماری

طیمور نے مرکب سے مرکب کو ملا دیا اور کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کے نوشین قوی بازو
کو اچھال دیا گرتے وقت چورنگ ہوائی کاٹا لیکن چونکہ تنہا آیا تھا محافہ کسیکے سپرد کر آیا تھا قرنا کوک اژدر
چشم نے جو دیکھا نعرہ کیا کہ او سرکش پہلے ادبی خداوند کے سامنے دیکھتا نہیں کہ وہ بالائے قیطول سے
تماشہ دیکھ رہے ہیں اور تو نے انکے بندہ خاص کو اس طرح مارا طیمور نے کہا تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا مسخرا
ہے لا ضرب بہادری کی قرنا کوک اژدر چشم نے آنکھ ملائی کہ آنکھ طیمور کی جھپکے تو وار گردن پر کھلا شیر کی آنکھ
کس سے جھپکتی ہے خود قرنا کوک اژدر چشم کی آنکھ جھپک گئی بس اسنے تلوار ماری طیمور شیر دل نے وار اسکا
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سپر کو قلم کیا خود کو کاٹا قرنا کوک نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا
تلوار خود سے تا دو ابرو اُتر کر گردن مرکب پر آئی گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا قرنا
کوک مرکب سے گرا ادھر تو مرکب سے گرا ادھر تنہا کوک اژدر چشم پہونچ گیا اس سے تلوار
چلنے لگی یہ بھی طیمور کے ہاتھ سے ختم ہوا خضر اسے ازرق چشم پہونچا اسپر طیمور نے ایسا ہاتھ مارا
کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ایک ہڑا ہو گیا ہر طرف سے سرداران سارلیق جو جبین لیے ہو
شور کرتے چلے آتے تھے اور اکیلا طیمور سب کو جواب دے رہا تھا ادھر آیا اسے زخمی کیا ادھر
جا پڑا اسکو مارا سماحرب لڑائی طیمور کی دیکھ رہے تھے اور وجد کر رہے تھے طیمور شیرانہ حملے کر رہا تھا
طہماسپ پیلتن نے آکر سامنا کیا ساتھ ہی حران گردن کش بھی پہونچ گیا کہ ساتھ ہی گرد
اڑی اور نعرہ برہوت رعد آواز سے تمام میدان گونج اٹھا اسنے آکر حران گردن کش کو ٹوکا طہماسپ
پیلتن نے طیمور کو ساطور مارا طیمور نے ساطور کو تیغ سے قلم کر کے جو ہاتھ مارا طہماسپ پیلتن کے
دو ٹکڑے ہوئے ادھر حران گردن کش نے آرہ پشت نہنگ برہوت رعد آواز پر مارا برہوت
رعد آواز نے آرہ کو قلم کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس لڑائی میں ملکہ کے
محافہ کا نشانہ ملا کہ کدھر گیا جوشن قوی بازو اسی تاک میں تھا دیکھا اسنے کہ بھائی تو مارا گیا اسکے لشکر کے
لوگ محافہ کو لیے ہوئے علیحدہ علیحدہ جا رہے ہیں طیمور انبوہ میں کھڑا ہوا تھا اسے کچھ خبر نہ تھی کہ
کہ محافہ کہاں گیا بس جوشن قوی بازو نے آکر محافہ پر قبضہ کیا اور اپنے خیمہ کی طرف لیکر چلا ہی تھا
کہ گرد اُڑی اور نقابدار زرہ دلپوش پیدا ہوا نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں لیے جاتا ہے ملکہ کو سارے فساد
تیری ذات کے ہیں یہ سنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ او نقابدار مغلوک روزگار تو کون ہے فرمایا تیری
جان کا ملک الموت بس جوشن قوی بازو نے تلوار نقابدار کو ماری نقابدار نے وار اسکا سپر
پر گانٹھ کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو تیغ سر پر بیٹھا تھا یا زمین میں ڈوب کے نکل گیا جوشن قوی بازو چار
ٹکڑے ہو کے گرا نقابدار نے محافے کو اپنے ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہو گیا لوگ لاش جوشن
قوی بازو کی لے کے بھاگے سرداران سارلیق کو خبر بھی نہوئی کہ کون ملکہ کو لیگیا نہ آئینہ پرستوں کو
معلوم ہوا رفیع البخت نقابدار بنے ہوئے ملکہ کو لیے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے اور وہاں سے
دوسری نفس میں ملکہ کو سوار کر کے خیمہ وحید الملک میں بھیج دیا اور راستے میں ملکہ سے سمجھا دیا کہ اب
تمکو کیا مجال ہے کسی کی کہ لیجائے ملکہ کو تسکین ہوئی ہزاروں دعائیں رفیع البخت کو دینے لگی دشمنوں
یہاں جنگ ہو رہی تھی وحید الملک تنہا اپنے خیمہ میں سر بزانو بیٹھے تھے کہ بادشاہ نے عجب طرح کا
حکم دیا ہے کہ کوئی شریک جنگ نہو اگر ملکہ پر کوئی پیچ پڑ گیا تو کیا ہوگا اگر ہمپر ایسا وقت ہوتا تو طیمور ضرور مدد
کرتا ادھر سہراب بن رستم تڑپ رہا تھا کہ کیونکر جا کے طیمور کی مدد کروں کیونکہ ہما کا پرورش ہے

جسمین ہزارہا سردار یہان طیمور کس کس سے لڑے کاٹتے مین سواری ملکہ کی پہونچی ملکہ فیلنس سے اُتر کر خیمہ مین وحید الملک کے داخل ہوئی وحید الملک نے جو ملکہ کو دیکھا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجائین کہا ہی ملکہ تمھین کون یہانتک پہونچا گیا ملکہ نے کہا کہ ایک نقابدار سبز پوش نے جوشن قوی زد کو مارکر مجھے حریف سے چھینا اور بزرگانہ اشفاق فرمائی وحید الملک سمجھ گئے کہ یہ کام شاہزادہ رفیع البخت کے سوا دوسرے کا نہین ہی ملکہ نے کہا اب مجھے نہ بھیج دینا وحید الملک نے کہا کہ اب تمھارے ساتھ ہمارا سر ہی کیا مجال ہی کسیکی کہ لے جائے یہ تو یہان اطمینان سے بیٹھے ہین لیکن حال بادشاہ اسلام کا سنیئے کہ ہرکارے برابر خبر دے رہے تھے ڈاک بیٹھی ہوئی تھی کہ طیمور شیرپور تنہا لاکھون مین گھرا ہوا اس طرح لڑرہا ہی کہ دشمن وجد کررہے ہین اور ملکہ کے محافہ کی کسیکو خبر نہین ایک نقابدار محافہ کو لیگیا یہ سنکے بادشاہ متردد ہوے کہ یہ نقابدار کون تھا سہراب بن رستم نے کہا کہ ظل اللہ طیمور شیرپور کی جرأت سے آگاہ ہین وہ زندہ نہین پلٹنے والا ہی خدا ہی طیمور کو ہاتھ سے کفار کے بچائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر تمھارا دل نہین مانتا تو جاؤ مگر نقابدار بنکے طیمور کی مدد کرنا ظاہر بنکا ہرنہ لڑنا بس اتنا اذن پاتے ہی سہراب بن رستم خیمے سے نکلا اور نقاب سرخ چہرہ پر ڈال کے تھوڑی سی فوج یاقوت پوشون کے ساتھ لیکر جانب جنگگاہ روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا دیکھا کہ طیمور شیرپور داد مردی و مردانگی دے رہا ہی قریب سوسو اسو کے سرداران نامی سے طیمور نے زخمی کیے اور مارے ہین کچھ فاصلے سے ہر سو بلند آواز بھی گرج رہا ہی کہ اسکے نعرون سے میدان گونج اُٹھتا ہی اور ساریق قیطول پر سے پکار رہا ہی کہ مار لو اس آئینہ پرست کو کہ یہ بڑا گستاخ ہی مین اسکے لیے تقویر موت کرچکا ہون ملک الموت اسکے ساتھ ہی ساتھ ہین طیمور کہرہا ہی کہ او ملعون گھبراتا کیون ہی مین آتا ہون اگر چاہا خداوند آئینہ نے تو قیطول پر چڑھ کے تیری ناک نہ کاٹی تو مجھے کام نہ کیا کسی نے نکٹا خداوند نہ دیکھا ہوگا ساریق کہرہا ہی کہ اس بندۂ گستاخ کو سزا دو ہائین خداوند کی شان مین یہ گستاخی طیمور مرکب کو جولان کیے ہوے لشکر کو پامال کرتا ہوا قیطول کی طرف چلاجاتا ہی ساریق چلا رہا ہی کہ روکو اس بندۂ بے ادب کو جو پہلوان بڑھکر سدراہ ہوتا ہی یا ہاتھ سے طیمور کے زخمی ہوتا ہی یا مارا جاتا ہی سہراب وجد کررہا ہی بلکہ ساحران لشکر ساریق نے عہد کرلیا ہی کہ اگرچہ اسی طرح لشکر کو طی کرکے قیطول پر پہونچ گیا تو چاہے ساریق کی گت بنا ڈالے تاہم ہرگز دخل نہ دینگے اور یہ موت رعد آواز بھی کوئی سو قدم کے فاصلے پر شکل پر دم سے کے طیمور کے ساتھ چلا ہی آتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ ایسے شہریار کی غلامی مین شاہنشاہی سے زیادہ لطف ہی اور اسطرح مرنا زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہی کہ ایک مرتبہ گرد اُڑی اور نہنگ بن طوفان دیو باج بھی دس ہزار سوار سے آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا چلا اسنے بھی ہلچل ڈال دی اور برہوت عفریت لشکر کے ہمراہ ہی کرا ہی برادرانِ بھی آپہونچا پھر گرد اُڑی اور اہرمن کوہزاد بھی مع اسی ہزار قزاقون کے آپہونچا اور نعرہ کرکے گرا لیکن اسکے خورشید زرین کمر کل فوج دریا موج سے آکر لشکر ساریق پر ٹوٹ پڑی لیکن یہ بارہ گیارہ لاکھ آدمی ساریق کی طرف کوہ ہا کی فوجین جہان تھے وہین اُلجھ کے رہگئے طیمور شیرپور وہانتک کون پہونچ سکتا ہی یہ طیمور ہی ایسا ہی کہ اتنے بڑے لشکر کو جھیلتا ہوا چلاجاتا ہی تودہ کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہین معمولی لوگ دب دب کر جگہ دیدیتے ہین کوئی سردار مقابل ہوتا ہی تو سامنے طیمور کے ٹھہرتا ہی دو ہاتھ چلے اور وہ بھی بھاگ نکلا طیمور قریب قیطول پہونچ گیا ہی اور اپنا یہ حالت ہی کہ قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گھر بیٹھا ہی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی گر ایک زخم بھی نہین آیا ہی

ایسی لڑائی یہ طیمور لڑا ہے کہ دیکھنے والے حیرت میں ہیں کہ اتنی بڑی فوج کو طے کر گئے ایسے ایسے سرداروں کو زخمی کیا اور قتل کر کے اس طرح بے داغ اتنی دور پہونچنا یہ کام سوا طیمور کے دوسرے کا نہ تھا اُدھر ببر ہیوت رعد آواز کی بھی یہی حالت ہے کہ یہ بھی مثل فیل مست کے جھومتا ہوا چلا آتا ہے اپنے دو اک زخم بھی کھائے ہیں بہت سے سرداروں کو مارا ہے طیمور سے کوئی سو قدم کے فاصلے پر ہے اور ببر ہیوت سے دو سو قدم کے فاصلے پر نہنگ بن طوفان دریا موج ہے اور سہراب وقت کا منتظر ہے الگ تماشہ دیکھ رہا ہے کہ ہوتا کیا ہے یہ لوگ اتنے بڑے لشکر کو جھیل کر تا بہ قیطول تو پہونچ گئے ہیں لشکر انکا دور ہے اب پلٹینگے کیونکر اُدھر سرخیل حشمت انداز اور زرخیل حشمت انداز نے غول اپنا لشکر سے علحدہ کیا اور صحرا کی طرف نکل گئے اور فولاد سنگ بار اور اعجار سنگ بار نے دوسری جانب کی راہ لی لشکر طیمور ان لوگوں کے طریقہ جنگ سے بیخبر تھا لیکن نہنگ بن طوفان آگاہ تھا اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ لوگ علحدہ ہوئے ہیں اب لشکر پر تباہی آیا چاہتی ہے اسنے بادشاہ لشکر خورشید زرین کمر کو آواز دی کہ آپ اپنے لشکر کو لیکر پلٹ جایئے ورنہ لشکر تباہ ہو جائے گا قیامت آیا چاہتی ہے اور آپ اس سے بیخبر ہیں خورشید زرین کمر نے کہا کہ جبتک میرا فرزند ساتھ خیر و عافیت کے نہ پھرے گا میں نہ پلٹوں گا اب اسنے عاجز ہو کے طیمور شیر پیکر کو آواز دی کہ ای شہریار اب جو کچھ کرنا ہو کیجیے اسلیے کہ لشکر آپکا تباہ ہوا چاہتا ہے طیمور نے کہا ای نہنگ بن طوفان جائے تعجب ہے کہ تم ایسا کہتے ہو ارے سوا میرے یہ دوسرے کا کام تھا کہ اتنے بڑے لشکر کو طے کرکے یہاں تک آجاتا لیکن قیطول تک پہونچتے پہونچتے تو پہونچونگا گرد قیطول کے خون آشاموں کا لشکر تھا کہ یہ سب تربیت خداوند کہلاتے ہیں بس جیسے ہی طیمور قریب پہونچا نہنگ خون آشام نے للکارا کہ او چھوکرے کہاں آتا ہے طیمور نے کہا او کیدی دور ہی سے بھپکیاں بتاتا ہے سامنے نہیں آتا ہے یہ سنکے نہنگ خون آشام نے تلوار ماری طیمور نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اور تلوار اسکے خون سے لبالب اڑ کے قیطول پر پہونچا اتبو ساریق کے اندام میں رعشہ پڑ گیا سنجکان سے کہا کہ یا خداوند خیریت نہیں معلوم ہوتی اب طیمور آیا ہی چاہتا ہے ادھر پلنگ خون آشام آیا اسنے تیر مارا طیمور نے تیر کو رد کرکے اسکی بھی شاخ زندگی کو قلم کیا کہ ایک مرتبہ پنجہ کڑکا اور رکاب سے نیچے گرتا ہے طیمور کی کمر بجلی کا بند پکڑ کے بلند ہوا طیمور نے آواز دی کہ ای پنجہ کیا کرتا ہے اسوقت مجھے نہ لیجا ہاں ادبچا کیا ہے تو ساریق تک پہونچا کے چھوڑ دے یہ چیختا رہا پنجہ طیمور کو لے کے یہ جا وہ جا روانہ ہو گیا ساریق نے آواز دی کہ ای بندگان میں دیکھا تمنے اس آئینہ پرست نے بہت بے ادبی کی تھی اسنے پنجہ قدرت گرا کے آخر اسکو جہنم میں بھیجا و اربابان تباہ کردہ اسکے لشکر کو اور گرفتار کر کے قتل کرو او ببر ہیوت رعد آواز کو کہ یہ بندہ مرتد ہے اسکو کفار نے بلوہ کیا جسکا خوف تھا اُسے تو پنجہ لے گیا ببر ہیوت رعد آواز زخمی تو ہو ہی چکا تھا اور تھک بھی چکا تھا اسنے دیکھا کہ نہ تو میں اب پلٹ کے اپنے لشکر تک جا سکتا ہوں اور آگے بڑھنے کا کا بھی کوئی حاصل نہیں اسلیے کہ شاہزادہ طیمور کو پنجہ لے گیا بس اسنے ادھر ادھر دیکھا تو چھار جانب ہجوم پایا کفار یورش کیے ہوئے چلے آتے تھے بس اسنے نہنگ ابن طوفان کو آواز دی کہ ای بہادر مجھ تک پہونچو تو کوئی سبیل لشکر سے نکلنے کی پیدا کی جائے یہ سنکے نہنگ بن طوفان نے باگ گھوڑے کی اٹھائی اور ببر ہیوت رعد آواز کی طرف چلا ادھر سے ببر ہیوت رعد آواز نے گھوڑے کی باگ لی اور یہ بھی پیروں کو توڑتا صفوں کو مسمار کرتا ہوا چلا دم بھر میں یہ دونوں یکجا ہو گئے اب انھوں نے

پہلو کی طرف گھوڑے اٹھا دیے اس طرف تین سردار فوجون کو لڑوا رہے تھے دیکھا انھون نے کہ یہ
دونون زخمون مین چور چلے آتے ہین اگر انکو مار لیا تو چار دانگ عالم مین شہرہ ہوجائےگا یہ سوچ کر
غران فیل پیکر تو برہوت رعد آواز کی طرف چلا اور ہود شیر خشم نے نہنگ بن طوفان کو للکارا
اور مہیب دیو صورت فوج کو جا کر کھڑا ہوا کہ راستہ جانے کا نہ ملے ادھر تو یہ تیاری ہو رہی ہے اور یہ دونون
شیر زخمی جھومتے چلے آتے ہین ادھر سنگ اندازون کا غول ایک پہلو پر آئینہ پرستون کے پہونچ گیا اور خشت
انداز دوسرے پہلو پر پہونچ گئے ادھر سے خشتہائے آہنی چلین ادھر سے پتھر برسنے لگے اب تو لشکر طیمور کا
بدحواس ہو گیا اور تتر بتر ہونے لگا جسکو جدھر راہ ملی وہ ادھر بھاگ کھڑا ہوا خشت انداز برابر خشتین برسا
رہے تھے جو خشت آتی تھی سن سناتی ہوئی دس دس کو گراتی نکل چلی جاتی تھی ادھر منجنیقون سے تیر قضا
کی صدا دیتے ہوئے چل رہے تھے سہراب بن رستم یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے انھون نے سمجھ لیا کہ لشکر
تو اب تباہ ہونے سے بچ نہین سکتا لیکن ان دونون سردارون کو بچانا چاہیے اگر یہ مار ڈالے گئے تو طیمور
کو کمال صدمہ ہوگا بس سہراب بن رستم نقابدار تو بنا ہوا کھڑا ہی تھا نعرہ کر کے جا پڑا اور ساریق پرستون کو
قتل کرنا شروع کیا مہیب دیو صورت نے دیکھا کہ یہ کونسی آفت آگئی للکارا کہ او نقابدار یاقوت پوش
کیون شامتین آئی ہین دیکھ اتنا بڑا لشکر کس طرح تباہ ہو رہا ہے تو کیا سمجھ کر بیچ مین کودا ہے خداوند تجھے بھی جہنم
مین پہنچوا دینگے سہراب نے نعرہ کیا کہ پاش او گیدی کیا بکتا ہے ارے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا مسخرا
ہے انشاء اللہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت جلد جہنم واصل ہوجائیگا تجھے شرم نہین آتی کہ دو زخمیون کے
راستہ روکنے کے لیے تو تین لاکھ آدمیون کو لیے ہوئے کھڑا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو لا ضرب اپنی یہ فرما کر
قریب مہیب دیو صورت کے پہونچ گئے مہیب دیو صورت نے گرز گاؤ سر کا وار کیا سہراب نے کلہ گرز
مین ہاتھ ڈال دیے اور ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس وہی گرز سر پر پھرا کے مہیب
دیو صورت کو مارا کہ معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا ہر چند مہیب نے سپر بلند کی مگر ہاتھ تھرائے گرز مع سپر
سر پر آیا اور خود کو لیتا ہوا کاسہ سر کو چور کر کے صراحی گردن کو پست کرتا ہوا صندوق سینہ کو شکستہ کر کے
مع مرکب زمین سے ملا دیا سہراب اسے مار کے آگے بڑھے اور اس طرف ہود شیر خشم سامنے
نہنگ بن طوفان دریا موج کے پہونچا دیکھا کہ نہنگ زخمون سے چور جھومتا ہوا چلا آتا ہے بس ہود نے
تلوار ماری نہنگ بن طوفان دریا موج نے وار اسکا رد کر کے آواز دی کہ ملعون اب تیری یہ جرأت
ہوئی کہ مجھے زخمی سمجھ کے میرے قتل کو آیا ہے میری آتش بھی بھڑک بھڑک رہی ہے یہ کہہ کے جو تلوار ماری اسکے دو
ٹکڑے ہوئے سہراب نے آواز دی کہ اے نہنگ بن طوفان اس طرف آ کہ مین راستہ لیے دیتا ہون
نہنگ بن طوفان حیرت مین تھا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو ہمارے لیے جان لڑا رہا ہے ادھر غران
فیل پیکر نے برہوت رعد آواز کو ٹوکا کہ اے نقیب قدرت تو نے خداوند سے روگردانی کر کے اسکا
نتیجہ دیکھا اب بھی توبہ کر ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ او قزمساق
تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ ہمارے منہ چڑھے جرتے تجھ الیسون کو پیس کے مار ڈالون گا لا حربہ
اپنا یہ سنکے غران نے ارہ لشت نہنگ مار برہوت رعد آواز نے کس مردانگی سے ترچھے ہو کر تلوار
ماری اور ارہ کو قلم کیا کہ نقابدار یاقوت پوش نے تعریف کی غران نے غصہ مین آکر کٹے ہوئے ارہ کا ٹکڑہ
مع قبضہ منہ پر برہوت کے کھینچ مارا برہوت نے خالی دیکر تلوار ماری غران نے سپر بلند کی اسکا لنگر دار
تیغہ پہنچا ہوا ہاتھ سپر کے مانند قرص ماہ نیمہ کے دو ٹکڑے ہو گئے تلوار خود و بکتر و چار آئینہ و جوشن دکمر

زنجیر کو کاٹتی ہوئی جا کے زمین فرش پر ٹھہری برہوت نے یا خداوندا آئینہ کہکے جو جھٹکا مارا سب مرکب غران کے
چار ٹکڑے ہوگئے ساریق نے جو یہ معرکہ دیکھا گوزن گاؤ سوار کو آواز دی کہ ارے غضب کیا اس نقابدار نے
کہ لشکر کی صفین توڑ کر راستہ پیدا کر دیا اب یہ مردود درگاہ خداوندی دونون نکل جائینگے ای گوزن گاؤ سوار خبردار
یہ زندہ نکل کے جانے نپائین یہ سنکے گوزن گاؤ سوار اور مقہور مردم در اور مردود مردم در تین سردار دوڑ پڑے
پہلے گوزن گاؤ سوار آگیا سہراب نے بڑھ کر سامنا کیا اور برہوت رعد آواز کو صدا دی کہ ای پہلوان
زمان تم نیچے نکلنے کی کوشش کرو مین ان حرام زادون سے سمجھ لیتا ہون برہوت نے کہا کہ ہم نے دیکھے
آپ ایسا قدردان لڑائی دیکھ رہا ہی اسوقت لڑ کے مرجانے مین بھی لطف ہی اور ناموری ہی لیکن سہراب نے
گوزن گاؤ سوار کو آگے نہ بڑھنے دیا اسنے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا گوزن گاؤ سوار
نے چوب چقماق کا وار کیا سہراب نے وار اسکا خالی دیکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اچھال دیا گرتے وقت
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے تعریف کی اتنے
مین مقہور مردم در آگیا سہراب بڑھ کر آگے کبھی صدر راہ ہوئے مقہور نے تلوار ماری سہراب نے
دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایان ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور نعرہ المدد والبحر (?) جگر سے
کھینچ کے جو زور کیا مقہور کو سپر کی طرح ہاتھ پر لے لیا مردود مردم در نے اتنا وقفہ پا کر نہنگ بن طوفان
کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سہراب نے مقہور مردم در کو مردود پر کھینچ مارا دونون کے پیکر چور ہوگئے
اب اور سردار دور لڑ رہے تھے سہراب نے تلوارین مارنا شروع کین لشت (?) پر لشتے برہوت رعد آواز
اور نہنگ بن طوفان کو لے لیا اور صفون کو توڑتے ہوئے چلے جو لپٹے (?) بچتا جاتا تھا اسکو نہنگ بن
طوفان اور برہوت رعد آواز شکار کر لیتے تھے سہراب کے ہمراہی لشت (?) پر برہوت رعد آواز اور
نہنگ بن طوفان کے آگئے اور حلقہ مین ان دونون زخمیون کو لے لیا اور لڑتے ہوئے گھڑی
بھر مین لشکر کو طے کر کے صاف نکلے چلے گئے ساریق دیکھ کے رہگیا ستمگان نے تو کلمہ پڑھا اور کہا واہ
رے نقابدار تیرا کیا کہنا یہ ہمارا ہمی جو آتا ہی ایسا ہی آتا ہی حق یہ ہی کہ سپہگری انھین لوگون کے واسطے ہی
ادھر خشت اندازون نے تمام لشکر کو آئینہ پرستون کے تباہ کر دیا دو ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے
تھے چار ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے تھے خشت انداز دو دو سو چار چار سو کے غول بنا لیے ہوئے
تھے جب بارہ ماری سو کو گرا دیا دو سو کو گرا دیا آئینہ پرست حیران تھے کہ کدھر جائین خورشید زرین کمر
چند کس سے کسی طرف نکل گیا لاجورد شاہ کسی طرف بھاگا سکندر آئینہ پرست اور رمان شاہ کہین گئے
یہ تباہی لشکر کی دیکھکر سہراب کو بھی کمال افسوس ہوا اور برہوت رعد آواز نہنگ بن طوفان
دریا موج درد دیکے نقابدار نے ان دونون سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو جسوقت زخم تمہارے اچھے
ہونگے اُس وقت جہان چاہنا چلے جانا یہ سنکے ان دونون نے عرض کی کہ ای نقابدار دلاور آپ جان بخش
ہمارے ہین اگر آپ نہوتے تو ہمارا لشکر ساریق سے زندہ بچ کے نکلنا غیر ممکن تھا ہم احسان آپ کا
زندگی بھر نہ بھولینگے لیکن اسوقت ہمین آپ معاف فرمائیے کہ لشکر تباہ ہی نہین معلوم کہ والا جاہ (?)
ہمارے آقا کے کدھر گئے ہم جا کر لشکر کو فراہم کرینگے خورشید زرین کمر کو تلاش کرکے دم لینگے
ورنہ ہمین سامنے اپنے آقا کے سیہ روئی حاصل ہوگی لیکن اتنے امیدوار ہین کہ اپنے نام نامی
سے یا تو آگاہ فرمائیے یا صورت دکھائیے کہ ہم اپنے محسن کو پہچان تو لین اسوقت سہراب نے نقاب
چہرے سے اٹھا دی اور کہا کہ چونکہ یہ لڑائی تمہاری تھی ہم ظاہر بظاہر دخل نہین دے سکتے تھے اور تمام

اہل اسلام مین مجھے خاصکر جو طیمور سے محبت ہی اُسے مین جانتا ہون یا میرا خدا جانتا ہی اور ای برہوت
رعد آواز بعد مقابلہ صاحبقران اور طیمور کے انشاء اللہ ہم تم سب ایک ہوکر رہینگے برہوت نے سہراب
کے ہاتھ چوم لیے اور کہا دیکھی اسکا نام ہی جو برتاؤ آپنے کیا ہی اور آپ کی جرأت و قوت کا اندازہ ہوگیا کہ آپ
بھی کچھ سکندر و رستم سے کم تھوڑی ہین فرمایا نہین جو مرتبہ اسکا ہی وہ اُسی کے لیے ہی ہر چند کہ میرا چھوٹا بھائی
ہی لیکن خدانے اُسکو صاحبقران کیا ہی یہ فرماکر سہراب تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور برہوت
رعد آواز مع نہنگ بن طوفان دریا موج لشکر کو فراہم کرتے ہوے بطرح خورشید زرین کمر طرف
شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہان سارلق بن بقا نے نقارہ شادمانی بجوادیا اور کہا کہ ای بندگان من تمنے
دیکھا میری قدرت کو کہ اس آئینہ پرست کو بڑا غرور ہوگیا تھا قدرت نے اُسکی ساری قلعی کھول دی ایک
دم مین تمام لشکر کو تباہ کردیا اسکو نتیجہ قدرت سے اُٹھواکر چشم زدن مین پھنکوادیا یہی حال قدرت
خدا پرستون کا بھی کرینگے جو گرد بیٹھے تھے وہ صفت ثنا کرنے لگے کہ تو ایسا ہی جاگتی جوت کا خدا ہی سارلق
نے شہر خیل خشت انداز اور زر خیل خشت انداز کو قہر خداوند کا خطاب دیا اور جلاد سنگ بار فولاد
سنگ بار کو سر کوب قدرت کے لقب سے ملقب کیا اور جن سرداران نے نامردی کے ساتھ برہوت
رعد آواز اور نہنگ بن طوفان دریا موج کو زخمی کیا تھا انکو طرے ہمیری کے تقسیم کیے اور وعدہ
کیا کہ بعد شکست خدا پرستان کے مین تمکو ملک بھی عنایت کرونگا اور ہمیر اپنا کرکے بھیجونگا کافرین
کو شادیانے بج رہے ہین اور نہایت خوش ہین ادھر آئینہ پرست بیچارے حیران و سرگردان
متفرق فوجون کو جمع کرتے ہوے کئی روز مین شہر زرینہ تک پہونچے اور قیام کیا سرداران زخمی کا
علاج ہونے لگا خصوصاً نہنگ بن طوفان دریا موج اور برہوت رعد آواز اور اہرمن کو ہزاد
کہ یہ نہایت زخمی تھے انکا بھی علاج ہونے لگا اور جو فوج ایسی متفرق ہوگئی تھی کہ نہ ملی تھی جب ان لوگون
کو بھی خبر ملی کہ بادشاہ ہمارا شہر زرینہ مین پہونچ گیا تو یہ سب بھی آ آ کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگئے
گیارہ بارہ لاکھ کے لشکر مین قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے مارے گئے اور پچاس ہزار متفرق ہوگئے
دس لاکھ آدمی باقی رہگئے اب ملکہ کی تلاش ہونے لگی تو ملکہ کو کہین نہ پایا ان لوگون کو تو تلاش ملکہ مین مصروف
رکھا جاتا ہی اہل اسلام کو بھی تباہی کا لشکر طیمور کی نہایت افسوس ہوا لیکن اب کچھ حال اس نتیجہ کا سنیے جو
شاہزادہ طیمور شیر ببر و شیر کو لیگیا ہی طیمور متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا جسوقت آنکھ کھلی تو طیمور
نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا چند دیوون کو سامنے ہاتھ باندھے کھڑے دیکھا اور ایک تخت جواہر
نگار کو زمین پر رکھے ہوے پایا پوچھا کہ مجھے کون لے آیا ہی ایک دیو نے عرض کی کہ غلام آپکو لایا ہی نام
میرا دیو تحسین ہی مجھے سلیمان صاحبقران نے بھیجا تھا کہ بہت دنون سے آپ کی خیر و عافیت
نہین معلوم ہوئی ہی اور یہ تخت بھیجا ہی کہ اسپر سوار کرلاؤن جو آپ کو تلاش کرتا ہوا آیا تو اس ہنگامہ
مین پایا کہ آپ جنگ کر رہے تھے لشکر آپ کا بہت دور تھا مجھ سے اتنی گستاخی تو ہوئی کہ مین نتیجہ بنکے
اُٹھا لایا قصور معاف کیجیے چونکہ دیوان واقف اسکے غصے سے واقف ہین تو ڈرتے ہین طیمور نے کہا
کہ تو نے بہت برا کیا وہان لشکر میرا تباہ ہوجائیگا مجھے وہین پہونچا دے کیا کہون تو سلیمان صاحبقران کا فرستادہ
ہوتا تو مین بہت بری طرح پیش آتا چونکہ دیو تحسین نہایت عاقل ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہریار اب
آپ پردۂ دنیا سے بہت دور مین جلد پہونچنا آپ کا ناممکن ہی اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ جب
پرستان مین تو آہی چکے ہین پہلے چلکر صاحبقران قاف سے مل لیجیے پھر آپکو اختیار ہی جیسے

طیموس نے قائل کیا دیو تحسین نے کہا کہ اگر آپ کو اپنے لشکر کی فکر ہی تو مین ابھی جاتا ہون تھوڑے عرصہ مین آپ
گلستان ارم تک پہونچینگے اتنے عرصہ مین مین خیریت دریافت کرکے حاضر ہو جاؤنگا اُس وقت مناسب
جانیے گا قیام کیجیے گا ورنہ تشریف لے آیئے گا طیموس نے کہا خیر تو جلد جا دیو تحسین تو جانب سارلیقہ
روانہ ہوا اور دیو تخت پر طیموس کو بٹھا کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے جس وقت تخت طیموس کا
گلستان ارم مین پہونچا تو دیکھا طیموس نے کہ تیاری ہو رہی ہی پریزادین برابر صف باندھے کھڑی ہین
اسباب دیو بار کر رہے ہین طیموس نے سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کو جاکے سلام
کیا سلیمان صاحبقران نے جو دیکھا کہ طیموس خون سے نہایا ہوا ہی پوچھا ارے طیموس تم کس حال مین تھے
طیموس نے کہا کہ آپکے دیو نہایت گستاخ ہین مجھسے در سارلیق پر شقوقی سے تلوار چل رہی تھی مین وقت
قیطول پہونچ چکا تھا کہ دیو پنجہ بنکر مجھے اُٹھا لایا وہان لشکر میرا تباہ ہو گیا ہوگا سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ تم پریشان نہو مین ابھی دیوون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کرتا ہون اگر تمھاری مرضی ہوگی
تو مین سارلیق کو مع قیطول ایک دم مین غارت کرا دونگا چونکہ بہت زمانے سے تمہاری خیر عافیت
دریافت نہین ہوئی تھی اور میرا جی بھی تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اس سبب سے مین نے تمکو
بلوا لیا کہ نامہ و پیام مین عرصہ ہوگا یہان جناب سلیمان کا عرس ہونے والا ہی یہ عرس قابل دید ہوتا ہی
کہ تمام قاف کے پریزادین جمع ہوتی ہین اور اک جلسہ کامل ہوتا ہی تم اس جلسہ مین شریک ہو کر بہت
خوش ہوگے طیموس نے کہا کہ آپ سارلیق کو رہنے دیجیے مین اس سے سمجھ لونگا اور دیو تحسین
خیر و عافیت دریافت کرنے گیا ہوا ہی جس وقت وہ واپس آئیگا حال معلوم ہو جاوے گا
یہان سلیمان صاحبقران نے طیموس کو غسل کرایا پوشاک بدلوائی لیکن وہان دیو تحسین پہلے تو
لشکر سارلیق مین آیا سنا کہ آئینہ پرست تباہ ہوگئے اب یہ تلاش مین چلا اور شہر زرینہ مین پہونچا
صورت اپنی انسانون کی سی بنائی اور ایلچی وضع ہو کر ایوان شاہی پر آیا چوبدار سے کہا کہ اطلاع کردو کہ
ایلچی آیا ہی چوبدار نے جاکر خورشید زرین کمر سے عرض کی خورشید نے بلا لیا دیو تحسین انسان بنا ہوا
سامنے پہونچا سلام کیا خورشید زرین کمر نے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی اور کیا پیام لایا ہی دیو تحسین نے
کہا کہ مین فرستادہ ہون شاہزادہ طیموس کا اور آپکی خیر و عافیت دریافت کرنے آیا ہون خورشید
نے کہا طیموس کہان ہی اور کس حال سے ہی دیو نے کہا کہ طیموس پرستان مین تشریف فرما ہین اُنکے استاد
سلیمان صاحبقران نے اُنکو بلا بھیجا تھا مین ہی پنجہ بن کے اُنکو اُٹھا لے گیا تھا آپ اطمینان رکھیے
خورشید نے کہا کیا تم ساحر ہو یہ ہنسا اور کہا کہ مین دیو ہون ساکنان قاف سے ہون صاحبقران قاف کا
ملازم ہون یہ سنکے خورشید کو طیموس کی طرف سے نو اطمینان ہوا دیو نے کہا ایک خیریت نامہ
لکھ دیجیے اسی وقت خورشید نے قلم دوات منگا کے اک خط اپنے نور نظر کے نام سے تحریر کیا
مضمون یہ تھا کہ بعد تمھارے جانے کے لشکر پہ بڑی تباہی آئی خشت اندازون اور سنگ اندازون
نے کمین گاہ سے آکر ایسا حملہ کیا کہ تمام لشکر متفرق ہو گیا پھر صورت رعد آواز اور خدنگ بن الوقالو
دریا موج ایسے گھرے ہوئے تھے کہ نکلنا دشوار تھا اُنکو اک نقابدار یاقوت پوش نے آکر
اُس ہنگامہ سے نکالا اگر وہ نقابدار مدد نکرتا تو یہ دونون سردار زندہ بچ کے نہ آسکتے اب زخمیون کا
علاج ہو رہا ہی اور فوج متفرق جمع ہو رہی ہی غرض باقی سب خیریت ہی چونکہ خیال بادشاہ کو گذرا کہ شاید
صاحبقران قاف کے اُنکی سبکی ہو اس سبب سے ملکہ کے غائب ہونے کا حال تحریر نہ کیا

دیو تحسین نامہ لیکر جانب قاف روانہ ہوا یہان خورشید زرین کمر نے شاہور شیردل سے کہا کہ ای
فرزند تمنے فن عیاری کو کس روز کے واسطے حاصل کیا ہی بہن تمہاری گم ہی اُسکا پتا نہین اگر کوئی پیچ پڑا تو
عزت مین فرق آجائیگا مین کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ ہونگا اور طیمور کو یقین ہی کہ خودکشی کر لیگا اور پھر
کسیکو منھ نہ دکھائیگا یہ سلطنت تباہ ہوجائیگی شاہور شیردل نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور خبر دریافت
کر کے آتا ہون یہ کہکر یکہ و تنہا بانہاے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جانب ملک سارلیقہ روانہ ہوا
وہان دیو تحسین نے نامہ لیجا کے طیمور شیر پیکر کو دیا طیمور نے نامہ پڑھا لیکن اُسکو الجھن سی رہی
کہ ملکہ کا حال نہ تحریر کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ ملکہ خیر و عافیت سے ہوگی اس باعث سے نہ لکھا ہوگا خضر ان
قاف نے پوچھا کہ ای طیمور خیریت تو ہی اگر ضرورت ہو تو مین عرس کو سردست ملتوی کر دون اور تمہارے
ساتھ چلون عرس کی تاریخ بڑھا دی جاسکتی ہی طیمور نے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف کیون کیجیے اب بزرگ
کے عرس مین دیر کرنا اچھا نہین ہی اور لشکر میرا تباہ ہو گیا تھا مگر اب سبکے سب اپنے شہر مین ساتھ خیریت
کے ہین مین بعد عرس کے جاکر سارلیق سے اچھی طرح سمجھونگا ابھی سردار بھی میرے زخمی ہین لشکر متفرق
ہو گیا تھا وہ جمع ہو رہا ہی سلیمان صاحبقران کی ایسی ہی خاطر طیمور کو تھی کہ اسنے اس پریشانی کی حالت
مین شرکت عرس کی خوشی سے قبول کی اب سلیمان اعظم نے تیاری کر کے طرف مقبرہ جناب سلیمان کے
کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑیے اور حال شاہور شیردل کا سنیے کہ بعد طی مراحل و قطع منازل یہ اول
تو لشکر کفار مین پہونچا اور صورت تبدیل کر کے ایک ایک خیمہ اسنے چھان مارا ملکہ کا پتہ کیسا کہ کہین
ذکر بھی نہ پایا اسنے راہ لشکر اسلام کی لی اور اک بیراگی بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ اک مقام پر ٹھہر کے
ہو کر اسنے گانا شروع کیا اس دردناک آواز سے گایا کہ لوگ جمع ہو گئے مہتر برق ثالث اور قران
ثالث وغیرہ بھی آکر دیکھنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہی اس بیراگی کے گانے پر جو برق نے خیال کیا تو
قران ثالث سے کہا کہ کیا کہون خلیفہ جی یہ تو ہمارے خاندان کا گانا معلوم ہوتا ہی یہ کوئی عیار ہی قران ثالث نے کہا کہ ہوگا
اور عیارون نے کہا کہ ہمین وحشت کچھ ہی یہان عیار کیون آنے لگا اسلیے کہ اغیبہ بہت تباہ ہو کر اپنے ملک کو گیے اور
سارلیق پرستون مین فتح کے نقارے بج رہے ہین خوشیان ہو رہی ہین کسی عیار کو اس طرف آنے کی ضرورت
کیا ہی یہ سنکے برق ثانی چلا گیا اب یہ بیراگی اور آگے بڑھا مگر اسکو یہ فکر ہی کہ کسطرح حال ملکہ کا
دریافت کرون کہ شل سارلیق کہین اہل اسلام تو ملکہ کو نہین لے آئے ہین یہ اسی تلاش مین جاتا تھا
کہ دیکھا اسنے اک مقام پر اک جوگی صاحب کھڑے اکتارا بجا بجا کے گا رہے ہین لوگون کا ہجوم ہی کوئی
پانؤن پوجتا ہی کوئی ڈنڈوت کرتا ہی جو کوئی کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہی تو جوگی نہین لیتے ہین اگر کوئی
شخص کچھ عرض کرنا چاہتا ہی تو جوگی صاحب کہہ دیتے ہین کہ بستر پر آنا بیراگی بھی ساتھ ہو لیا کہ یہ مرد
کامل معلوم ہوتے ہین ایسے شاید کچھ مدعاے دلی بر آئے یہ ہمراہ جوگی کے تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دیکھا
اک جوگن بھی چلی آتی ہی لیکن صورت ہی کہ قدرت خدا کی معلوم ہوتی ہی کانون مین مندرے پہنے ہوے
انڈوا بانکپنے تھے ساتھ سر پر کج رکھا ہوا گلے مین مالے پڑے ہوے منھ پر بھبھوت ملا ہوا یہ خاک مین
ملی ہوئی صورت ہزار ہزار حسن دیتی ہی اس درد سے گا رہی ہی کہ سننے والے ساتھ ساتھ اسکے روتے
چلے آتے مین شاہور شیردل محو ہو گیا جوگن نے جو جوگی کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹی پکاری گرو جی
آپ کی تلاش مین شہرون شہرون گھومتی ہوئی جنگلون کی خاک چھانتی ہوئی اس مقام تک آکے
پہونچی ہون آپتو پہاڑ پر آسن جماے بیٹھے تھے جوگی نے کہا کہ ہان بچی چالیس برس آسن جمایا

اب پھیری کا وقت آیا اُٹھ کھڑے ہوے ارے او شاہزادی تھی تیری یہ کیا حالت ہو گئی کہا کہ تخلیہ مین غرض کرونگی جوگی نے اس سے بھی کہدیا کہ تیرے پھر کو بستر سر آتا یہ کہکر جوگی صحرا کی طرف روانہ ہوا شاہ ہور بیراگی بنا ہوا کچھ دور ساتھ گیا اور بسکین جوگی کا دیکھ آیا کہ ایک پیپل کے درخت کے تلے بوریا بچھا رکھا ہے یہ بھی دن بھر تو تمام لشکر اسلام مین پھر گردان در خاک اُڑاتا رہا جو وقت جوگی نے بتایا تھا اُسی وقت شاہ ہور شیر دل جی بیراگی بنا ہوا اُسی پیپل کے درخت کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ خلقت کا ہجوم ہے لوگ اپنا اپنا مطلب جوگی سے بیان کر رہے ہین جوگی کسیکو چٹکی خاک کی دے دیتا ہے کسیکو بھبھوت دیتا ہے کسیکو خالی دعا دیتا ہے پھار پھول کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور جوگن بھی ایک طرف مودب کھڑی ہے بیراگی بھی جاکے ایک طرف کھڑا ہو گیا کبھی تو جوگن کی طرف دیکھتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ خوشا تقدیر اس شخص کی جسکے واسطے اسنے یہ جوگ لیا ہے جب اور لوگ اپنے اپنے مطالب بیان کرکے چلے گئے اور صرف جوگن باقی رہگئی تو اسنے کہا کہ مین ایک سوداگر کے بیٹے پر عاشق ہوئی اور اُسی کے ساتھ اپنے شہر سے نکلی ایک صحرا مین اُسکو پنجہ اُٹھا لیگیا تو اتنا بتا دیجیے کہ اب زندگی مین اُس سے ملاقات بھی ہوگی یا نہین جوگی نے کہا کہ ہان تین برس تک بعد وہ تجھ سے ملیگا تو کیون خاک چھانتی پھرتی ہے جوگن نے ہزارون دعائین دین اور پیچھے ہٹ گئی جب شاہ ہور نے خوب سمجھ لیا کہ فقیر لوگ اس سے مطلب دل بیان کرتے ہین تو مجھے بھی راز اپنا چھپانا نہ چاہیے یہ سوچ کے اسنے آگے بڑھ کے عرض کی کہ مین اپنی بہن کی تلاش مین آیا ہون بیٹا ہون بادشاہ شہر سندیہ کا شاہ ہور شیر دل میرا نام ہے ایک بھائی میرا پہلوان ہے اور مین نے فن عیاری کو حاصل کیا ہے سارق پرستون سے اور آئینہ پرستون سے اُسی ملکہ کی بابت جنگ ہوئی عین جنگ مین میرے بھائی کو پنجہ لیگیا اور اُسی ہنگامہ مین بہن مفقود الخبر ہو گئی مین نے پہلے تو جاکر لشکر کفار مین تلاش کی مگر کہین پتا نہ پایا اب لشکر اسلام مین آیا ہون اس خیال سے کہ ایک مرتبہ اہل اسلام اور اُسکو لڑ کے کفار سے چھین لائے تھے شاید ابکی بھی لے آئے ہون تو مجھے یہ امید ہے کہ اگر اہل اسلام لے آئے ہونگے تو وہ پوشیدہ نکرینگے اسلیے کہ نہایت صاحب مروت ہین پہلی مرتبہ انھون نے خود سوار کرکے بھیج دیا تھا لہذا آپ سے یہ التماس ہے کہ ملکہ خیریت سے تو ہے اور اب مجھ سے ملیگی یا نہین یہ سُنکے ادھر تو برق ثانی کہ جوگن بنا بیٹھا تھا مسکرایا اُدھر جوگی نے بھی سمجھ لیا کہ یہ عیار ہے یہ جوگی مہتر قران ثالث ہے انھون نے جواب دیا تم اسی جگہ ٹھہرو کل ملکہ تمکو ملجائیگی یہ سنکے شاہ ہور شیر دل نہایت خوش ہوا اور اُسی جگہ جوگی کی خدمت کرنے لگا جوگی نے جوگن کو چپکے سے پاس بلایا اور کہا کہ جاکر بادشاہ اسلام سے اطلاع کرو کہ اس طرح عیار خورشید زرین کمر کا تلاش مین ملکہ کے آیا ہے ہمنے اسکو فریب دیکر مہمان کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے اُسے گرفتار کرکے بھیج دین یا کہ نہین حاضر کرین برق ثانی جوگن بنا ہوا طرف بارگاہ سلیمانی کے روانہ ہوا یہان ابھی بادشاہ اسلام تشریف لائے تھے اور شاہزادہ سہراب ثانی دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے برق نے کہا کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے چونکہ بارگاہ مین کوئی نتھا سہراب اندر بارگاہ کے تخلیے آئے اسنے ڈنگل پر بیٹھ گئے اور کہا کہ بیان کر برق نے کہا کہ آپنے مجھے پہچانا مین ہون غلام آپکا برق ثالث سہراب بہت ہنسے اور کہا کہ ظالم تو تو ایسی دلفریب صورت بناتا ہے کہ نیت ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے کہہ کیا کہتا ہے برق نے سارا ماجرا بیان کیا سہراب نے کہا کہ مین اپنے خیمہ مین چلتا ہون تو اُسے وہان لے آ جب بادشاہ اسلام آوینگے تو اُن سے ذکر کرونگا جیسا حکم ہوگا اُسکے موافق عمل کیا جائیگا یہ سنکے برق ثانی تو اُسی طرح

جوگن بنا ہوا اُس طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ سہراب ثانی اپنی بارگاہ مین آئے اور دربانون سے حکم
دے دیا کہ اس وقت جو ہمارے پاس آئے اُسے آنے دینا روکنے کا قصد نکرنا نہ اطلاع دینے کی ضرورت
ہی یہ خبر پاکر داخل بارگاہ ہوے وہان برق ثانی نے جاکر قران ثالث سے بیان کیا کہ بادشاہ ابھی
تشریف نہین لائے ہین مین نے سہراب بن رستم سے بیان کیا ہی اُنھون نے اُسکو اپنی بارگاہ مین بلایا ہی
اور کہا ہی کہ کوئی بدسلوکی نکرنا قید کرنے کی کیا ضرورت ہی اُس وقت جوگی نے ہنسکے بیراگی سے کہا
کہ تمنے ہمین پہچانا بیراگی حیران ہوکے دیکھنے لگا قران اپنی ہئیت اصلی پر آئے اور کہا کہ مین قران
ثالث عیار لشکر اسلام ہون اور یہ جوگن برق ثالث ہی ہمنے تمکو پہچان لیا تھا یہ فریب کرکے تمھارے
دل کا حال پوچھ لیا مگر تم پریشان نہو ہم لوگ بیوجہ کسی کے ساتھ بدسلوکی نہین کرتے ہین چلو تمکو
شاہزادہ سہراب ثانی نے بلایا ہی وہ طیمور شیر پیکر کے دوست ہین تم سے بھی اچھی طرح
پیش آئینگے شاہپور شیردل نے کہا کہ واقع مین عیاری آپ لوگون کا حصہ ہی یہ کہکر ہمراہ برق
ثالث کی طرف بارگاہ سہراب کے روانہ ہوا یہان سہراب منتظر بیٹھے ہی تھے شاہپور نے
جاکے سلام کیا سہراب نے دربانون کو حکم دیا کہ اب کوئی نہ آنے پائے منظور یہ تھا کہ ابھی راز اسکے
آنے کا فاش نہو جسوقت شاہپور سامنے آیا سہراب نے بیٹھنے کی اجازت دی یہ بیٹھ گیا فرمایا تم جس لیے
آئے ہو مجھے معلوم ہوا بیشک ملکہ ہمارے لشکر مین موجود ہی اور ساتھ خیر و عافیت کے ہی تم پریشان نہو
ابھی جگہ بیٹھو مین بادشاہ اسلام سے عرض کرون تمھین بھی ملکہ کے پاس لے چلون یہ فرماکے اُٹھ کھڑے
ہوے شاہپور کو اپنے خیمہ مین چھوڑا اور بارگاہ سلیمانی مین آئے اب بادشاہ اسلام تشریف لا چکے تھے
اور سردار بھی آتے جاتے تھے سہراب نے سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے پوچھا
کہ تم کہان گئے تھے مین نے سنا تھا کہ تم پہلے بھی آگئے تھے اور پھر چلے گئے تھے سہراب نے عرض
کی کہ سبب اُسکا یہ تھا کہ بھائی ملکہ کا شاہپور شیردل بیراگی بنا ہوا اپنی بہن کی تلاش مین آیا تھا
اُسے عیارون نے پہچانا اور مجھ سے آکے بیان کیا مین اُسے اپنے خیمہ مین بٹھا آیا ہون حضور سے
اطلاع کا عرض کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پھر بہن اُسکی کہان ہی سہراب نے عرض کی کہ رفیع البخت
نقابدار زرد پوش بنکے اُس ہنگامے سے ملکہ کو لے آئے تھے اور اپنے بھائی کے سپرد کیا
تھا ملک وحید الملک کے خیمہ مین ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے سہراب ایک مرتبہ مین نے یہ خبر ملکہ کو
دلوادیا تھا اب بار بار اس طرح کا جبر اچھا نہین معلوم ہوتا ہی تمھین اسمین کوئی صورت اصلاح پیدا کرو
سہراب نہایت عاقل ہی اسکی فطرت اور سلیم الطبعی اپنے خاندان کے خلاف ملکہ دست راستیون
سے بھی زیادہ ہوگئی ہی عرض کی کہ ملکہ کے چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہین اسلیے کہ چھپانے مین جب
یہ راز فاش ہوگا اس وقت بدنامی ہوگی اس وقت تو ٹال دینا ممکن ہی لیکن آئندہ نتیجہ اسکا
خراب ہی بعد انتساب یہ معلوم ہوتا ہی کہ وحید الملک کو رضامند کرکے شاہپور کو اُسکی بہن کے
پاس لے چلنا چاہیے ملکہ خود ہی جانے پر رضامند ہوگی صرف اُتنا اُسکے باپ کو لکھ دیا جاے
کہ ملکہ ساتھ خیر و عافیت کے ہمارے یہان موجود ہی جسوقت تمھین اطمینان ہوگا اور تم طلب کروگے
ہمین بھیج دینے مین کوئی عذر نہوگا بالفعل مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ کو ہمین رکھنے دو
طیمور شیر پیکر موجود نہین ہی سارلق سے اُس سے ملکہ کی بابت اتنی بڑی لڑائی ہوچکی ہی ہمارا
ہمنے یہان سے ملکہ کو روانہ کیا اور پھر راستے مین کوئی رفت اُٹھ پڑی اس سبب سے ملکہ کا اسی مقام پر رہنا بہتر ہی

بہتر ہو کہ حفاظت سے تو ہو اور اگر ہماری جانب سے تمھین کوئی اور طرح کا خیال ہو تو یہ بیکار ہی اس لیے
کہ اگر ہم ایسے ہی ہوتے تو ایک مرتبہ ملکہ کو کیون تمھارے حوالے کر دیتے اور اب بھی یہ کیون ظاہر کرتے
کیونکہ ہمین تمھارا کوئی خوف نہین ہی اور اس سے زیادہ تمھارے اطمینان کی بات یہی ہی کہ تم اپنے جانب سے چند
ملازم ملکہ کی نگہداشت کے واسطے بھیج دو مگر اتنا خیال رہے کہ ہمنے جانبازی کر کے ملکہ کو دو مرتبہ بچایا ہی
ورنہ خدا جانے کہان کی کہان ہوتی اتبو طیمور بھی موجود نہ تھا کہ ملکہ کے لیے لڑتا تم کسی طرح ملکہ پر قبضہ
نہین پا سکتے تھے لہذا چونکہ ہمنے ملکہ کو بچایا ہی استحقاق ضرور ہی کہ ملکہ کی شادی سوا ہمارے کسی عزیز
کے دوسرے کے ساتھ نہین ہو سکتی اگر تمھین مذہب کے اختلاف کا خیال ہو تو اسوقت تک
کے لیے عقد ملتوی رکھو جبتک صاحبقران اور طیمور سے مقابلہ ہو کر یکسوئی نہو جائے یقین ہی
کہ ان باتون سے خورشید زرین کمر کو اصلا انکار نہو گا بات بھی رہیگی مطلب بھی حاصل
ہو گا وہ ملکہ کو خود ہی نہ بلائیگا اور اگر کسیکو بہر حفاظت معین بھی کرے گا تو ہمین کیا حرج ہی اسلیے
کہ ہم لوگ بغیر عقد تصرف جائز نہین سمجھتے بادشاہ اسلام اس تقریر سہراب سے بہت خوش ہوے
کہا کہ رفیع البخت کو بھی تمھین جا کے سمجھاؤ سہراب نے عرض کی کہ مین ابھی جاتا ہون اسیوقت سہراب
بن رستم خیمہ رفیع البخت کی طرف روانہ ہوے خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی یہ برائے استقبال
آئے اور سہراب کو لے گئے اس وقت وحید الملک بھی موجود تھے رفیع البخت نے بعد مزاج پرسی کے
سبب آنے کا دریافت کیا سہراب نے کہا کہ مجھے تم دشمن سمجھتے ہو یا دوست رفیع البخت نے کہا کہ
دوست تو بیشک ہو مگر نادان دوست نہین جانا سہراب نے کہا کہ یہی خرابی تم لوگون مین ہی کہ اپنے کو
سب سے زیادہ عاقل جانتے ہو اچھی اک بات پوچھون تو جواب نہین پڑے گا رفیع البخت نے کہا
کہ اچھا آپ ہی عقلمند سہی مطلب بیان کیجیے سہراب نے کہا کہ آپ جو ملکہ کو لے آئے ہین تو اسکا
بھائی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہی آیا اس سے پوشیدہ کیا جائے یا ظاہر کر دیا جائے کہ ملکہ ہمارے
یہان ہی رفیع البخت نے کہا کہ چھپانے کی کوئی ضرورت نہین ہمین کسیکا خوف ہو تو پوشیدہ کرین
سہراب نے کہا کہ اگر وہ ملکہ کو طلب کرے تو کیا جواب ہی رفیع البخت نے کہا کہ ای سہراب اب
مین ہرگز ملکہ کو نہ دونگا سہراب نے کہا یہ کیسی بات ہی جو مین پوچھون اسکا جواب دو تم کس
دعوے سے نہ دو گے اس وقت رفیع البخت نے جلکے کہا کہ ای سہراب ملکہ فریاد سے ستمدیدگی کے
واقعہ کو یاد کرو اور اپنے دل پر ہاتھ رکھو اگر ملکہ جانے پر رضامند ہو تو مین پھر بھی کہتا ہون کہ بھیجدونگا
بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمھو بمقابل وحید الملک کے اک کافر کی طرفداری کیا ہی یہ سن کے سہراب
نے کہا ای رفیع البخت اسی سے مین کہتا ہون کہ عقل کے گول ہو اور مجھے وحید الملک کے
مقابلہ مین طیمور کے کیا طرفداری ہو گی لیکن تمھاری ہی بدنامی کو ڈرتا ہون اور میری یہ غرض ہرگز
نہین ہی کہ ملکہ کو بھیج دو بلکہ جواب بتاؤ رفیع البخت نے کہا کیا جواب جو تمھارا جی چاہے دیدو
سہراب نے کہا کہ اگر مجھی پر حصر ہی تو جو مین لکھون وہ لکھ دو رفیع البخت نے کہا اپنے ہاتھ سے
لکھ لو مین دستخط کر دینے کو موجود ہون اس وقت سہراب نے وہی مضمون لکھا جو سامنے بادشاہ
کے بیان کیا تھا اور رفیع البخت کو دکھایا رفیع البخت نے کہا کہ اگر وہ اتنے پہ بھی سہراب نے
کہا اسکا ہم ذمہ کرتے ہین کہ اب وہ ملکہ کو طلب نہ کرے گا رفیع البخت نے دستخط کر دیے اب
سہراب نے اپنے عیار سے کہا کہ جا کے شاہور کو لے آؤ دستیارہ ثانی جا کے شاہور کو

اپنے ہمراہ لے آیا سہراب نے کہا اے وحید الملک اسے لیجا کے اسکی بہن کو دکھادو کہ اسکا اطمینان ہو وحید الملک نے سہراب کا ہاتھ پکڑلیا کہ تم بھی چلو تم سے کیا پردہ ہے سہراب بھی ساتھ ہوے شاہور کو لیے ہوے ملکہ مہتاب حور جمال کے خیمہ مین آئے چونکہ چھوٹی تھی شاہور کو سلام کیا شاہور نے سر سینے سے لگایا اور کہا کہ تم کس طرح ہو ملکہ نے کہا مین بہت اچھی ہون والد ماجد سے کہدینا کہ آپ ہر طرح کا اطمینان رکھین ان لوگون نے مجھے نہایت عزت وحفاظت کے ساتھ رکھا ہے اگر ایسے مین بلائیے گا تو میرا بھائی جو کہ رستم زمانہ ہے موجود نہین ہے اور دشمن گھات مین لگے ہوے ہین ابھی اتنی بڑی لڑائی ہو چکی ہے آپ کی عزت جاتی رہیگی اور میری جان جائیگی بعد اسکے شاہور ملکہ سے رخصت ہوا سہراب اسے لیے ہوے بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اور عرض کی کہ یہ اپنی بہن کو دیکھ آیا رفیع البخت نے یہ نامہ لکھ دیا ہے بادشاہ سہراب کی طرف دیکھکر مسکرائے اور اسکی دانائی کی تعریف کی اور شاہور کو خلعت دیکر رخصت کیا شاہور وہ نامہ لیے ہوے اہل اسلام کی تعریف کرتا ہوا شہر زرینہ کی طرف روانہ ہوا جب بعد طے مراحل وقطع منازل شہر زرینہ مین پہونچے تو خورشید زرین کمر کو نامہ دیا اور کہا کہ مین خود ملکہ کو دیکھ آیا ملکہ بہت اچھی طرح ہے خورشید زرین کمر نامہ دیکھکر اور خیر وعافیت سُن کے بہت خوش ہوا اور جواب مین تحریر کیا کہ مین آپ صاحبون کا جسقدر شکریہ ادا کرون کم ہے اسلیے کہ مجھ سے زیادہ آپنے ملکہ کی حفاظت کی گویا میری عزت آپنے بچائی آپ شوق سے ملکہ کو اپنے لشکر مین رہنے دیجیے ملکہ ضرور رہنے دیجیے یہ سچ ہے کہ اگر مین ملکہ کو بلوا لونگا تو ممکن ہے کہ راستے مین پھر کوئی پیچ پڑے اور آپ لوگ ایسے نیک طینت ہین کہ مجھے ہر طرح کا اطمینان ہے یہ بات مشہور ہے کہ اہل اسلام کسی کی بیٹی بہن پر ناجائز دست اندازی نہین کرتے مگر تجربہ سے اسکے تصدیق ہوگئی اور جو اشارہ اپنے اپنے استحقاق کا ظاہر کرکے دقت اسکا معین کیا ہے یہ بھی نہایت مناسب ہے میرا خود بھی یہی ارادہ تھا کہ بعد مقابلہ صاحبقران اور طیمور مین خود اسے کنیزی مین کسی شاہزادہ کے پیش کردونگا اگر عذر تھا تو یہی تھا کہ بھائی اسکا موجود نہین ہے اور بغیر اسکی رضامندی کے مین کچھ کر نہین سکتا ہون وہ تو آپنے خود ہی تحریر کردیا اگر کوئی حرج نہو تو شاہور ملکہ کے پاس رہے اسلیے کہ وہ سب عزیزون سے بچھڑی ہوئی ہے کوئی تو اسکی تسلی کے لیے قریب ہو یہ لکھ کے پھر شاہور کو کچھ تحائف دیکر خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ کیا جسوقت شاہور کشتیان تحائف کی لیے ہوے لشکر اسلام مین آیا تو پہلے سہراب سے ملا اور سہراب کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا کشتیان اشیاء نادرہ کی اور نامہ بادشاہ شہر زرینہ کا پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ پڑھ کے بہت خوش ہوے اور رفیع البخت کو دے دیا رفیع البخت بھی نامہ پڑھ کے مسکرائے سہراب نے اشارہ سے سلام کیا مطلب یہ تھا کہ دیکھا بدنامی سے بھی بچے اور مطلب بھی حاصل ہوگیا ملکہ اور احسان ہوا کہ دوسرا ممنون ہوا وحید الملک شاہور کو ساتھ لیے ہوے ملکہ کے پاس آئے شاہور یہان رہنے لگا لیکن اسنے کہدیا تھا کہ مین اگر شاید مین دو چار روز کے واسطے غائب ہو جاؤن تو تم پریشان نہونا کہ تمکو ڈھونڈھ نکالا اب مجھے بھائی کی فکر ہے شاید اُنکی تلاش مین کہین دور نکل جاؤن ملکہ نے کہا کہ ضرور اُنکی تلاش کرو کہ اُنکی جانب سے اطمینان حاصل ہو

اب یہان سے کچھ حال پرستان کا بیان کیا جاتا ہے

کہ طیمور شیر پرور ہمراہ سلیمان صاحبقران کے کوہ مرواید پر آئے مقبرہ جناب سلیمان کی زیارت سے

مشرف ہوئے دیکھا کہ پریزادین اپنے پرون سے قبر کو جھاڑ رہی ہین شیشۂ آلات صاف کر کر کے قرینے سے
لگائے جارہے ہین چونکہ ابھی تو تیاری ہو رہی ہے طیمور سرسری نظر سے ان مقامات کو دیکھتا ہوا ہمراہ صاحبقران
قاف کے داخل بارگاہ ہوا اب رؤسائے قاف کی آمد شروع ہو گئی آج یہ آیا کل وہ آیا لیکن سلیمان
صاحبقران کی یہ حالت ہے کہ طیمور کے ساتھ پروانہ وار رہتے ہین تمام انتظام سلیمان کوچک کے سپرد
کر دیا ہے آپ طیمور سے حالات پردۂ دنیا کے دریافت کیا کرتے ہین طیمور بیان کیا کرتا ہے کہ مین نے یہ
کیا اور یہ کیا اسی سلسلہ مین ذکر اہل اسلام کا بھی آگیا طیمور نے سب کی خیر و عافیت بیان کی اور کہا کہ
صاحبقران شہر مکرانیہ کو گئے ہوئے ہین اور سارپق نے خود امیر سے مہینہ بھر کی مہلت طلب کی تھی
لیکن اُسنے عہد شکنی کر کے طبل جنگ بجوا دیا مین نے دو سردار اُسکے جنپر اُسے بھروسا تھا ایک کو چار دن
مین ایک کو سات دن مین زیر کیا اب وہ میرے رفیقون مین داخل ہین بعد اسکے مین نے جشن کیا
اس جشن مین یہ فتنہ برپا ہوا کہ اک قزاق کو مین نے مطیع کیا تھا دہ گیا اور طلحہ بن لندہور کا آہو اُسکے
ملازمون سے چھین لایا طلحہ نے آکر بہت زیادتی کی مگر چونکہ خطا میرے ہی رفیق کی تھی مین نے کچھ دخل نہین
دیا اب اُسنے مجھپر زیادتی کرنا شروع کی یہانتک کہ تلوار مارنے اٹھا مین نے خالی دیکر پانون رکھ دیا ہر چند
طلحہ نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی قبضہ ہاتھ مین رہگیا اتنے مین سکندر آگیا چونکہ اُسنے خدا پرستون سے
لڑنے کو منع کر دیا تھا مین نے بہت تحمل کیا اور خفا مین خدا پرستون کی سہین آخر کچھ ایسی گفتگو درمیان مین
آئی کہ طبل جنگ بجا طلحہ سے اور میرے رفیق خاص دستیہ سالار ببر ہوت رعد آواز سے آزمائش زور
و طاقت ہوئی دونون برابر رہے اور زخمی ہوئے بعد اسکے ایک بہت بڑا رفیق میرا ہاتھ سے سکندر رستم خو
کے جو صاحبقران اوسط کہلاتا ہے مارا گیا اُس وقت مین نے نکل کے سکندر سے مقابلہ کیا چونکہ صاحبقران
موجود نہ تھے سکندر صاحبقران کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا چارجانب تماشائیون کا انبوہ تھا نہ مین سکندر
کے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا نہ سکندر میرے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا آخر نوبت گرز کی آئی ایک ایک
ضرب چلی بعد اسکے نوبت کشتی کی آئی کہ سات شبانہ روز مجھ سے اور سکندر سے کشتی رہی آخر مین نے
پانون سکندر کا توڑ دیا سکندر نے اُسی ٹوٹے ہوئے پانون کو ٹیک کے ایسا جھٹکا مارا کہ میرا پانون
بھی توڑ دیا چونکہ دونون زخمی ہو چکے تھے بیہوش ہو گئے اسکے بعد خدا پرستون سے صفائی ہو گئی اور کوئی
جنگ نہین ہوئی اگر صاحبقران ہوتے تو میرے اُنکے آزمائشی مقابلہ ضرور ہوتا ان مقابلون پر بھی
صفائی مین فرق نہین آیا یہ سنکے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ تم سکندر
کے مقابلے مین برابر رہے سکندر وہ ہے کہ اُسنے ایسے سن مین جو تمھارا سن ہے اسی پرقہ قاف مین آکر بڑے بڑے
سرکشون کو مارا وہ ایسا وقت نازک تھا کہ مین بیمار تھا بھائی میرے سلیمان کوچک طلسم مین پھنسے ہوئے
تھے قاف مین کوئی ایسا نہ تھا کہ حفاظت کر سکتا اور دیوان گلستان عدم نے خروج کیا تھا سکندر
نے طلسم فتح کر کے نیرنگ قاف کو پاک کیا اور اسی کوہ مرداریدپر آکے دیو آلشار کو مارا دیو آلشار وہ بلائے بد
تھا کہ تمام عرس کو اُسنے برباد کیا رؤسائے قاف کو اسی مقام پر پامال کر دیا اگر عادل کیوان شکوہ نہوتے
تو سوا سکندر کے کوئی صاحبقران نہوتا یہ سنکے طیمور نہایت خوش ہوا اور وقعت سکندر کی اسکی
نظر مین ظاہر ہوئی اسی قسم کی باتین طیمور سے ہوا کرتی تھین اب عرس کے تین دن باقی رہگئے ہین
بہت سے رئیسان قاف آگئے ہین کچھ باقی رہ گئے ہین تیاری ہو چکی ہے وقت کا انتظار ہے طیمور جب سیر کو
نکلا ہے پریزادون کے جھرمٹ دیکھتا ہے تو اسے شتا ہو یاد آتا ہے اُدھر پریزادین طیمور کو آنکھون

آنکھوں میں لیے لیتی ہیں آپس میں چرچے ہوتے ہیں کہ یہ ظالم کسکی قسمت کا ہے یہ سیرین دیکھکر آخر طیمور سے ضبط
نہو سکا اسنے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ میرا بھائی ہے اسنے فن عیاری میں کمال پیدا کیا ہے اسنے کبھی
قاف کی سیر نہین کی ہے مین چاہتا ہون کہ آپ اُسے بھی بلوا لیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور
تم حلیہ اسکا لکھ سکتے ہو طیمور نے کہا کہ جی ہان طیمور نے پورا چہرہ شاہپور کا لکھ دیا چونکہ دیو تحسین شہر زرینہ
مین ہو آیا تھا اور نامہ اسنے لا کے دیا تھا سلیمان صاحبقران نے تصویر شاہپور کی اُسی کے حوالہ کی اور
کہا جا کے اسکو پردہ دنیا سے اٹھا لا یہ سنکے دیو تحسین پھر جانب پردۂ دنیا روانہ ہوا ہر چند کہ طیمور شیر پرور
سیر قاف میں محو تھا کہ دنیا کے غم غلط ہو گئے تھے مگر جب اسے اپنی بہن کا خیال آتا تھا تو پریشان ہو جاتا تھا
کہ خدا جانے وہ کہان ہے کچھ والد ماجد نے بھی اسکا حال تحریر نہین کیا ہے الحاصل وہان دیو تحسین پہلے تو
شہر زرینہ میں آیا یہان شاہپور کو نہ پایا اب یہ اور مقامات تلاش کرتا ہوا روانہ ہوا شاہپور تلاش طیمور
مین دن بھر حیران و سرگردان پھرا کرتا تھا اسوقت بھی ایک قلعہ کی طرف بھاگا ہوا چلا جاتا تھا کہ نظر
دیو تحسین کی شاہپور پر پڑی اسنے چہرہ ملایا مطابق پایا بس یہ گرا اور پنجہ بنکے اُسکو بھی اُٹھائے
ہوئے جانب قاف روانہ ہوا دوسرے ہی دن لیجا کے سامنے طیمور شیر پرور کے ڈال دیا شاہپور
کو ہوش آیا اپنے تئین عجب مقام دلچسپ میں پایا طیمور شیر پرور کو سامنے دیکھا اور کچھ لوگ عجب عجب وضع
کے دکھائی دیئے یہ گھبرا کے ادھر اودھر دیکھنے لگا کہ یہ میں کہان آ گیا طیمور نے کہا کہ سلام کرو
اور اشارہ سلیمان صاحبقران کی طرف کیا شاہپور نے سلام کیا اور بھائی کے گلے لپٹا سلیمان
صاحبقران مسکرائے کہ یہ آئین عمرو کے خاندان کی ہے طیمور نے کہا تم اس وقت پرستان میں ہو چونکہ
یہان ایک جلسہ یادگار ہونے والا ہے کہ تمام قاف جمع ہوگا میں نے تمکو بھی بلوا لیا کہ تم بھی یہان کا تماشہ دیکھو
اور سلیمان صاحبقران کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہنر سپہگری مجکو جن بزرگ نے تعلیم فرمائی ہے وہ یہی ہیں
انھیں کی بدولت مین نے سکندر سے برابر کا مقابلہ کیا ورنہ سکندر سے عالم میں کوئی مقابلہ نہین
کر سکتا ہے شاہپور سلیمان صاحبقران کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھی تبایئے کہ میں بھی فن عیاری میں
میں اہل اسلام کا مقابل ہو جاؤں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ بعد اس جلسے کے تمکو اپنے عیار
کا شاگرد کرا دینگے چونکہ طیمور شیر پرور کو خیال ملکہ کا لگا ہوا تھا چپکے سے شاہپور سے پوچھا کہ کہین ملکہ کا
بھی پتہ لگا شاہپور نے عرض کی کہ ہان خیریت سے لشکر اسلام مین موجود ہے جسوقت آپ کے لشکر
پر تباہی آئی بڑا ایک نقابدار زرد پوش نے آکر ملکہ کو نکال لے گیا اور ایک نقابدار یاقوت پوش نے
برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان کی جان بچائی ورنہ یہ دونوں قریب قتول زخموں
سے چور محموم رہے تھے کفار کا یورش تھا قریب تھا کہ قتل ہو جائیں بعد کو معلوم ہوا کہ وہ
نقابدار سہراب بن رستم ہے یہ سنکے طیمور بہت خوش ہوا کہ واقع میں سہراب دلی دوست ہے
کہ حاضر و غائب یکسان ہے پھر کہا کہ نقابدار زمرد پوش کون تھا شاہپور نے کہا بعد کو معلوم ہوا کہ
رفیع البخت بن بدیع الملک تھے لیکن اہل اسلام بڑے با ایمان اور با اخلاق ہیں کہ ملکہ پر
کسی طرح کی دست اندازی نہین کی اور نہایت عزت کے ساتھ ملکہ کو رکھا ہے مین جو ملکہ کی تلاش مین گیا
تو مجھے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ ہمین ملکہ کے بھیج دینے میں کوئی عذر نہین ہے
مگر طیمور یہان موجود نہین ہے سارق نے بہت سر اٹھایا ہے اگر راستے میں پھر کوئی پیچ پڑا تو بڑی لڑائی پڑیگی
یہ سنکے آپ کے والد ماجد نے بھی ملکہ کا بلانا مناسب نہ جانا اور کہلا بھیجا کہ ہم آپ کے ممنون ہوئے

اگر ہمارے آپکے بعد مقابلہ صاحبقران یکسوئی ہو گئی تو ہم اس کنیز کو آپ ہی کی خدمت مین رہنے دینگے
یہ باتین سُنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا کہا کہ یہ حب بھاگ کے جاتی ہی خدا پرستون ہی مین جاتی ہی اور
خدا پرست بھی ہمارے شریک تو نہو ئے مگر اُسکو بچانے لئے اسمین کچھ بھید ضرور ہی تو سہی میرا نام طیمور شیر
پرور جو یہان سے جاکے اُسکو مع بدیع الملک نہ قتل کیا کہ اسنے مجھے رسوا ئے عالم کیا ہی یہ باتین
جو غصہ مین طیمور نے بلند آواز سے کین تو سلیمان صاحبقران نے سنین قریب آ بیٹھے اور فرمایا کہ ای
طیمور کیا کوئی ایسا راز ہی جو ہم سے بھی پوشیدہ کرنے کا ہی طیمور نے گردن جھکالی سوچا کہ نہین کہتا ہون
تو انھین ملال ہوگا آخر مجبور ہو کر بیان ہی کرنا پڑا عرض کی کہ آپ سے کس بات کو پوشیدہ کر سکتا ہون
اور جو بات مشہور عالم ہی اُسکے چھپانے سے کیا فائدہ ہی ہر چند کہ پہلے بسبب حجاب کے مین نے
عرض نہین کیا کہ ساریق سے اور مجھ سے یہ آخری مقابلہ کیون ہوا جسکے بعد مین آپ تک پہونچا
لیکن اب بیان کرتا ہون اصل یہ ہی کہ میری بہن کو ایک مرتبہ ساریق کا ایک سردار چھین لیگیا تھا
اُس سے اہل اسلام نے چھینا مین جاکے لے آیا انھون نے بے تکلف سوار کر کے بھیج دیا آنا
مرتبہ پھر یہی اتفاق ہوا کہ مین نے اُسے سوار کر کے اپنے ملک مین بھیج دینا چاہا تھا کہ کفار نے
چھین لیا آخر مین نے تلوار کھینچی اور یہ قصد کیا کہ قیطول پر چڑھ کے ساریق حرامزادے کی ناک
کاٹ ڈالون مگر اُسکی قسمت مین یہ ذلت نہ تھی مین قیطول تک پہونچ چکا تھا کہ نیچہ اُٹھا لے آیا
صاحبقران قاف نے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو ہمین ناک ساریق کی کٹنے کے آجائے اُسنے
ایسی ہی نالایق حرکت کی تھی اور اسی سزا کے قابل تھا طیمور نے کہا کہ اسمین کوئی لطف نہین اگر زندہ
ہون تو پھر قیطول پر چڑھ کے اُس حرامزادے کی ناک کاٹونگا مگر اتنا بہلا ہو کہ مسلمانون سے
ہوگا کہ وہ پھر بالکہ کو لے گئے ہین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور اول تو تمھین انکا ممنون
ہونا چاہیئے کہ انھون نے دو مرتبہ تمھاری عزت بچائی علاوہ اسکے اگر اُنکی نیت بد ہوتی تو سوار کر کے
نہ بھیج دیتے علاوہ اسکے بھی یہ بات ہی کہ مسلمان بے عقد کسی عورت پر دست اندازی نہین کرتے
ہین یہ آئین مذہب کا ہی اسکے خلاف جو کرے وہ مسلمان نہین تم اطمینان رکھو اہل اسلام کبھی ایسی
بے ترکیبی نکرینگے طیمور نے کہا میری رسوائی تو ہوئی کہ طیمور کی بہن تھی یہ کہکر عرق شرم مین غرق ہو گیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور ہوش مین آؤ اول تو وہ تمھاری بہن نہین ہی نہ خورشید
زرین کمر تمھارا باپ ہی ہان ملکہ خورشید کی دختر ہی اور تم جسکے فرزند ہو ہم خوب جانتے ہین اور اب
وقت قریب ہی کہ یہ راز تمپر بھی ظاہر ہی ہو جائے گا خدا جانے خورشید تمکو کہان سے پا گیا تمنے نہ سنا
ہوگا کہ شیر پرور کا خطاب تمکو کیون ملا اور اُسکا کیا سبب ہی بادشاہ کا فرزند شیر نے کہان سے پایا اور
اُسے پرورش کیا تم شیرون کے شیر ہو اور ملکہ کی بابت تمکو ملال بالکل بیجا ہے اسلیے کہ وحید الملک
اُسکا بیٹا ہی جو صاحبقران ثالث تھا اور کیسے خاندان عالی سے ہی اور خود بھی کیسا بہادر ہی ایسے
کہین جوہر تے ہین ڈھونڈیے بھی تو پاتے نہین ہین وحید الملک سے بہتر تمھین کون ملے گا
جس سے شادی ملکہ کی کروگے طیمور شیر پرور یہ باتین سن کے کچھ دل مین قایل ہوا کچھ
اسکے لحاظ سلیمان صاحبقران کا مانع تھا خاموش ہو رہا الحاصل حال عرس کا تو بعد کو
بیان کیا جائے گا

لیکن قول چند کلمے داستان لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بعد نامہ و پیام

طبل جنگ بجنا اور پہنچنا صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا اور حال مقابلہ سکندر رویدہ نشین اور محو جادو باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * راوی بیان کرتا ہی کہ جب ساریق بن بقا طرہ [illegible] تقسیم کر چکا اور آئینہ پرستون کی بربادی کے بعد جشن سے اسنے فراغت پائی تو خلل دماغ نے زور کیا اسنے ایک نامہ بنام بادشاہ اسلام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بندۂ من تو دیکھ اپنی شوکت و شان کو کہ خداوندی نے تجھے کس مرتبہ کو پہونچایا ہی گویا اپنا ہمد مقابل بنایا ہی تجکو چاہیئے کہ ان نعمات خداوندی کا شکریہ ادا کر اور خدمت مین خداوند کے تمام بندون کو لیکے حاضر ہو خداوند تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے اور تو انتظار مین جسکے بیٹھا ہی یعنے صاحبقران وہ تجھکو اسے خداوند نے غارت کردیا کہ وہ بہت سرکش بندہ تھا اور اگر اسکے خلاف کیا اور اب بھی تو نادم نہوا تو جس طرح خداوند نے ایک آن مین آئینہ پرستون کو مٹا دیا اسی طرح تجھے بھی غارت کرونگے کہ آج کل خداوند کا غیظ و غضب بڑھا ہوا ہی یہ نامہ لکھکے پہلے سخنگان سے کہا کہ تو لیجا اسنے انکار کیا اور کہا کہ مجھ مین جوتیان کھانے کی طاقت نہین ہی اگرچہ اس وقت خواجہ خضر ان موجود نہین ہین مگر میری گوشمالی کے واسطے بہت سے مرشد زادے ہین اسوقت ساریق نے اپنے عیار خاص کو کہ جسکا نام پیک قدرت رکھا تھا نامہ دیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ کیا جسوقت یہ عیار دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ ساریق بن بقا کا نامہ دار آیا ہی فرمایا بلالو پیک قدرت اندر آیا اور نامہ خدمت مین بادشاہ لشکر اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ کو پڑھکر بہت برہم ہوے اور قلم دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے جواب تحریر فرمایا کہ او خرس بادیہ ضلالت گرفتار دام حماقت تو وہ ہی جسکی خلقت ایک قطرۂ نجس و حرام سے ہی تجھے اپنے کو خداوند کہتے خوف نہین معلوم ہوتا کہ پیش خداوند حقیقی اسکا کیا جواب دے گا کیا مجال ہی تیری کہ تو کچھ بھی کرسکے جو کرتا ہی وہ کردگار جہان کرتا ہی گو امیر با توقیر موجود نہین ہین مگر مین تیرے مقابلہ سے ہرگز قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا جبتک جوانان اسلام مین سے ایک بھی باقی رہیگا وہ کافر کشی اور جہاد سے باز نہ آئیگا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر یہ مضمون تحریر فرماکے نامہ عیار کو دے دیا پیک قدرت اڑتا ہوا بالا سے قیطول آیا اور نامہ ساریق کو دیا یہ ملعون بھی بہت برہم ہوا کہ اس بندۂ بے ادب نے مجھے اس طرح لکھا ہی بس جوش غیظ و غضب مین کچھ حال جادو کی مصلحت کا خیال نہ رہا اور اسے طبل جنگ بجوا دیا ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر کفار مین نقارہ رزمی بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت طبل سکندری اور نقارۂ سلیمانی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام لشکر اسلام مین غل ہوا کہ کل پھر کفار سے مقابلہ ہی لیکن سکندر رویدہ نشین نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور یہ یقین فرمائین کہ کل سحر کی لڑائی ہی کوئی پہلوان میدان مین نہین نکلیگا لہذا غلام کو اجازت ہو کہ جاکر تیاری کرے فرمایا جاؤ سکندر رویدہ نشین رخصت ہوکے صحرا مین آیا اسنے رات بھر مین ایک قلعہ سحر تیار کیا کہ اس قلعہ کا حال بروقت مقابلہ ظاہر ہوگا چونکہ اس طرف چند ملازمان سکندر رویدہ نشین کے اور کوئی بھی ساحر نہ تھا تو میدان مین سناٹا تھا ہان طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تھین اور اسطرف تمام صحرا لشکر ساحران سے مملو تھا تمام صحرا مین ہزار ہا گیاریان روشن تھین آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند تھین بخور سے گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا تھا تمام ساحر اپنے سحر جگانے مین مصروف تھے اور محو جادو

ابھی تیاری سحر مین محو تھا اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ **مثنوی** لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
چھپا نور مین جادہ کہکشان + موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھے لوگ لینے لگے انگڑائیان + راوی بیان کرتا ہے کہ صبح ہوتے ہی
دونون جانب کے اہل لشکر نے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت سے فراغ حاصل کر کے
رخ میدان کارزار کا کیا سواری بادشاہ اسلام کی نہایت عظم وشان کے ساتھ میدان مین پہونچی بہادران
لشکر صفین جما کر اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دس دس بیس بیس قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوے
تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا اسکندر رستم خو صاحبقران کے مقام پر چالیس قدم لشکر سے
آگے بڑھ کے کھڑا ہوا اسکندر زیرہ نشین اپنے چند رفیقون کو لیے ہوے قافلہ کے آگے کھڑا ہوا اس وقت
سماریق بن بقا قیطول پر آگے بڑھا دریچہ وا کیا ایک جانب لشکر بے پایان اسکا صفین باندھ کے
کھڑا ہوا لیکن فوج ساحران اس لشکر سے بہ ارادہ رزم و پیکار آگے بڑھ کے کھڑی ہوئی
گیہرنگ جادو بمرتبہ سپہ سالاری اک اژدر سحر پر سوار بت کہنی سے لیکے شعلے تک باندھے ہوے
گلے مین بجائے زنار مار سیاہ لپیٹے ہوے داہنی جانب نیلم جادو اور بائین جانب برہوت جادو
پشت پر دو لاکھ ساحران خونخوار طلسم سے پر آفت روزگار گلون مین اکہالے کوڑیالے لپٹے ہوے جھولیان
سحر کی لٹکی ہوئی ہاتھون پر شقے کھنچے ہوے پیشانیون پر ٹیکے صندل سفید کے دیے ہوے ترسول
پرسول چمکاتے ڈفلے ڈیرو بجاتے میدان مین شنکھ کر صف آرا ہوے ایک جانب حسینہ
ہفت جمال جادو لباس نفیس پہنے جوڑا کج باندھے اسکی جادوگرنیان بھی نہایت تکلف کے لباس
پہنے ہوے باز و بط و مرغاب سحر پر سوار ایک سمت قتال جادو تیوریان چڑھائے ہوے ایک
سمت شاہین جادو ایک طرف قہر جادو ایک طرف سنبل جادو تمام ساحران نامی اپنے
اپنے لشکر کو لیے ہوے پرے جماکے کھڑے ہوے اور محو جادو بارہ سو ساحر اپنے ہمراہ لیے
ہوے ان سب سے علیحدہ آگے کھڑا ہوا اور سکندر کی جانب اسنے بقہر و غضب دیکھا سکندر
زیرہ نشین نے کہا کہ مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون اس وقت محو جادو نے کہا کہ کیا کہون
اے سکندر خیال اس بات کا آتا ہے کہ اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو بہن میری مجھے کیا کہیگی
کہ بھائی نے مجکو رانڈ کیا اور سلطان جادو جو میرا فرزند ہے کہ سن اسکا نو دس برس کا ہے وہ کیا کہیگا
کہ ماموں نے ہمین یتیم کر دیا سکندر زیرہ نشین نے کہا کہ تجھے یہ سب خیال بیکار ہین کوئی بھی
تجھ سے شکایت نہین کرے گا شکایت پیش خدا ہوگی کہ تو نے جان بوجھ کے دین حق سے
انکار کیا اک کافر کی طرف سے خالق حقیقی کے ماننے والے سے مقابلہ کیا فتح و شکست پر کوئی قادر
نہین ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ تجھے بہن کی اتنی شرم ہے اور خدا کی شرم نہین ہے یہی باتین تھین
کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور ایک پیک بچہ پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا
کہ خواجہ خضران ہین سردارون نے پوچھا کہ خیریت تو ہے خضران نے کہا کہ برائے استقبال چلو
امیر بالتوقیر تشریف لاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ تمام سردارون مین کھلبلی پیدا ہو گئی اور سبکے
سب برائے استقبال صاحبقران روانہ ہوے سب سے پہلے سکندر رستم خو پہونچے بعد
انکے اور سردار مثل طلحہ بن لندھور و ملوک بن مالک قہور بن جمہور گردن بہرام مرز
بن مرزبان فریبرز بن فرامرز شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت رفیع البخت سہراب

بن رستم شہنشاہ صف شکن وحید الملک داراب ثانی ملقیس بن قہوریہ تمام سردار گئے اور نہایت
اعزاز و اکرام سے صاحبقران عالیشان کو اپنے ہمراہ لیکر آئے چند قدم تخت بادشاہ اسلام کا بھی آگے
بڑھا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا امیر کشور گیر سے بغل گیر ہوئے نقارۂ شادمانی پر چوب
پڑی امیر کے آجانے سے مقابلہ ملتوی ہوگیا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بج گیا اُس طرف
ساریق پر ست پلٹ گئے ادھر صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اس موقع پر صاحبقران
کا آجانا گویا ہر ایک کے تن بیجان میں جان آگئی ہمراہ صاحبقران کے اسفندیار مکرانی تھا لوگوں نے
پوچھا کہ یا صاحبقران یہ کون شخص ہے فرمایا یہ شاہزادہ ہے شہر مکرانیہ کا میں اسی کی رہائی کے واسطے
گیا تھا بادشاہ اسلام نے ساریق کی بابت پوچھا کہ یہ بھی تو گیا تھا اسے کہا کیا اور کیونکر بھاگ کے آیا یہ سنکے
امیر کو ہنسی آگئی فرمایا حضرات سے اسکی حالت پوچھیے حضرات نے سب کیفیت بیان کی سب ہنسا
کیے بادشاہ نے فرمایا کہ اس ملعون نے یہاں یہ مشہور کیا تھا کہ میں نے صاحبقران کو غارت کر دیا امیر
بہت ہنسے دیر تک یہی باتیں رہیں سکندر رستم خو نے مقابلہ طیمور شیر پر ور کا حال بیان کر کے طیمور کی
بہت تعریف کی صاحبقران نے فرمایا کہ اب طیمور کہاں ہے سکندر نے طیمور کے لشکر کی تباہی کا حال بیان
کیا امیر باتوقیر کو طیمور کے لیے تردد ہوا کہ نہیں معلوم کہاں گیا اور کون اُسے لے گیا شام کو محو جادو
نے خاص اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا خبر لشکر اسلام میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں سکندر ویرہ نشین نے صاحبقران با اقبال سے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ
فرمایا کہ کسقدر ساحر آئے ہوئے ہیں اس طرف یہ غلام آپکا تنہا ہے میدان سے میرا زندہ پھرنا غیر ممکن ہے
لہذا شاید میں مارا جاؤں تو آپکو اپنے اسلام کا شاہد کیے دیتا ہوں کلمہ اس وجہ سے نہیں پڑھ سکتا کہ تاثیر
سحر کی باطل ہو جائیگی اور شامت ساحروں سے ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر ویرہ نشین جسکو
تم پناہ ہم نبرد یا بھلا سوا اُسکے ایسے سے مقابلہ نکرنا جس ساحر سے تم مقابلہ نکر سکو سکندر
ویرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران بچپن کے بعد جوانی کی امید ہوتی ہے جوانی کے بعد بڑھاپا
بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید نہیں ہوت میری آگئی ہے تو بچ نہیں سکتا یہاں سے
جاؤنگا کسی اور حیلہ سے مرونگا اور اگر موت نہیں ہے تو کسی کے مارے نہیں مر سکتا میں بھی وہ شخص
ہوں کہ تمام عالم کے ساحر مجھے جانتے اور مانتے ہیں اگر مقابلہ سے ٹل جاؤنگا تو تمام عالم میں کیسی رسوائی
ہوگی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ صحرا میں قلعہ کسنے بنوایا ہے سکندر
نے عرض کی کہ یہ قلعہ آپکے غلام کا بنوایا ہوا ہے اتنے ساحروں کے مقابلے کو جاتا ہے کوئی جا سے امن
نہوگی تو کام کیونکر چلے گا اس سبب سے میں نے یہ قلعہ بنا رکھا ہے اب آپ کل اس قلعہ کا تماشہ دیکھیے گا
الغرض یہ باتیں ہونے کے بعد دربار برخاست ہوگیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خوابگاہ میں جا کے
سو رہا جب صبح ہوئی تو سب میدان کارزار میں آئے ساریق آکر قیطول پر بیٹھا لشکر زیر قیطول
صف آرا ہوا ساحر شیر و پلنگ و خرس و گرگ سحر وغیرہ پر سوار ڈفلے اور ڈمرو بجاتے ہوئے میدان
میں آئے اس طرف لشکر اسلام صف آرا ہوا صاحبقران اپنے رتبہ کے موافق لشکر سے چالیس
قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوئے سکندر ویرہ نشین اپنے قلعہ کے آگے کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ محو جادو
نے زیر قیطول آکر ساریق سے اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا جا اے بندہ میں تجھکو اپنے دست
قدرت کے حوالے کیا محو جادو میدان میں آیا اور پکارا کہ اے سکندر ویرہ نشین تو یہ سنکے

سنے

سکندر روبرہ نشین سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہی یہ سنکے سکندر میدان مین آیا جسوقت سامنے محو جادو کے پہونچا محو جادو نے دستک دی دیکھا
کہ جانب صحرا سے اک جوگی ہاتھ مین گولہ فولادی پکڑے ہوے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او سکندر تیری
بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے آقا کے مقابلہ کو نکلا ہی بھلا روک تو اس ضرب کو دیکھون تو کہ تو کیسا ہی
یہ کہتے ہی گولہ کھینچ مارا سکندر نے آمد اس گولے کی دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ قضا کا گولہ ہی یہ وہ سحر ہی کہ توڑ
اسکا سامری و جمشید سے بنا ہی نہ سکے لیس پاؤن مارکر غرق زمین ہو گیا گولے نے جو حریف کو نہ پایا پلٹ
کے اسی جوگی کی طرف آیا ہر چند جوگی نے اُف اُف کی کہ بچے پیدا ہوے اور چاہا گولے کو روک
لین مگر یہ کب رکتا ہی سینے پر جوگی کے پڑا آہ جوگی اُلٹ گیا محو جادو نے کہا بڑی چال کی اس
ویرانی نے یہ کہکر اس ارادہ سے بڑھا کہ گولہ بار جادو سوا چھا کرون کہ اکمرتبہ برابر گولہ بار جادو کے
زمین شق ہوئی اور سکندر روبرہ نشین نمودار ہوا لیس سکندر نے نعرہ کیا کہ ملعون اپنے سحر کو
آپ نہ روک سکا یہ کہکر جو حقہ سحر مارتا ہی تن بدن مین گولہ بار جادو کے آگ لگ گئی دھڑ دھڑ
جلنے لگا لیس یہ دیکھکر محو جادو نے زانو پیٹ لیا اور کہا ای سکندر غضب کیا تو نے کہ ایسے پھونک دیا
یہ گولے سے مرنے نہ پایا تھا مین اسے اچھا کر لیتا خیر تو کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے یہ کہکر اسنے
جھولی پر اسباب سحر کے ہاتھ ڈالا اور دام سامری نکالا یہ وہ دام تھا کہ سامری نے اسماء سحر
پڑھ پڑھ کے اسکا سوت کاتا تھا اور اسی طرح اس جال کو تیار بھی کیا تھا محو جادو کو بڑی تلاش سے
ہاتھ آیا تھا لیس اسنے وہی جال نکال کے مارا کہ سکندر اس دام سحر مین آ الجھا لیس محو جادو نے نیچے سحر
کھینچا کہ اسے قتل کر ڈالون سکندر نے اُف اُف کی کئی اشتعلے زبان سے نکل کے گل ہو گئے
اور دام نہ جلا اس وقت سکندر نے زانو پر ہاتھ مار کے آواز دی کہ ای شمع افروز قبر سامری تیری
اتنے دنون کی ریاضت کب کے کام آئیگی لیس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک نازنین شمع ہاتھ
روشن کیے ہوے پیدا ہوئی اور وہ شمع اسنے دام مین لگا دی دام جلنے لگا اور سکندر جو تڑپتا ہی
تو جیسے گل مین سے بو نکلتی ہی اسطرح اس دام سحر سے نکل کے جانب قلعہ روانہ ہو گیا اسوقت
محو جادو نے سر پیٹ لیا کہ یہ تبرک اسنے میرا جلا دیا غصہ مین آ کر اسنے خون پیشانی اپنا چلو
مین لیکر اس نازنین پر چھینٹا مارا اور کہا کہ اس تبرک چیز کو پھونک کے تو سرسبز ہونا چاہتی ہی
تو بھی جل جا اسی آگ مین لیس خون کا چھینٹا پڑتے ہی شمع افروز جادو گھبرا گئی اور اسی آتش ہا وقت
مین کود پڑی ادھر تو جال جلکے تمام ہو گیا ادھر شمع افروز جادو دھڑ دھڑ کر کے جل گئی لیس
محو جادو نے آواز دی کہ او سکندر اب مقابلے سے بھاگ کر اس قلعہ مین چھپا ہی کیا حقیقت
ہی اسکی یہ کہکر اپنے بارہ سو ساحرون کو ساتھ لیکر قلعہ کی طرف چلا یہان سکندر دیوڑھی تو قلعہ مین
بیٹھا ہی لیکن کچھ حالت قلعہ کی سنیے کہ سکندر نے اس قلعہ کے چار پھاٹک قایم کیے ہین ہر
پھاٹک پر ایک تیلہ لباس شاہانہ پہنے کھڑا ہی ایک تیلہ سر پر اُسکے چتر لگائے ہوے ہی
اور دونون جانب کی فصیلون پر چھوٹی چھوٹی گھریان تنکون کے تیر کمان ہاتھ مین لیے کھڑی
ہین ایک بادشاہ ناوک اندازون کا افسر ہی دوسرے دروازے کا بادشاہ سنگ اندازون کا
افسر ہی یہان چھوٹے چھوٹے گڈے گوپھنین ہاتھون مین لیے ہوے چرخ دے رہے ہین ایک
پھاٹک پر بالشت بالشت بھر کے بوے ہاتھون مین گولے فولادی لیے بیٹھے ہین

اور حریف کے منتظر ہین ایک سمت خشت انداز ہین بس جیسے ہی محو جادو قریب قلعہ پہونچا یہ اُس پھاٹک کے
سامنے تھا جہان ناوک انداز پتلیان تھین اُسے دیکھتے ہی بادشاہ نے آواز دی کہ مار و انکو یہ ادھر کیون
آنے پاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ تمام گجبون سے تیر باران شروع کیے جب ساحر پر تیر پڑا وہ کاغذ کا پتلا بنکے
جلنے لگا بارہ سو کاغذ کے پتلے دم بھر مین جل کے خاک ہوگئے سکندر نے آواز دی کہ ارے کاغذ کے پتلے
لڑانے لایا ہی یہ کیا لڑینگے بس محو جادو غصہ مین آیا اور اسنے جست جو کی تو فصیل قلعہ پر پہونچ گیا بس
بادشاہ نے حکم دیا کہ ارے مار لو اس چور کو یہ کہنا تھا کہ تمام وہ بتی سے کھونٹے دوڑے ایک اُچک کے
گردن سے لپٹ گیا اور کان مین محو جادو کے چپکت دی دوسرا دوسرے کان مین لپٹ گیا اور کاٹنے لگا
محو جادو اسکے چھڑانے مین محو ہوا دوسرے چپکت ماری تمام پتلیان اور پتلے اسطرح لپٹ گئے جیسے
بھڑ مین یا سارنگ مکھیان چھتے کے چھیڑنے سے لپٹ جاتی ہین اور ان سبنے کاٹنا شروع کیا محو جادو کی
یہ حالت ہی کہ چیخ چیخ اُٹھتا ہی آخر یہ حالت ہوئی کہ محو جادو گھبرا گیا لشکر صاحبقران مین محو جادو کی حالت
پر لوگ قہقہے لگا رہے تھے اور لشکر ساریق کے ساحر بھی ہنس رہے تھے سنگن کہ رہا تھا کہ دراہ ای
سکندر دیپرانی کیا کہتا یہ خدا پرستون سے شریک ہونے کا اثر ہی کہ تمنے محو جادو سے ساحر کی یہ گت
بنادی ہی اب محو جادو کی یہ نوبت ہوئی کہ تمام جسم سے اسکے لہو بہنے لگا آخر محو جادو نے اپنے کو قلعہ
کے نیچے گرا دیا چونکہ باہر قلعہ کے ان پتلون کو لڑنے کا حکم نہین ہی سب محو جادو کو چھوڑ کر پھر اپنے
اپنے مقام پر آکے کھڑے ہوگئے محو جادو کے جسم سے خون بہتا ہوا بھاگ کے لشکر ساریق مین آیا
اور آواز دی کہ پھر اے سکندر کل سمجھا جائیگا یہ کہکر اسنے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا
اس طرف بادشاہ اسلام میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین آئے سکندر دیہیم نشین بھی قلعہ سے اُتر کر
خدمت بادشاہی مین آیا سرداران اسلام نے سکندر کی نہایت تعریف کی سکندر دیہیم نشین نے عرض
کی کہ مجھے اس حرامزادے کا مطلق خوف نہین ہی اسکے لیے مین کافی ہون نہین ان ساحرون سے ڈرتا ہون
جو آنے والے ہین ہان خوف اسکے استاد کا ہی یا صاحبقران دہلا دینے والی درمان ہی اگر اسنے اُس سے
کمک طلب کی تو پھر کچھ میرے بنائے نہ بنیگی نام اسکا فرتوت آتش زبان ہی ساحری وقت ہی ساریق
کی وہ حقیقت ہی کیا سمجھتا ہی اور آج جو محو جادو بھاگ کے اور بچ چھوٹ کے گیا ہی تو ضرور اس سے
کمک طلب کرے گا صاحبقران نے فرمایا ہی سکندر تمھاری لڑائی بس محو جادو تک محدود ہی اسکے
علاوہ اگر کوئی ساحر نکلیگا تو اسکے مقابلے کو مین موجود ہون تم اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے سکندر نے
عرض کی کہ غلام اپنے سامنے تو حضور کو ایسی تکلیف نہ دے گا ہان بعد میرے آپ کو اختیار ہی اسپر
خاموش ہو رہے وہان محو جادو جو اپنے مقام پر پہونچا اسنے آب دمیدہ سحر سے غسل کیا خاک قبر جمشیدی
مرہم مین ملا کر زخمون پر لگائی کہ زخم اسکے اچھے ہوے اب اسنے ایک نامہ فرتوت آتش زبان کو تحریر
کیا مضمون یہ تھا کہ ای استاد معظم سکندر دیہیم نشین جو کہ بہنوئی اُس شخص کا تھا اُسنے ساتھ ہم لوگون کا
چھوڑ دیا اور خدا پرستون کی طرف سے مقابلہ کیا میری وہ حالت کر دی کہ اگر بھاگ کے جان اپنی نہ بچاتا تو
اُسکے ہاتھ سے جانبری دشوار تھی لہذا امیدوار ہون کہ یا تو آپ خود ہی یہان تشریف لائیے یا کسی
ایسے کو میری مدد کے واسطے بھیجیے جس سے سکندر مقابلہ مین عاجز آوے یہ نامہ تحریر کرکے طائر سحر
کے گلے مین باندھ دیا طائر اُڑکر جانب مسکن فرتوت آتش زبان روانہ ہوا جس وقت پاس فرتوت
آتش زبان کے پہونچا چہکارا اور نامہ پیش کیا فرتوت آتش زبان نے نامہ اسکے گلے سے

لکھو دیکر پڑھا نہایت برہم ہوا جواب تحریر کیا کہ ای محو جادو تجھے سارلیق سے تو کوئی کام نہین ہی اسلیے کہ وہ زنگا
ہوا سے یا ہی اگر چاہون تو ایک پل مین ساری خداوندی کو اُسکے درہم و برہم کر دون مجھے خود ساحران عالم
خداوند ساحران کہتے ہین لیکن تیری وجہ سے کہ تو شاگرد ہی میرا مین نہ رُونگا اور تین دن کے اندر تمام
خداپرستون کو غارت کردونگا بالفعل عروس جادو کو بھیج دیا اور عروس جادو کو بلا کے کہا کہ ای چھوکری
تیرے بھائی پر وقت سخت آیا ہی کہ وہ سکندر سے سحر مین پست ہوا ہی تو جاکر سکندر کو غارت کر دے
بلکہ تمام خداپرستون کو مٹا دے کہ مجھے تکلیف نہ اُٹھانا پڑے مجھے سارلیق کے ملک مین جانے سے
کسیقدر عار ہی یہ سنکے عروس جادو نے کہا کہ مین کل صبح کو جاؤنگی یہ کہکر اپنے گھر مین آئی اور شوہر سے
اپنے ذکر کیا شیدا سے جادو نے کہا کہ جہان جاؤگی ہم تمھارے ساتھ ہین عروس جادو نے منع کیا اور کہا کہ
مین بہت جلد اُن سبکو غارت کر کے چلی آؤنگی کہ تمکو تکلیف نہو اور تم ستاد ہو یہان سے جانا نہ پڑے
لیکن شیدا سے جادو نے نہ مانا اور کہا کہ تم خوب جانتی ہو کہ مجھے ایک دم بغیر تمھارے قرار نہین ہی یہ
کہکر اُسنے سامان سفر درست کیا اور دوسرے روز یہ دونون ایک تخت پر بیٹھے اور ابر سحر مین پوشیدہ
ہوکر جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے اور اول ذکر سنیے ملک سارلیقیہ کا
کہ محو جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے
اُدھر محو جادو نے جاکر وہ حجرہ جو برسون سے بند تھا کھولا اُسمین بارہ سو ساحر چلہ کشی مین مصروف
تھے یہ فوج محو جادو نے تیار کی تھی کہ اسکا مثل و نظیر نہ تھا محو جادو نے ایسا انتظام کیا تھا کہ
سوا اپنے ہاتھ کے کسی صورت سے ان ساحرون کی موت معین ہی نہین کی تھی اگر خود محو جادو ہی
انکا مٹانا چاہے تو ہو سکتا تھا بس جیسے ہی حجرہ کھلا وہ سب ساحر حجرے کے باہر آئے اور
کہا محو جادو سے کہ کیا حکم ہوتا ہی محو جادو نے کہا چلو نوبت تمھاری جنگ کا آگیا سکندر دیو چیں
میرا دشمن ہوگیا ہی اُسے مٹا دو بارہ سو ساحر جنگ جو سے حجرے سے نکلے اور ساتھ محو جادو
کے میدان مین آئے دیکھا سکندر دیو چیں نے کہ آج اسنے وہ فوج نکالی ہی کہ جسکا مٹنا آسان
نہین ہی اس سے بہتر یہی ہی کہ اسی سے مقابلہ کرو اگر اسے مار لیا تو ان سبکو مار لیا اور اگر قلعہ مین جائیگا
تو یہ فوج بیشک قلعہ کو تاخت و تاراج کر دیگی یہ قصد کر کے خاموش اپنے قلعہ کے دروازہ پر کھڑا رہا جب
اُس طرف سارلیق نے دریچہ کھولا اور بالاے فیلطول آکے بیٹھا اور اسطرف بادشاہ اسلام کا
تخت آکر قلب لشکر مین قائم ہوا امیر اپنے مقام پر کھڑے ہوے نقیب نقابت کر کے نکل گئے
تو محو جادو میدان مین آیا اور للکارا کہ ای سکندر دیو چین کہ تو نے بھی بڑا دیا فن کیا ہی لیکن آج مین نے
اُس فوج کو حجرہ سے نکالا ہی جسکو سوا میرے کوئی مٹا ہی نہین سکتا اور تیرے قلعہ کو یہ لشکر دم بھر مین
مٹا دے گا سکندر نے کہا کہ مین یہ سب باتین جانتا ہون محو جادو نے کہا کہ اب بھی اگر خداوند
سارلیق کا شریک ہو جا اور ان خداپرستون کی رفاقت سے ہاتھ اُٹھا تو کچھ نہین گیا ہی مین تجھ سے
وعدہ کرتا ہون کہ اپنا عہدہ تجھے دیدونگا اور آپ تیری ماتحتی کرونگا اسلیے کہ رشتہ دینے کا ہی مجھے جس
عزمندی کی تو سکندر دیو چین نے کہا کہ ای محو جادو مجھے بھی یہی خیال ہی کہ بی بی کو میر کا بھائی کا
داغ ہو تجھے قتل کر کے پچھتاؤنگا لیکن اگر تو خدا ے حقیقی پر نہ پچھتانے گا تو تیرے قتل سے باز آؤنگا
تو اگر دین اسلام اختیار کریگا تو جس مرتبہ پر سارلیق کے دربار مین ہی صاحبقران اس سے زیادہ
تیری عزت کرینگے اور بہت کچھ عنایت فرمائینگے اور مین اپنا ملک بھی تجھے دیدونگا آپ کسی قریہ پر

آباد کرونگا محوجادو نے کہا اے سکندر دیدہ نشین معلوم ہوا کہ اجل ہی تیری آگئی ہے اگر مین نے تجھے مار لیا
تو کوئی تیرا عوض لینے والا مجھے نہین دکھائی دیتا چراغ گل ہے اور اگر تو نے مجھے مار لیا تو یہ یاد رکھنا کہ مین
میری عوض مین جادو جو میرے استاد کی شاگرد رشید ہے تجھے زندہ نچھوڑیگی اور استاد میرا ایک پل
مین چاہے تو ان تمام خدا پرستون کو غارت کردے سکندر دیدہ نشین نے کہا کہ اے محوجادو تو کیا
مسخرا ہے اور تیرا استاد کیا ہے اگر ساحران عالم ایک طرف ہون تو صاحبقران کا کچھ نہین کرسکتے ہین اسلیے
کہ وہ صاحب اسم اعظم ہین اور حق پر ہین خدا اُنکا شریک ہے جسکا خدا شریک ہے اُسے کون ہٹا سکتا
ہے اگر تو مارا گیا اور تیرے استاد تیرے آ کے مجھے مٹادیا تو یہ یاد رکھ جو ہونگے وہ دیکھ ہی لینگے عیاران
لشکر اسلام کتے کی موت اُسے مار ڈالینگے کیا ساحر مشتمش سے یہ بڑھ کے ہے اُسے تو بحر قلزم سے نکال
کے مار ہی ڈالا اسکی کیا حقیقت ہے مین تو ایک ادنے غلام صاحبقران ہون اپنی خوشی سے لڑنے
آیا ہون ورنہ وہ تو مجھے منع فرماتے تھے تو صاحبقران کو کیا سمجھا ہے بس یہ سنکے محوجادو نے کہا
کہ اے سکندر بس اب مجھے تیری سخت کلامی کی تاب نہین ہے کہ تو میرے استاد کی نسبت اس طرح کہتا ہے
کوئی ادنے کو بھی نہین کہہ سکتا ہے بس آ اور مقابلہ کر سکندر نے کہا کہ ابتدا تو تو ہی نے کی تھی مین تیری
خدمتگذاری کے لیے موجود ہون یہ کہکر سکندر دیدہ نشین سامنے محوجادو کے آیا محوجادو نے
زمین پر غلطک ماری اور بصورت اژدر بنکے چلا کہ اسے نگل لون سکندر نے بھی غلطک ماری اور صورت
نہنگ کی پیدا کی دونون لڑنے لگے اسقدر لڑے کہ لسیت ہوگئے آخر سکندر نے صورت
فیل مست کی بنائی اور چاہا کہ محوجادو کو روند ڈالون محوجادو بھی ایسا ساحر نہین ہے اسنے بھی
غلطک ماری اور نیس بنکے نکلا لڑنے لگا محوجادو کی ٹکر سے سکندر چیخ اُٹھتا ہے اور سکندر کی
ٹکر سے محوجادو غرضکہ لڑتے لڑتے اب ان دونون نے پھر صورت بدلی اور خرس بنکے لڑنے
لگے پھر شیر کی صورت پیدا کی اور طمانچہ چلنے لگا اب تمام ساحر تماشہ دیکھ رہے ہین اور ہر ایک اندازہ
کر رہا ہے کہ سکندر مغلوب ہوا چاہتا ہے کہ اکثر تہ بنجہ محوجادو کا جو پڑتا ہے تو سکندر زخمی ہوا بس
یہ زخمی ہوتے ہی قلعہ کی طرف بھاگا اور محوجادو نے تعاقب کیا سکندر جلدی سے بھاگ کے
صدر قلعہ مین چلا آیا اور کتاب قانون سحر کے ورق اُلٹنے لگا ایک اسم نکلا سکندر نے اُس اسم کو
پڑھنا شروع کیا محوجادو دروازہ قلعہ کے آکے ٹھہر جا رہا بادشاہ ساحران نے فوج کو حکم دیا محوجادو
پر ہر طرف سے مار ہونے لگی ایک جانب سے تیلیان تیر بار رہی تھین ایک سمت سے خشتین آ رہی تھین
ایک طرف سے پتھر برس رہے تھے ایک جانب سے گولے آ رہے تھے محوجادو نے اک اسم
پڑھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیوار سیدا ہوگئی سب حربے اس دیوار پر رُکنے لگے بس محوجادو
نے اپنے ہمراہ تین بارہ سو ساحرون کو پکارا کہ آؤ اور اس قلعہ کو مٹادو بس یہ سنتے ہی وہ بارہ سو
ساحر جھپٹے یہان سکندر دیدہ نشین نے قلعہ کے فصیل پر آکے جو آگ گولہ فولادی دیوار پر
بار اور اوار ار ار اسے گری اسمین نوبج بھی محوجادو کی آ گئی قلعہ پر سے مار ہونے لگی
لیکن کسی حربے نے اثر نکیا اور ساحر یورش کرکے دروازہ قلعہ کی طرف چلے کہ قلعہ مین گھس
سکندر کو نکالا مین دیکھا سکندر نے کہ حربے اہالیان قلعہ کے کام نہین کرتے اب یہ بیشک
قلعہ مین چلے آئینگے بس سکندر نے ایک اسم شروع کیا اور اُنگلی کو گردش دینے لگا قلعہ
چرخ مارنے لگا گویا چکر ہو گیا محوجادو کے ساحر گرد قلعہ کے دوڑنے لگے کہ پھاٹک تک

پہونچین تو قلعہ مین دراتین جسوقت قلعہ اکتالیس چرخ لگاچکا تو تھم گیا اب ساحران محوجادو کی یہ حالت
ہوئی کہ دوران سر انکو عارض ہوا راستہ نہ سوجھائی دیتا تھا محوجادو نے اک اسم پڑھنا شروع کیا کہ اس
تاثیر کو مٹاوے جبتک یہ اس سحر کا رد پڑھے سکندر نے دوسرا سحر کیا کہ دو پریزادین طبق گل لیے ہوے پیدا
ہوئین اور انھون نے ان ساحرون پر پھول پھینکنا شروع کیے جسپر پھول پڑا اور خوشبو پھول کی ناک
مین گئی مست و بیخود ہو گیا اور کہنے لگا کہ واہ رے سکندر تیرا کیا کہنا اس وقت لطف زندگی حاصل
ہو گیا اور پریزادون کی طرف دیکھ دیکھ کے اورادورکی صدا دینے لگی اب پریزادین ایک کی طرف پھینکتی تھی
ہین جو دوسرا منھ تکتا ہی اور کہتا ہو وہ گل پھینکے ہم غیرون کی طرف بائیکہ تم بھی + او خانہ بر انداز چمن
کچھ تو ادھر بھی + پریزادون نے اپنا شیدا بنا کر آوازدی کہ کیا دیکھتے ہو یہ دشمن سکندر کا کھڑا ہی
اسے مٹا نہین دیتے ہو بس یہ سننا تھا کہ بارہ سو ساحر حرہائے سحر پکڑ پکڑ کے محوجادو
کی طرف چلے اور شور کرنے لگے کہ مار لو اسکو غضب کیا اسنے کہ سکندر ایسے شخص کی عداوت پر
کمر باندھی یہ دیکھکر محوجادو بہت گھبرایا جلدی سے کچھ اسم سحر کرکے پریزاد پیدا کیے اور بلند
ہو کے اسنے آواز دی کہ ای سکندر دیرانی سوا تیرے دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ اسکو پلٹا سکتا
بھلا مٹانا اس سحر کا تو ممکن ہی نہ تھا سوا میرے تونے تو وہ تدبیر کی کہ مجھے خود اپنا سحر مٹانا پڑا اتنا
وقفہ نہین کہ انھین ہوش مین لاؤن مین سحر اتارونگا تو پھر مٹا تا جائیگا اور یہ سب مل کے مجھی کو مار ڈالینگے
خیر کچھ پروا نہین یہ کہکے اسنے اک ڈبیا جھولی سے نکالی اور اسے کھولا اسمین سے اک جانور لال
کے برابر نکال کے ہاتھ پر بٹھایا اور کلائی چاک کرکے خون اسکا چلو مین بھرا اور کچھ اسم سحر پڑھکر طائر
پر دم کیا طائر چہکارا کہ کیا حکم ہوتا ہی محوجادو نے کہا کہ لے خوراک اپنی اور ان نمکحرامون کو سزا دے
بس یہ کہکر جس ہاتھ مین خون تھا جانور کی طرف بڑھادیا جانور اس خون مین خوب لوٹا اور اڑا ساحر
چلا چلا کے محوجادو کو گالیان دیرہے تھے اور کہرہے تھے کہ ہمین نمکحرام کہتا ہی زمین پر آ تو معلوم
ہو گو لے ترنج ناسرنج پکڑے کھڑے تھے کہ وہ طائر ان ساحرون کے سر پر آیا اور پرون کو جھاڑا
جتنے قطرے خون کے ٹپکے برقین بن بن کے گرنے لگین اور ساحر جلنے لگے صدائے گیر و بزن
بلند ہوئی دم بھر مین سب ساحر جل کے خاک ہو گئے اسوقت سکندر نے کہا کیون محوجادو
یہ کتنے دنون کی ریاضت تھی محوجادو نے آہ کھینچی اور پکارا کہ ای سکندر تونے میرے ہی ہاتھ سے
میرے اکتالیس برس کے ریاض کو خاک مین ملوادیا اور بارہ سو ساحر پرستون کا خون کرایا خیر تو
جائیگا کہان میرے ہاتھ سے بچ کر یہ کہکے اسنے پھر کلائی دوسری جگہ سے چاک کی اور خون
چلو مین لیکر اسی جانور کو دکھایا جانور تڑپ کے آیا اور خون مین پھر لوٹا سکندر سمجھ گیا کہ اب یہ
حملہ قلعہ پر ہوگا سکندر نے کوئی اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اسی وقت چار پریزادین بسنتی پوش
پچکاریان ہاتھون مین لیے ہوے گاتیان باندھے ہوے پیدا ہوئین اور چارون دروازون پر
قلعہ کے آکر کھڑی ہو گئین اور جانب آسمان دیکھنے لگین جیسے ہی طائر خون مین لوٹ کر بالاے
قلعہ آیا اور اسنے پر جھاڑے قطرے خون کے برق بنکر تیلیون کی طرف چلی بس پریزادون نے
پچکاریان مارین اس طرح کہ چارون پچکاریون کی دھارین لڑین اور اک چادر آب بالاے قلعہ قائم ہو گئی
جو برق گری سرد ہو گئی یہ وار بھی محوجادو کا خالی گیا اسنے سر پیٹ لیا کہ یہ ظالم تو اب میرے ہی ہاتھ
سے میرا خون بھی کیا چاہتا ہی بس پیشانی مین نشتر مارا اور کچھ اسم سحر پڑھکر خون چلو مین لیا اور

طائر کو آواز دی طائر اُڑ کر آیا کچھ خون اسنے پیا باقی خون مین پھر پیر لوٹا اور اُڑ کر قلعہ کی طرف چلا سکندر نے دیکھا کہ اب یہ بلاے آسمانی ہو کہتر تا ہی طائر نے ابکی جو پرون کو حرکت دی تو برقین چمک چمک کے چلین اور اُس جادو آسا سے ماہی سرخ رنگ بن کے نکل آئین اور گرتے گرتے پھر برق بنگئین چار دن پر نزادہ دل کو جابکے خاک کر دیا اب نوبت پتلیون کی جلنے کی آئی دو چار پتلیان جلنے پائی ہونگی کہ سکندر نے سحر کی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک باز سحر نکال کر انہی پیشانی کا خون لیکر اُس باز کو چٹایا اور اُس طائر پر کھینچ مارا اور آواز دی کہ لے اسے یہ خوراک ہی تیری باز نے آتے ہی طائر کو پنجہ مین دبایا ہر چند طائر چین چین کرتا رہا باز اسے نگل گیا اور سکندر کی طرف چلا اُسوقت محو جادو نے پھر نشتر دیکر خون پیشانی کا لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ میرا سحر توٹے اور تیر اسحر باقی رہے کہان جاتا ہی یہ کہکر چھینٹا خون کا باز پر مارا خون گیا گر اکہ اک شعلہ چمک کے باز پر گرا باز ہمہ تن جل کے خاک ہو گیا ہنوز طرفین سے کسی اور سحر کی نوبت نہ آئی تھی کہ جانب آسمان سے ایک ابر طلائی رنگ نمودار ہوا اب محو جادو اس ابر کا انتظار کرنے لگا اور سکندر دیرہ نشین بھی دیکھنے لگا بلکہ سبکی نظر اس ابر کی جانب تھی کہ عجب طرح کا ابر ہی اس ابر سے بارش گلہاے طلائی کی ہوتی آتی ہی اور برقین چمک رہی تھین گرج کلیجون کے پار ہوتی جاتی تھی جب برق چمکتی تھی آنکھین سبکی جھپک جاتی تھین کہ وہ ابر آتے آتے شق ہوا دیکھا کہ اک عورت اور ایک مرد اس ابر مین سے تخت سحر پر سوار ہوا محو جادو براے استقبال آگے بڑھا اور کہا کہ ای بہن عروس جادو دیکھو میری یہ حالت ہوئی سب سحر مٹگئے اور کام نہ نکلا اگر تم نہ آجاتین تو اب جان پر کھیل کے مین خود قلعہ مین گھس جاتا عروس جادو نے کہا کہ بھیا یہ کونسی جہالت ہی ایک مرتبہ جاکے اپنے کو لہو لہان کرایا اور پھر وہی ارادہ کیا تھا اب تم آرام سے بیٹھو کل مین اسے سر میدان اگر نہ پھونک دون تو نام اپنا عروس جادو نہ رکھون یہ کہکر محو جادو کو ساتھ لیے ہوے خون پوچھتی ہوئی سامنے قیطول سارلق کے آئی اور سلام کیا اسکے آنے سے طبل باز گشت بجگیا جنگ ملتوی ہوئی دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے صاحبقران سکندر دیرہ نشین کی تعریفین کرتے ہوے سکندر کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سبنے لباس رزم اُتار پوشاک بزم پہنکر اپنے اپنے ڈنگلون کرسیون پر بیٹھے اتنے مین ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ وہ ساحرہ جو آئی ہی اُسنے حکم دیا ہی کہ صحرا مین لکڑیان جمع کی جائین کل مین پہلے تو سکندر کو پھونک دونگی اُسکے بعد تمام اہل اسلام کو اگر نہ پھونک دیا تو نام اپنا عروس جادو نہ پایا یہ سنکے سکندر کانپنے لگا اور عرض کی کہ یا صاحبقران بیشک یہ ایسی ہی بلا ہی چونکہ مرنا برحق ہی لہذا مین آپ کو تو شاہد کیے دیتا ہون کہ مین بدل مسلمان ہون اور راہ خدا مین لڑ رہا ہون مگر زبان سے کلمہ نہین پڑھ سکتا کہ اور بھی بد ست و پا ہو جاؤنگا لہذا غلام کی دو وصیتین حضور سُن رکھین اول تو یہ کہ میری لاش کو اہل اسلام کی طرح دفن کرکے آپ دعاے مغفرت فرمائین دوسرے یہ کہ غلام آپکا سلطان بن سکندر کہ ابھی نو دس برس کا ہی اُسپر نظر رحمت رکھین کہ بعد میرے سوا حضور کے کوئی اسکے سر پر نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر تمھارا فرزند ہمارا فرزند ہی ان باتون کا تو تم اطمینان رکھو لیکن اگر تمکو عروس جادو کے مقابلے مین ایسا ہراس ہی تو ہرگز تم اُس سے مقابلہ نکرو مین اُس لکاتہ کے سزا دینے کو موجود ہون مجھے خداوند عالم نے صاحب اسم اعظم کیا ہی سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران جسوقت آپ مجھے مغلوب دیکھیگا اُسوقت اسم اعظم سے کام لیجیے گا آخر جان نثار ہوتے کس دن کے لیے ہین ان

باتون پر صاحبقران کا دل بھر آیا اور فرمایا بھرای سکندر قادر مطلق مددگار ہی یہ فرما کے خاموش ہو رہے
کہ یکایک پھر جوڑی ہرکارون کی گردمین آلودہ پسینے مین غرق پیدا ہوئی اور آکر بعد دعا و ثنا رسناہی بجا
لانے کے عرض کی کہ لشکر سارلیق مین پھر طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی نبجے طبل جنگی اسیوقت یہان بھی کوس حربی نوازش مین
آیا ؎ ز نقارہ آواز آمد برون * کہ دون است دون ست گردون دون * تمام رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو حسب معمول دونون طرف کے لوگ میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے
سکندر نے صاحبقران عالی شان سے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک بات سے مین حضور کو
باخبر کیے جاتا ہون کہ جبتک یہ قلعہ قایم ہی اس وقت تک آپ سمجھیگا کہ سکندر زندہ ہی اور جب یہ قلعہ
نرہے تو جان لیجیے گا کہ سکندر مارا گیا یہ سنکے امیر نے ادھر ادھر دیکھ کے پوچھا کہ آج نہ تو خضر ان
کا پتہ ہی نہ طیفور کا یہ دونون کہان غائب ہین چالاک ثالث نے عرض کی کہ خواجہ تو یہ کہکر تبت ہی
کو چل دیے تھے کہ اب رنگ یہان کا برا ہی اور طیفور کو تو مین نے دیکھا ہی نہین صاحبقران
نے فرمایا کہ سچ ہی برے وقت کا کوئی ساتھی نہین ہوتا ہی الحاصل محو جادو ہنوز میدان مین نہ آنے
پایا تھا کہ جانب صحرا سے آواز باجے کی پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی دیکھا کہ آگے
آگے ہاتھی نشان اسکے بعد نوبت خانہ بعد اسکے اور جلوس غول کے غول برق بردارون کے اور
باجے والون کے آخر مین ایک فیل پر نوشاہ سوار اور محافہ مین عروس یہ سبکے سب چلے آتے ہین
یہ برات دونون لشکرون کے درمیان سے ہوکر گذرنے لگی سب تماشہ دیکھنے لگے کہ جاتے جاتے
وہ برات تھم گئی باجہ بجنا موقوف ہوگیا نوشاہ نے فیلول سارلیق کی طرف جھک کے سلام کیا اور
کہا یا خداوند ہمارے یہان کا دستور یہ ہی کہ جب عروس کو بیاہ کے لیے جاتے ہین تو کسی خداپرست
کو بھی گرفتار کر کے لے جاتے ہین اور خون سے اس خداپرست کے دست و پاے عروس کو
حنائی کر کے اندر مکان کے لے جاتے ہین لہذا کسی خداپرست کو ہمارے حوالے کیجیے کہ ہم
اپنے یہان کی خاندانی رسم ادا کرین یہ سنکے سارلیق نے کہا کہ ای محو جادو کسی خداپرست کو
گرفتار کر کے اسکے حوالے کردے یہ سنکے محو جادو نے کہا کہ یا خداوند سکندر دیرہ نشین
کے سامنے بھلا کوئی خداپرستون کی طرف آنکھ بھر کے بھی دیکھ سکتا ہی یہ سنکے نوشاہ نے کہا
مجھے تمھاری امداد کی ضرورت نہین ہی مین تو خداوند کی اجازت چاہتا تھا مین آپ جسے چاہونگا
پکڑ لیجاؤنگا دیکھون تو سکندر دیوانی کیسا ہی کہ روک لیتا ہی یہ کہکر اسنے فیل اپنا اس طرف بڑھایا
سہرا اٹھا ہوا تھا دیکھا سکندر نے کہ یہ ملعون لشکر صاحبقران کی جانب آتا ہی بس آواز دی
کہ او ملعون یہ تیرے یہان کی کونسی رسم ہی کہ شادی کرے تو اگ بیگناہ کا خون بھی اپنے سر لے
اسنے کہا کہ اس سے بڑھ کے کوئی شگون نیک ہی نہین سکندر نے کہا کہ بس خیریت اپنی چاہتا ہی
تو پلٹ جا ورنہ شادی کے بدلے ماتم شادی ہوجائیگی دولھن تیری گھونگھٹ کے اندر رانڈ ہوجائیگی نوشاہ
نے کہا مین تجھ سے کمزور نہین ہون اگر تو ساحر ہی تو مین بھی جادوگر ہون مین اس رسم کو ادا ضرور
کرونگا تو روکتا ہی تو تیرے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرونگا لے ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار
نکیا تھا یہ کہکر اسنے ایک لڑا اپنے سہرے کی توڑ کر کچھ اسم سحر دم کر کے سکندر دیوانی پر کھینچ مارے
بس وہ مار سیاہ بنکر چلے سکندر نے دستک دی فوراً اگ طاؤس پیدا ہوا اور اس سانپ کو

نگل گیا اسنے دوسری لڑ کھینچ ماری یہ رسن بنکے طاؤس کی منقار مین اور پنجون مین لپٹ گئی تیسری لڑ کھینچ ماری یہ پھر سانپ بن کے چلی سکندر نے دستک دی دوسرا طاؤس پیدا ہوا اور اس سانپ کو بھی نگل گیا اب تو اسنے سارا سہرا نوچ کے اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پھول اسکے سکندر پر کھینچ مارے دیکھا کہ وہ تمام گل آکے بچھو بنگئے اور تن بدن مین سکندر کے لپٹ گئے اور نیش زنی کرنے لگے سکندر تڑپ تڑپ کے چیخ اٹھا اور دیکھا اسنے کہ یہ جان نہ چھوڑینگے طاؤسون کی طرف اشارہ کیا جو طاؤس منقار قریب لایا بچھو نے ڈنک مارا طاؤس بھق سے جل گیا دونون طاؤس پھنک گئے اب تو سکندر نے خون ران چپ لیکر اک ترنج سحر کو اس سے آلودہ کیا اور نوشاہ پر کھینچ مارا اسنے اُف کی کہ تلے اوپر سات سپرین پیدا ہوئین مگر یہ ترنج سحر ساتون سپرون کو قلم کرکے جو گردن پر گرتا ہے کھٹ سے سر دور جا کے گرا لاش اُسکی پھڑکنے لگی اور بچھو مردہ ہو ہو کے گر گئے سکندر نے خاک دمیدہ سحر جسم پہ ملی کہ وہ جلن موقوف ہوئی اُدھر لاش نوشاہ کی پھڑک رہی تھی بس یہ ماجرا دیکھکر عروس نے پردہ محافے کا الٹ دیا اور آپ تخت پر سوار ہوکے سامنے سکندر کے آئی اور کہا کہ ارے مجکو رانڈ بنایا ہے تو قتل بھی کر ڈال او ظالم تجھے رحم نہ آیا کہ ابھی مین اسکے ساتھ اسکے گھر بھی نہ ہونے پائی تھی کہ رانڈ ہو گئی کیا تھا اگر تو ایک خدا پرست کو اسے لیجانے دیتا اپنی رسوم سکھی ادا کرتے مین نے بس اب تجھے قتل کر ڈال دیر نہ لگا سکندر حیران ہے کہ یہ معرکہ کیا ہے تمام اہل اسلام دیکھ رہے ہین جسکی نظر اسکے چہرہ پر پڑی بیخود ہو گیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پرستان سے پری چلی آئی ہے یا حور جنت سے نکل آئی ہے اسپر عروسی کا سنگار وہ بھینی بھینی خوشبو نے تمام میدان مین پھیلا دی اسنے گھونگھٹ الٹ دیا ہے کہ جسکا سہاگ تھا جب وہ نہ رہا تو پردہ کیسا اور حجاب کہان کا آنسو آنکھون سے جاری ہین وہ سرمہ جو آنکھون مین دیا ہوا تھا اشکون کے ساتھ بہہ کے آیا تو عاشق مزاج یہ شعر پڑھ رہے ہین ع دراطلق کسے کم دیدہ موجود + مگر اشک بتان سرمہ آلود + وہ پتلی پتلی انگلیان پور پور چھلے مہندی ہاتھ مین رچی ہوئی چہرہ غم انگیز پن دیکھنے والون کے دل سے ڈالتا تھا بس اسنے اپنے شوہر کا خون انگلی سے لیکر اپنے ماتھے پر ٹیکا لگایا اور سکندر سے آنکھ ملا کے پھر کہا کہ او ظالم ہم گیا کہ رہے مین کیون نہین قتل کر ڈالتا مجھے بھی کیا یہ چاہتا ہے کہ بعد ایسے نوشاہ کے مین کسی دوسرے مرد کی صورت دیکھون سکندر اب مبہوت ہو گیا اور کہا کہ اے نازنین بیشک مین نے تیرے شوہر کو مارا اور بہت بڑا قصور کیا لیکن عفو تقصیر کا امیدوار ہون اسلیے کہ مین تو بہکا ہوا تھا ارے مجھے ان خدا پرستون نے بہکا دیا تھا جو گذر گئی وہ گذر گئی اب مین تیری غلامی کرنے کو موجود ہون اس رنج کو دل سے دور کر اور مجھے قبول کر بس جب دیکھ لیا اسنے کہ اب یہ مسخر ہو چکا تو اسنے کہا چل میرے ساتھ مین ستی ہونے جاتی ہون اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو ساحری کے سامنے چل سکندر گردن جھکائے ہوئے ساتھ ہو گیا اب اسنے آواز دی کہ یا صاحبقران دیکھا آپنے سحر اسکا نام ہے اب یہ خود جل جائیگا اور اپنے پانون سے قبر مین جائے گا جسے دعوے ہو وہ روک لے منہم بلکہ عروس جادو بس یہ سنتا تھا کہ صاحبقران بیتاب ہو گئے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر خود آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا خضران پا پیادے ٹھوکری مارتا ہوا اسی سمت چلا آتا ہے اک شیشہ پانی سے بھرا ہوا اسکے ہاتھ مین ہے اسنے آتے ہی آواز دی کہ یا صاحبقران جلد اس پانی پر

اسم اعظم پڑھ دیجیے کہ سکندر رجا یا چاہتا ہی یہ سکندر کو پھونک دیگی صاحبقران نے فرمایا لاؤ خضر ان
نے جلدی پانی لیا اور سامنے پیش کیا صاحبقران نے فوراً اسم اعظم پڑھ دیا بس اسنے وہ
پانی پھر شیشہ مین بھر لیا اور آواز دی کہ مین کون ہون فرمایا جلد جا ارے سکندر کی خبر لے اُسنے
کہا او نادان ہم فرستادہ ملکہ خلخال جادو ہین دیکھو یون اسم اعظم بند کر لیتے ہین سوچ تو اب بھی کچھ
یاد ہی یہ کہکر شیشے مین کاگ لگا لیا اور بھاگا مقبول بن مقبل نے تیر مارا اور قصد کیا کہ شیشہ
توڑ دون اسنے اُف کی کہ تیر جل گیا اور پیر اوازیدا کر کے اُڑا اور جانب قیطول روانہ ہوا
شیشہ لیجا کے ساریق کو دیا اور کہا کہ یا خداوند اسے ایسے مقام پر بھیج دیجیے جہان کوئی جا
نہ سکے یہ اسم اعظم ہی صاحبقران کا اب امیر بدست و پا ہین کچھ کیا نہین کر سکتے ہین
یہ کہکر وہ تو اُڑتا ہوا چلا گیا ساریق نے شیشہ لیکے سختگان کے حوالے کیا کہ اسے بہشت مین
بھیج دے سختگان نے وہ شیشہ بھجوا دیا یہان عروس جادو نے قہقہہ مارا اور کہا کہ بس تھین پڑا
بھروسا اسی کا تھا کہ اکمرتبہ جانب آسمان سے رعد کی گرج اور بجلی کی چمک پیدا ہوئی سب دیکھنے
لگے عروس جادو کو خیال ہوا کہ شاید استاد نہ آئے ہون یہ بھی ٹھہر گئی ادھر امیر بھی دیکھنے لگے
یکایک چار ٹکھاے ابر ایک سرخ رنگ ایک سبز رنگ ایک زرد رنگ ایک طوسی رنگ
نہایت تیزی کے ساتھ آتے ہوے دکھائی دیے اور قریب پہونچ کر شق ہوے اور چار
ساحر پیدا ہوے ہر ایک کے ساتھ چالیس چالیس ہزار ساحر تھے صاحبقران نے پہچانا کہ یہ
طلسم چہارگوشہ کے چارون سپہ سالار ہین عروس جادو بھی تھی کہ اس طرف شریک ہونے
کو آئے ہین لیکن انھون نے خدمت صاحبقران مین پہونچکر سلام کیا اور عرض کی کہ ہم حسب
وعدہ حاضر ہوے ہین کیا حکم ہوتا ہی امیر تو پریشان اور بیتاب ہی ہو رہے تھے کہ سکندر کی
رہائی کس طرح ہو اسم اعظم ابھی بند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو سکندر
دیہرانی ہو رہو کو عروس جادو نے اسے مسحور کر لیا اور سامنے چولکڑیان ڈھیر ہین انمین پھونکے
کو لیے جاتی ہی ادھر عروس جادو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ خدا پرستون کی طرف آئے
ہین اسنے آواز دی کہ کب تو دعوائے سحر ہو وہ چھڑا لیجائے انکو بس یہ سننا تھا کہ چہار جادو
نے غلطک ماری اور اپنی جگہ سے پنجہ بن کے گرا چاہا کہ سکندر کو اٹھا لاؤن بس جیسے ہی
بلند ہو کے سکندر پر گرا عروس جادو نے اپنی آرسی سامنے کر دی چہار جادو ہیئت اصلی پر آگیا
اور زمین پر اس زور سے گرا کہ اٹھنا دشوار ہو گیا یہ دیکھکر برق بار جادو گرجا اور بلند ہوا
آسمان پر سے برق بنکے گرا کہ اسکا خاتمہ کر دون جب عروس جادو مر جائیگی سکندر
ہوش مین آجائے گا جیسے ہی قریب سر پہونچتا ہی اسنے اسی آرسی کا عکس ڈالا اسکی
بھی وہی حالت ہوئی بلکہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا جب ان دو ساحرون کی یہ حالت ہوئی تو
شفق تاب جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت ہم اسکا کچھ نہین کر سکتے ہین ا
تو ساحرہ زبردست ہی دوسرے پورے سامان سے ہی ہم ابھی تازہ وارد ہین سحر تک
جگانے کی نوبت نہین آئی ہی مقام غیر ہی جبتک ایک شب ٹھہر نہ جگا لیا جائے پوری قوت سحر
مین آ نہین سکتی لیکن مین آپ کی خوشی کے لیے کوشش کرتا ہون آگے قسمت ہی یہ کہکر
اسنے پاؤن مارے اور خرق زمین ہوا اور اُس مقام پر نکلا جہان سکندر اور عروس جادو

تھی دور تک قمقمۂ شہابی رنگ کا لگا کر سینہ پر عروس جادو کے مارا قمقمہ ٹوٹتے ہی ابری رنگ پھیل گیا اور
شفق سی پیدا ہو گئی قریب تھا کہ عروس جادو محو ہو جائے کہ اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھر آسمان پر چمکا اور
تمام شفق آگ خالص سرخ ہو کر آسمان میں چمک گئی اب جو یہ آسمان کا عکس ڈالتی ہے تو یہ بھی نمودار ہی بس ہے
دیکھا کہ اخضر جادو نے تین پنجے کھینچ مارے ادھر محو جادو نے کچھ کے عروس جادو کے جلا آتا تھا کہ میں
بھی سکندر کے جلنے کا تماشہ دیکھوں عروس جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ اے محو جادو اگر تجھ کو
اسیر کرنے کی فکر کرتی ہوں تو سکندر ابھی چھوٹ جائیگا لہذا تو ان ساحروں کو بھی لیتا ورنہ یہ بچ کے
تو بہت پریشان کرینگے یہ سنکے محو جادو پھر جادو کی طرف بڑھا تھا کہ پنجہ کڑک کے گرا اور اٹھا لیگیا
محو جادو منہ دیکھتے رہگیا دوسرا پنجہ برق بار جادو کو تیسرا پنجہ شفق تاب جادو کو اٹھا لیگیا
عروس جادو نے کہا خیر جانے دو میں ان سبکی یہی حالت کرونگی جو سکندر کی ہونے والی ہے
یہ کہتی ہوئی قریب اس انبار ہیزم کے پہونچ گئی دیکھا کہ ایک مکان سا بنا ہوا ہے اور ایک دروازہ
اندر جانے کا ہے پس جیسے ہی عروس جادو اندر اس انبار ہیزم کے داخل ہوئی دیکھا کہ ایک مرد
جوگی وضع بڑی بڑی جٹیں پڑی ہوئی دونوں آنکھیں مانند ساغر خون کے سرخ ہاتھ میں پھولوں کا
طبق لیے ہوئے کھڑا ہے عروس جادو کو دیکھتے ہی پکارا کہ اے کنیز سامری خداوند تجھ سے نہایت
خوش ہیں اور بہشت میں تیری تعریفیں کر رہے ہیں اور یہ پھول تیرے اوپر نثار کرنے کے واسطے
بھیجے ہیں اور کہا ہے کہ تش سکندر کے تمام خدا پرستوں کو برباد کر دیا اس لیے یہ لوگ ہمارے
نام کے دشمن ہیں یہ کہکر پھول مٹھی بھر کے عروس جادو پر پھینکے عروس جادو نہال ہو گئی سکندر
نے ابھی وہ پھول سونگھے دونوں چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوے پس اس جوگی نے کہا وہ
مارا اور دونوں کو دہنہ نقب میں پھینک دیا جو لوگ اس تاک میں کھڑے تھے وہ تو عروس جادو
اور سکندر کو لیکر روانہ ہو گئے اور یہاں اس جوگی نے آواز دی کہ لگاؤ آگ یہ کہکر آپ بھی اسی
نقب کے راستہ سے روانہ ہو گیا یہاں بڑے بڑے پانڈے گھی اور رال لیے ہوے کھڑے تھے
چوٹیاں انکی ہوا سے پھر پھر اڑ رہی تھیں انھوں نے رال اور گھی کے چھینٹے ہیزم پر مارے اور آگ
دے دی تمام لکڑیاں دھڑا دھڑ جلنے لگیں واضح رائے ناظرین ہو کہ جس وقت طیفور بادیہ گرد عیار
صبا جعفران نے یہ خبر سنی تھی کہ ہیزم کا انبار لگایا جا رہا ہے اور سکندر کے پھونکنے کا قصد ہے اور
دیکھا کہ سکندر بھی نا امید چلے تو یہ خندق نقب زن اپنے شاگرد کو لیکر جانب صحرا نکل گیا تھا
اور اسنے ایک درخت کی آڑ سے نقب لگانا شروع کر دی تھی شاگردان خندق اس کام میں بہت
مشاق ہیں انھوں نے سر نقب نکالا کر اس مقام پر پھوڑا جہاں انبار ہیزم تھا اور وقت کے یہ لوگ
منتظر تھے جس وقت عروس جادو سکندر کو لیکے داخل مکان ہیزم ہوئی تو طیفور نے فرستادہ
سامری بن کے دونوں کو پھول سنگھا کے بیہوش کیا اور نقب کے راستے سے لے نکلا اور
یہاں خواجہ خضران نے پانڈوں کو بیہوش کر کے انبار ہیزم پر اپنا قبضہ کیا انکے ساتھ کے عیار
کچھ ادھر ادھر چھپے ہوے تھے اور کچھ پانڈوں کی صورت بنے ہوے رال اور گھی بیہوشی آمیز
آگ پر چھڑک رہے تھے جس وقت شعلے اٹھے اور دھواں منتشر ہوا تو محو جادو زیادہ قریب
تھا کوئی دو سو ساحر اسکے ہمراہ تھے مع اپنے ہمراہیوں کے بیہوش ہوا بس خضران نے
نعرہ کر کے محو جادو کا سر کاٹا اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کرنا شروع کیا نعرہ عیاری بجا دی

اور عیار بھی آگے پیچھے پکڑ پکڑ کے جو گرے تو قتل کرنا شروع کیا اتنے گیر و دار کی صدائیں بلند ہوئیں آتشبازی
و برق باری ہونے لگی صدائیں مہیب ساحروں کے مرنے سے آنے لگیں مگر متواتر جو ساحر قتل ہو رہے
تھے تو سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کس کس کا نام ہے لے کے چلا رہے ہیں جہاں جہاں تک دھواں اُس شعلہ کا
ہوا سے پھیلا وہاں تک ساحر بیہوش ہو گئے مرنے سے ساحروں کے تیرگی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ یہ سکندر کے مرنے کا تلاطم ہے اسلیے کہ سکندر ساحر
زبردست ہے خضران نے گھنٹہ بھر کے عرصہ میں قریب دو ہزار ساحروں کے واصل جہنم کیے اور
شام کو صحرا کی راہ لی دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا میدان سے پھرے سپاہ لق و دق میں
بکمال ناہر ہوا نہایت خوش بارگاہ میں آکے بیٹھا اور صاحبقران عالیشان نہایت غمگین و پریشان
بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے کہ افسوس سکندر مارا گیا اتنے میں خواجہ خضران سر محو جادو
لیے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تو مجھ سے ہو سکا کہ سکندر کے خون
کے بدلے میں نے محو جادو کو مارا اور دو ہزار ساحر قتل کیے امیر نے فرمایا ارے کیونکر کہا یا امیر
جس وقت میں یہاں سے گیا ہوں تو ہزار ہزار فکریں کیں مگر قابو نہ پایا کہ عروس جادو کو قتل کروں تو
مقابلہ کی نوبت ہی نہ آئے سر دولت لیکن اُس لکاتہ کا کہیں پتہ ہی نہ ملا آخر آتش انبار ہیزم کے
قریب آ کے جسقدر رمل اور کچھ تھا سب میں بیہوشی ملا دی شیروں بیہوشی ملانا پڑی سردار و یہ
صرف ہوا مگر نتیجہ یہ نکلا کہ عوض خون سکندر کا لے لیا فرمایا نادانوں کو کیوں نہ مار ڈالا کہ ہیزم
میں آگ ہی نہ دیجاتی کہا یا امیر اول تو اگر ہیزم میں آگ نہ دیتے عروس جادو ماہر ہو جاتی
جو کچھ کر لیا یہ بھی نہوتا بلکہ خود بھی گرفتار ہو جاتے اسکو غنیمت جانیے اُس وقت صاحبقران نے
فرمایا کہ قاعدے کے موافق شیروں نے سکندر کا نام بھی لیا تھا خضران نے عرض کی کہ یا امیر
اُس ہنگامہ میں سنائی تو نہیں دیا لیکن میں کیونکر کہوں کہ سکندر زندہ ہے اسلیے کہ میرے
سامنے عروس جادو آتش انبار ہیزم میں لے گئی اور اسی وقت آگ دیدی گئی صاحبقران
نے فرمایا کہ قلعہ سکندر کا باقی ہے سنا گیا ہے کہ جب ساحر مرتا ہے تو چیزیں اُسکی ساختہ سحر ہوتی ہیں وہ
مٹ جاتی ہیں یہ سنکے خضران نے عرض کی کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی باقی رہجاتی ہیں آپکو
یاد نہوگا سنا ہوگا کہ غضنفر بن اسد غازی نے اسپ بادپا و دیا گلگشت مہر ماہ اور تیغ زرّین نگار
بعد قتل ساحر ہشتشش برسوں کام لیا اور کوئی چیز خراب نہیں ہوئی جب وہ نقش اٹھ گئے جو ان چیزوں پر
کندہ تھے اُس وقت اثر باطل ہوا تو ممکن ہے کہ سکندر نے یہ قلعہ بھی اسی طرح کا بنایا ہو ان باتوں پر
طیفور یا دیگر بیٹھا مسکرا رہا تھا جب اُسنے سمجھ لیا کہ اب خضران کو سکندر کے مرنے کا یقین
کامل ہو گیا تو کہا کہ کیوں خواجہ صاحب اگر کوئی شخص سکندر کو اُس آگ میں سے نکال لیگیا
تو کچھ کام کیا خضران نے کہا کہ ای طیفور اسمیں شک نہیں کہ تو بے بدل عیار ہے مگر اسکے ساتھ ہی
یہ بھی سن رکھ کہ میں وہ شخص ہوں جسنے شاہ عیاران کا خطاب پایا ایسی عیاریاں کی ہیں کہ تمام عالم
حیران گیا لیکن میرے ذہن میں نہیں آیا کہ کیونکر اس آگ میں کوئی جا سکتا تھا اور سکندر کو لا سکتا تھا
ہاں ساحر کا یہ کام ہو تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن اگر عیار نے یہ کام کیا تو میں کچھ ہارتا ہوں طیفور نے
کہا نام بھی لیجیے کہ آپ کیا ہارتے ہیں فرمایا کام عیاری اور دیو جامہ لبس یہ سنکے طیفور نے
خندق نقب زن سے کہا کہ لاؤ خندق اسیوقت باہر بارگاہ کے گیا اور سکندر دیدہ تُشین اور

عروس جادو کو لیے ہوئے آیا دونون بیہوش تھے سامنے صاحبقران کے لا کے ڈال دیا امیر نے
فرمایا انھین ہوشیار کرو طیفور نے فیتلۂ رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا چونکہ یہ دونون بارگاہ
سلیمانی مین تھے اثر سحر انپر سے برطرف ہوگیا عروس جادو حیران تھی کہ یہ مین کہان ہون طیفور
نے لکاتہ زبان سے کھینچ لیا اور کہا او لکاتہ دیکھا تو نے عیاری اسکا نام ہی کہ کیا کہتی ہی مذہب
کے بارے مین اور سحر جادو کا اسکے سامنے ڈال دیا عروس جادو نے کہا کہ اوٹا عیار تو رقع
مین تو نے قیامت کی عیاری کی معلوم ہوا کہ وہ فرستادہ سامری تو ہی تھا یہ کہکر سحر کرنا چاہا سحر
یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ جلد اقرار کر وحدانیت خدا کا ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا یہ سنکے اُس لکاتہ نے
جواب دیا کہ او عرب ان دھمکیون مین تیرے مین نہین آنے والی ہون اگر تو مجھے قتل کرے گا تو اس
خون کے عوض مین کوئی خدا پرست روے زمین پر باقی نہ بچا ہے گا فرمایا لیجاؤ اور اس
لکاتہ کو قتل کرو سکندر ابھی تک مبہوت بنا بیٹھا تھا طیفور نے پھر اُسکی زبان پر تکلہ ہوز لی
کیا اور کھینچتا ہوا باہر بارگاہ سلیمانی کے لایا اور ایک ہاتھ پنجہ عیاری کا مارا کہ سر تن سے اڑ گیا تماشایے
قتل دیکھنے کو صاحبقران مع کل سرداران اسلام بارگاہ کے باہر تشریف لے آئے تھے دیکھا
کہ مرتے ہی عروس جادو کے قیامت برپا ہوئی تیرگی چھاگئی صدائین دار و گیر کی آنے لگین آتشبازی
و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عروس جادو بود حیف مردیم و
جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم اب سکندر اپنے ہوش مین آیا اور ادھر سر عروس جادو کا چٹکا
اور ایک طائر اُس سے پیدا ہوا اور ہیہات ہیہات کی آواز دی اور پکارا کہ ای خدا پرستو مین اب تمپر
وہ بلا لاتا ہون کہ جو ایک آن مین سبکو غارت کرونگی خیر تمنے عروس جادو کو تو مارا اب اسکے
عوض مین دیکھنا کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہی یہ کہکر اُڑتا ہوا ایک جانب روانہ ہوگیا یہان امیر باتوقیر
نے لاش عروس جادو کی مع سر ایک درخت بزرگ مین لٹکوا دی کہ ساحران لشکر سارلیق
دیکھکر عبرت کرین اور آپ بارگاہ سلیمانی مین آکر جلوہ افروز ہوے سارلیق نے اپنے لشکر مین
قتل سکندر کی خوشی کی تھی ہرکارے دوڑے ہوے پہونچے اور کہا یا خداوند یہ تو اب کیسی
گھبرائی ہوئی تقدیرین کرتا ہی ارے سکندر زندہ ہی اور عروس جادو کو خدا پرستون نے
قتل کر ڈالا وہان قتل عروس جادو کی خوشیان ہورہی ہین اور لاش اُسکی اک درخت مین
لٹکی ہوئی ہی سختگان نے تو درود بھیجا سارلیق نے کہا کہ ہمکو اپنے بندۂ خاص وقدیم سکندر پر
رحم آگیا اور عروس جادو نے سجدہ نہین کیا اسکی سزا دی سختگان گالیان دیتا تھا کہ کتنا یہ بیغیرت
ہی کہین اسکو شرم نہین ہی ادھر وہ طائر جو دماغ مین عروس جادو کے اُسی دن کے واسطے
رہتا تھا یہ سامنے فرتوت آتش زبان کے پہونچا اور ہیہات کی صدا بلند کرکے پکارا کہ یا خداوند
ساحران عروس جادو نوشاہ مرگ سے ہمکنار ہوئی شیدا سے جادو سکندر کے مقابلے
مین مارا گیا اور عروس جادو کو اک عیار آتشخانہ مین سے پکڑ لیگیا خدا پرستون نے اُسے
قتل کر ڈالا مجھے آپنے جس کام کے واسطے دماغ مین عروس جادو کے بند کیا تھا آج وہ
دن آگیا اور مین نے عروس جادو کے مرنے کی خبر آپ کو دے دی یہ کہکر اپنے دمین قلع
کی اور جل کے خاک ہوگیا بس یہ سنتے ہی فرتوت آتش زبان کی نگاہ ہون مین دنیا
تیرہ و تار ہوگئی ہاے کا نعرہ مارا اور غصہ مین اُسی وقت نفیر سحر کو دم دیا دیکھا کہ جہاز ربا

سے ہزارہا ساحر حاضر حاضر کی آوازین دیتے چلے آتے ہین دم بھر مین چالیس ہزار ساحر جمع ہوگئے
جٹا دھاری سب ہوے لنگ کھاروے کسے ہوے جھولیان کاندھون پر پڑی ہوئی اسباب سحر سے
پھلو صورتین بھیانک ترسول برسول ہاتھون مین عرض کی کہ ہمین آج کس لیے یاد کیا ہی فرتوت آتش زبان
نے کہا کہ خداپرستون نے پھر سر اُٹھایا ہی میری برسون کی ریاضت برباد کردی ایک شاگرد اور ایک چھوکری
عروس جادو ہاتھ سے خداپرستون کے ہلاک ہو کے اب مجھکو بغیر نام خداپرستان صفحۂ دنیا سے مٹائے ہوے
چین نہ آئے گا یہ کہکر اسنے اپنا اژدر سحر طلب کیا اور بیٹھ کر پشت اژدر پر جانب سارلقیہ روانہ ہوا یہان بعد
قتل عروس جادو جو صاحبقران آکر بارگاہ مین بیٹھے طیفور نے خضران سے کہا کہ آپ کیا شرط ہارے
ہین خضران نے کہا ابھی مین دیتا ہون اور یہ تو پہلے سے کہہ چکا ہون کہ بعد میرے شاہ عیاران سوا تیرے
کوئی نہین ہوسکتا ہی یہ کہکے دلوجامہ اور گلیم نکال کے سامنے طیفور کے رکھ دی طیفور نے کہا کہ
خواجہ مین ان تبرکات کی حفاظت بغیر زنبیل کے نہین کرسکتا اور زنبیل نہ آپ دینگے نہ مین لونگا
لہٰذا یہ آپ ابھی اپنے ہی پاس رہنے دین یہ امانت ہماری ہی خضران نے کہا کہ ہمین شک نہین
جو کچھ تمنے کہا صحیح ہی اور مین قسم کھاتا ہون سر شاہزادہ بدیع الملک کی کہ مین مثل امانت
کے ان چیزون کو اپنے پاس رکھونگا اور جس وقت تم مانگوگے اسی وقت دے دونگا اور اب
تم ایسے ہو کہ میری ضرورت نہین باقی ہی طیفور نے کہا کہ خواجہ ابھی ہمین ویسے تجربہ کہان جو آپکو
ہین علاوہ اسکے مجھ مین علم موسیقی کی خامی ہی مجھے اسکی تعلیم دے دیجیے پھر جائیے گا خضران نے
کہا ضرور اور بہت جلد اور دونون چیزون کو پھر زنبیل مین رکھ لیا اور کہا اے طیفور اب بیان کر
کہ کیونکر تمنے ان دونون کو اسیر کیا اور اپنے قبضہ مین لائے طیفور نے کہا کہ خواجہ مسلمہ
کی بات تھی مین نے نقب لگائی تھی جس وقت عروس جادو سکندر کو لیے ہوے پہونچے
مین نے فرستادہ سامری بنکے پھول سنگھائے اور بیہوش کیا اور اسی نقب کے راستہ سے
لیے نکلا خضران نے کہا کہ بھئی تم جوان ہو تمہاری عقل جوان ہی بات سامنے کی تھی اور ہزار
دفعہ کی کی ہوئی عیاری تھی مگر اس وقت ذہن مین نہ آئی کیونکہ یہ نیکنامی تو تمہاری قسمت مین
لکھی تھی ہمسے کیا ہوسکتا جب سلسلہ ان باتون کا قطع ہوا تو سکندر دیرہ نشین دوڑ کے
صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ جو کچھ خلاف کلام میرے منہ سے حالت بیخودی
مین نکلے ہون انھین عفو فرمائیے گا یا صاحبقران مین اپنے ہوش ہی مین نہ تھا امیر باتوقیر
نے فرمایا کہ اے سکندر ایسے وقتون کے گناہ کو خدا بھی نہین محسوب کرتا جو حالت بیخودی مین
ہون اور بیخودی بھی ارادی ہو مثل نشہ شراب کے اسی باعث سے شراب کی حرمت کا حکم جاری
ہوگیا کہ انسان بیخود ہوجاتا ہی اور خلاف عقل و شریعت اُس سے افعال ظہور مین آنے لگتے ہین
یہ فرماکر سکندر کا سر اُٹھایا اور سینے سے لگایا سکندر دیرہ ثانی اپنے مقام پر جاکے بیٹھا ایکایک
دروازہ بارگاہ پر سے ایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک شتر سوار نامہ لیے ہوے آیا ہی
صاحبقران نے فرمایا نامہ کس کے پاس لایا ہی اور کہان سے لایا ہی اُسنے عرض کی کہ بتخانہ
سامری سے آیا ہی سلطان بن سکندر کا فرستادہ ہی اور سکندر دیرہ نشین کے پاس نامہ لایا ہی
فرمایا بلا لو نامہ دار اندر بارگاہ کے آکر بدحواس ہوگیا کبھی ایسا دربار کاہے کو دیکھا تھا
کہ عجب بارگاہ ہے عجب گیر و دار + تو گوئی کہ ہے عرش و کرسی ہزار + نامہ دار گھبرا کر اسنے

چاروں طرف سلام کرنے لگا مہر وار اسکی حالت پر مسکرائے سکندر نے عرض کی کہ خلیل ادبی معاف ہو قریہ کا رہنے والا ہی اس مقام پر کیونکر آ سکے ہوش بجا رہتے یہ کہکر نامہ دار سے کہا کہ لاؤ نامہ کہان ہی اب نامہ دار نے نامہ سکندر کو دیا سکندر نے سر نامہ پڑھو کے یون سر بند خدمت صاحبقران مین حاضر کر دیا امیر نے فرمایا تم پڑھو عرض کی کہ غلام زادے نے کچھ لکھا ہی حضور ہی پڑھین تو مناسب ہی تجھے آپ سے کسی بات کا پردہ نہین ہی صاحبقران نے لفافہ چاک کیا اور نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای والد ماجد آپ تو ہمراہ صاحبقران عالی شان کے ملکون کی سیر کرتے پھرتے ہین اور ہم یہان تنہا گھبراتے ہین اور چند روز سے کچھ ایسے ایسے خواب پریشان نظر آتے ہین کہ بہت ہی وحشت ہوتی ہی لہذا دو چار روز کے واسطے صاحبقران عالی شان سے اجازت لیکے یہان ہو جایئے پھر چلے جایئے گا یہ مضمون دیکھکر صاحبقران بہت ہی متاثر ہوے سکندر رومیرائی سے ارشاد کیا کہ تم ابھی چلے جاؤ تمھارا لڑکا تمھارے لیے بہت پریشان ہی اسنے متوحش خواب دیکھے ہین کیونکہ خواب سچے ہوتے ہین اور محبت کرنے والون کو پہلے سے آگاہی ہو جاتی ہی یہان خدا جانے کیا پیچ پڑے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران مین ایسی حالت مین حضور کی دوری کبھی گوارا نکرونگا وہ طائر خبر دے گیا ہی کہ فرتوت السن زبان آئیگا اسکے شر سے خدا بچائے حضور بھی اسم اعظم سے مجبور ہو گئے ہین اگرچہ مین بھی اسکا کچھ بنا نہین سکتا ہون لیکن اتنا تو ہوگا کہ کچھ لڑونگا اور یہ لوگ جو بیدست و پا ہین یہ کیا کرینگے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے ہی باعث سے محو جادو اور عروس جادو گویا قتل ہوے دیلتون سب سے بد ہی تمھارے لہو کا پیاسا آئیگا اس وقت مین تمھارا چلے ہی جانا مناسب ہی جب تم اسکا کچھ کر نہین سکتے تو جو آفت ہم پر آنے والی ہی وہ ہر طرح آئیگی خواہ تمھارے بعد یا تمھارے پہلے اس پس و پیش مین کچھ نقصان نہین ہی اور اگر تم نہ جاؤ گے تو مجھے ملال ہوگا صاحبقران نے یہ کلمہ کچھ ایسے تیورون سے فرمایا کہ سکندر کو سوا چلے جانے کے کچھ نہ بن آیا امیر کو منظور یہی تھا کہ میری وجہ سے اسکی جان کیون جائے ابھی ایک ہی آفت سے مشکل جان اسکی بچی ہی سکندر صاحبقران کے قدمون سے لپٹ کے رونے لگا امیر نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم پھر چلے آنا مگر دو چار روز کے لیے اپنے فرزند سے مل آؤ کہ بچہ ہی اسے تسکین تو ہو جائے مجبور ہو کر سکندر رخصت ہوا مگر صاحبقران سے عرض کر دیا کہ فرتوت تو بلائے بد ہی لیکن اور ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس قلعہ کو مٹا سکے اگر ضرورت حفاظت کی ہو تو جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین نہ سما سکین انکو اس قلعہ مین جگہ دیجیے گا یہ کہکر جانب تخت خانہ ساحری روانہ ہوا شام کو اسنے منزل کی یہان طبل جنگ موقوف ہی ساریق کو محو جادو اور عروس جادو کے مرنے کا کمال صدمہ ہی اور اب پھر اسنے توبہ کی ہی کہ جبتک نامہ خلخال جادو کا نہ آئیگا اس وقت تک طبل جنگ نہ بجواؤنگا اب دوسرا روز ہی صبح کا وقت ہی ساریق دریچہ قیطول وا کیے ہوے سیر صحرا مین مصروف ہی اور صاحبقران دروازہ بارگاہ پر ٹھہرے ہوے وظیفہ پڑھتے جاتے ہین اور ادھر ادھر ٹہلتے جاتے ہین کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے شور و غل کی صدا پیدا ہوئی طبقہ زمین کا ہلنے لگا دیکھا کہ شیر و پلنگ و گرگ بھاگے چلے آتے ہین اور بالا سے ہوا چیلین منڈلاتی ہوئی آتی ہین اسی طرف امیر متوجہ ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ صحرا سے ایک ساحر مہیب صورت قوی الجثہ بڑی سی توند نکلی ہوئی سر پہ چوٹی دونون کانون مین بڑے بڑے دو بالے پڑے

ہوے اک اژدر آتش فشان پر سوار دہن اژدر سے شعلے نکلتے ہوے پشت پر چالیس ہزار ساحران فدا آفت کیسے ہر کالے جھولیان بچھولیان کاندھون پر ڈالے کالے کوڑیالے گلون کے مالے جھولیان سحر کی گلے مین ڈالے ہرے چیتے اور تیندوے اور شیر و خرس وغیرہ پر سوار تر سول بر سول جھمکتے ہوے نعرے یا خداوند فرتوت کے بلند آمد سے اس ملعون کے طبقہ ہلنے لگا تمام ساحران لشکر کفار برائے پیشوائی دوڑے اور جاکر ہاتھ پانؤن فرتوت آتش زبان کے آنکھون سے لگانے لگے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ کہان ہو وہ چھوکرا سکندر دیدہ نشین لوگون نے کہا کہ کل اُسے صاحبقران نے رخصت کر دیا اب وہ اپنے مالک کو گیا ہو یہ سُنکے ہنسا اور کہا کہ صاحبقران اُسکی جان بچانا چاہتے ہین خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے اگر دو ہزار کوس پر ہوگا تو کھنچ کے اسی جگہ آجائیگا لوگون نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہین مگر ابھی کیا جلدی ہو ذرا چل کے سماریق سے تو مل لیجئے فرتوت نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ مین اس سے ملنے جاؤن اور وہ آکر قدمبوس ہو اُسکی کیا حقیقت ہو اُس چھوکری خانخال جادو نے اُسکا دماغ بہت خراب کر دیا ہو اگر مجھے اپنے شاگرد کے خون کا بدلہ نہ لینا ہوتا تو مین اس طرف آنے کا قصد بھی نکرتا مجھے سماریق سے کیا کام ہو مین چاہون تو ایسے ایسے دو ہزار خدا ڈھونڈھ بنا دون لوگ سچ سچ کہتے جاتے ہین لیکا یک نظر فرتوت آتش زبان کی اُس قلعہ پر پڑی جو سکندر نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا پوچھا یہ کیا چیز ہو لوگون نے عرض کی کہ یہ قلعہ سکندر نے بنایا تھا اسے کوئی نہ مٹا سکا مجھو جادو کی تو ان کھانون نے بوٹیان اڑا دین اور عروس جادو نے باہر ہی باہر ایسا سحر کیا کہ سکندر کو سٹری کر دیا اگر عیار نہ دھوکا دیتا تو عروس جادو سبکو پھونک دیتی کہا خیر کچھ پروا نہین اب تماشہ اس قلعہ کا دیکھو گے یہ کہکے اک ترنج سحر نکالکر زمین پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اُسمین سے دھوان سا پیدا ہوا اور مانند ابر تنک کے جاکر قلعہ پر چھا گیا بس پھر تو فوج قلعہ مین کھلبلی پیدا ہوئی چارون بادشاہ دروازے قلعہ کے کھول کھول کے باہر نکل آئے اور آپس مین لڑنے لگے فوجین بھی غٹ پٹ ہوگئین تیر اور گولے اور پتھر اور خشتین آپس مین چلنے لگین بادشاہ جو ٹن لڑ دار ہے تھے جب سب حربے تمام ہوگئے تو یہ کھلونے آپس مین دو الجھ پڑے ایک دوسرے کے چکت مارتے تھے اور لپٹے ہوے تھے چھوڑتے نہ تھے چین چین کی آوازین بلند تھین دیکھنے والے ہنس رہے تھے کہ عجب تماشہ ہو آخر کسی نے کسی کی ٹانگ توڑ ڈالی کسی نے کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا کسی نے کسیکا سر کاٹ لیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا آخر بادشاہون مین لڑائی ہونے لگی لڑتے لڑتے جسنے جسکو مارا مقتول شعلہ بنکے قاتل پر گرا اور اُسکو بھی مع فوج جلا کے خاک سیاہ کر دیا آخر یہ سب جلکے خاک ہوگئے اُسوقت فرتوت آتش زبان نے دوسرا ترنج قلعہ پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ قلعہ پر بجلی گری اور سارا قلعہ دھوان بنکے فلک کو چلا گیا جہان قلعہ تھا وہان چند سر لنڈے گڑے ہوے تھے اور اُنپر پیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا یہ دیکھکر صاحبقران کو کمال افسوس ہوا کہ اسنے سکندر کا ریاض خاک کر دیا اب اسنے اک مقام پر ٹھہر کے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آہنگرون کو بلا کے اتنا بڑا کڑاہ بنواؤ جسمین سو آدمی غرق ہو سکین اُسیوقت کڑاہ بننے لگا ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے آئے اور عرض کی اک کڑاہ اُس ملعون نے تیار کرایا ہو نہین معلوم کسواسطے صاحبقران نے ارشاد کیا ؎ ہر چہ آید بسر من یا نصیب + جو

منظور خدا ہوگا وہی ہوگا الحاصل دوسرے روز وہ کڑاہ بن کے تیار ہوگیا اور فرتوت آتش زبان سے عرض کیا
گیا کہ کڑاہ تیار ہی اسنے کہا کہ تین گز کون کا چولھا بناکے اسپر چڑھادو اور تیل منگوا کے کڑاہ کو بھر دو
اور آگ روشن کر دو میں ایک دم بھر مین سکندر دیرہ نشین کو بلا لونگا اگر ہزار کوس پر ہی تو دوڑا
ہوا چلا آیگا اور اسی کڑاہ مین پھاند پڑیگا جس وقت آنچ خوب ہونے لگی اور تیل کھولنے لگا
تو اُسنے قریب کڑاہ کے آکر سات ساحرون کو اپنے ساتھ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ترنج
زمین پر مارا ترنج پھٹا اور زمین سے دھوان پیدا ہوگیا اور سامنے فرتوت آتش زبان کے چرخ
مارنے لگا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ جا اور جہان سکندر دیرہ نشین ہے اسکو اسیر
کر لا بس یہ سنتے ہی وہ دھوان مانند تیر شہاب کے ایک جانب روانہ ہوا وہان کا حال سنیے کہ
سکندر دیرانی بیچارہ ایک منزل طی کر کے دوسری منزل کو طی کر رہا ہی چند رفقا اسکے ساتھ ہین
اور کہہ رہے ہین کہ زندگی اسیکا نام ہی کہ ایسے اسباب پیدا ہوے کہ صاحبقران نے یہ جبر
آپ کو نکلوا دیا ورنہ ہاتھ سے اس ساحر غدار کے بچنا محال تھا سکندر کہتا ہی کہ نہین معلوم اہل اسلام کس خیال
مین ہین مین نے تو چاہا تھا کہ راہ خدا مین جان بحق تسلیم ہوون مگر معلوم ہوا کہ قسمت مین میری
غازی ہی کا مرتبہ تھا شہید کا نہ تھا یہ کہہ رہا تھا کہ ایک سناٹا پیدا ہوا اور وہ دھوان آکر سر پر سکندر
دیرانی کے گرا اسنے آمد دیکھکر اتنا تو کہا کہ لو پھر قضا نے کوئی نہ بچ نہین سکتا یہ اسی ظالم کا بھیجا ہوا
سحر ہی بھائیو خدا حافظ یہ کہتے کہتے تیور بدل گئے اور وہین سے پھر ساتھیون نے کہا کہ آپ کہان
جاتے ہین جواب دیا کہ ہمین تو خداوند فرتوت آتش زبان نے بلایا ہی ہم تو عذر کرنے جاتے
ہین جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو وہ آئے ان سبنے دیکھا کہ یہ از خود رفتہ ہی اسنے زبردستی پکڑکر
مکان کو لیچلنا چاہیے ان لوگون نے گرفتاری کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا
ملازمون کی کیا حقیقت تھی کہ مالک پر دست اندازی کر سکتے یہ بھی ساتھ ساتھ سکندر کے چلے
وہان فرتوت آتش زبان نے ساتون ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر گرد اُس کڑاہ کے چکر
لگانا شروع کیے قاعدہ یہ ہی کہ سات چکر لگائے اور جسکو چاہا وہ آگیا بس ادھر تو سات تو ان
چکر تمام ہوا ادھر سکندر دیرانی آگیا اُدھر صاحبقران دروازہ بارگاہ پر کھڑے تھے کہ دیکھا
سکندر چلا آتا ہی فرمایا خضر ان سے کہ خواجہ یہ کیون پلٹ آیا خضر ان نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ اپنے ہوش مین نہین ہی دیکھ لیجیے کہ اس طرف دیکھتا بھی نہین اور اُسی طرف چلا جاتا ہی سکندر
امیر کی طرف سے منہ پھیرے ہوے سامنے فرتوت آتش زبان کے پہونچا فرتوت
آتش زبان نے کہا کیون ای سکندر دیرانی تو نے خدا پرستون کی شرکت کی اور سامری پرستون
کو انکی طرف سے قتل کیا اب خداوند سامری کو کیا جواب دیگا سکندر نے گردن جھکا کے ندامت
ظاہر کی اور کہا کہ بیشک مجھ سے بہت بڑا قصور ہوا مجھے صاحبقران نے ایسا بہکایا کہ مجھ سے یہ حرکت ہوئی
فرتوت آتش زبان نے کہا کہ بس عوض اسکا یہ ہی کہ کود پڑ اس کڑاہ مین تا کہ تیرے گناہ کی سزا ملے
اور تو گناہون سے پاک ہوکر سامنے خداوند سامری و جمشید کے جا سکندر ایسا بیخود ہو رہا تھا کہ
اپنے پاؤن سے اس کڑاہ مین کود اگرتے ہی دھوان اُٹھا تلاطم ہوا جل کے خاک ہوگیا
پیرون نے شور کیا کہ گشتی مرا نام من سکندر دیرانی بود حیف مردیم و جاندادیم بمطلب خود نرسیدیم
اب ارادہ فرتوت آتش زبان کا یہ تھا کہ عیاران اسلام کو بھی اسی وقت پھونک دون

یہ اس قصد کو لورا نکرنے پایا تھا کہ دیکھا ساریق مع ارکین دولت تحائف ساتھ لیے ہوے چلا آتا ہے فرتوت آتش زبان نے خیال بھی نہ کیا کہ کون آتا ہے ساریق کو سختکان نے سمجھا یا کہ اس ساحر سے قتل کیجئے اور خداوندی نہ بگھاریے ورنہ ساری خداوندی وہ ایک دم مین اٹھا دے گا عوام کی باعث خداوندی ہے آپکو وہ جھوٹا کہتا ہے اور وہ اپنے غرور مین آپکی حقیقت نہین جانتا ہے ساریق سمجھانے سے سختکان کے تحائف لیکے حاضر ہوا اور اسلام کیا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ کیون تیرا کیا مقصد ہے ساریق نے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ دعوت میری قبول کیجئے آج شام کو باغ بہشت مین آپ کی دعوت ہے فرتوت آتش زبان نے قبول کیا اور وہ تحائف لیکے رکھ لیے اور کہا اے ساریق تو اطمینان رکھ مین تین دن کے اندر کل خداپرستون کا خاتمہ کر دونگا جس طرح مین مین نے سکندر دیرہ نشین کو پھونکا ہے اسی طرح سبکو پھونک دونگا ساریق نے کہا بس اب آپ ہی کی ذات کا سہارا ہے اور کسیکی توقع نہین ہے سختکان نے خداپرستون کے ظلم بیان کیے کہ لقا کو یون مارا ساحر شش کو دریاے محیط قلزم سے نکالکر اس بیدردی سے مارا فرتوت آتش زبان نے کہا مجھے سب معلوم ہے اب تو دیکھ لینا کہ مین ان خداپرستون کو کس طرح غارت کرتا ہون ادھر ساریق رخصت ہوا ادھر ہرکارون نے تمام باتین جا کر صاحبقران عالی شان کی خدمت مین بیان کین کہ ساریق خداوندیان بگھارتا ہوا گیا فرتوت آتش زبان کی بہت خوشامد کی اور آج باغ بہشت مین فرتوت آتش زبان کی دعوت کی ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ بعد دعوت جس طرح سکندر کو پھونکا ہے اسی طرح کل خداپرستون کو پھونک دونگا اگر ہزار کوس پر بھی کوئی خداپرست ہوگا تو خود ہی آ کے گا اور کڑاہ مین گر کر اپنی جان دے گا یہ سنکے اہل اسلام مین ہلچل پیدا ہو گئی صاحبقران نے اذن عام دیدیا کہ جس جسکا جی چاہے وہ بارگاہ سلیمانی مین آئے اور سرداران نامی وگرامی پر تاکید فرمائی کہ خبردار کوئی بارگاہ سے باہر قدم نہ نکالے یہ فرما کر آپ بارگاہ سے نکلے اور دوسرے خیمہ مین قیام فرمایا تمام سردار بارگاہ سے باہر نکل آئے اور عرض کی کہ یا صاحبقران اگر آپ بارگاہ سلیمانی مین قیام نہ فرمائینگے تو ہم بھی ہرگز بارگاہ سلیمانی مین نہ بیٹھینگے صاحبقران نے فرمایا میری بدنامی ہے لوگ کہینگے اک ساحر کے خوف سے صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین جا کے چھپے سرداروں نے عرض کی کہ ہم لوگ نمکحرام کہلائینگے کہ سردار کو تنہا چھوڑ دیا اور آپ اپنی جان بچائی حضرت ان نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تو ہونگے سب ایک ہی منزل پر جس وقت فرتوت آتش زبان سحر کرے گا تو جہان ہوگا وہ کھنچ کے پہونچ ہی جائے گا پھر ساری آپ کی آخری ملاقات وہین ہو جائیگی ہم تو جاتے ہین یہ کہکر خواجہ خضر ان نے چند سرداروں کو مثل قران تالث برق تالث طیفور بادیہ گرد و غیرہ کے اپنے ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہو گئے یہان بادشاہ اسلام نے جو دیکھا کہ تمام سردار مع امیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین بس سواری طلب کی اور خود بھی بادشاہ بارگاہ سے نکلے خبر صاحبقران کو ہوئی کہ ظل اللہ بھی بارگاہ کے باہر نکل آئے صاحبقران دوڑے ہوے بہرے استقبال آئے اور عرض کی کہ حضور یہ کیا غضب کیا اس پر آشوب زمانے مین آپ بارگاہ سے باہر قدم نہ نکالین اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنون پر کوئی آفت آ گئی تو بڑا غضب ہو جائیگا تمام اہل اسلام متفرق ہو جائینگے یہ وقت ہم لوگون کی جانثاری کا ہے یہ سنکے بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ اگر آپ بارگاہ مین نہ چلینگے تو مین بھی نہ جاؤنگا باہر ہی رہونگا صاحبقران نے عرض کی کہ یہ میری بدنامی ہے بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا آپکی بدنامی تو اسوقت ہے کہ طبل جنگ نہ بجے اور آپ بارگاہ کے باہر نہ نکلین جبتک طبل جنگ نہین بجتا ہے اسوقت تک آپ کے واسطے کوئی بدنامی نہین ہے یہ بات صاحبقران نے پسند کی اور ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لیکن اب کچھ حال فرتوت آتش زبان کا سنیے کہ یہ بیٹھا ہے گرد خیمہ کے ساحرون کا ہجوم ہے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے اک رتھ نمودار ہوا اور آتے آتے قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ اک طوائف ڈیرے دارنی نہایت حسین اُس رتھ پر سوار ہے سازندے ہمراہ ہین ایک نائکہ سپید جوڑا پہنے بیٹھی ہے بالون مین خضاب کیا ہوا آنکھین مکر و فریب سے بھری ہوئی پان جو کھایا ہے تو بسبب دانت نہ ہونے کے پیک باچھون سے بہی ہوئی ہے کاجل پھیلا ہوا ہے آتے ہی لشکریون سے دریافت کیا کہ سردار لشکر کا خیمہ کونسا ہے کسی ساحر نے کہدیا کہ وہ جو سیاہ خیمہ ہے اُسمین خداوند ساحران رونق افروز ہین یہ سنکے نائکہ نے رتھ کو وہین ٹھہرا دیا اور آپ نوچی کو لیکے رتھ سے اُتری اور خیمہ فرتوت آتش زبان کی طرف چلی جسوقت دروازہ خیمہ پر پہونچی اک ساحر بطور نگہبان کے بیٹھا تھا اُسنے عرض کی کہ اک طوائف کہین سے آئی ہے فرتوت آتش زبان بھی بیکار بیٹھا ہوا گھبرا رہا تھا کہا بلالو نائکہ نے جا کے سلام کیا اور نوچی کو پیش کر کے عرض کی کہ قربان جاؤن یہ گلاب کا پھول حاضر ہے دیکھیے تو کیا بنا ہوا ہے اُدھر اُس پری جمال نے لگاوٹ کی نگاہون سے فرتوت آتش زبان کو دیکھنا شروع کی وہ ناز و ادا دکھائی کہ فرتوت آتش زبان بھی دیکھکر مائل ہوا کہا کہ تمھارے سازندے کہان ہین عرض کی کہ ڈیرے پر ہین فرتوت آتش زبان نے کہا بلالو اک ساحر گیا اور سازندون سے اطلاع کی کہ تمکو بھی بلایا ہے اسیوقت وہ بھی پانچون آدمی طبلہ سارنگی مجیرے کی جوڑی ایک خدمتگار ایک ہاتھ مین سنگاردان لیے دوسرے ہاتھ مین پاندان یہ سب کے سب دعائین دیتے ہوے خیمہ مین داخل ہوے فرتوت آتش زبان نے گانے کا حکم دیا اُسیوقت سازندون نے ساز ملائے اور بی زہرہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

تڑپنے کا سبب برق فلک کچھ اور کہتی ہے
ہمارے درد پنہان کی چمک کچھ اور کہتی ہے

شب وعدہ اگر دل کی للک کچھ اور کہتی ہے
تو مایوسی بھی پیدا کر کے شک کچھ اور کہتی ہے

چھپا دُلا کہ بوے دوستی غیر کیا ہو گا
یہ عطر آلودہ کپڑون کی مہک کچھ اور کہتی ہے

فقط پہلے تو اس در کی جبین سائی کا سودا تھا
مگر اس وقت ماتھے کی دھمک کچھ اور کہتی ہے

کسی پردہ نشین کا راز الفت ہوگا اب افشا
کہ آج آنکھون مین اشکون کی جھلک کچھ اور کہتی ہے

قسم ملنے کی وقت ترک الفت ہمنے کھائی تھی
مگر چھوٹے تعلق کی للک کچھ اور کہتی ہے

وہ چپکے سے جہان تاکید ضبط آہ کرتے ہین
ہماری بیقراری بد دھڑک کچھ اور کہتی ہے

بہانہ دور سے آنے کا کر کے لاکھ وہ ٹالین
عرق آلودہ کپڑون کی مہک کچھ اور کہتی ہے

اُنھین گو صحبت اغیار سے انکار ہے ابتک
مگر شان ادا سے مشترک کچھ اور کہتی ہے

بچھایا تھا لگی کو تا بہ امکان اشک حسرت نے
پھر اس افسردہ شعلہ کی لپک کچھ اور کہتی ہے

حیا نے پردہ ڈالا گو جوانی کی اُمنگون پر
یہ سینے سے ڈوپٹے کی ڈھلک کچھ اور کہتی ہے

ہمیشہ یون تو جل اُٹھتی ہین آنکھین ضبط گریہ سے
مگر آج ان پھپھولون کی ٹپک کچھ اور کہتی ہے

علاج زخم بھی کر دو جو دل سے تیر کھینچا ہے
ابھی درد محبت کی کھٹک کچھ اور کہتی ہے

ادھر اک لٹکے ادچھے دار ہی مین ہو گئے بسمل
اُدھر نازک کلائی کی لچک کچھ اور کہتی ہے

اٹھایا قیس کا بیڑا تو اسنے جی کڑا کرکے | مگر تلوار اٹھانے مین جھجک کچھ اور کہتی ہے
گمان ہے نیم بسمل چھوٹنے کا دست قاتل سے | کہ تیور مین کڑے لیکن جھجک کچھ اور کہتی ہے
بہار باغ سے ہر چند کچھ صحرا نہین بہتر | جنون افزا ہواؤن کی سنک کچھ اور کہتی ہے
بچی جان آرزو اب تک کہ قاتل لاؤبالی تھا | جفا مین آج دشمن کی کمک کچھ اور کہتی ہے

وہ نازنین ماہ جبین کچھ اس اس طرح بتا بتا کے ایک ایک شعر کو گائی کہ ہر معاملے کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر گئی فرتوت آتش زبان محو ہو گیا بہت دیر تک زہرہ گایا کی تمام ساحر سمٹ کے گرد خیمہ کے جمع ہو گئے جنکی باریابی تھی وہ تو جھوم رہے تھے جو باہر تھے وہ اپنے سر دھن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا دیر تک یہی عالم رہا فرتوت آتش زبان نے بہت کچھ انعام دیا نائکہ نے دعائین دے دے کے سب اپنے پاس رکھا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ آج سارلیق نے باغ بہشت مین میری دعوت کی ہے اگر تم چلو تو تمھین بھی باغ بہشت کی سیر کرا لاؤن یہ سنکے بڑھیا نے زانو بدلا اور کہا قربان جاؤن ابھی اسکے دن بہشت مین جانے کے نہین ہین تمھے لیتے چلیے مگر اعمال ایسے کہان کہ بہشت مین جاؤن جوانی مین تو کالے سر کا ایک نہین چھوڑا اب بلی کی سی توبہ ہے کہ کوئی پوچھتا ہی نہین اسکی باتون پر فرتوت بہت ہنسا اور کہا یہ وہ بہشت نہین ہے جہان مر کے پہونچتے ہین یہان زندہ پہونچتے ہین اور سلامت آتے ہین اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو تمھین بھی ساتھ لیے چلینگے ساتھ کے سازندون نے عرض کی کہ یہ تو طائفہ پورا سا تارو ہن کا خواص رکھتا ہے جہان جاتے ہین سب ساتھ جاتے ہین فرتوت آتش زبان نے سارلیق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمھارا کچھ ہرج نہو تو ایک طوائف کو بھی مین اپنے ساتھ لیتا آؤن ایسے مقام فرحت انضمام مین اور اک دلچسپی ہوگی سارلیق نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ چاہے سارے لشکر کو لیکر تشریف لائیے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ نہین اسکی ضرورت نہین ہے الحاصل جب وقت آیا تو سارلیق بن لقا فرتوت آتش زبان کے لینے کو آیا سواریان ساتھ تھین یہ سبکے سب تخت روان پر سوار ہو کر جانب بہشت سارلیق روانہ ہوے جسوقت دروازہ بہشت پر پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ مرجان کا ہے کیلین زمرد کی اسمین نصب ہین اور نگہبان بہشت مرجان جادو کھڑا ہے اسنے جو سارلیق کو آتے دیکھا جھک کے سجدہ کیا اور فرتوت آتش زبان کو بھی سجدہ کیا یہ تو راستہ چھوڑ کے علیحدہ ہو گیا اور سارلیق فرتوت آتش زبان کو لیے ہوے داخل بہشت ہوا اور ایک ایک روش پٹری دکھاتا ہوا ہر چمن کی سیر کراتا ہوا چلا کسی مقام پر دیکھا کہ سبزہ چہار جانب ہے اور سڑکین سرخ بنی ہین جیسے کسی سبزہ رنگ کے لبون پان کی تحریر ہوتی ہے لیکن جھرمٹ حوران بہشتی کے اس طرح کہ تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کے سن بال لٹکائے ہوے چہرے چمکتے ہوے گویا آفتاب پر شب کو لپیٹے ہوے ہے وہ آپس کی چہلین وہ گرماگرمی لباس پر تکلف کچھ لڑکپن کچھ شباب دونون کی آمیزش نے قیامت کا الڑھو بنا پیدا کر دیا ہے کسی مقام پر درختان سرو برابر سے مودب کھڑے ہین کسی جگہ شمشاد اکڑ رہا ہے جب یہ درختان بے فیض گزر چکے تو نہالان بار آور نظر آئے سیبون کی سرخی سرخی عارض معشوقان پر چشمک زنی کر رہی تھی اور انار نارستان کو خجل کر رہے تھے جو انار جوش نمو سے شق ہو گئے تھے انسے خندہ دندان نما کا عالم نمودار تھا غرضکہ جو درخت تھا میوے سے لدا ہوا تھا شاخین زمین کو بوسہ دیرہی تھین جا بجا نہرین آب مصفا کی جاری تھین مچھلیان سبز و سرخ سنہری و زرد و اودی و کاسنی رنگ

تیرتی پھرتی تھین ہر آب حباب چھوڑ کر غرق ہو جاتی تھین گرد نہر کے نادرے چھوٹے چھوٹے پھولون کے
درختون کے لگے ہوے تھے کسی درخت مین گلہاے یاقوت تراشے ہوے لگے تھے کہ گلہاے
اصلی کو شرمندہ کرتے تھے شاخین زمرد کی ایسی سبز کہ سر سبزی کسی درخت کو کہان میسر کسی درخت
مین گلہاے نیلی یاقوت نیلی کے تراشے ہوے کسی مین یاقوت زرد کے تراشے ہوے گل لگے
ہوے تھے اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے جانور بھی جواہر کے بنے ہوے اُن درختون پر اسطرح
نصب کیے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹھے ہوے ہین اور بولا چاہتے ہین کسیکی منقار زمرد کی پر
یاقوت کے دم الماس کی کسی کی منقار مروارید کی آنکھین یاقوت کا پوٹا زرد یاقوت کا پر زمرد سبز
کے اسی طرح مختلف اللون جانور درختون پر نصب تھے فرتوت آتش زبان دل مین
کہتا ہی کہ واقع مین یہ دوسرون کے بھروسے پر ایسی خداوندی کر رہا ہی کہ ہم اپنے بوتے پر بھی
نہین کر سکتے اب جا بجا قصر نظر آنے لگے کوئی الماس نگار کوئی زمرد نگار کوئی یاقوت نگار نگاہین
خیرگی کرتی تھین ہوش پرواز کرتے تھے ہر قصر کی آرایش بیان سے باہر ہی سارلیق نے
تھوڑی تھوڑی دیر ہر قصر مین قیام کیا جو حورین اُس قصر کے متعلق ہین وہ آئین اور خدمت بجا لائین
اب سارلیق اس قصر رفیع مین پہونچا جہان فرتوت آتش زبان کو بٹھانا اور اُسکی
دعوت کرنا مد نظر تھی یہ قصر طلائی تھا اور ہر قسم کا جواہر اسمین نصب تھا شیشہ آلات بھی جواہر
کا ساختہ تھا بڑے بڑے آئینے الماس کے تراشے ہوے نصب تھے تمام قصر مین جواہر نگار
فرش تھا صدر مین جو مسند تھی وہ سب الماس نگار تھی سارلیق فرتوت آتش زبان کو لیے
ہوے صدر مین بیٹھا ہی اور سامان دعوت مہیا ہونے کا حکم دیا اُس وقت اس طوائف کی نائکہ
گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھتی تھی اور منہ مین پانی بھر آتا تھا کہ کیونکر یہ مل جاے لیکن سوختگان
غور سے طائفہ کے لوگون کو دیکھتا تھا کہ کچھ بولنے کی جرات نہوتی تھی کہ اگر کچھ کہا تو آئی گئی
تیرے ہی سر ہو جایگی ورنہ یہ جبکی ذکر مین ہین اُسکا انجام جو ہوتا ہی معلوم ہی اتنے مین سلیم جادو
اور اسلم جادو حاضر ہوے سلام کیا سلیم جادو کے سپرد شیشہ اسم اعظم تھا اور اسلم جادو
کی حفاظت مین چار دن شاہزادیان تھین چنانچہ اسلم جادو نے عرض کی کہ خداوند شاہزادیان
اور خداوندزادیان عرض کرتی ہین کہ اگر اجازت ہو تو آج ہم بھی سلام کے واسطے حاضر ہون سارلیق
نے کہا اچھا لے آؤ اسلم جادو گیا اور چار دن شاہزادیون کو سوار کر کے لایا جسوقت یہ خاتون
سے اُتر کر داخل قصر ہوئین تو دیکھا کہ چارون کے گلون مین سونے کی پتلی پتلی ہنسلیان سی
پڑی ہوئین ہین ہاتھون مین اُسی قسم کی ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کمر مین زنجیر طلائی نہایت
نازک جسکا سلسلہ تمام زیور اسیری تک پہونچا ہوا رنگ چہرون کے متغیر اداسی چھائی ہوئی یہ حالت
دیکھکر سارلیق نے اسلم جادو سے کہا کہ مین نے اس قید کا انکے لیے حکم نہین دیا تھا بس انکے
واسطے اتنی ہی قید کافی ہی کہ یہ آزادی سے پھرنے چلنے نہ پائین اسلم جادو نے خوف زدہ ہو گئے
توبہ کی اور اُسیوقت ہتھکڑیان بیڑیان وغیرہ سب حوران بہشتی سے اتروا ڈالین فرتوت آتش زبان
نے کہا اے سارلیق یہ کس جرم پر تو نے ان ماہرخون کو قید کا حکم دیا تھا سارلیق نے کہا کہ اسکا قصہ
طولانی ہی فرتوت نے کہا بیان تو کرو سوختگان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ خداوند اس قصہ کو
بیان کرتے ہوے شرمائینگے مجھسے سُنیے جس عہدے پر اب مین ہون اسی عہدہ پر ایک اور وزیر

تھا کہ نام اپنا اُسنے سودائی مشہور کیا تھا لیکن انتہا کا دانا تھا اور خدا پرست بنا خداوند کو مدت سے احمق بنائے ہوئے تھا جسوقت صاحبقران بہار مغرب مین پہونچے ہین اور بہار مغرب کو انھون نے فتح کیا ہے تو یہان سے ایک عیار گیا تھا اور وہ جاکر چار شاہزادون کو گرفتار کرلایا تھا پہلے تو خداوند نے سیر بہشت کرائی مقامات عمدہ دکھائے کہ شاید خدا پرست راہ پر آجائین مگر خدا پرست تو کبھی اپنا مذہب ترک ہی نہین کرتے آخر خداوند نے اک گنبد مین بند کرا کے انکو جلوا دیا حکیم سودائی نے لقب دلوا کر قبل اسکے کہ ہیزم مین آگ دیجاے چارون شاہزادون کو رہا کر کے اپنے گھر مین حفاظت سے رکھا انھون نے راتون کو نکل نکل کے شبخون مارنا شروع کیے لوگون نے شور کیا کہ وہ مغضوب خداوند بعد مرنے کے بھی آزار دیتے ہین حکیم سودائی نے خداوند کو ایسا گدھا بنایا کہ سمجھئیگا تو بہت ہنسیے گا کہا یا خداوند یہ جن ہین انکو اگر جانے آسایش دیدی جاے تو یہ تکلیف نہ پہونچائینگے خداوند مسخرے نے باغ چہار ہشت مین انکو بلایا اس باغ مین پہلے شاہزادیان رہتی تھین اُسی مقام میں اُن چارون نے رہنا پسند کیا وہ در اصل خالی روحین تو نہین تھین بلکہ جسم سمیت تھین اب سمجھ لیجیے کہ چار خوبصورت نوجوان مرد اور ایسی ہی عورتین ایک جا آزادی سے رہینگی تو کیا ہوگا اس خطا پر حکیم سودائی کو قید کر کے بھیج دیا شاہزادیون کو اسیری کا حکم دیا اُسی دن سے یہ شاہزادیان اسی بہشت مین مقید ہین یہ سُنکے فرتوت آتش زبان نے کہا ہے سماریق اپنی حماقت کا غصہ دوسرون پر یہ خطا تیری تھی یا ان لڑکیون کی تجھے اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے تھا جسکے عوض مین انکو مقید کیا اور سپہر آرا مہر آرا انجم آرا اختر آرا کی اطاعت کی تعریف کی اور اُسی وقت حکم دیا کہ پہلے انکے لباس بدلوا دو انکو گلے سے لگاؤ اسکے بعد جلسہ ہو سماریق نے اُسی وقت حوران بہشتی کو حکم دیا وہ تمام نازنینین آئین اور ان چارون کو لیگئین اور بعد آرایش زیور و لباس اب جو یہ آکر دوبارہ شریک جلسہ ہوئین تو اور ہی صورتین ہوگئین صدر مین تو سماریق اور فرتوت آتش زبان بیٹھا تھا بائین جانب سات ساحر ہمراہیان فرتوت آتش زبان سے بیٹھے تھے اور داہنی جانب یہ چارون شاہزادیان رونق افروز ہین پشت پر حسین و نازک اندام عورتین چھاے کھڑے تھین اور سامنے طائفہ حاضر تھا لیکن زہرہ بھی کچھ ایسے ناز و انداز دکھا رہی تھی کہ حوران بہشتی اُسے دیکھ دیکھ کے شرماتی تھین سماریق نے پہلے حوران بہشتی کو گانے اور ناچنے کا حکم دیا حوران بہشتی پرا باندھ کر سو سو کے غول ہاتھ سے ہاتھ ملا کے ناچنے لگین یہ سمان بھی قابل دید تھا اسکے بعد ان سب نے مل کے گانا شروع کیا انکے گانے سے بھی سب نہایت محظوظ ہوے لیکن فرتوت آتش زبان کو اپنے طائفے کے مقابل انہین سے کسیکا گانا پسند نہین آیا اُس وقت اسنے سماریق سے کہا کہ حوران جنت کا گانا تو ہمنے سنا اب ہم تمھین حور دنیا کا گانا سنواتے ہین یہ کہکر زہرہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ ہان ذرا تم بھی اپنا گانا سناؤ یہ سنتے ہی زہرہ پیشواز سنبھال کے سامنے آ بیٹھی سازندون نے ساز ملائے اور زہرہ نے لہک لہک کے گانا شروع کیا

غزل

جلا کر خاک کرنا شوق سے ہر استخوان میرا
اُسیکو لیگئے تم ایکدل تھا رازدان میرا
چمک سی آج اُٹھتی ہے جو سینے مین رہ رہکر
قفس لیجا کے رکھنا قریب آشیان میرا

نہ پردہ فاش کرنا بڑھ کے اے سقف نہان میرا
قفس سے جب نظر کرتا ہون دلمین درد اُٹھتا ہے
کسی محفل مین ہوتا ہوگا درد دل بیان میرا
ہنسے دیتے ہین سب جب لو اٹھا الفت کی بات ہے

کہون کس سے سنیگا کون تو ناگو بیان میرا
خوشی سے باغبان ملکر جلا دین آشیان میرا
اسیر دام ہون آگے رز چھپا در کھتا ہون
سمجھ ہی مین کسیکے اب نہین آتا بیان میرا

صبر تقلی وہ انکا میر کو تنہا کر چکا لیکن
خداوند اکسیکو تو نہ کرنا راز داں میرا
کسیکا بیٹھ کے بھی چار آنسو رو نہیں سکتا
کہوں کس سے بچا تو جل گیا ہی آشیاں میرا
حکایات چمن صیاد اک خواب پریشاں ہی
نہوگا حضرت ناطق سا بھی کوئی قدرداں میرا

وہ میرا پوچھنا تم لے سکو گے امتحاں میرا
ٹپکتے ہیں تصور کرتا ہوں جب آ میں شب فرقت
جگر نکلے دریچے اُٹھ آیا تھا کا گھر یا کہاں میرا
یوہیں ہنسنے دے مجھکو چارہ گر اب بھی قسمت سی
پتا لگتا نہیں یہ بھی کہاں تھا آشیاں میرا

جگر کی طرح دل میں بھی پڑے ہیں آبلے لیکن
کریگا مجھکو رسوا اے جہاں سوز نہاں میرا
اسیر تازہ ہوں میری زباں صیاد کیا جانے
بڑھیگا کوشش و لیلے رہبی وہ نہاں میرا
سخن فہم و سخنداں جنکو سب پیتا کہتے ہیں

اب جو زہرہ نے مجھے سر دن میں اس غزل کو گاتی ہے تو سماں باندھ دیا لوگ جھومنے لگے ساریق نے کہا کہ اگر یہ قبول کرے تو میں اسکو تمام حوروں کی افسری دیدوں نائکہ نے کہا کہ یا خداوند ابھی اسکا سن بہشت میں رہنے کا نہیں ہے ساریق نے کہا کہ اگر یہاں رہیگی تو جوان رہیگی اسکے حسن پر زوال نہ آنے پائیگا اور اسے دنیا میں لیجاؤ گی تو یہ تمہاری طرح بڑھیا ہوجائیگی نائکہ نے کہا کہ یہ تو خداوند کے اختیار کی باتیں ہیں ہر جگہ ممکن ہے کہا ہاں مگر طول حیات اور نوجوانی دوامی ہمنے اسی مقام سے مخصوص کردی ہے جو یہاں رہیگا یہ باتیں اُسے حاصل ہو سکتی ہیں نائکہ نے کہا کہ یہاں کی شراب میں بھی تو یہی تاثیر سنی گئی ہے کہ جو بوڑھا ہو تو وہ جوان ہوجائے ساریق نے کہا کہ کیا یہاں کی شراب پیئے گی نائکہ نے کہا کہ اگر خداوند کی مرضی ہوگی تو ہاں پیئونگی ساریق نے کہا کہ زہرہ کو ساقی گری بھی آتی ہے نائکہ نے کہا کہ اس کام میں تو اسکو کمال حاصل ہے آپ سامان منگوائیے اُسی وقت ساریق نے حکم دیا کشتیاں شراب کی آگئیں زہرہ اپنے مقام سے اُٹھی اور ناچتی گاتی ہوئی قریب کشتیوں کے آئی کشتی پوش ہٹائے ایک ہاتھ میں شیشہ ایک میں جام لیا اور تال پر ناچتی ہوئی رندانہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی

روح کس رند کی پیاسی گئی میخانے سے + جو اُڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے + بادہ خواران گذشتہ کا یہ حق ہے ساقی کچھ جو گر پڑتی ہے چھلکی ہوئی پیمانے سے +

اسطرح کے اشعار گاتی ہوئی سامنے فرتوت آتش زبان کے پہونچی اور جام پیش کیا فرتوت تو اُسکی اداؤں پر پہلے سے مٹا ہوا تھا زہرہ نے جام منہ سے لگا کے پھر ہٹا لیا اور مسکرائی فرتوت اور بھی مرگیا جلدی سے ہاتھ پکڑ کے جام منہ سے لگا لیا اور پی گیا زہرہ نے دوسرا جام لبریز کیا اور اسی طرح ناچتی گاتی ہوئی سامنے ساریق کے آئی اور جام پیش کیا ساریق نے بھی جام پی لیا اب یہ دورہ کرتی چلی جاتی ہے جب ان سبکو خوب چھکا چکی تو اپنے مولنا شروع کی اور کہا کہ خداوند کی جھوٹی شراب ہے جو پیئے گا وہ سیر دوزخ کی آنچ حرام ہوجائیگی پھر تو یہ حالت ہوئی کہ خم کے خم لنڈھکنے لگے جتنے ساکنان بہشت تھے سبنے وہ شراب خوب پی نمک سحر کا سی کل شراب میں برابر سے ملا ہوا تھا تھوڑی ہی دیر میں یہ حالت ہوئی کہ فرتوت آتش زبان بے چین ہوا اپنے مقام سے اُٹھا اُدھر سے ساریق اُٹھا دونوں میں لڑائی ہونے لگی اسکی چٹیا اسکے ہاتھ اور اسکے ہاتھ اسکے کان لڑتے لڑتے دونوں چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوئے جو اور لوگ موجود تھے وہ اُٹھانے کو چلے ہوا لگی یہ بھی سب نیچے ٹانگیں اوپر دھما دھم کر کے گرنے لگے غرضکہ جسقدر لوگ یہاں تھے سب کے سب بیہوش ہوئے اب تو نائکہ نے نعرہ کیا کہ باش ای کفار بدکردار منم خواجہ خضران بن عمر ثانی اللہ نازنین نے کہا منم مہتر برق ثالث کا نعرہ کیا اور طبلیے نے طیفور کا نعرہ کیا اسی طرح سے سب عیاروں نے نعرے کیے اب خضران نے کہا کہ جلدی جلدی پردے چھوڑ دو اسوقت تمام قصر کے پردے چھوڑ دیے گئے اب حکم دیا کہ جسقدر مال و اسباب اس باغ بہشت نظیر میں ہے سب لوٹ لو عیاروں نے لوٹ کے ڈھیر لگانا شروع کیے اور خضران نے جال الیاسی مار مار کے سمیٹنا شروع کیا آتش فروش

جھاڑ بر ذنگ جھاپے کنول مندین لباس سبکے آتار لیے اور برہنہ کرکے ڈال دیا اور صورت ساریق
کی لنگور کی بنائی ایک دم پیچھے اسکے لگا کے منہ کالا کیا اور فرتوت آتش زبان کو سور کی صورت
بنایا ساریق کو فرتوت پر بٹھایا اور جتنے مقرب تھے سب کی بکری کی گت بنائی کسیکو بندر کسیکو کتا کسیکو
ریچھ اور بخشگان کو مادہ گرگ کی صورت بنا کے استرے داڑھیان صاف کین فرتوت آتش زبان
اور ساریق کے منہ پر موت موت کے ڈاڑھی ان دونون کی خوب مونڈی اور ایک پرچہ لکھ کے
ایک بال فرتوت آتش زبان کی داڑھی مین رہنے دیا تھا اسمین باندھ دیا مضمون یہ تھا او ملعون افسوس کہ تو نے آتے ہی سکندر
دیرانی کو پھونک دیا اگر مین واقف ہوجاتا تیرے ارادے سے تو کیا مجال تیری کہ تو سکندر کو پھونک سکتا اور حکم صاحبقران سے مجبور
ہون کہ باوجود تیری بیحیائی کے بھی انکا حکم نہین ہے کہ کسی کافر کو بے حجت تمام کیے قتل کر ڈالو ورنہ اسی وقت مین
تجھے مار ڈالتا یہ انھین کے تصدق مین اسوقت بھی تیری جان بچی ہے احسان مان صاحبقران ذیشان
کا یہ پرچہ باندھ کے ایک پرچہ اور تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے نگہبان دروازہ بہشت اس طائفہ کے
لوگون کو تم انکے ڈیرہ پر پہونچوا دے خداوند انکی کئی روز بہشت مین قیام فرمائینگے اس پرچہ کے اوپر
مہر ساریق کے ہاتھ سے اتار کے ثبت کردی بعد اسکے مشاہیر دلیران کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اسکے بعد
اسلم جادو اور سلیم جادو کے مسکن پر جا کے شیشہ اسم اعظم اپنے قبضہ مین کیا اور ان دونون ساحرون
کو بھی اوندھا سیدھا باندھ کے یہ سبکے سب وہان سے دروازہ بہشت پر آئے نگہبان بہشت نے جو وہ
حکم نامہ دیکھا اسی وقت تخت روان منگا کے ان ساتون آدمیون کو سوار کرکے روانہ کردیا جب یہ اپنے
ڈیرہ پر پہنچے تو اسی وقت کوچ کردیا راستے مین ایک باغ آمون کا ملا وہان سب کے سب رتھ
سے اترے خضران نے سب سامان کو مع رتھ اٹھا کے نذر زنبیل کرلیا اور اب یہ عیار اپنی
ہیئت اصلی پر آئے خضران نے سب سے پہلے اسی کا شیشہ اسم اعظم توڑ ڈالا اس خیال سے کہ مبادا
وہ ملعون آتے ہی فساد برپا کرے تو صاحبقران اپنی حفاظت تو کرسکین بعد اسکے ان عیارون
نے آم توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہان وہ سب کے سب بیہوش پڑے تھے جو فراحت سے دو دن
کے باہر تھے پہلے انکو ہوش آیا گھبرائے کہ ہم دن دہاڑے سو گئے تھے ایسا نہو خداوند ناراض
ہوکر غضبناک ہون تو کہین ٹھکانا نہ رہیگا یہ خیال کرکے یہ سبکے سب اندر قصر کے آکے یہان دیکھا
تو بجائے خداوند اور ارکین دولت کتے اور لنگور اور بندر اور سیار پڑے ہوے ہین پردے
اٹھنے سے ہوا جو لگی تو یہ سب بھی ہوشیار ہوے ان خواصون نے ساریق کو مارنا شروع کیا
کہ اے لنگور تو یہان کہان چلا آیا کوئی ساریق کو مار رہا تھا اور نکال رہا تھا اور کسی نے فرتوت آتش زبان کو سور
سمجھ کے لتیانا شروع کیا جب یہ دونون ہوش مین آئے تو ساریق نے نعرہ کیا کہ او حرامزادو کیا کرتے ہو
متم ساریق ہون لقا ادھر سور چلایا کہ ہم فرتوت آتش زبان ابتو یہ لوگ رکے کہ یہ معرکہ ہے کہ لنگور
منہ ساریق کی صدا دیتا ہے اور سور فرتوت آتش زبان کا نام بتاتا ہے یہ لوگ کہنے لگے کہ یا
خداوند ہم تیرے اسرار نہین سمجھ سکتے کہ کیا ہین یا تو وہ سامان یا یہ ہیئت کہ جو کہ وہ جانور تھے تو انکی
صورت بنا ہوا ہے اور مال و اسباب بھی قصر کا نہین معلوم ہوتا ساریق نے کہا آئینہ لاؤ اسوقت
خدمتگارون نے آئینہ لا لا کے دکھائے ہر ایک اپنی اپنی صورت دیکھکر نہایت ذلیل و خفیف
ہوا جب فرتوت نے اپنی ڈاڑھی کے بال مین رقعہ بندھے دیکھا تو اسنے کھول کر پڑھا اس وقت
معلوم ہوا کہ یہ کام خضران کا تھا اور وہ طائفہ جو ساتھ آیا تھا وہ وہی عیار تھے ساریق نے کہا

دیکھو تو یہ سب کہان گئے بغیر میری اجازت کے کوئی بہشت کے باہر قدم نہین رکھتا ہی ابھی ان بندگان بے ادب کو گرفتار کرو سختگان نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے اپنے مرشدون کو مجھ سے زیادہ کون پہچانے گا مگر مارے ڈر کے بیان نکیا کہ اگر کچھ منھ سے نکالا تو ہماری خیریت نہوگی اور جو ہونے والا ہی وہ تو ہر طرح ہوگا بعد اسکے فرتوت آتش زبان کی طرف دیکھکے کہا کہ یا خداوند ساحران دیکھا آپنے کہ عیاران اسلام کس بلا کے ہین اب اس سے زیادہ کیا ذلت ہو سکتی ہی کہ خداوندان کو سور اور لنگور بنایا ڈاڑھیان مونڈین تمام بہشت کا مال و اسباب لوٹ کے اپنے قبضہ مین کیا اب یہ بہشت نہین بلکہ جنگل ہی ساریق نے جو قصر کو بھی لٹا ہوا پایا کہا ارے دیکھو تو وہ ناندے جو کنارے نہرون کے رکھے تھے ہین یا نہین سختگان نے کہا کہ اب کچھ بھی نہوگا لوگ دوڑے گئے جو پلٹ کے آیا خبر بد ہی سنائی دی کسی نے کہا کہ تمام بہشت مین کسی درخت مین میوہ وغیرہ کچھ باقی نہین ہی کسی نے کہا کہ جواہر کے نام تو کوئی شے باقی نہین رہی ناندے واندے سب غائب ہو گئے ایک نے آکے کہا کہ نہر کی مچھلیان تک نہین معلوم ہوتین کسی نے آگے کہا کہ جو حالت اس قصر کی ہی یہی حالت ہر قصر بہشت کی ہی اب تو ساریق بدحواس ہو گیا چند ساحر جو ڈھونڈھنے کو نکلے تھے انھون نے آکے بیان کیا کہ وہ یہان سے چلدیے کسیکا پتا بھی نہین ساریق نے کہا کہ وہ یہان سے بغیر میرے حکم کے جا ہی نہین سکتے سختگان نے کہا کہ کیا تیری عقل پر پتھر پڑے ہین ارے جانے والے کو کوئی روک بھی سکتا ہی اور پھر ان لوگون کو جو خواص ہوا کا رکھتے ہین لیکن فرتوت آتش زبان جو ذلیل ہوا اور سختگان نے میٹھی چھریان بھونک بھونک کے اسکو اور تاؤ دلوایا تو بس یہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے ساریق اگر تین دن کے عرصہ مین ایک خدا پرست بھی باقی رہجائے تو تو مجھکو فرتوت آتش زبان نہ کہنا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا چونکہ یہ سبکے سب برہنہ ہی تھے تو خدمتگارون کے سامنے تک نصیب ہوے درخت کے پتون سے ستر چھپائے ہوے دروازہ بہشت پر آگئے اس وقت ساریق کو خیال آیا کہ حورین کہان ہین ایک بھی نظر نہین آتی کہا دیکھو تو حورین کیا ہوئین پھر خدمتگار اور مصاحب ادھر ادھر دوڑے مگر کوئی حور نہ دکھائی دی آکر بیان کیا کہ کوئی نہین ہی مرد تو ہین عورت ایک نہین بلکہ مرد بھی جو حسین و نوعمر تھے وہ بھی غائب ہین ساریق نے دروازہ بہشت پر پہونچ کے کہا کہ اے نگہبان بہشت ہمارے آنے کے بعد اس طرف سے کوئی گیا تھا اسنے پرچہ مہری نکال کے دکھایا کہ وہ طائفہ جو آپکے ساتھ آیا تھا وہی لوگ یہ فرمان جب ہمارے پاس لائے تو ہمنے راستہ جانے کا دیا ساریق نے اپنی مہر دیکھی حیران ہوا سختگان نے کہا کہ قربان اس ہوشیاری و دانائی کے ساریق نے کہا کہ اتنا اسباب میری بہشت مین تھا کہ برسون مین بھی بہشت سے نکل نہ سکتا یہ چند آدمی کیونکر لے گئے سیکڑون چھکڑے بار ہو جاتے میوہ اتنا تھا کہ جسکی حد و انتہا نہین علاوہ اسکے حورون کو کیونکر لے گئے سختگان نے کہا کہ انھین سب قدرت حاصل ہی یہی شکر کیجیے کہ آپکو چھوڑ گئے اور زندہ و سالم چھوڑ گئے الغرض بہشت تو اجڑ گیا اور یہ سب با حال خراب بہشت سے نکلکر روانہ ہوے ساریق تو اپنے قیطول کی طرف بھاگا اور فرتوت آتش زبان اپنے لشکر مین آیا جب ساریق اپنے مقام پر پہونچا اور لوگون نے اسکو برہنہ دیکھا پوچھا یا خداوند یہ کیا حالت ہی ساریق بیچارے نے کہا کہ اے گستاخ بندو مصلحت خداوندی مین دخل نہ دو تم نہین جانتے ہو جو ہم جانتے ہین اپنے بندون کی ایسی ناز برداری نکرین تو ہم خداوند کاہے کے ہمارے تو

بھی بندرے ہین لنگور اور سور اور گدہے لوگ اُنہین چشم حقارت سے دیکھتے ہین اسلیے ہمنے اپنی صورت لنگور کی بنائی فرتوت ایسے معزز شخص کو سور بنا دیا جو لوگ برہنہ پھرتے ہین اُنکی لیکن کے واسطے برہنہ بھی ہو گئے سختگان تو صاف صاف کہتا تھا کہ بے لالہ خداوند تیرا کیا کہنا یہ سب حرکتین وہی لقا کی ایسی ہین دہی خرابیان بھی پیش آتے معلوم ہوتی ہین ساریق کو بہشت کے لٹنے کا ایسا صدمہ ہوا کہ قدرتین بگھار بھول گیا وہان فرتوت آتش زبان نے سحر کرکے اپنا لباس درست کر لیا تھا اسنے لشکر مین پہونچتے ہی حکم دیا کہ ابھی کڑاہ گرم کیا جائے مین تین دن کے اندر تمام اہل اسلام کو اسی کڑاہ مین جلا کے خاک کر دونگا جو ہزار ہزار دو دو ہزار کوس کے فاصلے پر ہین وہ بھی آ آ کر اپنی جانین دینگے یہان تو کڑاہ گرم ہونے لگا اور ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان کے روانہ ہوے اور جا کر سارا ماجرا بیان کیا کہا کہ کل باغ بہشت مین ساریق نے فرتوت آتش زبان کی دعوت کی تھی نہین معلوم کس طرح سرگروہ عیاران خواجہ خضران بہشت مین پہونچ گئے ساری بہشت کو لوٹا ساریق اور فرتوت کی ڈاڑھی مونڈی فرتوت آتش زبان نہایت غصہ مین آیا ہی کہتا ہے کہ تین دن مین تمام عالم کے خدا پرستون کو غارت کر دونگا صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ خضران نے اسے مار کیون نہ ڈالا ایسے موذی کو اور قابو پاکے چھوڑ دیا اتنے مین اک شخص اور آیا اور عرض کی کہ خضران نے بعد تسلیم عرض کی ہے کہ سینۂ اسم اعظم مین نے توڑ ڈالا ہے اب حضور حفاظت اپنی مع لشکر اچھی طرح سے کرین کہ فرتوت بہت جلا ہوا ہے اور اُسنے کڑاہ گرم کرایا ہے اور مین تو خانہ کعبہ کو جاتا ہون جو ملے کام کا تھا وہ مین کر چلا یہ سنکے صاحبقران نے جو خیال کیا تو اسم اعظم کو یاد نہ پایا فرمایا کیا مجال ہے اُس ملعون کی کہ اہل اسلام کو میری موجودگی مین آزار پہونچا سکے خضران نے کلیم نکال کے طیفور کو دی اور کہا کہ لو اسے اور تم تو اسے اوڑھ کے اپنی جان بچاؤ ہمارا الہی خدا حافظ ہے جو بچا وہی سہی طیفور نے کہا کہ خواجہ یہ تم سے نہ ہوگا کہ مین اپنی جان بچاؤن اور آپکو چھوڑ دون جو سبکا حال وہ اپنا حال خضران نے پیٹھ ٹھونکی اور کہا کہ نہ گھبراؤ کیا مجال ہے اُسکی جو بال بیکا کر سکے یہ کہکے منڈہی حضرت داؤدی کے نکال کے اُسکے تین ورق قائم کیے اور ہر ورق مین تعبیہ کمند آصفائے یا صفا کی نہایت باریک کرکے لگائی اور دیو جامہ پہن کے بیچ مین آپ بیٹھے داہنی جانب طیفور کو بٹھایا بائین جانب برق ثالث کو اور عیارون کو پشت پر جگہ دی طیفور نے دائرہ کو چھیڑنا شروع کیا اور برق نے ستار کی گتین نکالنا شروع کین آپ بیچ مین تن کے بیٹھے اور سننے لگے وہان کا حال سنیے کہ جس وقت کڑاہ گرم ہو گیا تو فرتوت آتش زبان نے جھولی پر سحر ہاتھ ڈالا اور اک ترنج نکال کر زمین پر مارا اور آواز دی کہ جا جس مقام پر خضران عیار ہو اُسے گرفتار کر لا بس یہ کہنا تھا کہ ترنج شق ہوا اور دھوان پیچیدہ ہوکے شن شن کرتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا اور یہان فرتوت آتش زبان نے گرد کڑاہ کے چکر لگانا شروع کیے اور اسم سحر پڑھنے لگا وہان دھوان لپکتا ہوا اُس منڈہی کے پہونچا فرتوت تو اپنے سحر کو زور دے ہی رہا تھا دھوئین نے جو خضران کو بیٹھے دیکھا سمٹ کے دروازے سے اندر منڈہی کے جانے کا قصد کیا لیکن کیا مجال ہے کسیکی کہ بے حکم خضران اندر آ سکے دھوان کیسا ہوا کا گذر تو ممکن نہین ہے دھوان آگ لگ کے ابر سیاہ یا کالا چیتھڑا بن کہیے کہ دھوان پانی ہوا جالا بنکے در مین لٹک گیا خواجہ نے جلدی سے اس چیتھڑے کو چھوڑا اسکے داخل زنبیل کر لیا کہ فتیلہ وغیرہ بنانے کے کام آئے گا

وہان ساتون جگر فرتوت آتش زبان کے تمام ہوگئے اور کوئی نہ آیا اُسوقت تو یہ حیران ہوا اور اسنے
دوسرا ترنج جھولی سے نکال کے کھینچ مارا یہ ترنج بھی پھٹا اور اسی طرح دھوان پیچیدہ ہوکے روانہ ہوا
پھر اسنے سات چکر لگائے مگر کوئی اثر ظاہر ہوا دھوان ہی چھتر بنکے لٹک رہا اب تو اسے بہت
غصہ آیا لبراپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ تم جاکے پکڑ لاؤ ان ساحرون مین سے ایک ساحر بہوت
جادو نام روانہ ہوا جسوقت سامنے منڈھے کے پہونچا آواز دی کہ او دزد باریک معلوم ہوتا ہی تونے بھی
کچھ اچھی وقت بیوقت کے لیے دو چار انچھر یاد کرلیے ہین جبھی تو ساحرون کو پریشان کرتا ہی لیکن مجھپر
تیرا سحر نہ چلیگا منم بہوت جادو فرستادہ خداوند ساحران یہ سنتے فرتوت آتش زبان یہ کہکر جو تڑپتا
ہی اور برق بنکے گرجتا ہی تو یہ قصد کیا کہ اندر گھس کے ان سبکو پکڑ لیجاؤن لیکن جیسے ہی قریب در
کے پہونچا اُلٹا ہوکے لٹک گیا خواجہ نے اسکو بھی پھندے سے چھڑا کے نکالہ زبان پر سوزن کرکے
نذر زنبیل کرلیا اور پھر اسیطرح پھندا لگا دیا وہان دیر ہوئی تو فرتوت آتش زبان نے دوسرے
ساحر کو روانہ کیا خلاصہ یہ کہ ساتون آکے اسی طرح پھنس گئے اور کچھ کام نہ نکلا اب تو فرتوت آتش زبان
کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ مین آپ جاتا ہون اور اپنے مجرم کو لاتا ہون یہ کہکر زمین پر لات
ماری اور اژدر دہان بنکے سائین سائین کرتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا وہان خواجہ اسی طرح اطمینان
سے بیٹھے ہوے ستار بجا رہے تھے ہو حق مچی ہوئی تھی کہ دیکھا جانب صحرا سے اک بلاے سیاہ
آتی ہی اور آگے آگے سیاہی کے شعلے کی سی لپٹ معلوم ہوتی ہی گویا ابر سیاہ مین بجلی چمک رہی ہی یا شفق
پس پشت شب کو لیے چلی آتی ہی خضران نے کہا اب وہ ملعون خود آتا ہی آنے دو دیکھو تو کیا اسی
حرامزادے کی گت بنا تا ہون اتنے مین وہ سیاہی قریب پہونچی تو دیکھا کہ اک اژدہا جوش و خروش
مین چلا آتا ہی اور وہین سے ہر نفس مین شعلے نکلتے ہین کہ گھانس جلتی جاتی ہی کنکر پتھر سیاہ ہوجاتے
ہین ادھر یہ ملعون جو سامنے منڈھی کے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ چار تنکون کی جھونپڑی مین خضران بیٹھا
ہی لبراسنے غصہ مین قصد کیا کہ مع منڈھی پھونک دون بس جیسے ہی قلابۂ آتشین چھوڑا چادر شعلہ
اوپر منڈھی کے آکے گری آتش افسردہ ہوگئی بس اسنے تڑپ کے ہیئت انسانی پیدا کی اور پکارا کہ او
دزد باریک معلوم ہوتا ہی کہ یہ تحفہ کسی ساحر سے تجھے ہاتھ آیا ہی خضران نے کہا او ملعون ساحر پر ہم
لعنت کرتے ہین ارے یہ عطیہ بھی خدا کا ہی کیا مجال ہی کسیکی کہ سحر سے اسکو مٹا سکے اگر اسے مٹانا
چاہے تو آپ مٹجائے اور غارت ہوجائے یہ سنکے فرتوت آتش زبان نے ہاتھ بڑھایا اور
چاہا کہ خواجہ کو پکڑ کے باہر کھینچ لون خواجہ پیچھے سرکے جتنا یہ ہاتھ بڑھاتا جاتا ہی اتنا خواجہ پیچھے
سرکتے جاتے ہین حتے کہ اسنے جھکا کے پانون اندر بڑھایا اور جا پا گھس گئے پکڑ لون بس خواجہ نے انگشت
سے اشارہ کیا فوراً حلقہ کمند کا گردن مین پھنس گیا ہرچند اسنے اُف اُف کی کہ کمند کو جلا دون لیکن کچھ نہوا
شعلے منہ سے نکل نکل کے فرو ہوگئے خواجہ نے کہا او ملعون کہہ کیا کہتا ہی دیکھا تونے اعجاز نبی کو اور
فرتوت کو پکڑ کے نکالہ زبان پر سوزن کرکے داخل زنبیل کرلیا اور طیفور سے کہا کہ اب چلو
خدمت صاحبقران مین چلین یہ کہکے رنگ و روغن عیاری اپنے چہرہ پر لگاکے صورت اپنی خواجہ
عمرو ثانی کی بنائی اور طیفور و برق وغیرہ کا اُن عیارون کی صورت بنائی جو خواجہ عمرو ثانی کے ساتھ گئے
تھے اور منڈھی کو اُٹھا کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوے جسوقت قریب بارگاہ سلیمانی کے
بلکہ دروازہ بارگاہ پر پہونچ گئے اُس وقت منڈھی کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور بسم اللہ کہکر داخل

بارگاہ سلیمانی ہوے یہان بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کو باہر بارگاہ کے اپنی خیمہ کے موافق نہین
نکلنے دیا تھا کہ جب طبل جنگ بجے اس وقت مین مانع نہین ہون صاحبقران عرض کر رہے تھے
کہ اسکا یہ آئین نہین ہے کہ طبل جنگ بجوائیے دیکھا آپنے کہ سکندر دیرینہ نشین کو اس ملعون
نے کس طرح جلا دیا کہ اگر سامنے جاتے ہوے نہ دیکھتے تو خبر بھی نہوتی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
ابتو سردارین موجود ہین جو اہل اسلام دوسرے مقامات پر ہین اُنسے کیا تعلق ہے فرتوت
آتش زبان کا پہاڑ حملہ انھین لوگون پر ہوگا جو یہان موجود ہین صاحبقران نے عرض کی کہ میرا
عیار گیا ہوا ہے مجھے اسکی بڑی فکر ہے اگر اپنی آنکھ سے اُسے بھی فرتوت کی طرف جاتے دیکھو نگا
تو حتی الامکان بچانے کی کوشش کرونگا کہ اب اسم اعظم مجکو یاد ہے بادشاہ مجبور ہو کے خاموش
ہوے تھے اور صاحبقران اپنی جگہ سے اُٹھنے ہی کو تھے کہ دروازہ بارگاہ پر سے خواجہ عمرو ثانی
نمودار ہوے اور سلام علیکم کی آواز دی دیکھا سبنے کہ ابتو خواجہ کی اور ہی وضع ہے خاص عربون کا
لباس پہنے بڑی سی تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتے چلے آتے ہین تمام عیار پیشوائی کو دوڑے اور قدمبوس
سے لپٹے تو کوئی کسیکی خیریت پوچھتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ خواجہ اسطرف
کیونکر آنا ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کا مزاج کیسا ہے عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور کے اقبال
سے اچھے ہین میرے حاضر ہونے کا سبب یہ ہوا کہ مین نے حضران کو خواب مین دیکھا کہ آگ کی طرف
کھنچا چلا جاتا ہے یہ خواب دیکھکر مین وہان سے چلا کہ نہین معلوم حضران پر کیا آفت پڑی یہان آکر
فرتوت آتش زبان کو گرفتار کیا کہ وہ ایک ہی کافر خاسر تھا یہ کہکر فرتوت آتش زبان کو
کو طلب کیا سعد اسعدون نے لاکر سامنے صاحبقران کے ڈالدیا دیکھا کہ واقع مین زبان پر
تکلہ دیا ہوا فرتوت آتش زبان پڑا ہوا ہے فرمایا خواجہ کار بے کردی کہ کسے نکردہ اگر تم نہ آتے
تو اس ملعون کا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا خواجہ نے کہا کہ یہ سب حضور کے اقبال کی یاوری تھی
اب صاحبقران نے عیارون کو حکم دیا کہ جاکر طیفور اور خضران کو تلاش کرو کہ کہان گئے ہین
آئین اور خواجہ کی دستبوسی حاصل عیارون نے جانے کا قصد کیا تھا کہ عمر نقلی نے منھ پر ہاتھ
پھیرا اور جھکے سلام کیا کہ یہ وہی غلام ہے جسے حضور نے یاد کیا تھا بھلا خواجہ کا سپاٹ دن کو سامنے
سے آنا کہان ممکن تھا طیفور نے بھی منھ دھوکر صورت اصلی دکھائی ابتو تمام اہل دربار کو نہایت
حیرت ہوئی بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام نے خضران کی نہایت تعریف کی اب
امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ باندھ دو اس ملعون کو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو اسکو خواجہ
نے سات ساحر جو ہمراہیان فرتوت آتش زبان سے تھے ان سبکو نکال کر پیش کیا اور
عرض کی کہ یہ بھی حاضر ہین انکو بھی ستون سے بندھوا دیا اور فرمایا کہ ہوشیار کر کے تکلے زبانون سے
انکے کھینچ دو اور خواجہ نے اسیوقت ان سبکو رفع بیہوشی سونگھا کر تکلے زبانون سے کھینچ لیے
اُس وقت فرتوت آتش زبان گھبرا گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھنے لگا خواجہ نے کہا او
مغرور دیکھ اپنی حالت کو اور پہچان اس خدائے جبار کو جسنے تجکو تیرے غرور کا یہ پھل دکھایا
فرتوت آتش زبان نے چاہا سحر کے پھونک دون سبکو سحر نے تاثیر نہ کی کہ یہ بارگاہ سلیمانی
مین تھا صاحبقران نے ارشاد کیا کہ دیکھ ای فرتوت آتش زبان جان بوجھ کے انجان
نہ بن خدائے حقیقی کو نہ بھول اب بھی پہچان اپنے خالق حقیقی کو تو مین تجھ سے وعدہ کرتا ہون

کہ بعد فتح تمام گلستان باختر تجھے دیدونگا ورنہ اس ذلت وخواری سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا
اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے یہ سنکے فرتوت آتش زبان ہنسا اور کہنے لگا کہ ای امیر دام
خدا پریشان کیا تو میرا قتل آسان سمجھا ہی تو اپنے کو صاحب اسم اعظم کہتا ہی تلوار لگا کے دیکھ کہ مین
تیرے قتل کیے سے قتل بھی ہوتا ہون یا نہین تو نے ابھی مجھے پہچانا نہین میری گرفتاری پر خوش ہو گیا
مجال ہی کسیکی کہ مجھے قتل کر سکے اور جو شخص خداوند کہلاتا ہو وہ اپنا خدا اسکو بناے بس یہ سنکے
صاحبقران نے اسکے ہمراہیون کو نصیحت فرمانا شروع کیا کہ تمکو کسکا بھروسا ہی جو دین اسلام
اختیار نہین کرتے ہو مین تمہے بھی بغیر قتل کیے ہرگز نچھوڑونگا تمھاری کیا حقیقت ہی اس وقت
ان ساحرون نے عرض کی کہ یا امیر آپ ہمین مقید رہنے دیجیے اگر آپ انھین قتل کر سکے تو ہم
ایمان لاوینگے اور اگر قتل نکر سکے تو ہرگز ایمان نہ لاوینگے نہ پھر آپ ہمکو قید رکھیے گا فرمایا کیا مضایقہ ہی
ہو یہ سب ساحر زندان خانہ مین بھیج دیے گئے اور فرتوت آتش زبان کے لیے حکم قتل ملا اسی وقت
تیاری میدان خونی کی سامنے بارگاہ سلیمانی کے ہونے لگی چونکہ قتل کرنا کسیکا بارگاہ سلیمانی مین درست نہ تھا
اس وجہ سے میدان کی تیاری ہوئی اور چارچی نے چارچ دیا کہ فرتوت آتش زبان قتل ہوگا جسکو
دعوی ہو وہ آکے چھڑا لیجاے یہ سنتے تمام پرستاران ساریق مین ہلچل مچ گئی ساریق نے
کہا ای بندگان مین پریشان ہو مین نے یہ تقدیر ہی نہین کی کہ وہ بندہ خاص میرا قتل ہو مین نے اسکی اجل ہی
معین نہین کی ہی لیکن سخنگان نے کہا کہ بس اب خاتمہ ہی اور وہ وقت قریب ہی کہ یہان سے بھاگنا
پڑیگا کوئی جا سوچنا چاہیے ساحرون نے کہا کہ ہم جا کر پڑینگے اور اپنی جانین دینگے مگر جس طرح ممکن
ہوگا فرتوت آتش زبان کو چھڑا کے لاوینگے یہان میدان خونی تیار ہوا اور فرتوت آتش زبان کو
صاحبقران نے طلب کیا خضر نے عرض کی یا صاحبقران آپنے ڈھنڈورا پٹوا دیا ہی تمام عالم آگاہ
ہو گیا کہ اتنا بڑا ساحر قتل ہوتا ہی ساریق کی طرف لاکھون ساحر جمع ہین چالیس ہزار ساحر اسی کے
لشکر کے ہین وہ لوگ آوینگے اور قیامتین برپا کرینگے آپ کی طرف چار ساحر طلسم چہار گوشہ کے کیا کر سکتے ہین
فرمایا کچھ پرواہ نہین کہ وہ کل لشکر میدان کا محاصرہ کیے رہے اور قبیل معقول مقبل وفادار کو طلب کیا
جب سب حاضر ہوے تو انکو گرد چبوترہ ریگ کے بیٹھنے کا حکم دیا اور تیرون پر اسم اعظم دم کر کے
انکو عطا کیے اور فرمایا کہ تیر چلہ کمان مین پیوستہ کیے رہو اگر آسمان پر ستارہ بھی چمکے تو تیر مار دینا تامل
نکرنا یہ سنکے ناوک انداز گرد چبوترہ ریگ کے جمع ہو گئے اور تیر چلہاے کمان مین پیوستہ کر لیے
اب امیر نے مملوک بن مالک سے ارشاد کیا کہ تم چبوترہ ریگ پر اپنے نیزہ بازون سمیت سنانون
سے سنان ملا کے کھڑے ہو جاو سنانون پر اسم اعظم دم کر دیا اور ان لوگون کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ جھپک بھی معلوم ہو اور نیزہ مار دینا تامل نہ کرنا اور آپ خود بھی قریب آ کے کھڑے ہوے
اور ارشاد فرمایا کہ ہان خواجہ اب قتل کرو دیکھون تو ساحر کیونکر بچاتے ہین اس وقت خواجہ خضر
نے فرتوت آتش زبان کو قیدخانہ زنبیل سے نکالکر چبوترہ ریگ پر بٹھالا گرداگرد تمام لشکر
تلوارین کھینچے کھڑا تھا لیکن ساریق نے بھی ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی دمبدم کی خبرین مل رہی
تھین ساحران لشکر کفار نے یورش کر کے چلنے کا قصد کیا تو دیکھا کہ اس طرف سے بھی ساحران طلسم
چہار گوشہ صفین باندھے کھڑے ہین بس نے جنگ ہوگی گذرنا دشوار ہو جاے گا اب چند ساحر بلند
ہوے کوئی ستارہ بنکے فلک پر چمکا کوئی طائر بن کے بالاے آسمان پہونچا سب وقت کے

منتظر ہیں کہ ادھر تلوار بلند ہو ادھر ہم گرے اور فولوت آتش زبان کہنے لگی یہ تنہا بڑا ساحر ہو چاہے
رہا کر دیتا اسکا بڑا نام ہوگا لیکن اب کچھ امکان خلخال جادو کا سمجھے کہ یہ اپنے مقام پر پہنچی ہوئی ستمگار روز
کے اثر سے حالات ملک سارنگ سمجھے دریافت کر رہی تھی تب اسنے دیکھا کہ فولوت آتش زبان
قتل ہوا چاہتا ہے اور بہت بڑا انتظام ہو لیا ہے بارے آسمان سے بھی کوئی شخص جانے کا قصد کریگا تو
کچھ نہیں کر سکتا بلکہ خود مارا جائیگا اور اسنے زمین کی طرف خیال کرنا شروع کیا دیکھا کہ راستہ زمین کا
صاف ہی بس وہیں سے پاؤں مار کر غرق زمین ہوئی اور چلی یہاں جب پورا انتظام ہوا صاحبقران
عالی شان نے حکم قتل دیا جلاد نے تلوار ماری تلوار نے اثر نہ کیا اسلیے کہ یہ بدون اور آہنی بدن
تھا ادھر بالا سے آسمان سے قہر جادو برق بنکے گرا کہ فولوت آتش زبان کو اٹھا لیجاؤں برق
چمکنی ہی تھی کہ اندازوں نے تیر سے قہر جادو چھلنی ہوگیا اور لاش زمین پر آکے گری ادھر
سنبل جادو جھد کے رہگیا ادھر خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران بسوا حضور کے دوسرے
سے قتل نہوگا اسلیے کہ روئین تن معلوم ہوتا ہے اب حضور اسم اعظم پڑھکے تلوار ماریں صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھے تھے کہ تلوار ماریں یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
بلاے سیاہ نمودار ہوئی اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ خلخال جادو دیکھو یوں لیجاتے ہیں اب جسے روکنا ہو
روک لے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے تو بڑھے ہی تھے جھپٹ کے تلوار ماری مگر
تلوار نے خلخال جادو کے جسم پر بھی اثر نہ کیا یہ ہنسی اور کہا کہ بڑا بھروسہ ہمکو اسی پر ہو اور ایک آدھ
ہاتھ مارو اسوقت خواجہ خضران پریشان ہوے کہ یہ لگاتی تھی روئین تن ہے اب یہ لیجائیگی
اور اگر کہیں یہ رہا ہو اور رفع ہو گئی تو دریا کو بھونک دے گا بس خواجہ نے زنبیل میں ہاتھ ڈالا
اور نکالکر جال الیاسی جو مارتے ہیں تو خلخال جادو اور فولوت جادو دونوں کو کھینچکر داخل
زنبیل کر لیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یک نشد دو شد یہ بلا خوب پھنسی ورنہ جس درجہ کا
یہ ساحر تھا اسی درجہ کی یہ ساحرہ بھی تھی یہ بھی آتی تو قیامتیں برپا کرتی صاحبقران نے فرمایا کہ
خواجہ کارے کردی کہ کسے نکردہ خضران ان دونوں کو گرفتار کیے ہوے بارگاہ سلیمانی میں آئے
صاحبقران نے نقارۂ شادمانی بجنے کا حکم دیا اور لاش قہر جادو اور سنبل جادو کی ایک
درخت بزرگ میں آویزان کرادی خود بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور خواجہ خضران سے
ارشاد فرمایا کہ نکالو خلخال جادو کو بھی خضران نے فولوت جادو اور خلخال جادو دونوں کو
نکالکر چہل ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور نکلے دونوں کی زبانوں سے پھر کھینچ لیے صاحبقران عالیشان
نے خلخال جادو سے ارشاد فرمایا کہ اپنے کو کس حال میں پاتی ہے اسکے جواب میں خلخال جادو نے
چین بجبین ہوکے سحر کیا سو لے تاثیر نہ کی اس وقت یہ حیران ہوئی امیر نے ارشاد فرمایا کہ تو نے حوصلہ
اپنا پورا کر لیا اب کہہ کیا کہتی ہے اسلام اختیار کریگی یا قتل ہونا قبول کرے گی خلخال جادو نے کہا کہ ہر
ہرگز نہ خدا پرستان تدبیری گرفتاری پر خوش ہو جیسے ہر قسم کا اپنا انتظام کر لیا ہے تو مجھے کیونکر
قتل کرے گا مجھے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں سحر میرا تاثیر نہیں کرتا لیکن یہ یاد رکھو کہ جسوقت
میں رہا ہوئی اسوقت تہ و بالا کردونگی تمام لشکر کو اور طبقہ زمین کا اس بارگاہ سمیت الٹ دونگی
نہ تم ہوگے نہ یہ بارگاہ نہ یہ لوگ جو بیٹھے ہیں اور میں دین خدا پرستی کیا اختیار کرونگی ایک
خداپرست کو چن چن کے قتل کرونگی تم نے اسم اعظم پڑھ کے مجھپر تلوار ماری تو کیا ہوا ایسا

اب کیونکر مین قتل ہو سکتی ہون اُس وقت صاحبقران کو بھی سکوت ہوا کہ واقع مین یہ تو سچ کہتی ہے لیکن
خضران نے برہم ہو کے کہا کہ یا امیر مین ان دونون کو کتے کی موت نہ مارون تو آپ مجھے خضران
نہ کہیے گا اور بانہائے عیاری چھین کے بارگاہ سے نکلوا دیجیے گا صاحبقران نے فرتوت آتش زبان
کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا کہ کہہ تو کیا کہتا ہے دیکھا تو نے کہ یہ تیری رہائی کو آئی تھی یہ بھی گرفتار
بلا ہوئی اب تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہے باز آ اپنے کبر و نخوت سے مین تجھکو ذلیل نکرونگا اسلیے کہ تو سرگروہ
ساحران ہے جس طرح لوگ تیری عزت سمجھتے ہین اسی طرح سمجھینگے امر حق کا اختیار کرنا کوئی ذلت
کی بات نہین ہے بہت کچھ سمجھایا مگر فرتوت آتش زبان راہ پر نہ آیا اور کہا کہ آج تو اپنا حوصلہ پورا
کر چکا مگر مین تیرے قتل کیے سے نہ قتل ہوا یہ عیار تیرا کیا قتل کریگا جب تیرا اسم اعظم کام نکر سکا فرمایا
او ملعون اگر جسم تیرا اصلی ایسا ہی ہے تو بیشک اسم اعظم سے کچھ نہوگا کہ اسم اعظم رد سحر کے لیے ہے
مگر معلوم ہوا کہ تو در اصل روئین تن ہے اسوجہ سے اسم اعظم نے کام نہین دیا اچھا خواجہ ان دونون کو
جس طرح چاہو قتل کرو یہ سیہ دل مین راہ پر نہ آئینگے اور اگر یہ تجھ سے نہ قتل ہو سکے تو واقع مین بانہائے
عیاری چھین لونگا اور اگر تمنے انکو قتل کر ڈالا تو اسقدر انعام دونگا کہ آج تک نہ صاحبقران اول
نے عمرو کو دیا ہوگا نہ صاحبقران ثانی نے عمرو ثانی کو دیا ہوگا نہ بدیع الملک صاحبقران ثالث
نے تجمین دیا ہوگا خواجہ خضران نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو اب یہ دونون بچین یہ کہکر دونون کو بیہوش
کر کے زنبیل مین ڈال دیا اور اپنے ساتھ کے عیارون سے کہا کہ لطف تو یہ ہے کہ انھین پیچھے کے
انھین کے لشکر بیچ قتل کرین جس کر ڈالا مین اس ملعون نے سکندر دیرہ نشین کو جلایا ہے اگر اسی طرح
اس ملعون کو بھی مع خلخال جادو نہ جلایا تو نام اپنا خضران نہ پایا اور صاحبقران سے عرض کی کہ
حضور اپنے یہان یہ بات مشہور کرا دین کہ دونون قیدی چھوٹ گئے اور عیارون کو گرفتار کرینگے
فرمایا مین تو جھوٹا نہ ہونگا تم عیارون کے ذریعہ سے یہ خبر مشہور کر دین دخل نہ دونگا خضران نے
عرض کی کہ بہتر یہ باتین چپکے چپکے ہوا کین بعد اسکے خضران رخصت ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر
آئے اور اک خیمہ مین گئے صرف طیفور کو ساتھ لے لیا طیفور کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور گلیم
اوڑھ کے دروازہ خیمہ سے باہر نکل آئے عیارون نے اندر خیمہ کے آکے شور کیا کہ خواجہ
اور طیفور بادیہ گرد کو کوئی لے گیا کچھ تو روتے پیٹتے بارگاہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوے اور
کچھ عیار اُدھر چرچے کرنے لگے کہ چلو اور عیاری کر کے خواجہ کی رہائی کی کوشش کرو یہ چرچا اسقدر
ہوا کہ تمام اہل اسلام بھی پریشان ہو گئے اور ہرکارے لشکر کفار سے یہ خبر لیکے جانب ساریق بن
بقار روانہ ہوے اور اطلاع کی کہ ملکہ خلخال جادو و فرتوت جادو کے چھڑانے کو آئی تھی عمر
ثالث نے انکو بھی اسیر کر لیا تھا مگر انھون نے ایسا سحر کیا کہ نہ اسم اعظم نے کام دیا نہ پھر قید رہ سکین
فرتوت آتش زبان کو بھی رہا کیا اپنی قید بھی توڑی اور خضران کو مع عیار صاحبقران اسیر
کر کے نکل گئین یہ سنکے ساریق اُچھل پڑا اور سختگان کے سر پر دھول مار کے کہا کہ دیکھا تو نے
مین نے کیسی تدبیران خدا پرستون کی بنا کے بگاڑ ڈالی سختگان خاموش ہو رہا کہ شاید ایسا ہو گر نہ لے
اسکے گوا ادی تمام لشکر مین شادیانے بجنے لگے متواتر ہرکارے آرہے تھے اور یہی خبرین
لارہے تھے کوئی کہتا تھا کہ عیار دوڑتے پھرتے ہین بارگاہ سلیمانی مین سب سردار عمر ثالث کے
لیے افسوس کر رہے ہین بادشاہ کا حکم ہے اب بارگاہ کے باہر کوئی نہ نکلے اس لیے کہ دونون قیدی

چھوٹ گئے تو کہیں ایسا نہ ہو کوئی آفت برپا کریں جو بارگاہ کے باہر جائے گا وہ اسیر بلا ہوگا جب متواتر خبرین ہوئین تو سختگان کو بھی یقین آچلا ساحران لشکر کفار نہایت خوش ہوے اور ساحران لشکر اسلام نے عہد کیا کہ اگر ایسا ہے تو ہم جانین نہ بچینگے مگر اپنے امکان بھر شاہ عیاران کے چھڑانے کی کوشش کرینگے یہ صلاح کر کے چارون ساحر آمادہ ہو کے بیٹھے بلکہ تمام اہل اسلام کو سوا امیر عالی مقام کے اس بات کا افسوس تھا کہ خواجہ نے اتنا بڑا کام کیا سب لشکر کی جان بچائی ورنہ ابتک سب پھنک گئے ہوتے لیکن تقدیر برگشتہ تھی کہ آخر خواجہ بھی گرفتار ہو گئے بعد خواجہ کے ہم سب اسی طرح جلا دیے جائینگے جس طرح سکندر دیرہ نشین کڑاہ مین کود کے جل گیا یہان تو یہ حالت ہے اور وہان کا حال سنیے کہ ساریق بالائے قیطول اس انتظار مین بیٹھا ہوا ہے کہ خلخال جادو آتی ہوگی کہ یکمرتبہ جانب صحرا سے ایک عیار دوڑتا ہوا آیا اسکو سختگان نے اسلیے بھیجا تھا کہ خلخال جادو نے ایک ستارہ سحر صحرا مین بنا دیا تھا اور ساریق سے کہدیا تھا کہ جس وقت یہ ستارہ نابود ہو جائے تو سمجھ لینا کہ مین زندہ نہین ہون یہ عیار سختگان کے کہنے سے ستارہ کو دیکھنے گیا ہوا تھا اسنے آکے بیان کیا کہ ستارہ اسی طرح قائم ہے اب سختگان کو بھی یقین ہوا کہ بیشک ملکہ خلخال جادو نے حضران کو گرفتار کیا ہوگا اور آپ رہا ہو گئین وہان حضران نے جب اس خبر کو مشہور کرالیا تو صحرا مین جاکر سپر منڈھی زنبیل سے نکالی اور نئی وضع سے تیار کی اور سائبان اوپر مثل ابر کے قائم کر کے اپنی صورت تو خلخال جادو کی بنائی اور طیفور نے اپنی شکل فرلوت آتش زبان کی بنائی اور فرلوت آتش زبان کو طیفور کی شکل بنایا اور خلخال جادو کو حضران کی شکل بنا کے بفید عیاری کے انکے گلوں مین ٹھونس دیے کہ بول نہ سکین اور انکے زبانون سے کھینچ لیا اور یہ دونو منڈھی مین بیٹھ کر جانب قیطول ساریق بن بقا روانہ ہوے وہان ساریق نے دیکھا کہ جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر شفق گون نمودار ہوا اسنے پہلے سے شور کیا کہ ملکہ خلخال جادو تشریف لاتی ہین یہان سے تمام ساحر براے پیشوائی روانہ ہوے یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کیا سرداران اسلام نے صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ حضور کا کیا قصد ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مین اپنی زبان کا پابند ہون کیون خضران نے ان دونون کے قتل کی ذمہداری کی اگر حضران میرے سامنے آئیگا تو مانے عیاری کے چھواکر بارگاہ سے نکلوا دونگا مجھے اس سے بحث نہین کہ وہ قتل ہو یا زندہ رہے یہ سنکے سب نے سر نیچے کر لیے لیکن اکثر سردار دل مین کہتے تھے کہ واقع ہمین جیسا خواجہ عمرو کہ گئے مین امیر مین مروت کا نام نہین ہے تو وہ سچ ہے حضران نے کتنا بڑا تو کام کیا اور عوض اسکا یہ ہے کہ کوئی رہائی کی فکر مین بھی نہین جاتا بلکہ حکم قطعی ہے کہ جو حضران کی رہائی کو جانے کا قصد کرے وہ پھر میرے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ رکھے نہ مجھکو اپنا دوست جانے بلکہ آج سے مجھکو اپنا دشمن سمجھے سردار بھی ملال کی حالت مین گردنین جھکاے بیٹھے ہین اور عیار بھی چار بچار رہ رہے ہین کہ شاید ہاتھ پانون ہلانے سے کچھ کام چلتا لیکن افسوس کہ بخوف صاحبقران کچھ نہین کر سکتے ساحرون نے بھی اپنے ارادے ملتوی کر دیے کہ ہمین خوشنودی صاحبقران سے کام جب انھین کی راے و مرضی نہین تو ہمین کیا ضرورت ہے کہ جاکر لڑین اور اپنی جانین دین اگر مرے تو دنیا سے گئے اور جیتے رہے تو مورد عتاب صاحبقرانی ہوے عیاران لشکر ساریق یہ خبرین بھی لیگئے جانب لشکر کفار بعد اسکے

ہوئے وہان تمام ساحر پیشوائی کرکے فرتوت اور خلخال نقلی کو لشکر مین لائے شادیانے بجنے لگے
عیارون نے جاکے کہا کہ صاحبقران بھی ناراض ہین اور فرماتے ہین کہ خضران کی مدد کو جو جائیگا
وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب اطمینان ہوگیا کہ کوئی خضران کے چھڑانے کو بھی نہ آئیگا کفار بھی
کہرہے تھے کہ امیر بڑے محسن کش ہین الحاصل خلخال جادو نے کہا کہ جلد کڑاہ گرم کرو کہ مین اِن دونون کو
جلا دون اور اسکے بعد لشکر اسلام کی باری ہے آج ہی سب کو پھونک دونگی ان خداپرستون نے
بڑا اسیر اٹھایا ہے فرتوت ایسے ساحر کو اسیر کرلیا اور مین بڑلے رہائی گئی تو مجھے بھی گرفتار کرلیا
دیکھو تو اسکا کیسا عوض لیتی ہون ایک خداپرست کو تو زندہ نہ چھوڑونگی ساحر جلدی جلدی لکڑیان سلگانے
لگے اور تیل گرم ہونے لگا ساریق بھی قیطول سے اترکے آیا اور خلخال جادو سے کہا کہ ای باعث
خداوندی ساریق بیر اتش و جواب نہین ہے یہ ملعون بھی نہایت خوش ہے اور ساحرون کا گرد کڑاہ کے ہجوم ہے
لیکن باوجود ممانعت کے قران ثالث اک ساحر کی صورت بنا ہوا ساحرون مین ملا کھڑا ہے کہ اگر
خضران جلائے گئے تو جہانتک ہوسکا اس لکاتہ کو بھی ٹانگ پھرا کے کڑاہ مین ڈال دونگا اور اگر
کچھ ممکن نہوا تو اپنی بھی جان دیدونگا اگر صاحبقران ناراض ہونگے تو ہون جب زندگی سے ہاتھ
دھولیا تو خوف کاہے کا ادھر خندق نقب زن بھی اسی ہیئت سے ساحرون مین ملا ہوا کھڑا تھا کہ جہانتک
ہوسکا اپنے استاد طیفور بادیہ گرد کو بچاؤنگا ورنہ اپنی بھی جان گنواؤنگا اتنے مین تیل گرم ہوکر کھولنے لگا
اور خلخال نقلی نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو آج وہ شخص جلایا جاتا ہے جسکے خوف سے زمین و آسمان
تھراتے تھے یہ کہکر پہلے تو خلخال جادو کو جو خضران کی شکل بنے ہوئے تھے کڑاہ مین ڈال دیا اسکے
بعد فرتوت آتش زبان کو کہ یہ طیفور کی صورت بنا ہوا تھا اٹھا کے کڑاہ مین ڈال دیا یہ دونون
کڑاہ مین گرتے ہی جلنے لگے چراہند پھیلی لاشون کے تڑپنے سے تیل جو اچھلا بہت سے ساحر جل گئے
قران ثالث اور خندق نقب زن نے کچھ نابونہ پایا تو نو ساحرون کو جو نزدیک تھے ہاتھ دے کر
کڑاہ مین ڈالنا شروع کیا ساحر گر گر کے جلنے لگے اور مرنے سے فرتوت آتش زبان اور خلخال جادو
کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری ہوئی آوازین گیرودار کی
آنے لگین چونکہ تاریکی پھیلی ہوئی تھی کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا خندق نقب زن اور قران ثالث نے
دو سو ساحرون کو کڑاہ مین ڈال دیا اور پھر بھاگنے کا قصد نہ کیا کہ اب جانا بیکار ہے یہین مرجانا بہتر ہے وہان
جائینگے تو صاحبقران قتل کرڈالینگے اس سے اور جتنون کو جلایا جاسکے جلادو آخر تو تمہارا بھی خاتمہ
ہونا ضرور ہے ادھر آوازین آنا شروع ہوئین کہ کشتی مرا نام من خلخال جادو و فرتوت آتش زبان
خداوند ساحران بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب تو سب حیران ہوے کہ یہ کیسا
معاملہ ہے عیارون کے مرنے سے علامات سحر کیون پیدا ہوے اور نام خلخال جادو اور فرتوت
جادو کا کیون لیا گیا سنجگان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ اے ساریق جلد قیطول کی طرف بھاگ ورنہ
تیرا بھی اسیوقت خاتمہ ہے یہ خلخال جادو نہین بلکہ وہی مرشد ہین جنسے مین ڈرتا ہون ادھر خضران نے
نعرہ کیا کہ باش اے گروہ ساحران دیکھا تمنے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار بیک طرار برق رفتار و تیز زبان یعنے خواجہ خضران دیکھو عیاری اسکا نام ہے کس طرح
مارا الپنی سرا ہمرا دونکو جنہین تم خداوند ساحران کہتے تھے ادھر طیفور نے نعرہ کیا کہ سر کہ دانہ وہ سر کہ ندانہ
[illegible] منم طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران عالیشان امیر ساحران عالم آگاہ ہو کہ مین نے ساحت بریہ

کے سن مین ساحران طلسم ابلق کی جو کڑی پھلا دی تھی تب دو رنگ ایسے ساحر زبردست کو وہ دھوکے دیے
ہین کہ اُسنے اپنا منہ پیٹ پیٹ لیا ہے بس یہ کلمات سُنکے رنگ ساحرون کے اُڑ گئے حواس باختہ ہوگئے تو
ساریق کو تو لیکے سختگان جانب قیسطول فرار ہوا اور یہان منڈھی پر گولے اور ترنج اور نارنج
پڑنے لگے ادھر خواجہ خضران نے اور طیفور نے حقہاے آتش بازی مارنا شروع کیے اُدھر
قران ثالث اور خندق لقب زن نے بھی ہاتھ حقہاے آتش بازی مارنا شروع کیے
ساحرون کے منہ ہاتھ جلنے لگے جس ساحر نے منڈھی مین گھسنے کا قصد کیا اُلٹا ہو کے لٹک گیا خضران
نے اُسے جھڑا دیا اور بیہوش کرکے کڑاہ مین ڈال دیا گیرنگ جادو نے قران ثالث اور خندق
لقب زن کو سحر کرکے پکڑ لیا اور لیکر چلا کہ مین ان دونون کو پھونک دون جیسے ہی قریب کڑاہ
کے پہونچا خضران نے جال مارا گیرنگ جادو بھی کھنچا ہوا چلا آیا خضران نے قران ثالث
اور خندق لقب زن کو تو جال سے چھڑا کے پاس اپنے بٹھا لیا اور گیرنگ جادو کو بھی اُٹھا کے کڑاہ
مین ڈال دیا کہ یہ بھی جل کے خاک ہوا قریب دو ہزار ساحرون کے پھونک دیے گیرنگ جادو کے
مرنے سے ساحر بھاگے کہ یہ بلا سے بد ہے اس سے بھاگنا بہتر ہے خضران نے جالی ایسی مار مار کے
خوب اسباب ساحرون کا لوٹا اور وہان سے منڈھی کو اُڑاتے ہوئے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
ہرکارون نے ان تمام واقعات کی خبر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام سے جا کے بیان کی اور تمام
اہل اسلام کو آگاہ کیا امیر تو راز سے واقف ہی تھے بہت ہنسے لیکن تمام اہل اسلام کو تسکین
ہوئی جسقدر غم تھا اُتنی ہی خوشی ہوئی بادشاہ نے استقبال خضران کے واسطے شاہان ہفت
ملک کو روانہ کیا جسوقت خضران نے یہ عزت افزائی دیکھی نہایت مسرور ہوا اور آکر پایہ تخت
بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ آج جیسی عزت افزائی اس غلام کی ہوگی ہے کبھی کسی عیار کی نہوئی
تھی خداوند جل شانہ اس تخت کو آباد رکھے اور ترقی اقبال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ
سوا تمہارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس طرح کی عیاری کرے تم اپنے باپ دادا پر بھی فوق
لے گئے خضران نے عرض کی کہ یہ لڑکا طیفور یاد رہے گا اپنے زمانے مین مجھ سے بہتر عیاریان
کرے گا اور اب میری ضرورت نہین باقی جانی طیفور کافی ہے لہذا اب اگر مجھکو اجازت خانہ کعبہ
عنایت ہو تو بہتر ہے کہ نہین معلوم وہان میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک کس حالت مین ہین بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری جدائی بھی شاق ہے مگر مجبوری ہے کہ دشمنون سے کوئی مقام خالی نہین ہے
اور وہان بدیع الملک خدا جانے کس حال مین ہین بیشک تمہارا جانا ضرور ہے لیکن تم اپنے سامنے
جیسے مناسب جانو اپنا قائم مقام کرتے جاؤ خضران نے عرض کی کہ مین ایک جلسہ بہت بڑا کرونگا
بعد جلسہ کے جاؤنگا اُسی جلسہ مین باتہاے عیاری طیفور کے سپرد کرونگا اور اپنا جانشین اسکو مقرر
کرونگا اور ایک بات ایسی کرونگا جو آج تک نہ والد ماجد نے کی ہوگی نہ دادا صاحب نے سب
حیران تھے کہ اب یہ کیا کام کرنے والے ہین بادشاہ اسلام نے بہت بھاری خلعت اور ایک ہزار
اشرفیان بطور انعام کے عطا فرمائین اور امیر باتوقیر نے بھی ایسا خلعت دیا جو آج تک کسی کو نہ دیا تھا
اسکے بعد تمام سردارون نے دینا شروع کیا یہانتک کہ بارگاہ سلیمانی مین ایک طرف جواہر کا ڈھیر
دوسرے جانب اشرفیون کا ڈھیر تیسرے جانب روپیون کا انبار لگ گیا اسکے بعد تمام اہل لشکر
نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم سب بھی ایک ماہ کی تنخواہ خواجہ کے نذر کرنا چاہتے ہین کہ

خواجہ نے ہم سبکی جان بچائی ہی خواجہ نے کہا کہ جو جسکی توفیق ہو وہ منع نہین کرتا الغرض سب نے ایک
ایک مہینے کی تنخواہ لاکے داخل کی خواجہ نے یہ رقم بھی بارگاہ سلیمانی مین انبار کرادی یہ رقم اسقدر
جمع ہوئی کہ حساب ممکن نتھا اب خواجہ خضران نے اس تمام رقم کے چار حصہ کیے بڑا حصہ آپ
لیا اور اس سے چھوٹا حصہ طیفور کو عنایت کیا اور ایک حصہ کل عیارون کو تقسیم کردیا اور ایک
حصہ خدمتگارون اور سپاہیون کو تقسیم کردیا اس سخاوت پر خضران کی سب نے آفرین کی اور
کہا کہ واقع مین یہ بات خضران نے ایسی کی ہی کہ نہ کبھی عمر اول نے کی تھی نہ عمر ثانی نے اسکے بعد
خضران نے بڑہ کے عرض کی کہ ظل اللہ نے جہان اتنی عزت اس خانہ زاد کی بڑھائی ہی اگر ایک
بات اور منظور فرمائین تو بعید از بندہ پروری نہوگا اور غلام کی عزت نظر خلایق مین اور زیادہ
ہوگی فرمایا خواجہ بیان کرو خضران نے عرض کی کہ جو جشن آئین کرنے والا ہون امیدوار ہون
کہ دعوت بھی اس غلام کی منظور فرمایئے بادشاہ نے اقرار کیا اب صاحبقران سے عرض کی حضور
بھی عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ جب ظل اللہ نے تمہارا انکار نہین کیا تو مجھے
کب انکار ہو سکتا ہی خضران نے عرض کی کہ یہ دعوت مع لشکر منظور ہو اس وقت صاحبقران
نے تامل کیا اور فرمایا کہ خواجہ اتنا بار تمپر ڈالنا مجھے گوارا نہین ہی خضران نے عرض کی کہ غلام
آپکا ایسا محتاج نہین ہی کہ ایک دعوت بھی لشکر کی نہ کر سکے آپنے سنا ہوگا کہ ایسی ہی دعوت
دادا صاحب نے کرب غازی کی شادی مین کی تھی یہ کوئی نئی بات نہین ہی صاحبقران اول نے
بھی دعوت قبول فرمائی اسی طرح حضور بھی میری عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے بھی منظور
فرمایا بعد صاحبقران کے خضران صاحبقران اوسط یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف مخاطب
ہوے اور عرض کی حضور کیا ارشاد فرماتے ہین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ خواجہ ہم تو اس شرط
پر دعوت تمہاری قبول کرتے ہین کہ کوئی تحفہ بہشت سارلق کا ہمین دینے کا وعدہ کرو خضران
مطلب سکندر کا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ اطمینان رکھیے ایسا تحفہ دونگا کہ خوش ہو جایئےگا جب
شہنشاہ صف شکن کی نوبت آئی تو انھون نے بھی یہی کہا اور مظفر غازی اور وحید الملک نے
بھی یہی کہا سکندر کے کہنے سے سبکو اپنی اپنی معشوقہ یاد آگئی اور خضران سے درپردہ اقرار
لیا اور سردارون کی جو نوبت آئی وہ تو یہ سمجھے نہین کہ ان لوگون نے اپنی اپنی معشوقہ کو طلب
کیا ہی بلکہ سمجھے کہ کوئی تحفہ ہوگا سبنے خواجہ سے یہی سوال کیا خواجہ نے سب سے اقرار کر لیا
اب عیارون سے حکم دیا کہ تمام لشکر مین اطلاع کر دو کہ فلان تاریخ تم سبکی دعوت خواجہ
خضران کے یہان فلان صحرا مین ہی جسکو آنا ہو وہ پہر دن چڑھے سے پہلے آ جاے اور جو نہ آئیگا
اسپر جرمانہ کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران سے اجازت لے کے کل عیارون کو اپنے ہمراہ
لیکر جانب صحرا روانہ ہو گئے اور ایک مقام کو پسند کر کے بارگاہ دانیالی زنبیل سے نکال کے
استادہ کی اور درجے قایم کیے باورچی خانہ آبدارخانہ ٹھنڈی خانہ سب مقامات درست
کرنے کے بعد پخت کا انتظام کیا ایک جانب عرب کے مذاق کے موافق عمدہ اور لطیف غذائین
تیار کرنا شروع کین ایک طرف ہندوستان کے موافق کھانے پکنے لگے کڑھائیان چڑھ
گئین پکوان تیار ہونے لگا مٹھائیان بننے لگین غرضکہ ہر شہر و دیار کے موافق کھانا پکنے لگا اور
سب سے پہلے سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی خواجہ تمام عیارون کو لیکر برا ے

استقبال

استقبال روانہ ہوئے اور لاکر صدر بارگاہ مین جگہ دی اسکے بعد سواری صاحبقران کی آئی یکے بعد دیگرے پانچہزار پانچ سو پچپن سردار آکر جمع ہوئے اب لشکر جوق جوق گروہ گروہ آنا شروع ہوا خواجہ نے تمام لشکر کو بارگاہ مین داخل کرلیا اور بسبب معجزے کے بارگاہ اسقدر وسیع ہوئی کہ تمام لشکر بارگاہ مین سماگیا اور ایک وقت مین ہر قسم کا کھانا ہر جگہ پہونچ گیا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طیفور گایا اسکے بعد خواجہ خضران گائے کہ ہر ایک کو محو کردیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو محفل برخاست ہوئی خوابگاہین آراستہ تھین سب سردار غازین بڑہ بڑہ کے خواجہ سے رخصت ہونے لگے خضران نے کہا کہ جس بات کے لیے مین نے یہ جشن منعقد کیا تھا وہ تو رہگئی ابھی کوئی صاحب تشریف نہ لیجائین یہین آرام فرمائین خضران کی خاطر سے مع بادشاہ کل سردار یہین فروکش رہے جب بیدار ہوئے پھر دسترخوان بچھا بادشاہ اسلام نے خضران کی عالی ہمتی پر آفرین کی اور فرمایا کہ خواجہ تمھاری ہی خوش انتظامی ہے کہ مین نے سنا ایک وقت مین تمنے کل لشکر کو کھانا تقسیم کرادیا جب دسترخوان برخاست ہوا تو خضران نے درمیانی قناتین ہٹوا دین تمام بارگاہ ایک ہوگئی اس وقت کل لشکر موجود تھا وسعت اس بارگاہ کی دیکھکر سبکے ہوش اُڑے کہ اتنی بڑی بارگاہ تو کسی سردار کے پاس بھی نہین انتہا یہ ہے کہ صاحبقران پاس بھی نہوگی بارگاہ سلیمانی جو وصف رکھتی ہے وہ اسیقدر ہے کہ اندر اس بارگاہ کے سحر تاثیر نہین کرتا ہے لیکن یہ بات نہین کہ جتنا چاہو وسیع کرلو اس وقت خضران نے سب عیارون کو ایک جا جمع کیا اور کہا کہ ایہا الناس مین تو اب تم سب سے رخصت ہوکر خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتا ہون لہذا اپنا قائم مقام عیار صاحبقران مہتر طیفور بادیہ گرد کو کرتا ہون اور جس وقت یہان سے جاؤنگا اس وقت یا تمھارے عیاری اسکے سپرد کرونگا کہ اس سے بہتر کوئی عیار لشکر اسلام مین نہین ہے یہ وہ ہے جسنے سکندر ردیدہ نشین کو آتش سحر سے بچایا اور ساتھ سکندر کے عروس جادو کو بھی گرفتار کرلایا یہ ایسی عیاری کی کہ مین بھی اس سے شرط ہارا اور فرنوش آتش زبان کی گرفتاری مین بھی یہ ہمراہ شریک رہا اور مین اسکی رائے پر کاربند رہا یہ فرما کے خواجہ نے سب کے سامنے طیفور بادیہ گرد کے سر پر شملہ باندھا اور بادشاہ اسلام کی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب عطا ہوا تمام عیارون نے نذرین گذرانین جب ان تمام امور سے فراغت حاصل ہوچکی تو پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طائفین مجرا کیا کین آخر مین طیفور اور خضران مل کے گائے اسی اثنا مین سکندر رستم خو نے فرمایا کہ خواجہ ہم سے جو وعدہ ہوا تھا وہ وفا نہین ہوا خضران نے عرض کی کہ معاف فرمائیے گا اسلیے کہ مین بھول گیا اب سہی یہ کہکر گانا ختم کیا اور پھر بارگاہ مین قناتین لگا کے درجے قائم کردیے گئے اور خواجہ نے تمام عزیزان صاحبقران کو ایک جا جمع کرکے پہلے تو زنبیل سے ملکہ سپہر آرا کو نکالا اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے سپرد کیا بعد اسکے مہر آرا کو شہنشاہ صف شکن کے حوالے کردیا اسکے بعد انجم آرا کو واحید الملک کے سپرد کیا اور اختر آرا کو مظفر غازی کو دے کر صاحبقران سے عرض کیا کہ جب چارون شاہزادے قید ہو کر سکارستان مغرب سے گلستان باختر مین آئے تھے تو ان شاہزادیون سے عشق ہو گئے تھے لہذا مین انکو بھی

باغ بہشت سے لیتا آیا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوے اس وقت شاہزادہ داراب ثانی نے
نے ہنسکر کہا کہ خواجہ ہم لوگون کا خیال تمکو نہوا خضران نے کہا کہ مجھے تو سبھی کا خیال رہتا ہے مگر میرا
خیال آپ صاحبون کو کم ہوتا ہے یہ کہکر زنبیل سے اُن نازنینون کو نکالنا شروع کیا جو حورین سفر کی گئین
تھین اور ہر ایک سردار کے حوالے کرنا شروع کین یہ سبھی تو حسین تھین جو لیسے بچین وہ رفقا پر
تقسیم کرا لی گئین یہ سب پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ اسی
لباس کے قابل تھین خضران نے عرض کی کہ حضور مین غریب کسکے گھر سے اتنا روپیہ لاتا کہ انکو لباس
نفیس پہناتا امیر نے فرمایا کہ انکا لباس کیا تھا خضران نے کہا وہ بقیمت مل سکتا ہے فرمایا لاؤ قیمت
ملیگی کہا پہلے انکی قیمت تو دیجیے فرمایا سب ایک ہی مرتبہ ملجائیگی اسوقت خواجہ نے لباس
زیور سب نکال کے دیا اور ایک ایک پرچہ پر قیمت سب چیزون کی تحریر کر کے دستخط لیے
اور رقعے اپنے پاس رکھ لیے کہ وقت فرصت مین جاکر خزانچیون سے روپیہ وصول کر لیا جائیگا
اب صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہو کر لشکر مین آگئے شاہزادیون کو ناموس مین داخل کر دیا
خضران نے جا کر روپیہ وصول کیا اور طیفور کو تعلیم کرنا شروع کیا جہان اور فنون عیاری تعلیم
کیے منجملہ اُسکے یہ بھی سمجھایا کہ ان لوگون کو مار آستین سمجھنا اولاد صاحبقران مین مروت نہین
ہے یہی سبب تھا کہ مین نے باغ بہشت مین فرتوت آتش زبان کو قتل نہین کیا گرفتار
کر کے لایا کہ ایسا نہو نیکی کا ثمرہ بدی ہو جائے اس وقت مین تمھین ایک نقل سناتا ہون اسے گوش
دل سے سُن رکھو خواجہ جو ہمارے تمھارے دونون کے جد امجد تھے بچپن سے امیر حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کھیل کے بڑے ہوے ہر مصیبت و راحت مین ساتھ رہتے جب امیر اسی ملک باختر مین
پہونچے اور لقا کے مقابلے مین فوج کشی شروع ہوئی تو اک فرزند خواجہ عمرو کا آیا نام اُسکا سکندر
غبار انگیز تھا وہ عیاری کر کے لشکر کفار سے اپنے باپ کو چھڑا لایا آس بن الوس نے تیر مارا کہ سکندر
مارا گیا اور خواجہ عمرو قید سے چھوٹ گئے انکو اپنے فرزند کا ایسا صدمہ ہوا کہ عیاری کر کے آس
بن الوس کی ناک کاٹ لی بختیارک نے آس بن الوس کو سمجھایا کہ تو امیر سے شکایت کر جب
امیر سے اس بات کی شکایت ہوئی تو صاحبقران نے عمرو کی قتل کا حکم دے دیا اور کچھ مروت
نہ کی نہ ساتھ کھیل کے بڑے ہونے کا خیال کیا نہ رفاقت پر نظر کی نہ یہ پاس کیا کہ کافر کے عوض
اک مسلمان کو قتل کر ڈالتا نہ اس بات پر نظر کی کہ پہلے آسنے عمرو کے فرزند کو قتل کیا تھا اور عمرو
نے تو خون کے عوض مین خون نہین کیا مارا صرف ناک کاٹ ڈالی تھی اے طیفور یہ لوگ بڑے
بیمروت ہین انکو اپنی بات کے آگے کسیکا خیال نہین ہوتا یہ سُنکے طیفور کے دل مین عادل
کیوان شکوہ کی جانب سے اک خوف پیدا ہو گیا اور کہا کہ واقع مین نوکری اژدر کی جڑ ہے
ان رئیسون کی دوستی پر کبھی بھروسا نہ کرے بعد اسکے خواجہ خضران نے گانے مین جو کچھ
کسر تھی وہ بھی نکال دی اب یہ تو طیفور کی تعلیم و تربیت مین مصروف ہین لیکن صاحبقران
عالی شان نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اس موقع پر ناموس کا ساتھ رکھنا مناسب
وقت نہین ہے ایک مہتاب ہلال ابرو کے باعث سے کتنی لڑائیان ہو چکی ہین یہ وقت
نازک ہے گو کہ دو بڑے بڑے ساحر مارے جا چکے ہین لیکن ابھی بہت سے ساحر جمع ہین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہایت مناسب ہے اور اُسی وقت یہ تجویز ہوا کہ قلعہ بہار مین

ان سبکو بھیج دیا جاے اور نہیب مغزلی کو محافظ قرار دیا غرضکہ اُسی وقت سب شاہزادیون کو محافون مین سوار کرکے نہیب مغزلی کی حفاظت مین تمام شاہزادیون کو جانب قلعہ بہار روانہ کر دیا جس وقت نہیب مغزلی بہارستان مغرب مین پہونچا اور خبر سنجاب شاہ مغزلی کو ہوئی کہ فرزند میرا ناموس صاحبقران کو ہمراہ لیے ہوے آتا ہے سنجاب شاہ نے اُسی وقت قلعہ بہار کی آراستگی کا حکم دیا اور خود برای انتظام سواری و استقبال روانہ ہوا اور نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ شاہزادیون کو لاکر قلعہ بہار مین اُتارا نہیب مغزلی اِن سب کو پہونچا کر خیریت نامہ لیکر یہان سے روانہ ہوگیا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر کافوریہ کے بیان ہوتے ہین

۵ بیا بشنو ای ہمدم راستان + کہ باز آدم بر سر داستان + راوی بیان کرتا ہے کہ حاکم شہر کافوریہ ملک کافور شاہ آئینہ پرست اور خورشید زرین کمر مالک شہر زرینہ سے بسبب ہم مذہب ہونے کے بہت ارتباط بڑھ گئے تھے جس وقت مین سن ملکہ مہتاب حور جمال کا پانچ برس کا تھا تو کافور شاہ نے اپنے فرزند کے ساتھ شادی کی درخواست کی تھی خورشید زرین کمر نے بیان کیا تھا کہ جسوقت یہ دونون ہوشیار ہو جاینگے اُس وقت یہ تذکرہ زیادہ مناسب ہوگا ابھی مین وعدہ نہین کرتا اسلیئے کہ جب تک یہ سن تمیز کو پہونچین نہین معلوم زمانے کی کیا روش ہو کافور شاہ خاموش ہو رہا تھا جب سن مسرور شاہ بن کافور شاہ کا اٹھارہ اُنیس برس کا ہوا تو یہ پہلوان زبردست نکلا بہت سے پہلوانون کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا کافور شاہ کو فرزند کی شادی کا پھر خیال آیا خورشید زرین کمر کے پاس کہلا بھیجا کہ ای برادر اب وعدہ وفائی کا وقت آگیا لہذا شادی اپنی دختر کی میرے فرزند سے کردو اسلیے کہ میرا فرزند بھی جوان ہوا اور تمھاری دختر بھی اب نوجوان ہوگی لہذا شادی ہو جانا مناسب ہے اس طرح کا مضمون تحریر کرکے اپنے وزیر کو دیا اور مہتر سحر خیز عیار کو وزیر کے ساتھ کرکے جانب شہر زرینہ روانہ کردیا جس وقت ہوشیار کافوری وزیر کافور شاہ داخل شہر زرینہ ہوا اور خبر خورشید زرین کمر کو ہوئی کہ وزیر شہر کافوریہ آتا ہے تو خورشید نے ارکین سلطنت کو استقبال کے واسطے روانہ کیا لوگ عزت کے ساتھ لائے ہوشیار کافوری نے بعد نذر گزراننے کے نامہ پیش کیا خورشید نے نامہ پڑھا کچھ دیر سکوت کیا کہ اگر حال ملکہ کا لکھتا ہون تو باعث توہین ہے لہذا جواب مین تحریر کیا کہ ای برادر چونکہ بھائی ملکہ کا قاف مین ہے اور اُسکی عدم موجودگی مین شادی کر نہین سکتا لہذا جبتک طیمور شیر سپہر پرستان سے واپس ہوکر پردۂ دنیا پر نہ آئیگا اُس وقت تک مین ہرگز شادی نہین کر سکتا یہ جواب تحریر کرکے ہوشیار وزیر کو دے دیا لیکن مہتر سحر خیز جو ہمراہ آیا تھا اُسنے خفیہ طور سے حالات دریافت کر لیے تو معلوم ہوا کہ ملکہ یہان نہین ہے بلکہ خدا پرستون کے لشکر مین ہے ساریق پرست اُسکو چھین لے گئے تھے اُن سے خدا پرستون نے چھین لیا اُسنے یہ سب حالتین وزیر سے بیان کین وزیر دل مین لیے رہا اور بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے شہر کی جانب روانہ ہوا اور جواب نامہ کافور شاہ کو دیکر یہ کے حالات سے زبانی مطلع کیا اُس وقت کافور شاہ نے تیاری لشکر کا قصد کیا اور یہ ارادہ ہوا کہ جاکر خدا پرستون سے لڑون اور ملکہ کو چھین لون اُس وقت عیار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر لشکر اسلام مین دریافت کرون اگر ملکہ ہو تو اُسے چھڑا لاؤن یون

لڑنے مین بہت کشت و خون ہوگا اور پھر کیا معلوم فتح کسکی ہو اسلیے کہ خداپرستون کا چہار دانگ عالم
مین شہرہ ہی کہ ایسے لڑاکو کوئی سپہ برنہین ہوا ہی بادشاہ نے رائے اسکی پسند کی اور مہتر سحر خیز سے
کہا کہ اگر تو ملکہ کو لے آئیگا تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ مالا مال کردونگا یہ سُنکے مہتر سحر خیز نے
چند عیار اپنے ساتھ لیے اور کوچ کرکے جانب ملک بہارلقیہ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو صورت
اپنی اقیت کی بنائی اور پہلے لشکر بہارلق مین پھیری لگائی ایک ایک خیمہ ڈیرہ ڈھونڈھ ڈالا جب
کہین ملکہ کا ذکر بھی نہ پایا تو پھر لشکر اسلام مین آیا اور کہا کہ ہمنے بابا خضران کے گانیکا بڑا نام سُنا ہی
ہم چاہتے ہین کہ کچھ اُنسے سنین کچھ اُنھین سنائین اہل لشکر نے کہا کہ خواجہ اس وقت کوتوالی
چبوترے پر ہونگے وہان جاؤ مہتر سحر خیز اقیت بنا ہوا کوتوالی چبوترے پر آیا دیکھا کہ خواجہ
کرسی پر بیٹھے ہین اور ایک عیار اور برابر خواجہ کے کرسی پر بیٹھا ہی باقی عیار کھڑے ہین اقیت نے
جاکے سلام کیا اور کہا کہ مین آپکا نام سُنکے بڑی دور سے آیا ہون چاہتا ہون کہ کچھ گانا سنون
اور کچھ سناؤن خواجہ نے فرمایا کیا مضائقہ ہی اقیت کو مہمان کیا اور اک چھوٹی سی صحبت
آراستہ کرکے اقیت کو گوایا مہتر سحر خیز خوب خوب گایا بعد اسکے خضران نے اسکو اپنا گانا
سنایا اور طیفور کو سنایا اقیت نے بہت تعریف کی اپنے کان پکڑ لیے اور کہا کہ واقع
مین آپ کا مثل نہین ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ اک عیار آیا اور اُسنے خواجہ خضران سے کہا کہ
نہیب مغربی پسر سنجاب شاہ مغربی جو ناموس صاحبقران کو پہونچانے قلعہ بہار کی جانب گیا ہوا
تھا وہ آگیا آج سے اُسکے خیمہ پر بھی پہرہ قایم ہونا چاہیے یہ سُنکے خواجہ نے چند عیارون کو
واسطے حفاظت خیمہ نہیب مغربی کے معین کیا اور طیفور سے کہا کہ صاحبقران نے یہ اچھا
نہ کیا کہ ناموس کو بہارستان مغرب مین بھیج دیا یہان کل سرداران لشکر اسلام موجود تھے اسپر
تو یہ حالت ہوئی کہ ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کی بابت کسقدر لڑائیان ہوئین
اب وہ اور شاہزادیان بھی مع مہتاب حور جمال وہان گئی ہوئی ہین اگر کوئی سردار قلعہ پر چڑھ آیا
تو جبتک یہان سے کوئی شخص برائے مدد پہونچے اُس وقت تک نہین معلوم کیا ہو کیا نہو لیکن
ان رئیسون کے معاملہ مین کون دخل دے یہ سب باتین مہتر سحر خیز نے بگوش ہوش سنین اور جس
کے دریافت کرنے کو یہ آیا تھا اسے سب معلوم ہو گیا بس اسنے خواجہ سے کہا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہون مجھے اپنے گرو سے ملنے جانا ہی تین چار روز مین واپس ہونگا تو پھر آپ سے کچھ حاصل
کرونگا خواجہ نے اقیت کو رخصت کیا اسنے صحرا مین جاکر قیام کیا اور کہا کہ ہمارا آنا بیکار ہوا اب بادشاہ
کے پاس خالی ہاتھ کیا جائین کوئی تحفہ تو یہان کا لیتے چلین بہتر یہ ہی کہ وحید الملک کو اسیر کرکے
لیچلین سُنا ہی کہ دختر خورشید زرین کمر پر یہی عاشق ہی اور اسیکی وجہ سے ملکہ لشکر اسلام مین ہی
یہ تجویز کرکے شبکو یہ چلا اور صورت فقیر کی بنکر لشکر اسلام مین آیا اور قریب خیمہ وحید الملک
کے اک مقام پر بیٹھ رہا جب دربار برخاست ہوا سب سردار رخصت ہوے وحید الملک
اپنی خوابگاہ مین آ گئے آرام کیا جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی تو مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی
طرف آیا قنات چاک کی پروانے بیہوشی کے اُڑائے وہ شمع پر گر کے جلے دھوان اُٹھا منتشر
ہوا پہریدار اُونگھ گئے بس یہ اندر خیمہ کے آیا اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک کے
لے گیا جیسے ہی شاہزادہ وحید الملک نے اوپر کی سانس کھینچی بیہوشی دماغ مین چڑھ گئی

وحید الملک چھینک مار کر بیہوش ہوئے پس مہتر سحر خیز نے چادر پھلری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر لے نکلا اور رات ہی کو کوچ کر کے جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا یہاں صبح کو چوبداری دار ہوش میں آئے مالک کو نہ پایا قنات چاک دیکھی تو شور کیا کہ ہمارے آقا کو کوئی چرا لیگیا رضوان بن خضران آیا اور اسنے پیترا عیار کا پہچانا اور آکر بادشاہ اسلام کی خدمت میں عرض کی کہ کوئی بنیا عیار آیا تھا وہ چرا لیگیا اُس وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ وحید الملک کا چوری جانا باعث تشویش ہے جلد وحید الملک کی تلاش کرو خضران نے عرض کی کہ عیار بڑی غفلت کرتے ہیں میں تو پا در رکاب ہوں مگر خیر جبتک آپ روانہ ہونگے اُس وقت تک کہاں جا سکتا ہوں یہ کہکر بآہنگ عیاری سے درست و چست ہو کر نشان قدم دیکھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے وہاں مہتر سحر خیز نے جب یہ خیال کر لیا کہ اب میں بہت دور نکل آیا ہوں تو اب اپنے ایک مقام قیام کیا اور سوچا کہ کچھ کھا پی کر آسودہ ہو لوں تو چلوں یہاں خواجہ خضران تو تعاقب میں چلے ہی آتے تھے دیکھا کہ عیار بہت سے اسکے ہمراہ ہیں اس وقت بچہ گی اب آگے چل کر کچھ فکر کرنا چاہیے یہ سوچ کے اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر گاؤں ہے راستے پہ گاؤں کے ایک بھڑبھونجے کی دکان ہے عورت اُسکی نہایت حسین ہے خیر بھڑبھونجا ایک درخت کے نیچے بیٹھا پیشاب کر رہا ہے خواجہ نے پشت کی جانب سے جا کے ناک اُسکی مل دی وہ تو اُسی جگہ بیہوش ہوا آپ اُسکی صورت بن کے دکان پر آئے بھڑبھونجن سے کہا ارے تیرے نصیب آج میں روپیہ پیسہ جہاں رکھا ہو مجھے لا دے کہ میں کسی درخت کے نیچے لیجا کے گاڑ دوں اُس نے کہا کہ روپیہ پیسہ تیری گاگل میں رکھا ہے میں کیا جانوں یہ کہکے جلدی جلدی لینا اور اُتار کے حوالے کر دیا کہ اسے کہیں چھپا دے خضران نے سب اپنے قبضہ میں کیا اور دیوار کی آڑ میں جا کر سب تبدیل کر لیا اور آکے بھاڑ جھونکنے لگے بھڑبھونجا جو اسکا گھر کا بھڑبھونجن بیہوش ہوئی خواجہ نے اسکو تو کسی کونے میں ڈال دیا اور آپ بھڑبھونجن بن کے بھاڑ جھونکنے لگے اتنے میں وہ سب عیار پشتارہ وحید الملک کا لیے ہوئے آئے دیکھا کہ ایک خوبصورت سی عورت بیٹھی بھاڑ جھونک رہی ہے ان عیاروں کو مسخرا سوجھا دل لگی کرنے لگے مہتر سحر خیز آگے بڑھا اور کہا کہ تھوڑا سا چبینا بھون دے بھڑبھونجن نے کہا ذرا ٹھہر بھاڑ گرم ہو لے تو چبینا بھونوں یہ سنتے ہی سامنے دوکان کے لوٹ گئے آپ نے کہا جھونکتے جھونکتے ایک مٹھا بھر کے بیہوشی جو پھینکی دھواں اُسکا منتشر ہوا سب کے سب چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوئے خضران نے لوٹ کیا اور آکے مہتر سحر خیز کی مشکیں باندھیں اور ہوشیار کیا آنکھ جو کھلی تو سر پر خواجہ خضران کو پایا حیران ہوا کہ یہ کہاں سے آ گئے خواجہ نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا تھا اُس وقت مہتر سحر خیز نے سارا واقعہ بیان کیا کہ اصل یہ ہے کہ میں عیار ہوں کافور شاہ کا تلاش میں ملکہ مہتاب حور جمال کے آیا تھا یہاں ملکہ کو نہ پایا تو اُسکے عاشق کو اسیر کر لایا کہ اسکی گرفتاری بھی ملکہ کے ملنے سے کم نہیں ہے پسر کافور شاہ کے ساتھ بچپن سے نسبت ملکہ کی ٹھہری ہوئی تھی یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ کیا کہتا ہے دین اسلام کے بارے میں دیکھا مہتر سحر خیز نے کہا کہ جان سی چاہا چاہتی ہے مگر مسلمان ہوا خواجہ نے وحید الملک کو سفوف دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا وحید الملک کی آنکھ جو کھلی اپنے کو صحرا میں پایا کہا خواجہ کسنے اسیر کیا تھا خضران نے کہا اے وحید الملک یہ عیار مکار تمکو گرفتار کر کے شہر کافوریہ کی طرف لیے جاتا تھا میں نے تمکو اُس سے رہا کیا وحید الملک نہایت ممنون ہوئے خضران

وحید الملک کو اپنے ساتھ لیکر اس طرف پھرے ادھر سحر خیز جو یہان سے بھاگا پہلے شہر زرینہ مین آیا
خورشید زرین کمر سے ملا اور بیان کیا کہ مین نے ملکہ کے عاشق کو اسیر کر لیا تھا مگر راستے سے خضر ان
عیار اسکو چھڑا لیگیا واقع مین عیاران لشکر اسلام نہایت چالاک ہین لیکن اب مین جا کے کافور شاہ
سے اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ بہارستان مغرب مین ہی وہ کسی سردار کو بھیجکر قلعہ پر قبضہ کر لیگا آپ
اطمینان رکھین خورشید زرین کمر یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ چلو یہ بات خوب نکلی اسمین ہماری
بدنامی بھی نہین ہی اور اگر ملکہ کافور شاہ کے قبضہ مین آگئی تو وہ ہم مذہب بھی ہی اسکے ساتھ شادی
کر دینے مین کچھ قباحت نہین ہی یہ خیال کر کے خورشید اپنے مقام پر خاموش ہو رہا اور عیار یہان سے
بھی رخصت ہو کر جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا اور اپنے بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی
اُس وقت کافور شاہ نے چوپان چوگان باز سے کہا کہ تو جا کر قلعہ بہار سے جتنی عورتین ملین
سبکو لے آ سنا ہی کہ وہان بہت سی شاہزادیان مقیم ہین جنکے عقد بھی ابھی نہین ہوے ہین یہ
تحفہ خداوند آئینہ نے ہمارے ہی واسطے رکھ چھوڑا تھا انمین سے ایک مین تجھے بھی دونگا
یہ سنکے چوپان چوگان باز کہ پہلوان زبردست ہی اپنے لشکر کو ساتھ لیکر چالیس ہزار سوار
کی جمعیت سے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو ہرکارون نے
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچائی کہ چوپان چوگان باز بہ ارادہ جنگ آتا ہی یہ سردار نہایت
زبردست ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ ناموس پر دست اندازی کرے یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی نہایت
پریشان ہوا اور اسنے ایک عرضی بخدمت بادشاہ اسلام تحریر کی مضمون یہ تھا کہ آئینہ پرستون نے
میرے ملک پر لشکرکشی کی ہی مقدمہ ناموس کا ہی لہذا جبتک میرے دم مین دم ہی اُس وقت تک
تو مجال کسیکی نہین ہی کہ قلعہ بہار مین قدم بھی رکھ سکے ہان بعد میرے جو کچھ ہو اسے مین نہین کہہ سکتا ادا جب
جانکر عرض کیا یہ عرضی لیکر قاصد تو جانب ملک سارلقیہ روانہ ہوا اور یہان سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ سے لشکر کو نکالا چند اک سردار اس مقام پر باقی رہ گئے تھے اُنھون نے عزم مقابلہ
کیا دوسرے روز گرد اڑی چوپان چوگان باز چالیس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور
مقابلہ مین لشکر سنجاب شاہ کے خیمہ برپا کیا اور اک نامہ سنجاب شاہ کو تحریر کیا کہ ای سنجاب شاہ
اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو جسقدر عورتین اہل اسلام کی تمھارے قلعہ مین ہین انکو ہمارے سپرد کر دو ورنہ
یہ یاد رکھنا کہ تمھارے سردار میرے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکینگے نہ مین اس قلعہ کی کوئی حقیقت سمجھتا ہون دو دن
مین یہ سب کام ختم کر کے ان عورتون کے ساتھ تمھاری عورتون کو بھی اسیر کر لیجاؤنگا آگے تمکو اختیار
ہی جسوقت یہ نامہ سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا تو سنجاب شاہ نے جواب مین تحریر کیا کہ او ملعون کیا
جھک مارتا ہی تجھے اس طرح کی باتین تحریر کرتے ہوے شرم بھی نہ آئی کہ ہمارے ناموس پر
دست اندازی کرنے کو فخر جانتا ہی نہین جانتا کہ یہ عورتین کسکے ناموس مین داخل ہین آئینہ پرستون کی
عورتین بگڑ جائینگی اور مانند تصویر خیالی کے نظرون سے غائب ہو جائینگی خبردار اب ایسے بیہودہ
الفاظ نہ تحریر کرنا ورنہ منہ نہ دیا جائیگا یہ دندان شکن جواب جو چوپان چوگان باز کو پہونچا
بس اسنے جوش و خروش مین آکر نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
لگی اور آواز طبل گونجی یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ طہمورث شیر پیکر کے بیان کیے جاتے ہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ کوہ مرداریدپر جلسہ ہونے والا ہی اور مجمع پریزادون کا ہی سلیمان صاحبقران تیاری عرس مین مصروف ہین شاہزادہ طہمورث شیر پیکر کی سواری جس طرف سے ہو کر گذرتی ہی پریزادین طبق گل نثار کرتی ہین اک عجیب ہنگامہ برپا ہی لیکن جسمین پری سے آنکھ چار ہو جاتی ہی اسکا بسبب خوف کے زہرہ آب ہو جاتا ہی یہ تاثیر نگاہ مین شیر کے دودھ کی تاثیر سے پیدا ہوئی ہی الغرض جب روز عرس آیا تو تمام پریزادین آ کر مقبرہ پر جمع ہوئین سامنے مقبرہ کے شامیانہ زرتار کھینچا گیا اور فرش بچھایا گیا شامیانہ کے نیچے سردار قاف جمع ہوے جو آتا تھا پہلے مقبرے مین جاتا تھا فاتحہ پڑھتا تھا بعد اسکے آ کر جلسہ مین بیٹھتا تھا یہانتک کہ جب تمام سرداران قاف جمع ہو گئے تو قوال حاضر ہوے اور انھون نے باری باری اشعار عبرت آمیز گانا شروع کیے غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منہ پہ نہ لو نرگس سے حیا کیا ہی تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

ہی بغض اس سے نہ عناد اس سے مجذوب کی بڑ مین قول اپنے
جو منھ مین آیا کہہ بیٹھے اور دل مین ارادہ کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہی اس جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر پہ باہم حیرت مین ہر دل آنکھین ہین پرنم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

ہر ایک نمائش کو دیکھا تجھکی جو پایک کچھ بھی نہ تھا
ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے
رہتے تھے جہان ہر روز جلسے اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا خطرہ رہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلانے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ نیک انجام یہ بد
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب ہی تاج اسکا اسکندر و دارا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد اسکے
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اسے آرزو اسکا فخر نکر گو شعر کا فن ہے نازک تر
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا نتیجا کوئی نہین

قوالون نے اس اس طرح کے ناپائداری دنیا کے اشعار جو لحن درد انگیز مین سنانے سننے والون کے دل بھر آئے کوئی دم سرد بھر رہا تھا کوئی اشکون سے منھ تر کر رہا تھا طیمور شیر دل سلیمان صاحبقران کے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اور گانا سننے مین محو تھا مین روز کامل اسی طرح کا جلسہ رہا چھٹے روز سب پریزادون نے آ کر آخری زیارت اس مرقد منور کی کی اور فاتحہ پڑھ پڑھ کر اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونے لگے دن بھر مین کوہ مروارید پر سوا سلیمان صاحبقران اور انکے متوسلین کے کوئی باقی نہ تھا طیمور نے سلیمان صاحبقران سے عرض کی کہ دنیا بہت برا مقام ہے اس جلسہ کی شرکت کرنے کی وجہ سے مجھپر ناپائداری دنیا کامل طور سے ظاہر ہو گئی ہے مقام عبرت دلانے کو کم نہین ہے کہ ابھی کل اسی جگہ کیسی چہل پہل تھی اور آج کیا سناٹا ہے لہذا اب مجھے اجازت ہو تو مین پردہ دنیا کی طرف جاؤن سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اور دلپچسپن کو بلا کر ارشاد کیا کہ تو اپنے بال طیمور کو دے کہ یہ بازو پر باندھ لے جسوقت انکا جی چاہے کہ کوئی پیام بھیجین تو آسانی ہو دلپچسپن نے اپنے بال طیمور کو دیکر عرض کی کہ جب آپ ان بالون کو شمع کی بھاپ دینگے مین اسی وقت حاضر خدمت ہو جاؤنگا طیمور شیر دل نے ان بالون کو لیکر تعویذ بازو بنایا اور سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوا سلیمان صاحبقران نے مرہم سلیمانی دیا اور ارشاد کیا کہ خاصیت اس مرہم کی یہ ہے کہ ادھر زخم پر لگایا ادھر وہ زخم مندمل ہو گیا چونکہ تم پردہ دنیا پر جانے والے ہو اور لڑائیان در پیش رہینگی لہذا یہ مرہم اپنے ساتھ رکھو کہ شاید ضرورت اسکی پڑے اور دیگر تحائف بھی طیمور شیر دل کے سپرد کر کے چند دیوؤن کو ساتھ کر کے طرف پردہ دنیا کے روانہ کیا جسوقت طیمور شہر زرینہ مین پہونچا اور یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تمام شہر مین عجب خوشی ہوئی بر ہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے آ کر ملازمت حاصل کی خورشید زرین کمر نے جشن خوشی منعقد ہونیکا حکم دیا شاہزادہ طیمور نے تحائف پرستان کے پیش کیے لیکن عین جشن مین نامہ کافور شاہ کا حال شاہزادہ طیمور سے بیان کیا اور کہا کہ عیار اسکا وحید الملک کو اسیر کر لایا تھا لیکن جعفران عیار چھڑا لایا اب سنا ہے کہ کافور شاہ نے کسی سردار کو قلعہ بہار پر لشکر لینے کو بھیجا ہے بس یہ سنا تھا کہ طیمور کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون ایسا نہو کہ وہان کوئی افتاد پیش آئے تو بڑی بدنامی ہوگی چونکہ کافور شاہ بھی آتش پرست ہے لہذا یہی خیال گذرتا ہے کہ آتش پرستون کی باہمی سازش ہے اور وہان اور شاہزادیان بھی ہین اگر انکی عزت مین فرق آیا تو گویا اپنی عزت مین فرق آیا یہ کہکر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور دی چالیس ہزار سرخ پوش اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا طیمور کے جانے کے بعد خورشید زرین کمر نے مع کل لشکر اور سکندر آتش پرست جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا حفاظت انکے لیے برہوت رعد آواز کو مین چھوڑا نہنگ بن طوفان دریا محیط کو ساتھ لیا اور سب کے سب جانب بہارستان مغرب چلے مگر انکو بھی مصرف رہبری رکھا گیا اور

یہان سے دو کلمے داستان نامہ سنجاب شاہ مغزل کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہے کہ جیسے خلخال جادو ماری گئی اُسوقت سے سارلیق نے طبل جنگ نہین
بجوایا تمام مات سیہ پوش ہی صاحبقران کو جشن سے بھی فراغت ہو گئی لیکن ہنوز کوئی
خبر طبل جنگ کی نہین سنی نہ نہیب مغرلی شاہزادلوت کو بہارستان مغرب مین پہونچا کے واپس
بھی آ گیا خواجہ حضرات جانب خانہ کعبہ جانے کی تیاری کر رہے ہین لیکن سکندر رستم خو
اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے روک دیا ہے کہ خواجہ جسوقت تک عقدہ ہم لوگون کے نہ کھلین
اُسوقت تک آپ تشریف نہ لیجائیے گا ایک روز صاحبقران عالیشان بارگاہ مین بیٹھے
تھے پردے اُٹھے ہوئے تھے سیر صحرا مین مصروف تھے کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد
لشکر کے آثار معلوم ہوئے ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے اور آکر عرض کی
کہ ارقم تتاری ایک جنازہ لیے ہوئے چلا آتا ہے صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا اُنکے گئے اور استقبال کرکے ارقم تتاری کو لائے صاحبقران
نے خیریت دریافت کی ارقم تتاری نے عرض کی کہ پہلے بیٹے کا داغ اُٹھایا اسکے بعد ہوئے
فراق ہوا جب مین اپنے ملک مین پہونچا مین نے دین اسلام اختیار کرنے کا حال اپنے ہمدمی کو
خبر کیا اُسنے اپنی دختر کو یا یا میرا فرزند تھی اپنی زوجہ کے ساتھ گیا خدیو مشکباری نے میرے
فرزند کو اسیر کرکے قتل کرنے کا حکم دیا اسکی زندگی باقی تھی کہ نیچہ اُٹھائے گیا لیکن بہو نے میری اس
غیرت مین خودکشی کرلی کہ باپ اُسکا دوسرے شخص کے ساتھ اُسکی شادی کیے دیتا تھا فرزند کو میرے
ایک ساحرہ لیگئی تھی بمشکل اُسکے ہاتھ سے رہائی پائی اور شہر مین آکر تمام حالت مجھ سے بیان
کی مین نے شہر مشکبار پر فوج کشی کی اُسوقت قلعہ سے جنازہ نکل رہا تھا مین نے جنازے کو
چھین لیا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ اسکے واسطے بھی دعا فرمایئے یہ کہکر رونے لگا اور
قفیل تتاری آکر قدمون سے لپٹا صاحبقران سکوت کے عالم مین تھے کوئی جواب نہین
دیا ارقم تتاری کی دعوت کا حکم دیا اور جائے قیام متعین کی اور فرمایا کہ اے ارقم تتاری اُسوقت
خدا کی مصلحت تھی کہ فرزند تیرا مرنے کے بعد پھر زندہ ہوا ہر مردہ زندہ نہین ہوسکتا اگر ایسی تاثیر
میری زبان مین ہوتی تو مین اپنے عزیزون کو دعائین مانگ کے زندہ کرلیتا اسکے واسطے
تو آپ دعا کر اسلیے کہ دین اسلام سے ثابت ہوچکا ہے یہ سنکے ارقم تتاری مایوس ہوا وزیر نے
عرض کی کہ اسوقت مزاج صاحبقران کا دوسرے رنگ پر ہے لہذا آپ بھی خاموش ہورہیے
کل پرسون تک دیکھا جائیگا ارقم تتاری خاموش ہورہا جب رات ہوئی اور صحبت برخاست
ہوئی تو صاحبقران عالیشان نے خوابگاہ مین جاکر آرام فرمایا جب آنکھ لگی تو خواب مین
ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ ارشاد فرماتے ہین کہ اے عادل کیوان شکوہ وہ اتنی دور سے
امید لگا کے آیا تم اُسکی بہو کے واسطے دعا کرو اگر دعا نکروگے تو پھر یہ سب برگشتہ ہوجائینگے
اور یہ سمجھینگے کہ شخص جو بظاہر زندہ ہوا یہ در اصل مردہ نہ تھا جو اُسکے لیے دعا کی اور یہ عورت
فی الحقیقت مردہ ہے جو اُسکے لیے امیر دعا نہین کرتے ہین ان لوگون کے ایمان برگشتہ ہوجائینگے
یہ خواب دیکھ کے صاحبقران کی آنکھ کھلی تو نماز صبح کا وقت تھا امیر نے فریضہ سحری
کو ادا کیا اور وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور ارقم تتاری

کو بلوا بھیجا ارقم حاضر ہوا فرمایا کہ صندوق لیجا کے سامنے قیطول ساریق کے رکھ دو اور اُس سے کہو کہ اگر
تو دعوائے خداوندی رکھتا ہے تو ابھی اسے زندہ کر دے اور جتنے ساحر تیرے لشکر مین ہین اُنسے کہہ کہ وہ
سب ملکے زور سے اسکو زندہ کردین اگر تم سب عاجز رہے اور مجھ عاجز کی دعا خدا نے سن لی تو تجھے چاہیے
کہ دین اسلام اختیار کر ارقم تتاری سمجھ گیا کہ اب صاحبقران اسکے لیے ضرور دعا کرینگے ارقم نے جلدی
سے صندوق منگوایا اور اپنے ساتھ لیے ہوے سامنے قیطول ساریق کے پہونچا اور پکار کر کہا کہ اے
بادشاہ باختر اگر تجھکو دعوائے خداوندی ہے تو اسے زندہ کر دے یہ سُنکے ساریق نے دریچہ کھولا
صندوق رکھے دیکھا جواب دیا کہ آج کل خداوند غم مین ہین اسکو بروز نوروز زندہ کر دینگے صندوق
کو لیجا کے دریاے رحمت مین پھینک دے یہ سُنکے ارقم تتاری نے کہا کہ معلوم ہوا کہ بناہوا
خداوند ہے ارے خداوند کو غم کسکا سختگان نے کہا کہ اے ساریق کسی ساحر سے کہہ کہ وہ سحر کرے
کہ یہ باتین کرنے لگے اور اُٹھ بیٹھے لوگون کے دلون مین تیری طرف سے اعتقاد پیدا ہوگا اور یہ
بادشاہ جو امیر کے پاس غرض لیکے آیا ہے اُنسے برگشتہ ہوکے تیرا شریک ہو جائیگا اُس وقت ساریق
نے جھکے سے ساحرون سے کہا کہ اے بندگان من اسے سحر سے زندہ کرد و ساحرون نے قصد سحر
کیا ہی تھا کہ صاحبقران دوران مع سرداران عالی شان پہونچ گئے اور اسم اعظم پڑھ کر صندوق
پر دم کردیا ساریق نے امیر با توقیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اگر مین اس مردے کو زندہ کردون
تو تو ایمان لائیگا فرمایا مین ضرور تجھے خداوند کہونگا اور اگر تو زندہ نکرسکا تو تجھے دین خداپرستی اختیار
کرنا ہوگا ساریق نے کہا کہ خداوند بھلا کسکو سجدہ کرے یہ کہکے ساحرون سے اشارہ کیا ساحر سحر
کرنے لگے لیکن چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ چکے تھے کسیکے سحر نے مطلق تاثیر نہین کی اب
امیر نے فرمایا کہ ایہا الناس مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مین سحر و ساحری سے
بالکل ناواقف ہون لیکن بھروسا رکھتا ہون اُس پروردگار عالم پہ جو کہ قادر مطلق ہے مردہ چاہے تو
مردے کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ کر دے دیکھا تمنے کہ ساحرون نے بھی اپنے حوصلے پورے
کر لیے اور جسے تم خداوند کہتے ہو وہ بھی کچھ نہ کرسکا اب مین ایک بندہ ذلیل اُس پروردگار جلیل
کا اپنے خالق سے التجا کرتا ہون وہ اس مردہ کو زندہ کرسکتا ہے بلکہ مردہ صد سالہ کو زندہ کرسکتا ہے یہ سُنکے
بہت سے ساریق پرستون نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر آپکی دعا سے یہ مردہ زندہ ہوگیا
تو ہم آپکا دین ضرور اختیار کرینگے سختگان نے ساریق سے کہا کہ اب رنگ بُرا ہے یہ مردہ امیر کی دعا
سے زندہ ہوا اور تمام لشکر تیرا تجھ سے پھر جائیگا جلد حکم دیدے کہ جو اس مردے کو زندہ ہوتے
دیکھیگا خداوند اُسپر اپنا غضب نازل کرینگے کہ یہ معتوب خداوند ہے خداوند نے خود ہی اسکو زندہ
نہین کیا یہ راے سختگان کی ساریق نے پسند کی اُدھر تو امیر دست بدعا ہوکر جناب باری
مین عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان تو اس اپنے بندۂ عاجز کی دعا قبول کرکے
سامنے ان کفار کے تیرا بندہ گنہگار ذلیل نہو اُدھر ساریق نے حکم دیا کہ اے بندگان من آگاہ ہو کہ یہ
معتوب بندہ میرے غضب مین گرفتار ہے جو اسے زندہ ہوتے دیکھیگا وہ بھی راندہ درگاہ ہوگا یہ سُنکے
لوگ جوق جوق گروہ گروہ علحدہ ہونے لگے لیکن بہت سے لوگ جو ساریق کی طرف سے بداعتقاد
ہوچکے تھے وہ کھڑے رہے یہان ادھر تو دعا صاحبقران عالی شان کی تمام ہوئی اور ادھر صندوق
مین سے آواز پیدا ہوئی کہ ارے مجھکو بھی میرے شوہر کی طرح زندہ درگور کیا ہے لبس یہ آواز

سنتے ہی فضل تتاری دوڑا اور جاکر صندوق کھولا تو زوجہ اسکی کلمہ پڑھتی ہوئی صندوق سے باہر آئی اور اپنے شوہر کو دیکھ کے نہایت خوش ہوئی فضل تتاری نے اسکو محافے مین سوار کیا یہ دیکھکر لشکر سیاریق سے نو ساحر اور پندرہ سردار ایک لاکھ جوانون سے علیحدہ ہوکر خدمت صاحبقران مین آئے اور عرض کی کہ ہمین کلمہ طیبہ تلقین فرمائیے کہ ہم دین مبین اسلام سے مشرف ہون اور ہمنے سیاریق پر ہزار ہزار لعنت کی صاحبقران عالی شان نے سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فضل تتاری اور ارقم تتاری کو ساتھ لیکے میدان سے پھرے سیاریق بے شرمندہ ہوکر دریچہ بند کر لیا فضل تتاری نے صاحبقران سے رخصت طلب کی امیر نے اسکو رخصت کیا ارقم تتاری اور فضل تتاری دونون رخصت ہوکر جانب شہر شکبار روانہ ہوئے ادہر نامہ اسپجاب شاہ مغربی کا پہونچا سلام کر کے نامہ پیش کیا صاحبقران نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ صاحبقران آتشپرستون نے میرے ملک پر یورش کیا ہے جیسے شاہزادیون کو طلب کرتے ہین مین نے فوج قلعہ سے واسطے مقابلہ کے نکالی ہے لیکن فتح و شکست پر کسیکا اختیار نہین ہے حضور سے اطلاعاً عرض کیا جیسا آپ مناسب جانین ویسا کرین یہ مضمون دیکھکر صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ حضور کی کیا رائے ہے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی سردار کو بھیجنا چاہئے اس وقت وحید الملک نے جانے کا قصد کیا صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ تم نہ جاؤ یہ وقت سہراب کے جانے کا ہے کہ اسے اور طیمور سے بہت دوستی ہے سہراب نے عرض کی کہ ابھی مین جاتا ہون یہ کہکر اپنے دنگل سے اٹھے اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے سہراب بن رستم کے سکندر اور وحید الملک اور مظفر غازی اور شاہ صف شکن نے عرض کی کہ حضور ہم لوگ کے ناموس بھی قلعہ بہارین مین ہے ہمارا جانا بھی ضرور ہے اس وقت صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ بالفعل یہان طبل جنگ وغیرہ بھی نہین بجا ہے جبتک جنگ معطل ہے اس وقت تک شادیان ان لوگون کی ہو جائین اور خواجہ خضران کو ان شاہزادون کے ساتھ کر کے یہ حکم دیا کہ جاکر عقد سبکے کر دیے جائین خواجہ خضران نے ان سبکو اپنے ساتھ لیا اور جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے جتنے سردارون کے ہاتھ خضران نے حوران بہشتی کو بیع کیا تھا وہ سب بھی ہمراہ خضران کے ہوئے انکو بھی راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے تحریر ہوتے ہین مخمس

گو مسیحا ہین وہ بن بن کے نکھرنے والے — میٹھی باتون سے ہین زخمون کے بھی بھرنیوالے
جو کہتے بھی ہین کہین جی سے گذرنے والے — گو ترے ناز ہین سب زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گذرے سر دیکے محبت مین گذرنیوالے — تھے عجب رنج مین دن زیست کے بھرنیوالے
قتل ہونے سے بچے عشق مین مرنیوالے — مرجا قتل نہین کر کے مکرنے والے
منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنیوالے

اسکی ابرو و مژہ سے مین بھلا کیا ڈرتا — یا تو جیتا ہین اس امید پر اور یا مرتا
اس جگہ مرہم کافور اثر کب کرتا — کون قاتل کی طرف سے مرے دلکو بھرتا
اسکے تیرون ہی کے کچھ زخم تھے بھرنیوالے

ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن — ارسی ڈالے لگا دو ایک کو اُنکا جوبن
پہرتے زخضر کا کیا حسن ہم دور کیا ہی جوبن — یہی کرتا ہی اشارے کوئی اُٹھا جوبن
الدون اُبھرے ہین مچلتا ہی کے اُبھرنیوالے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کے سُن لو — قتل کرتا نہین قاتل تو طلوجانے دو
جائز یہ ہے سے اُتر جاے سبکدوشی ہوا — کہتی ہی خواہش قتل بنا گلا خود کاٹو
ابھی کو یون یار نہین رکھتے ہین ہم ہنوالے

ہی یقین آپکے کہنے کا قسم کھاتا ہون — آپ سے قابو مین نہ گر دل کو نہین پاتا ہون
یہ نہین مانتا جو جی سے سمجھاتا ہون — بیقرار اور مین اُس وقت ہوا جاتا ہون
کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہی اُسکا کہ نہین رحم ذرا — کوئی جی جائے کہ مرجائے نہین کچھ پروا
دل ہی لوہے کا تو پتھر کا کلیجہ ہے اُسکا — یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی ہوتے ہین اس کام کے کرنیوالے

لاکھ لاکھون مین نہ کوئی بھی گنہگار ایسا — جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا — پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کیا گناہون سے بری ہوگئے ڈرنیوالے

تجھکو سمجھاتے ہین اچھا نہین یہ کام ای شوخ — نیک ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام ای شوخ
آسمان نالہ مظلوم کا ہر بام ای شوخ — خود بھی پائے نہین شل فلک آرام ای شوخ
آہ سے خاک نشینون کے نہ ڈرنیوالے

امر دلخواہ مین دشمن کا وہ دل رکھتے ہین — عشق مین چاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کس کڑی راہ مین دشمن کا وہ دل رکھتے ہین — امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
تجھسے تو بوجھتے کیا قصد ہی مرنے والے

تیرا گیسو ہی کسیکے یہ پھانسی سے سوا — زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
کوئی ابرو یہ گلا کاٹ کے مرجائیگا — ہے ادا کو تری تیلا پنیلے انداز قضا
ابھی نکتے یار اگر جی سے گذرنیوالے

ہم گنہگارون کے کھوے گئے آپ سے ہوش — غل مچانے نے تمھاری کیا ہم سبکو خموش
نہین معلوم یہ کس بات پر آیا تھین جوش — زاہد و آتے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش
یونہین تیغ اٹھتے ہین اللہ سے ڈرنیوالے

گو نہین جور پہ مائل تری طبع عالی — بے سبب غصہ سے رہتی نہین رخپر لالی
خیر یہ بات کبھی ہوجائیگی تجھپر حالی — کچھ ہوا ہے مرے کینہ سے ترا دل خالی
اور تجھے دینگے سلامت رہین بھرنیوالے

کب رہی تیری کمر تیغ سے قاتل خالی — مین نے لیلیٰ سے نہ دیکھا کبھی محمل خالی
نہ رہیگی کبھی مہمان سے یہ منزل خالی — کچھ ہوا ہے مرے کینے سے ترا دل خالی
اور بھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے

داغ ہی ہوتا ہے کب لطف و کرم تجھ سے فلک	ہاں اگر ہے تو ہوا بیدستم تجھ سے فلک
جانتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے کم تجھ سے فلک	وا ابھی وصل کے خواہان نہیں ہم تجھ سے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گزرنیوالے	
تجھپہ لائیگا قیامت ترا قصد دل جو	بعد مرنے کے نہ دے داغ تجھے ای مہرو
چھپ نہ ہونگا نہ ترے دیکھ کے کاکل گیسو	کھولکر بال پریشان نہ کر روح کو تو
اور مرے سوگ کے پردے میں ستونیوالے	
باہم اس بات کا ہے چارہ مرے نالے کرلین	بام تک یار کے رستہ مرے نالے کرلین
پھرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کرلین	پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرلین
عرش پر چڑھتے ہیں کیا دل سے اُترنیوالے	
یاد ہے ہاں عجب وہ تھا کچھ روز وصال	ہجر جانان نے دیے آکے ہمیں رنج کمال
پاس ہو آج کی شب یا تھا انھیں باتون کا خیال	چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنیوالے	

بیا بشنو ای ہمدم داستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * یہ داستان اُس مقام تک
تحریر ہوئی تھی کہ چوبان چوگان باز نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر سنجاب شاہ مغربی مین اُس
حربی بجا ہے دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہو رہی ہے دونون طرف کے لشکری سلاح جنگ درست
کر رہے ہین اسی عالم مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی
جھونکے نسیم بہار کے چلے دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہونے لگین بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال نقیب شب و کبریٹے تھے کہ چوبان چوگان باز اپنے مرکب کو چمکا کے میدان مین آیا
بعد سایۂ شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور رزم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای سنجاب شاہ مغربی
تم ایک وقت مین خداوند باختر کے نمبر تھے اور اب خدا پرستون کے مطیع ہو تمکو چاہیے کہ خداوند
آئینہ کی پرستش اختیار کرو اور اپنی رعایت مین تمھارے ساتھ کرونگا کہ صرف مالکہ مہتاب
حور جمال کو لیکے چلا جاؤنگا اور شاہزادیون سے مجھ سے کچھ تعلق نہین ہے اور اگر اسکے خلاف
کروگے تو یہ یاد رکھنا کہ تمام قلعہ بہار کو تاخت و تاراج کرونگا اور کل عورتون کو لیجاؤنگا یہ سُن کے
سرداران سنجاب کو جوش آیا برا بھلا کہنے لگے اور فرتوت مغربی آب بڈھا سردار تھا
اُسنے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت سنجاب شاہ مغربی کے آکر پکارا کہ ای بادشاہ زندگی
بھر تیرا نمک کھایا اور تیرے ہی وجہ سے دین مبین اسلام سے مین مشرف ہوا اب سوا مرجانے کے
کیا باقی ہے لہذا مجکو اجازت ہو تو جا کر اس آئینہ پرست کو دریدہ دہنی کی سزا دون یہ سُنکے
سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ ای فرتوت اب تمھارا وہ زمانہ ہے کہ یہ چند روزہ زندگی آرام و
آسایش سے بسر کرو تم اس لائق نہین ہو کہ تمکو ایسی تکلیف دیجاے فرتوت نے عرض
کی کہ بستر خواب پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے کہ رتبہ شہادت ہاتھ آوے گا
سنجاب شاہ نے مجبوری فرتوت کو رخصت کیا فرتوت مغربی بارگیر مرکب پر سوار ہو کے
میدان مین آیا اور پکارا کہ او گبر نابہنجار تجھے شرم نہین آتی کہ پرائے ناموس کو طلب
کرتا ہے یہ کس مذہب و ملت مین بھی جائز ہے یہ سُنکے چوبان چوگان باز نے کہا

ادبڑھے کیا کوئی جوان تیرے لشکر مین نہ تھا جو تو مقابلے کو آیا ہی اور یہ عذر تیرا بیجا ہی کہ برائی ناموس کو مین طلب کرتا ہون جو میرے شاہزادے کی منگیتر ہی اور خداپرست اُسے زبردستی چھین لائے ہین اُسے لینے آیا ہون یہ سنکر فرتوت نے کہا کہ خداپرست کبھی زبردستی تصرف نہین کرتے یا یہ کہ کسی کے ایجاب قبول مین نہ تھی اور شاہزادہ وحید الملک سے رضامند تھے اسکے باپ اور اسکے بھائی کی رضامندی سے ملکہ یہان ہی چوپان نے کہا کہ اب وہ ملکہ ہی شاہزادہ سرور کی جسکی منگیتر ہی باپ بھائی کسی کو حق حاصل نہین ہی جسکی مالک ہی اُسکو اختیار ہی تجھے سیدھی طرح ملکہ کو ہمارے سپرد کرنا ہو تو سپرد کر ورنہ یہ یاد رکھ کہ مالک سنجابیہ کے سردار دیکھتے ہی کے ہین تلوار کھینچ ابھی حال معلوم ہو جائے یہ سنکے فرتوت نے کہا کہ او ملعون تو اس وقت مین آیا ہی کہ سرداران مغرب موجود نہین ہین سب مالک سارلقیہ پر گئے ہوئے ہین ورنہ تیری ٹانگین چیر کے پھینک دیتے ایک ایلدان بہت قوی زور ہی تیری گوشمالی کو کافی تھا اور ہم اہل اسلام مین ہمیشہ سستی حریف پر نہین کرتے ہین اگر تجھے غرور ہی تو اپنا وار کر جس وقت خداوند عالم تیرے حربہ سے بچائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا یہ سنکے چوپان چوگان باز نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر نیزہ مارا فرتوت مغربی نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین کوئی شراتی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ اس پیر جہاندیدہ نے ایسا بند باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے چوپان چوگان باز کے صاف نکل گیا اہل مغرب نے صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور آئینہ پرست دلگیر ہوے حیرت مین آگئے کہ یہ کیا ہوا اور چوپان کی نگاہون مین تو زمانہ سیاہ ہو گیا اندھا ہو گیا دعوے یکتائی باطل ہوا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر فرتوت مغربی کے وار کیا فرتوت مغربی نے سپر کو اُٹھا کے چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ چوپان کا لنگر دار تھا سپر کو قلم کر کے خود پر پڑا اور خود و زرہ و ملبوس کو کاٹ کر کمر کا تھا کہ چوپان نے جھٹکا مارا تیغہ تا جگرگاہ اُتر آیا یہ مرد مومن شہید ہوا لوگ آ کر لاش اُسکی اُٹھا لیگئے چوپان نے پھر مبارز طلب کیا مہران مغربی سنجاب شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد گفتگو کے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی مہران ہاتھ سے چوپان کے زخمی ہوا اسمٰعیل مغربی نکلا یہ بھی شہید ہوا بلال مغربی نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب سترہ سرداران کے زخمی ہوے اور نو سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے سنجاب شاہ کو اپنے سردارون مین فرتوت کا کمال رنج ہوا کہ یہ بڑا سردار تھا زمانہ شباب مین اسنے بڑے بڑے کارنمایان کیے تھے اور سنجاب شاہ اسے بہت دوست رکھتا تھا وہان چوپان چوگان باز نے نقارہ رزمی پھر بجوا دیا اور کہا کہ کل قلعہ لے لونگا یہ خبر جو سنجاب شاہ نے سنی تو رات کو مع فوج یہ قلعہ مین چلا آیا اور قلعہ کو خوب آراستہ کیا رات بھر طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی تو چوپان اپنے لشکر کو لیکر میدان مین آیا دیکھا کہ یہان میدان صاف ہی معلوم ہوا کہ سنجاب شاہ مغربی رات ہی کو بھاگ کر قلعہ مین چلا گیا بس اسنے اپنے لشکر سے پانچ سو سوار منتخب کر کے اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ پر دھاوا کیا وہان سنجاب شاہ مغربی نے قلعہ کو خوب آراستہ کر رکھا تھا توپین چڑھی ہوئی تھین گولہ انداز توپون پر متعین تھے بہار قلعہ دار فصیل پر بہ در دروازے بیٹھا تھا ہاتھ مین اُسکے دوربین تھی صحرا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ چوپان قلعہ کی طرف آتا ہی بس جیسے ہی چوپان چوگان باز زد پر پہنچا بہار قلعہ دار نے

فیر کا حکم دیا تمام توپون نے ایک ہی بار تی دکھادی گئی توپخانہ رعد آواز گرجا طبقہ زمین کا ہلنے لگا تمام صحرا دھوان دھا
ہوگیا درندے اور پرندے صحرا سے کوسون نکل گئے یہان گولا اس طرح برس رہا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا آسمان
سے اولے پڑ رہے ہین پانچ سو سوار توپچن کے رہ گئے جسکے گولہ پڑا وہ الٹ گیا لیکن چوپان چوگان باز
بلا کا آدمی تھا جب اسنے یہ حالت دیکھی کہ اس طرح قلعہ پر سے برابر گولہ باری ہو رہی ہی اسکے ساتھ
والے مارے گئے تو اسنے مرکب کو رانون مین دبایا اور گرز سے گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولا داہنے
جانب آیا بائین رکاب پر آکے خالی دیا جو بائین جانب آیا داہنی رکاب پر آکے خالی دیا جو سامنے آیا اسکو
شکم مرکب سے لپٹ کے خالی دیا اور اگر کوئی گولہ سر مرکب کی طرف آیا تو اسے گرز یا سپر سے رد کر دیا گولے
دھوین کی تاریکی مین اس طرح آتے تھے جیسے شب تار مین تیر شہاب آتا ہی جب اہل قلعہ نے دیکھا
کہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا زمین کا ایک ایک ذرہ ہمنے اڑا دیا ہی تو انھون نے توپون کے منہ پر انگوٹھے
رکھ رکھ دیے اور منتظر ہوے کہ دھوان ہوا سے منتشر ہو تو دیکھین کہ حریف پر کیا گذری جب دھوان ہوا سے
منتشر ہوا تو دیکھا کہ تمام صحرا مین سوا لاشون کے کچھ نظر نہین آتا کسی کا ہاتھ اڑ گیا ہی کسیکا پانون کسیکا سر
کسی کے سینہ پر گولہ پڑا ہی تو پشت کو توڑ کے پار گذر گیا ہی لیکن چوپان ملعون بر لب خندق کھڑا ہوا
نعرے کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ اے اہل قلعہ اب بھی خیریت اپنی چاہتے ہو تو ملکہ مہتاب حور جمال کو ہمارے
سپرد کرو ورنہ پھاٹک قلعہ کا توڑ کر سب عورتون کو اسیر کر لیجاؤنگا اہل قلعہ نے گالیان دین اور رماتی کا
متوالا گڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین فصیل قلعہ پر سے پھینکین چوپان نے
ان سب حربون کو بھی خالی دیا اور پھاٹک کی طرف گرز پکڑ کے چلا اس وقت اہل قلعہ مین اضطراب
کی حالت پیدا ہوئی اور سب کے سب دعا کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان
اس قلعہ مین وہ عورتین ہین جو اہل اسلام کی عزت ہین انکی آبرو کا توہی محافظ ہی ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تیق گرد شفق گون بلند ہوا یہ آمد آمد دیکھکر چوپان بھی
ٹھہر گیا کہ دیکھنا چاہیے کون آتا ہی دوست ہی یا دشمن کہ ایک مرتبہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دل گرد سے چالیس علمہاے سرخ جنمین پنجہ کے مقام پر آئینہ نصب تھے اور چالیس ہزار
یاقوت پوش ایک ایک علم کے سایہ مین ہزار ہزار جوان اور آگے آگے شاہزادہ طیمور
شیر برو مرکب پر سوار پیدا ہوا اہل قلعہ تو پریشان ہوے کہ اس ایک آئینہ پرست
نے دریاے تحیر مین غرق کر رکھا تھا اب یہ آیا ہی جو واقع مین حقدار بھی ہی کہ اسکی بہن قلعہ مین
ہی لیکن طیمور نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او چوپان چوگان باز خبردار و ہوشیار کہ
مین آپہونچا چوپان نے باگ مرکب کی پھیری اور سامنے طیمور کے آکر للکارا کہ او طفل تجھے شرم
نہین آتی کہ تو نے بہن کو اپنی خدا پرستون کے حوالے کر دیا اور جسکی بچپن کی منگنی تھی اسکے
ساتھ شادی نہ کی اب تو آگیا ہی تجھے مناسب ہی کہ ہم مذہبی کا پاس کر اور اپنی بہن کو
خدا پرستون سے چھین کر میرے سپرد کر کہ مین اسکو مسرور شاہ کی خدمت مین پہونچا دون
اور اگر تو خدا پرستون سے خوف کرتا ہی تو یہین کھڑے رہکر تماشہ دیکھ مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ
سنکے طیمور شیر برو نے آواز دی کہ بس بیہودہ نہ بک تجھے کیا حق حاصل تھا کہ تو نے
اس قلعہ پر چڑھائی کی یہان نہ مین موجود تھا نہ وہ لوگ موجود تھے جنکی امانت تھی لاجرم
اپنا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکے چوپان نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور نے نیزے کو

نیزے پر گا نہٹا اور نوین طعن مین نیزہ ہاتھ سے چوپان کے نکال دیا چوپان نے تلوار ماری طیمور نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرود کر کے ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ایک ہی
زور مین قاش زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت کمر کا ہاتھ توڑا کہ دو ٹکڑے ہوے
لاش زمین پر گری یہ دیکھکر ہمراہیان چوپان دوڑ پڑے کہ ارے مارو اسکو غضب کیا اسنے کہ
سردار کو ہمارے مارا اس طرف سے طیمور کے ہمراہیون نے یورش کی تلوار چلنے لگی طیمور نے
جو تلوار برسانا شروع کی فوج بے سردار کیا لڑسکتی تاب نہ لاسکی لاش کو لیکر بھاگ کھڑی
ہوئی یہان طیمور نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا جس وقت سنجاب شاہ نے دیکھا کہ یہ تو
ہماری طرف ہے تو فوج کو لیکر براے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین تشریف لے چلیے
طیمور نے کہا کہ ای سنجاب شاہ مین قلعہ مین ہرگز نجاونگا اگر صرف میری بہن ہوتی تو مضائقہ
نہ تھا وہان اور عورتین بھی موجود ہین جو ناموس صاحبقران سے ہین ہر چند سنجاب شاہ
نے اصرار کیا کہ آخر ہم لوگ بھی تو اُسی قلعہ مین موجود ہین جو ہمارے قیام کی جگہ ہے وہان ہم ہین زنانے
مکانات دور ہین قلعہ مین چلنا کچھ بیجا نہین ہے لیکن طیمور نے محض انکار کیا اور اندر قلعہ کے
نہ گیا لیکن وہ لوگ جو لاش چوپان کی لیکر چلے تھے ہنوز شہر کافوریہ تک نہ پہونچنے پاے
تھے کہ راستے ہی مین سرور شاہ بن کافور شاہ کو مع فوج گران آتے ہوے دیکھا لاش چوپان
چوگان باز کے سامنے سرور شاہ کے ڈال دی اور عرض کی کہ قلعہ کو اسنے سر کر لیا تھا لیکن طیمور
شیر بیرو ر پسر خورشید نے آکر اسکو مارا اسکی مرضی نہین ہے کہ ملکہ کی شادی آپ کے ساتھ
کی جائے بس یہ سنکے سرور شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے اسکی شامتین آئی ہین
جو عقد سے انکار کرتا ہے تم جاؤ اور والد ماجد سے کہہ دینا کہ آپ کل لشکر کو لیکر مع سمندر روئین تن
جلد تشریف لائیے پسر خورشید آمادۂ جنگ ہے مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون یہ لوگ تو اُس
طرف روانہ ہوے جسوقت شہر کافوریہ مین پہونچے اور کافور شاہ کو معلوم ہوا کہ چوپان مارا
گیا اور پیام اپنے فرزند کا بھی سنا بس اُسی وقت اسنے کل لشکر کو لیکر کوچ کیا اُدھر یہ بھی
طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ طیمور خیمہ مین بیٹھا تھا سنجاب شاہ
متغزل حاضر تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دیکھا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہے
سرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ایکا یک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا اور گرد سے دو سو علم نشانہ دولاکھ سوار کا پیدا ہوے ہر علم کے پھریرے
پر تعریف خداوند آئینہ کی مرقوم تھی آگے آگے چار سردار زبردست گرگدنون پر سوار آکر
پہونچے بمقابلہ لشکر طیمور خیمہ زن ہوے آخر مین سواری سرور شاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آکے
پہونچی جسوقت سرور شاہ داخل بارگاہ ہوا دبیر کو طلب کیا اور ایک نامہ اس مضمون کا تحریر
کرایا کہ ای طیمور شیر بیرو راسکا کیا سبب کہ تمنے ملکہ کو خداپرستون کے سپرد کیا ایک تو یہ کہ تمکو یہ
کچھ اختیار نہ تھا ملکہ اب ہماری ہو چکی تھی اسلیے کہ ہمارے ہی بچپن کی منگیتر تھی علاوہ اسکے وہ لوگ
غیر مذہب ہین ہم تمہارے ہم مذہب ہین اگر تمکو خداپرستون سے خوف ہے تو تم علحدہ ہو جاؤ
مین لڑکے چھین لونگا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ مین وہ شخص ہون کہ دس صد داران نامی کو مینے زیر کرکے
اپنا مطیع کیا اور سالار لشکر کافوریہ سمندر روئین تن میرا ملازم ہے وہ اکیلا تمام خداپرستون کے واسطے

ہی اسلیے کہ حربہ اُسکے جسم پر تاثیر نہین کرتا ہی تم ابھی ناتجربہ کار اور نادان ہو اپنے خیال تون کم بہت جلد بدلو
ورنہ بہت پچھتاؤگے جسوقت یہ نامہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کو پہونچا اور طیمور مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا تو جواب تحریر کیا کہ اری مسرور شاہ اصل یہ ہی کہ مین خدا پرستون کا ممنون احسان ہون مجکو
تونیچا لگایا تھا اگر خدا پرست نہوتے تو عزت مین فرق آجاتا وہی لوگ سارلیق پرستون سے
لڑکر ملکہ کو چھین لائے اور بحفاظت تمام اپنے پاس رہنے دیا اگر وہ ملکہ کو چھین نہ لاتے تو خدا جانے
ملکہ کا کیا حشر ہوتا اور مجھسے خدا پرستون سے یہ اقرار بھی ہوگیا ہی کہ ہمارا تمھارا فیصلہ ہونے کے
بعد ایک مذہب ہوجائیگا اگر تمنے صاحبقران کو زیر کیا تو سب آئینہ پرست ہوجائینگے اور اگر
صاحبقران نے تمکو زیر کیا تو تمھین دین خداپرستی اختیار کرنا ہوگا خداپرستون نے اس
عہد کی پابندی کی اور ملکہ کو اپنے سے علیحدہ کرکے جان اور ناموس تجھے وہین بھیج دیا اب ملکہ
اُنکی ہو چکی کیا مجال ہی کسیکی کہ ملکہ کی طرف نگاہ اُٹھاکے بھی دیکھ سکے بہتر یہ ہی کہ تم اپنے
ارادہ سے باز آؤ اگر تمنے سردارون کو زیر کرکے مطیع کیا ہی تو مین نے قاف مین جاکر دیوان
سرکش کو نیست کیا ہی اور جرہوت رعد آواز ایسے سردار کو زیر کرکے مطیع کیا ہی جو گلستان باختر
مین ایک سردار تھا اور اگر بڑا بھروسا تمکو سمندر روئین تن کا ہی کہ اُسپر حربہ بسبب روئین تن
ہونے کے تاثیر نہین کرتا ہی تو بروقت مقابلہ اُسکے ٹانگین چیر کے نہ پھینک دون تو نام اپنا
طیمور شیر پرور نہ رکھون اور اہل اسلام کیا موم کے بنے ہوئے ہین کہ تو مجھسے علیحدہ ہوجانے کو
کہتا ہی اہل اسلام کو ہمین خوب جانتے ہین کیا طاقت ہی کسیکی کہ اہل اسلام سے سر بر ہو سکے خبردار
ایسا قصد نکرنا چونکہ تم ہم مذہب ہمارے ہو اسلیے ہم سمجھاتے ہین اگر کہنا ہمارا نمانوگے تو بہت
پچھتاؤگے ہم تمھارے شریک نہونگے بلکہ بعوض اہل اسلام کے تمسے مقابلہ کرینگے آیندہ
تمکو اختیار ہی جسوقت یہ جواب باصواب مسرور شاہ کو پہونچا تو وہ نہایت برہم ہوا اور اسنے
غصہ مین حکم دے دیا کہ بجے طبل جنگی اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی خبر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اُدھر سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ پر نقارہ نوازی کا حکم دیا تینون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی جب صبح ہوئی
تو اس طرف سے شاہزادہ طیمور اپنے چالیس ہزار سرخیدشون سے میدان مین آکر صف
آرا ہوا اور اُس طرف سے مسرور شاہ مرکب پر بیٹھ کر اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے نکلا
دو لاکھ سوار اسکے ہمراہ تھے اور مہتر سحر خیز عیار بھی گوشہ زین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ تھا
جب دونون لشکر میدان مین پہونچکر صف آرا ہو چکے تو ناگاہ مسرور شاہ سے ابیض آئینہ پرست
میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اُس طرف سے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے باگ مرکب کی
اُٹھائی اور آکر لگا در ماری کہ ابیض آئینہ پرست کو گرد برد کردیا اُسنے نیزہ مارا طیمور نے
نیزے کو تلوار سے قلم کیا ابیض نے تلوار ماری طیمور نے وار اُسکا بپشت شمشیر پر روک کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا یا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین مین ڈوب کے نکلی ابیض آئینہ پرست
دو ہوکے زمین پر گرا موت سے دوچار ہوا نقشہ حیات بدل گیا بس یہ دیکھکر اسود آئینہ پرست
سامنے آیا اور لکارا کہ او طفل تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہی کہ اتنے بڑے جوان پر تو نے ایسا
ہاتھ مارا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام کردیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہتے ہی برس پڑا طیمور

نے وار اسکے رد کرتے کرتے جو ہاتھ جنیو کا مارا دو ٹکڑے ہوئے عبود آئینہ پرست نکلا یہ بھی طیمور کے ہاتھ
سے مارا گیا اب غبار آئینہ پرست اور مسرور شاہ باقی رہگئے اُس وقت مسرور شاہ نے گھوڑے
کی باگ لی اور پکارا کہ او طیمور مین تجھے جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا یہ وہ سردار تھے جنکو مین نے تین تین
روز کے مقابلے مین زیر کیا تھا تو نے ایک ایک ہاتھ مین خاتمہ کر دیا طیمور نے کہا کہ ایک ہی ہاتھ کا
تو بھی مہمان ہی دوسرا ہاتھ نہ مارونگا مسرور شاہ نے کہا کہ مین تجھے ایک ہاتھ لگانے کی بھی مہلت
نہ دونگا یہ کہکر نیزہ سینہ طیمور پر مارا طیمور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے طیمور نے اک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ
کے جو جھٹکا مارا نیزہ فوراً ہی پیچھے سے ٹوٹ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا اہل فانے احسنت و مرحبا
کی صدائین بلند کین اور مسرور آئینہ پرست نے خفیف ہو کر تلوار ساری طیمور نے وار اُسکا بآسیب
سپر رد کر کے جو اُسی خون آلودہ صمصام کا ہاتھ مارا مسرور نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار نے
طیمور کی سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خود پر بیٹھی اور کاٹتی ہوئی تا دوابرو تک آئی طیمور نے دستانہ
مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی طیمور نے آواز دی آئینہ پرستون کو
کہ لیجاؤ اُسکو لوگ آکر مسرور شاہ کو لے گئے اور طبل بازگشت بجوا دیا طیمور پلٹ گئے اپنے
لشکر مین آیا لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا مسرور شاہ نے طبل جنگ نہین بجوایا لیکن
مہتر سحر خیز عیار نے عرض کی کہ معلوم ہوا یہ طفل آئینہ رو نہایت زبردست ہی اس سے لڑکر آپ
سر بر نہو سکینگے لہذا آپ اطمینان رکھئے مین جاتا ہون اور اسکو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر اسنے لباس
غبری تن پر آراستہ کیا اور قنطورہ زربفتی پاتابہ سقرلاتی سے چست و درست ہو کے جانب لشکر
طیمور روانہ ہوا اور صورت اپنی اک نامہ بر کی بنائی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچا کہا اطلاع
کرو کہ اک نامہ بر آیا ہی اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہی جسوقت طیمور کو معلوم ہوا کہا بلالو مہتر سحر خیز اندر
بارگاہ کے آیا سلام کیا طیمور نے کہا تو کہان سے آیا ہی اور کسکا پیام لایا ہی مہتر سحر خیز نے عرض کی کہ
غلام کچھ راز کی بات کہنے آیا ہی تخلیہ چاہتا ہی فرمایا کہ اچھا تو اس خیمہ کی پشت پر چل کے ٹھہر مین آتا ہون
یہ سنکے مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی طرف آکے ٹھہرا اُس وقت عیار طیمور بالا دوی مین مصروف تھا موجود
نہ تھا اور پشت بارگاہ کی طرف صحرا تھا طیمور ہجوم سے گھبراتا ہی جہان غصہ اُسکے مزاج مین اثر شیر شیر
سے پیدا ہوا ہی وہان اک تھوڑی سی وحشت بھی ہی طیمور نے حاضرین دربار کو وہین چھوڑا
اور آپ تن تنہا پشت بارگاہ پر آیا تو نامہ دار کو موجود پایا فرمایا کیا کہتا ہی بیان کر اُسنے اک
نامہ پیش کیا اور کہا کہ اسے پڑھ لیجیے جو کچھ سمجھ مین نہ آئیگا وہ مین زبانی عرض کر دونگا طیمور نے
نامہ کو کھولا نامہ گرد آلودہ تھا نامہ کھولنے مین گرد اُڑی طیمور چھینک مار کے بیہوش ہوا البس اُسنے
باطمینان تمام پشتارہ باندھا اور جانب لشکر مسرور شاہ چل کھڑا ہوا صحرا کی طرف سے ہو کر
خیمہ مین مسرور شاہ کے پہونچ گیا مسرور شاہ کے زخمون مین ٹانکے لگائے جا چکے تھے پٹیان
مرہم کی چڑھ گئی تھین یہ ہوشیار بیٹھا ہوا تھا کہ مہتر سحر خیز پشتارہ بدوش پہونچا اور طیمور کو
سامنے مسرور شاہ کے لیجا کے ڈال دیا مسرور شاہ نہایت مسرور ہوا اور آہنگرون کو بلا کر
ہتھکڑیان بیڑیان ڈلوا دین اور کہا کہ اک قفس آہنی لا کر اسمین اسے بند کر دو اور قفس دار پر لٹکا کے
گرد انبار ہیزم کا کروا اور ہیزم مین آگ لگا دو اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین اسلیے کہ یہ بلائے بد ہی

قفس بنے ہوئے اسکے لشکر مین موجود تھے دستور اسکے شہر کا یہ تھا کہ قیدی قفس آہنی مین رکھے جاتے تھے
چنانچہ طیمور کو قفس مین بند کرکے دار پر کھینچ دیا اور لکڑیان گرد جمع ہونے لگین یہان کی یہ تو حالت ہوا اب
اُدھر کا حال سنیے کہ رفقاے طیمور بیٹھے بیٹھے پریشان ہو گئے اور شاہزادہ واپس نہ آیا یہانتک کہ شباہو
شیر دل بھی بالا دوی سے واپس ہوکے آگیا ان لوگون نے شاہپور سے کہا کہ بھائی تمھارے ایک
شخص کے ساتھ پشت خیمہ پر کھڑے باتین کر رہے تھے اب آواز نہین آتی دیکھو تو ہین یا نہین ہین
یہ سنکے شاہپور پشت خیمہ پر آیا تو طیمور کو نہ پایا پہتیر اعیار کا دیکھار وتا ہوا آیا اور کہا کہ کوئی عیار انکو لیگیا
مین دریافت حال کے واسطے لشکر مسرور شاہ مین جاتا ہون یہ کہکر اُسی وقت جانب لشکر مسرور شاہ
روانہ ہوا یہان آکے ہیئت تبدیل کی تو دیکھا کہ طیمور قفس مین بند ہی گرد لکڑیان جمع ہو رہی ہین گرد
عیارون کے پہرے ہین شاہپور نے کوئی قابو نہ پایا واپس آیا اور اہل لشکر سے بیان کیا کہ
غضب ہوا شاہزادہ طیمور کے جلانے کا سامان ہو رہا ہی اور اب موقع عیاری کرنے نہین ہا
یہ سنکے اہل لشکر مین ہلچل مچ گئی اور تیاری ہونے لگی سبنے کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھا کہ اگر
شاہزادہ جل گیا تو ہم شہر زرینہ مین کیا منہ لیکے جائینگے اپنی بھی جانین دینگے یہان تو کمر بندیان
ہو رہی ہین نماز صبح کے وقت سبنے فریضہ سحری کو ادا کیا اور مرکبون پر سوار ہو ہوکے لشکر مسرور شاہ کی
طرف چلے ابھی سحاب شاہ اس حال سے بالکل بے خبر ہی کہ وہان کیا ہوا ملکہ مہتاب جمال
بھی نہایت خوش ہی کہ بھائی میرا آگیا اور عورتین اسے چھیڑا کرتی ہین کہ تم ایسی ہو کہ تمھاری بابت
ہزارون خون ہو چکے ہین جو آتا ہی وہ تمھارا ہی طلبگار ہوکے آتا ہی تم تو مردون کا کھلونا ہو لیکن یہ
شرماتی ہی اور کہتی ہی کہ خدا نکرے کہ کسیکا نام نکلجاے اور کوئی بدنام ہو جاے اب بھائی میرا آگیا ہی کیا
مجال ہی کسیکی کہ قلعہ کا رُخ بھی کر سکے یہان اس طرح کی باتین ہوتی ہین لیکن حال لشکر مسرور شاہ
کا سنیے کہ صبح ہوتے ہی لشکر نے آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور مسرور شاہ سامنے دار کے کھڑا ہوا
طیمور کو جو ہوش آیا تو اپنے کو قفس مین بند پایا سمجھا کہ وہ شخص عیار تھا مگر ای طیمور بُرے پھنسے اپنے
مین مسرور شاہ نے آواز دی کہ کیون ای طیمور اس وقت کی بھی خبر تھی طیمور شیر بر ور نے جواب
دیا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی کہ عیار سے کام لیتا ہی اُسپر خود افتخار ظاہر کرتا ہی لعنت ہی تیری جرأت
و جوانمردی پر بس یہ سنکے مسرور شاہ نے کہا کہ آگ لگادو عیارون نے حقہاے آتش بازی
مارے آگ لگ گئی اور لکڑیان جلنے لگین شعلے بلند ہوے اُدھر لشکر طیمور کے چالیس ہزار
سوار آکر تلوارین پکڑ پکڑ کے جو گرتے ہین ہلچل ڈالدی مگر یہان ہیزم مین آگ لگ چکی تھی علاوہ
اسکے یہ چالیس ہزار اور وہ دو لاکھ لاکھ کوشش کی مگر آگ تک نہ پہونچ سکے اُدھر شاہزادہ طیمور
نے دیکھا کہ آگ بڑھتی ہوئی چلی آتی ہی اور اب کوئی چارہ نہین ہی اہل لشکر دور پڑے ہین جبتک
یہان پہونچین پہونچین آگ ہمارا کام تمام کر دیگی راکھ بھی نہ ملیگی تب اُسی بیتابی کی حالت مین اُسکو اُس
دیو کا خیال آیا جسکے بال لیکر بازو پر باندھے تھے بس طیمور نے بازو کے تعویذ کو منہ کی بھاپ دی فورا
دیو تحسین کو خبر ہوئی یہ اک کوہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہ رونگٹے اسکے بدن کے کھڑے ہوگئے اسے
خیال آیا کہ شاید طیمور نے یاد کیا ہی بس یہ ہوا کی طرح آیا دیکھا کہ یہان طیمور قفس مین بند ہی اور
گرد آگ روشن ہی بس دیو نیچہ جھکے گرا اور دار پر سے قفس کو اُٹھا لیگیا یہان شعلے جو بلند ہوے
تو کچھ محسوس نہوا آتش پرستون نے نقارہ شادمانی بجایا اور لشکر طیمور کے جوانون نے کہا کہ بھائیو

بعد ایسے شہریار عالی وقار کے زندگی پر خاک ہے بقول شخصے کہ تا کب جیے تو کیا اس جینے سے مرنا بہتر ہے جبتک
دم مین دم ہے ہاتھ نہ رکھے یہ مشورہ کرکے یہ لوگ خیمہ مسرور شاہ کی طرف چلے مسرور شاہ نے مرکب
طلب کیا اور عیار آئینہ پرست کو ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا یہ رنگ دیکھکر اہل قلعہ نے ہرکارون کو واسطے خبر
کے روانہ کیا ہرکارے آئے اور دم بھر مین حال دریافت کرکے گئے سنجاب شاہ مغربی سے سب
کیفیت بیان کی سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور فوج کو لیکر قلعہ سے نکلا اور اسی دھر سے کہلا بھیجا
کہ ملکہ مہتاب حور جمال کا بہت خیال رکھنا بھائی کو اسکے آئینہ پرستون نے جلا دیا ایسا نہو
یہ خبر سنکے وہ خودکشی کرے تو غضب ہو جائیگا ماما سمن اندام سبز پوش نے بہت بہت اخفاے
واردات کی کوشش کی مگر کسی نے مہتاب حور جمال سے بھی بیان ہی کر دیا کہ بھائی کو
تمہارے دشمنون نے جلا دیا بس یہ سنکے اسکے دل سے دھوان اٹھا اور قصد کیا کہ خودکشی
کریون سمن اندام نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ابھی مجھے اس خبر کا اعتبار نہین اسلیے کہ فوج تمہارے
بھائی کی لڑ رہی ہے اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا ہوتا تو فوج قلیل بغیر سردار کے کیا لڑ سکتی تھی غرضکہ
تمام شاہزادیون نے آکر ہاتھ پاؤن پکڑ لیے اور انگوٹھیان ہیرے کی ہاتھ سے مہتاب حور جمال
کے اتار لین سب گھیر کے بیٹھ گئین سمجھانا شروع کیا لیکن ماہ کی یہ حالت ہے کہ آنکھ سے آنسو جاری
ہین اور کہہ رہی ہے کہ اے طیمور شیر پرور بعد تیرے ہماری زندگی پر خاک ہے افسوس مین ایسی
منحوس پیدا ہوئی کہ میرے باعث سے تیری جان بھی گئی یہان تو اک تلاطم برپا ہے اور وہان ہمرہیان
طیمور کے قریب دس ہزار آدمیون کے کام آ چکے ہین مگر ابھی تک سب تھمے ہوئے لڑ رہے
ہین ایک ایک نے چار چار پانچ پانچ کو مارا ہے اور برابر لڑتے چلے جاتے ہین استے مین سنجاب شاہ
مغربی آ پہونچا اور ایک لاکھ سوارون سے لشکر مسرور شاہ پر گرا تلوار چلنے لگی سر جیوشون کو
بچانا شروع کیا لیکن انکی یہ حالت ہے کہ اپنے آقا کے غم مین دنیا اندھیر ہے ہر جوان پرکالہ آتش
بنا ہوا ہے کسیکو تن بدن کا ہوش نہین ہے لیکن اب کچھ حال دیو تحسین اور شاہزادہ طیمور شیر پرور
کا سنیے کہ دیو قفس کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا قفس کو توڑکر شاہزادہ کو قفس سے باہر
نکالا اور مزاج پوچھا طیمور نے قید توڑی اور دیو تحسین سے کہا کہ اس وقت تو نے بڑا کام کیا اگر تیرے
آنے مین ذرا بھی دیر ہوتی تو مین جل کے خاک ہو جاتا کہین سے مرکب لا مین چلکر ابھی لشکر حریف کو
تاراج کر دونگا کہ اسنے مجھ سے بڑی دغا کی تھی دیو تحسین سوچا کہ اس سے بڑھ کر خدمت بجا لانے کا موقع
نہ ملیگا کہا کہ مین جاتا ہون اور ابھی مرکب سواری کے واسطے نہایت شایستہ بھیجتا ہون یہ کہکر
اک درخت کی آڑ مین غلطکی ماری اور آپ بصورت مرکب بنکے سامنے شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے آ کھڑا ہوا یہان شاہزادہ طیمور یہ سمجھا کہ دیو چلا گیا مرکب کو بھیجتا گیا بس جلدی سے پشت
مرکب پر بیٹھ کے جانب لشکر مسرور شاہ روانہ ہوا بس جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ اک قیامت
برپا ہے خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے یاقوت پوش جانین دے رہے ہین اور پکار رہے ہین
کہ بھائیو بعد ایسے آقا کے زندہ رہنا بیکار ہے اور کوئی پندرہ ہزار آدمی کام آ چکے ہین لیکن پچیس ہزار
خوب ڈٹے ہوئے تلوار کر رہے ہین اور سنجاب شاہ مغربی بھی کہتا ہے کہ خبردار یہ آئینہ پرست
جانے نہ پائین بڑی دغا کی انھون نے ایسا آج تک کسی نے نہ کیا تھا اس شخص کو دغا سے جلا دیا ہے
جو رستم وقت تھا بس یہ معرکہ دیکھکر طیمور نے ان سپاہیون کے واسطے نعرہ کیا اس طرف سے میری لیسا

ہوتے ہیں دیو خود سر ہیں رستم زمان ہوں طیمور شیر مرد ہے یہ نعرہ کر کے جو تلوار کھینچ کر لشکر پر گرتا ہے تو
فوج مسرور شاہ کو درہم و برہم کر دیا اور باگ گھوڑے کی اٹھا کر مسرور شاہ کی طرف چلا اور
آواز دی کہ او دغاباز دیکھ صاحب اقبال ایسے ہوتے ہیں نعرہ طیمور کی آواز سنکر لشکر طیمور کے
لوگوں میں تو گویا جان تازہ آگئی اور سنجاب شاہ مغربی بھی خوش ہوا لیکن مسرور آئینہ پرست کے
ہوش اڑ گئے کہ یہ آدمی ہے یا بھوت ہے اس آتش افروختہ میں سے کیونکر نکل گیا کیا برق جہندہ
بن گیا یا عکس آئینہ ہو گیا اور اپنے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو جانے نہ پائے یہ پھر آ گیا
طیمور قتل کرتا چلا جاتا ہے اور دیو تخت میں مرکب بنا ہوا لاشوں کو کھاتا چلا جاتا ہے جو لاشیں طیمور
نے گرائی دیو نے اسے نگل لیا اور طیمور کو دل میں ہزاروں دعائیں دیتا جاتا ہے کہ اسکی بدولت
آج کیا عمدہ گوشت کھانے میں آیا خدا اسے زندہ رکھے طیمور حیران ہے کہ میں نے سیکڑوں کو تہ
تیغ کیا لیکن لاشیں کم معلوم ہوتی ہیں ادھر آئینہ پرست حیران ہیں کہ طیمور کوئی بلا ہو کیسے آیا ہے کہ
جو قتل ہوتا ہے اسکی لاش کا بھی پتہ نہیں لگتا ہے یہ کیا معاملہ ہے لیکن سر خیمہ خوش تھا سبب ہیں طیمور کے
لڑنے سے چلے جاتے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ ای شہریار اب اس دغاباز کو زندہ نہ چھوڑیے گا کہ اسنے
بڑا صدمہ پہنچایا تھا طیمور لڑتا ہوا مسرور شاہ کی طرف چلا جاتا ہے اور اس طرف سے غبار آئینہ پرست
لڑتا چلا آتا ہے کہ اک مرتبہ غبار آئینہ پرست نے تلوار ماری طیمور نے چاہا مرکب سے مرکب ملا کر
بند دست پکڑ لوں یہاں مرکب لاش کھانے میں مصروف تھا جلد آگے نہ بڑھ سکا تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو
اتر آیا طیمور نے جلدی سے داہنا ہاتھ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکالا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی طیمور
نے اسی عالم زخمداری میں تلوار ماری کہ غبار آئینہ پرست کے دو ٹکڑے ہوئے اب طیمور نے زخم
سر کو باندھا اور پھر لڑنے لگا قریب تھا کہ فوج مسرور آئینہ پرست کی شکست کھا جائے کہ یکایک
از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور ولی گرد سے کافور شاہ تین لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے آگے پہونچا دیکھا اسنے کہ فرزند میرا قتل ہوا چاہتا ہے اور فوج شکست کھایا چاہتی
ہے بس اسنے لشکر کو اشارہ کیا کہ ہاں لینا ان بدعہدوں کو جانے نہ پائیں لڑکی کو ہمارے فرزند سے
منسوب کر کے اب دوسرے کے سپرد کر دیا خبردار انھیں زندہ نجانے دینا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار
گھوڑے کڑکا کے آ پڑے طبقہ ہلنے لگا اور سمندر و میں تین تلوار کھینچ کے جو گرتا ہے تو اسنے قیامت
برپا کر دی جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور فوج تازہ نے طیمور کو آ کے گھیر لیا شاہزادہ
طیمور زخمی لڑ رہا ہے مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے مگر فوج کافور شاہ تازہ دم ہے ادھر چند لوگ
وہ بھی تھکے ہوئے صبح سے لڑ رہے ہیں دوپہر ڈھل چکی ہے اس وقت سنجاب شاہ کو امید
فتح ہونے کے بعد پھر مایوسی ہو گئی وہاں قلعہ پر شاہزادیاں پریشان تھیں کہ مہتاب حور جمال رو رو
کے جان دیتی تھی سرکاروں کی ڈاک بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبریں پہونچ رہی تھیں کہ اک مرتبہ معلوم ہوا
کہ شاہزادہ طیمور زندہ ہے اور مقابلہ کر رہا ہے ملکہ کو سبنے مبارکباد دی مگر اسکو یقین نہ آیا کہا کہ تم
لوگ میری تسکین کے واسطے کہتی ہو مجھے یقین نہیں بعد اسکے دوسری خبر طیمور کے زخمی ہونے کی
پہونچی اور کافور شاہ کے آنے کی اس وقت ملکہ کو یقین بھی ہوا تو پھر تشویش پیدا ہو گئی اور
اور ملکہ نے اپنے دعا کی کہ خداوندا اب ہمارا کوئی مددگار باقی نہیں رہا کہ دشمن کی کمک آ گئی

ہماری طرف نہ تو اہل اسلام آئے نہ بابک کے لشکر سے کوئی سردار آیا یہ کلمات حسرت آیات اسکے زبان پر
جاری ہوئے تھے کہ جانب صحرا سے یک گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہی یکایک دامنہ گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سہراب بن رستم چالیس ہزار جوانون سے پیدا ہوا دیکھا کہ طیمور
اور سنجاب شاہ ایک طرف ہین اور کچھ اور آئینہ پرست ہین اُنسے تلوار چلرہی ہی بس سہراب نے باگ
مرکب کی اُٹھائی اور آواز دی کہ ای طیمور نہ گھبرانا کہ مین آپہونچا طیمور نے جو سہراب کو دیکھا نہایت
خوش ہوا سہراب نے آتے ہی لشکر کو تہ دبالا کر دیا ہلچل ڈال دی ایک سردار کہ نام اسکا ہبوط آئینہ
پرست تھا طیمور کی طرف چلا آتا تھا سہراب نے للکارا کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ زخمی شیر کی
طرف جاتا ہی وہ زخمی بھی تیرے واسطے ملک الموت سے کم نہین ہی ادھر آ اور مجھسے سامنا کر یہ کہہ تو
لاشون کو گراتے کشتون کو پامال کرتے ہوئے قریب ہبوط آئینہ پرست کے جا پہونچے ہبوط آئینہ پرست
نے تلوار ماری سہراب نے پر چھپے ہو گئے جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کو قلم کیا طیمور یہ دیکھکر پھڑک گیا اور
پکارا کہ ای سہراب نئی بات دیکھی ہم نے سلیمان صاحبقران سے تلوار کا قلم کرنا نہین بتایا تھا ادھر سہراب
نے دوسرا ہاتھ مارا کہ ہبوط آئینہ پرست کی صورت بگڑ گئی مع مرکب آ کے چار ٹکڑے ہوئے
بس یہ دیکھا طیمور نے جو بلبار کے مرکب کو راتون مین لایا تو سرور آئینہ پرست پر جا پڑا سرور نے
تلوار ماری طیمور نے بھی اُسی طرح تیغہ کو قلم کیا اور دوسرا ہاتھ مارا کہ سپر بلند بھی نہونے پائی تھی تیغہ
سر پر بیٹھا سرور آئینہ پرست نے جلدی اسے دہشت نہ ادیا مگر استخوان دیر مین زخم سر چوپارہ
ہو گیا سہراب نے تعریف کی اور کہا کہ ای طیمور یہ بھی کھائی یاد کر لے طیمور نے کہا کہ ہم تو سلیمان اُستاد
کے شاگرد ہین اور سنا ہی کہ سلیمان صاحبقران تمہارے عزیز بھی ہین سہراب نے کہا کہ تم دل سے
عزیز ہو خدا جلد وہ وقت لائے کہ ہم تم ایک بارگاہ مین بیٹھین الحاصل لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی طبل بازگشت
بجا دونون لشکر علیحدہ ہوئے اور راہی اپنی فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سنجاب شاہ نے قلعہ کی راہ لی
اور سہراب سے کہا کہ تشریف لیجئے سہراب نے کہا کہ طیمور کہان قیام پذیر ہین سنجاب شاہ نے
کہا کہ صحرا مین خیمہ برپا کیا ہی ہر چند مین نے اصرار کیا کہ قلعہ مین چلیے مگر وہ قلعہ مین نہ آئے اور کہا کہ وہان اگر
صرف بہن میری ہوتی تو مین چلا آتا چونکہ در حقیقت مین بھی ہین اسوجہ سے مین نہ جاؤنگا یہ سنکے سہراب نے
باگ پھیری اور قریب طیمور کے آکر کہا کہ تمکو قلعہ مین چلنا ہوگا تم کیا ابتک اپنے کو غیر سمجھتے ہو جب تم کو
ہمارا اتنا اعتبار ہی کہ تمنے اپنی بہن کو ہماری نگرانی مین چھوڑ دیا ہی تو ہمین بھی تمہارا اس سے زیادہ اعتبار
ہی یہ کہکر ہاتھ طیمور کا پکڑ لیا اور قلعہ مین لائے لشکر سرفراز قلعہ اترا ادھر ملکہ مہتاب جو رجمال کو
خبر ہوئی کہ شاہزادہ سہراب ثانی طیمور کو اپنے ہمراہ لائے ہین یہ نہایت خوش ہوئی سجدہ شکر
کیا سہراب نے کہلا بھیجا کہ چھپنے والے ہٹ جائین مین طیمور کو لاتا ہون کہ وہ اپنی بہن کو دیکھ لے اور
ملکہ اپنی بھائی کو دیکھ لے یہ سنکے سب شاہزادیان ہٹ گئین مہلدار نے آکر عرض کی کہ تخلیہ ہی شاہزادہ
طیمور کو بھیج دیجئے سہراب نے طیمور سے کہا کہ جاؤ طیمور نے کہا ای سہراب تم مجھسے اسقدر
محبت رکھتے ہو مجھے کیا سمجھتے ہو سہراب نے کہا کہ مین اپنا بھائی جانتا ہون جسقدر مجھے سکندر کی محبت
ہی اسیقدر تمہاری بھی محبت ہی طیمور نے کہا کہ پھر تم سے کیا پردہ جب مین تمہارا بھائی ہوا تو بہن
میری تمہاری بہن ہوئی تم بھی چلو یہ کہکر ہاتھ سہراب کا پکڑے ہوئے اندر محل کے داخل ہوا
ملکہ نے اٹھکے سلام کیا طیمور نے دست شفقت سر پر پھیرا اور کہا کہ پہلے تمہارے بھائی تھے

اب ایک تیسرے بھائی سب سے بڑے ہین ملکہ پہلے تو سہراب کو دیکھکر حیران ہوئی تھی اس کے کہنے
سے طیمور گئے سہراب کو بھی سلام کیا سہراب نے دعا دی سر پہ ہاتھ رکھا اور مجلدار سے کہا کہ ثریا سے
سیمتن سے کہو کہ اپنے دیور کے لیے تصدق لے کے آؤ خدا نے طیمور کی دوبارا زندگی کی ہے مجلدار
گئی اور ثریا سے سیمتن سے پیام شاہزادہ سہراب بن رستم کا بیان کیا ثریا سے سیمتن اسی وقت
کشتیان تصدق کی لیکر آئی اور طیمور پر سے نثار کین طیمور نے جھک کے سلام کیا اور ایسی
گردن جھکائی کہ آنکھ بھی اونچی نہین کی اور سہراب سے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے انتہا سے محبت کو
کام دیا کہ بھابی صاحب کو بھی میرے سامنے کر دیا دیر تک طیمور بیٹھا رہا آخر سہراب سے کہا کہ اب
باہر تشریف لے چلیے شاہزادہ سہراب بن رستم طیمور کو لیے ہوئے محل سے باہر آئے تھے کہ
آواز طبل جنگ کان مین آئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو اس طرف سے کافور شاہ آئینہ پرست چار لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے میدان
مین آکر صف آرا ہوا اس طرف سے شاہزادہ سہراب بن رستم اور طیمور شیر پہ دہ لشکر کو لیکر میدان
مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب ہیب دیکر ہٹے تھے کہ سمندر روئین تن میدان
مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے مبارز طلب کیا ہنوز اس طرف سے کوئی نہ نکلا تھا کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
خورشید زرین کمر مع لاجورد شاہ و رمان شاہ و سکندر آئینہ پرست کئی لاکھ سوار و پیدل کی
جمعیت سے نمودار ہوا طیمور برائے استقبال گیا اور خورشید کو لایا دونون لشکر ایک ہو کر کھڑے
ہوئے اہرمن کوہی کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا اسنے باگ گھوڑے کی لی اور شاہزادہ
طیمور سے اجازت لیکر سامنے سمند روئین تن کے آیا سمند نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزے کو
نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی آخر اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے سمند
روئین تن کے ہوائی کیا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی آوازین بلند کین سمند روئین تن نے
غصہ مین آکر تلوار کمر سے کھینچ کے آواز دی کہ تیغ بازی راست بازی ہے جو حلال مشکلات جہان
کہتے ہین اور پلٹ کے تلوار ماری اہرمن نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کئی ضرب کی رد و
بدل مین اہرمن ہاتھ سے سمندر روئین تن کے زخمی ہوا بس دیکھتے ہی طیمور نے مرکب کو
اٹھایا اور اہرمن کو میدان سے پھیر کر آپ سامنا کیا سمندر روئین تن نے وہی خون آلودہ
شمشیر طیمور پر بھی لگائی طیمور نے تھپکی دی کہ تلوار اچٹ پڑی بس مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین
لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا کر دور گرد سے زمین پر مارا کہ چارون
شانے چت گرا بس طیمور نے گھوڑے سے کود کر ایک پاؤن ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا
پاؤن سے دبا کر جو جھٹکا مارا چیر کے پھینک دیا بس یہ دیکھکر کافور شاہ نے لشکر کو آواز
دی کہ ارے مارو غضب کیا اس سرکش نے کہ سردار کو تمھارے مارا جب وہ روئین تن ایسا
کچھ نہ کر سکا تو اور کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے یہ سنتے تمام لشکر نے باگین اٹھائین اور آکر طیمور کو
چارون طرف سے گھیر لیا طیمور نے جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر تیغ ضرب دراز کھینچ کے لڑنا
شروع کیا جب ہاتھ اٹھاتا تیغ ہاتھ بھر آگے بڑھ کر گرتا اگر دو دو سوار آگے پیچھے تھے تو دونون کے
چار ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر اس طرف شاہزادہ سہراب نے گھوڑے کو مہمیز کیا سامنے

سہراب گے سنجاب شاہ مغربی کل لشکر کو لیکر گرا تلوار چلنے لگی صدا سے گیر و دار بلند ہوئی طیمور نے
دیکھا کہ مسرورین کافور نہایت جوش و خروش سے لڑتا چلا آتا ہی بس مرکب کو راؤنون مین بسلا
اور صفون کو توڑتا ہوا ہیرون کو شکست دیتا ہوا سامنے مسرور شاہ کے پہونچا مسرور شاہ نے
تلوار ماری طیمور نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو مسرور کو تا شب زین سے اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لیکر لڑتا ہوا کافور شاہ
کی طرف چلا مسرور شاہ نے ہر چند لنگر مارے اور تڑپا مگر ہاتھ سے چھوٹا اُدھر شاہزادہ سہراب
ثانی نے دوڑ کر علم لشکر کو قلم کیا علمدار نے تلوار ماری سہراب نے وار اُسکا رد کر کے ایسا وار
کیا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُدھر طیمور شیر سپر ورلڑتا ہوا قریب تخت کافور شاہ کے
پہونچ گیا جسنے طیمور پر ہاتھ اُٹھایا طیمور نے مسرور شاہ کو سامنے کر دیا اُسنے ہاتھ روک لیا
اسی ہنگامہ مین جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور دامنہ گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو
اور وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور مظفر غازی اور دیگر سرداران اسلام مع خواجہ
خضران پیدا ہوے اور آکر جو آئینہ پرستون پر گرے تلاطم برپا ہو گیا اُدھر طیمور نے کافور شاہ
پر ہاتھ اٹھایا کافور شاہ نے دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا مین بھی قتل ہوا چاہتا ہون بس اپنے
آواز امان بلند کی طیمور نے ہاتھ روکا اور مسرور شاہ سے کہا تو کیا کہتا ہی اسنے بھی اقرار
اطاعت کیا اُس وقت طیمور نے ہاتھ روکا اور شاہزادہ سہراب کو آواز دی کہ بس اب
جنگ نہ کیجیے کہ ان لوگون نے اطاعت قبول کر لی اُدھر کافور شاہ نے اپنے لشکر کو روکا
اُسیوقت جنگ موقوف ہوئی لشکر علیحدہ ہوے طیمور نے مسرور آئینہ پرست کو ہاتھ سے
چھوڑا مسرور نے قدم چوم لیے اور کہا کہ ای طیمور واقعی مین کہ مین تمکو ایسا نہ جانتا تھا مین تیری ہمسری
کے قابل نہین ہون آج سے بہن تمھاری میری مخدومہ ہی جو تمھارا ہمسر ہو وہ اُسکا شوہر ہو سکتا ہی
طیمور سب کو ساتھ لیے بارگاہ مین آیا شاہزادہ سکندر رستم خو اور وحید الملک وغیرہ سے
ملاقات ہوئی طیمور نے پوچھا کہ آپکا اس طرف تشریف لانا کس ضرورت سے ہوا سکندر نے
ہنسکے کہا کہ بہت روز سے تمھین دیکھا نہ تھا دیکھنے کو جی چاہتا تھا طیمور نے اور شاہزادون کے
آنے کا سبب دریافت کیا اُس وقت خواجہ خضران نے کہا کہ ای جان آئینہ پرستان یہ
سب کے سب عقد کرنے آئے ہین انکی معشوقین قلعہ بہار مین ہین اُسیوقت طیمور نے شاہزادہ
سہراب بن رستم کے کان مین کہا کہ اب میری راے مین عقد ملکہ کا وحید الملک کے ساتھ کر دیا
جاے تاکہ شورش کم ہو جب ملکہ ناموس مین داخل ہو جائیگی اُس وقت پھر کوئی اس طرف
کا قصد نہ کریگا سہراب کی تو عین تمنا تھی کہا ای طیمور نہایت مناسب ہی ہم اس وجہ سے
کہہ نہ سکتے تھے کہ مبادا تمھارے خلاف مزاج ہو لیکن خدا کا شکر ہی کہ یہ بات تمھارے بھی ذہن
مین آگئی اور جو بات بعد فیصلہ مذہب کے ہوتی وہ اس وقت بھی حاصل ہی یعنے عقد ملکہ کا دونون
طریقون سے پڑھ دیا جاے اہل اسلام اپنے طور پر پڑھوا لین تم اپنے طور پر پڑھوا لو اور جس وقت
بعد مقابلہ صاحبقران فیصلہ مذہب کا ہوگا اُس وقت یا تم خود دین اسلام اختیار کر کے باہم سب
ہمراہ صاحبقران عالی شان کے آئینہ پرستی اختیار کرینگے جب یہ باتین سہراب اور طیمور
مین ہو گئین تو شاہزادہ سہراب نے تمام شاہزادگان اسلام کو عقد وحید الملک کی مبارکباد دی

اس وقت سب سرداروں نے طیمور کا شکریہ ادا کیا اور اسکی علم ودانائی کی تعریف کی اب یہ تمام شاہزادے
ملک سنجابیہ مین آگئے اور طیمور شیر پیر و مع خواجہ خضران و سہراب بن رستم قلعہ بہار مین آیا اور
سامان عقد ہونے لگا چونکہ طیمور نے خالی عقد کرنا نہین منظور کیا اس لحاظ سے کہ ہماری موجودگی مین
کاہے کی محتاجی ہے جو خالی عقد کر دیا جائے جب سکندر رستم خو کو معلوم ہوا کہ طیمور شادی کی تیاری
مین سرگرم ہے اسباب مہیا کیا جا رہا ہے تو سکندر نے بھی تیاری شروع کی اس وقت سنجاب شاہ
مغربی نے آکر سکندر سے عرض کی کہ جسقدر اس وقت مسافرت کی حالت مین اگرچہ یہان بھی سب
کچھ ہو سکتا ہے مگر مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال وخزانہ وملازم سب آپ ہی کے ہین
جیسے شاہزادہ رفیع البخت ویسے آپ لہذا جس شے کی ضرورت ہو تکلف نہ فرمائیے
شاہزادہ سکندر نے یہ کہکر ٹال دیا کہ جب ضرورت ہوگی تو مین لے لونگا بالفعل ضرورت
نہین ہے سنجاب شاہ نے زیادہ نہ کہہ سکا بس سکندر رستم خو نے سیارہ کوچک کو طرف
گلستان باختر کے روانہ کیا اور جو چیزین تکلفات کی گلستان باختر سے مخصوص تھین انکو وہان سے
منگایا ادھر سنجاب شاہ نے اپنا قاصد خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کے بھیجا کہ یہان اس طرح
کے سامان ہین اور سنا ہے کہ آپ لوگون سے اور ان لوگون سے چشمک رہتی ہے لہذا اُنکا احسان
لینے کی کیا ضرورت ہے میری غرض تو پذیرا نہین ہوئی مین زیادہ کہہ سکتا ہون ادھر حمید الملک
نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو لکھا یہ تینون قاصد ایک وقت مین پہونچے ادھر چوتھا قاصد شہزادہ
سہراب بن رستم کا پہونچا قاصد سہراب نے سامنے صاحبقران کے نامہ پیش کیا صاحبقران نے
نامہ پڑھا اسمین طیمور کی شادی کرنے کا حال تحریر تھا امیر نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ اسلام
کو بھی مسرت حاصل ہوئی اُدھر قاصد وحید الملک نے عریضہ وحید الملک کا خدمت مین شہنشاہ
گوہر کلاہ کے پیش کیا مضمون یہ تھا کہ آپ بجائے والد بزرگوار ہین لہذا یہ وقت سرپرستی ہے مجکو
سکندر رستم خو کے احسان سے بچائیے کہ وہ میری شادی کا سامان کر رہے ہین اور یہ منصب
حضور کے ہوتے کسیکا نہین ہے طیمور نے شادی مین تکلفات کو بہت دخل دیا ہے اور صاحبقران
اوسط اسکے جواب مین سامان کر رہے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے جواب تحریر کیا کہ مین خود آتا ہون
اول مجھے بادشاہ اور صاحبقران سے اجازت حاصل کرنا ہے کیونکہ بلا اجازت اُنکی میرا آنا مناسب نہین ہے یہ جواب
وحید الملک کو دیکر روانہ کیا اور صاحبقران سے اجازت مانگی چونکہ خوشی کی بات تھی بادشاہ اسلام
اور امیر عالی مقام نے خوشی سے اجازت دیدی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ تیاری کرکے
مال وخزانہ اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے ادھر نامہ سنجاب شاہ مغربی کا
رفیع البخت کو پہونچا رفیع البخت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ کے چھوٹے
بھائی کی شادی ہے طیمور شیر پیر و در رضامند ہو گیا بلکہ خود انتظام شادی مین مصروف ہے اور
بہت تیاری کی ہے اسکے جواب مین صاحبقران اوسط تیاری کر رہے ہین مین نے ہرچند چاہا کہ
مصارف اسکے میرے خزانہ سے ہون مگر صاحبقران اوسط منظور نہین فرماتے مین آپ کو
اطلاعاً تحریر کیا گیا یہ مضمون دیکھکر رفیع البخت نے بھی اجازت حاصل کی اور سامان درست
کرکے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے سیارہ کوچک ان سب سے پیشتر ہی پہونچ گیا
تھا اسنے اشیاء نادرہ خریدین اور مال وخزانہ وجلوس شاہی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر یہ بھی جانب بہارستان

مغرب روانہ ہوا سب سے پہلے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے خبر آمد شہنشاہ گوہر کلاہ کی سنکر سب سردار
واسطے استقبال کے آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو استقبال کر کے لے گئے سکندر رستم خو سمجھ
گیا کہ یہ اس غرض سے آئے ہین کہ شادی وحید الملک کی ہین کر دین قبل اسکے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ کچھ کہین سکندر رستم خو نے کہا کہ اس شادی مین آپکا قبل سے آکر شریک ہونا سب کی
مسرت کا باعث ہوا اور سب سے زیادہ مین آپکا ممنون احسان ہون اسلیے کہ یہ شادی مین کر رہا ہون
اسوقت آپ براتی ہین یہ کہکر سامان دعوت مہیا کر دیا اور رہنے کے واسطے اک بارگاہ آراستہ کرا دی
جسمین سب انتظام سکندری کی جانب سے تھا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اتنا تو کہا کہ یہ منصب
میرا تھا نہ کہ تمھارا سکندر نے کہا مین آپ سے کیا علیحدہ ہون علاوہ اسکے آپ یہان موجود نتھے
اگر مین نے یہ سامان کیا تو کسنے کیا شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوا خاموش ہو رہنے کے کوئی جواب
بن نہ پڑا اتنے مین خبر آمد شاہزادہ رفیع البخت کی پہونچی پھر سردار برائے استقبال روانہ ہوے
شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کے لیے پہلے سے بارگاہ آراستہ کر رکھی تھی جیسے ہی رفیع البخت
پہونچے سکندر نے اسی بارگاہ مین اتارا رفیع البخت نے کہا کہ مین قلعہ کی طرف جاتا ہون سکندر
نے کہا کہ اب بغیر میری اجازت کے آپ کہین نہین جاسکتے اسلیے کہ آپ ہمارے مہمان ہین سکندر نے
کہا کہ نہین تم ہمارے مہمان ہو بجاے چھوٹے بھائی کے شادی سکندر نے اس ہماہمی سے
کی کہ رفیع البخت کو کچھ نہ بن پڑی جواب دیا کہ اے سکندر ہم تم ملکے اس شادی کو کرین تو
زور زیادہ رونق ہوگی سکندر نے کہا اے رفیع البخت تم بڑے نادان ہو طیمور اپنے دل مین
کیا کہیگا کہ ایک شخص شادی نکر سکا رفیع البخت نے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط ہین آپکی
اہانت ہے طیمور کے مقابلے مین شادی کرنا سکندر نے جوابدیا کہ اگر مین لڑکے کی طرف ہوتا تو اہانت
تھی علاوہ اسکے طیمور سے مقابلہ بھی مجھی سے ہوا تھا اب بھی مین ہر قسم کا مقابلہ طیمور سے
کرونگا آپ تماشا دیکھیے آخر رفیع البخت بھی خاموش ہو رہے جو جو سامان یہ لوگ اپنے ہمراہ
لائے تھے وہ سب بیکار ہوا آخر مین ستارہ کوکب اتنے بڑے سامان سے پہونچا
کہ نہ شہنشاہ گوہر کلاہ اتنا سامان اپنے ہمراہ لاتے تھے نہ رفیع البخت اس سامان کو
دیکھکر یہ دونون خود بھی اپنی جگہ خجل ہوگئے خاموش ہو رہے لیکن مظفر غازی نے وحید الملک
سے کہا کہ آپ نہ گھبرایے بالفعل اسکا موقع نہین ہے کہ سکندر رستم خو سے اس بارہ مین کچھ کہا
جائے جسوقت خدمت امیر با توقیر مین پہونچینگے اُس وقت دیکھا جائیگا القرض آٹھ دس روز کے
عرصہ مین طیمور شیر پرور نے بہت کچھ سامان کیا اور دیو تحسین کو بلا کر اک نامہ صاحبقران
قاف کو تحریر کیا جسمین سب حالات یہان کے تحریر تھے اور آخر مین یہ تھا کہ مین نے آپکے ارشاد
پر نظر کر کے شادی لڑکی کی بعد فیصلہ کے وحید الملک کے ساتھ کرنا منظور کر لی اور سامان شادی کا
کر رہا ہون لہذا چند چیزین پرستان کی خرید کے ایسی بھیجیے کہ جو پردہ دنیا پر نایاب ہون اور کچھ پریان
اچھا ناچنے والی یہ نامہ لیکر دیو تحسین خدمت مین سلیمان صاحبقران کے پہونچا نامہ پیش کیا
سلیمان صاحبقران بہت خوش ہوے بہت سی عمدہ چیزین پرستان کی اور بہت سی پریان ساتھ کر کے
دیو تحسین کو طیمور کے پاس روانہ کیا اور اک نامہ تحریر کیا کہ اے طیمور مین تم سے نہایت خوش
ہوا کہ تمنے میری ہدایت پر عمل کیا یہان طیمور نے بڑی دھوم سے رسم مانجھے کی ادا کی عجب طرح

کی شادی تھی کہ جو رسمین خدا پرستون کے یہان ہوتین وہ بھی ہوتی ہین اور جو رسوم آئینہ پرستون کے خاص تھے وہ بھی ادا کیے جاتے تھے جب برات کا دن آیا تو قبل عقد کے طیمور نے کہلا بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ پہلے قلعہ مین ہمارے مذہب کے موافق رسم نکاح ادا ہو اُسکے بعد آپ برات لیکے آئیے اور اپنے طور پر بیاہ لیجائیے جب پیام طیمور شیر سپید و نہ کا پہونچا تو پہلے سکندر کو تامل ہوا اُس وقت شاہزادہ سہراب تشریف لائے اور سمجھایا کہ اسمین آپکا کیا نقصان ہی سبکو سمجھا کر رضامند کیا اب دن معین ہوا اول جلسہ سکندر کا حال سنیے کہ اُنھون نے بارگاہ یاقوت نگار برپا کرائی یہ وہ بارگاہ ہی جو سکندر کو طلسم نیرنگ قاف سے ہاتھ آئی تھی اور بہت بڑی بارگاہ تھی اُسکو آراستہ کیا تمام براتی جمع ہوے چونکہ یہان سے چند ملک قریب تھے مثلاً سمرقند اور ترکستان یہان کے حاکمون کو بھی بلا کر اس شادی مین شریک کیا آراستگی بارگاہ یاقوت نگار کی بیان سے باہر ہی داروغۂ ارباب نشاط خواجہ خضر ان تھے اُنھون نے دور دور سے طوائفین بلوائی تھین پہر رات گئے تک دسترخوان بچھا رہا سرداران نامی و گرامی کھانے پینے سے فراغت کر کے بارگاہ مین آئے محفل آراستہ ہوئی سب سردار قرینے سے حسب مراتب آ کر بیٹھے وحید الملک کو دولہا بنا کر صدر مین بٹھایا طائفے حاضر ہوے اور گانے ناچنے مین مصروف ہوے اور یہ غزل شروع کی غزل

منع ادا کا قاتل اسپر بھی وار کوئی
نکلی جو آہ دل سے بے اختیار کوئی
ہوئی خطا کسی سے ہمکو سزا ملیگی
کہتا ہی عطر کوئی مشک تتار کوئی
بلبل ہین ناگ سیر گل مین نہ اسکی بو ہی
کوئی کرے ریاضت لوٹے بہار کوئی
کشتہ کیا صبا نے اک اک صدمہ آہ بر
در پر کھڑا ہوا ہی امیدوار کوئی

حاضر حضور مین ہی تقصیروار کوئی
وہ تجھے کردن مین پہنچا رہے تنگ ہو کر
مجرم ہمین مین گو ہو تقصیروار کوئی
تھے شتاب غیر کے گھر دل کو خبر ہی
چھپکے سزا کوئی مہکے ہزار کوئی
رحمت بڑی ہی تیری بیشک تو بخش دیگا
روشن نہ رہتے پائی شمع مزار کوئی

اُڑ گئے خود تڑپتے کیون منتین کرین ہم
آئے مقابلہ کو بلبل ہزار کوئی
رخ کے عرق کو ہی گل اور زلف عنبرین کو
پھنستا ہی جاکے کا صاحب خمار کوئی
محنت تو باغبان کی بلبل نے اڑا لے
مجھ سے گنہ جو ہوگا پروردگار کوئی
کہتا ہی یاس اکثر صورت دکھا دے دلبر

غرضکہ تمام رات جلسہ رہا صبح کو یہان سے برات بڑی دھوم دھام سے روانہ ہوئی وہان شاہزادہ طیمور شیر سپید زور سہراب بن رستم نے وہ انتظام کیا تھا کہ تمام قلعہ مانند عروس شب اول کے آراستہ تھا دروازہ قلعہ سے لیکر دور دور آئینون کی دیوارین اٹھی ہوئی تھین راستے سے ایک برات گذر رہی تھی اور دو جانب دو عکسی براتین جاتی ہوئی معلوم ہوتی تھین جسوقت برات دروازہ قلعہ پر پہونچی تو سہراب استقبال کیواسطے آئے جلوس علحدہ ٹھہرایا گیا اور براتی اک بہت بڑے ایوان مین لا کر بٹھائے گئے یہان چھت بھی آئینون کی تھی دیوارون پر بھی چھت سے ملے ہوے آئینے نصب تھے ایک مکان مین ہزارہا محفلون کا لطف حاصل تھا جسوقت یہ برات آکر بیٹھی تو پہلے آئینہ پرستون کے مذہب کے موافق عقد اس طرح ہوا کہ اک حجرہ آراستہ کر کے اُسمین عروس کو بٹھایا گیا تھا نوشاہ کو بھی اندر اسی حجرہ کے لے گئے درمیان نوشاہ اور عروس کے اک حجاب تھا اور پہلو کی جانب بہت بڑا آئینہ لگا ہوا تھا اُسپر پردہ پڑا ہوا تھا جب یہ دونون آئینہ کی جانب منھ کر کے بیٹھے تو آئینہ سے پردا اُٹھا دیا گیا اور درمیانی پردہ بھی کھینچ دیا گیا عروس نے نوشاہ کو نوشاہ نے عروس کو پہلے اُس آئینہ مین دیکھا بعد اسکے بطور اہل اسلام کے عقد پڑھا گیا اور رسمین بھی ادا ہوئین ملکہ ثریا نے یسمن نے ناہید حور جمال کو عروس بنایا تھا اور تمام شاہزادیان جمع تھین وہان ناچ پریون کا شروع ہوا اور پرستان کے بنے ہوے ہار براتیون کو پہنائے گئے سکندر سمجھے کہ یہ سامان اس

ظالم نے کیونکر کیا افسوس تجھے یہ خیال نہ آیا ورنہ یہ بات میرے امکان مین بھی تھی اسلیے کہ تمام نیرنگ
قاف میرے اختیار مین ہے غرضکہ جب رسوم سے فراغ حاصل ہو چکا تو نوشاہ عروس کو لیکر برآمد ہوا
عروس محافے مین سوار ہوئی اور برات قلعہ سے شہر پناہ مین واپس آئی دوسرے روز
سکندر کا عقد ملکہ مہر آرا کے ساتھ اور شہنشاہ صف شکن کا سپہر آرا سے اور وحید الملک کا نکاح
انجم آرا سے اور اختر آرا کا عقد مظفر غازی سے ہوا اور باقی عقد سرداران اسلام سے ہوئے کہ یہ سب
حاملہ ہوتی ہین ذکر انکا دفتر اسلام آباد مین کیا جائیگا جب ان سب عقدون سے فرصت ہو چکی تو اب
سب شاہزادے ایک جگہ آکر بیٹھنے لگے مثل بارگاہ سلیمانی کے بارگاہ یاقوت نگار مین دربار آراستہ
ہونے لگا شاہزادہ سکندر رستم خو برتبہ صاحبقرانی بیٹھے تھے اور قریب سکندر کے دنگل طیمور
کا تھا اسی طرح داہنے اور بائین جانب اپنے اپنے قاعدہ کے موافق سرداران دست راست اور سرداران
دست چپ بیٹھے تھے ادھر ادھر کی باتین ہو رہی تھین طیمور سے سب سردارون کو محبت ہو گئی ہے
ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح طیمور اسلام اختیار کرے اور ہم مین ملکے بیٹھا کرے ایک روز شاہ
سہراب ثانی نے طیمور سے کہا کہ اے طیمور تمکو کچھ آئینہ کی حقیقت معلوم ہے کہ یہ کب سے بنا اور
کیونکر بنا طیمور نے کہا خالق آئینہ کا ہو خداوند آئینہ کو سہراب نے ہنسکے کہا کہ خداوند وہ ہے جسنے کل کو
پیدا کیا ہو اور آئینہ وہ چیز ہے جو خود ساختہ ہے مجھ سے اسکی حقیقت سنو عہد دولت عہد جناب سلیمان
علیہ السلام مین حضرت کی معشوقہ بلقیس ثانی تھین انکو ناز تھا کہ میرا ثانی خدا نے پیدا ہی نہین کیا جناب
سلیمان نے انکو بہت حسین عورتین دکھائین جو بلقیس سے کسی طرح حسن و جمال مین کم نہ تھین
لیکن بلقیس نے یہی جواب دیا کہ مجھ سے بہتر ہونا ممکن ہے لیکن میرا سا ہونا ناممکن ہے اس وقت جناب
سلیمان نے اپنے وزرا سے کہا کہ کوئی ایسی چیز بنائی جاے کہ جسمین ہر چیز کا عکس نظر آئے حکم سے
اس بادشاہ جلیل القدر کے حکما نے آئینہ تیار کیا جناب سلیمان نے آئینہ بلقیس کو دکھایا اور فرمایا
کہ تمکو دعوے یکتائی تھا جو سوا خدا کے کسیکو زیبا نہین دیکھو تمھارا ثانی یہ موجود ہے بلقیس نے
جو اپنی ہم شبیہ کو دیکھا خیال ہوا کہ واقع مین یہ کوئی عورت ہے اس سے کہا کہ مردار تو کہان سے آگئی
جس طرح اسکے لبون کو حرکت ہوئی اسی طرح اسکے لبون کو بھی حرکت ہوئی جو انھون نے
کہا وہ اسنے کہا غصہ مین اسکے مارنے کو چلین وہ بھی مارنے کو بڑھی بس بلقیس نے قریب پہونچکر ایک لات
مارا کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور حقیقت کھل گئی اے طیمور یہ اصلیت آئینہ کی ہے اگر تمھین یقین نہین ہے تو ہم
دکھائے دیتے ہین یہ کہکر آئینہ منگوایا اور سامنے طیمور کے آئینہ پر گھونسا مارا کہ شیشے کے سو ٹکڑے
ہو گئے سہراب نے ہنسکے کہا کہ دیکھیے یہ آپکے خداوند تھے اب انکی گت دیکھیے کیا ہے طیمور کو سکوت
ہوا سہراب نے دوسرا آئینہ منگوایا اسے بھی توڑ ڈالا اب متواتر آئینے توڑے جارہے ہین اور
تمام سردار ہنس رہے ہین اور طیمور کو سمجھا رہے ہین کہ دیکھیے یہ آپکے خداوند چورا ہو کے رہ گئے
چونکہ اب طیمور سے رشتہ بھی ہنسنے کا ہو گیا ہے طیمور جزبز ہو کے رہجاتا ہے کچھ جواب نہین بن پڑتا
آخر بعاجز آکے کہدیا کہ واقع مین آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہے خود بھی بہت سے آئینے منگا کر توڑ
ڈالے اس وقت سکندر آئینہ پرست صحبت مین موجود نہ تھا یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ وہان رنگ
دگرگون ہے اہل اسلام نے طیمور کو اپنے رنگ پر لگا لیا ہے آئینے توڑے جارہے ہین اور ہنسی
ہو رہی ہے کہ دیکھیے خداوند چور ہو گئے بس یہ سنتے ہی سکندر اپنے مقام سے اٹھا اور صحبت مین آیا

طیمور تعظیم کے لیے اُٹھا سکندر آگے بیٹھا تو ٹم سے آئینہ دیکھکر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی سہراب نے
ہنسکے جواب دیا کہ خداوند جو راہ ہو گئے بس سکندر کا منھ سرخ ہوگیا اُسنے کہا کہ ابھی آپنے خداوند آئینہ
کو دیکھا نہیں ہی یہ سب نقلیتن ہین جو اصل خداوند ہین وہ ہمارے ساتھ ہین اور اُنھون نے طیمور کو رواج
دین آئینہ پرستی کے واسطے پیدا کیا ہی اگر آپ اُس آئینہ کو توڑ دین تو بیشک ہم دین آپ کا اختیار کرلین
ورنہ آپکو ہمارا دین اختیار کرنا ہوگا یہ سنکے سہراب بن رستم نے جواب دیا کہ ای سکندر آئینہ بہت اگر وہ
آئینہ کسی شعبدہ باز کا بنایا ہوا ہی تو کبھی نہ کبھی کسی وقت مین ٹوٹے گا ضرور لیکن اس طرح بیشک وہ ٹوٹ
نہین سکتا جس طرح یہ آئینے ٹوٹ گئے کہ ایسی شعبدہ بازیون پر کوئی دین کو ہاتھ سے نہین دیتا ہی تم اُس آئینہ کو
منگواؤ ہم دیکھین سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اب آپ لوگون سے سلسلہ قرابت کا بسبب ماکیہ کے
پیدا ہوگیا ہی اس سے مجبور ہون ورنہ اگر مین پورا جمال خداوند آئینہ کا آپکو دکھا دیتا تو جتنے محو نظارہ ہوتے جلکر
خاک ہو جاتے کیا تاب ہی کسیکی جو خداوند کے نظارے کی تاب لا سکے سہراب نے کہا کہ مین مشتاق
ہون ضرور دیکھونگا اگر جلجاؤنگا تو جلجاؤن سکندر نے کہا کہ آپ کچھ مجرمون کو جو واجب القتل ہون
بلوائیے اُسی وقت سنجاب شاہ مغربی نے اپنے یہان سے چند مجرم طلب کیے ان مجرمون نے
ڈاکا مارا تھا اور بہت سے مسافرون کو قتل کرکے مال اُنکا چھین لیا تھا اُنکے لیے سزاے موت
تجویز ہوئی تھی جب وہ مجرم آئے تو سکندر آئینہ پرست نے اپنا آئینہ طلب کیا لوگ گئے اور جاکر
اُس آئینہ کو لائے دیکھا سبھنے کہ آئینہ نہایت تکلف سے بنایا گیا ہی پوشش اسپر جواہر نگار
چڑھی ہوئی ہی کلسیان طلائی چمک رہی ہین آئینہ اک مقام پر نصب کیا گیا اور وہ مجرم
سامنے آئینہ کے بٹھا کر پوشش اُٹھا دی گئی بس یہ معلوم ہوا کہ اک برق چمکی اور شعلہ آئینہ سے
نکلکر گرا کہ وہ سب مجرم جل کے خاک ہوگئے اب سکندر آئینہ پرست نے اہل اسلام سے کہا
کہ اگر آپ لوگ اس آئینہ کے سامنے ہوتے تو آپکی بھی یہی حالت ہوتی اسی طرح جل کے خاک ہو جاتے
دیکھا آپنے جلوہ خداوندی مگر چونکہ آپ لوگون سے بدی کرنا منظور نہین ہی لہذا ہم آپ کو بھی
جلوہ خداوند دکھائی دیتے ہین آپ کی یہ حالت تو نہو گی لیکن مانند کلیم طور بیہوش ہو جائیے گا
اور تاب جمال نلا سکیے گا یہ کہکر اک ہلکی سی پوشش آئینہ پر چڑھا دی اور وہی کلسیان
جو لگی ہوئی ہین وہ مثل تنبورے کے کھونٹیون کے تھین اُنکو اینٹھ دیا اور کہا کہ اب جن صاحب کا
جی چاہے وہ جمال خداوند کو دیکھین تمام سرداران اسلام سامنے آئینہ کے آ بیٹھے ہر چند عیارون
نے منع کیا اور کہا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی اگر یہ مثل مجرمون کے سبکو جلا دے تو کیا کر سکتے ہین
شاہزادگان اسلام نے کہا کہ اگر ہم انکار کرینگے تو یہ اپنے دل مین سمجھے گا کہ اہل اسلام ڈر گئے اس
ڈرنے سے مرنا بہتر ہی سب بےخوف و خطر آ بیٹھے اُس وقت طیمور کو خیال ہوا کہ مبادا سکندر ان
سبکو جلا دے تو اس وقت کیا ہوگا بس یہ خود بھی ہمراہ سرداران اسلام اُٹھکے آئینہ کے سامنے
آ بیٹھا اور کہا کہ مین بھی جمال خداوند کا مشتاق ہون کہ بہت روز سے نہین دیکھا ہی اس وقت سکندر
مجبور ہوا اور جو دغا اسکے دل مین تھی کہ سبکو جلا دونگا اُس سے باز رہا اور پوشش آئینہ کی
ہٹائی بس جیسے ہی نظر آئینہ پر پڑی اک برق سی چمکی اور تمام سرداران اسلام مع طیمور شیر پرور
بیہوش ہو کے گر پڑے بس سکندر نے آئینہ پر پوشش چڑھا دی اور کہا کہ لیجاؤ سواری
خداوند کی لوگ آئینہ کو اُٹھا لیے چلے گئے یہان کیوڑہ گلاب وغیرہ منگا کے چھڑکا گیا

تو دیو گے بعد سب کو ہوش آیا سکندر نے کہا کہ دیکھا آپنے جمال و جلال خداوندی کو اگر طیمور کا قدم
درمیان میں نہوتا غضب خداوندی سے بچنا دشوار تھا سرداران اسلام نے کہا کہ ای سکندر کسی نہ کسی
روز اس آئینے کی قلعی کھلجائیگی ابھی تم اپنے غرور میں اندھے ہو رہے اور ہماری جانب سے بکدر رہو
جو ہر اصلی کو نہیں پہچانتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ خیر بروقت مقابلہ صاحبقران کے یکسوئی ہوگی
یہ کہکر طیمور سے کہا کہ اب شہر زرینہ میں چلو یہاں کے کام سے فرصت ہو چکی طیمور ان تمام سرداران
اسلام سے رخصت ہوا وہ جو برگشتگی اسکو سب آئینہ پرستی کی جانب سے پیدا ہو گئی تھی بر طرف
ہوئی اسی مصلحت سے سکندر آئینہ پرست نے طیمور کو ان سب سے علحدہ کیا اور بیکر جانب
شہر زرینہ روانہ ہو گیا کہ ایسا ہو یہ خدا پرست اسکو بھی اپنا ہم خیال بنا لیں الحاصل طیمور سے سب
رخصت ہوے اور تیاری کر کے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا یہاں جسقدر مہمان تھے وہ سب بھی رخصت
ہوے افغان بن طوبی سمرقندی جانب سمرقند روانہ ہوا اور زرہ بن خاقان جانب ترکستان
گیا اور توسن بن ترک بھی جانب ترکستان روانہ ہوا سرداران اسلام میں سے بھی چار سردار باقی
رہگئے اور سب خدمت صاحبقران عالیشان میں روانہ ہوے صرف سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف
شکن اور وحید الملک اور مظفر غازی رہگئے رفیع البخت کو ان سبنے مل کے روک لیا تھا لیکن
اول حال طیمور شیر پیکر کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنے لشکر کو لیے ہوے تھے مراحل و قطع منازل کرتا
چلا جاتا ہے جاتے جاتے لشکر اسکا دوراہہ پر پہونچا طیمور نے ٹھہر کر دریافت کیا کہ شہر زرینہ کو کونسا
راستہ گیا ہے جو لوگ وہاں کے رہنے والے تھے انہوں نے بیان کیا کہ دونوں راستے شہر زرینہ
کو گئے ہیں مگر ایک راستہ دور کا ہے اور دوسرا قریب کا ہے جو دور کا راستہ ہے وہ صاف ہے صرف پانی
دور دور تک نہیں دستیاب ہوتا ہے راستے میں تکلیفیں پہونچتی ہیں علاوہ خرابی راہ اور زحمت
کے کوئی اندیشہ نہیں ہے اور جو راستہ قریب کا ہے وہ چند زمانے سے مسدود ہو گیا ہے کوئی اس طرف
سے جاتا نہیں ہے اور جو جاتا ہے نہ تو واپس آتا ہے اور نہ منزل مقصود تک پہونچتا ہے طیمور نے
کہا کہ اسکا کیا سبب ہے ان لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ہے کہ نام اسکا ملا سرکش بیابانی ہے اور
مرد عامل ہے اُسنے آکر سکونت یہاں کی اختیار کی اور اپنے علم و عمل سے راستہ مسدود کر دیا ہے اسوقت
سے لوگوں نے اس راستہ کو ترک کر دیا بعد چند روز کے ملا سرکش نے یہاں عقد کیا ایک لڑکا
پیدا ہوا نام اسکا حامد ہمدانی رکھا وہ دیوانہ ہو گیا اسی حالت دیوانگی میں اسنے صحرا اور دریا میں
رہنا اختیار کیا اور بہت سے پہلوانوں اور سرکشوں کو زیر کر کے اپنا مطیع کر لیا حالت اسکی یہ ہے کہ دریا
میں رہتا ہے اور بہر دل کے غوطے لگایا کرتا ہے کثرت جل بانک وغیرہ کی کیا کرتا ہے جیسے اس دیوانے نے
صحرا نوردی اور رہزنی شروع کی ہے اُس وقت سے اور بھی لوگ اس طرف جانے سے احتراز
کرتے ہیں یہ سنکے طیمور شیر پیکر نے کہا کہ پیش خیمہ ہمارا اسی طرف ہم اس راستے کو صاف
کر کے اپنے شہر میں جائینگے اُس وقت سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ پہلے کسی نامہ دار کو بھیجکر
فہمایش کرنا چاہیئے اگر اس طرح کام نہ نکلے تو جھگڑا فساد کرنا چاہیے طیمور نے کہا کہ پھر نامہ لیکر وہان
کون جائیگا راستہ تو مسدود ہے اُس وقت شاہور شیر دل نے کہا کہ دیو تحسین کے ہاتھ نامہ بھیجے
انسان ہرگز نہیں پہونچ سکتا اور دیو بلند ہو کے جا سکتا طیمور نے رایے اسکی پسند کی اور نامہ
تحریر کر کے دیو تحسین کو دیا اور کہا کہ جلد جواب اسکا ملا سرکش بیابانی سے لے آ دیو تحسین

اُسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوا چونکہ یہ صحرا سبز و شاداب تھا طیمور نے اسی جگہ قیام کیا اور دیو تحسین جلد نامہ لیکر
اُڑا تو اُس مقام پر پہونچا جہان بارگاہ ملا سرکش بیابانی کی آراستہ تھی اور لوگ جمع تھے حسب اتفاق
حامد ہمدانی دیوانہ بھی بیٹھا تھا کہ دیو پہونچا اور نامہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کا ہاتھ مین ملا سرکش بیابانی
کے دیا ملا سرکش بیابانی نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے غول بیابان ضلالت تو نے یہ کونسا
شیوہ اختیار کیا ہی کہ رہروان کو ایذا پہونچاتا ہی جو آسان راستہ تھا اُسے مسدود کر دیا ہی اور جو مشکل
راستہ تھا اور دشوار گذار تھا اُسے خلق خدا کے واسطے چھوڑ رکھا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ خدمت مین
حاضر ہو کر حال اپنا بیان کر اور عذر خواہ ہو ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا اور مجھے پہچان لے کہ مین صاحبقران
زبان سر گروہ آئینہ پرستان ہون مین نے بہت سے ملکون کو دین آئینہ پرستی سے روشن و منور کیا ہی
تو تو اک جنگلی ہی تیری کیا اصل حقیقت ہی یہ مضمون دیکھکر چہرہ ملا سرکش بیابانی کا غصہ سے سرخ ہو گیا
اور نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور دیو سے کہا کہ جا کے اُس آئینہ پرست سے کہدینا کہ اگر خیریت اپنی
چاہتا ہی تو جدھر سے آیا ہی اُسی طرف پلٹ جا اب ایک دم یہان ٹھیرنے کا قصد نکرنا ورنہ یہ یاد رہے
کہ ایک دم مین سبکو اسیر کر لونگا وہ تجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون دیو تحسین ان کلمات کا کب
متحمل تھا اور نہ اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا کہ نامہ اُسکے آقا کا چاک کیا جائے آواز دی کہ او
بڈھے کیون تیری شامتین آئی ہین مجبور رہون کہ میرے آقا کا حکم نہین ہی ورنہ تجکو مع حاضرین
لقمہ کر جاتا بس یہ کلمہ سُنکر حامد ہمدانی دیوانہ اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دیو کی طرف بڑھا کہ او
جانور قاف تجھے تمیز نہین کہ ایسے بزرگ سے اس طرح کے کلام کرتا ہی اگر زیادہ زبان لڑائے گا
تو دھڑ پر سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ سُنکے دیو نے گرز مارا حامد ہمدانی نے خالی دیا کہ کلہ
گرز کا زمین مین در آیا بس حامد ہمدانی نے دونون ٹانگ دیو کے پکڑ کے جو زور کیا تو سر زمین سے
مار دیا دیو نے چاہا کہ شاخون پر اسکو اُٹھا لون لیکن دیوانے نے شاخون کو پکڑ کر دونون پانون کاندھے
مین اڑا دیے اور اینٹھنا شروع کیا تین بل دیکر جو یکبار ادھر سے سر کھینچ لیا اور سینہ پر دیو کے مار لاش
دیو کی تھر تھرا کے سرد ہو گئی ملا سرکش بیابانی نے کچھ اسم پڑھا کہ لاش دیو کی غائب ہو گئی وہان شاہزادہ
طیمور شیر پرور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اک مرتبہ لاش تحسین دیو کے سامنے آکر گری اور ساتھ اُسکے
اک پرچہ بھی تھا طیمور کو لاش دیو کی دیکھکر نہایت غصہ آیا پرچہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اسنے بے ادبانہ گفتگو
کی تھی اُسکی سزا دی گئی اور تو نے جو گستاخی بذریعہ تحریر کی ہی اُسکی سزا یہ ہی کہ توبہ کر اور یہان سے
پلٹ کر چلا جا ورنہ بہت خراب ہوگا بس یہ مضمون دیکھکر طیمور آگ ہو گیا اسی وقت تلوار
ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور جانے کا قصد کیا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ آپ وہان کیون تکلیف کیجئے
کہ راستہ مسدود ہی مین خداوند کو لیکر آگے بڑھتا ہون آپ میرے تعاقب مین آئیے گا یہ کہکر
سکندر نے تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ لی اور آئینہ پرستش ساتھ اپنے لیکر آگے روانہ
ہوا بعد سکندر کے طیمور مع کل لشکر و ملا جورد شاہ و رمان شاہ و خورشید زرین کمر کوچ
کرکے طرف مسکن ملا سرکش بیابانی کے روانہ ہوے لیکن اول حال سکندر کا سُنیے کہ یہ صحرا مین
پہونچا دور سے اک چار دیواری معلوم ہوئی بیچ مین اک بہت شاندار دروازہ تھا بس سکندر
نے اُسی جگہ قیام کیا اور دو اک آدمیون کو اُس چار دیواری کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ چند
قدم آگے بڑھے تو دروازہ اور چار دیواری نظرون سے غائب ہو گئی یہ لوگ پریشان ہو کر واپس آئے

اور سارا ماجرا سکندر سے بیان کیا سکندر خود ان لوگون کے ہمراہ آگے بڑھا جس مقام سے آگے بڑھ کر
عمارت ناپدید ہو جاتی تھی وہان قیام کیا اور سوچنے لگا جو لوگ ہمراہ تھے اُنھون نے ڈھیلے مارنا شروع
کیے جو ڈھیلا پھینکا وہ چار دیواری تک تو جاتے دکھائی دیا اور پھر ہو مکر اگر پلٹا تو پھینکنے والے کے
سینے پر پڑا اور ہلاک کر دیا یہ دیکھکر سکندر نے آواز دی کہ لاؤ آئینہ اُسی وقت لوگ آئینہ لیکر حاضر ہوے
سکندر نے چار دیواری کے مقابل مین آئینہ لگاکر پوشش ہٹائی بس پوشش کا ہٹانا تھا کہ آئینہ
مین سے شعلہ سا چمکا اور چہار دیواری پر پڑا کہ مانند دیوار کاغذی کے جلنے لگی دم بھر مین نہ تو دیوار باقی
رہی نہ دروازہ میدان صاف ہو گیا اور بارگاہ ملا سرکش بیابانی کی نظر آنے لگی دیکھا کہ کوئی سو سوا
آدمی جمع ہین اور ملا بیٹھا ہوا ہے لیکن دیوانہ اس وقت موجود نہ تھا بس سکندر نے عکس آئینہ کا
اُس صحبت پر ڈالا کہ سب کو جلا کر خاک کر دوں عکس جو پڑتا ہے تمام اہل محفل پہلے آتش بازی
کی طرح جلنے لگے یہ دیکھکر ملا سرکش پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے بس اسنے جلدی سے کوئی اسم
پڑھنا شروع کیا جب تمام اہل دربار جل گئے تو ملا سرکش نے چھینٹا پانی کا مارا کہ دھوان پیدا ہوا
اور پیچیدہ ہو کے بلند ہوا ملا سرکش بیابانی نے کہا کہ اندھا کر دے اس آئینہ کو وہ دھوان بلند
ہوتے دیکھا اتنے مین طیمور بھی آ پہونچا اُدھر ملا سرکش بیابانی نے آواز دی کہ ای سکندر بس
اسی آئینہ پر تجکو بھروسا تھا یہ کیسا خداوند تھا کہ اندھا ہو گیا اب تیری قوت کا تو خاتمہ ہو گیا کل ہمارے کمال
کا تماشہ دیکھنا سکندر کو تو سکوت تھا لیکن طیمور نے کہا کہ ای سکندر یہ کیسے خداوند تھے کہ اندھے
بھی ہو گئے سکندر نے کہا کہ خداوند کی مرضی آئین بندون کو کیا دخل ہے طیمور نے کہا کہ خدا پرست
سچ کہتے تھے کہ آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہے یہ ایک مصنوعی چیز ہے اگر خداوندی کی قوت اس آئینہ مین
ہوتی تو کبھی اندھا نہوتا یہ کہکر قبضۂ شمشیر آئینہ پر مارا کہ آئینہ چھن سے گرکے ٹوٹ گیا طیمور نے کہا
کہ آج سے مین نے تو آئینہ پرستی کو چھوڑا یہ کچھ بھی نہین ہے اور اپنے لشکر مین آکر حکم دیا کہ
طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرہی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر دیوانہ کو ہوئی کہ جس
شخص نے دیو کو مار دینے کے بھیجا تھا وہ لشکر لے کے آگیا ہے اور تیرے باپ پر غالب ہے وہ حصار جو
اسنے قایم کیا تھا ٹوٹ گیا بس یہ سنکر اسنے چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا اور دیوانے چارون طرف
سے شور کرتے ہوے چلے دم بھر مین ایک ہزار دیوانہ جمع ہو گیا حامد ہمدانی اپنے تمام دیوانون
کو ساتھ لیے ہوے روانہ ہوا اور ملا سرکش بیابانی کو سلام کرکے عرض کی کہ کل مین حریف کو
مثل دیو کے پست کرونگا اُسکا تو سر دھڑ سے کھینچ لیا تھا اسپر کے پھینک دونگا غرضکہ جب
رات گذر کر صبح ہوئی تو طیمور فوج کثیر لیکر میدان مین آیا اُس طرف سے دیوانہ اپنے ایک ہزار
دیوانون سے نمودار ہوا اور میدان مین صف باندہ کر کھڑا ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال
دیوانہ مرکب کو اُڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ او آئینہ پرست میرے مقابلہ کو اسنے در اصل
اُسکا طیمور کو تھا مگر چونکہ نام سے آگاہ نہ تھا صرف آئینہ پرست کہکر پکارا یہان اہرمن کو بھی غصہ آیا
اور مرکب کو بڑھا کر طیمور سے اجازت لی اور سامنے دیوانے کے پہونچکر آواز دی کہ لا ضرب
بہادری کی دیوانہ پکارا کہ تو کیا لڑے گا بھیج اپنے سردار کو اہرمن کو ہنسی نے کہا کہ تیری گوشمالی کے
واسطے مین ہی کافی ہون کیا تو سمجھے گی کیا ضرورت ہے یہ کہکر نیزہ مارا دیوانے نے نیزے کو نیزے
لگا ٹھا ٹھین چلنے لگین چونکہ اہرمن کو طیمور نے نیزہ بازی تعلیم کی ہے اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے

دیوانہ کے نکال دیا بس منہ نکلتے ہی زمانہ نگاہوں میں دیوانہ کے تیرہ و تار ہوگیا پکارا کہ نیزہ بازی تو خوب جانتا ہی لیکن اسے تو روک یہ کہکر چوبدست ماری یہ کنارہ سومن کی ضرب جو پڑتی ہی مرکب اہرمن کو بھی کام آگیا اور کولہ اہرمن کا ٹوٹ گیا دیوانہ نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے لوگ گئے اور اہرمن کو اٹھا لائے یہان دیوانہ نے پھر مبارز طلب کیا نہنگ بن طوفان دریا موج نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور نے منع کیا اور خود مرکب کو چھوڑ کر سامنے دیوانہ کے آیا دیوانہ نے کہا کہ تو تو پیار کرنے کے قابل ہی معلوم ہوتا ہی کہ اتنے لتنے بڑے پہلوانون نے جو تیری اطاعت کی ہی تو تیرے حسن و جمال پر شیفتہ ہوے ہین تو بھلا کیا مقابلہ کرے گا بس یہ سنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا پکارا کہ او دیوانے کیا بکتا ہی آنکھ تو ملا مجھ سے ابھی تجکو معلوم ہوجائیگا کہ کسکی نگاہ چھپ جاتی ہی یہ سنتے دیوانے نے آنکھین آنکھ ڈال دی طیمور نے بھی غصہ کی نگاہ سے دیکھا بس دیوانہ تاب نہ لاسکا آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا وہ مارا اس وقت دیوانے نے خجل ہوکر وہی چوبدست گران سر پر جرح دیکر طیمور کے سر پر ماری طیمور نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو پڑتی ہی تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی تتق گرد و غبار بلند ہوا دیوانہ سمجھا کہ مین نے اسکو بھی مارا خوش ہوکے پکارا کہ نر دم و لیست کردم لو خبر اسکی طیمور نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ او سر لی کیا بکتا ہی مین حریف تیرا موجود ہون دیوانے نے دوڑ کر دوسرا وار کیا طیمور نے پھر وار اسکا سپر پر روکا ابکی اس سے زیادہ تڑاقہ ہوا اور گرد اڑی پھر اسنے نر دم و لیست کردم کا نعرہ کیا طیمور نے پھر گرد سے نکلکر آواز دی کہ تیرے بازو دل مین اتنی قوت نہین ہی کہ تو مجھے پست کر سکے دیوانے نے جھلا کر تیسرا وار کیا ابکی طیمور نے مرکب کو مرکب سے ملا دیا اور بجاے سپر دونون ہاتھ بلند کرکے چوبدست پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ دیوانہ اوندھے منہ عیال مرکب پر آرہا گھوڑا اچلا کے بیٹھ گیا دیوانہ گھوڑے سے کود پڑا ادھر طیمور نے زین خالی کیا چوبدست سر تک جلنے لگے پھر جھٹکے مین طیمور نے چوبدست دیوانے کے ہاتھ سے چھین لی دیوانہ لپٹ گیا طیمور نے چوبدست پھینک دی اور دیوانہ سے دست و گریبان ہوا یہ رنگ دیکھکر اس طرف سے دیوانے قریب آگئے اور اس طرف سے سرداران طیمور آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے دیوانہ بھی بلا سے بد تھا لپٹا ہوا تھا دونون پیچ ہورہے تھے یہانتک کہ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اس وقت دیوانہ نے کہا کہ رات واسطے آرام کے ہی اور دن کاروبار دنیا کے لیے لہذا اب تو بھی جاکر آرام کر اور مین بھی سوؤن صبح کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیمور نے کہا مین بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے نہین پھرتا ہون یہ سنکے دیوانہ نے کہا کہ تو مجکو کیا موم کا سمجھے ہوے ہی جو ایسا کہتا ہی یہ کہکر لڑنے لگا دونون جانب سے روشنی آگئی تمام رات کشتی رہی اور مطلب حاصل نہوا صبح کو بھی علیحدہ نہوئے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دیوانے کا زور گھٹنے لگا اور دم آگیا اب طیمور اسے ریل کے لیجاتا ہی تو گیارہ بارہ قدم دوڑا لیجاتا ہی اور دیوانہ زور کرتا ہی تو چار پانچ قدم سے زیادہ نہین لیجا سکتا جب دیکھا دیوانے نے کہ مین ہر طرح عاجز ہون اور اس سرکش سے کسی طرح عہدہ برآ نہونگا تو اسنے بازو پر طیمور کے چکت ماری طیمور نے تھپڑ دیا دیوانے نے بلبلا کے چھوڑ دیا دیوانے نے سینے پر چکت رسید کی طیمور نے گلے پر کچا دیا دیوانے نے پھر چھوڑ دیا اب دیوانہ برابر چکتین لگا رہا ہی اور طیمور منہ پر تھپے لگا رہا ہی یہانتک کہ دیوانہ اسمین بھی عاجز ہوا اب اسنے دونون بازو طیمور کے پکڑ کر زور کیا کہ سات قدم لے دوڑا اور جھٹکا مارا طیمور نے جگہ نہ چھوڑی بلکہ دیوانہ اپنے زور مین خود ہی

سامنے طیمور کے آرہا اُسوقت طیمور نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور زور کر کے دیوانے کو
اُٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہی اطاعت کے بارے مین دیوانے نے کہا کہ مین بحری لڑائی کو خوب جانتا ہون
اگر دریا مین مجھ سے مقابلہ کرو اور اسی طرح مجھے زیر کرو تو مین اطاعت قبول کر سکتا ہون اور بغیر اسکے نہین
طیمور نے دیوانہ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ چل دریا پر دیو آیا اپنے تمام دیوانون کو لیے دریا مین پھاند پڑا
اور طیمور سے کہا کہ اب یہان آؤ سکندر آئینہ پرست وریان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ ای طیمور
یہ تو پانی کا کیڑا ہی برسون سے دریا مین رہتا ہی تم دریا مین نہ پھاندو یہ بہادری کسی گنتی مین داخل
نہین ہی لیکن طیمور کسکی سنتا ہی اُوسنے لپکتے ہی کود پڑا اور دیوانے سے لپٹ ہو گئی اور دیوانے
بھی پہنچے دوڑے کہ سب مل کے اسے باندھ لین اور ڈبو کے مار ڈالین یہ دیکھکر نہنگ بن
طوفان دریا موج اور اہرمن کوہزاد اور دیگر افسران فوج کود کود پڑے اور دیوانون سے
لپٹ پڑے اُدھر طیمور شیر سرور حامد ہمدانی سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی کبھی دونون اُبھرتے
تھے کبھی پھر غرق دریا ہو جاتے تھے اُدھر سرداران لشکر طیمور اور دیوانون سے مصروف
تلاش تھے جل بانک کے داؤن پیچ ہو رہے تھے لڑتے لڑتے پہر بھر کے بعد طیمور نے اپنے لنگوٹ سے
حامد ہمدانی نے مشکین باندھین اور سرداران نے دیوانون کو اُنھین کی زنجیرون سے جکڑا اور سبکے
سب اپنے اپنے حریف کو اسیر کیے ہوے دریا سے باہر آئے اُس وقت حامد ہمدانی نے کہا کہ تا
زندہ ایم بندہ ایم واقع مین کہ تو مرد میدان ہی اور ایسا بہادر ہی طیمور نے دیوانے کو چھوڑ دیا
دیوانے نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اس شہریار کی اطاعت بادشاہی سے بہتر ہی مین نے
تو اسکی غلامی اختیار کی آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہی مگر یہ خوب خیال رہے کہ اب میری جان اسکے
قدمون سے وابستہ ہی اگر آپ نے آزار پہونچانا ہو تو پہلے مجھے قتل کر ڈالیے گا ملاسرکش بیابانی
تور بخیدہ ہو کے چلا گیا دیوانہ طیمور کے ساتھ لشکر مین آیا اور کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے اگر
باپ اُس شخص کا بخوشی اطاعت اختیار نکرے گا تو مین ضرور جا کر اُسے اسیر کر لاؤنگا طیمور نے
کہا کہ اُسکے ساتھ نہ لشکر ہی نہ فوج ایکہ تن تنہا ہے مقابلہ مین طبل جنگ بجوانا ننگ ہی اب
تو ہی جا کے سمجھا اگر قبول کرے گا خیر ورنہ دیکھا جائے گا یہ فرما کر طیمور نے نامہ تحریر کیا کہ ای
ملاسرکش حصار تیرا ٹوٹ گیا بیٹا اسیر ہو کے مطیع ہو گیا اب تجھے کس بات کا گھمنڈ ہی جو اطاعت
سے انکار کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی سرکشی سے باز آ تجھے تیرے مال و منال سے کوئی بحث نہین ہی صرف
راستہ جو تو نے مسدود کیا تھا آیندہ ایسا نکرنا یہ نامہ لیکر حامد ہمدانی ملاسرکش کے پاس آیا نامہ
دکھایا ملاسرکش ہنسا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ او طفل نادان یہ تو ضرور ہی کہ تو بہادر اور زبردست
روزگار ہی لیکن تیری زبردستی میرا کچھ کر نہین سکتی ہی مین وہ ہون کہ تیرے خداوند کو
اندھا کر دیا اور خداوند تیرے ایسے تھے کہ تو نے خود اُنھین توڑ کے چور چور کر ڈالا ہی ہر چند کہ حصار
میرا ابھی ٹوٹ گیا لیکن مین حصار ٹوٹنے سے عاجز نہین ہون تو طبل جنگ بجوا دیکھنا کہ صبح کو کیا ہوتا ہی یہ
جواب تحریر کر کے حامد ہمدانی کو دیا حامد ہمدانی نے زبانی بہت کچھ سمجھایا لیکن ملاسرکش نے کوئی
جواب نہ دیا آخر مین اتنا کہا کہ تو نے جسکی اطاعت کی ہی اسکی دوستی سے باز نہ آ مین تجھسے امداد نہین
نہین چاہتا ہون نہ خود تیری مدد کا محتاج ہون حامد ہمدانی بگڑ کے چلا آیا اور جواب نامہ خدمت مین
صاحبقران آئینہ پرستان کے پیش کیا طیمور نامہ پڑھکر غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ

اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی طیمور نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ دریافت
کرو ملا نے کیا انتظام جنگ کیا ہی ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ ملا تن تنہا اک
خیمہ مین بیٹھا ہوا ہی دروازون پر غبار کا پردا پڑا ہوا ہی اسکے علاوہ اور کوئی بھی نہین ہی طیمور حیران ہی
کہ صبح کو یہ کیا کرے گا غرض جب زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور باد بہار کے جھونکے آنے لگے سونے والے
خواب غفلت سے بیدار ہوئے طیمور شیر بیر فوج کو لیکر میدان مین آیا لیکن حیران تھا اور پریشان
تھا کہ لوگ مجھے کیا کہینگے کہ طیمور دیوانہ ہوگیا ہی کہ اک مرد ضعیف کے لیے لشکر کو لیکر آیا ہی یہ اسی سوچ
مین تھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور ایک نقابدار سپید پوش پیدا ہوا ملا نے خیمہ سے نکلکر
چند قدم آگے بڑھ کے کھڑا ہوا تھا کہ نقابدار نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی ہمین کسواسطے
طلب کیا ہی ملا سرکش نے کہا کہ یہ سامنے جو فوج آئینہ پرستون کی پیرا باندھے کھڑی ہی اسکے مقابلہ کو
تجھے بلایا ہی جو تجھ سے مقابلہ کرے اُسے اسیر کر لیجا یہ سنتے نقابدار میدان مین آیا اور بعد سلحشوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے آواز دی کہ باش اگر گروہ آئینہ پرستان کسکو ہوس جنگ ہی میدان مین آئے اور
سامنا کرے یہ کلمہ سنتے ہی حامد ہمدانی دیوانہ سامنے شاہزادہ طیمور کے آیا اجازت طلب کی
مانگی طیمور نے کہا کہ ای حامد تو نے یون جلدی کی حامد ہمدانی نے کہا کہ ای شہریار یہ نقابدار
بلاے ہدایت روزگار ہی اُس سے دیگر کوئی عہدہ برآ نہین ہوتا ہی مین اسواسطے پہلے نکلا ہون کہ دیکھون
میرے باپ کو کچھ میرا بھی خیال ہی یا نہین طیمور نے کہا کہ اچھا جا خداوند آئینہ تیرا نگہبان ہی حامد ہمدانی
میدان مین آیا نقابدار نے کہا کہ ای حامد ہمدانی یہ کیا دیوانگی ہی کہ تو نے اپنے ایسے باپ کا ساتھ
چھوڑ دیا جو اس وقت یکتاے روزگار ہی اور اک طفل آئینہ پرست پر عاشق ہوگیا حامد ہمدانی
نے کہا کہ تجھے ان امور سے کیا بحث اگر تو مقابلہ کے واسطے آیا ہی مقابلہ کر مین بہادر پرست
ہون طیمور نے مجھے زیر کیا مین نے اُسکی اطاعت اختیار کی یہ سنکے نقابدار نہایت برہم ہوا
اور پلٹ کے ملا سرکش کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہی ملا سرکش نے کہا کہ تو
اسکو میرا بیٹا نہ تصور کر اس وقت یہ تیرا حریف ہی تو جس طرح جانے اس سے مقابلہ کر بس
یہ سنکے نقابدار نے نیزہ دیوانے کے حوالے کیا حامد ہمدانی نے نیزہ کو نیزے پر لگا کر ٹھٹھا
رد و بدل ہونے لگی کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے دیوانے کے
نکال دیا دیوانے نے طیش مین آکر چوب دست ماری نقابدار نے دونون ہاتھ باندھ کر دیے اور چوب
پکڑ کے جو جھٹکا مارا دیوانہ اوندھے منہ گر پڑا بس نقابدار نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند
پکڑ کر زور کیا دیوانے نے لنگر مارا دونون کمر کمر بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیے اور
مصروف تلاش ہوئے شام تک کشتی رہی آخر نقابدار نے دیوانے کی مشکین باندھین اور جانب
صحرا روانہ ہوگیا ملا سرکش نے آواز دی کہ ای طیمور یہ وہی تھا جسے تو نے بڑی مشکل سے
چار روز مین زیر کیا تھا میرے پہلوان نے ایک روز مین زیر کر لیا اور یہ نقابدار تجھے بھی اسی طرح
باندھ لیجائے گا طیمور کو اسیری حامد ہمدانی کا کمال صدمہ ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھرا تمام آئینہ پرست حیران تھے کہ یہ نقابدار کون بلا ہی اور کہان سے آیا تھا شاہور
شیر دل اسی خیال سے تعاقب مین نقابدار کے گیا تھا جب تھوڑی دور پہونچا تو نقابدار نظرون سے
غائب ہوگیا ناچار شاہور شیر دل واپس آیا اور طیمور سے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ مین تنہا

نقابدار مین گیا تھا تھوڑی دور جاکے نقابدار نظرون سے غائب ہو گیا طیمور نے لباس رزم اتارا لباس
بزم پہنی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
پھر کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات طبل جنگ بجا جب صبح ہوئی تو پھر طیمور شیر پیرو
میدان مین آیا اور صفین لشکر کی درست کر کے بانتظار مبارز کھڑا ہوا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اٹھی
اور وہی نقابدار سپید پوش پیدا ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلب ہوا آج لشکر طیمور شیر پیرو
سے شمشیر گرد نکلا اور نقابدار سپید پوش کے سامنے آیا نقابدار نے تلوار ماری شمشیر گرد نے
وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کوئی وار کی رد و بدل کی بعد شمشیر گرد ہاتھ سے نقابدار سپید پوش
کے مارا گیا یہ سردار خاص شہر زرینہ کا تھا اسکے بعد مرغولہ ہو سے زنجیر حرب نکلا اسنے زنجیر
ماری نقابدار نے زنجیر پکڑ لی مرغولہ زنجیر حرب لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پھر بھر مین نقابدار نے
اسکو باندھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا جہانتک نقابدار سپید پوش جاتے نظر آیا وہان تک تو دوسرا
کوئی شخص نظر نہین آیا جب نقابدار سپید پوش نظرون سے پوشیدہ ہو گیا تو نقابدار سپید پوش
نمودار ہوا اور اسنے مبارز طلب کیا لشکر زمان شاہ سے اعظم شیر سوار نکلا بعد رد و بدل کے مرکب
اعظم کا مارا گیا اعظم اس ارادہ سے بڑھا کہ اسکے مرکب کو بھی بے سر دون مگر ممکن نہوا نقابدار بھی کود
پڑا اور اعظم دست و گریبان ہوا پھر بھر مین اسنے بھی اعظم کو زیر کر کے جنگل کی راہ لی ادھر یہ نظرون
سے غائب ہوا ادھر سپید پوش نمودار ہوا خلاصہ یہ کہ دن بھر مین باری باری یہ دونون نقابدار
چار سردارون کو باندھ لیتے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا طیمور نہایت پریشان میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوا اور پھر طبل جنگ بجوایا آج صبح کو پھر نقابدار پیدا ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے طیمور
آتشپرست ان سردارون کو لڑوا کر کبتک ذبح الوقتی کرتا رہیگا یا کسی ایسے کو بھیج جو ہمارا ہم نبرد
یا خود نکل بس یہ سننا تھا کہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے فیل پیکر بڑھایا اور سامنے نقابدار
سپید پوش کے آکر پکارا کہ او نقابدار بدکردار تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہمارے آقا سے اس طرح
کی گفتگو کرتا ہے لاحربہ اپنا اور دیکھ تماشہ کہ کیا ہوتا ہے ابھی اسکے غلام ایسے ایسے موجود ہین کہ تجھ ایسے
نقابدارون کو سر میدان ٹانگین چیر کے پھینک دین نقابدار ہنسا اور کہا کہ دیکھ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
کہ کون نیزہ مارا نہنگ نے نیزے سے نیزے پر گانٹھا طعین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب
حاصل ہوا آخر سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ڈانڈہا ن کے
پھول سے اڑ گئے ہاتھون سے پھینک پھینک دیئے نہنگ بن طوفان رستم وقت نے
دوڑ کر آرام سے گرز اٹھایا اور سر پر حریف دیگر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھاکے
چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب جو نہنگ بن طوفان کی پڑتی ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب
نقابدار غرق زمین ہو گیا تھا گرد بلند ہوا جگر زمین بسبب ہول و ہیبت کے شق ہو گیا نہنگ بن طوفان
نے نعرہ کیا کہ زدم دلپت کردم ابی ملا ہمس جس نقابدار کی ملا امتحش نے کہا کہ تھوڑی
دیر تک تجھے خود ہی معلوم ہوجائیگا یہ وہ نقابدار ہے کہ اگر اسپر آسمان بھی پھٹ پڑے تو یہ مرنے کا
نہین تھوڑی دیر مین گرد کو ہوا نے منتشر کیا تو دیکھا کہ نقابدار مع مرکب غرق زمین ہے بس نقابدار
نے مرکب کو جو اشارہ کیا مرکب بیچ مین سے کے اوپر طبقہ زمین کا لیے ہوے باہر آیا اگر مرکب آ نہ
بچا ہوتا تو اس ضرب سے لپٹ ہو جاتا لیکن اس مرکب کو خبر بھی نہ ہوئی نہ نقابدار پر ضرب کا لنگر اثر

گرسکا اب نقابدار نے آواز دی کہ تو ضرب بے زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش
کن ٭ یہ نعرہ کر کے اپنے گرز کو سر پر چرخ دیکر سپہ نہنگ بن طوفان پر وار کیا نہنگ بن طوفان
نے اسکی ضرب بھی اپنے گرز پر روکی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی فیل سے تیغ ماری کمر فیلی کی ٹوٹی
ہاتھ نہنگ بن طوفان سے شہر دار کے تھرا گئے بمشکل لنگر ضرب کا سنبھالا اور کود کے
مرکب سے علیحدہ ہوا ساتھ ہی نقابدار سیہ پوش بھی مرکب سے کود پڑا اور دست و گریبان ہوا
دونون مین کشتی ہونے لگی نہنگ بن طوفان نے کیسے کیسے زور کیے کہ نقابدار کو گرد سر کر کر دیا
مگر نقابدار بھی بلا سے بد ہی لپٹا ہی ہوا ہے جان نہین چھوڑتا خلاصہ یہ کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب
حاصل نہوا رات کو بھی دونون علیحدہ ہوئے مصروف تلاش رہے صبح کو دیکھا تو پھر اسی طرح
لڑ رہے تھے قریب شام نقابدار نے نہنگ بن طوفان دریا ہو کو کبھی باندھا اور صحرا کی راہ
لی طیمور نہایت اداس کمال پریشان میدان سے پھرا ملاسرکش نے آواز دی کہ اے
طیمور کل تیرا بھی یہی حال ہونے والا ہے لیکن حال شاہور شیردل کا سنیے کہ یہ روز تعقب مین
نقابدارون کے جاتا تھا اور پتا نہ چلتا تھا کہ نقابدار کہان گئے بے نیل مقصود واپس آتا تھا
آج یہ گیا بھی نہین اور نہایت اداس تھا کہ کیا تدبیر کرون ملاسرکش پر عیاری کرنے کا حکم
نہین ہے آج چونکہ طیمور کو کمال رنج تھا کہ نہنگ بن طوفان سا سردار اسیر ہو گیا تھا اسی رنج
مین جو شاہور شیردل سامنے آیا تو طیمور نے کہا کہ افسوس اہل اسلام کے عیارون نے
کیسے کیسے کارنمایان کیے قرلوت آتش زبان سے ساحر کو مار ڈالا جادو کے تو سحر کی
نوبت بھی نہ آئی کہ پکڑ کے مار ڈالا لیکن تم ایسے عیار ہو کہ تمھارے کیے کچھ نہو سکا سلیمان جعفر
کی تعلیم سے ہمنے بڑے بڑے سردارون سے مقابلہ کیا اور انھین زیر کر کے اپنے قابو مین لانے اور تم
باوجودیکہ عیار صاحبقران سے بہت دنون فن عیاری سیکھا کیے مگر تم سے اس وقت تک کوئی کام نہو سکا
ایک نقابدار کا بھی پتہ نہ لگایا گیا کہ کہان سے آتا ہے اور کون ہے یہ سنکے شاہور شیردل کے دل
چوٹ سی لگی اور اسیوقت یہ تہیہ کر کے بارگاہ سے باہر نکل گیا کہ اب اگر ان نقابدارون کا پتہ
لگا تو ہم بارگاہ مین کبھی آئینگے ورنہ بارگاہ مین بھی آنے کا قصد نکرینگے غرضکہ جس وقت باہر
بارگاہ سے نکلا تو اسنے شگون دیکھا کہ کس طرف جاؤن یہ چارون طرف دیکھ رہا تھا کہ جانب
شمال سے اک زاغ کے بولنے کی آواز آئی اور جانب مشرق سے بلبل کے چہکنے کی صدا
گوشزد ہوئی جس طرف سے زاغ کی صدا آئی تھی شاہور اسی جانب روانہ ہوا یہ اسنے اپنے
دل مین سمجھ لیا کہ بلبل کا بولنا اسیری کی دلیل ہے اور زاغ کا بولنا شگون نیک تصور کر کے چل کھڑا
ہوا جس وقت قریب تین کوس کے نکل آیا تو دیکھا کہ اک مقام پر اک حجرہ بنا ہے اور حجرے سے مین روشنی
سی ہو رہی ہے شاہور اس حجرے کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آیا دیکھا کہ دروازہ حجرے کا
کھلا ہے اور اک مرد درویش بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہین کہ مجھے تعجب ہے کہ شاہور شیردل
ابھی تک نہین آیا یہ سنتے ہی شاہور حیران ہوا کہ یہ کون شخص میرے جاننے والے ہین مین
تو انکی شکل سے بھی آگاہ نہین غرضکہ شاہور قریب پہونچا سلام کیا مرد درویش نے کہا کہ اے
شاہور تونے بڑا وقت گزار دیا اگر قبل سے آتا تو اسقدر پریشانی نہوتی کہ تیرے لشکر کی کیا
حالت ہے شاہور نے عرض کی پہلے یہ تو بتائیے کہ آپ ہین کون جو میرے نام و نشان اور

تمام حالات سے واقف ہیں مرد بزرگ ہنسے اور ارشاد فرمایا کہ اس سے تجھے کیا مطلب اگر میرے پاس آیا ہے تو مطلب اپنا بیان کر اور جس کام کے واسطے آیا ہے اُسے جلد انجام دے ورنہ تیرا بھی آقا گرفتار ہو جائے گا شاہ ہور نے کہا آقا میرا کون ہے مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا جسے تو اپنا بھائی سمجھتا ہے یعنی شاہزادہ ظہور شیر برد وہ دراصل تیرا آقا ہے تیرا بھائی نہیں ہے اور یہ راز چند روز میں فاش ہو جائے گا وہ شاہزادہ ہے اور تو عیار زادہ ہے شاہ ہور نے کہا کہ کیا میں خورشید زرین کمر کا بیٹا نہیں ہوں مرد بزرگ نے فرمایا کہ خورشید زرین کمر کا نہ تو بیٹا ہے اور نہ ظہور ہے یہ تو خداوند نے تم لوگوں کی پرورش کا ذریعہ پیدا کر دیا ہے تمہاری ماں اور ظہور کی ماں اور ہے تمہارا باپ اور ظہور کا باپ اور ہے شاہ ہور نے کہا مجھ سے بیان فرمائیے اور نام بھی بتائیے مرد بزرگ نے کہ ابھی اس راز کے افشا کا وقت دور ہے میں نہیں بیان کر سکتا ہاں اتنا کہے دیتا ہوں کہ تم دونوں کو اہل اسلام کا ہمیشہ پاس و لحاظ چاہیے تم انھیں میں سے ہو اور ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ تم اور تمہارا آقا بھی دونوں ہمراہ سرداران اسلام کے ایک ہی بارگاہ میں بیٹھینگے اور خورشید زرین کمر پر جب سختی ہوگی تو وہ قبول دیگا کہ تم دونوں کو اُسنے کہاں سے پایا تھا اور اپنا فرزند بنایا تھا اُس وقت شاہ ہور شیر دل متعجب ہوا کہا اگر آپ یہ نہیں بیان فرماتے تو میں جس مطلب کے واسطے آیا ہوں اُسکی تدبیر بتلائیے مرد بزرگ نے کہا مطلب بیان کر شاہ ہور نے کہا جب آپ ایسی ایسی باتوں سے آگاہ ہیں تو یقین ہے کہ میرا مطلب بھی جانتے ہونگے پھر میرے بیان کی کیا ضرورت ہے مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ اے شاہ ہور یہ نقابدار جو واسطے مقابلے کے آیا کرتے ہیں انکی کوئی حقیقت نہیں یہ زور عمل ہے ملا سرکش بیابانی کا اسکا اک شاگرد ہے کہ نام اسکا ملا سقیم تیرت سحر ساز ہے مسکن اسکا صحرای ان نقابداروں کو اُسنے تیار کیا ہے اور اپنے اُستاد کے حکم سے گرفتاری ظہور دولت ظہور کے لیے بھیجا ہے جب تو انکے تعاقب میں جاتا ہے پتہ نہیں پاتا ہے اور سبب اُسکا یہ ہے کہ وہ مقام جہاں یہ لوگ رہتے ہیں ملا سقیم بیابانی نے نظر بند کر رکھا ہے اسی خیال سے کہ کوئی عیار اگر آئے تو پتہ نہ پائے شاہ ہور نے کہا کہ بیشک آپکا ارشاد درست ہے ایسی صورت میں میں کس طرح عیاری کروں مرد بزرگ نے اک تعویذ نکالکر دیا اور کہا کہ اسے اپنے بازو پر باندھ لے اور آج تعاقب میں نقابدار کے جانا تو تمام پتہ اور کو دیکھے گا اور نقابدار تجھے نہ دیکھ سکیگا شاہ ہور نے تعویذ لیکر بازو پر باندھا اور عرض کی کہ اگر آقا میرا گرفتار ہو گیا تو لڑائی کا خاتمہ ہے مرد بزرگ نے فرمایا کہ اپنے آقا کو منع کر دینا اور جلد جا اب دیر نکر یہ سنکے شاہ ہور نے سلام رخصت کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی اُس وقت پہونچا کہ رات قریب ختم تھی اور لشکر کے سپاہی میدان میں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور بعض لوگ پرستش آئینہ میں مصروف تھے لیکن ظہور نے جس دن سے آئینہ اندھا دیکھا پرستش آئینہ ترک کر دی تھی اور کہتا تھا کہ سہراب کا قول بہت صحیح تھا کہ آئینہ پرستی خود پرستی ہے اور اپنی پرستش آپ کرنا بالکل حماقت کا فعل ہے یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہتھیار لگا رہا تھا اور اہرمن کو بنزاد حاضر تھا اور عرض کر رہا تھا کہ آج غلام بھی رخصت ہوگا ظہور تیوریوں پر بل ڈالے ہوئے کہ رہا تھا کہ اے اہرمن کیا نتیجہ اس سے سارا جھگڑا میری ذات کا ہے جب میں اسیر ہو جاؤنگا اُس وقت میرے لشکر سے کوئی کوئی تعرض نکرے گا جو سردار اسیر ہو چکے ہیں مجھے انھیں کا ملال ہے بس اب آج یا میں نہیں یا نقابدار نہیں اور دیکھتا کہ کیا حالت کرتا ہوں نقابداروں کی یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ نہ انپر حربہ اثر کرتا ہے اور نہ وہ اسیر ہو سکتے ہیں خدا جانے یہ نقابدار کس قسم کے ہیں مگر مقابلہ کے وقت جی نہ چھوڑ دوا

تو نام اپنا طیمور شیر پرور بتایا کہ اتنے مین شاہپور شیردل پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ اے شہریار آج میری
خاطر سے آپ عزم مقابلہ ملتوی کیجیے کل آپ کو اختیار ہے مجھے کچھ خیال نقابدار کا حال کیا ہے اگر عیاری
مین پڑی تو خیر ورنہ جب مین اسیر بلا ہو ہون اس وقت آپ کو اختیار ہے یہ سنکے طیمور نے تعجب سے
شاہپور کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے شاہپور تم بھائی ہو کر اس طرح گفتگو کرتے ہو جو طریقہ آقا غلام کا ہوتا
ہے اسکا کیا سبب شاہپور نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ آقا ہین اور مین خادم ہون آج مجھ سے
اور ایک مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی اُنھون نے سب گذشتہ حالات اس طرح بیان کیے کہ جیسے وہ
سب دیکھ رہے تھے اُنھین نے مجکو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ طیمور شاہزادہ ہے اور تو غلام زادہ
ہے طیمور نے کہا یہ کیونکر شاہپور نے کہا کہ بقول اُن مرد بزرگ کے بادشاہ زرینہ آپ کے باپ
نہین ہین بلکہ اور کوئی شخص اور والدہ آپ کی اور میری زندہ نہین ہین اور باپ ہمارے آپ کے اور
وطن ہین اور یہ بھی تاکید کی ہے کہ مسلمانون سے کسی وقت مین بدی نکرنا ورنہ انجام مین پچھتاؤگے اسلیے
کہ ایک وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ تم بھی مسلمان ہو کر ہمراہ اہل اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوگے طیمور
نے کہا یہ خبر سلیمان صاحبقران نے بھی مجکو دی تھی اور ایسی ہی باتون سے آگاہ کیا تھا جب مین بگڑنے لگا
تو وہ خاموش ہو رہے خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مگر یہ بتاؤ کہ آج جو وہ نقابدار آئیگا تو اُس سے مقابلہ
کرنے والا اسوا میرے کون ہے نہنگ بن طوفان سا سردار تو زیر ہو گیا اور اُس سے کون لڑ سکتا ہے
شاہپور نے کہا کہ آپ خود بھی اگر لڑینگے تو زیر ہونگے اسلیے کہ نقابدار کوئی بلا ہے یہ اُسکی ذاتی قوت
نہین ہے جس سے اُسنے تمام سردارون کو زیر کیا ہے کسی طرح آج کی میدانداری ٹلنا چاہیے جب نتیجہ مقابلہ
کا ایک ہے کہ جو لڑے گا وہ زیر ہوگا تو اورون کو لڑانے دیجیے آج آپ مقابلہ نہ کیجیے طیمور نے کہا
کہ اے شاہپور اگر مین نہ نکلونگا تو خلقت مجھے کیا کہیگی بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے شاہپور نے عرض کی
کہ جس طرح آپ آجتک مقابلہ سے باز رہے اُسی طرح ایک روز اور ٹال دیجیے اور مین بھی
حاضر رہونگا کل دیکھا جائیگا یہ سنکے طیمور خاموش ہو رہا مگر اتنا کہدیا کہ اگر نقابدار میرا نام لیکر پکارے گا
تو مین ضرور مقابلہ کرونگا اس وقت ہرگز نہ رکونگا شاہپور بھی اس کلام پر خاموش ہو رہا مگر دل مین
سوچ لیا کہ اگر یہ نکلنے کا قصد کریگا تو دیکھا جائیگا الحاصل جسوقت آفتاب طلوع ہوا اور تمام فوجین میدان
مین پہونچ گئین تو طیمور شیر پرور بھی مع اہرمن کوہزاد و شاہپور شیردل عازم میدان کارزار
ہوا اُس طرف ملا سرکش چند ملازمون کو لیے ہوئے خیمہ سے نکلا اور طبل اسم بجا کر دستک
دی بس فوراً چھا گئے گرد اُٹھی اور نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے آئینہ
پرستو اب وقت تمھارا آخر ہے دیکھا تمنے کہ بڑے بڑے سرکشون کو مین نے کس ذلت و خواری سے
اسیر کیا ہے اب صرف تمھارا سردار باقی ہے جسکو تم سر چیل آئینہ پرستان اور صاحبقران زمان کہتے ہو
جسکو منانے اسیری ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کہنا تھا کہ اہرمن کوہزاد نے جلدی سے
مرکب اپنا بڑھا دیا کہ ایسا نہو شاہزادے کو ٹوک بیٹھے یا خود شاہزادہ طیمور شیر پرور اُسکے مقابلے کو
چل کھڑا ہو تو اُسکے اسیر ہونے سے تمام لشکر پر عبرت چھا جائیگی بس اہرمن کوہزاد سامنے طیمور
کے آیا اور پیادہ ہو کر رکاب سعادت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اب اس غلام کو بھی حق نمک سے
ادا ہونے کی اجازت دیجیے طیمور نے کہا اے اہرمن ابتو تم نکل ہی کھڑے ہوئے اور مین شاہپور
سے وعدہ بھی کر چکا ہون کہ اگر حریف مجکو نہ ٹوکے گا تو مین واسطے مقابلہ کے نہ نکلونگا خیر جاؤ جو تقدیر

دکھانے وہ دیکھو ہمارے خداوند تو اندھے ہو گئے اب ہم تمھیں کسکے سپرد کریں یہ وہی مثل ہو گئی
جو طبیب اپنا ہی دل اسکا کسی پر زار ہی + مژدہ باد اے مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہی + اب تو ہم بے خداوند
کے ہیں اور خداوند حقیقی کی تلاش ہی اب جس وقت خدا ملیگا اُس وقت ہمارے دل میں قوت
پیدا ہو گی اہرمن کو بہزاد سلام کر کے رخصت ہوا اور سامنے نقابدار سپید پوش کے آکر آواز دی
کہ او ملعون لا مذہب بہادری کی نقابدار نے کہا کہ کل میں نے جس سردار کو زیر کیا وہ تجھ سے زبردست
تھا یا کمزور تھا اہرمن کو بہزاد نے کہا کہ اس سے تجھے کیا تو کونسا زبردست ہی کہ اتنے اتنے بڑے
سرداروں کو باندھ لیگیا جو آج تک سوا شاہزادہ طیمور کے کسی سے زیر بھی نہوے تھے یہ گردش
تقدیر ہی بس لا حربہ اپنا دیر تک نقابدار نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزہ اسکا نیزے پر گانٹھا لعین چلنے لگیں
دیر تک رد و بدل رہی اہرمن نے بھی شاہزادہ طیمور کا بتایا ہوا ہی کسی گھات پر نہیں آتا ہی
یہانتک کہ جب نیزوں سے مطلب حاصل نہوا تو گرز سنبھالے وہ ضربیں چلیں کہ طبقے ہلے آسمان
لرز گئے زمین تھرا گئی گرد اُڑی مرکب اہرمن کو بہزاد کا مارا گیا نوبت کشتی کی آئی کہ تمام دن کشتی رہی
قریب شام نقابدار نے لنگر اہرمن کو بہزاد کا توڑا اور زور کر کے سر سے بلند کر لیا اور یوہیں
ہاتھ پر اُٹھائے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور اتنا کہتا گیا کہ خبردار ہو جاؤ کہ کل مجھ سے کوئی مقابلہ
کرنے والا سوا طیمور کے نہیں ہی اے طیمور اپنے نیک و بد کو سوچ رکھو ورنہ یہی حالت تمھاری
بھی ہو گی جو تمھارے سرداروں کی ہو چکی ہی طیمور نے کہا کہ میں ہر وقت تیری خدمتگزاری
کو تیار ہوں جب تیرا جی چاہے مجھسے مقابلہ کرے اگر تو آج ٹوکتا تو میں آج ہی تیرے
مقابلہ کو نکلتا لیکن شاہور شیر دل ساتھ ساتھ نقابدار کے روانہ ہوا ادھر طیمور طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا اور داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا آج تمام آئینہ پرست حیران ہیں کہ کل کیا ہوتا ہی
کہ نقابدار طیمور کو ٹوکیگا اور یہ رکنے والا نہیں ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ عجب طرح کا اضطراب
آئینہ پرستوں میں تھا وہاں شاہور شیر دل جو نقابدار سپید پوش کی تعاقب میں چلا اور دیکھا نقابدار
نے کہ آئے عیار میرے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی دل میں ہنسا اور پلٹ کے آواز دی کہ لو کہاں تک
میرے ساتھ آئیگا جب اُس سرحد پر پہونچا کہ جہاں سے صحرا نظر بند تھا تو پھر اسنے پلٹ کے
دیکھا اب عیار اُسکو نہ دکھائی دیا سمجھا کہ پلٹ گیا ہو گا لیکن اثر تعویذ درویش سے شاہور
شیر دل کو آج برابر نقابدار نظر آرہا تھا یہ نشان سم مرکب پر چلا جاتا تھا جاتے جاتے نقابدار
قریب اک مکان کے پہونچا اور اندر دروازے کے داخل ہوا ساتھ ہی شاہور شیر دل بھی اندر
مکان کے گیا دیکھا کہ چند خادم و خدمتگار موجود ہیں اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہی اور ایک نقابدار
اُسکے پاس کھڑا کہتا ہی کہ بھائی میں ایک سردار کو اور گرفتار کر لایا اب صرف افسر لشکر شیر دل آئینہ پرستان
باقی ہی کل اُس سے بھی مقابلہ ہو کر فرصت ہو جائیگی اس شخص کا نام ملا مقیم ہی اور شاگرد رشید
ہی ملا سرکش بیابانی کا اتنے میں نقابدار سپید پوش نے آکر اہرمن کو بہزاد کو سامنے ملا مقیم
بیابانی کے ڈال دیا ملا مقیم نے دیکھا اور کہا کہ اُس آئینہ پرست نے بڑے بڑے سردار
بیدار کئے تھے خیر لے جاؤ اسے بھی قید کرو لوگ اہرمن کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان کی طرف
لے گئے تب ان دونوں نقابداروں نے نقابیں اپنے اپنے چہرے کی اٹھائیں اور لباس اُتارا
اُنکے بازو پر ایک ایک اک تعویذ بندھا تھا وہ ملا مقیم نے اُتار لیا اور کہا کہ کل آخری مرحلہ ہی

اگرچہ آج ہی اُستاد کا پیام آیا تھا کہ میرے پاس ہو جاؤ مگر گیا نہین اب کل ہی جاؤنگا جب جنگ کا خاتمہ
کرلونگا یہ سنکے ایک شخص نے کہا کہ آپ کو اپنے اُستاد کے خلاف حکم نکرنا چاہیے نہین معلوم اُنھون نے
کس ضرورت سے بلایا ہو یہ باتین شاہور کھڑا سُن رہا تھا علیحدہ جا کر صورت اپنی پیامبر کی ایسی
بنائی اور تعویذ بازو کھول ڈالا کہ سب مجھے بھی دیکھین اور ایک نامہ لکھکر سامنے مقیم بیابانی کے
آیا اور سلام کرکے نامہ دیا ملا مقیم نے سر سے پانوٗن تک دیکھا اور کہا کسکا نامہ لائے ہو جواب دیا
کہ پڑھ لیجیے ملا مقیم نے پڑھا تو ملا سرکش کی طرف سے تحریر تھا کہ مین نے تمکو بلایا تھا تم نہین
آئے کیا اچھا نہ کیا آج ہی شکلو تیمر کو کی نہ کوئی آفت نازل ہوگی لہذا تمھارے تحفظ کے واسطے
بدست حامل رقعہ ایک شیشے کی قلم بھیجی جاتی ہے اسمین دارو ہے شفائی اسکا ایک ایک قطرہ سبکو
پلا دینا اور خود بھی پی لینا ایک دشمن آج شب کو تمھین زہر پلائے گا اگر یہ دارو ہے شفا نہ پیوگے
تو ہلاک ہو جاؤگے یہ مضمون پڑھ کر ملا مقیم نے کہا کہ جلدی وہ قلم شیشے کی لاؤ جو استاد نے
بھیجی ہے شاہور نے کہا کہ مجھے یہ حکم نہین ہے کہ قلم دیدینا بلکہ ایک ایک قطرہ سبکو پلا دینا
جو مقدار ملا صاحب نے تجویز کی ہے اسمین کمی بیشی نہونے پائے ملا مقیم نے جام منگوایا اور صراحیان
شراب کی منگوا کر سامنے رکھ دین کہ لو اپنے ہی ہاتھ سے پلا دو شاہور نے جام شراب سے
لبریز کیا اور جوہر بیہوشی کا ایک قطرہ ملا کر پہلا ہی جام ملا مقیم کو دیا اسنے وہ جام بے اندیشہ
انجام پی لیا اب تو تمام ملازمین ملا مقیم کے جمع ہو گئے شاہور نے ایک ایک جام سب کو پلایا
جس وقت دورہ تمام ہوا اور شاہور نے دیکھا کہ اب اثر بیہوشی کا طاری ہو چلا ہے تو نعرہ
کیا کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم شاہور شیر دل عیار شاہزادہ طیمور
شیر پرور او ملا مقیم دیکھو عیاری اسکا نام اور پہونچنے والے یہ مقام پر پہونچ جاتے ہین تو نے صحرا
کو نظر بند کیا تھا لیکن مین یہان بھی پہونچ ہی گیا بس یہ سنتے ہی ملا مقیم نے کہا ارے پکڑو اس مکار کو
غضب کیا اسنے نہین معلوم ہم لوگون کو کیا شے پلا دی ہے دوڑ پکڑنے کو دوڑے جو چلا ہوا الٹی بیہوشی
نے طمانچہ مارا چھینک آئی دھم سے گرا بیہوش ہوا یہانتک کہ جتنے ملازم ملا مقیم کے تھے سب بیہوش
ہوئے بس شاہور نے صورت اپنی ملا مقیم کی بنائی اور ملا مقیم کو اپنی صورت بنا کے سب
ملازمین کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اسنے بڑا غضب کیا تھا لیکن مجھ سے بچ کے کہان جا سکتا تھا
مین نے اسکو اسیر کیا اب مین اسے لیکر استاد کی خدمت مین جاتا ہون تم سب قیدیون سے
نہایت ہوشیار رہنا یہ کہکر اپنی سواری منگائی اور سوار ہو کر جانب ملا سرکش بیابانی روانہ
ہوا وہان ملا سرکش بیابانی انتظار ہی مین بیٹھا ہوا تھا کہ مین نے ملا بھیجا ملا مقیم آتا ہوگا کہ ایک مرتبہ
سواری ملا مقیم کی پہونچی ملا مقیم نقلی نے ملا سرکش کو سلام کیا اور تیارہ پیش کرکے کہا کہ عیار
بدکردار نہین معلوم کیونکر مجھ تک پہونچ گیا تھا مگر آپکے اقبال سے مین نے گرفتار کیا میری راے مین
اب قیدیون کا رکھنا اچھا نہین ہے اسلیے کہ یا توان لوگون کو کوئی مرشد کامل ملگیا ہے جسکی وجہ سے
انکی رسائی وہانتک ہوئی یا یہ اثر میرے عمل کا باطل ہو گیا ہے بہر صورت جو ہوا برا ہوا اب ہر طرح کا خدشہ
ہے لہذا قیدیون کے قتل سے فرصت کرنا چاہیے کہ بڑے سرکش ہین اگرچہ زور عمل سے نہ زیر
کیے جاتے تو انکا زیر ہونا محال تھا ملا سرکش نے کہا کہ مجکو بھی اپنے علم و عمل سے معلوم ہوا تھا
کہ آج کی رات بہمبر اور تیمپر دونون پر سخت نحس ستارے احتراق مین آ گئے ہوئے ہین اسیری کا تہیہ

بتاتے ہین لہذا ہم اور تم ایک ہی مقام پر رہکر ہوشیاری سے اس رات کو گزارین صبح کو سب قیدیون کو قتل کرڈالینگے ملا مقیم نے کہا کہ نہایت مناسب ہی لیکن آپنے راستہ مسدود کیا ہی یا نہین ملا سرکش نے کہا راستے کے مسدود ہونے سے اطمینان ہوجاتا ہی اور غفلت ہوتی ہی لہذا راستہ مسدود نہ کرنا چاہیے اور ہوشیاری سے رات بسر کرنا چاہیے جو آئیگا اُسی کو اسیر بلا کرینگے ملا مقیم نے کہا کہ جائے استاد خالی اور دل آہین کہا کہ جب شامت آتی ہی تو اُلٹی ہی سوجھتی ہی غرضکہ بستارہ سامنے پڑا رہنے دیا اور دونون ایک جگہ بیٹھکر رات بسر کرنے لگے جب وقت کھانے کا آیا تو ملا سرکش نے خادم سے کھانا طلب کیا جب کھانا سامنے آیا تو یہ دونون کھانا کھانے لگے جسوقت ملا سرکش نے پانی پیا شاہور نے داروے بیہوشی کھانے پر چھڑک دی الحاصل جب ملا سرکش سیر ہوچکا تو اور پانی پیا اب یہ حالت ہی کہ پانی پیے چلا جاتا ہی مگر پیاس نہین بجھتی آخر گھبرا کے اُٹھا اور خادمون پر خفا ہونے لگا کہ آج کھانے مین کیا شے ملادی ہی کہ اسقدر تشنگی بڑھتی ہوتی ہی ملا مقیم سے کہا کہ تمھین تو اسقدر پیاس نہین معلوم ہوتی ملا مقیم نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی یہ غذا اسوقت آپکی طبیعت کے خلاف پڑی ذرا اُٹھ کر ٹہلیے جیسے ہی ملا سرکش بیابانی اپنے مقام سے اُٹھا ہوا لگی چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر دھم سے گرا شاہور نے نعرہ کیا کہ منم مہتر شاہور شیر دل ملازم حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی جب شاہور بستارہ باندھنے لگا تو ملازم ملا سرکش کے قریب آئے اور کہا کہ تو کیسا شاگرد ہی کہ استاد سے بے ادبی کرتا ہی شاہور نے حقۂ آتشبازی مار کر کپڑے اُن لوگون کے جلنے لگے وہ تو بھاگے شاہور بستارہ لیکے چلتا ہوا یہان قریب صبح آکے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور دروازۂ بارگاہ پر ٹہل رہا ہی نہ تو کوئی رفیق ہی نہ مصاحب مرکب ساز و یراق سے آراستہ کھڑا ہی کہ دیکھا طیمور نے کہ اک شخص بستارہ بدوش آتا ہی طیمور غور سے دیکھنے لگا جب شاہور قریب پہونچا بستارہ سامنے ڈال دیا اور طیمور سے کہا کہ اقبال آپکا یاور ہوا کہ مین نے اس ملا کو گرفتار کیا لیجیے یہ سرکش حاضر ہی طیمور نے شاہور کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ بڑا کام کیا تمنے اور کہا کہ اسے پڑا رہنے دو تم جاکر والد ماجد سے اطلاع کرو کہ سردربار اسکا دیوان سمجھنا چاہیے شاہور نے جاکر خورشید زرین کمر سے اطلاع کی خورشید زرین کمر آکے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوے سکندر آئینہ پرست ارمان شاہ لاجورد شاہ یہ سب کے سب آکے بیٹھے اور جو باقی ماندہ سردار تھے وہ بھی جمع ہوے اُسوقت طیمور نے شاہور سے کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو چونکہ شاہور جانتا تھا کہ یہ نیرنج ساز اور عامل ہی شاہور نے پہلے ملا سرکش کی زبان پر لگا دیا بعد اسکے ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کیا اور کوڑا لیکے کھڑا ہوگیا جسوقت ملا سرکش خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے ہوش مین آیا ادھر اُدھر دیکھکر گھبرایا کہ یہ مین کہان ہون آنکھین بند کرلین شاہور نے کہا او ملا یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی ہوشیار ہو اور آنکھین کھولکر دیکھ کہ تو کہان ہی اور کس حال مین ہی اُسی وقت ملا سرکش بیابانی نے آنکھین کھولکر دیکھا اور گردن جھکالی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہا کہ کیون اے ملا سرکش دیکھا تو نے اب کہان ہین وہ لقا اور تیرے جو تیری طرف سے مقابلہ کو آنے تھے کدھر گئی وہ قوت عمل تیری جسکے زور پر تو نے سر اُٹھایا تھا اور کیا کہتا ہی اطاعت کے اسکے بارے مین یہ سنکے ملا سرکش نے اشارے سے قلمدوات طلب کیا شاہور نے قلم دوات سامنے رکھکر ایک ہاتھ سے ہتکڑی نکال لی ملا سرکش نے تحریر کیا کہ بیشک ستارہ اقبال

تیر ابلندی پر ہی کوئی تجھ سے بگڑ کے تیر اکچھ بنا نہین سکتا ہی مجھے اپنے علم سے یہ بات کبھی دریافت ہو چکی تھی کہ تو مجھپر غالب آئیگا لیکن عقل نہین قبول کرتی تھی کہ کس طرح غالب آئیگا اب معلوم ہو گیا لہذا مین بدل تیری اطاعت قبول کرتا ہون یہ سرچہ شاہپور نے طیمور کو دکھایا طیمور نے کہا کہ [illegible] اور لکایہ زبان سے کھینچ لو شاہپور نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے طیمور نے کہا کہ دغا کریگا تو سزا پائے گا زندگی جان سے مار ڈالونگا یہ سنکے شاہپور نے ملا سرکش کو رہا کیا ملا سرکش نے رہا ہوتے ہی طیمور سے کہا کہ بیشک آپ صاحبقران زمان ہین اب اگر مین چاہون تو آگ لگا دون مگر دل ہزار جان دار جسکے دوست ہوگئے آپکے دوست ہوگئے اب مین راستہ سے تعرض نکرونگا اور کسی گوشہ صحرا مین اپنی عمر بسر کرونگا اور اپنے فرزند کو مین نے آپکی غلامی مین دیا طیمور نے کہا کہ اے ملا سرکش تمھارا کیا مذہب ہی ملا سرکش نے جواب دیا کہ مین اس وقت تک لامذہب ہون مجھے سوا دین خدا پرستی کے کل مذاہب کی تحقیق ہی مگر مین نے تو کسی مذہب کو ٹھیک نہ پایا نہ میری عقل نے قبول کیا اور دین خدا پرستی سے اچھی طرح واقفیت نہین ہی طیمور نے کہا آج سے مین نے یہی طریقہ اختیار کیا مذہب آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہی جس آئینہ کو خداوند سمجھتے تھے وہ اندھا ہو گیا اور مین نے غصہ مین آکر اُسے توڑ ڈالا یہ کیسے خداوند تھے کہ بندے کے توڑنے سے چور ہو گئے الغرض اب شاہپور نے اپنی عیاری کا حال بیان کیا اور ملا مقیم کو ہوشیار کیا اسنے بھی مثل اپنے اُستاد کے اطاعت اختیار کی اور جاکر تمام اسیرون کو رہا کر کے لے آیا طیمور نے جشن خوشی کیا اور دلوانے کو داروغہ بارگاہ مقرر فرمایا اور آگے روانہ ہوا —

چند کلمے داستان شہر کیوانیہ و شہر حسن آباد کے و ذکر عشق شاہزادہ

طیمور شیر سرور و باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

ہم سمجھے تھے یہ حجت ہی ٹھہرتا ہی نہین ہی
حد سے مگر اپنے یہ گذرتا ہی نہین ہی
بیچین ہی ایسا کہ ٹھہرتا ہی نہین ہی
دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہی
کمبخت اُبھارے سے اُبھرتا ہی نہین ہی

کیا جانیے والا کوئی مرتا ہی نہین ہی
کیا زلف مین شانہ کوئی کرتا ہی نہین ہی
دل رنج و الم سے کبھی بھرتا ہی نہین ہی
کیا غمزہ معشوق سنورتا ہی نہین ہی
عاشق کا کبھی شوق اُترتا ہی نہین ہی

ہم دیکھتے ہین روز تمھارا یہی لطف
خالص اسپہ محبت کی نظر یہ نہین زیبا
ہی درد تمھارا ہمین حیران بناتا
جب آئینہ تم دیکھکے غیر کو دیکھا
بیمار اور کوئی کیا تسکین کرتا ہی نہین ہی

کچھ ذہن مین یہ بات سماتی نہین یارب
جان انکی وہ پتھر ہی کہ جاتی نہین یارب
موت انکو کبھی شکل دکھاتی نہین یارب
کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب
مرتا ہی جو انپر کبھی مرتا ہی نہین ہی

اچھا نہین ہوتا کسی مرہم سے یہ گھایل
اس بات کا دیتا ہی پتا عاشقون کا دل
بستر پہ تڑپتا ہی پڑا صورت بسمل
بھرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل

اُس زخم کو دیکھا ہی کہ بھرتا ہی نہین ہی

سونے مین جو یہ چاند سی صورت نظر آئی
بیچین مین رہتا ہون نہین دھیان اُٹھتی کبھی
تڑپا کیا تا صبح یہ نیند اُڑ گئی میری
ہم خواب مین لے آئے ہین اک شخص سے چھپکا
اسکا تو خیال اُنکو گذرتا ہی نہین ہی

مشتاق شہادت کے ہین بے خوف ہر سر و
اُسکی تو تمنا ہی کہ سینے پہ ہو زانو
دھمکاتے ہو دکھلا کے غضب خنجر ابرو
کیا اُسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو
ڈرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہی

عشاق نے چاہا ہی مگر عوض خون
دے شاید انہین داور محشر عوض خون
ہوتا نہین ایسون سے میسر عوض خون
لیتا ہی کوئی دیکھین تو کیونکر عوض خون
قاتل ہی جو اتنا وہ مکرتا ہی نہین ہی

بیہودہ کہین سنتے تو ایسے نہین دیکھے
قربان حسینون کے لبس ہین اُلٹی سمجھ کے
دریافت کیا تھا یہ نہین پر طعن وہ سمجھے
پوچھا کہ کہان جاتے ہو مہمان تو بولے
کیا گھر مین کوئی رہکے ٹھہرتا ہی نہین ہی

کیا اُنہین ہوئے تو زیبا کو ہو کچھ دخل
یا شوق دل عاشق شیدا کو ہو کچھ دخل
یا اور کسی قالب کے ایذا کو ہو کچھ دخل
جبتک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھ دخل
یہ یاد رہے سینہ اُبھرتا ہی نہین ہی

معشوق جو ہوتے ہین یہی کام ہی اُنکا
اچھا ہی جو لب پر رہے نفرت ہی کا کلما
منہ پھیر لیا چاہنے والے کو جو دیکھا
بنتے رہو پھر دیکھ کے عاشق کو یہ کہنا
کیا جان غضب مین ہی کہ مرتا ہی نہین ہی

بوسے کا سوال ایسی یہ تقصیر نہین تھی
بل پڑ گیا ابرو مین نگہ ہو گئی ترچھی
اس بات کے سنتے ہی خفا ہو گیا کوئی
اتنا جو کہا جوم لون منہ چڑھ گئی تیوری
غصہ مرے بات کا اُترتا ہی نہین ہی

مانا کہ وہی ہین ستم و ظلم کے بانی
ایذا اُٹھی وہ قسمت ہی مین ای یاس جو گذری
لکھی تھی جو کچھ ہجر مین تکلیف اُٹھائی
کیون منفعل جور شب وصل ہو کوئی
اچھہ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہی

ع بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ پیش ہمہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر کا لشکر جامد ہمہ دائی دیوانہ آگے روانہ ہوا اور نہنگ بن طوفان دریا موج سپہ سالار بنا ہوا تمام فوج کو لیے چلا جاتا ہی جسوقت برہوت رعد آوار موجود نہین ہوتا ہی اُس وقت یہی عہدہ سپہ سالاری پاتا ہی اور شاہزادہ طیمور چند رفقا سے سیر کرتا شکار کھیلتا چلا آتا ہی آتے آتے راستے مین داہنی جانب اک عمارت نظر آئی اور آثار شہر کے ایسے معلوم ہوے طیمور نے ہرکارون سے حکم دیا کہ جاؤ اور حالات اس مقام کے دریافت کرو کہ یہ کسکا ملک ہی اور بادشاہ یہان کون ہی ہنوز ہرکارے روانہ ہونے پائے تھے کہ وہ ہرکارے جو پہلے روانہ ہوئے تھے دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ ای صاحبقران آئینہ پرستان ہم پہلے ہی سے بہاے دریافت حال

روانہ ہو گئے تھے یہ عجب مقام ہے کہ عقل حیران ہے شہر نہایت عمدہ ہے عمارتیں پختہ بنی ہوئی ہیں لیکن رہنے والا کوئی نہیں دکھائی دیتا چند استخوان جابجا پڑے ہوئے ہیں ساز و سامان ہر مکان میں موجود ہے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر بہادر نے سبکو جمع کیا اور فرمایا کہ مین اس شہر میں جاکر دریافت کرنا چاہتا ہون کہ کون ایسی بلا آئی ہے جسنے اس شہر کو ویران کر دیا لاجورد شاہ اور زمان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ آپ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو زبردستی عذاب میں مبتلا کیجیے بہت سی بستیاں ویران ہوئی ہیں اور بہت سے ویرانے بس جاتے ہیں دنیا کے انقلاب اسی طرح رنگ بدلا کرتے ہیں لیکن شاہزادہ طیمور نے کسی کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی اور حامد ہمدانی دیوانے سے حکم دیا کہ اس شہر کی طرف پیش خیمہ چلے یہ دیوانہ پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا اور عقب میں دیوانے کے کل فوج ظفر موج چلی اور خود شاہزادہ طیمور شیر بہادر چند رفقا اور اپنے عیار شاہور شیر دل کو لیکر دوسرے راستے سے اس عمارت عالی شان کی طرف متوجہ ہوا چونکہ یہ راستہ قریب کا تھا شاہزادہ پہلے پہونچ گیا اور شہر کی سیر میں مصروف ہوا کہنے کو شہر تھا مگر عجب عبرت خیز مقام تھا جس مکان کو دیکھیے جالے لگے گھونسلے گنجشک کے بنے ہوئے اسباب جابجا پھیلا ہوا شاہزادہ دل میں کہتا تھا کہ اگر غنیم آیا ہوتا تو رعایا کے قتل سے فائدہ نہ تھا بادشاہ جو ملک گیری کرتے ہیں تو حکومت کے واسطے کرتے ہیں رعایا کو نہیں قتل کرتے ہیں اور جو پرائے گھر میں دخیل ہوگا وہ دولت کو چھوڑے گا اب طیمور ایوان شاہی میں آیا دیکھا کہ ایوان اسی طرح آراستہ ہے تمام آرایش کا سامان لگا ہوا ہے فرش بچھا ہوا ہے لیکن ہر چیز گرد آلودہ ہے بعض مقام پر جغد نے مسکن کیا ہے طیمور ان حالتوں پر عبرت کرتا ہوا اور طرف چلا یہانتک کہ شہر کے مکانات کو دیکھتا ہوا کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ اک سنہری گنبد بنا ہوا ہے اسمیں بھی سامان شاہانہ ہے طیمور نے اس جگہ کو نہایت پسند کیا اور گنبد کی صفائی و درستی کا حکم دیکر خورشید زرین کمر سے کہلا بھیجا کہ آپ صحرا کی طرف فوج اتار کر ہوشیاری سے رات بسر کیجیے اور مین دریا کی نگہبانی مین مصروف ہون اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو پہلے مجھ سے سامنا ہوگا اور اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو آپ کے ساتھ اتنی بڑی فوج اور کیسے کیسے سردار ہین یہ سمجھ لینگے الغرض خورشید زرین کمر نے تو لشکر اپنا اس طرف اتارا اور شاہزادہ طیمور آکر گنبد طلائی مین مقیم ہوا سب سامان آسایش و آرایش تو یہاں موجود ہی تھا صرف صفائی کی ضرورت تھی ملازمین نے صاف کر کے ہر چیز پھر قرینے سے لگا دی اور شاہزادہ گنبد مین جلوہ افروز ہوا اور سیر دریا مین مصروف ہوا انہنگ بن طوفان دریا موج اور اہرمن کوہشکن اور شام تک تو شاہزادہ پاس حاضر رہے شام کو شاہزادے نے ان لوگون کو رخصت کر دیا کہ تم لوگ جا کر لشکر مین رہو یہ لوگ جانب لشکر روانہ ہوئے اور یہان شاہزادہ طیمور شیر بہادر نے شاہور شیر دل سے فرمایا کہ بھئی کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ رات آسایش سے گذرے کیونکہ جاگ کر رات بسر کرتا ہے شاہور نے تین جال ڈگنین حاضر کین طیمور اس تجویز پر نہایت خوش ہوا کہ واقع مین اب رات بہت اچھی طرح گذریگی ڈگنین دریا مین پھینک کر ڈوریان چرخی پر چڑھا دین اور شکار ہونے لگا ادھر شاہور نے کباب لگانے کا سامان فراہم کیا اور کشتی شراب کی سامنے طیمور کے رکھی طیمور شکار ماہی مین مصروف ہے جو ماہی صید ہوتا ہے شاہور اسکے کباب لگاتا ہے پھر آخر یہ شغل بھی کہانتک

طیمور شیر دل نے پور بارہ بجنے کے گھڑی گن گن کھینچ لین اور شاہور سے کہا کہ ابتو اس شغل سے جی گھبرا گیا
اب کوئی اور شغل ہو شاہور نے کہا کہ بہت خوب کشتی شراب و کباب کے سامنے رہنے دی اور بکھیڑا
اٹھا دیا اور قصد کیا کہ بانسری بجا کر انکا دل بہلاوے کہ یکایک سامنے سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی
اور دیکھا کہ چاندنی اسی طرف گویا برائے استقبال بڑھ رہی ہے طیمور نے شاہور سے کہا کہ تو بھی
وہ بلا جسنے شہر کو ویران کیا ہے اسی راہ دریا سے آتی ہے ابھی بانسری کو موقوف رکھو اور ہمارے
ہتھیار اسکے یہان رکھدو شاہور نے جلدی سے پہلے تو تیر کمان حاضر کی اور بعد اسکے سپر و شمشیر
نیزہ گرز وغیرہ سب چیزین فراہم کر دین اگرچہ شب ماہ تھی ضرورت روشنی کی نہ تھی لیکن پھر بھی
ایک آدھ شمع کافوری جل رہی تھی اور طیمور شیر دل کی نگاہ دریا سے لڑی ہوئی تھی کہ دیکھا سامنے
سے ایک طاؤس سینہ تانے ہوئے چلا آتا ہے طیمور نے تیر کمان مین جوڑا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ جب
یہ طاؤس قریب آئیگا اس وقت دیکھا جائے گا طاؤس ایسی چیز نہیں ہے جو ملکون کو تباہ کر دے اور آدمیونکو
کھائے جب وہ طاؤس قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ مورپنکھی ہے اور کچھ آواز ساز بھی محسوس ہوئی شاہور
نے کہا لیجئے بلا گاتی بجاتی آتی ہے واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ مورپنکھی شہر حسن آباد سے بہتی ہوئی چلی
آتی ہے اسپر ملکہ حسینہ پری جمال سوار ہے سارا ملکہ کے ہاتھون مین ہے اور وزیرزادی بادبان چھیڑ لی جاتی ہے
دو کنول برداریان آس روشنی مین حسن و جمال ملکہ کا ایسا تابان ہے کہ ایک چاند آسمان پر ہے ایک چاند زمین
پر جواب کر رہی تھی آ کر سر کو ٹکرا رہے ہین اور موجین بھی سر ٹپک رہی ہین نظر جو شاہزادہ طیمور کی ملکہ پر
پڑی تو ابھی تک یہ لذت عشق سے کاہے کو آگاہ تھا ملکہ انتہا کی حسین تھی سن طیمور کا اب اٹھارہ برس
کا تھا اب ملکہ بھی بارہ تیرہ برس کی حد مین تھی اگرچہ اس وقت تک کسی عورت کو نظر شہوت سے نہین دیکھا تھا
بہت دنون قاف مین رہا صاحبقران تمام اسکی نیک نیتی کی تعریف کرتے تھے اور زمانے سے طیمور
باوجود جوانی رعنا ہونے کے کسی پری کی طرف ملتفت نہین ہوتا اور پریان اسکو گھیرے رہتی ہین لیکن اب
آپ آئینہ پری تو ایک ہو چکی ہے اسکے ساتھ خود بینی بھی نذارد ہو گئی ہے اب نگاہین دوسرون کو دیکھنے لگی
ہین طیمور ملکہ کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گیا اور کہا اے شاہور ہشیو بتلاؤ یہ بلا ہے معلوم ہوا کہ تمام
شہر اسی کی محبت مین ہلاک ہوا ہے اور یہ ہنگامہ انھین کشتگان حسرت کے معلوم ہوتے ہین جو اس آفت
ہوش ربا کے مارے ہوے ہین پہلے عشق کے افسانے سن سنکر ہنستا تھا کہ یہ لوگ خوبصورت عورت
کو دیکھکر اسقدر بے اختیار کیون ہو جاتے ہین بقول شاعر ؎ اب ہے ان باتون پہ رغبت
پہلے نفرت جن سے تھی + عشق ہوتے ہی خدا جانے تجھے کیا ہو گیا + اتنے مین کشتی بہتی ہوئی گلشن کے مقابل پہونچی
اور نظر شاہزادی کی بھی چہرۂ طیمور پر پڑی بس اسنے وہین سے کشتی پلٹانے کا قصد کیا ہی تھا کہ طیمور
نے آواز دی کہ اے آفت جان عاشقان تو جسے مانتی ہو اور اپنا خالق جانتی ہو تجھے اسی کی قسم ہے کہ ذرا ٹھہر جا
ناز نین ٹھٹکی کہ کر ... ہم صحرا مین لوٹتے لوٹتے اب دریا مین بھی لوٹنے کا قصد کیا ہے اب وہ
ملکہ کی چھیڑ چھاڑ موقوف ہو گئی اور باتون کی چھیڑ ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ ملکہ دیکھئے تو یہ کیا کوئی
پریزاد ہے یا انسان ہے اور اس طرح منت کر رہا ہے دل تو یہی کہتا ہے کہ اسکی خاطر شکنی نہ کیجیے لیکن
عقل کا مقتضا نہین ہے ملکہ نے کہا تو بڑی دیدہ دلیل ہے کہ تو نے غور کر کے دیکھ بھی لیا اسکے گھنے سے
اب شاہزادی کی نظر پڑی ادھر طیمور برابر یہین دیر ہا کہ خیر حسن کشتی کو روکے لیے ہے اپنی
جگہ سے ہٹنے نہین دیتی ہے شاہور نے اتنے عرصہ مین یہ ہوشیاری کی کہ جلدی جلدی دو تین ڈونگین

اس طرح پھینکین کہ کشتی اُنمین اُلجھ گئی آخر مین ملکہ نے اتنا کہا کہ ای شخص اگر تیری یہی خوشی ہی تو خیر ہم پھر آوینگے آج پہلے دن غیر شخص سے اسقدر بے تکلف نہین ہوسکتے کہ اُسکی صحبت مین بے محابہ بیٹھین اُسوقت طیمور نے کہا کہ اگر یون نہ آؤ گی تو ہم تمھین زبردستی بلا لینگے ملکہ ہنسی اور کہا کہ میری کشتی نہایت تیز رفتار ہی یہ کہکر ماہیگیرون سے اشارہ کیا کہ کشتی کو ہٹا دو ماہیگیرون نے ہاتھ لگانا شروع کیے لیکن کشتی پیچھے ہٹنے کے عوض ساحل کی طرف بڑھنے لگی ملکہ نے غصہ کیا کہ حرامزادیو ہم کیا کہتے ہین تم کیا کرتی ہو ماہیگیرون نے اور زور زور سے چپیان ماریں ادھر شاہور نے ڈگنون کو کھینچنا شروع کیا دو چار ہاتھ اور کھینچ لیا طیمور ہنس رہا ہی اور کہرہا ہی کہ ملکہ یہ بہرحی اچھی نہین شاہور نے کہا ای شہریار بہرحی کیسی زبان سے انکار ہی مگر دل سے اقرار ہی ظاہر مین کشتی پیچھے ہٹانے کا حکم دیتی ہین اور چپکے سے کہتی ہین کہ ساحل پر لگا دو ورنہ مجال ہی ماہیگیرون کی کہ خلاف حکم کرین ملکہ ان باتون پر شرمائی جاتی ہی ماہیگیرون پر خفا ہوتی ہی اتنے مین وزیرزادی کی نظر ڈگنون کی ڈوریون پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے یہ کشتی کس جال مین پھنسی ہی آپ ماہیگیرون پر بیکار خفا ہوتی ہین یہ ان مردود ان کا جال معلوم ہوتا ہی ملکہ دیکھکے مسکرائی بس ادھر تو ملکہ مسکرائی شاہور نے دل مین سمجھ لیا کہ بازی مار تا ہی جلدی جلدی ڈوریان کھینچ کے کشتی ساحل سے ملا دی طیمور گنبد سے اُترکے خود قریب کشتی کے آیا اور کہا کہ ای آفت جان تجھ سے قسم لے لے کہین کوئی امر تیرے خلاف مرضی نکرونگا لیکن تجھے قسم ہی اپنے دین و ایمان کی کہ دم بھر کے واسطے چلیے جو لطف ستار نوازی کشتی پر تھا وہ کچھ دیر یہان بھی رہے اسکے بعد چلی جانا دل آرام وزیرزادی نے کہا کہ اگر ملکہ یون نہ چلینگی تو یقین ہی کہ تم یہ جبر لیجاؤ گے جس طرح کشتی کو جال مین پھنسایا اُسی طرح ہمین بھی پھندے مین پھانسو گے ارنے مچھلیون کا شکار کرتے کرتے عورتون کا شکار کھیلنے لگے طیمور نے ہزارون قسمین کھائین کہ یہ شرارت بھی میرے بھائی کی تھی کہ اُسنے ڈگنون مین کشتی کو اُلجھا لیا اگر تمھارے خلاف ہی تو لو مین کشتی کو چھڑائے دیتا ہون تم چلی جاؤ ملکہ نے دیکھا کہ یہ شخص راست باز معلوم ہوتا ہی چپکے سے کشتی سے اُتر آئی وزیرزادی کو بھی اُترنا پڑا شاہور نے جلدی سے ستار آپ اُٹھا لیا اور دُگی وزیرزادی کے ہاتھ مین دی اور یہ چارون گنبد مین آکر جلوہ افروز ہوے شاہور نے کشتیان شراب و کباب کی حاضر کین طیمور نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کے ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ جام لیتی ہوئی شرمائی طیمور نے اصرار کیا اور قسمین دین کہ اگر اتنی خاطر ہماری منظور کی ہی کہ تم وہان سے یہانتک آئی ہو تو دعوت بھی قبول کرو ملکہ نے جام لیکر پی لیا یہ عادی کم ہی اور شراب نہایت عمدہ تھی جام پیتے ہی آنکھین سرخ ہوگئین دل آرام نے کہا ای شہریار ملکہ کو عادت بہت کم ہی اب نہ دیجیے گا ورنہ طبیعت بدمزہ ہو جائیگی طیمور نے پلیٹ گزک کی سامنے بڑھا دی ادھر طیمور نے ایک دو جام پیے شاہور نے جام بھر کے وزیرزادی کو دیا وزیرزادی بگڑنے لگی شاہور کی طبیعت جسکی طرف میلان کیے ہوے تھی یہ بھی تو عیار ہی بناوٹ کا انکار سمجھ گیا اور بہت اصرار کیا جب دل آرام نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا شاہور نے جام اپنے منھ سے لگا لیا اور آدھا جام پی کر دل آرام کو دکھایا دل آرام نے غصہ سے ہاتھ مارا کہ جام گرکے ٹوٹ گیا ملکہ اور طیمور اس چھیڑ چھاڑ پر ہنس رہے تھے شاہزادہ طیمور نے کہا ای دل آرام بے تکلفی مین عجب لطف ہی اپنے ہاتھ سے جام بھر کے پیو یا مین پلا دون دل آرام نے کہا حضور ماتک مین مین آپ سے لیتی ہون یہ کہکر

اسنے جام کشتی مین رکھا اور صراحی سے لبریز کیا صراحی نے انجام پر قہقہہ مارا جام لبریز ہوتے ہی جبتک دل آرام
صراحی رکھکر جام اٹھائے اٹھائے شاہپور یہ جام بھی اٹھا کے پی گیا ملکہ بلیاختہ اس حرکت پر ہنس پڑی
وزیرزادی نے جھلا کر صراحی شاہپور پر کھینچ ماری شاہپور نے صراحی ہاتھ سے روک کر جام دل آرام
کے سامنے رکھ کر لبریز کیا اور کہا کہ لے اب ہو دل آرام نے کہا تو ہی پی تو بلا نوش معلوم ہوتا
ہے مجھے نہ پینے دیگا ادھر شاہزادے نے اصرار کیا دل آرام بھی ایکہی چلتی ہوئی ہے اسنے
جام اٹھا لیا اور شاہپور کے منہ کے پاس لائی اور کہا کہ تم ہمارے ہاتھ سے پی لو تو پھر ہم بھی پئین
شاہپور اسے ستا چکا تھا اب راضی کرنے کے لیے خاطراً منہ آگے بڑھا دیا دل آرام نے دوسرے
ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو جھٹکی دی کہ شراب اچھل کے منہ پر شاہپور کے پڑی یہ رومال سے منہ
پوچھنے لگا دل آرام جام پی گئی سب ہنسنے لگے شاہپور نے کہا کہ لطف میخواری یہی ہے کہ ہشیاری
کے وقت ہوشیاری کی باتین رہین اور نشہ کے وقت بیخودی کی حرکتین ہون غرضکہ جب جام
چل چکا تو شاہزادہ طیمور نے ملکہ سے ہنسکے ارشاد فرمایا کہ کیا مزے سے تم ستار چھیڑ رہی تھین ملکہ
کو نشہ تو ہو ہی چکا تھا بے تکلف ہوگئی اور کہا کہ سنوگے طیمور نے کہا کہ جی تو چاہتا ہے شاہزادی نے
ستار اٹھایا اور وزیرزادی نے بایان چھیڑنا شروع کیا ملکہ ستار بجانے لگی دو راگ گیتین اس
خوبی سے بجائین کہ طیمور نہایت خوش ہوا بعد اسکے ملکہ نے ستار ہاتھ سے رکھ دیا اور دل آرام
سے کہا کہ اب مین بایان چھیڑتی ہون تو کچھ گلے سے کہہ دل آرام نے یہ غزل شروع کی غزل

جو کچھ ابھی یار گذر گئی کہین کیا جو یار گذر گئی
نہ ہوے فراق کے کچھ گلے نہ حجاب سے وہ گلے ملے
ہوئی شمع بزم مین کیا خجل وہ گل آکے بیٹھا جو متصل
ہوا زاہد اب یار رقیب ہے یہ اذان کے دینے کا ہے سبب
بڑی سختیان تھین فراق کی پہ اجل نے خوب سنی مری
جو کسی کی مجھ سے نظر پھری تو گیا نگاہ کا نور بھی
کبھی حال قیس یہ تھا عجب کبھی کوہکن پہ ہوا تعب
نہین اسمین نام کو بھی وفا مین تڑپ تڑپ کے گذر گیا
تری اس طرف جو نظر اٹھی مجھے اپنی جان ہی کی پڑی
وہ جو میرے پاس سے اٹھ گیا مرے ہوش ہی نہ رہے بجا
تری یاد کا جو ہوا گذر نہ اسے کسی کی رہی خبر

غرض ای نگار گذر گئی شب انتظار گذر گئی
رہے دل کے دل ہی مین وصلے شب وصل یار گذر گئی
یہ پکارا سینے مین داغ دل کہ مری بہار گذر گئی
یہی غل ہی صبح کو ہنسے جب شب وصل یار گذر گئی
یہی نا کہ جان نکل گئی وہ بس ایکبار گذر گئی
جو بصارت آنکھ مین تھی مری شب انتظار گذر گئی
مری روح تجھ سے ہوکے جب سوے کوہسار گذر گئی
یہ نہ پوچھا مجھ سے کہ تجھ پہ کیا ارے جانثار گذر گئی
یہ ادا تھی برچھی نگاہ کے کہ جگر کے پار گذر گئی
یہ بتا دے تجھ سے کہ تجھ پہ کیا دل بیقرار گذر گئی
وہ بیان کیا کرے پاس پر جو کچھ ابھی یار گذر گئی

کچھ اس مزے سے دل آرام اس غزل کو گائی کہ طیمور نے بہت تعریف کی اور ملکہ کی طرف خطاب
کر کے فرمایا کہ ہمارے بھائی کا گانا بھی سنوگی ملکہ نے گھبرا کر دیکھا کہ بھائی کون طیمور نے شاہپور
کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بھائی ہمارے یہ ہین ملکہ نے کہا مین تو سمجھی اب اور کسیکو بھی یہان
بلاؤ گے طیمور نے کہا کہ ملکہ تمکو اپنی عزت کا بہت پاس ہے ہمین نہین ہے اور شاہپور سے فرمایا
کہ اب تم اپنا بھی گانا سناؤ شاہپور سامنے آ بیٹھا اور گانا شروع کیا اور نہایت لہجہ سے یہ غزل گائی

وہی دل مین تری تمنا کا سمان ہے کہ جو تھا
قدردانون کو وہی لطف زبان ہے کہ جو تھا

پھر گلشن سے وہی پھر خفقان ہے کہ جو تھا
پھر وہی جوش جنون پھر وہی حسرت ہے ہمین

یاد کرتے ہین اسیطرح مرے سب احباب
پھر وہی انکو ہمارے خفقان ہے کہ جو تھا

پھر نشانہ مرا دل تیر نگہ کا ہوگا
مجھکو سودا یہ اسی طرح گرا ہی کہ جو تھا
کیون دلا آگے بھی یونہین ہوتی تھی کیا بیکل
کعبۂ دل کو وہی شوق بتان ہی کہ جو تھا
وہی ہونٹون کو مزا بوسونکا یاد آتا ہی
اشتیاق آنیکا انکے وہ گمان ہی کہ جو تھا

خم ابروے صنم شکل کمان ہی کہ جو تھا
فاش پردہ نہوا غیرت یوسف کا مرے
یار اسی طرح ترا مرتبہ دان ہی کہ جو تھا
انتظار آنے کا انکے مجھے ابتک ہی ہی
وصل کا تیری اسی طرح سمان ہی کہ جو تھا
پہلے تو مرتے تھے اب نام بھی لیتے نہین تم

عشق کو مول نہ لونگا نہ لیا ہی مین نے
حسن یوسف وہی رسواے جہان ہی کہ جو تھا
کافر عشق اسی طرح مجھے کہتے ہین سب
دل اسی طرح سے سوداے نگران ہی کہ جو تھا
آدھی رات آگئی وہ دل کی تڑپ ہی یونہین
یاس کیون عشق تمھارا وہ گمان ہی کہ جو تھا

اسکے بعد شاہ ہور نے اور بہت سی چیزین گائین سمان باندھ دیا دل آرام بھی محو ہو گئی اور ملکہ نے تو بے انتہا تعریف کی اب جو ذرا ہوا سے سرد چلی اور وہ کیفیت برطرف ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب مین جاتی ہون بہت عرصہ ہو گیا خدا کرے مین کسی طرح قبل صبح پہنچ جاؤن ورنہ خوف رسوائی ہی طیمور نے کہا کہ اب مین تمھین روک تو سکتا نہین مگر اے ملکہ اپنا پتا تو بتائے جاؤ اور وعدہ تو کرتی جاؤ کہ اب کب ملاقات ہوگی ملکہ نے کہا کہ پتا بتانے سے تو کچھ فائدہ نہین ہی مین ننگ خاندان اپنے خاندان کا نام کیون بدنام کرون لیکن وعدہ کرتی ہون کہ کل پھر آؤنگی اور اگر کل کسی وجہ سے نہ آسکی تو پرسون ضرور آؤنگی اسلیے کہ مجھے اجازت مشکل سے ملتی ہی طیمور نے کہا اے ملکہ پتہ ضرور بتاؤ شاید تم نہ آسکین تو مین تم تک پہونچونگا ملکہ نے دانتون مین انگلی دبائی اور کہا کہ ہرگز ایسا قصد نکرنا وہان آؤگے تو بہت پچھتاؤگے یہ جو کبھی کبھی کی ملاقات کا سلسلہ ہی یہ بھی تشریف لے جائیگا پھر بند ابدی ہو جائیگی تمکو اپنی جان بچانا دشوار ہو جائیگی میرا باپ چونکہ بہادر و دست ہی اور بھائی میرا پہلوان تہمتن ہی بڑے بڑے سرکش جمع ہین تم اپنی اس فوج پر گھمنڈ نکرنا میرے باپ کے یہان کا ایک ایک پہلوان لشکر شکن ہی طیمور نے کہا آخر مین نام تو سنون اس وقت ملکہ نے کہ کیا تمنے شہر حسن آباد کا نام نہ سنا ہوگا حسین کج کلاہ میرے باپ کا نام ہی اور معین کج کلاہ بھائی میرا ہی چار لاکھ جوانون کا لشکر ہی اور پچاس سرداران زبردست رستم وقت ہین اور یونہتو بیسیون سردار ہین تم ہرگز ادھر آنے کا قصد نکرنا طیمور سنکے خاموش ہو رہا ملکہ رخصت ہوکے کشتی پر سوار ہوئی اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی طیمور نے شاہ ہور سے کہا کہ ہم تو بڑی بلا مین پھنسے اے شاہ ہور اگر کل یہ نہ آئی تو مین اپنی جان دونگا شاہ ہور نے کہا واہ واہ کیا خوب ابھی سے آپکی یہ حالت ہی تو آگے بڑھ کے کیا ہوگا یہ وہی مثل ہی کہ ع ابتداے عشق مین رونا ہی کیا ۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا دل لگانا آسان ہی آپکا معشوق تو آپ پر مہربان ہی کہ پھر آنے کا وعدہ کر گیا ہی ورنہ بسا بحال انکے جنکو دیدار ہی نصیب نہین طیمور نے کہا اے شاہ ہور کیا معلوم کہ وہ آنے پاتی ہے اور اگر آئیگی بھی تو وہی شب کو بارہ بجے تک اب یہ اتنا زمانہ انتظار کس طرح بسر ہو شاہ ہور نے اک کتاب عشق کی نکالکر دی کہ اسکو پڑھیے اور دل بہلائیے طیمور نے اس کتاب کو دیکھنا شروع کیا شام تک وہ کتاب تمام ہوئی اب وہ وقت آیا کہ پھر طیمور کی نگاہین سطح آب سے لڑین موجون کو دیکھکر بیقراری افزون ہوئی بھنور کے نظارہ سے دل ڈوبنے لگا حبابون کو چشم انتظار دیکھے جو دیکھا تو رشک پیدا ہوا جو جو رات بڑھتی تھی طیمور کی امید بڑھتی جاتی تھی جب آدھی رات گذر گئی اور کوئی علامت پیدا ہوئی تو طیمور کی الجھن بڑھی بجرے سے اتر کر ساحل پر ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا اسی حالت مین صبح ہو گئی ع فرقت کی رات کا بھی دشوار صبح کرنا ۔ کچھ تارے گن کے کاٹی کچھ کاٹ دی ٹہل کے ۔ اتبو طیمور کی الجھن اور بڑھ گئی شاہ ہور

کو بھی اپنی معشوقہ کا خیال بےچین کیے ہوے ہے لیکن اسکی وہ حالت نہین ہے جو طیمور کی ہے اب شاہور نے زبانی اک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ طیمور کا دل لگ گیا جبتک شاہور بیان کرتا رہا اُس وقت تک تو شغل بیکاری تین جی بہلا رہا جب قصہ تمام ہوا پھر وہی حالت ہوگئی اسی طرح تڑپ تڑپ کے کئی راتین گذارین مگر نہ ملکہ آئی اور نہ کوئی خبر معلوم ہوئی کوئی پانچوان روز تھا کہ طیمور نے شاہور سے کہا کہ اے برادر نہین معلوم اُس آفت جان پر کیا گذری کہ وہ نہین آئی اب تو ہم آپ اُسکی تلاش مین جائینگے شاہور نے کہ آپکو اختیار ہے مین ہمرہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے اُسیوقت مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر ایک جانب روانہ ہوا شاہور بھی مرکب پر سوار ساتھ تھا کہ اکمرتبہ بالاے کوہ کچھ آبادی نظر آئی طیمور اُسی طرف متوجہ ہوا اُدھر اُن لوگون نے جو دیکھا کہ دو سوار چلے آتے ہین کچھ لوگ کوہ سے اُترکے آے اور کہا کہ آپ دونون صاحب کہان سے آتے ہین اور کسطرف جانیکا ارادہ ہے طیمور نے کہا کہ ہم اک شہر مین اُترے ہوے ہین اور اب تلاش مین شہر حسن آباد کے چلے ہین اُن لوگون نے کہا کہ کیا آپ کے ساتھ قافلہ ہے طیمور نے کہا کہ لئی لاکھ کا لشکر میرا شہر ویران مین ہے الغرض دریافت حال اُترا ہوا ہے کہ اس شہر کو کسنے میدان کیا باشندگان شہر کیا ہوے سب مر گئے یا کچھ زندہ بھی ہین یہ سنکے اُن لوگون نے کہا اے شہریار آپ اپنے ملک کو تشریف لیجائیے اور جلد اس شہر کو خالی کر دیجیے ہم لوگ اُسی شہر کے باشندے ہین ایک لاکھ کی آبادی مین بارہ ہزار آدمی بچے جنھون نے شہر سے بارہ کوس کے فاصلے پر آکے قیام کیا تو جانین بچین باقی سب جان بحق تسلیم ہوے طیمور نے کہا یہ سب کیونکر مرے مفصل حالات بیان کرو اُن لوگون نے کہا کہ بالاے کوہ تشریف لے چلیے تو بیان کرین طیمور مع شاہور کوہ پر آئے یہان تمام ساکنان کوہ جمع ہوے جو لوگ اُنکو کوہ پر لیگئے تھے اُنھون نے سبکو باخبر کیا کہ یہ شہریار طیمور شیر دور ہے اور شہر کے حالات دریافت کرنا چاہتا ہے انمین جو لوگ سن رسیدہ تھے وہ آ کے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار شہر نہایت آباد تھا نام اس شہر کا شہر کیوانیہ تھا کیوان انجم سپاہ یہان کا فرمانروا نہایت جری وبہادر تھا اُسکے عہد حکومت مین رعایا نہایت شاد تھی کہ اک مرتبہ ایک اژدہا خدا جانے کہان سے آگیا اور اُسنے قصبے اور قریے صاف کرنا شروع کر دیے بادشاہ کو یہ سنکر نہایت ملال ہوا اور فوج کو ہمراہ لیکر اژدہے کے کشتہ کرنے کو چل کھڑا ہوا تھوڑی دور شہر سے نکلا تھا کہ اژدہا مثل کوہ کے نمودار ہوا بادشاہ بہادر تھا گھوڑا ڈال دیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدہے نے سانس کھینچی بادشاہ کھنچ کے اژدہے کے منہ مین جارہا بادشاہ کی محبت مین اہل لشکر بھی تلوارین کھینچ کھینچ کے جا پڑے لیکن اژدہے نے سیکڑون کو دم کشی کرکے نگل لیا اور ہزارون کو قلابہ آتشین سے جلا دیا جب شکم بھر گیا تو اپنے مسکن کی طرف چلا گیا دوسرے روز پھر آیا اور اب شہر مین گھسا اور ستم کرنا شروع کیا تین چار روز کے عرصہ مین اُسنے رعایا پر رعایا سبکو کھا لیا ہم بارہ ہزار آدمی بھاگ کے اس کوہ پر جا گزین ہوے تو جان بچی اب نہین معلوم کہ وہ اژدہا شہر مین آیا ہے یا نہین یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ تمھارے بادشاہ کی اولاد یا عزیزون مین سے کوئی ہے اُنھون نے کہا کہ کوئی نہین ہے فرمایا کہ اژدہا اب کس مقام پر رہتا ہے اُن لوگون نے کہا کہ یہان سے پندرہ کوس پر اک صحرا ہے وہی اژدہے کا مسکن ہے طیمور نے شاہور سے کہا کہ جا کر ہمارے لشکر مین اطلاع کرو کہ ہم اژدہے سے

قتل کرنے کو جاوینگے جسکو تماشہ دیکھنا ہو معاً آوے طیمور نے تو اسی کوہ پر قیام کیا اور شاہور شیر دل
وہان سے لشکر مین آیا یہان خورشید زرین کمر تخت پر بیٹھا تھا ریحان شاہ اور سکندر آئینہ پرست
اور لاجورد شاہ یہ سب بیٹھے تھے کہ شاہور نے بیان کیا کہ شاہزادہ اژدہے کے شکار کو جاتے والا
ہی جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ چلے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اژدہے کا شکار کیسا شاہور نے
بیان کیا کہ جس اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا ہی اسی اژدہے کا پتا ملا ہی اسکے شکار کے واسطے
شاہزادہ طیمور جانے والے ہین بس یہ سنکے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس اژدہے نے
شہر ویران کردیا اسکو کون مار سکتا ہی خورشید نے کہا کہ ہمتو اس فرزند کے ساتھ ہین جسکا جی چاہے
وہ چلے جسکا نہ جی چاہے وہ نجائے یہ سنکے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس سلسلے سے ہم
طیمور کیساتھ ہوے تھے جب وہ سلسلہ نرہا تو ہمارا رہنا بیکار ہی طیمور نے یہ بے ادبی کی کہ خداوند
کو توڑ ڈالا اب یہ کسی نہ کسی عذاب مین گرفتار ہوگا اجل اسکے منہ پر چلا ہی غرضکہ سکندر آئینہ پرست
اور ریحان شاہ اور لاجورد شاہ تو اپنا اپنا لشکر لیکر اسیوقت اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے اور
خورشید زرین کمر کل فوج کو لیکر مع نہنگ بن طوفان دریا موج و اسرمن کوہزاد و
حامد ہمدانی دیوانہ کوچ کرکے طرف کوہ کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ منتظر تھا کہ گرد اڑی اور
خورشید زرین کمر کل فوج ظفر موج سے پہونچا اہل کوہ نے طیمور کی مع کل فوج کے دعوت کی
اور دوسرے روز صبح کو تمام اہل کوہ ہمراہ رکاب ہوے اور شاہزادہ طیمور سوار ہوکر جانب مسکن
اژدر روانہ ہوا جس وقت اس مقام پر پہونچے کہ جہان اژدہا سورہا تھا تمام فوج رک گئی دیکھا
کہ ایک کوہ بلند معلوم ہوتا ہی جو لوگ بہلانے والے تھے انھون نے شاہزادہ طیمور شیر دل سے
عرض کی کہ وہ سامنے اژدہا سورہا ہی بس شاہزادہ اپنے مقام سے آگے بڑھا اور للکارا کہ او موذی
اٹھ اپنے مقام سے کہ اجل آپہونچی ہی بس آواز جو اژدہے کے کان مین پہونچی تو اپنی جگہ سے
اسنے حرکت کی اور مثل سانپ کے جو کنڈلی مارے بیٹھا تھا پیچ کھلنے لگے اب جو دیکھا تو کوئی
اڑھائی سو گز کی درازی ہی اور سر جو اسنے بلند کیا تو ایک مینار معلوم ہونے لگا اور اب اژدہا طیمور
کی طرف چلا ادھر طیمور نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور چلہ کمان مین پیوستہ
کیا ادھر اژدہے نے قار بر آتشین چھوڑا کہ گھاس تک جلنے لگی طیمور نے ایک ... لا
کی آڑ پکڑی اب اژدہے نے دم کشی کی تو کنکر پتھر کھنچ کھنچ کے شکم مین اژدہے کے جانے لگے اور
جس پتھر کی آڑ مین طیمور تھا وہ بھی کھنچ کے جانے لگا اور طیمور بھی کھنچتا ہوا چلا اور سرداران طیمور
بیقرار ہوے اور دیوانہ دوڑ پڑا ادھر نہنگ بن طوفان دریا موج کو بھی تاب نرہی یہ بھی دوڑا
اور اسنے بھی تیر کو چلا کمان مین پیوستہ کیا ادھر شاہزادہ طیمور کچھ کھنچ گیا تھا کہ لنگر مارا دونون پانوں
گھٹنے تک غرق زمین ہوگئے اور دہن سے جو داہنی آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا تو پورا تیر آنکھ مین اتر گیا ادھر
دوسرا تیر نہنگ بن طوفان کا بائین آنکھ پر اژدہے کے آکے پڑا کہ اژدہا تڑپ گیا طیمور نے تلوار
کھینچ کے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نہنگ بن طوفان دوڑ کے لپٹ گیا اور عرض کی کہ حضور
یہ زہر بلا جانور ہی ایسا نہو اسکے مغز سر سے خون اڑکر جسم اطہر پر پڑے اور نصیب دشمنان
کچھ اذیت پہونچے طیمور اسکے کہنے سے رکا لیکن دیوانے نے دوڑ کر چوبدست ماری کہ مغز سر
اژدہے کا پاش پاش ہوگیا اور اژدہا ترپا طیمور نے دوڑ کر دیوانے کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا

اور ادھر اژدہا پھڑک پھڑک کے تمام ہوگیا اتنو جسقدر باشندے شہر کیوانیہ تھے سب آکر قدمون
سے لپٹے اور کہا کہ آپ کون اوتار ہین طیمور نے کہا کہ ہم غریب بھی مثل تمھارے ہون ابھی تک مجھے
یہ تحقیق نہین ہوا ہی کہ مذہب برحق کون ہی جب مین کوئی مذہب اختیار کرونگا تو تمکو بھی ہدایت کرونگا
قبل اسکے اک شیطان کے بہکانے سے مین نے آئینہ پرستی اختیار کی تھی لیکن معلوم ہوگیا کہ آئینہ
اک مصنوعی چیز ہی مین اس آئینہ کو توڑ ڈالا اور اس دین کو ترک کیا سب نے کہا کہ جبتک آپ
تحقیق مذہب کرین ہم آپکی پرستش کرینگے طیمور نے منع کیا اور سبکو ساتھ لیکر شہر کیوانیہ مین
آیا اور شہر کو آباد کیا جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑ کے گئے تھے انھون نے ان مکانات کو
آباد کیا اور طیمور آکے دیوان شاہی مین بیٹھا اور ملا سرکش بیابانی کو اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ہمنے شہر کیوانیہ کو آباد کیا ہی اک اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا تھا اس اژدہے کو مارا
ہم تو اس مقام پر قیام نہین کر سکتے تم اس صحرا سے بڑے اس شہر کی آبادی مین مشغول ہو اور یہان
کی سلطنت کرو تو ہم آگے روانہ ہون جس وقت یہ نامہ ملا سرکش بیابانی کو پہونچا ملا نہایت
خوش ہوا اور اپنے ملازمون کو لیکر تیسرے روز حاضر ہوگیا طیمور نے ملا کو یہان کا بادشاہ کیا اور
اور تھوڑی سی فوج دیکر دیوانہ کو افسر فوج معین کیکے اپنے لشکر کو بھی یہین چھوڑا اور شاہپور سے
کہا کہ اب چلکر اس آفت ہوش کی بھی خبر لینا چاہیے کہ کس حال مین ہی لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہو یہان
سے شکار کے بہانے چلو شاہپور نے اسی وقت مختصر سامان اپنے ہمراہ پوشیدہ طور سے لے لیا
اور مرکب منگوایا طیمور نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ بالفعل حضور اسی جگہ قیام کرین مین شکار
کے واسطے جاتا ہون بعد واپس آنے کے شہر زرینہ کو چلونگا خورشید نے کہا کہ تمکو اختیار ہی
خورشید نے تو اسی مقام پر قیام کیا اور طیمور شاہپور کو ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا اور ملا سرکش
بیابانی نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص سکونت شہر کیوانیہ کی اختیار کریگا اسکو مکان مع سامان مفت
دیا جاویگا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی تو قصبہ اور قریہ جو قریب قریب تھے وہان کے لوگ آنے
لگے اور آباد ہونے لگے بلکہ بہت لوگ غریب غربا دور دور سے آکر آباد ہوے لیکن اب کچھ حال
ملکہ کا سنیے کہ یہ جو شاہزادہ طیمور سے رخصت ہوکر چلی تو کچھ ایسی ہوا مخالف چلی کہ کشتی کچھ دن چڑھے
ساحل مراد پر پہونچی وہان حسین کج کلاہ بادشاہ شہر حسن آباد نے دختر کو یاد کیا مخلد ار جو آتی
ہر باغ مین ملکہ کو نہ پایا ملازمین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ شام سے سیر دریا کو گئی ہوئی ہین
ابھی تک تشریف نہین لائین بادشاہ کو تردد ہوا جسوقت ملکہ داخل باغ ہوئی اور یہ خبر حسین کج کلاہ
کو پہونچی کہ ملکہ آئی تو یہ دختر کے پاس آیا اور کہا کہ تم کہان تھین حسینہ پر جمال نے عرض کی کہ چونکہ
شب ماہ تھی مین سیر دریا کو گئی تھی واپسی کے وقت ہوا طوفانی ہوئی مین نے کشتی ساحل پر رکوا دی جب
اس طوفان مین کمی ہوئی تو مین آئی حسین کج کلاہ نے کہا کہ اب آئندہ بغیر ہمارے اطلاع کے پورا
انتظام کیے بغیر جانے کا قصد نکرنا یہ سنکے ملکہ کے دل پر چوٹ لگی کہ مین تو آج کا وعدہ کر آئی ہون
طیمور اپنے دل مین کیا کہیگا ان مجبوریون سے کون آگاہ ہی نام صنف مین بدنام ہوتا ہی کہ فلان
عورت بے وفا ہی اپنے باپ کے ادب سے عرض کر دیا کہ آئندہ ایسا نہوگا لیکن دل آرام سے کہا
کہ اب کیا تدبیر کیجاے چونکہ دل آرام کا دل بھی شاہپور پہ مائل ہو چکا تھا کہا اے ملکہ تین چار روز
تو سکوت کیجیے اگر بسہولیت اجازت مل گئی تو خیر ورنہ پھر کوئی تدبیر نکالی جاویگی ملکہ بھی خاموش

ہو رہی ادھر دریا پر چوکیان پہرے قائم ہوگئے تاکہ چھپکے جانے سے بھی مجبور ہوئی اور تین چار روز اسکو
عجب بیچینی مین گذرے بقول شاعر ؎ نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہجر دل کو + عجب طرح کا الٰہی عذاب
ہی دل کو + یا یون کہیے ؎ دن تو رونے مین کٹا اور رات زاری مین کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری
مین کٹی + وزیرزادی بھی چوٹ کھائے ہوے ہی مگر اسکا اضطراب بہ نسبت ملکہ کے کم ہی یہ جی بہلنے
کے بہت سے سامان کرتی ہی کبھی چوسر بچھاتی ہی کبھی گنجفہ لاکے رکھتی مگر کسی شغل مین ملکہ کا دل نہین
بہلتا ہر وقت صحبت لب دریا کی پیش نظر ہی اور تصویر خیالی شاہزادہ طیمور شیر پیکر کی آنکھون کے
سامنے پھر رہی ہی وہ طیمور کا منتین کرکے بلانا اور چلتے وقت ساحل تک پہونچانے آنا ہزارون قسمین
دے کر وعدہ لینا اور پھر جہانتک کشتی کا سامنا رہا تھا وہانتک دیکھتے رہنا ان خیالات سے دل
بھر آتا تھا اور رونے لگتی تھی دل آرام کہتی تھی کہ گھبرائی کیون ہو وہ بھی تمھارے دام محبت مین پھنس
چکا ہی لیکن جانے والا نہین ہی برسون انتظار کرے گا زندگی بھر امید مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑے گا
گھر چھوڑدے گا مگر دریا کو نہ چھوڑے گا اسلیے کہ گوہر مراد اُسکا اسی ساحل سے حاصل ہوگا کبھی کہانی
کہتی تھی کبھی قصہ پڑھتی تھی جس قصہ کے نتیجہ پر ذکر ناکامی ہوتا تھا تو ملکہ کا دل اور گداز ہو جاتا تھا
اور ناامیدی بڑھ جاتی تھی اور جس قصہ مین کامیابی کا ذکر ہوتا تھا تو آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر
کہتی تھی کہ ہماری ایسی تقدیر کہان جو مدعائے دلی حاصل ہو الحاصل جب اسی اودھیڑبن مین کئی روز
گذر گیے تو دل آرام کو بھی پریشانی ہوئی بعض بعض اوقات یہ بھی چپ ہوجاتی تھی ایک دن ملکہ نے
طعنہ دیا کہ تو تو بڑی چالاک تھی اب کوئی ایسی تدبیر نہین نکالتی کہ والد ماجد خوشی سے اجازت
دے دین یہ سنکے دل آرام نے غور کیا اور کہا کہ کیا کہون ملکہ میری بھی عقل کھوئی ہوئی ہی
خیر آج سوچونگی اسنے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ ملکہ کو بیمار مشہور کیا اور ایک طبیب طامع کو
کچھ دے دلاکر اُس سے سامنے بادشاہ کے کہوا دیا کہ انکو ہواے دریا مفید ہی اُس وقت بادشاہ
نے مجبور ہو کر اجازت دی اور چوکیان دریا پر جابجا عورتون کی قایم کر دی گئین ہر جگہ ملاحین معین تھین
کہ اگر کسی مقام پر کشتی طوفانی ہو تو مدد دے کر کشتی ساحل تک لائی جا سکے الحاصل ملکہ نے مورپنکھی
کی تیاری کا حکم دیا اور دل آرام نے کہا کہ ذرا پوشاک بدلو کنگھی کرو وہ اس حال سے دیکھکر کیا خوش
ہوگا ملکہ نے کہا کہ اگر اس حال خراب کو دیکھکر نہ خوش ہوا تو بناؤ دیکھکر بھی نہ خوش ہوگا
اسلیے کہ وہ یہ سمجھیگا کہ اسے ہماری پروا نہ تھی دل آرام نے کہا یہ سچ ہی مگر ان مردون پر محبت
کا جتانا بھی اچھا نہین ہوتا کہ بے پروا ہو جاتے ہین اور قسمین دیکر ملکہ کی پوشاک بدلوائی اور
بھاری جوڑا پہنایا زیور سے آراستہ کیا اور کشتی پر سوار ہوکر جانب شہر کیوانیہ راہ دریا سے
روانہ ہوئی چلتے چلتے قریب پہر رات گئے کے گنبد طلائی نظر آیا مگر آج اس گنبد مین روشنی
نہ تھی پہلے تو ملکہ نہایت بشاش ہوئی لیکن جس وقت قریب پہونچی اور گنبد مین اندھیرا دیکھا اور دروازہ
بند پایا تو پریشان ہوئی اور دل آرام سے کہا کہ دیکھو آخر وہ انتظار کرتے کرتے چلا گیا
دل آرام نے کہا مین دریافت کرتی ہون یہ کہکر اُسنے کشتی کنارے دریا کے ساحل پر
ٹھہرائی اور ایک عورت کو شہر کی طرف روانہ کیا وہ حال دریافت کرکے آئی اور عرض کی
کہ سنا ہی کہ شاہزادہ طیمور نے اژدہے کو مار کر شہر کو آباد کیا اور اب بڑے شکار گیا ہوا
ہوا ہی یہ سنکے ملکہ کو کمال رنج ہوا کہ ہمارا خیال نہوا شکار کی سوجھی سچ ہی کہ ان مردون کی

ذات بڑی بیوفا ہوتی ہی غرضکہ مایوسی کی حالت میں یہ پلٹ گئی بعد دو تین روز کے پھر اُسنے
کشتی تیاری کا حکم دیا اور یہ خیال کیا کہ اب وہ شکار سے واپس آگئے ہونگے جب گنبد
طلائی کے قریب ہو گئی اور پھر وہی اندھیرا پایا تو اور زیادہ رنج ہوا اور آج دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ شکار پر سے مفقود الخبر ہو گیا تمام اہل شہر غمناک ہیں بس یہ
سُنکے ملکہ کی عجیب حالت ہو گئی اور اُسیوقت سے اسکو بسبب صدمہ کے بخار ہو آیا دل آرام
بھی کمال اندوہناک جلدی جلدی باغ میں واپس آئی اب ملکہ کی علالت زیادہ مشہور ہوئی
اور علاج ہونے لگا لیکن اسکو تو مرض غم ہی نسخہ اسکا اور ہی کچھ ہی کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی لاغری
بڑھتی جاتی ہی حسین کج کلاہ دختر کو بہت چاہتا ہی نہایت پریشان ہی اسکو یہیں چھوڑا

لیکن اب دوکلمہ داستان سرگشتہ دشت الفت و آوارہ وادی محبت شاہزادہ طیمور شیر مرد کے بیان ہوتے ہیں۔ مخمس

اُس گلی کے آگے بتخانہ برہمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ بلبل نشیمن چھوڑ دے
کوے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
کسطرح خنجر گلے کو پائے تیغ افگن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیون کس دشمن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ نہیں پروا ہے مالی دولت عالم نہیں
کرتے ہیں خواہان بقا جیسے جمی کب ہم نہیں
یادگار حسن اسکا بھی اس رشک پری سے کم نہیں
خاتم جم ہی جو اپنے پاس لیلےٰ غم نہیں
پریشانی کا جو چھلا ہی سو رہزن چھوڑ دے

دھیان رہتے ہیں تجھے زلف پریشان کے عبث
داغ تو کھاتا ہی عشق بدن جانان کے عبث
پیس چشم اندھیرمیں گردون گردان کے عبث
ظلم سہتا ہی شب تاریک ہجران کے عبث
بس دل نادان خیال زلف پر فن چھوڑ دے

مدتون سے کشمکش میں ہون کہ اب خوف خدا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام ہی تن اور تن سے جان ہو جائے رہا
ہے کے بسمل کی جگہ اب یہ صید افگن چھوڑ دے

دفعۃً ہو جائے گگن سے محبت انجمن
ہو کیا جائے نہ عصفور دن کے ساتھ بھی سب انجمن
خار ہو جائیں نظر میں لباس کبا نسترن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیکھے چھری مرغ چمن
ایسی بسمل کا بجان طرح تمکین چھوڑ دے

پاس جو اسکے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اسکے حلق سے صہباے احمر دیکھ لے

اک قیامت جان پر ہو موت ابھی گھر دیکھ لے
گردن ایسی اُس بت مہکش کی ہو گر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی مینا کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہی
سب کو کاوش مین کوئی دن بھر کوئی گردش مین ہی
کوئی منزل پا تو منزل سر کوئی گردش مین ہی
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش مین ہی
پائے آسایش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب ہو زور آور دو ایسے نیم جانوں سے جو ہو
نامور ہو جائین اُٹھکے ناتوانون سے جو ہو
کام تیرون سے نہ نکلے ان کمانون سے جو ہو
پہلوانون سے نہو ہم ناتوانون سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہی جسکو تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اسکی نرگسی آنکھو پہ آجائے نہ پیار
اونچی ہوتی ہی نہین نظرین کیے کوئی ہزار
صاف دکھلاتی ہین یہ نرگس کے غنچون کی بہار
اُس پری کی شرمگین آنکھین مین کیونکر ہون دوچار
دیکھکر مجھکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلاتے ہین کیا کیا گنبد دوار نے
تنگ کر رکھا ہی مجھکو اس دل بیمار نے
کیا ستایا ہی کسے عشق کے آزار نے
اذیتون چھوڑا ہے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح روان اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہی پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راست بازی آگئی حصہ مین اسکے سر بسر
قصد رکھتا ہی فلک کا یہ بھی مانند نظر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہوتا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ایضاً

ہی روانی مین ہماری اشکباری کا اثر
چال مین گانگون کے ہی باد بہاری کا اثر
بیقراری مین ہی دل کی بیقراری کا اثر
ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو حذر کی بات ہو کب مانتے ہین عقلمند
گھٹکے یون رہنا نہ اسکا آئیگا مجھکو پسند
ہی بہت نازک کہین دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
میرے سینہ کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

ایضاً

کیون انھین کرتا ہی تو اے بے ہنر جراح بند
رخنہ پڑ جائیگا یہ ہونگے اگر جراح بند
رہ نہین سکتے ہین دم بھر ایسے در جراح بند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

وحشی کا ہیولے مجھ وحشی کا دم بھرنے لگا
منتین کر کر کے سر کو پائون پر دھرنے لگا
دیکھکر انداز وحشت مجھ سے وہ کچھ ڈرنے لگا
جیب مین چاک اپنے گریبان کی طرح کرنے لگا
بس چلا یار مرے گھر کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہی چرخ مینا کار کو
دیکھنا اُس انقلاب عالم غدار کو
اک شب آزاری آئی اس غریب آزار کو
رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو

دوست مجکو قتل کرڈالے جو دشمن چھوڑ دے

یاس نے موزون کیے سرو قد بالا کے وصف | وصف نرگس کے ہین یان چشم شوخ بے پروا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہین گلزار رخ زیبا کے وصف | یک قلم لکھے ہین ناسخ اُس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ شاہزادہ طیمور شیر سوار شکار کے بہانے جانب صحرا روانہ ہوا شاہور شیردل بھی مرکب پر سوار ہمراہ ہو کر ساتھ ہو لیے جس وقت طیمور صحرا مین پہونچا اک غول آہوان صحرائی کا نمودار ہوا طیمور نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے طیمور تعاقب مین آہوان کے روانہ ہوا ہمراہی چھوٹ گئے صرف شاہور شیردل ساتھ تھا جاتے جاتے آہو نظرون سے غائب ہو گئے طیمور کو اپنے ساتھیون سے علیحدہ ہونا منظور تھا غرض نہ تھی کہ آہو کو صید کرین بلکہ خود صید محبت ہو چکے تھے جب آہو چلے بھی گئے تو طیمور نے باگ گھوڑے کی نہ روکی بلکہ اشتیاق شہر حسن آباد کے گھوڑا اڑاتے ہوئے نکلا چلا گیا اور لوگ تو کچھ دور تلاش مین آئے جب پتہ نہ پایا تو واپس گئے لیکن طیمور مع شاہور باتین کرتا ہوا چلا جاتا ہے شام تک باگ گھوڑے کی نہ روکی لیکن سلسلہ جنگلون کا تمام نہوا اور شام ہو گئی طیمور نے اک چشمہ آب کے کنارے قیام کیا گھوڑے کو چھوڑ دیا شاہور نے کچھ میوہ ہمراہ لے لیا تھا نکالکر طیمور کے سامنے رکھا شاہزادہ نے میوہ نوش کر کے پانی پیا رات اسی چشمہ آب کے کنارے بسر کی جب صبح ہوئی پھر چل کھڑے ہوئے دھوپ کی تیزی زمین کا جلنا آلات حرب کی گرمی عجب حالت تھی خلاصہ یہ کہ دو دن کے بعد گھوڑے سخت تھک گئے اب یہ دونون پیادہ ہوئے لیکن رہروی سے باز نہ آئے اب یہ نوبت ہے کہ کپڑے کانٹون مین پھنس پھنس کے کھچے جاتے ہین اس حالت کو بھی دو روز گذرے اب کچھ کھانے پینے کو بھی نہین ہے پیاس بھی ہے گذر ہوتی ہے تیسرے روز اک نیستان ملا یہ دونون اس نیستان کو طے کرتے چلے جاتے ہین زندگی سے تنگ ہین کہ اک مرتبہ جھاڑی سے اک شیر ہمہک کے نکلا طیمور جان سے تو عاجز ہی ہو رہا تھا کہا کہ اے تو ہی کھالے بلا سے تیرا شکم تو سیر ہو جائیگا یہ کہکے پہلو شیر کی طرف بڑھا دیا شیر نے بو سونگھی اور صورت دیکھنے لگا طیمور نے آنکھ سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تجھ ایسون کی ٹانگین چیر کے پھینک دے سکتا ہون مگر مین محسن کش نہین ہون تیری ہم قوم نے مثل فرزندون کے مجھے دودھ پلا پلا کے پالا ہے اب شیر شاہور کی طرف بڑھا اس سے بھی وہی بو آئی جو طیمور سے آئی تھی شیر ان دونون کو چاٹنے لگا اور محبت کے ساتھ طیمور کے سامنے آکر جھکا اور دم کو مثل سگ خانگی کے ہلانا شروع کیا اور کچھ اپنی زبان مین کہا اسکے اشارے کو شاہور اتنا سمجھا کہ پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کرتا ہے یہ خیال کر کے اُس شیر کے پشت پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور طیمور سے کہا کہ اس شیر کی پشت پر سوار ہو جیے یہ منزل مقصد پر پہونچا دیگا طیمور شیر کی پشت پر سوار ہوا شاہور ساتھ ہو لیا شیر ان جھاڑیون کو طے کر کے اک میدان مین پہونچا اور ایک طرف چل کھڑا ہوا جاتے جاتے کئی کوس نکل آیا وہان اک مقام پر خیمہ برپا دیکھا اور کچھ لوگون کو جمع پایا شیر ٹھہر گیا طیمور شیر کی پشت سے اُترا شیر تو جس طرف سے آیا تھا اس طرف راہی ہوا اور شاہور مع طیمور ٹہلتے ہوے باحال خراب اس مجمع کے قریب آئے جہان خیمہ برپا تھا یہ قافلہ خواجہ اکوان ظلمانی کا

تھا یہ تاجر نوجوان بہادر دوست رئیس شناس تھا نظر اسکی جو طیمور پر پڑی گو طیمور با حال خراب
تھا مگر چہرہ کی جلالت وشان کب چھٹ سکتی تھی سوداگر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھا طیمور
نے کہا کہ آپ نے مجھے بنا رکھے ہیں آخر کس بات کی تعظیم دیتے ہیں نہ میں صاحب کشف وکرامات ہوں
نہ دولت وثروت رکھتا ہوں سوداگر نے کہا کہ کیا مجال ہے کسیکی کہ حضور کو بنا سکے آپ کوئی
رئیس ہیں نہیں معلوم کس تباہی میں یہانتک آ نکلے یہ کہکر اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد آپ
دونوں صاحبوں کو لے جاؤ غسل کراؤ لباس بدلواؤ لوگ سوداگر کے آئے اور طیمور کو لیکر گئے
غسل کرایا لباس بدلوایا اب جو دیکھا ہر شخص نے تو وہی جمال تھا ہر ایک محو جمال ہو گیا اور سوداگر
بھی اسقدر گرویدہ ہوا کہ کہنے لگا کہ جی چاہتا ہے آپ کو ایک ساعت اپنے سے جدا نکروں طیمور نے
کہا میں آپ کے ساتھ ہوں واقع میں پیشۂ سوداگری سے بہتر بھی کوئی پیشہ نہیں ہے جی چاہتا ہے
کہ اب سے ہم بھی یہی پیشہ اختیار کریں اسکے بعد سوداگر نے کہا کہ اب کل میں یہاں سے کوچ کرنیوالا
ہوں آپ کا کیا ارادہ ہے طیمور نے فرمایا کہ آپ کس طرف کا قصد رکھتے ہیں خواجہ اکوان نے کہا
کہ میں پہلے نہیں تجارت کو نکلا ہوں اسکے قبل والد ماجد تجارت کرتے تھے اور میں انتظام خانہ میں مصروف
تھا جب والد ماجد کا وقت انتقال قریب پہونچا تو انھوں نے حکیم دانشور وزیر شہر حسن آباد
کے نام اک سفارش نامہ تحریر کرکے مجکو دیا اور خود انتقال کر گئے جب انکے دفن وکفن سے فراغ
حاصل ہوا تو میرا بھی جی چاہا کہ برائے تجارت نکلوں کہ اس پیشہ میں ملکوں ملکوں کی سیر مفت میں ہوتی
ہے اگرچہ خدا نے گھر میں بھی بہت کچھ دیا ہے مگر انسان کو خالی بیٹھنا نہ چاہیئے کچھ نہ کچھ کرتا رہے وہ
سفارش نامہ میرے پاس ہے میرا مقصد شہر حسن آباد جانے کا ہے یہ سنکے طیمور دل میں خوش
ہوا کہ یہ راہبر خوب ملا اور ذریعہ بھی ایسا ہے کہ بادشاہ تک رسائی ہونا بھی آسان ہے طیمور نے کہا
کہ چلئے میں بھی چلونگا مجھے بھی شہر حسن آباد کا نہایت اشتیاق تھا غرضکہ دوسرے روز سوداگر
جہاز پر سوار ہو کر شہر حسن آباد کی جانب روانہ ہوا تیسرے روز جہاز اسکا لنگرگاہ پر پہونچا
سوداگر جہاز سے اتر کر داخل شہر ہوا طیمور بھی ساتھ ہے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے لوگ شاد
ہیں دوکاندار نہایت ایماندار خلقت میں عام طور سے حسن لیکن طیمور پر سبکی نگاہیں پڑتی ہیں
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ دیکھو فلاں جوان کیسا حسین ہے اور کیسا طرحدار ہے طوائفیں کوٹھوں
پر سے اشارے کرتی ہیں مگر طیمور کسیکی طرف توجہ بھی نہیں کرتا سوداگر حکیم دانا وزیر کے مکان پر پہونچا
وزیر کو معلوم ہوا کہ وہ جو سوداگر ایکا دوست آیا کرتا تھا اسکا بیٹا آیا ہے وزیر مکان سے باہر
نکلا سوداگر نے سلام کیا اور اپنے باپ کے انتقال کا حال بیان وزیر کو سنکے کمال افسوس ہوا
سوداگر کو بہت کچھ تسکین دی اور اپنے یہاں مہمان کیا مکان نفیس رہنے کو دیا جسوقت دربار
میں بادشاہ کے گیا تو ذکر کیا کہ خواجہ کیوان طلمانی سوداگر جو اشیاء نفیس و نادر لیکے آیا کرتے تھے
اور بہت دنوں سے نہیں آئے تھے تو معلوم ہوا کہ انھوں نے انتقال کیا انکا فرزند خواجہ
اکوان آیا ہے اور کچھ تحایف بھی ہمراہ لایا ہے حضور کی خدمت میں گذراننا چاہتا ہے بادشاہ نے
کہا بلاؤ اسیوقت ہرکارہ روانہ ہوا اور آکر خواجہ اکوان سے کہا کہ چلئے تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے
خواجہ اکوان ہمراہ ہرکارے کے در دولت پر حاضر ہوا مجرائی نے مجرا کرکے نذر دلوائی
طیمور اور شاہپور بھی ساتھ تھے انھوں نے بھی سلام کیا بادشاہ کی نظر جو طیمور پر پڑی

سوداگر سے کہا کہ یہ لڑکا تمھارے ساتھ کون ہی خواجہ اگوان نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ بھائی
ہین میرے اب بادشاہ نے مال تجارتی طلب کیا خواجہ اگوان نے اشیائے نادر دکھلائین بادشاہ
نے کچھ چیزین پسند کرکے لے لین کہ اتنےمین کہاری آئی اور عرض کی کہ صاحبزادی کی طبیعت
اسوقت زیادہ خراب ہی بادشاہ گھبراکر محل مین داخل ہوا سوداگر حاضر رہا وزیر سے پوچھا
خیریت تو ہی وزیر نے کہا کہ چند روز سے شاہزادی کو اختلاج کا مرض ہو گیا ہی طبیبون نے
کیسے کیسے علاج کیے مگر کچھ نفع نہین اسوقت شاہپور نے کہا کہ مین نے پیشہ طبابت کو
بھی حاصل کیا ہی اگر مناسب ہو تو میرے علاج کی بھی رائے دیجیے وزیر نے کہلا بھیجا کہ سوداگر کے
دو بھائی جو ساتھ ہین انمین سے ایک طبابت کو بھی خوب جانتا ہی بادشاہ نے پردا کرا کے
اندر بلا لیا شاہپور نے اندر جاکے نبض دیکھی اور کہا کہ اس وقت حرکت قلب کی بہت بڑھی ہوئی
ہی شاہزادی کو کسی مقام پر تنہا بھجوا دیجیے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھے بلوائیے گا اس وقت
نبض کی اصلی حالت معلوم ہوگی اسوقت تو ہجوم مین بیٹھنے سے طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہی
ایسے مریض کے لیے تنہائی مفید ہوتی ہی ملکہ بھی اس کشمکش سے گھبرا رہی تھی چاہتی تھی
کہ تنہائی ہو تو شاہزادے کے تصور مین کچھ دیر بیٹھکر رو لون کہ دل کی بھڑاس نکلے غرضکہ
جب بادشاہ نے یہ رائے سنی تو شاہزادی کو باغ مین بھجوا دیا اور حکم دے دیا کہ سوا وزیر زادی کے
شاہزادی کے قریب کوئی نہ رہے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھ سے اطلاع کرنا کہ اب مزاج
کیسا ہی یہ حکم دیکر بادشاہ مع شاہپور باہر آیا وہان شاہزادی کو باغ مین پہونچوا دیا تخلیہ
ہو گیا ملکہ یاد مین شاہزادہ طیمور کے روئی جب کچھ آنسو نکلے تو حرارت قلب کی کم ہوئی دل
ٹھہرا ایک محلدار نے آکر عرض کی کہ اب ملکہ کو کسیقدر سکون ہی بادشاہ نے کہا کہ چلو
اب نبض دیکھو شاہپور پھر اٹھا بادشاہ نے کہا اگر نبض دیکھنے کے وقت بھی تخلیہ
کی ضرورت ہو تو مین نہ جاؤن شاہپور نے کہا کہ حضور کے تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہی
مین ابھی جاتا ہون اور ابھی حاضر ہوتا ہون نفع نقصان تو حضور کو ابھی وقت معلوم ہو گیا ہوگا بادشاہ
نے کہا کہ بیشک اسوقت تو تمھاری رائے پر عمل کرنے سے بہت جلد نفع ظاہر ہوا جاؤ
شاہپور کو محلدار کے ساتھ کرکے طرف باغ ملکہ کے روانہ کر دیا سوداگر مع طیمور رخصت ہوکر
اپنے قیام گاہ پر آیا وہان شاہپور جو پردہ کے پاس پہونچا بیٹھ گیا محلدار بھی بیٹھ گئی اب صرف
شاہزادی اور وزیرزادی ہی شاہپور نے نبض دیکھی اور کہا کہ آپ حال بیان کیجیے گا یا مین
بیان کرون وزیرزادی نے کہا کہ تم بیان کر سکتے ہو تو پوچھتے کیون ہو شاہپور نے کہا کہ سبب
مرض دریا معلوم ہوتا ہی دریا مین کوئی ایسا سمان دکھائی کہ تم اسکے دیکھنے کو پھر جی چاہتا ہی اور
اب وہ دکھائی نہین دیتا ہی یہ سنکے ملکہ کے بھی کان کھڑے ہوے اور وزیرزادی نے بھی
یہی کہا کہ کہتا تو ٹھیک ہی کہا حکیم جی مفصل بیان کرو ابھی ہوئی بات سمجھ مین نہین آئی ہی یہ
سنکے شاہپور نے کہا اے ملکہ تم نے مجکو نہ پہچانا تم جسکے غم مین بیمار ہوئی ہو وہ ٹھوکرین
کھاتا ہوا صحراؤن اور جنگلون کی خاک چھانتا ہوا تمھارے ملک مین آیا ہی اور مین ہون شاہپور
شیر دل تمکو علیل سنکر طبیب بنا اور رسائی پیدا کی بس یہ سنتے ہی ملکہ نے بیتاب ہوکے
پردہ الٹ دیا اور کہا اے شاہپور شاہزادہ کہان ہی شاہپور نے بیان کیا کہ ہمراہ اگوان ظلمانی

سوداگر کے حکیم و دستور وزیر کے مکان میں تشریف فرما ہیں اُنکو بھی لاؤنگا مگر ابھی موقع نہیں
ہی ملکہ نے کہا تم اسکا خیال نکرو کہ موقع نہیں ہی آج سے میں انتظام کرتی ہون کہ میرے باغ میں
سوا میرے یار دار ہون کے اور کوئی نہوگا تم شب کے وقت پوشیدہ طور سے اُنکو لے آؤ شاہپور نے
کہا اچھا ان دیکھیے میں آج ہی شب کو لے آؤنگا یہ کہکر شاہپور رخصت ہوا اور باہر آکر بادشاہ
سے عرض کی کہ ملکہ کی طبیعت بہت درست ہی اور اسکا انتظام رکھا جائے کہ سوا اُن لوگون کے
جو ملکہ کے خاص ملازم ہیں یا جنکا رہنا ملکہ اپنے پاس منظور کرے سوا اُن لوگون کے اور کوئی
ملکہ کے باغ میں نرہے بادشاہ نے بہت بھاری خلعت شاہپور کو عنایت کرکے رخصت
کیا اور شاہپور وہان سے خدمت میں شاہزادہ طیمور شیر دل کے آیا اور ملکہ کی صحت کا حال
بیان کرکے کہا کہ آج شبکو چلیے گا کہ میں ملکہ سے وعدہ کر آیا ہون طیمور نے کہا شب کیسی مجھے
اسی وقت ابھی چلنے میں تامل نہین ہی شاہپور نے کہا اسوقت کا چلنا تو خلاف مصلحت ہی اور
شب کو چلنا قباحت نہین رکھتا آپ تو تنہا ہیں مثل مشہور ہی کہ سو رہا ن جیا جاگ نہیں بھوڑتا ہی مطلب
سے مطلب ہی لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ آپ کے باعث اس سوداگر کی جان پر بھی آ بنیگی
طیمور خاموش ہو رہا مگر اتنا دن تڑپ تڑپ کے گذرا بقول شاعر ؎ شام کیا روز جدائی
کی نہین ہوتی ہی + دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر ادھر ملکہ نے اتنا زمانہ انتظام
مین گذارا قصر کی آراستگی کا حکم دیا باغبانون پر تاکید ہوئی کہ خبردار کوئی کانٹا یا برگ خشک تمام باغ میں
نہ رہنے پائے اسلیے کہ آج وہ روز ہی کہ غنچۂ دل ہمارا شگفتہ ہونیوالا ہی پژمردگی خاطر رفع ہوئی ملکہ
کا دن کسیقدر اس اہتمام و انتظام کے سبب آسانی سے گذرا الغرض جب شام ہوئی تو سوداگر
دربار میں گیا طیمور سے کہا کہ چلیے گا طیمور نے کہا کہ میری طبیعت درست نہین ہی اس بہانے
سے طیمور نے ٹال دیا سوداگر دربار کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ طیمور مرکب پر سوار ہوکے
آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر مع شاہپور شیردل جانب باغ ملکہ روانہ ہوے
ملکہ انتظار میں بیٹھی ہی تھی کہ شاہزادہ دروازہ باغ سے نمودار ہوا ملکہ ٹہل رہی تھی کہ طیمور نے
آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے ظاہری بے اعتنائی کرکے جواب دیا
کہ سچ کہا ہی مردون کی ذات بے وفا ہوتی ہی ہمنے کئی پھیرے کیے مگر پھر تم گنبد طلائی میں
نظر نہ آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شکار پر سے غائب ہوگئے یہ سنکے اور تشویش
پیدا ہوئی جس سے میں بیمار ہوگئی مگر شکر ہی کہ تم یہین آپہونچے طیمور نے کہا آپ الٹے الزام
لگاتا تو معشوقون کا شیوہ ہی یہ کوئی نئی بات نہین جس سے مجھے بددلی ہو پہلے تمنے وعدہ خلافی
کی یا ہمنے اگر تم حسب وعدہ آتین تو ہم تمہاری تلاش مین کیون حیران و سرگردان یہانتک آتے القصہ
بعد شکوہ و شکایت ملکہ طیمور کو باغ کی سیر کراتی ہوئی اپنے قصر فلک رفعت میں لائی یہ قصر
کنارے دریا کے واقع ہی ایک طرف سیر باغ کا لطف ہی اور دوسری جانب سیر دریا کی نہایت
کی وجہ سے اس سیر کا دونا لطف تھا قصر کا عکس جو دریا میں پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا
تھا ادھر پرتو مہتاب سے موجون کا پیچ و تاب شکم مار کی چمک دکھا رہا تھا ایک طرف حباب آنکھین
کھولے ہوے بہار شب ماہ دیکھ رہے تھے مچھلیان بیتابی کے ساتھ پانی پر اُچھل اُچھل کے
جانب منہ سے چھوڑ کے پھر غرق ہوجاتی تھین ایک جانب باغ لہلہا رہا ہی پھولون کی پتیان

آرہی ہین بلبلون کی خوشنوائی شاہد گل کی غنائی بالاخانہ پرچوکا تختون کا لگا ہوا تھا گلدان رکھے تھے نشستگان
شراب وکباب سکی حاضر تھین جام مے ارغوانی کو گردش تھی شاہزادہ قسمین دے دے کے ملکہ کو
جام پلا رہا تھا اور ملکہ شاہزادی کو اپنے ہاتھ سے بھر بھر کے دیرہی تھی دل آرام گا رہی تھی اور شاہپور
نے نوازی کر رہا تھا دو بجے رات تک یہ صحبت گرم رہی دو بجے کے بعد شاہزادہ ملکہ سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا یہان ملکہ کو وہ بزم خوشی فرقت طیمور سے بزم غم ہو گئی نیند کے بہانے منھ لپیٹ
کے پڑ رہی ہرچند کہ یہ امید تھی کہ کل شام کو شاہزادہ پھر آئے گا لیکن اتنی دیر کی جدائی بھی گوارا نہ تھی
وہان شاہزادہ طیمور جو مکان پر پہونچا سوداگر دربار سے واپس آنے کے بعد پریشان تھا کہ
طیمور کہان گئے جب یہ پہونچے تو پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کہان تشریف لے گئے تھے طیمور نے
کہا کہ آج کل مجھے اختلاج کی شکایت زیادہ رہتی ہی صحرا کی جانب نکل جایا کرتا ہون سوداگر
خاموش ہو رہا صبح کو شاہی چوبدار حاضر ہوا کہ شاہزادی کی طبیعت اس وقت پھر سست ہو گئی ہی
حکیم شاہپور کو بلایا ہی شاہپور اُسی وقت درباری لباس پہنے ہوے جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہ خبر
ملکہ کو ہوئی کہ حکیم صاحب آتے ہین اسنے ظاہری پردہ کر کے اندر بلا لیا اور شاہپور نے بہت کچھ
سمجھایا اور کہا کہ اے ملکہ اب ہوشیاری کا وقت ہی ان باتون مین افشاے راز کا خوف ہی شاہپور
کے کہنے سے ملکہ نے اپنے کو سنبھالا اور انتظام مین مصروف ہوئی شاہپور نے آکر طیمور سے
سب حالت بیان کی طیمور نے شام کو پھر صحرا کا رخ کیا اور رات کے وقت باغ مین آموجود ہوے
تمام رات صحبت گرم رہی صبح کے قریب نکلکر چلے تھے کہ تقضاے کار و اتفاقات روزگار اُس طرف
سے ہام بن ہوم بتزن کہ سرداران زبردست سے تھا باغ ملکہ کی حفاظت اُسکے سپرد تھی یہ
تین چار سو سوارون سے روند پھرتا چلا آتا تھا کہ اسنے طیمور کو باغ سے نکلکر جاتے دیکھا بس
وہین سے للکارا کہ باش او سرکش تو کون ہی کہ ملکہ کے باغ مین آیا تھا اور کس واسطے آیا تھا یہ
سنکے طیمور نے گھوڑے کو روکا اور جواب دیا کہ او خیرہ سر دور ہو میرے سامنے سے
بس مین ایسا ہون کہ تن تنہا اس باغ مین آتا ہون اور ملکہ میری معشوقہ ہی تب یہ سنکے ہام
بن ہوم تڑپ کر سامنے آیا اور پکارا کہ باغ مین آنے کا یہ نتیجہ ہی کہ تیری نخل حیات کو قطع
کیے دیتا ہون یہ کہکر تیر مارا طیمور نے تیر کو قلم کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو مع مرکب چار ٹکڑے
ہوے ہمراہیون نے حملہ کیا جب دو چار مارے گئے تو لاش لیکر بھاگ کھڑے
ہوے طیمور آکر اپنے مقام پر پہونچا ہتھیار کھولے آرام کیا صبح کو لوگ لاش ہام بن ہوم کی
لیے ہوے سامنے بادشاہ کے پہونچے بادشاہ نے پوچھا کہ اسے کسنے مارا لوگون نے بیان کیا
کہ ایک شخص ملکہ کے باغ سے نکلکر جاتا تھا ہمنے اُسے ٹوکا اُسکے ہاتھ سے یہ مارا گیا بادشاہ
اُسی وقت باغ مین آیا اور ملکہ سے فرمایا کہ تمھارے باغ مین کون آیا تھا ملکہ سہم گئی دل آرام
نے کہا کہ حضور کسکی مجال ہی کہ باغ مین قدم رکھ سکے بادشاہ نے ہام بن ہوم کے مارے
جانے کا حال بیان کیا دل آرام نے کہا کہ کوئی قزاق ہوگا اور چوری کے قصد سے آیا ہوگا
ملکہ بیرون باغ کا حال کیا جانین بادشاہ دل مین قائل ہو کے چلا آیا اور طوفان اژدرگیر
سے حکم دیا کہ آج تم گشت کرو اور دیکھو کہ وہ کونسا ایسا سرکش آتا ہی جسکے ہاتھ سے
میرا اتنا بڑا سردار مارا گیا طوفان اژدرگیر نے دہ سو سوار اپنے ساتھ لیے اور شام سے

گشت پھرنے لگا وہاں ملکہ کو مایوسی ہوئی کہ اب شاہزادہ نہ آئیگا اور بہتر ہی کہ نہ آئے ورنہ راز
فاش ہونیکے علاوہ اسکی جان کا بھی خوف ہی یہاں تو یہ حالت ہی اور وہاں شاہزادہ طیمور
شیر سرور سے سوداگر نے کہا کہ بھائی صاحب آپ روز چلے جاتے ہین اور یہان کا رنگ
بے طور ہی کوئی قزاق آیا ہوا ہی کہ اُسکے ہاتھ سے بہت بڑا سردار مارا گیا ایسا نہو کہ آپ پر کوئی افتاد
پڑے یا یہ بدنامی آپ کے ذمہ ہو تو وقت پڑیگی طیمور نے کہا کہ میری وجہ سے کوئی بدنامی نہوگی
جو آفت آئیگی وہ مجھی تک محدود رہیگی اگر صحرا مین مجھ سے اور اُس قزاق سے ملاقات ہوئی
تو پکڑ کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر کر دونگا تم اطمینان رکھو سوداگر نے کہا کہ مجھے اپنی بدنامی سے
زیادہ آپ کی جان کا خوف ہی طیمور نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو مین موم کا بنا ہوا نہین ہون
کہ مجھے کوئی کھا لیگا غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر شاہزادہ طیمور شیر سرور مرکب پر سوار ہو کر
بجانب صحرا روانہ ہوے ایک مرکب پر شاہور ساتھ تھا شاہور نے کہا کہ چلتے وقت
لڑائی کا ہونا اچھا نہین ہی ورنہ ملکہ سے مل بھی نہ سکیگا شاہزادے نے کہا کہ پھر کیا تدبیر ہو نگہبان
موجود ہین شاہور نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین ٹھہر کر تاک لگائی جس وقت گشت کے
سوار ادھر سے اُدھر چلے گئے تو یہ دونون داخل باغ ہوگئے آج ملکہ کے وہم مین بھی نہ تھا
کہ شاہزادہ آئیگا یہ مایوس پڑی ہوئی سوچ رہی تھی کہ اب صورت ملاقات کیا ہو دل آرام سمجھا رہی
تھی کہ اس وقت تمھارے آنے سے نہ آنا بہتر ہی لوگ تاک مین ہین بادشاہ باخبر ہوگیا ہرچند ابھی یہ نہین
معلوم ہی کہ کون آتا ہی لیکن دشمن تو موجود ہین اگر زندگی باقی ہی تو ساتھ خیر و عافیت کے پھر ملجائینگے
یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک خواص نے دوڑ کر عرض کی کہ شاہزادے تشریف لائے ہین
ملکہ سمجھی کہ حسین بخج کلاہ آتا ہی لیکن وزیرزادی سمجھ گئی جلدی سے قصر کے باہر آئی تو دیکھا
کہ شاہزادہ طیمور شیر سرور مع شاہور چلا آتا ہی ان دونون نے گھوڑون کو درخت کے نیچے
چھوڑا اور آپ قصر مین آئے ملکہ نے جو طیمور کو دیکھا سکتا سا ہوگیا اور کہا کہ آپ کیونکر آئے
طیمور نے کہا یہ نپوچھو کہ کیونکر آئے کسی نہ کسی طرح چلے آئے شاہزادی خوش تو ہوئی مگر ساتھ ہی
تشویش پیدا ہوئی کہ جاتے وقت اگر نگہبانون سے سامنا ہوگیا تو ضرور لڑائی ہوگی دیکھیے کیا
ہوتا ہی اس روز جسقدر خوشی تھی اُتنی ہی تشویش بھی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ کچھ سکوت
کی حالت رہی نہ دم چھیچھے تھے نہ شغل سرود ستار تھا جب تھوڑی رات رہی اور شاہزادے
نے چلنے کا قصد کیا تو ملکہ نے دونون ہاتھ گلے مین ڈالدیے اور کہا مین نجانے دونگی اب تم
شب و روز یہین رہو نگہبان اپنا سر ٹپک ٹپک کے چلے جائینگے شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ ای
ملکہ یہ نہین ہو سکتا کہ مین تمھارے باپ کے پہلوانون سے خوف کرون اور یہان چھپ کے
بیٹھون مجھے تو یہی دیکھنا ہی کہ تمھارے یہان کیسے کیسے سردار ہین ہرچند ملکہ نے منتین کین مگر نہ مانا
دامن چھڑا کے گشت مرکب پر سوار ہوے اور باغ سے نکلکر چلے چند ہی قدم راہ طی کی تھی
کہ طوفان اژدر گیر کی نظر پڑی وہین سے اسنے اپنی گرگدن کو جولان کیا اور آواز دی کہ او دزد
خبردار مین آپہونچا شاہزادہ نے گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ مین تیری خدمتگذاری کو موجود
ہون طوفان اژدر گیر سامنے آیا اور للکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی طیمور نے کہا کیا
اندھا ہی تجھے دکھائی نہین دیتا کہ مین کہان سے آتا ہون طوفان اژدر گیر نے کہا کہ معلوم

ہوتا ہو قضا تیری تجھے کھینچ کے اس طرف لائی ہو طیمور نے کہا یا میری قضا لائی ہو یا تیری قضا لائی
ہو ہم دونون مین سے ایک کی قضا ضرور ہو طوفان اژدر گیر نے کہا کہ تجھے مثل ہام بن ہوم کے سمجھا ہو
شاید ابھی تو مجھسے آگاہ نہین ہو ستم طوفان اژدر گیر طیمور نے نعرہ کیا کہ تو مجھسے بھی آگاہ نہین ہو
ستم صاحبقران آئینہ پرستان لبس طوفان کے غضب مین آکر نیزہ کا وار کیا طیمور نے نیزے
کو نیزے پر کاٹا غرض رد و بدل ہونے لگی چند ضرب کی نوبت آئی تھی کہ طیمور نے نیزہ ہاتھ سے طوفان کے
نکال دیا طوفان کی نگاہون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا کہا او سرکش قضب کیا تو نے کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو سامنے مردان عالم کے افتخار اپنا ظاہر کرے
یہ کہکر تلوار ماری طیمور نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور
کیا تو ہی فاش زمین سے اٹھا لیا اور اچھال دیا گرتے وقت چو رنگ ہوا لی کا ٹکڑا ٹکڑا ہوے جو اُسکی
لاش کے زمین پر گرے طبقہ ہل گیا ہمراہیان طوفان نے کہا کہ مار لو اسکو جانے نہ پائے غضب
کیا ہے کہ ہمارے سردار کو مارا یہ کہکر دو سو جوان آپڑے ہر طرف سے کمندین اور تلوارین پڑنا
شروع ہوئین طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا جسپر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے دم بھر
مین سو جوانون کو اوس تیغ کیا آخر لاش طوفان کی لیکر سب بھاگ کھڑے ہوے طیمور اپنے
مقام پر پہونچا اور لباس خون آلودہ اتار کر چھپا دیا اور سو رہا صبح کو بادشاہ آکر دربار مین بیٹھا
تمام ارکین دولت جمع ہوئے حکیم دانشور وزیر حسین کلاہ فرزند بادشاہ ہوم تیغ زن
بروت کشیدہ ابرو سپہ سالار رحیم بلند بالا قریب چالیس پینتالیس سرداران زبردست کے آکر
جمع ہوے کہ اک مرتبہ رونے پیٹنے کی آواز کان مین آئی اور لوگ لاش طوفان کی لیے ہوے
آئے اور چارون ٹکڑے سامنے رکھکر کہا کہ اُس ظالم نے اتنے بڑے سردار کو چو رنگ ہوئی
کیا اُس وقت بادشاہ نہایت پریشان ہوا کہ جسنے اتنے بڑے سردار کو اس طرح مارا اُس سے
کون لڑ سکتا ہی قریب اس ملک کے اک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ دخانی کہتے ہین گھاٹیون سے اس
پہاڑ کے دھوان نکلا کرتا ہی اس کوہ پر اک قزاق رہتا ہی کہ نام اُسکا دخان کوہی ہی قوم حبش سے
ہی اور نہایت زبردست ہی بادشاہ اسکا دباو کھاتا ہی جبتک بروت تہمتن ملازم نہوا تھا اس وقت
تک دخان کوہی بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا لیکن جبسے بروت تہمتن کو عہدہ سالاری لشکر
کا سپرد ہوا ہی اُس وقت سے دخان کوہی نے بادشاہ پر دباو ڈالنا تو موقوف کر دیا ہی لیکن حسین کلاہ
کی بھی اتنی جرات نہین ہوئی کہ اُس سے الجھے اب بادشاہ کو اسکا خیال گذرا کہ سوا دخان
کوہی کے دوسرے کا یہ کام نہین ہی یہ سنکے بروت تہمتن نے مونچھون پر بل ڈالے اور کہا کہ آخر
خیر خواہان دولت کس دن کے واسطے ہین اگر حکم ہو تو اس کوہی کا سر لاکر حضور کے قدمون پر
ڈال دون بادشاہ نے کہا کہ ای بروت تہمتن وہان جانے کی ضرورت نہین ہی اسلیے کہ جنگ
دو سر دارد فتح و شکست پر کسیکو اختیار نہین حاصل ہی تمھارا کام جانبازی ہی اُس سے سر مکین ہوکے
نہ لڑو اگر تم زخمی ہو گئے تو مُجھسے کون جواب دیسکتا ہی لہذا آج باغ ارم کی حفاظت تمھارے
سپرد ہی اگر وہ اس طرف آئے تو اُس سے سمجھ لینا بروت تہمتن اس بات پر رنجیدہ ہوا
اور کہا کہ مین چوکیدار نہین ہون کہ رات بھر باغ کے گرد پھرا کرون یہ امر میری عزت کے خلاف
ہی اگر آپ حکم دین تو جا کر اس کوہی کو کھینچے بندہ پکڑ لاؤن لیے سر اُس کا لے آؤن بادشاہ نے

سکوت کیا بروت تہمتن اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ
دخانی روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پیکر کو ہوئی کہ اک قزاق پر شبہہ ہی کہ وہی شبکو
آتا ہی بروت تہمتن اُسکے قتل کے ارادہ سے گیا ہوا ہی طیمور ہنسے اور کہا کہ کیون شاہور اُس
غریب کی جان بچانا چاہیے ایسا نہو کہ ہمارے باعث سے دخان قزاق مارا جاے وہ بیچارہ
بے قصور ہی شاہور نے کہا کہ آپکو تمام دنیا کے جھگڑون سے کیا مطلب اب اس راز کا پوشیدہ
رہنا تو غیر ممکن ہی جبتک بات چھپی ہی چھپی ہی ایک دن ظاہر ہونا ضرور ہی وقت کو غنیمت
جانکر ملکہ سے ملیے طیمور خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو حسب قاعدہ سوار ہوکر صحرا کی طرف
نکل گیا اور چکر لگا کے باغ مین ملکہ کے جا پہونچا وہان ملکہ ان دھڑکون مین آدھی ہوئی جاتی تھی
شاہزادہ کے صحیح وسالم پہونچنے سے ملکہ کو خوشی حاصل ہوئی اور یہ خبر بھی سُنی کہ بادشاہ کو دخان
کوہی قزاق پر شبہہ ہوا ہی سپہ سالار کو اپنے کوہ دخانی کو بھیجا ہی ملکہ نے شکر کیا کہ آج کی رات
تو خیر وعافیت سے گذرے گی غرضکہ اُسی وقت سامان عیش ونشاط مہیا ہوا آج یہ دونون
باہم نظارہ بازی مین ایسے محو ہوے کہ رات بہت کم رہگئی شاہور نے کہا کہ اے شہریار
صبح ہوا چاہتی ہی جلد تشریف لے چلیے طیمور اُٹھ کھڑا ملکہ کو بحسرت دیکھا کی طیمور پشت
مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا قضاے کار راہ گم کر کے کہین سے کہین نکل گئے
اُنکو تو گم کردہ راہی کی حالت مین چھوڑا جاتا ہی

اور اوّل کچھ حال بروت تہمتن اور دخان کوہی کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ جسوقت بروت تہمتن مع فوج سامنے کوہ دخانی کے پہونچا اور خبر دخان کوہی
کو معلوم ہوئی کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی سردار میرے مقابلہ کو آیا ہی اسے تعجب ہوا کہ
آجتک بادشاہ نے مجھسے کبھی چھیڑ نہ کی تھی آج اسکا کیا سبب اک سپاہی کو بروت تہمتن
کے پاس روانہ کیا اور سبب آنے کا دریافت کیا سوار خدمت مین بروت تہمتن کے آیا
اور کہا کہ آپ ادھر کس غرض سے آئے ہین بروت تہمتن نے کہا کہ جا کر اُس چوٹے سے
کہدینا کہ اب تو نے ان بے ترکیبون پر کمر باندھی ہی کہ ملکہ کے باغ مین جاتا ہی اور دو ملازمان
شاہی کو قتل کر کے نکل گیا مین تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہون یہ جواب لیکر وہ سوار
پاس اپنے مالک کے گیا اور دخان کوہی سے بیان کیا دخان کوہی نے جواب مین کہلا
بھیجا کہ اے بروت تہمتن اگر تجکو اپنے زور وبازو پر گھمنڈ ہی تو مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون لیکن
تجھسے سچ کہتا ہون کہ بسبب تیرے مین نے بادشاہ سے اُلجھنا موقوف کر دیا مجھے نہین معلوم کہ وہ کون
شخص ہی جو ملکہ کے باغ مین آتا ہی اور جسکے ہاتھ سے دو سردار مارے گئے ملکہ کو مین اپنی دختر کی جگہ سمجھتا
ہون اگر تم اس شبہہ مین آئے ہو تو پلٹ جاؤ دھوکا نہ اُٹھاؤ کر آزمایش اپنی اور میری منظور ہی
تو مجھے تم سے مقابلہ کرنے مین کچھ عذر وانکار نہین ہی جسوقت یہ پیام بروت تہمتن کو پہونچا یہ ہنسا اور
جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھے تجھسے آزمایش بھی منظور ہی اگر ملکہ کے باغ مین کوئی اور شخص آتا ہی
تو بعد تیرے معاملہ کے اُس سے بھی سمجھ لونگا یہ سُنکے دخان کوہی نے اپنے لشکر کو بھی زیر کوہ اُتارا
اور طبل جنگ بجوادیا ادھر لشکر بروت تہمتن مین بھی کوس حربی بجا دونون طرف تیاریان

جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر تو بروت تہمتن اپنے چالیس ہزار
سواروں سے آگرصف آرا ہوا اور ادھر دخان قزاق پندرہ ہزار قزاقون سے صفین باندھ کر کھڑا
ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بروت تہمتن نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین آ کر
سلح شوری کی اور بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے دخان قزاق کو ٹوکا دخان قزاق مرکب کو
جمکا کر سامنے بروت تہمتن کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی دیر تک نیزہ
بازی رہی آخر بروت تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے دخان قزاق کے نکال دیا دخان قزاق نے
شرمندہ ہوکے تلوار ماری بروت تہمتن نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا دخان قزاق نے سپر بلند
کی لیکن ضرب گران تھی اور تیغہ بھی بھاری تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار خود کو کاٹ کرتا دوا برو
اتر آئی دخان قزاق نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اور چادر خود کی سر سے باہر آئی دخان قزاق
نے اسی حالت زخمداری مین تلوار ماری بروت تہمتن نے خالی دینا چاہا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن
مرکب کی قلم ہوئی بروت تہمتن کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر پیادہ دخان قزاق کی
طرف چلا قزاقون نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور حریف برسر کینہ ہے سب کے سب دوڑ پڑے ادھر
سے فوج بروت تہمتن کی بھی آگئی تلوار چلنے لگی قزاق دخان کوہی کو لیکر کوہ پر چڑھ گئے اور
سنگباری کرنے لگے بروت تہمتن عاجز ہوکے پلٹ آیا اور رکھ دیا کہ قل سمجھ لگا بس اپنے لشکر
مین آکر اسنے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور فوج سے کہا کہ کوہ کا محاصرہ کرلو کہ یہ دزد مکار کہین
بھاگ نہ جائے لشکر نے چارون طرف سے کوہ کو گھیر لیا دخان قزاق پریشان ہوا اور بروت
تہمتن پاس کہلا بھیجا کہ یہ کونسی مردانگی ہے کہ تمنے زخمی کو گھیرا ہے اتنا انتظار کرو کہ مین اچھا ہولون پھر
مقابلہ کرنا جسوقت یہ پیام دخان کوہی کا بروت تہمتن کو پہونچا اسنے جواب مین کہلا بھیجا کہ اے دزد
مکار یہ ان بان برابر والون سے کی جاتی ہے تجھ ایسے قزاقون سے نہین کی جاتی ہے نہ ہمین اتنی فرصت ہے
بعد تیری گرفتاری کے اس دزد کی خبر لینا ہے جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے تو اگر مجرم تازہ نہین ہے تو مجرم کہنہ
ہے یہ جواب سنکے دخان کوہی مایوس ہوا لیکن قزاقون نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے جبتک ہمارے
دم مین دم باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کو گرفتار کرکے لیجا سکے تمام رات قزاقون نے پتھر لالا کے
گھاٹیون پہ جمع کیے اور گھات سے بیٹھے جب صبح ہوئی تو بروت تہمتن آلات حرب وضرب تن پر
آراستہ کرکے کوہ کی طرف چلا جسوقت زیر کوہ پہونچا قزاقون نے سنگباری شروع کی بروت
تہمتن نے ایک ہاتھ مین گرز سنبھالا دوسرے مین سپر لی اور پتھرون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ
والون کے تو سر پھٹے اور شانے ٹوٹے یہانتک کہ سب رک رہے لیکن بروت تہمتن گھاٹیون
کو طے کرتا ہوا بر سر کوہ پہونچ گیا اور تلوار کھینچکر قزاقون کو قتل کرنے لگا قزاق بھی جانون پر کھیل گئے
سینہ سپر ہوے اور دخان کوہی کو بچایا یہان تو جنگ ہو رہی تھی لیکن شاہزادہ طیمور راستہ
بھول کر اسی طرف آنکلا لوگون سے پوچھا کہ یہ بالاے کوہ جنگ کیسی ہو رہی ہے انھون نے بیان
کیا کہ کوئی شخص ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے اسکے شبہہ مین اس قزاق کے گرفتار کرنے کا حکم دیا
گیا سپہ سالار لشکر حسن آباد نے قزاق کو زخمی کیا اب فکر گرفتاری مین کوہ پر پہونچ گیا ہے قزاقون
سے جنگ ہو رہی ہے بس یہ سنکے طیمور نے شاہور سے کہا کہ یہ تو برا ہوا کہ ہمارے شبہہ مین اک
بیگناہ گرفتار ہو یا قتل ہو جاے شاہور نے کہا پھر کیا ارادہ ہے آپ تنہا ہین اسکے ساتھ

چالیس ہزار کا لشکر ہی طیمور نے کہا کہ کثرت فوج کا مجھے خوف نہین جب سردار کو مار لیا تو فوج کیا کر سکتی ہی علاوہ
اسکے جس طرف ہوگے لڑ بھڑیگے اسکی فوج اپنی فوج ہر ضرور ہماری طرف سے لڑیگی یہ کہکر مرکب کو جولان
کیا اور آواز دی کہ او بروت تہمتن کیون اُس بیگناہ سے ڈرتا ہی یہ ملکہ کے باغ مین نہین جاتا ہی مقابلہ مین جاتا
ہون آ اور مجھ سے مقابلہ کر یہ سُنکے بروت تہمتن کوہ سے اُترا اور کہا کہ اصل مین تو تیری ہی تلاش تھی لا آخر
اپنا طیمور نے کہا کہ مردان عالم ہیشہ سُستی کو اچھا نہین سمجھتے بروت تہمتن ہنسا اور کہا کہ ابھی تو تو طفل ہی
لایق مقابلہ بھی نہین اور اسقدر اولوالعزمی کرتا ہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کی دل مین رہجائیگی کچھ بن نہ آئیگی طیمور
نے کہا کہ تیرے دل کی حسرت تو نکل جائیگی مین چاہتا ہون کہ تیرے دل کی دل مین نہ رہے بس یہ سنتے ہی
بروت تہمتن نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا ردو بدل ہونے لگی یہ خبر
سُنکر دخان کوہی بھی زخم سر باندھے ہوے کوہ پر آکے کھڑا ہوا اور تماشاے جنگ دیکھنے لگا یہان
طعنین چل رہی تھین دخان کوہی دل مین کہرہا تھا کہ یہ لڑکا بھی بلاے بد معلوم ہوتا ہی خداوند لات اعلا
نے اسکو میری مدد کے واسطے بھیج دیا ورنہ میرے گرفتار ہوتے مین کیا باقی تھا یہان قریب چالیس
پینتالیس طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ طیمور نے خبردار خبردار کہکر نیزہ پر نیزہ مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ بروت
تہمتن کو پیچیدہ کرکے ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ بروت تہمتن کے ہاتھ سے صاف نکل گیا دخان کوہی پھڑک گیا
کہ کس پھرتی سے نیزہ نکالا ہی اور بروت تہمتن نیزے کے ساتھ ہاتھ اونچا کرکے رہگیا دخان کوہی نے
تعریف کی اُدھر بروت تہمتن بہت خجل ہوا اور دل مین جل بس اٹھے آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین او طفل غضب کیا تو نے
کہ سامنے میرے حریف اور رہا تھون کے مجکو ذلیل کیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری
طیمور نے وار اُسکا سپر پر گانٹھ کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بروت تہمتن نے سپر بلند کی یہ ضرب
گران طیمور سے بہادر کی ہی بھلا کسکے روکے رُک سکتی ہی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے
ہوے اور تیغہ خود پر بیٹھا طیمور نے جھٹکا مارا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اُترا ابھی آستے داہنے داستانہ
مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکالا چادر خون کی سر سے باہر آئی یہ دیکھکر چالیس ہزار لشکر بروت تہمتن کے
لینا لینا کہکے دوڑ پڑے اور طیمور پر حملہ کیا طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا اُدھر دخان کوہی
نے اپنے قزاقون کو اشارہ کیا کہ جاکر اُس بہادر کے شریک ہو اور لشکر حریف سے لڑو پندرہ
ہزار قزاق آپڑا اور لڑنے لگے دخان کوہی بھی اسی حالت زخمداری مین مصروف جنگ ہوا اُدھر
تو طیمور کے حملے اُدھر دخان کوہی کے نعرے قزاقون کا پوتین بجا بجا کر گرنا گھوڑے سوارن
کے بدمزاجی کرنے لگے لشکر مین ابتری پیدا ہوئی آخرکار فوج بروت تہمتن کی اپنے سردار کو
لیکر بھاگ کھڑی ہوئی یہان دخان قزاق خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے حاضر
ہوا اور عرض کی کہ آپکی بدولت اس ظالم کے ہاتھ سے نجات پائی لیکن سبب نہ معلوم ہوا کہ
آپنے میری طرفداری کس بنا پر کی شاہزادے نے فرمایا کہ اے دخان قزاق سبب اسکا
یہ تھا کہ میرے شبہہ مین تجھپر موج کشی ہوئی تھی گویا میری وجہ سے تو اسیر کیا جاتا تھا جب مجھے
معلوم ہوا تو مین آپڑا اور تیری مدد کی کہ میری وجہ سے کسی پر کیون تکلیف گذرے یہ سُنکے
دخان کوہی نے کہا کہ اگر مین زندہ ہون تو مین بھی آپکی خدمت اور شرکت سے باہر نہین ہون
یہ اتفاقی امر تھا کہ مین ہاتھ سے اس سردار کے زخمی ہوگیا ورنہ مین وہ شخص ہون کہ ہمیشہ بادشاہ

حسن آباد سے خراج لیتا رہا ہون جسوقت میرا زخم سر اچھا ہوے گا تو مین حاضر ہو کر آپ کی طرف سے
شریک جنگ ہونگا مجھے بتا دیجیے یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ ای دخان
کوہی مین تن تنہا اس ملک مین آیا ہون اور پلٹتے وقت جس سردار کا پہرہ ہوتا ہی اس سے
مقابلہ کرتا ہون دو سردار میرے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہین آج مین راستہ بہک کر اس طرف نکل آیا
تو یہ معرکہ دیکھکر تمہارا شریک ہوا اور اک سوداگر کے ساتھ وزیر کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہون مجھے
اپنا راز فاش کرنا منظور نہین ہی ورنہ سوداگر پر مفت مین آفت آجائیگی دخان کوہی نے کہا ای شہریار
پردیس کا معاملہ ہی اور تنہائی اُسپر یہ جرأت سوا آپکے دوسرے کا کام نہین ہی اب آپ وہان نہ جائیے
اور یہان قیام فرمایئے کہ یہان کچھ فوج بھی ہی اور مقام بھی محفوظ ہی طیمور نے کہا ای دخان قزاق
میرے غائب ہونے سے بھی سوداگر سے پرسش ہوگی اور راز فاش ہو جائے گا اور اب مین یہان
ٹھہر نہین سکتا یہ فرما کر رخصت ہوے دخان قزاق مجبور ہو کے رہگیا لیکن دل سے بندۂ بے دام
ہوگیا یہ تو مصروف علاج ہی اور طیمور وہان سے قریب ایک بجے دن کے مکان پر پہونچے
ملکہ نے بغرض دریافت خیریت دردسر کا بہانہ کر کے پھر شاہور کو طلب کیا شاہور حکیم بن کے
پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ ای ملکہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہی جو سردار شاہزادے کے
ہاتھ سے آج زخمی ہو کے نکل گیا ہی اُسنے پہچان لیا ہی کہ یہ وہی شخص ہی جو سوداگر کے ساتھ آیا ہی اب
جو وہ بادشاہ کے دربار مین آئیگا تو سب حال بیان کریگا اب زمانہ رنگ بدلا چاہتا ہی اور دیکھا
چاہیے کہ کیا ہوتا ہی یہ باتین کر کے یہ تو رخصت ہوا اور وہان برروت تہمتن زخمی واپس آیا
لیکن بسبب شرمندگی کے خدمت مین بادشاہ کے نہین آیا اور مصروف علاج ہوا لیکن جس وقت
بادشاہ کو خبر ہوئی کہ برروت تہمتن زخمی ہو کے آیا ہی تو اسے تشویش پیدا ہوئی کہ دخان قزاق
اسی کے دباؤ سے خاموش تھا اب اگر وہ شہر پر چڑھ آئے گا تو بڑی مشکل ہوگی اُسیوقت چوبدار کو
روانہ کیا اور برروت تہمتن سے کہلا بھیجا کہ تمپر جو واقعہ گذرا ہو آکے بیان کرو کہ انتظام کیا جائے
برروت تہمتن نے کہلا بھیجا کہ مجھے اُسی ظالم نے زخمی کیا ہی جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہی قزاق کو
زخمی کر چکا تھا اور قریب تھا کہ اُس دزد کہنہ کو گرفتار کر کے حاضر کرون کہ وہ ظالم آ گیا اور اُسکے ہاتھ
سے مین زخمی ہو گیا آپ اطمینان رکھیے زخمی ہونا مردان عالم کے لیے عیب کی بات نہین ہی جسوقت
زخم سر میرا اچھا ہو جاویگا تو پھر اُس سے مقابلہ کرونگا اور قزاق کی اتنی مجال نہین ہی کہ اس طرف کا
رخ بھی کر سکے اور نام طیمور کا برروت تہمتن نے اسوجہ سے نہین بتایا کہ ایسا نہو یہ بغیر مقابلہ کے گرفتار
ہو جائے دل کی دل مین رہجائیگی اور عوض نہ لے سکونگا اگر مین خود اسے اسیر کر کے لاؤنگا تو بادشاہ
زیادہ خوش ہوگا الحاصل تین چار روز کے بعد جب برروت تہمتن نے غسل صحت کیا تو بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا یہان تین چار روز کے عرصے مین اور کئی سردارون کو طیمور نے زخمی کیا
کسی کو جان سے مارا اور صاف نکل گیا جب برروت تہمتن دربار مین آیا اور سب ماجرا سنا تو اسنے
بادشاہ سے عرض کی کہ آج غلام ملکہ کے باغ کی حفاظت کریگا اور چور کو گرفتار کر کے خدمت مین حضور کے حاضر
کریگا اور اگر وہ مجھ سے زیر نہوا تو پھر کسی سے زیر نہوگا بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی آج تم بھی جا کے جو صلاح ہو
کرو اگر تم بھی اُسے گرفتار نکر سکے تو پھر کوئی اور تدبیر کیجائیگی الغرض جب شام ہوئی تو برروت تہمتن فوج
کو لیکر پہونچا اور ملکہ کے باغ کی محافظت مین مصروف ہوا وہان شاہزادہ طیمور حسب قاعدہ مسلح ہو کر

جانب باغ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ اندر باغ کے پہونچنا نہایت دشوار ہی فوج ہر طرف سے
محاصرہ کیے ہوے ہی شاہپور سے کہا کہ ای برادر آج ملکہ سے ملاقات بھی نہوگی اسلیے کہ راستے اندر
جانے کے مسدود ہین شاہپور نے کہا آپ یہین ٹھہرے مین کسی تدبیر سے جاتا ہون اور کشتی لیکر فلان جانب
آتا ہون آپ راہ دریا سے تشریف لیجلیے طیمور تو جانب دریا روانہ ہوا اور شاہپور شیر دل نے
رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگاکر صورت اپنی اک خواجہ سرا کی بنائی اور دروازہ باغ کی جانب متوجہ ہوا
جب قریب پہونچا تو اہل لشکر نے ٹوکا کہ کون جاتا ہی شاہپور نے کہا کہ مین غیر نہین ہون میانہ
فیروز میرا نام ہی بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہون ملکہ کی خیر و عافیت بھی دریافت کرنا منظور ہی اور یہ
بھی غرض ہی کہ اگر حریف اندر باغ کے موجود ہو تو تمکو اطلاع کردون یہ سنکے اُن لوگون نے راہ دیدی
شاہپور اندر باغ کے داخل ہوا یہان ملکہ بیٹھی ہوی سوچ رہی تھی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا انجام ہوتا ہی
آج یہ ظالم آیا ہی اور اتنی بڑی فوج لایا ہی کہ سارے باغ کو گھیر لیا ہی کہ اتنے مین شاہپور خواجہ سرا
بنا ہوا پہونچا ملکہ خواجہ سرا کو دیکھکر اور ڈری کہ اگر کسی تدبیر سے وہ یہانتک پہونچے بھی تو اسکی ذات
سے اور بھی رسوائی ہوگی ابھی تک تو مین یہ کہکر چھوٹ گئی کہ مجھے باغ کے باہر کا حال کیا معلوم
کہ کون آتا ہی چور ہی یا شاہ اور کس ارادہ سے آتا ہی کہ شاہپور نے ملکہ کو سلام کرکے عرض کی کہ
آپنے مجھے پہچانا ملکہ نے کہا کہ تم تو کوئی نئے ملازم معلوم ہوتے ہو مین نے آج ہی تمکو دیکھا شاہپور
ہنسا اور کہا کہ مین ہون شاہپور ملکہ نے کہا ای شاہپور شاہزادہ کہان ہی خدا کو مان کے انھین سمجھانا کہ ادہر
آنیکا قصد نکرین جب یہ شور موقوف ہوجائے اسوقت آئین ورنہ مجھے نکال لے چلین مین ہولین کھاتے کھاتے مرجاؤنگی انکا
مزاج نہایت تیز ہی ایسا نہو کہ کوئی افتاد پیش آئے تو یہان نہ کوئی حامی ہی نہ مددگار نہ فوج ہی نہ انکے سردار ہین
سب دشمن خونخوار ہین یہ سنکے شاہپور نے کہا ای ملکہ تقدیر تمھاری اس شیر صولت سے لڑی ہی کہ وہ دشمن
سے خوف نہین کرنیوالا ہی اسیوقت مین نے روکا ورنہ وہ حملہ کیا ہی چاہتے تھے مین نے اس بہانے سے
ٹالا کہ ملکہ سے تو مل آئیے انکو دریا کی طرف بھیجا ہی اور مین راہ دریا سے کشتی لیکر جاتا ہون
انکو ابھی سوار کیے لاتا ہون ملکہ یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور شاہپور کو لیکر آپ کشتی پر سوار ہوئی
اور روانہ ہوگئی یہان شاہزادہ منتظر ہی کھڑا تھا کہ دور سے کشتی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ ملکہ خود
چلی آتی ہی طیمور نہایت خوش ہوا اتنے مین کشتی آکر کنارے سے لگی طیمور مع مرکب کشتی
پر سوار ہوا کشتی ساحل مراد پر پہونچی ملکہ مع شاہزادہ کے اُترکر داخل باغ ہوئی دونون عاشق و معشوق
آکر قصر مین جلوہ افروز ہوے ملکہ نے کہا کہ آج کیا ارادہ ہی فرمایا ای ملکہ جو روز ہوتا ہی وہی آج بھی
ہوگا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور رونے لگی فرمایا کیون روتی ہو ملکہ نے کہا تمکو تو روز کی لڑائی ایک
دلگی ہی اور ہماری دھڑکے مین جان جاتی ہی لہذا یا تو ہمکو لیکر اسی راہ دریا سے شہر کیوا اپنے کو نکل چلو
کہ وہان تمھارا لشکر بھی ہی یہان تن تنہا رہنا اچھا نہین ہی یا اس جنگ و جدال سے باز رہو
طیمور نے کہا کہ ملکہ تم ان معاملات مین دخل ندو مین اس وقت صاحبقران مشہور ہون میری شان
کے خلاف ہی کہ حریف سے منہ موڑون سپہ فراری ہی جسے مین زخمی کرچکا ہون پھر جو پھر کے آیا تو اسکی صف
کھینچ کے لائی ہی یا زیر ہوکر مطیع ہوگا مین اسکے مقابلہ کو ضرور جاؤنگا آتے وقت مین اس خیال
سے نہین آیا تھا کہ تم سے ملاقات ہوگی جنگ دوسرا دن کیا معلوم مآل جنگ کیا ہو تو تمھارے
دیکھنے کی ہوس نہ باقی رہجائے اب ملکہ کی یہ حالت ہی کہ دامن نہین چھوڑتی ہی آنسو بہ رہے ہین

اب طیمور بدمزاج ہونے لگا اور جھبکا دیکر امن چھڑا لیا اُس وقت شاہپور نے ملکہ کے کان مین کہا کہ تم اطمینان رکھو مین ایسا فقرہ دیتا ہون کہ نگہبانان باغ دور ہٹے جاتے ہین شاہزادہ نکل جاے گا ملکہ چپ ہو رہی اور شاہزادہ طیمور قصر سے نکلکر قریب اسپ مرکب کے آیا اور پشت مرکب پر سوار ہوگئے دروازہ باغ کی طرف متوجہ ہوا لیکن شاہپور شیر دل اُسی طرح خواجہ سرا بنا ہوا طیمور سے پہلے جا پہونچا اور لشکر کے سپاہیون سے کہا کہ تم یہان کیا کر رہے ہو اور کس خواب خرگوش مین ہو تم جنگل تاک مین ادھر ہو وہ راہ دریا سے آیا تھا یہان ترک سوارون نے تیر مارنا شروع کیے کہ وہ کشتی سے نہ اُتر سکا جلدی جاؤ ابھی کشتی ساحل تک نہ پہونچی ہوگی بس یہ سنتے ہی تمام سوار گھوڑے اُٹھا کر شور کرتے ہوئے چلے کہ جلد پہونچو ایسا نہو دریا عبور کرکے نکل جاے دم بھر مین میدان صاف ہوگیا ادھر جو شاہزادہ طیمور دروازہ باغ پر آیا میدان صاف پایا شاہپور سے کہا کہ وہ سب کہان گئے شاہپور نے اپنے دھوکا دینے کا حال بیان کیا اور کہا کہ اے شہریار آج ملکہ کی خوشی سے کبھی اور نکل چلیے طیمور نے کہا کہ اے شاہپور اگر آج نکل جاؤنگا تو کل پھر بھی سامنا ہے پھر مین بدنامی کیون مول لون اور شہر حسن آباد مین بھی ایک سردار ہے جسکے زور پر حسین کج کلاہ سلطنت کرتا ہے اسکے زیر ہونے ہی حوصلے پست ہو جائینگے یہ کہکر تعاقب مین اُن لوگون کے گھوڑا ڈال دیا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ اے بیوقوفو کہان جاتے ہو ادھر آؤ کہ مین باغ سے ملکہ کے آتا ہون اور اپنے مکانات کو جاتا ہون کے جسکو روکنا ہو مجھے روک لے بس یہ آواز سنتے ہی ساری فوج پلٹ پڑی اور بہروت تہمتن بھی پلٹا اور کہا کہ واقع مین تو بڑا بہادر ہے کہ تو نے اکیلے اتنون کو ٹوکا ہر چند کہ مین ایک بار تیرے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون لیکن زخمی ہونا بہادرون کا فخر ہے آج تجھے بغیر مارے یا گرفتار کیے واپس نہ جاؤنگا اچھا اپنا وار کر طیمور نے کہا کہ مردان عالم ہمیشہ سستی کو معیوب جانتے ہین پہلے تو اپنا وار کر بس بہروت تہمتن نے تلوار ماری شاہزادے نے سپر بلند کی تلوار جو پڑی تو چار انگل سپر مین در آئی ہوگی کہ طیمور نے بلچک دی تلوار بہروت تہمتن کی ٹوٹ گئی اُسنے ٹکڑا منہہ پر کھینچ مارا طیمور نے خالی دیا اور اپنا وار کیا بہروت تہمتن نے بھی سپر اُٹھائی اور تلوار کو ضامن دیا سپر تو قلم ہوئی لیکن تلوار طیمور کی پشت شمشیر پہ رکی پھر بہروت نے تلوار ماری شاہزادے نے بلچک دیکر اس تلوار کو بھی توڑ ڈالا بس بہروت تہمتن نے دو ڈر گرارا بے سے ارہ پشت نہنگ اُٹھایا اور سر پر طیمور کے وار کیا طیمور نے رات کی تاریکی مین یہ خیال نہین کیا کہ یہ ارہ ہے سپر سے نہ روک سکیگی جلدی سے ڈھال بلند کر دی لیکن یہ ضرب بے پناہ تھی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے ارہ خود پر بیٹھا خود کاٹ کر سر مین در آیا چار انگل کا زخم آیا طیمور نے دستانہ مارا ارہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے بیہوشی طاری ہوئی دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈال دیے بس یہ دیکھتے ہی بہروت تہمتن نے کمند سنبھالی اور آگے بڑھا کہ طیمور کو گرفتار کر لے لیکن شاہپور نے جو دیکھا کہ اب طیمور گرفتار ہوا چاہتا ہے دوڑ کر حقہ آتشبازی مارا مرکب بہروت تہمتن کا بھڑکا اور لشکر کے لوگ بھی منتشر ہوے مرکب طیمور کو لے نکلا شاہپور بھی ساتھ ہوا تین چار حقے آتشبازی کے اور مارے کہ مجمع متفرق ہوا بھیڑ چھٹی یہ دونون صاف نکل گئے یہان بہت تلاش کی لیکن طیمور کو نہ پایا جب صبح ہوئی تو یہ لوگ بھی خدمت مین بادشاہ کے آئے اور بیان کیا کہ اے شہریار سوداگر کے ساتھ جو آسکا

بھائی آیا ہی ہمین اسی کا شبہہ ہوتا ہی آج وہ زخمی ہوکر نکل گیا ہی اب حضور سوداگر کے مکان پر اُسے دریافت کرائین اگر وہ زخمی ملیگا تو گرفتار کر لیجئے گا اور اگر نہ ملے تو سوداگر سے حکم دیجئے کہ اُسے لیکر حاضر ہو اگر سوداگر نہ لا سکے تو سوداگر کو اسیر کیجئے کہ یہ فعل اُسیکا معلوم ہوتا ہی یہ سُنکے بادشاہ نے اُسیوقت چند سوار دکلو روانہ کیا کہ سوداگر کو اُسکے بھائی سمیت جا کے لے آؤ یہان خواجہ اخوان بیٹھا ہوا تھا کہ شاہی سوار آ کے پہونچے اور سوداگر سے پوچھا کہ بھائی تمہارا کہان ہی سوداگر یہ سُنکے گھبرایا کہا کہ وہ کہین سیر کو گیا ہوا ہی سوارون نے سوداگر کو حراست مین لیا اور خدمت مین بادشاہ کے حاضر کیا حسین کجکلاہ نے پوچھا کہ ای سوداگر سچ بتا کہ جسے تو اپنا بھائی کہتا ہی یہ کون شخص ہی اور کہان گیا سوداگر نے عرض کی کہ حضور فی الحقیقت وہ میرا رشتہ کا بھائی ہی لیکن صبح اُٹھکر برائے تفریح وہ روز جایا کرتا ہی مزاج مین اُسکے کسیقدر وحشت ہی نہین معلوم کہان گیا ہی جسوقت وہ حاضر ہوگا مین اُسے لیکر حاضر ہونگا مجھے کس قصور پر اسیر کیا ہی حسین کجکلاہ نے کہا کہ جسوقت وہ گرفتار ہو جائیگا اُس وقت تجھے چھوڑ دینگے ورنہ آج کے آٹھوین روز اُسکے عوض تجھے قتل کرینگے یہ کہکر زندانخانے بھجوا دیا اب یہ تو گرفتار رہی طیمور کی فکر مین ہی اور طیمور ادھر کب ہی بیکر نکل گیا ہی شاہور شبانہ روز ساتھ ساتھ رہتا ہی

لیکن یہان سے چند کلمہ داستان ملک سار لقیہ کے بیان ہوتے ہین نیرنگ سحر ساز جادو و خواہرزادہ خلخال کا چاہ بابل سے برائے قصاص نعون خلخال جادو آنا اور بگاڑ پڑنا رضوان سحر ساز جادو سے علیحدہ ہو جانا رضوان سحر ساز کا اور آپس مین مقابلہ ہونا باقی حالات متعلق داستان

هذا مخمس برآغاز داستان

گو مسیحا ہین وہ بن ٹھنکے نکھرنے والے
جو کئے بھی ہین کہین جی سے گذرنے والے
میٹھی باتون سے ہین زخمون کے بھی بھرنیوالے
اُنکے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈہ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گذرے ہر ایک محبت مین گذرنے والے
قتل ہونے سے ہین خط عشق مین مرنے والے
ہے عجب رنج مین دن زیست کے بھرنیوالے
مرجا قتل ہمین کر کے مکرنے والے
منہ سے کہتے نہین احسان کے کرنیوالے

اُسکی ابرو و مژہ سے مین بھلا کیا ڈرتا
اس جگہ مرہم کافور اثر کیا کرتا
ہا تو جیتا مین اس امید پر اور یا مرتا
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا
اُسکے تیرون ہی کے کچھ زخم تھے بھرنیوالے

ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہی اور کیا جوبن
مارہی ڈالے گا دو ایک کو انکا جوبن
یہی کرتا ہی اشارے کو کوئی ابھرا جوبن
یون ابھرتے مین مخمل پہ لگے ابھرنیوالے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کر سن لو
قتل کرتا نہین قاتل تو چلو جانے دو

بار یہ سمجھتے اثر جائے سب کدورتی ہو | کبھی ہو خواہش قتل نہ گلا خود کاٹو

اُنکی کو یون یار نہیں رکھتے ہین مر نیوالے

ہمکو یقین آپکے کہنے کا قسم کھاتا ہون | اپنے قابو مین مگر دل کو نہین پاتا ہون
یہ نہیں مانتا خود جا سے سمجھاتا ہون | بیقرار اور مین اُس وقت ہوا جاتا ہون

اُکون کشتے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہو اُسکا کہ نہیں رحم ذرا | کوئی جی جائے کہ مر جائے نہین کچھ پروا
دل ہی لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اُسکا | یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا

اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنیوالے

نکلا لاکھون مین نہ کوئی بھی گنہگار ایسا | جسم تھرانے لگا خوف سے مارے اپنا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا | لاکھ پوشش ہوئی ہم چھپ کر [illegible]

ایسا گناہون سے بری ہو گئے ڈرنیوالے

مجھکو سمجھانے مین اچھا نہین یہ کام اے شوخ | ہیک ہوگا نہ کبھی قتل کا انجام اے شوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہر بام اے شوخ | خود بھی پائے نہیں مشکل [illegible] اے شوخ

آہ سے خاک نشینون کے نہ ڈرنیوالے

اسطرح دلخواہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین | عشق میں جاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کس کڑی راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین | امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین

مجھ سے تو پوچھئے کیا قصد ہے مرنیوالے

تیر الفت کے لیے پھانسی سے سوا | زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
کوئی ابرو پہ گلا کاٹ کے مر جائیگا | ہر ادا کو تری سمجھیگے انداز قضا

جی سے یار اگر دل سے گذرنیوالے

ہم گنہگارون کے کھوئے گئے اُسکے ہوش | قتل کیا لے کے کھڑے ہیں کیا ہم سکو خموش
نہین معلوم یہ کس بات پر آیا انھین جوش | زاہد آنے ہی لگے مسجد مین اُن خروش

لو نہین پیچ اُسکے [illegible] سے گذر نیوالے

لو نہین جو رہے مائل تری طبع عالی | اپنے سبب غیر سے بھی نہین زنجیر لگالی
پھر یہ بات بھی ہو جائیگی تجھے بہالی | کچھ ہوا ہی مرے کینے سے ترا دل خالی

اور بھڑ جنگے سلامت رہین کھڑنیوالے

روا ہی ہوتا ہے لب لطف و کرم تجھ سے فلک | ہان اگر ہو تو ہر امید ستم تجھ سے فلک
جانتے ہین کہ خوشی ملتی ہے کم تجھ سے فلک | دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھ سے فلک

چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنیوالے

مجھے لائیگا قیامت ترا قد دل پر جو | بعد مرنے کے نہ دے داغ مجھے اے مہرو
چین لونگا نہ ترے دیکھ کے بکھرے گیسو | کھولکر بال پریشان نکر روح کو تو

او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے

با ہم اس بات کا چرچا مرے نالے کرلین | ہام تک یار کی رستا مرے نالے کرلین

میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کرین | پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرین
عرش پر چڑھتے ہین کیا ذلت آثر ہوتے ہوئے

ماہتاباں یہ عجب ہے تھا کچھ روز وصال | ہجر جانان نے دیے داغ کے ہین بیچ کمال
پاس کو آج کی شب تھا اٹھین یا تو نکا خیال | چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
پھر رہے تھے وہ لگا ہو ہمین نکھر ہوا لے

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد مارے جانے خلنجال جادو کے چالیس روز تک ساریق بن لقا سیہ پوش رہا اور صاحبقران حق پژوہ مصروف جشن رہے سختگان نے ساریق سے کہا کہ اب وقت گریز قریب معلوم ہوتا ہی ملکہ خلنجال جادو تو جہان جانے والی تھین وہان پہونچ گئین اب اپنی خیر منایئے جن لوگون پہ آپکو بھروسا تھا وہ تو جا چکے بر بہوت رعد آواز نہنگ بن طوفان دریا موج یہ دونون سردار طیمور آئینہ پرست نے اپنے کر لیے اور زلزال بن زلزلہ کو سکندر نے زیر کر کے مطیع کر لیا ساحر اس طرح مارے گئے چند ساحر رہ گئے ہین رنگ کیے کیا ہوتا ہی ساریق یہ سنکے خواب غفلت سے بیدار ہوا کہا ای سختگان ساحرون کو بلاؤ آن سے دریافت کیا جاے کہ تم مقابلہ کر سکتے ہو یا ہم مقابلہ کا اور بندوبست کرین یہ سنکے سختگان نے شاہین جادو اور طناز جادو وغیرہ کو طلب کیا جب یہ چھ جادوگرنیان حاضر دربار ہوئین تو ساریق نے پوچھا کہ اگر تم اہل اسلام سے مقابلہ کر سکو تو طبل جنگ بجواؤ ورنہ خداوندگاری اور بندوبست کرین جادوگرنیون نے جواب دیا کہ ہم مقابلہ اہل اسلام مین قاصر نہین ہین یہ اور بات ہی کہ ملکہ خلنجال جادو اور فرتوت آتش بان کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ورنہ کیا حقیقت ہی ان اہل اسلام کی کہ مقابلہ کر سکین بڑا بھروسا اسم اعظم کا ہی اُسے ادنے ساحر بھی بند کر سکتا ہی آپ طبل جنگ بجوائیے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین ساریق نے کہا آج شام کو مین طبل جنگ بجواؤنگا یہان تو یہ رنگ ہی اور وہان صاحبقران عالی شان کو جب جشن چہل روزہ سے فراغت ہوئی تو خیال مکرنا ہیبت ہلال امرد کا آیا کہ آن سے وعدہ ہو چکا ہی کہ بعد مقابلہ ساریق کے ہم شہر انجم حصار کی طرف آئینگے بس انکو الجھن ہوئی کہ یہ ملعون طبل جنگ نہین بجواتا لہذا کوئی نامہ لکھنا چاہیے بادشاہ اسلام سے صلاح کی انھون نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ ضرور نامہ لکھیے کہ یا آمادہ جنگ ہو یا اطاعت اختیار کرے منشی سیف قلم کو نامہ نگاری کا حکم ہوا مضمون زبانی بتا دیا گیا منشی نے نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای ساریق تو نے قدرت رب پاک ذات کو دیکھا کہ تیرا سامان خداوندی اس نے کن بے دست و پا لوگون کے ہاتھ سے لٹوا دیا بس اب خلنجال جادو کے غم کو دل سے بھلا اور اپنے نیک و بد پر غور کر کے مجکو جواب صاف دے کہ اب تجھے دعوت اسلام منظور ہی یا جنگ ہنوز نامہ لکھکر کوئی جانے نہ پایا تھا کہ چوڑی سرکارون کی گردنین آلودہ پسینے مین عرق حاضر ہوئی بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق مین طبل جنگ بجا ہی یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ اب نامہ بھیجنے کی ضرورت نہین ہی اور نامہ کو چاک کر کے پھینک دیا اور فرمایا کہ کچھ بیٹھا نہین کہہ دو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی ہو بتا ہید ربانی تیجے طبل جنگی یہان بھی اُسی وقت کوس حسنی نوازش مین آیا آج بہت دنون کے بعد طبل جنگ بجا ہی دونون لشکرون مین زور شور کے ساتھ تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین ساحر اپنے اپنے سحر جگا رہے ہین تمام صحرا دھوان دھار

ہو رہا ہوگا اور زمین ساحری یا جمشید کی بلندی میں غرضکہ تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آکر صف آرا ہوئے ساریق آکر تبیطول پر پہنچا دریچہ کھول دیا اور سیر کرنے لگا اسطرف سے سواری بادشاہ
اسلام کی میدان نبرد میں پہونچی صفیں آراستہ ہوئیں سرداران اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفوں سے آگے
بڑھ بڑھ کے کھڑے ہوئے صاحبقران لشکر سے چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوئے ساحران
لشکر کفار ایک جانب پرے جمائے ہوئے کھڑے تھے ہاتھوں پر تیغے کھینچے ہوئے بت شانے سے لیکر
کہنی تک بندھے ہوئے کوئی فیل سحر پر سوار کوئی شیر کوئی کرگدن کوئی خرس وغیرہ پر جھولیاں اسباب سحر
سے مملو گلوں میں بجائے زنار مار سیاہ لٹکے ہوئے پنجوں پر سول چمکتے ہوئے ڈفلے ڈبرو بجتے ہوئے
ایک جانب ساحران لشکر اسلام دو لاکھ ساحروں کی جمعیت سے کھڑے تھے ہنوز کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ یکایک وہ گرد شگافتہ ہوا
اور وہاں گرد سے ایک لاکھ ساحر غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیاں ہنجھولیاں کاندھوں پر ڈالے
پیدا ہوئے آگے آگے کرگدن سحر پر ایک ساحر سوار اور پیچھے اُسکے نہنگ سحر پر اور ایک ساحر نوجوان
اور ایک ساحرہ طاؤس سحر پر سوار طاؤس اسکا بال بے ہوا اُڑتا چلا آتا تھا دونوں جانب کے ہرکارے
واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے اور آکر عرض کی کہ نیرنگ سحر ساز جادو خواہرزادہ خلخال جادو
اپنی خالہ کا قصاص خون لینے کو آتا ہے ساحران لشکر کفار تو یہ سنتے ہی برائے استقبال روانہ ہوئے
اور امیر با توقیر نے دل میں کہا کہ اب یہ اور آفت آئی جو ساحر واسطے استقبال کے گئے تھے وہ نہایت اعزاز
کے ساتھ نیرنگ سحر ساز جادو کو لیکر آئے اسکے آنے سے جنگ موقوف رہی طبل بازگشت
بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے ساریق اس سے بہت اچھی طرح پیش
آیا نیرنگ سحر ساز نے پوچھا کہ خالہ امان کا کس طرح انتقال ہوا ساریق نے سب کیفیت بیان کی
نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ خیر اگر ایک دن میں تمام اہل اسلام کو غارت نکر دیا تو اپنا نام نیرنگ سحر ساز
نہ پایا ہوگا اس وقت سنگخگان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ بہت بڑے ساحر ہیں مگر ہم آپ کو آگاہ کیے
دیتے ہیں کہ حمزہ رابع صاحب اسم اعظم ہیں ادھر انھوں نے اسم اعظم پڑھا اور سحر رد ہوگیا ساحر
سحر بھول جاتا ہے اور اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اگر قصد مقابلہ ہے تو پہلے اسم اعظم کا انتظام کر لیجیے
نیرنگ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ اے سنگخگان اسم اعظم کا بند کر لینا بھی کوئی بات ہے یہ کہکر اپنے پیر بھائی
سے کہا کہ اے رضوان سحر ساز تم جاکر اسم اعظم بند کر لاؤ میں طبل جنگ بجواتا ہوں اور کل ایک
خدا پرست کو زندہ نچھوڑونگا نیرنگ سحر ساز تو اسی مقام پر بیٹھا رہا اور رضوان سحر ساز اپنے
مقام سے اُٹھ کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا چلتے وقت سنگخگان نے رضوان سحر ساز
سے کہا کہ علاوہ اسم اعظم کے صاحبقران کے پاس حفظ ہیکل بھی ہے تا وقتیکہ حفظ ہیکل اُنکے گلے سے
جدا نہوگی اُس وقت تک اُنپر سحر تاثیر نکریگا رضوان سحر ساز نے پلٹ کے دیکھا اور
کہا کہ میں پہلے حفظ ہیکل کی فکر کرونگا واضح رائے ناظرین با تمکین ہو کہ نیرنگ سحر ساز تو خلخال جادو
کا بھانجا تھا اور ساحر زبردست ہے اور رضوان سحر ساز اسکا پیر بھائی ہے بلکہ میگونہ ساغر چشم
دختر نیرنگ سحر ساز کے لگاوٹ سے ہمیشہ نیرنگ ساز کے ساتھ رہتا ہے یہ میگونہ ساغر چشم پر
عاشق ہے اور میگونہ ساغر چشم بھی اس سے محبت رکھتی ہے چونکہ نیرنگ سحر ساز زبردست
ہے رضوان سحر ساز کی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ خواستگاری کرے مبادا نیرنگ سحر ساز

۲

نے انکار کیا تو پھر دیدار بھی نصیب نہوگا الحاصل بحکم نیرنگ سحرساز سے جو اسم اعظم اسپر بند کرنے کی فکر
مین چلا تو راستے مین اسنے صورت اپنی ایک فرد مسافر کی بنائی اور دروازہ بارگاہ حشمائی پر پہونچا چوبدار سے
کہا کہ جا صاحبقران عالیشان سے عرض کر کہ ایک مرد مسافر واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوا ہے اور امیدوار
باریابی ہے چوبدار نے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک شخص کہین سے آیا ہے اور حاضر ہونا چاہتا ہے
فرمایا بلاؤ رضوان سحرساز مسافر بنا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچا سلام کیا صاحبقران نے
کرسی عنایت فرمائی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے کہان کا رہنے والا ہے اور کس غرض سے آیا ہے رضوان
سحرساز نے کہا کہ مین رہنے والا شہر سمرقند کا ہون میرا بیٹا نہایت حسین و نوجوان تھا ایک ساحرہ
اسپر عاشق ہو کر طالب وصل ہوئی چونکہ وہ بھی مسلمان تھا اور مین بھی مسلمان ہون میرے فرزند
نے وصل سے انکار کیا اس ساحرہ نے بزور سحر اسکو پتھر کا بنا دیا اور آپ چلی گئی مین تو رو پیٹکر
بیٹھ رہا لیکن بعض لوگون نے یہ رائے دی کہ اگر صاحبقران زمان سے حفظ ہیکل ہاتھ آئے
اور آب دیدہ اسم اعظم اسپر چھڑک کر حفظ ہیکل اسے پہنا دیجاے تو وہ اچھا ہو سکتا ہے ورنہ
صحت پانا اسکا غیر ممکن ہے لہذا اگر حضور ہیکل عنایت فرمائینگے تو فرزند میرا بچ جائیگا کہ گشتہ سحر ہے ورنہ
اگر ایسی حالت مین اسکو ایک عرصہ گذر گیا تو پھر وہ اصلی حالت پر نہ آسکیگا یہ سنکے صاحبقران
نے فوراً گلے سے حفظ ہیکل اتار کے رضوان سحرساز کو دے دی اور فرمایا کہ شیشہ لا مین
اسم اعظم پڑھکر تجھے دے دون رضوان سحرساز نے شیشہ پانی بھرا ہوا خدمت مین
صاحبقران عالیشان کے پیش کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور رضوان سحرساز
کو دے دیا اس وقت رضوان سحرساز کو خیال پیدا ہوا کہ جو ایسا کریم ہو کہ اپنے ادنے کے
واسطے ایسے وقت سخت مین ایسی حفاظت کی چیز دے دے اور دریغ نکرے اس سے دغا کرنا
خلاف انسانیت ہے یہ تصور کرکے اسنے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی
پایا مگر اصل یہ ہے کہ مین آپکا دوست نہین ہون بلکہ دشمن ہون مین نے مسلمان بنکر اپنی غرض کو
آپ سے حفظ ہیکل لی ہے کہ کسی طرح میرا فرزند اچھا ہوجاے اب چاہیے آپ دین یا نہ دین آپ
مجھے دوست سمجھ کر نہ دین مین دشمن ہون یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ تو دشمن ہو یا دوست
جب تو نے اپنی حاجت ہمارے سامنے بیان کی تو تیری حاجت روائی ہمپر فرض ہوئی جب تو دشمنی
کے ارادے سے آئیگا اسوقت تیرے ساتھ ویسا برتاو کیا جائیگا اس وقت تو عاجز بنکر آیا ہے تیرے
ساتھ دوستانہ برتاو کیا گیا وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ یہ سنکر رضوان سحرساز وجد کرنے لگا
کہ ایسے ہی پاک نفس ہوتے ہین بس اسنے شیشہ زمین پر دے مارا اور عرض کی کہ یا صاحبقران
اصل یہ ہے کہ مین آپکا اسم اعظم بند کرنے کی غرض سے آیا تھا اور حفظ ہیکل بھی اپنے قبضہ مین کر لی
تھی مجھے نیرنگ سحرساز نے اس کام کے لیے بھیجا تھا مگر یا امیر مجھ سے نہوا کہ مین ایسے شخص
سے دغا کرتا یہ سب باتین میری فریب آمیز تھین اصل یہ ہے جو کچھ مین نے اس وقت بیان کیا
یا صاحبقران مین نے آپ کو دشمن کی حقیقت سے آگاہ کر دیا اب حضور کو اختیار ہے اور میری
جانب سے اب دغا کی امید نرکھیے گا صاحبقران بہت خوش ہوے رضوان سحرساز سے
نام پوچھا اسنے اپنا نام بتایا صاحبقران نے بہت بھاری خلعت دیکر اسکو رخصت کیا رضوان
سحرساز وہان سے نیرنگ سحرساز کے پاس آیا نیرنگ سحرساز نے کہا کہ کہو کیا خبر ہے رضوان سحرساز

نے کہا کہ اسم اعظم تو مین نے بند کر لیا مگر صاحبقران نے ہلکل نہ دی نیرنگ سحرساز نے پوچھا کہ قسمیہ اسم اعظم کہان ہی رضوان سحرساز نے کہا اسے مین نے جلا دیے پوشیدہ بہ حفاظت رکھ دیا ہی یہ سنکے نیرنگ سحرساز خاموش ہو رہا جب صبح ہوئی تو اسنے دربار ساریق مین آکر کہا کہ دیکھیے مین یہین بیٹھے بیٹھے کیا کرتا ہون یہ جو چند ساحر طلسم چہارگوشہ کے آئے ہوے ہین اور انکو اپنے سحر و ساحری پر بہت ناز ہی انکو یہین بلائے لیتا ہون سب بندھے ہوے چلے آئینگے انکے خاتمہ پر طبل جنگ بجوا کر ایک روز مین کل اہل اسلام کو غارت کر دونگا بڑا بھروسا اسم اعظم کا تھا وہ بند ہو چکا ہی یہ کہکر اسنے اک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ گولا پھٹا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا بس نیرنگ سحرساز نے کچھ اسم سحر پڑھکر اس دھوئین کی طرف پھونکا اور آواز دی کہ جاکر ساحران طلسم چہارگوشہ کو اسیر کر لا بس یہ کہنا تھا کہ دھوان پیچیدہ ہوکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان چارون سرداران لشکر ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوے تھے اور آپس مین ذکر کر رہے تھے کہ نیرنگ سحرساز زبردست ہی ہم اسکا کیا کر سکتے ہین افسوس کہ ہمسے یہان پہونچکر سوا جوتیان کھانے کے کوئی کام نہو سکا کہ اک مرتبہ بارگاہ مین دھوان پیچیدہ ہونے لگا اور تنفس کے ذریعہ سے جو دھوان دماغ مین ان ساحرون کے پہونچا سحر بھول گئے قوت سلب ہوگئی اب وہ دھوان مثل رسن کے پیچیدہ ہوکر بازوؤن سے ان چارون ساحرون کے لپٹا اور انکو کھینچکر طرف قیطول ساریق کے لیچلا یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ ساحران طلسم چہارگوشہ اسیر ہوکر طرف قیطول ساریق کے کھنچے ہوے چلے جاتے ہین جلدی انکی خبر لیجیے ورنہ نیرنگ سحرساز کے سحر سے انکا رہا ہونا دشوار ہی بس یہ سنتے ہی امیر با توقیر تیغہ پکڑ کر اپنے مقام سے اٹھے اور بارگاہ سے باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب میدان روانہ ہوے ہمراہ صاحبقران کے اور سردار بھی چلے دیکھا امیر نے کہ چارون ساحر اک رسن سیاہ مین بندھے ہوے چلے جاتے ہین بس امیر نے اسم اعظم کو پڑھکر شمشیر پر دم کیا اور جاکر اس رسن سحر کو قطع کر دیا رسی کٹ کے زمین پر گری اور غائب ہوگئی اب امیر نے اسم اعظم پڑھکر ساحرون پر دم کیا کہ یہ سب ہوش مین آگئے لیکن یہ خبر نیرنگ سحرساز کو ہوئی کہ صاحبقران عالی شان آکر اپنے اسیرون کو چھڑا لے گئے بس یہ سنتے ہی اسکو غصہ آیا اور سحر پکڑکر اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ مین ابھی صاحبقران کو گرفتار کرکے لاتا ہون سحرنگان نے کہا کہ اے نیرنگ سحرساز کیا کرتے ہو اگر مقابلہ کو جاؤگے تو زندہ پلٹ کے نہ آؤگے معلوم ہوتا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند نہین ہوا ہی سحر تمہارا اثیر نہ کریگا پہلے اپنی حفاظت کرلو اسکے بعد اختیار ہی یہ سنکے نیرنگ سحرساز کو کچھ خیال ہوا کہ واقع مین اگر اسم اعظم بند ہوتا تو صاحبقران ہرگز ساحرون کو چھڑا نہ سکتے بس اسنے رضوان سحرساز کی جانب بنظر غضب دیکھا اور کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ مین نے اسم اعظم بند کر لیا ہی یہ تو نے دوست بنکر ہمارے قتل کا سامان کیا تھا سچ بتا کہ یہ کیا حرکت تھی اور اسکی وجہ کیا تھی یہ سنکے رضوان سحرساز نے جواب دیا کہ اے نیرنگ سحرساز اصل تو یہ ہی کہ مین تیرے کہنے کے موافق گیا تو اسی ارادہ سے تھا مگر اخلاق صاحبقرانی نے مجھے اپنے ارادہ سے باز رکھا مجھ سے نہو سکا کہ مین ایسے با مروت سے دغا کرون اب تو جان اور تیرا کام جانے مین اس معاملہ مین تیری شرکت نکرونگا یہ سنکے نیرنگ سحرساز کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا جواب دیا

گو اگر اسی طرح دشمنوں سے مروت کریگا تو تیرے ساتھ میں جان کا خوف ہے تجھے ساتھ رکھنا آستین میں
سانپ کا پالنا ہے بہتر یہ ہے کہ تو ابھی چلا جا رضوان سحرساز نے کہا کہ مجھے بدل منظور ہے میں سمجھ چکا ہوں
کہ تیری قضا نے تجھے کھینچ کے لائی ہے جو ایسے لوگوں سے بدی کرے گا وہ تا زندگی سرسبز ہوگا میں ہرگز
تیرے ساتھ محسن کشی کر کے جان اپنی نہ دونگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور دس ہزار ساحر جو اسکے
ملازم تھے انکو لیکر علیحدہ ہو گیا اور دور جا کے خیمہ اپنا برپا کیا نہ تو لشکر اسلام کی طرف گیا اور نہ فوج کفار
میں رہا اور یہ قصد کیا کہ پہلے تو دخل نہ دونگا ہاں اگر صاحبقران پر کوئی وقت سخت پڑا تو امیر
کی طرف سے لڑونگا جسوقت یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ رضوان سحرساز اور نیرنگ سحرساز
میں بگڑ گئی اور یہ راز افشا ہو گیا کہ رضوان سحرساز خداپرستوں کا بہت طرفدار ہے اور ہر وقت
اپنی جان خداپرستوں پر تصدق کرنے کو تیار رہتا ہے کیا مجال اسکی کہ اسکے روبرو خداپرستوں کو کوئی بات کہے نیرنگ
اسکا دشمن ہو گیا بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت میں یہ مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ آپ جا کر رضوان سحرساز کو لے آئیے کہ آپ ہی کی دوستی میں اسکے دوست سے
بگڑی ہے امیر باتوقیر نے عرض کی کہ مجھے ظل اللہ کے ارشاد کی تعمیل واجب ہے مگر اسمیں میری ہتک ہے
کفار ہنسینگے اور کہینگے کہ امیر خود مقابلہ کرنے سے خوف کھاتے ہیں جو ایک ایک ساحر کو خوشامد کر کے
اپنا شریک کرتے ہیں خود جانا تو کیسا میری رائے میں کسیکو بھیجنا بھی مناسب نہیں ہے بادشاہ
اسلام یہ سنکے خاموش ہو رہے وہاں سخنگان نے نیرنگ سحرساز سے کہا کہ دیکھے اقبال
خداپرستوں کا کہ آپ دو ہو کے آئے تھے اور اب قوت برابر ہو گئی کہ آپ ہی کا دوست آپ سے
رنجیدہ ہو کر دشمنوں کا شریک ہو گیا اب پہلے اسکی فکر کیجیے پھر خداپرستوں کی فکر کیجیے گا اور
اس وقت کو غنیمت جانیے کہ ایک بلا لشکر اسلام میں موجود نہیں ہے نیرنگ سحرساز نے کہا
وہ بلا کون سخنگان نے کہا نام لیکر دینے کو بتلا رہے بلا کون کرے اشارہ کیے دیتا ہوں کہ
جس بلا نے ملکہ خلخال جادو کو مارا اور قوت آتش زبان سے ساحر کو جلا دیا نیرنگ سحرساز
نے کہا کہ مالک جی دیکھو میں نہیں نچلے بیٹھے رضوان سحرساز کو غارت کیے دیتا ہوں اسکی
حقیقت کیا ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے اگرچہ میرا بھائی ہے جس استاد کا میں شاگرد ہوں
اسکا وہ بھی شاگرد ہے مگر میرا ریاض اسکے ریاض سے بڑھا ہوا ہے اور میرے پاس ایسے ایسے
حربے تیار ہیں کہ انکو تمام عالم کے ساحر توڑ نہیں سکتے تو میں ابھی بیٹھے بیٹھے تمکو تماشہ دکھائے
دیتا ہوں اور رضوان کو مٹائے دیتا ہوں یہ کہکر محیط جادو سے اپنا صندوقچہ طلب کیا محیط جادو
اسکا رفیق خاص ہے اسباب سحر کا صندوقچہ اسکے پاس رہتا ہے نیرنگ سحرساز اسکو
ایسا ہی امین سمجھتا ہے جو ایسی ایسی چیزیں اسکے سپرد کر دی ہیں بس جیسے صندوقچہ سحر سامنے اسکے
آیا نیرنگ سحرساز نے کلید سحرنگار صندوقچہ کو کھولا اور اسمیں سے چار تیلیاں نکالکر سخنگان
کو دکھائیں اور کہا کہ یہ وہ سحر ہے کہ ایک دم میں اگر کروڑہا کا لشکر ہو تو فنا ہو جائے میرا ارادہ
تھا کہ لشکر اسلام پر ان تیلیوں کو بھیجوں گا مگر اب اس سے فرصت کر لوں اسکے بعد دیکھا جائیگا
سخنگان نے کہا یہ تیلیاں کیا کرتی ہیں نیرنگ سحرساز نے کہا کہ یہ تیلیاں آپس میں
لڑتی ہیں جیتا ہوں سے انکے شرارے پیدا ہوتے ہیں اور شعلے نکلتے ہیں تمام خرمن ہستی [illegible]
کہ ایک دم میں رضوان سحرساز مع لشکر جل کے خاک ہو گیا سخنگان نے کہا کہ کیا اب

سحر کے رد کرنے مین رضوان سحر ساز قاصر ہی نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ اگر وہ ہوشیار ہوجاے اور اسے
پہلے سے معلوم ہوجاے کہ مجھپر یہ سحر ہونے والا ہی تو رد کر سکتا ہی اور اگر دفعتہً آگاہی ہو تو کچھ نہین کر سکتا
ہی مین حالت غفلت مین یہ سحر کرتا ہون جب سحر ہوچ جائیگا تو اُسے اتنا وقفہ نہین مل سکتا ہی کہ وہ
رد سحر کر سکے یہ باتین میگونہ ساغر چشم سن رہی تھی یہ تو نیند کا بہانہ کرکے اُٹھی اور باپ سے کہا
کہ مین جاتی ہون اسکی انگڑائی لیتے سے سختگان کا ماتھا ٹھنکا کہ کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی خیر جیسا ہی
کھل ہی جاے گا اسوقت کہنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی ایسا نہو یہ بد دماغ بگڑ جاے نیرنگ سحر ساز
تو اُن پتلیون پر سحر پڑھنے لگا اور میگونہ ساغر چشم دختر نیرنگ سحر ساز اپنے خیمہ مین آئی اور
اک طائر سحر کے گلے مین پرچہ لکھکر باندھا اور اُڑا دیا طائر پر قیل مار کر اُڑا اور خیمہ رضوان سحر ساز کی طرف
روانہ ہوا وہان رضوان سحر ساز سونے کے قصد سے پلنگ پر لیٹا تھا کہ طائر پہونچا اور
نامہ منقار سے سینہ پر رضوان کے ڈال دیا اور اُڑکر چلا آیا رضوان سحر ساز نے اُس پرچہ کو
پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے رضوان سحر ساز تمھاری محبت نے ہمکو باپ کا تشنہ خون بنا دیا اس وقت
اُسکا ارادہ ہی کہ پتلیون کا سحر تمپر بھیجے یہ سحر ایسا نہین ہی جسے تم رد کر سکو لہذا ہم تمکو اطلاع دیتے
ہین کہ اپنی فکر کرو بس یہ دیکھتے ہی رضوان سحر ساز گھبراکے اُٹھ بیٹھا معشوق کے نوشتہ کو
آنکھون سے لگایا تعویذ بازو بنایا اور جلدی سے اسنے بھی صندوقچہ سحر کھولا اور اُسمین سے چار
حباب سرخ رنگ کے نکالکر اُنپر کچھ اسم پڑھکر چارون حباب اُڑا دیے یہ حباب مانند ستارون کے
بلند ہوکر چمکنے لگے وہان نیرنگ سحر ساز نے پتلیون پر اسم سحر دم کرکے اُنکو اُچھال دیا اور کہا
کہ جاکر رضوان سحر ساز کو مع لشکر غارت کردو تمکو تمھارا بھوگ دیا جائے گا بس یہ سنتے ہی
وہ پتلیان چمک کر بلند ہوئین اور جانب لشکر رضوان سحر ساز چلین چارون نے آکر چارون
گوشے لشکر کے گھیر لیے اور اسکے بعد دو پتلیان واسطے مقابلے کے بڑھین اور چاہا کہ ٹکر لڑین
کہ اک مرتبہ ایک حباب ستارے کی طرح آسمان سے ٹوٹ کر دونون کے درمیان مین آگیا
پتلیون نے ٹکر ماری حباب درمیان مین تھا ٹوٹ گیا اور اندر سے حباب کے اک شعلہ نکلکر دونون
پتلیون پر گرا کہ جلا کے خاک کر دیا اُدھر وہ دونون پتلیان جو باقی تھین اُنھون نے باہم ٹکرانے کا
قصد کیا اُنکے درمیان بھی حباب آکر ٹوٹا یہ بھی پتلیان جلکر خاک ہوگئین رضوان سحر ساز نے
ایک شکریہ کا خط لکھ کر طائر سحر کے سپرد کیا کہ وہ طائر اُڑا اور خط ملکہ میگونہ کی گود مین ڈال کر
چلا گیا ملکہ نے اُس تحریر کو دیکھا لکھا تھا کہ اے یار جانی تیری محبت کام آئی تو وہ معشوق وفادار ہی
جسنے اپنے عاشق جانثار کی جان بچائی اگر مین اسکے معاوضہ مین اپنی جان بھی تجھپر سے نثار کر دون
تو کوئی احسان نہین اسلیے کہ یہ وہی جان ہی جو تیری بچائی ہوئی ہی ملکہ نے یہ نامہ دیکھکر شکر کیا کہ
خیر و عافیت معلوم ہوئی اب یہ پھر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے نیند نہ آئی اس سے
مین پھر چلی آئی اور اسوقت کچھ خود بخود جی گھبرا رہا ہی کلیجہ منھ کو آرہا ہی سبب اسکا نہین معلوم ہوتا ہی
اُدھر نیرنگ سحر ساز کو پتلیان بھیجے ہوئے دیر ہوچکی تھی پتلیون کے واپس نہ آنے سے اسکو
بھی وحشت تھی کہ میرا سحر اس وقت تک پلٹ کے نہ آیا بس اسنے اک پتلی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی
صندوقچے سے نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس سے پوچھا کہ جلد بتا وہ چارون پتلیان جو رضوان
سحر ساز کی بربادی کے واسطے گئی تھین وہ کیون نہین آئین اُس پتلی نے جواب دیا

کہ وہ جل بھی گئین آئے تو کون آپ ہے اُنکی راکھ تک اُڑ کر تباہ ہوگئی یہ سُنکے نیرنگ سحر ساز گھبرایا
اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اُنھین کسنے جلایا اور تباہ کیا تیلی نے جواب دیا کہ جسکے تباہ کرنے کو وہ گئین
تھین وہ غافل نہ تھا کہ چوٹ کھا جاتا یہ سُنکے نیرنگ سحر ساز نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ مین نہ جانتا تھا
کہ وہ ایسا ہوشیار ہی ورنہ اپنا سحر خراب نکرتا خیر یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اب وہ
حربہ بھیجتا ہون جو میری عمر بھر کی ریاضت ہی اور جسکا توڑ بنایا ہی نہین گیا ہی یہ کہکر اسنے اک ترنج
نکالا اور اپنے اک رفیق کو دیا کہ جاکر رضوان سحر ساز پر کھینچ مارنا اگر ساحران عالم ایک طرف
ہونگے تو اس وارکو نہ رد کر سکینگے نہ بچ سکینگے یہ سُنکے اُس ساحر نے کہ نام اُسکا فریب جادو
تھا ترنج ہاتھ مین اُٹھایا اور جانب لشکر رضوان سحر ساز روانہ ہوا میگونہ ساغر چشم پریشان
ہوئی اور پھر اسنے دردسر کا بہانہ کیا اور اٹھ گئی باہر نکلتے ہی پر پیدا کیے اور اُڑ کر جانب
لشکر رضوان سحر ساز روانہ ہوئی زمین زمین فریب جادو جارہا تھا اور بالا سے ہوا ملکہ میگونہ
ساغر چشم نہایت تیزی سے اُڑی ہوئی جارہی تھی کہ مین پہلے پہونچکر اطلاع دیدون وہان
رضوان سحر ساز مطمئن بیٹھا تھا کہ اک مرتبہ برق چمکی اور ملکہ میگونہ پریشان پریشان گھبراہٹ
چہرہ سے ہویدا وارد ہوئی رضوان اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ہی ملکہ خیر تو ہی اس وقت تم اسقدر
پریشان کیون ہو ملکہ نے کہا کہ اب اُسنے وہ آفت بھیجی ہی جسکا رد کرنا ممکن ہی نہین مین تحقیق اطلاع
دینے آئی ہون کہ میرے باپ نے وہ ترنج تمھارے قتل کے لیے فریب جادو کے ہاتھ بھیجا ہی
جسکی پناہ ہی نہین ہی اور مین اب جاتی ہون یہ کہکر میگونہ ساغر چشم وہان سے بالائے ہوا
اُڑتی ہوئی اپنی آرامگاہ مین آئی لیکن نہایت پریشان تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ وہ حربہ ہی کہ رد اُسکا
ممکن نہین پھر کس طرح جان رضوان سحر ساز کی بچیگی یہ تو اُس تردد مین تھی اور رضوان بھی
نہایت پریشان تھا کہ کیا کرون اور کیا نکرون آخر یہ سوچا کہ اگر اسی جگہ ٹھہرا رہتا ہون تو میرے
ساتھ جتنے ساحر ہین سب مارے جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ چلکر صحرا مین اپنی جان
دون کہ یہ سب تو محفوظ رہین اور میرا اس حربے سے بچنا غیر ممکن ہی یہ دل سے تجویز کرکے رضوان
سحر ساز اپنے مقام سے اُٹھا اور اسباب سحر لیکر چلا چند قدم اپنے خیمے سے نکلکر پہونچا
ہوگا کہ دیکھا سامنے سے فریب جادو چلا آتا ہی بس جلدی جلدی قدم اُٹھاتا ہوا رضوان
سحر ساز اپنے لشکر کی حد سے نکل گیا اور سامنے فریب جادو کے جا پہونچا فریب جادو نے
جو رضوان سحر ساز کو اپنی طرف آتے دیکھا پکارا کہ کیون او سرکش تو اتنے دنون ساتھ رہا
ایک اُستاد سے علم سیکھا سحر حاصل کیا اور اب وقت سخت مین علیحدگی اختیار کی تو پہلے
مجھ سے تو مقابلہ کر لے پھر میرے آقا سے مقابلہ کرنے کا قصد کرنا یہ سُنکے رضوان سحر ساز پکارا
کہ او مسخرے تو کیا مجھ سے مقابلہ کریگا مین تیرے آقا کی تو حقیقت نہین جانتا ہون کیا اُس سے
پایہ کمی کا رکھتا ہون نہین معلوم کیا بات تھی کہ مین اُسکے ساتھ تھا اور جان و مال سے حاضر تھا
اُسنے میری قدر نہ کی اب اُسکی شامت آئی ہی بس یہ سنکے فریب جادو چاہتا تھا کہ ترنج مارے کہ اک
درخت کے پاس سے اک جوگی پیدا ہوا اور کہا کہ خبردار ابھی لڑنے کا قصد نکرنا تمھین قسم
خداوند سامری کی ٹھہرو مین تم دونون کا فیصلہ کرنے اور جھگڑا چکانے کو آیا ہون بس یہ سنتے ہی
فریب جادو ٹھہرا اور رضوان سحر ساز بھی رکا اتنے مین جوگی قریب آیا اور آکے

اسنے اک پھول رضوان سحرساز کو دیا اور کہا کہ اسے سونگھ کر خوش ہو کہ اس پھول کے سونگھنے سے بوے وفا پیدا ہوتی ہی اور کینہ دل سے نکل جاتا ہی رضوان سحرساز نے اُس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوا تب جوگی نے وہی پھول اٹھاکر فریب جادو کو سونگھانا چاہا اُسنے سونگھنے سے انکار کیا کہ رضوان سحرساز کو آنکھون سے بیہوش ہوتے دیکھ چکا تھا بس جوگی نے غصہ کرکے مُنھ پر فریب جادو کے پھول کھینچ مارا فریب جادو بھی چھینک مارکر بیہوش ہوا تب جوگی نے نعرہ کیا کہ مین خواجہ خضران اوستادی سے ترنج اپنے قبضہ مین کرکے رضوان سحرساز کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اے رضوان سحرساز یہ ترنج لے اور دشمن کا کام تمام کر رضوان سحرساز حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی جوگی نے کہا تاخیر نکر اگر حریف آگاہ ہوجائیگا تو مشکل پڑیگی رضوان سحرساز نے ترنج تو ہاتھون مین لے لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر فریب جادو پر مارا ترنج سے شعلہ نکلا اور فریب جادو جل بھنکے خاک ہوگیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی ہوا مین گیر و دار کی آیا گئین آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من فریب جادو بود حیف مردیم و جادوی دم و بمطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئی تو رضوان سحرساز نے پھر پوچھا کہ آپ کو صاحب ہین اس وقت مین آپنے مجھے دشمن کے ہاتھ سے بچایا خواجہ خضران نے کہا کہ مین صاحبقران کا ملازم ہون تمنے جو خواجہ خضران سنا ہوگا وہ مین ہی ہون مین بہارستان مغرب سے چلا آتا تھا کہ مین نے یہ واقعات سنے اور یہان آکر یہ تماشہ دیکھا جب نیرنگ سحرساز نے یہ ترنج دے کر فریب جادو کو تمھارے قتل کے واسطے بھیجا تھا تو مین ہیئت بدلے ہوے دربار سابق مین موجود تھا جسوقت فریب جادو وہان سے چلا ہی تو مین بھی چل کھڑا ہوا تھا راستے مین موقع نپایا ورنہ مین اسے مار ڈالتا اور تم تک پہونچنے بھی ندیتا یہ سُنکے رضوان سحرساز نہایت خوش ہوا اور کہا کہ خواجہ اس ظالم کے آنیکی خبر تو مجھے بھی ہوگئی تھی مگر مین اسکا کچھ نہین کرسکتا تھا یہ وہ زبردست سحر تھا کہ دفع اسکا غیر ممکن تھا آپنے جان بچائی اور اب مجھے خوف نہین ہی اسلیے کہ اسکے کامنات کا سحر ٹوٹ گیا اب ایک سحر اور باقی ہی وہ سو مقابلہ کے اس طرح دھوکے مین نہین ہوسکتا ہی اور میرا بھی ایک سحر ایسے توڑ کا موجود ہی جس سے وہ باخبر نہین ہی چونکہ ہم دونون ایک ہی استاد کے شاگرد تھے اور اسنے استاد سے بھی مقابلہ کا دعوے کیا تو استاد نے اسکے تمام سحرون کے جواب سوا اس ترنج کے پوشیدہ طور پر مجھے تعلیم کر دیے تھے کہ اب اگر یہ کسی وقت سر اٹھائے تو مین اسکے برابر والے سے ایسے متوازن اور خود مقابلہ نکرون مین اسکا دوست تھا مین نے درمیان مین صلح کرادی اس وقت مین وہ تعلیم استاد کی کام آئی ورنہ اسنے تو مٹا دینے مین کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی رضوان نے کہا پھر تم اب اپنے خیمہ مین جاؤ اور مین بھی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ خضران تو لشکر اسلام کی جانب چلے گئے اور رضوان سحرساز اپنے لشکر مین آیا دہان ملکہ شگوفہ سحرساز تڑپ رہی تھی کہ نہین معلوم نتیجہ کیا ہوا کہ اسی الجھن مین پھر اس مقام پر آئی جہان نیرنگ سحرساز بیٹھا تھا تحفہ کا لے جو صورت ملکہ شگوفہ سحرساز کی دیکھی اسکا ماتھا ٹھنکا کہ معلوم ہوتا ہی یہ رضوان سحرساز سے محبت رکھتی ہی اور اس معاملہ مین شگوفہ سحرساز بھی شریک ہی بس اسنے نیرنگ سحرساز سے کہا کہ فریب جادو کی خبر تو دریافت کیجیے کہ اسپر کیا گذری ہوا ابھی تک واپس نہین آئے نیرنگ سحرساز نے کہا کہ ملکہ جی آپ اطمینان رکھیے وہ تمام لشکر کو پھونک کے آئیگا

سحر ایسا نہیں ہے جسے رضوان سحر ساز رد کر سکے اگر وہ ہوشیار بھی ہو جائے تو کچھ نہیں کر سکتا ہے
سنگان نے کہا کہ خیر دریافت کرنے میں کیا نقصان ہے یہ سنکے نیرنگ سحر ساز نے کہا بہتر اگر آپکی
یہی خوشی ہے تو مین دریافت کیے دیتا ہون یہ کہکر وہی ہاتھی دانت کی پتلی صندوقچہ سے نکالی اور کچھ
اسم پڑھکر پتلی سے کہا کہ بتا تو فریب جادو کیا کر رہا ہے پتلی ترنج کر بولی کہ مردہ کیا کر سکتا ہے سحر این
خوشی ہوئی ہو نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ اسکے حربہ سے حریف بچ ہی نہیں سکتا تو مر سے
کسنے مارا پتلی نے کہا یہ ترنج رضوان سحر ساز کے ہاتھ آگیا اسی ترنج سے رضوان سحر ساز نے
فریب جادو کو مارا یہ سنکے نیرنگ جھنجلایا کہ یہ کیا بکتی ہے ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا کیا یہ سٹری ہو گیا تھا کہ اسنے سحر
اپنا دوسرے کے ہاتھ میں دیدیا پتلی نے کہا تیری کم شامت آئی ہے تیری عقل پر پتھر پڑے ہیں ایسا ساحر یہ کوئی کسیکو دیتا ہے
اگر فریب جادو وہ ترنج بھی یہ کھینچ مارتا تو کیا کرتا یا رضوان سحر ساز فریب جادو کو اس ترنج سے نہ مارتا
بلکہ تیرے مقابلہ کے واسطے رکھ چھوڑتا تو چاہ کندہ را چاہ درپیش کا مضمون ہوتا یہ کہ خیر
گذری رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت آئندہ ایسا نہ کرنا اب اپنا ہتیار کیا ہوا حربہ دوسرے
کے سپرد نکرنا جس طرح رضوان سحر ساز تجھ سے برگشتہ ہو گیا ممکن ہے کہ کوئی اور بھی اسی طرح پھر
جائے نیرنگ سحر ساز دل میں قائل ہوا کہ واقع میں میں نے حرکت تو نادانی کی زندگی تھی
کہ بچ گیا پتلی سے کہا یہ تو نے نہ بیان کیا کہ ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا پتلی نے کہا کہ راستے
میں حضرات عیار پہونچ گیا اسنے فریب جادو کو بیہوش کر کے ترنج پر قبضہ کیا اور رضوان جادو
کو دیدیا بس یہ سنتے ہی سنگان نے تو درود پڑھا اور کہا کہ واہ مرشد کیا کہنا ہے کیا وقت پر
پہونچے ہو لیجیے اب آپ تو آدھے رہگئے کائنات کے سحر اس طرح مٹگئے اب برابر کا مقابلہ رہگیا
نیرنگ سحر ساز نے غصہ میں طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ سامری کی مدد سے اسکو
سرمیدان ماروں تو نام اپنا نیرنگ سحر ساز بتایا اور اسی ملکہ جی کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ آج اسکی اجل نہ تھی بلکہ چار پہر کی زندگی باقی تھی اسی سے یہ اتفاقات پیش آئے اور
مسلمان بھی کل نہ مرینگے انکی قضا پرسوں ہے سنگان نے کہا کہ انکی تو پرسوں بھی قضا نہیں ہے
خدا جانے کتنوں کو مار کے مرینگے اور ہمیں تو یہ بھی امید نہیں کہ رضوان بھی آپ کے ہاتھ سے قتل
ہو سکے آج آپنے کیا کر لیا جو کل کی امید رکھیں نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ بس ملکہ جی زیادہ
دل نہ جلاؤ اور اٹھکر اپنی دختر سمیت اپنے خیمہ کی طرف چلا گیا لیکن ملکہ میگونہ ساغر چشم دل
میں نہایت خوش ہوئی کہ اس بلا کے ٹلنے کی امید نہ تھی خیر اب صبح کو دیکھا جائے گا چونکہ ملکہ رضوان
پر عاشق ہونے کے علاوہ باپ کی دشمن اس روز سے ہو گئی تھی جس دن اسنے یہ کلمہ کہا تھا
کہ ای میگونہ میں تجھے اپنے سے جدا نہیں کر سکتا ہم ساحروں میں دستور ہے کہ اگر بی بی مر جاتی
ہے تو پھر دولہا کی بھی شادی نہیں کرتے ہیں خداوند سامری کا حکم ہے کہ اگر عورت اپنے پاس
ہو تو دوسری عورت کی تلاش نکرو یہ اچھا نہیں کہ اپنی بیٹی یا بہن کو دوسرے کے سپرد کر کے
دوسرے کی بیٹی بہن کو خوشامد کر کے اپنی خدمت میں لاؤ اسے بے حد اس فعل سے کراہت
تھی اور اسنے نیرنگ سحر ساز سے یہ بات کہی تھی کہ مجھے اسکی خواہش نہیں کہ آپ میری
شادی کیجیے لیکن یہ سمجھے نہوگا کہ میں ماں کے قائم مقام ہون جس روز آپنے ایسا ارادہ کیا
تو سمجھیے کہ اسی دن خودکشی کر لونگی چونکہ نیرنگ سحر ساز دختر کو نہایت دوست رکھتا تھا

اسنے بہت سمجھایا کہ خلاف حکم خداوند کرنا مذہب ساحری پرستی سے باہر ہوا جاتا ہی مینگونہ ساغر چشم نے کہا
کہ اگر ایسے ہی احکام خداوند کے ہین تو ہم ساحری پرستی سے باز آئے لیکن وجہ کچھ تھی کہ یہ باپ کے تشنہ خون ہو رہی
تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ مارا جائے تو دل کا کھٹکا مٹے اور مین اسکے ہاتھ سے محفوظ رہون ایسا نہو کسی روز
شراب کے نشہ مین مجھے سحر سے بے بس کرکے درپے عزت ہو الحاصل طبل جنگ بجنے کی خبر رضوان سحر ساز کو پہونچی
اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور مطمئین ہو کے سو رہا کہ اب رات بھر کوئی فتنہ برپا نہوگا ادھر صاحبقران عالیشان
کو ان تمام حالات سے ہرکارون نے مطلع کیا صاحبقران نہایت خوش ہوے جب خواجہ خضر ان پاس سے
امیر باتوقیر کے پہونچے تو صاحبقران نے خضر ان کو بھاری خلعت عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ خواجہ اگر
رضوان مارا جاتا تو مجھے نہایت افسوس ہوتا کہ یہ آفت امیر پر میری وجہ سے آئی تھی اتنے مین صداے طبل جنگ
بجنے کی پہونچی صاحبقران نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اور دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے
خیمہ کی طرف روانہ ہوے جب رات گذر کر صبح ہوئی تو امیر باتوقیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے
اسلحہ تن پر آراستہ کیا اور تمام اہل اسلام سے پہلے میدان جنگ مین پہونچ گئے بعد انکے اور لوگ
بھی آنے لگے جسنے خبر پائی کہ امیر باتوقیر میدان مین پہونچ گئے ہین وہ چل کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین سارا
لشکر میدان مین پہونچ گیا تخت بادشاہ اسلام کا قلب لشکر مین قائم ہوا ادھر فوج ساحران کی صف آرا
ہوئی ایک جانب نیرنگ سحر ساز اپنے لشکر کو لیے ہوے کرگدن مست پر سوار سر پر اسکے جانور
سرخ رنگ سایہ فگن تھا اور پندرہ ہیں مصاحب اسکے اسباب سحر لیے ہوے اسکے ساتھ ساتھ اور ملکہ
مینگونہ ساغر چشم اک طاؤس زرین بال پر سوار لشکر سے الگ آ کے کھڑے ہوے نیرنگ سحر ساز
نے اسکو منع کر دیا تھا کہ لشکر سے الگ کھڑی ہونا آج کا مقابلہ یادگار ہی ایسا نہو کسی سحر کی چھینٹ
مین آجاوے تو مشکل ہوگی مین اس وقت تجھے بھی بچا نہ سکونگا ادھر رضوان سحر ساز اک نہنگ سحر پر
سوار اپنے دس ہزار ساحرون سے بمقابل لشکر نیرنگ سحر ساز آکر قائم ہوا جب وقت لشکر آراستہ
ہوچکے تو صاحبقران عالی شان نے رضوان سحر ساز سے کہا کہ ای رضوان اصل جنگ تو مجھ سے ہی
تو کیون واسطے مقابلے کے آیا ہی میری خوشی نہین کہ تو مقابلہ کرے اور میرے عوض اپنی جان کو معرض
ہلاکت مین ڈالے رضوان سحر ساز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا صاحبقران لوہے کو لوہا کاٹتا ہی
سحر کا جواب سحر ہی حضور تامل فرماوین اور میری لڑائی کا تماشہ دیکھین کہ کیا ہوتا ہی بڑا اسکو اپنی ساحری پر
ناز ہی آج مین اسکا سارا بل نکالے دیتا ہون بس یہ سنتے ہی نیرنگ کو غصہ آیا اسنے اپنے مصاحب خاص
کبیر جادو سے کہا کہ جاکر اسکو زبان درازی کی سزا دے اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ ہمسے مقابلہ کرے گا
یہ سنتے ہی کبیر جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای رضوان سحر ساز
کیا وقت آخر تیری قسمت نے برائی کی کہ یاد ہمارا آقا تجھے اپنے برابر بٹھاتا تھا اب اپنے ایک ادنے
ملازم کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہی او تو میرا بھی کچھ نہین کر سکتا رضوان سحر ساز اسکے مقابلہ کو آیا
اور پکارا کہ او حماقت زدہ ایک تو احمق دوسرا تیرا آقا بیوقوف ہی کل اس دغا باز کے سحر پھیر کیا کر سکے
جو آج تجکو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہی دیکھ کہ تیری کیا حالت کرتا ہون لا حربہ اپنا اور دیکھ تماشہ
میری جنگ کا یہ سنکے کبیر جادو نے جھولی سحر کے ہاتھ ڈالا اور گچھا پیکانون کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور رضوان سحر ساز پر کھینچ مارا تمام پیکان مثل شہاب بنکر رضوان جادو کی طرف چلے رضوان
جادو نے اک آئینہ نکالکر سامنے کر دیا تمام پیکان اس آئینہ مین جاکے غائب ہوگئے بس

رضوان سحر ساز نے کچھ اسم سحر پڑھ کر آئینہ پر دم کیا کہ اُسمین سے اک پریزاد پیدا ہوئی اور کبیر جادو کی طرف
دیکھکر پکاری کہ کیا چاہتا ہی کبیر جادو کی نظر جو اُس دلفریب صورت پر پڑی پکارا کہ سوا تیرے کچھ نہین چاہتا ہون
پریزاد نے کہا میرا ملنا اُس وقت ممکن ہی کہ جا کر نیرنگ سحر ساز کا خون لا اور میرے دست و پا مین بجاے
منہدی کے لگا یہ سُنکے قلب کبیر جادو کا پھر گیا اور وہ خنجر پکڑکے نیرنگ سحر ساز جادو کی طرف چلا یہ رنگ
جو نیرنگ سحر ساز نے دیکھا کہ میرا رفیق میرا ہی تشنہ خون ہو کر آتا ہی اُسنے رد سحر پڑھنا شروع کیا رضوان
سحر ساز نے وہ آئینہ اسکے اور رفیقون کو دکھایا جسنے صورت پری کی دیکھی دیوانہ ہو گیا اور سوال وصل
کیا پری نے ہر ایک سے یہی شرط پیش کی کہ خون نیرنگ سحر ساز کا مہر ہی یہ سُنکے بیس بائیس
رفیق اسکے حربہاے سحر پکڑ پکڑ کے نیرنگ سحر ساز کی طرف چلے اور گولے ترنج نارنج ہر طرف سے
اسپر پڑنے لگے اتنی مہلت ہی ندی کہ نیرنگ سحر ساز رد سحر پڑھ سکتا وہ ایسا ساحر تھا کہ سب کے
حربے رد کر رہا تھا مگر انکی بیہوشی نہ دفع کر سکا اُنکے سحر سے اپنی جان بچائے یا ان بیہوشون کو ہوش
مین لائے کیا کرے اور کیا نکرے اسی ہنگامہ مین ایک ساحر نے پشت پر سے آکر اک ترنج سحر
مار دیا کہ شانہ نیرنگ سحر ساز کا زخمی ہوا بس اُسنے دیکھا کہ اب کوئی چارا نہین ہی یہ سب مل کے
مار ہی ڈالینگے زندہ نچھوڑینگے بس نیرنگ سحر ساز نے اُسی زخمی شانے کا خون چلو مین لیا
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر کبیر جادو پر مارا یہ معلوم ہوا کہ اک شعلہ لپک کے گرا کبیر جادو دھڑ دھڑ
کرکے جلنے لگا یہ دوڑ کر اور لوگون سے لپٹا جس سے لپٹا اسکے بھی تن بدن مین آگ لگ گئی اور جلنے لگا تمام
رفیقون کو اُسنے مجبور ہو کے اسنے آپ جلا دیا انکے مرنے سے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائین گیر و دار
کی پیدا ہوئین آتش باری و برف باری و سنگ باری ہوا کی آخر آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من
فلان بود و فلان بود جسوقت سب انکے شور مچا کے اور خاک اُڑ کے چلے گئے تو رضوان سحر ساز نے
آواز دی کہ ای مغرورو نے اپنے غرور کا نتیجہ دیکھا اُدھر سخنگان نے کہا کہ تقدیر الٹ گئی ہی کہ ہر تدبیر الٹی
پڑتی ہی اور اہل اسلام نے قہقہہ لگانا شروع کیے سخنگان نے کہا جی یہ وہی ہاتھی ہی جو اپنی فوج
کو مارتا ہی بس یہ سُنکے نیرنگ سحر ساز غصہ مین آیا اور پکارا کہ او شیطان تو بڑا دریدہ دہن ہی خداوند
سامری نے تجکو بالکل مطلق العنان کر دیا ہی تو جسکو جو چاہتا ہی کہہ اٹھتا ہی خیر رضوان سحر ساز کے
معاملہ کو طی کر لون اُسوقت تیری گوشمالی کرونگا سخنگان نے کہا کہ ہمتو خداوند کو اس سے زیادہ
کہہ گذرتے ہین تم کس شمار مین ہو اور اب میدان سے تمھارا زندہ پلٹ کے آنا ہی دشوار ہی یہ سُنکے
طیش کھا گئے نیرنگ سحر ساز نے اپنی گردن کو اشارہ کیا کہ وہ جھک کر سامنے رضوان سحر ساز کے
آیا بس نیرنگ سحر ساز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک گولہ فولادی نکالکر اُسکو خون پیشانی سے
رنگین کیا اور یا سامری کہکے رضوان سحر ساز پر کھینچ مارا رضوان سحر ساز نے دیکھا کہ یہ حربہ
بھی بلاے ناگہانی ہی اس سے مفر مشکل ہی بس یہ پانون مار کے غرق زمین ہو گیا گولہ خالی گیا بس اسنے
دوسرے مقام پر نکلکر دستک دی کہ اک پنجہ پیدا ہوا اور اسنے جا کر اُس گولے کو پکڑ لیا ساتھ ہی
نیرنگ سحر ساز نے دستک دی کہ دوسرا پنجہ پیدا ہوا اور وہ بھی گولے کو پکڑکے اپنی طرف کھینچنے لگا
اب نیرنگ سحر ساز کا پنجہ سحر تو چاہتا ہی کہ مین گولہ چھین کر رضوان سحر ساز پر کھینچ مارون اور رضوان
سحر ساز کا پنجہ سحر چاہتا ہی کہ مین اس حربہ کو حریف ہی پر پلٹا دون گولہ تو اس کشمکش مین پھنس گیا
یہان رضوان سحر ساز نے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک نارنج سحر نکالکر نیرنگ سحر ساز پر

پر کھینچ مارا نارنج آتے ہی سینہ پر پڑا کہ نیرنگ سحر ساز جل کے خاک ہو گیا اہل اسلام تو خوش ہوئے مگر رضوان سحر ساز کو تعجب ہوا کہ یہ ایسا نہین تھا جو اس حربہ مین تمام ہو جاتا یہ اسی تعجب مین تھا کہ اک مرتبہ برابر اسکے زمین شق ہوئی اور نیرنگ سحر ساز ہاتھ مین کمند لیے ہوئے پیدا ہوا اور نعرہ کر کے کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین رضوان سحر ساز کے پڑ گئے بس چاہتا تھا نیرنگ سحر ساز کہ نیمچہ سحر سے کام اسکا تمام کردن کہ رضوان سحر ساز نے آفت کی شعلے منہہ سے نکالے مگر کمند نہ جلی بس رضوان سحر ساز تڑپا اور خود شعلہ بن کے حلقون سے نکل گیا نیرنگ سحر ساز منہہ دیکھ کے رہ گیا بس اب جو برق بنکر گرتا ہی تو چاہا کہ نیرنگ سحر ساز کے دو ٹکڑے کر دون نیرنگ سحر ساز نے بھی پاؤن مارے اور غرق زمین ہو گیا اور دور جا کے نکلا اور زمین سے اسنے بائین ہاتھ مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور دوڑ کر اسی گولے پر چھینٹا خون کا مارا کہ نیمچہ سحر جو رضوان سحر ساز نے پھینکا تھا وہ تو جل گیا اور نیرنگ سحر ساز کے نیمچہ نے وہ گولہ رضوان سحر ساز پر کھینچ مارا یہ بھی جبتک سنبھلے سنبھلے گولہ سینے پر پڑا اور توڑ کے پار گذر گیا رضوان سحر ساز الٹ کے گرا ہمیگو نیر ساغر چشم کی آنکھون سے تو بے اختیار آنسو گر پڑے اور صاحبقران نے بھی افسوس کیا اور نیرنگ سحر ساز نے نعرہ کیا کہ اے اہل اسلام دیکھا تمنے کہ مین نے کس طرح تمھارے مددگار کو مارا اب آج ہی تم سبکا خاتمہ کیے دیتا ہون لیکن ملازمان رضوان سحر ساز کو اپنے مالک کا نہایت غم ہوا اور جوش رنج والم مین حربہ ہائے سحر پکڑ پکڑ کے نیرنگ سحر ساز کی طرف چلے ادھر سے اسکے لشکر نے بھی بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نیرنگ سحر ساز نے اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ مین ایک سحر مین ان سبکا خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر اپنے گینڈے کے پاس آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اک ترسول پر گینڈے کے مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور زخم سر سے مثل مچھڑون کے لاکھون کیڑے پیدا ہوے اور بھن بھن کرتے ہوے بلند ہوے یہ معلوم ہوا کہ اک لاٹ بنگئی اب ان کیڑون نے ہوا کھا کے جانورون کی شکل پیدا کی لعل کے برابر جانور پیدا ہوے اور لشکر رضوان سحر ساز پر آکے گرے جسکے سر پر ٹھونگ ماری بھیجا نکال کے کھا گئے ہر چند ساحر جال سحر کا مارتے ہین اور حربہ ہائے سحر کرتے ہین مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ رنگ دیکھکے صاحبقران نے اپنی جگہ سے بڑھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ زمین شق ہوئی اور رضوان سحر ساز اک ڈبہ ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اور صاحبقران سے عرض کی کہ حضور نہ قصد فرمائین غلام ابھی زندہ ہی اگر اسنے ایک ہمشبیہ اپنا بنا کر قتل کرا دیا اور میرے بے پناہ حربے سے جان بچائی تو مین نے بھی اپنا ہمشکل بنا رکھا تھا کہ جو حربہ مجھ سے نہ رکیگا تو اسے ہمشبیہ کو قتل کرا دونگا اب حضور تماشہ دیکھین کہ کیسا ہوتا ہی یہ کہکر اسنے ڈبے کا ڈھکنا کھول دیا کھلتے ہی لاکھون پروانے پیدا ہوے اور اڑکر بلند ہوے جانورون نے جو دیکھا پروانون کا شکار کر کر کے کھانے لگے فوج کی ایذا رسانی سے منہ پھیرا نیرنگ سحر ساز حیران ہوا کہ یہ سحر اسنے کب تیار کیا مگر یہ مطمئن تھا کہ اس سحر سے میرا کیا نقصان ہی سوا اسکے کہ اک ذرا دیر ہو گی جسوقت یہ پروانے ختم ہو جائینگے پھر یہ جانور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دینگے ادھر رضوان سحر ساز نے طائرون کو پروانون کی طرف متوجہ کر کے اپنے نہنگ کے سر پر گولہ فولادی مارا کہ سر نہنگ کا شق ہوا اور اسمین سے بھی باریک باریک کیڑے سے نکلنا شروع ہوئے اور جو جو انکو ہوا لگی بالیدگی پیدا ہوئی دیکھا پردار تیلیان ہین کہ ایک ہاتھ مین انکے جال ہی اور دوسرے ہاتھ مین چھریان ہین بس

جانور تو پرواذون کے شکار مین مصروف تھے ان چیلیون نے جال مار مار کر جانورون کو پکڑنا شروع
کیا اور نیرنگ سحر ساز کے لشکر پر اسکے ذبح کرنے لگے جس جانور کو ذبح کیا اور خون اسکا اہل
لشکر پر گرا آگ کا کام کیا اب ساحران لشکر نیرنگ جلنے لگے یہ رنگ دیکھکر نیرنگ سحر ساز گھبرایا
اور اسنے رد سحر پڑھنا شروع کیا ادھر رضوان سحر ساز نے دیکھا کہ اگر اسنے اس سحر کو توڑ دیا تو پھر کچھ
بنائے کچھ نہ بنیگی بس اسنے جلدی سے دستک دی کہ ایک پتلا اٹھتا ہوا پیدا ہوا اسکے بھی ایک
ہاتھ مین جال اور دوسرے ہاتھ مین خنجر تھا اسنے آتے ہی اس جانور پر جال مارا جو سر پر نیرنگ سحر ساز
کے سایہ افگن تھا اور وہین اسکو ذبح کیا کہ خون اسکا سر پر نیرنگ سحر ساز کے پڑا فوراً تمام بدن مین
آگ لگ گئی اور یہ جلنے لگا اس وقت نیرنگ سحر ساز نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس اس سے
مین بے خبر تھا کہ استاد نے مجھے اس راز سے بھی باخبر کر دیا ہی کہ جان نیرنگ سحر ساز کی اس جانور
مین ہی اگر خون جانور کا مجھ پر نہ گرتا تو مین قیامت تک قتل نہو سکتا یہ کہتے کہتے جل کے خاک ہوگیا
بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش بازی و برف باری
دیر تک رہی کہ تمام اہل لشکر نیرنگ کے جل جلکر ہلاک ہونے لگے جب تمام فوج جل کے
خاک ہوگئی اور نیرنگ سحر ساز بھی جل کے ختم ہوا تو ہیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام نیرنگ
سحر ساز جادو بود حیف مردیم وجاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر
برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاش نیرنگ سحر ساز کی جلی ہوئی پڑی ہی رضوان سحر ساز نے بھی
عمر بھر کے ریاض کا خاتمہ کر دیا اور بالکل بے دست و پا ہوکے رہگیا ساریق نے نوبت بند ہوکر
دروازہ قسطول بند کر لیا اور ملکہ میگونہ ساغر چشم اپنے طاؤس کو بڑھا کر قریب لاش نیرنگ
سحر ساز کے آئی اور لاش اٹھوا کے لیگئی اور صحرا مین لکڑیان جمع کرا کے اس سوختہ سحر
کو بالکل پھونک دیا اور اب جو یہ پلٹی تو حیران تھی کہ کہان جاؤن اسلیے کہ رضوان جادو کے
پاس جاتے حجاب آتا تھا اور لشکر ساریق مین جانا منظور نہ تھا یہ سوچ کے اسنے اپنی سہیلیون
سے مشورہ کیا انھون نے یہ راے دی کہ اگرچہ رضوان سحر ساز آپ کا عاشق ہی مگر خود سے
اسکے پاس جانا اچھا نہین اسکو یہ توفیق نہوئی کہ آکر آپ کو لیجاتا اسکے قبل جو آپ رضوان
سے گاہ گاہ ملا کرتے تھین وہ اور بات تھی اور اس وقت کا ملنا اور ہی خاقت ہی کہینگی کہ بیٹی نے
باپ کو مروا ڈالا کہ رضوان سے لگاؤ رکھتی تھی علاوہ اسکے اس وقت آپ اسکی محتاج ہین
اور اب آپ بے دست و پا ہین یہ سنکے میگونہ ساغر چشم نے راے انکی پسند کی اور اپنے
مال و اسباب کو ساتھ لیکر جانب چاہ بابل روانہ ہوئی چونکہ جی اسکا نہ چاہتا تھا کہ پہلے
کچھ دور گئی اور پھر کسی صحرا یا کوہ مین قیام کیا یہان صاحبقران عالی شان مرکب کو بڑھا کر
قریب رضوان جادو کے آئے اور فرمایا کہ ای رضوان جادو اب تم ہمارے لشکر مین چلو اور چند
نصیحتین ہماری سنو اور دعوت قبول کرو رضوان سحر ساز نے گردن جھکالی کہ آپ کا ارشاد
بسر و چشم منظور ہی اور وہین سے امیر کے ساتھ ہو لیا صاحبقران اسکو ہمراہ لیے ہوئے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی رضوان سحر ساز نے خواجہ خضران کا
بہت کچھ شکریہ ادا کیا کہ یا صاحبقران اگر یہ نہ آجاتے تو بات ہی کو میرا خاتمہ ہوگیا ہوتا آج
مقابلہ کون کرتا اصل یہ ہی کہ انھین نے میری جان بچائی بعد دعوت و ضیافت کے صاحبقران

عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ اے رضوان سحرساز دیکھا تمنے قدرت خلاقِ عالم کو کہ جو تمسے زبردست تھا اُسپر تمکو خدا نے غالب کیا سبب اسکا یہ تھا کہ تم حق پر تھے اور خداوند عالم حق کا شریک ہوتا ہے ایسے اسباب ہوے کہ تمھین کو اُسپر غلبہ حاصل ہوا اور نیرنگ سحرساز تمھارا کچھ نکر سکا یہ سنکے رضوان سحرساز نے کہا کہ یہ سب حضور کا اقبال تھا صاحبقران نے دانتوں مین اُنگلی دبائی اور ارشاد فرمایا کہ اے رضوان سحرساز میرا اقبال کیا یہ سب عزت بھی اُسی خالق کی دی ہوئی ہے جسے چاہے وہ عزت دے جسے چاہے ذلت دے میری غرض یہ ہے کہ پہچانو اپنے پیدا کرنے والے کو چونکہ تم خواب غفلت سے چونکہ تم حق پسند ہو اس سبب سے مین نے تمکو یہ نصیحت کی کہ دین مبین اسلام کو اختیار کرو اور اب سے سحر و ساحری کو چھوڑ دو رضوان سحرساز نے عرض کی کہ مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین صرف اتنا عذر ہے کہ سحر سے توبہ کرنا ہوگی اور بعد کو اگر کوئی دعوے دار خون کا پیدا ہوا تو اُس وقت مین کیا کرونگا سو اقتل ہو جانے کے کوئی چارہ کار نہوگا یہ سُنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد کیا کہ اے رضوان سحرساز خدا سے زیادہ کوئی اپنے بندے کا محافظ نہین ہے تم دیکھو کہ ہمارے ساتھ کتنا بڑا لشکر ہے اور انمین ایک بھی سحر سے آگاہ نہین ہے اور کیسے کیسے ساحران نامی وگرامی سے سامنا ہوا مگر حافظ حقیقی نے سکو بچایا اور ان بے دست و پا لوگون کو ہمیشہ اُنپر غالب کیا اُسوقت رضوان سحرساز نے عرض کی کہ سحر کی اصلیت سے تو یہ خادم آگاہ ہے اور اسم اعظم کی کیفیت سے حضور آگاہ ہین مجھے حضور حقیقت اسم اعظم کی سمجھا دین اگر میرے ذہن مین آجائیگی تو مسلمان ہو نگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے رضوان سحرساز مین سحر کی حقیقت سے بھی آگاہ ہون سحر وہ چیز ہے جس سے بدینی حاصل ہوتی ہے اور شیاطین انسان کو جہنم کی راہ بتانے کے واسطے سب کام کرتے ہین جسقدر زیادہ بدینی پر کمر باندھے اُسیقدر ساحر زبردست ہوتا ہے اور اسم اعظم مراد اسم باری تعالے خالق عالم سے ہے جسوقت اسم اعظم پڑھا جاتا ہے تو برکت اسماء آلہی سے فرشتگان معینہ شیاطین کی قوت توڑ دیتے ہین اب تمھین سمجھ لو کہ کون سی شے قابل حرمت ہے اور کون لائق ترک ہے ان باتون نے ایسا اثر رضوان سحرساز کے دل پر کیا کہ یہ از صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران مین اک مدت سے حیران تھا کہ کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس مذہب پر خیال کیا اُسے مصنوعی پایا مذہب حق نہ معلوم ہوا کہ مین اُسے اختیار کرتا مین دراصل ساحر تو تھا مگر سامری پرست نہ تھا اسلیے کہ مین سامری کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون کہ وہ اک ساحر زبردست تھا اور موجد سحر تھا اور مثل اور لوگون کے اک انسان تھا کہ موت سے اپنے کو نہ بچا سکا یہ شان بندے کی ہے خداوند کی نہین ہے شایاں ہے اُس پیدا کرنے والے کا کہ آپ ہی کی بدولت یہ دولت لازوال اور معرفت ایزد متعال حاصل ہوئی جسوقت یہ باتین ہو چکین اور صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ اب تم کلمہ پڑھو تو مجکو اطمینان ہو اُس وقت رضوان سحرساز نے دست بستہ عرض کی کہ مجھے کچھ دیر کی اجازت ہو تو ایک بندہ گمراہ اور میرے ساتھ راہ پر آجائیگا مین اسے بھی جاکے لے آؤن صاحبقران نے فرمایا وہ کون رضوان سحرساز نے گردن جھکا کے عرض کی کہ ملکہ میگو دماغ چشم دختر نیرنگ سحرساز یہ سُنکے صاحبقران سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے یہ اُسپر عاشق ہے فرمایا جاؤ اور اُسے بھی لے آؤ بعد جانے رضوان سحرساز کے خواجہ خضران نے صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ یا امیر یہ اُسی کے لگاؤ مین نیرنگ سحرساز کے ساتھ

رہتا تھا حالانکہ یہ امید نہ تھی کہ وصل معشوق نصیب ہوگا یہاں تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن رضوان سحرساز جو اپنی معشوقہ محبوبہ کی تلاش مین گیا تو سُنا کہ وہ چلی گئی رضوان کو کمال صدمہ ہوا دل مین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے ناراض ہوگئی اور ناراض اُسکا ہونا بیجا بھی نہین ہے اسلیے کہ باپ اُسکا میرے ہاتھ سے مارا گیا ہر چند کہ اسمین میری خطا نہ تھی خود اسنے سبقت کی اگر مین اُسنے نہ مار ڈالتا تو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا اِس اِس طرح کی باتین دل مین سوچ کر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دی کہ اک طائر سپید پیدا ہوا رضوان سحرساز نے اُس سے کہا کہ اے پرند سحر بتا کہ ملکہ میگونہ ساغر چشم کہان چلی گئی طائر چہکارا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ میگونہ ساغر چشم چاہ بابل کی طرف جا رہی ہے مگر ابھی تھوڑی ہی دور پہونچی ہے رضوان سحرساز نے اُس طائر سے کہا کہ میری رہبری کر اور اس طرف لیچل جدھر وہ دشمن جان گئی ہے یہ سُنکے طائر ایک طرف اُڑتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اُس طائر کے رضوان سحرساز بھی پر پرواز پیدا کر کے اُڑا جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہان ملکہ اپنی سہیلیون سمیت اُتری ہوئی تھی بس رضوان سحرساز ملکہ کو دیکھتے ہی اُتر پڑا اور قریب آکر تلوار سامنے ملکہ کے رکھ دی اور کہا کہ اگر تمکو یہی امر منظور ہے تو کام میرا تمام کرتی جاؤ مین نے خطا تمھاری ایسی ہی کی ہے جسکی سزا یہی ہے کہ تم مجھے قتل کرو یہ سُنکے ملکہ میگونہ زار زار رونے لگی اور کہا کہ تمنے خطا نہین کی بلکہ مجھپر احسان کیا ایسے باپ کے زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہے اگر وہ تمھارے ہاتھ سے نہ مارا جاتا تو مجھے کسی نہ کسی روز اپنے ہاتھ سے اپنا خون کرنا پڑتا رضوان سحرساز نے کہا کہ پھر مجھ سے تمنے علیحدگی کیون اختیار کی مین نے تمھاری محبت مین برسون تمھارے باپ کا ساتھ دیا اب تمکو چاہیے کہ میرا ساتھ دو مین تا زندگی تمھاری خدمت سے باہر نہین ہون یہ سُنکے ملکہ نے سر جھکا لیا اور کہا کہ جب تمنے ہماری خبر نہ لی تو ہمنے اپنے گھر جانے کا قصد کیا ورنہ میری بھی جو حالت تمھارے ساتھ ہے تم خوب جانتے ہو مین ایسا خیال تمھارا تھا کہ باپ کی زندگی مین بھی کسی نہ کسی وقت تم سے مل لیتی تھی صورت دیکھ لیتی تھی اور دکھا دیتی تھی انتہا یہ ہے کہ ہر نشیب و فراز سے تمکو باخبر کرتی رہتی تھی اس لڑائی مین اگر مین تمکو آگاہ نہ کرتی تو اُسنے دو سحر تمپر ایسے بھیجے تھے جنسے جان بچانا غیر ممکن تھا رضوان نے کہا کہ بیشک تمھین نے میری جان بچائی اب اگر تم نہ چلوگی تو مین تمپر جان دونگا یہ کہکر ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لیکر پھرا یہان صاحبقران عالیشان انتظار مین رضوان سحرساز کے بیٹھے تھے دیر ہونے سے گھبرائے تھے اور فرماتے تھے کہ مین یہ تو نہین کہہ سکتا کہ رضوان حیلہ کر کے چلا گیا اور اب نہ آئیگا لیکن خدا جانے کس سبب سے اُسکو دیر ہوئی ہرکارے واسطے خبر کے گئے تھے یہانتک کہ بہت عرصہ کے بعد امیر کو اطلاع ہوئی کہ رضوان سحرساز مع دختر نیرنگ جادو آتا ہے امیر نے دو ایک سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا اور مخلص سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اُدھر رضوان سحرساز اپنی معشوقہ کو لیے ہوئے پہونچا صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ میگونہ ساغر چشم نے بھی امیر با توقیر کو سلام کیا صاحبقران نے اسکو بھی کرسی عنایت کی اور رضوان سحرساز سے فرمایا کہ یہ تمھارے دشمن کی دختر ہے رضوان نے عرض کی کہ جی ہان یہ دشمن کی دختر ہے لیکن باعث حیات ہے اسیکی وجہ سے اس مقابلہ مین سرسبزی نصیب ہوئی اگر یہ مجھے پہلے سے آگاہ نکردیتین تو اُسنے رات ہی کو میرا خاتمہ کر دیا ہوتا اب مین چاہتا ہون کہ تا حیات انکو اپنے سے

جدا نکرون نہ انسے جدا ہون امیر نے فرمایا کہ کیا یہ بھی ساحرہ ہی رضوان سحر ساز نے کہا کہ ہان فرمایا اب تم دونون سحر سے توبہ کرو اسکا خیال نکرو کہ اگر کوئی دشمن پیدا ہوا اور وہ ساحر ہوا تو ہم کیا کرینگے جس خدا نے شکم مادر مین حفاظت کی وہی ہر وقت بچالے والا ہی اسکے بعد دیر تک حقیقت اسلام بیان فرمایا کیے جس سے زنگ کفر دونون کے دلون سے دور ہوا اور یہ دونون از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے صاحبقران نے ان دونون کا عقد پڑھ دیا رضوان وصل معشوق سے کامیاب ہوا اب صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ اے رضوان سحر ساز اب تم اپنے وطن پھر جاؤ یہان ٹھہرنا تمھارا مناسب نہین ہی تم مشہور آدمی ہو اور اتنے بڑے ساحر کو تمنے مارا ہی جو دعوے دار خون پیدا ہوگا وہ تمھین پر حملہ کرے گا اور یہانہین آئے گا تم اب سحر سے توبہ کر چکے ہو یہ سُنکے رضوان سحر ساز نے ہر چند عذر کیا کہ مین ان قدمون سے جدا نہونگا لیکن صاحبقران عالی شان نے قبول نہ فرمایا آخر رضوان رخصت ہوکر اپنی معشوقہ سمیت جانب شہر رضوانیہ روانہ ہوگیا

لیکن اب یہان سے دو کلمے داستان ساریق بن لقا ملعون کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مرنے سے بیرنگ سحر ساز جادو کے اور بھی دل اسکا ٹوٹ گیا مگر ہمت کو مضبوط کر کے اسنے کہا کہ طبل جنگ بجے کل خداوند خود اپنے بندون کو بے ادبی کی سزا دینگے یہ سنکے سختگان نے کہا کہ یا خداوند تقدیر گریز کس طرف ہوگی مجھے پہلے اطلاع دیدیجیے کہ مین اپنا بوریہ بدھنا سنبھال رکھون ساریق ان باتون پر بہت خفا ہوا کہ ہم تقدیر فتح کرنے والے ہین اور تو تقدیر گریز پوچھتا ہی سختگان نے کہا کہ آپکے بڑون نے تو یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ ہر مقابلے کے خاتمہ پر تقدیر گریز کیا کرتے تھے اب یہ مقابلہ بھی آخری سمجھیے اسی واسطے مین نے تقدیر گریز کا حال پوچھا زلزال بن خلخال ترک یہان موجود تھا اسنے ساریق سے کہا کہ کل مین خود امیر حمزہ سے مقابلہ کرونگا ادھر اقہر روئین شگاف نے عرض کی کہ اگر آپنے مقابلہ کا قصد کیا تو اس بندۂ ناچیز پر نظر توجہ رہے ساریق نے کہا کہ ہمنے تجکو بہ ہوت رعد آواز کا قایم مقام کر کے غضب قدرت کا خطاب دیا اور یہ فتح تیری ہی قسمت مین تحریر کردی اقہر روئین شگاف نہایت خوش ہوا الحاصل یہی باتین ہو رہی تھین کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے اک لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا آگے آگے اس لکہ ابر کے ہزار ہا طائر مثل باز چرغ عقاب زغن شاہین لشکرے وغیرہ کے بے پروا پر سے ہوا کو کاٹتے چلے آتے تھے اور ایسی ہیبت تھی کہ ابر کو دیکھکر سب لرزنے لگے ساریق بھی بیٹھا دیکھ رہا ہی لیکن دل تھرایا جاتا ہی ہر چند دل کو مضبوط کرتا ہی مگر اندام مین رعشہ پڑا ہوا ہی جتنا وہ ابر قریب ہوتا جاتا ہی اسیقدر ہیبت بڑھتی جاتی ہی یہانتک کہ اب وہ طائر جو قریب پہونچے تو زمین پر سایا ہوگیا ایک ایک طائر فیل کے برابر قد و قامت مین تھا پرون سے انکے ہیبت ناک صدائین پیدا ہوتی تھین ساریق سمجھا کہ یہ کھا ہی لینگے بس جلدی سے تخت سے کود کر نیچے تخت کے گھس گیا اور بختیارک بھی دوڑ کر اک مونڈھے کے نیچے چھپ رہا اور اور لوگ بھی بھاگنے لگے کہ جس بلا سے خداوند ڈر گئے اس سے سبکو ڈرنا چاہیے خواص لوگ اور چند منگارکین جتنے سردار بھی اٹھ اٹھ کے بھاگے لیکن چند سردار بیٹھے رہے

اب وہ طائر زیر قیطول کے پہونچکر زمین پر اُترے اور غلطکین بار بار کر ہیئت انسانی مین آگئے تو دیکھا کہ لشکر ساحرون کا ہر ایک ایک مہیب صورت ہی قمشین مثل جوگیون کے پڑی ہوئی ہین جھولیان لگی ہوئی اسکے بعد وہ لکہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت گاؤ سحر پر سوار ہاتھ مین ترسول پشت پر آگ مسہری پر اُسکے جھوٹے ہوے چار پر بڑا دین اُسی مسہری کو اُٹھاے ہوے اسنے آتے ہی پوچھا کہ خداوند کہان ہین ہر ایک استقدر خوف زدہ تھا کہ کسی نے کچھ جواب ندیا اسنے پھر پوچھا کہ خداوند سارتیق کہان تشریف رکھتے ہین اس وقت سختگان کی دہشت برطرف ہوئی کہ یہ کوئی بانٹنے والا ہی بس اسنے دل کو سخت کرکے مونڈھا اُلٹ دیا اور باہر نکل کے ککڑون کون کی آواز دی افغان جادو نے کہا کہ یہ ککڑون کیسا تو کون ہی سختگان نے جواب دیا کہ خداوند مرغے ہوگئے اور انڈون پر بیٹھے ہین افغان جادو کو بے اختیار ہنسی آگئی سختگان نے کہا یا خداوند انڈون پر سے اُٹھیے خوف نہ کیجیے یہ سُنکے سارتیق تخت سے نکلا اور کہا او شیطان اگر ایسی ہی بے ادبی خداوند کے ساتھ کریگا تو ابھی تجھکو غارت کردونگا سختگان نے کہا کہ مین نے تو کوئی گستاخی نہین کی جو آپنے کیا مین نے اسکی پیروی کی افغان جادو نے کہا کہ آپنے مجھے پہچانا سارتیق نے جواب دیا کہ اس وقت خداوند انتظام خداوندی کی فکر مین ہین ای بندہ من حال اپنا بیان کر خداوند نے نہین پہچانا یہ سُنکے افغان جادو نے کہا کہ نام میرا افغان جادو ہی مین خالہ زاد بھائی ہون خلخال جادو کا مین نے سنا ہی کہ آپکے ملک مین کوئی طبیب نہایت اچھے ہین ماں میری یعنی عبرت سراے جادو کو تپ شدید ہی ہر چند علاج کیے صحت نہوئی آخر مین ڈہونڈتے ہوئے یہان آیا ہون کہ آپ کی وجہ سے وہ طبیب اچھی طرح علاج کردیگا سارتیق نے کہا کہ لاؤ کہان ہین بس افغان جادو نے مسہری سامنے رکھوا کر پردہ اُلٹ دیے دیکھا سارتیق اور سختگان نے کہ کوئی گیارہ سو برس کی بڑھیا بیہوش پڑی ہوئی ہی جسم سے دھوئین اُٹھ رہے ہین نبض پر ہاتھ رکھا تو برداشت نہوسکی جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا لیکن ہوا جو لگی تو عبرت سراے جادو ہوش مین آئی گلے مین اسکے سیکڑون گنڈے تعویذ مورا اور لبادے پر پڑے ہوے تھے کلائیون اور بازون پر بھی جنتر بندھے ہوے تھے عبرت سراے جادو نے جو صورت سارتیق کی دیکھی کہا ارے اچھا تو ہی سارتیق نے کہا ای کنیز من قدرت نے ہاتھ لگا دیا اب تو اچھی ہوجائیگی یہ سُنکے اُس بڑھیا کو غصہ آیا پکاری او حرامزادے تو مجھے کنیز من کہتا ہی تیری خالہ خلخال جادو تو میری تعظیم کرتی ہی جسکی وجہ سے تو خداوند بنا ہوا ہی اور تو مجھے کنیز من کہتا ہی ابھی اف کردون تو تو مع قیطول جل کے خاک ہوجائے مگر خیال یہ ہوتا ہی کہ اُس چھوکری سے شرمندگی ہوگی وہ شکایت کریگی کہ ہمنے جسکو بنایا آپنے اُسے مٹا دیا یہ سُنکے سارتیق تھرا گیا سختگان نے عذر کیا کہ خداوند نے آپکو پہچانا نہ تھا ورنہ ایسا کبھی نہوتا معاف فرمایے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ خداوند کی عقل آج کل زائل ہوگئی ہی بلکہ خلخال جادو کو خدا پرستون نے مار ڈالا یہ سُنکے عبرت سراے جادو نے آہ کھینچی اور کہا کہ اس چھوکری نے اپنی عمر کہان ضایع کی اتنے دنون سحر وساحری حاصل کی مگر اسے کچھ نہ آیا اور اپنی حفاظت نکرسکی کہ خدا پرستون نے اسے مار ڈالا یہ سُنکے سختگان نے کہا کہ خدا پرست بہت سخت ہین اُنسے مقابلہ آسان نہین ہی بلکہ خلخال جادو کو کوئی کیا قتل کرسکتا تھا مگر قضا آگئی تھی کہ حضرات نے اُنکو تیل کے کڑاہ مین تل ڈالا عبرت سراے جادو روئی اور کہا کہ ای سارتیق تو نے ہمکو

اطلاع بھی نہ کی ایک یہ لڑکا میرا دم بھر مین تمام خداپرستون کو غارت کر دیتا اسنے بارہ برس کے ریاض مین
اک ایسا سحر تیار کیا ہے کہ اُسکے مثل آجتک پیدا ہی نہین ہوے ذرا طبیعت میری سنبھل لے تو مین ایک پل
مین سبکو غارت کر دونگی اب تو اپنے یہان کے طبیب کو بلا کہ وہ میرا علاج کرے ساریق نے کہا کہ
جبتک آپ قیام کیجیے کچھ دیر آرام اُٹھایئے اسکے بعد مین حکیم صاحب کو بلاؤنگا دفعتہً اُنکو بلا نہین سکتا
وجہ اُسکی یہ ہے کہ جس روز سے خداپرستون کے قدم میرے ملک مین آئے اُسی دن سے حکیم نے روپوشی
اختیار کی اور مجھ سے کہہ گیا ہے کہ اب جسوقت تک خداپرست اس مقام پر موجود ہین مجھے بلانے کا قصد
نہ کیجیے گا کہ مین خضران سے بہت خوف کرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھے بھی ذلت دے افغان جادو
اور عبرت سرا کے جادو کے واسطے بہت عمدہ بارگاہین استادہ کر دی گیئن سامان آرایش
و آسایش مہیا ہوا افغان جادو تو اپنی مان کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوا اور ہرکارے لشکر
اسلام کے جو دریافت حال کے واسطے آئے ہوے تھے انھون نے جا کر سب کیفیت پیش
صاحبقران عالی شان بیان کی اُس وقت خواجہ خضران اپنے مقام سے اُٹھے اور بارگاہ سے
نکلکر طرف بارگاہ ساریق کے روانہ ہوے اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ خضران وہین
موجود تھے جسوقت عبرت سرا کے جادو داخل بارگاہ ہوئی تو یہان ساریق نے کلو خدمتگار سے
کہا کہ جا کر حکیم صاحب سے کہنا کہ اگرچہ مین نے آپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ تاوقتیکہ خداپرست
میرے ملک مین ہین آپکو نہ بلاؤنگا لیکن اب مجبور ہون کہ خالہ خلخال جادو کی بیمار ہو کے
آئی ہے اور آپ سے رجوع کرنا چاہتی ہین اُس سے کسی طرح انکار نہین کر سکتا اگر وہ مجھ سے
بگڑ گئی تو دم بھر مین ساری خداوندی ڈھا دیگی خلخال جادو مرچکی ہے جسکے بھروسے پر تمام کارخانہ
خداوندی چلتا تھا اب اُسے کسکی مروت ہے لہذا آپ آیئے اور ملکہ عبرت سرا کے جادو کا علاج
کیجیے بلکہ اک تحریر بھی اسی مضمون کی کلو خدمتگار کے سپرد کی یہ سب باتین خواجہ خضران کھڑے
سُن رہے تھے ادھر تو کلو نامہ لیکر روانہ ہوا ساتھ ہی خواجہ خضران بھی چل کھڑے ہوے
کلو کچھ دور تک پہونچا ہوگا کہ آپ اک مرد پیر کی صورت بنکر کلو کو پکارنے لگے کلو نے پلٹ
کے دیکھا اور کہا کہ کیا ہے آپ قریب کلو کے پہونچے اور کہا کہ خداوند نے مجھے اسواسطے بھیجا ہے کہ کلو سے
دریافت کرو کہ تمکو پتہ حکیم کے مکان کا معلوم ہے یا نہین کلو نے کہا مجھے معلوم ہے پہلے حکیم صاحب شہر
مین رہتے تھے اور اب زیر قلعہ رہتے ہین جہان پر مکان کمھارون کے بنے ہین اور گڑھیا ہے مرد پیر کو
پتہ تو دریافت ہی کرنا تھا کہا بس یہی غرض میری تھی اگر تمکو پتہ نہ معلوم ہو تو پلٹ آؤ کسی جاننے والے
کو بھیجا جائے یہ کہکر دو بیڑے گلوری کر اک پان کلو کے سامنے نکالکے کہا کلو نے کہا کہ ہمین بھی اک پان
دیجیے کہ دور جاتا ہے آپ نے اک پان کلو کو بھی دیا کلو پان کھاتا ہوا چلا پہلی ہی پیک حلق سے
اُترنے پائی تھی کہ کلو بیہوش ہو کے گر پڑا آپنے دوڑ کر کلو کے کپڑے اُتارے کلو کو برہنہ کر کے
کسی جھاڑی کی آڑ مین ڈالدیا اور آپ اُسی جا بیٹھ کر آئینہ نکالا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر
صورت اپنی کلو کی ایسی بنا کر خط کمر مین لگا اور جانب مکان حکیم گلستان حکمت کے روانہ
ہوے جسوقت قلعہ کے اُس پار ہو گئے تو دیکھا کہ دامن قلعہ مین اک بہت بڑی گڑھیا ہے اور کنارے
کنارے کمھارون کے مکان بنے ہوے ہین ایک جانب اک مکان بلند بنا ہوا ہے خواجہ خضران
کلو خدمتگار کی صورت بنے ہوے حکیم گلستان حکمت کے مکان پر پہونچے کنڈی ہلائی اندر سے

ہلنگا خدمتگار نکلا اور کلّو کو پہچانا اندر مکان کے لے گیا دیکھا کہ حکیم صاحب باہر بیٹھکے مین تشریف رکھتے ہین چند شاگرد کتابین کھولے سامنے بیٹھے ہین الماریان کتابون سے بھری ہوئی ہین درس ہو رہا ہی میان کلّو نے جاتے ہی سلام کیا اور وہی رقعہ حکیم گلستان حکمت کے ہاتھ مین دیا جو سارلیق نے لکھا تھا حکیم گلستان حکمت مضمون نامہ کا دیکھکر پریشان ہوے شاگردون کو رخصت کر دیا اور کلّو سے کہا کہ مین تجکو انعام دونگا کسی صورت سے اس بلا کو ٹال میرا جانا وہان اچھا نہین ہی کلّو نے کہا کہ مین کیونکر ٹال سکتا ہون اگر یہ کہونگا کہ حکیم صاحب علیل ہین تو یقین ہی کہ اور معززین دیکھنے کو آئینگے اُس وقت راز فاش ہوگا مجھپر عتاب نازل ہوگا آپ کا چلے جانا مناسب ہی خلخال جادو کی خالہ بیمار ہو کے آئی ہی اُسکے علاج کے واسطے آپ کو بلایا ہی اتنے دنون آپنے خداوند کا نمک کھایا ہی اسوقت اُس مریضہ سے خداوندی غرض درپیش ہی آخر آپ کو چلنے سے انکار کیون ہی حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ اے کلّو تم کیا جانو میرے جانے مین مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہی جب ہمین نہونگے تو علاج کون کریگا کلّو نے کہا آپ کا کون دشمن ہی حکیم صاحب نے کہا کہ لشکر اسلام کے ساتھ خواجہ عمرو کا پوتا آیا ہوا ہی وہ بلاے بد ہی اگر اُسنے مجھے کسی طرح کی زک دی تو سخت رسوائی ہوگی وہ بیڑا ہی اور رتبہ ہی جو کچھ آجتک پیدا کیا ہی وہ سب ضایع ہوگا جان سے تو وہ مجھکو نہ مارے گا اُس خیال سے کہ مین مسلمان ہون لیکن اگر کہین کتابین میری وہ لیگیا تو مین کہین کا نہ ہونگا کلّو نے کہا کہ آپ کو اُس شخص کی کوئی شناخت بھی معلوم ہی حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ بڑی پہچان یہ ہی کہ بائین آنکھ مین تل ضرور ہوگا بس خواجہ نے پتلی پھرا کے کہا کہ دیکھیے یہی تل تو نہین ہی حکیم اُس تل کو دیکھتے ہی تھرا گئے چاہتے تھے کہ اُٹھکر بھاگون کہ خواجہ خضران نے جھاب مارا حکیم صاحب بیہوش ہو گئے بس کلّو نے دروازے کمرے کے پہلے بند کیے اُسکے بعد جسقدر سامان یہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور کتابین بھی حکیم صاحب کی لین اور اک خالی صندوق مین حکیم صاحب کو بند کر کے لٹا دیا اور اک پرچہ اوپر صندوق کے چسپان کر دیا اُسپر یہ لکھا تھا کہ بعد پہر بھر کے صندوق کو کھولنا اُس سے زیادہ دیر ہو نہ اس سے پیشتر کھولنے کا قصد کرنا یہ پرچہ چسپان کر کے صورت اپنی حکیم گلستان حکمت کی ایسی بنائی اور زنانے مکان مین آئے حکیم صاحب کی بی بی سے کہا کہ صاحب آج مجھے سارلیق نے بتاکید بلایا ہی جاتا ہون تو خرابی ہی نہین جاتا ہون تو خرابی ہی مجھسے تو کچھ بن نہین پڑتی ہی بی بی نے کہا کہ آفت آئی ترے تمھارے ڈر پر ایک ذرا سے عیار کا تمھین ایسا خوف سمایا ہوا ہی کہ گھر سے نہین نکلتے ہو گھر مین بیٹھے بیٹھے تو قارون کا خزانہ بھی صرف ہو جاتا ہی آج جاؤ کچھ فائدہ ہی ہوگا یہ کہکر بیس اشرفیان لاکر دین کہ یہ نذر دینا گو تم ہمیشہ پندرہ اشرفی نذر دیتے تھے لیکن آج ایک تو یہ بات ہی کہ بہت دن بعد جارہے ہو علاوہ اسکے جیسی نذر دوگے ویسا انعام پاؤگے حکیم صاحب نے اشرفیان خدمتگار کو بلا کے دین اور کہا کہ فنس تیار کرو کہارون کو بلا ہلنگا نے تو گڑہیا پر جا کے شور مچایا کہارون کو بلایا کہار بھی دوڑے ہوے آئے کہ آج بہت دن کے بعد بیگار ہوئی حکیم صاحب نے تو جانا ہی چھوڑ دیا تھا اُنکی روزی کا دروازہ بھی کھلا کہار دوڑے ہوے آئے ہلنگا نے وردیان نکالی جنپر منون گرد جمی ہوئی تھی گرد جھاڑ جھاڑ کے کہارون کو وردیان دین یہان حکیم صاحب

نے درباری پوشاک پہنی اور نفیس میں سوار ہو کر جانب قیطول سیارلق روانہ ہوئے جب
تھوڑی راہ طے ہوئی تو اس طرف سے قران ثالث چلے آتے تھے دیکھا اُنھوں نے کہ
نفس چلی آتی ہی خبر تو اُنکو بھی مل چکی تھی کہ آج حکیم گلستان حکمت علاج ملکہ عبرت سحر
جادو کے واسطے آنے والے ہین یہ سوچے کہ کسی طرح حکیم صاحب کے ساتھ ہونا چاہئے اتفاقاً
ہنیگا خدمتگار کو پیشاب معلوم ہوا یہ ایک جھاڑی کے قریب بیٹھکر موتنے لگا آپ پشت کی جانب
سے پہونچے اور حلقہ کمند کے باندھکر جھٹکا دیا جس طرح چھپکلے سے کبوتر کو پکڑ لیتے ہین اس طرح
ہنیگا کو پکڑا ہنیگا نے غل مچانے کا قصد کیا قران ثالث نے ناک مل دی ہنیگا بھی رہ گیا اتنا غفیر
ہو گئے کہ بس آپ نے ہنیگا کی اشرفیان باہر کر میں لیں اور کپڑے بھی اُس غریب کے تم تار کر
پہن لیے اور صورت اپنی ہنیگا کی بنا کر ہنیگا کو تو ایک جھاڑی میں ڈال دیا اور آپ لباس ہنیگا
کا پہنکر دوڑے ہوئے نفس کے قریب آئے اور بطلب جھانکے صورت حکیم صاحب کی دیکھنے لگے
حکیم صاحب نے بھی دیکھ لیا کہ میان ہنیگا مجھے جھانک جھانک کے دیکھ رہے ہین پوچھا کہ ہنیگا کیا ہی ہنیگا نے جواب دیا کہ ابھی راستے مین
ایک پھول مین نے دیکھا درخت سے توڑ لیا آپ سونگھئے حکیم صاحب نفس سے نہ بڑھے ہوئے ہین جیب مین ہاتھ ڈالا اور ایک
پھول اور نکال لیا ہنیگا کا پھول لیکر سونگھا اور بیہوشی کے آثار پیدا ہوئے جلدی سے اپنا پھول سونگھا ہوش درست
ہوئے کہا تو کون ہی ہنیگا نے کہا آپ کون ہین حکیم صاحب نے کہا کہ لا میری اشرفیان تو دیدے
وہان جا کے نذر کیا دکھاویگا ہنیگا نے دور سے اشرفیان دکھائین اور ہنسا حکیم صاحب نے
تیور بدل کے کہا کہ مین ابھی گرفتار کرا دونگا جواب دیا کہ مین ابھی غل مچاتا ہون کہ یہ حکیم نہین ہی
وہی بائین آنکھ کے تل والا آدمی ہی جب دیکھا خواجہ نے کہ یہ وہ خائن ہوتا ہی اشارہ سے منع
کیا پاس بلا کے کہا کہ قران تم ہو قران نے کہا استاد چلیے ہم بھی اسی فکر مین تھے مگر آپ پہلے
پہونچ لیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا ذرا ہوشیاری سے کام کرنا کہارون کی وردیان اور نذر کی کشتیان
غرضکہ جسقدر مال و اسباب ہاتھ آئے خوب حفاظت سے رکھنا بہت روز ہو گئے کہ کچھ ملا نہین
قران نے کہا کہ استاد آپ جانتے ہین کہ میرے باپ نے آپ کے والد ماجد کے ساتھ کوئی
دغابازی کی یہ دادا صاحب نے آپکے جد نامدار کی خدمت سے منھ موڑا اسی طرح مجکو بھی سمجھیے
خضر ان نے کہا کہ ہان بیٹا تم بھی اپنے بزرگون کے قدم بقدم ہو اتنے مین نفس قریب
پہونچی اور خبر سیارلق کو ہوئی کہ حکیم گلستان حکمت آتے ہین اُسنے اُسیوقت کچھ لوگون کو حکیم صاحب
کے استقبال کے واسطے روانہ کیا اور ایک چوبدار کو افغان جادو پاس بھیجا کہ حکیم صاحب
آتے ہین اپنی والدہ کو لیکر آئیے چوبدار نے جا کر افغان جادو سے کہا اُسی وقت افغان جادو
سہری شہنشتہ عبرت سحر ے جادو کو لیکر آیا اُدھر تو افغان جادو پہونچا اُدھر حکیم
گلستان حکمت پہونچے ملاقات ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مجھے خلاف عہد کیون بلایا
سیارلق نے کہا کہ ملکہ آفاق علیل ہین انکے علاج کے واسطے تکلیف دی ہی حکیم صاحب
گھبرا گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھتے تھے افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب آپ اسقدر متوحش
کیون ہین حکیم صاحب نے کہا مین اُس شخص کو دیکھ رہا ہون جس کے سبب ڈرتے ہین مین
اور آپ دونون سختگان نے کہا کہ وہ ہین ایسے ہی شخص اس کلام پر آپ نے پلٹ کے غیظ کی
نظر سے دیکھا افغان جادو نے کہا کہ نام اُنکا کیا ہی سختگان نے کہا کہ اب ان باتون کو

جانے دیجئے آپ جس کام کے واسطے حکیم صاحب کو بلایا ہی وہ کام لیجیے افغان جادو نے کہا
مین نمانونگا تم نام بتاؤ مین اُسے ایک دم مین غارت کیے دونگا سخنگان نے کہا کہ اگر نام لیا
تو اُسی جگہ وہ موجود ہوگا آپ اُنھین کیا غارت کیجیے گا مانکہ خلخال جادو اور فرتوت آتش زبان
سے ساحر کو اُنھون نے مارا افغان جادو اصرار کرتا جاتا ہی اور سخنگان نام لینے سے انکار
کرتا جاتا ہی آخر سخنگان نے چپے اس طرح دیے کہ افغان جادو سمجھ گیا اسنے سخنگان کی ضد سے
تین چار مرتبہ خضران خضران خضران کہا بس جلدی سے سخنگان نے اپنے مقام سے اُٹھکر
چارون کونون کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آگئے افغان جادو ہنسا کہ تو بھی بڑا مسخرا معلوم
ہوتا ہی حکیم گلستان حکمت نے برقع کے ایک ٹیپ رسید کی اور کہا کہ ابے ڈرتے ہم بھی ہین
مگر تیری طرح نہین ڈرتے مین رضوان ابھی یہان کہان ہی اس زور سے ٹیپ پڑی کہ چندیا
سخنگان کی پلپلی ہوگئی اسنے پھر اُنکی صورت دیکھی اور سمجھ گیا کہ بڑے حکیم صاحب آگئے اب
یہ کسی سحر کی نوبت بھی نہ آنے دینگے خاموش ہو رہا خدا ہی اُنکے ہاتھ سے خیرات سرا ے جادو
اور افغان جادو کو بچائے آدم سارق نے حسب قاعدہ حکیم صاحب کی لیکر جو دستور
بندھا تھا اُس سے مستزاد کشتیان خلعت و انعام کی مرحمت فرمائین اُنہین اشارے سے
ہنگا خدمتگار کے سپرد کین اور اشارے سے کہدیا کہ خبردار کہارون کی وردیان تک
نہ جانے پائین ہنگا سب کشتیان اپنے ساتھ لیے ہوے آئے اور قفس کے اندر بھر دین کہارون
سے کہا کہ قفس اٹھاؤ کہارون نے قفس اُٹھائی جسوقت صحرا مین پہونچے تو میان ہنگا نے
ایک مقام پر قفس رکھوا دی اور کہارون سے کہا کہ جبتک حکیم صاحب کے آنے کا وقت ہو تم جاکر
دریا پر نہالے آؤ اور چھٹی کرنے آؤ یہ کہکر کہارون کو دو دو پیسے دیے کہار خوشی خوشی وردیان اُن
اُتار کر دریا کی طرف روانہ ہوے یہان میان ہنگا نے تمام کشتیان ایک بڑا سا گڑھا کھود کر
اُسمین امانت رکھین اور سے قفس رکھی اور کچھ لکڑیان منگا کر مٹی ڈال دی اُس سب مال کو
چھپا کر وردیان لپیٹ کر ایک درخت بلند پر رکھ دین اور آپ پلٹ کے پھر دربار سارق
مین چلے آئے کہ شاید کچھ کام ہو یہان تو یہ ہوا اب حکیم گلستان حکمت کی کیفیت سنیے
کہ اُنھون نے مال و اسباب ہنگا کے سپرد کیا اور آپ قریب سہری کے آئے نبض دیکھی
اور کہا کہ تپ نہایت شدید ہی لیکن مین آج ہی اچھا کیے دیتا ہون ڈھائی تولہ کا ایک ہیرا
منگایا جائے اور بیضہ مرغ کے برابر فیروزہ نیشاپوری ہو جسمین کوئی جرم یا داغ نہو اور بیضۂ کنجشک
کے برابر جسقدر موتی مل سکین اور پانچ پانچ تولے کا ایک یاقوت سرخ ایک زمرد سبز یہ سب
چیزین داغ اور جالے وغیرہ سے پاک ہون تو جواہر مہرہ تیار کیا جائے تو تپ اُنکی بہت گھٹ گئی ہی
اُسی وقت سب چیزین حاضر کی گئین فرمایا کہ ایک کھرل یشب انگوری اور ایک کھرل سنگ
سماق کے منگاؤ وہ دونون کھرلین بھی حاضر ہوئین سخنگان نے کہا کہ ہیرا تو قاتل ہی یہ جواہر مہرہ
کیسا ہی جسمین ہیرا پڑتا ہی حکیم صاحب نے پلٹ کے غیظ کی نظر سے دیکھا اور ارشاد فرمایا
کہ او بیوقوف تو کیا جانے ہیرا کھلانے کی ترکیب کوئی نہین جانتا ہی مین ہیرے کا کشتہ بنا کر
جواہر مہرے مین شامل کرتا ہون یہ اکسیر کا فائدہ دیتا ہی یہ کہکر ہنگا کو پکارا ہنگا ہاتھ باندھ کر
سامنے حاضر ہوے کہا کہ جاکر ان سب چیزون کا جواہر مہرہ تیار کر لاؤ اور اشارے سے کہا

کہ ذرا حفاظت سے رکھنا ہینگا نے اُن سب چیزون کو قبضہ مین لیا اور عرض کی کہ آپ ہر جواہر مہرہ نئی ترکیب
سے تیار کرتے ہین اسکی ترکیب بھی لکھ دیجیے حکیم صاحب نے جلدی سے قلم دوات لیکر لکھا کہ یہ سب
چیزین تو حفاظت سے اپنے پاس رکھو اور تولہ بھر سیاہ سنکھیا اور تولہ بھر ہرتال طبقی اور چھ ماشے کف
مار سیاہ اور چار عدد موے ذہن شیر یہ سب پیس کر ایک جام تیار کرلاؤ ہینگا تو روانہ ہوا اور ایک گوشہ مین جاکر
یہ چیزین بھی زمین مین دفن کر دین اور تبریہ حسب ہدایت حکیم صاحب تیار کرکے سامنے لے آئے اسوقت تک
بڑھیا بیہوش تھی جب ہوش آیا تو حکیم صاحب کو دیکھا افقان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب نے آپ کے
لیے نسخہ تیار کرایا ہے عبرت سرا نے جادو نے کہا کہ حکیم صاحب مین آپ کا نام سنکے آئی ہون میرا علاج
ایسا کیجیے کہ مین بہت جلد اچھی ہوجاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ مین ایک تبرید دیتا ہون اسمین صحت
ہوجاتی ہے دوسری تبرید کی ضرورت ہی نہین رہتی اگر آپ کے علاج مین دیر کرونگا تو مجھے بھی
اپنی جان کا خطرہ ہے وہ ناعیار خضران بلا کا آدمی ہے یہ سنکے عبرت سرا نے جادو نے کہا کہ کیا حقیقت
ہے اسکی ایک سحر مین تمام لشکر کو مع خضران غارت اور برباد کر دونگی اور اسم اعظم بھی حمزہ کا بند
کر دونگی دیکھون تو وہ میرا کیا کر لیتا ہے مگر مجبور ہون کہ ہڈیان بخار سے جلی جاتی ہین اگر مجھے خلخال کے
مرنے کی اطلاع ہوتی تو یہ بڑا کا اپنا ابر سحر لیتا آتا اُس ابر کو بنے بارہ برس لگے ریاض مین تیار کیا ہے
صفت اسکی یہ ہے کہ جسپر ابر گرا دیا اگر ہمدم ہا لاکھ لشکر ہے تو ایک متنفس بھی بچ نہین سکتا خضران
دل مین ڈرا کہ اس کا تہ کا جلدی خاتمہ کرنا چاہیے یہ بُری بلا معلوم ہوتی ہے مگر اس سے حجت تمام
کر لینا چاہیے کہ حمزہ کے عتاب کا بھی خوف جاتا رہے پس حکیم صاحب نے کہا کہ اے ملکہ مین
خدا پرستون سے زیادہ اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ انکے فریب مین لوگ جلدی پھنس جاتے ہین
ابھی کل کی بات ہے کہ نیرنگ سحر ساز جادو آئے تھے اُنکے ساتھ اُنکا ہیر بھائی تھا گیا تھا اسم
اعظم بند کرنے وہان کچھ ایسی پٹی پڑھا دی گئی کہ وہ اپنے بھائی کا دشمن ہوگیا اور مقابلہ ہوا
آخر نیرنگ سحر ساز ہاتھ سے رضوان سحر پیاز کے مارا گیا تو اگر آپ بھی خدا پرستون کے فریب
مین آگئین تو انکا اچھا کرنا اپنی زندگی سے دشمنی کرنا ہے یہ سنکے عبرت سرا نے جادو نے کہا
کہ اے حکیم تونے ایسی بات کہی ہے کہ اگر تو معزز شخص نہوتا تو بُری طرح پیش آتی مین خداوندگار ہون
مین کس غدا کو سجدہ کرونگی مسلمانون کے تو لہو کی پیاسی ہون اچھی ہوئی اور مین نے ایک سحر
مین سبکو غارت کر دیا حکیم صاحب نے کہا کہ یون سب ایسی ہی باتین کرتے ہین اور جب
پھنس جاتے ہین مسلمانون کے قابو مین آجاتے ہین تو پھر جان بچانے کے لیے مسلمان ہوجاتے ہین
لیکن آپ کی جانب سے مجھے خود بھی امید ہے کہ جب ملکہ خلخال جادو نے اطاعت نہ کی تو آپ
کب ماننے والی ہین اتنے مین ہینگا خدمتگار جام تیار کرکے آیا سنجگان کہا کہ ایسا نہو یہ آج ہی
زہر پلا کے خاتمہ کر دے جیسے ہی حکیم صاحب نے جام ہاتھ مین لیا اور ملکہ عبرت سرا نے
جادو سے کہا کہ لیجیے یہ ایک جام کافی ہے یا اس سر سے یا اُس سر سے سنجگان نے کہا کہ
اسی سر سے ہونا چاہیے اُس سر سے نہین عبرت سرا نے جادو نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
تھا کہ سنجگان پکارا حکیم صاحب ملکہ کا مزاج بشکی ہے ذرا سی دوا آپ بھی پی لیجیے پھر ملکہ کو دیجیے خضران
نے دل مین کہا کہ یہ اُس حرامزادے نے بڑی رخنہ اندازی کی مگر فوراً جواب دیا کہ اوہو قوت
پہلے ملکہ کہ مین مقدار سے زیادہ بنوا تا اب مقدار کم ہوجائیگی تو دوا فائدے کے بدلے نقصان

کرتی گی عبرت سراے جادو نے کہا اے تشنگان مین وہ ہون کہ دو اسیرے سامنے خود بیان کرتی ہو
کہ مین کس واسطے ہون جسقدر اجزا حکیم صاحب نے داخل کیے ہونگے ایک ایک خود بیان کریگا
لاؤ جام یہ کہکر جام اپنے ہاتھ مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اے جام تجھ مین کیا کیا چیز ہی
بیان کر کہ جام سے آواز پیدا ہوئی کہ تولہ بھر سیاہ سنکھیا ہی جسکی ایک رتی آدمی کے
مار ڈالنے کو کافی ہی پوچھا اور کیا ہی کہا تولہ بھر ہرتال طبقی ہی اور تیج کینہر ہی غرض کہ جسقدر اجزا تھے
سبکا حال بیان کردیا عبرت سراے جادو نے کہا کہ یہ حکیم کون ہی جواب دیا کہ یہ حضرات
عیار ہی بس اسنے جام ہاتھ سے پھینک کر گیر کنے کا قصد ہی کیا تھا منہ اسکا آدھا کھلا تھا کہ خواجہ نے
زن سے کلیم اوڑہ لی ہنگا تھنے ہی سے غائب ہو گئے تھے افغان جادو نے کہا کہ ارے لینا
اس مکار کو جانے نپاے تشنگان ہنسا اور کہا کہ اب مرشد کو کون پاتا ہی وہ لشکر بیت سے گئے شکر
کیجے کہ آپکی جان بچ گئی انھون نے تو خاتمہ کردیا ہوتا اگر آپ نپیتے اقبال سے بچگئین سارق
نے کہا کہ ارے جاکر حکیم گلستان حکمت کی تو خبر لو کہ ان پر کیا گذری یہان سے لوگ روانہ ہوے
افغان جادو انہی مانتو کو لیکر بارگاہ مین آیا اور اسنے اپنے لشکر کے گرد قصار قائم کردیا کہ سوا
اہل لشکر کے کوئی اندر نہ آسکے اور سارق سے آسکے کہا کہ مین جاتا ہون اور اپنا سحر لاتا ہوں
اگر کل ہی ان سبکا خاتمہ نہ کردیا تو نام اپنا افغان جادو نپایا ہوگا یہ کہکر یہ تو جانب کوہ بہار روانہ
ہوا اور یہان جو لوگ کہ حکیم صاحب کی فکر مین گئے تھے انھون نے جاکر حکیم صاحب کے مکان پر خبر
دریافت کی حکیم صاحب کی بی بی نے کہا کہ وہ تو خدمت مین خداوند کے گئے ہوے ہین لوگون نے کہا
کہ حکیم صاحب وہان نہین پہونچے انکو یہین تلاش کیجے اب لوگون نے ادھر ادھر ڈھونڈھنا
شروع کیا یہانتک کہ اس صندوق کے قریب پہونچے جسپر پرچہ لگا ہوا تھا جیسے ہی نظر پرچہ پر پڑی
جلدی سے پرچہ پھاڑ کے صندوق کا پٹ اٹھایا تو دیکھا کہ حکیم صاحب برہنہ صندوق مین لیٹے ہوے
ہین جلدی سے حکیم صاحب کو صندوق سے باہر نکالا اور پانی چھڑکا کے ہوشیار کیا ایک پرچہ
اندر سے صندوق کے لگا اسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ او حکیم خدا ناشناس تو خدا پرست ہوکر خدا پرستون
سے احتراز کرتا ہی اتنا زمانہ صاحبقران کو تشریف لائے ہوے گذرا اور تو نے حاضر خدمت
ہوکر شرف ملازمت نہ حاصل کیا یہ اسکی سزا تجکو دی گئی کہ تیری یہ صورت بنائی گئی حکیم صاحب
دل مین شرمندہ ہوے کہ واقع مین یہ مجھسے غلطی ہوئی خیر خود کردہ را علاج نیست اب جلو
دیکھیے مین تو اور اسباب کے ساتھ جسقدر کتابین تھین وہ بھی ہزار دہو گئین حکیم گلستان حکمت
کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے اندر آئے تو بی بی نے کہا تم تو بیس اشرفیان نذر کو لیے گئے تھے درباری
پوشاک پہن لیے تھے حکیم صاحب نے کہا کہ وہ مین نہ تھا وہی عیار تھا جسکے ڈر سے مین نے خانہ نشینی
اختیار کی تھی اسنے یہان آکر مجھکو ذلیل کیا یہ تقدیری بات تھی بی بی نے کہا خدا کا شکر کرو کہ جان بچ
بچ گئی حکیم صاحب نے کہا جان کی تو خیر پہلے سے معلوم تھی کہ مسلمان مسلمان کو قتل نہین کرتے
جو لوگ سارق کے یہان سے آئے تھے انھون نے کہا کہ مجھے معاف رکھیے مین ہرگز نجاؤنگا وہ جو
کل خدمتگار آیا تھا وہی عیار تھا اسنے میری یہ حالت بنائی لوگ جو یہان سے ملے تو دیکھتے ہین کیا
کہ انکا خدمتگار ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے چلا آتا ہی اس سے پوچھا کہ تجپر کیا گذری
اسنے کہا ایک حبشی نے میری ناک پیشاب کرنے مین مروڑی تھی مجھے خبر نہین کہ کیا ہوا حکیم صاحب

کے ساتھ کون گیا انمین سختگان بھی آیا ہوا تھا اسنے کہا کہ وہ مرشد کا کام تھا اُنکے چیلے کا کام تھا سب اچھے ہین اور آگے بڑھے تو میان کلو آہی صورت سے ملے کلو سے پوچھا کہ تم پر کیا گذری کلو نے اپنی حالت بیان کی کہ مرد ہے نے پہلے تو کہا کہ تم تنہا جاتے ہو پھر ایک پان کھلایا کہ تمھین دور جانا ہو منہ خشک ہو جائیگا پان کھاتے ہی بیہوش ہو گیا مجھے نہین معلوم کہ پھر کیا ہوا غرضکہ سب واپس چلے گئے اور سارا ماجرا ساریق سے بیان کیا ساریق کے ہوش اُڑ گئے لیکن اسنے خاموشی اختیار کی اور انتظار مین افغان جادو کے بیٹھا اب یہان سے حال خواجہ خضران کا سنیے کہ یہ جو لوٹ مار کر کے پھرے تو بارگاہ سلیمانی مین آئے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے تعریف کرنے کے بعد فرمایا کہ خواجہ مجھے ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ افغان جادو ابر سحر لینے کو گیا ہے اور وہ ایسی چیز ہے کہ توڑ اُسکا نہین ہے ایسا نہو کہ لشکر تباہ ہو جائے خواجہ نے کہا کہ مین نے تو آج ہی خاتمہ کر دیا ہوتا لیکن ابھی قضا اُن حرامزادون کی نہ تھی اب اُسے آنے تو دیجئے اگر ابر سحر ساریق ہی کے لشکر پر نہ گرا دیا تو کچھ کام نہ کیا صاحبقران خاموش ہو رہے اب خواجہ اپنے خیمہ مین آئے یہان قران ثالث سب مال و اسباب لیے بیٹھے تھے جسوقت خواجہ پہونچے قران نے پہلے تو فرد ہاتھ مین دی اُسکے بعد سب چیزون کا جائزہ دیا خضران بہت خوش ہوے اور کچھ مال قران کو دینے لگے قران نے انکار کیا اور عرض کی مجھے آپ کی دعا سے مال کی خواہش نہین جنس کا خراج میرے لیے کافی ہے مین خدا کی خوشنودی چاہتا ہون خضران نے پشت پر ہاتھ ٹھونکا اور کہا کہ اسی نیت سے تمکو خدا نے سرفراز کیا ہے

لیکن اب دو کلمہ داستان افغان جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ اسی غصہ کی حالت مین کوہ بہاریہ پہونچا جہان اسکا ساختہ سحر ابر موجود تھا جب اسنے جھولی سے موم نکالا اور اُسکا اک چھوٹا سا جانور زال کے برابر بنایا اور بائین ران مین نشتر دے کر خون اپنا نکالکر جانور کو خون سے رنگین کیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دو دانے ماش کے مارے جانور پھنکار ابس افغان جادو نے جانور کو طرف ابر کے اُچھال دیا طائر اُڑ کر بلند ہوا اور قریب ابر کے پہونچکر اُسنے گرد ابر کے چکر لگایا اور اک مقام پر آکر گوشہ ابر کو پنجہ سے مضبوط پکڑا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے افغان جادو نے کہا کہ میرے ساتھ اس ابر کو لیچل یہ کہکر گاو سحر پر سوار آگے آگے تو آپ چلا اور پیچھے پیچھے وہ جانور ابر کو کھینچے ہوے ساتھ ہوا اس تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے کہ وا عن ابر سے فراٹے کی صدا پیدا ہے لیکن بیان حال خواجہ خضران کا سنیے کہ بیٹھے بیٹھے یہ اپنے مقام سے اُٹھے اور خیال کیا کہ وہ ملعون یعنے افغان جادو قسم کھا کے گیا ہے کہ جاتا ہون اور ابر سحر کو لاتا ہون ایک ہی روز مین ابر گرا کر کل خدا پرستون کا خاتمہ کر دونگا ایسا نہو کہ وہ آتے ہی حملہ کر بیٹھے تو پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی یہ سوچکر یہ بارگاہ سے نکلے اور صحرا کی طرف روانہ ہوے جب جنگل مین پہونچ گئے اور ادہر اُدہر کسیکو نہ دیکھا تو جلدی سے منڈھی نکال کے پہنی اور رنگ روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی ساریق کی بنائی اور منڈھی مین بیٹھکر منڈھی کو اشارہ کیا منڈھی اُڑتی ہوئی چلی کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا سامنے سے افغان جادو آگے آگے چلا آتا ہے اور پشت پر اُسکے ابر مہیب ہے اسمین سے صدائین ہیبتناک

چلی آتی ہین اُدھر افغان جادو نے جو سارِیق کو دیکھا حیران ہوا کہ یہ تو عجب شان و شوکت سے
تخت پر اُڑتا چلا آتا ہی اسنے آنے کے ساتھ ہی آواز دی کہ آپ کہان جاتے ہین چلیے مین آپکے
دشمنون کا خاتمہ کردون سارِیق نقلی نے جواب دیا کہ ای بندۂ بد اعتقاد مجھے تیری امداد کی ضرورت
نہین ہی مین جسوقت چاہون ان بندگان بدخلاف کو تباہ و برباد کردون مجھے خود انکی تباہی منظور نہین ہی
تو اپنے سحر کو رہنے دے یہ سُنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہا کہ اگر آپ کو یہ منظور نہ تھا تو پہلے ہی
آپنے مجھے روکا ہوتا اور مین آپ کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون مجھ سے خداوندی نہ بگھارئیے
اس وقت اگر ان خدا پرستون پر رعایت کیجیے گا تو آپ بندہ سر پر ہاتھ دھر کے روئیے گا جس طرح
آپکے بڑے بھائی لقا کا انجام خراب ہوا وہی حالت آپکی بھی ہوگی بس یہ سنتے ہی سارِیق
نے کہا کہ ای بندۂ بے عقل تو اپنے خداوند سے بالکل بد اعتقاد ہی اور جانتا ہی کہ یہ بنا ہوا خداوند
ہی وہ اپنا ابر مجھپر گرادے دیکھون تو تیرا ابر میرا کیا کرتا ہی افغان جادو ہنسا اور کہا کہ اس وقت
آپ کیا کہ رہے ہین یہ بیہودہ چیز ہی کہ خود سامری و جمشید جو موجد اسکے تھے وہ بھی اس سحر کو رد
نکر سکتے سارِیق نے کہا کہ تو کوئی اور ہی سحر کرکے آزمایش کرلے تجھے معلوم تو ہو کہ مین تیرا
کیسا خداوند ہون یہ سُنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہ اسکی شامتین آگئین ہین بس غصہ مین جھولی مین
ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ فولادی اٹھاکر کھینچ مارا گولہ جو آکے منڈھی پر پڑتا ہی چیچا ہوکے گر پڑا ادھر
افغان جادو کے ہوش اُڑ گئے اور سارِیق نقلی نے نعرہ کیا کہ کیون ای بندۂ من دیدی قدرت
مرا افغان جادو نے گردن جھکالی اور پکارا کہ بیشک مین تجھے ایسا نہ جانتا تھا لیکن اس سحر
کو مین اپنی جگہ سے ہٹا کے لایا ہون اب اسنے پلٹ نہین سکتا اور آپ حریف پر گرانے کو
منع کرتے ہین پھر کیا کیا جاے سارِیق نقلی نے کہا تو مجھپر گرادے افغان جادو نے کہا
کہ میری بارہ برس کی محنت مفت برباد ہوگی اگر آپ اس ابر سے بچ گئے اور پھر میرا منگایا
تو بھی کیا حاصل ہی سارِیق نے ادھر اُدھر دیکھا قضاے کار والقف تماشاے روزگار دیکھے
کہ اس طرف سے ہوط لکرگدن سوار پہلوان دو لاکھ سوار دیدل کی جمعیت سے واسطے مدد
سارِیق کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا اور نشان وغیرہ سے پہچانا کہ یہ لشکر کفار ہی بس افغان جادو
سے کہا کہ یہ بھی لشکر حریف ہی تو اس لشکر پر ابر کو گرادے افغان جادو مضطر ارہا تھا کہ ابر سے
برقین کڑک کڑک کے مجھپر آتی ہین ایسا نہو میرا سحر مجھی پر پلٹ پڑے تو روکنا اسکا دشوار ہی
بس اسنے اشارہ پاتے ہی ایک گولہ فولادی نکالا اور اسکو اپنے خون پیشانی سے رنگین کرکے
اور ریا ساحری کہکے جو اس لشکر پر کھینچ مارا تو ساتھ ہی گولے کے وہ جانور جو ابر کو پنجہ مین دابے
چلا آتا تھا لشکر کی طرف چلا جس طرح شاہین گنجشک پر آتا ہی بس گولہ قریب لشکر پہونچکے
پھٹا اور ہزار ہا شرارے پیدا ہوے تمام ابر مین آگ لگ گئی اور کل ابر ایک شعلہ ہوکر جو
گرتا ہی دو لاکھ جوانون کو مع ہوط لکرگدن سوار جلا کے خاک کردیا چونکہ یہ قریب
پہونچ چکا تھا اور استقبال کو اسکے گوزن گاؤ سوار پانچ ہزار سوار سے آیا تھا یہ بھی جلکر خاک
ہوا لشکریون نے جو یہ معرکہ دیکھا تو جانب قیطول روانہ ہوئے اور سارِیق کو اطلاع دی یہان
سارِیق نقلی یعنی خواجہ خضران نے جیب پر ہاتھ ڈالا اور افغان جادو سے کہا کہ یہ
گل بہشت ہی اسے اپنے پاس رکھو اگر سونگھو گے تو کسی عیار مکار کے فریب مین نہ پھنسو گے

بیہوشی زندگی مین تھی پر تاثیر نکری گی یہ سنکے افغان جادو خوش ہوا اور وہ پھول لیکر سونگھا سونگھتے ہی چھینک مارکے جھوما یہان خواجہ خضران جست کرکے آئے دوسرے ہاتھ سے کمندیار کے منڈھی کو داخل زنبیل کر لیا اور آپ افغان جادو کے سینے پر سوار ہوکے خنجر کمر سے کھینچ لیا اور چاہا کہ اسے ذبح کرڈالین قضاے کار و اتفاقات روزگار چونکہ ابھی قضا اسکی نہ تھی عقب مین افغان جادو کے محیط جادو بھی چلی تھی یہان جو پہونچی تو عجب معرکہ دیکھا کہ تیغ افغان جادو اوپر ساریق زمین کی طرف چلے جاتی ہے یہین ساریق کے ہاتھ مین خنجر ہے ذبح کیا چاہتا ہے بس محیط جادو نہین نیچہ جھکر گری اور افغان جادو کو لیکر راہی ہوئی آپنے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے جسوقت پانوکن زمین سے آشنا ہوے تو گلیم کی برکت سے چوٹ کھانے سے محفوظ رہے وہان سے بھاگے ہوے خدمت مین امیر باتوقیر کے آئے اور چپکے ہوکے بیٹھ رہے اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ افغان جادو جو ابر سحر لیکر آیا تھا اُسنے ہبوط گرگدن سوار کے لشکر کو پھونک دیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا کہ ساریق کے مددگار کو اُسی کے مددگار نے کیون جلادیا وہان ہرکارون نے جاکر ساریق کو اطلاع کی کہ افغان جادو نے ہبوط کرگدن سوار کو مع لشکر جلا دیا اور گوزن گاؤسوار جو مین چار سوآدمیون سے واسطے استقبال کے گیا تھا وہ بھی جلکر خاک ہوا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ہوا مین نے تو یہ تقدیر نہ کی تھی سختگان نے کہا کہ یہ ہمارے مرشد نے تقدیر کی ہوگی آپکی بدتقدیری تو آپ ہی پر پلٹ پڑتی ہے اتنے مین محیط جادو افغان جادو کو لیے ہوے پہونچی اور یہان بھی ساریق کو دیکھا کہا کہ اپنے عجب طرح کی خداوندی شروع کی ہے یہان جوتیان کھاتے ہین اور یہان سے الگ ہٹ کے زور دکھاتے ہین یہ کس خطا پر آپ افغان جادو کی قتل کی فکر مین تھے ساریق نے کہا کہ مجکو قسم ہے اپنی خداوندی کی جو مین جھوٹ کہون مین ہرگز افغان جادو کو قتل نہین کر رہا تھا اچھا اسے ہوشیار کرو پوچھین تو کہ آپپر کیا معرکہ گذرا جسوقت افغان جادو کو ہوشیار کیا تو اسنے ساریق کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک تو خداوند ہے جو چاہے سو کر سکتا ہے یہ نہین معلوم تیری کیا مصلحت ہے جو تو نے ان بندگان گردن کش کو سر چڑھا رکھا ہے اس کلمہ پر افغان جادو کے ساریق بھی حیران تھا لیکن دل مین خوش تھا کہ اسنے مجھے سجدہ تو کیا یہ وہی ہے جو کہتا تھا کہ میری بہن نے اسکو خداوند بنا رکھا ہے ورنہ اسکی حقیقت کیا ہے اگر چاہون تو مین آپ ایسے دوسو خداوند بنادون لیکن محیط جادو نے کہا کہ ای افغان جادو اگر مین نہ پہونچتی تو خداوند نے تجھے قتل کرڈالا ہوتا یہ تو خنجر کھینچے ہوے تیری چھاتی پر سوار تھے اور تجھے قتل ہی کیا چاہتے تھے یہ باتین سنکے سختگان سمجھ گیا کہ سوا مرشد کے یہ دوسرے کا کام نہین ہے بس اُسنے جل کے ملکہ عبرت سرای جادو کو بلا بھیجا جسوقت عبرت سرای جادو کو لیکر لوگ آئے تو ساری کیفیت عبرت سرای جادو کے سامنے بیان ہوئی عبرت سرای جادو نے کہا کہ مین ابھی بتائے دیتی ہون بھلا ساریق مین یہ مادہ کہان یہ ایک اسم سحر سے تو آگاہ نہین ہے اسکے علاوہ کون ایسا ہوگا کہ اسنے لشکر کو آپ جلوادے اور لشکر حریف کو بچائے یہ کسی حریف دانا کا کام تھا بس اسنے دستک دی فوراً اک پریزاد پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ جس ساریق نے افغان جادو کا قولہ رود وہ کون تھا بتا پریزاد نے کہا کہ وہ عمرو ثالث عیار تھا جسے خواجہ خضران کہتے ہین بس یہ راز فاش ہوتے ہی افغان جادو کے ہوش اُڑ گئے ہم اسنے کہا کہ ایک بار اسنے زہر پلا کر والدہ صاحبہ کے مار ڈالنے کا قصد کیا نہ یہ ایسی ہوشیار ہوتین

نہ آسکے جام زہر سے بچتے ہیں دوبار امیر سحر مٹوا دیا واقع میں یہ عیارہ بلا سے بدہے اس سے خوف کرنا چاہیے یہ کہکر اسنے محیط جادو سے کہا کہ تم تو خداوند کے پاس رہو اور میں والدہ صاحبہ کو لیکر ایک مکان طلسمی میں قیام کرتا ہوں کہ وہاں کوئی نہ آسکے اور اب سحر ٹوٹ چکا لائق مقابلہ بھی نرہا اب رفتہ رفتہ اہل اسلام کو گرفتار کرتا ہوں جسدن وہ ناعیار ملگیا اسی دن سبکو قتل کر ڈالونگا مجکو سوا اسکے کسیکا خوف نہیں ہے یہ کہکر عبرت سحر سے جادو کو لیکر جانب صحرا روانہ ہوا صرف ایک بڑھیا کو اپنی ماں کی خدمت کے واسطے ساتھ لے لیا باقی کل لشکر کو مع محیط جادو سارلیقہ میں چھوڑ کر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا میں پہونچا تو اسنے نیلا پیلا زرد و زنگاری سوت لیکر اسمیں گرہیں دیں اور کچھ سر کنڈے زمین میں گاڑکر انپر وہ سوت لپیٹ دیا اسیوقت ایک مکان نفیس و مختصر بنکے تیار ہو گیا بعد اسکے سحر کر کے اس مکان کو بھی نگاہوں سے پوشیدہ کردیا کہ اگر کوئی اس طرف آبھی جاے تو مکان کا پتہ نہ پاے صرف ایک عورت کاروبار ضروری کے واسطے ساتھ ہے اور عبرت سحر سے جادو کے بخار میں کسیطرح تخفیف نہوتی تھی جب رات ہوئی تو اسنے کچھ پتلے سحر کے تیار کر کے اپنے ساتھ لیے اور آکر لشکر اسلام پر شبخون مارا لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا لشکر میں غوغا ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہے لوگ سونے سے جو چونکے آپس ہی میں لڑنے لگے صداے تکبیر و نعرہ بلند ہوئی پتلے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور انپر کسیکا حربہ تاثیر نکرتا تھا کچھ آپسمیں لڑ کے قتل ہوے اور پتلوں کے ہاتھ سے مارے گئے جب زیادہ غوغا ہوا تو افسر لشکر طلحہ بن لندھور اپنے خیمہ سے نکلے اور گرز پکڑ کے چلے نعرہ کیا کہ یہ کس سرکش نے میرے لشکر پر شبخون مارا ہے بس دیکھا افغان جادو نے کہ سردار لشکر یہی ہے پنجہ بن کے گرا اور طلحہ کو اٹھا لیگیا یہاں لشکر میں تمام رات تلوار چلا کی جب صبح ہوئی تو آپس میں ایک دوسرے کو پہچانا علیحدہ ہوے حریف کا پتا بھی نہ پایا نہ لشکر حریف کا کوئی کشتہ ملا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے کشتہ اپنوں میں کوئی لاش حریف کی نہیں بس آکر تمام رات کی سرگذشت پیش صاحبقران عالیشان بیان کی صاحبقران کو طلحہ کے گم ہونے کا نہایت صدمہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لوگوں کو تلاش میں طلحہ کے بھیجے ایسا نہو وہ تعاقب میں حریف کے چلے گئے ہوں لیکن خضر ان سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ افغان جادو کا فعل ہے یہ بھی تلاش میں نکلے دن بھر خراب رہے کوئی پتہ نہ ملا جب رات ہوئی تو پھر افغان جادو نے آکر لشکر سہراب بن رستم پر چھاپا مارا اور سہراب کو بھی گرفتار کر کے لیگیا یہاں اسی طرح لشکر سہراب کے لوگ آپسمیں مصروف جنگ و جدال رہے جب صبح ہوئی تو انکو بھی مثل لشکر طلحہ کے پریشانی و پشیمانی حاصل ہوئی اسلیے کہ جتنے کشتہ تھے سب اپنے ہی لشکر کے تھے فوج حریف کا ایک کشتہ بھی نپایا تھا بہت حیران ہوے اور روتے پیٹتے خدمت بادشاہ لشکر اسلام میں حاضر ہوے اور سارا ماجرا بیان کیا ابتو بادشاہ اسلام کو بھی تردد ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے نہ تو طلحہ کا پتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کون شبخون مارتا ہے آج شاہزادہ سہراب بھی غائب ہو گئے ادھر سارلیق کو جو یہ خبریں پہونچیں اسے نہایت خوشی ہوئی دستخطگان نے کہا یا خداوند محیط جادو آپ کے لشکر میں موجود ہے اس سے کہیے کہ جا کر افغان جادو سے کہدے کہ جس سردار کو گرفتار کرنا اسے زندہ نہ چھوڑنا سارلیق نے اسی وقت محیط جادو کو بلا کر اس سے کہا کہ ہماری طرف سے افغان جادو سے کہدو کہ اگر کسی دشمن کو ایکدم زندہ نہ رکھنا اسلیے کہ شاید ہماری مصلحت پلٹ جاے اور ہم انھیں رہا کرادیں تو تمہیں بھی افسوس رہجائیگا کہ کاش قتل ہی

کھڑا لیتے محیط جادو یہ پیام ساریق کا لیکر پاس افغان جادو کے آئی اور کہا کہ خداوند ایسا کچھ حکم
دیتے ہین افغان جادو نے کہا کہ مین تو جبتک اُس ناعیار کو گرفتار نکرونگا اُس وقت تک ایک کو
بھی قتل نکرونگا اسمین ساریق دخل ندے اسنے طلحہ اور سہراب کو ایک ہی مقام پر قید کیا اور آپ
رات کو آکر لشکر وحید الملک پر گرا اور سبکو قتل کرنا شروع کیا لشکر مین غوغا ہوا لوگ دوڑے چنانچہ
شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ بھائی میرا ہے نہین اور لشکر اسکا تباہ ہوا جاتا ہے وہ آئیگا تو کیا کہے گا کہ
بھائی صاحب موجود تھے اور ہمارا لشکر تباہ ہوگیا یہ خیال کرکے یہ اپنے خیمہ سے مسلح ہوکر نکلے کہ آج
اس قزاق کو بے مارے نچھوڑونگا کہ اسنے قیامت برپا کر رکھی ہے یہ سوچکر یہ اپنے خیمہ سے چلے ہی تھے
کہ پنجہ گرا اور انکو بھی لیگیا افغان جادو تو انکو لیکر اپنے مسکن کی طرف آیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو
زندان مین بھیجکر آپ بخواب مرگ ہوا یہان صبح تک تلوار چلا کی ہزارہا خانیان دیندار مارے گئے
صبح کو جب بادشاہ لشکر اسلام کو شہنشاہ گوہر کلاہ کے گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو انھون نے پوچھا
کہ آج گشت کون پھرتا تھا لوگون نے بیان کیا کہ معدول بن عدیل گشت پھر رہے تھے فرمایا
بلاؤ جسوقت معدول بن عدیل سامنے آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھارا پہرا تھا تمھین معلوم ہوا
ہوگا کہ حریف کس طرف سے آتا ہے اور شبخون مارکر کدھر نکل جاتا ہے انھون نے قسم کھا کے عرض
کی کہ حضور اگر وہ لوگ جو شبخون مارتے ہین آسمان سے آتے ہون یا زمین مین سے پیدا ہوجاتے ہون
تو مجبوری ہے ورنہ کیا تاب ہے کہ بندہ پر بھی مار سکے مین نے نہ حریف کو کسی طرف سے آتے دیکھا
نہ جاتے ہوے دشمن معلوم ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آج پہرہ قبیل بن مقبول بن مقبل
وفادار کا ہو یہ جس طرف سے حریف کو آتے ہوے دیکھین بے تامل تیرباران کرین قبیل بن مقبل
حسب الحکم بادشاہ اپنے بارہ ہزار تیراندازون کو لیکر گشت پھرنے لگے وہان سے حسب عادت
افغان جادو تیلیان سحر کی فوج لیکر اتنا بلند ہوکے آیا کہ کسیکو محسوس بھی نہوا اور آتے ہی اسنے لشکر
ممالک بن مالک پر شبخون مارا ممالک گھبرا کے نیزہ بکف اپنے خیمہ سے باہر نکل آئے یہ تو تاک ہی
مین لگا تھا پنجہ جھکے گرا اور انکو بھی لیگیا ساتھ انکے قبیل بن مقبول کو بھی لیگیا آج بھی ایک کشتہ تک
حریف کا نہ ملا اب تو لشکر اسلام مین تلاطم مچ گیا اور بادشاہ اسلام نے خضران کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ
اب تم بہت راحت طلب ہوگئے ہو یہان لشکر تباہ ہوا جاتا ہے تمام یگانے جدا ہوے جاتے ہین اور
تم سے کچھ نہین ہوسکتا خضران نے عرض کی کہ مین روز فکر کرتا ہون مگر مجھے کہین پتہ شبخون مارنے والے
کا نہین ملتا صاحبقران نے فرمایا کہ بڑھاپا بری شے ہے اس سے تو اب تم خانۂ کعبہ چلے جاؤ تو بہتر
ہے یہ کلمہ خضران کو ناگوار گذرا اور قصد کیا کہ واقع مین میرا چلے جانا ہی بہتر ہے پھر یہ سوچے کہ اگر
اس وقت مین ساتھ چھوڑا تو زندگی بھر کے واسطے بدنامی ہے یہ سوچتے ہوے بارگاہ سے نکلے اور
اپنے خیمہ مین چلے آئے لیکن حال قران ثالث کا سنیے کہ انھون نے صورت اپنی نہین تبدیل کی
اور ہیئت اصلی پر تفحص مین افغان جادو کی جانب روانہ ہوے جاتے جاتے تمام صحرا چھان مارا
لیکن کہین کچھ پتہ نہ ملا کہ دیکھا ایک جانب سے ایک مالن چلی آتی ہے ڈالی پھولون کی ہاتھ پر لیے
ہوے ہے اور اس طرح مٹکتی چلی آتی ہے کہ بیساختہ قران متوجہ ہوگئے اور پکارے کہ جان جہان
کہان چلین یہ سنکے وہ مسکرائی اور بولی کہ موے اپنی شکل تو آئینہ مین دیکھ قران نے کہا کہ اپنی
شکل کیا کرون دیکھ سکے اتو تیری شکل دیکھتا ہون یہ کہکر دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا کہ جاتی کہان ہے

مالن نے کہا کہ کیا تیرے یہاں یہی ہوتی چلی آئی ہے کہ بندوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں یہ سنکے قران کو غصہ
آیا کہا کہ تو بالکل بازاری عورت معلوم ہوتی ہے مالن نے کہا کہ یہ ادب غیرت کی بات ہے کہ اپنی بہن کو تو بازاری
کہتا ہے قران نے تھپڑ مارنے کا قصد کیا تھا کہ مالن ہنسی اور کہا کہ ارے مین ہون برق فرنگی قران نہایت
شرمندہ ہوئے اور کہا کہ واقع مین عورت کی عیاری کا جامہ تیرے ہی واسطے خلق ہوا واللہ ہے کہ مین نے
مطلق نہین پہچانا برق نے کہا کہ آپ ادہر کہان آ لیے تھے قران نے کہا کہ خلیفہ تو خفا ہوگئے چلے گئے
اور لشکر پر تباہی پڑی ہوئی ہے برق نے کہا کہ مین بھی دشمن ہی کی تلاش مین نکلا تھا یہ دونون تو کھڑے
باتین کر رہے تھے ادہر افغان جادو کا یہی مشغلہ تھا کہ دن بھر اس مکان محفوظ مین بیٹھا رہتا اور رات کو نکلکر شبخون
مارتا آج قضائے کار و اتفاقات روزگار افغان جادو کو وحشت نے گھیرا اور بیٹھے بیٹھے اسکا جی
گھبرایا یہ اپنے مکان سے نکلکر صحرا مین آیا کہ کوئی جنگلی آدمی ملے تو اسے خدمت کے لیے لے چلون
کہ کچھ کام ہی نکلے ہاتھ پانون خود بانہے گا جسوقت شبخون مارکے آتا ہون تو تھک جاتا ہون جیسے ہی
صحرا مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک نازنین اک حبشی سے باتین کر رہی ہے اسکو نہایت ناگوار گذرا کہ ایسی
حسین اور حبشی سے لگاوٹ کرتی ہے بس اسنے وہین سے پنجہ سحر پھینکا اور نازنین کو اٹھا لیگیا قران
پریشان ہوکے رہگئے وہان افغان جادو جو نازنین کو لیکے پہونچا تو کہا اے نازنین یہ تو کس حبشی سے
باتین کر رہی تھی تو بڑی ذلیل طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہے نازنین نے کہا کہ بھلا مین اس موے
حبشی سے کیا لگاوٹ کرونگی وہ میرے باپ کے پاس آیا کرتا تھا اس سے مین اسے پہچانتی ہون اور وہ بھی
مجھے مثل بیٹی کے سمجھتا ہے آپ اسے بلوا لیجیے مین پوچھو ادون افغان جادو نے کہا تو یہین بیٹھ
مین اسے بھی اٹھائے لاتا ہون یہ کہکر آیا تو دیکھا کہ ایک اور نازنین کسی ساہوکار کی بیٹی چلی آتی ہے
حسن اسکا اس مالن کے حسن کو بھی مات کرتا ہے اسکو دیکھکر حبشی نے آواز دی کہ اے نازنین اس
صحرا کی ہوا عورتون کے لیے ناموافق ہے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ اک نازنین کو پنجہ لیگیا یہ سنکے اس نازنین
نے جواب دیا کہ واہ بیٹا سعادتمند ہو کہ امان کو آگاہ کر دیا قران کو غصہ آیا کہ چہ نالتی ہے یا ہمین تکتی ہے یا ماں
قران نے جواب دیا کہ امان تم تو ایسی حسین اور بیٹا ایسا جنا نازنین نے جواب دیا کہ بیٹا مین
اسے کیا کرون جیسا باپ ویسا بیٹا مین تو امانت دار تھی نو مہینے پیٹ مین رکھا اور جن کے علیحدہ
کر دیا قران شرمندہ ہوئے اور اس حاضر جوابی پر سمجھ گئے کہ یہ بھی کوئی عیار ہے عورت ہوتی تو شرماتی
ضرور یون سنون استاد ہون ادہر افغان جادو کو اس مذاق پر رشک پیدا ہوا اور پنجہ سحر
جو کرتا ہے دونون کو اٹھا لیگیا جسوقت اپنے مکان مین پہونچا تو قران سے کہا کہ اے اپنی نازنین تجھکو
مبارک اس سے تو جی بہلا اور اب تو میرے دل بہلانے کو اس سے بہتر ملگئی ہے یہ کہکر برق
کو قران کے ساتھ علیحدہ حجرے مین کر دیا اور آپ دختر ساہوکار سے مصروف اختلاط ہوا نازنین
بھی نخرا غمزا کے لگاوٹ کی باتین کرنے لگی جب اسنے اور قصد کیا تو کچھ ایسی باتون مین الجھایا کہ
ارادہ اسکا جاتا رہا یہان قران اور برق مین باتین ہو رہی تھین کہ ہوف نہون استاد ہون لیکن
اب ہم یہان خالی بیٹھے بیٹھے کیا کرین قران نے کہا ہم بتاتے ہین یہ کہکر اسکی چھاتیان پکڑ لین اور کہا
کہ اے ظالم بالکل اصلی معلوم ہوتی ہین کیا گتے کی کاٹ کے لگائی ہین اسقدر برق نے ستایا کہ یہ
عاجز ہوگیا قران کے پاس سے اٹھ کے برابر ایک اور حجرہ تھا وہان چلا آیا یہان عشرت سرا جادو کے
بستر پر پڑی تھی اور وہ بڑھیا جو اسکی خدمت کیا کرتی تھی پیشاب کرنے گئی ہوئی تھی

برق ؑمالٹ قریب جاکے رومال جھلنے لگا بڑھیا کی ناک مین خوشبو جو گئی آنکھ کھول دی دیکھا کہ اک
نازنین کھڑی رومال ہلا رہی ہے رومال کی ہوا سے ایسی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے کہ دماغ کو راحت
ملتی ہے تسکین ہوتی ہے عبرت سرائے جادو نے کہا کہ بیٹی تو کون ہے برق نے جواب دیا کہ مین
قوم پہنزلو سے ہون مجھے ایک ساحر لے آیا ہے کہتا ہے کہ میری خدمت بجا لاؤ مین قبول نہین کرتی وہ اور
ایک گھر لے آیا مجھے آپکی خدمت پر مقرر کیا مجھے یہ خدمت اُس خدمت سے بہتر معلوم ہوتی ہے عبرت سرائے
جادو نے کہا کہ مین اچھی ہو لون تو تجھے اپنی بہو بناؤنگی اور اِس نازنین کو تیری خدمت پر مامور کرونگی
برق نے کہا کہ مین اسکی خدمت سے باز آئی وہ مجھے زہر دیدیگی آپ سوتا لے کی جلن ہے کیا واقف
ہونگی ایسا باتون مین لگایا اور بیہوشی آلودہ رومال ہلایا کہ عبرت سرائے جادو بیہوش ہو گئی برق
نے جلدی سے زبان کھینچکر ٹکلہ سوزن کردیا اور شتارہ باندھ کے سامنے قرآن کے لاکر ڈال دیا اور
کہا کہ جبتک آپ اس سے شغل کیجیے مین اور فکر کرتا ہون قران نے کہا کہ یہ کون ہے برق نے
کہا وہی لکاتہ عبرت سرائے جادو یہ کہکر وہان سے اُسی حجرہ مین پلٹ آیا اور عبرت سرائے جادو
کی صورت بنکر اُسی کی مسہری پر لیٹ رہا لیکن اب حال محیط جادو کا سنیے کہ دو راتین گذرین اور
شبخون کا شور نہین سنا ایک دن تو یہ سمجھی کہ کئی شبخون مارے افغان جادو تھک کے پڑرہا
یقین ہے کہ کل پھر شبخون مارے گا جب دوسری رات بھی خالی گئی اور وقت شبخون کا گذر گیا تو
محیط جادو پریشان ہوئی اور سختگان کو بھی تردد ہوا یہ ایک ہی حرامزادہ ہے محیط جادو سے کہا تم
افغان جادو کی کون ہو محیط جادو نے کہا کہ اس سے تمہین کیا کام ہے سختگان نے کہا کہ کچھ
دال مین کالا معلوم ہوتا ہے محیط جادو بگڑنے لگی کہ تمنے مجھے کیا سمجھا ہے سختگان نے کہا کہ دو دن سے
شبخون کی صدا نہین سنی ہے ذرا افغان جادو کی خبر لو کہ اُنپر کیا گذری مین اسی واسطے تمسے پوچھ رہا تھا
کہ اگر کوئی محبت کا رشتہ ہو تو اُسے تمام کرو محیط جادو نے اُسیوقت ایک پتلی جھولی سے نکالی
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اُسپر پھونکا پتلی نے پھریری لی اور بولی کہ کہیے کیا حکم ہے محیط جادو نے
کہا کہ افغان جادو کس حال مین ہے کہ شبخون نہین مارا پتلی ہنسی اور کہا کہ عیار دن کے جال مین پھنسا ہوا
ہے خضران عیار اُسے قتل کیا چاہتا ہے بس یہ سنتے ہی محیط جادو بیتاب ہو کے روانہ ہوئی
اور اُس مکان پوشیدہ مین پہونچکر کیا دیکھتی ہے کہ ہاتھ مین خضران کے جام ہے اور افغان جادو
جام لیکر پیا چاہتا ہے محیط جادو نے آواز دی کہ ارے کیا کرتا ہے خبردار اسکے ہاتھ سے جام نہ پینا
ورنہ انجام اچھا ہوگا یہ ناعیار خضران ہے جسکے خوف سے تو یہان چھپا تھا یہ ظالم یہان بھی آپہونچا بس
یہ سنتے ہی افغان جادو تھرا کے پیچھے ہٹا خضران نے جلدی سے جام بیہوشی آمیز منھ پر افغان جادو
کے کھینچ مارا یہ تو بیہوش ہوکے گر اُٹھین لیکن محیط جادو نے دو تھپڑ مار کے جو گیر کا نعرہ کیا مین نے پانون پکڑ
لیے چاہتا تھا انھون نے کہ گلیم اوڑھ لون مگر ممکن نہوا اُسوقت محیط جادو نے خضران سے کہا کہ ٹھہر تو جاموے
مین تجکو دیکھ تو کیونکر بھاگتی ہون یہ کہکر محیط جادو دوڑ کر جلدی سے اُس حجرے مین آئی جہان عبرت
سرائے جادو بنا ہوا مسہری پر لیٹا ہوا کچھ لیڈ رہا تھا محیط جادو نے کہا کہ مزاج کیسا ہے جواب دیا کہ
نہ مرگئی ہون نہ جیتی ہون تم اسوقت کہان آگئین محیط جادو نے کہا کہ یہان بھی عیار پہونچ گئے
افغان جادو کو بیہوش کیا چاہتے تھے کہ مین پہونچ گئی سرگروہ عیاران کو تو مین نے پکڑ لیا ہے
مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ عیار ابھی اسی مقام پر اور بھی موجود ہین عبرت سرائے جادو ۴

نے اک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس ایک ہمارے بیدار ہونے سے کیا کیا آفتین برپا ہو رہی ہین خدا کی شان
کہ عیار اوسہ ہمارے مکان مین پہونچ جائین اور ہم جھوکی دیکے کچھ نہ سکے محیط جادو نے
کہا کہ یہ کنیزین آپکی ہر وقت ہشیار رہتی ہین آپ گھبراتی کیون ہین عبرت سراے جادو نے کہا
مجھے بھی تمہین لوگون کا خیال ہے مین تو پا در رکاب ہون چراغ کو قیام ہے اور مجھے قیام نہین اگر
یون نہ مری عیار مار ڈالینگے محیط جادو نے کہا کہ خدا نکرے آپ کی ایسی حالت تو نہین کہ آپ
اس طرح کی باتین کرین مرض آپکا مہلک نہین اور عیارون کی کیا مجال ہے عبرت سراے جادو نے
دعا دی اور کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہین کہ اب تم مین سے مردے کی بو آتی ہے ذرا تو بھی تو دیکھ کیا یہ سچ ہے
پھر کھڑ کر ہاتھ سے پسینہ پونچھ کے محیط جادو کی ناک کے پاس بڑھا دیا محیط جادو نے جو سونگھا
سونگھتے ہی چھینک مارکے بیہوش ہوئی بس اسکا بیہوش ہونا تھا کہ برق اپنے مقام سے
اٹھا اور آپ محیط جادو کی صورت بنکے اس مقام پر آیا جہان افغان جادو بیہوش پڑا ہوا تھا
اور خواجہ خضران بند ہے کھڑے تھے آتے ہی آواز دی کہ کیون اب کیا کہتے ہو خضران نے
منت کرنا شروع کین کہا ہرگز نہین مین بغیر قتل کیے نہ مانونگی اتنے مین افغان جادو ہوشیار
ہو گیا اور گولہ سحر پکڑ کے خضران کی طرف چلا محیط جادو نے آواز دی کہ ارے کیا کرتے ہو
اگر گولہ مار دیا تو یہ گولہ پلٹ کے تمہین کو ہلاک کر دے گا یہ بلا کا شخص ہے یہ سوا اس تلوار کے اور کسی چیز
سے قتل نہوگا یہ کہکر ایک تلوار مع نیام پیش کی افغان جادو نے تلوار جو نیام سے کھینچی تو لخلخہ ہو
اڑا اور افغان جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا بس اسنے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق ثانی یہ کہکر
تلوار ماری کہ سر گردن سے افغان جادو کے کٹ گیا اور وہان سے آکر محیط جادو کو ذبح کیا مرتے
سے ان تینون ساحرون کے قیامت برپا ہوئی صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتشباری و برف
باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من افغان جادو
و محیط جادو و عبرت سراے جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم مہ جو
مکان بنا ہوا تھا دھوان ہوکر نظرون سے غائب ہو گیا میدان نظر آنے لگا اب جو دیکھتے ہین تو
لشکر اسلام سامنے معلوم ہوتا ہے سرداران لشکر اسلام ایک حجرے مین قید تھے دفعۃً زمین کو
زلزلہ پیدا ہوا اور مکان غائب ہو گیا ہتکڑیان بیڑیان ہاتھون سے اور پاؤن سے گر کر
غائب ہو گئین سردار حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اتنے مین عیار پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا
یہ سب سردار نہایت خوش ہوے اور مع عیاران لشکر اسلام جانب لشکر روانہ ہوے وہان
ہرکارون نے سارق ملک کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام نے جاکر عبرت سراے جادو و افغان جادو
اور محیط جادو کو مار ڈالا سارق کے جی چھوٹ گئے اسنے کہا کہ ہم کہہ چکے ہین کہ اپنا کام اپنے
سے خوب ہوتا ہے جبتک مین خود ان بندون کی فکر نکرونگا اسوقت تک کچھ نہوگا یہ کہکر اسنے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ یہان نقارہ ندی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہان کی تو یہ حالت ہے
لیکن وہان کا حال سنیے کہ عیاران اسلام جو مع سرداران عالی مقام بارگاہ صاحبقران مین پہونچے
نقارہ شادمانی بجا خواجہ خضران نے بیان کیا کہ یہ معرکہ برق ثالث کے ہاتھ رہا ہم اور قران
دونون رہگئے اسی کی عیاری سے فتح نصیب ہوئی بادشاہ اسلام نے برق کو بہت بھاری
خلعت مرحمت فرمایا اور تمام سردارون نے مع صاحبقران عالیشان رقعہ ہزار ہزار روپیہ

روپیہ کی تحریر کردے کہ جاکر خزانہ سے وصول کرلو مد تمام رقعے برق نے جیب مین رکھ لیے اور بارگاہ سے نکلکر چلا کہ خزانچی سے روپیہ وصول کریون کہ راستے مین خواجہ خضران نے کہا کہ ای برق تونے ایسا کام کیا ہی کہ جی چاہتا ہی تجھے گلے سے لگاؤن برق نے کہا کہ یہ سب حضور ہی کا تصدق ہی خواجہ نے ایک اشرفی جیب سے نکالکر برق کو دی کہ یہ انعام ہم تمکو دیتے ہین برق نے وہ اشرفی لیکر عذر کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہی خضران نے کہا بھئی ہم غریب جو ہین تو ہمسے انکار کرتے ہو برق نے اشرفی جیب مین رکھ لی ہاتھ مین کھجلی پیدا ہوئی دوسرے ہاتھ سے جو سہلایا اسمین بھی خارشت سی پیدا ہوئی ہاتھ منہ کے قریب لاکے دیکھنے لگا کہ کیا ہی کچھ خوشبو سی محسوس ہوئی تو نہین جھونکا سا آگیا اتنے مین خواجہ نے جیب سے سب سندین خزانے کی نکال لین اور برق سے پہلے ہو نچکر خزانے سے تمام روپیہ وصول کرتے بیٹھ رہے برق بالکل تو بیہوش نہوا تھا یہ جو وہان سے آیا تو جیب خالی پائی حیران ہوا آکر صاحبقران سے عرض کی کہ میری جیب سے سب رقعے جاتے رہے حکم ہوا کہ تلاش کرو خزانچی اتفاق سے آیا ہوا تھا اسنے عرض کی کہ حضور انکے نام سے رقعے تو خواجہ وصول کر کے لے گئے یہ سُنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ بلاؤ خواجہ کو عیار گئے کہین خضران کو نہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہی تمہین خواجہ کو ڈھونڈھ کے لاؤ اتنے مین دیکھا کہ خواجہ خضران کوڑا ہاتھ مین لیے نہایت برہم خود ہی چلے آتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے عرض کی کہ کیا کہون اس بیوقوف کی حماقت مین پھنسا ہوا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی سچ ہی وہ بیوقوف نہوتا تو تم اسکا مال کیونکر ہضم کرتے خضران نے کہا یا صاحبقران اگر دوسرا یہ رقعہ وصول کرکے راہی ہو جاتا تو یہ کہان سے پاتا مین شہنشاہ عیاران ہون میرے معاملے مین آپ دخل ندین یہ کہکر آپ آکر کرسی پر بیٹھ گئے اور کہا کہ کیون ای برق یہ بتا کہ تونے جو یہ غفلت کی اسکی کیا سزا دی جائے برق نے کہا کہ اگر مین غفلت کی تو اپنے ساتھ کی ہین اس معاملہ مین آپکا مجرم نہین ہون خضران نے کہا کہ اگر اپنے ساتھ غفلت کی تو ہمین مطلب نہین پھر روپیہ کا دعوے بھی نکرو اور کوئی لیجاتا تو دیدیتا برق نے کہا کہ اور کوئی ہوتا تو مین اس سے دھوکا کیون کھاتا آپکو استاد سمجھکے دھوکا کھایا خضران نے کہا کہ اگر کوئی میری صورت بنکے دھوکا دیتا یہ سُنکے تو برق ثالث چپ ہو رہا خضران نے کہا کہ بس اب تو قابل سزا ہی یا نہین برق تاد یر کچھ کہا کے رہگیا کچھ کہہ نہ سکا بس خواجہ خضران نے چہارم رقم کا جرمانہ کر کے تین حصہ روپیہ برق کو دے دیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے حکومت کا بھی مادہ ہی کہ رقم بھی لے لی اور جرم بھی ثابت کر دیا اتنے مین خبر پہونچی کہ سارلق نے جسل جنگ بجوایا ہی امیر کشورگیر نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب لگنے لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جوانان اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگ آور یعنی شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان ہوتے ہین مخمس پر آغاز کلام *

جبتک اسکی پوری تھی دشمن پہ شان تھا		آتشین وجیب وفی امان دگر بیان جاک تھا	

آگئی جب موت دم مین سارا قصہ پاک تھا
سوز دل سے نالۂ پرسوز آتشناک تھا
بجھ گئی جب آگ پھر کچھ بھی نہ تھا کیا خاک تھا

اس سے پہلے تو نہین ایسا مین حسرت ناک تھا
واہ کیا جلاد تھا ای واہ کیا سفاک تھا
دل کے جاتے ہی جو دیکھا لاکھ کا گھر خاک تھا
لے گیا دل چھین کے ایسا کوئی بیباک تھا
طرۂ طرار تھا یا غمزۂ چالاک تھا

کوئی دامن چاک تھا کوئی گریبان چاک تھا
خاک مین ایسے ملے جسکو کہ دیکھا خاک تھا
کوئی تھا پر آرزو اور کوئی حسرت ناک تھا
دادخواہون مین جو وارد آج وہ سفاک تھا
اک نگاہ تیز کے پھرتے ہی قصہ پاک تھا

وصل جسکے عیش و عشرت کو ہوا اک بار گران
سرمہ مسی جسکی زینت کو ہوا اک بار گران
دید عاشق جسکی صورت کو ہوا اک بار گران
رنگ بھی جسکی نزاکت کو ہوا اک بار گران
پیرہن گل کا کب اسکے قابل پوشاک تھا

شام وصلت جا چکی اور آ گئی بس صبح فراق
جب نہ اسپر چل سکا کچھ دسترس صبح فراق
آہ بنکر منہ سے نکلا ہر نفس صبح فراق
دست وحشت بن گیا دست ہوس صبح فراق
انکا دامن چاک تھا میرا گریبان چاک تھا

ہو گیا سارے زمانے کی ودا دریاے مے
بحر رحمت کی دکھاتا ہی ادا دریاے مے
ہر ود آگیا بلکہ ہی آب بقا دریاے مے
فیض سے پیر مغان کے بہ گیا دریاے مے
کیون نہ پیتے پارسا بھی آب دریا پاک تھا

خون ہو کر آنکھ سے ہر دم بہے یون بیدھڑک
کیا پڑی ہی وصل کو اس سے کہے یون بیدھڑک
مین نہ تڑپون یہ طپیان ہم سے یون بیدھڑک
آفتین جھیلین ستم اٹھتے سہے یون بیدھڑک
دل ہمارا اس ستمگر سے بہت بیباک تھا

سارے عالم مین مری شہرت انھین دونون نے کی
وقت جب مجھپر پڑا شرکت انھین دونون نے کی
چاہیے جیسی مری خدمت انھین دونون نے کی
میری ہمدردی شب فرقت انھین دونون نے کی
یا دل غمناک تھا یا دیدۂ نمناک تھا

کیون نہ ہر اک جان دیتا اسکے روے پاک پر
سیکڑون بسمل تڑپتے تھے خس و خاشاک پر
ہر گھڑی غصہ دھرا رہتا ہی اسکی ناک پر
اور تو خنجر اسکی لوٹتی تھی خاک پر
اس سے جو آزاد تھا وہ بستۂ فتراک تھا

حسن کر دیتا ہی بسمل عشق ہی خانہ خراب
تو نہ کامل بن کہ کامل عشق ہی خانہ خراب
پھرتا ہون منزل بہ منزل عشق ہی خانہ خراب
ہم کہے دیتے ہین اے دل عشق ہی خانہ خراب
اسنے جب رکھا قدم پھر لاکھ کا گھر خاک تھا

غور مین نے بھی کیا کر غور تو بھی شہسوار +
جسپہ چاہے کر لے ظلم و جور تو بھی شہسوار
آسمان بھی پھرتا ہی بطور تو بھی شہسوار
یہ کمان یہ تیر تیرا اور تو بھی شہسوار
کیا نہین نخچیر کوئی قابل فتراک تھا

جلوۂ محبوب ہوتا ہی عیان مانند برق
دل جلون کے لب پہ ہی آہ و فغان مانند برق

اٹھو آتا ہے نظر سارا جہان مانند برق
دم میں آ پہونچا دہان سے وہ یہان مانند برق
نامہ بر اس شوخ کا کیا تیز و چالاک تھا

دہر میں یکسان کسیکو بھی خوشی رہتی نہیں
بات جو اس وقت ہے وہ پھر کبھی رہتی نہیں
بیکسون کی بھی جہان مین بیکسی رہتی نہیں
خوبرویون کی بھی حالت ایک سی رہتی نہیں
اب مسیحا اسکو دیکھا جو کبھی سفاک تھا

کام اگر ہمکو ار رکھتے جز گل سے باغ مین
بادہ نوشون کی خوشی تھی جام و مل سے باغ مین
جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
کیا غرض تھی میکشون کی سیر گل سے باغ مین
تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے ڈھنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر ہو جاؤ گے تم دنگ دیکھو تو سہی
اور انکا میل انکی جنگ دیکھو تو سہی
انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی
لہلہاتا سبزہ ہے جسجا خس و خاشاک تھا

جان لینا ہے تو کر لے امتحان زندہ ہین ہم
اے صنم جسوقت تک ہے تن مین جان زندہ ہین ہم
دیکھ اب تک بہر جور اے آسمان زندہ ہین ہم
شکل جسمانی کا جبتک ہے نشان زندہ ہین ہم
ملگئی پر خاک مین جب خاک پھر کیا خاک تھا

جی گیا اور اسنے پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کر دیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
آبلہ ہر ایک توڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
خون تک دل کا نہ چھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

مجھ سے ہے اب اس ستم ایجاد کی الفت کا نام
چاک دامن سے ہے مجھ ناشاد کی وحشت کا نام
مجھ سے ہے وابستہ جنون آباد کی غربت کا نام
عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام
ورنہ کوہ بے ستون ہمدوش افلاک تھا

ہوش کی لو اے کلیم اسکو نہ کہنا متقی
ایسا کیون کرنے لگا وحشت کا سودا متقی
متقی کہتے ہین کسکو اور کیسا متقی
گو بظاہر وہ نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی
عاشق صادق تھا آصف عشق اسکا پاک تھا

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ شاہزادہ دل آور یعنی طیمور شیر دل ہاتھ سے بروت تہمتن کے زخمی ہو کر نکل گئے ہین شاہور شیر دل ساتھ ہے مرکب انکو لیے چلا جاتا ہے جاتے جاتے اک مقام پر پہونچکر مرکب ٹھہرا اور پھریری لی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا شاہور جلدی سے قریب آیا سر زانو پر لیا زخم سر مین پٹی باندھی اتفاق سے کچھ قزاق اس طرف آئے ہوے تھے انھون نے جاکر دخان قزاق سے اطلاع کی کہ جس جوان نے آپ کی مدد کی تھی اور بروت تہمتن کو زخمی کیا تھا وہ زخمی ہو کر اس صحرا مین آیا ہے رفیق اسکا اسکے ساتھ ہے بس یہ سنتے ہی دخان قزاق نے فنس اپنے ساتھ لی اور جانب صحرا روانہ ہوا یہان طیمور بیہوش ہوے تھے شاہور شیر دل فکر مین تھا کہ مرہم کہان سے لاؤن جو انکا علاج کرون کہ اتنے مین دخان قزاق آیا اور شاہزادہ طیمور سے عرض کی کہ کوہ پر تشریف لے چلیے طیمور کو فنس مین سوار کرکے بالاے کوہ لایا اور علاج مین مصروف ہوا انکا تو علاج ہو رہا ہے اور وہان بیداد

شہر حسن آباد حسین کج کلاہ نے حکم دیا کہ سوداگر کو زندان سے لاؤ جس وقت سوداگر حاضر ہوا تو
حسین کج کلاہ نے کہا کہ کیون اے نمک حرام تو ہمیشہ سے اس دولت کا نمکخوار تھا اُسکا بدلہ یہی
تھا کہ تو اس مکار کو اپنے ساتھ لایا سوداگر نے کہا کہ مجھ سے صحرا مین ملاقات ہوئی تھی مین یہ نجانتا
تھا ورنہ اُسکو کیون لاتا بادشاہ نے کہا کہ کچھ ہو تیری ہی ذات سے یہ فسادات برپا ہوئے اُسکے
عوض مین تجکو سزاے موت دیجائیگی سوداگر نے عرض کی کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ پیشہ بزرگون کو
سزاوار ہو اور مجھے سزاوار ہوگا ورنہ مین اپنے گھر ہی سے کاہیکو نکلتا خدا نے تمکو اپنے
بیٹے کو بہت کچھ دیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اجل ہی مجھکو یہان کھینچ کے لائی ہے ایک وزیر جسکو ہمیشہ اُس
سے خار کھاتا تھا اُسنے چپکے سے بادشاہ کے کان مین کہا کہ حضور اسمین کیا وزیر کی خطا نہین ہے
نہ وہ سوداگر کو اپنے مکان مین جگہ دیتے نہ یہ فتنہ برپا ہوتا اُنھین کے گھر سے یہ فساد اُٹھا اُسنے شہر
مارے گئے اور کیونکر اس بات کا یقین ہو کہ اُنھین کو اُسکی خبر نہوگی معلوم ہوتا ہے اُنکی بھی سازش
اس معاملہ مین تھی یہ بات بادشاہ کے ذہن نشین ہوگئی بادشاہ نے وزیر کو بھی طلب کیا لوگ
وزیر کے لینے کو روانہ ہوئے جسوقت وزیر حاضر دربار ہوا بادشاہ نے بغیر کچھ پوچھے وزیر
کی گرفتاری کا حکم دے دیا اُسوقت جو لوگ حکیم دانشور کے اشارے پر یہ کام کرتے تھے انھون
نے آکر وزیر کو اسیر غل و زنجیر کر لیا گیا انقلاب ہے زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا اب
بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ گھر وزیر کا لوٹ لیا جائے اور اہل و عیال اُسکے قید ہوکر حضور مین حاضر
کیے جائین عورتون کو چوٹیان پکڑ کے سر بازار کھینچتے ہوے لانا اس حکم پر اہل دربار کانپ
گئے اور سب پر اک عبرت چھاگئی کہ بادشاہون کی عنایت کا بھی کوئی اعتبار نہین عمر بھر کی
خیر خواہیان ذرا سی بات مین خاک ہوگئین لیکن یہ باتین کوکا ملکہ حسینہ پر جمال کا کھڑا
سن رہا تھا وہان سے بھاگا ہوا خدمت مین ملکہ کے آیا اور ساری روداد بیان کی ملکہ کو خیال
ہوا کہ یہ وزیر وہ ہے جسنے مجھے گودیون مین کھلایا ہے علاوہ اسکے بیگناہ قتل ہوتا ہے اور گھر بار لُٹتا ہے اسے
کسی تدبیر سے بچانا چاہیے بس اپنے کوکا مہران تیز رفتار عیار سے کہا کہ وہ سردار جو ہماری جیب
خاص سے تنخواہ پاتا ہے اور سرحد ساحل کا محافظ ہے کہ نام اُسکا دیلم فیل پیکر ہے اُس سے جاکر کہو
کہ بہت جلد جاکر مکان وزیر کا گھیر لے اور مال و اسباب لوٹ لے اور اہل و عیال کو وزیر کے
سوار کرکے محاصرہ مین لاکر خدمت مین ہماری حاضر کرے کہ اُسکی ذات سے ہماری بہت رسوائی
ہوئی ہے مہران روانہ ہوا اور دیلم فیل پیکر کو ساتھ لیکر وزیر کے مکان پر گیا مکان وزیر کا لوٹ لیا
اور عورتون بچون کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیکر پلٹا تھا کہ لوگ بادشاہ کے بھی جو اسی ارادہ
سے جارہے تھے اُنھون نے دیلم سے کہا کہ بادشاہ نے تو ہمین حکم دیا تھا تمنے کسکے حکم سے
جاکر مکان وزیر کا لوٹا دیلم نے کہا جسکے ہم ملازم تھے یعنی دختر بادشاہ اُسکے حکم سے ہمنے
مکان وزیر کا لوٹا وہ لوگ یہ سُنکے خاموش پلٹے اور جاکر بادشاہ سے عرض کی کہ شاہزادی صاحب
نے ہمارے پہونچنے سے پیشتر ہی مکان تاراج کرادیا اور اہل و عیال کو وزیر کے قید کر لیا ہے
بادشاہ نے کہا کہ اچھا کیا مضایقہ ہے اور کیونکر اُسے جوش نہوا اسلیے کہ اُسکی تو بدنامی رسوائی
ہوئی ہے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ کل صبح کو وزیر اور سوداگر دونون قتل کیے جائین اُسو
وقت تو یہ زندان مین بھیجدیے گئے اور شہر مین جارچی نے جار دیا کہ نمک حرامی سے

باز رہنا چاہیے یہ ایسا جرم ہی کہ کل وزیر اور سوداگر دونون قتل کیے جائینگے یہان ولیم نے وزیر کا اسباب اور سوداگر کا مال جو کچھ لٹوایا تھا امانت لاکر خدمت مین ملکہ کی پیش کیا ملکہ نے اس مال کے معاوضہ مین اپنے سردار کو بہت کچھ دیا اور وہ مال امانت رکھوا دیا اور وزیر کے اہل وعیال کو حفاظت کے ساتھ اک مکان مین رہنے کو جگہ دی اور بہت کچھ تسلی وتشفی کی کہ تم نہ گھبرانا بادشاہ نے تمھارے حق مین بہت برا حکم دیا تھا مین نے تمکو بچایا اور وزیر کو بھی قتل سے بچا دونگی یہ کہکر سوار ہوئی اور خدمت مین بادشاہ کے روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو ہوئی کہ ملکہ آتی ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا جسوقت سواری ملکہ کی پہونچی تو بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمھارا آنا کس غرض سے ہوا دختر نے عرض کی کہ ایک امر تو مین نے بسبب غصہ کے آپ کے بغیر حکم کیا وہ یہ کہ گھر وزیر کا لٹوا لیا اور اب بھی میرے دل کی آگ فرو نہین ہوئی ہی لہذا اب یہ التماس میری قبول ہو کہ وزیر اور سوداگر کو مجھے دیدیجیے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالون بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی اور اسیوقت دونون قیدیون کو منگوا کر ملکہ کی سواری کے ہمراہ کر دیا ملکہ ان دونون کو لیے ہوے خوشی خوشی داخل باغ ہوئی وزیر کو اسکے اہل وعیال سے ملایا اور سوداگر کی ہتھکڑیان بیڑیان دور کراکے اپنا مہمان کیا اور تمام مال واسباب اس کا اسکے حوالے کرکے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو پریشان نہو مین فی الحقیقت تمھاری رہائی کے واسطے گئی تھی قتل کا ارادہ نہ رکھتی تھی سوداگر نے ملکہ کو ہزارہا دعائین دین یہان یہ تخلیہ کی صحبت ہی کوئی غیر مرد وعورت آنے جانے نہین پاتے ہین کہ ایسا نہو کوئی مفسد آکر افشاے راز کرے کہ اک مرتبہ اک لانبی سی عورت کہاری کی وضع مین آئی اور سلام کیا ملکہ نے اسکو سر سے پیر تک دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تو کون ہی اور کیونکر یہان تک آئی کہاری نے کہا کہ شاہی نوکر ہون بادشاہ کے حکم سے آئی ہون کہ یہان کے حالات دریافت کرکے بادشاہ سے بیان کرون آپنے تو سوداگر اور وزیر کی بڑی حرمت کی ہی اور بادشاہ سے قتل کرنے کے بہانے لیکر آئی تھین ہم شرط کہ یہ سب باتین جاکر بادشاہ سے بیان کرون یہ سنتے ملکہ گھبرائی کہ واقع مین یہ کہدیگی تو راز فاش ہوگا بس حکم دیا کہ اس عورت کو گرفتار کرو یہ حکم پاتے ہی ترکنین اور حبشنین تلوارین کھینچ کھینچ کے آگئین اور کہاری کو گھیر لیا اسوقت شاہپور نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اپنی اصلی صورت ظاہر کرکے ملکہ پر آفرین کی اور کہا کہ ہوشیاری ودانائی کی یہی بات تھی جو آپنے کی اگر مجھے گرفتار کرنے کا حکم نہ دیتین تو مین اپنے تئین ظاہر کرکے سمجھاتا کہ جبسے شبہہ بھی ہو کہ اس سے افشاے راز کا خوف ہی اسکے بے قیس کر دے ملکہ نے کہا کہ ارے تم عورت بھی بن جاتے ہو تم نے تو ساری صورت بدل ڈالی تھی ناک لانبی بنائی ہونٹھ موٹے کر لیے تم کہان تھے شاہزادے کی بھی خیر خیریت کچھ معلوم ہی یا نہین شاہپور نے کہا آپ اطمینان رکھیے وہ اک قزاق کے یہان مہمان ہین مجھے آپکی خیر وعافیت کے لیے بھیجا تھا اب مین جاتا ہون یہ کہکر شاہپور شیر دل تو ملکہ سے رخصت ہوکر طیمور سے خبر کرنے کو روانہ ہوا اور یہان ملکہ نے مہران عیار سے کہا کہ زندان شاہی سے کسی طرح دو واجب القتل قیدیون کو لا مہران نے کہا کہ مین جاتا ہون اور لاتا ہون یہ کہکر یہان سے روانہ ہوا زندان خانہ عقب باغ مین واقع تھا مہران نے زیر دیوار باغ بیٹھکر سرنگ لگانا شروع کی اور دو پہر رات گئے اندر زندان کے سرنگ کھوڑی اور دو خونیون کو پکڑ لاکے

لے آیا اور نقب پھر بند کر دی صبح سے پہلے لاکر ملکہ کی خدمت مین حاضر کر دیا ملکہ نے کہا ان دونون
کو قتل کر کے چہرون پر رنگ و روغن عیاری ملکر ایک کو سوداگر کی صورت بناؤ اور ایک کو وزیر کی
شکل بناکر دونون کے سر خوانون مین رکھکر خدمت مین بادشاہ کے بھجوا دو اسی وقت مہران نے دونون
کو قتل کیا اور صورتین بدل کر سر اُنکے خوانون مین رکھکر خدمت بادشاہ مین بھجوا دیے یہان ملکہ نے
سوداگر سے کہا کہ اب تم کیا چاہتے ہو سوداگر نے عرض کی کہ آپنے جان بچائی ہے مین تا زندگی غلامی
سے باہر نہین ہون جو حکم دیجیے اُسے بجا لاؤن ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنی سواری کی کشتیان تمکو
دیتے ہین تم اُن کشتیون پر بیٹھ کے جانب مغرب روانہ ہو جاؤ راستے مین جب مقام پر شہر کے گنبد
ملین وہان اُتر پڑنا وہ شہر ویران ہو گیا تھا شاہزادہ طیمور شیر سردر نے اس شہر کو پھر سے آباد کیا ہے
لشکر اُنکا اُسی مقام پر موجود ہے تم خدمت مین اُنکے والد ماجد کے جانا اور یہان کا سارا حال بیان
کرنا اور کہنا کہ وہ حسن آباد مین بالکل تنہا ہین آپ کو اُنکی کمک کے واسطے چلنا چاہیے جس وقت
بادشاہ اس طرف کا ارادہ کرے تو چاہنا تم بھی ساتھ آنا چاہے اپنے وطن کو چلے جانا یہ سنکے
سوداگر نے عرض کی کہ بھلا اب مین شاہزادے کے قدمون کو چھوڑ کے کہان جاؤنگا اُنھون نے
اپنی صحبت مین اپنی وہ حالت بنائی ہے کہ فقیر ہو گئے تھے اُسی حالت مین مجھ سے ملاقات ہوئی اور
بھائی چارہ ہوا اب مین انھین شان و شوکت کے ساتھ بھی تو دیکھون مین انشاء اللہ ہمراہ بادشاہ کے
بہت جلد مع فوج حاضر ہوتا ہون اسی وقت کشتیان لاکر لگا دی گئین سوداگر مع قافلہ منتقل ہوا جانب شہر
کیوانیہ روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول حال دربار حسین کج کلاہ کا سنیے کہ جس وقت
خوان پہونچے ہین تو دربار اسکا مملو تھا تمام ارکین دولت حاضر تھے بیٹا اُسکا تمکین کج کلاہ
بھی موجود تھا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ خوان کیسے ہین مہران عیار نے عرض کی کہ یہ خوان ملکہ نے
حضور مین بطور نذر بھیجے ہین خوان سر بمہر تھے بادشاہ نے خوانون کے کھولنے کا حکم دیا اُسی وقت
خوان کھول ڈالے گئے دیکھا تو ایک خوان مین سر سوداگر کا ہے اور ایک خوان مین سر وزیر کا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور ارکین دولت نے بھی ملکہ کی عصمت داری پر آفرین کی لیکن تمکین
کج کلاہ ملکہ کے بھائی کو یہ حرکت نہایت ناگوار گذری اور باپ کی طرف دیکھکر کہا کہ ہر چند ملکہ
میری بہن ہے مگر مین اسکو مثل دختر کے سمجھتا تھا اور وہ بھی میرا لحاظ و پاس آپ سے زیادہ کرتی تھی
لیکن یہ فعل ملکہ کا میرے ناگوار ہوا اسلیے کہ یہ وہی وزیر ہے جسنے مجھے اور ملکہ کو زنون مین کھلایا
تھا یہ اس سے کیونکر ہو سکا کہ اسنے کچھ بھی اُس خدمت کا پاس نہ کیا نہ قدامت کا خیال آیا یہ بڑی سنگدلی
ہے یہ سنکے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای فرزند تو خیال تو کر کہ اسکی کتنی بڑی رسوائی ہوئی ہے تمکین کج کلاہ
نے دیکھا کہ اگر مین اس مقام پر رہونگا تو ضرور ملال ہوگا اس سے میرا ٹل جانا بہتر ہے یہ تصور کر کے
اسنے تیاری کی اور براے شکار جانب صحرا روانہ ہو گیا یہان ملکہ نے مہر روانہ کرنے سوداگر کے
وزیر کو اک مکان پوشیدہ مین اُسکے اہل و عیال کے ساتھ جگہ دی اور پہرہ حبشیون کا معین کیا لیکن
وکلیہ مہتر سنجل عیار کے بیٹے کہ اسنے دل مین یہ خیال کیا کہ عورتون کو اس قسم کے معاملات مین
کیا دخل ہے یہ معاملہ کچھ پیچیدہ معلوم ہوتا ہے یہ سوچ کے یہ چلا اور کمند مار کر اندر باغ ملکہ کے آیا
اک حبشن پہرہ بر خاست کیے ہوے چلی آتی تھی راستے مین مہتر زادے نے جو اسے آتے دیکھا
اک درخت کی آڑ مین چپ کھڑا ہو رہا اور اک بند ڈبیا راستے مین پھینک دی حبشن کی نظر

جو ڈبیا پڑی ادھر ادھر دیکھ کے ڈبیا اٹھالی زور کر کے کھولنا چاہا نہ کھلی منہ کے پاس لا کے زور
کر کے کھولنا چاہا تھا کہ ڈبیا کھلتے ہی بلقہ بیہوشی اڑا وہ تو چھینک مار کر بیہوش ہوئی مہتر بخیل نے
اسکو کسی کنج باغ مین ڈال دیا اور آپ اس خستن کی صورت بنکے آیا اور چہار جانب پھرنے لگا
پھرتے پھرتے اس مقام پر پہونچا جہان سوداگر کے جانے کا ذکر ہو رہا تھا سب باتین اسنے سنین
اب بیرونی پائین سے اس طرف پہونچا جس مکان مین وزیر اپنے خیال مین خوش بیٹھا ہوا تھا وزیر کو
اپنی آنکھ سے دیکھا اب ملکہ کی صحبت مین پہونچا یہان دیکھا تو مصاحبین جمع ہین اور کہہ رہی
ہین کہ ملکہ آفاق یہ آپ ہی کا کام تھا کہ آپنے سوداگر اور وزیر کی جان بچائی اب یہ لوگ آپکا
ساتھ دینگے یا بادشاہ کا اور یقین ہے کہ شاہزادہ طیمور بھی اس بات پر آپسے نہایت خوش ہونگے
یہ سب باتین سنکر مہتر بخیل باغ سے باہر آیا پہلے تو اسنے یہ قصد کیا کہ حاکم بادشاہ سے اطلاع
کرون پھر خیال ہوا کہ شاہزادے کو وزیر اور سوداگر کے قتل کا صدمہ ہوا تھا اسسے اطلاع کرون
یقین ہے کہ انعام ملیگا یہ سوچکر جانب صحرا روانہ ہوا جب اس مقام پر پہونچا کہ جہان تکلین کجکلاہ
ٹھیرا ہوا تھا اسنے سب کیفیت سامنے شاہزادہ تکلین کے بیان کی تکلین کج کلاہ پہلے
تو خوش ہوا کہ مینے بڑی دانائی سے دو بیگناہون کی جان بچائی لیکن جس وقت نام
طیمور شیر پیکر کا سنا تو رنگ اسکے چہرہ کا متغیر ہوا ماتھے پر پسینہ آگیا اپنے عیار مہتر شمیم سے
کہا کہ اس بدکار دہن کو قید کرو اگر قول اسکا صحیح نکلا تو انعام دونگا ورنہ بغیر قتل کیے ہرگز نچھوڑونگا
کہ اسنے میری بہن پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے اسی وقت مہتر شمیم نے مہتر بخیل کو گرفتار کرکے زندان مین بھیج
دیا اور آپ جانب باغ ملکہ برائے تصدیق بیان روانہ ہوا جسوقت قریب باغ پہونچا تو اسنے
صورت اپنی اک فقیر مجذوب کی ایسی بنائی اور بے تکلف باغ مین ملکہ کے چلا آیا چونکہ دروازے
پر پہرہ تھا اور کمند مار کے جانا اس ہیئت کے خلاف تھا یہ جس شکل مین تھا اسی مہری کے راستے سے
باغ مین جا پہونچا اور بڑبڑاتا ہوا چلا کہ ارے واہ ری شاہزادی تیرا کیا کہنا تونے خوب دو بیگناہون
کی جان بچائی اور صاحبقران آئینہ پرستان سے آنکھ لگائی یہ اس طرف سے بڑبڑاتا چلا جاتا ہے
کہ ادھر سے سواری ملکہ کی آتی تھی اسنے ملکہ کو دیکھتے ہی کچھ مجنونانہ حرکتین کین اور اسکے بعد پکارا کہ تو
بڑی چالاک ہے مجھپر تیرے دل کا سب حال روشن ہے کہ تو بیان کرون ملکہ نے دیکھا کہ اک بڑی
سودائی فقیر شخص آدمی یہ کہتا ہے کہ مین تیرے دل کے حال سے آگاہ ہون ملکہ نے غصہ مین فرمایا
کہ آگاہ ہے تو بیان کر فقیر نے سب حال کہہ دیا کہ تو نے سوداگر اور وزیر کو اس لئے بچایا کہ دونون
تیرے معشوق کی وجہ سے قتل ہوتے تھے یہ سنتے ہی ملکہ گھبرائی اشارہ سے منع کیا کہ یہ نکہہ فقیر نے
کہا مین تو تمام عالم مین مشہور کرونگا کہ اب شاہزادیان بھی بازاری عورتون کی ایسی حرکتین اختیار
کرتین ملکہ نے کہا اسے گرفتار کرو ورنہ یہ بدنام کریگا اور راز فاش ہوگا یہ سنتے ہی ترکنون اور
حبشنون نے آکے گھیر لیا اور کہا کہ ہماری ملکہ کو بدنام کرتا ہے فقیر ہنسا اور کہا کہ میرے چالیس
بالکے ہین اور سب اس حال سے آگاہ ہین اگر مجھے قید کیا بھی خبر پہونچا تو وہ تمام عالم مین ملکہ کو
مشہور کرینگے اور اگر ملکہ مجھ سے اچھی طرح پیش آئیگی تو مین انھین منع کر دونگا اور ملکہ
کے واسطے اچھی دعا کرونگا یہ سنکے ملکہ دل مین ڈری اور کہا کہ اسے چھوڑ دو حبشنین اور
ترکنین علیحدہ ہو گئین ملکہ نے کہا کہ جو تیری خواہش ہو اسے بیان کر مین تیری خواہش

پوری کرونگی لیکن مجھے بدنام نکرنا کہ اسمین میری جان وآبرو دونون کا خوف ہی فقیر نے کہا
کہ بس میری تو خواہش یہ ہی کہ تو جھوٹ بولنا ترک کردے اب بتا کہ مین نے جو کچھ کہا یہ سچ ہی
یا جھوٹ ملکہ نے کہا کہ بیشک آپ سچے ہین ملکہ نے ہرچند اس فقیر کو روکنا چاہا فقیر نہ رکا اور کہا
کہ مین اگر اپنے باکون کو نہ منع کرونگا تو وہ تجھے بدنام کرینگے اب مجھے جانے دے یہ کہکر فقیر
چلا گیا اور جاکر تمکین کجکلاہ سے بیان کیا کہ جو کچھ مہتر بخل نے آپ سے بیان کیا تھا اسمین ذرہ
فرق نہین ہی بس یہ سنکے تمکین کجکلاہ کو نہایت غصہ آیا اور اسنے یہ ارادہ کر لیا کہ ایسے
ننگ خاندان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی یہ سوچ کے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر جانب
باغ ملکہ روانہ ہوا قضائے کار جسوقت مہتر شمیم یہ باتین اپنے آقا سے بیان کر رہا تھا اس وقت
یہان شاہور شیردل ہیئت بدلے ہوے موجود تھا یہ بھی جانب کوہ بلند ہمت شاہزادہ طیمور
شیر بہادر روانہ ہوا کہ چلکر اپنے شاہزادہ سے اطلاع کرون ایسا نہو کہ یہ بہادر جاکر ملکہ سے
بے ادبی پیش آئے لیکن دو کلمہ داستان شاہزادہ طیمور شیر بہادر کے سنیے کہ یہ دہقان
قزاق کا مہمان تھا آٹھویں روز اسنے غسل صحت کیا اور دہقان قزاق سے کہا کہ بھائی میرا
شاہور اس وقت تک واپس نہین آیا کہ کچھ خبر شہر حسن آباد کی معلوم ہوئی لو مین نے
آٹھ روز سے ملکہ کو دیکھا نہین مین یہ چاہتا ہون کہ تم دو ایک قزاقون کے تیئین واسطے دریافت
حال کے روانہ کرو اور مین بھی شکار کھیلتا ہوا چلتا ہون دہقان قزاق نے اسی وقت اپنے ملازمون
کو دریافت حال کے واسطے روانہ کیا اور ادھر شاہزادہ طیمور شیر بہادر شکار کھیلتا ہوا چلا دو
چار کوس زمین راستہ بھول کے نکل آیا تو اک لشکر کو اترے دیکھا کہ خیمے ڈیرے راوٹیان
قلندریان چھولداریان برپا ہین طیمور حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی قریب اس لشکر کے آیا او
اہل لشکر سے دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی مالک اسکا کون ہی اہل لشکر نے بتایا کہ مالک
ہمارا ہنر بر شیردل ہی مرد دلاور و بہادر ہی چند زمانے سے اسپر کیسی مصیبت پڑی کہ اسنے
شہر کو چھوڑا اور اس صحرا مین رہنا اختیار کیا فرمایا کیا مصیبت پڑی ان لوگون نے عرض کی
کہ اسکے بیان کرنے کا حکم نہین ہی اگر سبب دریافت کرنا ہی تو آپ خود بادشاہ سے دریافت کیجیے
یقین ہی کہ وہ بیان کردے گا کسی سے وہ پوشیدہ نہین کرتا ہی فرمایا ہنر بر شیردل کہان ہی
لوگون نے بتایا کہ وہ جو خیمہ زنگاری رنگ کا معلوم ہوتا ہی وہان ہمارا مالک بیٹھا ہی یہ سنکے
شاہزادہ طیمور شیر بہادر قریب اس خیمہ کے آئے دیکھا تو واقع مین اک مرد نوجوان و
حسین خیمہ مین بلباس فقیری بیٹھا ہی نظر جو ہنر بر شیردل کی طیمور پر پڑی محو جمال
ہوکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ آپ کون صاحب ہین اور کس ارادہ سے
اس طرف تشریف لائے ہین شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ مین حاکم شہر زرینہ کا فرزند
ہون اس طرف بھی سیر کرتا ہوا آنکلا یہان تمہارا لشکر اترے دیکھا مین نے دریافت کیا
کہ کسکا لشکر ہی لوگون نے پتہ بتایا مین یہانتک آیا لیکن مین سخت حیران ہون کہ تمنے فقیری لباس
کیون اختیار کیا یہ سنکے اسنے اک آہ سرد کھینچی اور بولا کہ مجھ سے اس واقعہ کو نہ پوچھو
اسلیے کہ سوا افسوس کے اور کیا ہوگا تمکو بھی رنج ہوگا اور مجھے بھی میرا غم تازہ ہوجائے گا
طیمور نے کہا کہ ہم تیری دادرسی کرینگے یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا کہ آپ تن تنہا اس مقام پر

ہین اب بھی صاحب لشکر ہون فوج فراوان رکھتا ہون جب میرے کیئے کچھ نہین ہوسکتا ہے تو
آپ کیا کرسکتے ہین طیمور نے کہا کہ تم بیان تو کرو مشکل ہے ہر شیر دل نے اس طرح اپنا واقعہ
بیان کیا کہ اے بہادر جب مین بادشاہ تھا اور سن میرا پندرہ سولہ برس کا تھا تو مین عشق کے واقعات
پر ہنسا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ لوگ کسیکی محبت مین دیوانے کیون ہوجاتے ہین اگر صاحب
اختیار ہے تو اسکے لیے ایک سے بڑھ کے ایک معشوق ہے چند دن کے بعد میری شادی ہوئی
زوجہ میری انتہائی حسین اور پاک دامن اور مطیع تھی میری دل مین اسکی محبت نے گھر کیا
اس وقت گردش تقدیر سے خانہ ویرانی کے سامان پیدا ہوے کہ اک دیو آکر اسکو اٹھا
لیگیا کہ نام اسکا دیو ہیکل ہے اور وہ بہت بڑا دیو ہے مجھے خبر معلوم ہوئی کہ اس دیو نے میری بی بی
کو لیجا کے اک پہاڑ پر رکھا ہے چونکہ مین سپاہی دوست تھا اور میرے یہان بہت بڑے بڑے
پہلوان تھے ان لوگون نے دعوے کیا کہ ہم لڑکر دیو سے چھین لینگے مین نے فوج کشی کر دی
جس وقت دیو کو خبر ہوئی تو وہ میدان مین آیا جتنے سرداران نامی تھے وہ دیو ہیکل کے ہاتھ سے
مارے گئے آخر مین نے کل فوج سے حملہ کیا اس دیو نے میرے لشکر کو پامال کردیا سیکڑون
کو کھا گیا آخر لوگ خوف زدہ ہوکے بھاگ کھڑے ہوے اب اس دیو نے روز میرے شہر
مین آکر خلق خدا کو آزار پہنچانا شروع کیا مین نے اس دیو کو پیام بھیجا کہ اب تو خلق خدا
کی ایذا رسانی سے باز آ مین نے اس عروس سے ہاتھ اٹھایا جسے تو اٹھا لیگیا ہے دیو نے
اس بات پر مجھ سے صلح کی کہ اگر روزانہ میری خوراک تم بھیج دیا کرو تو پھر مین تمھین ہرگز نہ ستاؤنگا
مین نے مجبور ہوکر منظور کیا اب مین صبح اور شام اسکے واسطے جو پاے بھیج دیا کرتا ہون اور
فرقت مین اپنی بی بی کے شبانہ روز رویا کرتا ہون طیمور نے کہا اس واقعہ کو کتنا عرصہ گذرا
ہر شیر دل نے کہا کہ چھ مہینے کا زمانہ ہوا ہوگا طیمور نے کہا کہ اب تمھاری بی بی تمھارے
کس کام کی ہے یہ سنکے ہر شیر دل نے کہا کہ میری بی بی بڑی صاحب عصمت ہے مجھے یقین ہے کہ اُسنے
ہزار حیلون سے اپنی عزت بچائی ہوگی اور اکثر جسوقت دیو نہوا اور مین نے دور سے باتین کین
تو اُسنے میری تسلی کی کہ تم کسی طرح کا رنج نکرنا جس وقت میری عزت پر آ بنیگی تو مین جان
دونگی مگر عزت نہ دونگی جسدن تم یہ سن لینا کہ وہ ستم نصیب مرگئی اس دن تمھین اختیار ہے
اور جبتک مین زندہ ہون اسوقت تک یہ سمجھ لو کہ میری عزت مین فرق نہین آیا ہے وہ دیو ہے یہی
اسکی اتنی شرارت تھی کہ اٹھا لے گیا ورنہ آدمزاد اور دیوزاد کا کونسا جوڑ ہے طیمور نے کہا
مجھے تم پتہ اس مقام کا بتادو جہان وہ دیو رہتا ہے مین جاکر اسے مارونگا اور تمھاری بی بی کو تم تک
لاؤنگا اسلیے کہ مین صاحبقران ہون اور کام میرا یہی ہے کہ ہر فریادی کی دادرسی کرون مین نے
پرستان مین جاکر سرکشان قاف کو زیر کرکے مطیع کیا ہے یہ دیو کیا مسخرا ہے دیوان قاف سے
زبردست ہوگا جسوقت سن میرا بارہ برس کا تھا اور مین نشیب و فراز دنیا سے بھی اچھی طرح
آگاہ نہ تھا اس وقت مین اک دیو نے مجھے اٹھا لیگیا تھا اور وہ اپنے چچا کی دختر پر عاشق تھا
چچا اُسکا نہایت سنگدل اور بیرحم تھا اپنے بھتیجے کو مار کے نکال دیتا تھا مین نے جاکر اُس
بخیل کی گوشمالی کی اور اسکی دختر سے اس دیو مستغیث کی شادی کردی یہ سنکے ہر شیر دل
نے کہا کہ اے شخص اول تو مجھے تیری جان لینا منظور نہین ہے اسی طرح میرے افسران فوج بھی

دعوے کر کے آئے تھے مگر دیو ہیکل کے ہاتھ سے سب مارے گئے اور بفرض محال اگر تو نے دیو کو
زیر کرکے مطیع بھی کر لیا یا مار کر پست کیا تو تجھ سے زیادہ حسین ہی وہ عورت مجھے دیکھکر میری طرف
کاہے کو ملتفت ہوگی یہ سنکے طیمور نے دانتون مین اُنگلی دبائی اور کہا کہ اے ہزبر شیر دل اول تو
ہمارا یہ شیوہ نہین ہی مین پرستان مین مہینون رہا ہون اور کیسی کیسی پریون نے مجھے گھیرا ہی مگر مین نے کسیکی
طرف التفات نہین کی علاوہ اسکے میری معشوقہ وہ ہی جو شہر حسن آباد سے مقام پر اول درجہ کی حسین
اور ایک عورت ہی کہ جسکا مثل ونظیر نہین ہی اسکے آگے میری نظر مین کوئی سماتا ہی نہین مین بھلا کسی
عورت کو کیا پسند کرونگا اُس وقت ہزبر شیر دل نے کہا کہ تھوڑی دیر مین یہان سے دیو کے
واسطے کچھ چیتے کچھ گینڈے بھیجے جائینگے جو لوگ یہ جانور لیکر جائینگے اُنھین کے ساتھ تم بھی چلے جانا فرمایا
بہتر جب وہ وقت آیا کہ دیو کے واسطے یہ سامان جانے لگا تو طیمور نے اپنا مرکب تو وہین چھوڑا
اور آپ ایشت کرگدن پر سوار ہوکر اُس طرف چلے جہان مسکن دیو کا تھا جب قریب کوہ پہونچے
تو جو لوگ پہونچانے کو گئے تھے وہ تو ٹھہر گئے کہ ہم اس حد سے زیادہ نجائینگے ہماری حد تمام ہوگئی
آپ کو اختیار ہی طیمور نے اُن سبکو وہین چھوڑا اور فرمایا کہ مین تمھاری پروا نہین رکھتا ہون بلکہ اپنے
زور بازو کے سہارے پر یہان آیا ہون اور کرگدن کو جولان کرکے زیر کوہ پہونچ گئے اُسوقت
دیو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا اپنے ہاتھ سے ملکہ کو میوہ کھلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسوقت تک کھانا میرا
نہین آیا ہی اب مین جاتا ہون اور تیرے شوہر کے لشکر کو تباہ کرتا ہون ملکہ ٹال رہی تھی اور سمجھا
رہی تھی کہ تم جلدی نکرو ایسا نہین ہی کہ تمھاری دعوت کی چیزین نہ آئین کہ اک مرتبہ گرد اُڑی اور
شاہزادہ طیمور کرگدن پر سوار نمودار ہوا اُس دیو کی نظر جو طیمور پر پڑی اسکو غصہ آیا پکارا
کہ او طفل آدمزاد اُس بیوقوف نے صرف ایک گینڈا بھیجا ہی بھلا اسمین میرا پیٹ بھرے گا اب
یہ بتا کہ جتنی کمی ہی اُسکو تجھے کھاکے پورا کرون یا اُس بادشاہ کو جاکے کھاؤن طیمور نے کہا کہ آ
مجھے کھالے مگر مین لقمہ سخت ہون نرم نہین ہون بلکہ جبتک تو مجھے نہ کھائیگا اس گینڈے کو بھی نہین
کھا سکتا ہی یہ سنتے ہی دیو تاؤ کھاکے اپنے مقام سے اُٹھا اور کوہ سے اُترکر شاہزادہ طیمور کی طرف
چلا بس یہ دیکھکر ملکہ تڑپ گئی اور دعا کرنے لگی کہ خداوندا تو اس چراغ حسن کو باد صرصر سے
بچانا تو جانتا ہی کہ میری نیت پاک ہی مگر مجھ سے ایسے حسین کو لقمہ دہان گور ہوتے نہ دیکھا جائیگا
وہان دیو جو سامنے طیمور کے پہونچا ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ طیمور کو مع کرگدن اُٹھاکے کھاؤن
طیمور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا دیو نے اپنی طرف کھینچا اس کشاکش مین جب
دیو بے قابو ہوا اور ہاتھ اپنا پنجہ طیمور سے نہ چھڑا سکا تو اسنے قصد کیا کہ جھک کر طیمور کو بشاخ خود
اُٹھاؤن طیمور نے دونون شاخین دیو کی پکڑ لین اور ہاتھ چھوڑ دیا اب دیو سے زور ہونے لگے
جو لوگ دور سے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اُنھون نے جاکر ہزبر شیر دل سے اطلاع کی کہ
دیو سے اور اُس جوان حسین سے زور ہو رہا ہی امید یہی ہی کہ دیو پر یہ آدمزاد غالب ہوگا یہ سنتے ہی
ہزبر شیر دل اپنے مقام سے اُٹھا اور مع فوج آگیا چار طرف سے گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنی بی بی کو
لے جاؤن طیمور نے منع کیا اور کہا کہ جبتک میرے اسکے فیصلہ نہو لے اُس وقت تک ہرگز
ملکہ کے قریب نہ جانا یہان زور ہوتے ہوتے طیمور نے دیو کو اُٹھا کے زمین پر دے مارا اور چھاتی
پر چڑھ کے آواز دی کہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا کہ واقع مین تو بڑا زبردست اور بہادر ہی تجھ سا مینے

بہادر کی اطاعت مین کسکو انکار ہوسکتا ہی طیمور نے کہا کہ بس میری اطاعت یہی ہی کہ پرائی ناموس کو دیدے مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہین ہی دیو ہیکل نے کہا کہ ملکہ کیسی تیرے واسطے جان تک حاضر ہی شاہزادہ نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے کہا کہ ملکہ کو مین آپ کے سپرد کیے دیتا ہون آپ جسے چاہین دے دین فرمایا بہتر اور علیحدہ ہوگئے دیو کے دل مین کینہ تھا اور بچار اسنے اپنی جان بچائی تھی لیکن ایسے سیدھا کو کیا چونکہ اسکے دل مین آلات حرب سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ باقی تھا اسنے کوہ پر آتے ہی وار شمشاد سے بھائی اور لشکر پر ہنر بر شیر دل کے آپڑا جسکو وار ماری وہ پیوند زمین ہوگیا یہ رنگ دیکھکر لشکر مین ہلچل مچگئی لوگ بھاگنے لگے طیمور نے ڈانٹا کہ او بدعہد یہ کیا کرتا ہی دیو ہیکل نے کہا کہ او نادان سپاہی کے چھتیس فن ہین زور مین تجھ سے دبا لیکن میری ضرب سے تو کب بچ سکتا ہی اور تجھ ایسے ظالم کا قتل کرنا ضرور ہی ورنہ تو اور دیوون کو بھی اذیت پہونچائے گا یہ کہکے طیمور پر آیا اور وار کا وار کیا طیمور نے وار خالی دی وار زمین پر پڑی دیو ہوشیار تھا سمجھ گیا کہ اسنے ضرب کو خالی دیا ہی پکارا کہ لطف مقابلہ یہ ہی کہ مین تیرے وار کو روکون تو میری ضرب کو رد کر یہ کہکر پھر چوب ماری طیمور نے دونون ہاتھ بلند کرکے چوبدست کو پکڑ لیا اور اس زور سے ہٹکارا کہ چوب ہاتھ سے دیو ہیکل کے چھوٹ گئی اب شاہزادہ طیمور نے وہی چوب دیو ہیکل پر اٹھائی دیو ہیکل بھاگا طیمور نے اسکا تعاقب کیا دیو نے چاہا پہاڑ پر چڑھ جاؤن طیمور نے قریب پہونچتے ہی چوبدست کا وار کیا تو دیو پر اٹھا ہوکے رہگیا یہ بھی معلوم نہوا کہ سر کہان گیا پانون کس طرف ہی پتھر کی چٹان پر اک گوشت کا چبوترہ بنگیا ہنر بر شیر دل دوڑ کے قدمون سے لپٹ گیا اور کہا واقعی مین تو صاحبقران زمانہ ہی ادھر ملکہ نہایت خوش ہوئی شاہزادہ نے ہنر بر شیر دل سے کہا کہ لیجاکر اپنی بی بی کو لے آؤ ہنر بر شیر دل بالاے کوہ گیا اور اپنی بی بی کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور واپس آیا خیمہ مین بیٹھا تھا کہ اک ہرکارے نے آکر عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا جس وزیر کو آپ ناظم سلطنت مقرر کر آئے تھے وہ دفعتہ مر گیا اور شہر مین غدر ہوگیا یہ خبر دوسرے بادشاہ کو پہونچی وہ فوج لیکر شہر پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے چلا ہی یہ سنتے ہی ہنر بر شیر دل نے فوج کی تیاری کا حکم دیا ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ساتھ لیا طیمور شیر دل بھی ہمراہ ہوا اور طرف شہر ہنر بریہ کے چلے لیکن اول حال بہرام شیر شکار کا شہر بہرامیہ کا سنیے کہ جسوقت اسے یہ خبر پہونچی کہ شہر ہنر بریہ مین غدر ہو رہا ہی ناظم سلطنت مر گیا کوئی قائم مقام اسکا نہین ہی اور بادشاہ اپنی بی بی کے فراق مین دیوانہ وار جنگلون مین مارا مارا پھرتا ہی تو اسنے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے لشکر کشی کی اور آتے ہی شہر پر قبضہ کرلیا یہ ہنوز مصروف انتظام تھا کہ راستے مین ہنر بر شیر دل کو خبر پہونچ گئی طیمور نے اسکے کہا کہ اے ہنر بر شیر دل اسوقت مین عقل کی رو سے کیا کرنا چاہیے ہنر بر شیر دل نے کہا کہ سوا لڑنے کے کوئی چارہ نہین طیمور نے کہا کہ فتح و شکست اختیاری چیز نہین ہی ہنر بر شیر دل نے کہا جو کچھ ہو سوا اسکے اور کوئی پہلو سمجھ مین نہین آتا ہی طیمور نے کہا کہ تمسے سنو اگر لڑوگے تو ہزار ہا آدمیون کا کشت و خون ہوگا تم جاکر اسکے شہر پر قبضہ کرلو جسوقت وہ فوج کشی کرکے آئے تو اس سے اس شرط پر صلح کرلو کہ تم اپنا ملک لے لو ہمارا ملک ہمین واپس کر دو ہنر بر شیر دل یہ سنکے پھڑک گیا اور کہا کہ واقع مین جہان آپ کو خدا نے زور و طاقت دیا ہی وہان

وہان عقل بھی ایسی عنایت کی ہی کہ کوئی آپ سے عقل کی لڑائی مین کبھی پیش نہین پا سکتا فرمایا اب دیر نکرو اور جا کے اُسکے ملک پر قبضہ کرو مین اسی صحرا مین ہون وقت ضرورت پر آپکے مدد کرونگا یہ سنکے ہزبر شیر دل مع فوج شہر بہرامیہ پر آپڑا اور اس سے بالکل بے خبر تھے جاتے ہی قبضہ کرلیا اور تخت پر بیٹھ گیا ہرکارون نے یہ خبر بہرام شیر دل کو پہونچائی کہ آپکے ملک پر ہزبر نے قبضہ کرلیا یہ سنکے بہرام شیر شکار حیران ہوا اور اسنے ایک نامہ اس مضمون کا ہزبر شیر دل کو تحریر کیا کہ اے برادر تم مفقود الخبر تھے شہر مین غدر ہو رہا تھا مین نے انتظام کے واسطے شہر پر قبضہ کیا تھا میری یہ نیت ہرگز نہ تھی کہ مین تمھارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین لاؤن قاصد یہ نامہ لیکر جانب شہر بہرامیہ روانہ ہوا خبر ہزبر شیر دل کو ہوئی کہ نامہ دار بہرام کا آیا ہی کہا بلاؤ جسوقت بہرام کا قاصد سامنے ہزبر کے پہونچا سلام کر کے نامہ پیش کیا ہزبر شیر دل نے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا جواب مین لکھا کہ اے برادر مین نے بھی تمھارے ملک کو بدنیتی سے نہین لیا ہی ملک مین خانہ بدوشی کی حالت مین تھا اب ملکہ میرے ہاتھ لگی دیو کو مین نے مارا میرے شہر مین بدامنی تھی تمھارے شہر مین عافیت تھی مین اپنا گھر سمجھ کے یہین چلا آیا مجھکو تمھارے شہر کے واپس کرنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی جسوقت یہ جواب پہونچا بہرام شیر شکار نے انتظام شہر ہزبریہ کا اپنے وزیر کے سپرد کیا اور آپ وہان سے اپنے شہر کی طرف چلا یہان ہزبر شیر دل کو خبر پہونچی کہ بہرام آتا ہی ہزبر شیر دل واسطے استقبال کے آیا اور بہرام سے ملاقات کی اور رخصت ہونے کا قصد کیا بہرام نے کہا اے برادر ہماری دعوت قبول کرو ہزبر شیر دل نے کہا کہ مین تو کئی روز سے تمھاری دعوت مین تھا اب تم اپنے ملک کا انتظام کرو اور مین اپنے ملک کا انتظام کرون جب انتظام ملک سے فرصت ہولے اُس وقت اختیار ہی مین آپکی دعوت کرون یا آپ میری دعوت کیجیے بعد اس مشورہ کے بہرام اپنے ملک مین داخل ہوا تمام شہر کو خوشی حاصل ہوئی ادھر ہزبر شیر دل شہر ہزبریہ مین آیا تمام اہل شہر خوش ہوے وزیر بہرام نے استقبال کیا اور تاج و تخت ہزبر شیر دل کے سپرد کر کے رخصت ہوا ہزبر شیر دل نے خلعت سے سرفراز کر کے رخصت کیا اب ہزبر شیر دل نے اپنی جانب اپنے وزیر مردہ کے فرزند کو خلعت وزارت دیکر خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے روانہ کیا یہان شاہزادہ طیمور بعد روانہ ہونے ہزبر شیر دل کے کھڑے تھے اُس طرف سے ایک ساحرہ بارادہ بد سارق جاتی تھی کہ نظر اُسکی طیمور پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو کر طیمور کو اُٹھا لے گئی اور ایک باغ مین اُتر پڑی یہ باغ بے نگہبان تھا حالت باغ کی درست نہ تھی مسموہ جادو نے سحر کر کے باغ کو آراستہ کیا اور طیمور سے طالب وصل ہوئی طیمور نے برا بھلا کہا اُسنے طیمور کو قید کر دیا اور یہان سے دریافت حال جانب ملک سبا رکیقیہ روانہ ہوئی یہان شاہور شیر دل طیمور کو تلاش کرتا ہوا اسی صحرا مین پہونچا باغ دیکھا داخل باغ ہوا جب اندر بارہ دری کے آیا تو طیمور کو ایک مقام پر بیٹھے ہوے دیکھا پوچھا آپ یہان کہان طیمور نے اپنی سرگذشت شاہور کے سامنے بیان کی شاہور نے کہا کہ ابتو وہ ساحرہ نہین ہی یہان سے نکل چلئے طیمور نے کہا وہ مجھے اسیر سحر کر کے چلی گئی ہی مین اپنی جگہ سے اُٹھ بھی نہین سکتا شاہور نے کہا کہ اگر وہ آپکی عاشق ہی تو پھر آئیگی اب کی مرتبہ

آپ اُس سے خلق کے ساتھ پیش آئیے گا تاکہ وہ آپ کو سحر سے رہا کر دے اُسکے بعد آپ اُسکو آغوش
مین لیکر اسپر زور سے دبا دیجیے گا کہ مر جائے طیمور نے کہا مجھ سے اس کام کی لیجا جت نہو سکیگی نہ مین
اُسے آغوش مین لونگا یہ آغوش ملکہ حسینہ پری جمال کے واسطے ہے شاہور شیر دل نے کہا کہ بغیر
مکر و فریب کے ساحرہ کے پھندے سے نکلنا دشوار ہے خیر دیکھا جائیگا یہی ذکر تھا کہ معصومہ جادو
آگئی اور شاہور کو دیکھ کر پکاری کہ تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مین مسافر ہون معصومہ جادو نے کہا
کہ ادھر کیون آیا شاہور نے کہا کہ تھکا ماندہ تھا اور مفلس بھی ہو گیا ہون مین نے یہ خیال
کیا کہ جس امیر یا رئیس کا باغ ہوگا وہ کچھ سلوک کریگا اور مجھے دیگا معصومہ جادو نے کہا
کہ خیر اگر تو مسافر ہے تو لے یہ کہکر ایک اشرفی دی اور کہا کہ یہان ہمارے حظ مین فرق آئیگا
تم باغ کے باہر قیام کرو شاہور نے کہا کہ مین کسی درخت کے نیچے پڑا رہونگا لیکن آپ
شوقین ہین میرے ساتھ علیحدہ آئیے تو مین ایک ایسی شے آپ کو دون کہ آپ بھی زندگی بھر یاد کیجیے
معصومہ جادو علیحدہ آئی شاہور نے ایک بوٹی جنگل کی نکال کے دی اور کہا کہ اسکے سونگھنے
سے مستی اور بیخودی زیادہ ہوتی ہے نام اس بوٹی کا جوش مستی ہے جنگل مین پیدا ہوتی ہے حال اس
بوٹی کا کوئی نہین جانتا مجھے ایک فقیر نے یہ بوٹی تعلیم کی تھی معصومہ جادو نہایت خوش ہوئی اور
بوٹی لیکر شاہور سے کہا کہ تمسے اب کاہے کا پردا ہے مین اس شخص پر عاشق ہون یہ وصل میرا
قبول نہین کرتا ہے جب وصل ہی نہین میسر ہوتا تو تو مستی اور لذت کیا ہوگی یہ سنکے شاہور نے کہا کہ تم اسے
خود بھی سونگھو اسے بھی سونگھاؤ دونون پر بیخودی طاری ہوگی سارا انکار تشریف لے جائیگا یہ سنکے
معصومہ جادو قریب طیمور کے آئی شاہور باغیچے کی آڑ سے دیکھا کیا معصومہ جادو لگاوٹ
کی باتین کرنے لگی طیمور نے برا بھلا کہنا شروع کیا معصومہ جادو نے کہا کہ او ظالم کیون ترساتا ہے
یہ پھول سونگھ طیمور نے کہا کہ مردار اس پھول کو بھی تو ہی سونگھ مین سونگھ کے کیا کرون یہ کہکر منہ پر
معصومہ جادو کے کھینچ مارا پھول منہ پر پڑتے ہی پنکھڑیان الگ ہوئین ایک ایسی مہک آئی
کہ معصومہ جادو جھوم کر بیہوش ہو گئی بس شاہور نے کھمبے کی آڑ سے نکلکر نعرہ کیا اور آتے ہی
معصومہ جادو کو ذبح کر ڈالا اسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی صدائین ہولناک و ہیبتناک
آنے لگین آتش باری و برف باری ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من معصومہ
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئے اور
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک سیہ فام عورت کی پڑی ہے کوئی دو سو برس کا سن ہے
شاہور نے لاش کی تلاشی لی اور جسقدر مال و اسباب اسکے پاس تھا سب اپنے قبضہ مین کیا
اور دونون باغ سے نکلکر روانہ ہوئے شاہور نے تمام حالات شہر حسن آباد کے شاہزادہ طیمور
شیر دل سے بیان کیے طیمور نہایت خوش ہوا کہ ملکہ نہایت ہوشمند ہے کہ اسنے سوداگر اور
وزیر کو بچایا یہ باتین کرتے چلے جاتے تھے اور اس طرف سے ہوشمند وزیر زادہ فرستادہ ہنر بر شیر دل
آتا تھا اسنے سلام کیا اور پیام ہنر بر شیر دل کا بیان کیا طیمور نے شاہور سے کہا کہ چلا تو
شہر ہنر بریہ مین بھی ایک روز قیام کر لو یہ کہکے ہمراہ ہوشمند کے جانب شہر ہنر بریہ روانہ
ہوئے ہنر بر شیر دل نے بڑی دھوم سے دعوت کی دوسرے روز دخان قزاق کے بھیجے
لوگ پہنچے اور عرض کی کہ ای شہریار آپکو خبر ملی ہے کہ نگین کج کلاہ بھائی ملکہ کا یا سادہ

تاراجی باغ جاتا ہی ہم جان نثارون کو کیا حکم ہوتا ہی یہ سنکے شاہزادہ طیمور نہایت پریشان ہوا کہ ایسا نہو قبل میرے پہونچنے کے وہ پہونچ جاوے اور ملکہ کو اذیت پہونچاوے ہنوز اسی سوچ مین تھا کہ ہنر بر شیر دل آپہونچا اور شاہزادے کو پریشان دیکھکر عرض کی کہ خیر باشد مزاج مبارک کیسا ہی شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ جس درد مین تم مبتلا تھے اب اسی درد مین ہم مبتلا ہین لیلئے شہر حسن آباد کی شاہزادی جسکی محبت مین ہم تباہ ہوکر اس مقام پر پہونچے اب راز محبت اسکا فاش ہوگیا ہی اور بھائی اسکا بسبب ننگ ناموس کے لشکر لیکر چلا ہی ایسا نہو وہ ملکہ کو کچھ اذیت پہونچاوے یہ سنکے ہنر بر شیر دل نے کہا کہ ای صاحبقران آئینہ برستان غلام و خادم کس دن کے لیے ہوتے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ سچ ہی مگر تو ابھی تک خود مبتلاے یار تھا خدا خدا کرکے دل کو تیرے مسرت حاصل ہوئی ہی کہ تیرا بچھڑا ہوا معشوق تجھسے ملا ہی تو ایسا ارادہ نکر مثل مشہور ہی کہ جنگ دو سردار داگر تو مارا گیا تو تیری بی بی زندگی بھر کیا کریگی اور تو نہین جانتا ہی مین آگاہ ہوچکا ہون کہ شہر حسن آباد مین بہت بڑے پہلوان ہین ایک بہروت تہمتن انکا بڑا سردار ہی کہ اسکا مثل و جواب نہین ہی ایک مرتبہ مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون اور اب میرا آنا ظاہر ہوگیا ہی مین نے جن لوگون کی جان کے خوف سے اسوقت تک اپنے کو چھپایا تھا اور ظاہر نہین کیا تھا انکو تو ملکہ نے بچالیا تیسنے ہو دانگر اور وزیر کو اب مجھے کس بات کا خوف ہی مین ظاہر ہلا ہر علیہ لگا اور بہت بڑی لڑائی پڑےگی ہنر بر شیر دل نے ہرچند اجازت چاہی مگر شاہزادہ طیمور نے نہ مانا اور یہی ارشاد فرمایا کہ مین ہرگز تمکو ساتھ نہ لیجاؤنگا دیکھا اسنے کہ تیور برے ہین خاموش ہو رہا شاہزادہ طیمور شیر دل نے دخان کو بھی قزاق کے پاس کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے بہادر لوگ ساتھ لیکر کل تک بابدولت کی خدمت مین پہونچ جاو ارادہ ہی کہ کل ہم صبح یہان سے کوچ کردین چونکہ تم قریب و بعید کے راستون سے واقف ہو ہمین اپنے راستے سے لیچلو کہ حریف سے پہلے پہونچ جائین قزاق تو اس طرف روانہ ہوے اور جاکر دخان قزاق سے بیان کیا دخان قزاق نے اپنی فوج کو جمع کرکے کہا کہ مین تو شاہزادہ طیمور کے قدمون پر اپنی جان نثار کرونگا جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو اپنی جان شیرین عزیز ہو وہ شوق سے چلا جاوے مین خوشی سے اجازت دیتا ہون تمام قزاقون نے عرض کی کہ جب آپ کا آقا وہ ہمارا پہلے آقا ہوچکا ہم نہ آپکا ساتھ چھوڑ سکتے ہین اور نہ شاہزادے کا ساتھ چھوڑ سکتے ہین انکا تشریف لانا اور بہروت تہمتن کے مظالم سے بچانا ہمین خوب یاد ہی دخان قزاق نے اپنے ملازمون پر آفرین کی انہین کو ساتھ لیکر طرف شہر ہنر پرور کے روانہ ہوا یہان شام جو ہوئی تو ہنر بر شیر دل نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ جس شہریار نے تیرے ساتھ اپنی جان شیرین کو عزیز نہین کیا حیف ہی تجھپر کہ تو اسکا شریک نہو وہ اگر اجازت نہین دیتا ہی تو تو نے اجازت چاہی اسکا شریک ہوا اگر کام بن آیا تو نام ہوگا اور اسکے بار احسان سے بھی کچھ سبکدوشی ہوگی کہ اسنے تیرا معشوق تجھسے ملایا تو ایسا ہی تو نے بھی کیا اور اگر شاہزادہ کچھ ناراض ہوا تو جواب واقعی موجود ہی کہ آپنے ساتھ لے چلنے سے انکار کیا تھا تنہا جانے کو منع نہین کیا تھا یہ سوچ کے اپنے لشکر مین آیا اور لشکر سے چالیس جوان اپنی مرضی کے چھانٹ کر انکو ساتھ لیا اور رات ہی کو جانب باغ چل کھڑا ہوا یہان شاہزادے کو شب کو نیند نہین آئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مین راستے سے واقف

نہین ہون دوسرون کی رہبری کا کیا اختیار اگر پہونچنے مین دیر ہوئی اور ملکہ کو چشم زخم پہونچا تو زندگی
بیکار ہو جائیگی ان خیالات مین تڑپ تڑپ کے طیمور نے صبح کی صبح کے ہوتے ہی دخان قزاق
بارہ ہزار قزاقون سے پہونچ گیا اس وقت طیمور نے پوچھا کہ ہژبر شیر دل کہان ہی ملازمون نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ وہ شکار کا قصد ظاہر کر کے اور یہ کہلا گئے ہین کہ شاہزادہ مجکو ساتھ نہ لیجائیگا
پھر مین ٹھہرنا فضول ہی طیمور نے کہا کہ اسکو ذرا تہذیب نہین ہی اگر ہم ساتھ بھی لیجاتے تو اسکو حاضر
رہنا چاہیے تھا اس وقت تک کہ ہم یہان سے چلے جاتے یہ ناراضی اپنی ظاہر کر کے مع دخان قزاق
کوچ کر کے جانب باغ ملکہ روانہ ہوے لیکن اب وہ کلمہ داستان ملکہ کے سنیے کہ یہ اپنے مقام پر
بیٹھی ہی اور دل آرام سے کہرہی ہی کہ کیون دل آرام حرکت تو ہمنے وہ کی ہی کہ چھپ نہین سکتی جس وقت
یہ راز فاش ہوا تو کیا ہوگا باپ بھائی میرے ایسے غیرت دار ہین کہ جان لے لینگے اور جان دیدینگے
اور انکا ابتک پتہ نہین کہ کہان ہین وزیرزادی نے کہا کہ پھر اب تو جو کچھ ہو جو کیا سو کیا اتنے مین ہرکارون
نے آکر ولیم فیل بیگ کو خبر دی کہ آپ محافظ باغ ہین اور شاہزادہ خود بہ ارادہ تاراجی باغ آتا ہی اس وقت
مین کیا صلاح ہی ولیم نے کہا کہ ہمین ملکہ کے حکم سے کام ہی اگر وہ لڑنے کا حکم دینگی لڑینگے اسلیے کہ ہم تو
ملکہ کے نمک پروردہ ہین ہمین اور کسی سے کچھ سروکار نہین ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور ملکہ
کی خدمت مین آکر عرض کرنے لگا کہ بھائی آپ کے اس طرف بہ ارادہ فاسد تشریف لاتے ہین انکو
یہان کے حالات کی کسی طرح اطلاع ہو گئی اب آپ ہمین کیا حکم دیتی ہین انھین روکین یا آنے دین
ملکہ نے کہا کہ تم جا کر میری طرف سے معذرت کرو اگر نہ مانین تو لڑو ملکہ مین خود مقابلہ کے لیے تیار ہون
میرا مقابلہ مرد کا مقابلہ سمجھو ولیم نے کہا کہ جب آپ ایسی ہین تو ملازم کیون نہ جانباز ہون مین ابھی
جا کر انھین سمجھاتا ہون اگر کہا مانینگے فہو المراد اور اگر نہ مانینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر اسنے سلام رخصت
کیا اور ابھی چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اس طرف سے تمکین کجکلاہ اپنی
فوج کو لیے ہوے جنگ کی تیاری سے چلا آتا تھا کہ ولیم نے سلام کیا شاہزادہ نے
جواب سلام دیکر کہا کہ کیون کیا ارادہ ہی ولیم نے عرض کی کہ ملکہ کے حکم سے حضور کے استقبال
کو حاضر ہوا ہون تمکین کجکلاہ نے کہا کہ اس گیسو بریدہ کا نام میرے سامنے نہ لینا بلکہ جا کر اس سے
کہدو کہ وہ استقبال کے بدلے آمادہ مرگ ہو مین اسکے قتل کرنے کو آتا ہون ولیم یہ سنکے
بگڑا اور کہا کہ مین در اصل نمکخوار ملکہ کا ہون مجکو جسقدر آپکا پاس و لحاظ ہی وہ ملکہ کی وجہ سے ہی
جب آپ انکو اس طرح سخت و سست کہینگے تو مجکو بھی آپ کا پاس ہرگز نہوگا تمکین کجکلاہ نے
کہا کہ اگر یون پاس نکریگا بجبر پاس کرنا ہوگا مین خالی شاہزادہ نہین ہون بلکہ سپاہی بھی ہون
لا حربہ اپنا دیکھون تو کہ تو کیسا ہی ولیم نے کہا کہ مجکو انکار نہین ہی لیکن اتنا پاس آپ کا
اب بھی ہی کہ سبقت نکرونگا یہ سنکے تمکین کجکلاہ نے نیزہ مارا ولیم نے نیزے کو نیزہ پر
لیا بند بند چھٹنے لگے اور کٹنے لگے ہرکارون نے اس شور و غوغا کی خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے
کہا کہ لاؤ اسلحہ ہمارا ہم خود مقابلہ کرینگے اور حبشنین اور دابگیان اور چلتنین اور ترکنین خیمین سب
آکے جمع ہو گئین ملکہ نے لباس سرخ زیب جسم کیا اور نقاب درست کر کے اسلحہ تن پر آراستہ
کرنے لگی اور دل آرام سے کہا کہ کیون دل آرام خاموشی کے ساتھ مرنے سے یا نون ہلا کے
مرنا بہتر ہی اور بھائی صاحب کو بھی تو معلوم ہو کہ بہن کو جو ہمنے فن سپہگری تعلیم کیا تھا وہ یاد ہی

یانہین دل آرام نے کہا کہ نہایت مناسب ہی اور اسنے بھی اسلحہ جنگ لگانا شروع کیے یہ تمام
عورتین مصروف کمربندی مین ادھر وزیر نے بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ دیلم کے
فوج کے باغ سے باہر نکلا اور لڑائی دیلم اور تمکین کی دیکھنے لگا لڑتے لڑتے نیزہ دیلم کا
ٹوٹ گیا دیلم نے تلوار کھینچ کے نیزہ تمکین کجکلاہ کا قلم کردیا تمکین کجکلاہ نے غصہ مین آکر تلوار
ماری دیلم نے سپر بلند کی تلوار جھک کے جو گرتی ہی سپر کو قلم کرکے سر پر بیٹھی چار انگل کا زخم
سر مین دیلم کے آیا اسنے دانستہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی گرگ بیچ مین آگئے دیلم کو بچا لیگئے
ادھر سے فوج تمکین کج کلاہ کی آپڑی تلوار چلنے لگی وزیر نے ایک بلندی پر کھڑے ہوکر آواز
دی کہ اے شاہزادے تو بڑی غلطی کر رہا ہی ارے ایسی عصمت دار عورتین ہوتی کا ہیکو مین جیسی
بہن خدا نے تجھکو عنایت کی ہی تجھے اب اسکے حالات سے اطلاع ہوئی تو اسے بدنام مگر
تمکین کج کلاہ کو چونکہ وزیر نے گودیون مین پالا تھا شاہزادہ اسکا بہت لحاظ کرتا تھا کوئی جواب
نہ دیا اور اسی طرح مصروف جنگ رہا ادھر مالکہ کو دیلم کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی اسنے دل آرام
سے کہا کہ خوب ہوا کہ میرا سردار زخمی ہوا اگر بھائی صاحب کو اسکے ہاتھ سے ضرر پہونچتا تو مجھے ضرور
ناگوار گذرتا اچھا ہی کہ بھائی صاحب یا مجھے قتل کر ڈالین یا کسی برابر والے سے زیر ہون دل آرام
نے کہا کہ جسوقت تک شاہزادے داخل باغ نہون اس وقت تک جدال نہ کیجیے یعنے باغ کے
باہر نکل کے لڑنے مین آپ کی رسوائی ہی اور اگر اندر باغ کے لڑیے گا تو مضائقہ نہین شاہزادی
نے یہ رائے پسند کی اور وزیرزادی نے آتے ہی دروازہ باغ پر اپنا پہرہ قائم کیا اور
شاہزادی اپنے قصر کے سامنے مسلح ہوکر ٹہلنے لگی چونکہ اندر مکان کے نقاب کی ضرورت نہ تھی
نقاب دور کر دی باہر کے شور و غل کی آواز اندر تک آرہی تھی صداے گیر و دار تلوارون کی
جھنکار برابر کان مین چلی آرہی تھی وہان تمکین کج کلاہ لاشون کے انبار لگاتا ہوا چلا ہی آتا تھا کہ ایک
مرتبہ جانب صحرا سے ایک گرد بلند ہوا اور ہزبر شیر دل چالیس جوانون سے پیدا ہوا دیکھا
کہ تمکین کجکلاہ قریب باغ پہونچ چکا ہی بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار کہان جاتا ہی ہرگز باغ
کے اندر قدم نہ رکھنا کہ مالک باغ کا حکم نہین ہی تمکین کج کلاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہی
اتنے مین ہزبر شیر دل مانند شیر گرسنہ کے مرکب کو دوڑاے ہوے قریب پہونچا تمکین کجکلاہ
نے کہا کہ تجھے ان امور مین کیا دخل ہی بلکہ میری توہین ہی تیری کون ہی ہزبر شیر دل نے جواب
دیا کہ میری مخدومہ ہی مالک ہی ولی نعمت ہی جو بیہودہ ہی اسلیے کہ منظور نظر ہی اس شخص کی جو
اس وقت صاحبقران زمانہ ہی مین اسکا غلام ہون بلکہ کبھی تابع فرمان ہون یہ سنکے تمکین کجکلاہ
نے وزیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے یہ ہمارے گھر کی رسوائی کہانتک پہونچی ہی وزیر نے
کہا بابا یہ کوئی رسوائی نہین ہی تمکو خود ہی معلوم ہو جائے گا یہان تمکین کج کلاہ نے غصہ مین
آکر ہزبر شیر دل پر تلوار ماری ہزبر شیر دل نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و
بدل ہوئی تمکین کج کلاہ بھی مرد بہادر ہی اور غیرت کے جوش مین لڑ رہا ہی اور ہزبر شیر دل بھی ایسا
جوانمرد ہی کہ چالیس آدمیون سے آگر کئی لاکھ کی فوج پر گرا ہی لڑتے لڑتے آخر ہزبر
نے سکندری کھائی بس تیغہ تمکین کج کلاہ کا سر پر اسکے بیٹھا یہ بھی زخمی ہوا لوگ بیچ مین آگئے
ہزبر کو علحدہ کیا لیکن چالیسون جوان ہزبر شیر دل کے جانین لڑاے ہوے لڑ رہے تھے

یہ سب وہ لوگ تھے جو ہزبر شیر دل کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور چالیس ہزار مین سے چالیس
جوان منتخب کیے تھے مہلت پاکر ہزبر شیر دل نے بھی زخم سر باندھا اور لڑنے لگا لیکن اب تمکین کجکلاہ
لڑتا ہوا قریب دروازہ باغ کے پہونچ گیا ہے اور فوج ہم کم گیسے ہوے ہے کہ راستہ باغ مین جانے
کا نہین ادھر ترک سوارنیان دروازے مین ڈٹی ہوئی ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد
بلند ہوا گرد مانند آندھی کے چلی آتی تھی کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ
شاہزادہ دلاور یعنی طیمور شیر پرور کا ہوا اسکے ساتھ ساتھ اسکے دخان کوہی قزاق تھا اور تمام قزاق
تیغین لیے پرے باندھے چلے آتے تھے طیمور نے تمکین کجکلاہ کو دیکھتے ہی آواز دی کہ خبردار
دروازۂ باغ مین قدم رکھنے کا قصد نکرنا ۹ جسکو چاہے آنے دے جسکو نہ چاہین وہ نہ آسکے +
ہے اجارہ اپنا اے باد صبا کل باغ مین + تمکین کجکلاہ نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمراہ
سوداگر کے آیا تھا لیکن اسکے چہرہ سے اسکے اور ہی جاہ و جلالت پیدا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہین کا
شاہزادہ ہے خدا جانے کس تباہی مین یہ یہان آنکلا تھا اتنے مین شاہزادہ طیمور شیر پرور قریب
پہونچے اور آواز دی کہ کیا ارادہ ہے تمکین کجکلاہ نے کہا کہ تمکو بھی قتل کرونگا اور اپنی بہن کو
بھی کہ ان دونون کی ذات سے خاندان کی رسوائی ہوئی ہے طیمور نے ہنسکے جواب دیا کہ یہ تمہاری
جہالت ہے ملکہ نے اس وقت تک کوئی بات ایسی نہین کی ہے جو خلاف عزت ہو نہ مین تمہاری
عزت کا دری ہوا ہون چونکہ اس راز سے واقف ہو گئے ہین وہ جانتے ہین بلکہ تمہین نے ملکہ کو
رسوائے عالم کر رکھا ہے تمکین کجکلاہ نے کہا تو کسی طرح کی باتین بناتا ہے مین تجھے چھوڑنے والا نہین
ہون یہ کہکر طیمور کی طرف بڑھا اور تلوار ماری طیمور نے وہی سپر بلند کی جس سے پنجہ پیدا ہوکر
تلوار کو پکڑ لیتے ہین ادھر تو ضرب سپر پر بیٹھی اُدھر پنجے پیدا ہوے اور تلوار کو پکڑ لیا طیمور نے
ہاتھ کو گردش دی تلوار قبضہ کے پاس سے ٹوٹ گئی تمکین کجکلاہ نے دستہ منہ پر کھینچ مارا طیمور
نے خالی دیا اور بڑھکر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا تمکین کجکلاہ نے بھی کمر زنجیر کے بند مین ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے اسی کشمکش مین طیمور نے لنگر تمکین کجکلاہ کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر
مارنے کا قصد کیا تھا کہ ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ بھائی ہے ملکہ کا ملکہ بہت شکایت کریگی اہل لشکر
نے یورش کیا جسنے ہاتھ تلوار کا اٹھایا طیمور نے تمکین کجکلاہ کو آگے بڑھا دیا یہ اہل
لشکر بھی رکے اور رومال چادرین ہلانا شروع کین طیمور نے ان سبکو امان دی اور تمکین کجکلاہ
کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوے داخل باغ ہوا وزیر زادی مسلح کھڑی تھی سلام کیا طیمور نے
اس ہیبت سے کبھی کاہے کو دیکھا تھا نہ سنا تھا لیکن وزیر زادی وہین سے ساتھ ہو لی شاہزادہ اور
آگے جو بڑھتا ہے تو دیکھا کہ تمام ترک سوارنیان اور پاسبانیان اور حبشنین یہ مسلح موجود ہین اور
چند قدم آگے بڑھا تو دیکھا کہ خود ملکہ خود زرہ بکتر چار آئینہ جوشن وغیرہ آلات حرب لگائے
گویا حریف کے منتظر کھڑی ہے طیمور نے ملکہ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیون صاحب یہ کیا ملکہ طیمور کو دیکھکر
شرما گئی اور گردن جھکا کے کہا کہ سنتے تو مرنے پر کمر کسی تھی لیکن اب آ گئے طیمور نے ملکہ کے
بھائی کو سامنے ملکہ کے چھوڑ دیا اور کہا کہ انھون نے تو ہمارے مار ڈالنے مین کوئی کمی نہین کی تھی لیکن
ہم دیکھو کہ انکے کوئی زخم بھی نہین آیا ہے اتنے مین وزیر آ پہونچا اور طیمور کو سلام کرکے کہا
کہ اے شہریار آپ وقت پر پہونچے ورنہ بہن بھائیون کے مقابلہ کا انجام برا ہوتا اگر ملکہ انکے ہاتھ سے

قتل ہوتی تو اب انکو نہ چھوڑتے اور جب یہ دونون نہوتے تو چراغ سلطنت گل ہو جاتا اور مین نے
ان دونون کو گود لون مین کھلایا تھا مین بھی انکے غم مین زندہ نہ رہ سکتا آپ کیا آئے گویا مسیحا
آگئے طیمور نے کہا کہ آخر انکو اپنی بہن پر اسقدر غصہ کیون تھا اسوقت تک اسنے کونسی بے عنوانی
کی اے وزیر تمکو یہان رہنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ملکہ باعفت ہے یا بے عصمت اور واللہ ہے کہ اگر
ملکہ کو مین بد افعال پاتا یا اپنی حرمت کا خیال اسے نہوتا تو مین اس سے خود احتراز کرتا کوئی شاہزادہ
و رئیس زادہ کسی اوباش عورت کی محبت مین اس طرح خراب نہوتا سواے حکیم ذات بادشاہ
شہر زرینہ کا فرزند ہون اور صاحبقران زمان ہون قد میرا شہر کیوانیہ مین ہوا اس شہر کو مین نے
ویران دیکھا سنا کہ اژدہے نے اس شہر کو کھا لیا اور بادشاہ شہر بڑا بہادر تھا وہ بھی لقمۂ اژدہا
مین نے اژدہے کو مار کر اس ملک کو پھر سے آباد کیا ملا سرکش بیابانی کو وہان کا حاکم کیا کنارے
دریاے کیوانیہ کے اک گنبد طلائی ہے مین وہان بیٹھا شکار ماہی مین مصروف تھا کہ اتفاقیہ ملکہ کشتی پر
سوار ہو وارد ہوئی مین بھی دل رکھتا ہون اور انسان ہون مین نے ملکہ کو اپنے پاس بلایا ملکہ نے
آنے سے انکار کیا چونکہ مین شیدا ہو گیا تھا اور پتا بھی نہ معلوم تھا پہلے شکار کی ڈوردن مین کشتی کو پھانس کے
کھینچ لیا اور نام اور پتہ دریافت کر کے ملکہ کو چھوڑ دیا اسی ملکہ سے قسم دے کر پوچھ لو کہ مین کس طرح
ملکہ سے پیش آیا مین نے اسکے جسم کو ہاتھ بھی تو نہین لگایا اور نہ ملکہ مجھ سے حجاب ہوئی آخر شکار کے بہانے
لشکر سے علیحدہ ہوا صحرا اور جنگلون کی ٹھوکرین کھاتا ہوا سوداگر تک پہونچا اس سے پتہ لگا کہ اس
مقام پر آیا اور پوشیدہ طور پر ملکہ کے باغ مین آتا تھا یہان بھی سوا دیکھ لینے کے اور کوئی بات
نہ تھی اگر مجھکو ملکہ کی بے حرمتی کا خیال ہوتا تو جب چاہتا ملکہ کو لیجاتا کسیکو خبر بھی نہوتی کہ کون لیگیا
یہ شورش کر کے انھون نے خود اپنی بہن کو رسوا کیا اور اگر یہ خیال تھا کہ ملکہ کو کوئی دیکھنے بھی نہین تو
اتنی آزادی کیون دی کہ وہ کشتی پر سوار ہو کے جہان چاہے پھرے چلے لیکن یہ نیت میری ضرور تھی کہ مین
شادی اسی کے ساتھ کرونگا اگر مجھ مین کسی طرح کا نقص ہوتا تو بہتا وہ تم شاہزادے ہو تو مین بھی شاہزادہ
ہون بادشاہ ملکہ میری فوج اور دولت تم سے زیادہ ہوگی کم نہوگی یہ سنکے تمکین کجکلاہ نے گردن
جھکالی اور شرمندہ ہوا ملکہ دوڑ کر بھائی سے گلے لپٹ گئی اور رونے لگی حکیم دانا وزیر نے
بھی سمجھایا تمکین کجکلاہ نے آخر کہدیا کہ مین ان امور سے واقف ہوتا تو ایسا نکرتا ملکہ خود شادی کا
سامان کر دیتا اور جو گذری وہ گذر گئی اب مین جاتا ہون اور بادشاہ کو سمجھا کر رضامند کرتا ہون
تاکہ کشت و خون نہونے پائے طیمور نے کہا کہ اسکو گھمنڈ اپنی فوج کا ہے تمہارے کہنے کو ہرگز
نہ مانے گا ایسا نہو کہ تجھ سے بدی پیش آئے تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین ایک ہی وارث
تاج و تخت ہون وہ میرا دشمن نہین ہو سکتا اسکو چار و ناچار میرا کہنا منظور کرنا پڑے گا یہ کہکر
رخصت ہوا طیمور نے کہا کہ تمکو اختیار ہے تمکین کجکلاہ تو اس طرف رخصت ہوا اور
یہان شاہزادہ طیمور نے زیر باغ فوج اپنی اتاری جا بجا اونکے پہرے معین کیے
اور ہزبر شیر دل سے کہا کہ تمنے یہ کیا حرکت کی کہ بغیر ہماری اجازت کے یہان آکر لڑے
ہزبر شیر دل نے عرض کی کہ خطا تو بیشک ہوئی لیکن جو خیال غلام کو تھا وہی ہوا کہ اگر مین قبل سے
نہ آیا ہوتا اور اپنی دلیری سے جنگ کو نہ روکے رہتا تو یقین ہے کہ حضور سے پیشتر تمکین کجکلاہ مع
کے باغ مین پہونچ جاتا اور خدا جانے کہ پھر کیا انجام ہوتا شاہزادے نے آفرین کی اور

زخم سر مین مصروف ہوا وہان قبل پہونچنے تمکین کج کلاہ کے ہرکارون نے تمام حالات کی اطلاع
حسین کجکلاہ بادشاہ شہر کو کی بادشاہ فرزند کے مطیع ہونے پر نہایت رنجیدہ ہوا اور حکم کیا کہ لشکر
ہمارا تیار ہو باغ کو مع حریف و فرزند و دختر پھونک دونگا اور کسی لڑکے کو فرزند بناکر ولی عہد قرار
دے دونگا یہ اسی غصہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر پھر خبر دی کہ شاہزادے تشریف لاتے ہین بادشاہ
نے کسیکو استقبال کے واسطے بھی نہین بھیجا تمکین کج کلاہ کو ملال ہوا غرضکہ جب سامنے بادشاہ کے
پہونچا سلام کیا بادشاہ نے منہ پھیر لیا تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین نے کون سی خطا کی ہے جسپر یہ عتاب
ہے حسین کجکلاہ نے کوئی جواب نہ دیا اُس وقت تمکین کجکلاہ نے خیال کیا کہ جو پہلے سے اسقدر
برہم ہے اسکا سمجھانا بالکل بے سود ہے یہ سوچ کے پلٹا بس بادشاہ نے حکم دیا کہ ابھی اسکو گرفتار
کر لو یہ سنکے لوگ دوڑ پڑے اور کمندین پڑنے لگین تمکین کج کلاہ کو تلوار کھینچنے کی بھی فرصت نہ ملی
اور گرفتار ہوگیا جب یہ اسیر ہوکر سامنے بادشاہ کے آیا تو تمکین کج کلاہ کو یقین ہوا کہ اب یہ بد بدی
پیش آئے گا حسین کج کلاہ نے کہا کہ اسے لیجاکر قید کرو اور چارچی سے کہو کہ چارج دے کہ کل
بادشاہ اپنے فرزند کو قتل کرے گا جسے دعوے چھڑانے کا ہو وہ چھڑا لے جاے جسکو تماشہ دیکھنا
ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اُس وقت تمکین کج کلاہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور دل مین کہا کہ
شاہزادہ طیمور نے جو مجھے منع کیا تھا تو بجا تھا نہ مین اس نافہم باپ کے سمجھانے کو آتا نہ قید کر کے
قتل کیا جاتا اور تمام حاضرین دربار کو بھی عبرت ہوئی کہ واقع مین بادشاہ نے نہایت سنگدلی کی کہ
اکلوتے بیٹے کے قتل کا حکم دیا ہے جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ کل اپنے بیٹے کو اس جرم پر قتل
کریگا کہ اُسنے اطاعت دشمن کی اختیار کر کے اپنے دین کو تبدیل کر ڈالا تمام شہر حسین آباد مین ایک
ہلچل مچ گئی اور ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو دی کہ شاہزادہ کل صبح کو قتل ہوگا
ملکہ تو یہ سنکے چیخین مار مار کر رونے لگی اور طیمور نے کہا کہ اے ملکہ تمام دربار تمھارے باپ کا
خون سے لال کر دونگا مجال ہے اسکی کہ بھائی کو تمھارے قتل کر سکے ملکہ نے کہا کہ تم ایسے ہی بہادر
ہو لیکن اتنی بڑی فوج سے زندہ بچ کے آنا دشوار ہے یہان ملکہ نے تمام رات گریہ و زاری مین
بسر کی اور شاہزادہ طیمور نے پچھلے پہر سے لشکر مین طبل بند کا حکم دیدیا بارہ ہزار قزاق تیار ہو گئے دیلم فیل پیکر
اور ہزبر شیر دل بسبب زخمی ہونے کے رہ گئے قبل صبح صادق کے طیمور سوار ہوکر جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا وہان بادشاہ نے صبح ہوتے ہی سامنے ایوان شاہی کے میدان مین درمیان
استادہ کرا کے چبوترہ کٹیک کا تیار ہوا اور یہ فلاکت کا اسیر بجھا کے داروغہ زندان سے حکم کیا کہ
لاؤ اس ناشدنی کو داروغہ زندان کھبراتا ہوا اور کانپتا ہوا قید شاہزادے کی لیکر حاضر ہوا بادشاہ نے
حکم دیا کہ بٹھادو زیر تیغ شاہزادے نے اُس وقت جانب فلک دیکھا اور انقلاب گردش تقدیر پر ایک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر آنکھیں نیچی کر لی جلادون نے لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ نے حکم قتل دیا فوج
دورویہ استادہ تھی جلاد نے کہا کہ یہ فرزند کا معاملہ ہے سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے مار ڈالنا میرا کام ہے مگر جلانا
میرا کام نہین ہے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے خوب سمجھ لیا ہے تو قتل کر اور تعمیل حکم مین دیر نکر جلاد نے پھر کہا
کہ سمجھ لیجیے ہنوز شمشیر اٹھایا بھی نہین پایا تھا کہ ایوان شاہی کے پہلو مین ایک باغ تھا زیر باغ سے شاہزادہ طیمور
شیر پرور بارہ ہزار قزاقون سے مع دخان قزاق پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ خبردار و ہوشیار کہ مین
آپہونچا منم ہما بختران آئینہ پرستان یعنے طیمور شیر پرور یہ کہتا ہوا مانند آفت آسمانی اور بلاے

ناگہانی کے آپہونچا اور تلوار کھینچکر جو گرتا ہی ہلچل برپا کردی بادشاہ گھبرا گیا کہ یہ دفعتہً کہان سے آپڑا
جلاد حکم ثالث کا منتظر تھا اہل لشکر بالکل غافل تھے طیمور کے دفعتہً آپڑنے سے بارہ ہزار نے
لاکھون کے لشکر کو درہم وبرہم کردیا اور طیمور سر پر جلاد کے آپہونچا اور آواز دی کہ اے تمکین کجکلاہ
نہ گھبرانا کہ مین آپہونچا جلاد تو بھاگا کہ اس بلا سے کون مقابلہ کرے طیمور نے قید کاٹ دی
تمکین کج کلاہ نے باقی ماندہ زنجیرون کو زور کرکے آپ توڑ ڈالا طیمور نے اک سوار کو
مارکر اسکا مرکب اور ہتھیار دیے تمکین کجکلاہ بھی مرکب پر سوار ہوکر لڑنے لگا تو بادشاہ
نے شور کیا کہ ارے مارلو ان دونون کو جانے نپائین کہ انھون نے بڑے بڑے فساد برپا کررکھے
ہین یہ سنتے ہی تمام سردار شہر حسن آباد کے مثل ارژنگ حسن آبادی اور گیرنگ
حسن آبادی اور طول طویل قامت اور طویل منارہ گردن اور مہیب دیو صورت
اور سروت تہمتن سپہ سالار تلوارین کھینچ کھینچکے آپڑے قزاقون کو قتل کرنے لگے
ہنگامہ گیرودار برپا ہوا لیکن دو کلمہ داستان سوداگر کے سنیے کہ سپنہ جاکر شہر گیوانیہ
مین خورشید زرین کمر کو طیمور کے حالات سے اطلاع دی اور کہا کہ جلد فوج کو لیکر چلیے
کہ اب حال شاہزادہ کا ظاہر ہوگیا ہے اور شاہزادہ تن تنہا ہے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے یہ سنکے خورشید
زرین کمر نے کمر بندی کا حکم دیا اور جہاز منگا کر مع لشکر جہازون پر سوار ہوکے جانب شہر حسن آباد
روانہ ہوا تھا چونکہ تمام فوج شہر حسن آباد کی اس معرکہ کی طرف متوجہ تھی جہازون کے آنے کی
کسیکو خبر بھی نہوئی وہان فوج خورشید کی اترنا شروع ہوگئی پہلے وہ جہاز پہونچا جسپر پیش خیمہ
بار تھا اور حامد ہمدانی دیوانہ سوار تھا یہ اترا اور تمام فوج کو لیکر چلا راستے مین خبر پائی کہ بادشاہ
شہر حسن آباد سے اور شاہزادہ طیمور سے جنگ ہورہی ہے یہ سنتے اپنے چالیس ہزار
دلاورون سے ایوان شاہی کا رخ کیا بعد اسکے نہنگ بن طوفان دریا موج پہونچا اسکے
ساتھ پچاس ہزار سوار تھے یہ بھی اسی طرف روانہ ہوا بعد اسکے اہرمن کوہزاد چالیس قزاقون
سے پہونچا آخر مین جہاز بادشاہ کا اور باقی ماندہ فوج یہ سبکے سب ساحل پر اترے اور جنگ کی
خبر سنکے یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوے وہان ہنگامہ گیرودار گرم تھا شاہزادہ طیمور
مع تمکین کج کلاہ و دخان قزاق کئی لاکھ کی فوج مین گھرا ہوا لڑرہا تھا بارہ ہزار قزاق لاکھون
سے لڑکر آدھے کے قریب قتل ہوچکے تھے فوج دشمن یورش کیے ہوے چلی آتی تھی ان مین
دلیرون نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے تھے مگر یورش کم نہوتا تھا جب شاہزادہ
طیمور مرکب کو رانون مین مسل لیتا تھا اور حملہ کرتا تھا چار چار صفین توڑ دیتا تھا مگر بادشاہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکتا تھا اک مرتبہ ارژنگ حسن آبادی سے اور دخان قزاق سے سامنا ہوا ارژنگ
نے تلوار ماری دخان قزاق نے وار اسکا رد کرکے جواب دیا وار کیا ارژنگ کے دو ٹکڑے ہوے
گیرنگ سے اور تمکین کجکلاہ سے سامنا ہوا اس نمکحرام نے اپنے شاہزادہ پر وار کیا
تمکین کج کلاہ نے بھی وار اسکا رد کرکے جو کمر کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے مہیب دیو صورت
سے اور شاہزادہ طیمور سے سامنا ہوا مہیب نے ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادہ نے
اسکو قلم کرکے تلوار ماری کہ مع رکاب و مرکب چار ٹکڑے ہوے سروت تہمتن تھرا گیا کہ مہیب
اسکے برابر کا سردار تھا اور اسپر ایسا رعب چھایا تھا کہ اسنے مقابلہ کا قصد نہ کیا لیکن طول بلند بالا

کہ یہ بھی سردار زبردست ہی اُسنے نعرہ کیا کہ او قزاق تونے بھی سر اُٹھایا ہی کہان جاتے گا بچکر میرے
ہاتھ سے دخان قزاق نے کہا کہ او کم بخت جسوقت مین بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا اُسوقت
کبھی تیری جرأت نہوئی کہ آکر سامنا کرتا اُسوقت جو مین لاکھون مین زخمی گھرا ہوا ہون تو تو دعوائے
مقابلہ کرتا ہی لا جریہ اپنا دکھیون تو کہ تو کیسا دلاور ہی طول بلند بالا نے قریب آکر تلوار ماری
کہ نشانہ دخان قزاق کا نشانہ ہوا دخان قزاق نے بھی ایسا ہاتھ مارا کہ طول بلند بالا کو زخمی
کیا اُدھر طویل منارہ گردن نے شاہزادہ ہمکین بیج کلاہ کو زخمی کیا اب طیمور اکیلا لڑ رہا ہی
دون سے اپنکو بچاتا ہی اور ہر مرتبہ یہ قصد کرتا ہی کہ بادشاہ پر جا پڑون مگر ہجوم لشکر سے جگہ نہین پاتا ہی
کہ اک مرتبہ گرد اُڑی اور نعرہ حامد ہمدانی کی آواز گوش زد ہوئی دیکھا کہ دیوانہ جو سست پکڑے
زنجیر مین جکڑا ہوا چالیس ہزار دیوانون سے چلا آتا ہی بروت تہمتن کہ سپہ سالار لشکر ہی اُسنے
دیکھا کہ دیوانہ تازہ دم ہی اگر آپڑا تو قیامت برپا کریگا یہ جو زخمی اور گھرے ہوے ہین یہ چھوٹ جائینگے
بس اُسنے لات سنگین دل ایک سردار کو حکم دیا کہ تو اپنی فوج لیکر اس دیوانے کو روک لات سنگین دل
نے نعرہ کیا کہ او دیوانے تو کون ہی اور کدھر آتا ہی دیوانے نے اپنا نام بیان کیا اور کہا کہ مین غلام
ہون شاہزادہ طیمور کا ہٹ جا میرے سامنے سے کہ مین اپنے آقا کی مدد کو جا رہا ہون لات سنگین دل
نے کہا کہ آقا تیرا مار ڈالا گیا تو پلٹ جا تو بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر دیوانے کی نگاہون
مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی پکارا کہ او ملعون خاک تیرے منہ مین کسکی مجال ہی کہ میرے آقا کو قتل کر سکے
وہ ایسا بہادر ہی جسنے مجھ ایسے کو لڑکون کی طرح لڑکے زیر کر لیا دیکھا لات سنگین دل نے کہ
یہ مانتا ہی نہین اور چلا ہی آتا ہی اس فقرہ سے دل ٹوٹنے کے بدلے اسکا جوش اور بڑھ گیا بس دوڑکر
تلوار ماری حامد ہمدانی نے وار اُسکا رد کرکے جو اپنا وار کیا لات سنگین دل پر اُٹھا ہو کے
رہگیا بس دیوانہ اُسکو مارکر آپڑا اور رونے لگا دیکھا اُسنے کہ آقا میرا صحیح و سالم موجود ہی اور
لڑ رہا ہی بس یہ شیرانہ حملہ کرتا ہوا چلا کہ ساتھ ہی اور گرد اُڑی اور نہنگ بن طوفان دریا موج
نمودار ہوا بروت تہمتن اسکی آمد اور جلالت و شان دیکھکر گھبرایا کہ یہ کون ہی جب نہنگ بن طوفان
نے نعرہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ منم پروردہ شاہزادہ طیمور شیر ہی ور تو اسکا زہرہ آب ہوگیا کہ یہ تو
جوان بلاے بد ہی جسنے ایسے ایسے سردارون کو زیر کرکے مطیع اپنا بنایا ہی لیکن ایک دوسری
گرد اُڑی اور اہرمن کوہزاد نمودار ہوا آخر مین خورشید زرین کمر کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت
سے پہونچا اور یہ سبکے سب آگرے لشکر حسن آباد پر گرے تلوار چلنے لگی اب طیمور پر سے وہ یورش
لشکر کا کم ہوا فوج اس انبوہ کثیر کی طرف متوجہ ہوئی بروت تہمتن کے حکم سے تین سردار
ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے اس لشکر کے روکنے کو بڑھے مہردس ابلق چشم کہ پہلوان
زبردست ہی اسنے آتے ہی نہنگ بن طوفان پر گرز مارا نہنگ بن طوفان نے وار اسکا
رد کرکے جو گرز مارا پرا اُٹھا کر دیا اور بروت تہمتن کو دیکھکر آواز دی کہ کیا ان سردارون کو
میرے مقابلے کے واسطے بھیجا ہی تو آ تو معلوم ہو جائے کہ مین کون ہون یہ سنکے بروت تہمتن
نے مرکب کو چھیڑا اور پکارا کہ مین وہ ہون جسکے مقابلہ مین تیرا آقا زخمی ہو چکا ہی بس یہ سنتے ہی
نہنگ بن طوفان دریا موج آگ ہوگیا اور پکارا کہ زخمی ہونے سے بہادر کا وقار کم نہین ہوتا تو
کیا فخر کرتا ہی کہ مین نے تیرے آقا کو زخمی کیا ہی آ اور مجھسے سامنا کر تجھے ابھی معلوم ہو جائے یہ

یہ سُنکے بروت تہمتن نے نہنگ بن طوفان دریاموج کو نیزہ مارا نہنگ بن طوفان نے
نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نہنگ بن طوفان نے نیزہ
ہاتھ سے بروت تہمتن کے ہوائی کیا بس اُسنے جھلا کر تلوار ماری نہنگ بن طوفان نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا غصہ مین مارا بروت نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا لیکن تیغہ نہنگ کا لنگر دار تھا ضرب بھی گران تھی تیغہ نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا اور
خود کو کاٹ کر سر پر بیٹھا نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا بروابرو اُترآیا بروت نے
داستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکالا چادر خون کی سر سے باہر آئی نہنگ بن طوفان نے
آواز دی کہ دیکھا تو نے جسے تو نے زخمی کیا تھا اُسی کے غلام نے تیرا کیا حال کیا اُدھر سمند دل
گرگدن سوار سے اور اہرمن کو ہزاد سے سامنا ہوا سمند دل گرگدن سوار نے تلوار ماری
اہرمن نے وار اُسکا رد کرکے سمند دل کو زخمی کیا اُدھر شاہزادہ طیمور لڑتا ہوا قریب تخت
پہونچ گیا یہان نہنگ بن طوفان نے دوڑ کر علم اُٹھا کر سرنگون کیا علمدار کو مارا وہان طیمور نے
قریب تخت پہونچ کر آواز دی کہ او حسین کج کلاہ دیکھا تو نے کہ کیا انجام تیرے ظلم کا پیش آیا
کہ کیا کہتا ہی حسین کج کلاہ نے دیکھا کہ یہ سر پر آگیا ہے اب مین اسکا کیا کرسکتا ہون اس سے یہی
بہتر ہی کہ امان مانگون بس اپنے ہاتھ کے رومال کو گردش دی تمام لشکر مین چادرین ہلنے لگین
طیمور نے ہاتھ روکا ہمراہیان طیمور نے بھی قتل لشکر حریف سے ہاتھ روکا بادشاہ تخت رکھکے
تخت سے نیچے اُترا اور کہا کہ ای طیمور اگر مجھے تیری حقیقت سے آگاہی ہوتی تو مین تجھ سے
نہ لڑتا معلوم ہوا کہ تو بڑا صاحب جاہ و جلال ہی خوشا نصیب اُسکے جسکے تجھ ایسا داماد ہے اسکے بعد دونون
لشکر ایک ہوگئے جو لوگ لڑ رہے تھے علحدہ ہوئے بادشاہ نے جس فرزند کے قتل کا حکم دیا تھا
اُسکو گلے سے لگایا طیمور کا سر سینے سے لگایا تو تمام لشکر مین گلے ملنے ہونے لگی اور نقارے
خوشی کے بجنے لگے لیکن حال ملکہ کا سنیے کہ اُسنے ہرکارون کی ڈاک بٹھادی تھی دمبدم کی خبر
پہونچ رہی تھین کہ اب یہ ہوا اور اب یہ ہوا پہلے تو یہ اپنے بھائی کی رہائی کا حال سُنکے نہایت
خوش ہوئی پھر طیمور کے تنہا گھرے ہونے کی خبر پہونچی یہ سُنکے ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اُسنے آپ چلنے کا ارادہ کیا لیکن دل آرام نے منع کیا اور کہا کہ اگر تم گئین تو یہ حرکت
شاہزادے کے خلاف مزاج ہوگی اور وہ نہایت ناراض ہونگے ملکہ تڑپ تڑپ کے دعا مانگ
رہی تھی اور رو رہی تھی آخر مین معلوم ہوا کہ صلح ہوگئی اور سبنے اطاعت شاہزادہ طیمور کی اختیار کی
یہان خورشید زرین کمر سے اور حسین کج کلاہ سے ملاقات ہوئی حسین کج کلاہ نے
کہا کہ اب اس کنیز کو آپ لیجائیے مین بخوشی آپکے فرزند کی کنیزی مین دیتا ہون یہ کہکر
رو دیا خورشید کی آنکھون سے بھی آنسو ٹپک پڑے اُس وقت طیمور نے کہا کہ اگر
آپکو ناگوار ہی اور دباؤ کی وجہ سے راضی ہوئے ہین تو مجھے منظور نہین ہی اور اگر مجھ مین
کوئی نقص آپنے سمجھا ہی تو اُسے بیان کیجیے اگر واقعی مجھ مین کوئی خرابی ہوگی تو مین ہرگز
ملکہ کا خواہشمند نہونگا یہ سُنکے حسین کجکلاہ نے کہا کہ تم مجھ سے ہر طرح بہتر ہو لیکن میرے
تمہارے اختلاف مذہب کا ہی یہ بات البتہ میرے ناگوار ہی اور اسی وجہ سے مین نے اپنے
فرزند کے قتل پر کمر باندھی تھی اسکی بیدانہ کی تھی کہ چراغ سلطنت لہذا اسکے گل ہوجاتے گا

یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہا کہ اک وقت مین میرے والد ماجد کا بھی یہی مذہب تھا جو آپ کا
ہی لیکن جب تحقیق کیا تو کچھ نپایا تم تو یہان بیٹھے ہوے ساریق کو خدا جانے کیا سمجھ رہے ہو اور مین نے
تمھارے خداوند کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی ساریق عجب بیوقوف آدمی ہی اُسنے تمام کارخانہ
اپنی خداوندی کا اپنی حماقت سے خدا پرستون کے ہاتھ سے مٹوا دیا ساحرون اور پہلوانون کے زور پر
وہ خداوند بنا ہوا تھا اب چند دن مین سُن لینا کہ ساریق خدا پرستون کے ہاتھ سے مارا گیا یا
شکست کھا کے بھاگا خلخال جادو خدا پرستون کے ہاتھ سے قتل ہو چکی جس پہلوان کا نام اُسنے
نقیب قدرت رکھا تھا اور تمام فوج کا سالار مقرر کیا تھا اور اپنا نظر کردہ بنایا تھا کہ یہ کسی سے
زیر نہوگا اُسے مین نے سات روز کی کشتی مین لڑکر زیر کیا اور اپنا مطیع بنایا اب وہ میرا سپہ سالار
ہی اور میرے شہر مین ہی اسنے بھی پرستش ساریق کی ترک کی یہ سردار جو میرے ساتھ ہی یعنی
نہنگ بن طوفان دریا موج یہ بھی ساریق کی میسرہ فوج کا افسر تھا اسے بھی مین نے چار روز
کی کشتی مین زیر کیا اسنے بھی میرا دین مبین یعنی مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اگر مذہب ساریق
پرستی اچھا ہوتا تو مین کیون ترک کرتا اور مین نے کسی سے دب کے اس دین کو ترک نہین کیا
بلکہ خود ہی برا جان کے چھوڑ دیا کہ اک بادشاہ کو خداوند بنا لینا سراسر عدالت کے خلاف ہی اور خدا
حقیقی سے ناگوار گذرے گا جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمکو عقل دی ہی تو ہمکو سمجھ بوجھ کے
اپنے خالق حقیقی کو پہچان کے سجدہ کرنا چاہیے اک شخص سکندر آئینہ پرست ہی اُسنے مجھکو اک
آئینہ حیرت نما دکھا کے آئینہ پرست بنایا آخر مین وہ آئینہ بھی اندھا ہو گیا اور مین نے اس آئینہ کو
توڑ ڈالا اب برائے نام مین آئینہ پرست ہون ورنہ مین نے تو خود حق پرستی اختیار کر لی ہی
اور اس سے مراد یہ رکھی ہی کہ جسنے مجھے بنایا ہی وہ خدا ہی خواہ کوئی ہو جس دن مجھے دین برحق تحقیق ہو جائیگا
اس روز اپنے ایجادی مذہب کو بھی ترک کردونگا ان باتون نے ایسا اثر حسین کجکلاہ کے
دل پر کیا کہ اسنے خوش ہو کے طیمور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے فرزند تو حق پسند ہی اب مین
بخوشی ملکہ کو تیری کنیزی مین دیتا ہون طیمور نے گردن جھکا لی وہان کے رسم کے موافق کسی شاہزادے
نے ترنج خوشبودار سینے پر طیمور کے مارا کہ ترنج ٹوٹا اور خوشبو پیدا ہوئی صدائین مبارکباد کی
بلند ہوئین خورشید کے رہنے کے واسطے حسین کج کلاہ نے ایوان خاص خالی کردیا اور آپ
جا کر ملکہ کے باغ مین قیام کیا کہ آپ برات لیکر باغ مین آئیے گا مین وہان سے ملکہ کو رخصت
کردونگا تاکہ تمام شہر برات دیکھے خورشید نے یہان قیام کیا اور سامان شادی مین مصروف ہوا
اور حسین کجکلاہ سوار ہو کر طرف باغ کے روانہ ہوا ملکہ کو خبر پہونچی کہ آپکے والد ماجد تشریف لاتے
ہین یہ سُنکے ملکہ کو نہایت شرم دامنگیر ہوئی کہ برائے استقبال بھی نہ آسکی بلکہ سواریان پہلے سے
آگئی تھین وہ تو جا کر اپنی مان کے پاس چھپی مان نے گلے سے لگایا پیار کیا اور حسین کجکلاہ نے
بھی دختر کو گلے لگایا اور انتظام شادی مین مصروف ہوا اگر مفصل اس شادی کا حال بیان کیا جائیگا
تو بہت طول ہوگا لہذا کچھ حال مختصراً لکھا جاتا ہی کہ جب تمام سرداران زخمی اچھے ہوے تو پہلے
ایک صحبت منعقد ہوئی جسمین سبنے مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اسکے بعد خورشید زرین کمر نے
حسین کج کلاہ سے کہا کہ باغ مین اور شہر مین فاصلہ بہت ہی انتظام شادی مین آپ کو دقت
ہوگی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہی مقام پر ایک مکان کے فاصلہ سے ہم آپ دونون

شادی کا اہتمام کرین تاکہ قریب قریب رہین اور ایک دوسرے کا شریک ہو اس سے دونون جانب دونی رونق ہوگی اس رائے کو حسین کج کلاہ نے بدل منظور کیا ایک ایوان مین تو حسین کجکلاہ نے قیام کیا اور ایک مکان مین خورشید زرین کمر رونق افروز ہوا نہ مذہب آئینہ پرستی کے موافق رسوم شادی ادا ہونے لگی جب برات کا دن آیا تو خورشید زرین کمر نے بہت بڑی تیاری کی بارگاہ یاقوت نگار محفل جشن سجنے کے واسطے آراستہ ہوئی تمام شہر حسن آباد آئینہ بند ہوا ہر گلی کوچہ مین ٹٹر بندی تھی شہر بھر کے درختون مین قندیلین آویزان تھین ہر مکان سے آواز ساز و سرود آرہی تھی اک عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا کثرت چراغان سے زمین رشک آسمان معلوم ہوتی تھی بارگاہ یاقوت نگار مین تمام رؤسا جمع تھے ایک صف مین افسران فوج اور عزیزان خورشید زرین کمر جمع تھے ایک جانب اراکین دولت کا مجمع تھا حسین کجکلاہ نے تو قطعاً آنے سے انکار کیا لیکن طیمور شیر سرور تمکین تاج کلاہ کو جا کے لے آیا اور اپنے عزیزون اور دوستون کو ممانعت کردی کہ کوئی ایسے مذاق نہ کرے اسی شرم مین یہ آنے سے انکار کرتے تھے شاہور شیر دل نوشاہ بھی تھا اور ارباب نشاط کا انتظام بھی اُسی کے حوالے تھا شہر کے چیدہ طائفے جمع تھے آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی تھی اور پری جمالین مجرا کر رہی تھین انعام پا رہی تھین ہرچند کہ شہر حسن آباد اسم بامسمی ہے جسکو دیکھیے وہ حسن و جمال مین اپنی آپ مثال ہے لیکن طیمور کا حسن ان حسینون کو ستارہ سحری کی طرح افسردہ کیے دیتا تھا تمام رات عجب طرح کا جلسہ رہا قریب صبح شاہور نے کہا کہ بھائی کی شادی کا جلسہ اور مین ہی نہ گاؤن یہ کہکر بیچ محفل مین آ بیٹھا اور گانا شروع کیا۔ غزل۔

دل دیکھتا ہون اپنا جھکائے ہوئے سر آج
گھر بیٹھے ہوئے ڈھونڈھ نکالا ترا گھر آج

کیا خوب کیا سوز محبت نے اثر آج
رونا یہ پڑا خشک ہوا دیدۂ تر آج

جس سمت وہ ظالم ہے مین جاتا ہون ادھر آج
وان جاتا ہون کیا ہے مرا دنیا سے سفر آج

وحشت رہی دن بھر ترا ڈھونڈھا کیے در آج
سر پھوڑنے کے واسطے ٹیکا کیے سر آج

بات اسکی بگڑ جائے نہ اے موت مدد کر
مرنے کی مری اُسنے اڑائی ہے خبر آج

کمبخت رقیبون سے وہ کرتا ہے اشارے
نظرون سے مری گر گئی اُس بت کی نظر آج

امید لے رکھا نہ کہین کا شب وعدہ
نالان ہون کہ جاتا رہا نالون سے اثر آج

مدت مین تری وصل کی رات آئی ہے ظالم
پھر شام سمجھ لونگا اگر ہوگی سحر آج

وحشت کا تقاضا ہے کہ چل دشت جنون مین
پچھتاتا ہون کیون ہائے گیا تھا مین ادھر آج

محشر کا ہے کیا ذکر قیامت تو یہی ہے
تم آج ہی جس سمت ہو دیتا ہو ادھر آج

ہے فخر کہ پستی مین دیا اوج خدا نے
مجرم ہون پہ رکھے ہون ترے پاؤن پہ سر آج

ہے پوچھ جانان کہ ہمارا یہ وطن ہے
آگے قدم اٹھتا نہین آ نکلے کدھر آج

اُس وقت ہوا اُنکو بھی کچھ نشۂ الفت
ہم بیخبرون سے نہین ہوتے وہ خبر آج

ہوتا نہ وصال اُسکا جو دیکھا نہ ہوتا
سر پھوڑنے سے یار کے زانو پہ ہے سر آج

تھا مجھ سے ہم آغوش ابھی خواب مین وہ بت
کیون جاگ اٹھا شام سے بدتر ہے سحر آج

اب سانس بھی لیتا نہین ڈر سے ترے ظالم
آہون مین مری ہو گیا کمبخت اثر آج

گریبان ہو ہمین کیا ہان ابھی طوفان اُٹھے گا
کیون توبہ ترسے کہنے سے کی ناصح نادان
حیرت سے دم بوسہ نہ کس طرح ہنسی آئے
چھپنے کا نہین ابکی کلیسم ایسا پڑا ہے

رُلوائے گا اور ون کو مرا دیدۂ تر آج
پیتے ہین پڑے مے کے عوض خون جگر آج
یہ تب ہے وہی جسپہ فغان کل تھی اثر آج
دیکھا ہے تو دیکھو آنسے پھر ایک نظر آج

شاہپور نے وہی ایک حنیز دن مین محل کو مسرور کرکے سمان باندہ دیا اسنے مین وقت صبح کا آیا اور برات کے چلنے کی تیاری شروع ہوئی ہر چند کہ مکان عروس کا نوشاہ کے مکان سے ایک مکان درمیان تھا لیکن بخیال اسکے کہ اہل شہر کو آرایش برات کی دکھانا منظور تھی اس وقت ہے جلوس کو آراستہ کرکے برات سارے شہر مین پھرائی گئی اور مکان عروس پر واپس آئی دیکھنے والے تعجب کرتے تھے کہ خورشید زرین کمر نے پرائے ملک مین اتنا بڑا سامان کیونکر فراہم کیا خلقت تماشہ دیکھنے کو جمع تھی جسوقت نشان دولھن کے مکان پر پہونچا ارکین دولت استقبال کے واسطے آئے برات آتے ہی اہل محفل جمع ہوئے موافق مذہب آتش پرستان کے عقد ہوا چونکہ ایک رسم یہ بھی تھی کہ یہ لوگ بعد زفاف کے تیسرے روز برات کو رخصت کرتے تھے براتیون کے ٹھہرنے کے واسطے عمدہ عمدہ مکانات آراستہ کیے گئے براتی اُترے تمام سامان راحت مہیا ہوا طیمور کے واسطے اک مکان نفیس نہایت آراستہ کرکے اُسمین ایک چھپر کھٹ شاہزادی کے واسطے اور ایک مسہری تھوڑے فاصلے پر شاہپور کے لیے لگادی گئی کیونکہ یہ ابھی تک طیمور کا بھائی کہلاتا ہے اور اسکا عقد دل آرام کے ساتھ ہوا ہے اب یہان یہ دونون نوشاہ اپنی اپنی عروس کے اشتیاق مین بیٹھے ہین روشنی کم کردی گئی ہے دو کنول چھپر کھٹ کے دونون پہلوؤن مین روشن ہین اور طیمور کروٹین بدل رہا ہے انگڑائیان لے رہا ہے آنکھین جانب در لگی ہوئی ہین ذرا سا بھی کھٹکا ہوا اور یہ اُٹھ بیٹھا کہ عروس آتی ہے بقول شاعر ؎ آپ کی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال + جو کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی یہان تو یہ کیفیت ہے اور وہان براتی تھکے ماندے کھانے سے فراغت پاتے ہی سو رہے اب محل مین سناٹا ہوا حسب دستور سہیلیون نے ملکہ کو ساتھ لیا دو عورتون نے دل آرام کو سنبھالا آگے آگے دو نون کے دو نون کنول روشن کردیے ہمنشین جھرمٹ کیے ہوے آہستہ آہستہ لیچلین کہ انکو آغوش تمنا مین دے آئین اب یہ محل شاہی سے نکلکر درمیان والے مکان مین پہونچی ہین ابھی اُس مکان مین داخل نہین ہونے پائی ہین جہان طیمور ہمہ تن آغوش بنا بیٹھا ہے اور جانب در دیکھ رہا ہے کہ اک مرتبہ اک سیاہی سی جانب آسمان سے گری دو نون کنول جو ملکہ کے سامنے روشن تھے بجھ گئے اور آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلتی ہے تو عروس کو نپایا بس ان سبنے پریشان ہوکے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا کہ یہ کیا آفت ہوئی دل آرام نے ان لوگون کی یہ حالت جو دیکھی شرم عروسی سے ہاتھ اُٹھایا پوچھا کہ لوگو یہ کیا معاملہ ہے تم کیا ادھر اُدھر دیکھ رہی ہو ملکہ کہان ہین دیکھا تو ملکہ کو نہ پایا بس یہ سر پر ہاتھ دھر کے اُسی جگہ بیٹھ گئی عورتون نے رونا شروع کیا چونکہ دل آرام نہایت ہوشیار ہے اسنے سبکو منع کیا اور کہا کہ ابھی سے شور و غل نکرو ورنہ قیامت ہو جائیگی رات اسی جگہ بیٹھ کے گذار دو صبح کو دیکھا جائے گا یہ سب تو وزیر زادی کے حکم سے بیٹھ کر چپکے چپکے رونے لگین اور یہان خود بخود دل مین شاہزادہ طیمور کے دھڑکن سی پیدا

ہوئی شاہور سے کہا کہ بھئی اب تو تحمل نہین ہوتا بقول شاعر ع وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔ ذرا جا کے خبر تو لاؤ کہ ملکہ کب تک آئینگی شاہور نے کہا کہ اے شہریار محل مین تمام ملکہ کے عزیز و اقارب جمع ہین وہان میرا جانا مناسب نہین ہے طیمور نے کہا کہ کسی عورت کی صورت بن کے چلے بھی جاؤ جو ہم ہین وہ تم ہو جیسے ہمنے دیکھا ویسے تمنے دیکھا کچھ معلوم تو ہو کہ آخر ملکہ کے آنے مین کیا عرصہ ہے شاہور اپنے مقام سے اٹھا اور بیچ کا دروازہ کھولکر جیسے ہی داخل مکان ہوا تو عجب حالت دیکھی کہ دل آرام گھونگھٹ اٹھائے ہوئے سر پر ہاتھ دھرے بیٹھی رو رہی ہے اور بہت سی عورتین گرد جمع ہین سب سکوت کے عالم مین رو رہی ہین شاہور نے قریب آکے دل آرام سے پوچھا کہ خیریت تو ہے یہ کیا معرکہ ہے دل آرام نے کہا کہ غضب ہوا وہ سانحہ گذرا ہے کہ نہ چھپائے بنتی ہے اور نہ کہتے بنتی ہے شادی کا گھر ماتم کدہ ہو گیا ابھی ابھی عروس کو خدا جانے کون لیگیا اگ سیاہی سی تو آسمان سے گرتے معلوم ہوئی پھر پتہ نہ چلا کہ عروس کیا ہوئی ہم لوگ سکوت مین بیٹھے ہین کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین شاہور نے کہا کہ ہرگز شور نہ مچانا کہ کیا ہوا اور کیا نہین ہوا ورنہ اگر طیمور سن لیگا تو ابھی اپنی جان دیدیگا تم سب اسی جگہ بیٹھو مین طیمور کو ٹال کے لیے جاتا ہون یہ کہکر شاہور وہان سے الٹے پانوں پھرا اور آکر شاہزادہ طیمور سے کہا کہ عجب طرح کا دستور اس شہر کا ہے کہ سالیان بہنوئی ستاتی ہین اور ستانے کا یہ طریقہ رکھا ہے کہ پہلی شب اشتیاق دلاکر عروس کو چھپا رکھتی ہین دوسری شب وصل نصیب ہوتا ہے کہ اشتیاق زیادہ ہو بس یہ سنتے ہی طیمور کو غصہ آیا اور اسنے سامان آرایش اٹھا کے پھینک دیا صراحی توڑ ڈالی جام ٹپک ٹپک کے چورا کر دیے اور غصہ مین اٹھکر اسی وقت اس مکان سے نکلکر اپنے مکان مین چلا آیا اور باقی رات ٹہلکر گذاری یہان جو صبح ہوئی تو ملکہ کی مان نے حسب دستور عورتون کو بھیجا کہ جاکر عروس کو لے آؤ عورتین جیسے ہی محل سے دوسرے مکان مین آئین تو عجب سامان دیکھا کہ ایک عروس بحال خراب بیٹھی ہے اور ایک عروس کا پتہ نہین دل آرام سے کہا کہ ملکہ کہان ہین اس وقت دل آرام نے رات کا سانحہ بیان کیا یہ سنکے ان عورتون نے رونا اور پیٹنا شروع کیا ملکہ نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے اور خود بھی کلیجہ پکڑے ہوئے دوڑی یہان دیکھا تو مع دل آرام تمام عورتین اپنے سر کو پیٹ رہی ہین اور ہائے ملکہ تم کیا ہوئین تمھین کون لیگیا یہ سنکے ملکہ بھی سر پیٹنے لگی اب تو تمام عورتین دونون طرف کی آکے جمع ہو گئین ایک کو دیکھ کر ایک نے پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ یہ خبر پھیل گئی اور ملکہ کے باپ اور بھائی کو بھی معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا انھون نے بھی سر پھوڑنا شروع کیا حکیم دانا حیران تھا کہ سیاہی کا گرنا اور ملکہ کا غائب ہو جانا یہ کیا معاملہ ہے اسنے اسی وقت اختر شناسون کو طلب کیا اور اس طرف یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پور کو بھی ہو ہی گئی کہ ملکہ پر یہ سانحہ گذرا بس اسنے خنجر کمر سے کھینچکر خودکشی کا قصد کیا تھا کہ نہنگ بن طوفان دوڑکر ہاتھ سے لپٹ گیا اور چاہا کہ خنجر طیمور کے ہاتھ سے لے لون طیمور کو غصہ آیا کہ یہ میرے ہاتھ سے خنجر لینا چاہتا ہے بس ایسا جھٹکا مارا کہ نہنگ بن طوفان اوندھے منہ قدمون پر آکے گرا لیکن اسنے بھی ہاتھ نہ چھوڑا کہ ایسا نہو یہ اپنے ہلاک کر ڈالین یہ رنگ دیکھکر حامد ہمدانی دیوانہ اور تمام سردار لپٹ گئے لیکن طیمور کو غصہ زیادہ ہوا کسیکو ادھر پٹکا کسیکو ادھر پٹکا ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ ہاتھ چھوٹے تو خنجر مارکر اپنے کو ہلاک کر ڈالین لیکن یہ سردار بھی جانون پر کھیلے ہوئے ہین لپٹے ہی جاتے ہین بجز حسین کج کلاہ کو جو علی کہ بیٹھی ہو

تو ہاتھ سے جا چکی ہو اب داماد بھی اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہو بس یہ اُسی وقت آیا اور تاج اپنا اُتار کے طیمور کے سامنے پھینک دیا اور کہا اے فرزند یہ کیا حرکت ہو تمکو چاہیے کہ اُسکی تلاش کرو نہ کہ اپنے کو ہلاک کرتے ہو لیکن اسکے ہوش اُڑ گئے کہ اتنے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوے ہین اور طیمور سبکو ڈرانے کی طرح جھٹک دیتا ہو جب تاج حسین کج کلاہ کا سامنے طیمور کے قریب پانون کے آکر گرا تو اُسنے ٹھہرا کر خنجر ہاتھ سے پھینکدیا اور گردن نیچی کر لی حسین کج کلاہ نے بہت کچھ سمجھایا اور طیمور کو اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا منجم حاضر تھے اُنسے سوال کیا کہ یہ سانحہ جو ملکہ پر گذرا اسمین کیا اسرار ہو بیان کرو منجمین نے اُسی وقت زائچہ بنایا اور بارہ برجون ساتون ستارون کو نظر مین رکھکر پہلے تو خانہ حیات پر نظر ڈالی دیکھا کہ خانہ حیات نحوست سے خالی ہو بعد اسکے اور تمام خانون کو دیکھکر استخراج احکام کر کے سامنے بادشاہ کے دست بستہ عرض کی کہ اقبال حضور کا پابند ہو ملکہ صحیح و سالم موجود ہین لیکن اجتماع زحل و عطارد سے یہ پایا جاتا ہو کہ ملکہ کو کوئی ساحرہ اُٹھائے گئی ہو اور اُسنے کسی طلسم مین لے جا کے رکھا ہو بادشاہ نے کہا کہ ساحرہ ملکہ کو کیون لے گئی اگر ساحر ہوتا تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ عاشق ہو گئے اُٹھا کے لیگیا یہ سنکے منجمین نے پھر سکوت کیا اور سبب لے جانے کا دریافت کرنے لگے بعد بہت سے غور و فکر کے عرض کی کہ اے شہریار عجب طرح کی بات ہو زائچہ ہمارا بہت صحیح ہو اگر خلاف اسکے ظہور مین آئے تو حضور ہمکو سزاے موت دین جو ساحرہ ملکہ کو لے گئی ہو وہ لباس سیاہ مین ہو اور ملکہ کو دیکھکر روتی ہو اور معلوم یہ ہوتا ہو کہ کوئی فرزند اُسکا ملکہ پر عاشق تھا اُسی کے واسطے وہ شاہزادی کو اُٹھا لے گئی تھی لیکن یہ حضور کا اقبال کہ قبل پہونچنے ملکہ کے وہ فرزند ساحرہ کا اپنی موت سے ہلاک ہو گیا اب ملکہ سے ملاقات ہونا دشواری سے خالی نہین ہو اور ملکہ اپنے شوہر کی کوشش سے مل سکتی ہو اور جو کوئی ملکہ کی تلاش مین جاے گا وہ خود بھی مبتلاے بلا ہوگا یہ سنکے طیمور نے کہا کہ یہ سب میرے بہلانے کی باتین ہین منجمون نے قسمین کھائین طیمور خاموش ہو رہا لیکن یقین نہ آیا ہر وقت سرداران طیمور طیمور کو گھیرے رہتے تھے طیمور مثل دیوانون کے ہر وقت عجب طرح کی حالت مین تھا نہ دن کا چین تھا نہ رات کا خواب ایسی پریشانی کی حالت مین اور لوگ کہا تک جاگین طیمور نے ملکہ کے باغ مین رہنا اختیار کیا تھا ایک روز ہواے سرد چلی سب سو گئے طیمور کی بھی آنکھ لگ گئی خواب مین دیکھا کہ ملکہ باحال پریشان آئی ہو اور کہتی ہو کہ اے شہریار مین زندہ تو ہون لیکن قید مین ہون اب نہ تم مجھسے مل سکتے ہو اور نہ مین تم سے مل سکتی ہون یہ کہکر رونے لگی طیمور نے چاہا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لون کہ آنکھ کھل گئی اُس وقت طیمور کی عجب حالت ہوئی اور اُسی حالت جنون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب مین وہ آتا ہو جو مر جاتا ہو لہذا بعد ایسی محبوب جانی کے زندگانی پر خاک ہو چونکہ شاہزادے کو محو خواب دیکھکر سب رفیق بھی سو گئے تھے طیمور نے موقع پاکر خودکشی کا یہ انتظام کیا کہ جو قصر دریا کے کنارے واقع تھا اُسکے کوٹھے پر چڑھ کر اور دونون ہاتھ پانون کمند سے باندھ کر اپنے کو دریا مین گرا دیا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان ساریق بن لقا اور لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین طبل جنگ بجوانا ساریق کا اور مع فوج میدان مین آکر صف آرا ہونا اور بعد مقابلہ کے بسیار پہونچنا شدائد خان بن جدائل خان ہندی کا

مع فوج فیلان اور پامال ہونا لشکر اسلام کا باقی حالات متعلق داستان ہذا

غزل برآغاز کلام

تجکو چاہیے تو کوئی موت کا خواہاں کیوں ہو
تیرے ارمان کے سوا اور کا ارمان کیوں ہو

غیر کے ساتھ مرے گھر میں وہ مہمان کیوں ہو
اور ویران مرا خانۂ ویران کیوں ہو

میرے دل میں نظر آئے تو پریشان کیوں ہو
دیکھ تو کون ہے آئینہ میں حیران کیوں ہو

ایسی آباد جگہ ٹھہرے ہے ویران کیوں ہو
حشر میں کوئی مرے حال کا پرسان کیوں ہو

ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے
غیر کے زیر قدم کوچۂ جانان کیوں ہو

فرط گریہ جو نہو باعث شوق دیدار
قطرہ اشک صفت دیدۂ گریان کیوں ہو

لیکن ایسا نہو اے چرخ وہ ظالم سن لے
مجھ پہ مشکل جو پڑی ہے تو تجھے آسان کیوں ہو

وصل میں اور بھی شرمانے لگے تم مجھ سے
شب وعدہ جو نہ آئے تو پشیمان کیوں ہو

لاکھ دیوانہ ہوں لیکن ہے ضرور اتنی سمجھ
خاک اُڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیوں ہو

اے صبا میری تباہی ہے اُسے مدنظر
خاک اُڑانے کے لیے خاک بیابان کیوں ہو

اب نہیں بھی مجھے مرنا ہے تو مر جاؤں گا
دل میں وہ اپنے ستم کر کے پشیمان کیوں ہو

مجکو خاک قدم غیر نہ اے چرخ بنا
میری مرقد کے لیے کوچۂ جانان کیوں ہو

آنکھ میں دل میں نظر میں مجھے ظالم رکھ تو
مجھ سے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیوں ہو

سر پٹکتا نہیں اسواسطے میں وحشت میں
بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیوں ہو

جوشش گریہ میں ہے جوش جنوں کا کیا کام
چادر آب صفت ریگ بیابان کیوں ہو

جو تری یاد میں سو جائے وہ کیوں جاگ پڑے
جو تجھے خواب میں دیکھے وہ پریشان کیوں ہو

مختصر یہ ہے کہ مجھ ایسا جوان پیر ہوا
وصل میں پرسش طول شب ہجران کیوں ہو

کہتے ہیں وہ مجھے دیکھے نہ کبھی میرا اسیر
عکس آئینہ صفت قیدی زندان کیوں ہو

ہو فزوں برہمی دوست دم فصل جنوں
دست وحشت سبب چاک گریبان کیوں ہو

میں نہیں ہوں جو دبستان جنوں سے غافل
حرف زن پھر الف چاک گریبان کیوں ہو

چارہ گر کاش وہ سینے سے مجھے لپٹا لے
درد دل درد جگر کا مرے درمان کیوں ہو

کہیں ہو جائے نہ دشوار اسیری میری
اسقدر تنگ ترا خانۂ زندان کیوں ہو

کسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہے
بیگنہ ہے تو سیہ روز شب ہجران کیوں ہو

کہیں سر سینہ نہو کشت تمنائے عدو
صفت دیدۂ گرم دیدۂ گریان کیوں ہو

مجمع حشر میں بھی داد نہ پائی ہم نے
یہ کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیوں ہو

جو نہیں غیر لے بوسے لیے عارض کے ترے
آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیوں ہو

پائمالی دل وحشی کی ہے اُسی سبب ظالم
اُسکے باعث سے تری زلف پریشان کیوں ہو

بیقراری نہ کہیں اسکو ٹھہرنے دیگی
تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیوں ہو

موت آجائے تو راحت ہو ہمیشہ کے لیے
آرزو خواب کی ہمشکل شب ہجران کیوں ہو

غش میں آتے ہو تو دیدار پہ کیوں غش ہو کلیم
جو نہیں تاب تو نظارۂ جانان کیوں ہو

یکہ تازان میدان دلاوری و شہسواران عرصۂ جرأت و صفدری اسپ تیز رفتار قلم کو صفحۂ قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ بیابلنسواری ہمدم راستان و کہ بازآدم پرستان پہ حقیقت ہے کہ جب تیز تگ ستمگر ساز جادو بھی مارا گیا تو تمام ساحرون کے ہوش اُڑ گئے اور وہ اپنے اپنے مقام کی طرف راہی ہوئے کہ جب ایسے ایسے ساحر ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے تو ہماری کیا حقیقت ہے ایسے لڑنا بیکار ہے اور ادھر سارلیق نے کہا کہ اب خداوند خود ان بندون کے مقابلے مین فوج کشی کرینگے کہدو کہ بارگاہ قدرت برپا ہو اب خداوند جبتک ان مسلمانون کو مٹا نہ لینگے فیطول پر نہ بیٹھینگے یہ سُنکے تمام کفار مین اک ہلچل پڑ گئی کہ لو خداوند خود بندون کے مقابلے کو آتے مین فوج نے میدان پکڑا اور بارگاہ زنگاری برپا کی سارلیق ملعون تمام سردارون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور بعد دعاو ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فوج کفار مین کوس حرب کی بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اہل اسلام فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان مصاف ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے تک طرفین کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہو گئین اُس طرف سارلیق سیہ کار اک فیل مست پر سوار تھا چتر اُسکے سر پر گردش کر رہا تھا افسران فوج اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفون سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے اگرچہ تین سردار بھی زبردست سارلیق کے زیر ہوکر لشکر سارلیق سے علحدہ ہو چکے ہین لیکن ابھی ہزارہا سردار باقی ہین جنمین ایک ایک کو یہ دعوے ہے کہ ہم برصوت رعد آواز سے مقابلہ کرینگے منجملہ اُنکے اُتریس بن خرلیس روئین تن کہ یہ آہنی بدن ہے حربہ اسکے جسم پر اثر نہین کرتا ہے سارلیق نے اُسکو سالار لشکر کیا ہے سارلیق کی فوج دریا موج مثل سمندر کے سطح زمین کو چھپائے ہوئے ہے اس طرف سے لشکر اسلام بھی آمادہ نبرد ہے صاحبقران سیہ علم اژدر پیکر کھڑے ہوئے ہین پھریرا علم کا سر پر لہرا رہا ہے بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہین تخت قلب لشکر مین استادہ ہے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نسب ویکر ہٹ گئے تو لشکر سارلیق سے مردان جوشن پوش میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ باش اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمہارے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ کہنا تھا کہ لشکر اسلام سے شاہزادہ سہراب بن رستم نے گھوڑا باگ کالیا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مرکب سے اُترے اور ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کا عقربیت عنایت فرمایا سہراب نے جام ہونٹون سے لگا کر یکجرعہ درکشید کیا اور سلام رخصت کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکے رخ میدان کارزار کا کیا جسوقت سامنے مردان جوشن پوش کے پہونچے تو مردان جوشن پوش نے نیزہ سنبھالا اور سینۂ سہراب پر وار کیا سہراب نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین بند کھلنے اور بند ہونے لگے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر مردان جوشن پوش کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اور نیزہ چرخ بلند ہوکے مانند تیر شہاب کے دور جا کر گرا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور مردان جوشن پوش نیزہ سہراب خجالت مین غرق ہو گیا اور بجوش غیظ و غضب مین آکر سر پر سہراب

کے تلوار ماری سہراب بن رستم نے تلوار خیال میں رکھ کر دھار کو بچا کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا مردان جوشن
پوش نے دوسرا ہاتھ گریبان میں ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں
نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوئے تمام دن کشتی رہی جتنا دن ڈھلتا گیا اتنا زور مردان
جوشن پوش کا کم ہوتا گیا قریب شام سہراب نے لنگر مردان جوشن پوش کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں لشکر
میدان سے پھرے سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے روز صبح کو سیاف جنگجو
میدان میں آیا اور پکارا کہ میں مثل مردان جوشن پوش کے نہیں ہوں میرے مقابلہ کو وہ نکلے جسکو دعوے
صاحبقرانی ہو اور اپنے کو ہمرتبہ صاحبقران سمجھتا ہو بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے
مرکب کو اپنے جولان کیا اور صاحبقران کی جانب دیکھکر یہ عذر کیا کہ مجھے آپ سے ہمسری کا
دعوے نہیں ہے لیکن اس دریدہ دہن کی سرکوبی کے واسطے نکلا ہوں یہ کہکر سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمت کے شاہزادہ رفیع البخت
بادشاہ کو سلام رخصت کرکے سامنے سیاف جنگجو کے آئے سیاف جنگجو تلوار زن ہوا
اس طرف سے شاہزادہ رفیع البخت نے تلوار ماری کہ مرکب سیاف جنگجو کا پانچ قدم
اڑ گیا اور مرکب شاہزادہ رفیع البخت کا حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا سیاف نے نیزہ
مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لیا رد و بدل ہونے لگی قریب تھا طعن کی نوبت آ لگی
ہو گی کہ رفیع البخت نے نیزے سے نیزہ حریف کو الجھا کے جو جھٹکا مارا ہاتھ سے سیاف جنگجو
کے نیزہ صاف نکل گیا بس اسنے غصہ میں آکر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی سیاف نے سر بچایا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن مرکب قلم
ہوئی مرکب نے چرخ مارا سیاف جنگجو کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار لیکر چلا کہ مرکب
رفیع البخت کو بھی پی کردن رفیع البخت نے ارادہ اسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا سیاف
نے آتے ہی تلوار ماری رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار سپر میں در آئی رفیع البخت نے
جھٹک دی کہ تلوار سیاف کی ٹوٹ گئی اسنے قبضہ منہ پر کھینچ مارا رفیع البخت نے خالی
دیا سیاف دوڑ کے لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے ایسے بھی تمام
دن کشتی رہی آخر دو گھڑی رات گئے انھوں نے بھی لنگر حریف کا توڑا اور سر سے بلند کیے ہوئے
میدان سے پھرے بادشاہ اسلام نہایت خوش نقارہ شادی بجاتے ہوئے میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہاں سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوایا تیسرے روز جسوقت
دونوں لشکر میدان میں پہونچکر صف آرا ہو چکے تو ارجاسپ گرد میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا
لشکر اسلام سے شاہزادہ بلقیس بن قمہور اسکے مقابلے کو نکلا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی بلقیس نے نیزہ ہاتھ سے ارجاسپ گرد کے نکال دیا اسنے غصہ میں آکر اژدہ نشست نہنگ
مارا بلقیس نے بڑی جرات و دلاوری سے اژدہ کو قلم کیا ارجاسپ گرد نے تلوار کمر سے
کھینچ لی اور لپٹ کے وار کیا بلقیس نے پنجہ پلی ور اتر کر کے بند دبست پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکے چلنے
لگے اور زور ہونے لگے بلقیس نے ارجاسپ گرد کو مرکب پر سے کھینچ لیا ارجاسپ گرد
نے سنبھل کے لنگر مارا کہ گھوڑا بلقیس کا بھی بیٹھ گیا بلقیس نے جست کر کے زین خالی کیا اور

ارجاسپ گرد سے مصروف تلاش ہوے دو پہر مین ارجاسپ گرد کو زیر کر کے عیار کے حوالے کیا اور آپ میدان مین کھڑے رہے بھائی ارجاسپ کا لہراسپ گرد آیا اس سے بھی بعد شمشیر بازی نوبت کشتی کی پہونچی شام کو بلقیس نے اسے بھی اسیر کیا اور دیکر میدان سے پھرے کفارون کے بدن مضمحل اور دل شکستہ ہوتے جاتے مین جو تھے روز مغرور مردم در میدان مین آیا اور مبارزطلب ہوا آج شاہزادہ داراب ثانی اسکے مقابلہ کو نکلے اور دو پہر مین باندھ کر عیار کے حوالے کیا مقہور مردم در آیا اُسے بھی باندھ کر میدان سے پھرے یہ رنگ دیکھکر افہر روئین تنگاف نے تمام سرداران لشکر کفار کو ممانعت کر دی کہ خبردار کوئی مقابلہ اہل اسلام کے واسطے نہ نکلے جسے ہم بھیجین وہ میدان مین جائے یہ ممانعت کر کے طبل جنگ بجوا دیا ادہر لشکر اسلام مین نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور

اوّل کچھ حال شاہزادہ شہنشاہ صف شکن اور صاحبقران اوسط اور وحید الملک اور مظفر غازی کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ چارون شاہزادے اپنی اپنی عروس کے ساتھ بہارستان مغرب مین مصروف عیش و عشرت ہین ایک روز مظفر غازی نے وحید الملک سے کہا کہ آپ کو تو دن عیدرات شب برات ہی دو دو معشوقین قبضہ مین ہین میری رائے مین اب سلح سنجوگ بیرے حوالے کیجیے مین سلحخانہ خاصی مین داخل کر دونگا آپ زندگی اپنی عیش و عشرت سے گذرانیے لڑانے بھڑنے مین ہزار خطرے ہین کہین زخمی ہوا کہین نیلا ہوا اور اگر قضا آگئی تو تلوار کے موت مرنا یہ سب باتین سخت ہین یہ طعن آمیز کلمات سُنکر وحید الملک نے کہا کہ ای مظفر مجھ کیا موقوف ہی جو صاحبقران اوسط کہلاتے ہین اُنکو دیکھو کہ ایک ہی عورت کے ایسے مطیع ہوے ہین کہ دین و دنیا فراموش ہی مظفر غازی نے کہا کہ تمہارا خاندان کا خاندان عیش پسند ہی اسی بات پر تو دست چپ فخر کرتے ہین وہ تو صاحبقران اوسط بن چکے اب اُنھین کیا فکر جسقدر پہلوان اُنھون نے زیر کیے جیسے جیسے مقامون پر جاکے لڑائیان ہین کہین تمنے ابھی اُن مقامات کو دیکھا بھی تو نہو گا سکندر وہ ہی جسنے بارہ برس کے سن مین جاکر تمام تیرنگات قاف کو فتح کیا پرستان آسکے نام سے تھراتا ہی اب اگر وہ مصروف عیش و عشرت ہی تو کچھ نازیبا نہین ہی آپنے کیا کیا ہی ایسی ایسی باتین کر کے اسقدر اُبھارا کہ وحید الملک سے جواب نہ بن پڑا اور کہا کہ جو تمہاری رائے ہو تمہاری لشکر کا حکم دو مظفر نے کہا کہ اگر تیاری کر کے چلوگے تو یہ دونون بھی چلینگے انکے سامنے تم کیا کر دگے بہتر یہ ہی کہ یہان سے بہانہ شکار چلو اور وہین سے گلستان باختر کی راہ لو اگر بعد فتح گلستان باختر پہونچے تو کچھ نہ کہا وحید الملک نے یہ رائے پسند کی اور سامان شکار کی درستی کر کے جانب صحرا روانہ ہوے اور صحرا سے گلستان باختر کی راہ لی اور اک سوار کو نامہ دیکر سنجاب شاہ مغربی کے پاس روانہ کیا کہ ہم گلستان باختر کی طرف جاتے ہین اور ناموس کو آپ کے حوالے کیے جاتے ہین یہ قاصد جسوقت بارگاہ سنجاب شاہ مغربی مین پہونچا اور نامہ دیا سنجاب شاہ نے نامہ کو آواز بلند پڑھا آخر مین یہ لکھا تھا کہ یہ راز کی بات ہی ظاہر نہو یہ تماشا عیار شہنشاہ صف شکن کا دیکھ رہا تھا اسنے تمام کیفیت شہنشاہ صف شکن سے بیان کی اُنھون نے کہا کہ واقع مین یہ لڑکے بڑا جال کر گئے اب یہان سے چلنا چاہیے اُنھون نے اپنے عیار سے کہا کہ جا سکندر کو بھی اس

حال سے باخبر کرو عیار جوش کر سکندر رستم خو مین آیا تو سنا کہ سکندر بھی شکار کو گئے ہوئے ہین عیار نے
پیام شہنشاہ صف شکن کا اہل لشکر سے بیان کر دیا کہ جسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف لائین
تو اُن سے کہدینا کہ اب یہان قیام کرنا مناسب نہین ہی لہذا ہم گلستان باختر کی طرف چلتے ہین تم بھی
جلد آؤ یہ کہکر عیار چلا آیا یہان شہنشاہ صف شکن اپنی معشوقہ ملکہ مہر آرا سے رخصت ہو کر لشکر مین
آئے اور اسیوقت کوچ کر کے جانب گلستان باختر روانہ ہوے بعد انکے روانہ ہونے کے دوسرے
روز شاہزادہ سکندر رستم خو شکار سے واپس آئے اور یہان سناٹا پایا پوچھا کہ وحید الملک
او مظفر اور شہنشاہ صف شکن کہان ہین لوگون نے سارا ماجرا بیان کیا پس سکندر بھی اسی وقت
پشت مرکب پر بیٹھکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان مقابلہ لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہی کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو اخرس بن خرسنا
روئین تن نے یمین لشکر کی طرف دیکھکر بہمن آہن کلاہ سے اشارہ کیا بہمن اپنی گردن مست کو
جولان کر کے سامنے تخت ساریق کے آیا اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا کہ جا تجھے اپنے پدر قدرت
کے حوالے کیا بہمن سجدہ کر کے اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا خوب سلح شوری کی
نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت عرق مین غرق ہوا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو
آراستہ کر کے آواز دی کہ باش ای گروہ اسلام تم مین سے جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو
وہ نکلے میرے مقابلہ کو کہ مین مثل دیگران نہین ہون پس یہ سنتے ہی شاہزادہ گردن بہرام نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے کود کے زمین سعادت کو بوسہ دے کر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوے بادشاہ نے جام کلہ عزیمت عنایت فرما کر رخصت میدان جنگ
مرحمت فرمائی گردن بہرام سلام رخصت کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے بہمن آہن کلاہ کے
آئے اور فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہمن نے کہا کہ پہلے تو اپنا وار کر لے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے ہاتھ سے
مہلت حربہ سنبھالنے کی بھی نہ ملیگی یہ سنکے گردن بہرام نے فرمایا کہ کیا تو ہم اہل اسلام کے آئین سے
آگاہ نہین ہی کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین ہان اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا بس
یہ سنکے بہمن آہن کلاہ نے نیزہ سنبھالا اور سینے پر گردن بہرام کے وار کیا گردن بہرام نے
نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین قریب اسی طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ گردن بہرام نے
نیزے کو بہمن کے اپنے نیزے مین لپیٹا اور شانے کی قوت شریک کر کے جو جھٹکا مارا نیزہ بہمن کے
ہاتھ سے صاف نکل گیا بہمن نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا کفار کی گردنین نیچی ہوگئین اور لشکر اسلام
سے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین بہمن نے خجل ہو کے از پشت نہنگ مار آ گردن بہرام نے
سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا کہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہی لیکن اللہ نے سپر کو حکم کیا تلوار سپر
آ کے رکا گردن بہرام نے اپنا وار کیا بہمن نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغہ گردن نے بھی سپر کو مع ہاتھ
قرص سپر کے قلم کیا اور خود مین آکر الجھا بہمن نے جھٹکا مارا تیغہ ٹوٹ گیا یہی خاصیت اس کلاہ آہنی کی
تھی او اسی بھروسے پر اخرس نے اسکو میدان مین بھیجا تھا پس بہمن نے دوسرا اوہر کیا اب نہ تو

گردبن بہرام کے پاس سپر تھی اور نہ تلوار ارہ خود پر بیٹھا خود کو قلم کرکے سر مین در آیا گردنے جلدی سے
دستانہ مارا ارہ چھٹا کر سر سے نکلا چادر خون کی جو سر سے باہر آئی گردبن بہرام پر غشی طاری
ہوئی لوگ آکر گردبن بہرام کو اٹھالے گئی ہرزنگ بن مرزبان خراسانی نے بادشاہ اسلام سے
اجازت لی اور آکر بہمن آہن کلاہ سے مقابل ہوے انکی تلوار بھی بہمن کی خود مین الجھ کے ٹوٹی
اور یہ بھی وار نہ رد کرسکے زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ ہاتھ سے بہمن کے گیارہ سردار زخمی ہوے اب قلیل دن
باقی رہگیا ہی اور ہنوز کوئی سردار مقابلے کے واسطے نہین آنے پایا ہی کہ یکمرتبہ جانب صحرا سے
تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے مظفر غازی بارہ ہزار قزاقون سے
پیدا ہوا وحید الملک قریب پہونچکر خیمہ زن ہوے یہ انسے علحدہ ہوکر چل کھڑا ہوا تھا اس وقت
پہونچا کہ بہمن لاف زنی کر رہا تھا بس مظفر نے اسکو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ باش او کافر مین تیری سرکوبی
کے واسطے آپہونچا اور آتے ہی بہمن پر برس پڑا دم لینے کی فرصت نہ دی بہمن نے کئی وار رد کرکے
ارہ پشت نہنگ کا وار کیا مظفر نے زیر بغل آکر ایسا ہاتھ مارا کہ ہاتھ بہمن کا قلم ہوکر مع ارہ زمین پر
گرا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا لوگ آکر بہمن کو اٹھالے گئے لیکن لشکر تک پہونچتے پہونچتے
مر گیا شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا کفار اپنے قیام گاہ پر گئے اور اہل اسلام مظفر کی تعریفین کرتے
ہوے میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ بھیجا اور غیر زخمی آکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے مظفر سے
صاحبقران نے خیر و عافیت بہارستان مغرب کی دریافت کی رفیع البخت نے حال وحید الملک
کا پوچھا مظفر نے کہا کہ آپ مین یقین ہی کہ کل وہ بھی پہونچ جائینگے وہان ساریق سے سنحتگان نے کہا کہ یا
خداوندا بتقدیر لشکر کی منجمون کے ہاتھ مین دیجئے جنکے نام فتح نکلے اسے میدان مین بھیجے ساریق
نے اس رائے کو پسند کیا اور منجمون کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ تم اپنے علم کے موافق بتاؤ
کہ کل کونسا سردار واسطے مقابلہ کے جائے منجمون نے اپنے قاعدہ کے موافق دریافت کرکے
عرض کی کہ یا خداوند اصل تو یہ ہی کہ جسکے نام فتح کامل ہی وہ یہان موجود نہین ہی آج کے جمعہ تک وہ
پہونچیگا اور موجودہ سردارون مین سے کل تین پہرون تک ستارہ زلزال بن خلخال ترک کا اچھا ہی
لیکن بعد تین پہر کے ستارہ اسکا نہایت نحس ہی اسکو مقابل کرنا نہ چاہیے سنحتگان نے کہا
کہ اسکے بعد جسے کہو وہ لڑے منجمون نے کہا کہ پہر شام تک اہل اسلام کی فتح ہی سنحتگان نے کہا کہ تب
تو مضائقہ نہین کہ تین پہر اہل اسلام قتل ہون اور پہر پہر کفار قتل ہون تو بھی انجام مین فتح
حاصل ہوسکتی ہی زلزال نے جو سنا کہ کل تین پہر ستارہ میرا اچھا ہی بس اپنے خوشی مین آکر ساریق
سے کہا کہ یا خداوند طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے دیکھئے تو مین مسلمانون کا کیا حال کرتا ہون
ساریق نے زلزال کے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ آج زلزال بن خلخال
بن صلصال بن شمامہ جادو کے نام پہ طبل جنگ بجا ہی فرمایا یہ اس کافر کا پوتا ہی مدت تک
بھاگ بھاگ کے جان بچایا کیا اور پھر مقابلہ پر آیا جو صاحب اسکے مقابلہ کو جائین وہ اسکی مکاری سے
ہوشیار رہین اور ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے حسب الارشاد بادشاہ جمجاہ یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جب وقت نقیب نقیب
دیار ہٹ گئے تو لشکر کفار سے زلزال بن خلخال نے گھوڑا باگ کا لیا اور سامنے تخت ساریق

کے اگر اجازت مانگی ساریق نے کہا ای بندۂ قدیم جاں فتح تیرے ہی نام ہو یہ سنکے زلزال نے سجدہ کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا بعد سانچہ شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای گروہ اسلام کون آتا ہو میرے مقابلہ کو منم زلزال بن خلخال بن صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای فرزند صاحبقران اگرچہ تمہین سمجھانے کی ضرورت نہین لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ خاندانی مکار ہو اسکے فریب سے بچے رہنا رفیع البخت نے کہا کہ فدوی حضور کے اقبال سے ابھی اسکو باندھے لاتا ہو یہ وہی ہو جسے بہارستان مغرب مین زک دے چکا ہون اور میرے ہی خوف سے یہ بھاگ کر اس مقام پر آیا یہ جاتا کہاں ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر سلام رخصت کیا اور سامنے زلزال کے آکر فرمایا کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ تو میرے خوف سے گلستان باختر مین آیا بہارستان مغرب سے مفرور ہوا اب کیا منہ لیکر مردان عالم کے سامنے آیا ہو یہ سنکے زلزال پکارا کہ وہ وقت دوسرا تھا اب خداوند خود میری پشت پر موجود ہین کوئی مجھے کب زیر کر سکتا ہو آج خداوند نے تم لوگون کی قوت صلب کر دی ہو اور مجھے قوت مقابلہ عنایت فرما کر قصاص سبکی میرے ہاتھ سے لکھ دی ہو یہ سنکے رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لا حربہ اپنا دیکھ تو کیا ہوتا ہو زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے جلد ہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا بس زلزال نے غصہ مین آکر تلوار ماری رفیع البخت نے چاہا کہ مرکب سے مرکب کو ملا کر ہاتھ ملٹ لون اور اسے باندھ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کے لے چلون مگر قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤن مرکب رفیع البخت کا موش خانہ مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی خود گرا تیغ سر پر بیٹھا رفیع البخت زخمی ہو گئے داستانہ مارا کہ تلوار اچٹ کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ دوڑ پڑے اور رفیع البخت کو میدان سے واپس لائے زلزال نے کہا دیکھا تم نے کہ مین نے کیا حال کیا اس شخص کا جسکے ہاتھ سے مین خود زخمی ہو چکا تھا اب کسمین تاب ہو جو مجھ سے مقابلہ کر سکے یہ سنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کی نظرون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی کہ اسنے میرے بھائی کو زخمی کیا اور لاف زنی کر رہا ہو غرور اسکا مٹانا چاہیے یہ سوچ کے مرکب صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور فرمایا کہ او ترک تو فخر کس بات کا کرتا ہو زخمی ہونے سے شان دلاوری مین فرق نہین آسکتا وہ کونسا بہادر ہو جو کبھی زخمی نہین ہوا ہو لا حربہ اور تماشہ دیکھ کہ کیا ہوتا ہو یہ سنکے زلزال نے وہی شمشیر خون آلود سر پر شہنشاہ گوہر کلاہ کے لگائی بس شہنشاہ گوہر کلاہ نے اسکا وار رد کر کے اپنا وار کیا زلزال نے بھی وار اٹکا کر دیا کئی حربہ کی رد و بدل ہوئی آخر کار گردن مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی قلم ہوئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے جست کر کے زین خالی کرنے کا قصد کیا ہی تھا کہ حسب اتفاق جس رکاب کی طرف سے انھون نے اترنا چاہا تھا اسی طرف مرکب نے چرخ مارا اور گرا شہنشاہ گوہر کلاہ کا پاؤن ٹوٹ گیا لوگ انھین اٹھا لے گئے اور شفاخانہ مین داخل کیا اب تو جھلا جھلا کر سرداران شہنشاہ گوہر کلاہ و رفیع البخت نکلنے لگے لیکن جو نکلا وہ ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا تین پہر مین زلزال نے قریب پندرہ سولہ سرداروں کے زخمی کیے اب اسنے بیٹھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہو زلزال بھی میدان مین ٹھہر گیا کہ دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہو

آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوئے انھون نے آتے ہی سُنا کہ بھائی میرے ہاتھ سے اس ملعون کے زخمی ہوئے ہین بس وحید الملک نے لشکر کو چھوڑا اور ہین سے جو مرکب کو رانون ہین مسلا تو سامنے زلزال کے جا پہونچے زلزال نے کہا او طفل تیرے دونون بڑے بھائی میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین تو کیا مقابلہ کرے گا وحید الملک نے کہا او ملعون مین تیری جان کا ملک الموت ہون لا حربہ اپنا زلزال نے مجبور ہو کر نیزہ مارا وحید الملک نے چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے زلزال کے ہوائی کیا زلزال نے تلوار ماری وحید الملک نے پھرتی سے کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ زلزال اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا بس دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو زلزال کو قاش زین سے اٹھا لیا اور اُچھال دیا اور قصد چو رنگ ہوائی کا کیا تھا کہ کڑکا ہوا اور ایک پنجہ گر کر زلزال کو لیے ہوئے چلا گیا وحید الملک افسوس کر کے رہگئے کہ اگر مین اس آفت آسمانی سے آگاہ ہوتا تو اسے بالائے آسمان نہ اچھالتا کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گئے ادھر اہل اسلام وحید الملک سے ملے اور خیریت سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن کی دریافت کی وحید الملک اپنے دونون بھائیون کی عیادت کو آئے رفیع البخت اور شہنشاہ گوہر کلاہ نہایت خوش ہوئے کہ خاتمہ بالخیر ہمارے بھائی کے ہاتھ سے ہوا وہان اقہر روئین شگاف نے اپنے نام پر نقارہ رزمی بجوایا اس طرف خبر ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات نقارے گڑگڑایا کیے صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے آج لشکر کفار سے اقہر روئین شگاف کہ بہت بڑا سردار ہے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے طلحہ بن لندھور نے فیل اپنا بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے طلحہ اپنے فیل مست کو جولان کر کے سامنے اقہر کے آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی طلحہ نے نیزہ اقہر کے ہاتھ سے ہوائی کیا اقہر کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی دوڑ کر گرز اپنا ارابے پر سے لیا اور سر پر طلحہ کے وار کیا طلحہ نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد غبار بلند ہوا اقہر نے آواز دی کہ دم و لپیٹ کر دم طلحہ نے تق گرد سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا لست کردی من حریف تیرا موجود ہون ؏ تو ضرب بے زدی ضرب بانوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سرچہ کو ہ شترہ سومن کی ضرب کو سرپر چرخ دیگر جو سر پر اقہر روئین شگاف کے وار کیا تو کلہ گرز سے خدا کی صدا بلند ہوئی اقہر نے برابر اپنے گرز کو اٹھا دیا لیکن یہ طمانچہ قضا ہے سردار کا کام نہین ہے کہ اس ضرب کو روک سکے اور رد کر سکے گرز پر گرز پڑتے ہی دونون گرز لڑتے ہوئے سر پر اقہر کے پڑے کہ گرز سر مین اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین گوشت کا ایک چیتھڑا بن کے رہگیا طلحہ نے نعرہ کیا کہ زود م و لپیٹ کر دم تو خبر اسکی کہ کوئی ریزہ استخوان بھی باقی ہے یا نہین یہ سُنکے عیار اقہر کا دوڑا ہوا قریب آیا چھاگل سے پانی کے چھینٹے دے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ اقہر کا پتہ بھی نہین مع مرکب پیوند زمین ہوگیا ہے بس اُسنے وہین سے ہائے آقا کا نعرہ کیا سائق نے جو دیکھا کہ اقہر سا سردار اس طرح مارا گیا آواز دی کہ ارے مارو اس بندہ بے ادب کو غضب کیا اسنے کہ سامنے خداوند کے یہ بے ادبی کی یہ سفتم ہے

کل لشکر نے گھوڑے سے اٹھا دیے اس طرف سے امیر بانو قیر نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور تلوار کھینچ کے
جا پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی طلیچہ نے جسپر ہاتھ مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اتنی بڑی دو فوجون کا لڑنا ہر حملہ
مین ہزارہا جانین تلف و برباد ہوتی تھین وہ قیامت کی تلوار چل رہی تھی کہ زمین صحرا کی لالہ گون ہو رہی تھی عکس
خون سے آسمان پر شفق پھول رہی تھی اسلحہ کی جھنکار سے گوش گردون دون کر ہو گئے تھے جو سوار مارے گئے
تھے انکے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے تھے ساریق فیل پر سوار اپنی فوج کو للکار رہا تھا کہ ای بندگان
من مار لو ان خدا پرستون کو جانے نپائین سرداران ساریق جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے اور
سرداران اسلام بھی برابر لاشون پر لاشین گرا رہے تھے شام تک وہ کشت و خون ہوا کہ لاکھون کا
رن پڑا آخر طبل بازگشت بج گیا اور دونون لشکر میدان سے پھرے آج طبل جنگ نہین بجا کہ لاشین
ہی اٹھانے مین ایک دن ایک رات صرف ہوا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک لاکھ کافر اور پچیس ہزار
اہل اسلام کام آئے تیسرے روز اخرس بن خرلیس روئین تن نے کہا کہ یا خداوند آج آپ میرے
نام پر طبل جنگ بجوائیے مین کل اہل اسلام کا خاتمہ نکر دون تو نام اپنا اخرس بن خرلیس روئین تن
نہ پاؤن ساریق نے کہا کہ ای بندۂ خاص الخاص تجھے مین نے ایسا ہی بنایا ہے اور اسی واسطے خلق
کیا ہے غرضکہ نقارہ رزمی بجا ادھر لشکر اسلام کو معلوم ہوا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر عرصہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو اخرس بن خرلیس نے پودا باگ کا لیا اور
سامنے تخت ساریق کے آکر گھوڑے سے اترا مجرا کیا اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا
کہ جا تجکو اپنی ید قدرت کے سپرد کیا اور موت خدا پرستون کی تیرے ہی ہاتھ سے مقدر کر دی یہ
سنکے اخرس بن خرلیس نہایت خوش ہوا اور میدان مین آکر خوب سلح فتوری کی جب غرق غرق
ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای گروہ خدا پرستان مین تمھاری جان کے
ملک الموت سے کم نہین ہون جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی جبرئیل
عادی نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اور اجازت میدان مانگی فرمایا کہ
تمنے کیون قصد کیا تم داروغۂ بارگاہ ہو تمھارا منصب حفاظت بارگاہ ہے یہ وقت تمھارے لڑنے کا
نہین ہے جبرئیل بن عادی نے عرض کی کہ غلام سعادت جہاد سے کیون محروم رہے میرے تمام
بزرگ نامی و نامور گزرے مین اور بڑے بڑے معرکون مین وہ سینہ سپر رہے ہین مجھے بھی اجازت
ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکے جبرئیل بن عادی بار دگر مرکب پر سوار
ہو کے سامنے اخرس کے آئے اور فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی اخرس نے جو دیکھا کہ یہ تو کچھ مجھ سے
زیادہ فربہ ہے بلکہ تمام لشکر اسلام مین اتنا تنومند کوئی نہین ہے پکارا کہ معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام مین تجھ سے
زیادہ زبردست کوئی نہین ہے جو تو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ سنکے جبرئیل عادی نے
کہا کہ یہ خیال تیرا خام ہے مین بھیجا نہین گیا ہون بلکہ خود سے آیا ہون اور میری حقیقت کیا ہے مین تو ایک
ادنی سردار ہون لشکر اسلام مین ایک ایک سردار دیوکش ہے اخرس نے کہا کہ جبر تیرا تن و توش
میرے مقابلے مین کچھ کام نہ آئے گا اسلیے کہ میری تلوار کی پناہ نہین ہے یہ کہکر نیزہ مارا جبرئیل عادی
نے نیزے کو اسکے نیزے سے پر لیا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی اس تن و توش پر مرکب
جبرئیل عاد کا اشارہ ون پر پھر رہا تھا آخر ستر طعن کے بعد جبرئیل نے نیزہ ہاتھ سے اخرس بن خرلیس

گیے نکال دیا اخرس نے شرمندہ ہوکر تلوار کمر سے کھینچ لی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین اور جھپٹ کر سر پر جبرئیل عاد کے وار کیا جبرئیل عاد نے سپر بلند کی تیغہ جو پڑتا ہی سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اخرس نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گیا جبرئیل عادی نے دانستہ مارا کہ تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ آکر جبرئیل عاد کو لے گئے اخرس بن خرنیس نے مبارز طلب کیا ہرمز بن فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور اخرس بن خرنیس سے سامنا کیا کمی ضرب کی ردوبدل ہوئی اخرس روئین تن ہی تلوار نے جسم پر اثر نکیا آخر ہرمز بھی ہاتھ سے اخرس کے زخمی ہوے قہورین جمہور نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ شام تک مین بائیس سرداران نامی گرامی ہاتھ سے اخرس کے زخمی ہوے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ساریق نہایت خوش اخرس پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے پھر آیا ادھر اہل اسلام نہایت مغموم میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے اخرس ملعون نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسری میدان داری مین پھر اخرس نے اٹھارہ سردار زخمی کیے اور سات سرداروں کو شہید کیا تیسرے روز پھر یہ میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تق گرد بلند ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن خندگی سے پیدا ہوے اور نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار کہان جاتا ہی کہ مین آپہونچا اخرس نے جو شہنشاہ صف شکن کو دیکھا پکارا کہ تو کہان تھا معلوم ہوتا ہی اجل تجھے کھینچکر اس مقام تک لائی ہی فرمایا یا تیری اجل کھینچ لائی ہو یا میری یہ تو حال بعد مقابلہ کے ظاہر ہوگا یہ فرماتے ہوے قریب آئے نگاور ماری کہ اخرس سے سر ار کو گرد برد کر دیا اخرس نے جھنجھلا کر تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا تلوار نے سپر کو کاٹا خود کو کاٹا سر پر جاکے رک گئی شہنشاہ صف شکن نے جھٹکا مارا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو دو ٹکڑے ہوجاتا مگر اخرس کے سر پر چرکا بھی آیا اخرس نے پھر وار کیا شہنشاہ صف شکن نے مرکب سے مرکب کو ملا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا مگر اخرس نے تلوار چھوڑی زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب لشکروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیے اور دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی دونون طرف کی فوجین بڑھ آئین اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگین یہان شہنشاہ صف شکن اور اخرس بن خرنیس سے دو شبانہ روز کشتی رہی علاوہ روئین تن ہونے کے اخرس سردار زبردست بھی تھا تیسرے روز اخرس سست ہوا شہنشاہ صف شکن نے ڈنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین اخرس نے کہا ہزار جانین ہون تو نام پر خداوند ساریق کے نثار مین بس یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن نے ایک ہاتھ زیر زنخدان رکھا اور دوسرا ہاتھ گدی کے نیچے دیکر زمین پر ٹیک کے جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کو کھینچ کر سینہ پر مارا کہ لاش اخرس کی تھرتھرا کے رہ گئی بس ساریق نے جو دیکھا کہ یہ سالار سر مارا گیا پکارا کہ مار تو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ ایسے سردار کو مارا تمام فوج تلوارین پکڑ پکڑ کے چلی اس طرف سے خداپرست بڑھے شہنشاہ صف شکن جلدی سے مرکب پر سوار ہوے تلوار کھینچ لی دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی ساریق چلا رہا تھا کہ خبردار اخرس کے قاتل کو زندہ نجانے دینا فوج ہر طرف سے شہنشاہ صف شکن کو گھیرے ہوے ہے قیامت کی تلوار چل رہی ہی صدا ے بگیر و بزن

بلند ہی سارلیق ملعون فیل پر سوار چلا رہا ہی کہ ای بندگان من مار لو ان خدا پرستون کو جانے نہ پائیں اس طرف
سے جوانان اسلام تلوار برسا رہے ہین شہنشاہ صف شکن ہر چند کہ تین روز کے بھوکے ہوے ہین
مگر انھون نے وہ تلوار لگائی ہی کہ کفار پناہ مانگ رہے ہین کئی کروڑ کی فوج ادھر ہی اور اُس طرف بھی
بہت بڑا لشکر ہی ہر حملہ مین ہزارون کے وارے نیارے ہوتے ہین امیر بانوقیر نے بھی تلوار
کھینچی ہی صفین توڑتے پرون کو بچھاتے ہوے چلے جاتے ہین کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دون سارلیق
ملعون کو فیل پر سے کھینچ لون ساتھ ساتھ صاحبقران کی داہنی جانب داراب ثانی بائین جانب
بلقیس بن قہور لڑتے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب طلحہ بن لندھور نے جو گرز مارنا شروع کیے ہین
تو زمین پر پیوند لگاتے چلے جاتے ہین ایک جانب مملوک بن مالک نیزہ باز نیزے سے لڑ رہے
ہین اسکو نیزے پر اٹھا لیا دوسرا بڑھا اُسپر کھینچ مارا دونون مر کے گرے اسی ہزار نیزہ باز انکے
برابر لڑ رہے ہین کفار کو نیزون پر اٹھا اٹھا کے پھینک رہے ہین اک نیستان کا سمان بندھا
ہوا ہی ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ لڑ رہے ہین ایک سمت آصف انجم طلعت جنگ
کر رہے ہین برجیس بن اکوان ساتھ ساتھ ہی اسکو ایسا تعلیم کیا ہی کہ پہلوان زبردست ہوا ہی یہ بھی
کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہا ہی عین گرمی جنگ مین مہیب فیل پیکر سے اور صاحبقران
عالی شان سے سامنا ہوا مہیب فیل پیکر چنگھاڑا کہ او خدا پرست ادھر کہان آتا ہی نہین دیکھتا
کہ خداوند جلوہ افروز ہین صاحبقران نے فرمایا ارے کیا جھک مارتا ہی آپ کافر مرتد کو خداوند کہتا ہی بس یہ
سنتے ہی مہیب فیل پیکر نے ساطور مارا صاحبقران نے دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور
ہاتھ سے مہیب کے نکل گیا امیر نے وہی ساطور سیدھا کر کے سر پر مہیب فیل پیکر کے
مارا کہ مہیب کے دو ٹکڑے ہو گئے اُدھر نعیم ستمر لب سے اور داراب سے سامنا ہوا
نعیم نے تلوار ماری داراب نے وار اُسکا باسیب سپر رد کر کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمر پر مارا
تو نعیم کے بھی دو ٹکڑے ہوے قسباط جنشی سے اور بلقیس بن قہور سے مقابلہ ہوا قسباط
نے مثل آہنی مارا بلقیس نے وار اسکا رد کر دیا اور جنیو کا ہاتھ مارا کہ اوپر کا منہ دلا الگ اور نیچے کا منہ دلا
الگ ہو کے گرا اُدھر ہژبر خون آشام سے اور شہنشاہ صف شکن سے سامنا ہوا ہژبر خون آشام
نے زنگولہ زنجیر ببر مارا شہنشاہ صف شکن نے اس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ دونون لٹو کٹ کے
دور گرے ہژبر خون آشام نے زنجیر ماری شہنشاہ صف شکن نے زنجیر چھین لی اور اُسی زنجیر سے
مشکین باندھ کے اُچھال دیا اور چورنگ ہوائی کاٹا تہدلیس پیلتن سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے
مقابلہ ہوا تہدلیس پیلتن نے چوب چماق کا وار کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہی چوب چھین کر سر پر
تہدلیس پیلتن کے لگائی کہ مغز سر پاش پاش ہو گیا آصف انجم طلعت کو منقال شیر سوار نے
ٹوکا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہی ادھر آ اور مردان عالم سے مقابلہ کر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او جنگلی تو ہمسے کیا لڑے گا شیر پر سوار ہو کے گیدڑ بھبکیان دکھاتا ہی ہم ضیغم کش
اور اژدر شکار ہین منقال شیر سوار نے غصہ مین آکر تلوار ماری آصف انجم طلعت نے
وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مارا منقال کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے شاہزادہ
رفیع البخت سے اور مہران مہر طلعت سے مقابلہ ہوا مہران ہاتھ سے رفیع البخت
کے زخمی ہوا اور سہراب بن رستم کے ہاتھ سے عفریت گرگدن سوار مارا گیا اب یہ

یہ نوبت ہی کہ سرداران اسلام کفار کو دباے ہوے چلے جاتے ہین اور فوج کفار لڑتی جاتی ہی اور پیچھے
ہٹتی جاتی ہی مگر سماریق برابر چلا رہا ہی کہ ای بندگان من ساتھ والون کے مرنے سے بددل نہو یین
روز نوروز سبکو زندہ کردونگا کافران بہ عقیدت جانین لڑاے ہوے لڑ رہے تھے ہر چند کہ اہل
اسلام تین روز کے تھکے ہوے تھے مگر جانین لڑاتے ہوے لڑ رہے تھے کہ آج ہی گلستان باختر
سے ان کفار کو مار کے نکال دو اور کفار بددل ہوتے جاتے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے
برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان
اک آسمان خاکی نمودار تھا بقول شاعر کہ ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت ٭ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے بارہ ہزار فیلان جنگی ہر فیل پر ایک ایک
پہلوان زبردست مسلح سوار اور سونڈون پر ہاتھیون کے بیڑے چڑھے ہوے اور آگے آگے
اک فیل سپید پر اک پہلوان زبردست دیو صورت سوار اسکے فیل کے سونڈ پر بھی بیٹا چڑھا ہوا
اسنے جو دیکھا کہ فوج کفار اور لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہی فوج کفار دبتی چلی جاتی ہی بس
اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو انھون نے خداوند کو بہت پریشان کیا یہ
کہکر اسنے تلوار کھینچی اور پہلوے لشکر سے آکر گرا اور نعرہ کیا کہ منم شداند خان بن جدائل خان
ہندی بس اسکا پہلوے لشکر سے آکر گرنا تھا کہ اک قیامت برپا ہوئی فیلان جنگی نے لشکر اسلام
کو پامال کرنا شروع کیا ایک تو یہ لوگ تین روز کے تھکے ہوے تھے علاوہ اسکے صبح سے مصروف
جنگ بارہ ہزار فیلان جنگی کا ریلا کہانتک رک سکتا ہی صاحبقران عالی شان نے جو
دیکھا کہ تمام لشکر پامال ہوا جاتا ہی اک گھٹا ہی کہ چھائی ہوئی ہی اور سیفین مانند برق کے چمک رہی
ہین بس امیر عالی شان نے وہین سے باگ مرکب کی پھیری اور آواز دی کہ او شداند خان افسوس
کہ تیرا تمام خاندان مسلمان اور تو کافر ہی تجھے شرم نہین آتی شداند خان نے کہا کہ وہ لوگ کمزور تھے
جو دب کے تمھاری اطاعت اختیار کی اور دین قدیم سے روگردانی کی مین کسی سے کمزور نہین ہون
ساتھ امیر کے تمام سرداران اسلام اس کالی گھٹا کی طرف بڑھے اور تلوارین مارتے ہوے چلے
اگرچہ لندھور نے بھی فوج ہاتھیون کی تیار کی تھی مگر کبھی اس فوج کو لڑایا نہین محض جاہ و جلال کے
واسطے ساتھ رہتے تھے اور صرف ہاتھی پر سے حملے ہوے لڑتے تھے لیکن شداند خان نے ہر فیل پر
ایک ایک سردار کو بھی بٹھایا ہی مع مسلح و مکمل موجود ہی ادھر تو فیل کی صف چار چار پانچ پانچ کو قسلم
کر جاتی ہی ادھر جو سردار فیل پر سوار ہی وہ تلوار برسا رہا ہی لشکر اسلام پامال ہوتا چلا جاتا ہی سرداران
اسلام متفرق لڑ رہے تھے ہر چند کہ سب نے اس طرف کا رخ کیا ہی اور لڑتے ہوے چلے آتے ہین مگر
جبتک پہونچین پہونچین یہان لاکھون آدمی مارے گئے ہاتھیون نے قیامت برپا کر دی سرداران
اسلام نے جو اس طرف کا رخ کیا تو سماریق کی جیت ہار ہی ہوئی فوج کا بھی دل بڑھا اور سبکے
سب پھر جم کے لڑنے لگے شداند خان نے تو کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے
حسب اتفاق اس طرف سے شداند خان ہندی لڑتا ہوا چلا آتا تھا اور اس طرف سے چمن زاد
یونانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ چمن زاد سے اور شداند خان سے سامنا ہوا شداند خان نے
اپنے فیل کو للکارا فیل نے آتے ہی پٹا مارا چمن زاد یونانی نے سپر بلند کی فیل کی سیف سپر پر پڑی
شداند خان نے اوپر سے گرز مارا کہ یہ مرد مومن درجہ شہادت پر فائز ہوا چونکہ فوج پامال ہو رہی

اور لشکر کے بچانے کے واسطے کل سردار پلٹ پڑے تھے تو تھوڑے ہی عرصہ مین تمام سردار راستہ طے کرکے قریب پہونچ گئے اور فیل سوارون کو للکارے کہ یہ کیا نامردانہ ہی کہ پہلوے لشکر سے تھمنے آکر حملہ کیا اب سر بکف ہوکے مردان عالم سے سامنا کرو تو معلوم ہو چنانچہ المست دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو یہ زنجیرین مارتا چلا آتا تھا اور اس طرف سے عنقا دیو فیل سوار لشکر کو روندتا چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا فیل نے پٹا مارا المست دیوانہ نے غرض اسکی ضرب روکنے کی زنجیر ماری کہ فیل کی مستک پر پڑی ادھر تو فیل چنگھاڑ کے بیٹھ گیا اور ادھر سیف کمر پر المست دیوانہ کے پڑی یہ تو مسلم بھی شہید ہوا قران فیل سوار رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ لڑتا چلا آتا تھا جس وقت یہ قریب پہونچا تو طہماسپ فیل سوار سے سامنا ہوا طہماسپ کے فیل نے سونڈ ماری قران فیل سوار نے اپنے کو بچانا چاہا فیل تو پیچھے ہٹنے سے بچا مگر ران اسکی زخمی ہوئی بس قران فیل سوار نے فیل سے فیل کو ملاکر سر پر طہماسپ کے گرز مارا طہماسپ فیل سوار نے گرز کو گرز پر روک کے اپنا وار کیا ادھر فیلون مین دانت لڑے ٹکرین چلنے لگین قران فیل سوار نے اسکی ضرب بھی اپنے گرز پر روکی مگر مرکب کے تکان سے ہاتھ تھرائے گرز پر سے گرز پھسل کر سر پر گرا کہ یہ بیچارہ بھی شہید ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ کو اپنے رفیق کا نہایت صدمہ ہوا اور مرکب کو جھکا کر آ پڑے کسی فیل سوار کو مارا جس فیل نے سونڈ بلند کی ایسا ہاتھ مارا کہ سونڈ قلم ہوئی آخر کار یہ بھی زخمی ہوے عیار رستے دیکھا کہ آقا میرا گھرا ہوا ہی اور فیل سوارون کا یورش ہی ایسا نہو کہ جان بحق تسلیم ہو بس اسنے حقہ آتشبازی داغ کے پھینکا فیل چیخ کے بھاگے مرکب اپنے سوار کو لیکر نکل گیا عیار ساتھ ہوا اور راستہ کوہ منصوریہ کا لیا کہ یہ کوہ نہایت بلند اور یہان سے قریب تھا یہان اسی طرح گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ صاحبقران عالی شان لڑتے ہوے قریب پہونچ گئے عفریت فیل سوار نے حملہ کیا صاحبقران نے خرد دم فیل کو قلم کرکے ایسا ہاتھ مارا کہ عفریت کے دو ٹکڑے ہوے عفریت معہ فیل گرکر تڑپنے لگا مبہوت فیل سوار نے حملہ کیا امیر نے اسکا وار بھی رد کرکے ایسا ہاتھ مارا کہ مبہوت کے بھی دو ٹکڑے ہوے ارژنگ فیل سوار قریب آیا اور چاہا کہ روند ڈالون صاحبقران نے قریب پہونچتے ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ فیل کے دونون ہاتھ قلم ہوے اور فیل اوندھے منہ گرا ارژنگ فیل سوار نے گرتے گرتے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر یا بو قبہ نے وار اسکا بپشت شمشیر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے شداد خان نے جو یہ حالت دیکھی کہ امیر تو فیل سوارون کا ستھراؤ کیے دیتے ہین بس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ یا صاحبقران مجھ سے مقابلہ کیجیئے یہ کہکر اپنے فیل سپید کو بڑھا کر قریب آیا اور صاحبقران پر گرز مارا امیر نے سپر بلند کی گرز آکر سپر پہ بیٹھا تھا کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ صاحبقران کو لیے ہوے چلا گیا بس صاحبقران کا نظرون سے پوشیدہ ہونا تھا کہ فوج مین ہلچل پڑ گئی اہل اسلام دل شکستہ ہونے لگے لیکن اور سرداران اسلام جمے ہوے برابر لڑ رہے تھے خضران پریشان تھا کہ کیا فکر کرون لشکر تباہ ہوا جاتا ہی لیکن سرداران اسلام باگین اٹھائے ہوے فوج سے آگے آگے فیل سوارون سے برسر مقابلہ تھے طلحہ بن لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران کو پنجہ لیگیا اور فوج بد دل ہی شداد خان کے ہاتھ سے بہت سے سرداران اسلام زخمی اور بہت سے شہید ہوے ہین بس انھون نے اپنے فیل کو بڑھایا اور سامنے شداد خان کے آکر نعرہ کیا کہ او شداد خان تو نے اپنے

باپ کا طریقہ اختیار کیا اور دادا نانا کے چلن کو چھوڑا جو انجام تیرے باپ کا ہوا وہی تیرا بھی ہوگا شدائد خان
نے غصہ کہا کہ مجھے اپنے باپ کے خون کا بدلہ تجھ سے لینا ہی اگر لندھور زندہ ہوتے تو اُنسے عوض لیتا
اب اُنکے مقام پر تم ہو بغیر تمہارے قتل کیے آگ میرے دل کی نہ بجھیگی کہ تمہارے باپ نے اک
عرب مجاورہ کی دوستی مین تو ایسے کو مارا اور کچھ قرابت کا خیال نہ کیا مین نے بھی اس سلسلہ کو قطع کردیا اب
ساتھ رشتہ قرابت کے تمہاری حیات کا رشتہ بھی قطع کردونگا اُس طرف سے شدائد خان بڑھا
اور اس طرف سے طلحہ بن لندھور دونون ہاتھیون مین اس قیامت کی ٹکر چلی کہ دشت تھرا گیا
شدائد خان کے فیل نے پٹا ہلانے کا قصد کیا سونڈ بلند ہوتے ہی فیل طلحہ نے سونڈ سے سونڈ کو لپیٹ
لیا اور زور ہونے لگے شدائد خان نے گرز مارا طلحہ نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا شدائد خان
نے بھی وار طلحہ کا رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی قضائے کار سونڈ فیل شدائد خان کی چھوٹ گئی
بس اسنے وہین سے گردش دیکر جو سیف ماری طلحہ بیخبر تھے کہ اسکی سونڈ چھوٹ گئی ہی سیف آکر
پھر پر بیٹھی اور یہی سے کنپٹی فیل کی زخمی کر گئی طلحہ مع فیل زخمی ہوے شدائد خان بڑھا کہ طلحہ
کو قتل کرون یہ رنگ دیکھا سلمان ہندی اک رفیق طلحہ کا تھا دوڑ پڑا اور شدائد خان کے مقابل
ہوا اتنا وقفہ پاکر خضران نے طلحہ کو علیحدہ کر لیا ادھر سلمان ہندی بیچارہ ہاتھ سے شدائد خان
کے شہید ہوا خواجہ خضران نے نفیر عیاری بجا کر عیارون کو یہ حکم دیا کہ سرداران زخمی کا خیال رکھو
اور انکو بچا بچا کر کوہ منصوریہ کی طرف لے چلو یہان رنگ لڑائی کا بد ہی ادھر لشکر سیاریق نے
پھر یورش کیا اور سیاریق پکارا کہ ای بندۂ خاص الخاص ای شدائد خان مین نے تجھے نائب
قدرت مقرر کیا آج کوئی خدا پرست بچنے نپاے بس شدائد خان اور بھی پھول گیا اور اب
اسنے تخت بادشاہ اسلام کا رخ کیا یہ دیکھکر سرداران اسلام اور بھی جا بین لڑانے لگے لیکن
جو قریب شدائد خان کے پہونچا یا زخمی ہوا یا مارا گیا فیل سوارون کی یہ حالت ہی کہ ایک وقت
مین دو دو تین چلتی ہین ادھر تو فیل پٹا مارتے ہین ادھر فیل سوار اوپر سے تلوار برسا رہے ہین جو سردار
نزدیک آیا وہ ہلاک ہوا بدر فیل سوار قریب تخت پہونچا تھا کہ آصف انجم طلعت نے للکارا
کہ او ملعون کدھر آتا ہی بدر فیل سوار نے کہا کہ مین نام اسلام مٹانے کو آتا ہون بس آصف انجم
نے دوڑ کر سامنا کیا فیل نے پٹا مارا آصف نے سونڈ قلم کر کے حلقۂ کمان گردن مین بدر کے
ڈالکر کھینچا بدر جھکا اوپر سے تلوار ماری کہ سر بدر کا اڑ گیا یہ اس ملعون سے مصروف جنگ
تھے کہ تخراب فیل سوار نے برابر سے آکر ایسی تلوار ماری کہ یہ بھی زخمی ہو گئے عیارون نے انکو
بھی حلقہ مین لیا اور حقۂ آتشبازی مارتے ہوے صاف نکل گئے لیکن کس کس کو بچائین بہت سے
سرداران اسلام بھی گر گر کے پائمال ہو ہو گئے ادھر شدائد خان قریب تخت جا پہونچا اور بادشاہ اسلام
پر حملہ کیا بادشاہ اسلام نے وار اسکا رد کر کے تلوار ماری اسنے بھی وار بادشاہ اسلام کا رد کیا
سرداران اسلام نے جو یہ حالت دیکھی شور کرتے ہوے دوڑے کہ او ملعون ہماری حیات
مین تو ظل اللہ سے لڑتا ہی ادھر آ اور ہمسے سامنا کر یہ دیکھکر فیل سوارون نے بادشاہ کو حلقہ
مین لے لیا ادھر بادشاہ اسلام شدائد خان سے مصروف تھے کہ اک فیل سوار نے غضب سے
تلوار ماری بادشاہ بھی زخمی ہوے اتنے مین عیار جانون پر کھیل کے آپڑے اور حقہاے آتشبازی
جو مارنا شروع کیے تو فیل ادھر ادھر بھاگنے لگے بس یہ عیار بادشاہ اسلام کو لے نکلے لشکر

صاحبقران کے گم ہوتے ہی بے دل ہو چکا تھا بادشاہ جو نظروں سے غائب ہوئے تو اور بھی دل ٹوٹا جسنے جدھر راہ پائی وہ چل کھڑا ہوا جبرئیل عادی کے بھائیوں نے بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ حشامی تو بار کر کے راہ کوہ منصوریہ کی لی اور جتنی بارگاہیں تھیں سب چھوٹ گئیں اور کل مال اسباب اہل اسلام کا پڑا رہگیا ادھر کفار نے سرداران کشتہ کے سر کاٹ کاٹ کر نیزوں پر بلند کرنا شروع کیے تمام سرداران اسلام تو زخمی ہی ہو چکے تھے فوج کب تک لڑتی آخر پانوں اُکھڑ گئے اُن لوگوں نے تو راہ صحرا کی اختیار کی اور کفار نے لوٹنا شروع کیا تمام مال و خزانہ شاہی لٹ گیا اور کل بارگاہیں سرداروں کی کفار نے اپنے قبضہ میں کیں اتنا بڑا رن پڑا تھا کہ لاکھوں آدمی مارے گئے تھے لاشیں بھی میدان سے نہ اُٹھ سکیں کفار نے اپنے یہاں کی لاشوں کو تو جہاں تھی وہیں گڑھا کھود کے دبا دیا اور پوشیدہ کر دیا اور لاشیں اہل اسلام کی پڑی رہگئیں سر کاٹ کاٹ کر اون ستاریق کے کنگروں پر نصب کیے گئے جو اس سے بھی بچے وہ درختوں میں لٹکائے گئے ساریق نے جشن کا قصد کیا تھا کہ سنگخگان نے منع کیا اور کہا کہ جشن اُس وقت کرنا جب امیر اور خضران قتل ہوں اس جشن کے عوض ان خدا پرستوں کو چلکر گھیر و اور مہلت اچھے ہونے کی نہ لینے دو ورنہ اگر یہ لوگ صحت پا گئے تو ابکی غل سواروں کو زندہ نہ چھوڑینگے اس وقت بہت سے سبب تھے جو وہ زخمی ہو گئے شکست کھا گئے اب اس سے بڑھکر موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رائے ساریق نے پسند کی اور شدائد خان ہندی سے کہا کہ اے نائب قدرت جا کر ان خدا پرستوں کو گھیر لے اور مہلت نہ لینے دے ورنہ ابھی ہمارے ساتھ چلینگے یہ سُنکے شدائد خان نے کہا کہ اب خدا پرستوں میں کیا باقی ہے میں نے روند کے مار ڈالا اور اب جو باقی ہیں انکو مردہ سے بدتر سمجھتا ہوں یہ کہکر اسنے اپنی فوج لی اور کوہ منصوریہ کی طرف چلا بعد اسکے جانے کے ساریق نے بھی کل فوج لی اور چل کھڑا ہوا ہرکاروں کے ذریعہ سے یہ خبر ملگئی تھی کہ تمام اہل اسلام کوہ منصوریہ پر جمع ہیں یہ تو چلتے ہیں لیکن حال کوہ منصوریہ کا سنیے کہ یہ کوہ نہایت بلند اور مقام امن ہے گھاٹیاں اسکی نہایت دشوار گذار ہیں تمام اہل اسلام نے آکر اس کوہ پر پناہ لی زخمیوں کا علاج ہونے لگا اور خضران نے ہر گھاٹی پر عیار معین کیے عیار حقہائے آتش بازی اور گوپھنیں لیکر بیٹھے کیونکہ خضران کو یقین تھا کہ سنگخگان ملعون کسی مقام پر آرام نہ لینے دیگا ضرور شدائد خان کو ہمراہ کر یہاں بھی لائیگا اور ایک خیمہ کو شفاخانہ قرار دیکر تمام سرداران زخمی کو مع بادشاہ اسلام اس خیمہ میں بھر دیا تھا اور جراحوں پر تاکید تھی کہ نہایت توجہ سے علاج کرو کہ یہ جلد اچھے ہوں اور ہر چہار جانب خیمہ کے ناوک انداز اور سنگ انداز بٹھا دیے تھے یہ ہنوز مصروف اہتمام تھے کہ گرد اُڑتی اور دیکھا کہ شدائد خان پوری فوج کو لیے ہوئے چلا آتا ہے اور عقب میں اُسکے ساریق بھی کل فوج سے آرہا ہے خضران نے سنگ اندازوں اور تیر اندازوں پر تاکید کی کہ نہایت ہوشیاری سے کام لو یہ ملعون اوپر کوہ کے نہ آنے پائیں کہ اک مرتبہ شدائد خان نے آکر تمام کوہ کو گھیر لیا اور خیمہ برپا کیا ادھر اہل کوہ آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے شدائد خان نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر بالائے کوہ خواجہ خضران نے نقارہ بجوایا بادشاہ اسلام بیہوش تھے اور تمام سردار زخمی تھے گویا پوری سلطنت اور فرمانروائی خضران کی تھی تمام لشکر اسلام پر عجب طرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور شدائد خان نہایت خوش تھا کہ اتنی بڑی فتح مجھے میسر ہوئی ہر گز جنگ کسیکو نصیب نہوئی تھی اور سنگخگان بھی خوش تھا کہ اسکو کچھ تقدیر کے پلٹے معلوم

ہوتی ہے ساریق تقدیرین بگھاڑ رہا تھا خلاصہ یہ کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے
صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے طائران صحرائی مصروف نغمہ سرائی ہوے گلہاے صحرائی
کی مہک کو ٹریالا کوسون تک پھولا ہوا تھا جس سے زمین سپید معلوم ہوتی تھی اہل اسلام نے
بالاے کوہ آواز اذان بلند کی کفار نے لات ومنات وساریق ولقا وغیرہ کو پکارنا شروع کیا دونون
نے اپنے اپنے طریق کے موافق رسم عبادت کو ادا کیا اور شدائد خان ہندی نے فیل اپنا طلب کیا اور
پشت فیل پر بیٹھ کے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان مار لو ان خدا پرستون کو اور مہیب خان اور ہیبت خان
دو سردار رفیق خاص اسکے تھے انکو دو گھاٹیان بتائین کہ اس طرف سے راستہ کوہ پر جانے کا آسان ہے
تم جاؤ اور اہل کوہ کو قتل کرو خبردار ایک کو زندہ نہ چھوڑنا اور جو بھاگ کر کوہ کے نیچے آئیگا وہ ہمارا شکار
ہوگا یہ سنکے ایک جانب سے مہیب خان ہندی نے کوہ پر چڑھنا شروع کیا جو لوگ گھاٹیون پر معین تھے
انھون نے تیر مارنا اور تیر برسانا شروع کیے عیارون نے حقہاے آتش بازی داغ داغ کے پھینکے کہ جو
ہاتھی قریب کوہ آیا وہ چنگھاڑ کے بھاگا ہیبت خان اور مہیب خان بھی پلٹ آئے خواجہ نے خوشی
مین اپنے تمام عیارون کو ایک ایک طرف تقسیم کیا اس عرصہ مین مہیب خان اور ہیبت خان نے کہا کہ آتش بازی سے ڈرتے
ہین اور مرکب ہمارے نہایت شائستہ مین ہم اپنی فوج مرکب پر سوار ہوکر کوہ پر جائینگے اسیوقت ان دونون نے مرکب
طلب کیے اور پشت مرکب پر بیٹھ کے راستہ کوہ کا لیا اور تعاقب مین انکی فوج بھی قریب پہونچکر فوج رک گئی
اور یہ دونون پہاڑ کی گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے اوپر سے پتھر برسنے لگے انھون نے تلوارین اور سپرین سنبھالین
جو تیر آیا اسے تلوار سے قلم کیا اسی طرح کئی گھاٹیون کو طے کر کے قریب تھا کہ بالاے کوہ جا پہونچین کہ اب خضر ان
نے دعا کی کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اب نام اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اس وقت مشکل
مین سوا تیرے کوئی حامی ومددگار نہین ہے ہنوز سخن درمیان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا
سے یک گرد بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو صاحبقران
اوسط نمودار ہوے قریب پہونچکر انکو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام تباہ ہوگیا سرداران زخمی کوہ پر پناہ گزین
ہین لیکن کفار وہان بھی آرام سے بیٹھنے نہین دیتے مین بس انھون نے آتے ہی نعرہ کیا کہ او کافران
بیحیا تمکو شرم نہین آتی ہے کہ زخمیون کے مقابلہ مین فوج کشی کی ہے اور اے شدائد خان تو نے دین کے ساتھ
اپنے خاندان کے آئین جرأت بھی بدل دیے تجکو یہ لازم تھا کہ اگر کوئی اور خلاف شان مردانگی
کوئی بات کرتا تو تو اسے روکتا نہ کہ خود تو نے یہ حرکت اختیار کی شدائد خان نے کہا کہ تم لوگ
اس قابل نہین ہو کہ مہلت دی جاسے تمھارے مددگار زمین وآسمان سے پیدا ہوتے ہین سکندر
رستم خو نے فرمایا کہ او بزدل اگر ایسا ہی مددگارون کا خوف غالب تھا تو تو نے راہ میدان کیون اختیار
کی گھر مین چوڑیان پہنکے کیون نہ بیٹھا تھا یہ کلمہ مہیب خان ہندی کے ناگوار گذرا اور پکارا او دریدہ دہن
داراے ہندوستان سے اس طرح کی باتین کرتا ہے آ اوسکے غلامون سے تو سامنا کر سکندر
نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے مہیب خان کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرا آقا تو کام ہے جو مجھسے
برسر مقابلہ ہوتا ہے اور تو اسی نکمے کام کا تجکو ادہر بس یہ سنکے مہیب خان ہندی نے طیش مین آکے
تلوار ماری صاحبقران اوسط نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جواب تیغہ آبدار کا مارا مہیب خان
نے سپر بلند کی بس سپر تو کٹتے معلوم ہوئی لیکن اب جو تلوار چمک کے گرتی ہے یا تو سپر پہ چکی تھی یا زمین مین
ڈوب کے نکلی مہیب خان چار ٹکڑے ہوگئے زمین پر گرا اسکے مرتے ہی ہیبت خان کی نگاہون مین

زمانہ تیرہ و تار کب ہوگیا پکارا کہ غضب کیا تونے کہ میرا بازو توڑ دیا برابر کے بھائی کو مارا کب چھوڑتا ہون
یہ کہتا ہوا سکندر کی طرف چلا ہیبت سکندر نے بھی مرکب کو بڑھا کر ہیبت خان سے سامنا
کیا اور آواز دی کہ تو کیون گھبراتا ہی تجھے بھی تیرے بھائی سے ملا دیتا ہون ہیبت خان آپے سے
باہر ہوا سکندر رستم خو نے وار اسکے رد کرتے کرتے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ہیبت خان
اوندھے منہ عیال مرکب پر آرہا بس دو ہیرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ہیبت خان
کو پشت زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے ان دونون کے
مرتے ہی تمام فوج فیل سوارون کی یورش کر کے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف چلی ادھر
خضران نے چلانا شروع کیا کہ ای صاحبقران اوسط تمام لشکر انھین فیل سوارون کا تماشا دیکھا ہوا
ہی فورا ہوشیاری سے مقابلہ کیجئے گا سکندر تلوار کھینچ فیل سوارون پر جا پڑے اور تلوارین مارنا
شروع کین جو فیل سوار سامنے آیا اگر ہاتھی نے سونڈ بلند کی سکندر نے خرطوم کو قلم کیا کسی فیل
کے پاؤن قلم کر دیے اس فوج فیلان مین یہ شیر بیشہ صاحبقرانی دھنس گیا اور کشتون کے پشتے لگانے
کے انبار لگانا شروع کیے کچھ مختصر سی فوج سکندر کے ساتھ تھی وہ بھی آپڑی اب خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی عین گرمی جنگ مین شدائد خان سے اور سکندر رستم خو سے سامنا ہوا
شدائد خان نے دیکھا کہ یہ تیز دست بہت ہین آواز دی کہ ای جوان میرے فیل کو نہ مارنا کہ یہ
فیل ہندوستان مین ایک فیل ہی لڑائی میری تیری ہی مرکب سے کیا تعلق سکندر نے کہا کہ پھر
اسکی سونڈ پر ٹاٹ کیون باندھا ہی شدائد خان نے کہا کہ مین ٹاٹ کھولے لیتا ہون یہ کہکر ٹاٹ سونڈ پر سے
اتار لیا اور سکندر کے مقابل ہوا نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین
چند ہی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ سکندر نے نیزہ ہاتھ سے شدائد خان کے ہوائی کیا نیزہ
جو بلند ہو کے گرتا ہی تو قریب ایک فیل سوار کھڑا تھا اسکے فیل کی گردن پر پڑا بالشت بھر گردن مین
اتر گیا فیل بیچین ہو گیے ٹاٹ ہلاتا ہوا بھاگا ادھر شدائد خان نے گرز مارا سکندر نے دونون ہاتھ
کلہ گرز مین ڈال دیے ادھر وہ فیل برابر سے سکندر کے نکلا سینہ آکر سر پر سکندر کے پڑی کہ شاہزادہ
زخمی ہوا بس اسی حالت زخمداری مین سکندر نے جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے شدائد خان کے نکل گیا
لیکن زخم سر سکندر رستم خو کا شق ہوگیا اور بیہوشی طاری ہوئی بس یہ دیکھتے ہی کوہ پر سے تو خضران
نے حقہاے آتشبازی برسانا شروع کیے اور سیارہ کو جانب نے زیر کوہ مع اپنے غنا گیدون
کے اسقدر حقہاے آتشبازی مارے کہ فیلون کو پراگندہ کر دیا اور اپنے آقا کو نکالے لیے چلا گیا
خضران نے سکندر کو بھی لیجا کے زخمیون مین شامل کیا اور بالاے کوہ سے اسقدر حقہاے
آتشبازی مارے کہ فیلون کو آگے نہ بڑھنے دیا شدائد خان نے اپنی فوج کو آواز دی کہ خیر طبل آج
کل دیکھا جائیگا طبل بازگشت بجا لشکر شدائد خان کا واپس آیا چند کشتے اٹھا کر دفن کر دیے گئے خضران
نے دیکھا کہ رنگ برا ہی اگر کوئی مددگار آیا بھی تو جو حال سکندر کا ہوا وہی اسکا بھی ہوگا بس انھون
نے اپنے طور پر بادشاہ اسلام کی جانب سے نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای ساریق مجھے
معلوم ہوا کہ بنسنگ نو بلد ور تھا اور بہت بڑا صاحب اختیار ہی مین تجھ سے آٹھ روز کی مہلت طلب
کرتا ہون کہ ابھی تمام سردار زخمی ہین جس وقت انھین صحت حاصل ہو لیگی تو مین تمام سردارون کو تیری اطاعت
کی ترغیب دلاؤنگا یقین ہی کہ سب منظور کرینگے اسلیے کہ اکثر موجود نہین ہین جنکا خوف ہوتا

اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے تیر میں باندھا اور تیر جانب لشکر سارلیق پھینکا تیر جو آکر گرا اہل لشکر دوڑے
کہ یہ تیر کیسا آیا دیکھا تو تیر مین نامہ بندھا ہوا ہی لوگ اُس تیر کو نامہ سمیت اُٹھائے ہوئے
سارلیق بن بقائے پاس لائے اور پیش کیا سارلیق نے اُس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا
کہ اے سارلیق اگر تمام سرداران اسلام تیرے شریک ہو گئے تو تمام عالم مین تیرا ڈنکا بجیگا اور اب
وہ وقت ہی کہ یقین ہی یہ لوگ بخوشی منظور کرینگے اور مین ترغیب دلاؤنگا یہ دیکھتے ہی سارلیق مثل
گدھے کے پھول گیا اور پکارا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سختگان نے کہا
کہ یا خداوند لقد بر حماقت نہ کیجیے اگر آٹھ روز کی مہلت آپنے ان خدا پرستون کو دیدی اور یہ صحت
پاگئے تو آپکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بس اب انکی ایک نہ سنیے اور خاتمہ کر دیجیے یہ سنکے سارلیق ہنسا
اور کہا کہ او شیطان نہ سمجھے رموز قدرت مین کیا دخل ہی ارے فوج گھرے ہوئے ہی اور یہ لوگ
بے سر و سامان ہین اگر آٹھ روز انکو کھانا نہ میسر آیا جب بھی مر جائینگے یہ مصلحت ہی کہ مین انکو مہلت
دیتا ہوں لوگ خداوند رحیم کہینگے ظالمون مین محسوب نہونگا فاقون مرینگے تو ضرور ہی راہ راست پر
آجائینگے اور اگر یہ لوگ میرے شریک ہو گئے تو پھر میری خداوندی کو کون مٹا سکتا ہی یہ سنکے
سختگان تو خاموش ہو رہا سارلیق نے جواب تحریر کیا کہ اے معزز بندے مین تیری عرض کو قبول
کرتا ہوں مین نے تیرا دل اپنی طرف رجوع کر لیا ہی اب تو ضرور میری اطاعت کرے گا اور زبان مین تیری
تاثیر دی ہی کہ جس کسی سے تو میری اطاعت کو کہے گا وہ کہنا تیرا قبول کریگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ
تیر مین بندھوا کر وہ پرچہ پھنکوا دیا یہان خضران تو جواب کے منتظر ہی تھے جواب حسب دلخواہ پاکر انھون
نے قران ثالث کو بلایا اور تنہا خیمہ مین لیجاکر جواب نامہ دکھایا قران نے کہا آپنے غضب کیا بادشاہ اسلام
آپ سے بہت ناراض ہونگے خضران نے کہا کہ اس وقت مین سوا اس تدبیر کے چارہ ہی نہ تھا اگر سب
قتل ہو جائینگے تو کون خوش اور ناراض ہونے والا ہوگا اب مین بادشاہ ہون جو مین کہتا ہون وہ کرو قران
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ تو آپ ہی ہین مین نے بھی سنا ہی اور آپنے بھی سنا ہوگا کہ آپکے دادا صاحب
اور میرے دادا مہتر قران اوّل کے زمانہ مین جب صاحبقران سے اور پیر و مرشد خواجہ عمرو اول سے
بگڑی ہی تو اس غلام کے جد امجد نے بھی آپ کے جد بزرگوار کا ساتھ دیا امیر کا ساتھ نہین دیا ہمین ہر طرح
آپ کی اطاعت سے کام ہی خضران نے کہا کہ اب آٹھ روز کا تو اطمینان ہی اتنے دنون مین سرداران
زخمی اچھے ہو جائینگے مین تلاش صاحبقران مین نکلتا ہون کہ انکو کہان لیگیا ہی کیا معلوم دوست لیگیا ہی
یا دشمن اور تم یہ راز کسی پر ظاہر نکرو کہ خضران لشکر مین نہین ہی بلکہ میری صورت بنکر انتظام مین
مصروف ہو اور علاج کی نگرانی رکھو کہ سرداران جلد صحت پائین اور آٹھ روز کے صرف کا غلہ زنبیل سے
نکالکر مین تمہارے سپرد کرتا ہون اسمین اتنے دن گذارو لاکھ لاکھ تفحص ہو اپنے کو خضران بتانا
اور یہ راز ظاہر نہ کرنا قران نے کہا کہ جو ارشاد ہو مجھے تعمیل ارشاد مین کسی طرح کا عذر و انکار
نہین ہی خضران نے غلہ نکالکر مہتر قران کے سپرد کیا اور قران کو اپنی صورت بنا کے آپ
گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوے اور تلاش صاحبقران مین گروہ سے اترکر جانب صحرا
روانہ ہوئے اور جنگل مین پہونچکر سوچنے لگے کہ کس طرف جاؤن اک مرتبہ ایک جانب سے آواز
شیر کے ڈکارنے کی آئی خواجہ نے اُس سے شگون حاصل کیا کہ مشرق مغرب جنوب شمال کہنا
۲۰ شروع کیا مشرق کے نام پر پھر شیر کے ڈکارنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک گیدڑ بھی بولا خضران

نے مشرق کا رُخ کیا کہ امیر اس طرف کسی دشمن کے قبضہ مین ہین اسلیے کہ شہر صاحبقران کو تصور کیا اور گید ڑ
کی آواز سے دشمن کافر کو تجویز کر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کچھ احوال صاحبقران
کا بیان کیا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان اُس پنجہ کے بیان ہوتے ہین جو صاحبقران عالی شان کو اُٹھا لیگیا تھا

راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت خلخال جادو کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی تو اجلال صورت کش
کو بھی معلوم ہوا یہ ساحر شاگردی خلخال جادو کا بلکہ اسکو شاگرد رشید کہنا چاہیے کہ سحر و ساحری
مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اسکو اپنی اُستانی کے مرنے کا کمال صدمہ ہوا اور اس ارادے
سے چلا کہ جاکر قاتل خلخال جادو سے قصاص خون کا لون چنانچہ اپنے مع لشکر ساحران کوچ
کیا اور قریب سار لقیہ کے پہونچکر اک مقام پر قیام کیا اور ایک دیو ہی کہ اس سے اور اجلال
روشن ضمیر سے بھائی چارہ ہی نام اُسکا دیو ارقم ہی دیو سے کہا کہ اے برادر حریف میرا صاحب
اسم اعظم ہی مین اُسکے مقابلہ مین قاصر ہون سحر میرا باطل ہوجائیگا دیو نے بات کاٹ کے کہا کہ مین
جاکر اُس کو سے کھاؤن اجلال صورت کش نے کہا کہ وہ لقمہ نرم نہین ہی بلکہ نہایت سخت ہی
اُسنے ہزارہا دیوان قاف کو مارا ہی دیو اُسکے نام سے تھراتے ہین تم اتنا کام کرو کہ پنجہ بنکر اُسے
اُٹھا لاؤ اور اسقدر بلند لاؤ تا کہ متموج ہوا سے وہ بیہوش ہوجائے دیو ارقم نے کہا یہ کتنی بڑی بات
ہی مین ابھی جاتا ہون اور تیرے دشمن کو لیے آتا ہون یہ کہکر دیو ارقم چلا گیا اور اجلال صورت کش
نے قیام کیا تھا چنانچہ دیو ارقم اُس وقت پہونچا کہ صاحبقران اور اسد اللہ خان ہندی سے
مقابلہ ہو رہا تھا دیو ارقم امیر کو اُٹھا کر لیے چلا گیا صاحبقران متموج ہوا سے بیہوش ہو گئے
تھے جب دیو ارقم سامنے اجلال صورت کش کے پہونچا تو اجلال صورت کش نے کہا کہ مین
پوشیدہ ہوتا ہون تو اُسے ہوشیار کرکے یہ ظاہر کر کہ مین اسیر سحر ہوکر دیوانہ ہو گیا ہون آپکو
اسلیے لایا ہون کہ اسم اعظم پڑھ کر مجھپر دم کیجیے کہ تاثیر سحر باطل ہو اسی واسطے مین نے آپکو تکلیف
دی ہی جس وقت صاحبقران اسم اعظم پڑھینگے مین اسم اعظم بند کر دونگا بغیر اسکے قتل انکا نہایت دشوار ہی
دیو ارقم نے امیر کو ہوشیار کیا اجلال جادو پہلے ہی غائب ہو گیا تھا جسوقت صاحبقران ہوشیار
ہوے تو دیو ارقم کو دیکھا فرمایا تو کون ہی اور مجھے کیون اُٹھا لایا ہی دیو ارقم نے وہی سبب بیان
کیا کہ مین مسحور ہون چاہتا ہون کہ آپ باطل السحر پڑھ کر مجھسے اثر سحر کو دور کرین یہ سُنکے صاحبقران
نے فرمایا کہ اسکے واسطے تو جس وقت چاہتا مجھے لاتا یا وہین مجھ سے کہتا مین اسم اعظم پڑھ کر تجھپر دم
کر دیتا تو اچھا ہو جاتا تو مجھے اُٹھا کیون لایا اور ایسے نازک وقت مین لایا کہ خدا جانے میرے لشکر پر
وہان کیا گذری ہوگی دیو ارقم نے کہا کہ اثر سحر نے عقل بھی میری زائل کر دی ہی میری سمجھ مین نہین
آیا ورنہ حضور کو ایسی تکلیف نہ دیتا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے دیو ارقم پر پھونکا اُس وقت
اجلال صورت کش سامنے آگیا اور بولا کہ اے نادان اس دن کی تجھے خبر نہ تھی اب تو خیال کر
اسم اعظم یاد ہی یا نہین امیر نے فرمایا تو کون ہی اجلال صورت کش نے اپنا نام بتایا اور

کہا کہ مین تجھ سے قصاص خون تلخال جادو کا لینے آیا ہون یہ سُنکے صاحبقران پریشان ہوے
اجلال صورت کش نے صاحبقران کو ایک حباب سحر مین بندکر کے اُس حباب کو ہوا پر معلق
کردیا اور دیو ارقم سے کہا کہ ای برادر ابھی ایک شخص اور باقی ہی جو کشندہ ساحران ہی نام اُسکا خضران
ہی اگر مین صاحبقران کو قتل کر ڈالون گا تو خضران مجھے بھی زندہ نچھوڑے گا مین غم لیے اسقدر
نہین ڈرتا ہون جسقدر کہ اُس سے ڈرتا ہون مجھے میرے علم سحر نے خبردی ہی کہ قاتل تیرا خضران ہی
بغیر اُسکے گرفتار ہوے مین صاحبقران کو نہ قتل کرونگا دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا دیو ارقم نے
کہا کہ مین خضران کو نہین پہچانتا ہون صاحبقران سے تو ایک عالم واقف ہی اس وجہ سے مین
اُٹھا لایا اجلال صورت کش نے تصویر خضران کی کھینچ کے دیو ارقم کو دی دیو ارقم وہان سے
پھر آیا یہان مہتر قران حبشی خضران کی صورت بنے ہوے مصروف اہتمام تھے کہ دیو آیا اور انکو
اُٹھا کے لیے چلا گیا یہان اجلال صورت کش نے اپنے سحر سے دریافت کیا کہ خضران اسیر
ہوگا سحر نے جواب دیا کہ خضران کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہی استے مین دیو ارقم خضران نقلی کو لیے
ہوے پہونچ گیا اُس وقت اجلال صورت کش حیران ہوا کہ سحر گرفتاری خضران کی خبر نہین دیتا
اور دیو ارقم اسے لے آیا یہ کیا معاملہ ہی آیا سحر جھوٹا ہی یا یہ خضران نہین ہی اجلال صورت کش
نے پوچھا کہ تو کون ہی مہتر قران ثالث نے کہا کہ مین خضران ہون اُسوقت اجلال
صورت کش نے لالچ دیا کہ تو صاف بیان کر مین خضران کی فکر مین ہون مجھے اور عیارون سے
کوئی سروکار نہین ہی اگر تو خضران نہین ہی تو مین تجھے چھوڑ دونگا مجھے خضران کا قتل کرنا منظور ہی
یہ سُنکے مہتر قران نے کہا کہ مین ہی خضران ہون تو قتل کر یا نکر مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی
قران نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین راز افشا کرتا ہون تو یہ ملعون خواجہ کو بھی تلاش کرے گا اگر
وہ بھی گرفتار ہوگئے تو پھر کوئی صاحبقران کا رہا کرنے والا نہین ہی یون تو شاید خواجہ پہونچ جائین
اور کوئی عیاری بن پڑے اور یہ دشمن مجھے خضران سمجھ کر تلاش سے باز رہے گا وہی ہوا کہ اجلال
صورت کش نے دیو ارقم سے کہا کہ اسے بھی صاحبقران کے پاس قید کرو صبح کو مین ان دونون
کو قتل کرونگا مجھے ساریق سے ملنے کی تو ضرورت نہین ہی مین جس کام کے لیے آیا تھا اُسے ختم کر کے
اپنے مکان چلا جاؤنگا دیو ارقم نے مہتر قران کو بھی لاکر اُسی حباب مین قید کیا جہان صاحبقران
مقید تھے اور کہرہے تھے کہ خداوندا اب کیا نام اسلام دنیا سے مٹ جائے گا یہان لشکر
کو ہاتھیون نے تباہ کیا یہان ہماری قضا سر پر آپہونچی ہی یہ امید تھی کہ شاید خضران پہونچ گئے
تو رہائی ممکن ہوگی اب خضران بھی ہمارے ساتھ اسیر بلا ہی سوا قتل ہونے کے رہائی کی
کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بحسرت خضران نقلی کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تم بھی
اسیر بلا ہوے مہتر قران نے کہا کہ یا صاحبقران مین خضران نہین ہون بلکہ اُنکا غلام اور آپکا خانہ زاد
قران ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کا مزاج کیسا ہی اور لشکر کی کیا حالت ہی قران نے کل حالات بیان کیے
اور عرض کی کہ تمام سرداران زخمی آپ کے مع بادشاہ اسلام کوہ منصوریہ پر مقیم ہین اور فوج ساریق چار جانب
سے گھیرے ہوے ہی ایک دھاوا بھی ہوا تھا اُس آفت شاہزادہ سکندر رستم خو پہونچے
اور کئی سردار اُن کو مارا آخر زخمی ہو کر وہ بھی انھین مجروحون مین داخل ہوے جو کوہ پر متبسم
تھے لیکن خواجہ خضران نے کسی ترکیب سے آٹھ روز کی مہلت ساریق سے لے لی

اور مجھکو اپنا ہمشکل بنا کر واسطے انتظام کے چھوڑا اور آپ حضور کی تلاش میں چلے تھے خدا جانے کہاں ہیں میں اس راز کو اس وجہ سے پوشیدہ کیے رہا کہ اگر دشمن کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں خضر ان نہیں ہوں تو وہ خواجہ کی تلاش کرے گا اور اگر خواجہ گرفتار ہو گئے تو پھر کوئی امید رہائی کی نہیں، مگر یوں تو یہ خیال ہے کہ شاید خواجہ پہونچ جائیں اور کبھی کام بن آئے لیکن حال خواجہ کا سنیے کہ یہ صحرا نوردی کرتے ہوئے اور سراغ لگاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہاں لشکر اجلال صورت کش کا اترا ہوا تھا پہلے تو انہوں نے صورت اپنی اک دہقانی کی بنائی اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھ کے لشکر میں پھرنے اور کہا کہ میں یہاں کا رہنے والا ہوں یہ فوج بغیر میری اجازت کے یہاں کس نے اتاری ہے ساحر ہنسے اور کہا کیوں شامتیں آئی ہیں چلا ہٹ جا ورنہ تیرے حق میں برا ہو گا یہ اس شخص کا لشکر ہے جسکو اجلال صورت کش کہتے ہیں غرضکہ خواجہ نے دریافت کر لیا کہ یہ بھی مسلمانوں کا قاتل ہے بس وہاں سے علیحدہ ہٹ کر صورت اپنی اک عروس کی بنائی اور زیر درخت بیٹھ کر رونا شروع کیا اسکے رونے کی آواز جو اہل لشکر کے گوش زد ہوئی کچھ لوگ آئے دیکھا کہ اک عورت نہایت حسین ماتھے پر افشاں چنے ہوئے ناک میں نتھ پہنے ہوئے سوہے میں لپٹی ہوئی زیور گل پہنے ہوئے جب ہوا کا جھونکا آتا ہے دماغ جان کو معطر کر دیتا ہے انمیں سے ایک آدھ نے کہا اگر کہا کہ چلو ہم تمہیں اپنے مالک پاس لے چلیں عروس نے کہا کہ اگر میرے قریب آنے کا قصد کیا تو ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہے ابھی چاٹونگی میں آپ مصیبت کی ماری ہوئی ہوں مجھے ستا کر اچھا پھل نہ پاؤ گے انمیں سے دو ایک ساحر دوڑے ہوئے بعجلت اجلال صورت کش کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اک عورت نہایت حسین بیٹھی رو رہی ہے اجلال صورت کش نے کہا کہ پھر اسے کیوں نہ لائے انہوں نے بیان کیا کہ وہ آنے سے انکار کرتی ہے اجلال صورت کش آدمی شوقین تھا اسنے کہا میں آپ جاتا ہوں اور اسے ابھی لیے آتا ہوں یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اس جگہ آیا جہاں وہ عورت بیٹھی ہوئی چپکی رو رہی تھی اجلال صورت کش نے کہا کہ تیرا کیا حال ہے بیان کر اس رونے سے کیا فائدہ اگر تو کہیں جانا چاہتی ہے تو تجھے پہونچوا دینگے یہ سنکے اسنے آنسو پونچھے اور کہنے لگی کہ میں اک ساہوکار کی دختر ہوں مالک سارلقیہ کی رہنے والی ہوں میرا شوہر مجھے بیاہ کے اپنے گھر لیے جاتا تھا کہ راستے میں قطاع الطریق ملے انہوں نے ساری برات کو لوٹ لیا مردوں کو قتل کیا عورتیں تباہ ہو گئیں اس ہنگامہ میں اپنی اپنی جان کی پڑی تھی میری خبر کون لیتا میں اس تلاطم میں اس طرف آ نکلی اجلال صورت کش نے کہا کہ وقت شب کا ہے رات تو جس طرح ہو سکے بسر کرو صبح کو میں تمکو تمہارے ماں باپ کے پاس پہونچوا دونگا عروس یہ سنکے خوش ہوئی اور اپنی جگہ سے اٹھکر اجلال صورت کش کے ساتھ ہو لی اجلال صورت کش عروس کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خیمہ میں آیا جلوے پر تکلف پر بٹھایا اور باتیں کرنے لگا کہ کیا تمہارا شوہر بھی مار ڈالا گیا عروس نے کہا کہ اس ذکر سے میرا دل دکھتا ہے اب تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ میری شادی ہی نہیں ہوئی اجلال صورت کش نے کہا کہ اگر تم مجھکو قبول کرو تو تمہارے واسطے سب کچھ ہو اسلیے کہ میں ساحر زبردست ہوں اگر چاہوں تو تمکو بادشاہ بنا دوں عروس نے گردن جھکا کے نیم رضا ظاہر کی بس اجلال صورت کش نے کشتی شراب کی منگائی اور کہا کہ زن دردرسیدہ دو اک جام پی کر اپنا غم غلط کرو رنج کرنے سے

سوا نقصان جان کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے جو مر گیا وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا عروس نے جام لبریز کر کے سامنے اجلال صورت کش کے پیش کیا اجلال صورت کش نے کہا کہ تم تو پیو عروس نے کہا کہ ہم پیتے پھر ہیں تم بھی پیو ان کی اجلال صورت کش نے جام ہاتھ سے لیا پینے کا قصد کیا تھا کہ ایک تصویر طوطے کی گری اور پکاری کہ او نادان کیا کرتا ہے ارے یہ عروس نہیں ہے بلکہ تیرا دشمن خضران ہے اسکے ہاتھ کی شراب بہتر ہے حق میں زہر سے کم نہیں اجلال صورت کش جام ہونٹوں پاس لا چکا تھا کہ تصویر نے جو یہ خبر دی جلدی سے جام منہ کے پاس سے ہٹا لیا تصویر تو اتنا کہہ کے جل گئی اور اجلال صورت کش نے جام پھینک دیا اور عروس کو غور سے دیکھ کر کہا کہ تو کون ہے عروس جھکو بہ رونے لگی اور کہنے لگی کہ ہائے میں کیسی بدنصیب ہوں کہ در و دیوار میرے دشمن ہیں اس تصویر بونڈی کا کیا میں نے کیا کیا تھا کہ اسنے مجھ پر خضران کی تہمت رکھی اجلال روشن ضمیر حیران تھا کہ خضران کو تو میں گرفتار کر چکا ہوں جسکی صورت خضران کی ہو وہ تو خضران نہو اور ایک عورت خضران ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے بھلا ایک ادھیڑ مرد بارہ برس کی چھوکری کیونکر بن سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کچھ سحر میں خرابی پیدا ہو گئی ہے عروس سے کہا کہ تم جام دو مجھے اس تصویر کے کہنے کا اعتبار نہیں بھلا کہاں خضران کہاں تم عورت نے کہا کہ میں اپنے ہاتھ سے شراب نہ دونگی تم آپ پی لو اجلال صورت کش نے دوسری تصویر کی طرف دیکھا کہ وہ کیا کہتی ہے وہ تصویر بھی گری اور کہا کہ خضران یہی ہے اور جل گئی اب تو عروس نے جھلا کر ملگوں کو الٹ دیا اور کہا کہ یہ تصویریں موئی عجب طرح کی ہیں کہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتی ہیں مگر جھوٹ بولتی ہیں اجلال صورت کش نے ایک ملازم کو طلب کیا اور کہا کہ خضران کو مع قفس یہاں لے آؤ وہ ساحر گیا اور حباب سحر سے خضران نقلی کو نکال کے قفس آہنی میں بند کیا اور سامنے اجلال صورت کش کے لا کر رکھ دیا اجلال صورت کش نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہے تو میں تجھے چھوڑ دونگا ورنہ تمام بدن تیرا سیخ گرم کر کے داغ دونگا یہ سنکے قران ثالث نے کہا کہ کہہ تیری خاطر سے یہ کہدوں کہ میں خضران نہیں ہوں ورنہ اصل تو یہ ہے کہ خضران میں ہی ہوں اجلال صورت کش نے کہا کہ تو یوں نہ بتائے گا ایک سیخ کباب سے کھینچ کے اسکو منقل آتشیں پر گرم کیا اور جسم پر قران کے رکھ دیا کہ کھال جل کے چرچراہٹ پیدا ہوئی چربی نکل آئی اجلال صورت کش نے کہا اب بتا تو کون ہے ورنہ اسی طرح داغ داغ کے مار ڈالونگا قران نے کہا کہ جس طرح تیرا جی چاہے اس طرح قتل کر مگر خضران میں ہوں اس وقت اجلال کو یقین ہوا کہ بیشک یہی خضران ہے اسلیے کہ کوئی ایسی تکلیف نہیں اٹھا سکتا کہا کہ اچھا قفس لیجاؤ اور عروس سے کہا کہ بیشک تو سچی ہے اور سحر میرا جھوٹا ہے لے اب جام پلا کر لطف وصل سے دل میرا شاد کر عروس نے کہا پھر کوئی جانور ٹپک پڑے گا اور مجھے بہکائیگا تم شک کرو گے مجھے ملال ہوگا اس سے کیا فائدہ جام بھر کے آپ ہی پیو مجھے بھی اپنے ہاتھ سے پلا دینا اجلال نے جام بھرا اور سامنے عروس کے پیش کیا عروس نے کہا پہلے تم پیو اجلال نے اصرار کیا کہ پہلے تم پیو عروس نے تیور بدل کے کہا کہ جب تمکو ہمارے ہاتھ سے پینے میں شک ہوا تو ہمیں تمہاری شراب میں کیونکر شک نہو جب تم پی لوگے اس وقت میں بھی پیونگی یہ سنکے اجلال صورت کش نے جام اپنے ہاتھ سے پینے کا قصد کیا تھا کہ ایک مینا کی تصویر گری اور پکاری کہ او غافل اسنے شراب میں بیہوشی ملا دی ہے اگر پیے گا تو ہلاک ہوگا یہ کہکر پھر تصویر جل گئی اجلال سوچنے لگا خضران یعنی

عروس نے جام اجلال کے ہاتھ سے لیا اور جلدی سے پی لیا اور اپنے زیور گل کو سونگھنا شروع کیا کہ بیہوشی کا اثر ہو رفع بیہوشی اس زیور گل میں ملی ہوئی تھی اجلال کو غصہ آیا کہ سحر میرا بالکل جھوٹا ہو گیا اگر بیہوشی تھی تو یہ عورت کیوں نہ بیہوش ہوئی ایسے غلط سحر سے غلطیاں اٹھانا پڑتی یہ خیال کرکے اجلال صورت کش نے چند دانے ماش کے کچھ اسم سحر پڑھ کر ان تصویروں پر مارے کہ سب جل کے خاک ہو گئیں عروس نے کہا کہ میری وجہ سے تمھاری تصویریں مٹ گئیں اور نقصان ہوا اجلال صورت کش نے کہا میں پھر بنا لونگا تم افسوس نکرو اب اپنے ہاتھ سے پیالۂ شک دلانے والوں کو میں نے مٹا دیا قصہ جو آگئی تھی تو آنکھوں پہ اجلال صورت کش کے پردے پڑ گئے عروس نے کس نزاکت کے ساتھ جام بھر کے دیا اجلال صورت کش نے پی لیا چار پانچ جام پیتے ہی اسپر مستی سوار ہوئی عروس کی گردن میں ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا عروس نے ہاتھ جھٹک دیا اور مسکرا کر پیچھے ہٹی اجلال صورت کش نے چاہا کہ دوڑکر آغوش تمنا میں لے لوں اٹھتے ہی جھوم کے گرا بس گرتے ہی اسکے خضران نے خنجر کمر سے کھینچ کے اجلال کو ذبح کر ڈالا مرنا تھا اجلال کا کہ اک قیامت برپا ہوئی صدائیں دارو گیر کی بلند ہوئیں آتش باری و برف باری ہونے لگی جب لاش اجلال کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اجلال صورت کش جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے اور علامات سحر برطرف ہوئے ہیں تو ساحروں نے شور کیا کہ ارے مار تو جانے نپائے ہمارے مالک کو کس ظالم نے قتل کیا ادھر حجاب سحر ٹوٹا اور صاحبقران رہا ہوئے مہتر قران نے نعرہ سنبھالا اور مصروف جنگ ہوئے خضران نے زنبیل سے مرکب نکالکر صاحبقران کی خدمت میں پیش کیا سپر و شمشیر حاضر کی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تلوار کھینچی اور ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا ساحر بھی چہار طرف سے صاحبقران کو گھیرے ہوئے حربہائے سحر کر رہے تھے لیکن برکت اسم اعظم سے کوئی حربہ کارگر نہوتا تھا ادھر دیوار قم کو خبر ہوئی کہ اجلال صورت کش مارا گیا اسکو کمال صدمہ ہوا اور تلوار پکڑ کر دوڑا اور آتے ہی صاحبقران پر وار کیا امیر با توقیر نے وار اسکا خالی دیا اور پہلو پر آگئے تلوار کمر پہ ماری کہ دیوار قم کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی دیوار قم کے ساحروں کے جی چھوٹ گئے کہ زور میں یہ شخص دیوؤں سے بڑھا ہوا ہے اور سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا اس سے لڑکر جان دینا ہے پس یہ سبکے سب بھاگ کھڑے ہوئے خضران نے مال و اسباب ساحروں کا لوٹ کے سامنے صاحبقران کے جمع کیا امیر نے وہ سب مال خضران کو دیدیا خضران نے چہارم مال مہتر قران کو دیا اور جرأت پر قران کے آفرین کی کہ جسم نحوت سے داغا گیا اور پھر نہ بتایا کہ میں کون ہوں اب خضران نے صاحبقران سے عرض کی کہ میں نے صرف آٹھ روز کی مہلت طلب کی تھی جسمیں سات دن گذر گئے ہیں اسکے بعد سارق ایک نہ مانے گا جس طرح ہو سکے اپنے کو لشکر تک پہونچایئے صاحبقران با اقبال مرکب پر سوار جانب کوہ منصوریہ روانہ ہوئے

لیکن اب چند کلمے داستان کوہ منصوریہ کے بیان ہوتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ جب مہتر قران کو نیچہ اٹھا لے گیا تو اہل لشکر نے جانا کہ خواجہ خضران کو نیچہ لے گیا کیونکہ قران خضران کی صورت بنے ہوئے تھے یہ لوگ نہایت بددل ہوئے لہٰذا

اور غلہ بھی تباہ ہوگیا صرف پانچ روز کو غلہ کافی ہوا جب چھٹے روز فاقہ گذرا تو مہتر طیفور بادیہ گرد عیار
صاحبقران نے تمام عیاروں کو جمع کیا اور کہا کہ جب خواجہ خضر ان ہونگے اس وقت مین
شاہ عیاران ہون یہ وقت بھی وہی ہے کہ خضران کو نیچہ لیگیا ہے اور غلہ تباہ ہوگیا کوئی تدبیر فاقہ شکنی
کی نکالنا چاہیے سب نے عرض کی کہ ہمین تعمیل ارشاد مین کوئی عذر نہین ہے جو حکم ہو ہم بجالائین
طیفور نے کہا کہ چلکر سارق کا غلہ لوٹو اور لاکر ان لوگون کو کھلاؤ کہ آج کے تیسرے روز
سارق مہلت نہ دیگا اس وقت طاقت مقابلہ تو ہو ورنہ سب کے سب بے موت مرینگے
تمام عیار مع طیفور کوہ سے اترے اور صورتین بدل بدل کے لشکر کفار مین داخل ہوگئے جس مقام پر
کہ غلہ رکھا تھا اسکا سراغ لگایا لیکن لانے کا موقع نہ پایا طیفور مع خندق نقب زن صحرا مین
آیا اور کہا کہ یہان سے نقب لگاؤ اور رات ہی رات تمام غلہ لاکر کوہ پر بھیج دو عیارون نے کہا کہ
غلہ نکال لانا تو آسان ہے کوہ تک پہونچنا بہت دشوار ہے اس لیے کہ لشکر سارق چہار جانب سے
گھیرے ہوے ہے طیفور نے کہا جس طرح ایک نقب اس طرف لگائی جائے اسی طرح
دوسری نقب کوہ کی طرف لگائی جائے اس طرف سے غلہ آئے اور اس طرف سے روانہ
کردیا جائے خندق نے تمام شاگردون کو اپنے جمع کرکے نقب لگانا شروع کی کوئی پہر رات
باقی ہوگی کہ دونون نقبین تیار ہوگئین جسقدر سامان رسد کا تھا سب ایک خیمہ مین رکھا گر ذخیرہ کے
پہرے بٹھا دیا تھا عیارون نے سر نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور بوریان غلہ کی لاد لاد کے روانہ کرنا
شروع کین ایک لاکھ اسی ہزار سنگ بچہ طیفور کے اختیار مین تھا صبح ہونے سے پہلے کل غلہ
کوہ پر پہونچ گیا طیفور نے ایک نقب بند کرادی اور دوسری نقب جو صحرا سے کوہ کی طرف
لگائی گئی تھی اسے رہنے دیا صرف دہنہ اک پتھر سے بند کردیا کہ شاید کوہ سے اترنے کی ضرورت
ہو اور صبح ہوتے ہوتے یہ سب کوہ پر پہونچ گئے یہان اہل اسلام کو ایک وقت کا فاقہ ہوگیا تھا
طیفور نے غلہ تقسیم کرنا شروع کیا ہر سپاہی کو دو دو وقت کا غلہ دیدیا بادشاہ اسلام
پریشان تھے کہ کیا تدبیر ہو قتل ہونے سے مرنے تو بھوکون مرجائینگے کہ اک مرتبہ لوگون نے
آکر بیان کیا کہ مہتر طیفور بادیہ گرد غلہ تقسیم کررہے ہین شاہی باورچی خانہ مین پہلے ہی سے
سامان پہونچ گیا تھا یہان تو یہ رنگ تھے اور وہان جو داروغہ آیا تو دیکھتے خیمہ کو غلہ سے خالی پایا
سر پیٹ لیا کہ یہ اتنا غلہ کون لیگیا آکر سارق سے بیان کیا کہ لشکر بھوکون مرے گا تمام غلہ
غائب ہوگیا تشنگان نے تو صلواۃ بھیجی سارق خفیف ہوا اور کہا کہ جلد ارجاسب خون آشام کو سارقیہ
کی طرف روانہ کرو کہ رسد لیکر آئے اسیوقت ارجاسب خون آشام کچھ فوج لیکر روانہ ہوا یہان
بالاے کوہ جب وقت آیا تو دسترخوان بادشاہ کے سامنے بچھایا گیا خاصہ چنا گیا بادشاہ نے طیفور کے
انتظام پر آفرین کی اور فرمایا کہ اگر خضر ان نے غلہ کا انتظام کیا تھا تو کوئی بڑی بات نہین اسلیے کہ انکے
پاس زنبیل تھی جسمین سب کچھ ہے کمال طیفور نے کیا کہ اس بے سامانی مین یہ سامان فراہم کیا یہان سب نے
کھانا کھایا آسودہ ہوے اور سارق کے لشکر پر فاقہ گذرا اب دوسرا دن ہوا اور غلہ ہوچکا طیفور کو
پھر فکر پیدا ہوئی عیارون کو ساتھ لیا اور اسی نقب سے نکلکر راہ صحرا اختیار کی وہان ارجاسپ خون آشام
نے چھکڑے جنس کے بار کرائے اور لیکر چلا یہ خبر طیفور کو ہوئی کہ ارجاسپ خون آشام رسد
لیے ہوے آتا ہے پس اسنے صورت اپنی لہراسپ خون آشام برادر ارجاسپ کی بنائی

اور عیاروں کو سواران لشکر کی صورت بناکر ساتھ لیا اور روانہ ہوا راستے میں دیکھا کہ ارجاسپ
خون آشام رسد لیے ہوے چلا آتا ہے لہراسپ نقلی نے بڑھ کر ملاقات کی اور پوچھا کہ کسقدر
چھکڑے ہیں ارجاسپ نے کہا کہ پانچ سو چھکڑا جنس کا بار ہے لہراسپ نقلی نے کہا کہ حکم
خداوند کا یہ ہے کہ جو رسد آگئی ہو وہ لیکر ہماری خدمت میں حاضر ہو اور ارجاسپ خون آشام کو پھر
جانب سارلقیہ روانہ کرو کہ رسد کا بند و بست کرے یہ سنکے ارجاسپ نے کل رسد
لہراسپ کے حوالے کی اور آپ جانب سارلقیہ روانہ ہوگیا طیفور نے لہراسپ بن کے
سب رسد پر قبضہ کیا اور سوچا کہ کوہ پر جانے کا تو راستہ مسدود ہے پھر یہ رسد کیونکر پہونچے
جس مقام پر پہلے رسد جمع تھی وہیں لاکر رکھی اور وہ نقب کا کھولکر بوزریان خیمہ میں داخل کرنا
شروع کیں عیار نقب کے ذریعہ سے لے کر راہی ہونا شروع ہوے لشکر میں خبر ہوئی
کہ رسد آگئی اب سب اس انتظار میں ہیں کہ رسد تقسیم ہوگی یہاں رسد ختم ہوگئی دو ایک سپاہی
آئے کہ داروغہ سے کہیں کہ لشکر بھوکوں مر رہا ہے یہاں سناٹا پایا جاکر سارلیق سے بیان کیا
کہ رسد آئی تو مگر اب کچھ بھی نہیں ہے سارلیق نے کہا کہ تم لوگوں نے شکم پرستی پر کمر باندھی خداوند
کی رحمت سب پر تمام ہوگئی ہے آخر وہ بھی تو ہمارے ہی بندے تھے ہمیں یہ گوارا ہوا کہ بھوکے
رہیں اہل لشکر نے جانوروں کو ذبح کر کر کے بسر کی تلاش ہونے لگی کہ رسد کہاں سے آئی تھی اور
کون لیگیا جو مزدور چھکڑے لائے تھے وہ چھکڑے کے کرایہ کے واسطے پریشان تھے کہ کس سے
لیں قضائے کار لہراسپ خون آشام پر جو نظر ان مزدوروں کی پڑی دہائی دینے لگے کہ یہ کونسا
انصاف ہے کہ آپ نے محنت لی اور مزدوری نہیں دی لہراسپ حیران ہے اتنے میں سرکاروں نے خبر دی
کہ عیاران اسلام لہراسپ کی صورت بنکر رسد لے گئے یہاں تو شور و غوغا ہو رہا تھا اور وہاں رسد
تقسیم ہو رہی تھی اب تمام سرداران اسلام رو بہ صحت ہیں اور مظفر غازی بالکل اچھا ہو چکا ہے اور عارف
بن معروف بھی اچھا ہے کہ یہ دونوں بھائی بہت کم زخمی تھے طیفور سے کہا کہ یہ رسد تم کیونکر لائے
طیفور نے سب حال بیان کیا مظفر غازی نے کہا کہ ارجاسپ پھر رسد لیکر آتا ہوگا طیفور نے کہا
کہ یقین ہے شام تک پہونچیگا مظفر غازی نے طیفور سے کہا کہ مجھے راستہ نقب کا بتادو طیفور نے
بتادیا مظفر نے اپنے تمام قزاقوں کو جمع کیا اور نقب کے راستے سے صحرا میں نکلے اور جاکر اس
راستہ پر ایک باغ میں پوشیدہ ہو رہے جس طرف سے ارجاسپ خون آشام رسد لیکر چلا آتا تھا
جب رات ہوئی تو دیکھا کہ چند فتیلے روشن ارجاسپ گو مع رسد لیے ہوے بھاگا بھاگ چلا آتا ہے بس
مظفر نے اپنے چھوٹے بھائی عارف ابن معروف سے کہا کہ میں اس سے مقابلہ کرکے الجھاتا ہوں اور راستے
لگاکر دور لیے جاتا ہوں تم رسد چھین کے لے جاؤ عارف نے کہا بہتر مظفر غازی نے چند قزاقوں
سے آکر راہ روکی ارجاسپ خون آشام نے ڈانٹا کہ تو کون ہے مظفر غازی نے کہا کہ
ملک الموت ارجاسپ سمجھا کہ یہ کوئی قزاق ہے بڑھ کر مقابلہ میں آیا مظفر نے تلوار علم کی جیسے ہی
ارجاسپ قریب پہونچا مظفر نے بوق پھونکی کہ مرکب سکا چرخ پا ہوا اور لیکر صحرا کی طرف بھاگا
مظفر نے بارہ ہزار قزاقوں سے اشارہ کیا سب نے بوقیں پھونکنا شروع کیں اور تعاقب کیا مرکب
ایسا بھڑکا کہ سنبھل نہ سکا قزاقوں نے بوقوں کو اسقدر پھونکا کہ گھوڑا سرپٹ بھاگا آگے آگے
تو مرکب ارجاسپ کا بھاگا جاتا ہے پیچھے پیچھے قزاق شور کرتے ہوے ساتھ ہیں ادھر عارف

بن معروف آگے گرانگہبانوں کو قتل کرکے چھکڑے اپنے ساتھ لیکر جنگل کی راہ لی وہاں بمشکل ارجاسپ نے مرکب کو سنبھالا اور پلٹ کے آواز دی کہ کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے منہم ارجاسپ خون آشام جیسے ہی ارجاسپ نے قریب پہونچکر تلوار ماری مظفر غازی نے خالی دیکر ایسا ہاتھ مارا کہ گردن مرکب کی قلم ہو گئی مرکب نے چیخ مارا اور گرا پاؤں ارجاسپ کا دب کے ٹوٹ گیا اور بیہوش ہو گیا مظفر نے نعرہ ہیان ارجاسپ کو مار کے بھگا دیا اور عارف بن معروف کی تلاش میں چلے طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور زمین نقب صحرا کی طرف دور پہونچا کہ دہنہ نقب کا آگیا یہاں یہ لوگ پریشان تھے کہ اب کس طرف سے کوہ پر جائیں کہ طیفور نے کہا وہ سامنے نقب ہے نقب کے ذریعہ سے چلے چلیے یہ سبکے سب سامان رسد لیکر داخل ہوئے اور دہنہ نقب بند کرتے ہوئے جانب کوہ راہی ہوئے چھکڑے یہیں چھوڑ دیے یہ تو کوہ پر پہونچ گئے اور وہاں ساریق کو خبر پہونچی کہ بھیجے ارجاسپ خون آشام سامان رسد لیے ہوئے آتے تھے مظفر بن غطنفر نے رسد چھین لی اور ارجاسپ کو زخمی کیا یہ سنکے شدائد خان نے کہا یا خداوندا آپ تو ان بندگان مغضوب کی اسقدر رعایت کرتے ہیں کہ بندگان مطیع کی بھی اسقدر رعایت نہیں کرتے ہیں چاہیے یہ تھا کہ وہ بھوکوں مرتے اسکے عوض میں انھوں نے ہمارے ہی لشکر کو فاقوں پر ڈال رکھا ہے اب میں طبل جنگ بجواتا ہوں سختگان نے کہا کہ فوج گرسنہ کیا لڑے گی شدائد خان نے کہا کہ صرف میری فوج ان خدا پرستوں کے واسطے کافی ہے یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دینے ہی کو تھا کہ ساریق نے ایکا ایک نامہ تحریر کیا کہ اے بندۂ خاص الخاص تجکو میں نے اسی لیے سرگروہ اسلام پیدا کیا تھا تو ان سب کو راہ راست بتائے گا اور اسی بناپر تو نے مہلت بھی طلب کی تھی لہذا آٹھ روز گذر گئے اب تجکو وعدہ وفا کرنا چاہیے سبکو لیکر حاضر ہو اور خداوند کو اپنے پہچان جس وقت یہ نامہ بادشاہ کی خدمت میں پہونچا اور بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے فرمایا میں نہیں جانتا تھا کہ مہلت کسنے طلب کی تھی طیفور نے عرض کی کہ خضر ان نے اس بہانے سے مہلت مانگی تھی ورنہ یہ کافر ایک کو زندہ نچھوڑتے بادشاہ اسلام نے جواب میں تحریر کیا کہ او بے حیا تو کسی طرح دعوائے خداوندی سے باز نہیں آتا اسکا نتیجہ تیرے حق میں برا ہوگا اور میں نے تجھ سے نہ مہلت طلب کی تھی اور نہ اقرار تجھ ایسے کافر کی اطاعت کا کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر ہم سب کھڑے ہوئے ہیں یہ جواب جب ساریق کو پہونچا تو اسنے طبل جنگ بجوادیا ادھر بادشاہ اسلام نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا دونوں طرف کمر بندیاں ہونے لگیں لیکن اسوقت بادشاہ اسلام کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ لشکر ساریق پر فاقہ ہے شام کی رسد بھی مظفر غازی چھین لائے تو بادشاہ اسلام نے قبیل بن مقبل سے حکم دیا کہ تم اس وقت کی کل رسد لیجا کے ساریق کے سپرد کرو اور کہدینا کہ اسے لشکر میں تقسیم کرد تا کہ فوج آسودہ حال ہو کر لائق مقابلہ ہو قبیل بن مقبول نے کل سامان ساتھ لیا اور کوہ سے اتر کر لشکر میں پہونچے یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ بادشاہ اسلام نے خرچ سے رسد لیکر بھیجی ہے یہ عدالت بادشاہ پر آفرین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ دیکھو میں جو اپنے بندگان منکر کا پاس ولحاظ کرتا ہوں اسکا یہی سبب ہے کہ ان میں عدل و انصاف کسقدر موجود ہے ساریق نے قبیل بن مقبول کے استقبال کے لیے لوگ بھیجے اور بہت بھاری خلعت پیش کیا قبیل بن

مقبول نے کچھ نہین لیا اور رسد کا غلہ سپرد کرکے چلے آئے فوج ساریق اگرچہ گرسنہ نہ تھی گھوڑے
اور بھینسے ذبح کر کرکے کھائے تھے لیکن دو وقت سے اناج کو ترسے ہوئے تھے اسی وقت غلہ تقسیم
ہوا اور سب نے کھایا پیا آسودہ ہوئے سیکڑون کافر تو دعائین دیرہے تھے کہ اہل اسلام بڑے رحم دل ہین
غرضکہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا ستارے جھلملا جھلملا کے غروب ہونے لگے
بالاے کوہ اذان کی آواز بلند ہوئی کفار نے یا خداوند ساریق کا شور کیا شدائد خان نے اپنا فیل طلب کیا
اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے فیل سپید پر سوار ہوا اور رخ کوہ کا کیا اس وقت شاہزادہ سکندر رستم جو
کوہ پر سے آواز دی کہ او شدائد خان اب ہم تیرے مقابلہ مین عاجز نہین ہین یون تیرا کوہ پر ہونچنا دشوار
ہے تو جگہ دے تو ہم زیر کوہ اتر کر تیرے مقابلہ کو موجود ہین شدائد خان نے میدان دیا اہل اسلام کو پیچے
رفتہ رفتہ اترنے لگے صرف قبیسل جن مقبول کو مع ایک لاکھ ناوک اندازون کے حفاظت مانشاد
کے لیے چھوڑا باقی کل فوج اتر آئی اور بمقابل لشکر کفار صفین باندھ کے کھڑے ہوے جب وقت صف
آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
جب گرد قریب پہونچ کے شق ہوئی تو دیکھا کہ صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ مع
خواجہ خضران و مہتر قران چلے آتے ہین امیر نے آتے ہی اپنی فوج کو زیر کوہ صف آرا دیکھا
اور اس طرف لشکر ساریق مین صف بندی دیکھی ادھر سردارون نے جو صاحبقران کو آتے
دیکھا نقارہ شادمانی بجایا سردار واسطے استقبال کے آگے بڑھے اور امیر با توقیر کو لا کے صاحبقران
زیر علم اژدہا پیکر کے قائم ہوئے پس شدائد خان نے جو دیکھا کہ صاحبقران آگئے اسنے اپنے فیل
سپید کو جولان کیا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای امیر عرب آج ہمارے تمہارے خاتمہ کی لڑائی
ہو جائے اور قسم ہو جائے کہ زخمی ہون یا مارے جائین مگر میدان سے منہ نہ موڑین آج امتحان
جرأت ہو صاحبقران نے فرمایا مجھے ہر طرح منظور ہے جسوقت دونون لشکرون مین یہ قسم ہو لی
تو خضران عیارون کو لیکر لشکر سے علیحدہ ہوے اور یہ ارادہ کیا کہ اب آج ساریق کو گلستان باختر
مین ٹھہرنے کی جگہ بھی نہ دونگا یہ بھاگے تو ملک سارالقیہ مین قیام کی جگہ بھی نہ پائیگے یہ تو اس طرف
قیطلوون کے پہونچنے کی فکر مین روانہ ہوے اور یہان شدائد خان ہندی اپنی تمام فوج کو لیکر لشکر
اسلام کی طرف بڑھا یہ معلوم ہوا کہ اک ابر سیاہ جھوم کر چلا بارہ ہزار فیل گھنٹے ہلاتے ہوے اور
پہلوانان ہندی بڑی بڑی پگڑیان باندھے ہوے سختے لگائے ہوے فیل سوار اس طرف سے
صاحبقران مع سرداران اسلام بڑھے پہلے شدائد خان اور امیر سے سامنا ہوا شدائد خان
نے گرز مارا صاحبقران نے سپر گرشاسپ بلند کی گرز جو سپر پہ ٹھہرا اتنے شرارے پیدا ہوئے اور کلہ گرز کو
پکڑ لیا امیر نے جھٹکا مارا کہ شدائد خان اوندھے منہ گردن فیل پر آرہا امیر نے دوسرا ہاتھ
بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑا کر اس زور سے اچھالا کہ تمام اہل لشکر نے دیکھا گرتے وقت ذوال
کمر پر ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا کہ شدائد خان کے دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بس اسکا مرنا تھا
کہ تمام فیل سوارون مین اک خروش ہوا کہ ارے مارلو اس عرب کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا
یہ بھی زندہ بچ کے نہ جانے پائے ادھر سے سرداران اسلام نے تلوارین کھینچین اس وقت تک یہ لوگ
فیل سوارون کی جنگ سے بیخبر تھے کہ یہ کس طرح لڑتے ہین اس دھوکے مین زخمی ہوے آج تو
ان لوگون نے بھی ڈھنگ لڑائی کا بدل دیا جب فیل سوار کے سامنے پہونچے کسی نے فیل کی سونڈ

قلم کردی کسی نے اگلے ہاتھ کاٹ دیے فیل زخمی نے چرخ مارا جو فیل سوار فیل سے نیچے آیا اسکو تیغ
کیا خضران نے جاتے جاتے طیفور کے پیر چند عیار کر کے صاحبقران اور دیگر سرداروں کی حفاظت
کے لیے چھوڑ دیا تھا طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بارہ ہزار فیل ہیں سرداران اسلام انکو کہانتک قتل
کرینگے پس اسنے حقہاے آتشبازی کی باڑھ ماری حقے جو فیلوں کے غول میں گر کر دغتے ہیں تو فیل
ڈرے اور پلٹ کے لشکر سارلیق پر جا پڑے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا ہرچند فیل سوار روکتے
ہیں مگر یہ فیل کب رکتے ہیں طیفور نے ہاتھیوں کا پیچھا کیا اور حقہاے آتشبازی داغ داغ کے مارنا
شروع کیے ستمگان نے سارلیق سے کہا کہ اب تقدیر گریز کا موقع ہے سارلیق حیران تھا کہ یہ تو وہی مثل
ہوگئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخرش سارلیق نے ہاتھیوں پر سنگ باری اور تیر باری
شروع کی نیزہ داروں نے سپر لے بڑھ کر روکا لیکن یہ کب رکتے ہیں فوج کو پامال کرتے چلے آتے ہیں
پیچھے انکے عیار ہیں دم لینے کی مہلت نہیں دیتے ہیں فوج سارلیق کی دبتی چلی آتی ہے سارلیق نے
اپنے قیطولوں کا رخ کیا کہ یکایک دیکھا کہ قیطولوں پر شعلے اٹھ رہے ہیں اور قیطول جل رہے ہیں
ملک سارلیقیہ کے لوگ بھاگتے چلے آتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ دہائی ہے خداوند کی سارلیق حیران
ہوا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے وہاں خضران نے تمام شہر میں غدر برپا کر دیا ہے مکان جلا دیا ہر گھر میں آگ لگا دی
اور لوٹ لیا قیطولوں کے گرد لکڑیاں اور کپل اور کپڑے اور بھوسہ اور رال اور گھی وغیرہ شہر سے
جو جو چیز ہاتھ آئی قیطولوں کے گرد جمع کر کے آگ لگا دی قیطول جلنے لگے اب ادھر تو تمام گلستان باختر
آتش بہار ہو رہا ہے ادھر فوج فیلان ہندوستان الٹی جو پھری ہے لو فوج کا تیھرڈ کیے دیتی ہے
بہت سے سرداران کفار ان ہاتھیوں نے ہلاک کیے اہل اسلام ہنستے چلے آتے ہیں آخر کار کفار نے
پیچھے جگہ دیدی کہ تمام ہاتھی نکلے چلے گئے اب سرداران اسلام آگرا لشکر سارلیق پر گرے تلواریں
مارنا شروع کیں کفار نے بھی تلواریں کھینچیں جنگ مغلوبہ ہوگئی ادھر الماس خان ہندی نے
سب ہاتھیوں کو جمع کیا اور پھر یہ پھرے چاکرات لشکر اسلام کی طرف چلا سیارہ کو چکنے
ستارہ اور سکندر رشتہ سے خبر کی کہ وہ ہاتھی پھر آتے ہیں پس سکندر نے زلزال بن زلزلہ اور غنقات
کوہ پیکر اور مظہر پریزاد اور دیگر سرداران نامی کو ساتھ لیا اور لشکر اسلام سے علیحدہ ہو کر الماس خان
کے سدراہ ہوئے ادھر تو امیر نے گھوڑے کو رانوں میں مسلا اور تخت سارلیق کا رخ کیا فوج
کو مسمار کرتے ہوئے صفیں گراتے پرے بکھارتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں عین گرمی
جنگ میں زرتاش تیر لب سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے سامنا ہوا زرتاش نے تلوار
ماری شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا سپر پر روکا تلوار سپر میں در آئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے بلچک
دی تلوار زرتاش کی ٹوٹی اسنے قبضہ منہ پر کھینچ مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا خالی دے کر
پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا زرتاش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غلام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
کے بیدی سے سر اسکا کاٹ کر نیزے پر بلند کیا اور ساتھ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے چلا ادھر
نمرود زحل پیشانی اور آصف انجم طلعت سے سامنا ہوا نمرود نے تبر مارا آصف نے تبر کو قلم
کر کے کمر کا ہاتھ مارا کہ نخل حیات کو نمرود کے قطع کیا انکے غلام نے بھی سر نمرود کا قلم کر کے نیزے پر
بلند کیا مرتیخ تیغ زن سے اور محتشم بن ہاشم سے سامنا ہوا مرتیخ نے تلوار ماری محتشم نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مردانہ کا اس بے بہرہ کو مارا سر گردن سے اڑ گیا انکے علمدار

بشتی نے دوڑ کر سر اٹھا لیا اور پرچم کے مقام پر آویزان کیا شہنشاہ صف شکن سے اور اہرمن دیو پیکر سے سامنا ہوا اہرمن نے زنگولہ زنجیر بند مارا شہنشاہ صف شکن نے تلوار سے دونون زنگولے قلم کیے اور ایسا ہاتھ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اسکا سر بھی نیزہ پر بلند کیا گیا بلقیس بن قہورہ نے عدیل کرگدن سوار کو مار کر اسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا داراب ثانی نے معدول کرگدن سوار کو مارا شاہزادہ رفیع البخت سے اور طرطوس خشت انداز سے سامنا ہوا طرطوس نے خشت آہنی ماری رفیع البخت نے خشت کو خالی دیکر اسکو نیزے پر اٹھا لیا اُدھر سہراب سے اور مرغوب سنگ انداز سے سامنا ہوا مرغوب نے منجنیق مین پتھر تین سو من کا رکھکر سہر سہراب کے مارا سہراب نے خالی دے کر اسکو بھی نیزے پر اٹھا لیا اور سردارون کے ساتھ تو سر حریفون کے نیزون پر بلند تھے اور ان دونون کے ساتھ پوری پوری لاشین نیزون پر پھڑک رہی تھین اُدھر صاحبقران دوران سے اور اقہر روئین شگاف سے سامنا ہوا اقہر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور دوڑ کر ساطور مارا صاحبقران نے مرکب سے مرکب کو ملا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور ہاتھ سے اقہر کے نکل گیا امیر نے وہی ساطور مارا کہ اقہر کے مع فیل چار ٹکڑے ہوے مرتے ہی اقہر کے فوج کے جی چھوٹ گئے اُدھر طیفور نے جلدی سے سر اقہر کا قلم کر کے نیزے پر بلند کیا اہو نخچگان نے ساریق سے کہا کہ جلد بھاگو ورنہ آج ہی خاتمہ ہو جائے گا ساریق نے کہا ای بندگان من تا تقدیر گریز نیست بس یہ کہنا تھا کہ فوج نے ساریق کو حلقہ مین لیا اور لیکر راہ فرار اختیار کی اہل اسلام کوس بھر تک انکو بھگاتے ہوے آئے آخر فوج تو لوٹی مگر سرکار سے تعاقب مین روانہ ہوے کہ دیکھین اب یہ کہان قیام کرتا ہے اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے جو لشکر فیلان جنگی پر حملہ کیا جو فیل سوار آگے بڑھا تلوار ماری کہ سونڈ اڑ گئی دوسرے ہاتھ مین فیل سوار کو مارا آن واحد مین ستھراؤ کر دیا آخر فیل سوارون مین آواز امان بلند ہوئی سکندر رستم خو نے کہا کہ امان بشرط ایمان سے قبول کیا اور اطاعت بدل اختیار کی الماس ہندی بھی مسلمان ہوا بارہ ہزار ہاتھیون مین سات ہزار ہاتھی باقی رہ گئے اُدھر تو سکندر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے کہ اب چلکر پھر امیر کے شریک جنگ ہون اُدھر صاحبقران نے جنگ سر کر کے نقارہ شادمانی بجایا جسقدر ساریق پرست تھے انمین سے قریب نصف کے مسلمان ہوے اور چہارم قتل ہوئے اور چہارم ہمراہ ساریق کے فرار ہو گئے صاحبقران اسی طرح سر سرداران کفار اور عزیزان ساریق کے نیزون پر بلند کیے ہوے داخل ملک ساریقیہ ہوے یہان خضران نے اسقدر لوٹا تھا اور شہر کو تاراج کیا تھا کہ لوگ نام صاحبقران کی دہائی دے رہے تھے ہزارون گھر جلے پڑے تھے سیکڑون گھر جل رہے تھے عیارون نے اسباب لوٹ لوٹ کے جمع کیا تھا کہ انبار ہو گیا تھا امیر نے شہر کی یہ حالت دیکھکر تلوار نیام مین کی اُسیوقت سے کشت و خون موقوف ہوا صاحبقران آکر ایوان شاہی مین مع بادشاہ اسلام رونق افروز ہوے اور اُسیوقت بتخانون کے منہدم ہونے کا حکم دیا تمام بتخانے گرا دیے گئے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے بنیاد مسجد کی قائم کی سنگ بنیاد نصب کیا روسائے شہر حاضر ہوئے نذرین گذرنے لگین سکہ نام پر بادشاہ جم جاہ کے جاری ہوا لاشین میدان سے اٹھوائی اور پٹوائی گئین تو تین شبانہ روز صرف ہوے

لاکھون کا کشت و خون ہوا تھا زمین صحرا کی خون سے لالہ گون ہو رہی تھی ہزار ہا کوتل گھوڑے
صحرا مین رواں دواں تھے خضران نے لوٹ کا مال صاحبقران سے معاف کرا کے نذر زبین کیا
چہارم مال و اسباب سب عیارون پر تقسیم کر دیا اسکے بعد میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوے جسقدر
اسلحہ پڑا تھا سب سمیٹ کے داخل زنبیل کیا بلکہ ٹوٹے ہوے ٹکڑے تلوارون تک کے اٹھا لیے
کہ یہ قصائیون کے ہاتھ بیچ ڈالینگے بعد اسکے صحرا مین جا کر بہت روز تک چھوٹے ہوے گھوڑون کو
پکڑ پکڑ کے جمع کیا اور سوداگرین کے لشکر صاحبقران مین داخل ہوے اور سب گھوڑون کو بیچ
کے نقد ہو رہے اب یہان صاحبقران عالی شان تو مصروف اہتمام و انتظام ملک ہین یہ بھی انتظار
ہے کہ مسجد جامع تیار ہو تو نماز با جماعت پڑھین اور ہرکارون سے سارلق کی کوئی خبر ملے تو
تعاقب مین روانہ ہون اور ہنوز کسی کو حاکم بھی یہان کا معین نہین ہوا ہے۔

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان راندہ درگاہ خدا یعنی سارلق بن لقا کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ سارلق ملعون جو شکست کھا کے بھاگا ہے تو تین شبانہ روز تک اسنے
دم نہ لیا اور پلٹ کے بھی نہ دیکھا کہ کوئی پیچھے آتا ہے یا نہین صاحبقران نے تو اسے تھوڑی ہی
دور بھگا کے چھوڑ دیا تھا لیکن لشکر صاحبقران عالی شان نے اسکو تین روز تک پھر کے دیکھنے کی
بھی مہلت نہ لینے دی سارلق نے ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا ساتھ اسکے چند سردار مین جو کہ باقی
رہ گئے ہین اور کوئی تین لاکھ کی فوج ہے اور شکستگان ہزیمت بھی ان سبنے دم لیا صبح کو پھر کوچ کر کے
آگے روانہ ہوے جاتے جاتے بعد کئی روز کے کنارے دریاے طوفانی کے پہونچے یہ بہت بڑا قہر
دریا تھا اور دریا کے اس پار ایک شہر وسیع ہے سارلق نے وہان کے لوگون کو بلوا کے دریافت کیا
کہ اس شہر کا حاکم کون ہے اور کیا مذہب رکھتا ہے ان لوگون نے بیان کیا کہ بالفعل افلاک دیوسر یہانکا
حاکم ہے اور مذہب اسکا ابلیس پرستی ہے اور ہمارا وہ ابلیس کے اور خداوند بھی جسقدر گذرے
ہین سبکو مانتا ہے اور بنام خدا پرستان کا دشمن ہے انسان کا سا ہے کو ہر اک بال سے سیاہ ہے
آواز اسکی اسقدر سخت و کرخت ہے کہ جسوقت وہ نعرہ کرتا ہے تو ہر ایک کو فوراً دوران سر پیدا ہوتا
ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے سارلق نے کہا کہ اسی شہر مین چلکر پناہ لینا چاہیے بارے جہاز رانون کو اسی وقت جہاز
طلب ہوے اور سارلق مع لشکر جہازون پر سوار ہو کے دریا کے اس پار اترا یہ خبر افلاک
دیوسر کو پہونچی کہ خداوند باختر ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر اور پریشان ہو کے
اس طرف آیا ہے اور دامن پناہ چاہتا ہے بس اسیوقت افلاک دیوسر مع ارکان دولت سوار
ہو کے جانب دریا برائے استقبال روانہ ہوا جسوقت کنارے دریا کے پہونچا تو سارلق کو
سجدہ کیا اور نہایت عزت کے ساتھ لیکر شہر مین آیا سارلق نے دیکھا کہ انسان کا سا ہے کو ہر اک
دلو ہے آنکھین زرد ہین سر کے بال نہایت سخت بدن پر مثل خرس کے بال ہین سر پر اک شاخ مانند
کرگدن کے صورت دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا اور جب بات کرتا تھا تو آواز کانون کو ناگوار ہوتی تھی
اب اسنے سارلق کی دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور ہرکارے جو کہ تعاقب مین اسکے آئے تھے
بخدمت حمزہ صاحبقران روانہ ہوے کہ جا کر اطلاع کرین اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن یہان سے چند کلمے داستان حسرت نشان جوان رنجور شاہزادہ طیمور کے بیان کیے جاتے ہین مخمّس

ناصحا دور بھی ہو دور تو نایت گیا ہی
ہمکو وحشت ہی تو ہو پھر سے تجھے سودا کیا ہی
چشم گریان کا ہماری تجھے رونا کیا ہی
ہمنے مانا کہ ہماری اُنھین پروا کیا ہی
دل جو اسپر بھی نہ مانے تو اجارا کیا ہی

کیا جتاؤن کہ مری خواہش بیجا کیا ہی
کیا گذارش کرون سر کو مرے سودا کیا ہی
کیا کرون عرض مری چشم کو رونا کیا ہی
کیا بتائے دل بیتاب ارادا کیا ہی
آپ مل جائین تو پھر اور تمنا کیا ہی

اُنکو اغیار کی چاہت پر اگر غرّا ہی
وہ ہین نادان اُنھون نے ابھی دیکھا کیا ہی
نہ مجھے اُنسے شکایت نہ مجھے شکوا ہی
چاہنے والا زمانے مین کسے ملتا ہی
وہ سمجھتے ہی نہین عاشق شیدا کیا ہی

رشک کمبخت مرا کرتا ہی مجھکو بیتاب
دیکھو پھر کہتا ہون تمکو نہین زیبا ہی نقاب
نہین چھپنے کا چھپانے سے رُخ عالمتاب
میری آنکھون مین رہو شوق سے بشیر ردِ حجاب
پردہ چشم سے بہتر کوئی پردا کیا ہی

وہ نہین چاہتے کی ہمنے تو چاہت اُنسے
دشمنی اُنکو ہی ہمسکو تو ہی اُلفت اُنسے
وہ نہین ملتے ہمین تو ہی محبت اُنسے
اُنکو نفرت ہی سہی یان تو ہی رغبت اُنسے
وہ ہمارے ہین ہم اُنکے ہین کسیکا کیا ہی

جسقدر چاہین مٹائین وہ ہمارے دلکو
خاک مین چاہیے ملائین وہ ہمارے دلکو
جتنا جی چاہیے رُلائین وہ ہمارے دلکو
چاہیے جس طرح ستائین وہ ہمارے دلکو
دی ہوئی چیز مین اُنسے ہمین دعوی کیا ہی

نہ تو وہ میری تباہی کا سبب سنتے ہین
ٹال جاتے ہین وہ قصہ مرا جب سنتے ہین
نہ ستم سنتے ہین اپنا نہ غضب سنتے ہین
میرے کہنے سے مرا حال وہ کب سنتے ہین
خود سمجھ لینگے کبھی اُنسے تقاضا کیا ہی

ضعف سے چہرہ مرا زرد تو رہتا ہی ضرور
لب پہ میرے نفس سرد تو رہتا ہی ضرور
دیدۂ تر صفت درد تو رہتا ہی ضرور
دونون پہلو مین مرے درد تو رہتا ہی ضرور
دل کسے کہتے ہین کیا جانون کلیجا کیا ہی

دل لگی چھوڑ و خدا کے لیے لو لو ضابط
جو کلیجہ آئے تو یہ راسے نہ تم دو ضابط
یار سے اپنے بہت صدمہ ہی اُسکو ضابط
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہی سمجھو ضابط
ایک جانب کی محبت کا نتیجا کیا ہی

غریق لجۂ الفت وغواصان بحر مودت گوہر مدعاے دل کا اس طرح تلاش کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادۂ طیمور شیر پرور نے غم دوری معشوقہ سے تنگ آکر خودکشی پہ کمر ہمت کو چست باندھا اور دست و پا کو کمند سے جکڑکر اپنے کو دریا مین گرایا کہ ڈوبتے وقت ہاتھ پانؤن بھی

نہ ملا سکون اور اگر نیت بد ہو تو اپنے کو موت سے نہ بچا سکون تو قسمت ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ یہ چند روزہ
تکلیف ہے اس سے پریشان نہو اسلیے کہ ستارہ اقبال تیرا اور بلندی پر آیا چاہتا ہے اور تجھکو
مرتبہ اعلے پر پہونچایا چاہتا ہے چنانچہ شاہزادہ سلیمان صاحبقران کو پردۂ قاف مین بیٹھے بیٹھے یہ خیال
آیا کہ خدا جانے طیمور کس حال مین ہے بہت دن ہو گئے کہ دیو بھی اُسکی خیر و عافیت کی خبر نہ لایا
نہ مژدہ صحت وری سنایا آخرکو انھون نے پریشان ہو کر دیو سلیس کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا
کہ تو طیمور کو اچھی طرح پہچانتا ہے جا پردۂ دنیا پر اور طیمور کو لے آ دیو سلیس یہ سنتے ہی اڑا اور جانب
پردۂ دنیا روانہ ہوا اول یہ شہر زرینہ مین پہونچا وہان طیمور کو نہ پایا صورت انسان کی بنکر شہر مین آیا اور
دریافت کیا کہ شاہزادہ کہان گیا ہے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کی جانب تشریف لے گئے ہین
چنانچہ دیو وہان سے بہارستان مغرب مین آیا جب یہان بھی نہ پایا تو پتہ پوچھتا ہوا شہر کیوانیہ
تک پہونچا اور وہان سے بعد دریافت حال شہر حسن آباد کی راہ لی دیکھا تو واقع مین شاہزادہ
کا لشکر اترا ہوا ہے اب دیو نے یہان بھی اجنبی بنکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ باغ مین
ہے باغ مین پہونچا اور اُس طرف آیا جدھر دریا تھا تو اُس وقت پہونچا کہ طیمور نے یہ شعر پڑھ کر اپنے
کو دریا مین گرایا ۵ تمھارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہین خون اپنا کرتے ہین + بمجبوری گلے کو کاٹتے
ہین ہمیشہ مرتے ہین + بس یہ دیکھتے ہی دیو نیچے تکے گرا ہنوز شاہزادہ آب دریا سے آشنا ہونے
پایا تھا کہ دیو جا پہونچا اور طیمور کو لیکر جانب پردۂ قاف راہی ہوا طیمور تموج ہوا سے بیہوش
ہو گیا یہان سلیمان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے تھے یہ وہ وقت تھا کہ پریزادان قاف بجمع تھین
ناچ ہو رہا تھا کہ دیو سلیس اُسی حالت سے طیمور کو لیے ہوے پہونچا اور سامنے صاحبقران
کے ڈال دیا دیکھا سلیمان صاحبقران نے ہاتھ پانون کمند سے بندھے ہوے ہین چہرہ متغیر
ہے گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے دیو سلیس سے کہا کہ ارے یہ اسکی کیا حالت ہے دیو سلیس نے
بیان کیا کہ مین انکو شہر حسن آباد سے لایا ہون اُس وقت پہونچا کہ انھون نے اپنے ہاتھ سے
دست و پا باندھ کے اپنے کو دریا مین غرق کرنے کا قصد کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھ سے اسکی یہ حالت نہین دیکھی جاتی یہ فرما کر کمند کو کاٹ کر دست و پا سے علحدہ کیا اور پریزادون
سے کہا کہ تم اسے ہوشیار کرو پریزادین آ کر جمع ہو گئین کوئی بازو باندھ رہی تھی کوئی لخلخہ زلف
معنبر کا سنگھا رہی تھی کوئی منہ پر گلاب چھڑک رہی تھی کہ ایک مرتبہ طیمور کو ہوش آیا تو گرد اپنے
مجمع پریزادون کا پایا فرمایا کہ ارے ملکہ کہان ہین اُنسے کہدو کہ للہ اب نہ ترساؤ صورت دکھاؤ ہم جان
دے کر یہان تک آ گئے ہین دل پر داغ ساتھ لائے ہین تمھارے ہجر مین جسقدر صدمے اُٹھائے
ہین اُسکی سند دیکھ لو یہ سنتے ہی پریزادون نے کہا کہ اے شہریار کیا آپنے اپنی کنیزون کو نہین پہچانا فرمایا
مجھے اُس وقت ملکہ کی جدائی مین دنیا اندھیر ہے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے تم سب میرے سامنے سے ہٹ جاؤ
کیون آڑے کھڑی ہو اب مجھ مین زخم فرقت اُٹھانے کی تاب نہین ہے یہ سنتے ہی وہ سب پریزادین سامنے
سے ہٹ گئین اور نظر طیمور کی سلیمان صاحبقران پر پڑی اُٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ مین کیا خواب دیکھ رہا
ہون صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ اے طیمور یہ بیہوشی نہین ہے بلکہ عین ہشیاری ہے تم اس وقت
پردۂ قاف مین ہو بہت روز سے تمھاری خیر و عافیت نہ معلوم ہونے سے دل گھبرایا تو مین نے دیو کو
بھیج کر بلوا منگایا اب تم اپنا حال بیان کرو کہ یہ کیا حالت ہے اے طیمور اگر تمکو خدا پرستون سے ایذا

پہونچی ہو تو بھی مین تمھاری طرف سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کو موجود ہون تمھاری یہ حالت مجھ سے نہین
دیکھی جاتی جلد اپنا حال بیان کرو کہ تم پر کیا گذرتی ہو طیمور نے شرماکے گردن جھکائی اور کہا کہ کیا عرض
کرون میرا حال ناگفتنی ہو خصوصاً بزرگون کے سامنے بیان کرنا تو بالکل بے حیائی ہو فرمایا نہین کچھ شرم
کی بات نہین ہو اتنا تو مین سمجھ گیا کہ تم کسی کی محبت کے مارے ہوئے ہو اسکے غم فرقت نے تمھارا
یہ حال کر دیا ہو اسلیے کہ دو اک کلمات حالت بیخودی مین تمھاری زبان سے ایسے نکل گئے جنسے
مین یہ سمجھ گیا کہ تم دردرسیدہ ہو لیکن مفصل نہین سُنا ای طیمور اگر ضرورت ہو تو مین تیرے لیے
آگ مین پھاندنے کو موجود ہون تجھے دیکھنے سے میرے قلب کو تسکین ہوئی تھی لیکن اس وقت
دل دُکھ گیا یہ سُنکے طیمور نے بیان کرنا شروع کیا کہ جس وقت مین آپ سے رخصت ہو کر سیر
دنیا پر گیا ہون تو مین نے پہلے بہارستان مغرب مین جا کر آپ کے ارشاد کے موافق شادی اپنی
ہمشیر کی وحید الملک کے ساتھ کر دی بعد اس کام سے فراغت کرنے کے ملک ہمرکشن باتی
کی سرحد مین پہونچا وہین دیوبار آگیا جو آپنے خیر و عافیت دریافت کرنے کے واسطے معین فرمایا تھا بعد اسکے
ملک کیوانیہ مین پہونچا اس ملک کو اک اژدہے نے ویران کر دیا تھا مین نے اس اژدہے کو
مار کر ملک کو پھر سے آباد کیا ایک روز سیر دریا مین مصروف تھا کہ مورت دیکھی دختر بادشاہ حسن آباد
کی نمودار ہوئی وہین سے سلسلہ ملاقات و محبت شروع ہوا آخر سوداگر کے ساتھ مین شہر حسن آباد
مین پہونچا اور تنہا پہلوانان حسن آباد کو زیر کیا اور بادشاہ کو شکست دیکر مطیع بنایا اور آئینہ پرست
کیا اُسکے بعد شادی میری ملکہ کے ساتھ ہوئی عین شب عروسی کو یہ آفت گذری کہ اک سپاہی
گری اور عروس نظرون سے غائب ہو گئی اگرچہ منجمون نے خبر بیان کی کہ وہ زندہ ہو لیکن بعد کوشش
بسیار کے اُس سے ملاقات ہو گی لیکن مجھے اُس بیان سے تسکین نہین ہوئی اسلیے کہ ممکن ہو
کہ اُنھون نے میری تسکین کے لیے یہ کہہ دیا ہو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور تم صدمہ نکرو
اگر عروس تمھاری زندہ ہو تو کسی مقام پر کیون نہو مین آگ مین پھاندونگا تا تمھاری عروس کو تم سے
ملا دونگا تم اطمینان رکھو اور پریشان نہو یہ فرما کر پریزادون کو ناچنے اور گانے کا حکم دیا پریزادین
ناچنے لگین مگر طیمور کا دل تو اختیار سے باہر تھا اسکی نگاہون مین کوئی بہار اچھی نہ معلوم ہوتی
تھی سلیمان صاحبقران نے اسکا جی بہلنے کے لیے یہ سامان کیا تھا مگر طیمور نے عذر کیا کہ مجھے
معاف رکھیے مین اس راگ رنگ سے پریشان ہوتا ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ وہ بات کرو جس سے جی بہلے طیمور نے عرض کی کہ سکوت اور تنہائی مجھے زیادہ پسند ہو
صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ ای طیمور ہمارے سر کی قسم اب ایسی جہالت کا
قصد نکرنا خودکشی دلیل کم ہمتی کی ہو اگر دشمن تمھارے ہلاک ہو جاتے تو ملکہ کی زندگی کیسی خراب
ہوتی یہ چند روزہ گردش زمانے کی ہو جب دن اچھے آئینگے پھر ملکہ ہو گی اور تم ہو گے یہ سنکے
طیمور نے اک آہ سرد کھینچی اور عرض کی کہ اب ملکہ سے ملاقات ہونا کجا یہ بھی تو نہین معلوم
کہ وہ ہو کہان سلیمان صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اقلیم مین اک بزرگ ہین کہ نام
نامی اُنکا سلیمان روشن ضمیر ہو وہ تمام حالات گذشتہ اس طرح بیان کر دیتے ہین کہ گویا
دیکھے چکے ہین اور حالات آیندہ کی نسبت بھی اُنکے احکام نہایت صحیح ہوتے ہین آنکے پاس
تمکو لے چلونگا یقین ہو کہ وہان مقصد دل تمھارا پورا ہوگا اور کوئی راہ وصل معشوق کی پیدا ہوگی

جب معشوق کا نام آتا تھا تو طیمور شرما کے آنکھ نیچی کر لیتا تھا یکایک طیمور کو خورشید زرین کمر کا خیال آیا صاحبقران قاف سے عرض کی کہ میرے والد ماجد میرے غم مین ہلاک ہو جائینگے مین چاہتا ہون کہ انکو مجھے خیر و عافیت شہر حسن آباد کی منگا دیجیے اور میرے بھائی شاہور کو بلوا دیجیے کہ وہ بغیر میرے زندہ نہین رہ سکتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین اپنے دیو کو بھیجتا ہون لیکن اسی وقت صاحبقران قاف نے دیو سلیس سے پھر ارشاد فرمایا کہ تو جا اور کوئی نشانی طیمور کی لیے جا اور انکے والد کو خیر و عافیت سے اطلاع دینا اور شاہور شیر دل کو لیتا آنا یہ سنکے اسی وقت دیو سلیس جانب شہر حسن آباد روانہ ہوا یہان کی یہ حالت تھی کہ جو لوگ شاہزادہ طیمور کی محافظت کرتے تھے جس وقت وہ خواب سے بیدار ہوے اور طیمور کو نپایا تو نہایت پریشان ہوے ہر چند تلاش کیا مگر طیمور کہان آخر یہ خبر بادشاہ حسن آباد اور خورشید زرین کمر کو ہوئی ان دونون کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اور سبنے غم مین طیمور کے سیہ پوشی اختیار کی تمام شہر حسن آباد ماتم کدہ ہوگیا ایک تو ملکہ کا غم تھا دوسرا غم شاہزادہ طیمور کا ہوا دونون صدمون نے دنیا اندھیر کر دی ایسی حالت مین دونون بادشاہ ایک ہی مقام پر بیٹھے تھے رفقا اور ارکین دولت جمع تھے حکیم دانشور وزیر نے عرض کی کہ اختر شناسون کو طلب کیجیے تا کہ کچھ پتا معلوم ہو حسین کجکلاہ نے کہا کہ یہ لوگ ظاہری تشفی کر دیتے ہین باطن کا حال کون جانتا ہی ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو سلیس پہونچا دیو کی صورت دیکھ کر لوگ اٹھ اٹھ کے بھاگے لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج اور حامد ہمدانی اور تمکین کج کلاہ اور بروت تہمتن یہ لوگ قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈال کر اٹھ کھڑے ہوے اور قصد مقابلہ کیا خورشید زرین کمر نے حسرت سے دیکھ کر دیو سے ارشاد فرمایا کہ اے دیو تو اس وقت آیا ہی جب میرا فرزند دلکش موجود نہین ہی مین اسکی فراق مین جینے سے تنگ ہون آپ پہلے مجھی کو کھالے یہ سنکے دیو نے عرض کی کہ مین قاصد ہون آپ کے فرزند شاہزادہ طیمور شیر سر و اسکا اور خیر و عافیت کے واسطے آیا ہون اگر آپ کو یقین نہین تو یہ بازوبند دیکھیے اور پہچانیے کہ کسکا ہی خورشید زرین کمر نے خوش ہو کے پوچھا کہ طیمور کس مقام پر ہی دیو نے کہا کہ پرزدۂ قاف مین سلیمان صاحبقران کے مہمان ہین اور اپنے بھائی کو بلایا ہی یہ سنکے سبکا غم خوشی سے مبدل ہوگیا اور جو لوگ دیو سے خوف زدہ ہو کے بھاگے تھے وہ بھی پشیمان ہو کر واپس آئے شاہور جلدی سے اٹھ کر دیو کے قریب آیا اور کہا کہ چل مجکو لے چل کہ مجھے ایک پل بغیر اپنے بھائی کے قرار نہین ہی دیو نے شاہور کو گردن پر بٹھا لیا اور اڑ کر جانب پرستان روانہ ہوا وہان سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ جٹ اور سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس بیٹھے تھے اور باتین کر کرکے اسکا دل بہلا رہے تھے کہ دیو شاہور کو لیے ہوے جا پہونچا اور خیر و عافیت بیان کی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اے طیمور چلو تمکو مقامات مشہور کی سیر کرا دین خصوصاً ہمارا ہی اقلیم مین چشمۂ ماہیان عجیب مقام ہی یقین ہی کہ تمنے بھی نام سنا ہوگا طیمور نے کہا کہ ہان مین نے تو نام ضرور سنا ہی بابا یہ بھی سنا ہی کہ اسی چشمۂ ماہیان پر امیر حمزہ عرب سے اور دیو قمار دراز شاخ سے مقابلہ ہوا تھا مین چاہتا ہون کہ اس قصہ کو سنون یہ سنکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے طیمور اگر اس طرح والد ماجد کا نام کوئی دوسرا شخص لیتا تو جاے شکایت ہوتی اور اسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا کہ وہ پھر کبھی اس طرح نام نہ لیتا لیکن چونکہ تو بھی در اصل اولاد انھین حمزہ عرب کی ہی انھ۔۔۔

مجھ سے کہا کہوں اب تو پہلے قصہ حمزۂ عرب کا سن اسکے بعد چشمہ ماہیان کا واقعہ بیان کرونگا ای طیموس سنو جب
مین سن تمیز کو پہونچا تو مجھے میرے ہمجولیوں نے طعنہ دیا خصوصاً اُن لڑکوں نے جو اولاد جناب سلیمان سے
تھی اور ننہالی قرابت مجھ سے رکھتے تھے کہ ای سلیمان اعظم تم ایک حمزۂ عرب کے بیٹے ہو جو ہمچا ور زیادہ
کمینہ ہیں اور ہم اولاد جناب سلیمان ہیں کیا نسبت ہے حسب ونسب کے اعتبار سے حمزہ کو سلیمان سے اسی طرح
ہم تم سے حسب ونسب مین بہتر ہین یہ سنکے مجھے کمال رنج ہوا اور مین نے والدہ ماجدہ یعنی ملکہ آسمان پری
سے جاکے پوچھا کہ سچ بتائیے کیونکر عقد آپ کا حمزۂ عرب سے ہوا اور کیون ہوا مجھے تمام پریزاد
طعنہ دیتے ہین یہ حرکت آپنے ایسی کی کہ نسل مین داغ لگادیا مین آپ کو بھی مار ڈالونگا اور اپنی بھی
جان دیدونگا جب والدہ ماجدہ نے میرے تیور برے دیکھے تو کہا کہ اسکا جواب مین تمھین کل دونگی
مین خاموش ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا آیا اور یہ عہد کرلیا کہ کل انکو ضرور مار ڈالونگا وہان والدۂ
معظمہ نے ایک دیو کو میرے بھائی حمزۂ ثانی کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ بھائی کو تمھارے
اہل پرستان نے بہکادیا ہے اور وہ مجھسے برسر پرخاش ہے تم آکے اُسے سمجھا دو دیو اس وقت
پہونچا کہ بھائی صاحب مقابلہ مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے خیمہ زن
تھے اور خوب خوب مقابلے ہو رہے تھے جس وقت دیو نے وہان پہونچ کے پیام والدہ ماجدہ
کا اُنسے بیان کیا وہ اسی وقت چلے آئے کچھ اپنے لشکر کی تباہی کا خیال نہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ والد
ماجد خانہ کعبہ کو جاچکے تھے اور میرے بھائی اُنکے قائم مقام تھے اور صاحبقران ثانی کے لقب
سے مشہور تھے جب وہ پرستان مین تشریف لائے والدہ معظمہ کی مثل اپنی والدہ ملکہ فیروزہ گہر
تاجدار دختر نوشیروان ملک العادل کسریٰ کی تعظیم کی اور گردن جھکائی میری والدہ ماجدہ نے
اُنسے میری سرکشی کا حال بیان کیا اور کہا کہ تم اپنے بھائی کو سمجھا دو کہ وہ باپ سے برخلاف ہوگیا ہے
بھائی صاحب وہان سے اُٹھے اور اس مقام پر تشریف لائے جہان مین بیٹھا تھا اور وہی بہکانے
والے جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر تم اولاد حمزۂ عرب نہوتے جیسی بھائی تھے ویسے ہی وہ بیٹیان
تمھی ہوتے تو اس سے زیادہ مشہور ہوتے ایک مرتبہ حمزۂ ثانی پہونچے اور اُنھون نے آواز دی کہ
کیون اعظم یہ تم والد ماجد کی شان مین کیا کہتے تھے مین نے جو کچھ والدہ ماجدہ کے سامنے بیان کیا تھا اُس سے
زیادہ بے ادبانہ والد ماجد کا نام لیا بس اُنکو غصہ آگیا اور فرمایا کہ ای اعظم تو نہین جانتا کہ حمزہ صاحبقران
تیرے نانا جناب سلیمان سے زیادہ عالی نسب ہین اسلیے کہ یہ بیٹے جناب عبدالمطلب کے اور
چچا رسول اللہ کے ہین جنکا مرتبہ سلیمان سے کہین زیادہ ہے یہ سنتے ہی مجکو غصہ آیا اور مین نے اُٹھ کے
تلوار ماری اُنھون نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا مین نے تلوار چھوڑ دی اور لپٹ پڑا مین اپنے
دل مین یہ سمجھا تھا کہ انکو بھر بھر مین بلکہ ایک ہی زور مین اُٹھا کر زمین پر مارونگا کہ پیکر چور ہو جائیگا
مگر اُسکے خلاف ظہور مین آیا کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوین دن اُنھون نے فرمایا کہ ای اعظم
ابتک مین نے تیرے زور روکے اب تو میرا زور روک دیکھ حمزۂ عرب کی یہ قوت تھی یہ فرما کر اُنھون
نے میرے بازو پکڑ کے جو زور کیا تو پانچ قدم دوڑاے گئے اور مین لنگر اپنا قائم نہ کرسکا اور وہان سے
جو ہٹکا یا را تو دونون کہنی میری زمین سے مل گئین اور ہاتھ اُنکا کمر زنجیر ہو پڑے تو معلوم ہوا پھر جو خیال
کیا تو اپنے کو سر سے بلند پایا بھائی صاحب نے مجکو مشکین باندھ کر زندان نے بھجوادیا اور والدہ ماجدہ سے
رخصت ہو کر مقابلہ صلصال چلے گئے مین ایک مہینے قید رہا آخر لشکر میرا ہراں ہوا اور خیال ہوا

کہ جسکا بیٹا ایسا ہو وہ خود کیسا ہوگا اور باپ کی مخالفت کرنا سراسر حماقت ہی میں نے اُسی زندان خانہ میں
فی الفور قلم دوات اور کاغذ طلب کرکے ایک عرضی خدمت میں جناب معظمہ والدہ ماجدہ کے تحریر
کی کہ میری تقصیر عفو ہو اب مجھسے ایسی بے ادبی کبھی نہوگی والدہ ماجدہ نے اُس عرضی کو پڑھ کر میرے حال پر
شفقت فرمائی اور مجھے قید سے نجات دی میں آکر قدمون پر گرا والدہ معظمہ نے فرمایا کہ ای سلیمان اعظم
حمزہ عرب وہ شخص تھا جسنے قاف کو سرکشون سے صاف کردیا دیوان گردنکش کے ہاتھ سے میری
عزت بچائی اُس وقت تمہارے نانا شہپال بن شاہرخ نے میرا عقد تمہارے باپ کے ساتھ کیا
اُس وقت مجھے اپنے باپ کی قدر ہوئی اور میں والدہ ماجدہ سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ میں اپنے بھائی سے
معذرت کرونگا اور دیوون کو ساتھ لیکر جانب بردہ دنیا روانہ ہوا ایسے وقت پہونچا کہ جب لڑائی ہو رہی
تھی اور خدا پرستون پر وقت تنگ تھا میں خدا پرستون کی جانب سے شریک جنگ ہوا جب جنگ ختم
ہوئی تو خدمت میں اپنے بھائی کے گیا قدمبوسی حاصل کی حمزہ ثانی نے مجھسے پوچھا کہ میں تو تمہیں
قید کر آیا تھا تم رہا کیونکر ہوے میں نے اپنا عرضی بھیجنا اور والدہ ماجدہ کے اشفاق کا حال بیان کیا اور اُسنے
بھی اپنی جہالت کی معذرت کی بھائی صاحب ہنسے اور مجھے گلے سے لگایا اب ای طیمور چشمۂ ماہیان پر
چلو وہان کی سیر بھی کرو اور اک دلچسپ افسانہ چشمۂ ماہیان کا اور سنو طیمور اُٹھ کھڑا ہوا سلیمان اعظم
کی باتون میں کچھ اسکا غم غلط ہوا سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک اور صاحبقران قاف
طیمور کو لیے ہوے چشمۂ ماہیان پر آئے دیکھا طیمور نے کہ عجب با فضا مقام ہی بیچ میں چشمہ نہایت
خوبصورت ہی پانی نہایت مصفا مچھلیان عجب عجب قسم کی تیرتی پھرتی ہین کہ کبھی ایسی مچھلیان نہ دیکھی
تھیں پورا چشمہ ایک چشم معلوم ہوتا ہی گرد گرد پانی ہوئی آنکھ کی طرح نا پائداری دنیا پر محزون وگریان
ہی کہ کبھی اس مقام پر کیا کیا جلسے رہتے تھے وہ جناب سلیمان کا تشریف لانا وہ پریون کے غنچے اور
محجاب ہوکر رہنا گرد چشمہ کے ایسی عمدہ عمارت سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کی بنی ہوئی تھی کہ دیکھکر
چشم نظارہ کو فرحت حاصل ہوتی تھی نقش ونگار دیوارون پر ایسے بنائے گئے تھے کہ دیکھنے
سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہی جس مقام پر جو بیل بنادی تھی ابتک یہ معلوم ہوتا ہی کہ اصلی بیل بوٹون
پر چڑھادی گئی خوشۂ انگور کی تازگی دیکھکر طبیعت کو مائل کرتی تھی پھولون کی تازگی پر بے اختیار
سونگھ لینے کا ارادہ ہوجاتا تھا اسی سیر کی حالت میں طیمور نے سلیمان اعظم سے پوچھا کہ کیون حضور
اس چشمہ کو چشمۂ ماہیان کس وجہ سے کہتے ہین سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای طیمور سبب اسکا یہ ہی کہ یہ
چشمہ ایک ماہی کی آنکھ ہی جسمین برسات کا پانی بھر گیا ہی کسی وقت میں اس مقام پر دریا تھا جسمین اتنی
بڑی مچھلیان پیدا ہوتی ہین کہ انکی آنکھ برابر چشمہ کے ہی قدرت خدا سے اس چشمہ مین ایسی مچھلیان پیدا
ہوتی ہین کہ تمام عالم کے کسی چشمہ مین نہین ہین جسوقت جناب سلیمان نے اس چشمہ کو دیکھا نہایت پسند
فرمایا اور اسکو اپنی سیرگاہ قرار دیکر گرد اسکے یہ عمارت بنوائی جیسے تم دیکھ رہے ہو کہ ابھی کی بنی
ہوئی معلوم ہوتی ہی طیمور نے کہا اب افسانہ حمزہ صاحبقران کا بیان کیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا
کہ ایک روز حمزہ صاحبقران اسی چشمۂ ماہیان کے اندر نہا رہے تھے اور والدہ مہربان ابھی نہا
رہی تھیں یہ خبر دیو چہار دراز شاخ کو ہوئی کہ تیرا باپ دیو عفریت جس آدمزاد کے ہاتھ سے
مارا گیا تھا وہ اس وقت چشمۂ ماہیان پر نہا رہا ہی اس سے بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ہاتھ آئیگا
یہ خبر پاکے دیو چہار دراز شاخ آیا اور اُسنے شاخ ماری کہ صاحبقران کا بازو توڑکے نکلگئی

دیو نے چاہا شاخ پر امیر کو اٹھا لون اور امیر نے تنگ مارا شاخ دیو کی ٹوٹی اور بازو مین لگی امیر یا توحیر
نے ایسی حالت زخم داری مین دیو کو زیر کر کے مارا بعد اسکے بمشکل شاخ دیو کی بازو سے نکالی گئی پہ انھین
کی جرأت تھی کہ تیور پر بل نہ آیا بعد اسکے مرہم سلیمانی لگایا گیا تو زخم مندمل ہوا ای طیمور مین نے تمہارے
سامنے وہ حالات بیان کیے ہین جو ناگفتنی تھے غیر کے سامنے بیان کرنے کے لائق ہرگز نہ تھے اگر تم
غیر ہوتے تو مین تم سے ایسی باتین نہ بیان کرتا مگر چونکہ تم عزیز ہو جو میرے بزرگ ہین وہ بدرجہ اولے تمہارے
بزرگ ہین اس وجہ سے مین نے تمھارے سامنے اپنی والد ماجدہ تک کا حال اور اپنی جراحات سب
بیان کی طیمور نے کہا کہ بار بار آپ مجھکو اپنا عزیز فرماتے ہین اگرچہ بات قابل افتخار ہے مگر میری سمجھ
مین نہین آتا کہ آپ ایسا کیون فرماتے ہین بادشاہ شہر زرینہ کا بیٹا آپ فرزند صاحبقران و نونہال آپکا
پرستار و میری آپکی کیا مناسبت ہے سلیمان اعظم نے فرمایا ای طیمور یاد رکھ کہ تم ہمین مین سے ہو
اور ہرگز بادشاہ زرینہ کے فرزند نہین ہو یہ راز تمپر بہت جلد ظاہر ہو جائیگا تم مین نشانیان ہمارے
خاندان کی موجود ہین یہ فرما کر آئینہ منگوایا اور طیمور کو خال و خط ابراہیمی اور گیسوان اسمعیلی اور رگ ہاشمی
دکھا کر ارشاد فرمایا کہ سوا اولاد صاحبقران کے یہ علامتین کسی مین نہین ہوتی ہین طیمور نے دیکھا
تو واقع مین جو نشانیان مجھمین پائی جاتی ہین وہی سلیمان اعظم سلیمان کوچک سلیمان صاحبقران
سب مین موجود ہین طیمور نے گردن جھکا لی اور اسے یہ فکر ہوئی کہ دیکھون کسی اور مین بھی علامتین
ہین یا نہین پس اسنے شاہپور پر خیال کیا تو شاہپور مین بھی یہ نشانیان نپائین سلیمان اعظم سے کہا
کہ یہ تو میرا حقیقی بھائی ہے اسمین یہ علامتین کیون نہین ہین سلیمان اعظم نے ہنس کے فرمایا کہ اگر یہ علامتین
نہین ہین تو ہرگز یہ تمھارا بھائی بھی نہین ہے طیمور یہ سنکے اور بھی متوحش ہوا جب یہان کی سیر سے
فراغت ہوئی اور قصر گلستان ارم مین واپس آئے تو سلیمان اعظم نے ایک رقعہ درویش
سلیمان روشن ضمیر کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ایک سخت ضرورت سے مین چاہتا ہون کہ کسی وقت آپ سے
ملون جب یہ رقعہ درویش کو پہونچا تو انھون نے جواب مین تحریر کیا کہ کل بعد نماز صبح کے تشریف
لائیے سلیمان اعظم نے طیمور سے ارشاد فرمایا ای طیمور اب یہ رات تو کسی طرح گزارو صبح کو تمھاری تسکین
خاطر کے سامان ہو جائینگے مین تمکو اُن مرد بزرگ کے پاس لے چلونگا جنسے مقصد دلی تمھارا پورا
ہو جائے گا طیمور نے کہا کہ رات ہر طرح گذر جائیگی سوا اسکے کہ بعض زمانہ خوشی سے بسر ہوتا ہے اور
گذر جاتے معلوم نہین ہوتا بعض زمانہ سختی سے گذرتا ہے الحاصل سلیمان اعظم تو تشریف لے گئے
سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس دو پہر رات گئے تک موجود رہے آخر اپنی مسہری بھی وہین منگالی
اور طیمور سے باتین کرتے کرتے آرام کر گئے طیمور صبح تک جاگا کیا اسکو نیند نہ آئی جب وقت
موعود آیا تو سلیمان اعظم تشریف لائے اور طیمور کو لیکر طرف مسکن درویش کے روانہ ہوے سلیمان
صاحبقران اور سلیمان کوچک بھی ساتھ تھے جب اس احاطہ مین پہونچے جہان درویش رہتے تھے
تو دیکھا کہ چمن نہایت آراستہ و پیراستہ ہے درویش روش پر تسبیح لیے ہوئے ٹہل رہے ہین درویش نے
جو سلیمان اعظم کو آتے دیکھا چند قدم استقبال کے واسطے بڑھے سلیمان اعظم وغیرہ نے سلام کیا درویش
نے طیمور کی طرف دیکھکر مسکرا کے فرمایا کہ نہ یہ قاف مین آتے نہ ہم آپ کو یاد آتے سلیمان اعظم نے
کہا کہ مین اس وجہ سے حاضر نہین ہوتا ہون کہ میری وجہ سے آپکی عبادت مین فرق آئیگا اسکا سبب یہی
ہونگا الحاصل درویش سلیمان روشن ضمیر نے سب کو لا کے ساتھ فرش کے بٹھلا طیمور درویش کو

حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ چہرہ کسقدر نورانی ہی ہاتھ مین موتیون کی تسبیح ہی مگر درویش کے دانتون کی
خوشنمائی موتیون کو بے آب کیے دیتی ہی جس وقت سب اطمینان سے بیٹھے تو سلیمان اعظم نے
درویش سے کہا کہ اس وقت ایسی ہی ضرورت تھی کہ مین نے آپ کو تکلیف دی مین چاہتا ہون
کہ آپ طیمور کے حال پر غور فرمائین درویش نے تجاہل کر کے شاپور کو پوچھا کہ یہ کون ہی طیمور
نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی درویش مسکرائے اور جانب فلک دیکھ کر کہنے لگے کہ کیا تیری قدرت ہی
اپنے بندے کی پرورش کے تونے کیا کیا ذریعہ نکالے ہین کہ جو دشمن جان وہی پرورش کرنے والا
اون کو بھاڑ کے کھا گیا اور بچون اپنے بچون کی طرح پالا یہ باتین طیمور حیرت سے سنتا گیا مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا
کہ درویش کیا فرما رہے ہین بعد اسکے درویش مراقبہ مین گئے اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کے فرمانے
لگے کہ اے صاحبقران اعظم کہا پوچھتے ہو اسکا گذشتہ حال بیان کرون یا آیندہ سلیمان اعظم نے
کہا کہ پہلے حال گذشتہ بیان کیجیے بعد اسکے آیندہ کی نسبت ارشاد فرمائیے جو کچھ آپ کو نجوم سے
ثابت ہو بیان فرمائیے مگر میری التجا اسقدر جناب سے ضرور بالضرور ہی کہ جو کچھ حال آیندہ ہو وہ مجھے
ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائے کیونکہ جو کچھ آپ مجھے بتلائین گے مین اسکو بہت درست مانونگا
اور ذرا بھی اپنے دل مین شک و شبہہ نہ لاؤنگا درویش نے کچھ حساب لگا کے کہا کہ اے طیمور تم مرض فراق
مین مبتلا ہو شب عروسی تمھاری بی بی غائب ہو گئی اور وہ شاہزادی شہر حسن آباد کی ہی یہ سنکے طیمور
نے کہا کہ آپ تو اس طرح بیان فرماتے ہین کہ گویا دیکھ رہے تھے اب یہ بیان فرمائیے کہ وہ کہان ہی
اور اسے کون لے گیا طیمور کے اضطراب پر درویش مسکرا رہے تھے فرمایا اے نبیرۂ صاحبقران جبکہ
تیری عروس گیارہ برس کی تھی اس وقت سے شمیم جادو کا بیٹا اسپر عاشق ہوا تھا اور اُسنے اپنی مان شمیم جادو
سے بیان کیا تھا شمیم جادو نے کہا تھا کہ جب وہ جوان ہوگی تو مین اسے لا دونگی جب خبر شمیم جادو کو پہونچی کہ
اب اسکی شادی ہو رہی ہی تو وہ آئی اور بحالت عروسی مین اُسکو اٹھا لیگئی لیکن یہ تیرا اقبال تھا کہ قبل
پہونچنے شمیم جادو کے مکان گرا اور بیٹا شمیم جادو کا دب کے مر گیا شمیم جادو بہت روئی اور عروس کو تیری
اپنے پاس رکھا یہ سمجھکر کہ یہ نشانی میرے فرزند کی ہی اور وہ ساحرہ رہنے والی طلسم عجائب بہار سلیمانی کی
ہی جبتک طلسم فتح نہوگا اس وقت تک تیری عروس کا ملنا غیر ممکن ہی یہ سنکے طیمور نے عرض کی کہ
مجھے پتہ معلوم ہو تو مین آپ جاؤن درویش نے کہا کہ فاتح اس طلسم کا سوا تمھارے کوئی نہین ہی مگر
تم بھی اس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے ہو جبتک دین اسلام نہ اختیار کرو اسلیے کہ لوح کام نہ دیگی اور
طلسم بغیر اعانت لوح کے فتح نہین ہو سکتا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ میرا نام دیکھیے درویش نے
کہا کہ سوا طیمور کے کوئی فاتح اس طلسم کا نہین ہی اور یہ مسلمان نہین ہی اگرچہ اولاد صاحبقران مین ہی
لیکن بغیر اسلام اختیار کیے فاتح طلسم نہین ہو سکتا یہ سنکے طیمور نے کہا کہ آپ مجھے گالیان دیتے ہین
مین بادشاہ شہر زرینہ کا فرزند ہون مجھ سے اور صاحبقران سے کیا نسبت ہی درویش نے کہا اے
نادان تو اپنے حال سے واقف نہین ہی مجھ سے سن باپ تیرا ایرج نوجوان دادا تیرا قاسم شاہزادہ خاور
سپاہ تھا جسکی تلوار سے ہمیشہ خون برسا کیا اور مان تیری بادشاہ طلسم لالہ زار سلیمانی کی دختر ملکہ مہ جبین
گل لالہ پوش تھی واقعہ تیرا یہ ہی کہ جب ایرج نے طلسم لالہ زار کو فتح کیا اور ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش سے عقد کیا
تمام ساحرون نے مسلمان ہو کر سحر سے توبہ کی ایرج وہان سے چلے آئے مریخ وزیر بہکرام نے فوج کشی کی تیرے نانا کو مارا
تو اسوقت تک پیدا نہوا تھا مان تیری حاملہ تھی اور یہ لڑکا جسے تو بھائی کہتا ہی یہ تیرے باپ کے عیار نشاپور شیر دل کا

فرزند ہی تیری مان کے وزیر زادی سے اور شاپور سے عقد ہوا تھا وہ بھی حاملہ تھی دیکھو جو علامتین اولاد
صاحبقران کی ہین وہ سب تجھ مین موجود ہین اور شاپور مین ایک بھی نہین ہی الحاصل مان تیری
اور اُسکی وزیر زادی دونون خوف کے بھاگین راستے مین اک سوداگر ملا اُسنے نیت بد کی ان
دونون نے بد دعا کی جہاز اُسکا تباہ ہوا یہ دونون اک تختہ پر بہتی ہوئین صحرا مین پہونچین وہان تو پیدا
ہوا اور شاپور اک شیر نے تیری مان اور اُسکی مان کو مار ڈالا بعد اُسکے اک شیرنی نے اپنا دودھ
پلا پلا کے تم دونون کو پرورش کیا یہ وہی اثر ہی کہ کسیکی نگاہ تجھ سے چار نہین ہو سکتی تیری آنکھ مین شیر
کی آنکھ کی تاثیر ہی بادشاہ شہر زرینہ جسے تو اپنا باپ سمجھتا ہی اُسکا تو لڑکا نہین ہے اُسنے
بادشاہ کو خبر دی کہ اگر آپ شکار کو جائینگے تو دولت لازوال پائینگے بادشاہ شکار کو گیا اور تم دونون کو
اُٹھا لایا شیرنی سر پھوڑ کے مر گئی بادشاہ نے تم دونون کو پرورش کیا طیمور نے کہا کہ میری ایک
بہن بھی ہی درویش نے کہا وہ بھی تیری بہن نہین ہی بلکہ بادشاہ شہر زرینہ کی دختر ہی اگر تجھے میری
بات کا یقین نہو تو جا کر بادشاہ شہر زرینہ سے پوچھ لے مگر بغیر کسی دباؤ کے وہ سچ سچ نہ بتائے گا یہ سنکے
طیمور نے کہا کہ مین ضرور دریافت کرونگا اگر اُسنے بھی یہی بیان کیا کہ مین تمکو جنگل سے لایا تھا تو مین
آپکے سب قول صحیح سمجھونگا اور اُسی وقت دین اسلام اختیار کرونگا درویش نے کہا تم جا کر
دریافت کر لو طیمور وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا سلیمان اور سلیمان صاحبقران وغیرہ سب درویش
سے رخصت ہو کر گلستان ارم مین آ گئے طیمور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ مجھے شہر
حسن آباد مین بھجوا دین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ فرما کر
دیوون کو حکم دیا دو تخت رواں لیکر حاضر ہوے ایک تخت پر سلیمان صاحبقران اور طیمور
بیٹھے اور ایک پر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک اور با جاہ و حشم جانب شہر دگہ ہنا روانہ ہوے
شہر حسن آباد مین طیمور کی خبر نایافت ملنے سے وہ اضطراب ہر طرف ہو گیا تھا لیکن ملکہ کی جدائی
کا ملال مثل ابر کے دیوون پر چھایا ہوا تھا ایک روز خورشید زرین کمر اور حسین تاجدار مع
ارکین دولت باغ مین بیٹھے تھے اور کاہن جمع تھے حسین کجکلاہ اپنی دختر کی بابت دریافت
کر رہا تھا کہ اک کاہن نے کچھ سوچ کے کہا کہ دختر آپکی اچھی طرح ہی اور بہت جلد شوہر اُسکا
اُسے طلسم سے رہا کر کے لائے گا حسین کجکلاہ نے کہا مجھے کیونکر یقین ہو منجم نے کہا
کہ آپ کا داماد گھڑی بھر کے اندر پردہ قاف سے آ جائے گا اگر یہ حکم میرا صحیح ہی تو سب احکام
قابل اعتبار ہین بادشاہ نے کہا کہ اگر طیمور گھڑی بھر مین نہ آئے تو تیرے لیے کیا سزا معین
کی جائے منجم نے کہا مین خوشی سے سزائے موت کو قبول کرتا ہون بلکہ اپنے واسطے خود سزائے
موت معین کرتا ہون اس تقریر کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہوگا کہ جانب آسمان سے نقارہ کی صدا پیدا
ہوئی دیکھا کہ آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری پریزادون لیے ہوے طیمور اک شخص جوان
رعنا کے ساتھ تخت پر سوار تخت کو دیو اُٹھائے ہوئے چلا آتا ہی اور ایک تخت اور ہی اُسپر اور
اک مرد بزرگ اور ایک نوجوان بیٹھے ہین انکے رعب سے یہ دونون بادشاہ برائے تعظیم
اُٹھ کھڑے ہوے سواری طیمور کی نہایت جاہ و احتشام سے پہونچی پریزاد دین باغ مین جمع ہوگئین
طیمور نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ تینون صاحب فرمانروائے ملک قاف ہین سب مین جو کچھ جانتا
ہون وہ انھین کا فیض تعلیم ہی اور یہ مجھپر اشفاق بزرگانہ فرماتے ہین خورشید زرین کمر نے

شکریہ ادا کیا طیمور نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ ای بادشاہ جلیل القدر آج مین گستاخ ہو کر ایک بات پوچھتا ہون اور چاہتا ہون کہ جواب اسکا صحیح صحیح عنایت ہو وہ یہ ہی کہ آپنے مجکو کہان سے پایا اگر آپ سچ بتا دینگے تو مین زندگی بھر آپ ہی کو اپنا باپ سمجھونگا بھی اور کہونگا بھی اور جو بزرگی آپ کی کرتا ہون اس سے زیادہ کرونگا اور اگر غلط بتاینگے تو مین تمام احسانات دل سے بھلا کر عدو جان ہو جاؤنگا طیمور اس طرح تیور دن پر بل ڈال کے کہا کہ خورشید زرین کا مگر دل مین خوف زدہ ہوا اور کہا کہ ای فرزند اصل تو یہ ہی کہ مجھے میرے وزیر نے قاعدۂ نجوم سے دریافت کر کے خبر دی تھی کہ آپکو صحرا سے دو لڑکے ملینگے جنسے آپکی حکومت کو ترقی ہوگی مین صحرا مین گیا تو شیرنی کے بھٹ سے تمکو پایا حسب ہدایت وزیر اٹھا لایا شیرنی بعد کو پہونچی اور ساحل پر سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئی اسکے آگے مین نہین جانتا کہ تم کسکے فرزند ہو بس یہ سنتے ہی طیمور کو یقین ہوا کہ درویش نے جو کچھ کہا تھا وہ سب صحیح ہی سلیمان صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اب مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مین اس دین کی طرف مائل بھی تھا اور اب یہ بات بھی مجھے معلوم ہو گئی کہ میرے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے لہذا جو اس مذہب کو اختیار کیا چاہتے وہ کیا کرے سلیمان صاحبقران نے کلمہ تلقین فرمایا طیمور کلمہ پڑھ کے بیع شاہور از سر صدق مسلمان ہوا اور بادشاہ زرینہ اور بادشاہ حسن آباد کی طرف دیکھ کے کہا کہ آئینہ پری تو ایک وضعدار تھی اور بات کی پردہ پوش تھی ورنہ آئینہ کیا چیز ہی مین چاہتا ہون کہ جو مذہب مین نے اختیار کیا ہی اسے آپ بھی اختیار کرین کہ یہ مذہب برحق ہی مجھے پرستان مین درویش حقیقت کیش سیماب روش نے بھی آگاہ کیا ہی کہ ای طیمور طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور لوح بغیر دین اسلام اختیار کیے ہدایت نکرے گی تیغ وہ بکی تجھ کو نہ دے گی اور جبتک طلسم فتح نہوگا ملکہ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی ان دونون بادشاہون نے دین اسلام اختیار کیا اور جسقدر سلاطین و ارکین سلطنت تھے سب کے سب کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوے اور اسی وقت شہر کے بتخانون اور آئینہ خانون کو منہدم کرا کر مسجدون کی بنا ڈالی اب طیمور سلیمان صاحبقران کی طرف مخاطب ہوا اور عرض کی کہ آپ کے یہان کیا طریقہ ہی کیونکر طلسم فتح ہوتا ہی فرمایا کہ ہر وقت مشکل مین جب عقل کام نہین دیتی ہی تو ہم لوگ اپنے پیدا کرنے والے سے استغاثہ کرتے ہین جب دعا قبول ہوتی ہی تو عالم رویا مین کوئی راہبر آتا ہی اور وہ طریقہ فتح طلسم کا تعلیم کر جاتا ہی طیمور نے بارگاہ کے برپا ہونے کا حکم دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم ابھی ناتجربہ کار ہو کوئی طلسم تمنے فتح نہین کیا ہی مین تمہارے ساتھ چلونگا طیمور نے کہا کہ جب آپ نے پہلا طلسم فتح کیا ہی تو کوئی آپ کے ہمراہ تھا یا نہ مین تنہا گیا تھا طیمور نے کہا کہ جس خدا کی امداد سے آپنے طلسم فتح کیے ہین مین بھی اسکی امداد چاہتا ہون حضور یہین تشریف رکھین سلیمان صاحبقران نے طیمور کی ہمت پر آفرین کی اور فرمایا کہ ای طیمور اب مین بھی جانب پردۂ قاف جاتا ہون اسلیے کہ مین نے سنا ہی کہ دیوان سرکش پھر جمع ہو رہے ہین اور خروج کرنے والے ہین طیمور نے صاحبقران کو رخصت کیا یہ تو اس طرف روانہ ہوتے ہین اور یہان طیمور داخل عبادت خانہ ہو کر مصروف دعا ہوتا ہے لیکن اب یہان سے

چند کلمہ داستان نصرت نشان صاحبقران حق پرست یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین خجستہ آغاز کلام

اپنے صدقے مین چمن کرنے دے آباد مجھے
دے رہائی مجھے کر غنچہ صفت شاد مجھے
خار کیون دیتا ہی کیون کرتا ہی برباد مجھے
فصل گل آئی ہی للہ کر آزاد مجھے
چھوڑ دے کنج قفس سے ارے صیاد مجھے

خاک مین سبکو ملاتی ہی جوانی اسکی
اب کہانتک مین کہون رام کہانی اسکی
موت کا آتا ہی پیغام زبانی اسکی
نہین افسون سے ہی کم سحر بیانی اسکی
کیون نہ شیشے مین اتارے وہ پریزاد مجھے

اپنے جانباز کا اب کسلیے غم کرتا ہی
امتحان آہ مرا کس واسطے کم کرتا ہی
سر مرا کر دے قلم تو جو قلم کرتا ہی
نیم جان چھوڑ کے جاتا ہی ستم کرتا ہی
ہاتھ اک اور لگا تیغ کا جلاد مجھے

نہ تو رکھا مجھے دنیا کا نہ دین کا رکھا
آسمان کا مجھے رکھا نہ زمین کا رکھا
نہ یہین کا مجھے رکھا نہ وہین کا رکھا
کھل گیا راز محبت نہ کہین کا رکھا
عجب رسوا کیا تو نے دل ناشاد مجھے

دل ہی ملتا ہی نہ وہ بت ہی کہین ملتا ہی
کس سے مین پوچھون ہر اک سے پر کہین ملتا ہی
نہ مکان ملتا ہی مجھکو نہ مکین ملتا ہی
آج پہلو مین پتہ اسکا نہین ملتا ہی
بھول آیا ہون کہان دل یہ نہین یاد مجھے

حسن نے مشتاق کیا تیغ لگانے مین تمھین
کردیا فرد ہر یکان مٹانے مین تمھین
تیرے باعث سے ہوا حل ستانے مین تمھین
مجھا جانب از لے گا نہ زمانے مین تمھین
خاک اڑاؤ گے کرو الیسا نہ برباد مجھے

کشش رکھتی ہی یہ جذب محبت تیری
شکیبا ہجر میسر ہوئی وصلت تیری
جسکے باعث سے ہوئی مجھکو زیارت تیری
مین نہ آتا تھا عدم سے مگر الفت تیری
کھینچ لائی ہی سوے عالم ایجاد مجھے

جمع ہین اور بھی ناشاد قفس کے اندر
اتنا کر دے مجھے آزاد قفس کے اندر
اپنے غنچہ دل یاد قفس کے اندر
بند کرتا ہی جو صیاد قفس کے اندر
آج دل کھول کے کرنے دے فریاد مجھے

قصد پھر اسنے کیا میرے ستانے کے لیے
آج خنجر مجھے شکل گل تم اپنا دکھانے کے لیے
گرنہ جاؤ لگا تو لکھا ہی خود آنے کے لیے
آدمی بھیج دیا اپنا بلانے کے لیے
آج اس مہ نے تڑپا کیا پھر یاد مجھے

سنو بیان شنوا ای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ راندہ درگاہ خدا یعنی ساریق بن لقا ہاتھ سے صاحبقران حق نژدہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے شکست کھاکر افتان وخیزان دریا پر پہونچا اور دریا عبور کر کے داخل شہر افلاکیہ ہوا افلاک نے بہر استقبال کر کے لیگیا اور ساریق نے واسطے سامان دعوت مہیا کیا اور کہا کہ آپ اطمینان رکھیے کیا مجال ہی کسیکی کہ یہانتک بغیر ہمارے حکم کے کوئی قدم بھی رکھ سکے اور ایک نامہ سوخت نہنگ دیبا نشین اپنے بھانجے کو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ تم شہر کے محافظ ہو یہ وقت ہوشیاری

اور نگہبانی کا ہو خداوند باختر میرے یہان مہمان ہورہے ہین تعاقب مین انکے خدا پرست آتے ہین
انکو ہرگز دریا سے اترنے نہ دینا جس وقت یہ نامہ نہنگ دریا نشین کو پہونچا اور نہنگ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے ناوک اندازون کو ساحل کی نگہبانی پر مقرر کیا اور آپ بھی ہوشیاری سے نگہبانی
کرنے لگا یہان کی تو یہ حالت ہے اور وہان صاحبقران عالیشان نے تمام ملک سارلقیہ کو اسلام آباد کیا
مسجدین بنگئین ہر مقام پر آواز اذان بلند ہوئی جس جگہ کفار سنکہ اور ڈہبہ دبجایا کرتے تھے ہان آواز
تکبیر کی بلند ہوگئین اتنے مین ہرکارے واپس آئے اور بعد دعا و ثنا ے شاہی بجالانے کے عرض کی
کہ ساریق بن یقابھاگ کے شہر افلاکیہ مین پناہ گزین ہورہے اور افلاک دیوسر حاکم افلاکیہ نے
اسکو پناہ دی ہے یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے فاصلہ شہر افلاکیہ کا دریافت کیا اور اچھی تاریخ
دیکھکر جزبیل بن عدیل بن عادی سے پیش خیمہ روانہ ہونے کا حکم دیا اور انتظام ملک سارلقیہ
کے واسطے یوسف مکرانی کو معین کیا بعد اسکے خود بھی کوچ کرکے مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام
جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ آگے آگے تو جزبیل عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوئے
اور کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلے جاتے ہین اور بعد عادی کے سلسلے کے ساتھ تمام سردار یکے بعد دیگر
چلے جاتے ہین یہانتک کہ جاتے جاتے جزبیل بن عدیل بن عادی کنارے دریا کے پہونچے
اور بارگاہ نصب کی جیسے ہی آمد لشکر دیکھی نگہبانون نے تمام جہاز اور کشتیان کھینچ کے اس پار
لگالین اور طوفان تیرانداز بارہ ہزار تیراندازون سے محافظت ساحل مین مصروف ہوا زیر قلعہ طوفان
تیرانداز اپنی فوج کو لیے ہوے موجود تھا اور قلعہ مین نہنگ دریا نشین بھانجا افلاک دیوسر کا
چالیس ہزار سوار کی فوج سے موجود تھا جسوقت اسنے دیکھا کہ امیر کا پیش خیمہ آگیا تو اسنے
طوفان تیرانداز سے اور تاکید کی کہ خبردار کوئی اس پار نہ آنے پائے اسلیے کہ حکم خداوند کا نہین ہے
طوفان تیرانداز نے کہلا بھیجا کہ مین نے کشتیان اور بیڑے سب اس طرف کھینچ لائے ہین جب
دوسرا دن ہوا تو نہنگ دریا نشین فیل بند دروازے پر آکے بیٹھا دوربین لگا کے جانب
صحرا دیکھنے لگا کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جب آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا
تو گرد سے سرداران صاحبقران مثل طلحہ بن لندھور اور مملوک بن یالک اور کرد بن بہرام
اور ہرمز ناک بن مرزبان اور ہیرمز بن فرامرز عماد مغربی اور قہور بن جمہور بتر زن
اور مختشم بن ہاشم اور بلقیس بن قہور اور داراب ثانی اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور صف
انجم طلعت اور شہنشاہ صف شکن اور سہراب بن رستم اور رفیع البخت اور وحید الملک
اور صاحبقران اوسط سکندر رستم خو کہانتک بیان کیا جاے کہ کئی روز تک برابر لشکر
آیا کیے آخر مین سواری صاحبقران عالیشان کی مع بادشاہ اسلام اس جاہ و حشم کے ساتھ نمودار
ہوئی یہان سے سب سردار گئے اور پیشوائی کرکے لائے صاحبقران اور بادشاہ داخل بارگاہ
ہوئے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو کنارے دریا کے تشریف لائے دیکھا کہ دریا نہایت زخار ہے
نہ کوئی پل بنا ہے جسپر سے ہوکے اس پار جائین نہ پاٹ ایسا ہے جسپر مختصر سا پل بنا لیا جاے کشتیان
اور جہاز جسقدر ہین وہ حریف کے اختیار مین ہین اس وقت صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
کیا تدبیر کرنا چاہیے خضران نے عرض کی کہ یا امیر دو چار کشتیان نئی تیار ہوسکتی ہین اور جہازون
کے تیار ہونے کے واسطے تو اک زمانہ چاہیے اور پھر ابھی جب سوار ہوکے جائینگے تو لڑائی ضرور

ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ تم صرف ایک کشتی ایسی تیار کرو جسپر چھ سات سو آدمی سوار ہو سکین خضران نے اُسی وقت صحرا مین جاکر چند درخت تجویز کیے اور انھین کٹوا کے نجارون کو بلاکر نقشہ کشتی کا بنا کے دیا نجارون نے کشتی بنانا شروع کی جب کشتی تیار ہوئی تو فضل تتاری نے صاحبقران کی خدمت مین آکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو یہ غلام جاکر ساحل پر قبضہ کرے اور کشتی روانہ خدمت کرے لشکر انھین کشتیون پر سوار ہوکے اُتر آئے صاحبقران نے سر سے پاؤن تک فضل تتاری کو دیکھا اور فرمایا کہ تمھین معلوم ہے کہ ساحل تک پہونچنے مین کیا کیا افتادین ہین فضل تتاری نے عرض کی کہ ابھی تو کوئی بھی آگاہ نہین ہے جس وقت مین جاؤنگا اُس وقت مجھے بھی معلوم ہو جائے گا بلکہ سب آگاہ ہو جائینگے اور غلام کا مقصد اصلی یہ ہے کہ زندگی بحرمت پرستی مین گذری ہے وقت آخر ہے کوئی ایسا کام ہو جائے کہ جو خدا کو پسند آئے اور جسکے بہانے سے بخشش ہو جائے اگر مین نے دریا عبور کر لیا تو غازیون مین نام لکھا گیا اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت پر فائز ہوا اب مین یہی مرادہ ہے جسمین مرنے کے سوا کوئی امید نہین بلکہ مال کا وارث بھی موجود ہے بعد میرے ارقم فرزند میر آستانت کرے گا اسنے یہ ایسی باتین کہین کہ صاحبقران نے مجبور ہوکے اجازت دی اُس وقت کشتی دریا مین ڈالی گئی اور فضل تتاری کشتی پر سوار ہوکے چلا کوئی پانچ سو آدمی مسلح اسکے ساتھ تھے اُس طرف طوفان تیر انداز نے دیکھا کہ ایک کشتی اُس طرف سے آتی ہے بس یہ بھی اپنے ہمراہیون سمیت کشتی پر سوار ہوا اس طرف سے یہ کشتی چلی اور اُس طرف سے وہ کشتی چلی جسوقت سامنا ہوا تو تیر چلنے لگے فضل تتاری کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور طوفان تیر انداز کے ساتھ بارہ سو تیر انداز تھے اور دو کشتیون پر تھے ایک کشتی داہنے جانب ہے اور ایک بائین جانب جس وقت کشتی فضل تتاری کی بیچ مین پہونچی تو طوفان تیر انداز نے تیرون کی بوچھار کی پہلے حملہ مین سو آدمی فضل کے مارے گئے ان لوگون نے بھی دوش سے کمانین لین اور تیر باری شروع کی جب یہ داہنی جانب رُخ کر کے ناوک اندازی کرتے تھے تو بائین جانب سے تیر آتے تھے اور جب یہ بائین جانب رُخ کرتے تھے تو داہنی جانب سے تیر اندازی ہوتی تھی ہر حملہ مین سو سو آدمی مارا جاتا تھا آخر جسقدر لوگ فضل تتاری کے ہمراہ تھے مع فضل مارے گئے اور کشتی غرق ہو گئی صاحبقران کو فضل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور غصہ مین خضران سے فرمایا کہ ایک کشتی اور تیار کرو اب مین آپ جاؤنگا خضران کشتی کی تیاری مین مصروف ہوے اُدھر طوفان تیر انداز خوشی خوشی واپس ہو کر ساحل پر گیا اور فتح نامہ تحریر کر کے نہنگ دریا نشین کو بھیجا مضمون یہ تھا کہ آپ کے اقبال سے ایک لڑائی مین نے فتح کی ایک کشتی اُس طرف سے آئی مین نے ایسے تیر مارے کہ کُل اہل کشتی کو نشانہ کیا اور کشتی غرق کر دی نہنگ دریا نشین نے طوفان تیر انداز کو خلعت بھیجا اور کہا کہ خوب نگہبانی کرنا کہ حریف کا بہت بڑا ہے لیکن کوئی ذریعہ دریا عبور کرنے کا نہین ہے جب تدارک کشتیان وہ لوگ بنائین اور اس طرف آنے کا قصد کرین تو اُنکو تیر باران کر کے غرق کر دینا مگر آنے نہ دینا یہان جس وقت دوسری کشتی بھی تیار ہوئی تو خضران نے آکر صاحبقران سے عرض کی کہ کشتی تیار ہے صاحبقران تشریف لائے کشتی کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ کشتی کو دریا مین چھوڑ دو اور مین بادشاہ اسلام سے رخصت ہو لون تو سوار ہو کر جاؤن کشتی دریا مین چھوڑ دی گئی صاحبقران عالیشان نے خدمت مین بادشاہ اسلام کے جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ مقبول بن مقبل وفادار حاضر ہوے اور عرض کی کہ یہ

مقابلہ خاص ہمارے کرنے کا ہے یہ کام حضور کا نہین ہے آخر ہمنے بھی تو علم تیر افگنی کو برسون حاصل کیا
ہے اور خاندانی ناوک اندازین ہمارے جوہر دکھانیکا موقع تو بہت ہی کم آتا ہے اور سردار تو لڑا ہی
کرتے ہین اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبول اول تو تم نشانی ہو مقبل وفادار کی جو
بچپن سے رفیق حمزہ صاحبقران اول تھے دوسرے یہ کہ تم امین ناموس ہو یہ مرتبہ اور
کسی سردار کو حاصل نہین ہے کہ حفاظت ناموس آپکے سپرد کی گئی ہو اسکے علاوہ اب سن تمھارا یہ ہے کہ خانہ نشینی
کر کے ساتھ راحت کے بسر کرو اور فرزند تمھارا قبیل جسکا نام ہے وہ تمھارا قائم مقام ہو مقبول نے عرض
کی کہ غلام اب زندگی سے سیر ہے میرے ساتھ والے سب راہی ملک عدم ہوے ہین ایک اکیلا
قافلہ سے چھوٹا ہوا ہون یہ بھی چاہتا ہون کہ حق نمک سے ادا ہون اور کچھ کام بھی وقت آخر
کر جاؤن صاحبقران نے اس بہانے سے ٹالنا چاہا کہ اب تو مین خود بھی قصد کر چکا ہون اسکا جواب مقبول
نے یہ دیا کہ جس وقت جان نثار موجود ہین اس وقت تک حضور کو ہر کام مین سبقت کرنا مناسب
نہین علاوہ اسکے یہ خادم تو بادشاہ سے رخصت بھی ہو چکا ہے اور حضور نے ابھی قصد ہی فرمایا ہے اس
جواب پر امیر با توقیر خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ اگر تم نہین مانتے تو جاؤ تمھاری لڑائی کا ہم بھی تماشہ
دیکھینگے یہ ارشاد کر کے ساتھ مقبول بن مقبل وفادار کے کنارے دریا کے تشریف لائے
مقبول بن مقبل نے بارہ سو ناوک اندازون مین سے چار سو ناوک انداز منتخب کر کے انکو کشتی پر
سوار کیا جب خود سوار ہونے لگے تو صاحبقران نے گلے سے لگایا اور رونے مقبول بھی رونے
لگے تمام سرداران اسلام آکر ساحل پر جمع ہو گئے مقبول نے عرض کی کہ بعد میرے میرے فرزند
کو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے گا اور میرا قائم مقام بنایئے گا لیکن ادھر ادھر دیکھا تو قبیل بن مقبول کو
نپایا مقبول نے افسوس کے ساتھ عرض کی کہ قسمت مین دیدار اسکا نہ تھا یہ کہکر کشتی پر سوار ہو گئے
لیکن قبیل بن مقبول سمجھ چکا تھا کہ مجھے اجازت نہ ملیگی یہ پہلے سے آکر کشتی پر بیٹھ کے ناوک اندازون
کے غول مین چھپ گیا تھا جس وقت مقبول کشتی پر سوار ہوے اور کشتی بہ کر چلی تو آنکھون سے پھر پھر
کے دیکھنا شروع کیا ناوک اندازون نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہین مقبول نے فرمایا کہ اپنے
فرزند کو دیکھتا ہون نہین معلوم اب زندہ پلٹون یا نہ پلٹون اس وقت قبیل نے سامنے آکر سلام کیا
اور عرض کی کہ غلام پہلے سے کشتی پر آ بیٹھا تھا مقبول نے کہا کہ ہم تو مرنے کے ارادے سے جاتے
ہین اگر تم بھی مارے گئے تو چراغ ہی گل ہو گیا قبیل نے عرض کی کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے تو نہ آپ
بچ سکتے ہین نہ مین اور اگر میری زندگی ہے تو کوئی کچھ نہین کر سکتا مین ایسے وقت مین آپ کو تنہا چھوڑونگا
یہ سنکے مقبول کوئی جواب نہ دے سکے اور رضاے خدا پر شاکر ہوے اب انھون نے ساحل فراد پر
نظر ڈالی دیکھا کہ اس طرف سے پھر ناوک انداز دو کشتیون پر سوار ہو کے چلے ایکجانب یمین بڑھنے لگی
اور ایک جانب یسار بس مقبول نے اپنی کشتی پر ناوک اندازون کی دو صفین معین کین ایک صف مین
آپ کھڑے ہوے اور دوسری صف مین اپنے فرزند کو افسر معین کیا اور کہا اے فرزند رخ کشتی حریف
کی طرف رہے پشت ہماری طرف اور اسی طرح خود بھی رخ کشتی حریف کی طرف کیا اور پشت اپنے
فرزند کی طرف کر کے کشتی کو بڑھا کے چلے اور کہا اے فرزند اس وقت کمال نشانہ بازی دکھانے کا وقت ہے
پہلا وار روک لینا جب وار کرنا اب ادھر سے یہ کشتی جا رہی ہے اور اس طرف سے وہ کشتیان گھات
سے بہتی چلی آتی ہین تمام سرداران اسلام کنارے دریا کے صف باندھے کھڑے ہین نگاہین کشتیون سے

لڑائی ہوئی ہین کہ دیکھا چاہیے مقبول بن مقبل کیا کرتے ہین یہ سنکے بادشاہ اسلام بھی آگئے ہین کہ
یہ لڑائی بھر کر کی حضرت صاحبقران بادشاہ کے پہلو مین کھڑے ہین اور مقبول کی نصرت کی دعا
فرما رہے ہین ادھر مقبول بن مقبل نے دعا کی کہ خداوندا یہ مین آج کی فتح کا بھی امیدوار
ہون اسلیے کہ فرزند میرا میرے ساتھ ہے اور اسکا بھی خواستگار ہون کہ مین بستر بیماری پر نہ مرون بلکہ
مجھے مرتبہ شہادت عنایت ہو یہ دعا کرکے اب یہ ہوشیار ہوے اور دیکھنے لگے کہ کشتی حریف کی زد پر
آگئی بس جیسے دونون کشتی دونون جانب آگئین مقبول بن مقبل نے آواز دی کہ بہر حسن ناوک اندازان
لطف یہ ہے کہ آڑ پکڑکے مقابلہ کرنا یہ جو تختے تمنے آہنی لگائے ہین انھین گرادو اور دیکھو کہ ہم بھی یونہین
تمھارے سامنے موجود ہین بس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے سب تختے گرادیے مقبول نے
مرحبا کی صدا دیکر فرمایا کہ اب ہمارا انتظار نکرو تم تیر سر کرو اسلیے کہ ہم آئین اسلام کے پابند ہین پیشدستی نہین کر
سکتے بس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچ کے تیر کو چلہ
کمان مین پیوستہ کرکے گردن مقبول کی تاکی ساتھ طوفان تیرانداز کے چھ سو کمانین اس طرح سے
کڑکین اور چھ سو کمانین پشت کی جانب سے چلین جس وقت یہ بارہ سو تیر چلے ہین تو دریا پر سایہ ہوگیا
تھا اور اہل اسلام سمجھے کہ اسی ایک حملہ مین مقبول کا خاتمہ ہوا لیکن مقبول بن مقبل نے بھی تیر کمان
مین پیوستہ کرکے اس طرح تیرون پر تیر مارے کہ ہر ایک تیر مین دو دو اور تین تین تیر چھید کر دریا
مین گرے ایک تیر بھی کشتی تک نہ پہونچا یہ کمال دیکھا اہل اسلام وجد کرنے لگے کہ قادر اندازی
اسکا نام ہے اور کفار کے تو ہوش پرواز کر گئے طوفان تیرانداز نے دیکھا کہ یہ بلا کے ناوک انداز ہین
انکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے بس اسنے پھر ایک باڑھ ماری ادھر مقبول بن مقبل نے ناوکون کو تلوار سے
قلم کرکے اتنی جلد تیر مارے کہ حریف ناوک کی کمانین لگانے بھی نہ پائے کہ ادھر سے تیر بہر ہوگئے
ایک ہی باڑھ مین جسقدر ناوک انداز دونون کشتیون پر تھے نشانہ تیر اجل ہوے ایک ایک تیر مین
دو دو اور تین تین چھد گئے اور مانند مچھلیون کے کشتے تڑپنے لگے اور دریا مین گرنے لگے لیکن طوفان
تیرانداز نے مکاری کی کہ یہ مستول کی آڑ مین چھپ گیا تھا بس اسنے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب
مارے گئے اور ادھر ہمراہیان مقبول بھی یہ سمجھے کہ اب کوئی حریف زندہ نہین ہے بس نظر چوکتے ہی
طوفان تیرانداز نے ایسا تیر مارا کہ مقبول بن مقبل کی گردن پر پڑا اور توڑکر قبیل کے پاس سے
سناکی صدا دیتا ہوا نکل گیا مقبول تو تڑپ کے گرے اور قبیل نے گھبرا کے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کیا ہوا
ادھر طوفان پھر مستول کی آڑ مین چھپا لیکن قبیل نے دیکھ لیا آواز دی کہ او دغاباز یہ فعل تیرا تیری
نامردی اور بزدلی پر دال ہے مگر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے باپ کی طرف نظر بھی نہ کی
کہ کیا حال ہے جلدی سے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے ایسا تیر مارا کہ مستول کو توڑکر سینے پر طوفان
کے پڑا اور پشت کو توڑکے پار گزر گیا طوفان الٹ کے دریا مین گرا تمام پانی خون ہی خون ہوگیا
گویا ان کافرون کا لہو پانی ایک ہوگیا اب قبیل نے دیکھا تو مقبول آخر ہوچکے تھے
اپنے باپ کا غم دوسرے وقت پر اٹھا رکھا اس وقت چادر اڑھادی اور کشتی بانون سے
کہا کہ جلد کشتی اس پار لیچلو ادھر غوطہ خوردن نے دیکھا کہ ہمارے طرف کے تیرانداز تو مارے
گئے اب حریف ساحل کی طرف آتا ہے انھون نے دریا مین کود کود کے غوطے مارے اور قصد کیا
کہ آکر کشتی کو توڑکے غرق کردین بس یہ دیکھتے ہی اظلم دیوانہ کہ یہ صاحبقران کے رفقا سے تھا

مین سے ہی حال اسکے زیر ہونے کا طلسم ابلق مین تحریر ہے دریا مین چالیس جوانون سے پھاند پڑا
اور پیرتا ہوا برائے مدد قبیل بن مقبل چلا وہان قبیل نے ناوک اندازون سے کہا کہ ان غوطہ خورون
سے ہوشیار رہنا کوئی کشتی تک نہ آنے پائے دستور ان غوطہ خورون کا یہ تھا کہ ہاتھون مین انکے
اوزار تھے جنسے کشتی شکستہ کرتے ہین اور ایک غوطہ لگا کر قریب کشتی کے ابھرتے تھے اور اندازہ
کرکے دوسرے غوطہ مین کشتی کو آکر توڑ دیتے تھے پس پہلے غوطہ مین تو یہ سب غرق دریا ہوگئے
لیکن جو جس مقام پر ابھرا وہین نشانہ تیر قضا ہوا ان ناوک اندازون نے جہان پانی ہلا وہین تیر مارا
غوطہ خورون کے دھوکے مین بہت سی مچھلیان نشانہ ہوگئین تمام غوطہ خور مارے گئے لاشین انکی
بہتی ہوئی طرف قلعہ کے چلین یہان قبیل نے ساحل پر پہونچ کے نشان نصب کردیا اور یہ تمام
کشتیان اور جہاز خدمت مین صاحبقران عالی شان کے روانہ کیے وہان نہنگ لہو دریا نشین
فصیل قلعہ پر سے دوربین لگائے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ساحل کے محافظ
مارے گئے اور اب جہاز لشکر حریف کے قبضہ مین آگئے تو اسنے بگل دیا فوراً فوج تیار ہوئی
یہ چالیس ہزار جوانون سے برائے مقابلہ قبیل روانہ ہوا ادھر جہاز اور کشتیان ساحل مراد پر
پہونچ گئین صاحبقران سب سے پہلے اک کشتی پر سوار ہوکر برائے مدد روانہ ہوئے بعد صاحبقران
کے اور سردار بھی چلنے لگے لیکن سب سے آگے کشتی امیر کی جارہی ہے ادھر نہنگ دریا نشین
کو معلوم ہوا کہ جس شخص نے دریا عبور کرکے نشان اسلام نصب کیا ہے وہ اک ناوک انداز ہے اور ساتھ
اسکے صرف چار پانچ سو آدمی ہین پس اسکو مقابلے مین آتے شرم آئی اک رفیق اسکا ہے کہ نام اسکا
مضراب تیغ زن ہے اس سے کہا کہ تو جا کر اس شخص کا سر کاٹ لا جو دریا عبور کرکے آیا ہے مضراب
تیغ زن ایک ہزار سوار ساتھ لیکر جانب ساحل روانہ ہوا یہان قبیل اپنے ناوک اندازون کو
صف آرا کیے ہوئے لیس تھا جیسے ہی گرد اڑی اور سامنے سے مضراب تیغ زن ایک ہزار
سوار سے نمودار ہوا بس قبیل بن مقبول نے تیرون پر رکھ لیا پہلے ہی حملہ مین پانچ سو سوار مارے گئے
لاشین زمین پر گر کر تڑپنے لگین قبیل بن مقبول کے تیر سے مضراب بھی مارا گیا باقی لوگ بھاگے
اور آکر نہنگ دریا نشین سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ ناوک انداز نہین بلکہ قضا انداز ہین
بس یہ سنکے نہنگ کو تاب نہ رہی اور غصہ مین آ چالیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا ادھر
قبیل نے پھر تیر مارنا شروع کیے اتنے مین صاحبقران دوران کی کشتی بھی ساحل مراد پر پہونچ
گئی دیکھا امیر نے کہ سامنے سے اک گبر طویل القامت قوی الجثہ کرگدن پر سوار چلا آتا ہے پس امیر نے
قبیل سے ارشاد فرمایا کہ بس اب تیر نہ مارنا آنے دو اور جلدی سے امیر مرکب پر سوار ہوکے آگے
بڑھے ادھر سے نہنگ دریا نشین مرکب کو اڑا کر سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے فرمایا
کہ یہ کون سا دستور ہے کہ تم لوگ راہ نہین دیتے ہو اگر دعوے جرأت ہے تو حریف کو جگہ دیکر آپ سے
مقابلہ کرو اس وقت نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ مین خود اسے برا جانتا ہون مگر حکم خداوند
سماریق سے مجبور ہون اور اس ساحل کے بادشاہ اخلاکیہ کی طرف سے نگہبان بھی ہون فرمایا
خیر لاحربہ اپنا دکھاؤ تو دیکھون تو کیسا ہے یہ سنکے نہنگ دریا نشین نے نیزہ مارا صاحبقران نے
نیزے کو نیزے پر کاٹا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکال کر گتھ گئے ہین
نیزہ بازی ہوتے ہوتے صاحبقران نے اک ایسا بند باندھا کہ نہنگ نہ کھول سکا بس امیر نے

بس امیر نے جھٹکا مار کر صاف نیزہ ہاتھ سے نہنگ کے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی دنیا اسکی نگاہوں
میں تیرہ و تار ہو گئی اُسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او عرب غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ
سے نکال دیا سامنے مردان تمام عالم کے مجھے حقیقت کیا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز
بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی خنجر بازی حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر لپٹ کے ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا صاحبقران عالی شان نے وار کو بچا کے بند دست پر ہاتھ رکھ دیا اور اپنی
طرف کھینچا اور دوسرا ہاتھ کمر زنجیر کے بند پر ڈال کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ
زمین پر ماروں کہ نہنگ دریا نشین نے آواز امان کی دی فرمایا امان بشرط ایمان نہنگ نے
عرض کی کہ قبول ہے تا بندہ ایم بندہ ایم تیرے امیر نے نہنگ کو چھوڑ دیا نہنگ نے عرض
کی کہ میں نے سمجھا ہار نہیں دیکھا کہ مجھ ایسے پہلوان زبردست کو تو نے اس طرح زیر کیا جیسے
کوئی برس دن کے بچے کو ایک ہاتھ سے اٹھا لیتا ہے اب جو آپ کے مذہب میں آتا چاہیے وہ
کیا کیجئے امیر نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا نہنگ مع فوج مسلمان ہوا اتنے میں اور سردار بھی آ گئے فیل
تن مقبول نے لاش اپنے باپ کی سامنے صاحبقران کے لا کر رکھ دی امیر لاش مقبول
کی دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ آج یہ اسم با مسمیٰ ہو گیا یعنی درگاہ خدا میں مقبول ہو گیا نہنگ
تن مع افواج دریا نشین نے پوچھا کہ یا صاحبقران کیا یہ آپ کے کسی عزیز کی لاش ہے فرمایا
کہ ہاں یہ غیر ہو کر مجھے عزیزوں سے زیادہ ہے اسلیے کہ اسنے میری رفاقت میں اپنی جان دی یہ سنکے
نہنگ کا جوش دونا ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب ایسا قدر شناس آقا ہو تو رفیق کیونکر جان اپنی نثار نکریں
صاحبقران نے نہنگ سے ارشاد فرمایا کہ یہاں جو عمدہ اور بہتر مقام ہو وہ مجھے بتاؤ تاکہ میں لاش
اسکی دفن کروں نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ قلعہ سے بہتر کونسا مقام ہوگا غرضکہ امیر
ہمراہ نہنگ کے لاش مقبول کی لیے ہوئے قلعہ میں تشریف لائے اور جا بے عمدہ پر قبر کھدوا
لاش مقبول کی دفن کی اور فاتحہ پڑھ کر بہت روئے بعد اسکے تمام لشکر صاحبقران کا آ کر
جمع ہوا سردار قلعہ میں رونق افروز ہوئے اُس وقت صاحبقران نے نہنگ دریا نشین
سے پوچھا کہ حاکم شہر افلاک کا کون ہے نام اسکا کیا ہے نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران
قصہ اسکا طولانی ہے اور مختصر یہ ہے کہ افلاک دیو سر وہاں کا حاکم ہے اور وہ میرا ماموں ہے لیکن بادشاہ
اصلی اس شہر کا کیوان زرین کلاہ ہے کہ وہ اسی قلعہ میں قید ہے امیر نے فرمایا کہ کیوان زرین کلاہ
سے افلاک دیو سر نے کیونکر سلطنت لی اور اسے دیو سر کیوں کہتے ہیں اُس وقت نہنگ
نے عرض کی کہ یا صاحبقران نانا میرا دیوانہ تھا اسی حالت دیوانگی میں اُسکی شادی ہوئی اور میری
ماں پیدا ہوئی اسکے بعد بہرام دیوانہ کا جنون اور زیادہ ہو گیا اور اُسنے صحرا میں رہنا اختیار کیا چونکہ
بہرام نہایت حسین آدمی تھا اک دیونی اُسپر عاشق ہوئی اور زن جمیلہ بن کے سامنے اسکے آئی
بہرام گھر بار کو تو ترک ہی کیے ہوئے تھا دیونی سے ملوث ہوا اور اُس سے یہ افلاک دیو سر
پیدا ہوا صورت افلاک دیو سر کی یہ ہے کہ کچھ انسان سے مشابہ ہے اور کچھ دیو سے بانچھیں اسکی
تا بناگوش ہیں گردن اسقدر چوڑی ہے کہ کمر اور گردن برابر ہے سر پر مثل کرگدن کے ایک شاخ
ہے دست و بازو نہایت قوی ہیں علاوہ ان سب باتوں کے اسکی آواز میں خدا نے وہ تاثیر دی ہے
کہ جب وہ نعرہ کرتا ہے تو انسان جھومنے لگتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے جب اُسی صحرا میں یہ پڑا ہوا تو

پہلے اسنے اپنے باپ کو مارا اور کہا اب لگا کیے کھا گیا اُسکے بعد شہر مین آ آکر لوگون کو آزار پہونچانے لگا دیوئی
بہرام کے غم مین مدقوق ہوئی مر گئی جب افلاک دیوسر نے خلق اللہ کو آزار پہونچانا شروع کیے تو
بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دیا جو لوگ برائے گرفتاری گئے تھے وہ سب مارے گئے اسلیے کہ ایک نعرے
مین وہ سب بیہوش ہوگئے افلاک دیوسر نے سبکو قتل کر ڈالا اس وقت بادشاہ متردد ہوا انہونے کوئی تدبیر
گرفتاری ذہن مین نہ آئی تھی کہ افلاک دیوسر ملک پر چڑھ آیا یہان سے فوج روانہ ہوئی افلاک
اپنی صدائے مہیب سے سبکو بیہوش کرتا ہوا بادشاہ تک آیا اور بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اسی قلعہ مین لا کر
قید کیا اور مجھے اس قید اور اس ساحل کا محافظ قرار دیکر آپ سلطنت کرنے لگا یہ سُنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ قید بادشاہ کی منگواؤ اُسی وقت نہنگ دریانشین نے قید بادشاہ کی منگوا دی دیکھا
امیر نے کہ کیوان زرین کلاہ مرد معقول معلوم ہوتا ہے فرمایا امیر نے کہ تمہارا کیا مذہب ہے اُسنے عرض کی
کہ مین نہین جانتا کہ مذہب کسے کہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تعجب ہے تجھ ایسا شخص اور لامذہب اے
کیوان زرین کلاہ کوئی شی بغیر بنائے نہین بنی لہذا دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ضرور ہے اور وہی خدا ہے
اُسکی پرستش کرنا چاہیے یہ سُنکے کیوان نے کہا کہ اتنو تھکر طیون پیڑیون کی پرستش کرتے ہین کہ
انہین کے بس مین ہین یہ سُنکے دل امیر کا دکھ گیا فرمایا قید اُسکی کاٹ دو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوے
اور قید کیوان زرین کلاہ کی کاٹ دی کیوان نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین صاحبقران عادل
ہون انشاءاللہ تعالے افلاک دیوسر کو اسکے کیے کی سزا تجھے دلاؤنگا کیوان نے کہا کہ اسی وقت مین ایمان لایا
الحاصل صاحبقران نے دو ایک روز قیام کیا جب تمام لشکر دریا کے اُس پار آگیا تو امیر نے ایک نامہ بنام
افلاک دیوسر تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے افلاک دیوسر سُننا ہے کہ دزد ہمارا اسارق بن لقا آکر
تمہارے ملک مین پناہ گزین ہوا ہے لہذا اسکو باندھ کر میرے سپرد کر دو اور دین مبین اسلام کے پابند
ہو تو مین تمہارے ملک و مال سے تعرض نکرونگا اور کیوان زرین کلاہ کو اپنے ملکون مین سے
کوئی ملک دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ یاد رکھنا کہ سارا غرور تیرا خاک مین ملا دونگا اور سر کشی
بھلا دونگا اس طرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جب نامہ
تیار ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ کون ہے ایسا کہ جو جائے اور اس نامہ کا جواب لیکے آئے یہ سُنکے
نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائے گا صاحبقران نے فرمایا کہ تم
ابھی اچھی طرح ہمارے آئین سے آگاہ نہین ہو آداب نامہ کیونکر بجا لاؤ گے نہنگ نے
عرض کی کہ جو کچھ مجھے تعلیم کر دیا جائے گا اُسپر عمل کرونگا صاحبقران نے نہنگ کو آئین نامہ داری
تعلیم فرمائے نہنگ دریانشین نے نامہ سر سے باندھا اور جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوا ادھر افلاک
دیوسر کو خبر ہوئی کہ مسلمانون نے آکر طوفان تیر انداز کو مارا نہنگ کو زیر کرکے مطیع بنایا کیوان
زرین کلاہ کو نہنگ کی قید سے چھڑایا اب نہنگ اُنکا ایلچی بنکے آتا ہے یہ سُنکے افلاک ہنسا اور
کہا کہ بھانجے نے میرے مجبور ہو کے اطاعت کی ہوگی خیر جب یہ مرحلہ سر ہو جائے گا پھر وہ اپنا ہے
جائے گا کہان یہ کہکر کچھ لوگون کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ گئے اور پیشوائی کرکے نہنگ
دریانشین کو لائے نہنگ نے آکر بطور خداپرستان سلام کیا افلاک دیوسر ناراض ہوا اور
کہا کہ تو مجھے اس طرح سلام کرتا ہے بہتر ہے کہ دھڑ سے سر کھینچ لون مگر خیال کرتا ہون بہن کا کہ وہ
کیا کہیگی یہ سُنکے نہنگ دریانشین نے کہا کہ مجھے اس وقت یگانہ نہ سمجھے مین ایلچی ہون

صاحبقران کا افلاک دیوسر نے کہا کہ اچھا نامہ لا افلاک دیوسر نے کہا کہ نامہ یون نہین ملتا ہی جب آداب نامہ کے بجا لاؤ گے تو نامہ پاؤ گے افلاک دیوسر کو یہ سنکے اور غصہ آیا کہا آداب نامہ کے کیا ہین نہنگ نے بیان کیا کہ سات کشتیان نامہ پر سے تصدق کرو اور تین کشتیان مجھ پر سے سات قدم نامہ کا استقبال کرو تین قدم میرا افلاک دیوسر نے ڈانٹا کہ لاتا ہی نامہ یا چھین لون بس یہ جو گرجا آواز اسکے کان مین نہنگ کی پہونچی بس یہ جھوم کے بیہوش ہو گیا افلاک نے اسی عالم بیہوشی مین نامہ لے لیا اور اسے پڑھا پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اتنے عرصہ مین نہنگ کو ہوش آیا کہا کہ یہ سب کچھ میدان جنگ کے واسطے رہنے دیجیے اس وقت مین ایلچی کی حیثیت مین ہون نامہ دیجیے اور مجھے نامہ کا جواب دیجیے یہ سنکے افلاک نے کہا ہمنے نامہ دیکھ لیا اور جواب اسکا جنگ ہی جا کہدینا صاحبقران سے کہ مجھے مثل دیگران نہ سمجھنا نہنگ دریا نشین غنیمت ہوا اور جواب نامہ کا لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے حاضر ہوا اور جواب نامہ پیش کر کے اپنی حالت بیان کی اور عذر کیا کہ مین حالت بیہوشی مین کیا کرتا حضور میدان مین ملاحظہ ہی فرما لیجیے کہ اسکی آواز مین کیا تاثیر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین تمسے شکایت تھوڑی کرتا ہون اب میدان ہی مین سمجھ لیا جائے گا یہ فرما کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قریب شہر افلاکیہ کے خیمہ زن ہو کل ہم بھی آئینگے اور بہت جرنیل شادیانے لیکر طرف افلاکیہ کے روانہ ہوے اور دوسرے روز صاحبقران بھی کوچ کر کے جانب شہر افلاکیہ گئے وہان افلاک دیوسر نے لشکر اپنا شہر کے باہر نکالا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زرمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش پر آیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین سنجگان نے سابق سے کہا کہ بھاگنے کی فکر کیجیے ایک آواز کا کیا بھروسا نکلی نکلی نہ نکلی یہ اہل اسلام کا طقہ بند کر دیتے ہین ادھر نہنگ دریا نشین نے صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ کوئی تدبیر مقابلہ بھی حضور نے سوچ لی ہی یا نہین اسلیے کہ اسکا حربہ دنیا سے نرالا ہی جسکی روک آجتک کسی سے ہو ہی نہین سکی فرمایا خداوند عالم اہل حق کا پشت و پناہ ہی وہی ہر آفت و بلا سے بچانے والا اور ہر بلا کا رد کرنے والا ہی غرضکہ تمام رات دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی رہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آ کر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب بہیب دیکر ہٹے تھے کہ دونون جانب سے تبردار نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹ میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان مثل آئینہ کے نظر آنے لگا اس طرف سے افلاک دیوسر نے کڑکڑا کر پودا باگ کا لیا اور میدان مین آ کر لکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان خبردار و ہوشیار باش کہ منم افلاک دیوسر جسکو بونے دوسو خداوندون نے السان اور دیو سے مشورہ کر کے پیدا کیا ہی اسلیے کہ مین تم خدا پرستون کو صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاؤن اور دین قدیم کو رواج دون جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اور جسکو جان عزیز ہو وہ دین خداپرستی کو جو اک دین جدید ہی ترک کر کے دین قدیم بت پرستی کو اختیار کرے بس یہ کہنا تھا اسکا کہ اہل اسلام نے اسے بہت برا بھلا کہا اور زلازل بن زلزلہ اپنے فیل مست کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا فیل سے اتر کر اجازت خواہ میدان نبرد ہوا بادشاہ نے جام کلاہ عزیمت عنایت کر کے ارشاد کیا کہ جاؤ خدا کی حفظ و امان مین

زرباز زلازل نے جام ہونٹون سے لگاکر جرعہ درکشید کیا اور سلام رخصت کرکے بارگاہ سے مرکب پہ سوار ہوکے سامنے
افلاک دیوسر کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون لا حربہ اپنا افلاک دیوسر نے کہا کہ اے زلازل تجھے شرم
نہین آتی کہ تو نے اپنے خداوند کو چھوڑ کے رفاقت ان ہیچ خداپرستون کی اختیار کی خداوند نے تجھے
کیسی عزت دی تھی کہ میمنہ فوج کا افسر کر دیا تھا اگر تو اب بھی اپنے کردار سے توبہ کر اور آکے خداوند
سے عذر کر تو خداوند البتہ رحم دل ہے کہ تیری خطا عفو کردے گا اور مین تیری سفارش بھی کرونگا
زلازل نے کہا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا شے ہے اگر سارق مین کچھ
بھی حس ہوتا تو خداپرستون کے ہاتھ سے تباہ ہوکے تجھ تک نہ آتا مین سبکو غارت کر دیتا اور مین
اس دین حق کو کیا ترک کرونگا تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو سارق کو باندھ کے خدمت صاحبقران
مین لے آ اور دین اسلام کو اختیار کر امیر ایسے عالی ہمت ہین کہ اس ملک کے علاوہ تجھے اور ملک
بھی عنایت فرماوینگے اور کیوان زرین کلاہ کو بھی اور ملک دیکر اسے راضی کرینگے ورنہ یہ یاد
رکھنا کہ تجھے جیتا نہ چھوڑونگا مین وہ ہون کہ مین نے دیوون کو مارا ہے تو آدھا دیو اور آدھا انسان ہے
افلاک دیوسر پکارا کہ تو میرے نعرہ کی تاب تو لا نہ سکیگا مقابلہ مجھسے کیا کرے گا لے ہوشیار
ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر جو نعرہ کرتا ہے ایسی آواز اسکی کرخت تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ کان کے
پردے پھٹ گئے اور دماغ پر ایسا اثر پڑا کہ زلازل کو چکر آیا آنکھون مین اندھیرا چھاگیا اور
زلازل زمین پر لوٹ کے بیہوش ہوگیا بس افلاک دیوسر نے کمند سے باندھ کے زندان زمین بھجوا دیا اور
پھر مبارز طلب ہوا ادھر لشکر اسلام سے مغفاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت بادشاہ
سے اجازت لیکر سامنے افلاک دیوسر کے آیا اور پکارا کہ او ملعون چلانے سے کیا فائدہ کوئی حربہ
کر افلاک دیوسر نے کہا کہ اب میرا حربہ میری آواز ہے اگر اسکی کوئی سپر تیرے پاس ہو تو روک
یہ کہکر سپر لہرایا کہ منم افلاک دیوسر نگذارم که از دست من زنده وسلامت بدر روی بس یہ
کہنا تھا کہ مغفاج زرہ پوش بھی لوٹ کر جھوما افلاک دیوسر نے اسکو بھی باندھ کے بھجوا دیا اور پھر
مبارز طلب کیا اب تو تماشا ہو گیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ اسیر ہوا میدان مین جاتے دیر لگتی ہے
گرفتار ہوتے دیر ہی نہین لگتی افلاک نے ایک آواز دی اور باندھ لیگیا اور اس طرف سے
جان نثاران صاحبقران برابر چلے جارہے ہین شام تک پچاس سرداران نامی کو افلاک دیوسر
نے اسیر کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا سارق افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا
میدان سے پھرا اور اس وقت طرہ پیغمبری افلاک کو دیا اب تو دماغ افلاک کا اور بھی آسمان پہ
پہونچ گیا خشخاش نے کہا اے پیغمبر قدرت جن سردارون کو اسیر کیا ہے انھین کو قتل کر ڈالو انکا
زندہ رکھنا اچھا نہین ہے اور کل سے یہ شیوہ اختیار کرو کہ جو میدان مین ہو اسکو اسیر نہ کرو بلکہ وہین قتل کر ڈالو
افلاک دیوسر نے کہا مالک جی جب مین سبکو گرفتار کر لاؤنگا اس وقت ایک ہی مرتبہ نمایش
کرونگا اگر اس وقت بھی نہ مانا تو قتل کرونگا انمین سے جتنے سردار اطاعت اختیار کرینگے وہی کافی
ہین جب موت کا سامنا ہوگا تو صاحبقران کی اطاعت منظور کرینگے تم تماشہ دیکھتے جاؤ کہ ہوتا
کیا ہے خشخاش نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے افلاک دیوسر تم تو وہی ایک روز مین ختم
ہو جاؤ گے خدا سلامت رکھے پیر و مرشد کو وہ ہمین سمندر دکھلا کر آوارہ کر دینگے اسکے بعد یہی طرار
جو اس وقت قید مین ہین قید مین توڑ توڑ کر ہمین اور خداوند کو اتنی جوتیان مارینگے کہ سر پہ ایک بال

نہ ہیگا اور بھاگتے رستہ نہ ملیگا افلاک دیوسر ہنسا اور کہا کہ مین سیرون سیندور خود پھانک گیا ہون مجھپر
سیندور اثر نہین کرتا سختگان نے کہا کہ مرشد کو ایسے ایسے نسخے یاد ہین کہ وہ کوئی نہ کوئی علاج نکال ہی لینگے
تیہر اگر نہین مانتے ہو تو آپ ہی اسکا خمیازہ اُٹھاؤگے یہ کہکر خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے لباس رزم
اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا دو چار جام شراب کے پئے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو بولا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہان اہل اسلام سرداران
کی گرفتاری سے کمال محزون و غمگین تھے کہ اگر مقابلہ ہوتا تو کچھ جوہر کھلتے یہ کونسی لڑائی ہے کہ دل کی دل ہی مین
رہجاتی ہے حربہ اُٹھانے کی نوبت بھی نہین آتی جو اسیر ہو گئے وہ تو اسیر ہوے اب جو باقی ہین اُنکی خیر
منانا چاہیے کل دیکھیے کس کس کی تقدیر مین اسیری ہے یہی ذکر تھا کہ آواز طبل جنگ گوشزد ہوئی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا جب صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ے میدان نبرد ہوے تو پھر افلاک دیوسر
میدان مین آکر مبارز طلب ہوا آج اظلم دیوانہ اسکے مقابلہ کو گیا اور بعد گفتگوے بسیار افلاک نے
چیخ ماری یہ بھی بیہوش ہوا اسکے بعد تہمتن گرد نکلا یہ بھی اسیر ہوا آج کی میدانداری مین بھی ساٹھ ستر
سردار اسیر ہوے صاحبقران نہایت پریشان ہین کہ کیا کیا جاے اور سارلق نہایت خوش ہے
سختگان نے آج بھی سمجھایا کہ اے افلاک دیوسر ہمارا کہنا مانو ہم تمھین پھر سمجھاتے ہین کہ اپنے قصد سے باز
آؤ ورنہ بعد کو اپنے دل مین شرمندہ ہوگے کہ ان سردارون کو قتل کرو ورنہ پچھتاؤگے لیکن افلاک دیوسر
نے نہ مانا الغرض یہ کہ سات آٹھ روز کی میدانداری مین افلاک دیوسر نے تمام زندان خانے
سرداران اسلام سے بھر دیے اب تو صاحبقران نے پریشان ہوکر حکم دے دیا کہ خبردار کل کوئی میدان مین
نکلنے کا قصد نکرے ہم خود اسکے مقابلے کو جاینگے اُس وقت نہنگ دریانشین اور کیوان زرین کلاہ
نے پوچھا کہ یا صاحبقران کوئی تدبیر آپنے سوچ لی ہے فرمایا تدبیر اسکی کیا ہے سوا اسکے کہ مجھسے اپنے
سردارون کی اسیری اب نہین دیکھی جاتی اگر خدا کو نصرت میری منظور ہے مجھے فتحیاب کرے گا ورنہ
جو کچھ ہوگا وہ میرے بعد ہوگا مین داغ اُٹھانے سے تو محفوظ رہونگا یہ سنکے سرداران اسلام نے عرض
کی کہ جبتک ہم جان نثار موجود ہین اُس وقت تک حضور کو جانے نہ دینگے ہان جب ہم نہون اُس وقت
مین آپ کو اختیار ہے غرضکہ جب صبح ہوئی تو صاحبقران با اقبال نے تمام تبرکات زیب جسم فرماے
اور بعزم مقابلہ میدان مین تشریف لاے اُس طرف سے افلاک دیوسر میدان مین آیا ہنوز
صاحبقران اُسکے مقابلے کو نکلنے نہین پاے ہین کہ جانب صحرا سے اک بگولا گرد کا اُٹھا اور ایک
نقابدار دریدہ لباس خاکی پوش نمایان ہوا اور پکارا کہ او ملعون تو نے بندگان خدا کو بہت آزار پہونچایا ہے
منم نقابدار دریدہ لباس افلاک ہنسا اور پکارا کہ تو آپ مبتلاے فلاکت ہے کیون اپنی جان سے بیزار
ہوا ہے جا پلٹ جا جہان سے آیا ہے ورنہ میرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر تو بھی ان مسلمانون کے ساتھ
قتل ہوگا نقابدار نے کہا کہ مین تیری جان کے واسطے ملک الموت ہون سختگان نے جو نقابدار کو
دیکھا پکارا کہ یہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی ہے نقابدار نے جواب دیا کہ او ملعون تیری باتون کی
مجھے برابر خبرین پہونچتی رہتی ہین تو ہر بات مین دخل دیا کرتا ہے اب تیری شامتین آگئی ہین مین
تاڑے جاتا ہون کہ تجھے کیا مارون مگر تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا ادھر افلاک دیوسر نے کہا
کہ دیکھو مین نعرہ کرتا ہون نقابدار نے کہا جتنا چاہے چلا میرے کان ایسے نہین ہین کہ تیری آواز سے
پریشان ہون مین ایسی سنتا ہی نہین افلاک نے نعرہ کیا کہ میدان مین گھوڑے بیچین

ہونے لگے دور تک صفین کی صفین جھوم گئین لیکن نقابدار پر کوئی اثر نہوا اب نقابدار نے کہا کہ مین نعرہ لگاتا ہون تو ہوشیار ہو جا یہ کہکر جو سفید مہرے کو پھونکا اتنی بڑی آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افلاک کو چکر آگیا پس نقابدار نے کمند ماری اور آواز دی کہ کہان جاتا ہے ملعون کمند مین دست و پا مع گردن افلاک کے آگئے نقابدار نے جھٹکا دیکر ہاتھ پر بلند کرلیا اور میدان سے پھرا اہل اسلام نے آواز احسنت و مرحبا بلند کی بادشاہ اسلام نے چند سوارون کو بھیجا کہ لے آؤ نقابدار کو وہان منحگان نے درود پڑھنا شروع کیا اور تعریفین کرنے لگا کہ مرشد کا کیا کہنا ہے یہ سوا انکے دوسرے کا کام ہی نہین ہے سارتق نے کہا کہ مرشد کیسے یہ نقابدار قدرت ہے اسنے غرور کیا تھا خداوند نے غرور اسکا مٹا دیا اب اسکی جگہ بھی نقابدار قدرت کام کرے گا منحگان نے کہا کہ اب یہ آپ کا کام تمام کرے گا وہان نقابدار نے سواران لشکر اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ کل تم لوگون سے مقابلہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمین مقابلہ مین عذر نہین لیکن اے نقابدار آج دعوت ہماری قبول کرو لوگ نقابدار کو لے گئے نقابدار اتنے بڑے جوان کو ہاتھ پر اٹھائے ہوئے تھا سارتق نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا یہان بادشاہ اسلام سرداران عالی مقام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقابدار خاکی پوش بھی آکر اک کرسی پر بیٹھا اور نقاب چہرہ سے اٹھا کر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کو سلام کیا دیکھا سب نے کہ خواجہ خضران ہین اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اسکی آواز کے اثر سے تم کیونکر بچے پھر اتنی بڑی آواز تمنے کہان سے پیدا کی جسکے اثر سے یہ بیہوش ہوا اور اسکے علاوہ زیادہ حیرت کا امر یہ ہے کہ اتنے بڑے دیو پیکر کو بہ آسانی ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لائے ہو خضران نے عرض کی کہ یا امیر مین نے کانون مین ایسی ٹھیٹھیان لگائی تھین کہ اسکی آواز مجھے محسوس ہی نہین ہوئی اور میری آواز اتنی بڑی کہان جس سے یہ بیہوش ہوتا مین نے سفید مہرہ پھونکا تھا اسکی آواز جو لیٹے کو بھی تک جاتی ہے اور لنگر اسکا کمند کے اعجاز سے صرف بار بھر کا رہ گیا ہے یا بھر کے وزن کا اسطرح اٹھائے ہوئے لانا کچھ زیادہ دشواری کی بات نہین ہے یہ سنکے امیر با توقیر نے خضران کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا لیکن افلاک جو ہوشیار ہوا تو اسنے صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر مین زیر نہین ہوا ہون یہ اور بات ہے کہ عیار آپ کا تدبیر سے مجھے گرفتار کر لایا اگر آپ مجھ سے مقابلہ کرکے اسیر کرین یا قتل کرین تو ہو سکتا ہے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ چھوڑ دو تمام سرداران سمجھے کہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا ہے کہ ایسی بلا سے مجرم کو چھوڑے دیتے ہین خضران نے دیکھا کہ حکم تو امیر کا ٹل نہین سکتا اسی وقت چپکے سے اک رقعہ لکھ کر سارتق کو بھیجا کہ اگر تو ہمارے سردارون کو چھوڑ دے تو ہم بھی تیرے سردار کو چھوڑ دین اور صاحبقران سے عرض کی کہ مین ایک گھنٹے کے بعد اسے جانے دونگا امیر نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہے جسوقت نامہ خضران کا سارتق کو پہونچا اور سارتق مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسنے اسی وقت تمام سردارون کو رہا کر دیا جب یہ خبر خضران کو معلوم ہوگئی کہ سردار رہا ہوکر آگئے ہین تو خضران نے افلاک دیو سر کو بھی جانے کی اجازت دی افلاک یہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور صاحبقران کی نہایت تعریف کی کہ بڑے بہادر ہین کوئی بھی ایسے دشمن قوی کے ساتھ رعایت کرے گا کہ مجکو چھوڑ دیا منحگان نے کہا کہ تجھ افلاک کے عوض مین تمام سردار بھی تو اپنے رہا کرا لیے افلاک دیو سر نے کہا کہ یہ تو امیر نے نہین فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے یہ کارروائی بالا بالا ہوئی تمنے

کیونکہ اُن سرداروں کو رہا کردیا اُس وقت سختگان نے کہا کہ یہان ترجمہ اس مضمون کا آیا تھا کہ ہمارے
سرداروں کو رہا کرو تو ہم افلاک دیوسر کو چھوڑدین تمہاری جان بچانے کے لیے خداوند نے
دکھا دیا گیا یہ سُنکے افلاک کو کمال رنج ہوا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بچ کے جاتے
کہاں ہیں امیر کو مین نے گرفتار کیا اور گویا سب گرفتار ہوگئے کل سمجھے اور صاحبقران سے مقابلہ ہی
سختگان نے ساریق سے کہا کہ اب چلو اِدھر کا وقت ترتیب ہی ستارہ اہل اسلام کا گردش سے نکل گیا
اور افلاک دیوسر کا پیمانہ عمر لبریز ہوا جب عیار اُنکا پکڑ گیا تو وہ تو ہاتھ ڈالینگے اُنکے اقبال کی ایک یہی
علامت ہی کہ کل سردار اُنکے رہا ہوگئے افلاک دیوسر نے کہا کہ حمزہ پاس وہ چیزین نہین ہین جو عمرو
پاس ہین حمزہ رابع مجھے کیونکر گرفتار کرسکتا ہی سختگان نے کہا کہ انھون نے ایسی جرأت کی
ہی کہ اب مرنا کا خدا اُنکی مدد کریگا یہ اُس شخص کے قائم مقام ہین کہ جسکی آواز کبھی فرسنگ جاتی تھی
اُنکے لیے بھی وہی بات پیدا ہوجائیگی ساریق نے کہا کہ مجھے یقین نہین قارورے مین بھاکے دکھائی
دیا کرتے ہین ہمیشہ اُسکی آواز بڑی خلق ہی نہین کی نہ یہ تقریر ہم کرینگے کہ اُنکی آواز بڑی ہوجائے
سختگان چپ ہو کے خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے طبل جنگ بجوا دیا اُس شب اہل اسلام مین
عجب تہلکہ تھا ہر شخص مصروف دعا تھا اور صاحبقران عالی شان بھی ایک خیمہ تنہا مین بیٹھے ہوئے
درگاہ احدیت مین عرض کررہے تھے کہ یا الہا اگر تو نے مجھے قائم مقام حمزہ صاحبقران کا مقرر
کیا ہی تو ویسی ہی آواز بھی عنایت کر کہ مین اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرون ورنہ قسم کھاتا ہون
تیرے ہی عزت و جلال کی کہ کل صبح کو میدان مین جاکر اپنے کو غرور کرامت رلا کر اونگا مجھے قتل ہونا
منظور ہی مگر افلاک کو عیار سے اسیر کرانا منظور نہین ہی یہ دعا کرتے کرتے صاحبقران کی آنکھ
لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ اے عادل کیوان شکوہ تم کس صفت
کے خواہان ہو یہ تم مین موجود ہی مگر تم اس سے ناواقف ہو جس وقت نعرہ کروگے تو ایسی ہی آواز پیدا
ہوگی جو صاحبقران اول کی تھی جسوقت خداوند عالم نے تمکو اسم اعظم مرحمت فرمایا اُسی وقت تمام
اوصاف صاحبقرانی مرحمت فرما دیے تھے یہ اور بات ہی کہ تم خود ناواقف ہو کہ ہمارا کیا امر تمہارا ہی اور ہم
کیا کیا کرسکتے ہین یہ خواب دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھ کھل گئی اور وقت نماز صبح کا تھا فریضہ سحری کو
ادا کیا خضران نے آکے دیکھا تو چہرہ نہایت بشاش پایا صاحبقران نے خضران سے خواب
بیان فرمایا اور اسلحہ جنگ طلب کیا اُسی وقت داروغہ سلح خانہ کشتیان اسلحہ کی لیکر حاضر ہوا صاحبقران
نے تمام تبرکات زیب جسم فرمائے اور مرکب پر سوار ہو کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے گھڑی بھر
دن چڑھا ہوگا کہ دونون طرف کی فوجین میدان جنگ مین صف آرا ہوئین لب آراستگی صفوف
قتال و جدال جسوقت نقیب نسب دے کر ہٹ گئے تو افلاک دیوسر میدان مین آیا اور
پکارا کہ یا امیر بہتر ہی کہ آپ خود میدان مین آئیے کہ میرے آپکے فیصلہ ہوجائے جنگ کو طول
دینے سے کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی اور خضران کی طرف دیکھا خضران نے
کلاہ تندی اُچھالکر میدان کو فرش کیا کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نکرے کہ سلطان صاحبقران حلقہ
فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان حق پسند حق شناس عادل کیوان شکوہ خود اپنے
مقابلہ تشریف لیجاتے ہین اسم مین علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملتے ہی تمام لشکر کی علم جلوہ گری پر آگئے صاحبقران
باقبال نے مرکب کو چھیڑا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت زرنگار

زمین پر رکھوادیا اور صاحبقران کے گلے لپٹ کے فرمانے لگے کہ کیا سمجھ کر آپ نے اس بلا کے منھ پر جانے کا قصد فرمایا ہی ارشاد کیا کہ اپنے خدا پر بھروسا کرکے اگر آستانے مجھے صاحبقرانی عطا فرمائی ہے تو وہی میری جان و آبرو کا نگہبان ہی حضور تردد نفرمائین اسلیے کہ ہم ہوس دنیا مین جانبازی نہین کرتے ہین بلکہ راہ خدا مین جہاد کر رہے ہین بڑی دیر مین بادشاہ نے صاحبقران کو رخصت کیا اور حسرت کی نظر سے جانب فلک دیکھکر مصروف دعا ہوے ادھر صاحبقران عالی شان مرکب کو اڑاکر سامنے افلاک دیوسر کے پہونچے افلاک نے نعرہ کیا کہ زمین ہل گئی گھوڑے چراغ پا ہونے لگے جانوران صحرائی بھاگے ساتھ ہی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ امیر کی آواز اسکی آواز پر غالب آگئی اسکی آواز امیر کو نہ سنائی دی اور امیر کی آواز نے افلاک کا دل ہلا دیا سنگدلان کانون پر ہاتھ رکھنے لگا اور ساریق سے کہا کہ بس اب یہان کا بھی خاتمہ ہی کہین اور کی فکر کیجیے اب یہ صاحبقران کے ہاتھ سے زندہ بچ کے نہ آئیگا ادھر افلاک دیوسر نے پھر نعرہ کیا ادھر صاحبقران نے نعرہ کیا انکی جو دونون آوازین ملکر صحرا مین گونجین تو گھوڑے بھڑکے الف ہوے جو سوار غافل تھے وہ زمین پر گرے گھوڑے بھاگ گئے پرندے اڑ گئے چرندون نے راہ صحرائی افلاک دیوسر سست ہوگیا تیسرے نعرے کے بعد افلاک کو تیور آگئے جب یہ سنبھلا تو صاحبقران نے فرمایا ع اگر ہین بے اثر نالے تو چلانے سے کیا حاصل اب تلوار کمر سے کھینچکر سپہگری کے جوہر دکھلا افلاک دیوسر بھی سوچا کہ واقع مین یہ حربہ تو الٹے ہمین کو ذبح کیے ڈالتا ہی صاحبقران پر میرے نعرہ کا کوئی اثر نہین اور انکے نعرون سے دل ہلا جاتا ہی بس اسنے تیغہ کمر سے کھینچکر سر صاحبقران کے وار کیا امیر نے ضرب اسکی پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا افلاک دیوسر نے سپر بلند کی تلوار یا تو سر پر جھکی تھی یا زمین مین ڈوب کے نکلی افلاک دیوسر کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے بس یہ دیکھتے ہی ساریق نے لشکر افلاک کو للکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مار لو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ مارا میرے پیغمبر قدرت کو فوج افلاک دیوسر کی صاحبقران پر آپڑی ادھر سے بادشاہ اسلام کل فوج کو لیکر آپڑے تلوار چلنے لگی صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی جوانان اسلام نے پشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ع ساریق نے افلاک کی فوج کو لشکر اسلام سے الجھا کر تدبیر گریز کی اور اپنی فوج سمیت بھاگ کر طلسم زلزلہ کی جانب روانہ ہوا یہان صاحبقران و رفیقان صاحبقران نے مارے تلوارون کے میدان خون سے لال کردیا آخر ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی اہل اسلام نے کہا کہ امان بشرط ایمان جسنے بدل و جان ایمان قبول کیا اسے امان دی ورنہ قتل کر ڈالا اب امیر با توقیر نے ایوان شاہی مین آکر کیوان زرین کلاہ کو تخت پر بٹھایا شہر کو اسلام آباد کیا اور سرکارون کو براے دریافت حال روانہ کیا کہ اب ساریق بھاگ کے کس طرف گیا ہی انکو تو سرکارون کے انتظار مین چھوڑا جاتا ہی اور

یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان دلیر دلاور یعنی طیمور شیر پر ور کے بیان کیے جاتے ہین - غزل برآغاز داستان

مشکل ہوئی آسان تدبیر کو کیا کہیے
اتنی دنیا پیشہ گلگیر کو کیا کہیے
سنتے تھے نہ وہ جبتک کیا کچھ نہین کہتے تھے

تدبیر نہین چلتی تقدیر کو کیا کہیے
قسمت کی برائی سے تو یہ بھی کشیدہ ہی
لکھے نہین بنتا تقدیر کو کیا کہیے

جب ظلم کرے قاتل پھر تیر کو کیا کہیے
بات آئی ہی کہنے مین تقصیر کو کیا کہیے
حسرت دم ہماری ہی کینہ دل قاتل کا

جو آ کے نہ پھر نکلے اُس کو کیا کہیے
کوچہ میں ہو جو تربت ٹھوکر میں کیوں آئے
ظاہر ہوئی الٹی ہی تاثیر کو کیا کہیے
اُس کی نگہ ناوک سے بچنے کا نہیں کوئی
کیا کوسیے گردوں کو تقدیر کو کیا کہیے
گنبد کی صدا شکوہ خاموشی بت کا ہے
ہو جرم ستم جب یوں تقصیر کو کیا کہیے

اقرار زبان سے ہے انکار قلم سے ہے
نامے سے کاوش تھی رہگیر کو کیا کہیے
منت میں کروں جتنی وہ روٹھتے ہی جائیں
جیرانہی مٹاتے ہیں تسخیر کو کیا کہیے
زیور کبھی منت کا تمغا کبھی وحشت کا
جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہیے

تقریر سمجھیے کیا تحریر کو کیا کہیے
نالے وہ عرب سنکر رنجیدہ نہیں خوش ہیں
قسمت ہی بڑی ہے تدبیر کو کیا کہیے
دونوں کی برائی نے ملکر ہی مجھے مارا
جب ایسے محل آہن زنجیر کو کیا کہیے
ای آرزو اس بت کا شیوہ ہی جفاکاری

یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور نے زاری بہت کی ہے اور شام سے داخل عبادت خانہ ہو کر مصروف بندگی و سر افگندگی ہوا دو پہر رات گئے شاہپور اندر آیا اور پوچھا کہ کوئی علامت ظاہر ہوئی طیمور نے کہا کہ تمام عمر تو خود پرستی میں گذاری ہے اگر خدا ہمارے اسلام کو قبول کرلے تو بھی بڑی بات ہے بھلا ہماری زبان نجس کی دعا کیا قبول ہوگی شاہپور نے کچھ اور خوشبویات روشن کیے اور طیمور سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم اس عبادت خانہ سے بے نیل مرام نکلو آج تک تمھارے خاندان میں ایسا ہوا نہیں ہے یہ بہت بڑی بدنامی ہوجائیگی طیمور نے کہا ای شاہپور کیا اختیار ہے عبد و معبود میں بڑا فرق ہے کون سے اعمال ہمارے قابل قبول ہیں اس وقت بھی اپنی غرض شریک ہے کہ طلسم فتح کر کے ملکہ کی مواصلت حاصل کریں شاہپور نے کہا کہ رجوع قلب ہونا چاہیے یہ کہکر حجرے کے باہر نکل آیا اور خود بھی مصروف دعا ہوا کچھ رات باقی ہوگی کہ دونوں کو غنودگی آگئی اور اس وقت بیدار ہوئے کہ وقت نماز صبح کا تھا شاہپور پانی لیکر طیمور کے پاس آیا تو طیمور بھی بیدار تھا اور چہرہ نہایت بشاش طیمور نے جلدی سے وضو کر کے نماز پڑھی اور شاہپور سے خواب بیان کیا کہ اک مرد بزرگ تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ نام میرا خضر ہے اور مجھکو آگاہ کیا کہ تو فرزند ہے ایرج نوجوان کا اور تیری نسبت بھی کچھ ارشاد کیا تھا مگر میں بھول گیا شاہپور نے کہا کہ فتاحی طلسم کی بابت کیا ارشاد کیا طیمور نے سرہانے ہاتھ ڈالا تو اک پرچہ نکلا کہا کہ یہ پرچہ عنایت ہوا ہے اور حکم ہوا ہے کہ فلاں طرف جاؤ اک درویش ملیگا اسکو یہ پرچہ دے دینا وہ تمکو ایک اور درویش کامل تک پہونچا دے گا فقیر کے ذریعہ سے لوح حاصل ہوگی شاہپور نے کہا کہ بسم اللہ کیجیے اور جاکر بادشاہ زرینہ کو آگاہ کیا کہ فرزند آپ کا برائے فتاحی طلسم جاتا ہے خداوند عالم نے نظر رحمت فرمائی کہ اک بزرگ نے آکر آپ سے راہ راست بتائی یہ سنکے خورشید زرین کمر اور حسین کجکلاہ مع رفقا شاہزادہ طیمور کے پاس آگئے اور کہا کہ ہم بھی چلتے ہیں طیمور نے کہا کہ مجھے تنہا جانے کا حکم ہوا ہے آپ یہیں میرے واسطے دعا فرمائیے یہ کہکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر صحرا کی راہ لی شاہپور نے ہرچند اصرار کیا مگر طیمور نے اسکو بھی ساتھ نہ لیا دونوں بادشاہ شہر کے ناکے تک ساتھ آئے آخر طیمور نے ان سب کو رخصت کیا اور تن تنہا روانہ ہوا جاتے جاتے دوپہر دن آگیا آفتاب وسط السما میں پہونچا گرمی کی شدت ہوئی آلات حرب و ضرب جلنے لگے تشنگی غالب ہوئی اب تو طیمور پریشان ہوا اک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو رہا ادھر اُدھر دیکھنے لگا یکایک اک گڈریا بکریاں چراتا ہوا نظر آیا طیمور اس گڈریے کے پاس گیا اور کہا کہ یہاں سے کوئی چشمہ یا دریا قریب ہو تو بتا کہ مجھے پیاس بہت معلوم ہوتی ہے گڈریے نے جلدی سے اک ظرف میں

دودھ دُہا اور سامنے طیمور کے پیش کیا طیمور نے دودھ پیا اور شکر خدا کر کے آگے روانہ ہوا بعد
طی مراحل و قطع منازل اک کوہ نظر آیا طیمور اُس کوہ کی طرف چلا جس وقت قریب کوہ پہونچا تو اک
آواز آئی کہ ای جوان رعنا کہان جاتا ہی دمبھر یہان قیام کر اور اپنا ے گرسنگی کو دفع کر آسودہ ہو کے
پھر آگے جانا اسلیے کہ آگے پھر تجھکو کوئی شی ایک شب و روز ممکن نہوگی یہی سمجھ کر مین نے اس راستہ
مین مسکن اپنا اختیار کیا ہی کہ جو اس مقام تک پہونچے گا وہ بھوکا نہو گا کہ کوہستان یہان سے بہت
دور ہین اور یہان سے گذر رہنے کے بعد بھی آٹھ پہر کی بھوک برداشت کرنا ہوگی یہ سُنکے طیمور نے
جو پلٹ کے دیکھا تو اک ورد کوہ مین اک مرد فقیر وضع کو پایا طیمور قریب آیا دیکھا کہ کوئلے سلگ
رہے ہین ایک ظرف مین کچھ گوشت رکھا ہوا ہی فقیر نے طیمور کو لاکے بٹھالا اور جلدی سے کباب
لگا کے پلیٹ مین سامنے طیمور کے بڑھا دیے طیمور نے وہی پرچہ جو بستر خواب پر سے ملا تھا فقیر کو
دیا فقیر نے پرچہ پڑھتے ہی پلیٹ سامنے سے کھینچ لی اور ہاتھ طیمور کے چوم لیے اور عرض کی کہ
ای شہریار یہ پرچہ آپنے مجھے ایسے بزرگ کا دیا ہی کہ مجبور ہون طیمور نے کہا ای شخص یا تو تو نے سامان
دعوت مہیا کیا تھا یا سفارش نامہ دیکھتے ہی اُس ضیافت سے بھی ہاتھ اُٹھایا مین یہ سمجھا تھا کہ کچھ
تواضع مین زیادتی ہو جاویگی تو نے اور کمی کی اسکا کیا باعث یہ سُنکے درویش نے کہا کہ اے
شہریار یہ دعوت نہ تھی بلکہ عداوت تھی نام میرا فریب جنی ہی مین نے اس مقام کی سکونت
اس غرض سے اختیار کی ہی کہ جو کافر اس طرف سے نکلتا ہی مین اُسے کباب زہر آلودہ کھلا کے
مار ڈالتا ہون مین نے سیکڑون گڑھے کافرون کی لاشون سے پاٹ دیے ہین اگر آپنے یہ سفارش
نامہ نہ دیا ہوتا تو وہی حال آپ کا بھی ہوتا کہ کباب کھاتے ہی مثل ماہی بے آب تڑپنے پھڑکنے لگتے اور
ابتک ہلاک ہو چکے ہوتے یہ کہکر اُس پلیٹ کو علیحدہ رکھ کر دوسری پلیٹ جسمین بہت عمدہ کباب تھے
سامنے طیمور کے پیش کی اور کہا کہ اب یہ زہر آلودہ کباب کسی اور کے کام آئینگے طیمور نے کباب
کھانا شروع کیے اور فریب جنی نے صحرا کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ کوئی اور مستحق نظر آجائے
دیکھا کہ اک مسافر لمبا ڈوری لیے ہوئے کمر سے چادر باندھے چلا آتا ہی فریب جنی نے اُسے
دیکھتے ہی آواز دی کہ ای بندۂ سیاہ بخت ادھر آکہ تیرے واسطے خداوند نے ہر جگہ سامان راحت
مہیا کیا ہی بقول شاعر ؎ سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے + ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی + یہ سُنکے
اُس مسافر نے پلٹ کے دیکھا قریب آیا فریب جنی نے کہا کہ کہان سے آئے ہو اور کہان
جانے کا قصد رکھتے ہو مسافر نے کہا کہ سب ازل سے آئے ہین اور عدم کو جائینگے فریب جنی
نے کہا کہ بہت جلد پہونچوگے اور پلیٹ زہر آمیز کبابون کی سامنے مسافر کے بڑھا دی مسافر نے
فریب جنی سے کہا کہ آؤ تم بھی تو شریک ہو فریب جنی نے کہا کہ مین کھا چکا ہون او مثل ہی
کہ کھاے پر کھایا وہ بھی گنوایا مسافر نے کہا کہ مین اکیلے کھانے کا عادی نہین ہون فریب جنی
نے کہا اس تنہائی کے سفر مین ہر جگہ تمھارے ساتھ کھانے کو کون ملتا ہوگا مسافر نے کہا کہ آدمی
نہین تو جانور ہی سہی جو کچھ مین کھاتا ہون دوسرے کو کھلا کے کھاتا ہون طیمور نے کہا دیکھ
ای شخص مین بھی تنہا کھا رہا ہون مسافر نے کہا اگر تم تنہا خور ہو مین ایسا نہین ہون اس بات پر
طیمور کو غصہ آیا خاموش ہو رہا مسافر نے جلدی سے جھولی مین سے چلم نکالی تنباکو جما کر دم
لگایا اور فریب جنی کی طرف بڑھا دیا فریب جنی اُسکے فریب مین آگیا چلم اُسکے ہاتھ سے

لیے لی اُدھر مسافر نے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کے کھالی فریب جنی نے کہا کہ اے شخص ہمین بھی مسافر
نے کہا کہ جلدی لی تو آسکے بعد مٹھائی کھانا مٹھاس پر حقہ پینے سے سر مین درد ہوتا ہے فریب جنی نے بھی
دم لگایا دم لگاتے ہی آدھر تو منہ سے دھوان نکلا ادھر فریب جنی تڑ سے گرا اور بیہوش ہوا طیمور
نے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا مسافر نے کہا کہ نادان اسی منہ پر طلسم کشائی کا دعوے ہے کہ دوست دشمن
کو نہین پہچانتے ہین تمھاری طرح نادان نہین ہون اگر کاغذ پاس نہوتا تو یہ زہر آمیز کباب کھا کے سو رہے
ہوتے چٹکی سنکر طیمور نے کہا کہ ارے کون شاہور شاہور نے منہ پر ہاتھ پھیرا ہیئت اصلی
پر آیا طیمور نے کہا کہ غضب ہوا تھا مین نے تجھے زہر آلودہ کباب کھلوانے کا قصد کیا تھا مگر خدا نے
بچایا شاہور ہنسا اور کہا کہ جہان دودھ پیا تھا وہان خیال نہ آیا اگر ہم بھی تمھین دودھ مین زہر ملا
دیتے طیمور نے کہا کہ تو کہان تھا شاہور نے کہا وہ گڈریا مین ہی تھا مجھے یقین تھا کہ تم عقل کے
گول ہو طلسم کا معاملہ ہے اسمین ہر قدم پر مکر و فریب کا سامنا ہے ایسا نہو کہ تمھین کوئی زہر پلا کے مار ڈالے
تو مین بھی چل کھڑا ہوا راستے مین گڈریے کو بیہوش کر کے بکریان چراتا ہوا آیا تمھین دودھ پلایا اسوقت
کچھ نیک و بد نہ سوچے طیمور نے کہا کہ اب فریب جنی کو ہوشیار کرو یہ مرد مسلم ہے شاہور نے
فریب جنی کو ہوشیار کیا فریب جنی نے جو آنکھ کھولی تو شاہور کو ہیئت اصلی پر پایا نہ پہچانا کہا
وہ مسافر کہان گیا بابا کا آدمی معلوم ہوتا ہے شاہور نے ہنسکے کہا وہ مسافر مین ہی ہون پس فریب جنی
نے دوڑ کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ مین نے اپنے مرشد سے سنا تھا کہ ایک شخص فتاح طلسم کے ہمراہ
آئیگا وہ تجھ ایسے مکار کو دھوکا دے گا تو اسکا شاگرد ہو کر فن عیاری سیکھنا اب آپ میرے استاد
ہین اور مین شاگرد ہون طیمور نے شاہور سے کہا کہ تم تو ایسے چالاک نہ تھے یہ بات تم مین کہان سے
پیدا ہوئی اُس وقت شاہور نے کہا کہ اے شہریار جس شب کو آپ مصروف استغاثہ تھے اسی شب
مین بھی مصروف دعا ہوا قریب صبح میری آنکھ لگ گئی تو مین نے اپنے باپ شاپور شیر دل کو
خواب مین دیکھا کہ اُنھون نے مجھکو فنون عیاری تعلیم کیے اور کہا کہ جسے تم اپنا بھائی سمجھتے ہو وہ تمھارا
آقا زادہ ہے مین ایرج نوجوان کا عیار ہون تو میرے نطفہ سے ہے اور میرا فرزند ہے اور طیمور ایرج
کا فرزند ہے اور جب وہ فنون عیاری تعلیم کر چکے تو آخر مین یہ نصیحت کی کہ کبھی عورت کی عیاری نکرنا
کہ نہایت معیوب بات ہے اُس وقت سے فن عیاری مین کوئی عیار میری نظر مین نہین سماتا
طیمور نے کہا کہ مجھ سے تو تمھین اچھے کہ تمھارے باپ نے تمپر شفقت کی اپنی صورت تو
دکھائی ہم تو ابتک دیدار پدر سے بھی محروم ہین اور سنا ہے کہ وہ ہمراہ حمزہ ثالث بدیع الملک
کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے آیندہ بھی ہمکو اُنکے دیدار کی امید نہین فریب جنی نے کہا
کہ اے شہریار مین چاہتا ہون کہ دو ایک روز مین کچھ فنون عیاری سیکھ لون کہ طلسم مین بعض اوقات
بسخت ضرورت ہوگی یہ کہکر دونون کو اپنا مہمان کیا اور فنون عیاری سیکھنے لگا تین روز مین شاہور
شیر دل نے وہ وہ فنون دکھائے اور فریب جنی کو سکھائے کہ طیمور نہایت خوش ہوا
بعد تین روز کے فریب جنی نے کہا کہ اب مین آپکو درویش صادق الوعد کے پاس لیے چلتا ہون
اصل مین یہ سفارشنامہ جو آپنے مجھے دیا ہے انھین درویش کے نام ہے مین تو ایک راہبر کے طور پر
ہون انھین کے ذریعہ سے پتہ لوح طلسمی کا لگے گا یہ کہکر شاہور اور طیمور کو ساتھ لیا اور راہ
جانب روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک حجرہ ہے اور دروازہ پر اسکے

اک پتھر نصب ہی فریب جنی نے کہا کہ اگر آپ فتاح طلسم ہین تو اس پتھر کو اکھاڑ لیے مجھے مرشد سے اپنے معلوم ہوا تھا کہ اس پتھر کو وہ اکھاڑے گا جو بزور صاحبقرانی رکھتا ہوگا طیمور نے ہاتھ پھیلا کے دو گوشے پتھر کے گرفت مین کرکے جو زور کیا پتھر اکھڑ آیا اور زور نمودار ہوا طیمور اندر حجرے کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک مرد پیر باریش سپید نورانی صورت صندل کی چوکی پر بیٹھے ہین دونون پائون دونا ندون مین پڑے ہوئے ہین ناندے گنگا جمنی نہایت عمدہ ہین اور سامنے اک چھوٹا سا چمن لگا ہوا ہی درویش نے طیمور کو دیکھتے ہی سلام علیک کی آواز دی اور برائے تعظیم اٹھا طیمور نے بڑھ کے مصافحہ کیا شاہور نے کہا کہ ای خدا رسیدہ یہ اس ترک دنیا پر یہ آرایش دنیا درویش نے کہا کہ با گریہ راہم دل خوش می باید جبتک دل کو راحت نہو گی اس وقت تک رجوع کامل نہ ہوگا اور جب رجوع نہوگا تو عبادت مقبول نہوگی اتنے مین فریب جنی نے وہ سفارشنامہ درویش کو دیا درویش نے اس تحریر کو پڑھ کر آنکھون سے لگایا اور طیمور سے کہا کہ آپ اسی جگہ قیام کرین مین امین لوح کو بلوا تا ہون لیکن جسوقت وہ یہان آئے تم اسے خالی نہ جانے دینا لوح چھین ہی لینا ورنہ بڑی لڑائی پڑیگی اگرچہ مین عامل ہون تو وہ بھی ساحر ہی اور ساحر زبردست ہی یہ کہکر اپنے ملازم سے کہا کہ جاکر سیہ قلب جادو کو بلا لاؤ وہ خادم اسی وقت جانب مکان سیہ قلب جادو روانہ ہوا جس وقت پہونچا تو سیہ قلب جادو سے پیام درویش کا بیان کیا سیہ قلب جادو اسی وقت ہمراہ اس خادم کے آیا دیکھا طیمور نے کہ لوح گلے مین پڑی ہوئی ہی آنکھین مثل ساغر خون کے ہین مثل جوگیون کے لٹکی ہوئی ہین اور بہت گھنی سے شانے تک بندھے ہین سیہ قلب جادو نے جو طیمور وغیرہ کو دیکھا کہا ای پیر مرد میرے تمھارے ہمیشہ تنہائی مین ملاقات ہوا کرتی تھی آج یہ نئی بات کیسی کہ کئی غیر آدمی موجود ہین اسوقت تمنے مجھے کیون بلایا ہی پیر مرد نے کہا کہ ای سیہ قلب جادو کیا کہون اک ایسی ہی ضرورت تھی کہ تمکو تکلیف دی قریب آؤ تو بیان کرون سیہ قلب جادو آکر برابر بیٹھ گیا طیمور اپنی جگہ سے اٹھکر برابر سیہ قلب جادو کے بیٹھ گیا سیہ قلب جادو نے کہا تو کون ہی کہ میرے برابر آکے بیٹھا ہی طیمور نے کہا کہ تو فخر کر کہ مجھ ایسا شخص میرے تیرے برابر بیٹھا کہ جسکی کفش برداری میرے لیے باعث فخر ہی سیہ قلب جادو نے کہا کہ تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہی اور میرے مرتبہ سے شاید آگاہ نہین ہی کہ مین کون ہون مین وہ ہون کہ جس سے بادشاہ طلسم دبتا ہی تمام اہالیان طلسم کی زیست اور موت میرے قبضہ اقتدار مین ہی مین امین لوح طلسم ہون درویش نے آواز دی کہ ای سیہ قلب جادو یہ فتاح طلسم ہین اور لوح کے خواستگار ہین اسلیے مین نے تمکو بلایا ہی کہ لوح انکو دے دو جس وقت یہ طلسم فتح کرینگے تو تمکو مرتبہ اعلے دینگے بس یہ سنکے اور بھی آنکھین سیہ قلب کی سرخ ہو گئین پکارا او بڈھے تو نے میرے ساتھ دغا کی کہ مجھے بلا کے اس ظالم کا سامنا کرا دیا تو نہین جانتا کہ مین نمک حرام نہین ہون بادشاہ طلسم کا نمکخوار ہون مین ہرگز لوح نہ دونگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور چاہا کہ لوح گلے سے اتار کر سحر کرون طیمور نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا سیہ قلب جادو نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے لوح طلسمی اتار کر سحر کرون درویش نے کہا ای شہریار اگر لوح اسنے گلے سے اتار لی تو پھر کچھ نہ بن پڑیگی یہ ساحر زبردست ہی طیمور نے دوسرا ہاتھ بھی سیہ قلب جادو کا پکڑ لیا سیہ قلب زور کرنے لگا جب اسکا قابو نہ چلا تو سحر کرنے لگا سحر نے بسبب لوح کے تاثیر نہ کی بس طیمور نے دونون ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑ کے جو طمانچہ مارا تو کلہ پھٹ گیا منھ پھر گیا سیہ قلب جادو بھڑکنے لگا طیمور نے جھٹکا دیکر لوح گلے سے اتار لی اور عکس لوح

کاڑ الا سیہ قلب جادو پھڑک کے مر گیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری
ہوا کی صدائین گیر و دار کی آتی ہین آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من سیہ قلب جادو بود حیف
مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو لاش سیہ قلب جادو کی طیمور نے بیرون
حجرہ پھنکوا دی اور لوح کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ حروف لوح مین موجود ہین مگر سمجھ مین نہین آتے درویش
نے کہا کہ ای شہریار اب تنہا جانے کا موقع ہے اسلیے کہ مرحلہ طلسمی پیش آئے گا چونکہ ابھی تک لوح
بیکار ہے لہذا مین آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ یہان سے بائین جانب بسمت قلیل لیجایئے ایک چشمہ آب نظر
آئے گا لوح کو اُس چشمہ مین بسم اللہ کہکر غوطہ دیجیے گا حروف روشن ہو جاینگے اُس وقت جو لوح
ہدایت کرے اسپر عمل کیجیے گا یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے لوح کو گلے مین ڈالا اور درویش سے
رخصت ہو کر جانب چشمہ روانہ ہوے جس وقت قریب چشمہ کے پہونچے لوح کو غوطہ دیا حروف
روشن ہوے لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم بسیار این عجائبات تجھکو چاہیے کہ اسی جگہ انتظار کرے یہی
راستہ دربند آئینہ کا ہے تھوڑی دیر مین اک کشتی نمودار ہوگی تم اُس کشتی پر فلان اسم پڑھکر بیٹھ جانا کشتی
بہکر چلیگی اور زندان طلسمی کی طرف لیجانے کا قصد کریگی جسوقت تم وسط آب مین پہونچنا تو لنگر مارکے
کشتی کو غرق کر دینا طیمور حیران تھا کہ یہ لوح تو الٹی سوجھاتی ہے یہ کونسی عقل ہے کہ اپنے کو خود غرق کر دون
یہ خیال آتے ہی جو لوح پر نظر پڑی لکھا تھا کہ ای نادان یہی لوح تیری راہبر ہے اگر اسکے خلاف کریگا
تو مبتلاے بلا ہوگا یہ مقام طلسم کا ہے خبردار اسکے خلاف نکرنا اُس وقت طیمور سوچا کہ واقع مین
اگر خلاف حکم لوح کرکے مبتلاے بلا ہوے تو پھر کوئی رہائی کرنے والا بھی نہین ہے یہ سوچ
کے تہیہ کر لیا کہ انتو جو کچھ ہو سو ہو بس اسم شروع کیا ادھر تو اسم تمام ہوا ادھر کشتی پیدا ہوئی اور
خود بخود کنارے آکے لگ گئی طیمور بسم اللہ کہکے کشتی پر سوار ہوا اور کشتی بہکر چلی جیسے ہی وسط آب مین
پہونچی طیمور نے لنگر مارا کشتی ڈوبی مین بیٹھ گئی آنکھ کھلی تو طیمور نے اپنے کو صحرا مین پایا اور ایک جانب
اک عمارت عالیشان دیکھی طیمور نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم مالک اس مرحلہ کا
کہکشان جادو ہے جسوقت وہ تجھپر تیر باران کرے تو تجھے چاہیے کہ لوح کا ڈورا پکڑکے گردش دے
کہکشان جادو اور اسکے ہمراہی لوح کی چمک سے اندھے ہو جاینگے اُس وقت کہکشان جادو
کو قتل کر ڈالنا ہنوز یہ لوح دیکھ رہے تھے کہ شور لینا پکڑنا کا ہوا دیکھا تو اک ساحر لباس پر زر
پہنے ہوے تیر کمان ہاتھ مین لیے پشت پر اسکے تین سو ساحر سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے ہوے
چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ مارلو اس ظالم کو جانے نپاے طیمور نے جلدی سے لوح کو گردش
دینا شروع کیا اور ساحرون نے تیر مارے یہ معلوم ہوا کہ اب طیمور کا جسم غربال ہو جائے گا لیکن
عکس لوح سے تمام پیکان تیر شہاب بنکر پلٹے اور ان شیطان خصالون پر گرے تمام ساحر
اپنے ہی حربون سے مارے گئے لیکن کہکشان جادو کہ ساحر زبردست تھا اُسنے اپنے
کو بچایا مگر اندھا ہو گیا طیمور نے قریب پہونچکر آواز دی کہ او ملعون مین آپہونچا کہکشان جادو
نے چاہا کہ اڑکر نکل جاؤن طیمور نے عکس لوح کا ڈالا اور تلوار ماری کہ کہکشان جادو کے
دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اسکے تلاطم ہوا قیامت کبری برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی
آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من کہکشان جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود
نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو اک شخص نے آکر سلام کیا طیمور نے

پوچھا کہ تم کون ہو اُس شخص نے کہا کہ مین ناظم عجائبات طلسم ہون نام میرا حکیم یونس ہے مین پوتا
حکیم اسقلینوس کا ہون اور مذہب اسلام رکھتا ہون آپ لوح کو دیکھیے اگر لوح میرے اسلام کی
شہادت دے تو مانیے ورنہ نمانیے طیمور نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو یہ کہے اُسپر عمل کرو یہ
مرد مسلمان ہے اور تمھارا خیر خواہ ہے اسکے جانب بدی کا خیال نکرنا طیمور اُسکے ساتھ ہوے حکیم یونس
طیمور کو لیے ہوے پہلے تو اپنے مکان مین آیا اور سامان دعوت مہیا کر کے عرض کی کہ آج آرام
کیجیے کل عجائبات طلسمی کی سیر کیجیے پرسون دربند سکندریہ کی طرف جائیے گا طیمور نے کہا کہ مین
چاہتا ہون میرا عیار اور فریب جنی بھی آجاے حکیم یونس نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور اسیوقت
ایک آدمی کو بھیجکر ان دونون کو بھی بلوالیا رات ان دونون نے وہین بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت
حاصل کر کے حکیم یونس نے شاہزادہ طیمور کو اپنے ساتھ لیا اور اسی عمارت عالی شان کی جانب
روانہ ہوا جسوقت داخل عمارت ہوا تو دیکھا کہ اک قصر عالی شان بنا ہوا ہے جسمین ہزارہا آئینے نصب ہین
اور سب آئینون پر پوشتین پڑی ہوئی ہین اور ایک جانب حجرہ ہے یکایک دروازہ حجرے کا
کھلا اور تخت جناب سلیمان کا نمودار ہوا ایک جانب حکیم اسقلینوس اور دوسری جانب آصف
بن برخیا انکو دیکھکر حکیم یونس نے با ادب ہوکے سلام کیا تخت صدر ایوان مین لاکے رکھا گیا
حکیم یونس نے پوشتین آئینون کی ہٹا دین تمام آئینے مثل در کے ہوگئے اور غول کے
غول پریون کے نمودار ہوے سب با ادب کھڑے ہوے ہین اور ناچ پریون کا ہونے لگا
شام تک یہ جلسہ رہا شام کو تخت اُسی حجرہ مین جاکر غائب ہوگیا اور پریان آئینون مین جاکے
پنہان ہوگئین حکیم یونس نے پوشتین آئینون پر چڑھا دین اور شاہزادہ طیمور سے کہا
کہ آپنے کچھ بات نکی طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی حاجت نتھی مین نے بزرگ جان کے سلام کر لیا
حکیم یونس نے کہا کہ اس دربند مین بارگاہ طلسمی نہایت عمدہ ہے لیکن جس وقت تک آپ اجازت
حاصل نکیجیے اُسوقت تک مین بارگاہ حاضر نہین کر سکتا طیمور نے کہا کہ جناب سلیمان کے انتقال
کو بہت زمانہ ہوا گیا در اصل انتقال نہین کیا بلکہ اس مقام پر پوشیدہ ہین اگر انکو خوف دشمنون
کا ہو تو کہدینا کہ میرے فشکری بادشاہت قبول کرین مین پھر تمام عالم مین ڈنکا بجادونگا پرستان تک
عمل بٹھادونگا یونس نے کہا کہ اے شہریار در اصل اُنکے انتقال کو بہت زمانہ گذرا لیکن یہ اُنکے
دربار کی یادگار طلسمی قاعدے سے بنا دی گئی ہے یہ ہمیشہ قایم رہیگی اب کل صبح کو آپ دربند
سکندریہ پر تشریف لیجائیے گا اب یہ تو انتظار صبح مین بیٹھے ہین لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلزال بن خلخال ترک کے بیان کیے جاتے ہین

زلزال کو نتیجہ لے لیا ہے جسوقت آنکھ زلزال کی کھلی تو اپنے کو اک صحرا مین پایا اور حمید جادو نے
کہا کہ کیون ہمسے روگردانی کرنے کا نتیجہ دیکھا زلزال نے کہا کہ واقع مین مین نے بہت برا کیا جو تم ایسی
عورت کے خلاف مرضی کیا کہ جورو کی جورو اور اشفاق مین مثل مادر مہربان حمید جادو نے کہا کا ایسا
بدحواس ہوا کہ جورو کو امان کہنے لگا خیر اب چلکر چندروز غار افراسیاب مین قیام کر تو مجھے خوش
کریگا مین بھی تجھے خوش کرونگی پھر تو خروج کریگا تو کسیکے ہاتھ سے مارا نجائیگا یہ کہکر اپنے ساتھ غار افراسیابی
مین لائی اور مصروف عیش ہوئی چند دن کے بعد زلزال نے پھر خواہش کی کہ مجھے

خدا پرستون کے مقابلے کو بھیجے حمید جادو نے کہا کہ ابھی وقت اسکا نہین ہی ساعتین بد ہین جب نیک
ساعت آئیگی تو مین تجھے خود بھیج دونگی یہ کہکر مصروف چلہ کشی ہوئی جسوقت چلہ تمام ہوا تو اسنے ایک
جوشن لاکے دیا اور کہا کہ اگر تو اسے پہنکر جنگ کریگا تو کوئی حربہ تجھپر کارگر نہوگا اور قوت بھی تیری
زیادہ ہوجائیگی لیکن خبردار اب کسی عورت کو سوا میرے رغبت کی نظر سے نہ دیکھنا زلزال نے
کہا کیا مجال ہی غرضکہ پھر اسنے کچھ فوج ساتھ لی اور نکلکر غار افراسیاب سے روانہ ہوا جاتے جاتے
اک صحرا مین پہونچا اور قیام کیا یہ صحرا مسکن تھا غولان جادو کا غولان جادو ایک ہی مکارہ ہی حالت اسکی
یہ ہی کہ جو مرد نوجوان اس صحرا مین نکل آتا ہی وہ غولان جادو کے دام فریب سے کب بچ سکتا ہی
استکا لیے مرد کا ایک نہین چھوڑا ہی بس اسکو جو خبر ہوئی کہ اک نوجوان دراز قد قوی تن اس صحرا
مین آیا ہی بس غولان جادو نے صورت اپنی اک نازنین مہجبین کی بنائی اور سامنے زلزال
کے آئی خواصین اور مصاحبین ساتھ تھین زلزال اسے دیکھتے ہی لٹو ہوگیا اظہار عشق کیا ساتھ
والون نے منع کیا کہ دیکھیے اگر ملکہ ناراض ہوگئین تو غضب ہوجائیگا کئی مرتبہ انھون نے
آپ کی جان بچائی اگر وہ نہ آجاتین تو آپ مارڈالے گئے ہوتے یہ سنکے زلزال کو ایسا عشق
چڑھا کہ کہنے لگا ملکہ ایسی اسکی پاپوش پر سے دو سو صدقے کی ہین خوشا نصیب اسکے جسے ایسی
نازنین ملے نازنین سے پوچھا کہ مکان ترا کہان ہی اسنے کہا کہ وہ سامنے باغ میرا ہی چلو اسی
جگہ قیام کرو گھر ہوتے صحرا مین قیام کرنے کی کیا ضرورت ہی یہ سنکے زلزال ساتھ ہوا ملکہ مع زلزال
داخل باغ ہوئی کئی پہر دن باغ ٹھہرا زلزال ساتھ غولان جادو کے قصر مین آیا سامان راحت
مہیا پایا قصر نہایت آراستہ مسہری لگی ہوئی جو کا تختون کا اسپر فرش نہایت پر تکلف بچھا ہوا
زلزال بیٹھ گیا دسترخوان بچھا دونون نے کھانا کھایا کشتیان شراب و کباب کی لاکے رکھی گئین
جام چلنے لگا دیر تک شراب جاری رہی آخر دونون نشہ شراب سے بدمست ہوکر بے حجاب
ہوے جب صبح ہوئی تو پھر کھانا منگوایا ادھر ادھر باغ مین ٹہلے پھر دونون نے تخلیہ گاہ آباد
کیا جب کئی روز گذر گئے تو ایک دن غولان جادو نے زلزال سے کہا کہ مین اچھی ہون
یا حمید جادو زلزال نے کہا کیا کہون دیکھنے کی تو تم اس سے ہزار درجے اچھی ہو مگر ملنگ کی بُری
ہی غولان جادو نے کہا صورت اصلی میری دیکھو گے زلزال نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اور
یہ رنگ و روغن سب بنا ہی غولان جادو نے غلطک ماری اور ہیئت اصلی پر آئی اب جو دیکھتا ہی
زلزال تو مبہوت بیٹھا دیکھا کہ بجائے ٹڑ اونی چوٹی کی ہی لاؤنی عجیب کریہ منظر عورت ہی دو دو
ٹڑے بڑے باہر نکلے ہوے اور چہرہ پر سیتلا کے داغ نہایت گہرے رنگ توے سا کالا کوئی
بہتر سو برس کی عمر زلزال اسے دیکھکر دل مین پریشان تھا کہ ہا مین تو نے اسکو پھنسایا
یہ عورت ہی یا بلا حمید جادو کو مفت اپنے سے برگشتہ کیا دل مین سوچا کہ اب حمید جادو تو مجھسے
التفات نکریگی یہ بھی ساحرہ زبردست معلوم ہوتی ہی اگر اسکی اعانت سے کچھ کام نکلے تو خیر
یہی سہی اسلیے کہ گو کھانے ہین واسطے پیٹ بھرنے کے ہین زلزال نے غولان جادو سے
کہا کہ مجھے تو یہ صورت تمہاری اس ہیئت سے بھی بھلی معلوم ہوتی ہی غولان جادو یہ سنکے
خوش ہوئی اور کہا کہ تو جو مختار رکھتا ہو مین بر لاؤن زلزال نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خدا پرستون
سے اپنے باپ دادا کے خون کا بدلہ کرون غولان جادو نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ ہون

لیکن ای زلزال ایسا نہو کہ حمید جادو سے کسی موقع پر زک پہونچے تجھے خوب معلوم ہی کہ وہ تجھپر عاشق ہی
اس سے بہتر یہ ہی کہ پہلے حمید جادو سے فیصلہ ہو جاسے وہ چھوکری ہی اسکے آتا ہی کیا ہی کہ میرے
منھ لگیگی زلزال نے کہا کہ آپ جانیے بس غولان جادو نے ایک شخص راہگیر کو پکڑ کے صورت
اسکی بزور سحر زلزال کی سی بنائی اور جا کر غار افراسیاب مین چھوڑ آئی حمید جادو تو زلزال پر عاشق
ہی ہی اسنے جو آکے دیکھا کہ زلزال تنہا چلا آتا ہی یہ سمجھی کہ معلوم ہوتا ہی یہ پھر شکست کھا کے بسیر و
سامانی آیا ہی بس یہ اٹھا لیگئی سامان راحت مہیا کیا ہنوز اسنے کوئی حال دریافت نہین کیا ہی کہ غولان
جادو جا پہونچی اور کہا کیون ری او چھوکری اب تجھے باپ کی شرم بھی نہین رہی یہ کون ہی حمید جادو نے کہا کہ
خالہ امان مین آپ کو اپنا بزرگ جانتی ہون اور آپ ایسا کہتی ہین تو دوسرے کیون نہ کہینگے اس سے اور
مجھسے تو تجھین کا تعلق ہی غولان جادو نے کہا یہ کون ہی حمید جادو نے کہا زلزال بن خلخال
جبتک خلخال زندہ رہا مین اسکی پابند رہی اب اسکی پابند ہون مین نے اگر خاندان کے خلاف کوئی فعل
کیا ہو تو آپ کا ناراض ہونا بجا ہی بس یہ سنتے ہی غولان جادو نے کچھ پڑھ کر اسکی طرف پھونکا رنگ روغن سحر
اڑ گیا اور ہیئت اصلی ظاہر ہوئی بس حمید جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھیسے کچھ تو دھوکہ کرتی ہی نہین جانتی
کہ یہ کون ہی ان میرے معشوق کو اپنے معشوق کی صورت بنا کے لائی ہی اگر اسکا عوض نہ لیا تو کچھ کام نہ کیا
یہ کہکر چلی آئی حمید جادو حیران تھی کہ یہ زلزال کی صورت کیونکر بنا جو مین نے دھوکا کھایا سوچی کہ اگر
الجھتی ہون تو یہ بکاتہ ساحرہ زبردست ہی مین اسکا کچھ کر نہین سکتی سکوت سے کام لیا اور غولان جادو
اس راہگیر کو لیے چلی گئی اور جس مقام سے اٹھا لائی تھی وہین چھوڑ دیا وہ بیچارہ تو سر پر پانون رکھ کے بھاگا
کہ یہ عجب طرح کا مقام ہی کہ زبردستی کی گرفتاری اسیر اتہام ادھر غولان جادو اپنے باغ مین آئی اور
ساتھ زلزال کے مصروف عیش و راحت ہوئی وہان حمید جادو بیٹھی تھی سوچی کہ یہ کیا معاملہ تھا بس
اسنے اپنی جھولی سے موم نکالا اور اسکی ایک پتلی بنائی اور بائین چھنگلیا کے خون سے اسکو رنگین کرکے
چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور پوچھا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ تھا پتلی نے قہقہہ مارا اور پکاری
کہ باجی آپ کی عقل کہان گئی ہوئی ہی یہ اسی بکاتہ کا فریب تھا اسلیے زلزال کو اپنے دام مکر مین پھنسایا
ہی اس لحاظ سے کہ بعد اظہار تجھپر الزام آئیگا اور بدنامی ہوگی ایک شخص اجنبی کو زلزال کی صورت
بنا کے غار افراسیاب مین ڈال گئی کہ آپ زلزال کے دھوکے اسے لیجائیگی اور وہی ہوا اب اسنے
یہ جھوٹا الزام رکھ کے کھلم کھلا زلزال کو اپنا شوہر بنایا اس سے باغ مین مصروف عیش و عشرت ہی
بس یہ سنتے ہی آتش رشک مشتعل ہوئی اور اسنے سوچنا شروع کیا کہ کیا فکر کرون آخر یہ ذہن مین آئی
کہ یا تو مار غولان جادو کو اور یا اپنی جان دے یہ تہیہ کر کے اسی وقت ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر روانہ
ہوئی اسوقت پہونچی کہ رات کے بارہ بجے تھے اور یہ دونون ایک ہی پلنگ پر سو رہے تھے بس
حمید جادو برق بنکر غولان جادو پہ گری اور چاہا کہ مٹا دون مگر غولان جادو ساحرہ زبردست ہی
اسکے چوٹ تو ضرور آئی مگر بسبب روئین تن ہونے کے بچ گئی اور خواب سے چونکتے ہی اسنے بال
اپنا توڑ کر پھینکا کہ وہ بال رسن سحر بنکر بازوون سے حمید جادو کے لپٹ گیا غولان جادو نے چند
دانے ماش کے مارے اور حمید جادو کو چیل بنا کے اپنے باغ کے دروازے پر بٹھا دیا چند
بال حمید جادو کے لیکر ران اپنی چیر کر اسمین رکھ لیے نہ یہ بال کوئی پائیگا نہ حمید جادو کو ہیئت اصلی پر
لائیگا زلزال سے کہا کہ اب مین عقاب بنکر تیرے سر پر سایہ فگن ہوتی ہون تو قتل خدا پرستان

گئے واسطے چل زلزال نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غولان جادو نے اپنے باغ کا انتظام اس زغن کے
سپرد کیا یہ مسحور ہونے سے مطیع ہو گئی غولان جادو و عقاب بنی اور زلزال کے سر پر سایہ افگن ہوئی
اور زلزال وہان سے روانہ ہوا کوچ اور مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہی کہ جاتے جاتے قریب اک شہر کے
پہونچا ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا کہ یہ شہر کونسا ہی نام اسکے فرمانروا کا کیا ہی ہرکارون
نے بعد دریافت حال آکے بیان کیا کہ اس شہر کو شہر غلطانیہ کہتے ہین غلطان وردرگوش یہان کا بادشاہ
ہی مذہب قمر پرستی رکھتا ہی زلزال نے غلطان شاہ کو نامہ لکھا کہ ای غلطان شاہ مین نے سنا ہی کہ تو
قمر کی پرستش کرتا ہی اور خداوند حقیقی سے اپنے بیخبر ہی یعنی خداوند سامری کو نہین پہچانتا ہی بہتر یہ ہی
کہ اپنے خیالات کو ترک کر ورنہ ایک دم مین تیرے ملک کو تاخت و تاراج کر دونگا مجھے نہین جانتا
کہ مین کون ہون منم خان اعظم یعنی زلزال بن قلنخال بن صلصال جسوقت یہ نامہ غلطان شاہ
کو پہونچا اور غلطان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ارکین دولت سے ذکر کیا انھون نے کہا کہ مذہب
کا تبدیل کرنا عاقبت کا بگاڑنا ہی ایک سردار اسکا ہی کہ نام اسکا امواج گرد ہی سالار لشکر ہی اسنے
کہا کہ مین مقابلہ کرونگا اگر مین زیر ہوا تو اسکا مذہب اختیار کر دونگا اس وقت حضور کو بھی اختیار ہی اور اگر
مین نے زیر کر لیا تو وہ میرا مذہب اختیار کرے گا ورنہ مین اسکو قتل کر ڈالیگا یہ سنکے بادشاہ نے جواب
جنگ تحریر کر دیا اور لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا جسوقت زلزال کو نامہ کا جواب پہونچا اسنے برہم
ہو کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر غلطان شاہ
کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آ گئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت
نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو زلزال میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے امواج
گرد غلطان شاہ سے اجازت لیکر زلزال کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار امواج گرد نے
نیزہ مارا زلزال نے نیزہ کو نیزے پر لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے امواج کے ہوائی کیا امواج
گرد نے تلوار ماری زلزال نے سر پہ تلوار امواج کی روکی مگر خط بھی نہ پڑا تب تو امواج گرد حیران
ہوا کہ یہ کیونکر پست ہو گا حربہ اسپر اثر نہین کرتا زلزال نے وار اسکا رد کر کے اپنا حربہ کیا امواج
نے بند دست پہ ہاتھ ڈال دیا اور کھینچا زلزال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے عقاب
جو سر پر سایہ فگن تھا اسنے سایہ اپنا امواج گرد پر ڈالا دفعتہً قوت سلب ہو گئی زلزال اسکو باندھے
لیے چلا گیا اور غلطان شاہ سے کہتا گیا اگر اطاعت کرتا ہی تو کر ورنہ کل تیرے ملک کو پامال کر دونگا اور
امواج کو زندان مین بھجوا دیا یہان غلطان شاہ نہایت حیران و پریشان جو واپس آیا تو اسنے
پھر ارکین دولت سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے ہنوز کوئی راے طی نہ پائی تھی کہ اک برق سی چمکی
اور اک ساحرہ آئی اور آکر غلطان شاہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیے مین آپ کے سردار کو بھی چھڑا
لاتی ہون اور اس ترک بچے کو ایسی زک دونگی کہ یاد کرے گا یہ جو عقاب اسکے سر پر سایہ کیے ہوئے
ہی یہ اک ساحرہ ہی کہ نام اسکا غولان جادو ہی اگرچہ سن اسکا تیرہ سو برس کا ہی اور ظاہری عمر سولہ سترہ
سال کی ہی مگر آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہی یہ ساحرہ ذرا قبول صورت بھی ہی اور سن بھی اسکا واقعی
کم ہی مگر سحر و ساحری مین اسکا مثل و نظیر نہین ہی اور امواج گرد کی معشوقہ ہی اسکو اسیری کا امواج
کے نہایت ملال ہوا تھا اس طرح کا وعدہ بادشاہ سے کر کے یہ جانب لشکر زلزال روانہ ہوئی

وہان زلزال آکر اپنی صحبت مین بیٹھا غولان جادو بھی موجود ہی کہ جمیلہ جادو پہلے زندانخانہ کے قریب
پہونچی اور کچھ اسم سحر پڑھکر غرق زمین ہوئی اور امواج گرد کو لیکر زمین زندان سے باہر آئی
امواج گرد نے جو اپنی معشوقہ کو دیکھا کہا تم مجھکو بیکار لے آئین اسلیے کہ اُسنے مجھے بھر دی زیر
کیا ہی مین اُسکی اطاعت کرونگا جمیلہ جادو نے کہا کہ اُسنے تمہارے ساتھ فریب کیا اسیدن کے واسطے
ہم تمسے کہتے تھے کہ کچھ تحایف سحر پاس رکھو وہ جو عقاب سحر اُسکے سر پر سایہ فگن ہی وہ اک ساحرہ ہی
اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ مین اُسے جاکے سمجھاتی ہون اور صلح کرائے دیتی ہون اگر نہ مانے گی
تو پھر پہلے تیرے اسکے مقابلہ ہوےگا اسکے بعد تمکو اختیار ہی چونکہ یہ تو عاشق ہی ہی اور امواج
بھی اسے چاہتا ہی کہنے لگا کہ اگر تم قتل ہوئین تو میری زندگی بے حلاوت ہو جائیگی جمیلہ جادو نے
کہا کہ ابھی تو مین واسطے گفتگو کے جاتی ہون بعد کو دیکھا جائے گا امواج گرد تو جانب لشکر غلطان شاہ
روانہ ہوا اور جمیلہ جادو بارگاہ زلزال کیجانب چلی جسوقت دروازہ بارگاہ پہونچی تو اسنے اطلاع کرائی چوبدار
نے جاکر زلزال سے کہا کہ ایک عورت حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی کہا بلالو جس وقت جمیلہ جادو
اندر بارگاہ کے آئی تو اسنے غولان جادو کی طرف دیکھکے کہا کہ مجکو بھی پہچانا کہ مین کون ہون
غولان جادو نے کہا کہ تجھ ایسی چھوکریون کو مین کیا جانون تو زمین سے اُگتے ہی پھلنے پھولنے
لگی بس یہ سنکے جمیلہ جادو کو غصہ آیا ایک تصویر نکال کے سامنے غولان جادو کے پیش
کی اور کہا کہ اسے تو پہچانتی ہی غولان جادو نے کہا کہ یہ میری تصویر ہی بس جمیلہ جادو نے کہا کہ اگر
یہ تصویر تیری ہی تو ہر وقت مجھے تیرے مار ڈالنے کا اختیار ہی اور اگر تجھے یقین نہو تو مین دکھادون
غولان جادو ہنسی اور کہا کہ کاغذ کی تصویر بناکر تو بہت خوش ہوئی ہی ہی شرط کہ تجھے پھونک دون یہ
سنکے جمیلہ جادو نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ تجھے اس دربار عام مین ذلت ہوگی یہ
سنکے غولان جادو نے چند دانے آتش کے پڑھکر مارے جمیلہ جادو نے رد سحر پڑھا اور
اسی تصویر کے بالون کی ایک لٹ کاٹ لی اُدھر غولان جادو کے سر سے ایک لٹ بالون کی
غائب ہو گئی لیکن غولان جادو نے اسپر بھی نہ مانا اور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر کھینچ مارا
جمیلہ جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر اس گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ بس اسی سحر پر تجھے
ناز تھا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور وہی جو تصویر اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکے ہاتھ کو موڑا اُدھر غولان جادو کا
ہاتھ مڑ گیا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا لیکن کچھ نہوا آخر یہ چلائی کہ واقع مین اے جمیلہ جادو تیرا سحر بھی
بہت تیار ہی اس سن مین تو نے یہ کمال پیدا کیا کہ مجھ تیرہ سو برس کی بڑھیا کو عاجز کر دیا آخر تیرا مطلب
کیا ہی جمیلہ جادو نے کہا کہ بہتر و مناسب یہ ہی کہ نہ تم ہمارے دین و مذہب سے تعلق رکھو نہ ہم
تمہارے دین و آئین سے مطلب رکھین بلکہ ہم تم ملکر خداپرستون سے مقابلہ کرین اس بات کو دونون
نے منظور کیا اور کہا کہ واقع مین یہ خداپرست تو ہر ملت و مذہب کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ سبکو
مٹا دین ہمین ہم باقی رہجائین بعد اس تصفیہ کے جمیلہ جادو پلٹ کے دربار غلطان شاہ مین آئی غلطان شاہ
سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ کل صبح کو حضور براے استقبال آگے بڑھین اور زلزال ترک کی
دعوت کرین جب صبح ہوئی تو غلطان شاہ سوار ہو کے براے استقبال روانہ ہوا اور زلزال ترک
کو لیکے آیا سامان دعوت مہیا کیا کہ اکمرتبہ ہرکارون نے خبر دی کہ خداوند ساریق خداپرستون کے
ہاتھ سے تنگ ہو کر اس طرف آتا ہی بس یہ سنکے زلزال مع غلطان شاہ براے استقبال

روانہ ہوا اور ساریق کو شہر میں لیے آیا سامان دعوت کیا سختگان نے زلزال سے کہا کہ ای خان اعظم اب کس بل پر تمنے خداوند کو پناہ دی ہی اور مقابلہ خداپرستان کا قصد کیا ہی زلزال نے کہا کہ اب خداوند نے مجھے آہنی بدن بنا دیا ہی کہ حربہ مجھپر تاثیر نہین کرتا زور مین مین کسی سے کم نہین ہون اب اگر خداپرستون سے سامنا ہوا تو حمزہ کو مع سرداران نامی سرمیدان نہ باندھا تو نام اپنا زلزال نہ پایا سختگان دل مین سمجھا کہ کچھ نہ کچھ بل ہی اب یہ تو سامان دعوت و ضیافت مین مصروف ہوتے ہین اور ہرکارے جو ساریق کے تعاقب مین آئے تھے وہ صاحبقران سے خبر دیے جاتے ہین لیکن یہان سے

چند کلمے داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان ہوتے ہین ٭

کہ یہ حکیم یونس کا مہمان ہی انتظار صبح مین شاہور او فریب جنی ہوچ گئے ہین جب صبح ہوئی تو شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد ادا ے فریضہ سحری طیمور نے مسلح ہوکے لوح گلے مین ڈالی اور سب سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم و سیار این عجائبات آگاہ ہو کہ اب مرحلہ دربند سکندریہ کا ہی مالک اس دربند کی بحرین سرخ پوش ہی یہ وہی ساحرہ ہی جو تیری عروس کو اُٹھا لے گئی ہی اسی دربند پر تجھ سے اور ملکہ حسینہ پری جمال سے ملاقات ہوگی تجکو چاہیے کہ یہان سے داہنی جانب روانہ ہو اور جب دوراہہ ملے تو اس راہ کو اختیار کرنا جو بائین ہاتھ کی طرف گئی ہی ایک ساعت کی رہروی مین دربند تک پہونچ جاؤ گے طیمور حسب ہدایت لوح روانہ ہوا جب دوراہہ پر پہونچا تو وہی راہ جو بائین ہاتھ کو گئی تھی اختیار کی جاتے جاتے دور سے قلعہ نظر آیا طیمور اُس قلعہ کی طرف چلا نگہبانان قلعہ نے جو طیمور کو آتے دیکھا جاکر ہوشیار جادو مالک دربند سے اطلاع کی یہ ساحر بحرین سرخپوش کی طرف سے ناظم دربند ہی اور بحرین جادو وزیر طلسم ہی اس وقت بحرین جادو موجود نہ تھی ہوشیار جادو مع فوج قلعہ سے باہر آیا اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتا ہی پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا میرے ہاتھ سے طیمور نے کہا کیا جھک مارتا ہی مین تیری جان کا ملک الموت ہون بس ہوشیار جادو نے اک گولہ فولادی مارا کہ گولہ پھٹا اور اسمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوے اور اُن شرارون نے تشکل طاؤس زرین بال کی پیدا کی اور آکر طیمور کو چارون طرف سے گھیرا طیمور نے تلوار سے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا جو طاؤس قتل ہوا شعلہ بنکے طیمور ہی پر گرا لیکن بسبب برکت لوح کے طیمور پر تو کوئی اثر نہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین جیسے طاؤس قتل ہوے وہ سب شعلے بنکے ایک جسم ہوگئے اور گرد طیمور کے وہ آگ چرخ مارنے لگی لیکن طیمور غصہ مین برابر طاؤسون کو قتل کرتا جاتا ہی اور آگ زیادہ ہوتی جاتی ہی یہانتک کہ اب جو دیکھا تو وہ آتش تا گلو آگئی ہی اُس وقت طیمور نے گھبرا کے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت تو سامنے ہوشیار جادو مالک دربند کے پہونچے اور ہوشیار جادو تجھپر ناریل مارے تو تجھے چاہیے کہ عکس لوح کا ڈال گولہ پلٹ کے ہوشیار جادو پر گرے گا اور کام اُسکا تمام کردے گا اور اگر اسکے خلاف کیا اور گولہ پھٹا اور طاؤسون نے گھیرا اور تو نے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا تو غضب ہوجائے گا آتش سحر تجکو چار طرف سے گھیر لیگی جس وقت تک کہ آتش تا گلو ہو اس وقت تک

دراوامهکن ہی اور یہ وہ ہی کہ فلان اسم پڑھکر پیکان پر دم کر اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے وہ ساحر
جو سامنے اک بلندی پر کھڑا لنگوٹی باندھے ہوے برہنہ سحر کر رہا ہی اسکی ناف تاک کے تیر مار اگر تیر
پڑ گیا تو حریف کے لیے تیر قضا ہی اور اگر خالی گیا تو یہ آتش مشتعلہ بلند ہوکے خانہ آتشی بن جائیگی اور
تو بھی ہمہ تن شعلہ ہوکے قیامت تک اسی مقام پر رہجائیگا بس یہ دیکھتے ہی طیمور نے جلدی
جلدی اسم کو پڑھکر تمام کیا اور تیر مارا تیر ناف پر پڑا تو ٹوٹکے پار گذر گیا تمام آتش سحر تو دھوان بن کے
غائب ہوگئی مگر بیر تین چمک چمک کے گرنے لگین صدائین گیر ودار کی بلند ہوئین آوازین مہیب آنے
لگین کہ کشتی مرانام ہوشیار جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی
ہوئی تو دیکھا کہ لاش ہوشیار جادو کی پڑی ہی اور اہل قلعہ نے آکر اطاعت کی شاہزادہ نے ان
لوگون کو ہدایت اسلام کی بسبنے بدل دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اب شاہزادہ
نے آگے جانے کا قصد کیا اہل قلعہ نے عرض کی کہ ای شہریار ہر چند کہ دربند آپنے فتح کر لیا لیکن ابھی سخت
مرحلہ باقی ہی اسلیے کہ یہ تو اک ملازم ہی ملکہ بحرین کا ملکہ بحرین جادو وہ عورت ہی کہ جسپر دار و مدار
سلطنت عجائب شاہ ہی یہ رکن اعظم ہی طلسم عجائب سلیمانی کی آگے اسکا باغ ہی وہان ہوشیاری
سے کام لیجیے گا ملاحظہ لوح سے غفلت نفرمائیے گا یہ سنکے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین خدا کے بھروسے
آیا ہون لوح کے بھروسے پر نہین آیا ہون اگر میرے مقدر مین فتاحی طلسم ہی تو طلسم کو فتح کرونگا
ورنہ مارا جاؤنگا یہ فرماکر قلعہ سے نکلکر آگے روانہ ہوے جاتے جاتے صحرا مین پہونچے لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ وہ سامنے جو دروازہ باغ کا نظر آتا ہی اسمین داخل ہو اور جب اندر باغ کے پہونچنا
تو بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا طیمور آگے روانہ ہوا جسوقت قریب دروازہ باغ پہونچا تو دیکھا
کہ نصف دروازہ وا ہی اور نصف بند ہی اور ایک عورت گھبرائی ہوئی دروازے سے جھانکی اور اندر
چلی گئی دم بھر مین تین چار عورتین دروازے پر آئین اور کہنے لگین کہ اب بھی آئیے تو مہربانی کی
ملکہ کا انتظار مین یہ حال ہی کہ نوبت بہ جان ہو رہی ہی بستر سے اٹھنا ناممکن ہی نگاہین جانب در لگی ہوئی ہین
شاہزادہ طیمور نے فرمایا کون ملکہ ان عورتون نے کہا اتنی جلد بھول گئے سچ کہا ہی کہ مرد کی ذات بیوفا
ہوتی ہی آنکھ ہوئی چار دل مین آیا پیار آنکھ ہوئی اوٹ دل مین پڑی کھوٹ یہ وہی ملکہ ہی جسکی محبت
مین خانہ خراب ہوے تنہا سوداگر کے ساتھ اسکے ملک مین پہونچے کیا کیا تکلیفین اٹھائین سختیان
جھیلین اب آج بھول گئے یہ پتے کی باتین سنکے طیمور کے کان کھڑے ہوے یہ تو معلوم ہی تھا
کہ ملکہ اس طلسم مین ہی اسی واسطے طلسم کشائی کا قصد کیا تھا یہانتک پہونچے نام سنتے ہی روح بیچین
ہوگئی جلدی سے داخل باغ ہوئے اب لوح دیکھنا کسے یاد وہ عورتین ملکہ کی باتون مین الجھاے ہوے
قصر تک پہونچین اندر قصر کے دیکھا کہ ملکہ بستر پر پڑی ہی آنکھین چھت کو لگی ہوئی ہین جیسے ہی طیمور
نے ملکہ کو دیکھا ہاتھ پانون بیقابو ہوگئے ملکہ بھی بیتاب ہوکر اٹھی تھی کہ چکر آیا بیہوش ہوکے گری
شاہزادے نے دوڑکر آغوش مین لینا چاہا کہ کنیزون نے کہا میان یہ ہوا تو جسم سے دور کرو اوچھی
نبھے ہوے ہو بھلا اسکا کونسا محل ہی یہ لڑائی بھڑائی کی چیز ہی یا عورتون کو ذبح کرنا منظور ہی
طیمور نے کہا نہین جلدی جلدی سب اسلحہ اتار کے علیحدہ رکھ دیے ایک نے کہا کہ میان یہ لوح
کس کام آئیگی ملکہ کو پہنا دو وہ متبرک چیز ہی طیمور نے کہا کہ ملکہ سے جان تک عزیز نہین ہی یہ کہکر جلدی
سے لوح گلے سے اتار کے ملکہ کو پہنا دی اور لوٹا نخلخے کا اپنے ہاتھ مین لیکر سنگھانا شروع کیا اک قہقہ

مالکہ نے لوٹ لگائی اور طیمور سے دو رہٹ کے آواز دی کہ او نادان ملکہ کیا اپنے اختیار مین تھی کہ اسطرح
بے تکلف تمکو بلالیتی ذرا اپنی خبر لو کہ جگہ سے بھی سرک سکتا ہے یا نہین اب جو طیمور نے اُسنے کا
قصد کیا تو دیکھا کہ زمین چوتڑون سے لپٹی ہوئی ہے اُس عورت نے آواز دی کہ منم مالکہ بحرین جادو شکر کی
جا ہے کہ آج مجھ سے الزام بربادی طلسم کا برطرف ہوا سب یہی کہتے تھے کہ تم اُس ملکہ کو لاتین نہ فتاح
طلسم اس طرف اسکی تلاش مین آتا بادشاہ بھی ناراض تھا اور جس واسطے مین ملکہ کو لائی تھی وہ مطلب
بھی نہ حاصل ہوا میرا فرزند جو اُسپر عاشق تھا اور جسکے واسطے ملکہ کو لائی تھی قبل اسکے کہ مین اُسکی معشوقہ کو
لیکے پہونچون طلسم مین زلزلہ آیا اور جس مکان مین میرا فرزند لالان جادو تھا چھت اُسکی بیٹھ گئی اور
فرزند میرا مر گیا جیسے مین اُس ملکہ کو باعث زندگی سمجھتی ہون اور یہ جانتی ہون کہ میرے فرزند کی
نشانی ہے لیکن تو نے اس طلسم مین آکے مجھے بدنام و رسوا کر دیا تھا یہ کہکر طیمور کو قید سحر مین گرفتار
کیا اور اب اس مقام پر آئی کہ جہان ملکہ اصلی تھی واضح رہے ناظرین ہو کہ جس دن سے ملکہ اُس
طلسم مین آئی اور بحرین جادو اس سے محبت پیش آئی ملکہ نے اسکو مان کے خطاب سے پکارنا شروع
کیا اور بحرین جادو نے بھی اپنے مردہ فرزند کی نشانی سمجھ لیا لیکن دل کا ملکہ کے خدا ہی حافظ
تھا یاد مین طیمور کے رویا کرتی تھی اور ناامیدی دن بدن افزون ہوتی جاتی تھی اسلیے کہ ملکہ کو
یہ خبر نہ تھی کہ میرا شوہر ہی فتاح طلسم ہوگا اور اُسی کے ہاتھ میری رہائی ہوگی خدا پر شاکر بیٹھی ہتی
تھی بحرین ہر طرح کی راحت دیتی تھی مگر ملکہ دن بدن زرد ہوتی چلی جاتی تھی بحرین جادو نہایت
ہوشیار تھی سمجھتی تھی کہ اسکو اپنے شوہر کا تو کیا ملال ہوگا کہ ابھی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی لیکن فراق والدین
کے سبب سے اسکی یہ حالت ہے بعد چندروز کے بحرین نے تسلی ملکہ کے لیے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہم تمکو لیچلکے
تمہاری والدین کو دکھا دینگے بالفعل طلسم کی آمد و رفت موقوف ہے الحاصل اس وقت جو قید
شاہزادہ طیمور کی لیے ہوے بحرین جادو سامنے ملکہ کے پہونچی اور ملکہ نے طیمور کو اسیر غل و زنجیر
دیکھا دل بیتاب ہوگیا مگر ضبط سے کام لیا بحرین نے کہا کہ جسکا خوف تھا مین اُسے گرفتار کر لائی اب مین
اُسے خدمت مین بادشاہ طلسم کے روانہ کر دونگی اور تجھکو لیچلکے تیرے مان باپ کو دکھلاؤنگی اُسوقت
ملکہ نے کہا کہ ای والدہ مہربان جس روز سے آپنے مجھکو دختر اور مین نے آپکو مادر جانا اُسوقت سے اسوقت
تک مین نے کوئی خواہش آپ سے ظاہر نہین کی آپ ہی کی رضا پر راضی رہی لیکن اس وقت ایک
التماس کرتی ہون کہ گر قبول افتد زہے عز و شرف + بحرین سرخ پوش نے کہا بیان کر مین
آنکھون سے اُس خدمت کو بجا لاؤنگی ملکہ نے کہا اس قیدی کو جسکو اب سوا موت کے کوئی امید نہین
مین چاہتی ہون کہ کچھ دیر کے واسطے میرے پاس چھوڑ جائیے یہ مین نہین کہتی کہ اُسے رہا کر کے
چھوڑ دیے اسی طرح اسیر غل و زنجیر رہنے دیجیے یہ وہ شخص ہے جسکی صورت بعد آرسی مصحف کے مین نے
اُسوقت دیکھی اور یہ چراغ سحری ہے مین چاہتی ہون کہ اور گھڑی بھر دیکھ لون پھر یہ کہان اور مین کہان یہ کہکر
آنکھون مین آنسو بھر لائی بحرین کا دل پسیج گیا اور سوچی کہ حق بجانب ہے جسکا ایسا صاحب جمال شوہر ہو
اور اب قتل ہونے جاتا ہو اُسکی جو حالت ہو وہ بجا ہے بس بحرین جادو وہان سے اُٹھ کر چلی آئی لیکن
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ باتین کرتے کرتے لوح طلسمی ملکہ کے پاس رکھکر بھول آئی اور دوسرا راوی
کہتا ہے کہ اسنے اپنے ہی لوح ملکہ کے گلے مین پہنا دی تھی غرضکہ جب یہ علیحدہ چلی آئی تو اسکو خیال آیا کہ
لوح ملکہ کو پہنا آئی ہے اور وہ فتاح طلسم کی عروس اور عاشق ہے ایسا نہو کہ لوح دے دے تو غضب ہو جائیگا

یہ سوچ کے پلٹی مگر یہ خیال ہوا کہ ایسا نہو فتاح طلسم یہ لوح پا گیا ہو میں یکبارگی پہونچ جاؤں وہ مجھے مہلت بھی نہ لینے دے یہ سوچ کے پوشیدہ طور سے آکے دیکھنے لگی یہاں ملکہ نے طیمور کی طرف دیکھ کے کہا کہ افسوس ہماری سجی بھی بد نصیب کوئی عورت دنیا میں نہوگی کہ تمت کی رات مبتلاے آفات ہوگے تم سے ایسے بچھڑے کہ ہم کہیں اور تم کہیں اور اب سامنا بھی ہوا ہے تو کس وقت تم مرنے جاتے ہو خیر جو مرضی خدا کی طیمور نے کہا اے ملکہ مجھکو بحرین جادو اگر تمھاری صورت بنکر فریب نہ دیتی تو میں اس دام مصیبت میں کبھی گرفتار نہوتا میں نے خود لوح گلے سے اتار کر اسے پہنا دی ملکہ نے کہا کہ جتنے جس دل سے لوح پہنائی اسکا ویسا ہی اثر بھی ظاہر ہوا کہ لوح مجھ تک پہونچ گئی شاہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ عجب معاملہ طلسم کا ہوتا ہے کہ ایک لوح سے سارا طلسم تھراتا ہے یہ وہی ہم ہیں کہ ساحروں کی روح ہمارے نام سے کانپتی تھی یا اب کوئی حقیقت نہیں ابھی یہ لوح پھر ہاتھ آجاے تو تمام طلسم کا ورق اُلٹ دوں ملکہ نے کہا کہ پھر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں لوح تمھیں دے دوں طیمور نے کہا کہ نہیں ہرگز میری یہ خواہش نہیں کہ میں تم سے لوح لیکر طلسم توڑوں اگر میری قسمت میں فتاحی طلسم ہے تو انشاء اللہ بزور شمشیر لوح لونگا اور اگر تم نے لوح مجھے دے دی تو بحرین جادو کو کیا جواب دوگی مجھے تمھارے شرمندہ ہونے کے مقابل میں اپنا مرنا قبول ہے یہ سنکے ملکہ نے کہا اے شہریار میں بھی لوح کا دینا ہرگز گوارا نکرونگی یہ ہو سکتا ہے کہ بعد تمھارے میں بھی خودکشی کرلوں اور اپنی جان دے دوں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ لوح دے دوں بڑے شرم کی بات ہے کہ جو اپنے کو صاحب امانت سمجھے خود اسکے ساتھ خیانت کرے غرضکہ نہ طیمور نے لوح کا لینا پسند کیا اور نہ ملکہ نے لوح دینا پسند کیا یہ باتیں بحرین سحر خیوش سنا کی اور وجد کرنے لگی کہ یہ دونوں بڑی آن بان کے ہیں بس سامنے آکر دونوں کی تعریف کی اور کہا کہ میں باتیں تمھاری سن رہی تھی بس لوح ملکہ کے گلے سے اتار کے گلے میں طیمور کے ڈال دی اور اپنا یہ حکم کر دیا کہ بے سر کا کاٹ ڈال اور جاکے طلسم فتح کرے طیمور نے بحرین جادو کا منہ دیکھا اور کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ مجھپر یہ احسان کریں اور میں آپ کا سر کاٹوں آپ اپنی لوح رہنے دیجیے یہ کہکر لوح گلے سے اتار کے پھینک دی اور کہا کہ مجھے لوح دیکر اجازت دو کہ میں جاکر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کروں یا لوح بھی لے جاؤ بحرین نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتی اسلیے کہ میں بھی بادشاہ کی نمکخوار قدیم ہوں تمام سیاہ و سپید طلسم کی مختار ہوں ہاں بعد میرے جو چاہے سو ہو جاے اپنی حیات میں میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ لوح دیکر بادشاہ کو قتل کراؤں اور آپ زندہ بیٹھی رہوں طیمور نے کہا کہ اگر آپ کو یہ منظور نہیں تو مجھے بادشاہ طلسم کے پاس بھیج دیجیے اگر اقبال میرا یاور ہے تو کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکل ہی آئیگی ورنہ قضا ہے تو مارا جاؤنگا مجھے یہ ننگ ہرگز نہ گوارا ہوگا کہ اک عورت کو جو اپنی محسن بھی ہو قتل کروں اُس وقت ملکہ بحرین سحر خیوش نے سر زانوے تفکر پر جھکایا اتنے میں مہوت جادو جانب بادشاہ طلسم سے حاضر ہوا اور کہا کہ اے ملکہ آفاق بادشاہ نے قیدی کو طلب کیا ہے بحرین سحر خیوش نے کہا کہ قیدی موجود ہے اور میں بھی چلتی ہوں یہ کہکر اک تخت منگوایا اور اس تخت پر طیمور کو قیدیوں کی شان سے بٹھایا اب سوا قید آہن کے طیمور پر قید سحر نہیں ہے اور ایک محافہ منگا کر ملکہ کو اندر محافہ کے سوار کیا اور مسکین عجائب جادو شاہ طلسم عجائب بہار کی جانب روانہ ہوئی ہے وہاں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملکہ بحرین سحر خیوش قید فتاح طلسم کی اپنے ہمراہ لیے چلی آتی ہے بادشاہ نے ارکین دولت کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور

ملکہ بحرین کو لیکر حاضر ہوے اتنے مین تخت شاہزادہ طیمور کا نمودار ہوا اُس وقت تخت بادشاہ کے پاس
ایک دنگل پر ہزبر شیر شکار بیٹھا تھا یہ پہلوان زبردست اور سالار لشکر ہی اسنے جو دیکھا کہ قیدی تخت پر
آتا ہی لیس ہزبر شیر شکار غصہ مین اپنے مقام سے اُٹھا اور پکارا کہ او بے ادب سامنے بادشاہ کے تو تخت پہ
سوار ہی اُتر تخت سے یہ کہکر قریب تخت طیمور کے آیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ تخت سے
کھینچ لون لیس طیمور کو اس حرکت پر غصہ آیا دونون ہاتھ بیڑیون مین ڈالے گئے جو ہٹکا مارا بیڑیون کے منہ
کھل گئے ہزبر نے تلوار ماری طیمور نے دونون ہاتھ باندھ کر دیے کہ تلوار ہتکڑی کے قفل پر پڑی
ہتکڑیان بھی کٹ کے علیحدہ ہوئین لیس طیمور نے کلائی ہزبر کی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے تھپڑ
مارا کہ کلہ پھٹ گیا اور ہزبر نے جو چرخ مارا طیمور نے کمر بنجہ کا بند پکڑ کے سر سے بلند کر کے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا پیکر چور ہو گیا تمام بارگاہ تھرا گئی طیمور نے پھر بیڑیان اُٹھا کر پہن لین اور بحرین جادو
سے کہا کہ آہنگرون کو بلا کر ہتکڑیان بھی درست کرا دیجیے یہ حرکت طیمور کی دیکھکر بادشاہ نے
پوچھا کہ کیون اے شخص تو تو ہمارا دشمن ہی پھر تو نے ہمپر کیون نہ حملہ کیا طیمور نے کہا کہ تمھارا قیدی
ہون اور کوئی خاص سبب میری رہائی کا نہین ہوا ہی اسنے بے وجہ مجھپر حملہ کیا تھا اُسکی سزا پائی اب
تمکو میری قتل و جان بخشی کا اختیار ہی یہ ہمت و جرأت طیمور کی دیکھکر بادشاہ وجد کرنے لگا اور طیمور سے
کہا کہ جیسے تمنے مارا ہی اُسیکے دنگل پر بیٹھ جاؤ تو تمھارا دیوان سمجھا جاے طیمور دنگل پر ہزبر شیر شکار
کے بیٹھ گیا بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ بحرین جادو کیا کہون اگر اسکے حسن پر خیال کرتا ہون تو یہ قابل
پرستش ہی اگر اقبال کو دیکھتا ہون تو قابل تعریف پاتا ہون جی یہ چاہتا ہی کہ لوح اسے دیدون
اور کہون کہ مجھے بھی قتل کر ڈال بحرین جادو نے کہا کہ یہ شخص اسے بھی منظور نکریگا یہ پہلے ہی
ہو چکا ہی واقعہ اسکا یہ ہی کہ جب عروس کو مین شہر حسن آباد سے اپنے فرزند کی معشوقہ سمجھ کر لائی تھی یہ
اُسکا شوہر ہی اور اُسکی تلاش مین یہانتک آیا ہی سب مرحلے طے کیے مگر چونکہ عشق مین اسنے
عروس کے بہوت تھا مین نے اُسیکی صورت بنکے فریب دیا اور اسے گرفتار کر لائی چونکہ
عروس اسکی مجکو مان کہتی ہی اور اُسنے اپنے شوہر سے تخلیہ مین باتین کرنے کی خواہش ظاہر کی
مجھے ترس آیا اور مین نے دونون کو یکجا کر دیا آپ علیحدہ ہو گئی حسب اتفاق مین نے لوح اسکی
عروس کو پہنا دی تھی اور جب مین وہان سے علیحدہ ہوئی ہون تو لوح بھول گئی تھی مین نے چھپ کے
ان دونون کی باتین سنی باوجود اس عشق و محبت کے نہ تو ملکہ نے امانت مین خیانت کی نہ اسنے
لوح کا لینا قبول کیا جب مین نے یہ حالت دیکھی تو مین سامنے گئی اور خود لوح اسے دے دی
اور یہ شرط پیش کی کہ پہلے مجھے قتل کر ڈال بعد اسکے جا کر طلسم کو فتح کر لے اسنے گوارا نہ کیا یہ سامنے
جو محافہ ہی یہ اُسکی عروس کا ہی اور اب یہ مجکو فرزند کی جگہ ہی لیکن تابع حکم بادشاہ ہون اسوجہ سے اسکو
قید کرکے لے آئی اب اگر آپ کو اسکا قتل منظور ہی تو اسیکو حکم دیجیے یہ خود گلا اپنا کاٹ کے رکھ
دے گا اور اگر اسکا قتل منظور نہین ہی تو عروس اسکی اسکے سپرد کر کے طلسم سے باہر نکلوا دیجیے
یہ اسی کے واسطے طلسم مین آیا ہی ورنہ ہرگز نہ آتا یہ سنکے بادشاہ نے لوح سامنے طیمور کے ڈال
دی اور کہا کہ اے فاتح طلسم تجھے کیا منظور ہی اگر میرے خون کا پیاسا ہی تو یہ لوح لے کہ بغیر اسکے
مین قتل نہو سکون گا اور اگر صرف عروس کو لینے آیا ہی تو اسے بھی لے جا اور مال طلسمی کی خواہش
ہو تو مین تمام گنج طلسمی تیرے سپرد کرتا ہون طیمور نے کہا کہ مین دوستون کا دشمن نہین ہون جب

آپنے میری جان بخشی کی تو مین ممنون ہوا نہ کہ اسکی عوض مین قاتل ہون بادشاہ نے کہا کہ اچھا اسکے علاوہ اگر
کوئی اور خواہش ہو تو اُسے بیان کر طیمور نے کہا کہ اسکے علاوہ یہ خواہش ہی کہ اگر بعقل آپ کی
دین اسلام کو حق ثابت کرے تو مسلمان ہو سحر سے توبہ کیجیے بادشاہ نے کہا کہ بیشک دین تمھارا
برحق ہی مجھے ہر طرح منظور ہی اور آہنگرون سے کہا کہ بید کاٹ دو طیمور نے کہا کہ یہ وہی قید ہی
کہ ابھی ابھی آپکے سامنے مین نے اوسکو توڑکے پھینک دیا تھا اب پھر توڑے ڈالتا ہون وقت کا
انتظار تھا یہ کہکر جو ہاتھو ہتکڑی سکے بیڑی مین ڈال کر زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ
کرکے پھینک دیا بادشاہ نے کہا کہ ای بحرین جادو ہمارا جی چاہتا ہی کہ یہ شادی ہم بھی سے کرین
طیمور کو ہم دولہا بنائین اور ملکہ کو تم دولھن بناؤ کہ یہ اُسی لباس عروسی سے ہمکنار و ہم آغوش ہون
بحرین نے منظور کیا اور ملکہ کو لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوئی سامان شادی کا ہونے لگا ہنوز تاریخ
مقررہ نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے طیمور سے کہا کہ ای فرزند با اقبال اس طلسم مین ایک تہخانہ ہی اُسپر
اک قفل ہی کہ آجتک وہ کسی سے نہین کھل سکا سنا ہی کہ اُسمین بارگاہ عجائب رنگین بہار ہی اور چالیس
گنج ہین اور بہت سے تحائف طلسمی ہین اگر تم طلسم کشا ہو تو تمھارے ہاتھ سے وہ قفل بغیر کلید کے
کھل جائے گا ہی سننے مین آیا ہی کہ کلید طلسم دست طلسم کشا ہی اگر وہ بارگاہ نکل آئے تو اُسی بارگاہ
مین تمھاری شادی کی صحبت منعقد ہو جائیگا تقدیر آزمائی کرو طیمور نے کہا کہ چلیے عجائب جادو کے ہمراہ
طیمور جانب تہخانہ طلسمی روانہ ہوا تمام اراکین طلسم ساتھ تھے شاہور اور فریب جنی اور حکیم لوئیس
کو بھی بلا لیا تھا یہ بھی ہمراہ تھے جسوقت دروازہ تہخانہ پر پہونچے تو دیکھا کہ بہت بڑا قفل دروازے
مین لگا ہوا ہی بس طیمور نے بسم اللہ کہکے قفل پر ہاتھ ڈالا اور کھینچا معلوم ہوا کہ قفل کھلا ہوا تھا طیمور نے
دروازہ کھولا سب اندر تہخانہ کے گئے اور صندوق نکال نکال کے باہر لائے ہر صندوق مین قفل
تھا اور قفل مین کنجی بھی لگی ہوئی تھی طیمور نے سب قفل کھولے ایک صندوق مین سے چالیس
خلعت نہین جواہر نگار برآمد ہوئی اور باقی صندوقون مین زر و جواہر بھرا ہوا تھا ایک نقارخانہ نکلا اسوقت
تک نقارون نے آواز نہ دی تھی جسنے چوب لگائی نقارہ ہم سے ہوکے رہ گیا جب طیمور نے
چوب لگائی تو نقارہ نے باضابطہ اُن کی صدا دی بعد اسکے بارگاہ عجائب رنگین حصار کے تمام
جز و نکالے گئے اور لاکے بارگاہ کو استادہ کیا یہ بارگاہ قابل دید تھی طیمور نہایت خوش ہوا
اور شکر پروردگار بجا لایا بعد اسکے بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جو مرکب اک مدت سے طلسم مین ہی کہ کسی
شہسوار کو سواری نہین دیتا ہی مرکب بے مثل ہی اگر رام ہو گیا تو قابل اسی کے سواری کے ہی ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ اگر اسکو گزند پہونچے تو شادی کا گھر ماتم کدہ ہو جائے گا اس بنا پر سکوت اختیار کیا اور طیمور
سے کچھ نہین کہا لیکن جسوقت وہان سے پلٹے تو اصطبل طلسمی کی طرف سے گذرے دیکھا طیمور نے
کہ بہت سے مرکب ہین لیکن ایک گھوڑا سبز چشمی نمگیرہ تمامی کے نیچے بندھا ہوا ہی طیمور مرکب کو دیکھتے ہی
بیچین ہو گیا عجائب شاہ سے کہا کہ یہ مرکب کیسا ہی بادشاہ نے بیان کیا کہ سنتا ہون کہ یہ مرکب
اولاد اشتہر دیوزاد سے ہی جو صاحبقران اول کا مرکب تھا اور اسکے بھی وہی خواص ہین کہ کسیکو سواری
نہین دیتا ہی اگر آپ اولاد صاحبقران سے ہین تو شاید یہ مرکب آپ کو سواری دے یہ سنکے طیمور نے
کہا کہ مین ضرور اس مرکب کو رام کرونگا یہ کہکر قریب نمگیرہ کے آیا مرکب نے جو انسان کی بو پائی چراغ پا
ہوا کنوتیان بدلکر بدمزاج ہوا منہ مین کف بھر آیا آنکھین اُلٹنے لگین طیمور نے قریب آکر سائیسون سے

کہاکہ کھول دو اُسیر سائیسون نے اگاڑیان پچھاڑیان کھول دین مرکب طیمور کی طرف چلا طیمور نے جست جو
کی تو بالمین سے تھی بالشت مرکب پر پہونچ گئے گھوڑے نے شرارت شروع کی کبھی الف ہوا
کبھی کاندھی ماری کبھی نے کے بھاگا جو حرکت کی طیمور نے مارا یہانتک کہ گھوڑے نے جھک کے
گردن ڈال دی اور رام ہوگیا طیمور مرکب سے اُتر آیا اور نام اُسکا بادبہاری رکھا بعد اسکے عجائب شاہ
سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ شہر حسن آباد مین کوئی شخص جاے اور نام میرا بادشاہ حسن آباد کر دے
مگر بہت جلد عجائب شاہ نے کہا کہ آپ نامہ لکھیے مین ابھی ساحر کو بھیجتا ہون طیمور نے نامہ بنام
خورشید زرین کمر اور ایک نامہ بنام حسین کجکلاہ لکھا مضمون دونون کا یہ تھا کہ مین نے آپکے
اقبال سے طلسم کو فتح کیا بادشاہ طلسم بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوا اور مجھپر نہایت مہربان ہی
ملکہ ساتھ خیر و عافیت کے صحیح و سالم موجود ہین چاہتا ہون کہ آپ دونون صاحب یہین تشریف
لے آئین اہم عقدہ مناکحت تو ادا ابھی ہو چکی ہی بادشاہ طلسم کی خوشی یہ ہی کہ مین بھی شادی
کرون آپکا شریک ہونا ضرور ہی ساحر یہ نامہ لیکر جانب شہر حسن آباد روانہ ہوا بعد اسکے طیمور نے
ایک نامہ بطور عرضی کے سلیمان صاحبقران کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ مین نے آپکی عنایت و شفقت
سے دنیا بھی پائی اور دین بھی حاصل کیا اب مین طلسم مین موجود ہون اور امیدوار ہون کہ اس
جلسہ خوشی مین آپ بھی شریک ہون یہ نامہ دوسرا ساحر لیکر جانب پرستان روانہ ہوا یہان تو یہ
انتظام عقد ہی اور وہان ساحر نامہ لیے ہوے شہر حسن آباد مین پہونچا اور دونون نامے دونون
بادشاہون کو دیے قریب تھا کہ یہ دونون شادی مرگ ہوجائین اُسی وقت تیاری کی اور دونون
بادشاہ جانب طلسم عجائب بہار سلیمانی روانہ ہوے ادھر دوسرا نامہ سلیمان صاحبقران کو
پہونچا یہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکے نہایت شاد ہوے اور اُنھون نے بھی چند پریزادون کو
ساتھ لیا اور چند تحالیف پرستان اپنے ہمراہ لیکر سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و سلیمان
صاحبقران جانب طلسم عجائب بہار روانہ ہوے جسوقت سرحد طلسم پر پہونچے اور
خبر طیمور کو ہوئی یہ تمام ارکین طلسم کو اپنے ہمراہ لیکر براے پیشوائی روانہ ہوا ادھر حسین کجکلاہ
اور خورشید زرین کمر بھی فوج فراوان سے آگئے ان سبکے قیام کے واسطے مناسب مقامات معین
ہوے صاحبقران قاف طیمور کو دیکھکر نہایت خوش ہوے گلے لگایا اور فرمایا کہ مذہب حق کے
اختیار کرنے کا ثمرہ دیکھا اب وہ دن آیا کہ سامان جشن ہوا بارگاہ رنگین حصار مین صحبت منعقد ہوئی
طیمور کو دولھا بنا کے مسند پر بٹھا دیا داہنی جانب سلیمان اعظم و سلیمان صاحبقران و سلیمان
کوچک بیٹھے بائین جانب عجائب شاہ حسین کجکلاہ خورشید زرین کمر اسکے بعد دو رویہ اور
ارکین دولت اور سرداران لشکر جمع ہوے طائفے آکر مجرا کرنے لگے ایک پری جمال نے یہ غزل

بے مثال شمرغ کی غزل
بہت خوشی سے وہ سنتا ہی داستان میری
زمانے بھر کی زبان ہو گئی زبان میری
گرونگا ضعف کا آنسو گمان سے شکوہ
اڑائین جیب گریبان نے دھجیان میری
خدا کرے نہ کبھی اُنکے کان تک پہونچے

بیان زیست رگ کی سکیلیے فغان میری
پسند کرتا ہی ظالم جرآئیان میری
جو ناگوار تجھے ہوتی ہو فغان میری
خدا کرے کہین لکنت کرے زبان میری
تو ہی بتا نہ ہو کیون ایسے ضعف سے نفرت
بھری ہی درد سے کمبخت داستان میری

قضا سے پہلے ہوئی بند کیون زبان میری
ہر ایک ایسے ہی کمبخت داستان میری
تو بوسہ لیکے کبھی کاٹ لو زبان میری
جنون ہوا مجھے اُس گل کی چاہ مین ایسے
جلے تو ذکر ترا اور جلے زبان میری
اگر اشارون ہی مین بات کرنی ہو مقصود

کہو تو لب نہ ہلائے کبھی زبان میری
اُسیکے نام کی رٹ اور اُسیکا ہر دم ذکر
دہن مین رکھنے کے قابل نہین زبان میری
جو دیکھے آئینہ مین زلف و رخ غبار آلود
کچھ اور یاد دلاتی ہین ہچکیان میری
کچھ ایسا مین ہوا الفت مین تیر جا بجا ہون
جہان پہ خاک اڑاتا ہی آسمان میری
تمہارا نام دہن مین ہے قیامت تک
چلے تو لا کہین رکتی نہین زبان میری
نہ غیر حال ہو کس طرح حال کا میرے
نہ جانے کیا مجھے سنو اسکی زبان میری
عیان ہی وصل کا اقرار بوسہ بازی سے
کبھی نہ خاک اڑائے وہ بدگمان میری
کسے جہان مین ہی دشمن سے دوستی کی امید
کہ خاک بھی نہین پاتے ہین رہروان میری
نہین بھی گرتی ہی تو برق گر پڑیگی ضرور
دم اخیر اگر بند ہو زبان میری
کہین کہین سے وہ سنتا ہی داستان میری
مزے سے ہوکے نہ کمبخت کچھ ہوئی آگاہ
زبان انکی مین لیتا ہون وہ زبان میری
نہ جانے کس سے مرا ذکر کرتا ہو ظالم
لگائے آرزو مین کیونکر آسمان میری
زمین ہل گئی اٹھی ہین اس جگہ کے سب
نہ رکھے دل مین کبھی الفت آشیان میری
مرے کلام کے آگے کلیم کیا ہین عدو

تمام رات عجب طرح کا جلسہ رہا قریب صبح پریزادون کا مجرا ہوا جن النسانون نے پریزادون کا ناچ نہ دیکھا تھا وہ تو نہایت محظوظ ہوے ایک پریزاد نے یہ غزل شروع کی

وقت دید اللہ رہی حیرانی مری
رخ سے ظاہر ہی پریشانی مری
وہ تہ پھر نقشہ سا کا دیکھتے
آئینہ ہو جائے حیرانی مری
میرے دل مین تھا نہ ذرہ بھر غبار
رہ گئی حیرت مین حیرانی مری
ہی یقین بیشک وہی ہین میری جان
روز اول سے ہی عریانی مری
دشمنون کو کیون کرون بدنام مین
یاد کرتے ہونگے مہمانی مری
گھر مرا آباد کرنے آئے کب
کرتا ہی ہر ایک دربانی مری
خط بلا فصل جنون مین یار کا
بڑھتی جاتی ہی پریشانی مری
وہ نہین کرتے پریشان غیر کو
کام آئیگی پریشانی مری
منتظر ہی اور شوق دید مین
جا نہین سکتی ہی حیرانی مری
حشر تک حیرت مین رکھیگی کلیم
اُسنے صورت بھی نہ پہچانی مری
آرزو ہی وصل کی شب بھول جاؤن
کھینچتا تصویر گر مانی مری
رو دن کیا آنکھین لڑا کر یار سے
خاک اس بت نے عبث چھانی مری
بدگمانی غیر کی دیکھو ذرا
ہوت کرتی ہی نگہبانی مری
مجھ سے تڑپی پود یکھکر چھپتے ہین وہ
دوستی ہی دشمن جانی مری
جامہ زیبی پر تری دیوانہ ہون
ہو چکی جب خانہ ویرانی مری
جاؤن کیا اس ناسمجھ کی بزم مین
کچھ نہ سمجھا ہائے نادانی مری
ایک دن جامہ دری ہوگی کفن
دیکھ لی شاید پریشانی مری
تنگ کرنا مجکو ہی منظور انھین
جائے کیا منہ لیکے حیرانی مری
مجھ پہ ہنستی ہی مری تقدیر بھی
اہل سخندان کو سخندانی مری
ہوگئی آئینہ حیرانی مری
داستان غم ہی طولانی مری
وقت رخصت وہ اگر دیکھین مجھے
غیر سمجھینگے پشیمانی مری
مجکو تڑپانے لگے جب وہ بہت
کرتا ہی کمبخت دربانی مری
ہی جنون وقت ولادت سے مجھے
پردہ بنجاتی ہی عریانی مری
دل مرا کیونکر کرین وہ پائمال
چمکی ہی تقدیر عریانی مری
تیرے در پر جب سے ہو آیا ہون مین
کون سمجھیگا پریشانی مری
منع کر دو حسرتون کو اپنی تم
ہوگی پردہ پوش عریانی مری
فصل گل مین بھی ہوگا گر جنون
جانے والی ہی پریشانی مری
ہر گھڑی رہتے ہین وہ پیش نظر
خندہ پیشانی ہی پیشانی مری

صبح کو جلسہ برخاست ہوا اور برات جانب قلعہ سکندریہ روانہ ہوئے وہان ملکہ بحرین سرحوش نے نو لباس عروسی پہنایا تمام رسوم پھر سے ادا ہوئے نوشاہ عروس کو بیاہ کے لایا اور وصل سے اپنی معشوقہ کے کامیاب ہوا مدتون کی تمنائین برآئین اور حوصلے نکلے شاہور دل آرام کی وصل سے شادکام ہوا آج ہی یہ دونون حاملہ ہوئی ہین بطن سے انکے لڑکے پیدا ہوے ہین کہ ذکر انکا دفتر اسلام آباد مین آئیگا

بعد اسکے تمام مہمان مع سلیمان صاحبقران رخصت ہوے طیموربھی عجائب شاہ اور بلکہ تحسین سبز خیوش سے رخصت ہوکر مع عروس و اسباب طلسمی جانب شہر زرینہ روانہ ہوا سوا اُس طلسمی مکان کے جسمین دربار جناب سلیمان منعقد ہوتا تھا اور آئینون سے ہر سہ ہزار دین نکلتی تھین صرف یہ مکان مع سلیمان صاحبقران کی نذر کیا سلیمان صاحبقران نے یہ نذر اپنی جدما دری کی یادگار سمجھ کر خوشی سے قبول کیا دیو اُس مکان کو اُٹھا کر جانب قاف روانہ ہوے حکیم یونس چونکہ فقط تھے یہ اُس مکان کے ساتھ جانب پرستان روانہ ہوے اور جو چیزین طیمور نے نذر کرنا چاہین مثل خزانہ و بارگاہ وغیرہ کے انمین سے کوئی چیز صاحبقران قاف نے نہین لی اور طیمور سے رخصت ہو کر جانب قاف روانہ ہوے اب یہان سے

چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ طیمور شیر سر کو بمقابلہ ارسیہ پوش کو تو انتظام شہر زرینہ پر مامور کیا تھا اور انتظام اپنے شہر کا برہوت رعد آواز کے سپرد کیا تھا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ برہوت رعد آواز تپ شدید مین مبتلا ہوا اور لاجورد شاہ جو طیمور سے روگردانی کر کے اپنے ملک مین آیا تو اُسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح طیمور کو زک دینا چاہیے یہ اسی فکر مین تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صحرا مین ایک انسان برہنہ آتا ہے کہ شیر کا شکار کرتا ہے قوت مین شیر اُسکا کچھ نہین کر سکتا شیر کی کلائیان پکڑ کے توڑ ڈالتا ہے لاجورد شاہ نے کہا کہ کسی صورت سے اُسکو رام کر کے طیمور کے مقابلہ کو تیار کرنا چاہیے یہ سوچ کے عمدہ عمدہ غذائین اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا تو قیام کیا حسب قاعدہ اپنے وقت پر وہ برہنہ انسان نمودار ہوا لاجورد شاہ نے کہا کہ اُسے گھیر کے پکڑ لو کئی ہزار آدمیون نے اُسکو چار طرف سے گھیر لیا اس شخص نے جدھر کا رخ کیا ناخن اُسکے بڑے بڑے تھے کہ جسپر چنگل مارا زرہ نوچ لیگیا بعض سوارون نے خوف زدہ ہو کے تلوار ماردی تو جسم پر خط بھی نہ پڑا اب چہار جانب سے کمندین پڑنے لگین وہ شخص اُلجھ کے گرا اُسے باندھ کے لے آئے لاجورد شاہ نے اُسے زندان خانہ مین بھجوا دیا اور لیکر شہر مین آیا غذائین عمدہ عمدہ کھلائین چونکہ ایسی غذائین اُسنے کبھی نہ کھائی تھین نہایت خوش ہوا اور اطاعت کی چند روز مین کچھ بولنے بھی لگا اور سمجھنے بھی لگا اب لاجورد شاہ نے اُسے فنون سپہگری تعلیم کرائے چند روز مین وہ نہایت مشاق ہوگیا لاجورد شاہ نے نام اُسکا شیر کش نیستانی رکھا اور اپنی فوج کا سالار معین کر کے ایک نامہ برہوت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے برہوت رعد آواز مین نے سنا ہے کہ بالفعل تم ناظم شہر زرینہ ہو لہذا تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ آٹھ روز کے اندر شہر کو خالی کر دو اور جس طرف جی چاہے چلے جاؤ ورنہ ایک دم مین آکر چھین لونگا جسوقت یہ نامہ برہوت رعد آواز کو پہونچا تو اُسے تپ تھی اُسنے جواب مین تحریر کیا کہ اے لاجورد شاہ تو نے مجھے نہین جانا کہ مین کون ہون مین وہ شخص ہون جسکو سارق نقیب قدرت کہتا تھا میرے نعرے سے زمین تھراتی ہے دیوون کی ٹانگین مین نے چیر چیر کے پھینک دی ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو مین بیٹھا رہا ہر چند کہ مین بیمار ہون لیکن تیری فوج کے لیے کافی ہون یہ جواب پہونچتے ہی لاجورد شاہ نے شہر زرینہ پر فوج کشی کی یہ خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی اُسنے بھی لشکر کو شہر کے باہر نکالا خیمہ برپا کیا

شام کو دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ ہوتی رہی گشت کے سوار دونون جانب بیدار
باش و ہوشیار باش کی آوازین لگایا کیے صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو سرکش نیستانی لاجوردشاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا سرا با میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہوا
تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش اے برہوت رعدآواز مین نے سنا ہے
کہ تم بڑے نامی و نامور پہلوان ہو مجھے بھی تمھاری آزمایش منظور ہے آؤ کہ یہ گوے میدان ہے بس یہ سنکے
برہوت رعدآواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے شیرکش نیستانی کے آکر آواز دی کہ او بزدل
اس وقت مین تو نے سر اٹھایا ہے کہ بادشاہ شہر موجود نہین مین بیمار مگر خیر لاضرب بہادری کی مین ابھی
تیری گوشمالی کو موجود ہون شیرکش نیستانی نے نیزہ مارا برہوت رعدآواز نے نیزہ کو نیزے پر
لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے شیرکش نیستانی کے ہوائی گیا شیرکش نیستانی نے غیظ و غضب
مین آکر تلوار ماری برہوت رعدآواز نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا سر پر بیٹھی تا دو ابرو
اتر آئی برہوت نے دلیرانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی اسی عالم زخمداری مین برہوت نے بھی
ہاتھ مارا شیرکش نیستانی نے سر بڑھا دیا اس وقت برہوت کو معلوم ہوا کہ یہ رویین تن ہے افسوس
ہوا شیرکش نیستانی نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زخم سر چوپارہ ہو گیا فوج نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور
حریف وار کیے جاتا ہے تمام فوج تلوارین کھینچ کھینچ کے آ پڑی اس طرف سے فوج لاجوردشاہ کی آ پڑی
جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی صداے تکبیر دیزن بلند ہوئی لوگون نے جانین دے دے کر مالک کو
اپنے بچایا برہوت رعدآواز کو سامنے سے شیرکش نیستانی کے اٹھا لے گئے لیکن اس رویین تن
نے اسقدر آئینہ پرستون کو قتل کیا کہ آخر انھون نے پیچھے پاؤن ہٹنا شروع کیا اور لاجوردشاہ کی
فوج انکو دباے ہوے چلی اب یہ لوگ قریب شہر پہونچ گئے ہین اور قریب ہے کہ مجبور ہو کر فرار ہون
کہ جانب صحرا سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ
طیمور شیر پرور چالیس جوانان یاقوت پوش سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او لاجوردشاہ تجھے
میرے ملک پر چڑھائی کرتے خوف نہ آیا ہم طیمور شیر پرور نے لاجوردشاہ شیرکش نیستانی کو آواز
دی کہ اصل دشمن یہی ہے خبردار زندہ نہ جانے پائے یہ سنتے ہی شیرکش نیستانی نے باگ مرکب کی موڑی
اور طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور بگولہ آتش بنا ہوا سامنے شیرکش نیستانی کے آیا
برہوت نے آواز دی کہ اے شہریار ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا کہ یہ رویین تن ہے مین اسی دھوکے مین
اس سے زخمی ہوا ادھر شیرکش نے آتے ہی شمشیر خونچکان کا وار کیا طیمور نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ نقش بن گیا
اور مرکب سے کود کے ٹانگین چیر کے پھینک دیا اسکے مرتے ہی سبکے جی چھوٹ گئے ادھر تمام فوج
طیمور کی آ پڑی لاجوردشاہ کو مع لشکر چار طرف سے گھیر لیا اور زیر شمشیر رکھ لیا اسوقت تمام فوج مین ہلاکی
مچ گئی ہر طرف سے آواز امان بلند ہوئی طیمور نے کہا کہ امان بشرط ایمان سبنے کہا کہ ہمین ملت آئینہ پرستی
منظور ہے طیمور نے کہا کہ جسے خدا پرستی منظور ہو اسکے لیے امان ہے آخر سبنے اطاعت منظور کی مگر
لاجوردشاہ نے انکار کیا کہ مین خداوندزادہ ہون ہرگز خدا پرستی اختیار نہ کرونگا طیمور نے اسکو اسوقت
دار پر کھینچ کے تیرباران کرنے کا حکم دیا ہنوز تیر نہ چلنے پائے تھے کہ بجلی چمکی اور لاجوردشاہ

دار سے غائب ہو گیا طیمور داخل شہر زرینہ ہوا برہوت رعد آواز کا علاج ہونے لگا اور طیمور نے تمام شہر زرینہ کو اسلام آباد کیا بت خانہ کھدوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی جب انتظام ملک سے فراغت ہوئی تو طیمور نے ہرکارون کو براے دریافت حال صاحبقران روانہ کیا اور آپ نقابدار یاقوت پوش بنکے بڑے جاہ و تجمل سے مع خورشید زرین کمر و حسین کج کلاہ و برہوت رعد آواز و بروت تہمتن وغیرہ کوچ کرکے روانہ ہوا لیکن اب

یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردن کشان حق پسند و حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین مخمس کلیم بر غزل داغ

بے زبان مجکو بنا دیتی ہے قربت تیری
غش مین آجاتا ہون مین دیکھ کے صورت تیری
شکوہ کرنے نہین دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہین کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آآکے شکایت تیری

کہہ نہین سکتا ہون مین ایسا ستمگر خالی ہاتھ
مین نہ جاؤنگا نہ جاؤنگا مگر خالی ہاتھ
دہر سے جا نہین سکتا ہے سکندر خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہے نازکہ لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہان مجکو وہ کب پوچھتے ہین
وہی آگ ہین جو نہین ہیر التعب پوچھتے ہین
وہ نہ اب پوچھتے ہین اور نہ جب پوچھتے ہین
یار و غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھنے سب آتے ہین قسمت تیری

کرون کیونکر نہ مین دن بھر شب غم کا شکوہ
میرے ہی لب پہ نہین درد و الم کا شکوہ
نہین بیوجہ کیا تمسے صنم کا شکوہ
ہے رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہی جاتی نہین عادت تیری

نہ رہے عیش کے اسباب خدا حافظ ہے
تو تو ہے ماہی بے آب خدا حافظ ہے
اور آنکھون سے اڑا خواب خدا حافظ ہے
اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چلے ہمتو محبت مین حفاظت تیری

گا یا جاتا ہے محبت کا ترانہ کیا کیا
رنگ لاے گا یہ الفت کا فسانہ کیا کیا
لگتا ہے تیر ملامت کا نشانہ کیا کیا
دیکھیے کرتی ہے رسوا کے زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہین مرے عادات تو یون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری ذات تو یون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین مرے اوقات تو یون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری بات تو یون پوچھتے ہین
کہتے ہین کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

کیون نہ سر چاہین مری جان کے لاے ظالم
نہین ہوتے ہین فراموش وہ قصے ظالم
مین نے دیکھے نہین عالم مین تجھو سے ظالم
یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم

بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری

حال کھلتا نہین کچھ تیرے جنون کا اے داغ
کسپہ تو مرتا ہی اور کسپہ ہی شیدا اے داغ
کچھ تو بتلاوے کہ ہم اسکا ہی جو پایا اے داغ
کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا اے داغ

دیکھیے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری

یکہ تازان عرصہ جرأت و دلاوری و شہسواران میدان جلالت و صفدری اشہب تیز رفتار قلم کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ اے بالغ نظران ہمدم راستان کہ باز آمدم بر سر داستان کہ یہ داستان حیرت بیان یہانتک تحریر ہو چکی ہی کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ شہر افلاکیہ مین رونق افروز ہین کیوان زرین کلاہ بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا ہی اور نہنگ دریا نشین کو سالار لشکر معین فرمایا ہی ہرکارون کا انتظار ہی کہ قیام سارق بن لقا کی کوئی خبر ملے تو توقف مین آہن راندہ درگاہ خدا یعنے سارق بن لقا کے روانہ ہون بعد چندرہ روز کے ہرکارے واپس آئے اور عرض کی کہ سارق ملعون نے شہر غلطانیہ مین جا کر پناہ لی ہی غلطان شاہ نے سارق کو پناہ دی ہی اور زلزال بن خلخال ترک بھی آیا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیا شہر غلطانیہ مین کچھ بڑے بڑے سرداران ہین ہرکارون نے کہا کہ بظاہر تو کوئی سردار بھی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ ایک روز کی میدانداری بھی کر سکے ہان ایک یہ نئی بات بیشک دیکھی کہ سر پر زلزال ترک کے ہر وقت اک عقاب سایہ افگن رہتا ہی صاحبقران نے جرنیل عاد کو طلب کیا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف شہر غلطانیہ کے روانہ ہو اور ہم بھی آتے ہین جرنیل عاد اٹھالہ بارگاہ سلیمانی کا بار کر کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوے بعد روانہ ہونے جرنیل عاد کے صاحبقران عالیشان بھی کوچ کر کے روانہ ہو گئے لیکن اول حال جرنیل بن عاد کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ اٹھالہ بارگاہ صاحبقرانی کا بار کیے ہوے کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہی پانچوین منزل کے بعد جو کوچ کیا تو راستے مین لشکر نقابدار یاقوت پوش کا اترے ہوے دیکھا اس مقام پر دوراہہ تھا آیندہ روندہ سے دریافت کیا کہ یہ دونون راستے کہان کہان گئے ہین انھون نے بیان کیا کہ یہ دونون راستے شہر غلطانیہ گئے ہین لیکن جس طرف یہ لشکر اترا ہوا ہی یہ راستہ قریب کا ہی اور صاف ہی اور دوسرا راستہ دور کا ہی جرنیل عاد نے کہا ہم قریب ہی کے راستے سے جانا پسند کرتے ہین اسلیے کہ ہمین پہلے پہونچکر بارگاہ برپا کرنا ہوگی تاکہ سواری صاحبقران کی آئے تو تکلیف قیام نہو ٹھیرا ہیون نے کہا کہ بیچ مین تو لشکر حائل ہی جرنیل عاد نے کہا کہ اس لشکر کی حقیقت کیا ہی پامال کرتے ہوے چلے جائینگے اگر کھیون نے جرنیل عاد سے کہا کہ فساد کرنا اچھا نہین ہی یہ زمانہ صاحبقران عادل کا ہی آپ سے ناراض ہونگے ایسا ہی ہی تو لشکر کے کنارے سے دب کے نکل چلیے جرنیل عاد نے بکراہت منظور کیا اور چلے لیکن پہلوان سے چھکڑون اور ارابون کی گرد جو اڑی تو خیمہ مین نقابدار کے جانے لگی نقابدار نے کہا یہ کون بے ادب جاتا ہی اسے منع کرو اور نہ مانے تو بارگاہ وغیرہ سب چھین لو یہ نقابدار وہی شاہزادہ طیمور شیر و ہی بس اتنا اشارہ پاتے ہی بر ہوت رعد از اژدھا کھڑا ہوا اسکے چہرہ پر بھی نقاب پڑی ہوئی ہی بیچ کے پشت مرکب پر روانہ ہوا جرنیل عاد کو ڈانٹا کہ او بے ادب کہان جاتا ہی پلٹ جا جس طرف سے آیا ہی نہین دیکھتا یہ بارگاہ نقابدار یاقوت پوش ہی گرد اڑکے جاتی ہی جرنیل عاد نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ یہ بارگاہ کس شخص کی ہی نقابدار سنے

خیمہ کہ ہٹا لے بارگاہ اپنی مین نے رعایت کی کہ کنارے کنارے چلا ہون ورنہ تیرے نقابدار کی بارگاہ کو لوٹ لی
کرکے چلا جاتا بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز گرجا اور للکارا کہ سنبھال ضرب اپنی دیکھون تو تو
کیونکر آگے بڑھتا ہے اگر پاؤن نہ قلم کر دے تو نام اپنا غلام نقابدار یاقوت پوش نرکھا جبرئیل عاد نے تخت
شدادی سنبھالا اور آکر برہوت رعد آواز پر وار کیا پیشدستی مین بھی تامل نہ کیا برہوت رعد آواز نے
سپر بلندی کی اور وار جبرئیل عاد کا رد کر کے چوپٹ تیغہ آبدار کا مارا جبرئیل عاد نے بھی سپر بلند
کی لیکن یہ ضرب برہوت رعد آواز کے ہاتھ کی بھلا سپر سے کب رکتی ہے تیغہ پڑتے ہی سپر قلم
ہوئی خود کٹا تلوار سر پر آئی جبرئیل عاد نے جلدی سے سر تلے کھینچا تلوار سر کو زخمی کرتی ہوئی
گردن مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہوئی جبرئیل عاد زخمی ہو کے گرے اور مرکب مرکب
آتشباری ہوگیا یہ دیکھکر تمام عادی آپڑے اس طرف سے ہمراہیان برہوت رعد آواز کے
تلوار چلنے لگی برہوت نے کسیکو قتل نہین کیا اس خیال سے کہ یہ سب مسلمان ہین لیکن سیکڑون
کو زخمی کیا آخر یہ لوگ زخمیون کو لیکے بھاگ کھڑے ہوے اور آکر خدمت صاحبقران مین سارا
ماجرا بیان کیا کہ اس طرح رفیق نقابدار یاقوت پوش نے آکر بارگاہ چھین لی اور ہمارے افسر کو زخمی
کیا امیر کشور گیر نے ارشاد کیا کہ مین دیکھتا ہون ہمیشہ بارگاہ پیشتر جاتی رہتی ہے جب پیش خیمہ روانہ
ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی آفت پیش آتی ہے ہنوز صاحبقران نے کسی سے حکم جانیکا نہین دیا تھا کہ
عارف بن معروف اور مظفر بن غضنفر نے آکر عرض کی کہ بارگاہ ہمیشہ سے ہمارے خاندان کی
حفاظت مین رہی بارگاہ کا چھین جانا ہماری بدنامی کا باعث ہے لہذا ہمین اجازت ہو تو ہم جائین اور
بارگاہ نقابدار یاقوت پوش سے چھین لائین صاحبقران نے اجازت دی یہ دونون بھائی
بارہ بارہ ہزار قزاقون سے جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوے یہان برہوت
رعد آواز بارگاہ کو اپنے آقا کے لیے استادہ کرا رہا تھا کہ گرد اڑی اور یہ دونون ضیغم بیشۂ ہیجا
پہونچے اور للکارے کہ او نقابدار یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے بارگاہ چھین لی نہین جانتا کہ یہ بارگاہ کس کی
ہے یہ اس شخص کی بارگاہ ہے جسنے نو برس کے سن مین طلسم ابلق کو توڑا اور بارہ برس کے سن مین
صاحبقرانی کا منصب حاصل کیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ کسی کی بارگاہ ہو جو شیرون کے بیٹھنے سے
ہوکے گذرے گا وہ شکار ہوگا بس یہ سنکے عارف و مظفر دونون آپڑے اور برہوت رعد آواز
کو مہلت دینا دشوار کر دیا جب برہوت رعد آواز اس طرف متوجہ ہوتا تھا تو اس طرف سے
تلوار پڑتی تھی جب اس طرف پلٹتا تھا تو اس طرف سے وار ہوتا تھا ادھر قزاقون نے بوقین پھونک
پھونک کے تلوارین مارنا شروع کین یہ شور و غل طیمور نے سنا شتاہو سے کہا کیا معرکہ ہے شتاہو
نے خیمہ سے نکلکر دیکھا کہا اے شہریار غضب ہوا برہوت رعد آواز زخمی ہوگیا اس اکیلے کو دو
قزاقون نے گھیر لیا ہے ایک ادھر سے حملہ کرتا ہے ایک ادھر سے اگر جلد نہ چلیے گا تو برہوت رعد آواز
قتل ہوجائیگا طیمور جلدی سے خیمہ سے نکلکر پشت مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او
قزاقو یہ کیا حرکت ہے مظفر و عارف نے برہوت کو تو زخمی ہی کر دیا تھا اب یہ دونون اسی گھات
سے طیمور کی طرف آئے اور بوقین پھونکین گھوڑا بدمزاجی کرنے لگا طیمور نے لنگر مارا کہ گھوڑا اپنی
جگہ سے سرک نہ سکا مظفر نے دوڑ کر تلوار ماری دوسری جانب سے عارف بن معروف
نے لپٹکر وار کیا طیمور نے داہنے ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ لی اور بائین ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ کے

دونون کو سامنے کھینچ لیا اور ہاتھ اس طرح مروڑے کہ تلوارین چھوٹ کے گر گئین اور دونون کی کمر
زنجیر سے بند پکڑ کے اٹھا لیا اور وہین دونون کے ہاتھ پر بلند کیے ہوے اپنے خیمہ مین آیا اور شاہور
کے سپرد کیا شاہور نے آہنگرون کو بلایا ہتھکڑیان بیڑیان ڈلوا کر زندان خانے بھجوا دیا ہم عنان
منظفر و غضنفر خدمت صاحبقران مین آ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ جس سردار نے بارگاہ چھینی
تھی وہ بھی بہت بڑا سردار تھا لیکن ان دونون تیر دستون نے اسکو دم نہ لینے دیا اور مارے
تلوارون کے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا اتنے مین اصل نقابدار جسکے سبب سے یہ نوبت پہونچی موقع پر آ گیا اور دونون
کو گرفتار کر لے گیا یہ سنکے صاحبقران نے شاہزادہ سہراب ابن رستم کی طرف دیکھا اور ارشاد
فرمایا کہ تم جاؤ مین نے سنا ہے کہ نقابدار مسلمان ہے لہذا جہانتک ہو سکے کشت و خون نہو تو بہتر ہے شاہزادہ
سہراب نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور بارگاہ لیکر آتا ہون یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوئے
اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوے وہان طیمور
نے پہلے سے ہرکارون کو روانہ کیا تھا کہ دیکھو اب کون آتا ہے قبل پہونچنے شاہزادہ سہراب بن رستم
کے ہرکارون نے طیمور کو اطلاع دی طیمور نے اسی وقت نہنگ بن طوفان دریا موج
اور اہرمن کوہزاد اور سیروت تہمتن وغیرہ کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ یہان سے روانہ
ہوے تھے سہراب نے جو دیکھا کہ چھ سات نقابدار چلے آتے ہین آواز دی کہ تم لوگ کس ارادہ سے
آتے ہو اگر قصد جنگ ہے تو بسم اللہ مین موجود ہون تلوار کھینچو ان سب نے کہا کہ ہم اپنے آقا کے حکم
سے آپکا استقبال کو آئے ہین سہراب ہمراہ ان سبکے روانہ ہوے دروازہ بارگاہ پر طیمور بھی منتظر
تھا سہراب کو دیکھکر سلام کیا اور ساتھ عزت کے خیمہ مین لیجا کے بٹھایا سہراب نے کہا کہ اے نقابدار
بہادر تمہارے اخلاق و شان سے یہ فعل بعید تھا کہ تمنے سردارون کو بھیجکر بارگاہ صاحبقران چھنوائی
نقابدار نے جواب دیا کہ آپ اصل حقیقت سے آگاہ نہین ہین وہ شخص جو بارگاہ لیے جاتا تھا اسنے
کہا کہ اس طرف سے بارگاہ نہ لیجاؤ کہ یہان لشکر ہمارا اترا ہوا ہے اہل لشکر گرد سے پریشان ہوتے ہین
دوسرے راستہ سے لیجاؤ اس طرف سے نکلے اسنے ایک ساعت نہ کی جو سردار منع کرنے کو گیا تھا اس سے
لڑائی ہوئی آخرش وہ زخمی ہوا اسکے بعد دونون قزاق پہونچے انھون نے میرے سردار کو
زخمی کیا اور عجیب طرح کی لڑائی لڑے کہ دونے ملکر ایک کو گھیر لیا ورنہ میرے سردار پر غلبہ پا سکتے
آخرش مین نے ان دونون کو گرفتار کیا سہراب نے کہا کہ مین بھی بارگاہ ہی لینے آیا ہون نقابدار نے
ہنسکے کہا کہ آپکے واسطے وہ بارگاہ کیا میری بارگاہ بھی حاضر ہے لیکن اگر اور کسی شخص کو صاحبقران
بھیجتے تو اسکا نتیجہ بھی انجام ہوتا جو دونون قزاقون کا ہوا ہے سہراب نے کہا کہ مجھ مین کیا ہے جو میرے
حال پر اسقدر مہربانی ہے طیمور نے کہا کہ صاحبقران سے تو بغیر پائے صاحبقرانی لیے ہوے مین
ہرگز بارگاہ نہ دونگا آپ سے مجبور ہون یہ سنکے سہراب نے کہا اے نقابدار مین پیام تمہارا امیر تک پہونچا
دیتا ہون ابھی بارگاہ نہ لیجاؤنگا یہ کہکر سہراب رخصت ہوے اور طیمور تا در بارگاہ پہونچانے کو
آیا سہراب خالی ہاتھ بارگاہ صاحبقران مین آئے تمام سردار حیرت سے دیکھنے لگے کہ سہراب
بن رستم کا خالی ہاتھ واپس آنا تعجب سے خالی نہین ہے اسکا کیا سبب امیر نے پوچھا کہ آپ
خالی کیون آئے سہراب نے بیان کیا کہ نقابدار مجھے بارگاہ دیتا تھا لیکن دعواے صاحبقرانی بھی
کرتا ہے مین بارگاہ کا لانا مناسب نہ سمجھا اگر لڑ کر لا سکتا تو لطف تھا اب آپ جاکر مقابلہ بر لشکر

اُترا رین پہلا مقابلہ میرا ہی رہا صاحبقران نے اسی وقت حکم کوچ دیا اور مع جملہ سرداران اسلام کوچ کرکے سامنے لشکر نقابدار کے آکر بارگاہ برپا کی یہ خبر نقابدار عالی مقدار کو ہوئی کہ صاحبقران برابے مقابلہ تشریف لائے ہین طیمور نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب صاحبقران کو یہہ پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران عالی شان نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگی مظفر بن غضنفر اور عارف بن معروف کے اسیر ہونے سے تمام سرداران دوست راست مین عجب طرح کی برہمی پیدا تھی وحید الملک سب سے زیادہ بیچین تھے کہ صبح ہو تو پہلے مین ہی اس نقابدار سے مقابلہ کرون اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو اپنے مقام پر کہتے تھے کہ ہمارے ہوتے کسکی مجال ہی کہ صاحبقران سے مقابلہ کرے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے دیکھا صاحبقران عالی شان نے کہ جسقدر افسران فوج ہین وہ بھی نقاب پوش ہین اور بادشاہ لشکر بھی نقاب چہرہ پر ڈالے ہوے ہی باقی اہل لشکر بے نقاب ہین اور عیار نقابدار یاقوت پوش بھی چہرہ پر نقاب ڈالے ہوے گوشہ زین تھامے کھڑا ہی کوئی پانچ لاکھ کا لشکر نقابدار کے ہمراہ ہی علم سر پر نقابدار کے کھلا ہوا ہی اور ایک بہت بڑا اژدہا نقابدار کے ساتھ ہی اس اژدہے کی طرف سب غور سے دیکھنے لگے خود صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اتنا بڑا اژدہا ہمنے نہین دیکھا عیار نقابدار نے کہا کہ جو اتنے بڑے اژدہے کو مارنے کا دعوے رکھتا ہو وہ مقابلہ نقابدار کو آئے بس یہ سنتے ہی تمام سرداران اسلام اُس اژدہے کی طرف دیکھنے لگے نقابدار نے اژدہے کو بیچ میدان مین بھیج دیا اور کہا یہ وہ اژدہا ہی جسنے ایک شہر کو اجاڑ دیا تھا تمام باشندگان شہر اسکے لقمہ ہوگئے ملک ویران ہوگیا مین نے اُس ملک کو پھر سے آباد کیا ہی سرداران اسلام نے قریب آکے دیکھا رفیع البخت نے اپنے عیار سے کہا کہ واقع مین یہ اژدہا کچھ اُس سے بھی بڑا ہی جسے مین نے مارا تھا غرض تمام سردار اس اژدہے کو دیکھکر اپنے اپنے مقام پر آئے تو نقابدار نے جانب لشکر صاحبقران دیکھکر آواز دی کہ مین اپنے سپہ سالار کو بھیجتا ہون لشکر صاحبقران مین جو سردار عزیز ان صاحبقران سے ہو وہ نکلکر اس سے مقابلہ کرے یہ کہکر برہوت رعد آواز کی طرف اشارہ کیا بس اُسنے اپنے مرکب کو بڑھایا اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا لشکر امیر باتوقیر سے عنقائے کوہ پیکر رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو نے فیل اپنا بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ نے اجازت دی عنقائے کوہ پیکر میدان مین آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی برہوت رعد آواز نے نیزہ ہاتھ سے عنقائے کوہ پیکر کے ہوائی کیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی دنیا نگاہون مین تیرہ و تار ہوگئی دوڑکر گرز اپنا ازابے پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب لگائی برہوت رعد آواز نے گرز کو اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا اور ضرب عنقائے کوہ پیکر کی رد کرکے آواز دی ع تو ضرب بے زدی ضرب تا نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن یہ کہکر اپنا وار کیا عنقائے کوہ پیکر نے بھی اپنا گرز بلند کیا لیکن ضرب جو پڑتی ہی تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا کمر مرکب کی ٹوٹی اور کولہ عنقائے کوہ پیکر کا ٹوٹ گیا تیغ گرد بلند ہوا برہوت رعد آواز نے زدم و پست کردم کی آواز دی جب دیر تک عنقائے کوہ پیکر گرد سے باہر نہ آیا

تو لوگ دیکھنے کو آئے عنقاے کوہ پیکر کو بیہوش پایا اور مرکب کو سخت دیکھا عنقاے کوہ پیکر
کو اٹھا لے گئے اس وقت طلحہ بن لندھور نے فیل اپنا نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر برہوت رعد آواز سے سامنا کیا طیمور نے آواز دی کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا یہ وہ
شخص ہے کہ جو لشکر اسلام مین صاحبقران گرز کہلاتا ہے برہوت رعد آواز نے کہا کہ حضور اطمینان رکھین
اگر یہ لشکر صاحبقران مین صاحبقران گرز ہے تو مین آپ کے لشکر مین اسی درجہ پر ہون دیکھیے تو کیا
ہوتا ہے یہان طلحہ بن لندھور نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ ای رفیق نقابدار مین مثل دیگران نہین
ہون مجھے بھی وہ بند تیرا دیکھنا ہے جس سے تو نے نیزہ عنقاے کوہ پیکر کا ہوائی کیا تھا برہوت
رعد آواز نے کہا ای پہلوان ہندوستان مین بھی عاجز نہین ہون مجکو بھی میرے آقا نے اسقدر
ضرور تعلیم کر دیا ہے کہ اگر کوئی جانتا ہوگا تو اسیقدر جانتا ہوگا یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ طلحہ
پر وار کیا طلحہ نے وار اسکا خالی دیکر نیزے سے نیزہ کو الجھایا طعنین چلنے لگین سنانون سے
چنگاریان اڑنے لگین جب نوبت اس بند کی آئی جس سے نیزہ عنقاے کوہ پیکر کے ہاتھ سے
نکال دیا تھا تو طلحہ نے تعریف کی اور اس بند کو بہ نہایت آسانی سے کھولا اور آپ ایسا بند باندھا
کہ لگی نہ تھی مگر برہوت رعد آواز نے بھی اس بند کو کھولا دیر تک نیزہ بازی رہی آخر
سنانین بنا مین بیکار ہوگئین نیزون کو پھینک پھینک کر گرز سنبھالی وہ ضربین چلین کہ طبقے ہلے
آخر نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز کشتی رہی آخر دونون بیہوش ہوگئے صاحبقران طلحہ کو
پالکی مین ڈال کے لے گئے اور طیمور اپنے رفیق خاص کو لیگیا بعد ہوشیار ہونے کے دونون نے
اپنے اپنے مقام پر تعریف کی غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو دونون لشکر میدان مین آ لئے
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو خود طیمور شیر پرور
میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ یا صاحبقران
اگر آپ کو خدا نے طلحہ سا سردار عنایت کیا تو مجھے بھی ایسا سردار دیا ہے جو طلحہ سے کسی طرح
کم نہین ہے اب مجھے دعویداران صاحبقران سے آزمایش کرنا ہے کہ مین خود بھی دعواے صاحبقرانی
رکھتا ہون سے جسکو دعوے ہو وہ آئے کرسی گو ہے اور یہی میدان ہے بس ہنوز سخن در دہان تھا کہ شاہزادہ
وحید الملک کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ وحید الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے مگر ای وحید الملک نقابدار زبردستان روزگار سے ہے ذرا سنبھل کے مقابلہ کرنا وحید الملک
نے عرض کی کہ مین بھی صاحبقران کا فرزند ہون اگر حضور کا اقبال شریک حال ہے تو دیکھ لیجیے گا
باندھ لاؤنگا اسے یہ کہکر سامنے نقابدار یاقوت پوش کے آئے نقابدار بعزم لگاورزنی چلا
اس طرف سے وحید الملک نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو پاشنہ مارا مرکب بلبلا کے
چلا وسط میدان مین لگاور چلی مرکب وحید الملک کا تین قدم پسپا ہوا اور دو قدم طیمور کا مرکب
پیچھے ہٹا ایسا فرق تھا کہ سب نے دیکھ لیا سکندر نے کہا کہ نقابدار بہت زبردست معلوم ہوتا ہے
وحید الملک کا اس سے سر بر ہونا دشوار ہے یہ بات رفیع البخت کو ناگوار گذری کہا ای
صاحبقران اوسط یہ اولاد صاحبقران ہے اسپر کسیکو غلبہ نہین ہو سکتا سکندر نے کہا ای
رفیع البخت یہ تیرا ماننے کی بات نہین ہے خدا نے ایک سے ایک کو زبردست پیدا کیا ہے

علاوہ اسکے اولاد صاحبقران اور صاحبقران کو جس خدا نے عزت دی ہو وہ جسکو چاہے عزت دے
علاوہ اسکے ابھی ممکن ہو کہ نقابدار ابھی ہمین مین سے ہو ابھی کل کی بات ہو کہ ہم تم بھی نقابدار بنکے آئے
تھے وہان وحید الملک نے نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ نے بانبین نکال کے گتھ گئے دیر تک نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر طیمور نے اس طرح نیزے
سے نیزے کو الجھا کے جھٹکا مارا کہ سنان نیزہ وحید الملک کی نکل گئی وحید الملک نے ڈانڈا
ہاتھ سے پھینک تلوار کھینچ لی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے سپر بلند کی تلوار سپر پر پڑتے ہی
سپر سے نیچے پیدا ہوئے تلوار کو پکڑ لیا وحید الملک نے جھٹکا دیا کہ تلوار چھوٹے مگر تلوار چھوٹنے
کے بدلے ٹوٹ گئی وحید الملک نے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور مرکب سے کود کر ہتھیار
رکھ دیے نقابدار نے بھی زین خالی کیا اور وحید الملک سے دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے
لگی تمام سرداران اسلام مع صاحبقران عالی مقام قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے پانچ شبانہ
روز کشتی رہی چھٹے روز طیمور نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور باندھے لیے چلا گیا یہ حشر
دیکھکر سرداران اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ واقع مین یہ نقابدار بلا سے بد معلوم ہوتا ہی نقابدار
نے ایک روز آرام لیا دوسرے روز پھر طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج مقابلہ
نقابدار کے واسطے شاہزادہ داراب ثانی نکلے انسے بھی بعد نیزہ بازی و گرز بازی نوبت کشتی
کی آئی پانچوین روز نقابدار انھین بھی باندھے لیے چلا گیا پھر طبل جنگ بجا اور شاہزادہ بلقیس
مین جمہور سے مقابلہ ہوا نقابدار انھین بھی پانچ روز مین باندھ لیگیا خلاصہ یہ کہ مہینہ بھر کی بیدانداری
مین طیمور سوا چند سردارون کے سبکو باندھ لے گیا اب صرف شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم ظلعت
شہنشاہ صف شکن رفیع البخت سہراب بن رستم سکندر رستم خو اور خود صاحبقران باقی رہ گئے
اولاد صاحبقران مین سے ان لوگون کے سوا کوئی ایسا باقی نہ تھا کہ جو طیمور کے ہاتھ سے زیر ہوکر
اسیر ہوا ہو اب جو طیمور طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو شاہزادہ سہراب بن رستم
نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ ہی مگر اے سہراب یہ خیال
کرو کہ نقابدار نے کن کن لوگون کو زیر کیا ہی اور کس ہماہمی کے ساتھ زیر کیا ہی جسطرح صاحبقران
نے زیر کیا تھا سہراب نے کہا کہ میرا زیر ہونا کچھ باعث توہین نہین ہی اسلیے کہ تمام عزیز میرے نقابدار
کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہین اگر مین بھی زیر ہو گیا تو سوا صاحبقران کے نقابدار کا کوئی ہمنبرد
بھی نہین ہی یہ کہکر رخ میدان کارزار کا کیا طیمور نے جو سہراب کو آتے دیکھا اسیوقت درد سر کا
بہانہ کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی شام
عیار نقابدار سہراب کے پاس آیا اور اک رقعہ شوقیہ دیا مضمون یہ تھا کہ مجھسے کسی وقت
ملیے یا اجازت دیجیے تو مین خود آؤن جواب اسکا سہراب نے یہ تحریر کیا کہ آپ کا آنا مناسب
ہی مین تو ایک بار آپ کے پاس آ بھی چکا ہون جسوقت یہ جواب طیمور کو پہونچا تو طیمور نے کہلا بھیجا کہ مین آتا
ہوں لیکن تخلیہ مین ملونگا سہراب دربار مین نہین گئے اپنی بارگاہ مین بانتظار طیمور قیام کیا اتنے
مین خبر پہونچی کہ نقابدار تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی سہراب تا در بارگاہ برائے استقبال آئے اور
طیمور کو استقبال کرکے لے گئے خاص اپنے دنگل پر جگہ دی آپ دوسرے دنگل پر بیٹھے
نقابدار خاموش بیٹھا رہا سہراب نے سامان ضیافت مہیا کیا نقابدار نے بے تکلف تناول کیا

اور پھر خاموش بیٹھا رہا سہراب نے کہا مین آپ کی تشریف لانے کا سبب نہ سمجھا طیمور نے کہا کہ اگر آپ تشریف لائے تو سبب معلوم ہوتا یہان مین وہ باتین نہین کر سکتا جنکے واسطے آپ کو تکلیف دی تھی صرف اس خیال سے چلا آیا کہ آپ کو یہ گمان نہ گذرے کہ نقابدار متکبر ہی یہان آنے سے انکار رکھتا ہی سہراب نے کہا مین ایسا جانتا تو خود آتا اور اگر کچھ مضایقہ نہو تو اب بھی چلنے کو موجود ہون نقابدار نے کہا مین ضرور اتنی تکلیف دونگا یہ کہکر نقابدار اُٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ سہراب بن رستم نقابدار کے ہمراہ ہوے جس وقت نقابدار اپنے لشکر مین پہونچا تو اک تنہا خیمہ مین سہراب کو لے گیا و نقل جواہر نگار پر بٹھایا جام شراب الصالحین پیش کیا سہراب نے پیا اُس وقت نقابدار نے کہا کہ اگر مجھے آپ سے مقابلہ کرنا ہوتا تو مین اُسی وقت کیون نہ لڑتا جب آپ بارگاہ سلنے کو آے تھے در اصل مجھے آپ سے مقابلہ منظور نہ تھا جو مین نے درد سر کا بہانہ کر کے طبل باز گشت بجوا دیا اُس وقت سہراب متحیر ہوے کہ میرے مقابلہ سے اسکو کیون انکار ہی کہا ای نقابدار یاد تش بخیر تمہارا لہجہ ہمارے دوست طیمور شیر پر ور سے بہت ملتا ہی خدا اُسے صحت سے رکھے بہت روز سے خبر طیمور کی معلوم نہین دل نہایت پریشان ہی اور تمہارے برتاؤ بھی میرے ساتھ ایسے ہی کچھ ہین جو طیمور کے تھے یہ سُنکے نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُلٹ دی اور مسکرانے لگا سہراب نے کہا ہائین طیمور یہ تم مسلمان کب ہوے اور کیونکر ہوے طیمور نے مجملاً اپنے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا سہراب نے طیمور کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم ہو تو واللہ مین بھی تمہارے مقابلے کو نہ نکلتا مجھے خود انکار ہی طیمور نے کہا کہ مین نے آپ پر تو راز اپنا ظاہر کر دیا مگر آپ کسی پر اظہار نہ کیجیے گا سہراب نے کہا کہ مین ہرگز نہ بیان کرونگا لیکن اب جو آپ طبل بجوائیے گا تو یہ اظہار کر کے کہ یا صاحبقران برائے مقابلہ نکلین یا جو خوید ار صاحبقرانی ہو تا کہ مجکو بھی مقابلہ سے باز رہنے کے لیے کوئی عذر معقول ہاتھ آئے طیمور نے کہا کہ اسمین یہ ہوگا کہ جو سردار رہ گئے ہین اُنکا حوصلہ نہ نکل سکیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جس طرح مین درد سر کا بہانہ کر کے میدان سے نکل گیا اُسی طرح اب بھی کوئی بہانہ کر دیجیے گا سہراب نے کہا واللہ تمہارے مقابلے پر مجھے اسمین بھی عذر نہین ہی کہ مین سر میدان کہدونگا کہ مین نقابدار سے مقابلہ نہین کر سکتا تم اطمینان رکھو بعد اس گفتگو کے سہراب طیمور سے رخصت ہوے طیمور نے پھر نقاب چہرہ پہ ڈال لی اور ہمراہ سہراب کے دور تک پہونچانے کو آے آخر سہراب نے قسمین دیکر رخصت کیا جس وقت سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تو صاحبقران نے پوچھا کہ تم کہان تھے سہراب نے بیان کیا کہ مجھے نقابدار نے بلا بھیجا تھا اور کچھ زور اپنے ورزش کر کے دکھائے مین تو نقابدار سے مقابلہ نکرونگا نقابدار وحید زمانہ ہی یہ سُنکے اور بھی سبکے کان کھڑے ہوے کہ نقابدار ایسا ہی جسکے مقابلہ سے یہ انکار کرتے ہین وہان نقابدار نے بعد رخصت ہونے سہراب کے پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین جب صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے تو طیمور اپنے مرکب کو جھمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا سہراب نے کہا کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا نقابدار نے جواب دیا کہ مین آپکے غلامون سے مقابلہ نہین کر سکتا ان باتون پر سب حیران تھے کہ نقابدار سہراب کا کس وقت کا دوست

نکلا لیکن جب یہ معلوم ہوگیا کہ سہراب مقابلہ کو نہین جائیگا تو اور سردارون کو بھی تامل ہوا اُس وقت شاہزادہ سکندر رستم خو صاحبقران اوسط نے بیڑا باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے جام کلہ غفریت عنایت فرما کر سکندر کو رخصت کیا سکندر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کو چلا طیمور نے جو سکندر کو اپنی طرف آتے دیکھا گردہ سپر کا سنبھالا اور مرکب کو پاشنہ مارا ادھر سکندر نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو رانون مین مسلا دونون مرکب ہجین ہو کر چلے بیچ میدان مین لگاور چلی سپر سے سپر لڑی دونون سپرون سے پھول جھڑے چنگاریان اُڑین تیرہ آفاق ہوا کہ میدان ٹھہرا گیا گویا دو لکہ ابر ملکر گرجنے لگے دونون مرکب برابر سے پیچھے ہٹے ہر چند نظر بازون نے نگاہین ڈالین مگر بسبب تتق گرد بلند ہونے کے اندازہ نہوا کہ کسکا مرکب زیادہ پسپا ہوا دونون نے باگون کو پھیر پھیر کر نیزے سنبھالے اور ایک نے دوسرے کا سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی لوگون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین خود صاحبقران عالی شان بھی بہت غور سے دیکھ رہے تھے کہ سکندر کا مقابلہ گویا میرا مقابلہ ہے نقابدار جو بند باندھتا تھا سکندر اسکو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھ کر چاہتے تھے کہ نیزہ نکال دون طیمور بھی اُسے پھرتی سے کھول لیتا تھا کہ ہر ایک پر محسوس بھی نہوتا تھا سنانین اسطرح آجاری تھین کہ اک ہالہ بندھا ہوا تھا یہانتک کہ سنانین نہانین نیزون کی بیکار ہوگئین ڈانڈون کو فضول جانکر پھینک دیا اور گرز بلند ہوئے پندرہ پندرہ سومن کی ضربین چلنے لگین ابھی سکندر نے اپنا چوبیس سومن کا گرز نہین اُٹھایا ہے کہ برابر کی ضرب سے مقابلہ کرنا چاہیے کہ حریف پست ہونے کے بعد کوئی عذر نہ دربخش کرے تین تین ضربین چلین تیسری ضرب مین مرکب سکندر کا مارا گیا سکندر تلوار کھینچکر چلا کہ طیمور کے مرکب کو بھی پی کردون مگر طیمور نے جلدی سے زین خالی کیا اور کہا ای بہادر جانور بیزبان نے کیا خطا کی ہے جسپر غصہ اُتارتے ہو سکندر نے تلوار پھینک کر ہاتھ گریبان مین ڈال دیا طیمور بھی دست درگریبان ہوا کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالی شان آگئے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے دنگل بجے گئے اُس طرف سے سرداران نقابدار آگئے اہل لشکر نے کمرین کھول ڈالین چند سوار دونون طرف کے آرایش کے طور پر کھڑے ہو رہے ہے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوے رات بھر کشتی رہی کہانتک بیان کیا جاوے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی ساتوین دن کولا ہمکنار کا ٹوٹا اور بیہوش ہو گئے طیمور چھوڑ کے علیحدہ ہو گیا لوگ سکندر کو اُٹھا لے گئے شفاخانہ مین داخل کیا علاج ہونے لگا طیمور نے آج طبل جنگ نہین بجوایا اور شبکو سکندر کی عیادت کے واسطے آیا اور نہایت تعریف کی امیر باتوقیر نقابدار کے اس خلق سے نہایت خوش ہوے طیمور نے جاکر پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر طرف چرچا تھا کہ کل آخری مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار بھی کم نہین ہے کیا یہ صاحبقرانی اتنی جلد بدل جائیگی اُدھر عادل کیوان شکوہ اپنے مقام پر کہتے تھے کہ یہ نقابدار وہی ہے جسنے صاحبقران اوسط کو زخمی کیا اور سات روز تک لڑا بلکہ اصل یہ ہے کہ سکندر کی لڑائی کا خاتمہ تھا اور نقابدار ابھی تک تازہ دم معلوم ہوتا تھا غرضکہ اسی تلاطم مین صبح ہوئی امیر باتوقیر نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور جناب باری مین بصد آہ و زاری عرض کرنے لگے

کہ یہ عزت تیری ہی دی ہوئی ہی اسکا نگہبان بھی تو ہی ہی مجھے مقابلے مین اس نقابدار کے ذلیل نہ کرو انا بعد اس دعا و سجدہ شکر کے اسلحہ طلب کیا خواجہ خضر ان نے کشتیان کل اسلحہ کی حاضر کین صاحبقران عالیشان نے تمام تبرکات صاحبقران اول سے زیب جسم فرمائے اور بزرگون کو یاد کرکے بہت روئے بعد اسکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکے در دولت شاہی پر آئے جس وقت سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی پہلے سلام صاحبقران کا ہوا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کے جواب سلام دیا کہ تمھاری جگہ دل مین ہی بعد اسکے اور سردار برابر سے مجرے کو جھکے سواری بادشاہ کی جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی قلب لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا داہنی جانب سرداران دست راست بائین جانب سرداران دست چپ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق پرے جما کر کھڑے ہوے ایک جانب سبز پھریرے ہوا مین لہرا رہے تھے دوسری جانب سرخ پھریرے کھلے ہوے تھے زیر علم اژدہا پیکر صاحبقران عالیشان صفون سے چالیس قدم آگے بڑھے ہوے کھڑے تھے اس طرف نقابدار یاقوت پوش اپنے لشکر سے آگے برابر صاحبقرانی کھڑا ہوا تھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو تمام لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آگئے اور نقابدار نے مرکب سو باشتہ تاز مرکب جھپنیان کرتا ہوا میدان مین آیا نقابدار نے گھوڑے کو پھیر کر کاوا پھریان دکھائین نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جس وقت عرق عرق ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور اپنے لشکر کی طرف پلٹ کے دیکھا بس عیار نقابدار نے اک فیل آہنی لاکر میدان مین نصب کیا اور نقابدار کی طرف دیکھ کے پکارا کہ ای شہریار سنا ہی کہ امیر اول کے زمانے مین جب ایرج نوجوان اور صاحبقران عالیشان سے مقابلہ ہوا ہی تو ایرج نوجوان نے قبل مقابلہ کے چند نزاکتین فنون سپہگری کی دکھائین تھین اول فیل آہنی کو چورنگ کیا تھا لہذا پہلے آپ بھی فیل کو اسی طرح ایک ضرب مین دو کیجئے پھر نشانہ بازی کیجیے گا یہ سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ اگر مین نے بھی اسی طرح ایک ضرب مین فیل کو دو کیا تو تکلف کیا ہوا خیر جو مجھ سے ہو سکتا ہی وہ مین بھی کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے اترے اور قریب اس فیل آہنی کے آکر گرز کو تولا اور ایسی ضرب لگائی کہ فیل غرق زمین ہو گیا عیار نے آکر زمین کھدوائی اور فیل کو نکالکر پھر نصب کیا اور کہا کہ یہ تکلف کی بات نہین کہ آپنے ضرب گرز سے فیل کو غرق کردیا جب مین جانون کہ اگلے پاؤن دھنسین اور پچھلے پاؤن قائم رہین یہ سنکے نقابدار نے پھر ضرب لگائی کہ اگلے پاؤن غرق ہو گئے اور پچھلے اسی طرح قائم رہے اب نقابدار نے اس فیل کے شکم مین ہاتھ دیکر جو زور کیا تو اٹھا لیا اور اچھال دیا گرتے وقت چورنگ ہوائی کیا اس طرح کہ چارون پاؤن فیل کے الگ الگ گر گئے چہار سمت سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی اب عیار نے اک گلدستہ لاکر میدان مین قائم کیا جسمین خوشے جواہر کے لٹک رہے تھے اور نقابدار کی طرف دیکھ کے کہا کہ جب مین جانون کہ ایک خوشہ گرے اور دوسرے کو خبر نہونے پائے نقابدار نے تیر مارا ایسا ہی ہوا کہ ایک خوشہ اڑ گیا عیار نے کہا کہ اب ایک موتی گرے اور دوسرے موتی کو خبر نہونے پائے طیمور نے پھر تیر مارا جس موتی پر عیار نے نشانہ بنایا تھا وہی گرا دوسرے کو خبر نہوئی بعد اسکے عیار نے کہا کہ لطف یہ ہی کہ نصف موتی اڑ جاے اور نصف موتی گلدستہ مین لگا رہے نقابدار نے کہا کہ زبان سے کہنا آسان ہی اور کرکے دکھانا مشکل ہی اگر ذرا سی نکان بھی بچ گئی تو پورا موتی گر جائیگا عیار نے کہا

کہ قادر اندازی کے شان کے خلاف ہو کہ ارادہ کے خلاف ظہور مین آئے نقابدار نے کہا کہ خیر تیری خوشی کرتا ہون
یہ کہکر جو تیر مارا تو پیکان کی دھار سے نصف موتی قلم ہو کے گر گیا اور نصف باقی رہگیا اس کمال کی سبنے
داد دی صاحبقران عالیشان نے بھی بہت مدح فرمائی بعد اسکے طیمور نے سات تیر بالائے
ہوا پھینکے اور نیزہ بنا کے گرایا ایک تیر کا پیکان دوسرے کے سوفار مین پیوست تھا بعد اسکے ایک
تیر رہ گیا اور دوسرا تیر ایسا مارا کہ وہ پہلے تیر کو رد کر کے نکلا چلا گیا اور پہلا تیر پیکان سمیت دور
ہو کے گرا ان کمالات سپہگری پر سب وجد کر رہے تھے بعد اسکے طیمور نے ایک مقام پر گھوڑے
کو روک کے آواز دی کہ یا صاحبقران بہتر یہ ہو کہ بانہا ے صاحبقرانی میرے سپرد کیجیے ورنہ
ذلیل ہو کے دیجیے تو کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار اسمین کوئی ذلت کی بات نہین ہو
مرد کا میدان سے منہ موڑنا ذلت ہو زیر ہونا ذلت نہین ہو اگر تم مجھے زیر کر لوگے تو مین بانہا ے
صاحبقرانی تمھارے سپرد کر کے اطاعت بھی اختیار کرونگا نقابدار نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہو تو آئیے
یہ سنکے صاحبقران نے خضران کی طرف دیکھا خضران نے کلاہ اچھال کے میدان کو قرق کیا کہ اب کوئی نہ نکلے خود امیر
با توقیر تشریف لیجائینگے علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا بعد اسکے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے صاحبقران نے مرکب کو آگے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر گھوڑے سے اُترے اُدھر بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران
نے اجازت طلب کی بادشاہ نے گلے لگا کے امیر کو رخصت کیا صاحبقران سلام رخصت کر کے دوبارا مرکب پر
سوار ہو کے میدان مین تشریف لائے خواجہ خضران سے فرمایا کہ تم موتی اچھالو خضران نے کہا یا
صاحبقران بہت نقصان ہوگا بسبب کنجوسیت کے خواجہ نے چھوٹے چھوٹے موتی اچھالنا شروع
کیے صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیے اور تیر مارنا شروع کیے خضران نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ تو کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ آپنے کیا کیا امیر نے نقابدار کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ اپنے عیار کو
بھیجو کہ جتنے تیر مین نے پھینکے ہین وہ سب اُٹھا لائے جو نشی تیر مین چھپا ہو وہ گرنے نپائے عیار
نقابدار گیا اور سب تیر اُٹھا کے لایا دیکھا تو ہر پیکان کی نوک موتی کے سوراخ مین پیوست تھی نقابدار
اس قادر اندازی پر وجد کرنے لگا اور کہا کہ حق یہ ہو کہ جیسا آپ کا نام سنا تھا اس سے کچھ
زیادہ ہی پایا بعد اسکے صاحبقران نے نیزہ سنبھالا اور دوسرا نیزہ خضران نے اچھال دیا
امیر نے بالاے نیزہ سے نیزے کو گانٹھا اور گردش دینا شروع کیا دونون نیزے ایک
ہو گئے ابھی گردش مین نیزے کی سنان الگ جا کے گری بنان الگ گری بعد اسکے ایک ایک
پور نیزے کی جدا ہو کے گر گئی اس کمال پر صاحبقران کے اور حیرت نقابدار کی بلکہ تمام سرداران
اسلام کی زیادہ ہو گئی کہ یہ کمال آجتک صاحبقران نے کسی پر ظاہر نہ کیا تھا نہ اسکے اظہار کا
موقع آیا تھا بعد اسکے خضران نے زمین پر لیمو بچھا دیے اوپر سے کپڑا ڈال دیا اور کہا یا
صاحبقران نصف کٹے اور نصف باقی رہے اور کپڑے کو ضرر نہ ہو تب امیر نے تلوار ماری
کپڑا اٹھا کے دیکھا تو نصف لیمو کٹ گئے تھے اور نصف مسلم تھے اور کپڑے پر کوئی اثر نہ تھا
بعد اسکے تلوار سے خضران کی آنکھ مین سرمہ لگایا بعد اظہار کمالات اب نقابدار سامنے امیر کے
آیا اور کہا کہ علحدہ علحدہ اپنی اپنی صنعت دکھانا زیادہ کمال کی بات نہین جسکو جس قسم کی مشق تھی
آپنے مشتاقی اپنی دکھلائی حال مقابلے کے وقت کھلتا ہو اب میرے ہاتھ مین بھی نیزہ ہو اور
آپکے ہاتھ مین بھی ہو اب معلوم ہو جائے گا یہ کہکر نیزہ سینہ امیر پر مارا صاحبقران نے نیزہ کو

نیزے برگانٹھا ٹھنیں چلنے لگیں سرداروں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں مگر بند کھلتے اور بند ہتے محسوس
نہوتے تھے کہانتک بیان کیا جائے ایسے جھٹکے چلے کہ دونون نیزون کی سنانیں نکل گئیں بعد
اسکے بنانیں بھی نکل گئیں چھپڑ پر چھپڑ پڑنے لگی پورین ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگین آخرین دو پورین
صاحبقران کے ہاتھ مین رہگئین اور ایک طیمور کے ہاتھ مین طیمور نے چاہا کہ ایک پور اور توڑ کے
برابر ہوجاؤن پور تو نیزہ صاحبقران کی ٹوٹ گئی مگر ایک پور سے ایک پور کو اس طرح امیر نے
بندش دے کے جھٹکا مارا کہ طیمور کے ہاتھ سے نکل گئی اڑ کے گرکے رہگیا لشکر اسلام سے واہ واہ
کی صدا بلند ہوئی طیمور نے جھلاکر گرز اپنا آرابہ پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر سر صاحبقران پر وار
کیا صاحبقران نے گرز سام بن نریمان کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا تق گرد وغبار بلند ہو طیمور
نے آواز دی کہ دم ولیپت کردم خواجہ خضران دوڑے ہوئے آئے اور گرد گرد کے چرخ مارکر
اندر گرد کے در آئے دیکھا کہ ہر بن مو سر مو سے پسینا جاری ہی لیکن دونون ہاتھ جو مانند ستون
فولادی کے قائم ہین انمین فرق نہین ہی خضران نے آواز دی کہ یا صاحبقران حریف لاف زنی
کر رہا ہی ہوشیار ہوجیے اور جواب دیجیے صاحبقران نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہی کود کے
مرکب سے زیر شکم ہاتھ دیکر جو زور کیا تو گھوڑا زمین سے باہر آیا ایک ہی ضرب مین مرکب بے حال
ہوگیا تھا صاحبقران نے اس گھوڑے کو لشکر مین بھیج دیا اور دوسرا گھوڑا طلب کیا اور پشت
مرکب پر سوار ہوکے آواز دی ؎ تو ضرب بے زری ضرب مانوس کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دے کر
سر طیمور پر وار کیا طیمور نے بھی اپنے گرز کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا
مرکب بلنگ تک غرق زمین ہوگیا طیمور کی زبان پر چھٹی کا دودھ ذائقہ دیگیا صاحبقران
نے بھی آواز دی کہ لو خبر نقابدار کی دیکھو کہ اسیر کیا گذری یہ سنکے عیار نقابدار دوڑا ہوا آیا چھاگل
پانی کی ہاتھ مین لیے چھینٹے دے دے کے گرد کو بٹھالا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو
سر مو سے پسینہ جاری ہی لیکن دونون ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہین انمین فرق
نہین ہی عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ہوشیار ہوجیے طیمور چونکا اور عیار
سے کہا کہ واقع مین صاحبقران سے سر ہونا غیر ممکن ہی یہ کہکر چاہا کہ مرکب کو زمین سے
نکالون مرکب سقط ہوچکا تھا طیمور کو غصہ آیا کہ امیر کا مرکب تو بچ گیا اور میرا مرکب مارا گیا بس
تلوار کھینچکر جھپٹا کہ مرکب صاحبقران کو بھی ٹکڑے کر ڈالون امیر نے جلدی سے زین خالی کیا طیمور
تلوار پھینک صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی دونون
جانب کے سردار قریب آگئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے فوج نے کمر کھول دی دونون جانب کے
سردارون کی جانین اور نگاہین لڑی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی تمام دن کشتی رہی اور شام کو
بھی علیحدہ نہوے رات بھی اسی حالت مین گذری اور پھر صبح ہوگئی جب دیکھو ایک حالت ہی
جب طیمور بازو پکڑتا ہی سینہ صاحبقران سے ملاکر زور کرتا ہی دس دس قدم دوڑا لیجاتا
ہی اور جب صاحبقران طیمور کو لے کے چلتے ہین طیمور بھی دس قدم پیچھے ہٹ کے پھر لنگر

قائم کرلیتا ہی دیکھنے والے حیران ہین کہ نقابدار بھی بلا سے بد معلوم ہوتا ہی دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہی خلاصہ
یہ کہ سات روز گزر گئے اور فیصلہ نہوا اب تو سکندر و رستم خواہ شہنشاہ صف شکن بلکہ تمام سردار متحیر
ہوے کہ اسقدر زور آجتک کوئی سردار نہین لڑا تھا یہانتک کہ آٹھوان دن بھی گذرا اور نوان دن بھی تمام
ہوا اگر فیصلہ نہوا اب تو یہ حالت ہی کہ دیکھنے والون کی آنکھین جاگتے جاگتے سوج گئی ہین اور طیمور کو بھی
جھونکے آرہے ہین زور کرتے کرتے غنودگی آجاتی ہی مثل مشہور ہی کہ سولی پر بھی نیند آتی ہو صاحبقران
چونکاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای بہادر یہ میدان مصاف ہی بستر خواب نہین ہی ہوشیار ہو بعضی
صاحبقران کی بھی یہی حالت ہوتی ہی تو طیمور چونکا دیتا ہی آخرکار خضران نے بڑھ کے عرض کی کہ یا
صاحبقران ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہی کہ سات روز کا مقابلہ ہوتا ہی آپ تو نو روز لڑچکے لیکن
فیصلہ نہین ہوا لہذا اب کشتی ہو پر فیصلہ رہے صاحبقران نے طیمور سے ارشاد فرمایا کہ تمھین منظور ہی
طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی بس صاحبقران علیحدہ ہو گئے اور دوزانو ہو کے بیٹھ گئے
طیمور نے سامنے آکر دونون ہاتھ بڑھائے اور زانوون کی گرفت کرکے جو زور کیا تا کمر اٹھا لایا
چاہتا تھا کہ دوسرے زور مین سینے تک لیجاؤن کہ امیر نے تڑپ کر لنگر مارا گھٹنون تک غرق
زمین ہوگئے طیمور علیحدہ ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی دو زور تک تمھین اختیار ہی
اسکے بعد میری باری ہی طیمور خوش ہوا کہ ابکی مین ضرور اٹھا لونگا بسم اللہ کہکر پھر طیمور نے زور
کیا بالشت بھر ابکی بھی زمین سے اونچا کر لایا خضران چلایا کہ یا صاحبقران اس سے تو بہتر تھا
صاحبقرانی یوہین دے دیے ہوتے کہ سر میدان یہ ذلت تو نہوتی صاحبقران نے پھر
لنگر مارا کہ کمر تک غرق زمین ہوگئے اور فرمایا کہ ای خضران حریف زبردست ہو تو کیا کیا جاے
تیسرے زور مین طیمور سے کچھ نہو سکا امیر نے زمین چھوڑی اب صاحبقران نے فرمایا کہ تم
بیٹھو طیمور بیٹھ گیا اور امیر نے آستینین چڑھائین دامان زرہ گردانی خضران نے آواز دی
کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہین طیمور نے گھبرا کے کہا کہ کیا آپ بہت چیخینگے
صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نکیا تھا یہ فرما کر دونون ہاتھ بڑھا کر
طیمور کو گود مین لیا اور فرمایا کہ مین نعرہ کرتا ہون طیمور نے کہا جسقدر چاہیے غل مچائیے
بس امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا اور اب جو زور کرتے ہین تو کمر تک اٹھا لائے
طیمور نے تڑپ کے لنگر مارا کہ مین بھی غرق زمین ہو جاؤن ابھی تک تو میرے اور صاحبقران کے
زور مین فرق نہین پیدا ہوا ہی پہلے زور مین تو کمر تک اٹھا لایا تھا لیکن صاحبقران ہوشیار تھے
کہ یہ لنگر مارے گا امیر نے لنگر قائم کیا اور ہر چند طیمور تڑپا کچھ نہوا جہان تھا وہین صاحبقران نے
دوسرا زور کیا کہ سینے تک لے آئے پھر طیمور نے بلبلا کے لنگر مارا مگر تڑپ کے رہ گیا جہان
تڑپ کے سست ہوا امیر نے پھر زور کیا اور تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے چھوڑ دیا
طیمور بہ سبب شرم کے غرق عرق ہو گیا اب امیر باتوقیر نے نقاب پر ہاتھ ڈال دیا اور نقاب
کھینچ لی کہ یہ کون شخص ہی دیکھا تو طیمور صاحبقران نے متعجب ہوکر فرمایا کہ ہائین ای طیمور تم مسلمان
کب ہوے اور کیونکر ہوے طیمور نے کہا کہ اسکا قصہ طولانی ہی صاحبقران طیمور کو ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آئے کچھ غذاے لطیف منگوا کر آپ بھی نوش فرمائی اور طیمور کو بھی
کھلائی بعد اسکے غسل کیے پوشاکین بدلین سرداران طیمور کو بلوایا انکی بھی نقابین دور ہوتے

جو سردار امیر کے طیمور کی قید مین تھے انکو بھی بلوایا یہ لوگ بسبب شرم کے چار آنکھ نکرتے تھے ہر ایک آمادہ خودکشی تھا اُس وقت طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل یہ ہی کہ باعتبار سن کے آپ کو بزرگی حاصل ہی اور باعتبار رشتہ کے مین بڑا ہون اسلیے کہ آپ ایرج نوجوان کے پوتے ہین اور مین بیٹا ہون جس زمانے مین والد ماجد طلسم لالہ زار سلیمانی کے فتح کرنے کو گئے تھے اور بادشاہ طلسم کی دختر سے عقد کیا تھا مین اُسی شاہزادی کے بطن سے ہون میرا افسانہ عجیب عبرت خیز ہی کہ سننے والا بیتاب ہوجاتا ہی بعد والد ماجد کے تشریف لے آنے کے طلسم پر تباہی آئی میرے والدہ تباہ ہوکر صحرانورد ہوئین صحرا مین مین پیدا ہوا ایک شیرنی نے میری والدہ اور اُنکی وزیرزادی کو مار ڈالا اور اک شیرنی نے مجھے اور شاہپور کو اپنا دودھ پلا کے پرورش کیا شاہپور شاہپور شیردل کا بیٹا ہی وہان سے بادشاہ زرینہ مجھے لے گیا اور پرورش کیا مین اُسی کو اپنا باپ سمجھتا تھا یہی سبب تھا کہ دین اسلام سے بھی واقف نہ تھا اک وقت مین اک دیو اپنی غرض سے مجھے پرستان مین اُٹھا لے گیا وہان سلیمان صاحبقران سے ملاقات ہوئی اُنھون نے میرے حال پر نہایت شفقت فرمائی اور فنون سپہگری تعلیم کیے مین حیران تھا کہ یہ اسقدر مجھ سے کیون محبت کرتے ہین بعد اسکے اُنکے وزیر نے بتایا کہ یہ ایرج کا بیٹا ہی اور تمام واقعہ میری مان کی تباہی اور میری ولادت کا بیان کیا مجھے یقین نہ آیا جب پھر مین پردۂ دنیا مین آیا اور عقد دختر بادشاہ شہرزرینہ کا وحید الملک سے کرکے واپس ہوا تو جاکر شہر کیوانیہ کو آباد کیا اژدہے کو مارا پھر بادشاہ حسن آباد کی دختر سے میرا عقد ہوا شب عروسی پنجہ گرا اور میری عروس کو لے گیا مین اُس صدمے مین آمادہ خودکشی تھا کہ پھر پنجہ گرا اور مجکو پرستان مین لے گیا سلیمان صاحبقران نے میرے حال پر بہت شفقت فرمائی اور اک مرد فقیر کے پاس لے گئے اُنھون نے کہا کہ عروس تمھاری طلسم عجائب بہار مین ہی جبتک طلسم نہ فتح ہوگا عروس سے ملاقات ہونا دشوار ہی اور فتاح طلسم مجھی کو بتایا اور کہا کہ تم جبتک مسلمان نہوگے اُس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے اور یہ بھی بیان کیا کہ تم خاندان حمزہ صاحبقران سے ہو مین نے جاکر بادشاہ شہرزرینہ سے پوچھا اُس وقت اُسنے بیان کیا کہ بیشک مین نے تمھین صحرا سے پایا تھا اور شیرنی کے بھٹ سے لایا تھا مین نے اُسی وقت دین اسلام اختیار کیا اور استغاثہ کیا دعا میری قبول ہوئی خواب ہوا مین نے جاکہ طلسم فتح کیا یہ واقعات طیمور کے سنکر سب سے پہلے سہراب بن رستم اپنے مقام سے اُٹھا اور طیمور سے بغلگیر ہوا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ یہی سبب تھا جو دل میرا اُنکی طرف کھنچتا تھا صاحبقران بھی طیمور سے بغلگیر ہوے اور عذر کیا کہ آپ میرے چچا ہین میری گستاخی معاف ہو طیمور نے ہنسکے نگاہ نیچی کرلی کہ یہ رشتہ مین بڑا اگر سن مین سب سے کم تھا بعد اسکے تمام سرداران اسلام طیمور سے بغلگیر ہوے اور نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نے جشن خوشی کیا بعد جشن سکندر نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب صاحبقران اوسط کا خطاب انکے لیے زیبا ہی کہ یہ میرے بزرگ بھی ہین اور لائق بھی اسکے یہی ہین طیمور نے کہا کہ مین تمھارے ماتحت ہوکے رہنا پسند کرتا ہون تم مجھ سے کسی طرح کم نہین ہو مین نے تمھارے افسانے پردۂ قاف مین سنے ہین کہ تمنے بارہ برس کی عمر مین نیرنگ قاف کو فتح کیا طلسم نیرنگ فتح کیا سرکشان قاف کو مارا دیو تہمتن سے زبردست نے تمھاری اطاعت اختیار کی صاحبقران نے فرمایا کہ مین

خانۂ کعبہ چلا جاؤنگا یا گوشہ نشینی اختیار کرونگا اب صاحبقرانی تم کرو طیمور نے کہا کہ مرتبہ صاحبقرانی کے قابل
ہر شخص نہین ہوتا یہ بات منجانب اللہ ہی لائق اس عہدہ کے آپ ہی ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری راے
مین رستم لشکر کا خطاب انکو دیا جاوے اور داہنے پایہ تخت کے آگے انکا دنگل اور پائین تخت کے آگے
سکندر کا دنگل بچھے اور سامنے دنگل صاحبقران ہو غرضکہ رستم لشکر کا خطاب اور صندلی رستم طیمور کو ملی
آج اس صندلی کا جھگڑا ختم ہوا سرداران دست راست نے بھی بخوشی منظور کیا کہ طیمور صندلی رستم پر
بیٹھے اسلیے کہ یہ قائم مقام علم کشاہ ہی اور اسکا مدمقابل تمام لشکر مین کوئی نہین ہی اسکے بعد طیمور نے
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ پھر تو مین تمام عمر حاضر خدمت رہونگا آج ایک تمنا رکھتا ہون فرمایا بیان کرو
طیمور نے عرض کی کہ پہلے دعوت میری قبول ہو بادشاہ اسلام نے قبول فرمایا طیمور بادشاہ سے
رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا بارگاہ عجائب رنگین حصار سلیمانی استادہ کرائی اور سامان دعوت
مین مصروف ہوا جب دوسرا روز ہوا تو بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران عالی مقام تشریف لاے خاصہ
تناول فرمایا بعد اسکے طیمور سبکو بارگاہ عجائب رنگین حصار مین لایا سبکو حسب مراتب بٹھایا صاحبقران
نے اس بارگاہ کی نہایت درجہ تعریف کی طیمور نے عرض کی کہ ابھی حضور نے اسکے عجائبات نہین ملاحظہ
فرمائے یہ بارگاہ کی بارگاہ اور سیرگاہ کی سیرگاہ ہی یہ کہکے داروغہ بارگاہ سے حکم دیا کہ ان حجرون کے دروازے
کھولو داروغہ بارگاہ نے ایک دروازہ کھولا دیکھا سب نے کہ اک صحراے سبزہ زار ہی کہ میوے
گوناگون کے لگے ہوے ہین طائر چہچہا رہے ہین ایک جانب دریا بہ رہا ہی اس منظر کی طرف ایسی
نگاہین متوجہ ہوئین کہ سب محو ہو گئے بعد اسکے دوسرا دروازہ کھول دیا گیا اس طرف جو دیکھا
تو اک کوہ بلند ہوا اور دیکھا کہ بالاے کوہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین اور اک دیو کھڑا تالیان
بجا رہا ہی اتنے مین وہ نیچے گرے اور دونون ہاتھیون کو اٹھا لے گئے دیو اچکنے لگا کہ چھین لون
اتنے مین ایک پنجہ گرا اور اسکو بھی لیگیا اس تماشے پر سب بہت ہنسے اب تیسرا دروازہ کھلا دیکھا
کہ اک اکھاڑا بنا ہی لوگون کا ہجوم ہی دو پہلوان اترے اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے دونون دھوان
ہو کر نظرون سے غائب ہو گئے اب تیسرے دروازے کے بعد جو تھا دروازہ کھلا دیکھا کہ اک
دربار ہی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ناچ پریون کا ہو رہا ہی آواز ساز آرہی ہی اسکے بعد پانچوان
دروازہ کھلا دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی بارش ہو رہی ہی کویل کوک رہی ہی اسی طرح بارہ دروازون سے
طرح طرح کے عجائبات ظہور مین آئے طیمور نے صحبت رقص و سرود برخاستہ کرنے کا حکم دیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اس بارگاہ مین سب لطف حاصل ہین اے طیمور تم بڑے خوش نصیب ہو آجتک ایسی بارگاہ
کسیکو میسر نہین ہوئی طیمور نے کہا کہ جس حجرہ مین حضور نے جو تماشے دیکھے ہین دوسرے وقت اسکے
خلاف نظر آئینگے اس بات پر اور بھی سبنے تعجب کیا غرضکہ بعد دعوت و ضیافت لشکر طیمور لشکر امیر سے
ملحق ہوا طیمور شریک ہوا بعد شریک ہونے طیمور کے صاحبقران نے کوچ فرمایا اور جانب
شہر غلطانیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر غلطان شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران
مع فوج فراوان تشریف لاتے ہین تو اسنے بھی لشکر اپنا قلعہ غلطانیہ کے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا لیکن
خبر آمد صاحبقران سنکر سارے لشکر کی یہ حالت تھی کہ پیشاب خطا ہوا جاتا تھا سختگان حیران تھا کہ کیا
سمجھ کر بادشاہ غلطان در در گوش نے پناہ دی ہی نہ اسکے پاس فوج ایسی ہی نہ ہوا مواج کر
سکے کوئی پہلوان لایق مقابلہ معلوم ہوتا ہی زلزال ترک وہی ہی جو اہل اسلام کے ہاتھ سے

پٹ چکا ہی بہارستان مغرب سے بھاگ کے گلستان باختر مین آیا یہان اگر پنجہ نہ لیجاتا تو صاحبقران
کے ہاتھ سے چورنگ ہو چکا تھا آخر اس سے رہا نہ گیا غلطان شاہ سے کہا کہ فوج تو تمھاری لائق
مقابلہ اہل اسلام ہرگز نہین پھر تمنے کسکے بھروسے پر قصد مقابلہ کیا ہی اس وقت غلطان شاہ نے کہا کہ
مجھسے ایک ساحرہ سے ملاقات ہی کہ نام اسکا مہیل کج ابرو ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ نام اسکا
ہلال ستارہ پیشانی ہی دونون سحر و ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتی ہین انکو مین نے نامہ
لکھا ہی یقین ہی کہ وہ آتی ہی ہونگی وہ ایک میدان دار ہین اسواسطے خان اعظم کافی ہین اور میرا
سردار افواج گرد بھی کم نہین ہی بروقت مقابلہ تمکو حال اسکا معلوم ہوگا سختگان کو یہ سنکے کچھ تو
تسکین ہوئی دوسرے روز سے آمد لشکر اسلام شروع ہوئی دس گیارہ روز تک لشکر آیا
کیا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا غلطان شاہ کے ہوش اڑے کہ اتنی بڑی جماعت صاحبقران
کے ساتھ ہی جسوقت طیمور شیر پرور پہونچا اور اسکی بارگاہ رنگین حصار برپا ہوئی تو سختگان نے
ساریق سے کہا کہ دیکھا آپنے آخر یہ بھی خداپرست ہوکے انھین کا شریک ہوا یا نہین ساریق کے
دست و پا مین لرزہ تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی گیارھوین روز سواری صاحبقران عالی شان کی آئی اور
لشکر مین سلامی ہوئی امیر داخل بارگاہ ہوے ہرکارون سے ارشاد فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ حاکم
شہر غلطانیہ نے کسکے بل پر ساریق کو پناہ دی ہی ہرکارون نے عرض کیا کہ ہمنے بغیر حکم اس بات
کو دریافت کیا لیکن کچھ پتا نہین معلوم ہوتا ہان اتنا تو سنا ہی کہ ہر لحظہ زلزال کہتا ہی مجھکو خداوند لقا نے
خواب مین آکے نظر کردہ کیا ہی اب مین تمام خداپرستون کو غارت کرونگا جو لوگ مجھے زیر کر چکے ہین اگر
انھین کو سر میدان نہ باندھتا تو نام اپنا خان اعظم یعنی زلزال نہ پایا صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھے بے مارتا ہی لقا کیا مسخرا ہی کہ اسکو نظر کردہ کرے گا وہ آپ تو اپنا علاج کر نہ سکا معلوم ہوتا ہی
کہ در پردہ کسی ساحر کی مدد سے آیا ہی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہان زلزال نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرین پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب صاحبقران عالی شان کو ہوئی
فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
اول نقارہ سلیمانی پر چوب لگی بعد اسکے نقارہ ہائے طیموری و سکندری نوازش مین آئے بعد انکے
تمام لشکر مین نقارہ نوازی ہونے لگی اور جوانان لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے طلایہ
کے سوارون نے بیدار باش و ہوشیار باش کی صدائین بلند کین جب صبح ہوئی تو ادہر
لشکر ظفر پیکر فریضہ سحری کو ادا کرکے مع لشکر میدان مین آئے بعد لشکر مین تخت بادشاہ اسلام کا قائم ہوا صفین درست ہوئین
اسطرف زلزال مع فوج آکر پہونچا اور غلطان شاہ اپنی فوج لایا بعد درستی صفوف جسوقت نقیب بہ نقیب دیکر نکل گئے
تو زلزال نے گھوڑا بانک کالیا اور میدان مین آکر خوب سلحشوری کی بعد سلحشوری بسیار حریف ضرب کیے
نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ اے رفیع البخت تجھے بہت اپنے زور و بازو پر
گھمنڈ ہی اگر دعوے ہی تو آ اور مجھسے سامنا کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی رفیع البخت نے کہا کہ او ملعون بھول گیا
وہ دن کہ مین نے تجھکو کمر بند پکڑ کے اچھال دیا تھا اگر تیری نانی تجھکو نہ اٹھا لے جاتی تو اس وقت تک
تیری ہڈیان بھی قبر مین چور ہو گئی ہوتین زلزال نے کہا وہ وقت دوسرا تھا اور یہ وقت اور ہی
جبتک مجھمین اگلی زور تھا اور اب نظر کردہ خداوند لقا ہونے سے قوت میری بہت زیادہ ہوگئی
رفیع البخت نے کہا مین ہر وقت تیری خدمتگاری کے واسطے موجود ہون یہ کہکر مرکب بڑھا کر

سامنے تخت بادشاہ کے آئے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تمنے اسقدر جلدی کیون کی رفیع البخت
نے عرض کی کہ حضور نے سنا ہوگا کہ وہ بھر میدان مجھے ٹوک رہا ہی پھر مین کیونکر نہ نکلتا فرمایا خیر جاؤ
خدا حافظ رفیع البخت سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوے اور سامنے زلزال کے آئے
زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دستہ پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون ممکن نہوا زلزال نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ سپاہی سی مثل پرچھائین کے رفیع البخت پر پڑی ہاتھ پاؤن بےحس
ہو گئے زلزال نے رفیع البخت کو قاش زین سے اٹھا لیا اور مشکین باندھ کر زندانخانہ مین بھجوا دیا
اور پھر مبارز طلب ہوا یہ معرکہ دیکھکر اہل اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو ایسا نہ تھا کہ رفیع البخت
کو اس طرح اٹھا لیجاتا اگر صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوتا تو بھی رفیع البخت کم سے کم سات روز
لڑتے یہ تو مثل برگ درخت کے اٹھائے لیے چلا گیا ہمین کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہی صاحبقران بھی پریشان
تھے گرفتاری رفیع البخت کے بعد سرداران رفیع البخت کو تاب نہ رہی جا جا کر مقابل ہوے اور
چاہا کہ شمشیر زنی کرتے یا قتل ہون یا اسے قتل کرین مگر حربہ اسکے جسم پر کام نہین کرتا ہی شام تک
اسنے دس بارہ سرداران نامی رفقاے رفیع البخت سے اسیر کیے اور شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھر گیا سارنق نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ کیون نہو یہ میرا بندہ قدیم ہی اسکے
باپ دادا نے خداوند لقا کا ایسا ہی ساتھ دیا تھا جس طرح یہ میرا ساتھ دے رہا ہی اسی وجہ سے
بڑے خداوند نے خواب مین اسکی امداد بھی کی ادھر صاحبقران نہایت حیران و پریشان میدان مصاف
سے واپس آئے اور عیارون پر تاکید فرمائی کہ خبر لگاؤ کہ یہ کیا آفت ہی عیار براے دریافت حال
روانہ ہوے وہان زلزال اپنی بارگاہ مین بیٹھا لباس رزم اتار کر پوشاک بزم پہنی دو چار جام
شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو پھر اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب لگی خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے جس وقت نقیب نقابت
کر کے ہٹ گئے تو زلزال میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے گردین بہرام نے
نکلکر مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال کے جسم پر تلوارین پڑتین
مگر کچھ اثر نہوا آخر زلزال نے بند دست پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
اٹھا لیا اور گرفتار کر کے لشکر مین بھیج دیا اور پھر مبارز طلب کیا هرمز رنگ بن هرمز بان خراسانی نے
مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوے شاہزادہ جمهور بن قمهور نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد بہرام
بن فرامرز شاہزادہ بہارستان مغرب نے سامنا کیا یہ بھی گرفتار ہوے شام تک زلزال
نے چوبیس سرداران نامی وگرامی کو اسیر کر کے طبل بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر گیا سارنق
کی یہ حالت ہی کہ پھولے نہین سماتا ہی اور نقدیرین گہار رہا ہی ادھر صاحبقران عالی شان نہایت
پریشان ہین عیارون کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کچھ دریافت کیا کیا بات ہی کہ زلزال
کی قوت اسقدر بڑھ گئی ہی عیارون نے عرض کی کہ ہر چند ہمنے دریافت کیا کچھ پتہ نہ لگا اگر حکم
ہو تو زلزال کو گرفتار کر لائین صاحبقران نے منع فرمایا وہان زلزال نے پھر طبل جنگ

بجوا دیا تھا جب صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے اور زلزال نے
مبارز طلب کیا تو شاہزادہ مظفر غازی نے اجازت لی اور سامنے زلزال کے ہونچکر نعرہ
کیا کہ باش او حرامزادے خبردار وہوشیار باش کہ منم مظفر غازی کی گذارم کہ از دست من زندہ
وسلامت بدر روی یہ کہتے ہی تلوار کھینچ لی اور آتے ہی برس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ زلزال کو
دم نہ لینے دیا چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون کہ نوبت گاؤ زوری کی نہ آنے پاے زور کیا تو اسکے حال
معلوم ہوچکا کہ جب یہ شاہزادہ رفیع البخت کو گرفتار کرلیگیا تو دوسرے کی کیا حقیقت ہی
سوا چند سردارون کے رفیع البخت کا مد مقابل یا زیادہ اُسسے کوئی نہین ہی مگر ابتک مظفر غازی
اس سے بیخبر تھا کہ اسپر تلوار بھی اثر نہین کرتی ہی جب دیکھا مظفر نے کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ہی
تو اک ہاتھ ایسا مارا کہ گردن مرکب اُڑگئی مرکب آتشبازی ہوگیا زلزال جلدی سے گھوڑے
سے کود کے علیحدہ ہوا اور اس ارادہ سے چلا کہ اسکے مرکب کو بھی پکڑ ڈالون مظفر غازی نے
جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور زلزال نے آتے ہی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا اور لیے ہوے چلا گیا اور دوسرے مرکب پر
سوار ہوکے میدان مین آیا پھر مبارز طلب کیا عارف بن معروف بھائی مظفر کا نکلا یہ بھی
اسیر پنجہ تقدیر ہوگیا بعد اسکے اور سردار نکلے جو نکلا وہ اسیر ہوا شام تک بہت سے سرداران نامی
وگرامی زلزال کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوے آج جو زلزال میدان سے پھرا تو سختگان نے
کہا کہ ای خان اعظم اب جتنے سردار تمھارے قیدی ہین اُنکو قتل کر ڈالوا اسکے بعد دوسرون کی فکر
کرو ایسا ہو کہ کوئی عیار پہونچکر رہا کر لے جاے زلزال نے کہا عیار کیا پہونچے گا پرندہ پر نہین مار سکتا
ہی ایسے مقام پر مین نے سب کو قید کیا ہی مین تمام خدا پرستون کا جبتک خاتمہ نہ کرلونگا مجھے قرار
نہ آئے گا اور جس وقت سب کے سب اسیر بلا ہو لینگے اُس وقت قتل کرونگا سختگان نے کہا کہ پچھتاؤ گے
زلزال نے آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا لیکن حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہی کہ اُنھون نے
تمام لشکر کو چھان مارا نہ کہین سرداران مقید کا پتہ پایا نہ یہ بھید کھلا کہ زلزال کا دربردہ کون معاون
ہی اسی تجسس مین اب اُنھون نے صحرا نوردی شروع کی نصف شب گذری ہوگی کہ یہ صحرا مین اک
درخت کے نیچے پہونچے تو دیکھا کہ اک مکان سا معلوم ہوتا ہی ٹہلتے ہوے قریب اُس مکان کے
گئے ادھر اُدھر ہر چند خیال کیا مگر کہین اور کسی مکان کا نشان سوا اُس مکان تنہا کے نہ پایا حیران اور
مجبور ہوکر اُنھون نے کمند مار کے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا دیوار سے آواز پیدا ہوئی کہ اے
ملکہ غولان جادو دشمن آگیا ہوشیار ہوجیے بس یہ آواز پیدا ہوتے ہی در و دیوار کو زلزلہ ہوا
خضران نے گھبرا کر گلیم اوڑھ لی دیکھا کہ اک ساحرہ مکان سے باہر آئی ادھر اُدھر دیکھنے لگی
جب کچھ نظر نہ آیا تو پکاری کہ او دزد مکار مین اچھی طرح تجھے جانتی ہون مین نے وہ بندوبست
کیا ہی کہ کیا تاب ہی تیری جو یہ تک آسکے لیکن کہے دیتی ہون کہ سب سردار میرے پاس قید
مین اگر تجھے دعوے ہو تو چھڑا لیجا یہ کہکر پھر اندر مکان کے چلی گئی خضران اسکی شکل مہیب
دیکھکر گھبرا گئے اور اُسے لڑنے پا لوٹ وہان سے بھاگے جب صبح ہوئی تو زلزال سوار ہوا غولان جادو
اس مکان سے آئی اور عقاب بنکر سر زلزال کے سایہ افگن ہوئی زلزال میدان کی جانب
روانہ ہوا یہ عقاب بنی ہوئی اسقدر بلند ہوگئی کہ بغیر دوربین لگانے کے نظر آنا دشوار تھا اُس طرف سے

صاحبقران عالی شان میدان مصاف مین پہونچے دونون طرف کی فوجین صف آرا ہوئین
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو زلزال
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے قدرت خداوند باختر
کو کہ تمھارے ظلم سے آسنے دنیا کو ترک کیا اور عالم بالا سے ایسی قدرت کی کہ مجھ ناچیز
کے ہاتھ سے کس کس کو اسیر کرایا اب بھی اپنے خیالات سے باز آؤ اور خداوند کو سچانو کہ
عاقبت تمھاری بخیر ہو یہ سنکے برہوت رعد آواز کو نہایت غصہ آیا اور کہا او ملعون تو ہمارے
سامنے یہ باتین کرتا ہی جو ہم سیاریق اور لقا کی ہفتاد پشت سے واقف ہین کہ یہ سب ہمیشہ کے
مغرور ہین انھون نے سلطنت کے زور پر خداوندی کی ٹھہرین تو خداوند کہتا ہی یہ رنگے ہوے سیار ہین
زلزال نے کہا کہ تو خداوند سے برگشتہ ہوا جسکا نتیجہ تیرے واسطے یہ ہوا کہ اک لڑکے سے خداوند
نے تجھے زیر کرا کے ذلیل کروایا ابتک تو اُسکی رفاقت مین ہی اور تجھے خداوند نے تیرا قائم مقام
کیا اگر مقابلے پر آجا تو ابھی معلوم ہو جاوے یہ سنکے برہوت رعد آواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور
تخت بادشاہ سے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ اسلام نے اجازت دی برہوت
سامنے زلزال کے آیا اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا اُدھر خضران نے صاحبقران
سے تمام کیفیت غولان جادو کی بیان کی اور کہا کہ یا امیر آج سنا اسقدر ہوشیاری کی ہی
کہ زمین و آسمان و در و دیوار اُسکو دشمن سے باخبر کرتے ہین عیاری ہونا غیر ممکن ہی مگر ہان جو آپسے
کوئی کوشش ہو سکے تو کیجیے کہ غولان جادو اِس وقت عقاب بنی ہوئی نہایت بلند اُڑ رہی
ہی اُسی کے سحر سے سرداران اسلام مغلوب ہوے ہین اگر آپ کو نظر آجاے تو تیر سے کام
لیجیے صاحبقران نے دوربین طلب کی اور جانب آسمان ملاحظہ فرمانے لگے دیکھا کہ واقع مین
اک عقاب بفضاے آسمان مین نہایت بلند اُڑ رہا ہی جس وقت دوربین ہٹائی تو نظر نے کام نکیا
اُس وقت قبیل بن مقبول نے آگے عرض کی کہ یا صاحبقران اس وقت محض اندازہ پر
ناوک لگائیے صاحبقران نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا خضران نے کہا
کہ پیکان پر اسم اعظم دم کر لیجیے کہ وہ ساحرہ ہی صاحبقران نے اسم اعظم دم کیا اور قبیل بن
مقبول سے ارشاد کیا کہ مین ناوک لگاتا ہون تم میرے ناوک کی سیدھ پر ناوک لگاؤ قبیل نے بھی
تیر کمان مین رکھا خضران نے کہا یا صاحبقران دوربین سے دیکھتے رہیے صاحبقران نے
فرمایا کہ ای مرد عزیز اگر ایک ہاتھ سے دوربین لگاؤن تو کمان کیونکر کھینچون خیر تیری خوشی ہی یکبار
اور دیکھے لیتا ہون یہ کہکر دوربین لگا کے دیکھا اُس وقت عقاب قایم تھا اور سایہ اپنا برہوت رعد آواز پر
ڈال رہا تھا یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے دوربین ہاتھ سے رکھکر تیر سے انداز سے پر نشانہ باندھ کے
تیر مارا تیر جو رہا ہوا فضا کی صدا دیکر چلا ساتھ ہی قبیل بن مقبول نے بھی تیر مارا اتنے فاصلہ پر نشانہ ٹھیک بیٹھنا اور ناوک
کا وہان پہونچکر کام کرنا یہ بازو صاحبقران کی قوت تھی کہ تیر پہونچکر پوٹے پر عقاب کے پڑا ساتھ ہی قبیل
بن مقبول کا تیر پہونچا اور یہ بھی برابر ہی پڑا دو تیر پڑتے ہی عقاب چلایا ایک پر جل گیا اور ایک تیر سے
کچھ اثر ہوا کہ صاحبقران اسم اعظم دم کر چکے تھے تیر ترازو ہو گیا عقاب پھڑک کے بے دم ہو گیا
اور چرخ مارتا ہوا زمین کی طرف چلا یہان زلزال نے برہوت کو بھی باندھ کے لشکر مین اپنے
بھیج دیا تھا برہوت رعد آواز کے اسیر ہونے کا طیمور کو نہایت ملال ہوا لیس اُسنے نکلنے کا

قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے روکا اور کہا کہ دم بھر کا توقف کرو اسکے بعد تمکو اختیار ہی طیمور ادب
صاحبقران سے رک گیا زلزال مبارز طلبی کر ہی رہا تھا کہ اتنے مین عقاب بالاے آسمان سے
تاوے اور چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا اور پھڑک پھڑک کے تمام ہوگیا مرنے سے اسکے قیامت برپا ہوئی
صدائین گیرودار کی بلند ہوئی آتش باری و برف باری کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی
نام من غولان جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر
برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ سیہ فام کی پڑی ہوئی ہی زلزال
کی تو رنگت زرد ہوگئی اور سختگان نے سارلیق سے کہا کہ لیجیے اب خاتمہ ہی جسکا بھروسا میان زلزال
کو تھا اُسے صاحبقران نے مار لیا اب جو قیدی اسکے سپرد تھے آنکی خبر لیجیے ورنہ سب کے
سب رہا ہوکر اسیوقت قیامت برپا کردینگے آپکو بھاگنے رستہ نہ ملیگا سارلیق نے غلطان شاہ
سے کہا کہ سبکو قیدیون کی خبر لینے کو بھیجو غلطان شاہ نے افواج گرد سے حکم دیا امواج گرد
اُس مقام پر گیا کہ جہان قیدی تھے دیکھا کہ سب اسیر غل و زنجیر بیٹھے ہین لیکن وہ جو مکان تھا جسمین
یہ قیدی تھے نیست و نابود ہوگیا ہے سب کے سب میدان مین بیٹھے ہین امواج گرد نے کچھ فوج کے محاصرہ
مین ان سبکو شاہی زندان کی طرف روانہ کردیا اور یہان طیمور تو غصہ مین بھرا ہی ہوا تھا جیسے ہی
ساحرہ کی لاش دیکھی آواز دی کہ او ملعون کیا یہ لقاکی روح تھی جسکے بھروسے پر تو مردان عالم
کے مقابلہ کا دعوے کرتا تھا اگر سحر کی کمک شریک حال نہوتی تو ربیع البخت ہی تیری ٹانگین
چیر کے پھینک دیتے تو وہی ہی جسے بہارستان مغرب مین ربیع البخت نے زک دی تھی
کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر مرکب کی باگ لی زلزال کو یہ ڈر تھا کہ وہ جوشن جو حمید جادو نے
دیا تھا وہ میری بر مین موجود ہی تلوار تجپر اثر نہین کرسکتی طیمور میرا کیا کریگا ادھر شاہزادہ طیمور نے
سامنے زلزال ترک سے ہو بچکر نعرہ کیا کہ لاحریہ اپنا زلزال نے نیزہ مارا طیمور نے نیزے کو نیزے
پر لیا طعنین چلنے لگین ستر ہو طعن مین طیمور نے نیزہ ہاتھ سے زلزال کے نکال دیا زلزال نے
تلوار ماری طیمور نے بند دست پکڑ کے جھٹکا مارا زلزال کو کھینچ لیا پس طیمور نے کمر زنجیر
کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بندہ
گیا پیچ چور ہو گیا سانس بھی نہ آئی لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن اب حال
حمید جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ اسکو چپل بنا کے غولان جادو اپنے باغ مین بٹھا آئی تھی مرتے ہی
غولان جادو کے حمید جادو بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی تو اپنے کو حالت اصلی پر پایا سمجھ
گئی کہ معلوم ہوتا ہی غولان جادو ماری گئی پس اُسنے اسباب سحر سنبھالا لیکن خیال ہوا کہ زلزال
کا حال تو دریافت کرلون پس اُسنے ایک جانور سحر بنا کے اُس سے پوچھا کہ زلزال کس حال مین ہی
اُسنے مہابت کی آواز دی اور کہا کہ زلزال مارا گیا حمید جادو کو نہایت صدمہ ہوا جانور سے کہا کہ قاتل
اسکا کون ہی جانور نے نام طیمور کا بتایا اور چل گیا بس لگا ہون مین حمید جادو کے زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا اُسنے عہد کیا کہ اگر اسکے قاتل کو بھی نہ مارا تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہ کے زمین پر غلطک ماری اور صورت
اپنی اژدہے کی بنا کے قلعہ آتشین چھوڑتی ہوئی جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوئی اور آن واحد مین پہنچ
گئی دیکھا اسنے کہ ایک جانب لاش زلزال کی پڑی ہی ایک طرف لاش غولان جادو کی ہی اور
دونون جانب فوجین آراستہ کھڑی ہین منتظر کوئی دوسرے مقابلہ کے نہ نکلا تھا طیمور نے زلزال

مار کے حریف کا منتظر کھڑا ہی تھا کہ جانب صحرا سے اژدہا نمودار ہوا اور طیمور کی طرف چلا آمد اسکی دیکھ کر
صاحبقران نے خضر ان سے کہا کہ مجھے تو یہ اژدر اصلی نہین معلوم ہوتا یقیناً یہ بھی کوئی ساحرہ یا
ساحر ہی ادھر طیمور نے جو اژدہے کو اپنی جانب آتے دیکھا تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کر کے
مارا تیر اژدہے تک پہونچتے ہی جل گیا بس امیر باتوقیر نے طیمور کو آواز دی کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون
یہ اژدہا اصلی نہین ہی یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا اور اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے طیمور نے بھی
ساتھ صاحبقران نے گھوڑا اُڑایا لیکن امیر باتوقیر پہلے پہونچ گئے اژدہے نے قلابہ آتشین
چھوڑا شعلہ امیر کے قریب پہونچ کے بسبب برکت اسم اعظم کے گل ہوگیا بس صاحبقران نے
ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ قبضہ تک تلوار ڈوب گئی بجائے خون شعلہ نکلا اور اژدہے پر گرا کہ جلا دیا
بس اسکے مرتے ہی تلاطم برپا ہوا صدائین مہیب آنے لگین آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مہ جبید دو
بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک عورت
کی پڑی ہی اس ہنگامہ مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے صاحبقران نے طیمور پر سے تصدق اُتروایا اُدھر سارق نے غلطان شاہ
زر در گوش سے کہا کہ اب تمکو کسکا بھروسا ہی غلطان شاہ نے کہا کہ مجھے جسکا بھروسہ ہی وہ یقین ہی
کہ کل تک آپ پہونچ جائیگا غرضکہ آج بھی کل جنگ نہین ہوا جب رات گذر کر دوسرا دن ہوا تو دیکھا
کہ جانب کوہسار سے ابر اٹھا آگے آگے ابر کے کچھ چیلین منڈلاتی ہوئی ابر مین سے شعلے
نکلتے ہوے بارش شعلہ ہاے آتشین کی ہوتی ہوئی نمودار ہوئین غلطان شاہ نے سارق سے کہا کہ لیجیے
میرے مددگار آگئے یہانتک کہ وہ ابر اسکے آتے شہر غلطانیہ مین پہونچا اور شق ہوا دیکھا کہ دو جادوگر زبان
اک تخت پر سوار ہین اور پشت پر چالیس ہزار جادوگر عقاب و بط و باز شتر وغیرہ پر سوار جھولیان
اسباب سحر کی کاندھون پر پڑی ہوئی قمقمے ہاتھون پر کھینچے ہوے ترسول پہنسول چمکتے ہوے آپہونچے
غلطان زر در گوش بر اسکے تعظیم اُٹھا لشکر ساحرون کا زمین پر اُترا اور تخت مہلیل کج ابرو
کا سامنے تخت غلطان شاہ کے آکر ملاقات ہوئی مہلیل کج ابرو نے غلطان زر در گوش
سے کہا کہ تمنے مجھے کیون یاد کیا ہی غلطان زر در گوش نے کہا ۵ دوست آن باشد
کہ گیرد دست دوست + در پریشان حالی و درماندگی + مہلیل کج ابرو نے کہا کہ کیا پریشانی
تمکو لاحق ہوئی ہی اُسے بیان کرو غلطان زر در گوش نے کہا کہ خداوند باختر ہاتھ سے حمزہ کے
شکست کھا کر میرے ملک مین آگئے ہین اور تعاقب مین اُنکے خدا پرست یہان بھی آگئے ہین
لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ ان خداپرستون کا استیصال کر دین خداوند باختر آپ کے نہایت
ممنون ہونگے اور چاردانگ عالم مین نام ہوگا یہ سنکے مہلیل کج ابرو نے کہا کہ باختر مین
تو بڑے بڑے ساحر تھے خصوصاً ملکہ خلخال جادو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا وہ سب کیا ہوے
سختگان نے کہا کہ سبکو خداپرستون نے مار ڈالا یہ سنکے مہلیل کے ہوش اُڑے اور
کہنے لگی کہ مین نے تو سنا ہی کہ خداپرست سحر نہین جانتے سختگان نے کہا کہ بیشک وہ سحر تو نہین
جانتے مگر ساحر کی کوئی حقیقت بھی نہین سمجھتے جیسے چیونٹی کو مار ڈالا ویسے ساحر کو ایک تو خود صاحبقران
مالک باطل السحر ہین جب ساحر سے مقابلہ ہوتا ہی وہ رد سحر پڑھ دیتے ہین علاوہ اسکے اُنکا عیار نہایت
طرار ہی اُسکے پاس ایسی ایسی چیزین ہین کہ جب چاہتا ہی وہ نظرون سے پنہان ہوجاتا ہی اور جب

چاہتا ہی ظاہر ہو جاتا ہی مہلیل نے کہا کہ نام اُسکا کیا ہی سخنگان نے کہا کہ مین نام ہرگز نہ لونگا مہلیل نے کہا کہ سست کیا کہا ادھر نام لیا اور وہ یہین موجود ہوگا مہلیل ہنسی اور کہا کہ پھر آئے گا تو کیا بنا لے گا سخنگان نے کہا کہ جسے چاہیگا جوتیان لگائے گا مہلیل نے کہا کہ اے سخنگان ساحر ہونا کافی نہین ہی جبتک ہوشیار نہو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ خیال جادو اور اس طرح مار ڈالی جائے کہ دل کی دل ہی مین رہجائے اور کچھ کر نہ سکے سخنگان نے کہا زیادہ غرور کے کلمے نہ کہیے ایسا نہو کہ غرور پیش آجائے آپنے ہمارے مرشدزادے کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا ہی اسکا انجام اچھا نہوگا مہلیل نے کہا مرشدزادے کون سخنگان نے کہا جنکا مین نام نہین لے سکتا ہون مہلیل نے کہا کہ تم ضرور نام لو سخنگان نے کہا کہ مین نے آپ سے ناحق ذکر کیا مجھے یقین ہی کہ اتنی دیر میں وہ موجود ہوگئے ہونگے اگر ایک گھنٹے کے عرصہ مین وہ خود ظاہر نہوے تو پھر مین نام لونگا مہلیل خاموش ہو رہی غلطان شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا صحبت جشن منعقد کی یہان تو سامان جشن ہی اور وہان خضر ان کو معلوم ہوا کہ ساحر واسطے مدد غلطان شاہ کے آئے ہین آنھون نے خیال کیا کہ چلکر سیر کرنا چاہیے خواجہ اُسیوقت جانب بارگاہ غلطان شاہ روانہ ہوے بعد خواجہ تھے اور عیار بھی نکلے بعد دیگرے چل کھڑے ہوے مہتر برق ثالث نے چند عیارون کو ساتھ لیا اور صحرا مین جاکر صورت اپنی اک طوائف کی بنائی اور عیار سازندے بنے اور یہ سب کے سب اک رتھ پر سوار ہوکے جانب لشکر ساحران روانہ ہوے وہان بارگاہ غلطان شاہ مین طائفہ آرہے تھے مجرا کر رہے تھے غلطان شاہ کے برابر مہلیل کج ابرو اور اسکی دختر ہلال ستارہ پیشانی بیٹھی تھی جام شراب ناب کو گردش تھی اتنے مین اک چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک نئی ڈیرہ دارنی شہر حسن آباد سے آئی ہی قیامت کی صورت ہی غلطان شاہ نے کہا کہ اُس سے کہو کہ مجرے کی تیاری سے آئے چوبدار نے آکر اطلاع کی نازنین بائی نے دست بقچہ کھلوایا اور زیور لباس سے آراستہ ہوکر سازندون کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ ہوئی نظر جو اہل دربار کی پڑتی ہی محو ہوگئے سارنگی کی بھی رال ٹپک پڑی مہلیل کج ابرو بھی محو ہوگئی یا تو سب کے سب ہلال ستارہ پیشانی کے گلشن جمال کی گلچینی مین مصروف تھے یا اس طوائف کو دیکھنے لگے ہر قدم پر کمر لاکھ بل کھاتی تھی ٹوٹی جاتی تھی سخنگان نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہی اُسنے ادا سے کہا کہ مجھے نازنین بائی کہتے ہین سخنگان نے کہا کہ درحقیقت تم اسم بامسمیٰ ہو اب دیکھا چاہیے کہ گانا کیسا ہی صورت تو یہی ہی نازنین نے ناز و نخرے سے کہا کہ آپ رئیسون کی قدردانی ہی ورنہ مین کس لائق ہون نہ صورت نہ سیرت غلطان شاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا نازنین سلام کر کے بیٹھ گئی جو طوائف مجرا کر رہی تھی اُسکا مجرا اسکے اشتیاق مین برخاست کر دیا گیا اور نازنین بائی کو حکم ملا کہ کچھ گاؤ یہ سامنے آ بیٹھی اور سازندون نے ساز ملائے نازنین نے گانا شروع کیا نہایت لہجے سے یہ غزل گائی

غزل

دو پھول بھی نہین ہین لب لگے مزار پر
دیکھا جو چنچل آنکھون کو آس بہتے ہین ہار پر
نایاب پھول اُسنے چڑھائے مزار پر
آئینہ دیکھتے ہین وہ پھولون کو دیکھ کر
کس کام کے قفس مین اگر ہین ہزار پر

کسنے خفائی ہاتھ اُٹھائے مزار پر
رکھا جھٹکے ہاتھ دل بیقرار پر
ہوتے ہی صبح منہ سے الٹ دیجئے نقاب
چوری کا ہی گمان نسیم بہار پر
بھولا نہین ہون جیب گریبان کو ابھی تلک

کرتے تھے چوٹ جو گل عنابہار پر
اس وقت ہی بہار ہی خزان بھی بہار پر
ہنس ہنس کے پڑا دہ غنچہ دہن قبر پر مری
اب رحم کیجئے کسی امیدوار پر
بلبل چمن کی سیر کو کہتے ہین بیقرار
رکھے ہین دونون ہاتھ دل بیقرار پر

ہم جان دیتے ہین تیرے غصہ پہ جانمن
دیتا ہون تازہ جان مین ہر ایک وار پر
بجلی جو گرتی ہے تو سبب اسکو جان کر
رنگ اور ہی خزان ہے نرالی بہار پر
اچھا بتا دو اچھی طرح پیار کرکے تم
آتا ہی رحم مجکو دل بیقرار پر

تو اور بوسہ بھی نہین دیتا ہے پیار پر
اصرار اسکو سوجھتا نہین پہلو کو چیر کر
رکھ دیتے ہین وہ ہاتھ دل بیقرار پر
آنکی نگاہ شوق کو سمجھین نہین قرار
رنجیدہ کس لیے ہو مرے بھولے پیار پر
اے آہ ہیچ و تکلف ذرا بھی نہین ہمین

گویا دم مسیح ہے قاتل کی تیغ مین
مین صبر کر رہا ہون بہت اختیار پر
وہ آ گئے ہین باغ کی حالت جو دیکھنے
لوٹی ہوئی ہے میرے دل بیقرار پر
وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ بات شوخ
ہر دم نظر ہے رحمت پروردگار پر

نازنین بانی نے پھر اس طرح تنا تنا کے اس غزل کو گائی کہ تمام اہل محفل کو بیچین کر دیا اسکے بعد نازنین بانی نے خدمتگار سے خاصدان طلب کیا اور ایک پان نکال کے کھایا مہلیل گنج ابرو نے کہا کہ تم پان کی بہت عادی ہو عرض کی کہ حضور عادی کیا ہون لت ہے کھانے کو نہو پان ہو خاصدان کھولتے ہی تمام دربار مہک اٹھا مہلیل نے کہا کہ تم بڑی نفاست کی طبیعت رکھتی ہو کیا خوشبودار گلوریان بنی ہوئی ہین نازنین بانی نے خاصدان ہاتھ مین لیا اور سامنے مہلیل کے آکر اس نے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو نوش کیجیے یہ آپ کے قابل تو ہین نہین مہلیل نے ہاتھ بڑھا کر گلوری لی اور چاہا کہ کھاؤن کہ وہ مینا جو اس نے سحر سے تیار کی ہے اور ساری کائنات سحر اسکی یہی ہے ہر وقت اسکے شانے پر بیٹھی رہتی ہے بولی کہ اے ملکہ گلوری مین بیہوشی ملی ہوئی ہے نوش نہ کیجیے گا مہلیل نے کہا کہ یہ عورت کون ہے مینا بولی کہ یہ عیارہ ہے نام اسکا برق ثالث ہے اور اسکے ساتھ والے سب عیار ہین اور وہ جو ایک چوبدار سامنے ٹہل رہا ہے یہ ان سبکا گرو خضران بن عمرو ہے بس یہ سنتے ہی مہلیل کے ہوش اڑے عیارون نے بھاگنے کا قصد کیا خضران تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے مہلیل نے جوگیر کی آواز دی جو عیار جہان تھا وہین رہ گیا مہلیل نے کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی برق ثالث نے کہا کہ آپ کے آنیکی خبر سنکے ہم اپنا کمال دکھانے کو آئے تھے اگر آپکے ساتھ دشمنی کرنا ہوتی تو سر محفل عیاری نکرتے اتنے مین کاندھے پر سے مہلیل کے مینا غائب ہو گئی خواجہ نے گلیم کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر مینا کو پکڑ کے داخل زنبیل کر لیا کہ یہی بانی فساد ہے سارا کھیل اسی نے بگاڑ دیا ہے اب تو مہلیل حیران ہوئی مختگان نے صلواۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد یہ آپ ہی کا کام ہے جسکو چاہیے جوتیان لگائیے اور جسکو چاہیے ذلیل کیجیے آپکا کوئی کچھ نہین کر سکتا اک مرتبہ خضران گلیم اتار کر سامنے مہلیل کے آئے اور کہا کہ کیون ملکہ دیکھا ہمارا کمال مہلیل نے کہا کہ واقع مین نام سنتے تھے دیکھا نہ تھا آج دیکھ بھی لیا خضران نے کہا کہ تمنے جو ان بیچارون کو گرفتار کیا ہے تو اس سے کیا حاصل یہ بیچارے اپنا کمال دکھانے اور انعام لینے آئے تھے یہان آکر اسیر پنجہ تقدیر ہوے بہتر یہ ہے کہ انھین انعام دیکر رخصت کرو کہ جائین تو تمھاری تعریف کرین مہلیل نے اسی وقت سب کو خلعت دیے اور رخصت کیا خواجہ نے اشارہ سے کہا کہ نصف ہمارا رہا یہ لوگ تو چلتے ہوے اب خواجہ نے کہا کہ ہمارا انعام دلوائیے مہلیل نے کہا کہ بیشک تمھارا انعام سب سے زیادہ ہوا کہ تم افسر عیاران ہو یہ کہکر ایک کشتی پر از جواہر خواجہ کو دی اور کہا کہ ممکن تھا کہ مین تمھین گرفتار کر لیتی مگر جب تم خود سے ظاہر ہوگئے تو مجھے بھی شرم آئی خواجہ نے کہا کہ مین بھی چاہتا تو جس طرح مینا کو پکڑ لیا اسی طرح تمکو بھی گرفتار کر لیتا مگر مین نے اسیر نہین کیا مہلیل نے کہا کہ میری مینا مجھے دیدو خواجہ نے کہا کہ تمنے کتنے دنون کے ریاض مین اسے تیار کیا تھا مہلیل گنج ابرو نے کہا کہ یہ میرا بارہ برس کا ریاض ہے خواجہ نے کہا

گیارہ ہزار روپیہ لونگا تو دونگا مہلیل ریخ ابرو نے قبول کیا اور روپیہ کے توڑے منگا کے سامنے
رکھدیے خواجہ نے توڑے لواُٹھا کے نذر زنبیل کیے اور اک مینا نکال کے دی مہلیل نے مینا ہاتھ
سے خواجہ کے لیکر اُسے چکارا مینا نے بخر بھری لی پرون سے اُسکے جو ہوا نکلی مہلیل کے دماغ
مین بہوتسی سرایت کر گئی چھینک مار کے بیہوش ہوئی خواجہ نے جال مار کے مہلیل کو داخل
زنبیل کیا اور کہا یون سر دربار گرفتار کرکے نتے جاتے ہین جنکو دعوے ہو مجھسے چھین لے
ہلال ستارہ پیشانی چاہتی تھی کہ سحر کرکے پکڑ لون کہ آپ گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے اور بھاگے
ہوے خدمت مین صاحبقران عالی شان کے آگئے اور مہلیل ریخ ابرو کو زنبیل سے نکال کر
سامنے صاحبقران کے ڈال دیا اور عرض کی کہ یہ نکاتہ حاضر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ہی
عرض کی یہ وہی ساحرہ ہی جو مقابلے کے واسطے آئی تھی مین نے جاکر عیاری کی اور اسے پکڑ لایا سب
عیار پھنس گئے تھے مین نے جاکے رہا کیا اور اس مردار کو گرفتار کر لایا فرمایا باندھ دو ستون بارگاہ
سے خضران نے ستون سے باندھ دیا وہان ہلال ستارہ پیشانی نے ساریق کی طرف دیکھ کے
کہا کہ مین جاتی ہون اور ابھی اپنی مان کو رہا کرکے لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی یہان خضران نے ستون
سے باندھ کر ہوشیار کیا ہنوز گفتگو کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک ساحرہ
دروازہ بارگاہ پر آئی ہی اور اندر آنا چاہتی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بلالو ہلال ستارہ پیشانی اندر
آئی صاحبقران نے کرسی عنایت کی ہلال ستارہ پیشانی نے جو اپنی مان کو بندھے دیکھا عرض کی
کہ جبکی مان اس ذلت سے کھڑی ہو وہ کیونکر بیٹھے امیر نے خضران سے فرمایا کہ کھول دو اور ہلال
سے کہا کہ تم آپ نکلہ زبان سے کھینچ لو ہلال نے بڑھ کر نکلہ زبان سے کھینچ لیا خضران نے کھول دیا
اور اسے بیٹھنے کو بھی کرسی عنایت کی مہلیل ریخ ابرو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ معلوم
ہوتا ہی آپ عیارون کے بل پر ساحرون سے مقابلہ کا دعوے رکھتے ہین لطف یہ تھا کہ میرے آپکے
سر میدان مقابلہ ہوتا صاحبقران نے فرمایا مجھے عذر نہین جاؤ طبل جنگ بجواؤ جب تم لوگ دغا
کرتے ہو تو ہم بھی ایسا کرتے ہین نہ تم اسم اعظم دھوکے سے بند کرو نہ عیاری تمھین فریب دین
مہلیل نے کہا کہ ابھی تو مین آئی تھی اور دعوت مین لگی فرمایا خیر ابھی مہلیل مع ہلال ستارہ پیشانی
رخصت ہوکر جانب لشکر روانہ ہوئی غلطان در درگوش اسکے آنے سے نہایت خوش ہوا
مہلیل نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی
گرجی خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی یہان سے بھی کوس حربی نوازش مین آیا جوانان لشکر اسلام
نے آلات حرب کو صیقل کرنا شروع کیا اور کفار سحر جگانے مین مصروف ہوے تمام صحرا بخور سے
دھوان دھار ہوگیا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین اُدھر مہلیل نے حجرہ سحر تیار کیا جسکا
کوئی دروازہ نہ تھا اسلیے کہ کوئی عیار بچہ مجھ تک نہ پہونچ سکے اور یہ سحر جگانے مین مصروف ہوئی
اسی عالم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لشکر
اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی ساحر یا سامری یا جمشید کے نعرے کرتے ہوے اپنے اپنے بستر
سے اُٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے اہل اسلام میدان مین پہونچ کر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نیب و یکہ بٹ گئے تو مہلیل ریخ ابرو
نے اپنا طاوس سحر بڑھایا میدان مین آئی اور یک ترنج جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ ترنج

شق ہوا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا مہلیل ستارہ پیشانی نے کہا کہ جاؤ اور خضران عیار کو جہان
ہو پکڑ لاؤ بس یہ کہنا تھا کہ دھوان مانند مار سیاہ کے پیچیدہ ہوگیا اور آواز پیدا ہوئی کہ چل
تجھکو ملکہ آفاق بلاتی ہین یہ کہکر کھینچتا ہوا لیچلا خضران حیران تھے کہ یہ کیا آفت آئی اب
نہ کلیم اوڑھ سکتے ہین نہ کچھ کر سکتے ہین آواز دی کہ یا صاحبقران ہمتو جاتے ہین خداحافظ
امیر نے دیکھا کہ خضران کھنچتا ہوا چلا جاتا ہی صاحبقران حسرت سے دیکھتے رہگئے وہان
مہلیل تیغ ابرو نے خضران سے کہا کہ بس اسی منہ پر دعوئے عیاری تھا تجھے اس دن کی
خبر نہ تھی لاؤ قفس یہ کہنا تھا کہ اک ساحر قفس آہنی لیئے ہوے آیا مہلیل نے چند دانے
ماش کے پڑھکر خضران پر مارے دیکھا کہ خضران زمین پر لوٹ کے اک کبوتر کی صورت
ہوگیا مہلیل نے خضران کو پکڑ کے قفس مین بند کردیا اور تیر سنبل زمین پر گاڑ کے اسمین آویزان
کردیا اور دوسرا ترنج زمین پر مارا یہ ترنج بھی اسی طرح شق ہوا اور اس سے بھی دھوان پیدا
ہوا لیکن یہ اکر برق ثالث کو پکڑ لیگیا مہلیل نے برق کو اک قمری کی صورت بناکے
قفس مین بند کردیا غرضکہ جتنے عیارون نے اسکو دھوکا دیا تھا جب اسنے ان سب کو
قیدی قفس بنالیا تو صاحبقران کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یا امیر بس یہ حقیقت ان عیارون
کی تھی اب جس سردار پر آپ کو گھمنڈ ہو اسے بھیجیے یہ سنتے ہی قبیل بن مقبول کو نہایت غصہ آیا
آواز دی کہ او لکاتہ کیا جھک مارتی ہی تو نے ابھی تماما ان صاحبقران کو دیکھا نہین کہ کیسے کیسے
ہین تو کیا کر سکتی ہی لے مین آتا ہون یہ کہکر کب یا صف سے نکلا اور سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیون سبقت کرو بیٹھے یہ موقع تمہاری
نشانہ بازی کا نہین ہی قبیل بن مقبول نے عرض کی کہ اتنو غلام نکل چکا ہی مجھ سے نہ سنا گیا
کہ یہ سرداران اسلام پر طعن کرے کیا حقیقت ہی اس لکاتہ کی فرمایا خیر جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہی قبیل نے سلام رخصت کیا اور میدان کی طرف چلے ادھر مہلیل تیغ ابرو نے جو قبیل کو اپنی
طرف آتے دیکھا ترنج زمین پر مارا اور آواز دی کہ پکڑ لا اتنے مین ترنج شق ہوا اور اسمین سے
دھوان نکلکر قبیل کی طرف چلا قبیل نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا تیر کو چلہ
کمان مین پیوستہ کرکے گلا مہلیل کا تاکا اور ناوک کو رہا کیا تیر چھوٹتے ہی سن سے چلا تھا ہی
مین تھا کہ دھوئین نے تیر کو بھی پیچیدہ کیا اور قبیل پر آکے گرا اسے بھی باندھے لیے چلا گیا
مہلیل نے قبیل کو بھی طائر بناکر قفس مین بند کردیا اور وہین میدان مین لٹکا دیا دو پہر
دن چڑھتے چڑھتے دس بارہ سردار امیر کے پکڑ لیے کہ آخر تبہ جامہ آسمان سے اک
قیطول اڑتا ہوا نظر آیا اور آتے آتے میدان جنگ مین پہونچکر زمین پر نصب ہوگیا دیکھا
کہ بالاے قیطول اک مرد دراز قامت مندیل پہنے بیٹھا ہی اور اک تشت دو (?) نیمہ سامنے آتشدان (?)
رکھا ہی قیطول نہایت بلند ہی چار ستون مثل زینے کے گرد قیطول ہین اور ہر زینے پر اک شیر بیٹھا
ہی اسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم نقاش صورت کش وزیر فرستادہ خداوند مستغنی (?) ع بن حش
ہاں اے گروہ خدا پرستان تمنے بہت سر اٹھایا ہی مجھے خداوند نے بھیجا ہی کہ جاکر جو بڑے سرکش ہین
انکو پکڑ لاؤ کہ ہم بھی تو ان بندون کو دیکھین کہ ہمنے انکو کیسا پیدا کیا ہی جگر خاق کیا ہی کہ اک
عالم انکا فریادی ہو رہا ہی ایک نقابدار کو سہارے جی مار ڈالا اور مہلیل تیغ ابرو کی طرف دیکھا (?)

کہا کہ او چھوکری یہ تو نے کیا کرشمہ بنا رکھا ہی کہ ایک ایک کو پکڑتی ہی اور قفس مین لٹکاتی ہی انکا گرفتاری
ہی کرنا کیا جسوقت تو کہیگی مین سب کو ایک آن مین گرفتار کرکے تیرے سپرد کردونگا مہلیل نے کہا کہ
مین نے انکو دوپہر مین گرفتار کیا ہی مین نچھوڑونگی نقاش صورت کش نے آنکھین سرخ کرکے
جواب دیا کہ نہ چھوڑیگی مہلیل نے کہا کہ ہرگز نچھوڑونگی بس اسنے اک قفس کی تصویر کاغذ پر بنا کے
اسکو چاک کر ڈالا جسقدر کہ قفس تھے سب ٹوٹ گئے اور جتنے سردار عیار جانور بنے ہوئے تھے
اڑکر سامنے نقاش کے آگئے نقاش صورت کش نے جبھی ہاتھ پھیر دیا وہ ہیئت اصلی پر آگیا
کہا جاؤ اپنے لشکر مین تمام عیارون اور سردارون کو رہا کرکے لشکر اسلام مین بھیجدیا مہلیل تو اس
بات پر ناراض ہوئی اور اسی وقت بگڑ کے چلی گئی نقاش صورت کش نے صاحبقران کی طرف
دیکھ کے کہا کہ آپ کو کن کن سردارون کا بھیجنا منظور ہی فرمایا سب میرے زور بازو اور قوت دل
ہین مین کسیکو بھی نہ بھیجونگا ہان خود چلونگا مگر اسوقت جبکہ ساریق کے جھگڑے سے فراغ حاصل
ہولیگا نقاش صورت کش نے کہا کہ خیر اگر آپ خود نہ بھیجینگے تو ہم آپ پکڑ لے جائینگے ہمین بھی
دیکھنا ہی کہ آپ کیونکر روک لیتے ہین یہ کہکر غلطان دردرگوش سے کہا کہ ای بادشاہ شہر غلطانیہ تیرے
یہان کوئی سردار بھی لائق مقابلہ ہی غلطان دردرگوش نے کہا کہ جی ہان نقاش صورت کش
نے کہا کہ تم طبل جنگ بجواکر ہمین تماشاے مقابلہ دکھاؤ ہماری فوج بھی آتی ہوگی یہ سن کے
غلطان شاہ نے کہا کہ بہتر ہی غرضکہ شام قریب تھی اس وقت تو طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر
میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہ ساحر نہایت زبردست
معلوم ہوتا ہی خضر ان نے عرض کی کہ اسکی صورت دیکھ کر میرا دل تھرّاتا ہی اور وہان غلطان
دردرگوش نے طبل جنگ بجوادیا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
تیاریان جنگ کی ہونے لگین انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان طوفان دریا موج کے بیان کیے جاتے ہین

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ نہنگ بن طوفان جسے طیمور نے زیر کرکے اپنا مطیع کیا ہی باپ
اسکا طوفان دریا موج چند زمانے سے مفقود الخبر ہوگیا تھا یہ واسطے صید و شکار کے گیا تھا پھر
واپس نہ آیا ساریق کو اسکے گم ہونے کا نہایت ملال ہوا تھا اس وقت سالار لشکر ساریق
ہی تھا اکثر نہنگ بن طوفان اپنے باپ کو یاد کرکے رویا کرتا تھا حسب اتفاق آج بھی نہنگ
کو کچھ اپنے باپ کا خیال آیا بس یہ رونے لگا طیمور کی نظر جو نہنگ بن طوفان کے چہرہ پر پڑی
پوچھا کیون تمھارے رونے کا کیا سبب ہی اسنے عرض کی کہ کیا کہون اس وقت مجھے اپنا باپ
یاد آیا کہ اگر وہ موجود ہوتا تو صاحبقران طلحہ بن کندھور کو تمام سردارون پر فوق نہ دیتے حالانکہ
برہوت رعد آواز بھی طلحہ سے کم نہین مگر چونکہ طلحہ رفیق قدیم ہی یہ رعایت ہی اور اگر طوفان
دریا موج ہوتا تو طلحہ کی شان و شوکت خاک ہوجاتی یہ سنکے برہوت رعد آواز نے بھی طیمور
سے تعریف کی کہ واقع مین وہ ایسا ہی سردار ہی طیمور کو کچھ تو نہنگ کے رونے کا صدمہ ہوا کچھ
طوفان دریا موج کا اشتیاق ہوا فرمایا کہ اس مرحلے کے بعد مین صاحبقران سے رخصت
لونگا اور تمھارے باپ کی ملاقات مین جاؤنگا یہ فرماکر اپنے یہان کے منجم کو طلب کیا اور اس سے

کہا کہ نہنگ بن طوفان کے باپ کی حالت پر غور کرو کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا سہیل اختر شناس وزیر
خورشید زرین کمر کہ مثل کاہن ہوا اسنے طیمور کی خبر بھی بادشاہ زرینہ سے بیان کی تھی حسب الحکم
طیمور شیر پیرہ وزیر زائچہ کیا اور پہلے خانۂ حیات پر نظر ڈالی اور غور کیا حیات کا خانہ برقرار پایا بعد اسکے
ہر شہر و بلاد کی تقسیم کرتے دیکھا کہ کس مقام پر ہے اور کس حالت میں ہے معلوم ہوا کہ کسی ساحرہ کے قبضہ
میں ہے سہیل اختر شناش نے بیان کیا کہ ای شہریار طوفان دریا موج پر کوئی ساحرہ عاشق ہے اور
ایک لڑکی بھی طوفان کی ہے جو اب سولہ سترہ برس کی ہو چکی ہے اور ساحرہ بے عدیل ہے اور یہاں سے
جانب جنوب و مغرب اسکا مسکن ہے طیمور نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اس وقت طبل جنگ بج رہا ہے
صبح کو مقابلہ ہونے والا ہے میرا جانا کسی طرح مناسب نہیں ہے انشاء اللہ بعد اس معاملے کے سمجھا جائیگا
یہ فرما کر شاہزادہ طیمور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوے لیکن اب حال مہلیل کج ابرو کا سنیے کہ جس وقت
یہ بگڑ کے اپنے مکان پر پہونچی تو طوفان دریا موج نے دیکھا ابرو ون پر بل پایا کہا کہ کیوں تم کہاں
گئی تھیں اور برہم کیوں ہو اس وقت مہلیل کج ابرو نے سارا واقعہ بیان کیا طوفان دریا موج
نے مہلیل سے کہا کہ میں نے تمھاری محبت میں اپنی عمر برباد کی جب بادشاہ کا عمر بھر نمک کھایا
اسے چھوڑا لڑکا میرا پندرہ برس کا تھا اسکی خبر نہیں کہ وہ کس حال میں ہے جب میں نے تم سے جازت
جانے کی مانگی تمنے جانے نہ دیا راستے سحر سے بند کر دیے اب مجھے جانے دو تا کہ میں حق نمک اپنے
بادشاہ خدا الکب کا ادا کر دوں اور اپنے بیٹے سے ملوں نہیں معلوم وہ زندہ بھی ہے یا اس لڑائی میں
مار ڈالا گیا یہ سنکے مہلیل کج ابرو نے کہا کہ ای طوفان دریا موج تم تن تنہا کچھ نہیں کر سکتے
جتنے پہلوان ساریق کے نامی تھے وہ سب خدا پرستوں سے زیر ہوکر مسلمان ہوے اور اب
انھیں کے شریک ہیں طوفان دریا موج نے کہا کہ کیا برہوت رعد آواز بھی زیر ہو گیا
مہلیل نے کہا کہ وہ بھی اک اٹھارہ برس کے لڑکے کا رفیق ہے سنا ہے کہ اس سے لڑکر سات
روز میں زیر ہوا اب تو طوفان دریا موج کو اور زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگر ابکی تم مجھے نجانے
دو گی اور راستہ کو سحر سے بند کرو گی تو میں خودکشی کرونگا مہلیل نے ناچار ہوکر فراق طوفان دریا موج
کا منظور کیا طوفان نے آلات حرب کو صاف کر کے اپنے تن پر آراستہ کیا اور پشت مرکب
سوار ہوکے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور پھر

داستان نقاش صورت کش کی بیان ہوتی ہے

کہ یہاں طبل جنگ بج رہا ہے اہل اسلام میں جرچا ہے کہ دیکھیے کل کیا صورت ہوتی ہے یہ ساحرہ
میدان جنگ میں کیا کرشمے دکھاتا ہے ادھر عیاران اسلام اس فکر میں روانہ ہوے کہ آج ہی
اسے گرفتار کر لینا چاہیے چنانچہ یہ صورتیں بدل بدل کے آگئے جس عیار نے زینے پر سے
جانے کا قصد کیا شیر نے بسکی بتائی خواجہ خضران با دھری پاؤں میں باندھ کر آڑتے اسوقت
شیرون نے مثل انسانوں کے آواز دی کہ یہ عیار مکار اڑکے آیا چاہتا ہے ہوشیار رہیے گا یہ
سنتے ہی خواجہ جلدی سے گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے نقاش صورت کش نے چار
پتلیاں فیلقول کی چاروں دروازوں پر بٹھا دیں ہاتھوں میں انکے کمندیں تھیں کہ اگر کوئی
اڑکے آئے تو اسے بھی گرفتار کر لیں میری نیند میں خلل واقع نہو جب خواجہ خضران نے

بھی کسی طرح کا قابو نہ پایا تو واپس آگئے آخرکار شب تمام ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا ہر شخص خواب سے بیدار ہوا اور فریضۂ سحری کو ادا کر کے رخ میدان مصاف کا کیا گھڑی بھر دن چڑھنے پایا تھا کہ دونون طرف کی فوجین میدان مین پہونچکر صف آرا ہوگئین اُدھر غلطان شاہ اپنے لشکر سمیت کھڑا تھا ادھر ساریق اور ان دونون سے آگے بڑھا ہوا نقاش صورت کش بالائے فیطول بیٹھا ہوا تھا اور غرور کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف دیکھ رہا تھا اسنے فوج اسلام سے چند سردار پسند کیے اور غلطان شاہ سے کہا کہ بھیجو کسیکو غلطان دردرگوش نے اپنی فوج سے ایک سردار کو میدان مین بھیجا اُسنے مبارز طلب کیا بس لشکر اسلام سے طلحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو گنگ مار کے بڑھایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ مطلق نگہبان ہو طلحہ سلام رخصت کر کے میدان مین آئے ہنوز سامنے حریف کے نہ پہونچے تھے کہ جانب صحرا سے آواز پیدا ہوئی کہ او ہندی اُدھر کہان جاتا ہی اِدھر آ اور مجھ سے سامنا کر طلحہ نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک فیل سوار کو صحرا سے آتے ہوئے پایا اور لوگون نے دیکھا کہ ایک طلحہ میدان مین کھڑا ہی اور دوسرا صحرا سے چلا آتا ہی سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی جو لباس طلحہ کا وہ لباس اُسکا جیسا فیل طلحہ کا ویسا فیل اُسکا جیسا وزنی گرز طلحہ کے ہاتھ مین اُتنا ہی بڑا گرز اُسکے پاس بھی طلحہ نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا تو کون ہی طلحہ نے کہا مین بادشاہ ہند ہون اُسنے کہا مین بھی فرمانروائے ہندوستان ہون طلحہ نے کہا مین پسر لندھور ہون اُسنے کہا مین بھی پسر لندھور ہون غرضکہ جو طلحہ کہتے تھے وہی وہ بھی کہتا تھا ان دونون کی باتین آواز گنبد تھین سب حیرت سے دیکھ رہے تھے اور یہ باتین سن رہے تھے کہ اکبارگی طلحہ نے غصہ مین آکر اُسکے سینے پر نیزہ مارا اُسنے نیزہ پر نیزے کو لیا طعنین چلنے لگین دونون کانٹے مین تلے ہوئے بابکہ ایک سانچے کے ڈھلے ہوئے برابر کے جوان تھے لوگ ہمہ تن محو تھے اور دونون کی لڑائی دیکھ رہے تھے دیر تک نیزہ بازی ہوئی مگر کام نہ نکلا آخر نیزون کو پھینک دیا اور گرز چلنے لگے جسکی ضرب بڑی طبقہ ہل گیا آخر نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی رہی قریب شام دوسرے طلحہ نے طلحہ بن لندھور کو اسیر کر لیا اور لیکر سامنے نقاش صورت کش کے آیا نقاش صورت کش نے فیطول مین چند قندیلین آویزان تھین نقاش نے ایک قندیل اُتاری اور طلحہ پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے کہ یہ ایک شمع کی صورت بن کے رہگئے نقاش نے اُنکو قندیل مین بند کر دیا اور وہ جو صحرائی آیا تھا صحرا کی طرف چلا گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے ساریق نہایت خوش تھا آتش سنگان نے بھی انگڑائی لی اور کہا کہ یہ ساحر کچھ معلوم ہوتا ہی لیکن امیر کشورگیر نہایت پریشان میدان سے پھر کر اپنے مقام پر آئے وہان غلطان شاہ نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح تک دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون فوجین وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دے کر ہٹگئے تو نقاش صورت کش نے آواز دی کہ یا صاحبقران آج کونسا سردار واسطے مقابلے کے نکلیگا فرمایا جب حریف آئیگا تو دیکھا جائیگا یا تو جیسے طوک وہ نکلے نقاش نے کہا مجھے تو چند سردارون کو لیجا کے خدمت خداوند مین پیش کرنا ہی چاہتا ہون کہ جو طلحہ کا ہمچشم ہو وہ نکلے بس یہ سنتے ہی مہلک بن مالک کو غیظ آگیا آواز دی کہ او ملعون مین ہون مجھے بھی گرفتار

کہ یہ کہکر میدان میں آئے نقاش نے صحرا کی طرف دیکھا فوراً بگولہ گرد کا اُڑا اور دوسرا سردار مشش
ہمایون چرخ کے نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیدا ہوا اور پکارا کہ او عرب تجھے اپنے نیزہ بازی پر بڑا
گھمنڈ ہے مملوک نے کہا میں تو عرب ہوں تو کون ہے اسنے کہا میں بھی عرب ہوں جو تو ہے وہ میں ہوں لیکن
فرق اتنا ہے کہ تو بندہ خدا ہے اور میں مخلص بندہ شعشلع بن شمشن ہوں مملوک کو غصہ آیا اور نیزے پر
نیزہ کو رد کر دیا اپنے ہم شبیہ کے سینے پر وار کیا اسنے نیزے کو نیزے پر لگا نیزہ چلنے لگیں اسوقت
تمام لشکر کی نگاہیں دونوں نیزوں سے لڑائی ہو رہی تھیں جو دوبس اس نیزے کی تھی ان وہ ہی
گذرتی اس نیزے کی تھی جہاں مملوک نیزہ باز چاہتے تھے کہ بند باندھ کے نیزہ نکال دیں ممکن ہوتا
آخر کار نیزوں کی ستائیں بنائیں بیکار ہو گئیں سکڑ پر چھڑ پڑنے لگی ڈانڈ ونکلے ہو لکڑے اڑ گئے
ہاتھوں سے پھینک پھینک کے تلواریں کھینچ لیں رد و بدل ہونے لگی آخر نوبت کشتی کی آئی
شام کے قریب مملوک بھی گرفتار ہو کر قندیل میں بند کر دیے گئے طبل باز گشت بج گیا تیسرے
روز نقاش صورت تاکش نے پھر اک سردار کو سرداران لشکر سیاریق سے میدان میں بھیجا جب
اسنے مبارز طلب کیا تو یہاں سے عظیم خان بن معظم خان نکلا نقاش صورت کش نے پوچھا
کہ یہ اولاد امیر سے ہے یا کوئی اور شخص ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ چین ہے کہا میں چاہتا
بھی یہی ہوں کہ ہر ہر ملک کا ایک ایک سردار نامی گرفتار کر کے لیجاؤں عظیم بن معظم خان ابھی
ہنوز اپنے حریف کے سامنے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے دوسرا ہم شبیہ اسکا پیدا ہوا اور بعد مقابلہ گرفتار
کرکے لیے چلا گیا بعد اسکے ارژنگ بن مرزنگ ابن مرزبان خراسانی نکلا یہ بھی گرفتار ہو کر
قندیل میں بند ہوا خلاصہ یہ کہ پندرہ بیس شاہزادے مختلف ملکوں کے اسیر ہوئے آخر میں اسنے
جس سردار کو میدان میں بھیجا اُس سے کہا کہ رفیع البخت کو لوٹنا اب بغیر لوٹے ہوئے یہ لوگ
نہ نکلینگے اک سردار نے میدان میں آکر رفیع البخت کو لوکا ساتھ ہی دوسرا رفیع البخت صحرا
سے پیدا ہوا دونوں میں نیزہ بازی گرز بازی شمشیر زنی ہوئی جب سب حربے تمام ہو چکے تو کشتی کی نوبت
آئی شام کو یہ بھی اسیر ہو کے قندیل میں بند کر دیے گئے اسکے دوسرے دن شاہزادہ سہراب
بن رستم نکلے یہ بھی اسی طرح اسیر ہوئے اب نوبت سکندر رستم خو کی آئی نقاش نے سکندر
کو بہت پسند کیا سکندر نے آتے ہی اپنے حریف کو ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
اور اب قیطول کی طرف چلا ہی تھا کہ دوسرا سکندر پہونچ گیا اور کہا کہ کیا تونے اک نقاش کے
سردار کو مارا آ اور مجھ سے سامنا کر منم سکندر رستم خو یہ کلام سنکے سکندر کو نہایت غصہ آیا کہ
ملعون تو سکندر رستم خو ہے یا میں ہوں منم صاحبقران اوسط دہ پکارا کہ منم صاحبقران اوسط سکندر
نے جھلا کر نیزہ مارا اسنے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعین چلنے لگیں پھر سکندر کی لڑائی صاحبقران
کی لڑائی ہے لاکھ لاکھ سکندر نے کد و کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے نکال دوں ممکن نہوا
آخر ستائیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں ہاتھوں سے پھینک پھینک کر گرز سنبھالے اور سکندر
نے خبردار خبردار کہکر ضرب لگائی کہ تہمتن دیو کا گرز جسکا وزن چوبیس سو من کا ضرب پڑتے ہی یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا طبقہ زمین کا شق ہو گیا مرکب کمر تک غرق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا سکندر نے
رد و بست گردم کا نعرہ کیا فوراً ہم شبیہ سکندر نے گرد سے نکلکر آواز دی کر از دی وکر الست
گردی مین حریفت تیرا موجود ہوں ع تو ضرب زری ضرب مانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر ایسی ضرب لگائی کہ سکندر کا مرکب بیٹھ گیا سکندر نے گردنسے لٹکا کر اُسکے مرکب کو پکڑ کر ڈالا دونون پیادہ ہوکر لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی شام تک تو برابر کے زور ہوتے رہے شام کو سکندر نقلی نے لنگر توڑ کر ہاتھ پہ بلند کر ڈالا اور لیے ہوئے سامنے لقاش صورت کش کے پہونچ اور ڈال دیا نقاش نے سکندر کو بھی قندیل مین بند کیا اور پلٹ گیا ادھر امیر با توقیر سکندر کے اسیر ہو جانے سے کمال رنجیدہ ہوے جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ طیمور نے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تم دیکھ چکے ہو کہ یہ لوگ اسیر ہو جانے والے تھے جو اسیر ہوے مقابلے کو نکلنا اپنے کو آپ مبتلا ے بلا کرنا ہی طیمور نے عرض کی کہ مین خود یہ چاہتا ہون کہ جہان یہ لوگ اسیر ہو گئے جائین وہین مین بھی جاؤن کہ مجھ سے شہر اب ہاتھے فراق کا صدمہ نہ اُٹھ سکیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای طیمور ایک آنکھ جاتی رہی ہی تو دوسری آنکھ کو بچاتے ہین ایک کے واسطے دوسری آنکھ کو نہین پھوڑ ڈالتے ہین طیمور نے کہا اگر اتنا مین نکل چکا اور میدان مین نجاؤنگا تو لوگ یہی کہینگے کہ طیمور ڈر گیا بادشاہ نے کہا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طیمور سلام رخصت کر کے میدان مین آیا طیمور کے آتے ہی گرد اُٹھی اور طیمور ثانی پیدا ہوا ادھر طیمور شیر پرور نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ طیمور شیر پرور رستم داستان ادھر اُسنے بھی نعرہ کیا طیمور ہنسا اور کہا کہ تو کون ہی اُسنے کہا جو تم ہو طیمور نے کہا کہ اپنا واقعہ بیان کر اُسنے ابتدا سے وہی حالت بیان کردی جو طیمور پر گذری تھی یعنے صحرا مین پیدا ہونا بادشاہ زرینہ سے یہان پرورش پانا فیل کو مارنا پرستان مین پہونچنا غرضکہ جو حالت اس وقت تک گذری تھی کہدی طیمور نے غصہ مین آکے کہا کہ تو مجھے بناتا ہی لا حربہ اپنا اُسنے کہا تو اپنا حربہ لا طیمور نے کہا ہم اہل اسلام سے مین پیشدستی نہین کرتے اُسنے کہا ہم بھی پیشدستی نہین کرتے طیمور کو اور غصہ زیادہ ہوا کہا کہ تماشہ مین آئی ہین اُسنے بھی یہی کلمہ کہا بس طیمور نے تلوار تو نہ کھینچی دوڑ کے تھپڑ مارا کہ ہم سے اس طرح کی گفتگو اُسنے بھی ہاتھ اُٹھایا تھا کہ تھپڑ مارون طیمور نے ہاتھ پکڑ لیا دو لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی جب طیمور غصہ کر کے دوڑتا ہی اور چاہتا ہی کہ اُٹھا لون وہ بھی پینترا کاٹ کے طیمور کو اُسی قدر لے دوڑتا ہی دونون مین جھٹکے چل رہے ہین اب دیکھنے والون کو یہ بھی محسوس نہین ہوتا کہ طیمور اصلی کون ہی اور طیمور نقلی کون ہی یہانتک کہ شام ہوتے ہی طیمور نقلی نے طیمور اصلی کو بھی باندھا اور لشکر اسلام کی طرف چلا اہل اسلام یہ سمجھے کہ ہمارے طیمور نے زیر کیا ہی نعرے خوشی کے بلند ہوے اُس وقت طیمور نقلی ہنستا ہوا پلٹا اور سامنے نقاش صورت کش کے لیجا کر طیمور نقلی نے طیمور اصلی کو ڈال دیا اور آپ جانب صحرا چلا گیا اسوقت معلوم ہوا کہ طیمور اصلی اسیر ہو گیا اہل اسلام کو کمال صدمہ ہوا نقاش صورت کش نے اُنکو بھی قندیل مین بند کیا اور کہا کہ یا امیر اب ہم اُنکو لیے جاتے ہین اگر آپ کو کچھ دعوے ہی تو آکر رہا کر لیجیے گا یہ کہکر اپنے عرشہ کو اُڑایا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا غلطان دردگوش چلایا کہ آتو چلے اور ہمارے مددگار کو بھی رنجیدہ کر گئے اب ہم کیا کرین ان اہل اسلام کو کون روکنے والا ہی نقاش نے جواب دیا کہ تم پھر نامہ لکھکر بلا لو ہمین زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہین ہی یہ کہتا ہوا یہ تو قیطول اُڑائے ہوے روانہ ہو گیا صاحبقران مفارقت عزیزان مین دل پکڑ کے رہ گئے اور غلطان شاہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور شام کو بھی طبل

جنگ نہ ہوا لیکن سختگان نے ساریق سے کہا کہ یہان کا معاملہ بے رنگ ہو اب کچھ نہین ہو ایک سردار
کچھ ہو وہ ایک میدانداری کر سکتا ہو بعد اسکے خاتمہ ہی ساریق نے کہا کہ ای سختگان اب روپیہ کبھی نہین
سختگان نے کہا کہ اس سردار کو بھی اسیر ہو جانے دیجیے بعد اسکے شب کو غلطان شاہ پر شبخون مارئیے
خزانہ اسکا لوٹ لیجیے اور اسی طرف چلیے جہان کا اس ساحر نے نام لیا تھا کہ وہ مقام ذرا مستحکم و مضبوط
معلوم ہوتا ہو ساریق نے اس رائے کو پسند کیا غرضکہ دوسرے روز ساریق اور غلطان شاہ
ایک ہی بارگاہ مین بیٹھے ہین سرداران ساریق بھی جمع ہین امواج گرد بھی بیٹھا ہو غلطان شاہ نے
کہا کہ تم خدا ابر ستون کے مقابلے مین کچھ ہمت رکھتے ہو امواج گرد نے کہا اصل تو یہ ہو کہ صاحبقران
نے تمام عالم کو مطیع بنایا ہو ایسے ایسے جوان امیر کے لشکر مین ہین کہ کبھی نہ دیکھے تھے یہ تو مین نہین
کہہ سکتا کہ تنہا سب پر غالب آؤنگا مگر جیسر تماشہ دیکھ لیجیے گا یہی باتین ہو رہی تھین کہ جانب صحرا سے
بگولا گرد کا نمایان ہوا سب دیکھنے لگے گمان ہوا کہ کوئی قاصد آتا ہوگا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ اک
مرد قوی ہیکل دیو پیکر بڑی بڑی مونچھین کچھ بال مونچھون کے سپید کچھ سیاہ کرگدن مست پر سوار
آلات حرب و ضرب سے آراستہ نمایان ہوا اور قریب آکے پوچھا کہ بارگاہ خداوند باختر کی کہان
ہو لوگون نے بتایا جسوقت وہ دروازہ بارگاہ پہ پہونچا تو ساریق نے پہچانا کہ یہ طوفان دریاموج
ہو بس بیتاب ہو کے پکارا کہ ای بندہ من تو کہان تھا کیا میری خدائی کے سے نکل گیا تھا طوفان دریاموج
نے سلام کیا اور کہا کہ ای بادشاہ میرے زمانے مین تو نے دعوائے خداوندی نہین کیا تھا بلکہ تو
بادشاہ تھا اور مین تیرا سالار لشکر تھا جبسے مین مہلیل جادو کے دام تذویر مین پھنسا اسوقت سے مجھے
خبر نہین کہ گلستان باختر مین کیا ہوا مین تجھے ہمیشہ سمجھایا کیا کہ شل اپنے بھائی کے دعوائے
خداوندی نکرنا ورنہ تباہ ہوگا بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین ہو جاہ و جلال عیش و راحت رعب و
داب سب وہی رہتا ہو نہ کچھ کم ہو جاتا ہو نہ زیادہ ہو جاتا ہو تو ایسا اپنے کو بھول گیا کہ خداوند کہلانے لگا
اگر تو اس دعوے سے باز آئے تو مین تیری طرف سے آج بھی جانبازی کرنے کو موجود ہون سختگان نے
پیچھے سے کہا کہ زبانی اقرار کر لینے مین کیا نقصان ہو اسکی لڑائی کا بھی تماشہ دیکھ لو پھر تو جو کچھ ہونا ہو
معلوم ہو ساریق نے کہا کہ مین نے اپنی عادت موجودہ کے موافق تمکو بندہ کی لفظ سے یاد کیا
اب مین تمکو اس لفظ کے ساتھ نہ منسوب کیا کرونگا طوفان دریاموج مرکب سے اترا اور آگے
دنگل پر بیٹھ گیا تمام سردار طوفان دریاموج کی طرف محو ہو گئے کہ اس آخری جوانی پر بھی کیا عالم
ہو جبتو مہلیل کج ابرو سی ساحرہ اسیر مرتی ہو ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی کہ
کوئی سردار طوفان دریاموج آیا ہو ہمنے آج تک ایسا سردار نہین دیکھا کسی وقت مین وہ
لشکر ساریق کا سردار تھا یہ سنکے برہوت رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران واقع مین کہ
طوفان دریاموج بے بدل سردار ہو اگرچہ میرے اسکے کبھی مقابلہ نہین ہوا لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ مین نقیب قدرت کہلاتا تھا اور وہ زور سلطنت کہلاتا تھا امیر بھی یہ سنکے طوفان
دریاموج کے مشتاق ہوے اور نہنگ بن طوفان بیتاب ہو کے اپنے مقام سے اٹھا
اور صاحبقران سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین جا کے ایک نظر دیکھ آؤن کہ وہ میرا باپ ہو
مین اسکا فرزند ہون جب مین دس پندرہ برس کا تھا اس وقت سے مین نے اپنے باپ کو نہین دیکھا
ہو صاحبقران نے اجازت دی اس وقت برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ مجھے اجازت

ہو تو مین بھی جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ کچھ مضایقہ نہین ہی اُسیوقت نہنگ بن طوفان اور
برہوت رعدآواز تھوڑے تھوڑے سے سوار ساتھ لیکے جانب لشکر ساریق روانہ ہوے یہ
خبر ہرکارون نے ساریق کو دی کہ دو سردار لشکر اسلام سے اس طرف آتے ہین جنمین ایک وہ شخص
ہی جو نقیب قدرت کہلاتا تھا اور ایک سردار کا نام نہنگ ہی یہ سُنکے طوفان دریاموج کا دل
بیتاب ہوا ساریق نے اپنے سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا مگر ڈنگل نہ بچھوا سکے جسوقت
یہ دونون داخل بارگاہ ہوے تو طوفان دریاموج بھی برہوت رعدآواز کی تعظیم کو اُٹھا
اور نہنگ دوڑ کے اپنے باپ سے لپٹ گیا طوفان دریاموج نے فرزند کو سینے سے لگایا
اور سب سردار آکر اپنے اپنے ڈنگل پر بیٹھ گئے برہوت رعدآواز نے دیکھا کہ کوئی ڈنگل خالی
نہین ہی مین کہان بیٹھونگا اور نہنگ کہان بیٹھے گا بس جو دو سردار برابر طوفان دریاموج کے
بیٹھے تھے نام ایک کا سوجان شیر صولت اور دوسرے کا نام ہیجان شیر صولت تھا ان دونون
سے برہوت رعدآواز نے کہا کہ جاکر ہمارے ساتھ کے سوارون سے کہدو کہ ہم ذرا یہان زیادہ
بیٹھینگے تم پلٹ جاؤ یہ دونون سادگی کے ساتھ اُٹھ کر دروازہ بارگاہ کی طرف گئے یہان ایک ڈنگل پر
برہوت رعدآواز بیٹھ گیا اور دوسرے ڈنگل پر ہاتھ پکڑ کے نہنگ کو بٹھا لیا طوفان
دریاموج سے ساریق نے شکایت کی کہ یہ دونون مجھ سے برگشتہ ہو کر میرے دشمن کے شریک
ہوے برہوت کو مین نے نقیب قدرت کا خطاب دیا بعد تمھارے فوج کا سالار کیا مگر اسنے
بھی مجھ سے روگردانی کی اور تمھارا فرزند بھی برگشتہ ہو گیا طوفان دریاموج نے کہا کہ بہادرون کا
شیوہ یہی ہی کہ جس سے زیر ہوے اُسکی اطاعت کی اب اگر مین زندہ ہون تو ان سبکو زیر کر کے
پھر اپنا مطیع بناؤنگا جو میرا مطیع ہوا وہ آپکی اطاعت کریگا بعد اسکے برہوت رعدآواز سے
کہا کہ تم کہان آئے برہوت رعدآواز نے کہا کہ تمکو اک مدت سے نہ دیکھا تھا تمھاری خبر سنکے دیکھنے
کو جی چاہا اسکے سوا اور کوئی غرض نہ تھی طوفان دریاموج نے کہا کہ اے برہوت رعدآواز
مین نے سنا ہی کہ آج کل لشکر اسلام مین بچے بچے ہین جسقدر بوڑھے تھے وہ سب خانہ کعبہ کو
چلے گئے کوئی ہمارا ہمسن بچا ہی برہوت رعدآواز نے کہا کہ ہان دو شاہزادے ایک کا نام
آفتاب انجم طلعت اور دوسرے کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ ہی اسکے علاوہ سب نوجوان ہین
اور صاحبقران تک نوعمر ہین اور مین جسکا غلام ہون وہ تو سب سے کمسن ہی جسوقت اُسنے مجھکو
اور تمھارے فرزند کو زیر کیا ہی تو سن اُسکا بارہ تیرہ برس سے زیادہ نہوگا یہ سُنکے طوفان دریاموج
کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ ہم بھی اس لڑکے کو دیکھنا چاہتے ہین برہوت رعدآواز نے کہا
کہ اس شہریار کا دیدار اب ممکن نہین اسلیے کہ کل کی میدانداری مین وہ بھی اسیر ہوا ایک ساحر
طلسم زلزلہ سے آیا تھا وہ چند سرداران نامی کو لشکر اسلام سے گرفتار کر کے چلا گیا اب شاہزادہ
طیمور شیر پرور سے سوا طلسم زلزلہ کے ملاقات نہوگی کہا خیر دیکھا جائیگا بعد کچھ دیر کے نہنگ
بن طوفان اپنے باپ سے رخصت ہوا طوفان دریاموج نے کہا کہ اے فرزند یہ معاملہ جنگ کا
ہی جنگ دوسرا اور شاید مین اس لڑائی مین مارا جاؤن تو مین تجھ سے کہے دیتا ہون کہ ایک
بہن تیری بیاہنے کے قابل ہی اور مہابل گنج ابرو کے بطن سے ہی نام اُسکا ماہیان زرہ پوش
ہی اُسنے سحر و ساحری کو خود بھی پسند نہین کیا اور مین نے بھی اُسے ساحرہ ہونے کی آفت سے

بجا لایا ہان فن سپہگری کو خوب جانتی ہو اسکا خیال رکھنا نہنگ بن طوفان معہ بہوت
رعد آواز رخصت ہوکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور آکر تمام کیفیت ملاقات صاحبقران
عالی شان سے بیان کی صاحبقران کو اور بھی اشتیاق طوفان دریا موج کا ہوا جب شام ہوئی
تو سارلیق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی
جبر ائیر کشتو رگیر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے اب تمام اہل اسلام نے طوفان دریا موج
کو دیکھا اور طوفان دریا موج نے اہل اسلام کو دیکھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت
نقیب نیب و یکر نکل گئے تو طوفان دریا موج نے مرکب کو آگے بڑھایا اور سامنے تخت سارلیق
کے آکر اجازت مانگی سارلیق نے اجازت دی طوفان دریا موج میدان مین آیا مہر آ یا میدان
کا دکھایا نیزے کے ہاتھ اس خوبصورتی سے نکالے کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے کہ اتنے بڑے
تن و توش پر پھرتی سے مرکب پھرتا ہی جب غرق خوی ہولیا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ یا امیر جبکو میرے مقابلے کے واسطے بھیجئے تن کا لحاظ رکھیے اسلیے کہ بچون سے
لڑتے مجھے شرم آتی ہی اس وقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ آصف انجم طلعت نے
مرکب کو بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
نگہبان ہی آصف انجم طلعت سلام رخصت کرکے راہی میدان کارزار ہوے جسوقت طوفان
دریا موج نے آصف انجم طلعت کو دیکھا پوچھا کہ آپ صاحبقران سے کیا قرابت رکھتے مین فرمایا
کہ مین صاحبقران کا بھائی ہون اور پوتا ہون گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا یہ سنکے طوفان
دریا موج نے کہا کہ آپ ابتدا کیجئے گا مین کرون فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہین ہی تم اپنا وار کرو
اگر خداوند عالم تمھارے حربہ سے بچائے گا تو خیر دیکھا جائے گا یہ سنکے طوفان دریا موج
نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ ہوشیار رہیے گا اور سینے پر وار کیا آصف انجم طلعت نے
نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین دیر تک رد و بدل رہی کوئی ڈیڑہ سو طعن کے بعد
آصف انجم طلعت نے سنان نیزہ نکال دی طوفان دریا موج نے ڈانڈ پر ڈانڈا اس
زور سے ماری کہ دونون ڈانڈین ٹوٹ گئین اب اسنے آرا لے ہوے اپنا گرز لیا اور سر پر حریف
دیکر سر آصف انجم طلعت کے وار کیا آصف انجم طلعت نے اپنی گرز کو اٹھا کر سپرہ
کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا آگ تڑاقا ہوا شعلہ فلک کو
نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تھی گرد و غبار بلند ہوا طوفان دریا موج ضرب لگا کر
ابلگ ہٹا اس طرف سے صاحبقران نے لشکر عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیفور بادیہ گرد
نے آکر گرد کو پانی کے چھینٹے دے کر بٹھا لا آصف انجم طلعت نے مرکب کے نکالنے
کا قصد کیا تھا دیکھا کہ مرکب شکست ہو گیا ہی بس کود کے مرکب سے تلوار کھینچی طوفان نے جلدی
سے زین خالی کی اور کہا کہ کیا ارادہ ہی ابھی آصف انجم طلعت طوفان دریا موج سے دست
و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی سرداران لشکر قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی
رہی تمام رات کشتی رہی قضا کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤن آصف انجم طلعت کا
موش خانہ مین جاکر ٹوٹا دفعتاً ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا ہو گیا رنگ زرد ہو گیا پوچھا طوفان

دریاموج نے کہ کیا حالت ہے فرمایا میرا پانون ٹوٹ گیا ہے طوفان دریلج چھوڑ کے علیحدہ کھڑا ہو گیا اور
کہا کہ جب آپ کو صحت ہو لیگی اُس وقت مقابلہ کیجیے گا اہل اسلام آصف انجم طلعت کو اُٹھا لے گئے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے طوفان دریاموج نے ایک روز آرام لیکر پھر
طبل جنگ بجوا دیا لشکر صاحبقران مین نقارۂ رزمی بجا صبح کو طوفان دریاموج میدان مین
آکر پھر مبارز طلب ہوا آج شاہزادۂ شہنشاہ گوہر کلاہ کی فوج علم جلوہ گری پر آئی اور انھون
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آکر سلام رخصت کیا بادشاہ اسلام نے اجازت دی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے سامنے طوفان دریاموج کے آکر اپنا حسب و نسب بیان کیا بعد گفتگو نوبت
نیزہ بازی کی آئی کام نہ نکلا آخر طوفان دریاموج نے گرز مارا اُنکا بھی مرکب مارا گیا دوسرا مرکب
طلب کر کے اُنھون نے ضرب لگائی طوفان دریاموج کا گرگدن بھی کام آیا اسنے بھی دوسرا
مرکب منگایا نوبت شمشیر زنی کی آئی طوفان نے تیغہ آبدار کا مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سپر کو چہرہ
کی پناہ تیغہ لنگر دار تھا سپر کٹی تیغہ خود پر بیٹھا طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا دوابرو اُتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو لوگ
اُٹھا کے لے گئے بعد انکے اور سردارون نے مقابلہ کیا دن بھر بائیس سردار ہاتھ سے طوفان دریاموج
کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے سارق طوفان
دریاموج پر سے زر نثار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اُدھر صاحبقران طوفان دریاموج کی تعریفین
کرتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے وہان طوفان نے لباس رزم اُتارا پوشاک بزم
پہنی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا جب صبح ہوئی تو پھر دونون طرف
کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نقیب
دے کر میدان سے نکل گئے تو جانب صحرا سے گرد اُڑی اور اک نقابدار صندلی پوش پیدا ہوا
اور میدان مین آکر پکارا کہ ای گروہ خداپرستان مین تمھارے مقابلہ کو آیا ہون یہ سن کے نہنگ
بن طوفان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار
نوبت نیزہ بازی کی آئی ہر چند نہنگ بن طوفان نے کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے
نکال دون ممکن نہوا آخر سنانین نیزون کی بیکار ہو گئین اُس وقت نقابدار نے تلوار ماری نہنگ
نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کھینچ لون نقابدار نے بھی گریبان پکڑ لیا کشتی ہونے لگی
دونون جانب کے سردار قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے نقابدار سے تین شبانہ روز کشتی
رہی چوتھے دن نہنگ بن طوفان نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور
نقاب نوچ کے دیکھا کہ اک کمسن عورت ہے نہایت حسین نہنگ بن طوفان محو حیرت ہو گیا
اور طوفان دریاموج بسبب شرم کے غرق عرق ہو گیا کوڑا لیکے اُٹھا کہ او شوخ دیدہ اب تونے
یہان تک دستہ بر کمر باندھی ہماری زندگی مین تیری یہ حالت ہے جب نہنگ کو معلوم ہوا کہ یہ میری بہن ہے
تو یہ بیچ مین آگیا اُدھر ماہیان زرہ پوش نے نقاب اپنے چہرہ کی درست کی اور بیٹھ کے پشت مرکب
جانب صحرا روانہ ہو گئی یہان طوفان دریاموج میدان سے پھر گیا اور بسبب شرمندگی کے طبل
جنگ نہین بجوایا لیکن جسوقت سے نظر صاحبقران کی ماہیان زرہ پوش پر پڑی ہے عجیب حالت ہے

بس یہ تھا کہ ساتھ ساتھ اسکے چلے جاتے اور طوفان و دریاموج کو اتفاق سے تب آگئی یہ نجائین
بیہوش تھا سختگان نے سارق سے کہا کہ تیرے جنکا برا بہرو ساتھا وہ تو بیمار ہین خدا جانے کب
اچھے ہون علاوہ اسکے تیور طوفان و دریاموج کے بتاتے ہین کہ یہ بھی دین اسلام اختیار کرے گا
بیٹا تو اسکا مسلمان ہو ہی چکا ہی بس اب جل چلاؤ کا سامان ہے تیجے سارق بھی اسکے بہرکانے مین
آگیا رات کو اپنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ آج خزانہ غلطان شاہ کا لوٹ کے قبضہ مین کرو
اور طلسم زلزلہ کی راہ لو جب آدھی رات گذری تو سرداران سارق نے شبخون مارا خزانہ لوٹ
کے قبضہ مین کیا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگئے یہان تمام رات آپس مین تلوار چلی جب
صبح ہوئی تو دیکھا کہ نہ سارق ہی نہ لشکر سارق ہی خزانہ بھی لٹ گیا بہت سے لوگ غلطان
در در گوش کے مارے گئے جس وقت یہ خبر طوفان دریاموج کو معلوم ہوئی تو اسکو سارق
کے نام سے نفرت ہوگئی کہ اسنے یہ کیا حرکت کی او غلطان در در گوش بھی دل مین بہت
پچھتایا کہ مین نے اس بھگوڑے کو کیون پناہ دی یہ تو ڈاکو ہو گیا بس رومال سے ہاتھ باندھ
کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور ساری واردات بیان کی صاحبقران نے خطا اسکی معاف
کی اور فرمایا کہ طوفان دریاموج کہان ہی غلطان شاہ نے عرض کی کہ بیمار ہی فرمایا مین اسکی
عیادت کو چلونگا ہمراہ صاحبقران کے بہت سے سردار تھے جس مقام پر طوفان تھا وہان
آئے طوفان دریاموج متحیر ہوا صاحبقران سے اپنی حالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ ای
طوفان دریاموج تم بڑے بہادر تھے چونکہ اب تمہی بھی تعاقب مین سارق کے جانا
ہی اور تم علیل ہو لہذا جب صحت ہووے تو طلسم زلزلہ پر آنا وہان ہمارے تمہارے مقابلہ
ہوجائیگا طوفان نے منظور کیا اور باغ مہلیل پیچ ابرو کی طرف روانہ ہوا صاحبقران
کوچ کرکے طرف طلسم زلزلہ کے چلتے ہین اور آگے دیکھیے کیا ہو

تمت

خاتمہ الطبع از کارپردازان مطبع

شکر لاتعد ولا تحصے اُس رب حقیقی و مالک تحقیقی کا جسکے افضال بیحد و عنایات لاتعد سے یہ عجوبہ بزم عالم
کتم عدم سے عالم شہود مین آیا اور درود نامحدود سرور کائنات افتخار موجودات جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم پر کہ جنکی ہدایت سے بے انتہا مخلوق نے نور ایمان کا شرف پایا بعد حمد
و نعت شائقین با تمکین و ناظرین قصص رنگین کی خدمت مین یہ مژدہ فرحت افزا سنایا جاتا ہی
کہ کتاب لاجواب گلستان باختر جلد دوم جسکا سلسلہ بیان دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم سے
ملحق ہی جسمین متعدد داستانین رنگین و سوانحات جدید دلنشین مندرج ہین جسکا اشتیاق عرصہ سے ناظرین
و شائقین قصص عجیب و حکایات لطیف کو مکنون خاطر تھا جسکے دریافت حال طبع کی نسبت صدہا خطوط
مطبع موصول ہوئے چنانچہ حسب ایماے مرجع اہل کمال منبع جود و نوال جناب منشی پراگ نراین صاحب
مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور و الہ آباد وغیرہ از تالیفات داستان گوے شیرین
زبان و قصہ خوان فصیح البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوے لکھنوی دبہ تصحیح

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ملازم قدیم مطبع مرتب ہوکر بماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ء لباس طبع سے مزین ہوکر
سرمۂ چشم انتظار ناظرین باتمکین و شائقین قصص رنگین و نگارین ہوئی بمنہ وکرمہ فقط

اعلان

نام کتاب	قیمت
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	عہ ر پ
ایضاً جلد دوم۔	عہ ر
ایضاً۔ جلد سوم۔	عما ر پ
طلسم زعفران زار۔ جدید التصنیف	
وجدید الطبع دو جلدین بحسب تفصیل ذیل	سے ر پ
جلد اول۔	عہ ر
جلد دوم۔	عہ ر
قصۂ گلک ورستہ حصہ [illegible]	عہ ر
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ "	۲ ر
پیر نابالغ دو حصہ "	۱ ر پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ "	عہ ر پ
کلج کامیابی۔ "	۱ ر پ
سوانح عمری شیطان "	عہ ر پ
الف لیلہ و دینازاد جلد اول۔	عہ ر پ
شبستان حیرت۔	عہ ر
اخوان الصفا۔ اُردو چھاپہ جیب [illegible]	عہ ر پ
ترجمہ اُردو اخوان کردہ [illegible]	
عجیب نہایت دلچسپ ناول قابل دید	
ہر مطبوعہ خیر	
ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر چہار	۱۱ ر پ
دفتر مسلسل ہشت جلد مترجمہ مولوی	
عبداللہ و نظر ثانی کردہ مولوی سید	
تصدق حسین صاحب رضوی۔	عہ ر ۴ آ
بوستان خیال مصنفہ محمد تقی خان	
جنکو میر تقی خیال بھی کہتے ہیں باشندہ	
گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ	
بادشاہ دہلی میں وارد ہوئے ان کو	
قصہ گوئی سے بہت شوق تھا ان کے	
ہمسایہ میں داستان امیر حمزہ بیان ہوا	
کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انہوں	
نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف	
کرکے اس مجلس میں سنائے لوگوں نے	

نام کتاب	قیمت
بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی	
شہرت ہوئی دربار شاہی میں طلب کیے	
گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے	
اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام	
اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا کتاب	
دربار شاہی میں ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن	
چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ	
ترقی اُردو کے مثل کے اسکا رواج جاتا	
رہا اس زمانہ میں کہ فارسی کا رواج	
کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو	
میں شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان جلدوں	
کے ترجمے اور طبع میں کارخانہ نے جو صرف	
کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی میں	
خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر	
چند جلدوں کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے	
کرتے انکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب	
کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہیں لیکن اردو	
میں دو دو جلد کا ترجمہ ایک ایک جلد میں	
کیا ہے لہذا اُردو کی نو جلدیں بہ تفصیل ذیل ہیں	
(۱) جلد مہدی نامہ۔	للعہ پ
(۲) جلد دوم حدائق الانظار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ پ
(۳) جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے ر پ ۴ ر
(۴) جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	عہ ر پ
(۵) جلد مطلع الانوار۔	سے ر پ
(۶) جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ ر پ
(۷) جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
(۸) جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
(۹) جلد تفریح الاحرار ترجمہ معزالدین نامہ۔	۱۲ ر پ
الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم میں مشہور افسانہ	
ہزار و ایک رات کا عربی میں تھا اسکا ترجمہ	
اردو میں بجناب مطبع منشی طوطا رام شایان	
مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی	

نام کتاب	قیمت
محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد کاغذ سفید وحنائی۔	عہ ر پ
فسانۂ عجائب جلی قلم۔ باتصویر بعبارت رنگین ونمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ر پ
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	۷ر پ
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ [illegible] کاغذ سفید۔	۲۴ر پ
قصۂ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ر پ
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید	۲ر پ
جادۂ تسخیر۔ قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	عہ ر پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ باتصویر از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۱۱ر
ایضاً۔ بلاتصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۳ر
سرور سخن۔ باتصویر جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵ر ۳/۹
ایضاً۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا۔	۴ر ۳/۹
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون۔	۵ر
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر	۳ر
ایضاً۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا۔	۲ر ۳/۹
لطائف الظرفاء۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب حسین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ ظرافت آمیز لطیفے ہیں۔	۳ر پ
روح الظرفاء۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب حسین ۱۵ عمدہ عمدہ حکایات مع نتائج [illegible] ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے۔	۲ر پ

نام کتاب	قیمت
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۱ر
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔	۲ر ۳/۹
ایضاً۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا۔	۵ر
معقول جفا معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔	۱ر ۳/۹
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱ر ۳/۹
بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔	عہ ر
سیر باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم	۳ر ۳/۹
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان [illegible] فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم [illegible] ہر دو [illegible] شدہ۔	۱ر
فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین۔	عہ ر
قصہ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ متخلص بہ تسکین	۶ پائی
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر ۳/۹
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	۵ر
سنگھاسن بتیسی۔ قصہ مشہور۔	۳ر ۳/۹
ناٹک نل دمینتی مؤلفہ منشی بینا پرشاد	۲ر ۳/۹
قصہ [illegible]	۹ پائی
بیتال پچیسی باتصویر قصہ مشہور۔	۳ر
گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔	۳ر
ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمہ مسٹر ہنری فانشم صاحب کاغذ سفید چکنا۔	۵ر
نورتن۔ قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۵ر ۳/۹
قصہ اگر گل۔ قصہ مشہور۔	عہ
سیر معقول یعنی فسانہ نادر از مولوی سید غلام حیدر خان بہادر۔	۱ر ۳/۹
قصہ گوپی چند بھرتری۔	۹ پائی

